وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ [illegible]

ترجمہ: اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا [illegible]

گوئے توفیق و سعادت در میان افگنده اند

کس بہ میدان در نمی آید سواران را [illegible]

ترجمہ: توفیق و سعادت کا گیند درمیان میں پڑا ہے، کوئی بھی میدان میں نہیں آتا [illegible]

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران

ترجمہ: یہ بڑا اچھا طریقہ ہے کہ دوستوں کا راز دوسروں کی بات میں ڈال کر بیان کر دیا جائے

عمدۃ المقامات

مع

عمدۃ الجوابات

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ پر کئے

اعتراضات کے جوابات

جلد پنجم

از

ناشر

مجلس شوریٰ مجدد الف ثانی ٹرسٹ تبلیغ صوفیاء دعوت الی اللہ

زیر سرپرستی

حضرت اقدس مطلق

نقشبندی مجددی

سیفی حنفی مدظلہ العالی

دبیر طریقت

دبیر شریعت

ناشر الحق

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

ترجمہ: اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا

گوئے توفیق و سعادت درمیان افگندہ اند کس بہ میدان در نمی آید سواران را چہ شد

ترجمہ: توفیق وسعادت کا گیند درمیان میں پڑا ہے، کوئی بھی میدان میں نہیں آتا سواروں کو کیا ہوا ہے

خوشتر آن باشد کہ سرّ دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران

ترجمہ: یہ بڑا اچھا طریقہ ہے کہ دوستوں کا راز، دوسروں کی بات میں ڈال کر بیان کر دیا جائے

عُمدۃُ المقامات

مع

عُمدۃُ الجوابات

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ سیفیہ پر کیے گئے

اعتراضات کے جوابات

جلد پنجم

از

مجلس شوریٰ مجدّد الف ثانی ٹرسٹ

ناشر

تبلیغ صوفیاء دعوت الیٰ الخیر

زیر سرپرستی

حضرت اقدس مطلق خلیفہ پیر طریقت رہبر شریعت

نثار الحق نقشبندی مجددی سیفی حنفی مدظلہ العالی

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں:

نام کتاب	:	عمدۃ المقامات مع عمدۃ الجوابات
از	:	مجلس شوریٰ مجدّد الف ثانی ٹرسٹ
جلد	:	پنجم
اشاعت بارِ اوّل	:	جون 2015ء
تعداد	:	1100
صفحات	:	848
ناشر	:	تبلیغ صوفیاء دعوت الیٰ الخیر
باہتمام	:	مجدد الف ثانی ویلفیئر ٹرسٹ

297-4
ف 67 ع
140219
راجلد

قارئین کرام متوجہ ہوں

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کے کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط ہو، پھر بھی اگر کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں ازالہ کیا جاسکے۔
نشاندہی کے لیے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے (ادارہ)

کتاب ملنے کا پتہ:

مرکزی خانقاہ شریف

اورنگی ٹاؤن سیکٹر 4F مومن آباد روڈ مجاہد کالونی نزد فٹبال گراؤنڈ کراچی 41

021-36740009,0300-2230155,0333-2331084,0322-3852618

اجمالی فہرست

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
*	باب نمبر ۷۵	۱
	تکرار سورت بدعت۔	
*	باب نمبر ۷۶	۷
	حضور سیّدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کا سفرِ حج۔	
*	باب نمبر ۷۷	۹
	مردوں کے لئے ایصال ثواب۔	
*	باب نمبر ۷۸	۲۶
	ذکر بالجہر ممنوع و بدعت۔	
*	باب نمبر ۷۹	۵۱
	ندائے یارسول اللہ اور یاغوث الاعظم شرک ہے۔	
*	باب نمبر ۸۰	۸۹
	سوال: (۱۹۴) ہدیہ لینے پر منکرین کا اعتراض۔	
*	باب نمبر ۸۱	۱۰۵
	سوال: (۱۹۵) دیوبندیوں کے مولانا محمد الیاس گھمن نے بطورِ اعتراض لکھا۔	

*	باب نمبر ۸۲	۱۱۰
	زیادہ بیویاں	
*	باب نمبر ۸۳	۱۱۸
	نکاح اسرارِ نبوت۔	
*	باب نمبر ۸۴	۱۲۷
	کھانا۔	
*	باب نمبر ۸۵	۱۳۹
	سوال: (۱۹۸) سیّدہ کا غیر سیّد سے نکاح کرنا جائز ہے۔	
*	باب نمبر ۸۶	۱۴۵
	خوابوں بیان۔	
*	باب نمبر ۸۷	۲۰۳
	دنیا میں ولیوں کی صف میں قیامت میں نبیوں کی صف میں۔	
*	باب نمبر ۸۸	۲۱۱
	ذرا ایمان سے بتاؤ مولانا محمد بشیر القادری (الفتنۃ الشدیدۃ) کس کی کتاب ہے۔ قاری علامہ اظہری ضلع اٹک حضرو چچھ کی یا تمہاری؟	
*	باب نمبر ۸۹	۲۱۳
	تذکرہ سیرت حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ	
*	منقبت درشان: قیوم زمان حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب پیر ارچی رحمۃ اللہ علیہ	۳۳۱
*	شجرہ شریف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ، معصومیہ، شمسیہ، مولویہ، ھاشمیہ، سیفیہ، (قدس اللہ سرہم)	۳۳۵
*	اعتراضات پر شائع ہونے والی کتابوں، فتوی جات اور اشتہارات کے عکس	۳۳۷
*	فرقہ سیفیہ کا تحقیقی جائزہ مؤلف: محمد الیاس گھمن	۳۳۹

*	تبلیغ جماعت کے خلاف پیر محمد چشتی کا فتویٰ	۴۶۶
*	پیر محمد چشتی کا خط بنام پیر سیف الرحمٰن	۴۸۶
*	الجراحات علی المزخرفات (یعنی پیر اخندزادہ سیف الرحمٰن کے دجل وفریب کا آپریشن) مؤلف: پیر محمد چشتی	۴۸۹
*	الفتنۃ الشدیدۃ مؤلف: بشیر القادری، اصل مصنف مولانا محمد اظہر اظہری چھاچھی والا	۵۷۰
*	خطرہ کا سائرن مؤلف: ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی	۶۶۳
*	تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر (مخصوص متعلقہ صفحات) مؤلف: ابومقداد عبدالمقدس جلبیؔ	۷۳۰
*	اعتراضات پر اشتہارات	۷۸۶
*	اعتراضات پر فتویٰ جات	۷۹۰
*	شرعی بورڈ کا فیصلہ جات از: اہلسنت وجماعت	۸۱۱
*	اصول تکفیر (مخصوص متعلقہ صفحات) مؤلف: پیر محمد چشتی	۸۱۴
*	**تفصیلی فہرست**	۸۲۲


الذين قالوا إن الله فقير ونحن أغنياء
سنكتب ما قالوا وقتلهم الأنبياء بغير حق
فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون

باب نمبر ۷۵

تکرار سورت بدعت

سوال: (۱۷۲) بطورِ سوال: دیوبندیوں کے مولانا عبدالقدوس جلبی وال نے لکھا:

اس ختم محدث میں ایک عمل اور بھی ہے جو بدعت ہے۔ اس میں سورۂ فاتحہ سات مرتبہ، سورۂ الم نشرح ۹ مرتبہ اور سورۂ اخلاص ۱۰۰۰ مرتبہ ہیں اس طرح سورۃ القریش ۵۰۰ مرتبہ ہے۔

یہ تکرار بدعت ہے۔ سلف صالحین میں سے کسی سے ثابت نہیں

حضرت حذیفہ بن یمان فرماتے ہیں:

کل عبادۃ لم یتعبدھا اصحاب رسول اللہ ﷺ فلا تتعبدوھا فان الاول لم یترک للاخر مقالا (الاعتصام الحوادث والبدع ص ۲۹۷، ۲۹۸ للطرطوشی)

ہر عبادت جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے نہیں کی ہو۔ سو وہ عبادت نہ کیا جائے کیونکہ پہلے والوں نے بعد والوں کے لئے بات کرنے کا موقع نہیں دیا ہے۔

(تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر، ص، ۱۸۳)

الجواب:

مفسر قرآن علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری، قرطبی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۱ ھ، لکھتے ہیں:

الثَّانِيَة: رَوَى مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ، وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِي صَلَاتِهِمْ، فَيَخْتِمُ بِ (قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ)، فلما رجعوا ذكروا ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال: [سلوه لاي شي يَصْنَعُ ذَلِكَ]؟ فَسَأَلُوهُ فَقَالَ: لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمنِ، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: [أَخبروه أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يحبُّهُ]. وَرَوَى الترمذيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَؤُمُّهُمْ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ، وَكَانَ كُلَّمَا افْتَتَحَ سُورَةً يَقْرَؤُهَا لَهُمْ فِي الصَّلَاةِ فَقَرَأَ بِهَا، افْتَتَحَ بِ (قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ)، حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا، ثُمَّ يَقْرَأُ بِسُورَةٍ أُخْرَى مَعَهَا، وَكَانَ يَصْنَعُ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، فَكَلَّمَهُ أَصْحَابُهُ، فَقَالُوا: إِنَّكَ تَقْرَأُ بِهَذِهِ السُّورَةِ، ثُمَّ لَا تَرَى أَنَّهَا تُجْزِيكَ حَتَّى تَقْرَأَ بِسُورَةٍ أُخْرَى، فَإِمَّا أَنْ تَقْرَأَ بِهَا، وَإِمَّا أَنْ تَدَعَهَا وَتَقْرَأَ بِسُورَةٍ أُخْرَى؟ قَالَ: مَا أَنَا بِتَارِكِهَا وَإِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ أَؤُمَّكُمْ بِهَا فَعَلْتُ، وَإِنْ كَرِهْتُمْ تَرَكْتُكُمْ، وَكَانُوا يَرَوْنَهُ أَفْضَلَهُمْ، وَكَرِهُوا أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ، فَلَمَّا أَتَاهُمُ

النَّبِيُّ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخبروهُ الخبر، فَقَالَ: [يَا فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ مما يَأْمُر بِهِ أَصْحَابَكَ؟ وَمَا يحمِلُكَ أَنْ تَقْرَأَ هَذِهِ السُّورَةَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ [؟ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِي أُحِبُّهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: [إِنَّ حُبَّهَا أَدْخَلَكَ الجَنَّةَ [. قَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. قَالَ ابْنُ الْعَرَبِي: فَكَانَ هَذَا دَلِيلًا عَلَى أَنَّهُ يجوزُ تكْرَارُ سُورَةٍ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ. وَقَدْ رَأَيْتُ عَلَى بَابِ الْأَسْبَاطِ فِيمَا يُقَرِّبُ مِنْهُ، إِمَامًا مِنْ جملَةِ الثَّمَانِيَةِ وَالْعِشْرِينَ إِمَامًا، كَانَ يُصَلِي فِيهِ التَرَاوِيحَ فِي رَمَضَانَ بِالْأَتْرَاكِ، فَيَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ (الحمدُ لِلهِ) و (قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ) حَتَّى يَتِمَّ التَرَاوِيحَ، تَخْفِيفًا عَلَيْهِ، وَرَغْبَةً فِي فَضْلِهَا۔

ترجمہ: مسئلہ نمبر ۲: امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو ایک چھوٹے لشکر میں روانہ کیا وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھایا کرتا تھا اور قراءت کا اختتام سورۂ **قل ھو اللہ احد** پر کیا کرتا تھا۔ جب وہ صحابہ واپس آئے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے پوچھو وہ کس وجہ سے یہ کام کیا کرتا تھا''؟ صحابہ نے پوچھا تو اس نے بتایا: یہ سورۃ رحمٰن کی صفت ہے میں اسے پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے بتادو اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے''۔

امام ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک انصاری مسجد قبا میں ان کو نماز پڑھایا کرتا تھا اس کا آغاز **قل ھو اللہ احد** سے کرتا یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوتا پھر اس کے ساتھ کوئی دوسری سورت پڑھتا وہ ہر رکعت میں ایسا کیا کرتا تھا اس کے ساتھیوں نے اس سے گفتگو کی انہوں نے اس سے کہا: تو یہ سورت پڑھتا ہے پھر تو نہیں دیکھتا کہ یہ چیز تیرے لئے کافی ہے یہاں تک کہ تو کوئی اور سورت پڑھتا ہے یا تو اسی سورت کو پڑھا کر یا اسے چھوڑ دے اور کوئی اور سورت پڑھ لیا کر؟ اس نے کہا: جہاں تک میرا تعلق ہے میں اسے چھوڑنے والا نہیں اگر تم پسند کرو کہ میں اس کے ساتھ تمہاری امامت کراؤں تو میں ایسا کروں گا اگر تم ناپسند کرو تو میں تمہاری امامت کرنا چھوڑ دوں گا۔ وہ سب اسے اپنے سے افضل خیال کرتے تھے اور یہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی اور ان کی امامت کرائے۔ جب نبی کریم ﷺ ان کے پاس آئے تو صحابہ نے سب خبر عرض کی حضور ﷺ نے پوچھا: ''اے فلاں! تیرے ساتھی تجھے جو کہتے ہیں اس سے تمہیں کیا چیز روکتی ہے اور تجھے کیا چیز اس امر پر برانگیختہ کرتی ہے کہ تو یہی پڑھے؟'' اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں اسے پسند کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس کی محبت تجھے جنت میں داخل کردے گی''۔ کہا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

ابن عربی نے کہا: یہ اس امر پر دلیل ہے کہ ہر رکعت میں ایک سورت کا تکرار جائز ہے۔ میں نے اسباط کے مقام پر اٹھائیس اماموں میں سے ایک امام دیکھا جو ترکوں کو رمضان شریف میں نماز تراویح پڑھایا کرتا تھا وہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھا کرتا تھا یہاں تک کہ تراویح مکمل کردیتا مقصود ان پر تخفیف اور اس کی فضیلت میں رغبت تھی۔

(تفسیر القرطبی، سورۃ الاخلاص، تحت الآیۃ: ۴، ج، ۲۰، ص، ۱۶۹، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

مفسر قرآن علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری، قرطبی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۱، ھ، لکھتے ہیں:

الثَّالِثَةُ: رَوَى التِرمِذِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَقْبَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ (قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ)، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وَجَبَتْ). قُلْتُ: وَمَا وَجَبَتْ؟ قَالَ: الجَنَّةُ. قَالَ: هذا حديث حسن صحيح .قال الترمذي: حَدَّثَنَا محمَّد

بْنُ مَرْزُوقٍ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ مَيْمُونٍ أَبُو سَهْلٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِي عن أنس ابن مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: [مَنْ قَرَأَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَتَيْ مَرَّةٍ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، مُحِيَ عَنْهُ ذُنُوبُ خَمْسِينَ سَنَةً، إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَلَيْهِ دَيْنٌ]. وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنَامَ عَلَى فِرَاشِهِ، فَنَامَ عَلَى يَمِينِهِ، ثُمَّ قَرَأَ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) مِائَةَ مَرَّةٍ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يَقُولُ الرَّبُّ: يَا عَبْدِي، ادْخُلْ عَلَى يَمِينِكَ الْجَنَّةَ). قَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ. وَفِي مُسْنَدِ أَبِي مُحَمَّدٍ الدَّارِمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: [مَنْ قَرَأَ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) خَمْسِينَ مَرَّةً، غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُ خَمْسِينَ سَنَةً] [قَالَ: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عَقِيلٍ: أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: [مَنْ قَرَأَ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) عَشْرَةَ مَرَّاتٍ بُنِيَ لَهُ قَصْرٌ فِي الْجَنَّةِ. وَمَنْ قَرَأَهَا عِشْرِينَ مَرَّةً بُنِيَ لَهُ بِهَا قَصْرَانِ فِي الْجَنَّةِ. وَمَنْ قَرَأَهَا ثَلَاثِينَ مَرَّةً بُنِيَ لَهُ بِهَا ثَلَاثَةُ قُصُورٍ فِي الْجَنَّةِ]. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ إِذًا لَنُكْثِرَنَّ قُصُورَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: [اللهُ أَوْسَعُ مِنْ ذَلِكَ [قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ، وَزَعَمُوا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْأَبْدَالِ. وَذَكَرَ أَبُو نُعَيْمٍ الْحَافِظُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الْعَلَاءِ يَزِيدَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: [مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فِي مَرَضِهِ الَّذِي يَمُوتُ فِيهِ، لَمْ يُفْتَنْ فِي قَبْرِهِ. وَأَمِنَ مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ. وَحَمَلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَكُفِّهَا، حَتَّى تُجِيزَهُ مِنَ الصِّرَاطِ إِلَى الْجَنَّةِ]. قَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ، تَفَرَّدَ بِهِ نَصْرُ بْنُ حَمَّادٍ الْبَجَلِيُّ. وَذَكَرَ أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ ابن ثَابِتٍ الْحَافِظُ عَنْ عِيسَى بْنِ أَبِي فَاطِمَةَ الرَّازِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ يَقُولُ: إِذَا نَقِسَ بِالنَّاقُوسِ اشْتَدَّ غَضَبُ الرَّحْمَنِ، فَتَنْزِلُ الْمَلَائِكَةُ، فَيَأْخُذُونَ بِأَقْطَارِ الْأَرْضِ، فَلَا يَزَالُونَ يَقْرَءُونَ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) حَتَّى يَسْكُنَ غَضَبُهُ عز وجل. وَخَرَجَ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْجَنَدِيِّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ دَخَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْمَسْجِدَ، فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) خَمْسِينَ مَرَّةً فَذَلِكَ مِائَتَا مَرَّةٍ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ، لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَرَى مَنْزِلَهُ فِي الْجَنَّةِ أَوْ يُرَى لَهُ]. وَقَالَ أَبُو عُمَرَ مَوْلَى جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِي، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: [مَنْ قَرَأَ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) حِينَ يَدْخُلُ مَنْزِلَهُ، نَفَتِ الْفَقْرَ عَنْ أَهْلِ ذَلِكَ الْمَنْزِلِ وَعَنِ الْجِيرَانِ. وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: [مَنْ قَرَأَ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) مَرَّةً بُورِكَ عَلَيْهِ، وَمَنْ قَرَأَهَا مَرَّتَيْنِ بُورِكَ عَلَيْهِ وَعَلَى أَهْلِهِ، وَمَنْ قَرَأَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بُورِكَ عَلَيْهِ وَعَلَى جَمِيعِ جِيرَانِهِ، وَمَنْ قَرَأَهَا اثْنَتَيْ عَشْرَةَ بَنَى اللَّهُ لَهُ اثْنَيْ عَشَرَ قَصْرًا فِي الْجَنَّةِ، وَتَقُولُ الْحَفَظَةُ انْطَلِقُوا بِنَا نَنْظُرْ إِلَى قَصْرٍ أَخِينَا فَإِنْ قَرَأَهَا مِائَةَ مَرَّةٍ كَفَّرَ اللَّهُ عَنْهُ ذُنُوبَ خَمْسِينَ سَنَةً، مَا خَلَا الدِّمَاءَ وَالْأَمْوَالَ، فَإِنْ قَرَأَهَا أَرْبَعَمِائَةِ مَرَّةٍ كَفَّرَ اللَّهُ عَنْهُ ذُنُوبَ مِائَةِ سَنَةٍ، فَإِنْ قَرَأَهَا أَلْفَ مَرَّةٍ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَرَى مَكَانَهُ فِي الْجَنَّةِ أَوْ يُرَى لَهُ. وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: شَكَا رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَقْرَ وَضِيقَ الْمَعِيشَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: [إِذَا دَخَلْتَ الْبَيْتَ فَسَلِّمْ إِنْ كَانَ فِيهِ أَحَدٌ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ أَحَدٌ فَسَلِّمْ عَلَيَّ، وَاقْرَأْ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) مَرَّةً وَاحِدَةً

[فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَأَدَرَّ اللهُ عَلَيْهِ الرِّزْقَ، حَتَّى أفاض عليه جِيرَانِهِ. وَقَالَ أَنَسٌ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَبُوكَ، فَطَلَعَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ لها شُعَاعٌ وَنُورٌ، لم أَرَهَا فِيمَا مَضَى طَلَعَتْ قَطُّ كَذَلِكَ، فَأَتَى جِبْرِيلُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: [يا جبريل، مالي أَرَى الشَّمْسَ طَلَعَتْ بَيْضَاءَ بِشُعَاعٍ لم أَرَهَا طَلَعَتْ كَذَلِكَ فِيمَا مَضَى قَطُّ [؟ فَقَالَ: [ذَلِكَ لان معاوية بن مُعَاوِيَةَ اللَّيْثِيَّ تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ الْيَوْمَ، فَبَعَثَ اللهُ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ [. قَالَ] وَمِمَّ ذَلِكَ [؟ قَالَ: [كَانَ يُكْثِرُ قِرَاءَةَ (قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ) آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، وَفِي مَمْشَاهُ وَقِيَامِهِ وَقُعُودِهِ، فَهَلْ لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ أَقْبِضَ لَكَ الْأَرْضَ. فَتُصَلِّيَ عَلَيْهِ [؟ قَالَ] نَعَمْ [فَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ رَجَعَ. ذَكَرَهُ الثعلبي، والله أعلم.

ترجمہ: مسئلہ نمبر ۳: امام ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ آیا تو آپ ﷺ نے ایک آدمی کو سنا جو، قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، کی تلاوت کر رہا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی''۔ میں نے عرض کی: کیا واجب ہوگئی؟ فرمایا: ''جنت''۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

امام ترمذی نے کہا: محمد بن مرزوق نے حاتم بن میمون ابو سہیل سے وہ ثابت بنانی سے وہ حضرت انس بن مالک سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل، کرتے ہیں: ''جس نے ہر روز دو سو دفعہ، قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، کی تلاوت کی تو اس سے پچاس سالوں کے گناہ بخش دیئے گئے مگر یہ کہ اس پر قرض ہو''۔ اسی سند سے نبی کریم ﷺ سے مروی ہے: ''جو آدمی بستر پر سونے کا ارادہ کرے تو وہ دائیں پہلو پر سوئے پھر سو دفعہ، قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، پڑھے جب قیامت کا روز ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندے! اپنی دائیں جانب سے جنت میں داخل ہو جا''۔ کہا: یہ حدیث ثابت کی حدیث جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس سے غریب ہے۔ مسند ابو محمد دارمی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے پچاس دفعہ سورۂ ،قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، پڑھی تو اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیئے گئے''۔

کہا: عبداللہ بن یزید نے حیوہ سے وہ ابو عقیل سے وہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے، قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، دس مرتبہ پڑھا اس کے لئے جنت میں محل بنا دیا جائے گا، جس نے بیس دفعہ اس کو پڑھا اس کے لئے جنت میں دو محل بنا دیئے جائیں گے، جس نے اسے تیس دفعہ پڑھا اس کے لئے جنت میں تین محل بنا دیئے جائیں گے''۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! پھر تو ہم اپنے محلات کو زیادہ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس سے بہت ہی وسیع ہے''۔

ابو محمد نے کہا: ابو عقیل، زہرہ بن معبد ہے علماء کا خیال ہے وہ ابدالوں میں سے تھے۔

ابو نعیم حافظ نے ابو العلاء یزید بن عبداللہ بن شخیر سے مروی حدیث نقل کی ہے انہوں نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مرض موت میں، قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، کی تلاوت کی تو وہ قبر میں فتنہ میں مبتلا نہیں ہوگا۔ قبر کے جھٹکے سے امن میں ہوگا قیامت کے روز فرشتے اسے اپنی ہتھیلیوں پر اٹھائیں گے یہاں تک کہ اسے پل صراط سے گزار کر جنت تک پہنچا دیں گے۔ کہا: یہ حدیث غریب ہے نصر بن حماد اس کی روایت کرنے میں اکیلا ہے۔

ابو بکر احمد بن علی بن ثابت حافظ نے عیسیٰ بن ابی فاطمہ رازی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے مالک بن انس کو کہتے ہوئے سنا: جب ناقوس بجایا جائے گا تو رحمن کا غصہ شدید ہو جائے گا فرشتے اتریں گے وہ زمین کی اطراف کو پکڑ لیں گے وہ لگاتار یہ پڑھیں گے، قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، یہاں تک کہ اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔

محمد بن خالد جندی، امام مالک رضی اللہ عنہ سے وہ نافع رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو آدمی جمعہ کے روز مسجد میں داخل ہوا اس نے چار رکعات پڑھیں وہ ہر رکعت میں ایک دفعہ سورۂ فاتحہ اور پچاس دفعہ سورۂ، قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، پڑھتا ہے کہ یہ چار رکعات میں دو سو مرتبہ ہو جاتا ہے وہ نہیں مرے گا یہاں تک کہ وہ جنت میں اپنی منزل دیکھ لے گا یا اسے اس کی منزل دکھائی جائے گی''۔

ابو عمرو رضی اللہ عنہ جو حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے غلام تھے وہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت، قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، کو پڑھا تو اس گھر کے مکینوں اور ان کے پڑوسیوں سے فقر دور ہو جاتا ہے''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ایک دفعہ، قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، پڑھی اس پر برکت نازل کی جاتی ہے، جو اسے دو دفعہ پڑھے تو اس پر اور اس کے اہل پر برکت نازل کی جاتی ہے، جو اسے تین دفعہ پڑھے تو اس پر اور اس کے تمام پڑوسیوں پر برکت نازل کی جاتی ہے، جو اسے بارہ دفعہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں بارہ محل بنا دیتا ہے فرشتے کہتے ہیں: ہمارے ساتھ چلو ہم اپنے بھائی کے محلات دیکھیں اگر وہ اسے سو دفعہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے پچاس سالوں کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے سوائے خون ریزی اور اموال لینے کے۔ اگر وہ اسے چار سو دفعہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے ایک سو سال کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے، اگر وہ اسے ایک ہزار تک پڑھے تو وہ نہیں مرے گا یہاں تک کہ وہ جنت میں اپنا مکان دیکھ لے گا یا اسے مکان دکھایا جائے گا''۔

سہل بن سعد ساعدی سے مروی ہے: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں فقر اور تنگ دستی کی شکایت کی رسول اللہ ﷺ نے اسے ارشاد فرمایا: ''جب تو گھر میں داخل ہو اگر اس میں کوئی ہو تو اسے سلام کرو اگر کوئی بھی نہ ہو تو مجھ پر سلام پیش کرو اور ایک دفعہ **قل هو الله احد** کی قراءت کرو''۔ اس آدمی نے اسی طرح کیا اللہ تعالیٰ نے اسے وافر رزق دیا یہاں تک کہ اس نے اپنے پڑوسیوں کو مال عطا کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم تبوک کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو سورج سفید طلوع ہوا اس کی شعاع اور نور تھا زمانہ گزشتہ میں میں نے کبھی بھی اسے نہیں دیکھا تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے رسول اللہ ﷺ نے اسے ارشاد فرمایا: ''اے جبرئیل! کیا وجہ ہے میں نے سورج کو سفید شعاع کے ساتھ طلوع ہوتے ہوئے دیکھا ہے زمانہ گزشتہ میں، میں نے اسے کبھی اس طرح طلوع ہوتے ہوئے نہیں دیکھا؟ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی: اس کی وجہ یہ ہے کہ آج مدینہ طیبہ میں معاویہ بن معاویہ لیثی فوت ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتے بھیجے ہیں جو اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: کس وجہ سے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: وہ دن میں، رات میں، چلتے ہوئے، کھڑے اور بیٹھے ہوئے، قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، پڑھا کرتے تھے، یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے لئے زمین کو سمیٹ دوں اور آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھیں؟ فرمایا: ''ہاں''۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس

کی نماز جنازہ پڑھی پھر آپ ﷺ لوٹ آئے؛ یہ ثعلبی نے ذکر کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

(تفسیر القرطبی، سورۃ الاخلاص، تحت الآیۃ: ۴، ج، ۲۰، ص، ۱۶۹، تا، ۱۷۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ایک رکعت میں دس ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص:

عارف باللہ سیدی شیخ عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی، نابلسی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی ۱۱۴۳ھ، لکھتے ہیں:

وعن ابی عبداللہ بن خفیف انہ کان یقول: ربما کنت اقرأ فی ابتداء امری فی رکعۃ واحدۃ عشرۃ آلاف مرۃ (قل ھو اللہ احد)، وربما کنت اقرأ فی کل رکعۃ واحدۃ القرآن کلہ، وربما کنت اصلی من الغداۃ الی العصر الف رکعۃ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوعبداللہ محمد بن خفیف شیرازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: میں اپنے ابتدائی دور میں بسا اوقات ایک ہی رکعت میں دس ہزار (۱۰۰۰۰) مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھتا تھا اور کبھی ایک رکعت میں پورا قرآنِ پاک پڑھ لیا کرتا تھا اور بعض اوقات صبح سے عصر تک ایک ہزار رکعات نوافل پڑھتا تھا۔"

(الحدیقۃ الندیۃ فی شرح الطریقۃ المحمدیۃ، ج، ۱، ص، ۴۶۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

وفی فتاوی الاوزجندی لملا علی قاری الحنفی، وکان یوم الثالث من وفات ابراھیم ابن محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاء ابو ذر عند النبی بتمرۃ یابسۃ ولبن فیہ خبز من شعیر فوضع عند النبی فقرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفاتحۃ وسورۃ الاخلاص ثلاث مرات الی ان قال رفع یدیہ للدعاء ومسح بوجھہ فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اباذر ان یقسمھا بین الناس وایضا فیہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھبت ثواب ھذہ لابنی ابراھیم۔

ترجمہ: حضرت ملا علی قاری فتاویٰ اوراوجندی میں تحریر فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات سے تیسرا دن (تیجا تھا) ابوذر غفاری حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، ان کے پاس خشک کھجور اور دودھ میں جو کی روٹی تھی، پس اسے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس رکھ دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ احد) تین بار پڑھی، اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے اور اپنے منہ پر پھیرے، پھر رسول اللہ ﷺ نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ اسے لوگوں میں تقسیم کردے۔ اور نیز اس میں یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ میں نے اس کا ثواب اپنے بیٹے ابراہیم کو بخشا۔

(ھدیۃ الحرمین، الباب الثالث عشر، ص، ۶۸، ۶۹، در مطبع نامی کریمی واقع بمبئی، تصریح الاوثق فی ترجمہ شرح البرزخ، ص، ۱۰۱)

پس ختم شریف کا ثبوت نبی کریم ﷺ سے بھی معلوم ہوگیا۔

اب بھی اگر کوئی انکار کرے تو حقیقت سے آنکھیں بند کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔

باب نمبر ۷۶

حضور سیّدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کا سفرِ حج:

مزارات صحابہ کی زیارت اور اولیاء کی بارگاہ کی حاضری

۱۳۹۸ ہجری میں آپ قدس سرہ زیارت وحج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے اور سلام حرمین شریفین اور حج ادا فرمایا۔ دوران حج آپ قدس سرہ کی ملاقات طریقہ عالیہ نقشبندیہ شریف کے ایک صاحب کمال بزرگ حضرت مولانا محمد مقیم شاہ صاحب سے ہوئی جس کا تعلق ضلع بلخ سے تھا جب دونوں صاحبین کا آپس میں تعارف ہوا تو حضرت شاہ صاحب قبلہ نے آپ قدس سرہ کو فرمایا کہ حج ادا کرنے کے بعد میرے پاس بلخ ضرور تشریف لائیں۔

حج بیت اللہ شریف ادا کرنے کے بعد آپ واپس اپنے وطن تشریف لائے اور حسب سابق ارشاد ومعرفت میں مصروف ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ قدس سرہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے روضہ اقدس پر سلام اور زیارت کرنے کا شوق پیدا ہوا اور آپ اس مقصد کے لئے فروغ بلخ تشریف لے گئے (حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مزار پرانوار بلخ میں بھی ہے) چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مزارِ اقدس پر حاضری اور سلام کرنے کے بعد آپ حضرت شاہ صاحب مدظلہ عالیہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ وہاں بہت سے لوگوں نے آپ سے فیوض وبرکات حاصل کیں اور آپ نے انہیں سلوک کی منزلیں طے کروائیں۔ یہاں سے آپ قدس سرہ اپنے مریدین مولانا نورالدین اور مولانا احمد نظر وغیرہ کے پاس کشندی تشریف لے گئے جو بلخ کے اطراف میں ہے وہاں آپ قدس سرہ نے معرفت کے پیاسوں کو شراب معرفت سے سیراب کیا۔ اس کے بعد مرکز سمنگان ایبک تشریف لے گئے اور سونال گاؤں میں اپنے ایک مخلص مرید قاری عبدالحمید صاحب کے ہاں دو دن قیام فرمایا اس دوران آپ قدس سرہ کے پاس اس علاقہ کے علماء کرام آئے جب انہوں نے آپ کے مریدین پر عجیب وغریب کیفیت اور وجد وحال دیکھا تو انہیں تھوڑا سا تردد ہوا لیکن جب مبارک قدس سرہ نے ان کیفیات اور وجد وحال کے متعلق کتابیں دکھائیں اور انہوں نے ان کا مطالعہ کیا تو ان کا تردد ختم ہو گیا۔

اس دوران مبارک قدس سرہ کی بعض اکابر صوفیائے کرام سے ملاقات ہوئی جن میں حضرت مولانا عبدالغفور صاحب عرف دریا بابا جی جو کہ طریقہ قادریہ شریف میں ایک کامل اور صاحب بصیرت بزرگ تھے اور جن کا آستانہ شریف' دریا شریف ضلع اٹک میں ہے کی ملاقات جب آپ قدس سرہ سے ہوئی اور انہوں نے آپ قدس سرہ کو نورِ معرفت اور انوارِ الٰہی سے بھرپور دیکھا تو انہیں آپ قدس سرہ سے گفتگو کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ انہوں نے آپ قدس سرہ سے پوچھا کہ آپ کے والدین زندہ ہیں یا وفات پا چکے ہیں؟ مبارک صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ میرے والدین وفات پا چکے ہیں۔ اس پر بابا جی نے فرمایا کہ اس میں بھی الٰہ العالمین کی حکمت ہے کہ آپ کے والدین رحلت فرما گئے ہیں اگر آپ کے والدین زندہ ہوتے تو شاید کبھی بے ادبی ہو

جانے کی وجہ سے فیض میں کمی کا سبب بنتے۔ نیز باباجی نے مزید پوچھا کہ آپ کے بھائی ہیں کہ نہیں؟ مبارک صاحب نے فرمایا کہ ہم چار بھائی ہیں۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ آپ بہتر ہیں یا آپ کے بھائی؟ آپ قدس سرہ نے فرمایا کہ میرے بھائی مجھ سے بہتر ہیں کیونکہ ان میں سے ایک بھائی عالم دین ہے دوسرا بھائی طالب علم ہے اور تیسرے نے شرح الیاسی تک کتب پڑھی ہیں اور ہر ایک مجھ سے زیادہ صاحب شرافت اور صاحبِ فضیلت ہے۔ میں تو خود کو ادنیٰ سے ادنیٰ تصور کرتا ہوں۔ چنانچہ باباجی کو معلوم ہو گیا کہ یقیناً آپ قدس سرہ کو رب لایزال نے مرتبہ دعوت وارشاد عطا فرمایا ہے اور یقیناً جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ اس

مرتبہ پر فائز کریں اسے اپنا نفس کم سے کم تر نظر آتا ہے۔

حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی طوسی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

وقد يقصد بها الأولياء والعلماء وهم إما موتى فتزار قبورهم وإما أحياء فيتبرك بمشاهدتهم ويستفاد من النظر إلى أحوالهم قوة الرغبة في الإقتداء بهم۔

ترجمہ: کبھی سفر زیارت سے مقصود اولیاء اور علماء ہوتے ہیں اور وہ یا تو زندہ ہوں گے جس کی زیارت موجب برکت ہے اور ان کے حال مشاہدہ سے ان کی پیروی کی رغبت کو زور ہوتا ہے یا وہ اہل برزخ ہیں کہ ان کے مزارات کی زیارت۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آداب السفر، الباب الاول، ج، ۲، ص، ۳۴۹، المکتبۃ التوفیقیۃ، القاہرہ)

حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی طوسی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

وكان بشر يقول يا معشر القراء سيحوا تطيبوا فإن الماء إذا ساح طاب وإذا طال مقامه في موضع تغير۔

ترجمہ: بشر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کہ اے گروہ قراء وعلماء سفر کرو تا کہ طیب ہو جاؤ کیونکہ پانی جب رواں ہوتا ہے تو طیب ہوتا ہے اگر مدت تک ایک جگہ میں ٹھہرتا ہے تو متغیر ہو جاتا ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آداب السفر، الباب الاول، ج، ۲، ص، ۳۵۰، المکتبۃ التوفیقیۃ، القاہرہ)

حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی طوسی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

وكان سرى السقطي يقول للصوفية إذا خرج الشتاء فقد خرج أذار وأورقت الأشجار وطاب الإنتشار فانتشروا۔

ترجمہ: حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ صوفیائے کرام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے فرمایا کرتے کہ جب موسم سرما چلا جائے تو اور چیت کی آمد ہوئی اور درخت برگدار ہونے لگیں اور باغ پھلنے لگیں تو اب گھر سے نکلو اور گھومو پھرو۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آداب السفر، الباب الاول، ج، ۲، ص، ۳۵۳، المکتبۃ التوفیقیۃ، القاہرہ)

باب نمبر ۷۷

مردوں کے لئے ایصال ثواب:

علامہ صدرالدین محمد بن علاء الدین علی بن محمد ابن ابی العز، حنفی، دمشقی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۷۹۲ھ لکھتے ہیں:

في دعاء الأحياء وصدقاتهم منفعة للأموات:

قوله: "وفي دعاء الأحياء وصدقاتهم لِلْأَمْوَاتِ"

ش: اتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ أَنَّ الْأَمْوَاتَ يَنْتَفِعُونَ مِنْ سَعْيِ الْأَحْيَاءِ بِأَمْرَيْنِ: أَحَدُهما: مَا تَسَبَّبَ إِلَيْهِ الميِّتُ في حَيَاتِهِ وَالثَّاني: دُعَاءُ المسْلِمِينَ وَاسْتِغْفَارُهُمْ لَهُ، وَالصَّدَقَةُ وَالحجُّ، عَلى نِزَاعٍ فِيما يَصِلُ إِلَيْهِ مِنْ ثَوَابِ الحجِّ؛ فَعَنْ محمد بن الحسن: أَنَّهُ إِنَّما يَصِلُ إِلَى الميِّتِ ثَوَابُ النَّفَقَةِ، وَالحجُّ لِلْحَاجِّ، وَعِنْدَ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ: ثَوَابُ الحجِّ لِلْمَحْجُوجِ عَنْهُ، وَهُوَ الصَّحِيحُ. وَاخْتُلِفَ في الْعِبَادَاتِ الْبَدَنِيَّةِ، كَالصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَالذِّكْرِ: فَذَهَبَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَحمدُ وَجمهورُ السَّلَفِ إِلَى وُصُولِها، وَالمشْهُورُ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ عَدَمُ وُصُولِها. وَذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْبِدَعِ مِنْ أَهْلِ الْكَلَامِ إِلَى عَدَمِ وُصُولِ شيءِ الْبَتَّةَ، لَا الدُّعَاءِ وَلَا غَيْرِهِ، وَقَوْلُهم مَرْدُودٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، لَكِنَّهُمُ اسْتَدَلُّوا بِالمتَشَابِهِ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى} (النَّجم، ۳۹)

وَقَوْلِهِ: {وَلَا تجزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ} .قوله: {لها مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ} (الْبَقَرَة) وَقَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: "إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ، أَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ، أَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ مِنْ بَعْدِهِ" فَأَخْبَرَ أَنَّهُ إِنَّما يَنْتَفِعُ بِما كَانَ تَسَبَّبَ فِيهِ في الحيَاةِ، وَمَا لم يَكُنْ تَسَبَّبَ فِيهِ في الحيَاةِ فَهُوَ مُنْقَطِعٌ عَنْهُ، وَاسْتَدَلَّ المقْتَصِرُونَ عَلى وُصُولِ الْعِبَادَاتِ الَّتِي [تَدْخُلُهَا النِّيَابَةُ كَالصَّدَقَةِ وَالحجِّ بِأَنَّ النَّوْعَ الَّذِي لَا تَدْخُلُهُ النِّيَابَةُ بِحَالٍ، كَالْإِسْلَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، - يَخْتَصُّ ثَوَابُهُ بِفَاعِلِهِ لَا يَتَعَدَّاهُ، كَما أَنَّهُ في الحيَاةِ لَا يَفْعَلُهُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ، وَلَا يَنُوبُ فِيهِ عَنْ فَاعِلِهِ غَيْرُهُ، وَقَدْ]

رَوَى النَّسَائِيُّ بِسَنَدِهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: "لَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ، وَلَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ، وَلَكِنْ يُطْعِمُ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مُدًّا مِنْ حِنْطَةٍ"

وَالدَّلِيلُ عَلى انْتِفَاعِ الميِّتِ بِغَيْرِ مَا تَسَبَّبَ فِيهِ، الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْإِجماعُ وَالْقِيَاسُ الصَّحِيحُ، أَمَّا الْكِتَابُ، فَقَالَ تَعَالَى: {وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ} (الحشر) فَأَثْنَى عَلَيْهِمْ بِاسْتِغْفَارِهِمْ لِلْمُؤْمِنِينَ قَبْلَهُمْ،

فَدَلَّ عَلى انْتِفَاعِهِمْ بِاسْتِغْفَارِ الْأَحْيَاءِ, وَقَدْ دَلَّ عَلى انْتِفَاعِ الميتِ بِالدُّعَاءِ إِجماعُ الْأُمَّةِ عَلى الدُّعَاءِ لَهُ في صَلَاةِ الجنَازَةِ, وَالْأَدْعِيَةُ الَّتِي وَرَدَتْ بِهَا السُّنَّةُ في صَلَاةِ الجنَازَةِ مُسْتَفِيضَةٌ, وَكَذَا الدُّعَاءُ لَهُ بَعْدَ الدَّفْنِ, فَفِي سُنَنِ أَبي دَاوُدَ, مِنْ حَدِيثِ عُثْمانَ بْنِ عَفَّانَ رَضيَ اللهُ عَنْهُ, قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلىَ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الميتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: "اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ, وَاسْأَلُوا لَهُ التَّثْبِيتَ, فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ"

.وَكَذَلِكَ الدُّعَاءُ لهمْ عِنْدَ زِيَارَةِ قُبُورِهِمْ, كَما في صَحِيحِ مُسْلِمٍ, مِنْ حَدِيثِ بُرَيْدَةَ بْنِ الحصِيبِ, قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلىَ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى المقَابِرِ أَنْ يَقُولُوا: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ المؤْمِنِينَ وَالمسْلِمِينَ, وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ, نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ"

.وَفي صَحِيحِ مُسْلِمٍ أَيْضًا, عَنْ عَائِشَةَ رَضيَ اللهُ عَنْهَا: سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلىَ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ تَقُولُ إِذَا اسْتَغْفَرْتُ لِأَهْلِ الْقُبُورِ؟ قَالَ: "قُولِي: السَّلَامُ عَلى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ المؤْمِنِينَ والمسلمين, ويرحم الله المستقدمين منا [ومنكم] والمستأخرين, وإنا إن شاء الله بكم لاحقون"

وَأَمَّا وُصُولُ ثَوَابِ الصَّدَقَةِ , فَفِي "الصَّحِيحَيْنِ", عَنْ عَائِشَةَ رَضيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا أَتَى النبي صلى الله عليه وسلم, فقال: يا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا, وَلَمْ تُوصِ, وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ, أَفَلَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: "نَعَمْ" وَفي "صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ" عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضيَ اللهُ عَنْهُما أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلىَ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا, فَهَلْ يَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ؟ قَالَ: "نَعَمْ", قَالَ: فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِي المخْرَافَ صَدَقَةٌ عَنْهَا. وَأَمْثَالُ ذَلِكَ كَثِيرَةٌ في السُّنَّةِ.

وَأَمَّا وُصُولُ ثَوَابِ الصَّوْمِ, فَفِي "الصَّحِيحَيْنِ", عَنْ عَائِشَةَ رَضيَ اللهُ عنها, إن رسول الله صلى الله عليه وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ" وَلَهُ نَظَائِرُ في الصَّحِيحِ, وَلَكِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ بِالْإِطْعَامِ عَنِ الميتِ دُونَ الصِّيَامِ عَنْهُ, لحدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ المتَقَدِّمِ, وَالْكَلَامُ عَلى ذَلِكَ مَعْرُوفٌ في كُتُبِ الْفُرُوعِ.

وَأَمَّا وُصُولُ ثَوَابِ الحجِّ, فَفِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ, عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضيَ اللهُ عَنْهُما: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلىَ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تحجَّ فَلَمْ تحجَّ حَتَّى مَاتَتْ, أفأحج عنها؟ قال: "حُجِّي عَنْهَا, أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلى أُمِّكِ دَيْنٌ, أَكُنْتِ قَاضِيَتَهُ؟ اقْضُوا اللهَ, فَاللهُ أَحَقُّ بالوفاء"

.ونظائره أيضا كثيرة. واجتمع المسْلِمُونَ عَلى أَنَّ قَضَاءَ الدَّيْنِ يُسْقِطُهُ مِنْ ذِمَّةِ الميتِ, وَلَوْ كَانَ مِنْ أَجْنَبِيٍّ, وَمِنْ غَيْرِ تَرِكَتِهِ, وَقَدْ دَلَّ عَلى ذَلِكَ حَدِيثُ أَبي قتادة, حيث ضمن الدينارين عن الميتِ, فَلَمَّا قَضَاهما قَالَ النَّبِيُّ صَلىَ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْآنَ بَرَدَتْ عَلَيْهِ جِلْدَتُهُ"

.وَكُلُّ ذَلِكَ جَارٍ عَلى قَوَاعِدِ الشَّرْعِ, وَهُوَ محضُ الْقِيَاسِ, فَإِنَّ الثَّوَابَ حَقُّ الْعَامِلِ, فَإِذَا وَهَبَهُ لِأَخِيهِ المسْلِمِ لم يَمْنَعْ مِنْ ذَلِكَ, كَما لم يَمْنَعْ مِنْ هِبَةِ مَالِهِ في حَيَاتِهِ, وَإِبْرَائِهِ لَهُ مِنْهُ بَعْدَ وَفَاتِهِ, وَقَدْ نَبَّهَ الشَّارِعُ بِوُصُولِ ثَوَابِ الصَّوْمِ عَلى وُصُولِ ثَوَابِ الْقِرَاءَةِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْعِبَادَاتِ الْبَدَنِيَّةِ. يُوَضِّحُهُ: أَنَّ الصَّوْمَ كَفُّ النَّفْسِ عَنِ المفْطِرَاتِ بِالنِّيَّةِ, وَقَدْ نَصَّ الشَّارِعُ عَلى وُصُولِ ثَوَابِهِ إِلَى الميتِ, فَكَيْفَ

بِالْقِرَاءَةِ الَّتِي هِيَ عَمَلٌ وَنِيَّةٌ؟

وَالجوَابُ عَمَّا اسْتَدَلُّوا بِهِ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى} (النَّجم،٣٩)

قَدْ أَجَابَ الْعُلَمَاءُ بِأَجْوِبَةٍ: أَصَحُّهَا جَوَابَانِ:

أَحَدُهما: أَنَّ الْإِنْسَانَ بِسَعْيِهِ وَحُسْنِ عِشْرَتِهِ اكْتَسَبَ الْأَصْدِقَاءَ، وَأَوْلَدَ الْأَوْلَادَ، وَنَكَحَ الْأَزْوَاجَ، وَأَسْدَى الخَيْرَ وَتَوَدَّدَ إِلَى النَّاسِ، فَتَرَحَّمُوا عَلَيْهِ، وَدَعَوْا لَهُ، وَأَهْدَوْا لَهُ ثَوَابَ الطَّاعَاتِ، فَكَانَ ذَلِكَ أَثَرَ سَعْيِهِ، بَلْ دُخُولُ المسْلِمِ مَعَ جملَةِ المسْلِمِينَ فِي عَقْدِ الْإِسْلَامِ مِنْ أَعْظَمِ الْأَسْبَابِ فِي وُصُولِ نَفْعٍ كُلٍّ مِنَ المسْلِمِينَ إِلَى صَاحِبِهِ، فِي حَيَاتِهِ وَبَعْدَ مَمَاتِهِ، وَدَعْوَةُ المسْلِمِينَ تحيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ. يُوَضِّحُهُ أَنَّ اللهَ تَعَالَى جَعَلَ الْإِيمَانَ سَبَبًا لِانْتِفَاعِ صَاحِبِهِ بِدُعَاءِ إِخْوَانِهِ مِنَ المؤْمِنِينَ وَسَعْيِهِمْ، فَإِذَا أَتَى بِهِ فَقَدْ سَعَى فِي السَّبَبِ الَّذِي يُوصِلُ إِلَيْهِ ذَلِكَ.

الثَّاني، وَهُوَ أَقْوَى مِنْهُ: أَنَّ الْقُرْآنَ لم يَنْفِ انْتِفَاعَ الرَّجُلِ بِسَعْيِ غَيْرِهِ وَإِنَّمَا نَفَى مِلْكَهُ لِغَيْرِ سَعْيِهِ، وبين الأمرين فرق لَا يخفَى, فَأَخْبَرَ تَعَالَى أَنَّهُ لَا يَمْلِكُ إِلَّا سَعْيَهُ، وَأَمَّا سَعْيُ غَيْرِهِ فَهُوَ مِلْكٌ لِسَاعِيهِ، فَإِنْ شَاءَ أَنْ يَبْذُلَهُ لِغَيْرِهِ، وَإِنْ شَاءَ أَنْ يُبْقِيَهُ لِنَفْسِهِ.

وَقَوْلُهُ سُبْحَانَهُ: {أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى، وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى}} (النَّجم،٣٩)

ـايَتَانِ محكَمَتَانِ، مُقْتَضِيَتَانِ عَدْلَ الرَّبِّ تَعَالَى: فَالْأُولَى تَقْتَضِي أَنَّهُ لَا يُعَاقِبُ أَحَدًا بِجُرْمِ غَيْرِهِ، وَلَا يُؤَاخِذُهُ بِجَرِيرَةِ غَيْرِهِ، كَمَا يَفْعَلُهُ مُلُوكُ الدُّنْيَا. وَالثَّانِيَةُ تَقْتَضِي أنه لا يفلح إلا بعمله، لينقطع طمعه من نجاته بعمل آبائه وسلفه وَمَشَايِخِهِ، كَمَا عَلَيْهِ أَصْحَابُ الطَّمَعِ الْكَاذِبِ، وَهُوَ سُبْحَانَهُ لم يَقُلْ لَا يَنْتَفِعُ إِلَّا بِمَا سَعَى.

وَكَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: {لَهَا مَا كَسَبَتْ} (الْبَقَرَة،٢٨٦) وَقَوْلُهُ: {وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ} (يس،٥٤)

عَلَى أَنَّ سِيَاقَ هَذِهِ الْآيَةِ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ المنْفِيَّ عُقُوبَةُ الْعَبْدِ بِعَمَلِ غَيْرِهِ، فَإِنَّهُ تَعَالَى قَالَ: {فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ} (يس،٥٤) وَأَمَّا اسْتِدْلَالُهُمْ بِقَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عمله" فاستدلال ساقط، فإنه لم يقل انقطاع انْتِفَاعُهُ، وَإِنَّمَا أَخْبَرَ عَنِ انْقِطَاعِ عَمَلِهِ, وَأَمَّا عَمَلُ غَيْرِهِ فَهُوَ لِعَامِلِهِ، "فَإِنْ" وَهَبَهُ لَهُ وَصَلَ إِلَيْهِ ثَوَابُ عَمَلِ الْعَامِلِ، لَا ثَوَابَ عَمَلِهِ هُوَ، وَهَذَا كَالدَّيْنِ يُوَفِّيهِ الْإِنْسَانُ عَنْ غَيْرِهِ، فَتَبْرَأُ ذِمَّتُهُ، وَلَكِنْ لَيْسَ لَهُ مَا وَفَّى بِهِ الدَّيْنَ.

وَأَمَّا تَفْرِيقُ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْعِبَادَاتِ الماليَّةِ وَالْبَدَنِيَّةِ, فَقَدْ شَرَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الميتِ، كَمَا تَقَدَّمَ، مَعَ أَنَّ الصَّوْمَ لَا تجزئُ فِيهِ النِّيَابَةُ، وَكَذَلِكَ حَدِيثُ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِيدَ الْأَضْحَى، فَلَمَّا انصرفَ أُتِيَ بِكَبْشٍ فَذَبَحَهُ، فَقَالَ: "بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ، اللَّهُمَّ هَذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لم يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي" ،رَوَاهُ أَحمدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالترمذِيُّ، وَحَدِيثُ الْكَبْشَيْنِ اللَّذَيْنِ قَالَ فِي أَحَدِهِما: "اللَّهُمَّ هَذَا عَنْ أُمَّتِي جميعًا، وَفِي الْآخَرِ: "اللَّهُمَّ هَذَا عَنْ محمَّدٍ وَآلِ محمَّدٍ"، رَوَاهُ أَحمدُ. وَالْقُرْبَةُ فِي الْأُضْحِيَةِ إِرَاقَةُ الدَّمِ، وَقَدْ جَعَلَهَا لِغَيْرِهِ.

وَكَذَلِكَ عِبَادَةُ الحجِّ بَدَنِيَّةٌ، وَلَيْسَ [المالُ] رُكْنًا فِيهِ، وَإِنَّمَا هُوَ وَسِيلَةٌ، أَلَا تَرَى أَنَّ المكِّيَّ يجبُ عَلَيْهِ الحجُّ إِذَا قَدَرَ عَلَى المشْيِ إِلَى عَرَفَاتٍ مِنْ غَيْرِ شَرْطِ المالِ, وَهَذَا هُوَ الْأَظْهَرُ، أَعْنِي أَنَّ الحجَّ غَيْرَ مُرَكَّبٍ مِنْ مَالٍ وَبَدَنٍ، بل بدني محض، كما قد نص، عَلَيْهِ جماعَةٌ مِنْ

أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ المتأَخِرِينَ، وَانْظُرْ إِلَى فُرُوضِ الكِفَايَاتِ: كَيْفَ قَامَ فِيهَا البَعْضُ عَنِ البَاقِينَ؟ وَلِأَنَّ هَذَا إِهْدَاءُ ثَوَابٍ، وَلَيْسَ مِنْ بَابِ النِّيَابَةِ، كَمَا أَنَّ الأَجِيرَ الخَاصَّ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَسْتَنِيبَ عَنْهُ، وَلَهُ أَنْ يُعْطِيَ أُجْرَتَهُ لِمَنْ شَاءَ

وَأَمَّا اسْتِئْجَارُ قَوْمٍ يَقْرَءُونَ القُرْآنَ وَيُهْدُونَهُ لِلْمَيِّتِ! فَهَذَا لَمْ يَفْعَلْهُ أَحَدٌ مِنَ السَّلَفِ وَلَا أَمَرَ بِهِ أَحَدٌ مِنْ أَئِمَّةِ الدِّينِ، وَلَا رَخَّصَ فِيهِ، وَالِاسْتِئْجَارُ عَلَى نَفْسِ التِّلَاوَةِ غَيْرُ جَائِزٍ بِلَا خِلَافٍ، وَإِنَّمَا اخْتَلَفُوا فِي جَوَازِ الِاسْتِئْجَارِ عَلَى التَّعْلِيمِ وَنَحْوِهِ، مِمَّا فِيهِ مَنْفَعَةٌ تَصِلُ إِلَى الغَيْرِ، وَالثَّوَابُ لَا يَصِلُ إِلَى المَيِّتِ إِلَّا إِذَا كَانَ العَمَلُ لِلَّهِ، وَهَذَا لَمْ يَقَعْ عبادة خالصة، فلا يكون [له من] ثَوَابُهُ مَا يُهْدَى إِلَى المَوْتَى! وَلِهَذَا لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ أَنَّهُ يَكْتَرِي مَنْ يَصُومُ وَيُصَلِّي وَيُهْدِي ثَوَابَ ذَلِكَ إِلَى المَيِّتِ، لَكِنْ إِذَا أَعْطَى لِمَنْ يَقْرَأُ القُرْآنَ وَيُعَلِّمُهُ وَيَتَعَلَّمُهُ، مَعُونَةً لِأَهْلِ القُرْآنِ عَلَى ذَلِكَ، كَانَ هَذَا مِنْ جِنْسِ الصَّدَقَةِ عَنْهُ، فَيَجُوزُ. وَفِي الِاخْتِيَارِ: لَوْ أَوْصَى بِأَنْ يُعْطَى شَيْءٌ مِنْ مَالِهِ لِمَنْ يَقْرَأُ القُرْآنَ عَلَى قَبْرِهِ، فَالوَصِيَّةُ بَاطِلَةٌ؛ لِأَنَّهُ فِي مَعْنَى الأُجْرَةِ، انْتَهَى. وَذَكَرَ الزَّاهِدِيُّ فِي الغنية: أَنَّهُ لَوْ وَقَفَ عَلَى مَنْ يَقْرَأُ عِنْدَ قَبْرِهِ، فَالتَّعْيِينُ بَاطِلٌ.

وَأَمَّا قِرَاءَةُ القُرْآنِ وَإِهْدَاؤُهَا لَهُ تَطَوُّعًا بِغَيْرِ أُجْرَةٍ، فَهَذَا يَصِلُ إِلَيْهِ، كَمَا يَصِلُ ثَوَابُ الصَّوْمِ وَالحَجِّ. فَإِنْ قِيلَ: هَذَا لَمْ يَكُنْ مَعْرُوفًا فِي السَّلَفِ، وَلَا أَرْشَدَهُمْ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَالجَوَابُ: إِنْ كَانَ مُورِدُ هَذَا السُّؤَالِ مُعْتَرِفًا بِوُصُولِ ثَوَابِ الحَجِّ وَالصِّيَامِ وَالدُّعَاءِ، قِيلَ لَهُ: مَا الفَرْقُ بَيْنَ ذَلِكَ وَبَيْنَ وُصُولِ ثَوَابِ قِرَاءَةِ القُرْآنِ؟ وَلَيْسَ كَوْنُ السَّلَفِ لَمْ يَفْعَلُوهُ حُجَّةً فِي عَدَمِ الوُصُولِ، وَمِنْ أَيْنَ لَنَا هَذَا النَّفْيُ العَامُّ؟ فَإِنْ قِيلَ: فَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْشَدَهُمْ إِلَى الصَّوْمِ وَالحَجِّ وَالصَّدَقَةِ دُونَ القِرَاءَةِ؟ قِيلَ: هُوَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَبْتَدِئْهُمْ بِذَلِكَ، بَلْ خَرَجَ ذَلِكَ مِنْهُ مَخْرَجَ الجَوَابِ لَهُمْ، فَهَذَا سَأَلَهُ عَنِ الحَجِّ عَنْ مَيِّتِهِ فَأَذِنَ لَهُ فِيهِ، وَهَذَا سَأَلَهُ عَنِ الصَّوْمِ عَنْهُ، فَأَذِنَ لَهُ فِيهِ، وَلَمْ يَمْنَعْهُمْ مِمَّا سِوَى ذَلِكَ، وَأَيُّ فَرْقٍ بَيْنَ وُصُولِ ثَوَابِ الصَّوْمِ -الَّذِي هُوَ مُجَرَّدُ نِيَّةٍ وَإِمْسَاكٍ- وَبَيْنَ وُصُولِ ثَوَابِ القِرَاءَةِ وَالذِّكْرِ؟ فَإِنْ قِيلَ: مَا تَقُولُونَ فِي الإهداء إلى رسول صلى الله عليه وسلم؟

قِيلَ: مِنَ المتأَخِرِينَ مَنِ اسْتَحَبَّهُ، وَمِنْهُمْ مَنْ رَآهُ بِدْعَةً؛ لِأَنَّ الصَّحَابَةَ لَمْ يَكُونُوا يَفْعَلُونَهُ، وَلِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ كُلِّ مَنْ عَمِلَ خَيْرًا مِنْ أُمَّتِهِ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْرِ العَامِلِ شَيْءٌ؛ لِأَنَّهُ هُوَ الَّذِي دَلَّ أُمَّتَهُ عَلَى كُلِّ خَيْرٍ، وَأَرْشَدَهُمْ إِلَيْهِ.

وَمَنْ قَالَ: إِنَّ المَيِّتَ يَنْتَفِعُ بِقِرَاءَةِ القُرْآنِ عِنْدَهُ، بِاعْتِبَارِ سَمَاعِهِ كَلَامَ اللهِ، فَهَذَا لَمْ يَصِحَّ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ المشْهُورِينَ، وَلَا شَكَّ فِي سَمَاعِهِ، وَلَكِنَّ انْتِفَاعَهُ بِالسَّمَاعِ لَا يَصِحُّ، فَإِنَّ ثَوَابَ الِاسْتِمَاعِ مَشْرُوطٌ بِالحَيَاةِ، فَإِنَّهُ عَمَلٌ اخْتِيَارِيٌّ، وَقَدِ انْقَطَعَ بِمَوْتِهِ، بَلْ رُبَّمَا يَتَضَرَّرُ وَيَتَأَلَّمُ، لِكَوْنِهِ لَمْ يَمْتَثِلْ أَوَامِرَ اللهِ وَنَوَاهِيَهِ، أَوْ لِكَوْنِهِ لَمْ يَزْدَدْ مِنَ الخَيْرِ.

وَاخْتَلَفَ العُلَمَاءُ فِي قِرَاءَةِ القُرْآنِ عِنْدَ القُبُورِ، عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْوَالٍ: هَلْ تُكْرَهُ، أَمْ لَا بَأْسَ بِهَا وَقْتَ الدَّفْنِ، وَتُكْرَهُ بَعْدَهُ؟ فَمَنْ قَالَ بِكَرَاهَتِهَا، كَأَبِي حَنِيفَةَ وَمَالِكٍ وَأَحْمَدَ فِي رِوَايَةٍ، قَالُوا: لِأَنَّهُ مُحْدَثٌ، لَمْ تَرِدْ بِهِ السُّنَّةُ، وَالقِرَاءَةُ تُشْبِهُ الصَّلَاةَ، وَالصَّلَاةُ عِنْدَ القُبُورِ مَنْهِيٌّ عَنْهَا، فَكَذَلِكَ القِرَاءَةُ، وَمَنْ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهَا، كَمُحَمَّدِ بْنِ الحَسَنِ وَأَحْمَدَ فِي رِوَايَةٍ، اسْتَدَلُّوا بِمَا نُقِلَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ أَوْصَى أَنْ يُقْرَأَ عَلَى قَبْرِهِ وَقْتَ الدَّفْنِ بِفَوَاتِحِ سُورَةِ البَقَرَةِ وَخَوَاتِمِهَا، وَنُقِلَ أَيْضًا عَنْ بَعْضِ المهَاجِرِينَ قِرَاءَةُ سُورَةِ البَقَرَةِ. وَمَنْ، قَالَ:

لَا بَأْسَ بِهَا وَقْتَ الدَّفْنِ فَقَطْ، وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ أَحمدَ, أَخَذَ بِما نُقِلَ عَنْ عُمَرَ وَبَعْضِ المهَاجِرِينَ .1وَأَمَّا بَعْدَ ذَلِكَ، كَالَّذِينَ يَتَنَاوَبُونَ الْقَبرِ لِلْقِرَاءَةِ عِنْدَهُ, فَهَذَا مَكْرُوهٌ، فَإِنَّهُ لم تَأْتِ بِهِ السُنَّةُ، وَلم يُنقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ السَلَفِ مِثْلُ ذَلِكَ أَصلًا, وَهَذَا القَوْلُ لَعَلَّهُ أَقْوَى مِنْ غَيرِهِ،لما فِيهِ مِنَ التَوْفِيقِ بَيْنَ الدَّلِيلَيْنِ.

[قَوْلُهُ]: "وَاللهُ تَعَالَى يَستَجِيبُ الدَّعَوَاتِ، وَيَقْضِي الحاجَاتِ".

ش: قَالَ تَعَالَى: {وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَستَجِبْ لَكُمْ} (غافر، ٦٠)

وَإِذَاسَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَادَعَانِ} (البَقَرَة،١٨٦) .وَالَّذِي عَلَيْهِ أَكْثَرُ الخَلْقِ مِنَ المسْلِمِينَ وَسَائِرِ أَهْلِ المِلَلِ وَغَيْرِهِمْ؛ أَنَّ الدُّعَاءَ مِنْ أَقْوَى الْأَسْبَابِ فِي جَلْبِ المَنَافِعِ وَدَفْعِ المضَارِ، وَقَدْ أَخْبرَ تَعَالَى عَنِ الكُفَّارِ أَنَّهُمْ إِذَا مَسَّهُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ دَعَوُا اللهَ مخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ، وَأَنَّ الْإِنْسَانَ إِذَا مَسَّهُ الضُّرُّ دَعَاهُ لجنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِما, وَإِجَابَةُ اللهِ لِدُعَاءِ الْعَبْدِ، مُسْلِما كَانَ أَوْ كَافِرًا، وَإِعْطَاؤُهُ سُؤْلَهُ, مِنْ جِنْسِ رِزْقِهِ لهمْ، وَنَصرِهِ لهمْ, وَهُوَ مما تُوجِبُهُ الرُّبُوبِيَّةُ لِلْعَبْدِ مُطْلَقًا، ثُمَّ قَدْ يَكُونُ ذَلِكَ فِتْنَةً فِي حَقِّهِ وَمَضَرَّةً عَلَيْهِ، إِذْ كَانَ كُفْرُهُ وَفُسُوقُهُ يَقْتَضِي ذَلِكَ, وَفِي سُنَنِ ابْنِ مَاجَهْ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من لم يَسْأَلِ اللهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ" وَقَدْ نَظَمَ بَعْضُهُمْ هَذَا المعْنَى، فَقَالَ: الرَّبُّ يَغْضَبُ إِنْ تَرَكْتَ سُؤَالَهُ ... وَبُنَيُّ آدَمَ حِينَ يُسْأَلُ يَغْضَبُ قَالَ ابْنُ عَقِيلٍ: قَدْ نَدَبَ اللهُ تَعَالَى إِلَى الدُّعَاءِ، وَفِي ذَلِكَ مَعَانٍ: أَحَدُهَا: الْوُجُودُ, فإن لَيْسَ بِمَوْجُودٍ لَا يُدْعَى. الثَّانِي: الْغِنَى, فَإِنَّ الْفَقِيرَ لَا يُدْعَى. الثَّالِثُ: السَّمْعُ, فَإِنَّ الْأَصَمَّ لَا يُدْعَى. الرَّابِعُ: الْكَرَمُ, فَإِنَّ الْبَخِيلَ لَا يُدْعَى. الخَامِسُ: الرَّحمةُ, فَإِنَّ الْقَاسِيَ لَا يُدْعَى. السَّادِسُ: الْقُدْرَةُ, فَإِنَّ الْعَاجِزَ لَا يُدْعَى. وَمَنْ يَقُولُ بِالطَّبَائِعِ يَعْلَمُ أَنَّ النَّارَ لَا يُقَالُ لها: كفي! ولا النجم يقال, لَهُ: أَصْلِحَ مِزَاجِي!! لِأَنَّ هَذِهِ عِنْدَهُمْ مُؤَثِّرَةٌ طَبْعًا لَا اخْتِيَارًا, فَشَرَعَ الدُّعَاءَ وَصَلَاةَ الِاسْتِسْقَاءِ لِيُبَيِّنَ كَذِبَ أَهْلِ الطَّبَائِعِ.

ترجمہ:(ط) زندہ لوگوں کی جانب سے مرے ہوئے لوگوں کو دعا اور صدقات پہنچتے ہیں۔

(ش) اہل سنت اس بات پر اتفاق رائے رکھتے ہیں کہ دوصورتوں سے مردے زندہ انسانوں کی کوششوں سے بہرہ ور ہوتے رہتے ہیں ایک صورت یہ ہے کہ مردہ انسان نے اپنی زندگی میں کوئی سبب قائم کیا تھا۔دوسری صورت یہ کہ مسلمانوں کا ان کے لئے دعا کرنا استغفار کرنا صدقہ کرنا اور حج کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس کا ثواب پہنچتا ہے یا نہیں محمد بن حسن سے ایک روایت ہے حج میں خرچ کا ثواب میت کو اور حج کا ثواب حج کرنے والے کو ملتا ہے لیکن اکثر علماء کے ہاں حج کا ثواب اس شخص کو ملے گا جس کی طرف سے حج کیا گیا ہو۔

صحیح مسلک بھی یہی ہے ہاں عبادات بدنیہ روزہ نماز تلاوت قرآن ذکر میں اختلاف ہے امام اعظم ابوحنیفہ، احمد جمہور سلف کا مذہب یہ ہے کہ ثواب پہنچتا ہے اور امام شافعی کا مشہور مذہب اور امام مالک سے مروی ہے کہ نہیں پہنچتا جب کہ بعض بدعتی متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ دعا وغیرہ کسی چیز کا ثواب نہیں پہنچتا لیکن ان کا قول کتاب وسنت کے مقابلہ میں رد ہوگا یہ لوگ متشابہ آیات سے استدلال کرتے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کا قول۔

وَاَنْ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔

ترجمہ: اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ (النجم ۳۹)

نیز اللہ تعالیٰ کا قول:

وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

ترجمہ: اور تمہیں تمہارے اعمال کے مطابق ہی بدلہ ملے گا۔ (یٰسٓ ۴۵)

نیز اللہ کا قول ہے:

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔

ترجمہ: اسے ان اعمال کا فائدہ پہنچے گا جو اس نے کئے اور اسے ان اعمال کا نقصان پہنچے گا جو اس نے کئے۔ (البقرہ ۲۸۶)

حالانکہ نبی ﷺ سے ثابت ہے آپ نے فرمایا جب ابن آدم فوت ہو جاتا ہے تو سوائے تین چیزوں کے باقی سے اس کا عمل کٹ جاتا ہے وہ تین چیزیں صدقہ جاریہ ہے نیک اولاد کا دعا کرنا ہے اس کے بعد نفع دینے والا علم ہے۔ مسلم وغیرہ من حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (احکام الجنائز ص ۴۔۱)

مقصود یہ ہے کہ وہ عمل فائدہ دے گا جس کا سبب اس نے زندگی میں قائم کیا تھا اور جس کا سبب قائم نہیں ہو سکا وہ منقطع ہو جائے گا اور وہ عبادات جن میں دنیا میں بھی نیابت درست نہیں مثلاً اسلام، نماز، روزہ، تلاوت، قرآن ان کا ثواب کسی صورت میں بھی نہیں پہنچے گا ان افعال کا ثواب صرف اس شخص کو ملے گا جو ان کو سرانجام دیتا ہے جیسا کہ زندگی میں بھی ان افعال کو کوئی شخص دوسرے انسان کی طرف سے سرانجام نہیں دے سکتا یعنی نائب نہیں بن سکتا نسائی میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے نہ نماز ادا کرے نہ روزہ رکھے لیکن ایک روزے کے بدل اس کی طرف سے گندم کا ایک مد صدقہ کرے۔

(۱) مرفوع کا اصل تو نہیں ہے نہ نسائی میں ہے نہ کسی دوسری کتاب میں ہے البتہ نسائی کبری ۶/ ۶۲/ ۱، میں اور مشکل الاثار طحاوی ۲/ ۱۶۱) میں ابن عباس سے موقوف حدیث ہے صحیح ہے۔

میت جس فعل کا سبب قائم نہیں کرتا اس سے بھی میت کو فائدہ ہو سکتا ہے اس پر کتاب و سنت اجماع قیاس صحیح سے دلائل موجود ہیں کتاب اللہ میں ہے۔

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ

ترجمہ: اور ان کے لئے بھی جو ان (مہاجرین) کے بعد آئے اور دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرما۔ (الحشر ۱۰)

معلوم ہوا زندوں کے استغفار سے انھیں فائدہ پہنچے گا نیز میت کو زندوں کی دعا سے فائدہ ہوتا ہے اس پر تو امت کا اجماع ہے نماز جنازہ میں میت کے لئے دعا کرنے کا عمل متواتر ہے نیز نماز جنازہ میں جو دعائیں میت کے لئے کی جاتی ہیں وہ سنت مستفیف سے ثابت ہیں اسی طرح میت کے دفن کے بعد اس کے حق میں دعا کرنا ثابت ہے سنن ابوداؤد میں عثمان بن عفان سے ہے کہ نبی ﷺ جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو قبر پر کھڑے ہو کر فرماتے اپنے بھائی کے لئے مغفرت کی دعا کرو اور اس کے لئے ثابت قدمی کا سوال کرو۔ حدیث صحیح ہے۔ (احکام الجنائز ۱۵۵)

اس سے اب سوال ہو رہا ہے اس طرح قبروں کی زیارت کے وقت بھی دعا کرنا ثابت ہے صحیح مسلم میں ہے بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انہیں

تعلیم دیتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو کہیں۔ (صحیح ہے) (احکام الجنائز ۱۸۹۔۱۹۰)

تم پر سلام ہو اے ایمان والے مسلمانوں! آخرت کے گھر میں رہنے والو! بے شک ہم بھی اگر اللہ نے چاہا تو تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں ہم اللہ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

نیز صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ اس نے استفسار کیا کہ جب وہ قبر والوں کے لیے استغفار کرے تو کیا کلمات کہے آپ نے فرمایا یہ کلمات کہو۔

ترجمہ: سلامتی ہو تم پر اے ایماندار اسلام والے آخرت کے گھر والو! اللہ ہمارے اور تمہارے پہلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے بے شک ہم اگر اللہ نے چاہا تو تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ صحیح ہے (احکام الجنائز ۱۸۱۔ ۱۸۳)

صدقات کا ایصال ثواب:

البتہ صدقے کا ثواب پہنچتا ہے چنانچہ بخاری مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہے اس نے کچھ وصیت نہیں کی میرا خیال ہے اگر وہ کلام کرنے کے قابل ہوتی تو صدقہ کرتی کیا اگر میں اس کی جانب سے صدقہ کروں تو اس کو ثواب ملے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اثبات میں جواب دیا۔ صحیح ہے (احکام الجنائز ص، ۱۸۲)

نیز صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہوگئی وہ خود اس وقت وہاں موجود نہ تھا چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میری والدہ فوت ہوئیں تو میں وہاں موجود نہ تھا اگر میں اس کی جانب سے صدقہ کروں تو اس سے اس کو فائدہ ہوگا آپ نے اثبات میں جواب دیا اس نے کہا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے مخراف باغیچہ اس کی طرف سے صدقہ کر دیا۔ صحیح ہے (احکام الجنائز ص ۱۸۲)

اس مضمون کی احادیث سنت میں کثرت کے ساتھ ہیں۔

روزے کا ایصال ثواب

بخاری مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فوت ہوا اور اس کے ذمہ روزے تھے اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے۔ صحیح ہے (احکام الجنائز ص ۱۶۹)۔

اس مضمون کی احادیث صحیح کتب حدیث میں موجود ہیں امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ میت کی طرف سے روزے نہ رکھے جائیں البتہ کھانا کھلایا جائے دلیل ابن عباس کی حدیث سے اخذ کرتے ہیں جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے مزید وضاحت کتب فروع میں ملاحظہ فرمائیں۔

حج کا ایصال ثواب:

صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جُہینہ قبیلہ کی ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے دریافت کیا کہ میری ماں نے حج کی نذر مان رکھی تھی لیکن وہ حج نہ کر سکی اور فوت ہوگئی کیا میں اس کی طرف سے حج کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اس کی طرف سے حج کرو نیز یہ بتاؤ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو اس کو ادا کرتی تو اللہ کا حق بھی ادا کرو۔ اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس کا حق ادا کیا جائے۔ (۱) صحیح ہے (الارواء ۱۷۸)

اس مضمون کی احادیث بھی کثرت کے ساتھ ہیں۔

میت کی طرف سے قرض کی ادائیگی:

نیز مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ میت کی جانب سے قرض کی ادائیگی (اگر چہ اجنبی کی طرف سے ہو اگر چہ اس کے ترکہ سے نہ ہو) ہو جائیگی ابوقتادہ کی حدیث اس پر دال ہے جب کہ ابوقتادہ نے ایک میت کے دو دینار قرض کی ذمہ داری اٹھائی چنانچہ اس کی ادائیگی کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اس کا جسم ٹھنڈا ہوا ہے۔ حدیث حسن ہے (حاکم) (احکام الجنائز ص ۱۶)

یہ حکم قواعد شرع کے عین مطابق ہے نیز قیاس کا بھی یہی تقاضا ہے اور پھر کسی نیک عمل کا ثواب عمل کرنے والے کا حق ہے جب وہ اپنا حق اپنے کسی مسلمان بھائی کے لئے ہبہ کر دیتا ہے تو اس کو اس سے روکا نہیں جاسکتا جیسا کہ اس کو اس کی زندگی میں اپنے مال کے ہبہ کرنے سے نہیں روکا جاسکتا نیز وفات کے بعد اپنے مال سے بری ہونے سے روکا نہیں جاسکتا نیز شارع نے وضاحت کی ہے کہ جب قرأت وغیرہ عبادات بدنیہ کا ثواب پہنچتا ہے تو روزے کا ثواب بھی پہنچنا چاہئے وضاحت یہ ہے کہ روزہ نفس کو ان چیزوں سے روکنے کا نام ہے جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس کے ساتھ نیت بھی ملحوظ ہے اس کے ایصال ثواب پر شارع کی جانب سے نص موجود ہے تو قرأت قرآن کا ایصال ثواب کیوں نہیں ہوگا جس میں نیت اور عمل ہے۔

ایصال ثواب کے منکرین کی دلیل اور اس کے جوابات:

وہ ارشاد خداوندی پیش کرتے ہیں:

وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى

ترجمہ: اور یہ کہ انسان کو ان اعمال کا فائدہ ہوگا جو کرتا رہا۔ (النجم ۳۹)

علماء نے اس کے متعدد جوابات دیئے ہیں زیادہ صحیح دو جواب ہیں ایک یہ ہے کہ انسان اپنی مساعی حسن معاشرت کے ساتھ دوستوں کا حلقہ پیدا کر لیتا ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ نکاح کرتا ہے اس سے بھی مودت محبت کے رشتوں میں اضافہ ہوتا ہے پھر اولاد بھی ہوتی ہے تو یہ لوگ اس کے حق میں دعائیں کرتے ہیں نیک اعمال کے ثواب کا اس کے لئے اہداء کرتے ہیں اس پر شفقت کرتے ہیں اگر غور کیا جائے تو یہ سب کچھ دراصل اس کی اپنی کوششیں ہیں بلکہ ایک مسلمان اخوت اسلامیہ کے رشتہ میں منسلک ہو کر اپنے مسلمان بھائیوں کو ان کی زندگی میں اور زندگی کے بعد بھی فوائد پہنچاتا ہے دعا کرتا ہے اور مسلمان بھائیوں کی دعا تو ڈھال بن جاتی ہے اس کی مزید وضاحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کو آپس میں محبت وغم خواری کا سبب بنایا ہے کہ تمام مومن ایک دوسرے کی معاونت کریں اور ایک دوسرے کے حق میں دعا کریں پس جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے حق میں دعا کرتا ہے تو گویا وہ سبب میں سعی کر رہا ہے جس سے ایصال ثواب ہو رہا ہے دوسرا جواب پہلے جواب سے قوی ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآن پاک نے اس بات کی نفی نہیں کی کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی کوشش سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا البتہ اس بات کی نفی ہے کہ دوسرے کی کوشش کا وہ مالک نہیں بن سکتا ہے ان دونوں باتوں میں واضح فرق ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ہر شخص اپنی مساعی کا مالک ہے البتہ دوسرے کی مساعی سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے جب وہ آپ کے لئے مساعی کو صرف کرتا ہے لیکن اس کو اختیار ہے کہ وہ اپنی مساعی کو اپنی ذات کے ساتھ مختص رکھے۔

نیز اللہ پاک کا قول:

أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَى

ترجمہ: کوئی نفس کسی دوسرے نفس کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

نیز:

وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى

ترجمہ: اور یہ کہ انسان کو ان اعمال کا ثواب حاصل ہوگا جو وہ کرتا رہا۔ (النجم ۳۸۔۳۹)

یہ دونوں آیات محکم ہیں عدل خداوندی کا پتہ دے رہی ہیں پہلی آیت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کے غیر کے جرم کی وجہ سے سزا میں مبتلا نہیں کرتا اور نہ غیر کے قصور پر اس سے مواخذہ کرتا ہے جس طرح کہ دنیا کے بادشاہ کرتے ہیں اور دوسری آیت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر شخص کی کامیابی اس کے اعمال پر ہے وہ ہرگز یہ امید نہ رکھے کہ اپنے آباؤ اجداد کے عمل یا مشائخ کی مساعی سے نجات حاصل کرے گا جس طرح کہ اس قسم کی ناکام امیدیں بعض لوگ اپنے دل میں سمائے رکھتے ہیں اللہ سبحانہ نے یہ نہیں کہا کہ غیر کی مساعی سے فائدہ بھی نہ ہوگا جب وہ اپنی مساعی اس کے لئے صرف کردے ہاں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کہ جب آدم کا بیٹا فوت ہوجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے اس سے عدم ایصال ثواب پر استدلال درست نہیں اس حدیث میں اس بات کی ہرگز نفی نہیں ہے کہ نفع اٹھانا بھی منقطع ہوجاتا ہے صرف عمل کے انقطاع کا ذکر ہے اور اس کے غیر کا عمل تو عمل کرنے والے کے لئے ہے اگر وہ اس کا ہبہ اپنے غیر کے لئے کردیتا ہے تو عامل کے عمل کا ایصال ثواب ہوگا وہ اس کے عمل کا ثواب تو نہیں ہے اس کی مثال قرض کی ہے جس کو انسان اپنے غیر کی طرف سے ادا کرتا ہے اور اس کو بری الذمہ قرار دیتا ہے اگرچہ مال اس کے قبضہ میں نہیں کرتا جس سے وہ خود قرض ادا کرے۔

عبادات بدنیہ ومالیہ میں فرق؟

نبی ﷺ نے میت کی جانب سے روزہ رکھنے کو مشروع قرار دیا ہے حالانکہ روزے میں نیابت جائز نہیں حضرت جابر کی وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدالاضحیٰ کی نماز ادا کی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کے پاس ایک مینڈھا لایا گیا آپ نے اس کے ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کے کلمات کہے نیز آپ نے فرمایا یہ قربانی میری طرف سے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔ حسن ہے المسند (۶/۳۹۲۰۳۴۱) احمد ابوداؤد ترمذی نیز دو مینڈھوں والی حدیث ایک حدیث میں آپ نے فرمایا۔ اے اللہ یہ میری طرف سے اور میری تمام امت کی طرف سے ہے۔ دوسری آپ نے فرمایا۔ اے اللہ یہ محمد اور آل محمد کی طرف سے ہے۔ احمد۔ (۳) سند ضعیف ہے (ابوصالح خوزی) کے بارے میں صاحب تقریب نے کہا ضعیف حدیث والا ہے البتہ حاکم نے (۴۹۱) میں اس حدیث کو صحیح الاسناد قرار دیا ذہبی نے خاموشی اختیار کی ترمذی نے کہا ہم اس حدیث کو صرف اسی طریق سے جانتے ہیں خیال رہے قربانی میں قربۃ خون گرانا ہے آپ نے اس کا ایصال ثواب اپنے غیر کے لئے کیا ہے اسی طرح حج کی عبادت بدنی ہے مال اس کا رکن نہیں ہے وہ تو وسیلہ، ہے کیا آپ جانتے نہیں ہیں کہ مکہ میں رہنے والے پر بھی حج واجب ہے جب وہ عرفات جانے کی قدرت رکھتا ہے مال وغیرہ کی شرط نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ حج کی عبادت مالی بدنی نہیں بلکہ صرف بدنی ہے جیسا کہ اس کی وضاحت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متاخرین تلامذہ سے ثابت ہے نیز فرض کفایہ امور پر نگاہ ڈالیں

کہ چند انسانوں کے ادا کرنے سے دوسروں سے ساقط ہو جاتا ہے نیز اس لئے کہ اس صورت میں تو اھداء ثواب ہے نیابت نہیں ہے جیسا کہ اجیر خاص کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کو اپنا نائب بنائے البتہ اجرت جس کو چاہے دے سکتا ہے۔

اجرت پر پڑھائے ہوئے قرآن کا ایصال ثواب:

کچھ لوگوں کو اجرت پر قرآن پاک پڑھانا اور میت کے لئے اس کا ایصال ثواب کرنا درست نہیں سلف صالح میں سے کسی ایک سے بھی ایسا کرنا ثابت نہیں نیز کسی امام نے اس کا حکم نہیں دیا نہ ہی اس کی رخصت دی ہے نیز محض تلاوت پر اجرت لینا بھی جائز نہیں اس میں کسی کا اختلاف نہیں البتہ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینے کے بارے میں اختلاف ہے جس میں دوسرے انسان کو فائدہ حاصل ہو رہا ہے ہاں کسی عمل کا ثواب میت کو اس وقت ملے گا جب وہ عمل محض اللہ کی رضا کے لئے ہو یہاں تو اس خالص عبادت کا نام نہیں دیا جا سکتا تو پھر اس کا ثواب کیا ہوا جس کا ایصال میت کو کیا جا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی شخص اس بات کا قائل نہیں کہ نماز روزہ کے لئے کسی کو کرایہ پر رکھا جائے اور میت کو اس کا ایصال ثواب کیا جائے لیکن جب قرآن کی تعلیم و تعلم والے لوگوں کو ان کی اعانت کرتے ہوئے انھیں مال کا عطیہ دیں گے تو یہ درست ہے اس لئے کہ وہ صدقہ کی شکل اختیار کر گیا لیکن (الاختیار کتاب) میں ہے اگر کوئی شخص وصیت کر جاتا ہے کہ اس کے مال سے کچھ حصہ اس شخص کو دیا جائے جو اسکی قبر پر قرآن کی قرات کرے گا تو یہ وصیت باطل ہے اس لئے کہ یہ صورت اجرت کی ہے صدقہ کی نہیں ہے نیز زاھدی نے (الغنیہ) میں ذکر کیا ہے اگر کوئی شخص اپنے مال میں سے کچھ مال کو ایسے لوگوں کے لئے وقف کرتا ہے جو اس کی قبر پر قرآن کی تلاوت کریں گے تو اس صورت میں مال کی تعیین کرنا غلط ہے۔ البتہ قرآن پاک کی تلاوت کرنا اور تطوعاً بلا اجرت اس کے ثواب کا میت کے لئے ایصال کرنا درست ہے جیسا کہ روزہ حج کے ثواب کا ایصال درست ہے اگر اعتراض کیا جائے کہ یہ طریق سلف میں موجود نہ تھا نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی راہ نمائی نہیں فرمائی ہم جواب دیں گے اگر معترض حج روزہ دعا کے ثواب کے ایصال کا قائل ہے تو ہم کہیں گے ان کے ایصال ثواب اور قرآن کی تلاوت کے ایصال ثواب میں کیا فرق ہے ہا ں سلف سے کسی عمل کا ثابت نہ ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ ایصال ثواب نہیں ہوگا پھر نفی میں عمومیت نہیں ہے اگر اعتراض کیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو روزہ حج صدقہ کے ایصال ثواب کی راہ نمائی تو فرمائی ہے تلاوت قرآن پاک کے ایصال ثواب کی راہ نمائی نہیں فرمائی ہم جواب دیں گے کہ ان کے بارے میں بھی آپ نے از خود کچھ نہیں فرمایا بلکہ جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ میت کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے تو آپ نے اس کی اجازت دی نیز جب ایک انسان نے آپ سے روزے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے اس کی بھی اجازت مرحمت فرمائی دیگر چیزوں سے آپ نے منع نہیں فرمایا اور (آپ بتائیں) روزے کے ایصال ثواب کے درمیان (جو صرف نیت اور رکنے کا نام ہے) اور تلاوت قرآن اور ذکر کے ایصال ثواب کے درمیان کیا فرق ہے؟

اگر دریافت کیا جائے رسول اللہ ﷺ کو اھداء ثواب کیا جا سکتا ہے؟

تو ہم کہیں گے کہ متاخرین میں سے بعض نے اس کو مستحب کہا ہے اور بعض نے بدعت کہا ہے اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ فعل ثابت نہیں نیز نبی ﷺ کے لئے ہر اس شخص کے ثواب کے برابر ثواب ثابت ہے جو آپ کی امت سے نیک عمل کرتا ہے عمل کرنے والے کے ثواب سے بھی کچھ کم نہیں ہوتا یہ اس لئے کہ آپ نے ہی امت کو تمام نیک کاموں کی راہ نمائی کی ہے لیکن یہ قول کہ میت کے پاس قرآن پڑھا جائے تو میت جب اللہ کا کلام سنتی ہے تو اس سے اس کو فائدہ

ہوتا ہے یہ قول کسی مشہور امام سے صحت کے ساتھ مروی نہیں اس لئے کہ قرآن پاک کے سننے کا ثواب زندگی کے ساتھ مشروط ہے جب کہ وہ اختیار والا تھا اور سننا اس کا اختیاری عمل تھا وہ تو موت کے ساتھ منقطع ہو گیا بلکہ بعض اوقات تو اس سے اسے نقصان پہنچتا ہے اور وہ تکلیف محسوس کرتا ہے جب کہ اس نے اللہ کے اوامر اور نواہی کے مطابق زندگی نہیں گذاری تھی یا اس نے نیک کاموں کی طرف زیادہ رغبت نہیں کی تھی۔

قبر پر قرآن پڑھنا:

اس میں علماء کا اختلاف ہے تین مشہور قول ہیں ایک قول مکروہ ہے دوسرا قول دفن کے وقت کچھ حرج نہیں تیسرا قول دفن کے بعد مکروہ ہے امام ابو حنیفہ مالک (احمد ایک راویت میں) کہتے ہیں مکروہ ہے اسلئے کہ یہ بدعت ہے سنت میں اس کا کہیں ذکر نہیں نیز قرآن پڑھنا نماز کے مشابہ ہے اور قبروں کے نزدیک نماز ادا کرنے سے روکا گیا اسی طرح تلاوت قرآن سے بھی روکا جائے گا امام محمد بن حسن (احمد دوسری روایت میں) کہتے ہیں دفن کے وقت کچھ حرج نہیں عبداللہ بن عمر کے قول سے استدلال کرتے ہیں کہ اس نے وصیت کی کہ اس کی قبر پر دفن کے بعد سورۂ بقرہ اوائل اور اواخر پڑھا جائے نیز بعض مہاجرین سے سورۂ بقرہ کی تلاوت بھی منقول ہے ہاں اس کے بعد جس طرح کہ قبر پر لوگ تلاوت قرآن کے لئے آتے رہتے ہیں یہ امام احمد کے ہاں مکروہ ہے سنت میں اس کا ذکر نہیں ہے نہ ہی سلف صالحین سے کچھ نقل ہے یہ قول دلیل کے لحاظ سے قوی ہے پھر تطبیق کی ایک صورت بھی ہے۔

(ط) اللہ تعالیٰ دعائیں قبول فرماتا ہے اور ضرورتیں پوری فرماتا ہے۔

(ش) ارشاد خداوندی ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۔

ترجمہ: اور تمہارے رب نے اعلان کیا کہ تم مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔ (غافر ۶۰)

نیز فرمایا:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ۔ (البقرۃ ۱۸۶)

ترجمہ: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں دریافت کریں (تو کہہ دو) میں قریب ہوں پکارنے والے کی پکار کو جب وہ پکارتا ہے قبول کرتا ہوں

مسلمانوں کی اکثریت نیز دیگر تمام مذاہب وغیرہ کا قول ہے کہ فوائد کے حصول اور نقصان دہ چیزوں سے بچاؤ کا مضبوط ذریعہ دعا کرنا ہے اللہ تعالیٰ نے کافروں کے بارے میں بتایا ہے کہ سمندر میں سفر کرتے ہوئے جب انھیں خطرہ لاحق ہوتا تو وہ اخلاص کے ساتھ صرف اللہ کو پکارتے تھے نیز انسان کو جب بھی مصیبت پیش آتی ہے تو وہ پہلو کے بل بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے اور اللہ اپنے بندوں کی پکار قبول فرماتا ہے خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر ہوں اور اللہ تعالیٰ ان کے سوال کو پورا فرماتا ہے یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی رازقیت ہے اور ان کی معاونت ہے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا یہی تقاضا ہے پھر کبھی اس کے حق میں فتنہ اور مغفرت بھی ہوتا ہے جب اس کا کفر و فسق اس کا متقاضی ہوتا ہے سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس پر ناراض ہو جاتا ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

الرب یغضب ان ترکت سوالہ		وبنوادم حین یسا ل یغضب

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ سے آپ سوال نہ کریں تو وہ ناراض ہوجاتا ہے جب کہ انسان سے اگر سوال کیا جائے تو وہ ناراض ہوتا ہے

ابن عقیل کا قول:

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دعوت دی ہے کہ وہ دعا کریں اس کی چند وجوہ ہیں ملاحظہ کریں ایک یہ کہ اس سے ثابت ہوگا کہ اللہ کا وجود ہے اگر وجود ہی نہیں تو دعا کرنے کا کیا مطلب؟ دوسرا یہ کہ وہ ذات غناوالی ہے ظاہر ہے کہ فقیر سے تو کچھ سوال ہی نہیں ہوتا تیسرا یہ کہ وہ سنتا ہے جو سنتا نہیں اسے کون پکارتا ہے چوتھا یہ کہ وہ کرم والا ہے بخیل سے کون مانگتا ہے پانچواں یہ کہ وہ رحیم ہے سخت دل سے کون طلب کرتا ہے چھٹا یہ کہ وہ قدرت والا ہے جس میں قدرت ہی نہ ہو اس سے کون سوال کرتا ہے اور جو لوگ اشیاء میں خصوصیات کے قائل ہیں ان کے ہاں بھی انھیں کچھ اختیار حاصل نہیں ہے اسی لئے دعا مشروع ہے اور جب بارش کی ضرورت ہو تو نماز استسقاء ادا کی جاتی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اشیاء میں خصوصیات طبعی لحاظ سے ہیں اختیاری لحاظ سے نہیں اس لئے آگ کو مخاطب کر کے یوں نہیں کہا جاتا کہ اے آگ تو رک جا اور نہ ہی نجومیوں کے انداز کے مطابق کسی سیارے کو یوں مخاطب کیا جاتا ہے کہ اے ستارے میرے مزاج کی اصلاح کر۔

(شرح العقیدۃ الطحاویۃ، ص، ۴۵۲، تا، ۴۶۰، قدیمی کتب خانہ، مقابل آرام باغ، کراچی)

علامہ صدرالدین محمد بن علاء الدین علی بن محمد ابن ابی العز، حنفی، دمشقی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۷۹۲، ھ لکھتے ہیں:

فَمَنْ أَضَلُّ ممنْ يَكُونُ فِي قلبه غل على خيار المؤمنين، وَسَادَاتِ أَوْلِيَاءِ اللهِ تَعَالَى بَعْدَ النَّبِيِّينَ؟ بل قد فضلهم الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى بِخَصْلَةٍ، قِيلَ لِلْيَهُودِ: مَنْ خَيْرُ أَهْلِ مِلَّتِكُمْ؟ قَالُوا: أَصْحَابُ مُوسَى، وَقِيلَ لِلنَّصَارَى: مَنْ خَيْرُ أَهْلِ مِلَّتِكُمْ؟ قَالُوا: أَصْحَابُ عِيسَى، وَقِيلَ لِلرَّافِضَةِ: مَنْ شرُّ أَهْلِ مِلَّتِكُمْ؟ قَالُوا: أَصْحَابُ محمَّدٍ!! لم يَسْتَثْنُوا مِنْهُمْ إِلَّا الْقَلِيلَ، وَفِيمَنْ سَبُّوهُمْ مَنْ هُوَ خَيْرٌ ممنِ اسْتَثْنَوْهُمْ بِأَضْعَافٍ مُضَاعَفَةٍ.

وَقَوْلُهُ: وَلَا نُفَرِّطُ فِي حُبِّ أَحَدٍ مِنْهُمْ, أَيْ لَا نَتَجَاوَزُ الحدَّ فِي حُبِّ أَحَدٍ مِنْهُمْ، كَمَا تَفْعَلُ الشِّيعَةُ، فَنَكُونُ مِنَ المعْتَدِينَ. قَالَ تَعَالَى: {يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ} (النِّسَاءِ، ۱۷۱)

وَقَوْلُهُ: وَلَا نَتَبَرَّأُ [مِنْ أَحَدٍ] مِنْهُمْ, كَمَا فَعَلَتِ الرَّافِضَةُ! فَعِنْدَهُمْ لَا وَلَاءَ إِلَّا بِبَرَاءٍ، أَيْ لَا يَتَوَلَّى أَهْلَ الْبَيْتِ حَتَّى يَتَبَرَّأَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا!! وَأَهْلُ السُّنَّةِ يُوَالُونَهُمْ كُلَّهُمْ، وَيُنْزِلُونَهُمْ مَنَازِلَهُمُ الَّتِي يَسْتَحِقُّونَهَا، بِالْعَدْلِ وَالْإِنْصَافِ، لَا بِالْهَوَى وَالتَّعَصُّبِ, فَإِنَّ ذَلِكَ كُلَّهُ مِنَ الْبَغْيِ الَّذِي هُوَ مجاوَزَةُ الحدِّ، كَمَا قَالَ تَعَالَى: {فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ} (الجاثِيَة) ،وَهَذَا مَعْنَى قَوْلِ مَنْ قَالَ مِنَ السَّلَفِ: الشَّهَادَةُ بِدْعَةٌ، وَالْبَرَاءَةُ بِدْعَةٌ, وَيُرْوَى ذَلِكَ عَنْ جماعَةٍ مِنَ السَّلَفِ، مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، مِنْهُمْ: أَبُو سعيد الخدري، والحسن البَصرِيُّ، وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ، وَالضَّحَّاكُ، وَغَيْرُهُمْ. وَمَعْنَى الشَّهَادَةِ: أَنْ يَشْهَدَ عَلَى مُعَيَّنٍ مِنَ المسْلِمِينَ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، أَوْ أَنَّهُ كَافِرٌ، بِدُونِ الْعِلْمِ بِمَا خَتَمَ اللهُ [لَهُ] بِهِ.

ترجمہ: پس اس شخص سے زیادہ گمراہ اور کون ہوسکتا ہے جس کے دل میں انبیاء علیہم السلام کے رفقاء اور اولیاء اللہ کے ساتھ بغض موجود ہو یہود و نصاریٰ نے بھی انبیاء

کے رفقاء کوفضیلت دی ہے یہودیوں سے پوچھا گیا تمہاری ملت میں کون لوگ سب سے افضل ہیں انہوں نے جواب دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب افضل ہیں یہی سوال عیسائیوں سے ہوا تو انہوں نے جواب دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب افضل ہیں اور روافض سے دریافت کیا گیا ملت اسلامیہ میں سب سے برے کون لوگ ہیں تو انہوں نے جواب دیا محمد ﷺ کے اصحاب سب سے برے ہیں ان میں سے معدود چند افراد کا استثناء کیا حالانکہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر وہ سب وشتم کرتے ہیں ان میں بعض ایسے صحابہ بھی ہیں جو ان صحابہ سے بدرجہا بہترین ہیں جنہیں وہ مستثنیٰ کرتے ہیں نیز شیخ طحاوی کا قول ہم ان میں سے کسی کی محبت میں حد اعتدال سے تجاوز نہیں کرتے ہیں جیسا کہ شیعہ کرتے ہیں کہیں ہم زیادتی کرنے والوں میں داخل نہ ہو جائیں ارشاد خداوندی ہے۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ۔

ترجمہ: اے اہل کتاب تم اپنے دین میں غلو نہ کرو۔ (النساء ۱۷۱)

شیخ طحاوی کا قول:

کہ ہم کسی صحابی سے بیزاری کا اظہار نہیں کرتے جیسا کہ شیعہ کرتے ہیں ان کے ہاں بعض صحابہ سے ولاء ضروری ہے دیگر صحابہ سے براءت ضروری ہے یعنی اہل بیت کے ساتھ ان کی صحیح محبت تب سمجھی جائے گی جب وہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے براءت بھی کریں گے لیکن اہل سنت تمام صحابہ سے موالات رکھتے ہیں اور عدل وانصاف کی روشنی میں جن مقامات کے وہ مستحق ہیں انہی مقامات پر انہیں اتارتے ہیں نفسانی خواہش اور تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہیں اس لیے کہ یہ اس حد سے تجاوز کرنا ہے جو حد متعین ہے ارشاد خداوندی ہے۔

فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ۔

ترجمہ: تو انھوں نے جو اختلاف کیا تو علم آچکنے کے۔ بعد آپس کی ضد سے کیا۔ (الجاشیہ ۱۷)

دراصل سلف صالح بھی یہی کہتے ہیں کہ کسی متعین انسان کے بارے میں اس کے دوزخی ہونے کی گواہی دینا یا اس کو برا قرار دینا ایک نئی چیز ہے یہ قول صحابہ میں سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ البعین میں سے حسن بصری رضی اللہ عنہ ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ ضحاک رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہے اس لئے کہ ہمیں کسی کے خاتمہ کا علم نہیں ہے۔

(شرح العقیدۃ الطحاویۃ، ص، ۴۷۰، ۴۷۱، قدیمی کتب خانہ، مقابل آرام باغ، کراچی)

حضرت عالی امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں

به (مولانا احمد برکی) درجواب استفسار او که صاحب منصب، البته صاحب علم است یانه و استفسار دیگر که فنافی الله و بقاء بالله تاکنون به دست نیامد و از عدم اطلاع بر احوال خود که نمود بوده اند۔

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله و سلام علیٰ عباده الذین اصطفیٰ۔

در صحیفۂ شریفه پے در پے رسید، عزای مصائب نوشته بودند۔ (انا لله و انا الیه راجعون) به یاران و دوستان فرمایند که هفتاد، هفتاد هزار بار کلمهٔ طیبه (لا اله الا الله) به روحانیت مرحومی (خواجه محمد صادق) و به روحانیت مرحومه همشیرهٔ او (ام کلثوم) بخوانند و ثواب

هفتاد هزار بار را به روحانیت یکی بخشند و هفتاد هزار دیگر را به روحانیت دیگر، از دوستان دعا و فاتحه مشول است۔

ترجمہ: مولانا احمد برکی کی طرف صادر فرمایا۔ اس کے استفسار میں کہ صاحب منصب ولی اپنے منصب کا علم رکھتا ہے یا نہیں۔ اور دوسرا استفسار کہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ اس وقت تک نصیب نہیں ہوا۔ اور اپنے احوال کی عدم اطلاع کے متعلق۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

آپ کے دو خط یکے بعد دیگرے موصول ہوئے۔ ہمارے مصائب پر ماتم پرسی کے متعلق آپ نے لکھا تھا۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**، یاروں اور دوستوں کو فرمائیں کہ ستر ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھ کر فرزند مرحوم خواجہ محمد صادق اور اس کی ہمشیرہ مرحومہ ام کلثوم کی روح کو بخشیں اور ستر ہزار بار کا ثواب ایک کو بخشیں اور دوسرے ستر ہزار بار کا ثواب دوسرے کی روح کو بخشیں۔ دوستوں سے دعا اور فاتحہ کی درخواست ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم حصہ اوّل، مکتوب، ۱۴، ج، ۲، ص ۷۴ مرکز پخش: زاهدان، خیابان خیام، صدیقی، تهران)

حضرتِ عالی امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں:

به قضات ((پر گنه مشکن)) در عزا: هر چند مصیبتی که از قوت مغفرت پناهی رسیده بسیار شدید است و بسی متعصب، اما بندگی است، غیر از راضی بودن از فعل مولیٰ تعالی و تقدس، چاره نیست، از برای بودن نیاورده اند، از برای کار کردن آورده اند، کار باید کرد و اگر کار کرده رفت، باکی نیست، بلکه پادشاه است۔

((الموت جسر یوصّل الحبیب الی الحبیب)) در شأن او ثابت، مصیبت بر رفتن نیست، بر حال رونده الی الحبیب است تا با او چه معامله کنند، به دعا و استغفار و تصدق، امداد باید نمود۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه و اله وسلم: ((ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوة تلحقه من اب او ام او اخ او صدیق فاذا لحقته کان احب الیه من الدنیا و مافیها و ان اللہ تعالی لیدخل علی اهل القبور من دعأء اهل الارض امثال الجبال من الرحمة و ان هدیة الاحیاء الی الاموات الاستغفار لهم)) التفات نامه رسیده، هوای سرما بر فقرا بسیار شدید است و الا خود را معاف نمی داشت، سفارش به تأکید نوشته است، انشاء اللہ تعالی سودمند گردد، زیاده تصدیع است۔

محبت شعاری ((قاضی حسن)) و سایر اعزه دعوات فراوان مطالعه نمایند و از حق تعالی و از جمیع امور راضی و شاکر باشند۔

ماتم پرسی ضلع مشکن کے قاضیوں کی طرف صادر فرمایا۔ اگر چہ مغفرت پناہ کی وفات سے جو مصیبت لاحق ہوئی ہے وہ بہت شدید اور بہت سخت ہے لیکن ہم اور تم خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔ ہمارے لیے اپنے مولیٰ تعالیٰ وتقدس کے فعل پر راضی ہونے کے سوا چارہ نہیں۔ کارکنانِ قضا وقدر یہاں رہنے کے لیے نہیں لائے، کام، کرنے کے لیے لائے ہیں۔ کام کرنا چاہئے۔ اگر یہاں سے کام کر کے گئے تو کوئی ڈر نہیں بلکہ ایسا شخص بادشاہ ہے۔ **الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب**، موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے۔ یہ فقرہ اس کی شان میں موجود ہے۔ جانے میں مصیبت نہیں بلکہ حبیب کی طرف جانے والے کے حال میں مصیبت ہے کہ اس سے کیا سلوک کرتے ہیں۔ دعا استغفار اور صدقہ وخیرات سے اس کی امداد کرنی چاہئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔

۱۶۰۲۱۹

میت قبر میں ڈوبنے والے فریادرسی کے لیے پکارنے والے کی طرح ہے۔ چنانچہ میت منتظر رہتا ہے دعا کا جو اسے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے پہنچتی ہے۔ جب ان کی طرف سے اسے دعا پہنچتی ہے تو وہ اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور بیشک رب تعالیٰ اہل زمین کی دعا سے اہل قبور پر پہاڑوں کی مانند رحمت داخل کرتا ہے۔ اور زندوں کا مردوں کو یہ ہدیہ ہے کہ وہ ان کے استغفار اور بخشش طلب کریں۔ آپ کا التفات نامہ موصول ہوا۔ فقراء پر موسم سرما کی ہوا بڑی سخت ہے ورنہ اپنے آپ کو معاف نہ کرتا۔ (بلکہ فوراً جواب دیتا) سفارش تاکید سے لکھ دی گئی ہے۔ ان شاء اللہ سودمند ثابت ہوگی۔ زیادہ گفتگو دردسری ہے۔ محبت شعار قاضی حسن اور باقی اعزہ دعاؤں سے مستفید ہوں۔ اور تمام کاموں میں راضی اور شکر گزار رہیں۔

(مکتوبات امام ربانی، دفتر، اوّل، مکتوب ۱۰۴، ج، ۱، ص، ۲۶۹، مرکز پخش: زاھدان، خیابان خیام، صدیقی، تہران)

حضرتِ عالی امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں:

به ((میرزا علیجان)) در عزا پرسی (۔تسلیت گفتن۔)

حق۔ سُبْحَانَه وَتعَالیٰ۔ بر جاده شریعت۔ علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة۔، استقامت ارزانی فرماید۔

آدمی را به حکم (کل نفس ذائقة الموت) (۔آل عمران/۱۸۵) از مرگ چاره نیست۔ فطوبی لمن طال عمره وکثر عمله همین موت است که مشتاقان را به آن تسلی می دهند و وسیلۂ وصول دوست به دوست می سازند (مَن کان یرجو لقاء الله فان اجل الله لاتٍ) (عنکبوت/۵۔)

آری! حال واپس ماندگان و گرفتاران، بی دولتِ حضورِ به مطلب رسیدگان و آزادگان، خراب و ابتر است۔

ولیٔ نعمتِ مرحومۂ شما در این اوان بسی مغتنم بودند، الحال بر شمایان لازم است که مکافات احسان به احسان بکنید و به دعا و صدقه، ساعة فساعة مدد نمائید ((فان المیت کالغریق ینتظر دعوة تلحقه من اب او ام او اخٍ او صدیق)) غرق شده باشد، دائماً در انتظار دعاست از جانب پدر، مادر، برادر و یا دوستش۔) و نیز می باید که از مرگ ایشان، به مرگ خود عبرت بگیرید و به تمام، خود را به مراضی حق سپرید و حیات دنیا را غیر از متاع غرور نشمارید۔ اگر تمتعات دنیوی را اندک اعتبار می بود، برابر سر موی بر کفارِ بدکردار تجویز نمی فرمودند۔

رزقنا الله سبحانه و ایاکم الاعراض عن ماسوی الله سبحانه و الاقبال الی جناب قدسه بحرمة سید المرسلین علیه وعلی اله وعلیهم من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها والسلام والاکرام۔

ترجمہ: ماتم پرسی کے متعلق مرزا علی جان کی طرف صادر فرمایا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ راہِ شریعت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ پر استقامت نصیب فرمائے۔ انسان کے لیے مطابق فرمان خداوندی، **کل نفس ذائقة الموت**، ہر جان نے موت کا مزا چکھنا ہے۔ موت سے چارہ نہیں، تو مبارک ہے وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو اور نیک اعمال بھی زیادہ ہوں۔ یہ موت ہی ہے جو مشتاق لوگوں کو تسلی دیتی ہے، اور دوست کو دوست سے ملنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ **من کان یرجو القاء الله فان اجل الله لاٰت**، جو شخص خدا تعالیٰ سے ملاقات کا امیدوار ہو تو بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ ملاقات ضرور آنے والا ہے۔ (عنکبوت:۵)

ہاں پسماندگان اور حضور کی دولت سے محروم غیر حق تعالیٰ میں گرفتار لوگوں کا حال موت کے ذریعہ اپنے مطلوب تک پہنچ جانے والوں اور قید دنیا سے رہائی پانے والوں کے مقابلہ میں بہت ہی خراب اور ابتر ہے۔ آپ کی ولی نعمت مرحومہ کا وجود اس زمانے میں بڑا غنیمت تھا۔ اب تم پر لازم ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے دو اور دعا و صدقہ کے ذریعہ ہر آن مدد کرتے رہو۔

بیشک میت ڈوبتے ہوئے انسان کی طرح ہے وہ ہر وقت دعا کا منتظر رہتا ہے جو اسے باپ یا بھائی یا دوست کی طرف سے پہنچتی ہے۔ نیز یہ بھی چاہئے کہ ان کی موت سے اپنے مرنے کی عبرت پکڑیں۔ اور اپنے آپ کو مکمل طور پر حق تعالیٰ کی رضا کے کاموں کے حوالے کردیں اور دنیا کی زندگی کو سامان غرور کے ماسوا کچھ شمار نہ کریں۔ اگر دنیوی ساز وسامان کی کچھ بھی قدر و قیمت ہوتی تو کفار بدکردار کو ایک بال برابر بھی دنیا کی کوئی چیز نہ دی جاتی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اور تمہیں ماسواء اللہ تعالیٰ سے اعراض اور اپنی جناب قدس کی طرف توجہ کی سعادت نصیب فرمائے۔ بحرمة سید المرسلین علیه وعلیٰ آله وعلیهم من الصلوات افضلها ومن التسلیمات اکملها۔ والسلام والاکرام۔

(مکتوبات امام ربانی، دفتر ،اوّل،مکتوب ۸۹، ج ،۱،ص، ۲۴۲،مرکز پخش: زاھدان،خیابان خیام،صدیقی،تہران)

حضرتِ عالی امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں

ایضاً پرسیده بودند که ختم کلام الله کردن ونماز نفل گزاردن وتسبیح وتهلیل کردن وثواب آن رابه والدین یا به استاد یا به اخوان دادن بهتر است، یابه کس ندادن بهتر؟ بدانند که دادن بهتر است، که هم نفع به غیر است وهم نفع به خود و در بادادن، نفع مخصوص به خود است ونیز شاید به طفیل دیگران آن عمل را قبول فرمایند والسلام۔

ترجمہ: اور آپ نے یہ بھی پوچھا تھا۔ کہ کلام اللہ کا ختم کرنا اور نفل نماز پڑھنا اور تسبیح وتہلیل کرنا اور اس کا ثواب والدین کو یا استاد کو یا بھائیوں کو بخش دینا بہتر ہے۔ یا کسی کو نہ بخشنا بہتر ہے۔ جان لینا چاہئے۔ کہ ثواب بخش دینا بہتر ہے۔ کہ اس میں دوسروں کا بھی نفع ہے۔ اور اپنا بھی فائدہ ہے۔ اور نہ بخشنے میں صرف اپنا ہی فائدہ ہے۔ اور یہ بھی ہے۔ کہ شاید دوسرے کی طفیل اس کے عمل کو قبول کرلیں۔ والسلام

(مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم،مکتوب، ۷۷، ج: ۲،ص، ۲۶۴،مرکز پخش: زاھدان،خیابان خیام،صدیقی،تہران)

عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۷۹ھ، لکھتے ہیں:

حاصل سوال آنکه طعام بروحانیت میت روز سوم یادهم و گل دادن روز سوم از کجاست

مخدوما طعام دادن لله تعالیٰ بے رسم وریا وثواب آنرا بمیت گذرانیدن بسیار خوب است وعبارت بزرگ اما تعیین وقت را اصل، معتمد علیه ظاهر نمی شود وروز سوم گل دادن در مردان بدعت ست آرے در زنان خوشبوئے آوردن روز سوم آمده است برائے رفع، سوگ که غیر از منکوحه را از اهل قرابت زیاده از سه روز سوگ داشتن مشروع نیست پس روز سوم خوشبوئے بیارند تا زنان دیگر غیر از منکوحۂ میت از سوگ برایند۔

ترجمہ: سوال: کا حاصل یہ ہے کہ میت کی روح کو (ثواب) پہنچانے کیلئے تیسرے یا دسویں روز کھانا کھلانا اور تیسرے روز پھول دینا کہاں سے ثابت ہے۔
جواب: میرے مخدوم! کسی رسم اور ریا (دکھاوا) کے بغیر اللہ تعالیٰ کیلئے کھانا کھلانا اور اس کا ثواب میت کو بخشنا بہت اچھی بات اور بڑی عبادت ہے لیکن وقت معین کرنے کی کوئی قابل اعتماد اصل ظاہر نہیں ہوتی اور تیسرے روز مردوں کو پھول دینا بدعت ہے البتہ عورتوں میں سوگ کو دور کرنے کیلئے تیسرے روز کوئی خوشبو لانا روایتوں میں آیا ہے کیونکہ میت کی منکوحہ کے علاوہ باقی رشتہ داروں میں سے کسی کو تین دن سے زیادہ سوگ کرنا شرعاً جائز نہیں ہے پس تیسرے روز خوشبو لائیں تاکہ میت کی منکوحہ کے علاوہ باقی عورتیں سوگ ختم کریں۔

(مکتوبات معصومیہ، دفتر ،اول،مکتوب،۱۱،ص، ۷۳،گارڈن ویسٹ،کراچی)

عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی ۱۰۷۹ھ، لکھتے ہیں:

شب دوشنبه هفتم ماهِ حال که ماه ذی الحجه سنه یکهزار وپنجاه هجری است حضرت قبله گاهی والده ماجده جیوسفر آخرت گزیدندوپسماندگان راجگر کباب ودیدهٔ پر آب گذاشتندوجود شریف شان وسیلهٔ سعادات کونین ودریچهٔ رضامندی رب المشرقین بوده که الحال از کسب آن ازان راه حرمان دست داده است اناالله وانا الیه راجعون بایاران ودوستان هفتادهزار بار کلمه طیبه لآاله الاالله خواندثواب آنرا بروحانیت ایشان بگزرانند۔

ترجمہ: دوشنبہ کی رات ساتویں تاریخ ماہِ رواں کو جو کہ ذی الحجہ کا مہینہ سن ایک ہزار پچاس ہجری ہے حضرت قبلہ گاہی والدہ ماجدہ جیورحمۃ اللہ علیہا نے آخرت کا سفر اختیار کیا ہے اور پسماندگان کو جگر کباب و دیدہ پُرآب چھوڑ گئی ہیں اُن کا وجودِ شریف دونوں جہان کی سعادت کا وسیلہ اور رب المشرقین کی رضامندی کا دریچہ (کھڑکی) رہا ہے کہ اب اس راہ سے اس کے حصول سے محرومی پیدا ہوگئی ہے

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

ترجمہ: بیشک ہم سب اللہ تعالیٰ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ، ۱۵۶)

دوست واحباب ستّر ہزار بار کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الله پڑھ کر اس کا ثواب اُن کی روحانیت کو پیش کردیں۔

(مکتوبات معصومیہ، دفتر، دوم، مکتوب، ۱۳، ص، ۱۴۱، گارڈن ویسٹ، کراچی)

باب نمبر ۸

ذکر بالجہر ممنوع و بدعت:

سوال: (۱۷۳) مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا

امام الہند شاہ ولی اللہؒ یوں ترجمہ لکھتے ہیں:

ویاد کن پروردگار خود را در ضمیر خود بزاری وترسکاری ویاد کن، پروردگار خود را به کلام پست تر از بلند آوازی بامداد وشبانگاه ومه باش از غافلان۔ (تفسیر فتح الرحمن، ص ۲۱۳)

اور اپنے پروردگار کو اپنے دل میں عاجزی اور خوف کے ساتھ یاد کرو اور اپنے پروردگار کو بلند آواز سے کم آواز میں صبح وشام یاد کرو۔ اور غافلوں سے نہ بنو۔

ذکر اذکار اصلاح نفس کے لیے ہوتا ہے اسمیں جہر کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہوتی اور اسمیں تضرع اور اخفا امر مطلوب ہے جہر میں یہ تضرع اور اخفا دونوں معدوم ہوجاتے ہیں جو اخلاص کے بھی منافی ہے۔ اور شبہ ریا بھی قائم ہے۔ اس لئے تضرع اور اخفا ضرور ہونے چاہیئے۔

(تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر، ص ۵۱)

سوال: (۱۷۴) مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا

افسوس صد افسوس ہے آج کے ذاکرین پر کہ انکو مزہ نہیں آتا مگر جہر میں اور وہ بھی جہر مفرط جو یقیناً ناجائز ممنوع اور بدعت ہے۔

(تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر، ص، ۵۴)

سوال: (۱۷۵) مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

سوال: آجکل عام پیروں میں مروج ہے کہ لوگوں کو جمع کر کے بآواز بلند ذکر کرواتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ وجد میں آکر خوب اچھلتے کودتے ہیں۔ کیا یہ فعل شرعاً جائز ہے اور کیا اسکا کوئی ثبوت ہے؟ **الجواب ومنه الصدق والصواب**

اسکا شرع میں کوئی ثبوت نہیں۔ جہراً ذکر کرنا جیسا کہ فی زمانہ رائج ہے یہ مکروہ ہے۔ (احسن الفتاوی ص ۳۵۰ ج ۱)

(تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر، ص، ۲۴۹)

سوال: (۱۷۶) مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا

صوفیاً کرام میں مشائخ چشتیہ جو مبتدی کو ذکر جہر (جہر معتدل غیر مفرط جسکی تفصیل انشاءاللہ آنے والی ہے (عبدالمقدس) کی تلقین فرماتے ہیں۔ وہ اس شخص کے حال کی مناسبت سے بطور علاج کے ہے تاکہ جہر کے ذریعہ کسل اور غفلت دور ہوجائے اور قلب میں ذکر اللہ سے لگاؤ پیدا ہوجائے ورنہ فی نفسہ ذکر میں جہر کرنا انکے

یہاں بھی مطلوب نہیں گو جائز ہے۔اور اسکا جواز بھی حدیث سے ثابت ہے بشرطیکہ اسمیں ریاء ونمود نہ ہو) (تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر،ص،۵۵)

سوال:(۱۷۷) دیوبندیوں کے مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا

گذشتہ عبارت پر تبصرہ

قارئین کرام! آپ نے کئی عبارات تفاسیر اور اقوال سلف صالحین پڑھ کر خود بھی سوچا ہوگا۔اور میں بھی توجہ دلاتا ہوں۔کہ ہماری سلامتی سلف صالحین کی اقتداء میں ہے اپنی بے راہ روی میں نہیں۔تقریباً تمام علماء کرام لکھتے ہیں کہ مواضع مخصوصہ کے علاوہ دعاء (اور اسی طرح حکم ذکر کا بھی ہے کہ دونوں) میں افضلیت اخفاء کو حاصل ہے کیونکہ ریاء سے بھی کوسوں دور ہے اور اخلاص سے بھی بھرپور اور سکینت ووقار بحال ہے دعا یا ذکر عبادت ہے اور عبادت میں اطمینان ووقار برقرار رکھنا حکم شرعی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے وعلیکم السکینة والوقار ولا تسرعوا۔(بخاری ص ۸۸ ج ۱ مسلم ص ۲۲۰ ج مشکوۃ ص ۶۷)

ذکر اذکار میں اپنے اطمینان ووقار پر چھری پھیرنا خلاف عقل وشریعت ہے۔اور جب رب کریم بھی وہی ذات ہے جو علیم بذات الصدور ہے جو یعلم ما تبدون وما تکتمون ہے یعلم السر واخفیٰ ہے، جو یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون ہے یعلم سرھم ونجواھم یعلم السر فی السموات والارض یعلم مایلج فی الارض ومایخرج منھا ومایعرج فیھا وھو السمیع العلیم بکل شئ علیم ہے احاط بکل شئ علما ہے رب کریم تو وہی ذات ہے جو قریب ہے وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ - بلکہ قریب تر ہے۔ونحن اقرب الیہ من حبل الورید نحن اقرب الیہ منکم بلکہ میرا رب کریم قریب مجیب ہے سمیع قریب ہے جو سینوں کے بھید جانتا ہے جو عالم ہے خفی اور اخفیٰ پر جس پر کوئی راز زمین وآسمان میں پوشیدہ نہیں جو بالکل قریب اور ہر قسم آوازوں کا سننے والا ہے۔سوچئے سوچئے خدا کے لئے سوچئے جو قریب تر بھی ہو اور خوب سنتا بھی ہو اسے پکار پکار کر بلانا گلے پھاڑ پھاڑ کر سکون واطمینان عزت ووقار کو قربان قربان کر کے نقل وحرکت اور اضطراب کو ہوا دیکر ذکر اذکار کرنا رب کریم کی بے ادبی نہیں تو اور کیا ہے؟

اسکے فرمان جلی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ سے روگردانی نہیں تو اور کیا ہے۔خدارا خدارا، اسکے فرمان **اذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفة ودون الجھر** سے منہ موڑنا نہیں تو اور کیا ہے؟ زید عمرو کے قریب بیٹھا ہے اور خوب سنتا ہے بہرا نہیں۔اگر عمرو نے گلہ۔

پھاڑ پھاڑ کر زید کو بلایا تو یقیناً زید ناراض ہوگا کہ تم نے میری ناقدری کی۔لوگ بھی یہی سمجھیں گے اور عمرو کو بے ادب جان کر ڈانٹیں گے۔ا) کہ تو نے زید کی بے عزتی کی کہ وہ قریب بھی تھا اور سنتا تھا بھی اور تو نے چلا چلا کر اسکو پکارا۔ا) خیر القرون کے لوگوں نے بھی یہی کچھ سمجھا تھا کہ جو بعید ہوتا ہے یا بہرا ہوتا ہے تو اُسے چلا چلا چلا کر پکارنا پڑتا ہے اور جو قریب ہوتا ہے اور بہرا بھی نہیں تو اسکو آہستہ آہستہ پکارا جاتا ہے۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ (سورۃ البقرۃ، ۱۸۶) کی تفسیر میں اکثر مفسیرین نے لکھا ہے کہ کسی سائل نے سوال کیا اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید ربنا فننادیہ کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اس کے ساتھ سرگوشی کریں یا دور ہے کہ ہم اسکو پکار پکار کر کے بلائیں؟

تفسیر مظہری نے اس آیت کی تفسیر میں یوں لکھا ہے

ونزول ھذہ الآیۃ فی جواب السائل اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید ربنا فننادیہ ارشاد علی الذکر الخفی دون الجھر کما لا یخفی۔ (مظہری ص ۲۰۱ ج ۱)

سائل کا سوال کہ کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اسکے ساتھ سرگوشی کر کے مانگیں یا دور ہے کہ ہم اسکو چلا چلا کر پکاریں؟ اس آیت کی نزول میں ذکر خفی کا حکم ہے نہ

کہ ذکر جہری کا جیسا کہ یہ بات پوشیدہ نہیں (بشرطیکہ عقل سلیم نصیب ہو) خدا ہمارے زمانے کے ذاکرین کو عقل سلیم اور رشد وہدایت نصیب کرے کیسے گزشتہ فرامین عزیزہ اقوال مفسرین وسلف صالحین سے روگردانی کر کے سمت مخالف اختیار کیا ہے جو اخلاص سے دور اور ریاء ونمود سے معمور ہے۔

سفینہ لے چلا ہے کس مخالف سمت کو ظالم؟

سعدی شیرازی نے کیا خوب فرمایا ہے:

اے مرغ سحر عشق زپروانه بیاموز		کان سوخته راجان شدو آواز نیامید
این مدعیان درطلبش بے خبر اند		کان راکه خبر شد خبرش بازنیامد

اے مرغ سحر! پروانے سے عشق کا طریقہ سیکھ کہ اسکی جان جل گئی اور آواز نہیں آئی۔ خدا تعالیٰ کی طلب میں یہ دعوار بے خبر ہیں کہ جسکو اللہ تعالیٰ کی خبر حاصل ہوئی ۔پھر اسکی خبر واپس نہیں آئی اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ ان لوگوں کو ہدایت کریں

وماذلک علی اللہ بعزیز آمین یا الہ العالمین وصلی اللہ علی النبی الامین۔ (تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر، ص، ۶۲)

سوال: (۱۷۸) مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنا ہے وہ فرماتے تھے:

خیر الذکر الخفی وخیر الرزق مایکفی

(مسند احمد ص ۱۷۲، ۱۸۰، ص ۱۸۷ ج ۱ صحیح ابن حبان ص ۳۵، ۳۶ ج ۳ تفسیر مظہری ص ۳۶۱ ج ۳، معارف القرآن ص ۱۷ ج ۶ القرطبی ص ۳۶۱ ج ۳، ص ۷۶ ج ۱۱۔ حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۹۰ ماۃ مسائل ص ۱۰۲۔ تذکرۃ الابرار والاشرار ص ۲۳۶)

بہترین ذکر وہ ہے جو خفی ہو اور بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہو سکتا ہے۔

قارئین کرام! قرآن کریم کا حکم ہے ادعو ربکم تضرعا وخفیة۔ واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفة ودون الجهر۔ واذکروہ کما هداکم اور فرمان محسن اعظم ﷺ ہے **خیر الذکر الخفی** اور پھر بھی بنا سپتی عاشق گلے پھاڑ پھاڑ لر لوڈ سپیکر استعمال کر کے ذکر محدث میں سرشار ہیں۔ خدا انہیں ھدایت نصیب فرما کر شیطان کی چنگل سے نجات دیں۔ (تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر، ص، ۶۳)

سوال: (۱۷۹) مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا

حضرت خواجہ باقی باللہ اور ذکر بالجہر:

مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں اس قسم کے اعتراضات مولویوں پر ہی کیے جاتے ہیں۔ صوفیوں پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا حالانکہ بعض دفعہ وہ مولویوں سے بھی زیادہ وحشت ناک حکم دیتے ہیں۔ چناچہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی مجلس میں ایک شخص کی زبان سے جہر کے ساتھ لفظ اللہ نکل گیا چونکہ وہ نقشبندی تھے جنکے یہاں ضبط احوال کی تاکید ہے یہاں تک کہ ذکر بھی خفی بتلاتے ہیں جہری نہیں بتاتے اس لئے آپ نے فرمایا نکال دو اسکو۔ ظاہر میں یہ حکم بہت وحشتناک تھا کہ اللہ کہنے پر مجلس سے نکال دیا۔ اگر کوئی مولوی ایسا کرتا تو اسی وقت کفر کا فتویٰ دیا جاتا ذکر اللہ سے منع کرتے ہیں مگر صوفیوں پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ (اشرف الجواب ص ۱۴۴)۔

اس زمانے کے بناسپتی نقشبندی خدا کے لئے اس پر ذرا سوچ لیں اور اپنی عاقبت برباد نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب کریں۔ آمین وصلی اللہ علی النبی الامین۔

(تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر، ص، ۷۷)

سوال: (۱۸۰) مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی امام نقشبندیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

واز حضرت ایشان شنیدام که حضرت خواجه نقشبند علماء بخارا را جمع کرده بخانقاه حضرت امیر کلال برده بودند تا ایشان را از ذکر جهر منع فرمایند علماء بحضرت امیر گفتند که ذکر جهر بدعت است نکنند ایشان در جواب فرمودند که نکنیم۔ الکابر این طریق هر گاه در منع ذکر جهر این هه مبالغه نایند۔ (منتخبات از مکتوب امام ربانی ص ۱۷۳)

اور میں نے حضرت (خواجہ باقی باللہ) سے سنا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند نے بخارا کے علماء کرام کو جمع کیا اور امیر کلال کی خانقاہ کو لے کے گئے تا کہ اسکو ذکر بالجہر سے منع کریں۔ علماء کرام نے حضرت امیر کو فرمایا کہ ذکر بالجہر بدعت ہے ایسا مت کریں انھوں نے جواب میں فرمایا نہیں کرونگا اس طریق کے اکابریں تو ہر وقت ذکر بالجہر کے منع کرنے میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں۔ خدا اصاغرین کو سوچنے کا موقعہ دیں۔

سوال: (۱۸۱) مزید مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا

نقشبندیہ اور ذکر بالجہر:

حضرت مجدد الف ثانیؒ جو کہ نقشبندیہ کے امام ہیں جو خود نقشبندیوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

بلکه ذکر جهر را بدعت دانسته منع آن فرموده اند و ثمرات اینکه بران مرتب شود التفات بان ننوده (منتخاب از مکتوبات امام ربانی ۱۷۲، ۱۷۳)

ترجمہ: بلکہ ذکر بالجہر کو بدعت سمجھتے تھے اس سے منع کرتے تھے۔ اور اس پر جو ثمرات مرتب ہو جاتے تھے ان کو نہیں دیکھتے تھے۔

نقشبندیہؒ کا ذکر بالجہر کے منع کرنے میں مبالغہ ملاحظہ فرمایئے۔

بروزے بمجلس طعام در ملازمت حضرت ایشان حاضر بودیم شیخ کمال که یکے از مخلصان حضرت خواجه ما بوده در وقت افتتاح طعام در حضور ایشان اسم الله را بلند گفت ایشان را ناخوش آمد بعد یکه زجر بلیغ فرمودند که اورا منع کنند که در مجلس طعام ما حاضر نشود منتخاب از مکتوبات (امام ربانی ض ۱۷۳)۔

ایک دن میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے مجلس طعام میں حاضر تھا شیخ کمال جو کہ میرے حضرت خواجہؒ کے مخلصین میں سے ایک ہے نے کھانا شروع کرتے وقت آپکے حضور میں اللہ کا نام بلند آواز سے لیا جو آپ کو پسند نہیں آیا اور اس حد تک زجر فرما کر انکو منع فرمایا کہ میری مجلس طعام کو حاضر نہ ہوا کرو۔

ع

خواجہ غفلت میں رہیں گے تا بہ کے اہل چمن

برق کے شغلے حدود گلستان تک آ گئے

سوال: (۱۸۲) مزید مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا

اخندزادہ پیر سیف الرحمن ارچی لکھتے ہیں:

شاہد ارچی حال مقیم کھجوری باڑہ خیبر ایجنسی کی بات ان عاشقین زمانہ کو مقبول تر ہو۔ اس لئے کہ اسکا بھی بڑا دعوی ہے کہ میں نقشبندی ہوں جیسا کہ لکھتا ہے: پس فقیر طریقہ نقشبندیہ میں حضرت شیخ محمد بہاؤالدین شاہ بقشبندیہؒ اور امام ربانیؒ کے تابع اور بالواسطہ مرید ہے اور ان بزرگان دین نے جو کمالات اور علوم اور معارف بیان فرمائے ہیں ان تمام کے لئے فقیر الحمدللہ بدرجہءاتم واکمل حامل ہے۔ (ہدایت السالکین ص ۲۸۲)۔

سوال: (۱۸۳) مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا

ابوزکریا یحی بن شرف نوویؒ (باب فضل اشهادة فی سبیل الله تعالیٰ میں فزجرہم عمر وقال لا ترفعوا اصواتکم عند منبر رسول الله ﷺ کی تشریح میں) لکھتے ہیں:

فیه کراهیة رفع الصوت فی المساجد یوم الجمعه وغیره وانه لا یرفع الصوت بعلم ولا غیره عند اجتماع الناس للصلوة لما فیه من التهویش علیهم وعلی المصلین، والذاکرین والله علم (شرح مسلم للنوویؒ ص ۱۳۴ ج ۲)۔

اس حدیث میں جمعہ وغیرہ کے دن مساجد میں آواز بلند کرنے کی کراہیت ہے (یعنی مکروہ ہے) اور یہ کہ لوگوں کی نماز کے لئے جمع ہوتے وقت علم وغیرہ پر بھی آواز بلند نہیں کی جائیگی۔ کیونکہ اس بلند آواز میں نمازیوں اور ذکر کرنے والوں پر تشوش واضطراب ہوگا۔

قارئین کرام اس عبارت کو بار بار پڑھے تو آپ کو نصف النہار کی طرح واضع ہوجائیگا کہ نمازی اور ذاکرین نماز اور ذکر میں مشغول ہیں تو بلند آواز سے انکو پریشانی لاحق ہوجاتی ہے۔ نمازیوں اور ذاکرین کو اسلئے ایک ہی حکم میں جمع کیا کہ انکو پریشانی ہوگی جب کوئی مسجد میں آواز بلند کریں کہ یہ دونوں ذکر کے دو مختلف قسموں میں مشغول ہیں۔ ایک نماز ہے اور دوسرا ذکر اگر ذاکرین خود بلند آواز سے ذکر کریں اور خوب چلا چلا کر ذکر میں مشغول رہیں تو پھر تو مصلین (نمازیوں) کو خود ذاکرین سے تشوش لاحق ہوگی اور کسی کی آواز بلند کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دوسری دلیل: کہ یہ ذاکرین ذکر خفی (آہستہ ذکر) کرنے میں مشغول ہیں۔ یہ ہے کہ اگر یہ ذکر کرنے والے خود بلند آواز سے ذکر کرتے تھے اور چلا چلا کر ذکر میں سرشار ہوتے جیسا کہ آجکل ذاکرین خوب گلے پھاڑ پھاڑ کر ذکر میں کود پڑتے ہیں۔ اسی طرح وہ ذکر کرتے تو پھر اور کسی کو تعلیم وغیرہ پر آواز بلند کرنے سے ان ذاکرین کو تشوش کہاں سے لاحق ہوتی وہ تو خود باآواز بلند ذکر میں مشغول ہیں۔

تیسری دلیل: اگر یہ ذاکرین خود ذکر بالجہر میں مشغول ہیں تو پھر دوسروں کو تعلیم وغیرہ کا موقعہ کہاں سے میسر ہوتا ہے؟ کہ علم وغیرہ ہر آواز بلند کر کے تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری کرسکیں۔ حاشاوکلا! خدارا سوچیئے سوچیئے: **فارجع البصر هل تری من فطور**

ع

اپنی ہر بات کو تول اس میں تردد کیسا
تیرے سینے میں امین دل ہے ترازو کی طرح

(تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر، ص، ۸۵)

سوال:(۱۸۴)مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا

مولانا یوسف بنوری لکھتے ہیں۔

فتاویٰ دازیہ میں فتاویٰ قاضی خان کے حوالے سے نقل کیا ہے:۔

رفع لصوت بالذکر حرام و قد صح عن ابن مسعود انه سمع قوما اجتمعوا فی مسجد یهللون و یصلون علیه ، علیه الصلوة السلام جهرا فخراج الیهم فقال ما عهدنا ذلک علی عهده علیه السلام ولا اراکم الا مبتدعین فما زال یذکر ذلک حتی اخرجهم من المسجد۔(بزازیہ برحاشیۃ فتاویٰ عالمگیری ص ۳۷۸ ج ۶)

بلند آواز سے ذکر حرام ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بسند صحیح منقول ہے کہ آپ نے سنا کہ کچھ لوگ مسجد میں جمع ہو کر بلند آواز سے کلمہ طیبہ اور درود شریف کا ورد کر رہے ہیں۔آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا ہم نے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں یہ چیز نہیں دیکھی۔میرا خیال ہے کہ تم بدعت کر رہے ہو۔ آپ بار بار یہی بات کہتے رہے یہاں تک کہ انہیں مسجد سے نکال دیا(بزازیہ حاشیہ فتاویٰ عالمگیری ص ۳۷۸ ج ۶)

اس سے معلوم ہوا ہوگا آج کل مسجدوں میں زور زور سے کلمہ طیبہ پڑھنے اور گا گا کر درود سلام پڑھنے کا جو بعض لوگوں نے رواج نکالا ہے یہ بدعت ہے اور اس سے مساجد کو پاک کرنا لازم ہے(اختلاف امت اور صراط مستقیم (ص ۱۱۴، ۱۱۵) (تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر،ص،۱۳۱)

سوال:(۱۸۵)مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا

مشہور غیر مقلد عبدالستار صاحب لکھتے ہیں:

سوال (۵۵) کچھ لوگ مساجد کے اندر بعد جمعہ یا پانچ وقتہ نمازوں کے بعد مروجہ محفل میلاد کی طرح سلام گا گا کر اس طرح بلند آواز سے پڑھتے ہیں کہ جس سے نمازیوں یا تلاوت کرنے والوں کی عبادت میں خلل پڑتا ہے یہ نیا طریقہ ارزوئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟

جواب (۵۵) صورت مسئولہ میں واضح باد۔کہ شرعا بهیئت مذکورہ بالا در سوال دوردو سلام پڑھنا عہد نبوی سے ثابت ہے نہ عہد صحابہ و تابعین وغیرہم سے۔صحیحین میں بروایت عائشہؓ مروی ہے من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد یعنی جو کام ہمارے اس دین میں نیا نکالا جائے کار ثواب سمجھ کر ایجاد کیا جائے جسکا ثبوت قرآن وحدیث میں نہ ہو وہ مردود نا قابل قبول ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ نیز فرمایا وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

بس درود سلام اسی طریقہ پر مقبول و معتبر ہے جو نبی علیہ سلام و صحابہ کرام سے ثابت ہو(فتاویٰ ستاریہ ص ۸۶ ج ۴)

(تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر،ص،۱۳۱)

سوال:(۱۸۶)مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا

مفتی اعظم ہند عزیز الرحمن صاحب لکھتے ہیں

سوال وجواب دونوں کو الی موضع الضرورۃ ملاحظہ کیجئے نماز کے بعد التزام لا الہ الا اللہ وغیرہ کرنا بدعت ہے۔

سوال (۵۴) ہر نماز کے بعد زور سے لا الہ الا اللہ تین بار پڑھنا اور ایک بار محمد رسول اللہ پڑھنا۔

الجواب: ہر فرض نماز کے بعد اسکا التزام بدعت ومکروہ ہے درمختار میں مسجد کے مکروہات میں رفع صوت بذکر کو بھی ذکر کیا ہے اور ہر چند کہ ذکر جہر جائز ومستحب ہے لیکن اس ہیئت خاص والتزام خاص کے ساتھ خصوصاً جب کہ تشویش مصلیان کا بھی اندیشہ ہے لاریب غیر ثابت بلکہ مکروہ ہے بدعت ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۱۰۰، ۱۰۱ ج ۱)

(تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر، ص، ۸۳)

طریقہ نقشبندیہ میں کوئی سبق زبان قال متعلق نہیں ہے بلکہ لسانی اذکار کو نقشبندیہ سے مسمی کرنا بدعت فی الطریقت ہے (ہدایت السالکین ص ۳۱۳)

طریقہ نقشبندیہ کے اسباق میں ذکر لسانی داخل کرنا عظیم بدعت ہے۔ کما حققہ المجدد فی المکتوبات (ہدایت السالکین ص ۲۴۲)

سوال: (۱۸۷) مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا

ایک اور مقام پر ارچی صاحب لکھتا ہے۔

وعن عائشة قالت افضل الذکر الخفی الذی لا یسمعه لحفظة سبعون ضعفا (ہدایت السالکین ص ۱۷۵)

جسکا ترجمہ ملا علی قاری صاحبؒ کی کتاب مرقات کی حوالہ سے گزر گیا ہے اور ایک جگہ شعر لکھتا ہے۔

ع

ذکر خاص الخاص ذکر سر بود		هر که ذاکر نیست اوخاسر بود

(ہدایت السالکین ص ۱۸۸)

سوال: (۱۸۸) یہی کچھ تو الحمد للہ ہم کہتے ہیں:

ع

تہیں میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا		آخر کو ہم دونوں درجانان پہ جا ملے

(تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر، ص، ۸۱)

الجواب:

ذکر بالجہر جائز ہے، مسنون ہے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ میں افضل اور اعلیٰ ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ

ترجمہ: اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو اور نمازوں کے بعد۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد تسبیح وتہلیل کرنا بہت بہتر ہے۔

حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز جماعت کے بعد اس قدر بلند آواز سے ذکر اللہ کرتے تھے کہ تمام محلّہ گونج جاتا تھا (مسلم)

(ترجمہ کنز الایمان تفسیر نور العرفان، سورۃ قٓ، الآیۃ، ۴۰، ص، ۸۳۰)

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:

فقال رسول اللہ ﷺ: یا علی، علیک بمداومۃ ذکر اللہ عز وجل، سرا وجھرا۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہو چاہے وہ سری ذکر ہو یا جہری۔

(الانوار القدسیۃ فی معرفۃ قواعد الصوفیۃ، ج۱، ص۲۸، مکتبۃ المعارف، بیروت)

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:

واجمعوا علی انہ یجب علی المرید ان یزکر بقوۃ تامۃ، بحیث لا یبقی منہ متسع ویہتز من فوق رأسہ الی اصبع قدمیہ، وھی حالۃ یستدلون بھا علی انہ صاحب ھمۃ، فیرجی لہ الفتح عن قریب ان شاء اللہ تعالیٰ۔ واجمعوا علی انہ یجب علی المرید الجھر بالذکر بقوۃ تامۃ، وان ذکر السر والھوینا لا یفیدہ رقیا۔

ترجمہ: اس بات پر صوفیاء کرام کا اجماع ہے کہ مرید پوری قوت کے ساتھ ذکر کرے اس طرح کہ مزید گنجائش نہ رہے اور سر کے اوپر سے پاؤں کی انگلیوں تک حرکت میں آجائے۔ اس حالت کو صوفیا کرام اس کے صاحب ہمت ہونے کی دلیل بناتے ہیں۔ پس اس کے لیے عنقریب پردے اٹھنے کی امید ہوتی ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔ اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ مرید پر پوری قوت کے ساتھ بلند آواز سے ذکر کرنا لازم ہے اور پوشیدہ ذکر اسے ترقی میں فائدہ نہیں دیتا۔

(الانوار القدسیۃ فی معرفۃ قواعد الصوفیۃ، ج۱، ص۳۸، مکتبۃ المعارف، بیروت)

جہری ذکر زیادہ نفع بخش ہے یا سری؟

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:

فان قلت: فایما انفع الذکر جھرا او سرا؟ فالجواب: الذکر جھرا انفع لمن غلبت علیہ القسوۃ من اصحاب البدایۃ، والذکر سرا انفع لمن غلبت علیہ الجمعیۃ من اصحاب السلوک۔

ترجمہ: اگر تم پوچھو کہ جہری ذکر زیادہ نفع بخش ہے یا سر؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں نے ابھی آغاز کیا ہے اور ان پر (دل کی) سختی غالب ہے ان کے جہری ذکر کا نفع زیادہ ہے اور جن اصحاب سلوک کے دل مطمئن ہیں ان کے لیے سری ذکر زیادہ نفع بخش ہے

(الانوار القدسیۃ فی معرفۃ قواعد الصوفیۃ، ج۱، ص۴۵، مکتبۃ المعارف، بیروت)

غنیۃ میں ہے:

قول عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مقدار مایقول الھم انت السلام الخ یفید ان لیس المراد انہ کان یقول ذلک بعینہ بل کان یقعد زمانا یسع ذلک المقدار ونحوہ من القول تقریبا فلا ینافی ماروی مسلم وغیرہ عن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کان، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا سلم من صلوتہ قال بصوتہ الا علی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ

الحمد وھو علی کل شیئ قدیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفعل ولہ الثناء الحسن، لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکفرون، لان المقدار المذکور من حیث التقریب دون التحدید، قدیسع کلو احد من نحو ھذہ الاذکار لعدم التفات الکثیر بینھا۔اھ مختصرا۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان کہ آپ ﷺ اللھم انت السلام الخ کی مقدار پڑھتے، فائدہ دے رہا ہے کہ ان کی مراد بعینہٖ یہی الفاظ نہیں بلکہ اتنی دیر بیٹھنا جس میں یہ یا اس کی مقدار تقریباً پڑھا جائے۔لہذا یہ روایت مسلم وغیرہ کی اس روایت کے منافی نہیں جو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز سے کہتے "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کا ہے، اسی کی حمد ہے، اور وہ ہر شے پر قادر ہے، برائی سے پھرنے اور نیکی کی طرف آنے کی طاقت وتوفیق اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں، نعمت اسی کی ہے اور اُسی کا فضل ہے، اعلیٰ تعریف اسی کی ہے۔اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہماری تابعداری اسی کے لئے خالص ہے، اگرچہ کافر اسے ناپسند کریں" کیونکہ مقدار مذکور تقریباً ہے تحدیداً نہیں وہ وقت ان تمام اذکار کی گنجائش رکھتا ہے کیونکہ ان میں بہت زیادہ تفاوت نہیں ہے اھ مختصرا

(غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی بیان صفۃ الصلوٰۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ص ۳۴۲) (فتاوٰی رضویہ، ج، ۸، ص، ۳۵۷، ۳۵۸، رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

مناقب کردری میں ہے:

عن ابن عیینۃ قال مررت بہ (ای بالامام رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وھو مع اصحابہ فی المسجد قد ارتفعت اصواتھم فقلت یا ابا حنیفۃ ھذا المسجد والصوت لا یرفع فیہ فقال دعھم فانھم لا یفقھون الا بہ۔واللہ تعالیٰ اعلم

ترجمہ: ابن عیینہ سے ہے کہ میں ان (امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس سے گزرا آپ شاگردوں کے ساتھ مسجد میں تھے لیکن ان کی آواز بلند تھی، میں نے کہا: اے ابوحنیفہ! یہ مسجد ہے اس میں آواز بلند نہیں ہونی چاہئے۔فرمایا: ان کو چھوڑ دو کیونکہ دینی علوم کو اس آواز کے بغیر حاصل نہیں کر سکتے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(مناقب للکردری، الامام ابوحنیفہ واصحابہ قاسوا علی السنۃ، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ۲ / ۷۳) (فتاوٰی رضویہ، ج، ۸، ص، ۱۱۹، رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

امام شمس الائمہ کردری وجیز میں فتاوی سے نقل فرماتے ہیں:

ان الذکر بالجھر فی المسجد لا یمنع احترازا عن الدخول تحت قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ۔الخ۔

ترجمہ: مسجد میں باآواز بلند ذکر کرنے سے نہ روکا جائے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے باعث کہ اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے سے لوگوں کو منع کرے۔الخ (فتاوٰی بزازیہ علی ہامش فتاوٰی ہندیہ، کتاب الاستحسان نورانی کتب خانہ پشاور، ۶ / ۳۷۸)

تبیین الحقائق وفتح القدیر ودرر الحکام وبحر الرائق ومجمع الانہر وغیرہا کتب کثیرہ میں ہے:

قال الفقیہ ابو جعفر لا ینبغی ان یمنع العامۃ عن ذٰلک لقلۃ رغبتھم فی الخیرات۔

ترجمہ: فقیہ ابوجعفر نے فرمایا: عوام کو بلند آواز کے ساتھ ذکر کرنے سے نہ روکا جائے اس لئے کہ نیک کاموں کی طرف (پہلے ہی) ان کی رغبت کم ہوتی ہے۔

(تبیین الحقائق، باب صلوٰۃ العیدین، ۱ / ۲۲۴ والدرر الحکام، باب صلوٰۃ العیدین، ۱ / ۱۴۲، وفتح القدیر، باب صلوٰۃ العیدین، ۲ / ۴۱، وبحر الرائق، باب صلوٰۃ العیدین، ۲ / ۱۶۰)
(ومجمع الانہر شرح ملتقی الابحر، باب صلوٰۃ العیدین، ۱ / ۱۷۳)

محیط پھر ہندیہ میں ہے:

قال الفقیہ ابو جعفر سمعت شیخی ابابکر یقول سئل ابراھیم عن تکبیر ایام التشریق علی الاسواق والجھر بھا قال ذٰلک تکبیر الحوکۃ وقال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی انہ یجوز قال الفقیہ وانا لا امنعھم عن ذٰلک۔ کذا فی المحیط۔

ترجمہ: فقیہ ابوجعفر نے فرمایا کہ انہوں نے اپنے شیخ ابوبکر سے سنا کہ وہ فرماتے تھے امام ابراہیم سے بازاروں میں بلند آواز سے تکبیرات ایام تشریق کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہ جولاہوں کی تکبیر ہے، قاضی ابو یوسف علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ جائز ہے۔ اور فقیہ نے کہا کہ میں لوگوں کو اس سے منع نہیں کرتا محیط میں یوں ہے۔

(فتاوٰی ہندیہ، کتاب الکراہیۃ الباب الرابع، نورانی کتب خانہ پشاور، ۵/۳۱۹)

غنیۃ میں ہے:

قال الفقیہ ابو جعفر الذی عندنا انہ لا ینبغی ان یمنع العامۃ من ذٰلک لقلۃ رغبتھم الی الخیرات وبہ ناخذ یعنی انھم اذا منعوا عن الجھر بہ لا یفعلونہ سرا فینقطعون عن الخیر بخلاف العالم الذی یعلم ان الاسرار ھو الافضل۔

ترجمہ: فقیہ ابوجعفر نے فرمایا ہمارے نزدیک مناسب نہیں کہ عوام کو تکبیر سے روک دیا جائے اس لئے کہ بھلائی کے کاموں میں وہ کم رغبت رکھتے ہیں لہذا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یعنی مراد یہ ہے کہ جب وہ ذکر بالجہر سے روک دئے گئے تو وہ آہستہ ذکر بھی نہ کریں گے بخلاف اس عالم کے جو یہ جانتا ہے کہ آہستہ ذکر کرنا افضل ہے۔

(غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، باب العیدین، سہیل اکیڈمی لاہور، ص ۵۶۷) (فتاوٰی رضویہ، ج، ۲۳، ص، ۱۷۱، تا، ۱۷۴، رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

نماز کے اختتام پر بلند آواز سے ذکر کرنا:

امام بخاری و مسلم اپنی اسناد کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رحمت عالم ﷺ کی نماز کے ختم ہونے کو آپ ﷺ کے اللہ اکبر کہنے سے پہچان لیتا تھا۔ (صحیح بخاری، ج۱، ص۱۱۶، قدیمی کتب خانہ کراچی و صحیح مسلم)

نماز کے اختتام پر اللہ اکبر کہنے کی مراد کے تعین میں شارحین کے مختلف اقوال ہیں، چنانچہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنے سے مراد ذکر ہے جیسا کہ صحیحین میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں فرض نماز سے فراغت کے وقت لوگوں کے لئے بآوازِ بلند ذکر مقرر تھا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ میں نماز کے اختتام کو اسی کے ذریعہ پہچانتا تھا (یعنی جب لوگ بلند آواز سے ذکر کرتے تھے تو میں جان لیتا تھا کہ نماز ہو چکی ہے)۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد محمد بن اسماعیل البخاری نے پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کو نقل کیا ہے جو یہاں ذکر کی گئی ہے لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ تکبیر سے مراد مطلق ذکر ہے۔

(فیوضات الرضویہ فی تشریحات الہدایہ المعروف بہ شرح ہدایہ: ج، ۲، ص، ۲۳۸)

حضرت مؤید الدین بیرنگ خواجہ محمد باقی باللہ، کابلی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۱۳ھ، لکھتے ہیں:

شام پنجشنبہ بست و سوم ماہ مذکورہ خیلگی صحیح و خرم بودند چنانچہ عصائے بدست گرفتہ بپائی فلک فرسائے خود از جائے کہ بودند بجائی دیگر تشریف بردند و بفرح و شادمانی در خانہ کہ مشرف بہ دریا بود و ھوائے مخالف در و سرایت داشت نشستند و نماز

شام، رابه ایمان گزار دند وپوشش ها که همیشه درایام بیماری می بود کم. کردند و مثنوی مولوی معنی بآواز بلند می خواندند و باخود زمزمه واشتند۔

ترجمہ: جمعرات ۲۳ ماہ مذکور کی شام کو بہت تندرست اور خوش نظر آتے تھے۔ چنانچہ عصا ہاتھ میں لے کر اپنے مبارک پاؤں سے چل کر ایک جگہ سے دوسری جگہ تک تشریف لے گئے اور بہت خوش ہو کر اس گھر میں جو دریا کے کنارے پر تھا۔ اور اس میں مخالف ہوا آتی جاتی تھی رونق افروز ہوئے۔ اور نماز شام اشارہ کے ساتھ ادا فرمائی۔ اور وہ کپڑے جو ہمیشہ بیماری کے دنوں میں پہنا کرتے تھے اتار دیئے۔ اور مثنوی مولوی معنوی بلند آواز سے پڑھنے لگے حضور اس وقت اپنے ساتھ زمزمہ رکھتے تھے۔

(کلیات باقی باللہ، یعنی مجموعۂ کلام ورسائل وملفوظات ومکتوبات، ص، ۴۹، ملک دین محمد اینڈ سنز، اشاعت منزل پل روڈ، لاہور)

حضرت مؤید الدین بیرنگ خواجہ محمد باقی باللہ، کابلی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۱۳ھ، لکھتے ہیں:

تمامی قصه آنکه پاسنے ازروز شنبه باقی مانده بود که بذکر اسم ذات بطریق جهر مشغول شدند بعداز دوسه گهڑی بهمیں شیمۂ کریمه بجوار رحمت حق پیوستند و بعالم قدس تمکن فرمودند۔

ترجمہ: الغرض ہفتہ کے دن سے ابھی تھوڑا وقت باقی تھا۔ کہ بلند آواز کے ساتھ ذکر اسم ذات میں مشغول ہوئے۔ اور اسی حال میں دو تین گھڑی کے بعد وصال فرمایا۔ اور عالم قدس میں جا بسے۔

مثنوی

درین صندل سرائے آبنوسی		گهے ماتم بود گاهے عروسی
جوبهر شادی و غم جائے روبند		بجائے سربجائے پائے کوبند

ترجمہ: جہاں ہے صندل اور آبنوسی، کبھی ماتم کبھی ہے کبھی عروسی
غم وشادی کا یاں یک جا ہے ساماں، کبھی روتا کبھی کوئی ہے شاداں

رباعی

که گفت که آن مایۂ امیدبمرد		که گفت که آن دولت جاویدبمرد
آن دشمن خورشید برآمد برجام		پوشیددوچشم و گفت خورشید بمرد

ترجمہ: کس نے کہا وہ مایہ امید مر گیا، کس نے کہا وہ دولت جاوید مر گیا۔
اس رشک آفتاب نے چڑھ بام پر کہا، آنکھوں کو بند کر کے وہ خورشید مر گیا۔

اکنون اندکے ازاطوار حضرت ایشاں نسبت بعموم خلائق و تربیت بمسترشدان در دو فصل بوجه اختصار تمام کنم۔

اب فقیر حضور کے چند اخلاق اور اطوار جو عام مخلوقات اور مریدوں کی تربیت کی نسبت فرمایا کرتے تھے۔ مختصر طور پر دو فصلوں میں بیان کرتا ہوں۔

(کلیات باقی باللہ، یعنی مجموعۂ کلام ورسائل وملفوظات ومکتوبات، ص، ۵۱، ملک دین محمد اینڈ سنز، اشاعت منزل پل روڈ، لاہور)

محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ، متوفی، ۱۰۵۴ھ، لکھتے ہیں:

یکی از حاضران گفته این توجه و تحرک ازیشان از شوق استماع نام محبوب بود ازین سخن آب در چشم مبارک جمع شده پاسی ازروز مذکور مانده بود که جهرًا بذکر اسم ذات مشغول شده اند و همچنان الله گویان جان بجانان سپرده رضی الله تعالیٰ عنه۔

ترجمہ: حاضرین میں سے ایک نے بتایا کہ آپ کی یہ توجہ اور تحریک صرف اس لئے تھی کہ آپ کو اپنے محبوب کے نام سے عشق تھا۔ اس کے بعد آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور ابھی اس روز کا ایک پہر باقی تھا کہ آپ نے جہر کے ساتھ اسم ذات (اللہ) کا ذکر شروع کر دیا اور اسی طرح اللہ اللہ کہتے ہوئے جان بجانان سپرد ہو گئی۔ (رضی اللہ عنہ)

(برکات احمدیہ، نام دگر زبدۃ المقامات، ص، ۳۲، ۳۳، ناشر المکتبۃ ایشیق، استانبول، ترکیہ)

محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ، متوفی، ۱۰۵۴ھ، لکھتے ہیں:

راقم حروف نصر الله بذکره مے گوید جمع از مشائخ که ذکر جهر اختیار نموده اند بطریق ازه یا بغیر آن ایشان بحکم کریمهٔ او اشد قسوه دل راازسنگ و آهن سخت تر دانسته اند و نیز خواسته اند که از حرارت شدت ذکر قالب غلیظ و جوارح کثیفه متأثر گردد وایضاً آنها که ذکر خفیه اختیار نموده اند نیز وجوه معتبرهٔ مشهوره دارند که وجه شیخ مذکور یکے ازان وجوه است بر اثبات ذکر خفیه و جهر حدیثے که مبیّن حال صدیق و فاروق است رضی الله عنهما بسنده است بالجمله لکل وجهةٌ هو مولّیها بیان طریق اکابر مے نماید

ترجمہ: راقم الحروف کہ اللہ اس کو اپنے ذکر میں کامیابی دے، عرض کرتا ہے کہ مشائخ کی ایک جماعت نے ذکر جہری بھی اختیار کیا ہے خواہ وہ ذکر ارہ ہو یا کوئی اور ذکر، بحکم آیۃ: اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً (سورۃ البقر، ۷۴) پھر تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھروں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت۔ انہوں نے دل کو پتھر اور لوہے سے بھی زیادہ سخت قرار دیا ہے اور چاہا ہے کہ ذکر کی سخت گرمی سے قالب غلیظ اور جوارح کثیف متاثر ہو جائیں۔ اور یہ کہ جن لوگوں نے ذکر خفی اختیار کیا ہے کہ وہ بھی معتبر دلیل رکھتے ہیں جو بات شیخ مذکور نے کہی وہ بھی ایک وجہ سے صحیح ہے۔ اور ذکر جہر اور ذکر خفی دونوں کی صحت کے لیے حدیث موجود ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دونوں کی حالت (ذکر میں) مذکور ہے۔

بہر حال:

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا

ترجمہ: ہر ایک کے لیے توجہ کی ایک سمت ہے کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے۔ (سورۃ البقرہ، ۱۴۸)

سورۃ البقرہ سے ان اکابر کے طریقہ ذکر کی حمایت ہوتی ہے۔

(برکات احمدیہ، نام دگر زبدۃ المقامات، ص، ۱۱۰، ناشر المکتبۃ ایشیق، استانبول، ترکیہ)

مولانا نسیم فریدی دیوبندی لکھتے ہیں:

حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا سرکار کی یہ توجہ اسم محبوب کے سننے کے لیے ہوئی یہ سن کر حضرت آنکھوں میں آنسو بھر لائے دن کا کچھ باقی تھا کہ میدان فناء الفنا کا یہ شہسوار جہراً اللہ اللہ کرتا ہوا واصل بحق ہوا ذاتِ باقی عشق و تعلق کی بناء پر کائنات کے ذرے ذرے نے اس کے نام کے بقائے دوام کی شہادت دی اور

دنیا نے باقی باللہ کہہ کر اس کو پکارا۔ بروا اللہ مضجعہ

هر گز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق		ثبت است بر جریدۂ عالم دوام

ترجمہ: ہرگز نہیں مرے گا وہ جس کا دل عشق کے ساتھ زندہ ہے۔ جریدۂ عالم پر وہ ہمیشہ ثابت رہے گا۔

(تذکرہ خواجہ باقی باللہ ،ص ۳۳)

حضرتِ عالی امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں:

سایر طرق نیز عزیمت اختیار کردہ باشند۔ گوییم کہ در اکثر طرق سماع و رقص است، کہ بعد تمحل بسیار، کار بہ رخصت می رسد۔ عزیمت را در آن چہ مجال و ہمچنین ذکر جہر کہ بیش از رخصت در آن متصور نیست و ایضاً مشایخ سلاسل دیگر در طرق خود بہ واسطۂ بعضے نیات حقانیہ، امور محدثہ پیدا کردہ اند کہ نہایت تصحیح در آن، حکم بہ رخصت است

ترجمہ: دوسرے طریقوں نے بھی عزیمت کو اختیار کیا ہو تو میں کہتا ہوں کہ اکثر طریقوں میں سماع اور رقص کا جواز تسلیم کیا گیا ہے جس کی نوبت حیلہ ہائے بسیار کے بعد صرف رخصت تک پہنچتی ہے اس میں عزیمت کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے؟ اسی طرح ذکر جہر، کہ اس کا جواز بھی رخصت کی حد تک ہی متصور ہو سکتا ہے۔ نیز دوسرے سلاسل کے مشائخ نے بعض حقانی نیتوں کے تحت نئے نئے امور جاری کیے ہیں جن کی نہایت درستی صرف رخصت تک ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب، ۲۸۶، ج، ۱، ص ۶۵۵، مرکز پخش: زاھدان، خیابان خیام، صدیقی، تہران)

عیدالاضحیٰ کے دن راہ میں بلند آواز سے تکبیریں کہتے

(روضۃ القیومیہ، ج، ۱، ص، ۴۱۷)

حضرت علامہ، بیہقی وقت، قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی حنفی، قدس سرہ، متوفی، ۱۸۱۰ھ، لکھتے ہیں:

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول الله تعالى انا عند ظن عبدى بي وانا معه إذا ذكرنى فان ذكرنى فى نفسه ذكرته فى نفسى وان ذكرنى فى ملأ ذكرته فى ملأ خير منهم متفق عليه فان هذا الحديث يفيد ذكر الجهر والخفي كليهما وزعم بعض الناس ان هذا الحديث يدل على افضلية الجهر من الخفي وليس بشئ إذ لا مزية لذكر الله عبده فى ملأ على ذكره إياه فى نفسه بل، الأمر على العكس ويدرك ذوق هذا الكلام من ذاق كاس العشق وقوله تعالى فاذكروا الله كذكركم اباءكم او أشد ذكرا۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنے بندہ کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں اگر وہ میری یاد دل میں کرتا ہے تو میں بھی اس کا ذکر اپنے باطن میں کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر جماعت میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر ایسی جماعت میں کرتا ہوں جو اس کی جماعت سے برتر ہوتی ہے (یعنی ملائکہ کی جماعت) متفق علیہ۔

اس حدیث سے ذکر جہری و خفی دونوں کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس حدیث سے جہری ذکر کی سرّی ذکر سے برتری ثابت ہوتی ہے مگر یہ استدلال غلط ہے۔ اللہ کسی کا ذکر سری کر لے یا جماعت کے سامنے دونوں برابر ہیں بلکہ ذکر سری کو جہری پر فضیلت حاصل ہے ایک اور آیت ہے۔ اللہ نے

فرمایاہے۔ فاذکروا اللہ کذکرکم اباء کم او أشد ذکرا۔اس میں بھی جہری ذکر مراد نہیں ہے بلکہ کثرت ذکر کا حکم ہے۔

(التفسیر المظہری، سورۃ، الاعراف، تحت الآیۃ:۵۵، ج، ۳، ص، ۳۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت علامہ، بیہقی وقت، قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی حنفی، قدس سرہ، متوفی، ۱۸۱۰ھ، لکھتے ہیں:

(فصل) اعلم ان الذکر علی ثلثة مراتب أحدها الجهر ورفع الصوت بها وذلك مکروه اجماعا الا إذا دعت الیه داعیة واقتضته حکمة فحینئذ قد یکون أفضل من الإخفاء کالاذان والتلبیة ونحو ذلك ولعل الصوفیة الچشتیة قدس الله تعالی أسرارهم اختاروا الجهر للمبتدی لاقتضاء حکمة وهی طرد الشیطان ودفع الغفلة والنسیان وحرارة القلب واشتغال نائرة الحب بالریاضة ومع ذلك یشترط لذلك الاحتراز عن الریاء والسمعة۔

فصل: ذکر کے تین اقسام ہیں (۱) بلند آواز سے چیخ کر۔ یہ عام صورتوں میں باجماعِ علماء مکروہ ہے ہاں خاص صورتوں میں اگر مصلحت ودانش کا تقاضاء ہو تو درست (بلکہ ضروری) ہے اور خفاء سے افضل ہے جیسے اذان کہنی اور حج میں لبیک پڑھنی، شاید چشتی صوفیہ نے مبتدی کو جہری ذکر کی تلقین مصلحت ہی کے تحت کی ہے شیطان کو بھگانا غفلت دور کرنا نسیان کو زائل کرنا، دل میں گرمی پیدا کرنا، آتش محبت کو ریاضت کے ذریعہ سے تیز کرنا اور دوسرے فوائد اس سے وابستہ ہیں لیکن ریاکاری اور شہرت طلبی سے اجتناب ضروری ہے۔

(التفسیر المظہری، سورۃ، الاعراف، تحت الآیۃ:۵۵، ج، ۳، ص، ۴۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

شیخ محمد خیر طعمہ حلبی، البخاری، الشامی، علیہ الرحمۃ، لکھتے ہیں:

اسی دوران حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔آپ بلال رضی اللہ عنہ کا حال دیکھ کر سخت مضطرب ہوئے۔دوسرے دن بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہی منظر دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو علیحدگی میں مشورہ دیتے ہوئے فرمایا:

''اے بلال! تمہارا مالک کافر ہے۔اس کے سامنے حضرت محمد ﷺ کا نام مبارک نہ لیا کرو اور اپنے محبوب کو دل میں یاد کرلیا کرو۔''

حضرت بلال نے جواب دیا: ''نہیں جنابِ صدیق! یہ میرے بس کا روگ نہیں۔'' رہی بات امیہ کے ظلم وستم کی تو اس کی مجھے قطعاً پرواہ نہیں، وہ مجھے شہید بھی کرڈالے تو بھی میں باز نہیں آؤں گا۔

(حزب الرحمٰن، ص، ۱۶۶/۱۶۴)

مفسر قرآن علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری، قرطبی علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۱، ھ، لکھتے ہیں:

رَوَى عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ جَهَرَ بِالْقُرْآنِ بِمَكَّةَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ مَسْعُودٍ، وَذَلِكَ أَنَّ الصَّحَابَةَ قَالُوا: مَا سَمِعَتْ قُرَيْشٌ هَذَا الْقُرْآنَ يُجْهَرُ بِهِ قَطُّ۔

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہا: نبی کریم ﷺ کے بعد جس نے مکہ مکرمہ میں بلند آواز سے قرآن پڑھا وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما تھے اس کی وجہ یہ بنی کہ صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے کہا: قریش نے اس قرآن کو بلند آواز سے کسی کو پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

(تفسیر القرطبی، سورۃ الرحمٰن، ج، ۱۷، ص، ۹۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

مفسر قرآن علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری، قرطبی، علیہ الرحمۃ، متوفی ۶۷۱ھ، لکھتے ہیں:

وَفِي ذَلِكَ نَزَلَ قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ. بِنَصرِ اللهِ يَنْصرِ مَنْ يَشاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تحبُّ ظُهُورَ فَارِسَ لِأَنَّهُمْ وَإِيَّاهُمْ لَيْسُوا بِأَهْلِ كِتَابٍ وَلَا إِيمانٍ بِبَعْثٍ، فَلَمَّا أَنْزَلَ اللهُ هَذِهِ الْآيَةَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَصِيحُ فِي نَوَاحِي مَكَّةَ: الم. غُلِبَتِ الرُّومُ. فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ. فِي بِضْعِ سِنِينَ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا: وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ۔ قریش یہ پسند کرتے تھے کہ ایرانی رومیوں پر غالب آئیں کیونکہ مشرک اور ایرانی اہل کتاب نہیں تھے اور نہ کسی دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان رکھتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ کے اطراف میں چیخ چیخ کر یہ آیات سنا رہے تھے۔

(تفسیر القرطبی، سورۃ الروم، تحت الآیۃ: ۴، ج، ۱۴، ص، ۳، ۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

مفسر قرآن علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری، قرطبی، رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۷۱ھ، لکھتے ہیں:

وقال أبو العالية: مكث رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عشر سنين بعد ما أُوحِيَ إِلَيْهِ خَائِفًا هُوَ وَأَصْحَابُهُ، يَدْعُونَ إِلَى اللهِ سِرًّا وَجَهْرًا، ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَكَانُوا فِيهَا خَائِفِينَ يُصْبِحُونَ وَيُمْسُونَ فِي السِّلَاحِ۔

ترجمہ: ابوالعالیہ نے کہا: وحی کے بعد دس سال مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوفزدہ ہو کر رہے۔ اللہ تعالیٰ سے سراً اور جہراً دعا کرتے تھے۔

(تفسیر القرطبی، سورۃ النور، تحت الآیۃ: ۵۵، ج، ۱۲، ص، ۱۹۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

مفسر قرآن علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری، قرطبی، علیہ الرحمۃ، متوفی ۶۷۱ھ، لکھتے ہیں:

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِنَّ خَيْرَ الذِّكْرِ الخفيُّ وَخَيْرَ الرِّزْقِ مَا يَكْفِي) وَهَذَا عَامٌّ. قَالَ يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ: كَانَ الحسنُ يَرَى أَنْ يَدْعُوَ الْإِمَامُ فِي الْقُنُوتِ وَيُؤَمِّنَ مَنْ خَلْفَهُ مِنْ غَيْرِ رَفْعِ صَوْتٍ، وَتَلَا يُونُسُ: إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا. قَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ: وَقَدْ أَسَرَّ مَالِكٌ الْقُنُوتَ وَجَهَرَ بِهِ الشَّافِعِيُّ، وَالجهرُ بِهِ أَفْضَلُ، لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهِ جَهْرًا.

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے (مجمع الزوائد: جلد: ۱۰: صفحہ: ۸۵) فرمایا: بہتر ذکر خفی ہے اور بہتر رزق وہ ہے جو کفایت کرے۔ یہ عام ہے۔ یونس بن عبیدہ نے کہا: حضرت حسن کا نظریہ یہ ہے کہ امام دعا مانگے اور مقتدی بغیر بلند آواز کے آمین کہیں اور یونس نے تلاوت کی: إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا۔ ابن عربی نے کہا: امام مالک علیہ الرحمۃ نے دعا آہستہ کی اور امام شافعی علیہ الرحمۃ نے اس میں جہر کیا۔ اور دعا میں جہر افضل ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہراً دعا فرماتے تھے۔

(تفسیر القرطبی، سورۃ مریم، تحت الآیۃ: ۴، ج، ۱۱، ص، ۵۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

مفسر قرآن علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری، قرطبی، علیہ الرحمۃ، متوفی ۶۷۱ھ، لکھتے ہیں:

فَرَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَتْ لِي عِنْدَكَ خَطِيئَةٌ أَخَلَقَتْ بِهَا وَجْهِي فَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أَنْ

تَغْفِرَلِي وَتَرْحَمنِي، فَضَجَّتِ الملَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ، وَنَزَلَ جِبرِيلُ فَقَالَ لَهُ: يَايُوسُفُ! غُضَّ صَوْتَكَ فَلَقَدْ أَبْكَيْتَ مَلَائِكَةَ السَّمَاءِ!

ترجمہ: آپ نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کی: اے اللہ! اگر تیرے نزدیک میرے یہ کام خطا ہیں تو میں اپنے دادا ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف کردے اور مجھ پر رحم فرما، تب آسمان کے فرشتوں نے چیخ وپکار کی اور حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: اے یوسف! اپنی آواز کو پست رکھیں، آپ نے تو آسمان کے فرشتوں کو رلا دیا ہے۔

(تفسیر القرطبی، سورۃ یوسف، تحت الآیۃ: ۲۱، ج۹، ص۱۰۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

معارف آگاہی مولانا جلال الدین، رومی، بلخی علیہ الرحمۃ، متوفی ۶۷۲ھ، لکھتے ہیں:

گفت مغلوبِ تو بودم مستِ تو		دستِ من بر بستہ بود از دستِ تو

ترجمہ: عرض کیا (الٰہی) میں (اس وقت تیرے عشق سے) تیرا مغلوب (اور) تیرا مست ہوتا تھا (اور) میرے ہاتھ تیرے دستِ قدرت سے بندھے ہوئے تھے۔ (اس لئے مجھ سے یہ ناحق خون ہوجاتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام جب حق تعالیٰ کی محبت کے ذوق میں بلند آواز سے زبور پڑھتے تو طیور ووحوش اس کے سننے کے لئے دیوانہ وار دوڑتے آتے اور سامعین میں بہت سے لوگ شدتِ اثر سے تڑپ تڑپ کر مرجاتے)۔

نے کہ ہر مغلوبِ شہ مرحوم بود		نے کہ المغلوب کالمعدوم بود

ترجمہ: کیا وہ شخص قابل رحم (وعفو) نہیں ہے جو بادشاہِ حقیقی کے (جلوۂ جلال کے) آگے مغلوب ہو (رہا ہو) کیا (ایسا) مغلوب معدوم (ولاشئ) سمجھے جانے کے قابل نہیں؟

گفت اے مغلوبِ معدومیت کو		جز بہ نسبت نیست معدوم انصتوا

ترجمہ: (حق تعالیٰ نے) فرمایا اے (عشق ومستی کے) مغلوب! تو معدوم کہاں ہے۔ معدوم تو نسبت ہی کے ساتھ ہوتا ہے۔ (اس کو) سن لو (اور سمجھ لو)۔

(مفتاح العلوم، دفتر چہارم، ص۶۱)

علامہ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر، شافعی، متوفی ۷۷۴ھ، لکھتے:

وَلَكِنْ ثَبَتَ فِي الصَّحِيحِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رفع الصوت بالذكر عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ليعلم حِينَ يَنصرِفُ النَّاسُ مِنَ المَكْتُوبَةِ، وَقَدِ استَحَبَّ هذا طائفة من ماء كَابْنِ حَزْمٍ وَغَيْرِهِ. وَقَالَ ابْنُ بَطَّالٍ: المَذَاهِبُ الأربعة على عدم استحبابه.

قال النووي: وقد عَنِ الشَّافِعِيِّ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ لِيَعْلَمَ النَّاسُ أَنَّ الذِّكْرَ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ مَشْرُوعٌ، فلما علم لم يَبْقَ لِلْجَهْرِ مَعْنًى وَهَذَا كَمَا رُوِيَ عن ابن عبَّاس أنه كان يجهر في الفاتحة في صلاة الجنازة ليعلم؟ أَنَّهَا سُنَّةٌ،

ترجمہ: صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نمازوں کے بعد باآواز بلند ذکر کیا کرتے تھے تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ لوگ فرض نماز سے فارغ ہوگئے۔

اسی وجہ سے علماء کی ایک جماعت کے نزدیک یہ مستحب ہے۔ ابن بطال کا قول ہے مذہب اربعہ میں یہ مستحب نہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ امام شافعی سے مروی ہے کہ یہ تو اس لئے تھا تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ نمازوں کے بعد ذکر مشروع ہے لیکن معلوم ہونے کے بعد ضرورت نہیں رہی اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نماز جنازہ میں فاتحہ جہراً پڑھتے تھے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ سنت ہے۔

(البدایۃ والنہایۃ، ج،۱۰،ص،۲۸۷،دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر، شافعی، متوفی، ۷۷۴ھ، لکھتے:

فَيُقَالُ إِنَّ الصَّحَابَةَ كَبَّرُوا فِي بَعْضِ الْأَيَّامِ تَكْبِيرَةً ارْتَجَّتْ مِنْهَا الْمَدِينَةُ حَتَّى تَفَطَّرَتْ مِنْهَا بَعْضُ الْجُدْرَانِ، ثُمَّ تَكْبِيرَةً أُخْرَى فَسَقَطَتْ بَعْضُ الدُّورِ، فَجَاءَتْ عَامَّتُهُمْ إِلَى خَاصَّتِهِمْ فَقَالُوا: أَلَا تَنْظُرُونَ إِلَى مَا نَزَلَ بِنَا، وَمَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تُصَالِحُونَ الْقَوْمَ

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہی دنوں ایک مرتبہ نعرہ تکبیر بلند کیا جس سے شہر گونج اٹھا اور اس کی دیواروں میں دراڑیں پڑ گئیں۔ پھر دوسری مرتبہ نعرہ تکبیر بلند کیا تو شہر کے بعض مکانات گر پڑے، اہل شہر دوڑے دوڑے اپنے بوڑھوں کے پاس پہنچے اور کہا کہ آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم پر کیا بلاء نازل ہوئی اور ہم کس مصیبت میں ہیں؟ آپ لوگ ہماری طرف سے ان سے صلح کیوں نہیں کر لیتے؟

(البدایۃ والنہایۃ، ج،۶،ص،۵۱،دار الکتب العلمیہ، بیروت)

مجلس میں بلند آواز سے ذکر سے حیاء نہ روکے:

حضرت علامہ عبد الوہاب شعرانی، شافعی، متوفی، قدس سرہ، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:

ومن شأنه ان بادر لامتثال امر شيخه له بالذكر جهرا بالملأ ولا يتعلل بالحياء فان للاشياخ فى ذلك اغراضا صحيحة، وقد قالوا من، لم يكسر قفص طبعه لم يكشف له حجاب، وقد انشد سيدى عمر بن الفارض رحمة الله تعالىٰ عليه فى ذلك

تمسک باذيال الهوى واخلع الحيا		وخل سبيل الناسكين وان جلوا

ومراده بخلع الحياء كسر قفص الطبع وهو الاستحياء من ذكر الله تعالىٰ او التواجد بحضرة الناس لا الحياء الشرعى، فان ذلك من ايمانه۔ ومراده بسبيل الناسكين مراعاة العباد فى حركاتهم وسكناتهم واظهار الحشمة بحضرة الناس، مع اعتمادهم على اعمالهم دون الله تعالىٰ وهذا الامر قل ان يسلم منه عابد لا شيخ له ولو انه اتخذ له شيخا لكسر قفص طبعه۔

وسمعت سيدى محمد الشناوى رحمة الله تعالى عليه يقول: الواجب على المريد فى بداية امره رفع صوته بالذكر فى الملأ حتى يتحرق حجابه لان ذلك يجمع شتات قلبه، ثم اذا تمكن فى الذكر وانس بالحق تعالىٰ دون الخلق فهناك لا يصح له مراعاة احد من المخلوقين دون الله تعالىٰ ثم اذا اكثر من ترك الذكر برفع الصوت بحضرة الناس اصحاب الانفس كالقاضى الجاهل بنفسه والمباشر حصل عنده خجل كأنه ارتكب معصية فمثل هؤلاء يجب عليهم الذكر برفع الصوت حتى يخرج عن الكبر والله اعلم۔

ترجمہ: مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اگر اس کا مرشد اسے مجلس میں بلند آواز سے ذکر کرنے کا حکم دے تو وہ اس کی تعمیل کرے اور حیاء کو بہانہ نہ بنائے کیونکہ اس سلسلے میں مشائخ کی صحیح اغراض ہوتی ہیں۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں۔ جو شخص اپنی طبیعت کے پنجرے کو نہیں توڑتا اس کے لیے پردہ نہیں کھلتا سید عمر بن

فارض علیہ الرحمۃ نے یہ شعر کہا ہے۔

تمسک باذیال الھوی واخلع الحیا		وخل سبیل الناسکین وان جلوا

عشق کے دامن کو پکڑا اور حیاء (جھجک) کو چھوڑ دے اور لوگوں کی حرکات پر چلنا چھوڑ دو اگر چہ خاطر ہوں۔ حیاء کو اتار پھینکنے سے مراد طبع کے پنجرہ کو توڑنا ہے اور وہ لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور وجد سے حیاء کرنا ہے شرعی حیاء مراد نہیں (جس کی وجہ سے آدمی گناہ سے باز رہتا ہے) کیونکہ حیاء اس کے ایمان کا جزء ہے اور ''سبیل الناسکین'' سے مراد لوگوں کی حرکات وسکنات میں ان کی رعایت کرنا اور لوگوں کے سامنے حشمت کا اظہار کرنا ہے اس کے ساتھ ساتھ اپنے کے اعمال پر اعتماد کرنا اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد نہ کرنا ہے اور اس بات سے وہ عابد بہت کم محفوظ رہتا ہے جس کا کوئی مرشد نہ ہو اور اگر وہ کسی مرشد کو اپنا لے تو اس کی طبیعت کا پنجرہ ٹوٹ جاتا ہے۔ میں نے اپنے آقا محمد الشناوی علیہ الرحمۃ سے سنا وہ فرماتے تھے: ابتدائی مرحلہ میں مرید پر مجلس میں بلند آواز سے ذکر کرنا واجب ہے حتیٰ کہ اس کا حجاب جل جائے کیونکہ یہ (بلند آواز سے ذکر) اس کے دل کے میں بکھرے ہوئے خیالات کو جمع کر دیتا ہے۔ پھر جب وہ ذکر پر قادر ہو جائے اور مخلوق کی بجائے خالق سے انس پیدا ہو جائے اس وقت اللہ تعالیٰ کے سوا مخلوق میں سے کسی ایک کی رعایت اس کے لیے درست نہیں پھر جب وہ بلند آواز سے ذکر کرنے کو ترک کر دے جیسے نفس کے پجاری لوگ کرتے ہیں مثلاً وہ قاضی جو اپنے نفس سے جاہل ہے تو اس وقت اسے شرمندگی ہوگی گویا اس نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اس قسم کے لوگوں پر بلند آواز سے ذکر کرنا واجب ہے تا کہ وہ تکبر سے نکل جائیں۔ واللہ اعلم

(الانوار القدسیۃ فی معرفۃ قواعد الصوفیۃ، ج، ۲، ص، ۴۷، مکتبۃ المعارف، بیروت)

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، متوفی، قدس سرہ، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:

محبتی لرفع صوتی بالذکر محبة فی الله عز وجل، وطلبا لاحد یذکر الله عز وجل بذکری، وتنهیضا لهمم الاخوان لا لعلة الخری من حظوظ النفس، فانا احب اذا قلت لا اله الا الله ان یسمع بها اهل المشرق والمغرب من انس وجن ومسلمین وکفار، وقد بلغ الکتمان حده، لکونی الآن فی معترک المنایا، وما بقیت نفسی بحمد الله تبارک وتعالیٰ تطلب مقاما عند الخلق، ولا شیئا سوی رضا الله عز وجل عنها، ویا طول ما کتمنا العبادات، ویا طول ما امرت قیم المسجد ان یغلق شبابیک المسجد حتی لا یسمع احد صوتنا بالورد فیذکر الله تعالیٰ ولو مرة واحدة وانا الآن احب لقیم المسجد ان یفتح الشبابیک کلما نذکر، فلعل احدا من المارین یسمع صوتنا فیذکر الله تعالیٰ ولو مرة واحدة محبة فی الله عز وجل ومحبة فی حصول الخیر للمارین الغافلین۔

ترجمہ: اللہ ﷻ کی محبت میں اور اس مطلب میں کہ میرے ذکر کرنے کی وجہ سے کوئی دوسرا بھی اللہ ﷻ کا ذکر کرے اور بھائیوں کی ہمتیں بڑھیں ذکر الٰہی میں اپنی آواز بلند کرنا پسند کرتا ہوں۔ نفس کی لذتوں میں سے کسی چیز کی وجہ سے نہیں۔ چنانچہ مجھے پسند ہے کہ جب لا الٰہ الا اللہ کہوں تو شرق وغرب کے انسان اور جنات۔ مسلمان اور کافر سب سنیں۔ جبکہ چھپانا اپنی انتہاء کو پہنچا ہوا ہے۔ کیونکہ اب میں موت کے معرکے میں ہوں۔ اور بحمد اللہ تبارک وتعالیٰ میرا نفس مخلوق کے نزدیک کسی مرتبے یا کسی چیز کا طالب نہیں رہا سوائے اس کے کہ اللہ ﷻ اس سے راضی ہو جائے۔ اور کتنی مدت تک ہم نے عبادات چھپائیں۔ اور کتنی مدت تک میں نے منتظم مسجد کو حکم دیا کہ مسجد کی کھڑکیاں بند کر دے تا کہ کوئی بھی ہمارے ورد کی آواز نہ سنے پس وہ اللہ ﷻ کا ذکر کرے گر چہ ایک مرتبہ ہی ہو۔ جبکہ اب میں

منتظم مسجد کے لئے پسند کرتا ہوں کہ جب ہم ذکر کریں تو کھڑکیاں کھول دے۔ ہوسکتا ہے کہ گزرنے والوں میں سے کوئی ہماری آواز سنے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے گرچہ ایک ہی دفعہ ہو۔ یہ اللہ ﷻ کی محبت میں اور گزرنے والے غافلوں کے حصول خیر کی محبت کی بناء پر ہے۔

(المنن الکبری، الباب الثالث، ص، ۱۶۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، قدس سرہ، متوفی ۱۳۵۰ھ، لکھتے ہیں:

بو عبد الله محمد بن اسحاق الحضرمی: اصله من الحضارم اہل الضحی وبها نشأ۔ قال الامام الشرجی: اخبرنی بعض الثقات الاخیار قال: دخلت مسجد الشیخ محمد بن اسحاق فرأیت اصحابه یرفعون اصواتهم بالذکر رفعا شدیدا، فقلت فی نفسی کالمنکر علیهم: قال النبی ﷺ: یا ایها الناس اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصم ولا غائبا۔ الحدیث، فلما کانت تلک اللیلة رأیت فی المنام کأن رجلا یقول لی: علمت ان الشیخ محمد بن اسحاق استمر مدرس الحدیث، قال: فلما استیقظت فهمت من ذلک انه رد علی انکاری علیهم، وان رفع اصواتهم کان بنظر من الشیخ، وانه اعرف بمقصود الحدیث، نفع الله به۔
وکانت للشیخ کرامات کثیرة ومنامات صالحة، وقد جمع بعض اصحابه ذلک فی جزء لطیف۔ وکانت وفاته سنة ۸۰۳، ودفن بداره من مدینة المهجم، واتفق بعد موته بنحو ستة اشهر ان انتبش قبره من کثرة الامطار، فکشف عنه فاذا هو لم یتغیر بدنه ولا شیء منه ولا رائحته، فعد الناس ذلک من کراماته، ثم بنوا علیه واحکموا بناءه، علیه الرحمه۔

ترجمہ: حضرت ابو عبداللہ محمد بن اسحاق حضرمی علیہ الرحمۃ حضارم ان لوگوں کو کہتے ہیں جو شہروں کے قریب باہر کی آبادی میں رہتے ہیں آپ ایسے ہی علاقے میں پلے اور جوان ہوئے لہذا آپ کو حضرمی کہا جانے لگا امام شرجی ایک ثقہ اور نیک آدمی کی روایت بیان کرتے ہیں وہ آدمی کہتا ہے کہ میں حضرت محمد بن اسحاق کی مسجد میں گیا تو آپ کے مریدوں کو بہت ہی اونچا ذکر کرتے پایا میں نے اس بات کو اچھا نہ سمجھتے ہوئے اپنے جی میں کہا حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:
لوگو! توقف کرو اور آہستہ پڑھو تم بہرے یا غائب کو تو نہیں پکار رہے ہو۔ جب رات آئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی آدمی مجھے کہہ رہا ہے آپ کو پتہ ہے کہ شیخ محمد بن اسحاق عرصہ دراز تک شیخ الحدیث رہے جب میں بیدار ہوا تو سمجھ گیا کہ یہ دراصل میرے انکار کی تردید ہے اور ان کا ذکر جہر شیخ کی کسی نظر کی وجہ سے تھا اور وہ حدیث شریف کے مطلب کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

حضرت کی بے شمار کرامات اور اصلاح بھری خواہیں تھیں آپ کے کسی مرید نے انہیں ایک کتاب کی شکل میں اکٹھا کر دیا ہے آپ کی وفات سہ ۸۰۳ھ میں ہوئی آپ شہر مہجم میں اپنے گھر میں دفن ہوئے۔ بارشوں کو کثرت کی وجہ سے آپ کی وفات کے چھ ماہ بعد آپ کی قبر کھولی گئی تو آپ کا جسم میں کوئی تبدیلی نہ تھی خوشبو ویسے ہی تھی لوگوں نے اسے آپ کی کرامت سمجھا پھر آپ کا پختہ روضہ بنوا دیا۔

(دور حاضر کے کچھ حضرات کو بھی ذکر جہری سے شدید تکلیف ہوئی ہے اگر مسجد میں نماز کے بعد بلند آواز سے کلمہ شریف کا ذکر کریں تو بھی یہ حضرات لڑائی جھگڑے پر اتر آتے ہیں اسے بدعت بتاتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کے خلاف زبان طعن دراز کرتے ہیں مسجدوں کے اندر مفلظات کی بوچھاڑ کرتے ہیں یعنی ان کے نزدیک یہ تو بدعت نہیں کہ ذکر حق سے روکیں مگر بدعت ہے تو صرف اور صرف ذکر کرنا حالانکہ قرآن پاک مسجدوں میں ذکر خدا کرنے سے روکنے والوں کو سب سے بڑا ظالم قرار دے کر فرمایا ہے۔)

(جامع کرامات الاولیاء، ج، ۱، ص، ۲۳۰، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

شیخ محمد خیر طمعہ حلبی، البختری، الشامی، علیہ اللہ، لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تم کس وجہ سے نرم وآہستہ آواز میں تلاوت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ''**اسمع من اناجیه**'' ''جس سے مناجات کرتا ہوں وہ خوب سنتا ہے۔''

چونکہ میں جانتا ہوں وہ مجھ سے دور نہیں ہے اور اس کی سماعت کے لئے نرم یا بلند آواز سے پڑھنا دونوں برابر ہیں۔

جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تم اونچی آواز سے کیوں تلاوت کرتے ہو؟ تو آپ نے عرض کیا:

اوقظ الوسنان ای النائم واطرد الشیطان

ترجمہ: میں سوتے ہوئے کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں۔

یہ مجاہدے کی علامت ہے اور وہ مشاہدے کا نشان۔ مجاہدے کا مقام مشاہدے کے پہلو میں ایسا ہے جیسے قطرہ دریا میں۔

اس لئے ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''هل انت الا حسنة من حسنات ابی بکر''

ترجمہ: اے عمر! تم ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہو۔

جبکہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے بطل جلیل جن سے اسلام کو عزت ورفعت ملی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں تو غور کرو کہ سارے جہان کے لوگ کس درجہ میں ہوں گے۔؟ (حزب الرحمٰن، ص، ۴۸/۳۷)

شیخ محمد خیر طمعہ حلبی، البختری، الشامی، علیہ اللہ، لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مسجد شریف میں ذوق وشوق کے ساتھ بلند آواز سے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ! آپ ملاحظہ فرماتے ہیں کہ یہ اعرابی بلند آواز سے قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ ان کی بلند آوازی لوگوں کی نماز وقرات میں مزاحم ہوتی ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا:

''اے عمر! اِن کو اپنے حال پر چھوڑ دو اس لیے کہ وہ نکالا ہوا اور خدا اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کرنے والا ہے۔''

(حزب الرحمٰن، ص، ۹۲، ۹۳)

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نور مجسّم ﷺ کی قرأت کی آواز اس قدر بلند ہوتی تھی کہ اگر کمرہ میں تلاوت فرما رہے ہوتے، تو گھر کے صحن میں بیٹھنے والے بھی سن لیتے یعنی آواز صحن سے آگے نہیں بڑھتی تھی۔

(شمائل رسول ﷺ، ص، ۲۳۶)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ، يَجْهَرُ بِهِ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس طرح کسی چیز کو نہیں سنتا جس طرح کہ اس نبی کی آواز کو جو خوش الحانی اور بلند آواز سے پڑھے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب تحسین الصوت بالقرآن، رقم: ۲۳۳، ص، ۲۸۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت علامہ حجۃ الاسلام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص علیہ الرحمۃ، متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں:

وَرُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ يَوْمَ الْفِطْرِ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى وَإِذَا قَضَى الصَّلَاةَ قَطَعَ التَّكْبِيرَ" وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي قَتَادَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَعُرْوَةَ وَالْقَاسِمِ وَخَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ وَنَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يُكَبِّرُونَ يَوْمَ الْعِيدِ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمُصَلَّى. وَرَوَى حَنَشُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ رَكِبَ بَغْلَتَهُ يَوْمَ الْأَضْحَى فَلَمْ يَزَلْ يُكَبِّرُ حَتَّى أَتَى الْجَبَّانَةَ

وَرَوَى ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ شُعْبَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَقُودُ ابْنَ عَبَّاسٍ إِلَى الْمُصَلَّى فَيَسْمَعُ النَّاسَ يُكَبِّرُونَ فَيَقُولُ: مَا شَأْنُ النَّاسِ؟ أَكَبَّرَ الْإِمَامُ؟ فَأَقُولُ: لَا، فَيَقُولُ: أَمَجَانِينُ النَّاسُ؟ فَأَنْكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي هَذَا الْخَبَرِ التَّكْبِيرَ فِي طَرِيقِ الْمُصَلَّى، وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ عِنْدَهُ التَّكْبِيرُ الْمَذْكُورُ فِي الْآيَةِ وَهُوَ التَّكْبِيرُ الَّذِي يُكَبِّرُهُ الْإِمَامُ فِي الْخُطْبَةِ مِمَّا يَصْلُحُ أَنْ يُكَبِّرَ النَّاسُ مَعَهُ. وَمَا رُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ حَقٌّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ إِذَا نَظَرُوا إِلَى هِلَالِ شَوَّالٍ أَنْ يُكَبِّرُوا حَتَّى يَفْرُغُوا مِنْ عِيدِهِمْ، فَلَيْسَ فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى الْجَهْرِ بِهِ، وَجَائِزٌ أَنْ يُرِيدَ بِهِ تَكْبِيرَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ، وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ حَتَّى يَجِيءَ الْمُصَلَّى؛ وَرُوِيَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّهُ تَأَوَّلَ ذَلِكَ عَلَى تَكْبِيرِ يَوْمِ الْفِطْرِ.

وَاخْتَلَفَ فُقَهَاءُ الْأَمْصَارِ فِي ذَلِكَ، فَرَوَى الْمُعَلَّى عَنْ أَبِي يُوسُفَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ: يُكَبِّرُ الَّذِي يَذْهَبُ إِلَى الْعِيدِ يَوْمَ الْأَضْحَى وَيَجْهَرُ بِالتَّكْبِيرِ وَلَا يُكَبِّرُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ: يُكَبِّرُ يَوْمَ الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ مُوَقَّتٌ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى: {وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ}

ترجمہ: زہری نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ عید الفطر کے دن جب عیدگاہ کی طرف روانہ ہوتے تو راستے میں تکبیر پڑھتے اور جب نماز عید ختم کر لیتے تو تکبیر کہنا بند کر دیتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوقتادہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ، عروہ رضی اللہ عنہ، قاسم رضی اللہ عنہ، خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ اور نافع بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ سب حضرات جب عید الفطر کے دن عیدگاہ کی طرف روانہ ہوتے تو تکبیر کہتے۔

جیش بن المعتمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر آپ خچر پر سوار ہوئے۔ آپ مسلسل تکبیر کہتے رہے۔ یہاں تک کہ مقامِ جبانہ پہنچ گئے۔ ابن ابی ذئب نے حضرت ابن عباس کے آزاد کردہ غلام شعبہ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو عیدگاہ کی طرف لے کر جاتا۔ آپ لوگوں کو تکبیر کہتے ہوئے سنتے، پھر فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کیا امام نے تکبیر کہی ہے۔ میں نفی میں جواب دیتا تو آپ فرماتے کہ کیا لوگ دیوانے ہو گئے ہیں۔ اس روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے راستے میں تکبیر کہنے کو بُرا سمجھا۔ یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک آیت میں مذکورہ تکبیر سے مراد وہ تکبیر ہے جو امام خطبے کے دوران کہے اور لوگ بھی اس کے ساتھ کہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو یہ مروی ہے کہ لوگوں پر حق ہے کہ شوال کا چاند دیکھ کر اللہ کی کبریائی بیان کرنے کے لیے تکبیر کہیں اور عید کی نماز سے فارغ ہونے تک کہتے چلے جائیں، تو اس میں ایسی کوئی دلالت نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ وہ یہ تکبیر اونچی آواز میں کہیں۔ بلکہ اس سے یہ مراد لیا جا سکتا ہے کہ لوگ اپنے دلوں میں تکبیر کہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ جب عید الفطر اور عید الاضحیٰ پر عید گاہ کی طرف نکلتے تو راستے میں اونچی آواز میں تکبیر کہتے جب تک کہ عید گاہ نہ پہنچ جاتے۔ زید بن اسلم سے مروی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے مراد عید الفطر کی تکبیر ہے۔ فقہائے امصار کا اس مسئلے میں اختلاف رائے ہے۔ المعلی نے امام ابو یوسف کے واسطے سے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ عید الاضحیٰ کے لیے جانے والا شخص اونچی آواز میں تکبیر کہے گا اور عید الفطر کے موقعہ پر تکبیر نہیں کہے گا۔ امام ابو یوسف کا قول ہے کہ دونوں موقعوں پر تکبیر کہے گا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان (ولتکبروا اللہ) میں یہ ذکر نہیں ہے کہ یہ تکبیر کسی خاص وقت میں کہی جائے۔

(احکام القرآن، ج،۱،ص، ۲۷۲،دار الکتب العلمیہ ،بیروت)

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ العزیز نے اپنے جنازہ میں فارسی کے اشعار اور حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنے جنازہ میں عربی اشعار پڑھنے کی مریدوں کو وصیت کی

مقاماتِ مظہریہ ص ۱۵۷ میں ہے:

می فرمودند کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرمودند کہ فاتحہ خواندن پیشِ جنازہ ما و کلمہ طیب و آیت شریفہ بے ادبی است این دو ۲ بیت بخواینده:

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ہمارے جنازہ کے سامنے فاتحہ کلمہ طیب اور آیت شریفہ پڑھنا بے ادبی ہے یہ دو شعر پڑھنا:

مفلسا نیم آمده در کوئے تو		شیئاللہ ازجمال روئے تو

ترجمہ: ہم مفلس آپ کی گلی میں آئے ہیں، خدا کے لئے اپنے جمالِ رُخ کا کچھ صدقہ عطا ہو۔

دست بکشا جانبِ زنبیل ما آفرین		بردست و بر پہلوئے تو

ترجمہ: ہماری جھولی کی طرف ہاتھ بڑھائیں، آپ کے ہاتھ اور آپ کے پہلو پر آفرین ہو۔

من هم میگویم پیش جنازه من همیں اشعار بخدانند:

میں بھی کہتا ہوں میرے جنازہ کے سامنے یہی اشعار پڑھنا:

وقدت علی الکریم بغیر زاد		من حسنات والقلب السلیم

ترجمہ: کریم کے دربار میں قلبِ سلیم اور نیکیوں کا کوئی توشہ لئے بغیر جا رہا ہوں۔

فحملی الزاداقبح کل شیئ		ماذاکان الوفود علی الکریم

ترجمہ: کہ جب کسی کریم کے دربار میں حاضری ہو تو توشہ لے کر جانا بہت بُری بات ہے۔

(مقاماتِ مظہریہ)

حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ العزیز مولانا خالد کردی کے مرشد برحق ہیں ضمیمہ مقاماتِ مظہریہ کے ص ۲۹ میں مولانا خالد کردی اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں:

وانالنی اعلی المارب والمعنی		اعنی لقاء المرشد المفضالِ

ترجمہ: مجھے سب سے بلند مقصد و آرزو عطا فرمائی۔ یعنی بڑے فضل و کرم والے مرشد کی صحبت نصیب کی۔

من نور الآفاق بعد ظلامها		وهدی جمیع الخلق بعد ضلالِ

ترجمہ: وہ جس نے تاریک آفاق روشن کردئے اور ساری گمراہ مخلوق کو ہدایت فرمائی۔

اعنی غلام علی القرم الذی		من لحظه یحیی الرمیم البالی

یعنی وُہ سردار عظیم غلام علی جس کی نظر سے بوسیدہ ہڈیوں میں جان پڑ جاتی ہے۔

(ضمیمہ مقاماتِ مظہریہ)

اور یہ مولانا خالد کردی علیہ الرحمۃ علامہ شامی علیہ الرحمۃ کے مرشد ہیں، اس کا ثبوت ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۴۵۲ کی اس عبارت سے ہے:

وقد بسطنا الکلام فی رسالتنا سل الحسام الهندی لنصرة سیدنا خالد النقشبدی۔ اور ہم نے اپنے رسالہ "سل الحسام الهندی لنصرة سیدنا خالد النقشبندی۔" میں تفصیل سے کلام کیا ہے۔ (ردالمحتار، کتاب النکاح قبیل فصل فی المحرمات، ادارۃ الطباعۃ المصریہ مصر، ۲/۲۷۶)

علامہ شامی علیہ الرحمۃ کے دادا مرشد کے جنازہ میں عربی اشعار اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ کے جنازہ میں فارسی اشعار پڑھے گئے، ان اشعار کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جائز ہے تو دلائل کیا ہیں؟ جو مکروہ تحریمی کہتے ہیں وہ علامہ شامی کی ردالمحتار ج ۱ ص ۹۳۲ کے اس قول کو پیش کرتے ہیں: (قولہ کما کرہ الخ) قیل تحریما وقیل تنزیها کما فی البحر عن الغایة وفیه عنها وینبغی لمن تبع الجنازة ان یطیل الصمت وفیه عن الظهیریة فان اراد ان یذکر الله تعالٰی یذکره فی نفسه لقوله تعالٰی انه لا یحب المعتدین ای الجاهرین بالدعاء وعن ابراهیم انه کان یکره اذیقول الرجل وهو یمشی معها استغفروا له غفر الله لکم اھ قلت واذا کان هذا فی الدعاء والذکر فما ظنک بالغناء الحدث فی هذا الزمان۔

ترجمہ: (جیسا کہ مکروہ ہے) کہا گیا تحریمی، اور کہا گیا تنزیہی، جیسا کہ بحر میں غایہ کے حوالے سے ہے اور اسی میں اس کے حوالے سے یہ بھی ہے: جنازہ کے ساتھ چلنے والے کو طول سکوت اختیار کرنا چاہئے، اور اس میں ظہیریہ کے حوالے سے ہے۔ اگر اللہ کا ذکر کرنا چاہے تو آہستہ کرے اس لئے کہ ارشادِ باری ہے: بے شک وُہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ یعنی وُہ جو بلند آواز سے دُعا کرتے ہیں حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ جب وُہ جنازے کے ساتھ چلتے اور کوئی بولتا "اس کے لئے استغفار کرو خدا تمہاری مغفرت فرمائے" تو انہیں ناگوار ہوتا اھ۔ میں کہتا ہوں جب دُعا و ذکر کا یہ حکم ہے تو اس نغمہ زنی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو اس زمانے میں پیدا ہوگئی ہے۔

(ردالمحتار، باب صلوۃ الجنائز، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المصریہ مصر، ۱/۵۹۸) (فتاوٰی رضویہ، ج ۹، ص ۱۴۷، تا ۱۵۱، رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

تاج العارفین محمد اشرف سمنانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

سلسلہ چشتیہ وموصول بہشتیہ تو وہ یہ ہے کہ تمام حال میں ذکر جہر کہنا چاہیے۔خواہ بدایت حال ہو یا انتہائے مال ہو۔متبدی کو اپنے لیے فرضِ عین تصور کرنا چاہیے۔اس لیے کہ اذکارِ جہریہ کے فوائد آثارِ بہریہ کے موائد اس قدر ہیں کہ روضہ کائنات کے اوراق اشجار میں اس کی شرح وحدیقۂ موجودات کے اطباق پر اسکا بیان اقلامِ بیانیہ وخیامِ نامیہ تحریر کرنے سے عاجز ہیں۔پس ذکر جہر مفید تر ہے۔

قطعہ

لالۂ وگل رابصحن بوستان		نالۂ وفریاد بلبل خوشتراست
سرو بالای ریاض حسن را		نغمہ یکتوئے صل صل خوشتراست
عاشق سر مست جام عشق را		نعر های سوز درمل خوشتراست

ترجمہ: لالۂ وگل کے لیے بوستان کے صحن میں بلبل کی فریاد بہتر ہے۔

ریاضِ حسن کے سرو بالا کے لیے فاختہ کا نغمہ بہتر ہے۔

جامِ عشق کے عاشقِ سرمست کے لیے کامل سوز کا نعرہ بہتر ہے۔

(مکتوباتِ اشرفی/جلد،۱،ص:۱۸۴)

حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالاحد علیہ الرحمۃ کے مرشد کریم حضرت سیدنا قطب الاقطاب شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

یاران طریقت کو چاہئے کہ ذکر جہری جاری رکھیں اور آیہ: حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ کو پیش نظر رکھ کر جان کی بازی لگا دیں حتی کہ حق تعالیٰ تک رسائی ہو جائے وسلم کثیرا کثیرا عاقبت محمود بادبالنبی وآلہ الامجاد۔

(مجموعہ خطوط مکتوبات قدوسیہ،ص،۷۰۴)

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ، لکھتے ہیں:

حال یہی حال جناب حاجی امداد اللہ صاحب سے تھا۔تھانہ بھون میں آتے جاتے ملاقات کر آتے۔یا وہاں مقام ہی ہوتا۔سبحان اللہ کیا جلسہ تھا پیر محمد والی مسجد میں وہ گلزار تھا کہ شب وروز سوائے ذکر اور قال الرسول ﷺ کچھ اور دھیان نہ تھا آخر شب میں ذکر جہر کا یہ رنگ ہوتا کہ غافل بھی جاگ اٹھتے اور توفیق ذکر اللہ کی پاتے (سوانح محمد قاسم صاحب) ف یہ شہادت ہے حضرت مولانا یعقوب صاحب کی۔

(امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق،ص،۱۷۰)

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ، لکھتے ہیں:

حال متعلق وصال شریف کمال آمدۂ خط مکہ معظمہ سے جو حضرت صاحب کے مریض وفات میں آیا تھا معلوم ہوا تھا کہ حضرت صاحب اس حالت میں مستغرق رہتے تھے اور افاقہ میں کبھی اشعار عشقیہ پڑھتے جس سے سامعین کو بڑا سوز وگداز ہوتا ایک شعر بھی لکھا تھا اس خط کی نقل ضائع ہوگئی ایک مصرع قریب یہ تھا

ع

یہ منزل عشق کی ہے اس میں آئے جس کا جی چاہے۔

حضرت صاحب پر توحید اور عشق کا نہایت غلبہ تھا معلوم ہوتا ہے کہ اس حالت استغراق میں اور زیادہ انکشاف ہو گیا تھا توحید و عشق کمال ہونے میں کیا شبہ ہے۔ کمال بروایت معتبر معلوم ہوا کہ حضرت صاحب نے مرض وفات میں مولوی محمد اسمعیل صاحب بن ملا نواب صاحب کو جو بجائے خود ایک شیخ ہیں اور حضرت سے ان کو بہت انس تھا یہ وصیت فرمائی کہ میں چاہتا ہوں میرے جنازہ کے ساتھ ذکرِ جہر ہو انہوں نے کہا کہ مناسب نہیں آپ نے حسب عادت فرمایا اچھا جیسی مرضی ہو غرض جب جنازہ لے چلے ایک عرب بولا۔ اذکروا اللہ جب صاف ثابت ہے اور اشارہ اس طرف بھی ہے کہ میت اسکو ادراک کر کے متلذذ ہو سکتا ہے

(امداد المشتاق الیٰ اشرف الاخلاق، ص، ۱۷۵)

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ، لکھتے ہیں:

منشی عبد اللہ خادم خاص حضرت صاحب نے بیان کیا ایک مرتبہ حضرت کو بیماری شدید لاحق تھی۔ اس وجہ سے بالا خانہ پر تشریف نہ لے جاتے تھے اسی دیوان خانہ میں رہتے تھے تین مہینے کامل یہی حالت رہی اکثر ذکر جہر بآواز بلند کرتے تھے مولوی اسمعیل صاحب کو جب معلوم ہوا۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں ذکر کی کرکب اور کس کیفیت سے کیا۔ اسی حالت میں آپ کو شدت سے ہنسی بھی آتی تھی،۔ مگر ہم لوگ بوجہ ادب کے نہ دریافت کر سکتے تھے۔ ایک بار خود حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے اپنے اعمال کی پاداش نظر آتی ہے۔ وہ ہنساتی ہے۔ اور نیز عاشقکے رنج و راحت مرض و صحت دونوں یکساں ہیں جو لطف و مزہ یار کے انعام و اکرام میں ہے وہی لطف و چین اس کے قہر و ایزا میں ہے۔

(امداد المشتاق الیٰ اشرفالاخلاق، ص، ۱۰۷)

باب نمبر ۷۹

ندائے یارسول اللہ اور یاغوث الاعظم شرک ہے:

سوال: (۱۸۹) اعتراض: مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا

علامہ زمخشری لکھتے ہیں:

وھو عام فی کل ذکرہ (الکشاف ص ۶۸ ج ۳)

یہ عام ہے اللہ تعالیٰ کی ہر قسم ذکر اذکار میں علامہ ابوالسعود بھی لکھتے ہیں:

التسبیح والتحمید یعنی سبحان اللہ اور الحمد للہ کیساتھ فرمان الٰہی ہے کہ: وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا۔ (الجن، ۱۸)

اور بے شک مساجد اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں سو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو۔

سوال: (۱۹۰) مزید مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا

اللہ تعالیٰ کو پکارنا بہترین ذکر ہے وہ لوگ بھی خدا کیلئے ذرا سوچیں جو مساجد میں پکارتے ہیں یا شیخ عبدالقادر شیأ للہ اور مساجد میں یہ کلمات لکھتے بھی ہیں یا محمد اور یا رسول اللہ مدد کے نعرے لگاتے ہیں (تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر، ص ۲۳)

سوال: (۱۹۱) مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا

قارئین کرام! رسول اللہ ﷺ نے کیسے شرکیہ اشعار سے منع فرمایا اور صحیح کی مدحہ کی اب آیئے دور حاضر کی نعت اور خاص کر جو یہ ذاکرین لوگ پڑھتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔ ا) ایک تو یہ گانے کے طرز پر ہوتی ہیں۔ اور اسی طرح لے اور ترنم سے پڑھی جاتی ہیں اور یہ بالکل بدیہی بات ہے واللہ باللہ کہ بعض گھروں کی عورتیں اور چھوٹے بچے (جب پڑھتے ہیں) بطور استہزاء ناچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو بعینہ گانے کے طرز پر ہیں اس کے ساتھ تو ناچنا چاہیے۔

سوال: (۱۹۲) بعض نعتوں میں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہیں اور آپ کو نداء کرتے ہیں۔ اور آپ سے حاجت مانگتے ہیں۔ مثلاً! اے پیارے نبی ﷺ!: میں تیرے در کا ملنگ اور فقیر ہوں مجھے اپنے در کا فقیر رکھ پھر جوتوں کا خادم رکھ۔ کبھی اسی طرح پڑھتے ہیں۔

یا رسول اللہ انظر حالنا		یا حبیب اللہ اسمع قالنا
اننی فی بحر غم مغرق		استغث سھل لنا اثقالنا

اے! رسول اللہ ﷺ ہمارے حال پر نظر کیجئے اے اللہ کے دوست ہمارا قول سن لیجئے۔ میں غم کے دریا میں ڈوبا ہوا ہوں۔ ہماری کچھ مدد کر کے ہماری بوجھیں ہلکی کیجئے کبھی اسی طرح پڑھتے ہیں۔

ادر کنی ضیم وانت ذخیرتی		واظلم فی الدنیا و انت نصیری
وعارعلی حامی الحمی وھو منجدی		اذاضل فی البید المقال بصیری

کیا مجھ پر ظلم کیا جائے گا جبکہ آپ ﷺ میرا ذخیرہ ہیں اور کیا دنیا میں مجھ پر ستم کیا جائیگا جبکہ آپ میرے مددگار ہیں؟ حضور غوث پاک کی پشت پناہ ہوتے ہوئے اگر جنگل میں میرے اونٹ کی رسی گم جائے تو یہ بات محافظ کے لئے باعث عار ہے۔

(تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر، ص، ۱۹۶)

الجواب:

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری، علیہ الرحمۃ متوفی، ۳۱۰، ھ، لکھتے ہیں:

عن عاصم بن عمر بن الخطاب، قال: قحط الناس زمان عمر عاما، فهزل المال، فقال أهل بيت من مزينة من أهل البادية لصاحبهم: قد بلغنا، فاذبح لنا شاة، قال: ليس فيهن شيء، فلم يزالوا به حتى ذبح لهم شاة، فسلخ عن عظم أحمر، فنادى: يا محمداه! فأري فيما يرى النائم ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أتاه.

ترجمہ: عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں خشک سالی ہوئی۔ مال مویشی سب کمزور ہو گئے۔ قبیلہ مزینہ کے گھر والوں نے جو صحرا نشین تھے اپنے گھر والے سے کہا: ہم تباہ ہو گئے ہیں ہمارے لئے ایک بکری ذبح کرو۔ وہ بولا ان میں کچھ باقی نہیں رہا ہے۔ جب انہوں نے بہت اصرار کیا تو اس نے ان کیلئے ایک بکری ذبح کی۔ جب اس کی کھال اتاری گئی تو وہ سرخ ہڈیوں کا ڈھانچہ نکلی۔ اس وقت اس نے ''یا محمداہ'' نعرہ بلند کیا۔ اس کے بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لا کر فرمانے لگے۔

(تاریخ الطبری المعروف بتاریخ الامم والملوک، ج، ۳، ص، ۴۹۴، ۴۹۵، شرکۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت)

غیر اللہ سے استمداد کی حقیقت اور تائید:

عمدۃ المفسرین، زبدۃ المحدثین، علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۲۳۹ھ، لکھتے ہیں:

لیکن درینجا باید فهمید که استعانت از غیر بوجهی که اعتماد بر ان غیر باشد دادر امظهر عون الهی نادند حرامست و اگر التفات محض بجانب حق ست دادر ایکی از مظاهر عون دانسته و نظر بکار خانه اسباب و حکمت او تعالیٰ دران نموده بغیر استعانت ظاهری نماید دور از عرفان نخواهد بود و در شرع نیز جائز و رواست و انبیاء و اولیاء این نوع استعانت بغیر کرده اند و در حقیقت ابن نوع استعانت بغیر نیست بلکه استعانت بحضرت حق ست۔

ترجمہ: لیکن یہاں یہ سمجھنا چاہئے کہ غیر سے اس طرح مدد مانگنا کہ اسی پر اعتماد کرے۔ اور اسے اللہ تعالیٰ کی مدد کا مظہر نہ سمجھے حرام ہے۔ اور اگر توجہ تو صرف اللہ

تعالیٰ کی طرف ہو اور اسے مدد کے مظاہر میں ایک مظہر سمجھتے ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اسباب اور حکمت پر نظر کرتے ہوئے اس غیر سے ظاہری طور پر امداد مانگے تو یہ عرفان سے دور نہیں اور شرع شریف میں بھی جائز ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء نے اس قسم کی امداد دوسروں سے مانگی ہے۔ اور حقیقت میں یہ غیر سے نہیں۔ بلکہ حضرت حق تعالیٰ ہی سے استمداد ہے۔

(تفسیر عزیزی مسمی بہ فتح العزیز، سورۃ الفاتحہ، تحت الآیۃ: ۴، ج ۱، ص ۱۰، المکتبۃ الحقانیۃ کانسی روڈ کوئٹہ، پاکستان)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضٍ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ: يَا عِبَادَ اللهِ، احْبِسُوا عَلَيَّ، يَا عِبَادَ اللهِ احْبِسُوا عَلَيَّ؛ فَإِنَّ لِلَّهِ فِي الْأَرْضِ حَاضِرًا سَيَحْبِسُهُ عَلَيْكُمْ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو چاہئے یوں ندا کرے، اے خدا کے بندو! روک لو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے زمین میں ہیں جو اسے روک لیں گے۔

بزار کی روایت میں ہے یوں کہے: **اعینوا یاعباداللہ**۔ مدد کرو اے خدا کے بندو!۔

(المعجم الکبیر مروی از عبداللہ ابن مسعود، حدیث ۱۰۵۱۸، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت، ۱۰ / ۲۶۷، المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ، ۳ / ۲۳۹، کشف الأستار عن زوائد البزار، ۴ / ۳۴، مجمع الزوائد، ۱۰ / ۱۳۲، الاذکار للنووی، ص ۱۰۱)

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حكى لي بعض شيوخنا الكبار في العلم أنه افلتت له دابة أظنُّها بغلة، وكان يَعرف هذا الحديث، فقاله، فحبسَها الله عليهم في الحال، وكنتُ أنا مرّةً مع جماعة، فانفلتت منها بهيمةٌ وعجزوا عنها، فقلته، فوقفت في الحال بغيرِ سببٍ سوى هذا الكلام۔

ترجمہ: ہمارے بعض اساتذہ نے کہ عالم کبیر تھے ایسا ہی کیا، چھوٹا ہوا جانور فوراً رک گیا، اور فرماتے ہیں: ایک بار ہمارا ایک جانور چھٹ گیا، لوگ عاجز آ گئے ہاتھ نہ لگا، میں نے یہی کلمہ کہا فوراً رک گیا جس کا اس کہنے کے سوا کوئی سبب نہ تھا۔

(الاذکار للنووی، باب مایقول اذا انفلتت دابۃ، مطبوعہ دار الکتاب العربیۃ بیروت ص ۲۰۱)

جب کسی مشکل میں مدد کی حاجت ہو تین بار کہے:

یا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْنِیْ۔

ترجمہ: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، غیب سے مدد ہوگی،

(مجمع الزوائد، باب مایقول اذا انفلتت دابتہ الخ، دار الکتاب العربی بیروت، ۱۰ / ۱۳۲، کنز العمال، بحوالہ طب عن عتبہ بن غزوان حدیث ۱۷۴۹۸ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۶ / ۷۰۹)

یہ حکم حدیث ہے۔

حدیث ۱۲۸: حدیث صحیح و جلیل و عظیم سخت وہابیت کش جسے نسائی و ترمذی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و طبرانی و حاکم و بیہقی نے سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور امام ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور حاکم نے بر شرط بخاری و مسلم صحیح کہا اور امام حافظ الحدیث زکی الدین عبدالعظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد و تنقیح نے اس کی تصحیح کو مسلم و برقرار رکھا جس میں حضور اقدس ﷺ نے نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز کہئے:

اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لیقضی لی اللھم فشفعہ فی

ترجمہ: الٰہی! میں تجھ سے مدد مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلے سے جو مہربانی کے نبی ہیں، یارسول اللہ ﷺ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روائی ہو، الٰہی! انہیں میرا شفیع کران کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات حدیث ۳۵۸۹ دار الفکر بیروت ۵/ ۳۳۶، سنن ابن ماجۃ ابواب اقامۃ الصلوۃ باب ماجاء فی صلوٰۃ الحاجۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۰، صحیح ابن خزیمۃ باب صلوٰۃ الترغیب والترہیب حدیث ۱۲۱۹ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۶، المعجم الکبیر عثمان بن حنیف حدیث ۸۳۱۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۹/ ۱۸، المستدرک للحاکم کتاب صلوٰۃ التطوع دعاء ردالبصر دار الفکر بیروت ۱/ ۳۱۳، دلائل النبوۃ للبیہقی باب فی تعلیمہ الضریر ما کان فیہ شفاء الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۱۶۶ تا ۱۶۸، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی حدیث ۶۵۷ دار ابن حزم بیروت ص ۱۵۹ و ۱۶۰، الترغیب والترہیب الترغیب فی صلوٰۃ الحاجۃ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۷۳ تا ۴۷۵)

مگر حصن حصین شریف کی بعض روایات میں: لتقضی لی۔ بصیغہ معروف ہے یعنی یارسول اللہ ﷺ! حضور میری حاجت روا فرمادیں۔

(الحصن الحصین منزل یوم الاثنین صلوٰۃ الحاجۃ افضل المطابع ص ۱۲۵)

مولانا فاضل علی قاری علیہ الرحمۃ حرز ثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں:

وفی نسخۃٍ بصیغۃ الفاعل ای لتقضی الحاجۃ لی المعنی تکون سبباً لحصول حاجتی ووصول مرادی فالاسناد مجازی۔

ترجمہ: اور ایک نسخہ میں بصیغہ فاعل (فعل معروف) ہے، یعنی آپ میری حاجت روائی فرمائیں۔ مطلب یہ ہے کہ آپ میری حاجت روائی ومقصد برآری میں سبب ووسیلہ بن جائیں۔ چنانچہ اسناد مجازی ہوگا۔

(حرز ثمین شرح الحصن الحصین مع الحصن الحصین منزل یوم الاثنین صلوٰۃ الحاجۃ افضل المطابع ص ۱۲۵)

عَنْ عَمِّهِ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ: أَنَّ رَجُلًا، كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي حَاجَةٍ لَهُ، فَكَانَ عُثْمَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ وَلَا يَنْظُرُ فِي حَاجَتِهِ، فَلَقِيَ ابْنَ حُنَيْفٍ فَشَكَى ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ: "ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ، ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فَتَقْضِيَ لِي حَاجَتِي وَتُذْكُرُ حَاجَتَكَ" وَرُحْ حَتَّى أَرُوحَ مَعَكَ، فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَ لَهُ، ثُمَّ أَتَى بَابَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَجَاءَ الْبَوَّابُ حَتَّى أَخَذَ بِيَدِهِ فَأَدْخَلَهُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَأَجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى الطِّنْفِسَةِ، فَقَالَ: حَاجَتُكَ؟ فَذَكَرَ حَاجَتَهُ وَقَضَاهَا لَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: مَا ذَكَرْتُ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَ السَّاعَةُ، وَقَالَ: مَا كَانَتْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَأْذُكُرْهَا، ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِيَ عُثْمَانَ بْنَ حُنَيْفٍ، فَقَالَ لَهُ: جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا مَا كَانَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِي وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيَّ حَتَّى كَلَّمْتَهُ فِيَّ، فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ: وَاللهِ مَا كَلَّمْتُهُ، وَلَكِنِّي شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَاهُ ضَرِيرٌ فَشَكَى إِلَيْهِ ذَهَابَ بَصَرِهِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »فَتَصْبِرُ« فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَيْسَ لِي قَائِدٌ وَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ، ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ ادْعُ بِهَذِهِ الدَّعَوَاتِ« قَالَ ابْنُ حُنَيْفٍ: فَوَاللهِ مَا تَفَرَّقْنَا وَطَالَ بِنَا الْحَدِيثُ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْنَا الرَّجُلُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ ضُرٌّ قَطُّ۔

ترجمہ: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حاجتمند اپنی حاجت کے لئے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آتا امیر المومنین نہ اس کی

طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف ﷺ سے اس امر کی شکایت کی انہوں نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر یوں دعا مانگ: الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی ﷺ نبی رحمت کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں یا رسول اللہ! ﷺ میں حضور ﷺ کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے اور اپنی حاجت کا ذکر کر، شام کو پھر میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں، حاجت مند نے یوں ہی کیا پھر آستان خلافت پر حاضر ہوا دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا مطلب پوچھا، عرض کیا فوراً روا فرمایا اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا پھر فرمایا جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ یہ شخص وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف ﷺ سے ملا اور کہا اللہ تمہیں جزائے خیر دے امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف التفات نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے اُن سے میرے بارے میں عرض کی، عثمان بن حنیف ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تو تیرے معاملے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا، مگر ہوا یہ کہ میں نے سیّد عالم ﷺ کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یوں ہی اسے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا کرے، خدا کی قسم ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھا ہی نہ تھا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ما اسند عثمان بن حنیف ۸۳۱۱، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت، ۹/ ۱۷)

حضرت مولانا شیخ شاہ احمد سعید مجددی فاروقی، قدس اللہ سرہ، متوفی، ۱۲۷۷ھ، لکھتے ہیں:

راقم گوید که ازین هر دو روایت واضح شد که استمداد واستعانت از زمانِ صحابه جاریست بلکه حضرت عائشه صدیقه رضی الله عنها که مجتهده بودند امر به استمداد واستعانت فرمودند۔ وحضرت رسولِ خدا صلی الله علیه وسلم خود بعد استمداد نمودن شخصے از قبر مبارک بشارت دادند به آمد باران۔ پس انکار استمداد واستعانت انکار از سنت صحابه رضی الله عنهم است فافهم بلکه حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم خود ارشاد فیض بنیاد فرموده در بابِ استعانت۔

ترجمہ: راقم کہتا ہوں کہ استمداد و استعانت صحابہ کرام ﷺ کے زمانہ سے جاری و ثابت ہے۔ بلکہ ام المومنین جو کہ خود مجتہدہ ہیں انہوں نے خود استعانت کا حکم فرمایا اور حضرت رسول اللہ ﷺ نے استمداد و استعانت چاہنے والے کو خوشخبری کی تلقین فرمائی کہ ابھی ہونے والی ہے۔ معلوم ہوا کہ استمداد و استعانت کا انکار حقیقۃً سنتِ صحابہ کا انکار ہے فافہم۔ بلکہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے خود استعانت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

چنانچہ در حصن حصین مذکور است:

واذا انفلتت دابة فلیناد اعینوا یا عباد الله یرحمکم الله مومص۔ وان ارادهونا فلیقل یا عباد الله اعینونی یا عباد الله اعینونی یا عباد الله اعینونی وقد جرب ذٰلک۔

ترجمہ: جیسا کہ حصن حصین میں مذکور ہے: جب سواری گم ہو جائے تو کہے: اے اللہ تعالیٰ کے بندو میری مدد کرو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ اور اگر مدد کی ضرورت ہو تو تین مرتبہ: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ کہے۔ اور یہ نسخہ مجرب ہے۔

این حدیث صریح است در جوازِ استعانت از دوستانِ حق جل وعلا ونیز ظاهر است در ندا نمودن اولیاء الله تعالیٰ به لفظ یا۔ کما لا یخفیٰ وحجت است از طرف ما برائے ردّ فرقۂ محدثه که منع ازان می کنند تا حدے که یا رسول الله هم جائز نمی دارند۔ شاید این حدیث را نه

خوانده اند یا خوانده اند وعمل نمی کنند۔ وحدیثے دیگر کہ در ترمذی ونسائی وابن ماجه در باب ندا نمودن باسم شریف وارد است مرقوم می شود:

ترجمہ: یہ حدیث پاک اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے جواز استعانت میں صریح ہے۔اور یہ ظاہر ہے اس بات میں کہ اولیاء اللہ کو لفظ یا کے ساتھ پکارا جاسکتا ہے اور یہ دلیل ہے ہمارے طرف سے فرقہ محدثہ (نو پیدا) کے خلاف جو منع کرتے ہیں، یہاں تک کہ ''یارسول اللہ'' ﷺ کہنا بھی جائز نہیں سمجھتے، شاید کہ منکرین نے یہ حدیث پڑھی ہی نہیں، یا پڑھی ضرور ہوگی مگر اس پر عمل نہیں کیا اور ایک حدیث ترمذی، ابن ماجہ، نسائی شریف میں ندا باسم شریف کے متعلق مروی ہے:

وِمن كانت له ضرره فليتوضأ فحسن وضوئه ويصلى ركعتين ثم يدعوا اللهم انى اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد نبى الرحمة يا محمد انى اتوجه بك الى ربى فى حاجتى بذه التقضىٰ لى اللهم فشفعه فى

ترجمہ: جس شخص کو ضرورت وحاجت پیش آئے تو وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، دو رکعت نماز پڑھ کر مذکورہ بالا دعا کرے۔ یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی الرحمۃ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد ﷺ میں آپ کے ذریعہ اور وسیلہ سے اپنے رب کی طرف سے متوجہ ہوتا ہوں، مجھے یہ حاجت ہے تا کہ پوری کی جائے۔اے اللہ نبی کریم ﷺ کی سفارش میرے حق میں قبول فرمالے اور ان کو میرے لیے شفیع بنا۔

(سنن الترمذی ،احادیث الشتی ،رقم:۸۱۸،دارالکتب العلمیہ ، بیروت ،سنن ابن ماجہ ،کتاب اقامۃ الصلاۃ،باب ،ماجاء فی صلاۃ الاحاجۃ ،رقم:۱۳۸۵،دارالکتب العلمیہ ، بیروت،والسنن الکبری للنسائی،رقم:۱۰۴۱۹)

دلیل سوم: کہ ہر خاص وعام از اہلِ اسلام در عین نماز کہ فاضل ترین عبادات ومعراج مؤمن است ورد خود ارد وہنگامِ حضور خاص حضرت حق سبحانه ندا وخطاب می کند بقوله السلام علیک ایّها النبی ورحمة الله وبرکاته۔ یعنی دعا بخیر وسلامة بر تو اے پیغمبر ومہربانی خدا وافزونیہاے خیر وکرم وے۔ ووجهِ خطاب آنکه تا حضرت صلی الله علیه وسلم همیشه نصب العین مؤمنان وقرة العین عابدان باشد در جمیع احوال واوقات خصوصاً در حالتِ عبادت وآخر آن که وجودِ نورانیت وانکشاف درین محل بیشتر وقوی تر است کما بیّنه ،الشیخ فی ترجمة المشکوٰة الشریف۔ وازین مقام مسئله دیگر استنباط نموده اند صوفیۂ کرام رحمة الله علیهم که آن را در اصطلاح ایشان رابطۂ شیخ می نامند۔ یعنی صورت شیخِ کامل ومکمل را روبروے قلب خود ملحوظ می دارند تا از خطرات شیطانی ووساوس نفسانی به سبب تصور صورت مذکوره خالی گردیده بهمگی همت متوجه حق سبحانه گردند واز خود وما سوی الله دور شوند۔ چنانچه شخصے ضعیف البصر محتاج به عینک می باشد وبدونِ عینک چشمش خیرگی پیدا می کند همچنین سالک مرید وقتے که اکتساب باطن شروع می کند تا مناسبت بحق سبحانه میسر گردد۔ وحق سبحانه در غایت لطافت است وسالک در نهایت کثافت پس برزخ ذو جهتین در کار شد که بواسطۂ او اخذ فیض از حق سبحانه نماید: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ۔ مراد از وسیلۂ مذکورہ در آیۂ شریفه شیخِ کامل ومکمل است که نائبِ اتم رسول مقبول صلی الله علیه وسلم است ونائب را به سببِ تبعیت ووراثت از جمیع کمالات، منیب نصیب کامل است ناچار به احکام اصل منصبغ خواهد بود فافهم ولا تکن من القاصرین۔ بر سر اصل سخن رویم

وسندِ دیگر برائے استمداد بنویسم۔

ترجمہ: دلیل سوم ہر خاص و عام اہل اسلام سے عین نماز میں جو کہ اہم عبادت ہے اور مومن کی معراج ہے، یہ ورد کرتا ہے ایسے وقت میں جو خاص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضوری کا وقت ہے، ندا اور خطاب کرتا ہے۔ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور اس خطاب کی وجہ یہ ہے تا کہ نبی کریم ﷺ کی ذات شریف ہمیشہ مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کے لیے قرۃ العین (آنکھوں کی ٹھنڈک) تمام احوال واوقات میں رہے، اور خصوصاً حالتِ عبادت میں، تا کہ معلوم ہوجائے کہ وجود نورانیت وانکشاف اس مقام پر بہت قوی ہے اور زیادہ ہے، جیسا کہ شیخ محقق نے شرح مشکوٰۃ میں بیان کیا۔ اور اس مقام سے ایک اور شعلہ بھی نکالا ہے صوفیائے کرام نے، اس کا نام رابطۂ شیخ رکھا ہے، یعنی کامل ومکمل کی صورت کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا تا کہ تصور شیخ کی وجہ سے وسواس شیطانی اور خیالاتِ باطل سے بالکل پاک رہے اور پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے، اپنے آپ اور دیگر ماسوا اللہ سے بھی علیحدہ رہے۔ جیسا کہ کمزور بینائی والا شخص عینک کا محتاج ہوتا ہے اور بغیر عینک اس کی آنکھیں خیرہ ہوجاتی ہیں۔ اس طرح سالک مرید جس وقت باطن کا اکتساب شروع کرتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق حاصل ہوجائے مگر چونکہ اللہ تعالیٰ انتہائی لطافت میں ہے اور سالک انتہائی کثافت میں لہٰذا ایسا برزخ چاہیے جو ذوجہتیں ہو، یعنی جس کا تعلق دونوں سے ہو۔ کیونکہ ذوجہتیں کے بغیر اللہ تعالیٰ سے کسب فیض مشکل ہے۔

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَابْتَغُوا إِلَیْهِ الْوَسِیلَةَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور اس تک وسیلہ تلاش کرو۔ (سورۃ المائدۃ:۳۵)

میں وسیلہ سے مراد شیخ کامل ومکمل ہے کیونکہ شیخ کامل رسولِ مقبول ﷺ کا نائب اتم ہے اور نائب کو بسبب وراثت وتبعیت کے منیب کے تمام کمالات سے حصہ میسر ہوتا ہے۔ لامحالہ نائب اپنی اصل اور غیب کے احکام سے موصوف ہوگا۔ اس مقصد پر مزید بحث کرتے رہے ایک سند استمداد واستعانت کے ثبوت میں پیش کرتا ہوں۔

قال فی طوالع الانوار فی آداب زیارۃ النبی الکریم ﷺ ولیفرغ قلبه عن کل شئ من امور الدنیا وما لا تعلق له بالزیارۃ حتی یطلع قلبه للاستمداد منه علیه السلام فالقلب مشغول بقاذورات الدنیا من الشهوات والارادات محروم من حصول المدد النبی بل ربما یوجب المقت دلیلا حظ مع ذالک الاستمداد من سبعة عضوه علیه السلام وعطفه ولیستحضر حیاته علیه السلام فی قبره وانه یعلم زائره علی اختلاف درجاتهم واحوالهم وقلوبهم وانه یمد کلا منهم بما یناسب ما ہو علیه وانه خلیفة اللہ الاعظم یعطی من یشاء ول یمنع من یشاء فوضت الیه خزائن کرمه ولا یصل الی اللہ احدا الا من طریقه وروی ابو حنیفة فی مسنده عن ابن عمر قال، من السنة ان تأتی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من قبل القبلة وتجعل ظهرک الی القبلة وتستقبل القبر بوجهک ثم تقول، السلام علیک ایها النبی ورحمة اللہ وبرکاته۔ وقد اتفق العلماء علی انه علیه السلام حی فی قبره الشریف یعلم بزائره۔ قال الشیخ ابن حجر الهیثمی ووقوفه فی حال الزیارۃ افضل من جلوسه اذ هو المأثور وہو الادب۔ وقال الکرمانی۔ ویضع یمینه علی

شماله كما فى الصلوٰة وجزم اصحابنا استحباب وقوف الزائر على نحو اربعة اذرع من الشاربة التى عند رأسه الشريف لايقرب ادنىٰ من ذالک فانه ليس من شعار آداب الابرار۔ قال الشيخ على القارى۔ ومال اليه النووى ثم يطلب الشفاعة فى الدنيا بتوفيق الطاعة وفى الآخرة بغفران المعصية فيقول يا رسول الله اسألک الشفاعة ثلاثا ثم يزور صاحبيه المكرمين ويسلم عليهما كما حرر ويقول ونحن نتوسل بكما الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يشفع لنا الىٰ ربنا وان يتقبل سعينا وان يحيينا على ملته ويمتنا عليها ويحشرنا فى زمرته برحمة وكرمهانه كريم رحيم۔امين۔

ترجمہ: طوالع الانوار میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کے آداب یوں بیان کیے ہیں:

اپنے کو ہر چیز سے خالی کرے، دنیاوی امور میں سے ہر اس چیز سے قطع تعلق کر لے جس کا زیارت سے واسطہ و تعلق نہیں، تا کہ اسکا دل حضور ﷺ سے امداد حاصل کرنے کے لیے پوری طرح تیار ہو۔ پس ایسا دل جو دنیا کے خس و خاشاک، شہوت اور دنیاوی مرادوں میں مشغول ہو وہ مدد حاصل کرنے سے یکسر محروم ہوتا ہے، مددِ نبوی کا حصول اس کے لیے نہیں ہوسکتا، بلکہ بسا اوقات مذکورہ بالا اسباب محرومی کا لازمی بنا دیتے ہیں۔ حضورِ قلب کے ساتھ ساتھ اس چیز کا بھی لحاظ رکھے کہ نبی کریم ﷺ کی عفو مہربانی بے پایا ہے، نیز آپ کو اپنی قبر میں حیات یعنی حیات النبی ﷺ کا عقیدہ بھی رکھتا ہو۔ نیز یہ عقیدہ بھی رکھتا ہو کہ نبی کریم ﷺ ہر زائر کو اس کے درجہ اور مرتبہ کے مطابق جانتے ہیں بلکہ احوال اور دل کی کیفیات بھی جانتے ہیں، اور پھری عقیدہ بھی رکھتا ہو کہ آپ ہر ایک کی امداد جو اس کے مناسب حال ہے فرما سکتے ہیں اور یہ عقیدہ بھی رکھتا ہو کہ نبی کریم ﷺ اللہ کے خلیفہ اعظم ہیں، جس کو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں اور جس سے چاہتے ہیں روک لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے حضور ﷺ کے سپرد کر دیے ہیں اور اللہ تعالیٰ تک کوئی بھی بغیر آپ کے طریقے اور اور ذریعے کے نہیں پہنچ سکتا۔ اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ سنت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے روضہ کی حاضری کے وقت متوجہ الی المزار ہو، قبلہ کی طرف پیٹھ اور قبر انور کی جانب چہرہ، اس کے بعد یوں کہے: **السلام عليک ايها النبى ورحمة الله وبركاته**، اور بیشک علماء کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ آپ اپنی قبر منور میں حیات میں اور زائر جو جانتے ہیں کہا ابن حجر ہیتمی علیہ الرحمۃ نے، زائر کا بوقتِ زیارت کھڑا رہنا بیٹھنے سے افضل ہے، کیونکہ منقول اسی طرح ہے اور ادب بھی اسی میں ہے۔ اور کرمانی علیہ الرحمۃ شارح بخاری نے کہا کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے جیسا کہ حالت نماز میں ہاتھ باندھتا ہے، بوقتِ زیارت یہی کیفیت ہونی چاہیے۔ اور ہمارے اصحاب نے اس سنوانہ سے چار گز ردور کھڑا ہونے کو مستحب کہا ہے جس کے قریب آپ کا سر اقدس ہے، اور اس سے زیادہ قریب نہ ہو کیونکہ ابرار کے شعار کے آداب کے خلاف ہے۔ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے کہا اور امام نووی علیہ الرحمۃ کا بھی یہی خیال ہے۔ پھر شفاعت طلب کرے دنیا میں اطاعت کی توفیق سے اور آخر میں میں گناہوں کی بخشش سے، تو تین مرتبہ یہ الفاظ کہے "يارسول الله اسئلک الشفاعة" یارسول اللہ ﷺ میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں، پھر شیخین کہ عین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور ان دونوں پر سلام کہے جیسا کہ پہلے تحریر کیا گیا ہے۔ اور پھر کہیں کہ ہم وسیلہ پکڑتے ہیں تم دونوں کا طرف رسول کریم ﷺ کے تا کہ آپ، ہمارے رب کے ہاں ہماری شفاعت فرما دیں، یہ کہ اللہ تعالیٰ ہماری سعی کو قبول کرے، آپ کی ملت پر زندہ رکھے اور اسی پر موت دے اور ہمارا حشر آپ کے گروہ میں فرمائے۔ اپنی رحمت اور کرم سے، بیشک وہ کریم رحیم ہے۔ آمین۔

ویقول (الشعر)

یا خیر من دفنت فی التراب اعظمه		وطاب من طیبهن القاع والاکم
نفسی الفداء بقبر انت ساکنه		فیه العفاف وفیه الجود والکرم

ترجمہ: اورفرماتے ہیں۔شعر: اے بہتران لوگوں سے کہ دفن کیا گیاان کوقبروں میں، اورخوشبودار ہوگئے ان کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے، اس قبر پر میری جان قربان جس میں آپ ساکن ہیں۔اس میں بزرگی، سخاوت اورکرم ہے۔

وصاحب قصیدہ بردہ می گوید۔

اورصاحب قصیدہ بردہ نے کہا ہے:

یا اکرم الخلق مالی من الوذ به		سواک عند حلول الحادث العم

ترجمہ: اے تمام مخلوق سے زیادہ سخی کس سے میں مدد چاہوں تیرے بغیر جبکہ عام حوادث کا نزول ہو

(تحقیق الحق المبین فی جواب مسائل اربعین، ۳۷،تا،۴۱،لطیف آباد،حیدرآباد)

حضرتِ عالی امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں

سؤال: از حضرت امیر کرم اللہ تعالیٰ وجہ۔ واز بعضی دیگر از اولیاء اللہ نیز منقول است کہ بعضی از اعمال غریبہ وافعال عجیبہ، پیش از وجود عنصری بہ قرون متطاولہ از ایشان در عالم شہادت بہ وقوع آمدہ است صحت آن بی تجویز تناسخ چگونہ است؟

جواب: صدور آن اعمال و افعال از ارواح این بزرگواران است کہ بہ مشیت اللہ۔سبحانہ۔ خود متجسد بہ اجساد گشتہ، مباشر افعال عجیبہ گشتہ اند جسد دیگر نیست کہ بہ آن تعلق گیرند۔ تناسخ آن است کہ روح پیش از تعلق بہ این جسد، بہ جسد دیگر کہ مباین و مغایر، آن روح است، تعلق گرفتہ باشد و چون خود متجسد بہ جسد گردد، تناسخ چہ بود؟ جنیان کہ متشکل بہ اشکال می گردند و متجسد بہ اجساد می شوند و در این حال اعمال عجیبہ کہ مناسب این اشکال و اجساد است، بہ وقوع می آرند، ہیچ تناسخ نیست و ہیچ حلولی نہ (۔نباشد) ہر گاہ جنیان را بہ تقدیر اللہ۔سبحانہ۔ این قدرت بود کہ متشکل بہ اشکال گشتہ، اعمال غریبہ بہ وقوع آرند، وارواح کمل را اگر این قدرت عطا فرمایند، چہ محل تعجب است و چہ احتیاج بہ بدن دیگر؟ از این قبیل ست آنچہ از بعضی اولیاء اللہ نقل می کنند کہ دریک ان، در امکنۂ متعددہ حاضر می گردند و افعال متباینہ بہ وقوع می آرند، نیز لطائف ایشان متجسد بہ اجساد مختلفہ اند و متشکل بہ اشکال متباینہ (اند)۔ وہمچنین عزیزی کہ مثلاً در (ہندوستان) توطن دارد واز آن دیار نہ برآمدہ است جمعی از حضرت (مکۂ) معظمہ می آیند و می گویند کہ آن عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم و چنان و چنین در میان ما و آن عزیز گذشتہ است، و جمعی دیگر نقل می کنند کہ ما او را در (روم) دیدہ ایم و جمعی دیگر در (بغداد) دیدہ اند این ہمہ تشکل لطائف آن عزیز است بہ اشکال مختلفہ و گاہ ہست کہ ان عزیز را از آن تشکلات اطلاع نبود لہذا در جواب آن جماعت، گاہ می گوید کہ این ہمہ بر من تہمت است من از خانہ نہ برآمدہ

وحرم (کعبه) راندیده ام و (روم) و (بغداد) را نمی شناسم و می دانم که شماچه کنسانید۔ وهمچنین ارباب حاجات، از اعزه (عزیزان) احیا و اموات در مخاوف (جای ترس) و مهالک (جای هلاک شدن) مددها طلب می نمایند و می بینند که صور آن اعزه حاضره شده و دفع بلیه از اینها نموده است گاه هست که آن اعزه را از دفع آن بلیه اطلاع بود و گاه نبود، از ماوش مابهانه برساخته اند...

ترجمہ: سوال: حضرت علی امیر المومنین رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے اولیاء اللہ سے بھی منقول ہے۔ کہ ان سے بعض نادر افعال اور عجیب وغریب افعال ان کے وجود عنصری کے ساتھ عالم شہادت میں آنے سے بہت مدت پہلے وجود میں آئے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو پھر یہ تناسخ کے بغیر کیسے ممکن ہے۔؟

جواب: ان اعمال وافعال کا صدور ان بزرگوں کی ارواح سے ہوا ہے۔ جو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مشیت سے مختلف اجساد سے متجسد ہو کر ان افعال عجیبہ کے مصدر ومورد بنے۔ ان کا کوئی دوسرا جسم نہیں ہے۔ جس سے وہ تعلق رکھیں۔ تناسخ یہ ہے۔ کہ روح اس جسم کے تعلق سے پہلے کسی اور چیز سے تعلق رکھتی ہو۔ جو کہ اس روح سے الگ ہو۔ اور جب روح خود ہی کوئی جسم اختیار کرے۔ تو یہ تناسخ کیسے ہوا۔ جن مختلف شکلیں اختیار کرتے ہیں۔ اور ان سے عجیب وغریب اعمال جو کہ ان اشکال اور اجساد سے مناسبت رکھتے ہیں۔ وقوع میں آتے ہیں اور پھر بھی کوئی تناسخ اور کوئی حلول نہیں ہے۔ جنوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ طاقت دے رکھی ہے۔ کہ وہ مختلف شکلیں اختیار کر کے عجیب وغریب اعمال کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اگر کاملین کی ارواح کو بھی اللہ تعالیٰ یہ طاقت دے دیں۔ تو تعجب کا کیا مقام ہے۔ اور دوسرے بدن کی کیا ضرورت ہے۔؟

اور اسی قسم کے وہ واقعات ہیں۔ جو بعض اولیاء اللہ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک ہی وقت میں وہ کئی ایک مقام پر حاضر ہوتے ہیں۔ اور ان سے مختلف افعال وقوع میں آتے ہیں۔ اس جگہ بھی ان کے لطائف مختلف اجسام اور مختلف اشکال اختیار کرتے ہیں۔ اور اسی طرح کے وہ واقعات ہیں۔ کہ مثلاً کوئی عزیز ہندوستان میں اپنی رہائش رکھتا ہے۔ اور اس جگہ سے کبھی باہر نہیں گیا۔ ایک جماعت مکہ معظمہ سے آئی ہے۔ اور کہتی ہے۔ کہ ہم نے اس عزیز کو حرم کعبہ میں دیکھا ہے۔ اور اس اس طرح کے واقعات ہمارے اور ان کے درمیان گزرے ہیں۔ اور کچھ لوگ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم نے اس کو روم میں دیکھا ہے۔ اور ایک دوسری جماعت نے اس کو بغداد میں دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ اس عزیز کے لطائف کی شکلیں ہیں۔ جو مختلف اشکال میں ظاہر ہوئی ہیں۔

اور کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس عزیز کو ان تشکلات کی اطلاع بھی نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس جماعت کے جواب میں کبھی وہ کہتا ہے۔ کہ یہ سب کچھ مجھ پر الزام ہے۔ میں تو اپنے گھر سے باہر ہی نہیں نکلا۔ نہ کبھی میں نے حرم کعبہ دیکھا ہے۔ اور نہ ہی روم اور بغداد کو پہچانتا ہوں۔ کہ تم کون لوگ ہو۔ اور اسی طرح حاجتمند لوگ اولیاء اللہ سے زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی مخالف ومہالک میں امداد طلب کرتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں۔ کہ ان اولیاء اللہ کی صورتیں حاضر ہو جاتی ہیں۔ ان مصائب کو دور کر دیتی ہیں۔ اور پھر ان اولیاء اللہ کو بھی کبھی اس کی اطلاع ہوتی ہے۔ اور کبھی نہیں ہوتی۔

ازماوشمابهانه پرساخته اند

ترجمہ: یہ ہم اور تم پر الزام رکھ دیا گیا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب، ۵۸، ج، ۲، ص، ۲۰۲، مرکز پخش: زاهدان، خیابان خیام، صدیقی، تہران)

دیوبندیوں کے پیر سید زوار حسین شاہ نے لکھا:

یا محمد مصطفی ﷺ قربان تیرے نام پر		پاک سچا دین تیرا، ہوں فدا اسلام پر
بہت شیریں ولذیذ و پاک تیرا نام ہے		جوادب سے نام لیوے لائقِ انعام ہے
کوئی پیدا نہ ہوا تجھ سا نہ ہووے گا کبھی		جو نبی پیدا ہوئے خادم ہوئے تیرے سبھی
تو ہے محبوب خدا رب چاہتا ہے تیری رضا		نفس وشیطان سے بچالو ، ہے یہ میرا مدعا
بہت مظلوم عاجز غرق ہے تقصیر میں		جاویگا ملک عرب میں ہے اگر تقدیر میں
کشش اپنی دو زیادہ دمبدم پاوے کمال		پاس بلواؤ دکھاؤ یارسول اللہ جمال
کب ہووے مقبول دل کی اس جناب پاک میں		آرزو دیدار کی آگے نہ جاؤں خاک میں
عربی وکی ومدنی نازنین کبریا		کشش ہووے تیز چہ حاجتِ مقناطیس وکہربا
وطن تیرا پاک دیکھوں خوب عیداں جا کروں		جب تلک روضہ نہ دیکھوں آگے ہرگز نہ مروں
یہ قریشی خاک تیرے قدموں کی ہے شوق مند		جا کے تیرے قدموں میں پاوے وہاں قدرِ بلند

(مقامات فضلیہ، ص، ۱۹۴)

مفسر قرآن صوفی باکمال علامہ اسماعیل حقی، بروسی، حنفی، قدس سرہ، متوفی، ۱۱۳۷ھ، لکھتے ہیں:

وقد ورد فی الحدیث (إذا تحیرتم فی الأمور فاستعینوا من اهل القبور):

قال الحافظ

مدد از خاطر رندان طلب ای دل ورنی		کار صعبست مبادا که خطایی بکنیم

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: جب تم امور میں متحیر ہو تو اہل قبور سے مدد مانگو۔

حضرت حافظ شیرازی قدس سرہٗ نے فرمایا:

مدد از خاطر رندان طلب ای دل ورنی		کار صعبست مبادا که خطایی بکنیم

ترجمہ: اہل اللہ سے مدد طلب کرو ورنہ کامل مشکل میں پڑ جائے گا اور یہ بھی ممکن ہے۔

کہ ان سے مدد نہ کرنے میں ہم خطا میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ، الاسراء، تحت الآیۃ، ۵۹، ج، ۵، ص، ۱۷۷، ۱۷۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

دیوبندیوں کے قبلہ وکعبہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے لکھا:

غزل نعتیہ

کر کے نثار آپ پہ گھر بار یارسول		اب آپڑا ہوں آپ کے دربار یارسول ﷺ
اچھا ہوں یا برا ہوں غرض جو کچھ ہوں سو ہوں		پر ہوں تمہارا تم میرے مختار یارسول ﷺ
ذات آپ کی تو رحمت والفت ہے سر بسر		میں گرچہ ہوں تمام خطا وار یارسول ﷺ
جس دن تم عاصیوں کے شفیع ہوکے پیش حق		اس دن نہ بھولنا مجھے زنہار یارسول ﷺ
تم نے بھی گر نہ لی خبر اس حال زار کی		اب جائے کہاں بتاؤ یہ ناچار یارسول ﷺ
کیا ڈر ہے اس کو لشکر عصیاں وجرم سے		تم سا شفیع ہو جس کا مددگار یارسول ﷺ
عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا		ہوں امتی تمہارا گنہگار یارسول ﷺ
کس طرح آہ میں کروں خدمت میں خالعرض		ہوں خجلتِ گناہ سے سرشار یارسول ﷺ
کریے نہ میرے فعل بُروں پر نگاہ تم		کیجو نظر کرم کی بس ایک بار یارسول ﷺ
لیجو خدا واسطے اس دن میری خبر		عصیاں کا میرے جب کھلے اخبار یارسول ﷺ
دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا		کیا غم ہے گرچہ ہوں میں بہت خوار یارسول ﷺ
گھیرا ہے ہر طرف سے مجھے درد وغم نے آہ		اب زندگی بھی ہوگئی دشوار یارسول ﷺ
ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبیں		اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یارسول ﷺ

(کلیات امدادیہ، ص ۲۰۵)

امام یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ، علیہ الرحمۃ، لکھتے ہیں:

وقد قال الامام الشعرانی علیہ الرحمۃ فی کتبہ :ان الولی اذا کان مزارہ عامرا بعد موتہ بقراءۃ القرآن والاذکار والعبادات یدل علی قوۃ مددہ ،وکلما استمر الزمان علی ذٰلک یدل علی زیادۃ قوۃ مدد ذٰلک الولی ،فمن ھنا نعلم ان الشیخ محمدا المغربی ھو من اقوی الاولیاء مددا فی حیاتہ وبعد مماتہ رضی اللہ عنہ ،ولہ مؤلفات منھا مولد نبوی ﷺ اعتاد اھل الاذقیۃ قراءتہ۔وھو فصیح جدا جامع لفرائد

الفوائد المتعلقة بشؤون ولادة النبی ﷺ۔

ترجمہ: امام شعرانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اگر ولی کا مزار آباد ہو اور موت کے بعد بھی وہاں قرآن خوانی اذکار اور عبادات جاری ہوں تو اس کی مدد کی قوت کی دلیل ہوتی ہے اور جتنا زیادہ زمانہ گزرتا جائے اور یہ انداز باقی رہے تو وہ ولی اتنا ہی زیادہ مدد دینے میں باقوت ہوتا ہے اس عبارت کے بعد ہمیں پتہ چلا کہ شیخ محمد مغربی علیہ الرحمۃ زندگی میں بھی اور وفات کے بعد بھی مدد دینے میں اولیاء اللہ میں بڑے طاقتور ہیں حضرت مغربی علیہ الرحمۃ نے کئی کتابیں بھی لکھی ہیں ایک تو لدنبوی، ﷺ، جیسے عموماً لاذقیہ کے باشندے پڑھتے ہیں یہ بڑی فصیح کتاب ہے اس میں عمدہ ترین فوائد تحریر ہیں جن کا تعلق نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی مختلف کیفیتوں سے ہے۔

(جامع کرامات الاولیاء، ج۱، ص۳۲۷، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

امام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۳۵۰ھ، لکھتے ہیں:

وقصد زیارته رجل من بلاد شاسعة فاتی سهرند لیلا، وبات عند احد المنکرین علی الشیخ قدس الله سره وهو لا یشعر، فسأله عن سبب شخوصه الی سهرند فقال له: جئت لزیارة الشیخ، فجعل یطعن فیه، فلما رأی الرجل ذلک خاف وصار یستغیث، به قدس الله سره ویقول فی سره: یا سیدی انی جئت لطلب الحق وهذا یصدنی عنه ثم نام، فلما کان وقت الفجر اذا بصاحب البیت قد مات لیلا، فاسرع الرجل الی الشیخ واراد ان یعرض علیه الخبر، فنظر الیه وتبسم وقال: ما مضی فی اللیل لا یذکر فی النهار۔ واتاه مجذوم یطلب منه الدعاء، فدعاله فشفی فی الحال۔

وقال نجله الاکبر الشیخ محمد سعید: کثیرا ما کان یخبرنی الشیخ نفع الله به بالامر خیرا کان او شرا قبل وقوعه، فیقع کما یقول بلا تفاوت اصلا۔

ترجمہ: دور دراز اور پراگندہ علاقے سے ایک شخص آپ کی زیارت کے لیے آیا اور رات آپ کے ایک مخالف کے گھر بیخبری میں آکر سرہند شریف میں ٹھہر گیا میزبان نے اس سے پوچھا سرہند آنے کا مقصد کیا ہے؟ اس نے جواب دیا حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا ہوں وہ آپ کے خلاف بولنے لگ گیا جب اس شخص نے یہ کیفیت دیکھی تو ڈر گیا اور حضرت سے اپنے جی میں یہ کہتے ہوئے مدد مانگنے لگا میرے آقا! میں تو طلب حق کے لیے آیا ہوں اور یہ مجھے حق سے روکتا ہے پھر وہ سو گیا صبح ہوئی تو عجیب کیفیت ہوئی کہ گھر کا مالک تو مر چکا تھا وہ آدمی اٹھا اور جلدی جلدی حضور مجدد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دی اور خبر آپ کی خدمت میں پیش کرنی چاہی آپ نے اس پر نگاہ ناز ڈالی اور مسکرا کر فرمایا، جو رات کو گزر جائے اس کا تذکرہ دن کو نہیں کرتے، ایک کوڑی آپ کی خدمت میں طلبِ دعا ہوا آپ کی دعا سے فوراً شفا پا گیا۔ آپ کے فرزندِ اکبر حضرت شیخ محمد سعید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت اکثر خیر و شر کی خبریں قبل از وقوع ارشاد فرمایا کرتے تھے اور وہ من وعن پوری ہوتی تھیں۔

(جامع کرامات الاولیاء، ج۱، ص۴۹۶، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

دیوبندیوں کے قبلہ وکعبہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے لکھا:

غزل نعتیہ

ذرا چہرہ سے پردے کو اٹھاؤ یارسول اللہ ﷺ		مجھے دیدار ٹک اپنا دکھاؤیارسول اللہ ﷺ
اٹھا کر زلف اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے		مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤیارسول اللہ ﷺ
پیاسا ہے تمہارے شربت دیدار کا عالم		کرم کا اپنے ایک پیالہ پلاؤ یارسول اللہ ﷺ
چھپیں خجلت سے جاکر پردۂ مغرب میں وہ ماہ وخود		گر اپنے حسن کا جلوہ دکھاؤ یارسول اللہ ﷺ
یقین ہوجائے گا کفار کو بھی اپنی بخشش کا		جو میداں میں شفاعت کے تم آؤ یارسول اللہ ﷺ
ہوا ہوں نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بہت رسوا		مرے اب حال پر تم رحم کھاؤ یارسول اللہ ﷺ
کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم		ہمارے جرم وعصیاں پر نہ جاؤ یارسول اللہ ﷺ
مشرف کرکے مجھ کو کلمۂ طیب سے اپنے تم		پھر اب نظروں سے اپنی مت گراؤ یارسول اللہ ﷺ
کرو روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی		مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یارسول اللہ ﷺ
شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بیکساں ہو تم		تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یارسول اللہ ﷺ
خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے		ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یارسول اللہ ﷺ
لگے گا جوش کھانے خود بخود دریائے بخشایش		کے جب حرف شفاعت لب پہ لاؤ یارسول ﷺ
مجھے بھی یاد رکھیو ہوں تمہارا امتی عاصی		گنہگاروں کو جب تم بخشواؤ یارسول اللہ ﷺ
اگر چہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں		تم اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یارسول اللہ ﷺ
جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں		بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ ﷺ
پھنسا ہوں اس طرح گرداب غم میں ناخدا ہوکر		مری کشتی کنارے پر لگاؤ یارسول اللہ ﷺ

اگر چہ ہوں نہ لائق داحکے پر امید ہے تم سے		کہ پھر مجھ کو مدینے میں بلاؤ یارسول اللہ ﷺ
شراب بیخودی کا جام اک مجھ پلاکر اب		دوئی کے حرف کودل سے مٹاؤ یارسول اللہ ﷺ
مشرف کرکے دیدار مبارک سے مجھے اک دم		مرے غم دین ودنیا کے بہلاؤ یارسول اللہ ﷺ
حبیب کبریا ہو تم امامِ انبیاء ہو تم		ہمیں بہر خدا حق سے ملاؤ یارسول اللہ ﷺ
بہت بھٹکا پھرا میں وادیِ فرقت میں جوں وحشی		کرم فرماؤ اب تو مت پھراؤ یارسول اللہ ﷺ
خدا کے واسطے رحمت کے پانی سے مرے اگر		تب ہجراں کی آتش کو بجھاؤ یارسول اللہ ﷺ
پھنساکر اپنے دامِ عشق میں امداد عاجز کو		بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یارسول اللہ ﷺ

(کلیات امدادیہ،ص،۲۰۷)

اور سنئے ابن السنی عبداللہ بن مسعود اور بزار عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے راوی حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں:

اذاانفلتت دابۃ احدکم بارض فلاۃ فلینادیاعباداللہ احبسوا فان اللہ تعالی عبادافی الارض تحبسہ۔

ترجمہ: جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو چاہئے یوں ندا کرے "اے خدا کے بندو! روک" کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے زمین میں ہیں جو اسے روک لیں گے۔

(المعجم الکبیر مروی از عبداللہ ابن مسعود، حدیث ۱۰۵۱۸، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت، ۱۰/ ۲۶۷، المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ، ۳/ ۲۳۹، کشف الاستار عن زوائد البزار، ۴/ ۳۴، مجمع الزوائد، ۱۰/ ۱۳۲، الاذکار للنووی، ص ۱۰۱)

بزار کی روایت میں ہے یوں کہے:

اعینوا یاعباداللہ۔ مدد کرو اے خدا کے بندو!۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان لفظوں کے بعد:

رحمکم اللہ۔ (اللہ تم پر رحم کرے۔) اور زیادہ فرماتے۔ رواہ ابن شیبۃ فی مصنفہ (اسے ابن شیبہ نے اپنی مصنف میں روایت کیا۔ت)

(المصنف لابن ابی شیبہ، مایدعو بہ الرجل حدیث ۹۷۶۹، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۰/ ۳۹۰)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اذکار میں فرماتے ہیں: ہمارے بعض اساتذہ نے کہ عالم کبیر تھے ایسا ہی کیا، چھوٹا ہوا جانور فوراً رک گیا، اور فرماتے ہیں: ایک بار ہمارا ایک جانور چھوٹ گیا، لوگ عاجز آگئے ہاتھ نہ لگا، میں نے یہی کلمہ کہا فوراً رک گیا جس کا اس کہنے کے سوا کوئی سبب نہ تھا۔ نقلہ سیدی علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فی الحرز الثمین (ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حرز ثمین میں نقل کیا۔)

(الاذکار للنووی، باب مایقول اذا انفلتت دابۃ، مطبوعہ دار الکتاب العربیۃ بیروت ص ۲۰۱)

امام طبرانی سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے راوی حضور پرنور سید العالمین ﷺ فرماتے ہیں:

اذا اضل احدکم شیئا وارادعونا وھوبارض لیس بھا انیس فلیقل یاعباداللہ اعینونی یاعباداللہ اعینونی یاعباداللہ اعینونی فان للہ عبادا لایراھم۔

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص سنسان جگہ میں بھٹکے بھولے یا کوئی چیز گم کردے اور مدد مانگنی چاہے تو یوں کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔

(المعجم الکبیر، ماسند عتبہ بن غزوان، حدیث ۲۹۰، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت، ۱۰/ ۱۱۷و۱۱۸)

جن کے سید و مولا و سند و ماوٰی حضور پرنور سیدنا عبدالقادر جیلانی ہیں رضی اللہ عنہ۔

کمانص علیہ سیدنا الخضر علیہ الصلوٰۃ والسلام رواہ ونقلہ فی البھجۃ والزبدۃ والتحفۃ وغیرہا ۱۲ منہ (م)

ترجمہ: جیسا کہ سیدنا خضر علیہ السلام نے اس کی تصریح کی اور بہجۃ الاسرار، الزبدۃ اور التحفہ وغیرہا میں اس کو روایت کیا اور نقل کیا ۱۲ منہ

عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: قدجرّب ذلک۔ رواہ الطبرانی ایضاً

بالیقین یہ بات آزمائی ہوئی ہے (اسے طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔)

(المعجم الکبیر، ماسند عتبہ بن غزوان، حدیث ۲۹۰، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت، ۱۰/ ۱۱۸)

فاضل علی قاری علیہ الرحمۃ علامہ میرک علیہ الرحمۃ سے وہ بعض علمائے ثقات سے ناقل ھذا حدیث حسن یہ حدیث حسن ہے۔

اور فرمایا مسافروں کو اس کی ضرورت ہے، اور فرمایا مشائخ کرام قدست اسرارہم سے مروی ہوا:

انہ مجرب قرن بہ النجاح۔

یہ مجرب ہے اور مراد ملنی اس کے ساتھ مقرون۔ ذکرہ فی الحرز الثمین (اس کو حرز ثمین میں ذکر کیا ہے۔)

(حرز ثمین حواشی حصن حصین، دعاء الرکوب فی البحر، افضل المطابع انڈیا، ص ۴۶)

ان احادیث میں جن بندگان خدا کو وقت حاجت پکارنے اور ان سے مدد مانگنے کا صاف حکم ہے وہ ابدال ہیں کہ ایک قسم ہے اولیائے کرام سے قدس اللہ تعالٰی اسرارھم وافاض علینا انوارھم یہی قول اظہر واشہر ہے کمانص علیہ فی الحرز الوصین (جیسا کہ حرز الوصین میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔) اور ممکن کہ ملائکہ یا مسلمان صالح جن، مراد ہوں وکیفما کان ایسے توسل وندا کو شرک وحرام اور منافی توکل واخلاص جاننا معاذ اللہ شرع مطہر کو اصلاح دینا ہے۔

(فتاوٰی رضویہ، ج ۷، ص ۵۸۸، تا ۵۶۰، رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کی سنئے اپنے قصیدہ اطیب النغم کی شرح میں پہلی بسم اللہ یہ لکھتے ہیں کہ:

لابدست از استمداد بروح آنحضرت ﷺ۔ حضور علیہ السلام کی روح پاک سے مدد حاصل کرنا ضروری ہے۔

(شرح قصیدہ اطیب النغم، فصل اول در تشبیب بذکر الخ، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ص ۲)

اسی میں ہے:

بنظر نمی آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ جائے دست زدن اندو ھگین ست در ھر شدّتے۔

ترجمہ: مجھے تو ہر مصیبت میں اور ہر پریشان حال کے لئے حضور ﷺ کا دستِ تصرف ہی نظر آتا ہے۔

(شرح قصیدہ اطیب النغم، فصل اول در تشبیب بذکر الخ، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ص ۴)

اسی میں ہے:

بھترین خلق خداست در خصلت و در شکل و نافع ترین ایشان ست مردماں را نزدیک ھجوم حوادث زماں۔

ترجمہ: آپ ﷺ خصلت وصورت میں تمام مخلوق خدا سے بہترین ہیں زمانے کے حوادث میں لوگوں کے لئے آپ سے بڑھ کر کوئی نافع نہیں ہے۔

(شرح قصیدہ الطیب النغم، فصل چہارم، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ص ۶)

اسی میں ہے:

فصل یازدھم در ابتھال بجناب آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمت فرستد بر تو خدائے تعالیٰ اے بھترین کسیکہ امید داشتہ شود اے بھترین عطا کنندہ۔

ترجمہ: گیارہویں فصل حضور ﷺ کی مدح میں ہے اے بہترین مددگار اور جائے امید اور بہترین عطا کرنے والے! آپ پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں۔ (شرح قصیدہ اطیب النغم، فصل یازدہم، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ص ۲۲)

اسی میں ہے:

اے بھترین کسیکہ امید داشتہ شود برائے ازالہ مصیبتے۔

ترجمہ: اے بہترین امیدگاہ، مصیبتوں کے ازالہ کے لئے۔ (شرح قصیدہ اطیب النغم، فصل یازدہم، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ص ۲۲)

اسی میں ہے:

تو پناہ دھندہ منی از ھجوم کردن مصیبتے وقتیکہ بخلاند در دل بدترین چنگلالھارا۔

ترجمہ: آپ مجھے ہر ایسی مصیبت میں جو دل میں بدترین اضطراب پیدا کرے، پناہ دیتے ہیں۔ (شرح قصیدہ اطیب النغم، فصل یازدہم، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ص ۲۲)

اور اپنے قصیدہ ہمزیہ کی شرح میں تو قیامت ہی توڑ گئے، لکھتے ہیں:

آخر حالتی کہ ثابت است مادح آں حضرت را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقتیکہ احساس کند نارسائی خود را از حقیقت ثنا ضراعۃ (بالفتح) خواری وزاری، ابتھال واخلاص در دعا آنست کہ ندا کند زار وخوار شدہ بشکستگی دل واظہار بے قدری خود، باخلاص در مناجات وپناہ گرفتن باین طریق، اے رسول خدا، اے بھترین مخلوقات، عطائے ترا میخواھم روز فیصل کردن۔

ترجمہ: مایوسی کے وقت مدح کرنے والے کی آخری حالت میں یہ دعا اور ثنا ہونی چاہئے کہ وہ اپنے کو انتہائی گریہ وزاری اور دل جمعی اور اظہار بے قدری میں

خلوص کے ساتھ پناہ حاصل کرتے ہوئے یہ مناجات کرے اور کہے کہ اے رسول خدا ﷺ، اے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں بہترین ذات! قیامت کے روز میں آپ کی عطا کا خواستگار ہوں۔

(شرح قصیدہ ہمزیہ، فصل ششم، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ص ۳۳)

اسی میں ہے:

وقتیکہ فرود آید کار عظیم در غایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا

ترجمہ: جب کوئی کام تاریکی کی گہرائی میں گر جائے تو آپ ہی ہر بلا میں پناہ دیتے ہیں۔ (شرح قصیدہ ہمزیہ، فصل ششم، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ص ۳۳)

اسی میں ہے:

بسوئے تو مست آوردن من و بہ تو مست پناہ گرفتن من و در تو مست امید داشتن من

ترجمہ: میری جائے پناہ، میری جائے امید اور میرے مرجع آپ ہی ہیں۔ (شرح قصیدہ ہمزیہ، فصل ششم، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ص ۳۴)

(فتاوٰی رضویہ، ج ۷، ص ۵۹۱، تا ۵۹۳، رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ قصیدہ ہمزیہ میں لکھتے ہیں:

ینادی ضارعا لخضوع قلب		وذل وابتهال والتجاء
رسول الله یاخیرالبرایا		نوالک ابتغی یوم القضاء

ترجمہ: حاجت مندی، دل کی عاجزی، انکساری، تضرع اور التجاء کے ساتھ

رسول اللہ کو ندا کرے اور عرض کرے کہ اے مخلوق سے افضل ذات! میں آپ سے قیامت کے روز عطا کا خواستگار ہوں۔

(شرح قصیدہ ہمزیہ شاہ ولی اللہ، علیہ الرحمۃ فصل ششم، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ص ۳۳) (فتاوٰی رضویہ، ج ۷، ص ۶۰۰، رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

انہیں شاہ (ولی اللہ) صاحب علیہ الرحمۃ نے ہمعات میں حدیث نفس کا یوں علاج بتایا:

بارواح طیبہ مشائخ متوجہ شد، و برائے ایشاں فاتحہ خواند یا بزیارت قبر ایشاں رود از انجا انجذاب دریوزہ کند۔

ترجمہ: مشائخ کی ارواح کی طرف متوجہ ہو اور ان کے لئے فاتحہ پڑھو اور ان کی قبروں کی زیارت کے لئے جاؤ اور وہاں سے فیض حاصل کرو۔

(ہمعات، ہمعہ ۸، مطبوعہ اکادیمیہ الشاہ ولی اللہ الدہلوی حیدر آباد، ص ۳۴)

نفیسہ: امام علامہ ابن حجر مکی شافعی علیہ الرحمۃ الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان علیہ الرحمۃ میں فرماتے ہیں:

لم یزل العلماء و ذوو الحاجات یزورون قبر الامام ابی حنیفة رضی الله تعالی عنه ویتوسلون عنده فی قضاء حوائجهم و یرون نجح ذلک، منهم الامام الشافعی رضی الله تعالی عنه فانه جاء عنه انه قال انی لاتبرک بابی حنیفة واجیء الی قبره فاذا عرضت لی حاجة صلیت رکعتین وجئت الی قبره وسألت الله تعالی عنده فتقضی سریعا۔

ترجمہ: یعنی ہمیشہ سے علماء و اہل حاجت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی زیارت اور اپنی حاجت روائیوں کو بارگاہ الٰہی میں اُن سے توسّل کرتے اور اس

سبب سے فوراً مرادیں پاتے ہیں اُن میں سے ہیں امام شافعی رضی اللہ عنہ کہ فرماتے ہیں میں ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے تبرک کرتا اور اُن کی قبر پر جاتا ہوں اور جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے دو رکعت نماز پڑھتا اور ان کی قبر کی طرف آ کر خدا سے سوال کرتا ہوں کچھ دیر نہیں لگتی کہ حاجت روا ہوتی ہے۔

(الخیرات الحسان، الفصل الخامس والثلاثون فی تادب الائمۃ، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۱۴۹) (فتاوٰی رضویہ، ج ۷، ص ۶۰۵، رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

حضرت علامہ نورالدین محمد عبدالرحمن جامی نقشبندی احراری، متوفی علیہ الرحمۃ، ۸۹۸ھ، لکھتے ہیں:

نعت اور ندا

دل گدائی تو یارسول اللہ ﷺ		جان فدائی تو یارسول اللہ ﷺ
آفریدہ خدادو عالم را		از برای تو یارسول اللہ ﷺ
ماہ وخورشید برفلک باشد		نقش پائی تو یارسول اللہ ﷺ
می پرم برسپہر وچرخ برین		بہ ھواء تو یارسول اللہ ﷺ
جبرئیل امین فرود آمد		بہ سرای تو یارسول اللہ ﷺ
دردل ودیدۂ اولی الابصار		ہست جای تو یارسول اللہ ﷺ
امتان ترا خدا بخشد		بہ دعای تو یارسول اللہ ﷺ
لب شیرین من چوآب حیات		بہ ثنائی تو یارسول اللہ ﷺ
عاشق صادقم زِ روز ازل		بہ لقائی تو یارسول اللہ ﷺ
جامی دردمند وبیچارہ		خاکپائِ تو یارسول اللہ ﷺ

(شرح کلام جامی، صفحہ نمبر: ۲۲۶)

سورت قریش کی برکت

حضرت علامہ شیخ بدرالدین، نقشبندی مجددی سرہندی، قدس سرہ، لکھتے ہیں:

سیدے صحیح النسبے کہ از اصحاب قدیمی ایشان بود، نقل می نمود کہ برادر حقیقی حضرت ایشان قدس سرہ در بلدہ سرونج بود، دو کلمہ برائے طلب وے نوشتند ومرا فرمودند کہ تو خود برو واورا بیار۔

بنابر امتثال امر عالی عزم کردم کہ بروم۔ فاتحہ رخصت من خواندہ فرمودند کہ در راہ "لایلاف قریش" بسیار خوانی کہ در مہالک

بسلامت مانی و بحاجتی در نمانی، و هر گاه ترا مشکلے پیش اید، ما را یاد کنی دست بر پائے ایشاں نهادم و قدم در راه دادم۔ اتفاقاً جمعے برفاقت من درین راه قرار دادند۔

چون سرونج دو سه منزل ماند در آنجا دشتے پر دهشتے پیش آمد، کاههائے آن برابر دو قدآدم۔ من بقضائے حاجت رفتم و رفیقان نیز ایستاده شدند۔ بعد از فراغ طهارت دو رکعت تحیة الوضو گزاردم۔ درین اثنا کاهها جنبید۔ نگاه کردم، ناگاه شیرے ست غرنده در رسید و رو بروئے من بایستاد۔ بے اختیار یاد حضرت ایشان کردم و گفتم که شما فرموده بودید که هر گاه ترا مشکلے پیش آید ما را یاد کنی، الحال وقت مدد است، مرا از چنگال این شیر غرنده درنده خلاص کنید۔ هنوز این کلمات تمام نه شده بود که حضرت ایشان پیدا شدند و بآن شیر بدست اشارت کردند که دور شو۔ شیر روئے بگردانید و بگریخت۔ چون نگاه کردم حضرت ایشان از نگاه من غائب شدند۔ رفقائے من نیز این معامله معاینه کردند۔ گفتند که کدام بزرگ بود که درین وقت ترا امداد کرد؟ نام مبارک حضرت ایشان بردم، همه بجان معتقد شدند۔

ترجمہ: ایک سید صاحب جو صحیح النسب تھے اور حضرت (حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ) کے قدیم مریدوں میں سے تھے بیان فرماتے تھے کہ حضرت واقف اسرارِ متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے ایک حقیقی بھائی سرونج (مالوہ) میں تھے آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ) نے ان کے بلانے کیلئے دو کلمے لکھے اور مجھے فرمایا کہ تم خود جاؤ اور ان کو لے آؤ اس حکم کی تعمیل میں وہاں جانے کا میں نے عزم کیا آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ) نے فاتحہ رُخصت پڑھ کر فرمایا کہ راستے میں ''**لایلف قریش**'' خوب پڑھنا تا کہ خطرات سے محفوظ رہو اور کسی چیز کی حاجت نہ رہے اور اگر کوئی مشکل درپیش ہو تو مجھے یاد کرنا (اس سے ثابت ہوا کے اپنے پیر بزرگ کو مشکل کے وقت یاد کرنا جائز ہے) میں نے آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ) کے قدموں پر ہاتھ رکھے (قدم بوسی کی) اور روانہ ہو گیا اتفاق سے ایک جماعت اس سفر میں میرے ساتھ ہو گئی جب سرونج دو تین منزل رہ گیا تو وہاں ایک ہیبت ناک جنگل نظر آیا وہاں گھاس دو قدآدم تھی میں وہاں قضائے حاجت کیلئے گیا اور ساتھی وہاں کھڑے رہے فراغت اور طہارت کے بعد وضو کر کے میں نے دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھی اسی اثنا میں گھانس ہلنے لگی اور میں نے دیکھا کہ ایک دہاڑنے والا شیر آ پہنچا اور میرے سامنے کھڑا ہو گیا میں نے بے اختیار حضرت واقف اسرارِ متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو یاد کیا اور کہا کہ ''آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ) نے فرمایا تھا کہ کوئی مشکل تمہیں درپیش ہو تو مجھے یاد کر لینا (چنانچہ) اب مدد (مشکل) کا وقت ہے اور مجھے اس دہاڑنے والے اور پھاڑ چیر کھانے والے شیر کے چنگل سے نجات دلوایئے ابھی میری یہ بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ حضرت شمع بزم عرفاں مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ظاہر ہوئے اور اس شیر سے اشارے سے فرمایا کہ دور ہو شیر پلٹا اور بھاگ گیا پھر جو میں نے نگاہ اُٹھائی تو حضرت واقف اسرارِ متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ میری نگاہ سے غائب ہو چکے تھے میرے ساتھیوں نے بھی یہ واقعہ دیکھا اور مجھ سے دریافت کیا کہ وہ کون بزرگ تھے جنھوں نے ایسے وقت میں تمہاری امداد فرمائی میں نے آپ (حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ) کا اسم مبارک بتایا تو وہ سب کے سب جان و دل سے آپ (حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ) کے معتقد ہو گئے۔

(حضرات القدس، ص، ۱۶۵، ۱۶۶، محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور)

بت خانے کو ڈھا دینا اور مدد کیلئے لشکر بھیجا:

حضرت علامہ شیخ بدر الدین، نقشبندی مجددی سرہندی، قدس سرہ، لکھتے ہیں:

سیدے ثقہ رحمۃ اللہ علیہ نقل کرد کہ از ایشان شنیدہ بودم کہ اہانت اصنام و عبدۂ طاغوت ہر قدر کہ از دست مسلمانے بیاید، خود را معاف ندارد کہ اجر غازیان فی سبیل اللہ یابد۔

ما (در مخطوطہ اینجا بیاض گزاشتہ اند۔) دوسہ درویش در اقصائے ملک دکن بصحرائے می رفتیم کہ بت خانۂ بنظر درآمد و در حوالی آن ہیچکس نبود۔ بخاطر عبور نمود کہ بر حکم نصیحت آنحضرت این بت خانہ را برانداز یم۔ بر آن بت خانہ رسیدیم و بت را بشکستیم وہمت برہدم آن بت خانہ بستیم۔ بعضے جدران انرا منہدم ساختہ بودیم کہ قریب ہزار کس از عابدان آن چوب و سنگ و تیر و تفنگ گرفتہ پیدا شدند۔ مرا و یاران را دہشت عظیم دست دادو امکان فرار نہ۔ غیر از کشتہ شدن علاج ندیدیم۔

دریں اثنا دل بیاد حضرت ایشان کشید و از راہ تضرع و نیاز آنحضرت را حاضر تصور نمودہ، عرض کردم کہ اے بزرگ دین! تکیہ بر نصیحت شما کردہ این کار کردہ بودیم، ما را از شر کفار اشرار خلاص بخش۔ در این تضرع و زاری آواز حضرت ایشان بگوش من رسید کہ خاطر جمع دار کہ اینک برائے حمایت تو عسکرے از اہل اسلام می فرستیم۔ من بیاران ازین معاملہ خبر کردم۔ کفار نگون سار (۔ذلیل و خوار۔) یک بیک تیر انداز رسیدہ بودم کہ ناگاہ از فراز بلندی چہل تن سوار پیدا گشتند و بسرعت تمام اسپان را تازیانہ زدہ رسیدہ اند و بر آن جماعت کفار بر آشفتند و ما را ہمراہ گرفتہ حمایت کردند۔ چون کفار از انظار غائب شدند ما را رخصت کردند۔

ترجمہ: ایک معتبر سید صاحب نے بیان کیا کہ میں حضرت واقف اسرارِ متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے سنا تھا کہ بتوں اور بتوں کی پرستش کرنے والوں کو جس قدر ایک مسلمان کے ہاتھوں اہانت ہو سکے کوتاہی نہ کی جائے کہ اسے اللہ (تعالیٰ) کی راہ کے غازیوں کا ثواب ملے گا میں دو تین درویشوں کے ساتھ ملک دکن کے اطراف کے ایک صحرا میں گیا ہوا تھا کہ وہاں ایک بت خانہ نظر آیا اور اس کے اطراف میں کوئی شخص موجود نہ تھا دل میں خیال گزرا کہ حضرت واقف اسرارِ متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی نصیحت کے مطابق اس بت خانے کو ڈھا دینا چاہیئے۔ چنانچہ ہم لوگ وہاں پہنچے اور بت کو توڑ دیا اور اس بت خانے کو ڈھا دینے کا بھی ارادہ کیا ہم بعض مورتیوں کو توڑ چکے تھے کہ قریب ایک ہزار بت پرست لاٹھیاں پتھر اور تیر و تفنگ لے کر پہنچ گئے مجھے اور ساتھیوں کو دہشت پیدا ہوئی اور بھاگنے کی کوئی صورت نہ تھی سوائے اس کے کہ سب قتل ہو جائیں اتنے میں مجھے حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی یاد آئی میں نے حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو حاضر تصور کر کے تضرع اور نیاز مندی سے عرض کیا کہ اے ہمارے بزرگ ہم نے آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی علیہ الرحمۃ) کی نصیحت پر بھروسا کر کے یہ کام کیا ہے

ہم کو ان کفار اشرار سے نجات دلایئے اس تضرع وزاری کی حالت میں حضرت واقف اسرارِ متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی آواز میرے کان میں آئی کہ اطمینان رکھو کہ ہم تمہاری مدد کیلئے اہل اسلام کا ایک لشکر بھیج رہے ہیں میں نے ساتھیوں کو اس بات سے مطلع کر دیا کفار بالکل قریب ایک تیر اندازی کے فاصلے پر پہنچ چکے تھے کہ یکا یک ایک بلندی سے چالیس سوار ظاہر ہوئے اور تیزی سے گھوڑوں کو دوڑا کر پہنچ گئے اور کافروں کی جماعت پر حملہ

کر دیا اور ہم لوگوں کو اپنے ساتھ لے لیا جب وہ کفار نظروں سے غائب ہو گئے تو (ان سواروں نے) ہم کو رخصت کیا۔

(حضرات القدس، ص، ۱۶۶، ۱۶۷، محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور)

ولی مدد کر سکتا ہے ولی زندہ ہے وہابیوں کے سردار شاہ اسماعیل دہلوی نے لکھا:

نسبت چشتیہ پس اس کا بیان اس طرح ہے۔ کہ ایک دن آپ حضرت خواجہ خواجگاں خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کی مرقد منور کی طرف تشریف لے گئے اور ان کی مرقد مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ اس اثناء میں ان کی روح پرفتوح سے آپ کو ملاقات حاصل ہوئیں۔ اور آنجناب یعنی حضرت قطب الاقطاب نے آپ پر نہایت قوی توجہ کی کہ اس توجہ کے سبب سے ابتدا حصول نسبت چشتیہ کا ثابت ہو گیا۔ (صراط مستقیم، ص:۱۹۱)

منجملہ ان کے ہے تحدیث نعمۃ اللہ (یعنی نعمت الٰہی کا اظہار) کہ امر و اما بنعمۃ ربک فحدث کی تعمیل اس میں متصور ہو سکتی ہے اور منجملہ اُن فوائد کے غافلین کا بیدار کرنا

(صراط مستقیم، ص:۱۹۲)

حضرت علامہ نورالدین محمد عبدالرحمن جامی نقشبندی احراری، متوفی، ۸۹۸ھ، لکھتے ہیں:

تنم فرسودہ جان پارہ ز ہجراں یا رسول اللہ ﷺ		دلم پژمردہ و آوارہ زعصیاں یا رسول اللہ ﷺ
شب و روز از شکیبائی زحد گشتم تمنائی		بخلوت سوی من آئی خراماں یا رسول اللہ ﷺ
چو سوی من گذر آری من مسکین ز ناداری		نثار نقش نعلینت کنم جاں یا رسول اللہ ﷺ
زکردۂ خویش حیرانم سیہ شد روز عصیانم		پشیمانم، پشیمانم، پشیمان یا رسول اللہ ﷺ
زجام حب تو مستم بہ گیسوی تو دل بستم		نمی گویم کہ من ہستم سخنداں یا رسول اللہ ﷺ
بوقت مرگ در مانم رود از تن بروں جانم		نگہداری تو ایمانم ز شیطان یا رسول اللہ ﷺ
چو روز حشر بر خیزم بدامان تو آویزم		ز دیدہ خون دل ریزم فراوان یا رسول اللہ ﷺ
ز پا افتادم از پیری بہ رحمت دست من گیری		ہمین یک حرف بپذیری زنادان یارسول اللہ ﷺ
بہ صدیقؓ خریدارم عمرؓ را دوست می دارم		فدا سازم دل وجان را بہ عثمانؓ یارسول اللہ ﷺ
نہادم پیش گاہ سر بپای ساقی کوثر		امامان را شوم چاکر بہ ایقان یا رسول اللہ ﷺ
چو بازوی شفاعت را کشائی بر گنہگاران		مکن محروم جامی را درآ آن یا رسول اللہ ﷺ

(شرح کلام جامی، صفحہ نمبر:۲۲۷)

جس نے جو مانگا وہ دے دیا

علامہ نورالدین ابوالحسن محمد بن علی بن یوسف بن جریر، قدس سرہ، شطنوفی متوفی ۷۱۳ھ، لکھتے ہیں:

قال: كنت انا والشيخ ابو السعود بن ابى بكر الحريمى، والشيخ محمد بن قائد الاوانى، والشيخ ابو محمد الحسن الفارمى، والشيخ جميل صاحب الخطوة والزعقة، والشيخ ابو القاسم عمر بن مسعود البزار، والشيخ جميل صاحب الخطوة والزعقة، والشيخ ابو القاسم عمر بن مسعود البزار، والشيخ ابو حفص عمر بن ابى نصر الغزال، والشيخ خليل ابن الشيخ احمد الصرصرى، والشيخ ابو البركات على ابن غنايم بن فتح العدوى العمرى البطايحى الهمامى، والشيخ ابو الفتوح نصر بن ابى الفرج محمد بن على البغدادى المقرى المعروف بابن الخضرى، وابو عبد الله محمد بن الوزير عون الدين ابى المظفر بن هبيرة، وابو الفتوح عبد الله بن هبة الله، وابو القاسم على بن محمد بن الصاحب؛ كلهم حاضرين عند شيخنا؛ الشيخ محيى الدين عبد القادر الجيلى رضى الله عنه بمدرسته، فقال: ليطلب كل منكم حاجة اعطيها له، فقال الشيخ ابو السعود: اريد ترک الاختيار، وقال الشيخ ابن قايد: اريد القوة على المجاهدة، وقال الشيخ البزار: اريد الخوف من الله تعالى، وقال الشيخ ابو الحسن الفارسى: كان لى حال مع الله تعالى وقد فقدته واريد رده على، وقال الشيخ جميل: اريد حفظ الوقت، وقال الشيخ عمر الغزال: اريد الازدياد من العلم، وقال الشيخ خليل بن الصرصرى: اريد ان لا اموت حتى انال مقام القطبية، وقال الشيخ ابو البركات الهمامى: اريد الاستغراق فى محبة الله تعالى، وقال الشيخ ابو الفتوح بن الخضرى: اريد حفظ القرآن والحديث، وقلت انا: اريد معرفة افرق بها بين الموارد الربانية وغيرها، وقال ابو عبد الله بن هبيرة: اريد نيابة الوزارة، وقال ابو الفتوح بن هبة الله: اريد ان اكون استاذ الدار، وقال ابو القاسم بن الصاحب: اريد ان اكون حاجب الباب العزيز، فقال الشيخ عبد القادر رضى الله عنه: كلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربک، وما كان عطاء ربک محظورا، قال ابو الخير: فوالله لقد نالوا كلهم ما طلبوا، ورأيت كل واحد منهم فى الحالة التى ارادها الا الشيخ خليل بن الصرصرى فانه لم يأته الوقت الذى وعده فيه بالقطبية، فاما الشيخ ابو السعود فانه بلغ فى ترک الاختيار غاية قصوى، وتنسم ذروة عليا، وسبق فيه كثيرا من المتقدمين، وسمعته يقول ما خطر لى شىء خارج عن سجادتى، وكان له حال يعز مثلها، واما الشيخ ابن قايد فانه نال فى القوة على المجاهدة ما لم يبلغنا مثله عن احد من اهل زمانه، وجلس فى ازج تحت الارض اربع عشرة سنة بعد اربع عشرة اخرى، وسمعته يقول فى سنة تسع وستين وخمسمائة: جوعت الجوع، وعطشت العطش، ونومت النوم، واسهرت السهر، وخوفت الخوف، والبلاء يفر منى، والله غالب على امره، واما الشيخ عمر البزار فانه وصل الى درجة علية فى الخوف حتى انه فى وقت يقطر من منخه ماء الى حلقه من شدة الخوف، واما الشيخ ابو الحسن الفارسى فان الشيخ عبد القادر رضى الله عنه نظر اليه وهو جالس فى مجلسه نظرة فاضطرب منها وقام لوقته،

فلقيته من الغد وسألته عن شأنه فقال: قد رد الشيخ على حالى الذى كنت فقدته بزيادة فى تلك النظرة، واما الشيخ جميل فانه نال فى حفظ الوقت ومراعاة الانفاس ما لم ينله غيره فيما نعلم، حتى انه كان اذا دخل الخلاء علق سبحته فى وتد فى الحائط فتدور وحدها حبة حبة الى ان يأخذها، ورأيتها هكذا مرارا، واما الشيخ خليل الصرصرى فان الشيخ عبد القادر رضى الله عنه قال له فى مجلسه ذلك: ما تموت يا خليل حتى تتقطب، وسمعته بعد ذلك يقول غير مرة: ما يموت خليل الصرصرى حتى يتقطب، واما الشيخ عمر الغذال فانه جمع من فنون العلم اشتاتا، وحفظ منه كثيرا، وباع من خزانته اكثر من الف سفر فعوتب فى بيعها، فقال: كلها فى حفظى، واما الشيخ ابو البركات الهمامى فان الشيخ عبد القادر رضى الله عنه نظر اليه وهو جالس فى مجلسه ذلك نظرة فخر مغشيا عليه، فحمل فى جراب بين يديه وهو لا يعقل، وفقدناه من بغداد زمانا نائم رأيته بعد مدة فى خراب الكرخ، وهو شاخص الى السماء فكلمته فلم يكلمنى فانصرفت، ثم انحدرت بعد سنين الى البصرة، فرأيته على مثل حاله الاول على تل بين البطائح، فاتيته وكلمته فلم يكلمنى، فذهبت فجلست بازائه وقلت: اللّٰهم انى اسألك بحرمة الشيخ عبد القادر ان ترد عليه عقله ليكلمنى، فقام واتانى وسلم على، فقلت له: ما هذا الحال؟ فقال: يا اخى قد اعطيت بتلك النظرة التى نظر الى الشيخ عبد القادر بها من محبة الله عز وجل ما غيبتى عن الوجود وعن نفسى، وصيرنى كما ترى، ثم رجع الى مكانه، وعاد الى حاله، وانصرفت عنه باكيا، ثم بلغنى انه مات على هذه الحالة سنة ثلاث وسبعين وخمسمائة، واما الشيخ ابو الفتوح بن الخضرى فانه حفظ القرآن الكريم فى ستة اشهر وتيسر عليه الحفظ بعد ان كان صعبا عسيرا عليه، واتقن القراءات السبع، وكتب الكثير من الحديث ولم يزل يسمع ويفيد الى ان مات، واما انا فان الشيخ رضى الله عنه وضع يده على صدرى وانا جالس بين يديه فى مجلسه ذلك فوجدت فى الوقت العاجل نورا فى صدرى، وانا الى الآن افرق به بين موارد الحق والباطل، واميز به بين احوال الهدى والضلال، وكنت، قبل ذلك شديد القلق لالتباسها على، واما ابو عبد الله بن هبيرة فانه تولى نيابة الوزارة، وتولى ابو الفتوح بن هبة الله استاذ دار الخليفة، وتولى ابو القاسم بن الصاحب حاجبا على الباب، وتصرفوا فى هذه الولاية زمانا طويلا۔

قال ابو الفتوح بن يوسف القطفنى: وسمعت الشيخين؛ الشيخ ابا عمرو عثمان بن يوسف سليمان المعروف بالقصير ببغداد فى المحرم سنة خمس وثلاثين وستمائة، والشيخ ابا الحسن عليا بن سليمان المعروف بالخباز ببغداد سنة ثلاث واربعين وستمائة۔ يقولان: قطب الشيخ خليل الصرصرى عليه الرحمة قبل موته بسبعة ايام۔

ترجمہ: کثیر مشائخ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کے مدرسہ میں حاضر تھے۔

تب آپ نے فرمایا: کہ تم میں سے ایک شخص کوئی حاجت طلب کرے تا کہ میں اس کو دوں۔

شیخ ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں اختیار ترک کرنا چاہتا ہوں شیخ ابن قائد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں مجاہدہ کی قوت چاہتا ہوں۔

شیخ بزار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں خدا کا خوف چاہتا ہوں۔

شیخ ابوالحسن فارسی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ میرا خدا کے ساتھ ایک حال تھا جو کہ جاتا رہا ہے، میں چاہتا ہوں کہ وہ پھر لوٹ آئے۔

شیخ جمیل علیہ الرحمۃ نے کہا میں حفظ وقت چاہتا ہوں۔

شیخ عمر غزال علیہ الرحمۃ نے کہا کہ میں علم کی زیادتی چاہتا ہوں۔

شیخ خلیل بن احمد صرصری علیہ الرحمۃ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مقام قطبیت کے پانے سے پہلے نہ مروں۔

شیخ ابوالبرکات ہمامی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ خدا کی محبت میں استغراق چاہتا ہوں۔

شیخ ابوالفتوح نصر بن حضری علیہ الرحمۃ نے کہا کہ میں قرآن وحدیث کو حفظ کرنا چاہتا ہوں۔

راوی نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ مواردربانیہ اور اس کے غیر میں فرق کرلوں۔

ابوعبداللہ بن ہبیرہ علیہ الرحمۃ نے کہا کہ میں وزارت کا نائب بننا چاہتا ہوں۔

ابوالفتوح بن ہبت اللہ علیہ الرحمۃ نے کہا کہ میں گھر کا استاذ بننا چاہتا ہوں۔

ابوالقاسم بن صاحب علیہ الرحمۃ نے کہا کہ میں باب عزیز کا دربان بننا چاہتا ہوں۔

تب شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ نے کہا کہ ''ہم ان میں سے ہر ایک کی مدد کرتے ہیں اور یہ چیزیں تمہارے رب کی بخشش ہیں اور تمہارے رب کی بخشش ممنوع نہیں ہے۔''

ابوالخیر علیہ الرحمۃ کہتے ہیں: ''خدا کی قسم سب نے جو طلب کیا تھا وہ پالیا اور میں نے ہر ایک کو اسی حالت پر دیکھا جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔''

مگر شیخ خلیل بن احمد صرصری علیہ الرحمۃ کو کہ ابھی ان پر وہ وقت نہیں آیا تھا کہ جس میں قطبیت کا وعدہ کیا تھا۔

شیخ ابوالسعود علیہ الرحمۃ کا یہ حال ہوا کہ وہ ترک اختیاری میں اعلیٰ درجہ تک پہنچ گئے اور اس میں بہت سے متقدمین سے بڑھ گئے۔ میں نے ان سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میرے دل میں کبھی وہ بات نہیں گزری جو کہ میرے سجادہ سے خارج ہو۔ ان کا حال ایسا تھا کہ اس کی مثل بہت کم ہوگا۔

شیخ ابن قائد علیہ الرحمۃ کا مجاہدہ اتنا قوی ہوگیا کہ ان کے اہلِ زمانہ میں سے ہم کو کسی کا ایسا مجاہدہ معلوم نہ ہوا۔ وہ زمین کے نیچے اٹھائیس ۲۸ سال کے بعد بیٹھے۔ میں نے ان سے، ۵۶۰ھ میں سنا کہ وہ فرماتے تھے میں سخت بھوکا اور سخت پیاسا رہا۔ بہت سویا اور بہت جاگا۔ بہت ڈرا۔ بلا مجھ سے بھاگتی تھی اور اللہ عزوجل اپنے امر پر غالب ہے۔

شیخ عمر بزار علیہ الرحمۃ خوف میں بڑے عالی درجہ تک پہنچ گئے یہاں تک کہ خوف کے مارے کسی وقت ان کے دماغ میں سے پانی ٹپک کر ان کے گلے میں اتر آتا۔

شیخ ابوالحسن فارسی علیہ الرحمۃ کی طرف شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ نے اپنی مجلس میں دیکھا جس سے وہ گھبرا گئے اور اسی وقت کھڑے ہو گئے میں اگلے دن ان سے ملا اور حال پوچھا تو کہا کہ جس حال کو میں نے کھو دیا تھا، شیخ نے وہ حال لوٹا دیا اور ایک ہی نظر میں اور زیادہ بھی دے دیا۔

شیخ جمیل علیہ الرحمۃ کا یہ حال ہوا کہ وہ حفظ وقت اور دم کی حفاظت میں ہمارے علم میں اس درجہ تک پہنچ گئے کہ اور کوئی اس درجہ تک نہ پہنچا ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ بیت الخلاء میں جاتے تو اپنی تسبیح کو دیوار کی کھونٹی پر لٹکا جاتے اور اس کے دانے ایک ایک کر کے خود بخود چکر لگاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اس کو پکڑ لیتے۔ میں نے ان کا یہ حال بارہا دیکھا۔

شیخ خلیل صرصری کو شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ نے فرمایا: کہ اے خلیل! تم جب تک قطب نہ ہو گے مرو گے نہیں اور میں نے آپ علیہ الرحمۃ سے اس کے بعد کئی مرتبہ سنا کہ

خلیل صرصری علیہ الرحمۃ جب تک قطب نہ ہولیں گے نہیں مریں گے۔

شیخ غزال علیہ الرحمۃ نے مختلف فنون کے علوم کو جمع اور بہت کچھ حفظ کرلیا۔ان کے خزانہ سے ہزار(۱۰۰۰) کتابوں سے زیادہ فروخت کی گئیں۔اس پر ان کو عتاب کیا گیا تو کہا کہ یہ سب مجھے حفظ ہیں۔

شیخ ابوالبرکات ہماری علیہ الرحمۃ کی طرف شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ نے جب کہ وہ مجلس میں بیٹھے تھے،ایسی نظر فرمائی کہ وہ بے ہوش ہوگئے۔تب ان کو آپ کے سامنے سے اٹھالیا گیا ان کو کچھ ہوش نہ تھا۔ہم نے اُن کو بغداد سے ایک مدت تک گم پایا پھر ہم نے ایک مدت کے بعد ''کرخ'' کے میدان میں پایا کہ وہ آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے تھے۔میں نے ان سے کلام کیا تو انہوں نے مجھے جواب نہ دیا۔تب میں لوٹ آیا پھر میں کئی سال کے بعد بصرہ کو گیا تو پھر میں نے ان کو پہلے حال پر دیکھا کہ باہر جنگل میں ایک ٹیلے پر بیٹھے ہیں۔میں ان کے پاس آیا اور ان سے کلام کیا۔تب بھی مجھے کچھ جواب نہ دیا پھر میں ان کے ایک طرف ہوکر بیٹھ گیا اور میں نے کہا:

''اے اللہ عزوجل میں تجھ سے شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ کے واسطے سوال کرتا ہوں۔'' ان پر عقل کو لوٹا کہ مجھ سے کلام کریں۔تب وہ کھڑے ہوئے اور میرے پاس آئے۔مجھے سلام کہا۔میں نے ان سے دریافت کیا یہ کیا حال ہے؟

انہوں نے کہا کہ بھائی میں اس ایک نظر سے جو کہ شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ نے میری طرف کی خدا کی ایسی محبت پا گیا ہوں کہ اس نے مجھے میرے وجود اور نفس سے غائب کردیا ہے اور مجھے ایسا کردیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو پھر وہ اپنی جگہ پر چلے گئے اور اسی حال پر لوٹ گئے جیسے کہ وہ تھے۔میں روتا ہوا واپس آگیا پھر مجھے خبر ملی کہ وہ اسی حالت میں ۵۷۳ھ میں انتقال کر گئے۔

شیخ ابوالفتوح بن خضرمی علیہ الرحمۃ نے قرآن حکیم کو چھ ۶ ماہ میں حفظ کیا اور ان پر اس کا حفظ کرنا آسان ہوگیا اور پہلے اس سے سخت مشکل ساتوں قرأتیں اور بہت سی کتب حدیث میں بھی انہوں نے یاد کرلیں۔ہمیشہ سناتے اور فائدہ پہنچاتے رہتے یہاں تک کہ فوت ہوگئے۔

لیکن میرا (راوی کا) یہ حال ہوا کہ آپ نے میرے سینے پر جب کہ میں ان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، ہاتھ رکھا۔تب میں نے اسی وقت اپنے سینہ میں ایک نور پایا اور میں اب تک حق و باطل امور میں اور ہدایت و گمراہی میں اس کی وجہ سے فرق کرلیتا ہوں۔پہلے اس سے میں بوجہ شبہات بے قرار رہا کرتا تھا۔

ابوعبداللہ بن ہبیرہ علیہ الرحمۃ کا یہ حال ہوا کہ نائب وزارت پر مامور ہوئے ا رمدت تک اس میں ملازم رہے۔

ابوالفتوح ہبت اللہ علیہ الرحمۃ ''دارالخلیفہ'' کے استاذ اور متولی مقرر ہوئے اور حضرت ابوالقاسم علیہ الرحمۃ باب عزیز کے دربان بنے اور ایک طویل مدت تک اس پر قائم رہے۔

ابوالفتوح محمد بن یوسف قطفنی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے دو شیخوں یعنی شیخ ابوعمر علیہ الرحمۃ وعثمان بن یوسف سلیمان المعروف بقصیر علیہ الرحمۃ اور شیخ ابوالحسن علیا بن سلیمان المعروف نانبائی علیہ الرحمۃ سے سنا یہ دونوں فرماتے تھے کہ شیخ خلیل صرصری علیہ الرحمۃ اپنی موت سے سات ۷ دن پہلے قطب ہوگئے۔اور حضرت ابوالغیث عبدالرحمن بن جمیل یمنی علیہ الرحمۃ سے سنا گیا وہ فرماتے تھے ایک شیخ جن کو شیخ خلیل صرصری علیہ الرحمۃ کہتے تھے، بغداد میں اپنی موت سے سات (۷) دن پہلے قطب ہوئے۔

(بہجۃ الاسرار و معدن الانوار، ص، ۶۶، تا، ۶۸، موسسۃ الشرف بلاھور، پاکستان)

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ میں نے خود اس حدیث پر عمل کیا اور اس حدیث کو مجرب پایا ہے۔ وہ اس طرح کہ ۱۲۷۵ھ مرزا پور کے راستے سے بھوپال آرہا تھا موسم برسات کا تھا اور راستے میں ایک ندی کو عبور کرنا تھا ندی بڑی طغیانی پر تھی۔ میں نے اپنا گھوڑا اس خیال پر کہ پانی تھوڑا ہوگا اس میں ڈال دیا جب میں ندی میں داخل ہوا تو خدا کی قدرت پانی اور چڑھ گیا میں اور میرا کرایہ دار ڈوب جانے لگا تو میں فوراً گھوڑے پر سے پانی میں کود پڑا گھوڑے کو پانی بہا کر لے گیا اور ہم بھی بہنے لگے تب میں نے تین (حصن حصین) بار کہا۔

یا عباداللہ اعینونی

ترجمہ: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔

میرا یہ کہنا تھا کہ ہم سب ایک پتھر پر جا کر ٹھہر گئے اس وقت میرے اور کرایہ دار کے سوا کوئی موجود نہ تھا۔ (تحفۃ النبلاء بحوالہ الاستمداد والتوسل ص، ۱۳۷)

انھی نواب صاحب نے قصیدہ عنبریہ میں کہا:

مالی وراک مستغات فارحمن یارحمۃ للعالمین بکائی۔

ترجمہ: یارحمۃ اللعالمین ﷺ! میرے لیے آپ کے سواء کوئی فریادرس نہیں ہے۔ پس آپ میرے رونے پر ضرور رحم فرمایئے۔

مولوی رشید احمد گنگوھی کی وفات پر مولوی محمود حسین نے لکھا ہے کہ:

ہدایت کے لیے آئے تھے یاں پا کر فراغت اب		گئے ہیں تا کہ کریں واں مغفرت کی مہر سامانی
شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ		حیات شیخ کا منکر ہو جو ہے اس کی نادانی
رہے منہ آپ کی جانب تو بعد ظاہری کیا ہے؟		ہمارے قبلہ و کعبہ ہو تم وہی وایمانی
ضرورت قابلیت کی تو ہر حالت میں ہے لیکن		قریب و دور یکساں مہر کی ہے نور افشانی

(مرثیہ گنگوھی ص، ۱۲، ۱۱ مطبوعہ دیوبند رحیمیہ)

مذکورہ مختلف مسالک کے اکابرین جب اپنے اپنے افراد کے لیے یہ نظریہ رکھتے ہیں تو اگر انبیاء اور اولیاء اللہ ﷺ کے لیے یہ نظریہ قائم کر لیا جائے تو کیا حرج ہوگا۔

سوال: (۱۹۳) بطورِ اعتراض: مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا

مفتی کفایت اللہ لکھتے ہیں:

ایک سوال کی جواب میں یوں لکھتے ہیں

الجواب: اغثنی یارسول اللہ کہنا اگر اس خیال سے ہو کہ آنحضرت ﷺ ہر جگہ سے اس کلمے کو سنتے ہیں اور فریادرسی کرتے ہیں تو شرک ہے اور اگر اس خیال سے ہو کہ آپ فریادرسی کرنے پر اور ہر قسم کی حاجت روائی کرنے پر قدرت رکھتے ہیں جب بھی شرک ہے ہاں اگر فریادرسی سے مراد خدا تعالیٰ کی جناب میں شفاعت ہو اور ہر جگہ سے حضور ﷺ کے سننے کا اعتقاد نہ ہو تو شرک نہیں مگر بیکار اور عبث ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے کیونکہ حضور ﷺ تک اس کلمے کے پہنچنے کا کوئی ثبوت شرعی نہیں یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأاللہ یہ بھی مشرکانہ کلمہ اور عبث و ناجائز ہے۔ (کفایۃ المفتی ص ۱۹۱ ج ۱) (تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر، ص ۲۴)

الجواب:

''یا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ شیئاً للہ'' پر اعتراض کا جواب

ایک دفعہ اعتراض ہوا کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کی بجائے اللہ تعالیٰ سے اس طرح مانگنا چاہیے کہ یا اللہ مجھے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا صدقہ کچھ عطا فرما۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

حق تعالیٰ جل شانہ، سورۂ نسا میں فرماتے ہیں:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِی تَسَاءَلُونَ بِهِ

ترجمہ: ڈرو اس اللہ سے جس کا واسطہ دے کر لوگوں سے سوال کرتے ہو۔ (سورۃ النساء:۱)

حق تعالیٰ نے یہاں اپنے نام کے واسطہ سے سوال کرنے کو اپنے احسان کے طور پر بیان فرمایا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوال کرنا جائز نہ ہوتا تو اس پر اپنا احسان نہ جتاتے بلکہ ایسا کرنے سے منع فرما دیتے۔ لہٰذا جملہ مذکورہ جس کا مفاد اللہ کے نام کے واسطہ سے سوال کرنا ہے درست ہوگا۔

(مہر منیر، ص: ۴۲۳)

الجواب:

دوم میں اشعار کا ثبوت

اللہ تعالیٰ کی مدح، رسول کریم ﷺ کی نعت اور ہجویات کے جواب کے علاوہ شعر گوئی گناہ ہے:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ، اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ، وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

ترجمہ: اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں، کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں، اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے، مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے (سورۃ الشعراء: ۲۲۴ تا ۲۲۷)

مذکورہ بالا آیات کی تفسیر میں عالم جلیل شیخ احمد بن ابی سعید المعروف بملا جیون جونپوری، قدس سرہ، متوفی ۱۱۳۰ھ، لکھتے ہیں:

اعلم ان الآیات الدالة علی تقبیح الشعر اکثر من ان تحصی لانه قال فی اکثر المواضع وما علمناه الشعر ولما کانت هذه الآیة ظابرة فی هذا المعنی ومشتملة علی فائدة الاستثناء اخترتها۔ فقوله تعالیٰ: والشعراء یتبعهم الغاوون مبتدأ وخبر ویتبعهم بالتشدید عند الاکثرین وقرأ نافع یتبعهم بالتخفیف والمعنی لا یتبعهم علی باطلهم وکذبهم وتمزیق الاعراض والقدح فی الانساب ومدح من لا یستحق المدح والهجاء ولا یستحسن دینا منهم الا الغاوون ای السفهاء او الراوون او الشیاطین او

المشرکون هکذافی المدارک وقیل الشعراء هم شعراء قریش وقدنزل حین شعر الاشاعران فی باب الرسول علیه السلام ومذمة الاسلام وکانت الاعراب یحفظون تلک الاشعار ویقرؤنها هکذا ذکر فی الحسینی نقلا عن البشیر ویشیر الی ذلک کلام صاحب الکبشاف ایضا ویفهم من الزاهدی والبیضاوی انه ردلما قالوا ان محمدا شاعر ولفظ القرآن من جنس کلام الشعراء یعنی،ان محمد الیس بشاعر لان الشعراء یتبعهم الغاوون واتباع محمد لیسوا بغاوین فابطل به کونه شاعرا ثم قرره بقوله تعالی: الم،تر انهم فی کل واد یهیمون وانهم یقولون ما لا یفعلون۔ یعنی انهم فی کل واد من القول یتحدثون وفی کل لغو وباطل یخوضون ویقولون من الوعد ما لا یفعلون۔ والهائم فی الاصل الذاهب علی وجه لا مقصد له وانما قال ذلک لان اکثر مقدماتهم خیالات لا حقیقة لها واغلب کلماتهم فی النسیب بالحرم والغزل والابتهار والوعد الکاذب والافتخار الباطل ومدح من لا یستحقه ولاطراء فیه وغیر ذلک علی ماعرفت وفی الکشاف والمدارک وعن الفرذدق ان سلیمان بن عبدالملک سمع قوله۔

شعر:

فبتن بجانبی مصرعات		وبت افض اغلاق الختام

فقال قد وجب علیک الحد فقال قدر رأالله عنی الحد بقوله تعالیٰ وانهم یقولون ما لا یفعلون حیث وصفهم بالکذب والوعد ثم لما ذکر ان الشعراء یتصفون بالاوصاف الذمیمة المذکورة وکان جماعة من الصحابة رضی الله عنهم کعبد الله بن رواحة وحسان بن ثابت والکعبین شعراء یهجون المشرکین جوابا لهجوهم وخافوا ان یکونوا موصوفین بهذه الصفات واقبلوا به النبی ﷺ نزل فی حقهم قوله تعالیٰ: الا الذین أمنوا فهو استثناء مما سبق یعنی ان الشعراء موصوفون بالصفات المذکورة الا الشعراء المؤمنین الذین یعملون الصالحات ویذکرون الله کثیرا ای یکون اکثر اشعارهم فی التوحید والثناء علی الله ورسوله والحث علی طاعته وانتصروا من بعد ما ظلموا یعنی لو قالوا هجو الاحد لم یریدوا به البدو علی الهجو بل انما ارادوا به الانتصار ممن هجابهم من بعد ما کانوا مظلومین ومکافحة هجاء المسلمین وذالک جائز جدا لان جزاء سیئة سیئة مثلها ولا یحب الله الجهر بالسوء من القول الا من ظلم وقد قال علیه السلام لحسان قل وروح القدس معک وقال للکعب بن مالک اهجهم فوالذی نفسی بیده لهو اشد علیهم من النبل هذا ما قالوا وبهذا القدر تم مانحن فیه فی بیان الشعر وقوله تعالیٰ: وسیعلم الذین ظلموا ایّ منقلب ینقلبون تهدید شدید للظالمین الذین ینسبون الرسول علیه السلام بالافتراء والشعر ویهجونه او بمطلق الظالمین یعنی سیعلم الذین ظلموا ای مکان الانقلاب ینقلبون بعد الموت ای یکون منقلبهم بعد الموت النار وقرئ ای منقلب ینقلبون من الانفلات وهو النجاة یعنی ان الظالمین یطمعون نجاة من الله وسیعلمون ان لیس لهم نجاة بوجه من الوجوه وهذه الأیة مما تلاها ابو بکر لعمر

رضی اللہ عنہما حین عہد الیہ و کان السلف الصالحون یتواعظون بھا ویتبادرون لشدتھا ھذا ما قالوا۔

ترجمہ: معلوم ہونا چاہئے کہ ایسی آیات بکثرت ہیں جو شعر کے قبیح ہونے پر دلالت کرتی ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ ہم نے اپنے حبیب ﷺ کو شعر کی تعلیم نہ دی۔ جب آیت زیر بحث اس بارے میں واضح اور ظاہر تھی اور استثنیٰ کے فوائد پر مشتمل تھی تو ہم نے اسے دیگر آیات سے منتخب کیا۔ قول باری تعالیٰ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ مبتداء اور خبر (جملہ اسمیہ خبریہ) ہے اور اکثر قراء کے نزدیک ''یتبع'' تشدید سے ہے اور امام نافع علیہ الرحمۃ اسے تخفیف (یتبع) سے پڑھتے ہیں۔ معنی یہ ہے۔ شاعروں کی باطل اور جھوٹی باتوں، کسی کی عزت پر حملہ، عیب جوئی وعیب گوئی، نسب میں کیڑے نکالنا، غیر مستحق کی مدح بیان کرنا اور بے قصورے کی ہجو کرنا ان باتوں میں لوگ ان کی اتباع نہیں کرتے اور ان کے دین کو مستحسن نہیں سمجھتے مگر بے وقوف یا ان کے ایسے شعروں کی روایت کرنے والے یا شیاطین یا مشرکین۔ مدارک میں ایسا ہی لکھا ہے۔

کہا گیا ہے کہ ''شعراء'' سے مراد قریش کے شاعر تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ جب ان میں سے دو شاعروں نے حضور سرور کائنات ﷺ کے متعلق شعر کہے اور اسلام کی مذمت کی۔ دیہاتی ان کے شعروں کو محفوظ کرلیا کرتے تھے اور بوقت ضرورت پڑھتے تھے۔ تفسیر حسینی نے ''بشیر'' سے نقل کرتے ہوئے یونہی لکھا ہے اور صاحب کشاف کا کلام بھی اس کی طرف اشارہ کرتا ہے اور تفسیر زاہدی اور بیضاوی سے یہ سمجھ آتا ہے کہ ان آیات میں اس کا رد ہے۔ جو کچھ لوگ کہتے تھے وہ یہ کہ محمد ﷺ شاعر ہیں اور قرآن کریم کے الفاظ شعراء کے کلام سے ملتے جلتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ان کے رد میں فرماتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ شاعر نہیں کیونکہ شاعروں کے اتباع کرنے والے ''گمراہ'' لوگ ہوتے ہیں اور محمد ﷺ کی اتباع کرنے والے ''گمراہ'' نہیں لہٰذا یہ بات باطل ہے کہ آپ شاعر ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس بات کو اور پختہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ ، لا وَاَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ

یعنی شاعر لوگ ہر وادی کے متعلق گفتگو کرتے ہیں اور ہر باطل میں غور وخوص کرتے ہیں اور ایسے ایسے وعدے کرتے ہیں جو ایفا نہیں کرتے۔ ''ہائم'' اصل میں کہیں جانے والا ایسا شخص ہوتا ہے جس کا وہاں جانے کا کوئی مقصد نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے شعراء کے بارے میں اس لئے فرمایا کہ ان کے اکثر مقدمات شعری ''خیالات'' پر مبنی ہوتے ہیں۔ ان کی کوئی حقیقت نہیں اور غالباً ان کے شعر وکلمات عورتوں کے حسن وجمال، رومانیات، کسی پر عیب گانا، جھوٹے وعدے، باطل پر فخر اور غیر مستحق کی مدح اور اس میں مبالغہ آرائی وغیرہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ تمہیں معلوم ہے۔

تفسیر کشاف اور مدارک میں ہے۔

فرزدق شاعر سے منقول ہے کہ جب سلیمان بن عبدالملک نے اس کا یہ شعر سنا:

فبتن بجانبی مصرعات		وبت افض اغلاق الختام

ترجمہ: عورتوں نے میرے پہلو میں حالت بے ہوشی میں رات بسر کی اور میں نے مہروں کے توڑنے میں رات بسر کی۔

تو سلیمان نے کہا: تم پر ''حد'' واجب ہوگئی ہے۔ فرزدق نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے حد دور کردی ہے۔

اس نے ارشاد فرمایا:

وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ

ترجمہ: شاعر وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔اس میں اللہ تعالیٰ نے شعراء کو جھوٹا اور وعدے کا غیر پابند قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب اس بات کو ذکر فرمایا کہ ''شعراء'' اوصاف ذمیمہ مذکورہ سے متصف ہوتے ہیں۔ادھر حضرات صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں سے ایک جماعت ایسی تھی جو شعراء تھے مثلاً حضرات عبداللہ بن رواحہ، حسان بن ثابت، کعب بن زبیر اور کعب ابن مالک رضی اللہ عنہم۔ یہ حضرات شعراء کرام مشرکین کی ہجویات کے جواب میں ان کی ہجو کیا کرتے تھے۔ان حضرات کو خوف ہوا کہ کہیں ہم بھی مذکورہ اوصاف سے متصف نہ ہو جائیں۔اس خوف کو ان حضرات نے حضور سرور کائنات ﷺ کے سامنے پیش کیا تو ان کے حق میں اللہ تعالیٰ نے اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا نازل فرمایا۔اس میں ماسبق سے استثنیٰ ہے یعنی شعراء صفات مذکورہ سے متصف ہوتے ہیں مگر ایسے شعراء جو مومن ہیں اور عمل صالح بجالاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرتے ہیں یعنی ان کے اکثر اشعار توحید باری تعالیٰ، اس کی حمد وثناء اور اس کے رسول ﷺ کی نعت پر مشتمل ہوتے ہیں اور ان میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر ابھارا جاتا ہے۔وَانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَاظُلِمُوْا اور یہ لوگ اگر کسی کی ہجو میں کچھ کہتے ہیں تو ان کا ارادہ یہ نہیں ہوتا کہ کسی کی ابتداءً ہجو کی جائے بلکہ اس سے ان کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ جس کی ہجو کی گئی اس مظلوم کی مدد کی جائے اور مسلمانوں کی ہجو کرنے والوں کا بدلہ چکایا جائے اور ایسا کرنا یقیناً جائز ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا

برائی کا بدلہ اس کی مثل برائی ہے اور فرمایا:

لَايُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ برائی کی اشاعت پسند نہیں کرتا مگر مظلوم کی طرف سے۔خود حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو فرمایا: حسان! کہو، روح القدس تمہارے ساتھ ہے اور آپ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ان (کفار ومشرکین) کی ہجو کہو۔اس خدا کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔یہ ان کیلئے تیروں کے زخموں سے بھی بڑھ کر دکھ پہنچانے والی بات ہے۔حضرات علماء کرام نے ایسے ہی ارشاد فرمایا اور اسی قدر ذکر کرنے سے شعر کے بارے میں جو کچھ ہم بیان کرنا چاہتے تھے، وہ بیان ہو گیا۔

قول باری تعالیٰ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ میں ان ظالموں کیلئے سخت تہدید ہے جو رسول کریم ﷺ کی طرف ''افتراء اور شعر'' کی نسبت کیا کرتے تھے اور آپ کی ہجو کیا کرتے تھے یا اس میں مطلق ظالموں کو تہدید ہے یعنی عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس جگہ اور مکان انقلاب میں مرنے کے بعد پلٹا کھاتے ہیں یعنی موت کے بعد ان کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے۔ان الفاظ کو ''اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ'' بھی پڑھا گیا ہے۔اس صورت میں یہ ''انفلات'' سے مشتق ہوگا جس کا معنی نجات ہے۔یعنی ظالم لوگ اللہ تعالیٰ سے نجات کی امید لگائے بیٹھے ہیں، وہ بہت جلد جان لیں گے کہ ان کیلئے کسی وجہ سے بھی کوئی نجات

نہیں ہوگی۔ یہ وہ آیت ہے جسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پڑھ کر سنایا جب آپ نے ان (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) سے عہد لیا تھا اور سلف الصالحین بھی اس کا لوگوں کو وعظ کیا کرتے تھے اور اسکی طرف اس کی شدت کی وجہ لپکتے تھے۔ **(هذاماقالوا)**

(التفسیرات الاحمدیۃ فی بیان الآیات الشرعیۃ، سورۃ الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۲۴، تا ۲۲۷، ص ۵۸۶، تا ۵۸۸، قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

مثلاً خدا تعالیٰ کی حمد، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت، حرمین شریفین یا دوسری مقدس چیزوں کی منقبت، جہاد اور میدان جہاد کے اوصاف جیسے خدا نعب، رکبانی بچوں کو خوس کرنے یا انہیں سلانے کے لیے ماؤں بہنوں کی لوریاں، بزرگانِ دین کی جائز توصیف وتعریف قطع مسافت کے لیے مسافروں کی وابستگی، خوشی ومسرت کے اظہار اور اسی قسم کے دوسرے مضامین کے حامل اشعار ترنم کے ساتھ پڑھنا یہ ناجائز نہیں ہے بلکہ ایک حد تک یہ مستحب ہے کیونکہ یہ نیک وبا مقصد اعمال کے لیے موجب نشاط ہے''

(مظاہر حق جدید ۱ ص، ۹۰۵، ۹۰۶)

مفسر قرآن علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری، قرطبی، رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۶۷۱ھ، لکھتے ہیں:

الرَّابِعَةُ- قَالَ الشَّافِعِيُّ: الشِّعْرُ نَوْعٌ مِنَ الْكَلَامِ حسنه كحسن الكلام وقبيح كَقَبِيحِ الْكَلَامِ، يَعْنِي أَنَّ الشِّعْرَ لَيْسَ يُكْرَهُ لِذَاتِهِ وَإِنَّمَا يُكْرَهُ لِمَضْمَنَاتِهِ، وَقَدْ كَانَ عِنْدَ الْعَرَبِ عَظِيمَ الْمَوْقِعِ. قَالَ الْأَوَّلُ مِنْهُمْ: وَجُرْحُ اللِّسَانِ كَجُرْحِ الْيَدِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشِّعْرِ الَّذِي يَرُدُّ بِهِ حَسَّانُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ: إِنَّهُ لَأَسْرَعُ فِيهِمْ مِنْ رَشْقِ النَّبْلِ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ. وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَقُولُ:

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ		الْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ
ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ		وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

فَقَالَ عُمَرُ: يَا ابْنَ رَوَاحَةَ! فِي حَرَمِ اللهِ وَبَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَلِّ عَنْهُ يَا عُمَرُ فَلَهُوَ أَسْرَعُ فِيهِمْ مِنْ نَضْحِ النبل

الْخَامِسَةُ- قَوْلُهُ تَعَالَى: وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغاوُونَ لم يختلف الْقُرَّاءُ فِي رَفْعِ وَالشُّعَرَاءُ فِيما عَلِمْتُ. وَيَجُوزُ النَّصْبُ عَلَى إِضْمَارِ فِعْلٍ يُفَسِّرُهُ يَتَّبِعُهُمْ وبه قرأ عيسى ابن عُمَرَ، قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: كَانَ الْغَالِبُ عَلَيْهِ حُبَّ النَّصْبِ، قَرَأَ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ وَحمالَةَ الحطَبِ وَ ةٌ أَنْزَلْناها. وَقَرَأَ نَافِعٌ وَشَيْبَةُ وَالحسَنُ وَالسُّلَمِيُّ: يَتْبَعُهُمْ مخففًا. الْبَاقُونَ يَتَّبِعُهُمْ. وَقَالَ الضَّحَّاكُ: تَهَاجَى رَجُلَانِ أَحَدُهما نْصارِيُّ وَالْآخَرُ مُهَاجِرِيٌّ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ غُوَاةُ قَوْمِهِ وَهُمُ السُّفَهَاءُ فَنَزَلَتْ، وَقَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ. وَعَنْهُ هُمُ الرُّوَاةُ لِلشِّعْرِ. وَرَوَى عَنْهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُمُ الْكُفَّارُ يَتَّبِعُهُمْ ضُلَّالُ الجنِّ وَالْإِنْسِ، وَقَدْ ذَكَرْنَاهُ. وَرَوَى غُضَيْفٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْدَثَ هِجَاءً فِي الْإِسْلَامِ فَاقْطَعُوا لِسَانَهُ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا افْتَتَحَ مَكَّةَ رَنَّ إِبْلِيسُ رَنَّةً وَجمعَ إِلَيْهِ ذُرِّيَّتَهُ، فَقَالَ ايئسوا أَنْ تُرِيدُوا أُمَّةَ محمَّدٍ عَلَى الشِّرْكِ بَعْدَ يَوْمِكُمْ هَذَا، وَلَكِنْ أَفْشُوا فيهما- يعنى

مكة والمدينة-الشعر۔

ترجمہ: مسئلہ نمبر ۴: امام شافعی علیہ الرحمۃ نے کہا: شعر کلام کی نوع ہے اچھا شعر اچھے کلام کی طرح اور قبیح شعر قبیح کلام کی طرح ہے یعنی شعر بالذات مکروہ نہیں یہ متعلقات کی وجہ سے مکروہ ہے جب کہ عربوں کے ہاں اس کا بڑا مقام تھا۔ ان میں سے پہلے لوگوں نے کہا: وَجُرْحُ اللِّسَانِ كَجُرْحِ الْيَدِ۔ زبان کا زخم ہاتھ کے زخم کی طرح ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اس شعر کے بارے میں فرمایا جس میں حضرت حسان نے مشرکوں کو جواب دیا تھا: انه لاسرع فيهم من رشق النبل۔ یہ شعر ان میں تیر مارنے سے زیادہ تیزی سے اثر کرے گا۔ امام مسلم نے اسے نقل کیا ہے۔ امام ترمذی نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا کہ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جب عمرۃ القضاء کا مرحلہ تھا جب کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ آپ کے سامنے چل رہے تھے اور کہہ رہے تھے:

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ		الْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ
ضربًا يُزِيلُ الهامَ عَنْ مَقِيلِهِ		وَيُذْهِلُ الخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

ترجمہ: اے کفار کی اولاد! آپ کا راستہ خالی کردو آج ہم قرآن کے حکم کے مطابق تم پر ایسا وار کریں گے

جو کھوپڑی کو تن سے جدا کردے گا اور دوست کو دوست سے غافل کردے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابن رواحہ! اللہ تعالیٰ کے حرم میں اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے عمر! اس کو چھوڑ دو یہ ان میں تیر کے وار سے زیادہ تیزی سے اثر کرنے والا ہے''۔ (جامع ترمذی: کتاب فی الادب، باب ماجاء فی انشاد الشعر: جلد: ۲: صفحہ: ۱۰۷)

مسئلہ نمبر ۵: وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ۔ جتنا میں جانتا ہوں قراء نے، وَالشُّعَرَاءُ، کے رفع میں کوئی اختلاف نہیں کیا۔ فعل مضمر کے ساتھ نصب دینا بھی جائز ہے جس کی تفسیر، يَتَّبِعُهُمْ، فعل بیان کرتا ہے۔ عیسیٰ بن عمر نے اس کے ساتھ قراءت کی ہے۔ ابوعبید نے کہا: ان پر غالب نصب کا پسندیدہ ہونا ہے اس نے پڑھا السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ (المائدہ: ۳۸) وَحَمَّالَةَ الْحَطَبِ (اللہب) وَ سُورَةٌ أَنْزَلْنَاها (النور) نافع، شیبہ، حسن بصری اور سلمی نے پڑھا، يَتْبَعُهُمْ، یعنی اسے مخفف پڑھا۔ باقی قراء نے، يَتَّبِعُهُمُ، پڑھا ہے۔ ضحاک نے کہا: دو آدمیوں نے باہم ہجو کی ایک انصاری تھا اور ایک مہاجر تھا دونوں نے یہ کہا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کیا ہر ایک کے ساتھ اس کی قوم کے بے وقوف بھی تھے تو یہ آیت نازل ہوئی؛ یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ (المحرر الوجیز: جلد: ۴: صفحہ: ۲۳۲)

ان سے ایک قول یہ بھی مروی ہے: مراد وہ لوگ ہیں جو آگے اشعار روایت کرتے ہیں۔ علی بن طلحہ نے ان سے روایت نقل کی ہے: مراد وہ کفار ہیں جن کی جنوں اور انسانوں میں سے گمراہ اتباع کرتے ہیں۔ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ غضیف نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی جو آدمی اسلام میں ہجو کا آغاز کرے اس کی زبان کاٹ دو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو ابلیس غم سے چیخا اس کی ذریت اس کے پاس جمع ہوئی اس دن کے بعد تم اس چیز سے مایوس ہو جاؤ کہ تم حضرت محمد ﷺ کی امت میں شرک کا رواج دے سکو گے بلکہ اس مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں شعر کو عام کردو''

(تفسیر القرطبی، سورۃ الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۲۴، ج، ۱۳، ص، ۱۰۱، ۱۰۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

مفسر قرآن علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری، قرطبی علیہ الرحمۃ، متوفی ۶۷۱ھ، لکھتے ہیں:

ثُمَّ اسْتَثْنَى شِعْرَ الْمُؤْمِنِينَ: حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَعْبِ بْنِ زُهَيْرٍ وَمَنْ كَانَ عَلَى طَرِيقِهِمْ مِنَ الْقَوْلِ الحقِّ، فَقَالَ: (إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحاتِ وَذَكَرُوا اللهَ كَثِيراً) فِي كَلَامِهِمْ (وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا) وإنما يكون الانتصار بالحق، وبما حَدَّهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنْ تجاوَزَ ذَلِكَ فَقَدِ انْتَصَرَ بِالْبَاطِلِ. وَقَالَ أَبُو الحسَنِ المبرِّد: لما نَزَلَتْ: وَالشُّعَراءُ جَاءَ حَسَّانُ وَكَعْبُ بْنُ مَالِكٍ وَابْنُ رَوَاحَةَ يَبْكُونَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ! أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى هَذِهِ الْآيَةَ، وَهُوَ تَعَالَى يَعْلَمُ أَنَّا شُعَرَاءُ؟ فَقَالَ: اقْرَءُوا مَا بَعْدَهَا إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحاتِ - الْآيَةَ - أَنْتُمْ وَانْتَصِرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا أَنْتُمْ أَيْ بِالرَّدِّ عَلَى الْمُشْرِكِينَ. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْتَصِرُوا وَلَا تَقُولُوا إِلَّا حَقًّا وَلَا تَذْكُرُوا الْآبَاءَ وَالْأُمَّهَاتِ فَقَالَ حَسَّانُ لِأَبِي سُفْيَانَ:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ		وَعِنْدَ اللهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءُ
وَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَتِي وَعِرْضِي		لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ
أَتَشْتُمُهُ وَلَسْتَ لَهُ بِكُفْءٍ		فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا الْفِدَاءُ
لِسَانِي صَارِمٌ لَا عَيْبَ فِيهِ		وَبَحْرِي لَا تُكَدِّرُهُ الدِّلَاءُ

وَقَالَ كَعْبٌ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ اللهَ قَدْ أَنْزَلَ فِي الشِّعْرِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَكَيْفَ تَرَى فِيهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَسَيْفِهِ وَلِسَانِهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَكَأَنَّ مَا تَرْمُونَهُمْ بِهِ نَضْحُ النَّبْلِ. وَقَالَ كَعْبٌ:

جَاءَتْ سَخِينَةُ كَيْ تُغَالِبَ رَبَّهَا		وَلَيُغْلَبَنَّ مُغَالِبُ الْغَلَّابِ

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ مَدَحَكَ اللهُ يَا كَعْبُ فِي قَوْلِكَ هَذَا. وَرَوَى الضَّحَّاكُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: وَالشُّعَراءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغاوُونَ مَنْسُوخٌ بِقَوْلِهِ: إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحاتِ. قَالَ المهْدَوِيُّ: وَفِي الصَّحِيحِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ اسْتِثْنَاءٌ. (وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ) فِي هَذَا تهديد لمن انتصر بظلم [أي سَيَعْلَمُ الظَّالِمُونَ كَيْفَ يَخْلُصُونَ مِنْ بَيْنِ يَدَيِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَالظَّالِمُ يَنْتَظِرُ الْعِقَابَ، وَالْمَظْلُومُ يَنْتَظِرُ النُّصْرَةَ. وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَيَّ مُنْقَلَتٍ ينفلتون بالفاء والتاء ومعناهما واحد ذكره الثَّعْلَبِيُّ: وَمَعْنَى أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ أَيَّ مَصِيرٍ يَصِيرُونَ وَأَيَّ مَرْجِعٍ يَرْجِعُونَ، لِأَنَّ مَصِيرَهُمْ إِلَى النَّارِ، وَهُوَ أَقْبَحُ مَصِيرٍ، وَمَرْجِعُهُمْ إِلَى الْعِقَابِ وَهُوَ شَرُّ مَرْجِعٍ. وَالْفَرْقُ بَيْنَ الْمُنْقَلَبِ وَالْمَرْجِعِ أَنَّ الْمُنْقَلَبَ الِانْتِقَالُ إِلَى ضِدِّ مَا هُوَ فِيهِ، وَالْمَرْجِعُ الْعَوْدُ مِنْ حَالٍ هُوَ فِيهَا إِلَى حَالٍ كَانَ عَلَيْهَا فَصَارَ كُلُّ مَرْجِعٍ مُنْقَلَبًا، وَلَيْسَ كُلُّ مُنْقَلَبٍ مَرْجِعًا، وَاللهُ أَعْلَمُ، ذَكَرَهُ الماوَرْدِيُّ. وَأَيَّ مَنْصُوبٌ بِيَنْقَلِبُونَ وَهُوَ بِمَعْنَى الْمَصْدَرِ، وَلَا يجوزُ أَنْ يَكُونَ مَنْصُوبًا بِ سَيَعْلَمُ لِأَنَّ أَيًّا وَسَائِرَ أَسْمَاءِ الِاسْتِفْهَامِ لَا يَعْمَلُ فِيهَا مَا قَبْلَهَا فِيهَا ذَكَرَ النَّحْوِيُّونَ، قَالَ النَّحَّاسُ: وَحَقِيقَةُ الْقَوْلِ فِي ذَلِكَ أَنَّ الِاسْتِفْهَامَ مَعْنًى وَمَا قَبْلَهُ مَعْنًى آخَرُ فَلَوْ عَمِلَ فِيهِ مَا قَبْلَهُ لَدَخَلَ بعض المعاني في بعض.

ترجمہ: پھر مؤمنوں کے شعر کو اس حکم سے خارج کیا۔ مؤمن شعراء یہ ہیں حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ، کعب بن مالک اور کعب بن زہیر۔ اسی طرح وہ تمام شعراء جو ان کی طرح سچی بات کرتے۔ فرمایا: إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحاتِ وَذَكَرُوا اللهَ كَثِيراً۔ یعنی اپنی گفتگو میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے۔ وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا۔ یہ انتقام بھی حق کے ساتھ ہوتا اور اللہ تعالیٰ نے جو اس کی حدود بیان کیں اگر اس نے اس سے تجاوز کیا تو اس نے باطل طریقہ سے انتقام لیا۔ ابوالحسن مبرد نے کہا: جب سورۂ شعراء نازل ہوئی تو حضرت حسان، حضرت کعب بن مالک اور حضرت ابن رواحہ روتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی: اے اللہ کے نبی ﷺ! اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ وہ برتر ذات جانتی ہے کہ ہم شعراء ہیں؟ فرمایا: ''اس کے بعد والا حصہ پڑھو: إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحاتِ۔ تم وہ ہو جو اس کا مصداق ہیں: وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا۔ تم مشرکوں کو رد کرنے والے تھے'' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بدلہ لو اور حق بات ہی کہو اور آباء اور امہات کا ذکر نہ کرو''۔ حضرت حسان نے ابوسفیان کے بارے میں کہا:

هَجَوْتَ محمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ		وَعِنْدَ اللهِ فِي ذَاكَ الجَزَاءُ
وَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَتِي وَعِرْضِي		لِعِرْضِ محمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ
أَتَشْتُمُهُ وَلَسْتَ لَهُ بِكُفْءٍ		فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا الْفِدَاءُ
لِسَانِي صَارِمٌ لَا عَيْبَ فِيهِ		وَبَحْرِي لَا تُكَدِّرُهُ الدِّلَاءُ

ترجمہ: تو نے حضرت محمد ﷺ کی ہجو کی اور میں نے آپ کی طرف سے جواب دیا جب کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں جزا ہے۔ میرا والد، میری والدہ اور میری عزت حضرت محمد ﷺ کی عزت کے سامنے ڈھال ہے کیا تو آپ کو برا بھلا کہتا ہے جب کہ تو آپ کا ہم پلہ نہیں، تم میں سے برا تم میں سے اچھے پر قربان، میری زبان تلوار ہے اس میں کوئی عیب نہیں اور میرے سمندر کو ڈول گدلا نہیں کرتے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے شعر کے بارے میں حکم نازل کیا جس کو آپ جانتے ہیں آپ کی کیا رائے ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن اپنی جان، تلوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! گویا تم اپنی زبان سے تیر برسا رہے ہو''۔ حضرت کعب نے کہا:

جَاءَتْ سَخِينَةُ كَيْ تُغَالِبَ رَبَّهَا		وَلَيُغْلَبَنَّ مُغَالِبُ الْغَلَّابِ

قریش آئے تاکہ اپنے رب سے غلبہ میں مقابلہ کریں غلبہ پانے والوں میں سے غالب ہی غالب قرار دیا جائے گا۔ (سَخِينَةُ یہ کھانا ہے جو آٹے اور گھی سے بنایا جاتا ہے یہ کھانا گرم ہوتا ہے قریش اس کے شیدائی تھے اس لئے قریش کو وہی نام دیا جو اس کھانے کا تھا۔)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے کعب! اللہ تعالیٰ نے تیرے اس قول پر تیری تعریف کی ہے''۔ ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت: وَالشُّعَراءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغاوُونَ مَنْسُوخٌ بِقَوْلِهِ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحاتِ ۔ کے ساتھ منسوخ قرار دیا۔ مہدوی نے کہا: صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ، إِلَّا الَّذِينَ، استثناء ہے۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔ جو آدمی ظلم کے ساتھ انتقام لے اس کے لئے اس میں دھمکی ہے۔ شریح نے کہا عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کیسے خلاصی پائیں گے۔ ظالم عقاب کا انتظار کرتا ہے اور مظلوم نصرت کا انتظار کرتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھا: أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ، یعنی یہ لفظ فاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے دونوں کا معنی ایک ہے۔ ثعلبی نے اسے ذکر کیا: أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔ کا معنی ہے کس پناہ کی وہ پناہ لیں گے۔ کون سی لوٹنے کی جگہ کی طرف وہ لوٹیں گے کیونکہ ان کا ٹھکانا آگ ہے اور وہ سب سے قبیح ٹھکانہ ہے، ان کا لوٹنا عقاب کی طرف ہے اور وہ سب سے بری لوٹنے کی جگہ ہے۔ منقلب اور مرجع میں فرق یہ ہے کہ منقلب اسے کہتے ہیں کہ جس میں وہ ہو اس کی ضد کی طرف منتقل ہونا۔ مرجع ایک حال جس میں وہ ہے اس سے اس حال کی طرف لوٹ جانا جس پر وہ پہلے تھا ہر مرجع منقلب تو ہے مگر ہر منقلب مرجع نہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ماوردی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ای یہ، يَنْقَلِبُونَ، کی وجہ سے منصوب ہے یہ مصدر کے معنی میں ہے یہ، سَيَعْلَمُ، کی وجہ سے منصوب نہیں کیونکہ ای اور دوسرے کلمات استفہام میں ماقبل عمل نہیں کرتا جو نحویوں نے ذکر کیا ہے۔ نحاس نے کہا، اصل بات یہ ہے کہ استفہام ایک معنی ہے اور اس کا مقابل ایک اور معنی ہے اگر اس میں ماقبل عمل کرے تو بعض معانی بعض میں داخل ہو جائیں۔

(تفسیر القرطبی، سورۃ الشعرا، تحت الآیۃ: ۲۲۴، ج، ۱۳، ص، ۱۰۲، ۱۰۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت شیخ الشیوخ حافظ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ متوفی، ۹۱۱، ھ، لکھتے ہیں:

وَأخرج ابْن سعيد وَأحمد وَالْبُخَارِيّ وَأَبُو دَاوُد وَالترمِذِيّ عَن عَائِشَة أَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وضع لحسان منبراً في المسجِد فَكَانَ ينافح عَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَقَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: اللَّهُمَّ أيد حسان بِروح الْقُدس كَمَا نافح عَن نبيه

ترجمہ: امام ابن سعید، احمد، بخاری، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد میں منبر رکھوایا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ کا اشعار کے ذریعے دفاع کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرما جس طرح وہ اپنے نبی کا اشعار کے ذریعے دفاع کرتا ہے۔

(الدر المنثور فی التفسیر الماثور، ج، ۱، ص، ۱۷۶، مکتبہ الرحاب، القاہرہ)

شیخ محمد خیر طعمہ حلبی، البختری، الشامی، علیہ الرحمۃ، لکھتے ہیں:

مصنف داعی السماء لکھتے ہیں:

"لَا يَخْرُجُ فِي الْأَذَانِ وَبِمَا تَرَنَّمَ بِبَعْضِ أَشْعِرَ وَهُوَ صَاعِدُ الْأَذَانِ رَمَا لِحَالِهِ وَطَلَبًا لِلتَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ مِنَ اللهِ"

ترجمہ: حضرت بلال رضی اللہ عنہ صرف اذان ہی نہیں پڑھتے تھے بلکہ ترنم سے ایسی بلند آواز سے اشعار پڑھتے جو اذان کی آواز سے کہیں زیادہ بلند ہوتی، جو ان کے حال کے مطابق ہوتی۔ کبھی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ توبہ پر مشتمل اشعار پڑھتے اور کبھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طلب کے اشعار پڑھ کر سنایا کرتے۔"

(حزب الرحمٰن، ص، ۱۸۱)

علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۹۴۲ھ لکھتے ہیں:

رواه الطبراني أن سيدنا العباس رضي الله عنه قال: يا رسول الله إني أريد أن أمتدحك. فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: قل: لا يفضض الله فاك. فقال رضي الله تعالى عنه:

ترجمہ: امام طبرانی نے روایت کیا ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کی تعریف کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کے منہ کو ہمیشہ سلامت رکھے، میری نعت پڑھیں۔ انہوں نے درج ذیل اشعار عرض کیے۔

من قبلها طبت في الظلال و في		مستودع حيث يخصف الورق

ترجمہ: اس سے پہلے آپ ﷺ سایہ کناں مقامات اور اس جگہ رہے جہاں پتے ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔

ثم هبطت البلاد لا بشر		انت ولا مضغة ولا علق

ترجمہ: پھر آپ ﷺ شہروں میں جلوہ گر ہوئے اس وقت آپ ﷺ نہ بشر، نہ مضغہ اور نہ ہی علق تھے۔

بل نطفة تركب السفين و قد		الجم نسرا و اهله الغرق

ترجمہ: اس وقت آپ ﷺ ایسا نطفہ تھے جو کشتی پر سوار ہوا۔ اس نے نسر کا منہ بند کر دیا اور اس کے پجاری غرق ہو گئے۔

وردت نار الخليل مكتتما		تجول فيها و ليس تحترق

ترجمہ: آپ ﷺ چھپ کر حضرت خلیل علیہ السلام کے ساتھ آتش نمرود میں بھی تشریف لے گئے،
آپ ﷺ اس میں گھوم رہے تھے مگر جل نہیں رہے تھے۔

تنقل من صلب الى رحم		اذا مضى عالم بدا طبق

ترجمہ: وہ نور ایک پشت سے دوسری رحم میں منتقل ہوتا رہا جب ایک عالم گزر جاتا تو دوسرا گروہ ظاہر ہوتا۔

حتى احتوى بيتك المهيمن من		خندق علياء تحتها النطق

ترجمہ: حتیٰ کہ آپ ﷺ کا منصب بلند رفعتوں اور عظمتوں پر آشیان بند ہو گیا، اور قوت گویائی اس سے عاجز ہے۔

انت لما ولد ت اشراقت الارض		وضاءت بنورک الافق

ترجمہ: جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو زمین چمک اٹھی، اور آپ ﷺ کے نور سے آفاق جگمگا اٹھے۔

فنحن فی ذالک الضیاء		فی النور سبل الرشاد نخترق

ترجمہ: ہم اسی اجالے اور روشنی میں ہدایت کی راہوں پر چلتے رہے۔

(سبل الہدی والرشاد فی سیرت خیر العباد، ج۱، ص۷۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت علامہ شیخ بدرالدین، نقشبندی مجددی سرہندی، قدس سرہ، لکھتے ہیں:

وآنحصرت گاہ گاہ باوے مطایبۂ می فرمودند و گاہ از روئے طیبت وے را خضرا می گفتند و وے عاشق جمال ایشان بود کہ در ہر مرحمت کہ ازان محبوب سبحانی نسبت بآن محب جانی سر می زد او فدا می شد۔ حاجی اذان خوش الحان باصورت جہیر گفتے و تا وے در خدمت آنحصرت بودے' دیگر را اذن نبود و اذان او در دلہا بغایت موثر بود۔ شب ہائے جمعہ بر حجرات مسجد حضرت ایشان بر آمدہ صلوات طیبات بر سید کائنات علیہ و علی آلہ الف صلوات و تسلیمات بآواز خوش تا دیر خواندے و در اوقاتِ سحر بلکہ اثر شب ابیات و اشعار بنغمہ سرائیدے و گریستے۔

ترجمہ: حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کبھی کبھی آپ سے خوش طبعی فرماتے تھے اور مذاق میں آپ کو خضرا کہتے تھے اور آپ تو حضرت کے دیدار کے عاشق تھے اور حضرت کے ہر لطف و کرم پر اپنی جان چھڑکتے تھے حاجی صاحب بڑی خوش الحانی سے اور بہت بلند آواز سے اذان دیتے تھے اور جب تک آپ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے کسی اور نے اذان نہیں دی اور آپ کی اذان سے دل بہت متاثر ہوتے تھے جمعہ والی راتوں میں حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کی مسجد کے حجروں پر آکر بڑی خوش آوازی کے ساتھ دیر تک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے رہتے اور سحر کے وقت بلکہ اکثر راتوں میں خوش آوازی سے نعتیہ اشعار پڑھتے اور روتے رہتے

(حضرات القدس، ج، ۲، ص، ۳۴۸، ناشر محکمہ اوقاف پنجاب لاہور)

باب نمبر ۸۰

سوال: (۱۹۴) ہدیہ لینے پر منکرین کا اعتراض:

حضرت مبارک کے بارے میں لکھا، ہزار کا نوٹ دینے پر ہنستا ہے۔ پانچ سو کا نوٹ ہو تو اس پر تبسم کرتا ہے۔ سو کے نوٹ پر ہاتھ پکڑ لیتا ہے۔ پچاس کے نوٹ پر ہاتھ ملاتا ہے اور ہزار پر گلے ملتا ہے اور چوم لیتا ہے اور جب پیسے نہ ہوں تو ہاتھ ملانے سے وہ سالک کو منع کرتا ہے۔

(سوط العذاب علی دجل الکذاب، ص ۹۰)

الجواب: (۱)

حضرت اقدس (صوفی نثار الحق سیفی) حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کے پاس باڑہ گئے تھے تو ایک شخص سعودی عرب سے آیا تھا اور حضرت اقدس (صوفی نثار الحق سیفی) کراچی سے گئے تھے حضرت اقدس (صوفی نثار الحق سیفی) نے حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کو دو سو روپے ہدیہ دیا جب کہ عرب سے آئے شخص نے ہدیہ نہیں دیا حضرت مبارک علیہ الرحمۃ نے حضرت اقدس (صوفی نثار الحق سیفی) سے فرمایا یہ شخص سعودی عرب سے آیا تھا اس نے مجھے کچھ ہدیہ نہیں دیا اور تم کراچی سے آئے ہو دو سو روپے ہدیہ دیا کیا میں (حضرت مبارک علیہ الرحمۃ) اس سے ناراض اور تم (صوفی نثار الحق سیفی) سے راضی ہو جاؤ حضرت مبارک علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ (نہ منع، نہ طمع، نہ جمع)

حضرتِ عالی امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں:

۳۱۔منها:تمامئ این طریق ووصول بنهایت النهایت مربوط بطے مقامات عشرہ مشهورہ است که اولش توبه است وآخرش رضا۔ هیچ مقامے در مراتب کمال فوق مقام رضا متصور نیست حتیٰ که رؤیت اخروی نیز وحقیقت مقام رضا کما ینبغی در آخرت ظهور خواهد یافت وحصول مقامات دیگر در آخرت متصور نیست توبه آنجا معنی ندارد وزهد گنجائش ندارد توکل صورت نه بندد وصبر احتمال ندارد آرے شکر هر چند در آنجا متحقق ست اما آن شکر از شعب رضاست نه امر مباین از رضا اگر پرسند که در کامل مکمل گاه هست که رغبتے در دنیا مفهوم می گردد ومنافئ توکل چیزها دیده می شود وبے طاقتی که منافی صبرست مشهود می گردد وکراهت که ضِد رضا ست یافته می شود وجهِ آن چه باشد؟

در جواب گویم که حصولِ این مقامات مخصوص بقلب وروح ست ونسبت با خص خواص این مقامات در نفس مطمئنه نیز حصولے می یابد اما قالب ازین معنی خالی وبے نصیب است هر چند از سورت وشدت می ماند شخصے از شبلی پرسید که تو دعوائے محبت می کنی واین فربهئ تو منافی محبت است شبلی در جواب او این شعر خواند

احبّ قلبی وما دری بدنی		ولودری ما اقام فی السمن

پس منافئ آن مقامات اگر در قالب کاملے ظہور کند ضرر ندارد در حصولِ آن مقامات نسبت بباطن آن بزرگ ودر غیر کامل نقائص آن مقامات در کلیت ظہور می کند بباطن وظاہر راغب دنیا می گردد ومنافئ توکل صورت وحقیقت او را شامل می شود وبقلب وقالب بے طاقتی واضطرار ظہور می نماید وبروح وبدن کراہت ظاہر می گردد وہمین چیزہا ست کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ قباب اولیائے خود ساختہ است واکثر مردم را از کمالات این بزرگواران محروم داشتہ ودر ابقائے آن چیز ہا در اولیاء حکمتے است غامض وآن عدم امتیازِ حق است از باطل کہ از لوازم این دارست کہ محل ابتلا است وحکمت دیگر در ابقائے این اشیا در اولیاء اگرچہ بحسب صورت باشد ترقی ایشان ست اگر این اشیا از اولیاء بالکل مرفوع شود راہِ ترقی مسدود می گردد ودر رنگ ملک مجوس می مانند۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات اتمہا واکملہا۔

۱۳۱۔ منحا: اس راہ کی تکمیل اور نہایت النہایت (معرفت کے آخری نقطہ) تک وصول دس مشہور مقامات کو طے کر لینے پر منحصر ہے۔ ان میں سے پہلا مقام ''توبہ'' ہے اور آخری مقام ''رضا'' ہے مراتبِ کمال میں کوئی مقام بھی مقامِ رضا سے بڑھ کر نہیں ہے حتیٰ کہ رویتِ اخروی بھی (اس سے بڑھ کر نہیں ہے) مقامِ رضا کی حقیقت جیسا کہ چاہئے آخرت ہی میں ظہور پذیر ہوگی۔ دوسرے مقامات کا حصول آخرت میں نہیں ہوگا۔ وہاں ''توبہ'' کوئی معنی نہیں رکھتی ''زہد'' کی وہاں گنجائش نہیں ''توکل'' کی وہاں اگرچہ کوئی صورت نہیں بنتی۔ ''صبر'' کا وہاں کوئی احتمال نہیں ہاں ''شکر'' اگرچہ وہاں پایا جاتا ہے لیکن وہ شکر بھی رضا ہی کی ایک شاخ ہے، رضا سے الگ کوئی چیز نہیں ہے۔

سوال: اگر لوگ دریافت کریں کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک خود کامل اور دوسروں کو کامل بنانے والی ہستی میں دنیا کی طرف رغبت پائی جاتی ہے۔ اور ان کی بہت سی ایسی باتیں مشاہدہ میں آتی ہیں جو توکل کے منافی ہیں۔ بے صبری بھی جو صبر کے منافی ہے ان میں نظر آتی ہے۔ اور ناپسندیدگی بھی جو رضا کی ضد ہے ان میں پائی جاتی ہے تو اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟

جواب: اس کے جواب میں میں (حضور والا محبوب سبحانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ ان تمام مقامات کا حصول قلب اور روح کے ساتھ مخصوص ہے اور خاص ہے اور خاص الخاص لوگوں کے متعلق ان مقامات کا حصول نفسِ مطمئنہ میں بھی پایا جاتا ہے، لیکن جہاں تک قالب اور جسم کا تعلق ہے وہ اس حقیقت سے خالی اور محروم ہی رہتا ہے۔ صرف اتنا ہوتا ہے کہ تیزی اور شدت ٹوٹ جاتی ہے۔ کسی شخص نے شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ محبت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن آپ کی یہ فربہی تو محبت کے منافی ہے۔ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں یہ شعر پڑھا۔

احبّ قلبی وما دری بدنی		ولودری ما اقام فی السمن

ترجمہ: دل اسیر عشق تھا لیکن بدن تھا بے خبر ، ورنہ خود اپنے موٹاپے سے اُسے ہوتا حذر

لہٰذا اگر کسی کامل کے قالب (یعنی جسم) میں ان مقامات کے منافی چیزیں ظہور کریں تو اس بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے باطن کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان مقامات کے حصول میں یہ چیزیں کوئی نقصان نہیں پہنچاتیں اور غیر کامل (ناقص) آدمی میں ان مقامات کے نقائص اس کی کلیت (مجموعی حیثیت) میں یعنی باطن اور ظاہر دونوں

میں ظہور کرتے ہیں اور ایسا آدمی ظاہر و باطن میں دنیا کا راغب بن جاتا ہیاور توکل کے خلاف چیزیں اس کی صورت اور حقیقت دونوں میں پائی جاتی ہیں اور اس کے قلب اور قالب جسم دونوں میں بے صبری اور اضطرار ظاہر ہونے لگتا ہے۔اور اس کے روح اور بدن دونوں میں کراہت (ناپسندیدگی) ظاہر ہونے لگتی ہے ۔یہی چیزیں ہیں جنھیں حضرتِ حق تعالیٰ نے اپنے اولیاء (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے لئے حجابات بنادیا ہے اور اکثر لوگوں کو ان بزرگوں (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے کمالات سے محروم رکھا ہے اور ان چیزوں کو اولیاء (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے اندر باقی رکھنے میں ایک دقیق حکمت ہے اور وہ حکمت حق کا باطل سے ممتاز نہ ہونا ہے جو کہ اس دنیا کے لئے جو ابتلاء اور آزمائش کا مقام ہے لازمی ہے اور اولیاء (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے اندر ان چیزوں کو باقی رکھنے میں دوسری حکمت ان کی ترقی ہے اگر چہ یہ چیزیں ان میں محض صورت کی حیثیت سے پائی جاتی ہیں اگر یہ چیزیں اولیاء (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے بالکل ہی مرفوع ہو جائیں (یعنی ان میں نہ پائی جائیں) تو ان کی ترقی کا راستہ بند ہو جائے اور وہ بھی ملائکہ کی طرح ایک ہی مقام میں قید ہو کر رہ جائیں سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے اور حضرت محمد ﷺ کی پیروی کو لازم جانے اور آپ ﷺ کی آل ﷺ پر کامل ترین اور مکمل ترین درود و سلام ہوں۔

(مبدأ و معاد، منہا، ۳۱ ص، ۵۴، تا، ۵۶، ادارہ سعدیہ مجددیہ، بیڈن روڈ، لاہور)

الجواب: (۲)

حضرت سیدی شیخ یوسف عجمی علیہ الرحمۃ اپنی خانقاہ کے دربان سے فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص خانقاہ کا دروازہ کھٹکھٹائے تو (کواڑ کی درازوں سے دیکھ لیا کرو (کہ کچھ اپنے ساتھ بھی لایا ہے یا خالی ہاتھ آیا ہے) پس اگر یہ معلوم ہو کہ فقراء کے لیے کوئی چیز اپنے ساتھ لایا ہے تب تو دروازہ کھول دو۔ورنہ (سمجھ لو کہ ان کا مقصود) محض بیہودہ زیارتیں (اور فضول ملاقاتیں) ہیں (اس صورت میں دروازہ نہ کھولا جائے)۔

بعض لوگوں نے اس بارے میں شیخ سے عرض کیا (کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ خالی ہاتھ آنے والوں کے لیے دروازہ نہ کھولا جائے اس سے تو محبت دنیا کا شبہ ہوتا ہے؟) آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس سب سے زیادہ عزیز چیز اپنا وقت ہے اور اہل دنیا کے پاس سب سے زیادہ عزیز دنیا ہے۔پس اگر وہ اپنی سب سے زیادہ عزیز چیز ہمارے لیے خرچ کریں تو ہم بھی اپنی عزیز چیز کو ان کے لیے خرچ کر دیں گے (یعنی کچھ وقت ان کی ملاقات کے لیے نکال دیں گے ورنہ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ تو اپنی پونجی کو قفل لگا کر رکھیں اور ہم اپنی پونجی کو زیارت و ملاقات میں ضائع کریں۔حاصل جواب کا یہ ہے کہ ہم کو اپنا وقت ضائع کرنا مقصود نہیں، اس لیے آنے والوں کے لیے ہم نے یہ قانون مقرر کر دیا ہے، اس سے آنے والوں کے خلوص کا امتحان ہو جائے گا اور غیر مخلصوں کے آنے کا دروازہ بند ہو جائے گا۔واللہ غنی حمید

(ہم سے عہد لیا گیا ہے، ص، ۲۶۷)

معارف آگاہی مولانا جلال الدین، رومی، بلخی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۲ھ لکھتے ہیں:

دیدن یاراں تہیدست اے کیا		ہست بے گندم شدن در آسیا

ترجمہ: اے دانشمند دوستوں کی ملاقات خالی ہاتھ کرنا (ایسا) ہے (جیسے) چکی کے کارخانے میں گیہوں کے بغیر جانا۔

بر درِ یاراں تہیدست آمدن		ہست بے گندم سوئے طاحون شدن

ترجمہ: یاروں کے دروازے پر خالی ہاتھ آنا (ایسا) ہے (جیسے) گیہوں کے بغیر چکی کے کارخانے میں جانا۔

حق تعالیٰ خلق را گوید بحشر		ارمغاں کو از برائے روز نشر

ترجمہ: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مخلوق سے کہے گا کہ اس روز نشور کے لئے ہدیہ (ایمان واعمال نیک) کہاں ہے۔

جئتمونا فردٰی بے نوا		هم بد انساں که خلقنا کم کذا

ترجمہ: (افسوس ہے) کہ تم ہمارے پاس تنہا (یعنی عملوں سے) بے نوا اس طرح چلے آئے جس طرح ہم نے تم کو یونہی (خالی) پیدا کیا تھا۔

هیں چه آوردید دستاویز را		ارمغانِ روزِ رستاخیز را

ترجمہ: کہو بندگی کی سند کے لئے کیا لائے ہو جو اس روزِ قیامت کی سوغات ہو۔

تا امیدِ باز گشتن تاں نبود		وعدۂ امروز تاں باطل نمود

ترجمہ: یا تم کو (ہمارے پاس) لوٹ کر آنے کا یقین نہ تھا۔ اور آج کا وعدہ تم کو غلط نظر آتا تھا۔

(مفتاح العلوم، دفتر اول، ص، ۱۰۲۱

الجواب: (۳)

شیخ محمد خیر طمعہ حلبی، البختری، الشامی علیہ الرحمۃ، لکھتے ہیں:

جب حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اے بلال! فقیر ہو کر مرنا غنی ہو کر نہ مرنا۔''

تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ! یہ کس طرح ہوگا۔؟''

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو کچھ ملے اسے چھپا کر نہ رکھو اور جو تم سے سوال کرے اسے دینے سے مت دریغ کرو۔''

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''حضور! یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔؟''

حضور ﷺ فرمایا: ''یہی ہوگا ورنہ دوزخ.....''

حضرت امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ الوفاء باحوال دار مصطفی ﷺ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''وَقَدْ كَانَ بِلَالٌ يَخْدِمُهُ كَثِيرًا وَّكَانَ خَازِنُهُ عَلٰى بَيْتِ مَالِهِ'' (الوفا باخبار دار المصطفیٰ، از امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ)

ترجمہ: ''حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی بکثرت خدمت کیا کرتے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کے بیت المال کے خزانچی تھے۔''

سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کوکئی عہدوں سے نوازا گیا تھا، اس لیے وہ بہت سے اُمور کوسرانجام دیتے تھے۔

ان ہی عہدوں میں سے ایک خزانچی کا عہدہ بھی تھا۔ اسی لئے انہیں رسول اللہ ﷺ گاہے بگاہے نصیحت فرماتے رہتے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَنْفِقْ بِلَالُ وَلَا تَخْشِ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا'' (رواہ الطبرانی فی الکبیر، والنبر ازفی مسندہ)

ترجمہ: ''اے بلال! خرچ کرواورعرش والے سے اس بات میں نہ ڈروکہ وہ کمی کرے گا۔''

حج کے موسم میں لوگ مختلف علاقوں سے جمع ہورہے ہیں۔ حضور نبی پاک ﷺ نے چاہا کہ انہیں دعوتِ اسلام پیش کریں۔ اگرچہ کفارِ مکہ نے اس میں بہت روڑے اٹکائے کہ ان لوگوں کی حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ملاقات نہ ہوسکے لیکن حضور ﷺ کی حکمتِ عملی کامیاب ہوگئی کہ ان کے سرداروں سے گفتگو کا موقعہ بنا ہی لیا، لیکن وہ حضور ﷺ سے یہ شکایت کرنے لگے کہ وہ تنہائی میں بات کرنا چاہتے ہیں۔

ادھر آپ ﷺ کوفقراء ومساکین لوگ ایک آن کے لیے بھی نہیں چھوڑتے تھے، بالخصوص حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لیے یہ وقت بڑا گھٹن تھا۔ کفار مکہ کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے یہ شکایت تھی: ''فَبِلَالٌ یَسِیرُ مَعَهُ اَیْنَمَا سَارِیَةَ وَیَتَّبِعُهُ حَیْثُمَا ذَهَبَ'' (مؤذن الرسول، صفحہ ۳۶)

ترجمہ: ''بلال تو رسول اللہ ﷺ کو چھوڑتا ہی نہیں۔ سایہ کی طرح ساتھ پھرتا ہے۔ جہاں رسول اللہ وہاں بلال۔''

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کبھی بھی حضور ﷺ کو اکیلا نہیں چھوڑتے تھے۔ بلکہ ساتھ ساتھ رہتے جس کو امراء نے سائے کا لفظ بول کر بیان کیا۔ (حزب الرحمٰن، ص، ۱۸۸/۱۹۰)

معارف آگاہی مولانا جلال الدین، رومی، بلخی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۲ھ، لکھتے ہیں:

گر پذیرد خیرِ تو گوئی گداست		ورنہ گوئی مکرو تزویر دغاست

ترجمہ: (چنانچہ) اگروہ (اہل اللہ) تمہارا ہدیہ قبول کرلیں تو تم کہو گے گدا گر ہے ورنہ (اگر قبول نہ کریں تو) کہو گے (یہ قناعت وسیر چشمی دکھانا) مکر اور بناوٹ اور فریب ہے۔ سعدی قدس سرہ

گردر آمیزد تو گوئی طامع ست		ورنہ گوئی در تکبر مولع ست

ترجمہ: اگروہ ملتے جلتے ہیں تو کہو گے حریص ہیں (کہ توسیعِ تعارف سے مال کمانا چاہتے ہیں) ورنہ (اگر کسی سے نہ ملیں) کہو گے تکبر کو پسند کرتے ہیں (کہ کسی سے دماغ نہیں ملتا)۔ سعدی قدس سرہ

گر تحمل کرد گوئی عاجز ست		ور غیور آمد تو گوئی کُرپزست

ترجمہ: اگر (کسی کی بدسلوکی پر) تحمل کریں گے تو کہو گے کمزور ہیں اور اگر نہایت غیر تمند ہوں اور از راہِ غیرت باز پرس پر آمادہ ہوجائیں) تو کہو گے (بڑے) بد مزاج ہیں۔

یا منافق وار عذر آری که من		مانده ام در نفقهٔ فرزند و زن

ترجمہ: یا (کبھی) تم منافقوں کی طرح عذر کرنے لگتے ہو (کہ حضرت!) میں (تو) بیوی، بچوں کے خرچ سے پریشان ہوں۔

نے مرا پروائے سر خاریدن ست		نے مرا پروائے دیں ور زیدن ست

ترجمہ: (دنیا کے دھندوں میں) نہ مجھے سر کھجلانے کا ہوش ہے نہ مجھے دین (کے کاموں) میں مصروف ہونے کا خیال ہے۔

اے فلاں ما را بہمت یاد دار		تا شویم از اولیاء پایانِ کار

ترجمہ: حضرت جی! ہم کو دعا سے یاد رکھئے۔ تاکہ ہم بھی آخر کار ولی بن جائیں۔

ایں سخن نے ہم زدرد و سوز گفت		خوابناکے ہرزہ گفت و باز خفت

ترجمہ: (مگر) یہ بات بھی (کوئی) درد وسوز سے نہیں کہتے، (بلکہ جیسے کسی نے) اونگھتے اونگھتے ایک بڑ ہانک دی اور پھر سو گیا۔

ہیچ چارہ نیست از قُوتِ عِیال		ازبُنِ دنداں کنم کسبِ حلال

ترجمہ: (تم یہ بھی کہتے ہو کہ) بال بچوں کی روزی (کمائے) بغیر کوئی چارہ نہیں (اس لئے) میں بڑی جانکاہی سے حلال (روزی) کماتا ہوں۔

چہ حلال اے گشتہ از اہلِ ضلال		غیرِ خونِ تو نمے بینم حلال

ترجمہ: ارے گمراہوں میں شامل ہونے والے! کیسا حلال! میں تو صرف تیرے خون کو حلال سمجھتا ہوں (کہ ایسے مکار باتونی کا ابھی سر اڑا دیا جائے تو اچھا ہے)۔

از خدایت چارہ است از قُوت نے؟		چارہ ست از دین و از طاغوت نے؟

ترجمہ: (غضب کی بات ہے کہ) خدا کے بغیر تو رہ سکتا ہے۔ روزی کے بغیر نہیں رہ سکتا دین کے بغیر تیرا گزارہ ہو سکتا ہے۔ شیطان کے بغیر نہیں۔

ایکہ صبرت نیست از دنیائے دوں		صبر چوں داری ز نعم الماھدون؟

ترجمہ: ارے تجھ کو جانا چیز دنیا کے بغیر صبر نہیں تو اس (خدا) کے بغیر کیونکر صبر کرتا ہے؟ جو (دنیا کے) فرش کو خوب بچھانے والا ہے۔

مطلب: یہ عربی کلمات اس آیت سے ماخوذ ہیں:

وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ۔ (سورۃ الذاریات: ۴۸) اور ہم نے زمین کو بچھایا تو (ہم کیسے) اچھے بچھانے والے ہیں۔

ایکہ صربت نیست از ناز و نعیم		صبر چوں داری ز اللہ کریم؟

ترجمہ: ارے تجھ کو جو عیش کے سامان اور نعمتوں سے صبر نہیں تو خداوند کریم کے بغیر کیونکر صبر ہے (جس نے یہ سامان اور نعمتیں دے رکھی ہیں)۔

ایکہ صبرت نیست از فرزند و زن		صبر چوں داری ز حیِّ ذو المنن

ترجمہ: ارے تجھ کو جو بیوی بچوں کے بغیر صبر نہیں آتا تو اس زندہ (حقیقی اور) صاحب احسانات کے بغیر کیونکر صبر آتا؟ جس نے تیری بیوی بچوں کو زندہ رکھ کر تجھ پر احسان فرمایا ہے)۔

ایکه میگوئی خدا بخشد ترا		آں فریبِ غُول میداں بر ترا

ترجمہ: ارے تو جو کہتا ہے کہ خدا تجھے (یوں ہی) بخش دے گا تو اس کو ایک شیطان کا فریب سمجھ (جس نے تجھے بجا آوریِ اعمال سے غافل کرنے کے لئے یہ الٹی سجھا رکھی ہے۔ پس) اس (خیالِ خام) سے باز آجا۔ (مفتاح العلوم، دفتر دوم، ص ۸۸۸)

فتوح کو رد نہیں کرنا چاہیے:

شیخ المشائخ امام شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی بغدادی شافعی قدس سرہ، متوفی ۶۳۲ ھ لکھتے ہیں:

روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال: من وجہ الیہ شئ من ھذا الرزق من غیر مسالۃ ولا اشراف فلیاخذہ ولیوسع بہ فی رزقہ فان کان عندہ غنی فلیدفعہ الی من ھو احوج منہ۔ وفی ھذا دلالۃ ظاھرۃ علی ان العبد یجوز ان یاخذ زیادۃ علی حاجتہ بنیۃ صرفہ الی غیرہ، وکیف لا یاخذ وھو یری فعل اللہ تعالٰی؟

ترجمہ: حضرت رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر کسی کو بغیر طلب اور توقع کے خلاف رزق مل جائے تو چاہئے کہ اس کو قبول کرلے اور جو رزق اس کے پاس موجود ہے اس میں اس سے وسعت پیدا کرے اور اگر یہ رزق پانے والا غنی ہے (اس کو حاجت نہیں ہے) تب بھی اس کو واپس نہ کرے بلکہ ایسے شخص کو دیدے دے جو اس سے زیادہ ضرورت مند ہے۔ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ایک شخص اس نیت سے اپنی ضرورت سے زیادہ بھی قبول کرسکتا ہے کہ وہ اس کو ایسے دوسروں پر خرچ کردے گا جو اس کے ضرورت مند ہوں گے اور حقیقت بھی یہ ہے کہ وہ کسی طرح اس رزق کو قبول نہیں کرے گا جب کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ عطائے رزق فعل الٰہی ہے۔ (عوارف المعارف، الباب، العشرون، ص، ۹۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

عطایا قبول کرنا:

شیخ المشائخ امام شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی بغدادی شافعی قدس سرہ، متوفی ۶۳۲ ھ لکھتے ہیں:

اخبرنا الشیخ ابو زرعۃ طاھر قال: اخبرنا والدی الحافظ ابو الفضل المقدسی قال: اخبرنا ابو اسحاق بن سعید الحبال قال: اخبرنا محمد بن عبد الرحمن بن سعید قال: اخبرنا ابو طاھر احمد بن محمد بن عمرو قال اخبرنا یونس بن عبد الاعلی، قال حدثنا ابن وھب قال: حدثنا عمرو بن الحارث عن ابن شھاب عن السائب بن یزید عن حویطب بن عبدالعزی عن عبید اللہ السعدی عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال: کان رسول اللہ ﷺ یعطینی العطاء فاقول لہ اعطہ یا رسول اللہ من ھو افقر منی فقال رسول اللہ ﷺ: خذہ فتمؤلہ او تصدق بہ وما جاءک من ھذا المال وانت غیر متشرف ولا سائل فخذہ ومالا فلا تتبعہ نفسک۔ قال سالم: فمن اجل ذلک کان ابن عمر لا یسأل احدا شیئا ولا یرد شیئا اعطیہ۔ درج رسول اللہ ﷺ الاصحاب باوامرہ الی رؤیۃ فعل اللہ تعالٰی والخروج من تدبیر النفس الی حسن تدبیر اللہ تعالٰی۔

ترجمہ: شیخ ابوزرعہ طاہر نے اپنے شیوخ کی اسناد کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مجھے کچھ عطا فرماتے تھے تو

میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا یارسول اللہ ﷺ یہ آپ اس شخص کی مرحمت فرمادیں جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے' یہ سن کر حضور ﷺ فرماتے ''لے لو اور یا تو اپنے خرچ میں لے آؤ یا دوسروں کو دے دو''۔ جب تمہارے پاس ایسا کوئی مال آئے جس کی تم کو ضرورت نہیں ہے' اور نہ تم نے اس کو مانگا تھا تو اس کو قبول کرلو اور جو نہ آئے اس کی طمع مت کرو۔ حضرت سالم علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ اس حدیث شریف کی وجہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی سے کوئی چیز طلب نہیں کرتے تھے اور اگر کوئی ان کو کچھ عطیہ میں پیش کرتا تو اس کو بھی رد نہیں کرتے تھے۔ رسول خدا ﷺ نے اپنے احکام کے ذریعہ صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کو اس طرف اچھی طرح مائل کردیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے افعال کا بغائر مطالعہ کریں اور اپنی تدبیر ترک کرکے اللہ تعالیٰ کی حسن تدبیر کا مشاہدہ کریں۔

(عوارف المعارف، باب، ۹۴، ص،، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

صاحب فتوح صرف فتوح میں بھی اشارہ غیبی کا منتظر رہتا ہے:

شیخ المشائخ امام شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی بغدادی شافعی قدس سرہ، متوفی ۶۳۲ھ لکھتے ہیں:

وکان شیخنا ضیاء الدین ابو النجیب السهروردی علیہ الرحمۃ یحکی عن الشیخ حماد بن الدباس انه کان یقول: انا لا اکل الا من طعام الفضل فکان یری الشخص فی المنام ان یحمل الیه شیئا وقد کان یعین للرائی فی المنام ان احمل الی حماد کذا وکذا۔ وقیل انه بقی زمانا یری وهو فی واقعته او منامه انک احلت علی فلان بکذا وکذا۔ وحکی عنه انه کان یقول: کل جسم تربی بطعام الفضل لا یتسلط علیه البلاء۔ ویعنی بطعام الفضل ما شهد له صحة الحال من فتوح الحق ومن کانت هذه حالته فهو غنی بالله۔ قال الواسطی علیہ الرحمۃ: الافتقار الی الله اعلی درجة المریدین والاستغناء بالله اعلیٰ درجة الصدیقین۔ وقال ابو سعید الخزار: العارف تدبیره فنی فی تدبیر الحق قالوا قف مع الفتوح واقف مع الله ناظر الی الله۔

ترجمہ: ہمارے شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی علیہ الرحمۃ ' شیخ حماد الدباس علیہ الرحمۃ کا یہ ارشاد بیان فرماتے تھے کہ شیخ دباس نے فرمایا ''میں فضل کے کھانے کے سوا دوسرا کھانا نہیں کھاتا اور اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ خواب میں کسی شخص کو بتادیا جاتا ہے کہ میرے (حماد دباس) پاس کوئی چیز بھیجی جائے بلکہ خواب دیکھنے والے کو یہ بھی بتادیا جاتا ہے کہ اتنی مقدار میں بھیجی جائے ادھر شیخ حماد دباس علیہ الرحمۃ اپنے خواب میں مشاہدہ کرلیتے تھے کہ تمہارے لئے فلاں شخص پر یہ چیزیں اتاری گئی ہیں (خواب میں بتادیا گیا ہے کہ یہ چیزیں بطور نذرانہ تمہارے حضور میں پیش کرے) شیخ حماد دباس علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے جو جسم رزق فضل (خدائی رزق) سے پرورش پاتا ہے وہ بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے۔ خدائی رزق یا رزق فضل سے مراد فتوحات ہیں جو صحیح طریقے پر اہل باطن کو حاصل ہوں۔ بہرحال جس کو یہ فتوح حاصل ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غنی اور تونگر بنا رہتا ہے یعنی وہ غنی باللہ ہوتا ہے۔ شیخ واسطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نیاز مند ہونا مریدین کا بہترین درجہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے (مخلوق سے) بے نیاز ہوجانا صدیقین کا اعلیٰ مرتبہ اور درجہ ہے۔ شیخ ابوسعید الخراز علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عارف کی تدبیر خدا کی تدبیر میں فنا ہوجاتی ہے اس لئے فتوح حاصل کرنے والا اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہے۔

(عوارف المعارف، الباب، العشرون، ص، ۹۵، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

فتوحات کے بارے میں چند حکایات:

شیخ المشائخ امام شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی بغدادی شافعی قدس سرہ، متوفی ۶۳۲ھ لکھتے ہیں:

واحسن ما حکی فی هذا: ان بعضهم رأی النوری یمد یده ویسأل الناس، قال فاستعظمت ذٰلک منه واستقبحته له فاتیت الجنید واخبرته فقال لی: لا یعظم هذا علیک فان النوری لم یسأل الناس الا لیعطیهم سؤلهم فی الآخرة فیؤجرون من حیث لا یضره، وقول الجنید رحمۃ اللہ علیہ لیعطیهم کقول بعضهم الید العلیاء ید الآخذ لانه یعطی الثواب، قال۔ ثم قال الجنید رحمۃ اللہ علیہ هات المیزان فوزن مأة درهم ثم قبض قبضة فالقاها علی المائة ثم قال احملها الیه فقلت فی نفسی انما یزن لیعرف مقدار فکیف خلط المجهول بالموزون، وهو رجل حکیم واستحییت ان اسأله فذهبت بالبصراة الی النوری فقال: هات المیزان فوزن مأة درهم وقال: ردها وقل له انا لا اقبل منک شیئا واخذا ما زاد علی المائة قال: فزاد تعجبی فسألته عن ذٰلک، فقال الجنید رحمۃ اللہ علیہ رجل حکیم یرید ان یأخذ الحبل بطرفیه وزن المائة لنفسه طلبا للثواب وطرح علیها قبضة بلا وزن الله فاخذت ما کان لله ورددت ما جعله لنفسه، قال: فرددتها علی الجنید فبکی وقال: اخذ ماله ورد مالنا۔

ترجمہ: اس سلسلہ میں بہت سے واقعات بیان کئے گئے ہیں اور بہت سی حکایتیں مشہور ہیں ان تمام حکایتوں میں یہ حکایت سب سے خوب ہے کہ کسی شخص نے شیخ نوری رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے اور سوال کرتے ہوئے دیکھا' اس شخص کو ان کی یہ حرکت بہت ناگوار گزری اور وہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس (ان کی شکایت لے کر) آیا اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے کہا کہ تم کو نوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سوال کرنا ناگوار نہیں گزرنا چاہیے اس لئے کہ نوری رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے سوال نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ تو لوگوں کی آخرت کی کچھ ضرورتیں پوری کر رہے ہیں اور لوگ اس طرح اجر پا رہے ہیں کہ ان کا اس میں کچھ نقصان نہیں ہے۔ شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا ایسا ہے جیسا کہ کسی مقولہ ہے "دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے یعنی دینے والا ہاتھ ہمیشہ لینے والے ہاتھ سے سربلند اور اونچا رہتا ہے۔ یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ترازو لاؤ چنانچہ ترازو لایا گیا اور آپ نے ایک سو درہم اس میں تولے اور پھر ایک مٹھی بھر کر درہم ان سو درہموں میں ڈال دیئے اور اس شخص سے جو شخص نوری رحمۃ اللہ علیہ کی گداگری کی شکایت لے کر آیا تھا کہا کہ انہیں شیخ نوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے جاؤ۔ راوی کہتا ہے کہ میں اپنے دل میں سخت متردد تھا اور سوچتا تھا کہ شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے تو ان کی تعداد معلوم کرنے کے لئے تولا تھا پھر تولے ہوئے درہموں میں بغیر گنے درہم (مٹھی بھر) کیوں ملا دیئے حالانکہ وہ بہت درویش انسان ہیں' اس تردد کے باوجود میں شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا راز معلوم کرنے کی جرات نہیں کر سکا اور مجھے شرم محسوس ہوئی پھر میں تھیلی لے کر شیخ نوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو تھیلی پیش کی انہوں نے ترازو منگا کر سو درہم تول کر الگ کر دیئے اور مجھ سے کہا کہ یہ ان کو واپس کر دو اور کہہ دو کہ میں تمہاری کوئی چیز قبول نہیں کرتا مگر سو درہم سے زیادہ جس قدر درہم تھے (مٹھی بھر کر شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ملائے تھے) وہ لے لئے۔ یہ حال دیکھ کر مجھے پہلے سے زیادہ تعجب ہوا تو میں نے شیخ نوری رحمۃ اللہ علیہ سے اصل معاملہ دریافت کیا فرمانے لگے۔ شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی دانشمند شخص ہے چاہتا ہے کہ رسی کو دونوں طرف سے پکڑے رہے سو درہم وزن کر کے مجھے ثواب کی نیت سے بھیجے اور ایک مٹھی بھر بغیر وزن کئے اس

میں محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ملا دیئے پس میں اس میں سے وہ درہم لے لئے جو محض اللہ کے لئے ملائے گئے تھے اور وہ لوٹا دیئے جو انہوں نے اپنے نفس (ثواب کے حصول) کے لئے بھیجے تھے' میں یہ سو درہم لے کر حضرت جنید علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام حال کہہ سنایا۔ روئیداد سن کر حضرت جنید علیہ الرحمۃ رونے لگے اور فرمایا کہ نوری نے اپنا مال لے لیا اور ہمارا مال واپس کر دیا۔

(عوارف المعارف، الباب، العشرون، ص، ۹۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

رزق شوم نہیں بلکہ مبارک ہے:

شیخ المشائخ امام شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی بغدادی شافعی قدس سرہ، متوفی ۶۳۲ھ لکھتے ہیں:

فقال له الرجل: اريد ان اعين لک شيئا کل يوم من الخبز احمله اليک ولکنی قلت الصوفية يقولون المعلوم شؤم۔ قال الشيخ: نحن ما نقول المعلوم شؤم فان الحق يصفی لنا وفعله نری فکل ما يقسم لنا نراه مبارکا ولا نراه شؤما۔

ترجمہ: اس شخص نے حضرت شیخ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس روزانہ کچھ روٹیاں بھیج دیا کروں لیکن پھر مجھے صوفیہ کا یہ قول یاد آتا ہے کہ "مال نحس" ہوتا ہے (المعلوم شوم) یہ سن کر شیخ ابو مسعود علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہم تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ "معلوم شوم" کو ہمارے واسطے پاک وصاف کر کے بھیج دیتا ہے تو پھر ہم کس طرح اس رزق کو نحس کہیں اور اس کے اس فعل کو ہم دیکھتے ہیں پس وہ جو کچھ ہمارے حصہ کا عطا فرماتا ہے اس کو ہم مبارک سمجھتے ہیں' اس کو شوم نہیں سمجھتے!

(عوارف المعارف، الباب، العشرون، ص، ۹۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

شیخ المشائخ امام شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی بغدادی شافعی قدس سرہ، متوفی ۶۳۲ھ لکھتے ہیں:

وقيل لابی يذيد: مانراک تشتغل بکسب فمن اين معاشک فقال: مولای يرزق الکلب والخنزير تراه لا يرزق ابا يذيد؟

ترجمہ: کسی شخص نے ابو یزید علیہ الرحمۃ سے کہا کہ آپ کوئی کام تو کرتے نہیں پھر آپ کی معاش کہاں سے آتی ہے؟ حضرت نے جواب دیا کہ تو دیکھتا ہے کہ میرا مولا جو کتے اور خنزیر کو روزی دیتا ہے تو کیا وہ ابو یزید علیہ الرحمۃ کو روزی نہیں دے گا۔

(عوارف المعارف، الباب، العشرون، ص، ۹۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

معاش کا دروازہ کلید قدرت الٰہی سے کھولو:

شیخ المشائخ امام شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی بغدادی شافعی قدس سرہ، متوفی ۶۳۲ھ لکھتے ہیں:

اخبرنا شيخنا، قال: اخبرنا ابو حفص عمر قال: اخبرنا احمد بن خلف قال: اخبرنا ابو عبد الرحمن قال: اخبرنا محمد بن احمد بن حمدان العکبری، قال: سمعت احمد بن محمود بن اليسری يقول: سمعت محمدا الاسکاف يقول: سمعت يحيى بن معاذ الرازی يقول: من استفتح باب المعاش بغير مفاتيح الاقدار وکل الی المخلوقين قال بعض المنقطعين کنت ذا صنعة جليلة فاريد منی ترکها فحاک فی صدری من اين المعاش؟ فهتف بی هاتف لا اراه تنقطع الی وتتهمنی فی رزقک علی ان اخدمک وليا من اوليائی، او اسخر لک منافقا من اعدائی۔

ترجمہ: حضرت محمد اسکاف علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ میں نے حضرت یحی بن معاذ رازی علیہ الرحمۃ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ ''جس نے معاش کے دروازے کو قدرت کی کلید کے بغیر کھولنا چاہا وہ مخلوق کے سپرد کر دیا گیا (اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے) ایک عابد و زاہد اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں اچھا خاصا پیشہ ور شخص تھا' خدا کو یوں منظور ہوا کہ میں اسے ترک کر دوں اسی وقت میرے دل میں یہ بات کھٹکنے لگی کہ معاش کہاں سے آئے گی؟ اس دم ہاتف غیب نے مجھے آواز دے کر کہا کہ تم دنیا کو چھوڑ کر میری طرف راغب ہو (بہ سبب محبت) لیکن افسوس کہ اپنے رزق کے معاملہ میں مجھ پر تہمت لگاتے ہو! یہ میرا ذمہ ہے کہ میں اپنے دوستوں میں سے ایک دوست کو تیرا خادم بنا دوں یا ایک منافق کو جو میرے دشمنوں میں سے ہو تیرا مسخر اور محکوم کر دوں (ہر ایک تجھے رزق پہنچائے گا' اب جس کو تو پسند کرے)

(عوارف المعارف، الباب، العشرون، ص، ۹۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بے ضرورت طلب کرنے والا صوفی نہیں ہے!

شیخ المشائخ امام شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی بغدادی شافعی قدس سرہ، متوفی ۶۳۲ھ لکھتے ہیں:

سمع عمر رضی اللہ عنہ سائلا یسأل فقال لمن عندہ الم اقل لک عش السائل؟ فنظر عمر فاذا ابطہ مخلاۃ مملوۃ خبزا فقال عمر الک عیال؟ قال، لا۔ فقال: لا، فقال عمر رضی اللہ عنہ: لست بسائل ولکنک تاجر، ثم نثر مخلاتہ بین یدی اھل الصدقۃ وضربہ بالدرۃ

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک سائل کو مانگتے ہوئے سنا تو آپ نے اپنے ساتھی سے فرمایا کہ میاں! میں نے تم سے کہا تھا کہ سائل کو کھانا دیدو! انہوں نے کہا جی! میں نے کھانا دے دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اس کی بغل کے نیچے ایک جھولی روٹیوں سے بھری ہوئی تھی۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ تیرے اہل وعیال ہیں اس نے کہا نہیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو سائل نہیں ہے بلکہ سوداگر ہے' یہ کہہ کر اس کی جھولی لے لی اور ضرورت مند حضرات کے سامنے خالی کر دی اور اس کو درے مارے۔

(عوارف المعارف، الباب، العشرون، ص، ۹۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

شیخ المشائخ امام شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی بغدادی شافعی قدس سرہ، متوفی ۶۳۲ھ لکھتے ہیں:

فحال الصوفیۃ حسن الادب فی السؤال، والفتوح والصدق مع اللہ علی کل حال کیف تقلب۔

ترجمہ: اسی لئے صوفیائے کرام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا طریقہ یہ رہا ہے کہ خواہ ان کو فتوح حاصل ہو یا وہ علم کے ساتھ سوال کریں۔ ہر موقع پر وہ حسن ادب کو ملحوظ رکھتے۔ اور ہر بدلتی حالت کے ساتھ اپنی صداقت کا ثبوت پیش کرنے میں کوتاہی نہیں کرتے۔

(عوارف المعارف، الباب، العشرون، ص، ۹۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حدیث شریف میں ہے کہ درویشوں کے ساتھ بہت زیادہ دوستی کرو انکی قربت اختیار کرو ان کے ساتھ احسان کرو انکی خدمت کرو یہ سب اسلئے کہ وہ صاحب دولت ہیں۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ان کے پاس کون سی دولت ہے؟

ارشاد ہوا کہ جب قیامت قائم ہوگی تو ان درویشوں کو خداوند رب العزت کا حکم ہوگا کہ دیکھ لو ان کو جنہوں نے تمہیں ایک روٹی کا ٹکڑا دیا ہے یا ایک

گلاس پانی پلایا ہے یا کوئی کپڑا پہنایا ہے ان لوگوں کا ہاتھ پکڑو اور بہشت میں لیجاؤ۔

(شرح آداب المریدین، ص،۱۱۱)

حلال چیز ملنے پر قبول کرلو:

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:

(أخذ علينا العهد العام من رسول الله صلى الله عليه و سلم) أن نقبل كل ما جاءنا من الحلال من غير استشراف نفس ولا نرده وذلك لأنه جاءنا من عند الله تعالى من غير تعمد وقع منا أو اجتلاب قال تعالى (ومن يتق الله يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب) ولا يمتن الحق تعالى على العبد إلا بما هو حلال محمود وكانت طريقة سيدي أبي الحسن الشاذلي أنه لا يسأل ولا يرد ولا يدخر وكذلك كانت طرْيقة سيدي أحمد بن الرفاعي رحمهم الله تعالى. وفي الحديث: من تورع عن الحلال وقع في الحرام. وهذا أمر ربما يخل به كثير من المشايخ فضلا عن غيرهم وكذلك كان دأب سيدي علي الخواص إلى أواخر عمره ثم قبل من الناس قبل موته وصار يضع الدراهم والدنانير عنده في قدرة فكل من مر عليه من العميان والعاجزين والمديونين يعطيه من ذلك ويقول ما في الكون مال إلا وله ناس يستحقون الأكل والملبس منه من أصحاب الضرورات. وسمعته رضي الله عنه يقول: لو كشف للمحجوبين لرأوا جميع ما يأتيهم من الناس إنما هو هدية من الحق تعالى وهو الذي قدمه إليهم فكيف يصح لصاحب هذا المشهد أن يرد. فقلت له: فأين ميزان الشريعة حينئذ؟ فقال: موجود وهو أنه لو شهد أن الحق تعالى هو المعطي لا يقبله إلا إن رأى وجه رضاه به فإن المعاصي كلها بتقدير الله وإرادته ومع ذلك فيردها العبد وجوبا ويدافعها جهده حتى لا يقع في هلاكه فاعلم أنه ما وقع، لأحد رد إلا وهو محجوب في حجاب ظاهر الشريعة المطهرة فإن لسان حالها يقول: إذا جاءكم مال من غير طيبة نفس الخلق فردوه ولو شهدتم أن الله تعالى هو المعطي فإنه هو الذي نهاكم عن قبوله فما رددتموه إلا بأمره ولسان الحقيقة يقول: ما ثم أحد يملك مع الله شيئا كشفا ويقينا فخذوا كل ما وصل إليكم عن الله لا عن خلقه ولسان الجامعين بين الحقيقة والشريعة يقولون: لا نقبل شيئا للشرع عليه اعتراض لأن كون الأمور ملكا لله تعالى محل وفاق بين جميع الملل وما جعل الله تعالى الرقي في الدرجات إلا بالورع عما حرم الله فإياكم أن تخرقوا سور الشرع فإن الذي قال لكم الوجود كله ملكي هو الذي نهاكم عن قبول الحرام والشبهات وكأنه تعالى يقول: ولو شهدتم أنه ملكي فلا تأخذوه إلا بطيبة نفس من عبدي فلان فإن أخذتموه بغير طيبة نفس منه عذبتكم فالعذاب إنما هو من أجل مخالفة ما حده الله لنا لا من جهة أن العبد يملك مع الله تعالى فإنه لا يصح أن يتوارد ملكان حقيقيان على عين واحدة أبدا. فيجب على صاحب الحقيقة مراعاة الشريعة وعكسه ومن لم يكن كذلك فهو أعور لا يصح أن يقتدي به في طريق أهل الله تعالى

وأجمع العارفون على أن من شرط الكامل أن لا يطفئ نور معرفته نور يعني أن نور معرفته يحجبه عن شهود الملك لغير الله ونور ورعه لا يكون إلا مع شهود نسبة الملك للخلق فالكامل من يتورع عن أكل ما بأيدي الناس إلا بطريقه الشرعي مع شهوده جزما أن ذلك ملك الله عز وجل. فالزم يا أخي طريقة الشريعة وإلا هلكت والسلام۔

وقد روى الشيخان والنسائي أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعطيني العطاء فأقول له، أعطه لمن هو أفقر إليه مني فقال: إذا جاءك من هذا المال شيء وأنت غير مستشرف ولا سائل فخذه فتموله فإن شئت فكله وإن شئت فتصدق به وما لا [أي وما لم يأتك من غير استشراف نفس] فلا تتبعه نفسك. قال سالم فلأجل ذلك كان عبدالله بن عمر لا يسأل أحدا شيئا ولا يرد شيئا أعطيه. وفي رواية لمالك مرسلا: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم أعطى عمر عطاء فرده فقال لم رددته؟ فقال يا رسول الله أليس أخبرتنا أن خيارنا من لا يأخذ من أحد شيئا؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما ذلك عن المسألة فأما ما كان من غير مسألة فإنما هو رزق يرزقكه الله تعالى فقال عمر: أما والذي نفسي بيده لا أسأل أحدا شيئا ولا يأتيني بشيء من غير مسألة إلا أخذته

وروى أبو يعلي والإمام أحمد بإسناد صحيح والطبراني وابن حبان في صحيحه والحاكم وقال صحيح الإسناد مرفوعا: [[من بلغه عن أخيه معروف من غير مسألة ولا استشراف نفس فليقبله ولا يرده فإنما هو رزق ساقه الله إليه]]. وروى الإمام أحمد والطبراني والبيهقي وإسناد أحمد جيد قوي مرفوعا: [[من عرض عليه من هذا الرزق شيء من غير مسألة ولا استشراف فليتوسع به رزقه فإن كان غنيا فليتوجهه؟؟ إلى من هو أحوج إليه منه]]. قال شيخنا يعني بشرط الحل في ذلك الرزق. وفي الحديث بيان جواز العبد ما زاد على رزقه بنية التوسعة به على غيره. والله تعالى أعلم. قال عبدالله بن أحمد بن حنبل: سألت والدي عن الاستشراف فقال هو قولك في نفسك سيبعث إلى فلان سيصلني فلان۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ چاہتے ہیں کہ دل سے چاہے بغیر جو بھی حلال چیز ہمارے پاس آجائے، اسے قبول کرلیں اور رد نہ کریں کیونکہ وہ ہمارے پاس اللہ کی طرف سے آتی ہے نہ ہمارا ارادہ ہوتا ہے اور نہ ہی ہم اسے چھینتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

''جو اللہ سے ڈرے، اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا، جہاں اس کا گمان نہ ہو۔''

اللہ تعالیٰ بندے کو حلال اور پسندیدہ چیز دے کر ہی احسان فرماتا ہے۔

☆ حضرت سیدی ابوالحسن شاذی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ یہ تھا کہ نہ وہ مانگتے، نہ رد کرتے اور نہ ہی ذخیرہ کرتے، پھر حضرت سید احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ بھی یہی تھا۔

☆ حدیث پاک میں ہے ''جو شخص حلال سے بچنا چاہے تو وہ حرام میں پھنس جاتا ہے۔'' اس ہدایت سے دوسرے تو کیا بہت سے مشائخ بھی کوتاہی

کرتے ہیں۔

☆ حضرت سید علی خواص علیہ الرحمۃ عمر بھر اسی طرح کرتے رہے پھر انہوں نے موت سے پہلے لوگوں سے قبول کرنا شروع کر دیا چنانچہ درہم و دینار لے کر قبضے میں رکھتے اور جب بھی کوئی اندھا، عاجز اور قرض دار آتا، اسے دے دیتے اور کہا کرتے، دنیا میں جو مال بھی موجود ہے، اس کے لئے لوگ موجود ہیں جو ضرورت مند ہونے کی وجہ سے اس میں سے کھانے اور پینے کا حق رکھتے ہیں۔

آپ نے یہ بھی فرمایا اگر اللہ تعالیٰ سے پردے میں رہنے والے لوگوں کو دکھا دیا جائے تو وہ دیکھیں گے کہ جو کچھ ان کے پاس لوگوں سے آیا ہے، وہ اللہ کی طرف سے تحفہ ہے، اسی نے تو انہیں دیا ہے لہٰذا یہ کیسے صحیح ہوگا کہ اس مرتبہ والا اسے رد کر دے۔ اس پر میں نے اس سے کہا تو پھر اس وقت شریعت کا پیمانہ کہاں گیا؟

اس نے کہا کہ موجود ہے اور وہ یہ کہ وہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ ہی دینے والا ہے تو اسے اس وقت تک قبول نہ کرے جب تک وہ اس کی رضا نہ دیکھ لے کیونکہ تمام گناہ اللہ کی تقدیر اور ارادے میں ہوتے ہیں اور اس کے باوجود بندہ لازماً اسے رد کرتا ہے اور زور سے دفع کرتا ہے تاکہ تباہ نہ ہو جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب بھی وہ کسی شے کو رد کرتا ہے تو وہ شریعت کے ظاہری پردہ میں ہوتا ہے اور اس کی زبان حال سے یہ نکلتا ہے کہ جب تمہارے پاس کوئی ایسا مال آئے جسے دیتے وقت مخلوق خوش نہ ہو تو اسے رد کر دو اگرچہ تمہیں معلوم ہو کہ اللہ ہی نے دیا ہے کیونکہ لینے سے روکا بھی تو اسی نے ہوا ہے چنانچہ تم اسی کے حکم پر رد کرو گے، جبکہ حقیقت کی زبان یہ کہتی ہے کہ باطنی اور یقینی طور پر دیکھیں تو اللہ کے ساتھ کسی شخص کسی شے کا مالک نہیں لہٰذا مخلوق کے علاوہ اللہ سے جو کچھ بھی ملے، لے لو اور جو حقیقت و شریعت کا علم رکھتے ہیں، ان کی زبان سے گویا یوں نکلتا ہے کہ ہم کوئی شے قبول نہیں کرتے کیونکہ شریعت اس پر اعتراض کرتی ہے کیونکہ سب امتیں یہ مانتی ہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے

کہ سب کا مالک صرف اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ صرف اس صورت میں درجے بلند فرماتا ہے جب کوئی حرام سے بچے لہٰذا شریعت کی دیوار توڑنے سے گریز کرو کیونکہ جس نے تمہیں کہہ رکھا ہے کہ ہر موجود کا مالک میں ہوں، اسی نے حرام اور شبہ والی چیزوں سے روکا ہوا ہے گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تمہیں یقین ہے کہ یہ سب کچھ میرا ہے تو میرے فلاں بندے سے لو بشرطیکہ وہ خوش ہو کر دے لیکن اگر تم اس کی رضامندی کے بغیر لو گے تو میں عذاب دوں گا چنانچہ یہ عذاب صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم نے اللہ کی مقرر کی ہوئی حد کی مخالفت کی ہے، اس لئے نہیں کہ بندہ بھی اللہ کے ساتھ ہی مالک بنا ہوا ہے کیونکہ یہ کبھی بھی ممکن نہیں کہ دو حقیقی مالک کسی ایک معین شے کو اپنی کہیں لہٰذا حقیقت والوں پر لازم ہے کہ شریعت اور اس کے الٹ کی رعایت کرے اور جو ایسا نہیں کرتا، وہ اندھا ہوتا ہے، اللہ والوں کے طریقوں میں اس کی بات نہیں مانی جاتی۔

سب عارف لوگ یہ کہتے ہیں کہ کامل ہونے کی شرط یہ ہے کہ نہ اس کی معرفت الٰہی کا نور بجھتا ہے اور نہ ہی پرہیز گاری کا یعنی اس کی معرفت کا نور، اللہ کے سوا کسی اور مالک بننے سے اس کے لئے پردہ بن جاتا ہے اور پرہیز گاری کا نور ہوتا ہی اس میں ہے جب وہ جانے کہ مخلوق مالک ہے چنانچہ کامل وہ شخص ہوتا ہے جو شرعی اور جائز طریقے پر لوگوں کے ہاتھوں سے لے کر کھانے سے گریز کرے کیونکہ وہ یقیناً جانتا ہے کہ وہ چیز اللہ کی ملکیت میں ہے لہٰذا اے بھائی! شریعت کے مطابق چلو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ والسلام۔

☆ امام بخاری علیہ الرحمۃ و مسلم علیہ الرحمۃ اور نسائی علیہ الرحمۃ نے بتایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ دیتے تو میں عرض کرتا کہ یہ مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو دیجئے، فرمایا ''جب تمہارے پاس ایسا کچھ مال آئے جسے نہ تو جھانکتے ہو اور نہ ہی مانگتے ہو تو اسے لے لو اور اسے اپنا سمجھو، چاہو تو کھالو ورنہ صدقہ کر دو اور جو ایسا نہیں، اس کے پیچھے نہ پڑو۔''

☆ حضرت سالم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نہ تو کسی سے کچھ مانگتے اور نہ ہی اسے رد کرتے جو انہیں مل جاتی۔

☆ امام مالک علیہ الرحمۃ کی روایت ہے ''رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عطیہ دیا جسے انہوں نے واپس کر دیا، پوچھا واپس کیوں کیا؟ تو عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا آپ نے فرمانہیں رکھا کہ ہم میں سے بہتر وہ ہے جو کسی دوسرے سے کوئی چیز نہ لے؟ اس پر فرمایا کہ ایسا مانگنے کی صورت میں ہے اور جو مانگے بغیر ملے تو وہ اللہ کا رزق ہے جو تمہیں کھلا رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اس اللہ کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، آج کے بعد میں کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا اور جو مانگے بغیر آئے گی، اسے لے لوں گا۔''

☆ ابو یعلی علیہ الرحمۃ، امام احمد علیہ الرحمۃ طبرانی علیہ الرحمۃ، ابن حبان علیہ الرحمۃ اور حاکم علیہ الرحمۃ نے مرفوع روایت لی ہے ''جسے اپنے بھائی کے ہاں سے مانگے بغیر عطیہ ملے جبکہ اس نے اس کا لالچ بھی نہ کیا ہو تو اسے قبول کر لے، واپس نہ کرے کیونکہ وہ اللہ کا رزق ہے جو اس نے اس کی طرف بھیجا ہے۔''

☆ امام احمد علیہ الرحمۃ طبرانی علیہ الرحمۃ اور بیہقی علیہ الرحمۃ نے یہ مرفوع حدیث لکھی ہے ''جس کے پاس بن مانگے اور بن دیکھے کوئی شے پیش کی جائے تو اسے لے کر اپنی روزی میں اضافہ کرے چنانچہ اگر وہ مالدار ہے تو یہ رزق اسے دے دے جو اس سے زیادہ ضرورت مند ہو۔''

☆ حدیث پاک میں ہے کہ اپنی ضرورت سے زائد روزی لینا اسے اس طور پر جائز ہے کہ اس کے پاس دوسروں سے زیادہ ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆ حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ بتاتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ ''استشراف'' (اسی حدیث کا لفظ ہے) کیا ہے؟ انہوں نے بتایا یہ جو تم دل میں کہتے ہو کہ فلاں شخص جلد میرے پاس کوئی چیز بھیجے گا، جلد میرے پاس کچھ آئے گا، اسے کہا جاتا ہے۔

(لواقح الانوار القدسیۃ فی بیان العہود المحمدیۃ، ص، ۱۰۵، تا، ۱۰۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

معارف آگاہی مولانا جلال الدین، رومی، بلخی علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۲ھ، لکھتے ہیں:

بر بلیس و دیو زاں خندیدۂ		کہ تو خود را نیک مردم دیدۂ

ترجمہ: تم جو (مطمئن ہو کر) ابلیس و شیطان کی ہنسی اڑا رہے ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو بڑا صالح سمجھ رہے ہو۔

(حالانکہ یہ سب سے زیادہ صالحین کا ہی دشمن ہے)۔

(مفتاح العلوم، دفتر اول، ص، ۱۰۵۷)

پس چو وحشی شد ازاں دم آدمی		کے بود معذور اے یارِ سمی

ترجمہ: پس اے عالی قدر دوست جب آدمی اس گفتار (یعنی تعلیم الانبیاء کاملین) سے

وحشت (ونفرت) اختیار کرے تو کب معذور سمجھا جائے گا۔

(مفتاح العلوم، دفتر اول، ص، ۱۰۶۳)

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، متوفی، قدس سرہ، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:

ومن شانه: ان لا يسأل ولا يرد ولا يدخر، هذه طريقة الشاذلية، وهي طريقنا الآن فيما نعلم حله، ونرجو ان تدوم علينا نعمة الترقي ان شاء الله تعالى۔

ترجمہ: اور درویش کی شان یہ ہے کہ نہ کسی سے سوال کرے نہ کسی کا ہدیہ (بلاوجہ) رد کرے اور نہ آئندہ کے لیے ذخیرہ جمع کرے۔ خاندان شاذلیہ کا یہی طریقہ ہے اور جس چیز کے متعلق ہم کو حلت کا گمان غالب ہوتا ہے اس میں ہمارا ابھی اس وقت تک یہی طریقہ ہے (کہ نہ ہم سوال کرتے ہیں نہ رد کرتے ہیں) اور ہم کو امید ہے کہ اس نعمت میں ہم کو ہمیشہ ترقی حاصل ہوتی رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(الانوار القدسیۃ فی بیان آداب العبودیۃ، ص، ۱۱۱، دار التقوی، دمشق)

باب نمبر ۸۱

سوال:(۱۹۵) دیوبندیوں کے مولانا محمد الیاس گھمن نے بطورِ اعتراض لکھا:

غوث پاک کی انبیاء علیہم السلام پر فضیلت

مولوی عبدالمالک صاحب شیخ جیلانی کے لیے یہ شعر لکھتے ہیں:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری		آنچہ خوباں دار نہ تو تنہا داری

(شرح قصیدہ غوثیہ، ص، ۶۱)

غوث پاک کا حسن حضرت یوسف علیہ السلام سے زیادہ

فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

روئے یوسف سے فزوں تر حسن روئے شاہ ہے۔ (حدائق بخشش، ج، ۳، ص، ۶۴) (فرقہ سیفیہ کا تحقیقی جائزہ، ص، ۴۳)

الجواب:

قَالَ عُمَرُ بْنُ الخطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ يُوسُفُ هَذِهِ الْأُمَّةِ (لحسنه وجماله)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے اس امت کا یوسف کہا کرتے تھے۔

(جامع المسانید والسنن، ج، ۲، ص، ۱۲۶، کنز العمال، ج، ۱۳، ص، ۱۳۲، رقم: ۳۶۹۱۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، جامع الاحادیث، رقم: ۲۸۷۲۴، ج، ۲۶، ص، ۱۲۹، اعتدال القلوب للخرئطی، ص، ۱۶۰، احادیث العطار عن شیوخہ، ص، ۲۷۵، رقم: ۸۲۸، کتاب الاربعین فی ارشاد السائرین الی منازل المتقین او الاربعین الطائیۃ، ص، ۱۲۶، الاربعین للبکری ص، ۱۲۸، عمدۃ القاری، ج، ۱۶، ۳۸۸، شرح سنن ابن ماجہ للسیوطی، ج، ۱، ص، ۱۵، ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، ج، ۶، ص، ۱۷۰، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الضحک، ج، ۹، ص، ۴، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، فیض القدیر، ج، ۱، ص، ۲۴۱، ج، ۳، ص، ۳۴۵، دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین، ج، ۲، ص، ۴۴۳، تحفۃ الاحوذی ج، ۱۰، ص، ۲۱۹، مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج، ۱، ص، ۳۱۳، شرح کتاب التوحید من صحیح البخاری، ج، ص، ۷۷، التوضیح لشرح الجامع الصحیح، ج، ۳، ص، ۲۳۶، الکواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری، ج، ۱، ص، ۲۱۸، ذخیرۃ العقبی فی شرح المجتبی، ج، ۱، ص، ۶۶۸، کوثر المعانی الدراری فی کشف خبایا صحیح البخاری، ج، ۲، ص، ۴۴۷، مشارق الانوار الوھاجۃ ومطالع الاسرار البہاجۃ فی شرح سنن الامام ابن ماجہ، ج، ۳، ص، ۴۰۵، شرح سنن الترمذی، عبدالکریم الخضیر، ج، ۲۲، ص، ۶، المجموع شرح المہذب، ج، ۱۴، ص، ۴۳، الترتیب الاداریۃ، نظام الحکومۃ النبویۃ، ج، ۲، ص، ۲۶۰، فتاوی الشبکۃ الاسلامیۃ، ج، ۳، ص، ۱۷۴، روضۃ المحبین ونزہۃ المشتاقین، ج، ۱، ص، ۲۲۳، صفوۃ الصفوۃ، ج، ۱، ص، ۲۹۱، الروض الانف، ج، ۱، ص، ۲۰۴، تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس، ج، ۲، ص، ۲۹۴، جمع الوسائل فی شرح الشمائل، ج، ۲، ص، ۷، شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ

،ج،۵،ص،۶۷،البدء والتاریخ،ج،۵،ص،۱۰۳،تاریخ الاسلام،ج،۴،ص،۱۸۷،مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان،ج،۱،ص،۱۰۲،البدایۃ والنہایۃ،ج،۸،ص،۶۱،طبقات الکبری ،رقم:۳۹۵،ج،۱،ص،۸۱۵،التاریخ الکبیر،ج،۲،ص،۹۸۸،رقم:۴۲۵۹،معرفۃ الصحابۃ،ج،۲،ص،۵۱۹،الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،ج،۱،ص،۲۳۸،سیر السلف الصالحین ،لاسماعیل بن محمد الاصبہانی،ج،۱،ص،۳۴۱،تاریخ دمشق،لابن عساکر،ج،۷۲،ص،۸۰،اسد الغابۃ،ج،۱،ص،۵۲۹،تہذیب الاسماء واللغات،ج،۱،ص،۱۴۷،مختصر تاریخ دمشق ،ج،۶،ص،۳۵،تہذیب الکمال فی اسماء الرجال،ج،۴،ص،۵۳۸،سیر اعلام النبلاء،ج،۲،ص،۵۳۵،الوافی بالوفیات،ج،۱۱،ص،۵۸،الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ،ج،۱،ص،۵۸۳،تقریب التہذیب،ج،۱،ص،۱۳۹،رقم:۹۱۵،ارشیف ملتقی اہل الحدیث،ج،۱۴۱،ص،۲۸۹،موسوعۃ مواقف السلف فی العقیدۃ والمنہج والتربیۃ ،ج،۱،ص،۲۴۲،شرح المنظومۃ الحائیۃ،لابن ابی داود،ج،ص،۲،سلسلۃ التفسیر لمصطفی العدوی،ج،۹۴،ص،۱۸،عمدۃ المقامات،ص،۱۷،افغانستان)

حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کو اپنے مرشد کریم (مولانا محمد ہاشم سمنگان علیہ الرحمۃ) نے یوسف صفتی فرمایا تھا یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح خوبصورت وحسین تھا۔

معارف آگاہی مولانا جلال الدین، رومی، بلخی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۲ھ، لکھتے ہیں:

هر که زیبا تر بود رشکش فزون		زانکه رشک از ناز خیز دیا بنون

ترجمہ: جو شخص زیادہ حسین ہوتا ہے اس کی غیرت زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ اے فرزندو! غیرت (موجباتِ) ناز (یعنی حسن وجمال) سے پیدا ہوتی ہے (اور حضور ﷺ کے سب سے زیادہ زیبا تر ہونے میں کیا کلام ہے)۔

(مفتاح العلوم، دفتر ششم، ص ۱۵۶)

سحرِ غیب است ایں عجب لطفِ خفی است		بر تو نقشِ گرگ و بر من یوسفی ست

ترجمہ: (یہ تفاوتِ عظیم) ایک غیبی جادو ہے اور عجب گہرا اور باریک معاملہ ہے کہ (ایک حالت میں) ایک شخص کے لئے نقشِ گرگ (کی طرح ہولناک) ہے اور دوسرے کے لئے نقشِ یوسفی (کی طرح دل خوش کن) ہے۔

(مفتاح العلوم، دفتر اول، ص، ۱۱۷)

حضرت علامہ نعیم اللہ بہڑائچی، نقشبندی، مظہری، متوفی، ۱۲۸۴ھ لکھتے ہیں:

شیخ نے کہا کہ **چشم بد دور همه دانی همه جانی** نیز یہ کہ ایک بزرگ نے آنحضرت کے حق میں فرمایا کہ **"چشم بد دور که هم جانی وهم جانانی"**

حاصل کلام یہ کہ جو کوئی آپ کو دیکھتا تھا تو آپ کے جمال یوسفی وکمال سیرت محمدی ﷺ کا شیفتہ ودیوانہ ہو جاتا تھا۔ بے اختیار اس کی زبان سے یہ جملہ نکلتا تھا:

مَا هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ

ترجمہ: یہ انسان تو نہیں ہے یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔ (سورۃ یوسف:۳۱) (معمولات مظہریہ، ص، ۶۱)

یوسف صفتی، اگر اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو اپنی صفت پر پیدا کر سکتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کا ولی ضف یوسفی نہیں ہو سکتا

حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالاحد علیہ الرحمۃ کے مرشد کریم حضرت سیدنا قطب الاقطاب شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

مکتوب ۴۵، بجانب شیخ زادہ معروف محمد فرملی۔ در معنی حدیث: فَإِنَّ اللهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ۔ (صحیح مسلم، رقم:۲۶۱۲)

حق حق حق! المقصود ھوالمقصود۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ آں عزیز نے حدیث نبوی: فَإِنَّ اللهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ۔ کے معنی بعض حضرات سے دریافت کئے ہیں جاننا چاہئے کہ حق تعالیٰ نے کلام پاک میں فرمایا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى

ترجمہ: پیغمبر اسلام ﷺ اپنی خواہش نفس کے مطابق بات نہیں کرتے بلکہ وہی کہتے ہیں جو حق تعالیٰ سے ان پر وحی ہوتی ہے۔ (سورۃ النجم: ۳، ۴)

فَإِنَّ اللهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ۔

ترجمہ: حق تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ (صحیح مسلم، رقم: ۲۶۱۲)

اس سے ظاہر ہے کہ عالم غیب صورت میں ظاہر ہوا اور صورت کو غیب کی طرف لے گیا۔ ظاہر و باطن کو کہ جس کا ظہور بطون ہے اور بطون ظہور ہے عالم ظہور میں کھینچ لایا حقیقت کو مجاز میں ظاہر کیا۔ اور پھر مجاز کو حقیقت میں لے گیا۔ اب جاننا چاہئے کہ علماء شریعت نے اس حدیث کی یوں تاویل کی ہے کہ:

فَإِنَّ اللهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ۔

ترجمہ: حق تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ (صحیح مسلم، رقم: ۲۶۱۲)

وہ کہتے ہیں کہ آدم حق تعالیٰ کی عجیب و غریب خلقت ہیں اور دوسری کوئی مخلوق اس مرتبے کو نہیں پہنچ سکتی۔ لہٰذا یہ حدیث آدم کی مدحت میں کہی گئی ہے۔ لیکن امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ صورت کے معنی ہیں علی صفتہ یعنی حق تعالیٰ نے آدم کو اپنی صفت پر پیدا کیا (یعنی جس طرح اللہ علیم ہے آدمی بھی علیم ہے جس طرح اللہ کلیم ہے آدمی بھی کلیم ہے جس طرح اللہ سمیع و بصیر ہے آدمی بھی سمیع و بصیر ہے) لیکن یہ فقیر کہتا ہے کہ علی ذاتہ (یعنی حق تعالیٰ نے آدم کو اپنی ذات پر پیدا کیا) امام غزالی علیہ الرحمۃ آدم کی صورت سے صفت حق کی خبر دیتے ہیں۔ یعنی آدمی سمیع و بصیر مرید، متکلم و خبیر حکیم و قدیر مختیار جیسی صفات سے حق تعالیٰ کو پہچانتا ہے۔ ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ:

ماالفرق بینی وبینہ الا صفتہ الوجودیہ القیامیۃ الوجودای وجودنا منہ وقیامنا بہ فلیس الا ھو فلا ھو الا ھو۔

ترجمہ: میرے اور اُس کے یعنی حق کے درمیان کیا فرق ہے سوائے صفت الوجودیہ قائمہ کے یعنی ہمارا وجود اس سے ہے اور ہمارا قیام اس کے ساتھ ہے نہ وہ اس کے سوا ہے نہ وہ اس کے سوا)۔ اس فقیر کے نزدیک صورت آدم سے مراد ذات حق ہے کہ جس کی ذات محض غیب اور وجود لاریب ہے (یعنی یقینی ہے) اس کے عوالم (جمع عالم) عالم شہادت (ظاہری دنیا) اور عالم غیب (بطون) ہیں۔

کذالک الحکم الآدم فانہ سر اللہ (اور آدم کے متعلق بھی یہ کہا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے) اور آدم سے مراد انسان ہے۔ یہاں کلیات سے کلام کیا گیا ہے۔ انسان کو حیوان ناطق بھی کہا گیا ہے۔ اور اس کی حقیقت محض غیب ہے اور اس کا وجود لاریب ہے حق تعالیٰ کی طرح انسان کے لئے بھی ظہور میں عالم شہادت اور عالم غیب ہے۔ حق تعالیٰ کی طرح اس کے بھی چار عالم (جہان) ہیں حق تعالیٰ کا عالم شہادت یہ جہان ہے اور انسان کا عالم شہادت اس کا جسم ہے۔ عالم عقول

ملکوت کے مقابلہ میں انسان کا عقل اور قلب ہے عالم امر جو کہ عرش وفرش سے ماوری ہے کہ مقابل آدمی کا روح ہے۔ باقی جو عالم جبروت اور عالم لاہوت ہیں ان کے مقابل انسان کے لطائف سر خفی اور اخفی ہیں۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

ترجمہ: اور تم خلق عظیم پر ہو۔ (سورۃ القلم: ۴)

کی وضاحت اسی سے ہوتی ہے کیونکہ آدمی کا حکم (اخلاف) حق تعالیٰ پر ہوتا ہے حق اور انسان کی صورت عالم مثال ہے لیکن یاد رکھو کہ یہ اعضاء صورت نہیں ہیں بلکہ اس کی صورت مشہود ہے عالم ظاہر ہیں نہ کہ صورت وجود

کما ان العالم للحق تعالیٰ انه علی کل شیء شهید و العیاذ بالله عما لا یلیق بحاله۔

ترجمہ: جیسا کہ بے شک سارا جہان اللہ کا ہے اور وہ ہر چیز پر شاہد ہے اور جو چیز اس کی شان کے لائق نہیں اس سے اللہ کی پناہ۔

شاید محمد مصطفیٰ ﷺ نے اسی وجہ سے فرمایا ہے:

من عرف نفسه فقد عرف ربه

ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

اے عزیز اس بات کا خیال رکھو کہ صورت اور معنی سے باہر نکل کر حق سے پیوست ہو جاؤ۔ شاید محمد مصطفیٰ ﷺ نے اسی وجہ سے فرمایا:

ان الله جنة لیس فیها حور و لا قصور

ترجمہ: اللہ کی جنت وہ ہے جس میں نہ حور ہیں نہ محلات۔

اور اس کے معنی ہیں کہ مافی جنۃ احد سوی اللہ (اللہ کے سوا جنت میں کچھ نہیں اگر آئینہ میں جو کسی شخص کا عکس پڑ رہا ہے وہ عکس یہ دعوہ کرے کہ میں خود وہ شخص ہوں تو روا جائز ہے۔

المومن مرات الرب (آدمی حق تعالیٰ کا آئینہ ہے) اور قلب المومن عرش اللہ تعالیٰ (مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے) لیکن اس کے لئے چشم بینا چاہئے۔

بیت

نه انتظا ر لقا یش بو د حسین گهے		که در مقابل چشمش همیشه صورت اوست

ترجمہ: حسین نام شاعر کہتا ہے کہ مجھے اس کے لقا یعنی دیدار کا کبھی انتظار نہیں ہوتا کیونکہ میری آنکھوں کے سامنے ہر وقت اس کی صورت ہے۔

یعنی اس عالم کو خوب اچھی طرح پہچاننا چاہئے اور اس سے آگے گذر جانا چاہئے تا کہ حقیقت سے آگاہی حاصل ہو۔ ورنہ ہم اور حیوان اور جمادات سب برابر ہیں۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک درویش کو کسی بادشاہ سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ بادشاہ نے پوچھا کیا حال ہے درویش نے کہا یہ زمین و آسمان ایک سربستہ دیگ ہے۔ یہ ہوا اللہ تعالیٰ کا کف گیر ہے۔

یہ آفتاب اس دیگ کے لئے آگ ہے اور رات دن جنہیں قرآن مجید میں:

وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔

ترجمہ: اس آگ کے لئے ایندھن ہیں۔(سورۃ آل عمران:۱۴۰) اور یہ کئی ہزار موجودات گونا گوں جو تم دیکھتے ہو سب اس دیگ میں جتنے رہتے ہیں اور فنا ہوتے رہتے ہیں۔اب اے بادشاہ ہوش کرتا کہ تو اس دیگ کے اندر نہ جل جائے اور ضائع نہ ہو جائے۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ

ترجمہ: کیا تم نے خیال کر رکھا ہے کہ جو کچھ ہم نے پیدا کیا ہے بے کار ہے تحقیق تم نے ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے۔(سورۃ المومنون:۱۱۵)

اس کا تعلق دل سے ہے۔والسلام۔

(مجموعہ خطوط مکتوبات قدوسیہ،ص،۱۷۵)

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ مرشدِ گرامی کی نظرِ التفات:

حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت اخندزادہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے غایت درجہ محبت تھی اسی لئے انہوں نے سرکار اخندزادہ مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور اپنی زندگی میں ہی اپنے مریدین ومتوسلین کو حضرت اخندزادہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی اور ان کے نقش قدم پہ چلنے کی تاکید فرمائی۔ان احباب کی باہمی محبت اس سے بھی اجاگر ہو جاتی ہے کہ مولانا ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حکم نامہ جاری فرمایا کہ جو اخندزادہ سیف الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کو مقبول ہوگا وہ مجھے مقبول ہے اور جو ان کی طرف سے مردود ہوگا وہ میری جانب سے بھی مردود ہے عبارت کچھ اس طرح ہے۔

مقبوله مقبولی		و مردوده مردودی

حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے مرشدِ گرامی کے لیۓ ایک نایاب موتی تھے،مرشدِ کریم نے آپ کو کئی القابات سے نوازا،محبت بھرے مکتوب تحریر فرمائے،(مجلس شوریٰ مجدد الف ثانی ٹرسٹ یہ کہنے پر مجبور ہے کہ اگر قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھے کہ کیا تحفہ لائے ہو تو مرشدِ گرامی حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کر دیں گے۔

حضرت مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بہت تعریف اور مدح کرتے اور فرماتے تھے:

''میری نسبت اور ان (قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ) کی نسبت علوم مرتبہ میں مساوی ہیں،لیکن عرض اور قوت میں مختلف ہیں۔وہ میرے ضمنی ہیں اور میں حضرت شیخ قدس سرہ کا ضمنی ہوں۔جو فیض بھی مجھے پہنچا ہے،وہ اس میں شریک ہیں۔ان کا دوست ودشمن میرا بھی دوست ودشمن ہے۔وہ ظاہری وباطنی کمالات کے ''اجتماع'' کی وجہ سے عزیز ترین موجودات میں سے ہیں۔میرے دل میں ان کی ہیبت ہے،صلاح وتقویٰ اور دیانت کی وہ مجسم روح ہیں۔شریعت کو مروج اور طریقت کو منور کرنے والے فرشتہ صفت ہیں،ملائکہ بھی ان کی تعظیم کرتے ہیں۔''

حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر قیامت کے دن خدا نے مجھ سے پوچھا کہ تم میری درگاہ میں کیا تحفہ لائے ہو؟ تو میں عرض کروں گا کہ ''ثناء اللہ پانی پتی'' رحمۃ اللہ علیہ

(خانقاہ مظہریہ نقشبندیہ،ص:۲۴۲)

باب نمبر ۸۲

زیادہ بیویاں

سوال: (۱۹۶) بطورِ اعتراض حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کی کل شادیاں ۷ ہوئیں جن میں سے ۴ ازواج وقتِ وصال موجود تھیں۔

الجواب:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الحَكَمِ الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ رَقَبَةَ، عَنْ طَلْحَةَ اليَامِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: هَلْ تَزَوَّجْتَ؟ قُلْتُ: لاَ، قَالَ: فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے شادی کرلی ہے؟ میں نے نفی میں جواب دیا، تو فرمایا کہ شادی کرلو کیونکہ اس امت کا بہتر آدمی وہ ہے جس کی زیادہ بیویاں ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب کثرۃ النساء، رقم: ۵۰۶۹، ص، ۹۵۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: لَقِيَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: تَزَوَّجْتَ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: تَزَوَّجْ، ثُمَّ لَقِيَنِي بَعْدَ ذَلِكَ. فَقَالَ: تَزَوَّجْتَ، قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: تَزَوَّجْ، فَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ كَانَ أَكْثَرَهَا نِسَاءً۔

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے شادی کرلی؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا شادی کرلو، اس بات کو کچھ عرصہ گزر گیا، دوبارہ ملاقات ہونے پر انہوں نے پھر یہی پوچھا کہ اب شادی ہوگئی؟ میں نے پھر نفی میں جواب دیا، اس پر انہوں نے فرمایا کہ شادی کرلو کیونکہ اس امت میں جو ذات سب سے بہترین تھی "یعنی نبی کریم ﷺ" ان کی بیویاں زیادہ تھیں (تو تم کم از کم ایک سے ہی شادی کرلو، چار سے نہ سہی)۔

(مُسند امام احمد بن حنبل، رقم: ۲۰۴۸، ج، ۱، ص، ۶۱۶، عالم الکتب، بیروت)

شیخ خراسان کا واقعہ:

شیخ المشائخ امام شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی بغدادی شافعی قدس سرہ، متوفی ۶۳۲ھ لکھتے ہیں:

ونقل عن شیخ من مشایخ خراسان انه کان یکثر التزوج حتی لم یکن یخلو عن زوجتین او ثلاث، فعوتب فی ذلک فقال: هل یعرف احد منکم انه جلس بین یدی الله تعالی جلسة او وقف وقفة فی معاملته فخطر علی قلبه خاطر شهوة؟ فقالوا: قد یصیبنا

ذلک، فقال: لو رضیت فی عمری کله بمثل حالکم فی وقت واحد ما تزوجت قط، ولکنی ما خط علی قلبی خاطر شهوة قط شغلنی عن حالی الا نفذته لاستریح منه وارجع الی شغلی، ثم قال منذ اربعین سنة ما خطر علی قلبی خاطر معصیة۔

ترجمہ: مشائخ خراسان سے ایک شیخ کا ذکر ہے کہ وہ نکاح بہت کیا کرتے تھے وہ کبھی دو یا تین بیویوں سے خالی نہ رہتے تھے ان کی اس عادت پر صوفیوں نے بڑی لے دے کی تو انہوں نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو یہ کہہ سکے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں بیٹھا (مراقبہ میں رہا) یا وہ روحانی مراقبہ میں مشغول ہوا اور اس کے دل میں کبھی شہوت کا وسوسہ اور خطرہ نہیں پیدا ہوا۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے (دل میں وسوسہ شہوت پیدا ہوتا ہے) یہ سن کر ان بزرگ نے فرمایا کہ اگر میری تمام عمر میں ایک بار بھی تمہاری جیسی صورت حال پیش آتی تو میں ہرگز نکاح نہ کرتا میری حالت یہ ہے کہ اگر میرے دل میں کبھی ایسا وسوسہ شہوت پیدا ہوتا ہے جو میری روحانی حالت میں رکاوٹ پیدا کر دے تو میں اس دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور اس وسوسہ کو دور کرنے کے بعد میں پھر اپنے روحانی مشغلہ میں مشغول ہو جاتا ہوں (کثرت ازدواج میرے ذکر و یاد الٰہی میں کبھی دخل انداز نہیں ہوتی) وہی بزرگ فرماتے ہیں کہ ''چالیس سال سے میرے دل میں کبھی معصیت یا گناہ کا وسوسہ پیدا نہیں ہوا''۔

(عوارف المعارف، الباب، الحادی والعشرون، ص، ۱۰۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بزرگوں کے اقوال:

ان کو بیوی کی کس قدر احتیاج ہے:

شیخ المشائخ امام شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی بغدادی شافعی قدس سرہ، متوفی ۶۳۲ھ لکھتے ہیں:

وقد کان الجنید یقول رحمۃ اللہ علیہ: انا احتاج الی الزوجة کما احتاج الی الطعام۔ وسمع بعض العلماء بعض الناس یطعن فی الصوفیة فقال: یا هذا ما الذی ینقصهم عندک؟ فقال: وانت ایضا لو جعت کما یجوعون اکلت کما یأکلون۔ ثم قال: ویتزوجون کثیرا قال: وانت ایضا لو حفظت فرجک کما یحفظون تزوجت کما یتزوجون، قال: وای شیء ایضا؟ قال: یسمعون القول، قال: یسمعون القول، قال: وانت ایضا لو نظرت کما ینظرون سمعت کما یسمعون۔ وکان صفیان بن عیینة رحمۃ اللہ علیہ یقول: کثرة انساء لیست من الدنیا لان علیا رحمۃ اللہ علیہ کان ازهد اصحاب الرسول اللہ ﷺ وکان له اربع نسوة وسبع عشرة سریة۔

ترجمہ: حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال تھا کہ وہ فرماتے تھے کہ مجھے بیوی کی اتنی ہی احتیاج ہے جس قدر مجھے غذا کی ضرورت ہے' کسی عالم نے کسی شخص کو صوفیوں کی برائی کرتے سنا تو پوچھا کہ تمہارے خیال میں ان میں کیا برائی ہے تو اس شخص نے کہا' جناب! یہ لوگ کھاتے بہت ہیں' تو انہوں نے جواب دیا کہ تم بھی ان کی طرح کھانے لگو اگر تم ان کی طرح بھوکے رہو۔ اس شخص نے کہا دوسری برائی یہ ہے کہ وہ نکاح بہت کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر تم بھی اتنے ہی با عصمت بن جاؤ جتنے وہ با عصمت ہیں۔ (جتنی وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اگر تم بھی اتنی ہی حفاظت کرو) تو تم بھی اتنی زیادہ شادیاں کرو! پھر اس عالم نے دریافت کیا کہ اور کیا خرابی ہے تو اس نے کہا کہ وہ گانا بہت سنتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ جس طرح (گانا سنتے وقت (ان کی نظر پاک ہوتی ہے اگر

تیری بھی نظر ان جیسی ہوتی تو تو بھی ان ہی کی طرح گانا سنتا۔ شیخ سفیان بن عنینیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بہت سی بیویاں ہونا دنیاداری نہیں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو تمام اصحاب کرام میں سب سے زیادہ زاہد تھے چار بیویاں اور ۷ لونڈیاں رکھتے تھے۔

(عوارف المعارف، الباب، الحادی والعشرون، ص، ۱۰۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

رسول اللہ ﷺ کی نوجوانی کا پورا دور عفت و پاکیزگی کا مثالی نمونہ اور ہر شک وشبہ سے بالاتر تھا۔ آپ ﷺ نے پچیس برس کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی جن کی عمر اس وقت چالیس برس تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ۶۵ برس کی عمر میں ہوا، تب تک آپ کی عمر بھی پچاس سے تجاوز کر چکی تھی اس مدت میں آپ نے کوئی اور شادی نہیں فرمائی۔

پھر اس عمر میں جب بڑھاپا شروع ہو چکا تھا، آپ نے متعدد دینی وسماجی مصلحتوں سے اور دعوت کے کام کو تقویت پہنچانے کے لئے کئی شادیاں فرمائیں۔ ظاہر ہے کہ اگر ان کا مقصد جسمانی لطف اندوزی ہوتا تو اس کی عمر گزر چکی تھی۔

سب سے پہلے آپ نے اپنی بچیوں کی دیکھ بھال کے لئے ایک معمر خاتون حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی۔ پھر اپنے دونوں قریب ترین ساتھیوں اور ان کے قبیلوں سے تعلقات مزید مستحکم کرنے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (بنت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا (بنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ) سے نکاح فرمایا پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نکاح میں لیا جو آپ کے ایک کمانڈر کی بیوہ تھیں جو راہ خدا میں شہید ہو گئے تھے۔ اور اس سے پہلے حبشہ اور مدینہ منورہ ہجرت کے سلسلے میں دونوں کافی تکلیفیں اٹھا چکے تھے۔

کوئی بتادے کہ ان شادیوں میں دنیاوی اغراض کہاں سے آگئیں؟ جو شخص جوانی میں دنیاوی لذتوں سے کنارہ کش رہا ہو وہ بڑھاپے میں کیسے ان میں غرق ہو سکتا ہے؟

دیگر شادیوں میں بھی دینی مصلحتیں تھیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے خاندان ہی کی تھیں، آپ نے اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ان کی شادی کرادی تھی لیکن حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے آپ کے حکم کی تعمیل تو کر دی تھی لیکن دل سے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوش نہیں تھیں چنانچہ انہوں نے طلاق دے دی تب آپ ﷺ کو اللہ کی طرف سے ان سے شادی کا حکم ملا تھا کہ منہ بولے بیٹے کو واقعی بیٹا سمجھنے اور اس کی سابقہ بیوی سے شادی کو ناجائز سمجھنے کا سلسلہ ختم ہو۔

یہ کتنی احمقانہ بات ہوگی کہ بچپن سے جو خاتون اسی گھرانے میں پلی بڑھی تھیں اور جن کی شادی خود آپ ﷺ نے ہی اپنی مرضی سے دوسرے شخص سے کرائی تھی بعد میں آپ ﷺ کے ان کی طرف میلان کی بات سوچی بھی جائے۔ اگر کوئی میلان ہوتا تو پہلے ہی شادی میں کیا رکاوٹ تھی؟

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا قریش کے سردار حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں جو بیس برس سے بھی زیادہ عرصہ تک اسلام اور مسلمانوں سے معرکہ آرائی کرتے رہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا اور پھر اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ ہجرت کر گئیں جہاں ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے انہیں اپنی زوجیت میں لے کر ان کی پزیرائی بھی کی اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی دشمنی کو بھی کند کر دیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا یہودیوں کے سردار کی لڑکی تھیں اسلام کے ساتھ معرکہ آرائی میں ان کے باپ بھائی اور شوہر تینوں مارے گئے اور وہ قیدی بن کر ایک فوجی کے حصہ میں آئیں آپ رضی اللہ عنہ کو ان کے حال پر رحم آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں آزاد کر کے دلجوئی کے لئے شادی فرمالی۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنی مصطلق کے سردار کی لڑکی تھیں۔ جب اس قبیلہ کو شکست ہوگئی تو آپ ﷺ نے اس پر رحم فرمانے کے لئے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرلی۔ مسلمانوں نے اس کے احترام میں ان کے قبیلہ کے سب لوگوں کو آزاد کردیا۔

کوئی گمان کرسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتی زندگی فراخی اور عیش کی تھی اور کھانے پینے کی افراط تھی جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس گھرانے کی زندگی سادگی وخشونت اور فاقہ کشی وجفاکشی کا بے مثال نمونہ تھی اور کیوں نہ ہوتی جبکہ آپ ﷺ کا فرمانا یہ تھا کہ میرا دنیا سے کیا تعلق ہے؟ میری مثال تو اس شخص جیسی ہے جو کسی درخت کے نیچے آرام کے لئے کچھ دیر ٹھہر جائے پھر اسے چھوڑ کر چلا جائے۔

(اسلام کے بارے میں سوسوال، ص ۲۲۸)

حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی طوسی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

وكان علي رضي الله عنه يضجر من كثرة تطليقه فكان يعتذر منه على المنبر ويقول في خطبته إن حسناً مطلاقاً فلا تنكحوه حتى قام رجل من همدان فقال والله يا أمير المؤمنين لننكحنه ما شاء فإن أحب أمسك وإن شاء ترك فسر ذلك علياً وقال

لو كنت بواباً على باب جنة		لقلت لهمدان ادخلي بسلام

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ طلاق دینے سے تنگ ہوتے اور برسر ممبران کی طرف سے عذر کرتے اور اپنے خطبہ میں فرماتے کہ حسن طلاق بہت دیتے ہیں پس تم ان کو اپنی بیٹیاں نہ بیاہو۔

ایک دفعہ ہمدان کی قوم میں سے ایک شخص اٹھا اور عرض کیا کہ یا امیر المومنین بخدا جس قدر امام حسن رضی اللہ عنہ نکاح کرنا چاہیں گے ہم ان کو لڑکیاں دیں گے چاہیں وہ رکھیں اور چاہیں چھوڑیں اس بات سے حضرت علی رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور یہ شعر فرمایا۔

لو كنت بواباً على باب جنة		لقلت لهمدان ادخلي بسلام

ترجمہ: اگر مجھ کو ملے جنت کے دروازوں کی دربانی، تو ہمدان سے کہوں اندر چلے جاؤ آسانی۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آداب النکاح، ج، ۲، ص، ۸۳، المکتبۃ التوفیقیۃ، القاہرہ)

حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی طوسی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

وكان بعض الصالحين يكثر النكاح حتى لا يكاد يخلو من اثنتين وثلاث فأنكر عليه بعض الصوفية فقال هل يعرف أحد منكم أنه جلس بين يدي الله تعالى جلسة أو وقف بين يديه موقفاً في معاملة فخطر على قلبه خاطر شهوة فقالوا يصيبنا من ذلك كثير فقال لو رضيت في عمري كله بمثل حالكم في وقت واحد لما تزوجت لكني ما خطر على قلبي خاطر يشغلني عن حالي إلا نفذته فأستريح وأرجع إلى شغلي ومنذ أربعين سنة ما خطر على قلبي معصية۔

وأنكر بعض الناس حال الصوفية فقال له بعض ذوي الدين ما الذي تنكر منهم قال يأكلون كثيراً قال وأنت أيضا لو جعت كما

يجوعون لأكلت كما يأكلون قال ينكحون كثيراً قال وأنت أيضاً لو حفظت عينيك وفرجك كما يحفظون لنكحت كما ينكحون وكان الجنيد يقول أحتاج إلى الجماع كما أحتاج إلى القوت فالزوجة على التحقيق قوت وسبب لطهارة القلب ولذلك أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كل من وقع نظره على امرأة فتاقت إليها نفسه أن يجامع أهله۔ لأن ذلك يدفع الوسواس عن النفس۔

ترجمہ: بعض صالحین نکاح بہت کرتے تھے یہاں تک کہ دو یا تین بیبیوں سے خالی نہیں رہتے تھے کسی صوفی نے ان پر اعتراض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک نشست بیٹھے یا کسی معاملہ میں کچھ دیر کھڑا رہے۔ اس عرصہ میں اس کے دل پر شہوت کے وسوسہ کا گذر ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ بات ہمیں اکثر ہوتی ہے انہوں نے کہا کہ جیسا حال تمہارا صرف ایک وقت میں ہوتا ہے اگر یہ حال میرے اوپر ساری عمر میں بھی کبھی ہوتا اور میں اس کو اچھا جانتا تو ہرگز نکاح نہ کرتا مگر میرا حال یہ ہے کہ جب میرے دل پر کوئی وسوسہ ایسا ہو کہ اس نے مجھ کو میرے حال سے روک دیا تو میں نے اس کو پورا کر دیا اور اپنے کام کی طرف رجوع کیا۔ الحمدللہ چالیس برس سے میرے دل پر گناہ کا وسوسہ نہیں ہوا۔

کسی نے صوفیہ پر اعتراض کیا تو ایک دین پسند نے پوچھا کہ آپ کو ان کی کونسی بات پر اعتراض ہے کہا کہ وہ بہت کھاتے ہیں کہا اگر تم بھی ایسے بھوکے رہو جیسے وہ رہتے ہیں تو تم بھی اس طرح کھاؤ جیسے وہ کھاتے ہیں پھر اس نے کہا کہ نکاح بہت کرتے ہیں اس نے جواب دیا کہ اگر تم بھی ان جتنی اپنی آنکھ اور شرم گاہ کی حفاظت کرو تو ان کی طرح نکاح کرنے لگو گے۔ (فائدہ) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جماع کی ایسی ضرورت ہے جیسے غذا کی۔ عرض کی کہ بی بی غذا اور دل کی طہارت کا سبب ہے اسی وجہ سے جس شخص کی نظر اجنبی عورت پر پڑے اور اس کا نفس اس کی طرف شائق ہو۔ اسے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی بی بی سے صحبت کرے اس لئے کہ صحبت کرنا دل کے وسوسہ کو دور کر دے گا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آداب النکاح، ج، ۲، ص، ۴۳، المکتبۃ التوفیقیۃ، القاہرہ)

حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی طوسی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

فقد نكح علي رضي الله عنه بعد وفاة فاطمة عليها السلام بسبع ليال ويقال إن الحسن بن علي كان منكاحاً حتى نكح زيادة على مائتي امرأة وكان ربما عقد على أربع في وقت واحد وربما طلق أربعاً في وقت واحد واستبدل بهن وقد قال صلى الله عليه وسلم للحسن أشبهت خلقي وخلقي، وقال صلى الله عليه وسلم حسن مني وحسين من علي، فقال إن كثرة نكاحه أحد ما أشبه به خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم وتزوج المغيرة بن شعبة بثمانين امرأة وكان في الصحابة من له الثلاث والأربع ومن كان له اثنتان لا يحصى ومهما كان الباعث معلوماً فينبغي أن يكون العلاج بقدر العلة فالمراد تسكين النفس فلينظر إليه في الكثرة والقلة۔

الفائدة الثالثة ترويح النفس وإيناسها بالمجالسة والنظر والملاعبة إراحة للقلب وتقوية له على العبادة فإن النفس ملول وهي عن الحق نفور لأنه على خلاف طبعها فلو كلفت المداومة بالإكراه على ما يخالفها جمحت وثابت وإذا روحت باللذات في بعض الأوقات قويت ونشطت۔

ترجمہ: چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے سات دن بعد نکاح کر لیا تھا اور کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بہت نکاح کرنے

والے تھے یہاں تک کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ایک سو سے زیادہ عورتوں سے نکاح کیا تھا اور بعض اوقات ایک ہی وقت میں چار عورتوں سے عقد کیا اور کبھی ایک ہی وقت میں چاروں کو طلاق دے کر چار سے نکاح کر لیا اور آپ کے حق میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اشبهت خلقي و خلقي اور نیز فرمایا حسن منی و حسین من علی۔

اس لئے کہا گیا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا زیادہ نکاح کرنا وہ عادت ہے جو آنحضرت ﷺ کی عادت سے زیادہ ملتی ہے اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اسی (۸۰) عورتوں سے نکاح کیا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایسے لوگ بھی تھے جن کی تین تین اور چار چار بیبیاں تھیں اور دو والے تو بے شمار تھے اور جس وقت سبب معلوم ہو جائے۔ اس وقت چاہئے کہ علاج سبب ہی کی مقدار کے موافق ہو کیونکہ مقصود نفس کو ساکن کرنا ہے تو کثرت اور قلت نکاح میں اسی کا لحاظ رکھنا چاہئے۔

فائدہ: (3) نکاح کرنے سے نفس کو راحت پہنچانا اور بی بی کے پاس بیٹھنے سے ان کو انس دلانا ہے اور حسین چہرے کو دیکھنا دل کے لئے راحت اور عبادت پر قوت پیدا کرتا ہے۔ اس لئے کہ نفس ہار جلد مانتا ہے اور حق سے زیادہ بھاگتا ہے کیونکہ یہ اس کی سرشت کے خلاف پڑتا ہے پس اگر نفس کے مخالف امر پر اس کو بزور لایا جائے گا اور ہمیشہ خلاف سرشت پر دباؤ دیا جائے گا تو کہنا نہ مانے گا بلکہ سرکشی کرے گا اور اگر کبھی کبھی اسے لذتوں سے راحت ملتی رہے گی تو خوب خوش رہے گا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آداب النکاح، ج، ۲، ص، ۴۴، ۴۵، المکتبۃ التوفیقیۃ، القاہرہ)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ

خير هذه الامة اكثرهم نساء

یعنی اس امت میں بہتر شخص وہ ہے جس کی زیادہ بیویاں ہوں۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں وارد ہے کہ

كان ازهد الناس وله اربع نسوة وثمان عشر سرية

یعنی آپ سب سے بڑے زاہد تھے مگر آپ کی چار بیویاں اور اٹھارہ لونڈیاں تھیں۔ پس معلوم ہوا کہ شادی کرنا دنیا داری میں داخل نہیں ہے کیونکہ حضرت امیر المومنین سب سے بڑے زاہد تھے نیز حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ نے اسی برس کی عمر میں چار شادیاں کی تھیں۔

(خاتمہ، ص، ۵۹)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ میری عمر کے دس پندرہ روز ہی باقی ہیں تب بھی میں شادی کروں کیونکہ میں تجرد کی حالت میں خدا سے ملنا نہیں چاہتا۔ یہ بات بہت اچھی ہے اور تمہاری بھی خواہش ہونی چاہئے کہ تم سنت نبوی پر جان دو یعنی حضور ﷺ نے اپنے پیچھے بیویاں چھوڑی تھیں۔

(خاتمہ، ص، ۶۰)

علامہ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر، شافعی، متوفی، ۷۷۴ھ، لکھتے:

محمد بن الطيب ابن سعد بنِ مُوسَى أَبُو بَكْرٍ الصَّبَّاغُ، حكى الخطيب أنه تزوج تسعمائة امرأة، وتوفي عن خمس وتسعين سنة.

ترجمہ: محمد بن طیب کا ذکر: ان کی کنیت ابو بکر صباغ ہے۔ خطیب بغدادی علیہ الرحمۃ نے بیان کیا کہ انہوں نے نو سو عورتوں سے نکاح کیا اور ۹۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

(البدایۃ والنہایۃ، ج، ۱۲، ص، ۳۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر، شافعی، متوفی، ۷۷۴ھ، لکھتے:

وَقَالَ: لَا تَعِدَنَّ أَخَاكَ بِمَا لَا تُنْجِزُهُ لَهُ. فَإِنَّ ذَلِكَ عَدَاوَةٌ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ.

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْوَاقِدِيُّ، حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُمَرَ مَوْلَى عُفْرَةَ، قَالَ: قَالَتْ يَهُودُ لَمَّا رَأَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا الَّذِي لَا يَشْبَعُ مِنَ الطَّعَامِ، وَلَا وَاللهِ مَا لَهُ هِمَّةٌ إِلَّا إِلَى النِّسَاءِ. حَسَدُوهُ لِكَثْرَةِ نِسَائِهِ، وَعَابُوهُ بِذَلِكَ فَقَالُوا: لَوْ كَانَ نَبِيًّا مَا رَغِبَ فِي النِّسَاءِ. وَكَانَ أَشَدَّهُمْ فِي ذَلِكَ حُيَيُّ بْنُ أَخْطَبَ، فَأَكْذَبَهُمُ اللهُ وَأَخْبَرَهُمْ بِفَضْلِ اللهِ وَسِعَتِهِ عَلَى نَبِيِّهِ، صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَامُهُ فَقَالَ: {أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ} (النساء) يَعْنِي بِالنَّاسِ: رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا} (النساء) يَعْنِي مَا آتَى اللهُ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ، كَانَتْ لَهُ أَلْفُ امْرَأَةٍ: سَبْعُمِائَةِ مَهِيرَةٌ وَثَلَاثُمِائَةِ سُرِّيَّةٌ. وَكَانَتْ لِدَاوُدَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، مِائَةُ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ امْرَأَةُ أُورِيَا أَمُّ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ، الَّتِي تَزَوَّجَهَا بَعْدَ الْفِتْنَةِ، هَذَا أَكْثَرُ مِمَّا لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَدْ ذَكَرَ الْكَلْبِيُّ نَحْوَ هَذَا، وَأَنَّهُ كَانَ لِدَاوُدَ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، مِائَةُ امْرَأَةٍ وَلِسُلَيْمَانَ أَلْفُ امْرَأَةٍ، مِنْهُنَّ ثَلَاثُمِائَةِ سُرِّيَّةٌ.

ترجمہ: اپنے بھائی سے وہ وعدہ نہ کر جس کو تو وفاء نہ کر سکے۔ کیونکہ یہ چیز تیرے اور تیرے بھائی کے درمیان بغض اور عداوت کا سر چشمہ ثابت ہوگی۔ ابن سعد فرماتے ہیں کہ عفرہ کے غلام عمر سے مروی ہے کہ جب یہود نے دیکھا کے آپ ﷺ عورتوں سے شادی فرماتے ہیں تو طعن و تشنیع کرنے لگے کہ اس کو دیکھو کہ جو کھانے سے سیر نہیں ہوتا اور عورتوں سے شادی کے سوا اور کوئی کام نہیں تو اس طرح یہود آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کی وجہ سے حسد و بغض میں مبتلا ہوئے اور پھر کہنے لگے کہ اگر یہ نبی ﷺ ہوتا تو عورتوں میں رغبت نہ کرتا۔

اور یہودیوں میں سب سے زیادہ دشمن اور حاسد ان کا بڑا حیی بن اخطب تھا تو اللہ نے ان کی بدزبانی اور حسد کی مذمت فرمائی اور فرمایا کیا وہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا تو بے شک ہم نے اہل ابراہیم ﷺ کو کتاب اور حکمت (نبوت) دی اور ہم نے ان کو عظیم سلطنت عطا فرمائی۔

یعنی اللہ نے پہلے پیغمبروں کو جو تمہاری قوم بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے ان کو بھی اسی طرح نعمتیں عطا فرمائیں کہ حضرت سلیمان علیہ اسلام کی ہزار بیویاں تھیں اور سات سو مہر والی تھیں اور تین سو باندیاں تھیں اور حضرت داؤد ﷺ کی سو ۱۰۰ بیویاں تھیں ایک کا نام اوریا تھا جس سے حضرت سلیمان ﷺ نے جنم لیا اور آزمائش کے بعد ان سے شادی کی تھی تو یہ سیدنا و امامنا حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ سرورِ کونوں مکاں ﷺ کی ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے کہیں زیادہ ہیں اور کلبی بھی اسی تعداد کو ذکر کرتے ہیں۔

(البدایۃ والنہایۃ، ج، ۲، ص، ۱۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر، شافعی، متوفی، ۷۷۴ھ، لکھتے:

وَقَالَ يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ: ثَنَا آدَمُ وَعَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا: ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، ثَنَا صَالِحٌ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ قَالَ: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ ينعت رسول الله قَالَ: كَانَ يَقْبِلُ جميعًا وَيُدْبِرُ جميعًا بِأَبِي وَأُمِّي لم يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا متفحشاً وَلَا سخَّاباً فِي الْأَسْوَاقِ * زَادَ آدَمُ وَلم أَرَ مثله قبله ولم أرَ مثله بَعْدَهُ

وَقَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ: ثَنَا أَبُو عَامِرٍ، ثَنَا فُلَيْحٌ، عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لم يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سبَّاباً وَلَا لعَّاناً وَلَا فَاحِشًا، كَانَ يَقُولُ لأحدنا عند المعاتبة: ماله تَرِبَتْ جَبِينُهُ.

وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ محمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ فُلَيْحٍ *

ترجمہ: یعقوب بن سفیان (آدم اور عاصم بن علی، ابن ابی ذئب) صالح مولی التوامہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی صفات بابرکات بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ معا متوجہ ہوتے اور اچانک ہی مڑتے، میرے ماں باپ قربان ہو، آپ ﷺ فاحش نہیں تھے اور نہ ہی فحش بکتے تھے اور نہ بازاروں میں شور مچاتے تھے۔ (باضافہ راوی آدم) نہ میں نے آپ جیسا پہلے دیکھا تھا اور نہ بعد میں دیکھا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (ابو عامر، فلیح، بلال بن علی) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ گالی گلوچ دیتے، نہ لعن طعن کرتے اور نہ ہی فحش گو تھے، عتاب اور ناراضگی کے وقت (زیادہ سے زیادہ) یہ کہتے اسے کیا ہو گیا ہے، اس کی پیشانی خاک آلودہ ہو۔ اس روایت کو امام بخاریؒ نے محمد بن سنان کے ذریعہ فلیح سے نقل کیا ہے۔

(البدایۃ والنہایۃ، ج ۶، ص ۴۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

باب نمبر ۸۳

نکاح اسرارِ نبوت:

مفسر قرآن صوفی باکمال علامہ اسماعیل حقی حنفی، قدس سرہ، متوفی، ۱۱۳۷ھ، لکھتے ہیں:

وجمع بين أربع مهرية وخمس عشرة سرية ,وكان يقول للعامى حين يسال عن كثرة نكاحه أن لكل أحد أبتل فى هذه الدار وقد ابتليت بكثرة النكاح ويقول لهذا الفقير فى خلوته انها من اسرار النبوة وخصائص خواص هذه الامة واشار به الى الحديث المشهور: حبب الىّ من دنياكم ثلاث الطيب والنساء وقرة عينى فى الصلاة۔ فهذا العشق والمحبة انما يكون لاصحاب النفوس القدسية وهم يطالعون فى كل شىء مالا يطالعه غيرهم۔ ونعم ماقيل:

منعم کنی ز عشق وے اے مفتیٔ زما		معذور دار مت که تو اورا ندیده

اور (میرے شیخ اور پیرومرشد قدس سرہ کی) چار بیویاں اور پندرہ کنیزیں تھیں۔ ان سے جب لوگوں نے استفسار کیا تو عامی کو فرماتے: دنیا میں ہر ایک کو آزمائش میں ڈالا گیا ہے میری آزمائش اِسی سے کی گئی ہے۔ مجھے میرے شیخ قدس سرہ نے خلوت میں فرمایا کہ کثرت نکاح اسرار نبوت اور اس امت کے خواص کی خصوصیات میں سے ہے۔ اور آپ ﷺ نے حدیث شریف میں اشارہ فرمایا:

مجھے تمہاری دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں:

(۱) خوشبو،

(۲) عورتیں،

(۳) نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک

یہ عشق اور محبت صرف نفوس قدسیہ کو نصیب ہوتا ہے اور وہ حضرات جو کچھ مشاہدہ کرتے ہیں جو دوسروں کو نصیب نہیں۔

کسی نے کیا خوب فرمایا:

منعم کنی ز عشق وے اے مفتیٔ زما		معذور دار مت که تو اورا ندیده

ترجمہ: اے مفتیٔ وقت تم مجھے اسکے عشق سے روکتے ہو لیکن تم بھی معذور ہو اس لئے کہ تم نے اس کو نہیں دیکھا ہے۔

(تفسیر روح البیان، ج، ۴، ص، ۴۰۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

شیخ المشائخ حضرت ابوالحسن علی بن جعفر خرقانی، قدس سرہ، متوفی، ۴۲۵ھ لکھتے ہیں:

بو یزید گفت: ابراهیم، صلوات الله علیه، از ساره گله کرد به حضرت خداوند، فرمان آمد: با ساره مدارا کن تا بتوانی زیست۔ ونفرموده که: ساره را رها کن۔

ترجمہ: (حضرت) بایزید علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''(حضرت) ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا شکوہ اللہ تعالیٰ کے حضور کیا (تو) فرمان الٰہی آیا: ''سارہ کے ساتھ جہاں تک ہو سکے نرمی سے پیش آؤ، تا کہ تم زندگی گزار سکو اور یہ نہیں کہ سارہ کو آزاد کر دو'' (یعنی خود سے علیحدہ کر دو)''

(نور العلوم، باب نہم، ص، ۱۱۱، تہران)

سید محمد بن مبارک کرمانی، میر خورد، چشتی علیہ الرحمۃ، متوفی، ۷۷۰ھ، لکھتے ہیں:

حکایت دین که پیغامبرے بود از پیغمبران بنی اسرائیل صلوٰة الله سلامه علی نبینا وعلیهم اجمعین وقتے خطرۂ در ضمیر مبارک او گذشتو بدان مواخذه فرمود که المخلصون علی خطر عظیم۔ فرمان شد که چه میگوئی جزاے آن خطره در قیامت قبول مے کنی ویاهم در دنیا اختیار کنی این پیغامبر صلوٰة الله علیه جواب گفت که هم در دنیا اختیار کردم تا روز قیامت در عرصۂ عرصات میان انبیاء واولیاء از کشف خطره شرمنده نمانم بعده بفرمان خدائے تعالیٰ زنے در حبالۂ این پیغامبر آمد و ایں زن بانواع ایذاها رسانیدن گرفت چون این پغمبر میدانست که این بلا اختیاریست آن جفاها را بدل قبول میکرد تا وقتے چند عزیزے در خانه این پیغامبر مهمان آمدند که این پیغامبر بشاشتے نمود خواست که بجهت ایشان طعامے بیار چون دون خانه برفت وطعام طلبید آن زن طعام نداد وبجفا پیش آمد این پیغامبر صلوات الله وسلامه علیه منغص بیرون آمد ویاران در روئے مبارک او اثر ناخوشی دیدند چنانکه چند کرّت درون میرفت درمے آمدن چیزے ندادیارے ازین جمع پیغامبر را پرسید که این چه حال است که مشاهده مے شود بعده ماجرائے خطره اختیار این بلاهم در دنیا بیان فرمود۔

ترجمہ: حکایت: بنی اسرائیل میں جو پیغمبر گزرے ہیں ان میں ایک پیغمبر دین نام تھے (ان پر اور ہمارے نبی آخر الزمان پر خدا کا درود وسلام ہو) ایک دفعہ ان کے دل مبارک میں خطرہ گزرا جس کی وجہ سے پر عتاب الٰہی ہوا اور مواخذہ کیا گیا اور یہ اس وجہ سے کہ **المخلصون علی خطر عظیم** یعنی دوستان خدا کے لیے بڑی بڑی مصیبتیں اور بلائیں ہیں۔ الغرض انہیں خداوندی فرمان پہنچا کہ تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ اس خطرے کی جزا تمہیں قیامت کے دن دی جائے یا دنیا ہی میں مل جائے۔ پیغمبر علیہ السلام نے جواب میں کہا کہ میں یہ سزا دنیا ہی میں بھگتنا پسند کرتا ہوں تا کہ قیامت کے روز میدان عرصات میں انبیا اور اولیا کے سامنے کسی خطرہ کی وجہ سے بدنام وشرمندہ نہ ہوں چنانچہ اس کے بعد خدا تعالیٰ کے حکم سے ایک عورت ان پیغمبر علیہ السلام کے نکاح میں آئی جس نے انہیں طرح طرح کی تکلیفیں اور ایذائیں پہنچانی شروع کیں چونکہ پیغمبر کو معلوم تھا کہ یہ بلا اختیاری اور میری ہی پسند کی ہوئی ہے اس لیے ان ناقابل برداشت ظلموں اور جفاؤں کو دل سے قبول کرتے اور نہایت خوشی کے ساتھ سہتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ چند عزیز ان پیغمبر علیہ السلام کے گھر میں مہمان ہوئے۔ آپ نے نہایت خندہ پیشانی اور بشاشت کے ساتھ انہیں اپنا مہمان کیا اور ان کے لیے گھر سے کھانا لانے کا ارادہ کیا لیکن جب گھر میں جا کر کھانا مانگا تو عورت نے کھانا نہیں دیا اور جور وجفا سے پیش آئی پیغمبر علیہ السلام نہایت منغص اور کبیدہ خاطر باہر تشریف لائے۔ مہمانوں نے ان کے چہرہ مبارک پر ناخوشی اور ملالت کے آثار دیکھ کر خاموشی اختیار کی غرض کہ

پیغمبر علیہ السلام نے چند مرتبہ ایسا کیا کہ گھر میں جاتے تھے اور باہر آتے تھے لیکن ہر بار عورت ظلم وستم توڑتی تھی اور کوئی چیز نہیں دیتی تھی آخر کار مہمانوں سے ایک شخص نے پیغمبر علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے جسے ہم دیکھ رہے ہیں۔ پیغمبر علیہ السلام نے اپنے خطرہ کی کیفیت اور اس کی جزا دنیا ہی اختیار کر لینے کی تفصیل بیان کی۔

(سیرُ الاولیاء، باب، چہارم، ص، ۲۵۶، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد)

معارف آگاہی مولانا جلال الدین، رومی، بلخی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۲، ھ، لکھتے ہیں:

آن یکے زن شوئے خود را گفت ھے		اے مرّوت را بیک رہ کردہ طے
ھیچ تیمارم نمی داری چرا		تابکے داری دریں خواری مرا

ترجمہ: ایک عورت نے اپنے خاوند کو کہا۔ سنو اے میاں! جنہوں نے مرّوت کو یکبارگی طے کر دیا تم کیوں میری کچھ غمخواری نہیں کرتے۔ کب تک مجھ کو اس خواری میں رکھو گے۔

گفت شو من نفقہ چارہ می کنم		گرچہ عورم دست و پاے می زنم

ترجمہ: خاوند نے کہا میں (تمہارے) خرچ کی تدبیر تو کرتا ہوں۔ اگرچہ نادار ہوں (تاہم اپنے مقدور کے موافق) ہاتھ پاؤں مارتا ہی رہتا ہوں۔

نفقہ و کسوہ است واجب اے صنم		از منت ایں ھر دو ھست و نیست کم

ترجمہ: پیاری تمہارے لئے خرچ اور کپڑا (ہی مجھ پر) واجب ہے (سو) یہ دونوں (حاضر) ہیں (ان میں) کمی نہیں ہے۔

آستینِ پیرھن بنمود زن		بس درشت و پُر وسخ بد پیرھن

ترجمہ: (اس پر) عورت نے پیراہن کی آستین دکھائی (اور) یہ پیراہن بڑا کھردرا اور میلا تھا۔

گفت از سختی تنم را مے خورد		کس کسے را کسوہ زینساں آورد؟

ترجمہ: (ساتھ ہی) بولی یہ (پیراہن اتنی) سختی سے میرے بدن کو کھا رہا ہے (ذرا خیال تو کرو کہ) کوئی (خاوند) کسی (بیوی) کو ایسی پوشاک لا کر دیتا ہے؟ (عورت کی اس ناشکری و بے صبری پر مرد کو غصہ آ گیا۔ چنانچہ):

گفت اے زن یک سوالت می کنم		مردِ درویشم ھمیں آمد ختم

ترجمہ: کہنے لگا۔ اے عورت میں تجھ سے ایک سوال کرتا ہوں۔ میں غریب آدمی ہوں۔ مجھ سے اتنی ہی تدبیر بن آتی ہے (کہ ایسا کپڑا مہیا کر سکوں)۔

ایں درشت ست و غلیظ و ناپسند		لیک بندیش اے زنِ اندیشہ مند
ایں درشت و زشت تر یا خود طلاق؟		ایں ترا مکروہ تر یا خود فراق؟

ترجمہ: (بے شبہ) یہ (پیراہن) کھردرا ہے اور موٹا ہے اور ناپسند ہے۔ لیکن اے سوچنے (پرکھنے) والی عورت۔ (اتنا) سوچ لے (کہ) یہ پیراہن زیادہ درشت اور بدنما ہے یا طلاق؟ یہ تجھے زیادہ ناپسند ہے یا جدائی؟

(مفتاح العلوم، دفتر ششم، ص ۳۶۳)

تھی پائے رفتن بہ از کفش تنگ		بلائے سفر بہ کہ در خانہ جنگ

ترجمہ: عرف عام میں عورت کو بنظرِ ذلت وحقارت پاؤں کی جوتی سے تشبیہ دی جاتی ہے۔اور بدمزاج ودرشت خوعورت کو تنگ جوتی کہا کرتے ہیں۔

(مفتاح العلوم، دفتر اول، ص، ۷۸۶)

زن چو دید او را کہ تند و تو سن ست		گشت گریاں گریہ خود دامِ زنست

ترجمہ: عورت نے جب دیکھا کہ وہ تند اور تیز ہے تو رونے لگی۔(اور) رونا تو عورتوں کا ایک خاص جال ہے۔

(جس میں سنگ دل سے سنگ دل مرد بھی گرفتار ہو جاتا ہے)

(مفتاح العلوم، دفتر اول، ص، ۷۸۸)

حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی طوسی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

وفي أخبار الأنبياء عليهم السلام أن قوماً دخلوا على يونس النبي عليه السلام فأضافهم فكان يدخل ويخرج إلى منزله فتؤذيه امرأته وتستطيل عليه وهو ساكت فتعجبوا من ذلك فقال لا تعجبوا فإني سألت الله تعالى وقلت ما أنت معاقب لي به في الآخرة فعجله لي في الدنيا فقال إن عقوبتك بنت فلان تتزوج بها فتزوجت بها وأنا صابر على ما ترون منها وفي الصبر على ذلك رياضة النفس وكسر الغضب وتحسين الخلق فإن المنفرد بنفسه أو المشارك لمن حسن خلقه لا تترشح منه خبائث النفس الباطنة ولا تنكشف بواطن عيوبه فحق على سالك الطريق الآخرة أن يجرب نفسه بالتعرض لأمثال هذه المحركات واعتياد الصبر عليها لتعتدل أخلاقه وترتاض نفسه ويصفو عن الصفات الذميمة باطنه والصبر على العيال مع أنه رياضة ومجاهدة تكفل لهم وقيام بهم وعبادة في نفسها فهذه أيضاً من الفوائد ولكنه لا ينتفع بها إلا أحد رجلين إما رجل قصد المجاهدة والرياضة وتهذيب الأخلاق لكونه في بداية الطريق فلا يبعد أن يرى هذا طريقاً في المجاهدة وترتاض به نفسه وإما رجل من العابدين ليس له سير بالباطن وحركة بالفكر والقلب وإنما عمله عمل الجوارح بالصلاة أو حج أو غيره فعمله لأهله وأولاده بكسب الحلال لهم والقيام بتربيتهم أفضل له من العبادات اللازمة لبدنه التي لا يتعدى خيرها إلى غيرها فأما الرجل المهذب الأخلاق إما بكفاية في أصل الخلقة أو بمجاهدة سابقة إذا كان له سير في الباطن وحركة بفكر القلب في العلوم والمكاشفات فلا ينبغي أن يتزوج لهذا الغرض فإن الرياضة هو مكفي فيها وأما العبادة في العمل بالكسب لهم فالعلم أفضل من ذلك لأنه أيضاً عمل وفائدته أكثر من ذلك وأعم وأشمل لسائر الخلق من فائدة الكسب على العيال۔

ترجمہ: انبیاء علیہم السلام کے حالات میں مروی ہے کہ کچھ لوگ حضرت یونس علیہ السلام کے پاس آئے۔آپ نے ان کی ضیافت کی اور گھر میں آمد ورفت کے وقت ان کی بیوی انہیں ستاتی اور زبان درازی اور زیاتی کرتی مگر آپ خاموش رہتے، مہمان آپ کی اس بردباری سے متعجب ہوئے، آپ نے فرمایا کہ تعجب نہ کرو، اس لئے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے درخوست کی تھی کہ جو کچھ آخرت میں مجھے سزا دینی ہو وہ دنیا میں دے دے۔

اسی پر ارشاد ہوا کہ تیری سز افلاں کی لڑکی ہے اس سے نکاح کر لے میں نے اس سے نکاح کر لیا ہے اور جو باتیں تم نے دیکھیں ان پر صبر کرتا ہوں اور ان امور پر صبر کرنے سے نفس کی جفاکشی اور غصہ کو مارنا اور عادت کی درستی حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جو شخص خود تنہا رہتا ہے یا کسی خوش خلق کا شریک ہو کر رہتا ہے تو اس سے اس کے نفس کی خباثتیں مترشح نہیں ہوتیں اور نہ باطن کے عیب ظاہر ہوں گے۔ اسی وجہ سے سالک طریق آخرت کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو ایسے بکھیڑوں میں ڈال کر آزمائے اور ان پر صبر کا عادی ہو، تا کہ اس کی عادت معتدل اور نفس مرتاض اور باطن صفات ذمیمہ سے صاف ہو جائے۔

اور عیال پر صبر کرنا قطع نظر ریاضت اور مجاہدہ سے بذات خود ایک عبادت ہے اور ان کی کفالت ہے غرضیکہ یہ بھی نکاح کا ایک فائدہ ہے مگر اس سے دو طرح کے شخصوں کو صرف فائدہ ہو سکتا ہے یا تو وہ شخص کہ مجاہدہ اور ریاضت اور تہذیب اخلاق کا قصد کرے اس نظر سے کہ وہ راستہ کے شروع میں ہے عجب نہیں کہ اس ذریعہ سے اس کو مجاہدہ کا طریق معلوم ہو جائے اور نفس جفاکش بن جائے یا کوئی عابد ہو جس کو سیر باطن حاصل نہ ہو اور فکر و دل کی حرکت سے بے بہرہ ہو صرف اعضاء ظاہرہ سے اعمال مثل نماز و حج وغیرہ کے کر لیتا ہو، تو ایسے شخص کے حق میں زن و فرزند کے لئے کسب حلال کرنا اور ان کی تربیت کو بجالانا بہ نسبت اس کی عبادت بدنی کے افضل ہے اس لئے کہ ان عبادات کا نفع غیر کی طرف تجاوز نہیں کرتا اور جو اپنی اصلی سرشت کی رو سے اخلاق درست رکھتا ہو یا پہلے مجاہدہ کے باعث اس کی عادات مہذب ہوں تو ایسے شخص کو جس صورت میں کہ باطن کی سیر اور فکر قلبی سے علوم و مکاشفات میں حرکت حاصل ہو نکاح کرنا اس فائدہ کے لئے ضروری نہیں اس لئے کہ ریاضت بقدر کفایت اس کو حاصل ہے باقی رہی عبادت عملی، اس طرح کہ زن و فرزند کے لئے کچھ کمائے تو اس کی نسبت علم افضل ہے اس لئے کہ علم بھی عمل ہے اور اس کا فائدہ بہ نسبت زن و فرزند کے لئے کمانے کے زیادہ ہے کہ یہ خاص عیال کے واسطے ہے اور وہ تمام خلق کے لئے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آداب النکاح، ج ۲، ص ۴۸، ۴۹، المکتبۃ التوفیقیۃ، القاہرہ)

وَقد رُوِيَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عُمَرَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - لِيَشْكُوَ إِلَيْهِ خُلُقَ زَوْجَتِهِ فَوَقَفَ بِبَابِهِ يَنْتَظِرُهُ فَسَمِعَ امْرَأَتَهُ تَسْتَطِيلُ عَلَيْهِ بِلِسَانِهَا وَهُوَ سَاكِتٌ لَا يَرُدُّ عَلَيْهَا فَانْصَرَفَ قَائِلًا: إِذَا كَانَ هَذَا حَالَ أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ فَكَيْفَ حَالِي، فَخَرَجَ عُمَرُ فَرَآهُ مُوَلِّيًا فَنَادَاهُ مَا حَاجَتُكَ؟ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ جِئْتُ أَشْكُو إِلَيْكَ خُلُقَ زَوْجَتِي وَاسْتِطَالَتَهَا عَلَيَّ فَسَمِعْتُ زَوْجَتَكَ كَذَلِكَ فَرَجَعْتُ وَقُلْتُ: إِذَا كَانَ هَذَا حَالَ أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ مَعَ زَوْجَتِهِ فَكَيْفَ حَالِي؟ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا أَخِي إِنِي احْتَمَلْتُهَا لِحُقُوقٍ لَهَا عَلَيَّ، إِنَّهَا طَبَّاخَةٌ لِطَعَامِي خَبَّازَةٌ لِخُبْزِي غَسَّالَةٌ لِثِيَابِي مُرْضِعَةٌ لِوَلَدِي وَلَيْسَ ذَلِكَ بِوَاجِبٍ عَلَيْهَا وَيَسْكُنُ قَلْبِي بِهَا عَنِ الحَرَامِ فَأَنَا أَحْتَمِلُهَا لِذَلِكَ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا أَمِيرَ المُومِنِينَ وَكَذَلِكَ زَوْجَتِي قَالَ: عمر فَاحْتَمِلْهَا يَا أَخِي فَإِنَّمَا هِيَ مُدَّةٌ يَسِيرَةٌ۔

ترجمہ: ایک روایت میں ہے ایک شخص حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنی بیوی کی بداخلاقی کی شکایت کرنے حاضر ہوا۔ وہ دیر تک آپ کے دروازے پر کھڑا انتظار کرتا رہا۔ اس نے سنا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ رضی اللہ عنہا آپ سے تیز گفتگو کر رہی ہیں اور لڑ رہی ہیں اور حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ خاموش ہیں۔ اس کو کوئی جواب نہیں دیتے تو وہ شخص واپس ہو گیا اور کہنے لگا کہ اگر حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ جیسے سخت اور مضبوط انسان کا یہ حال ہے حالانکہ آپ تمام مومنوں کے امیر ہیں تو میرا کیا حال ہوگا؟ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور اسے اپنے دروازے سے پھرتے ہوئے دیکھا تو اسے آواز دی۔ اور فرمایا اے شخص! کیا کام تھا؟ اس نے کہا اے امیر المومنین: میں آپ کے پاس اپنی بیوی کے برے اخلاق اور اس کی مجھ پر زبان درازی کی شکایت کرنے

کے لیے حاضر ہوا تھا لیکن جب میں نے آپ کی زوجہ کو آپ سے اس انداز میں گفتگو کرتے ہوئے سنا تو میں واپس چلا گیا میں نے سوچا کہ جب حضرت امیر المومنین کا اپنی بیوی سے یہ معاملہ ہے تو میرا کیا حال ہوگا؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔اے میرے بھائی۔میں اس کی بات اس لیے برداشت کرتا ہوں اس کے میرے ذمہ حقوق ہیں۔وہ میرے لیے کھانا پکاتی ہے،میرے لیے نانبائی کا کام دیتی ہے،میرے لیے کپڑے دھوتی ہے اور میری اولاد کو دودھ پلاتی ہے اور یہ تمام باتیں اس پر واجب نہیں ہیں اور پھر اس کی وجہ سے میرا دل حرام (کی طرف متوجہ نہ ہونے کی وجہ) سے سکون پاتا ہے۔(ایک دوسری روایت میں ہے کہ مجھے دوزخ سے بچانے کے لیے میری بیوی ایک آڑ ہے کیونکہ اس کی بدولت میرا دل حرام کی طرف مائل نہیں ہوتا۔وہ میری بیوی خزانچی ہے کہ جب میں گھر سے باہر چلا جاتا ہوں تو میرے مال کی محافظت کرتی ہے۔اس لیے میں اس کی باتیں برداشت کرتا ہوں۔اس نے کہا اے امیر المومنین!میری بیوی کا بھی یہی حال ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا پس میرے بھائی۔تو بھی اس کی باتیں برداشت کر۔یہ تھوڑی سی مدت ہے۔

(کتاب الکبائر ص،۱۹۲،الزواجر عن اقتراف الکبائر،ج،۲،ص،۸۰،دار الکتب العلمیہ،بیروت)

وَأخرج سفْيَان بن عُيَيْنَة عَن مجاهِد قَالَ: نَام آدم فخلقت حَوَّاء من قصيراه فَاسْتَيْقَظَ فرآها فَقَالَ: من أَنْت فَقَالَت: أَنا أسا يَعْنِي امْرَأَة بالسُّرْيَانِيَّة

ترجمہ: سفیان بن عیینہ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام سو گئے،تو حضرت حوا علیہا السلام ان کی پسلی سے پیدا کی گئیں حضرت آدم علیہ السلام نے اٹھ کر دیکھا تو پوچھا تو کون ہے؟انہوں نے کہا انا اسا یعنی سریانی زبان میں بتایا کہ میں عورت ہوں۔

(الدر المنثور فی التفسیر الماثور،ج،۱،ص،۱۱۱،مکتبہ الرحاب،القاہرہ)

وَأخرج البُخَارِيّ وَمُسلم عَن أبي هُرَيْرَة قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: اسْتَوْصُوا بِالنسَاء خيرا فَإِن المزأة خلقت من ضلع وَأَن أَعْوَج شيء من الضلع رَأسه وَإِن ذهبت تُقِيمهُ كَسرته وَإِن تركته تركته وَفِيه عوج فَاسْتَوْصُوا بِالنسَاء خيرا

ترجمہ: امام بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے متعلق مجھ سے خیر کی وصیت قبول کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا ٹیڑھا حصہ اس کا سر ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنا شروع کرو گے تو تم اس کو توڑ دو گے اور اگر تم اسے اپنی حالت میں چھوڑو گے تو اس کی اس حالت میں چھوڑو گے کہ اس میں ٹیڑھا پن ہوگا پس مجھ سے عورتوں کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرو۔

(صحیح البخاری کتاب النکاح،رقم:۴۸۹۰،صحیح مسلم،کتاب الرضاع،رقم:۱۴۶۸،الدر المنثور فی التفسیر الماثور،ج،۱،ص،۱۱۱،مکتبہ الرحاب،القاہرہ)

وَأخرج ابْن سعد وَابْن عَسَاكِر عَن ابْن عَبَّاس قَالَ: إِنَّمَا سميت حَوَّاء لِأَنَّهَا أم كل حَيّ

ترجمہ: حضرت ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت حوا کا یہ نام اس لئے ہے کہ وہ ہر زندہ شخص کی ماں ہیں۔

(الدر المنثور فی التفسیر الماثور،ج،۱،ص،۱۱۱،مکتبہ الرحاب،القاہرہ)

شیخ بوعلی سینا آپ (ابو الحسن خرقانی علیہ الرحمۃ) کی شہرت سے متاثر ہو کر آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔جب آپ کے دولت خانہ پر پہنچے تو آپ ایندھن لانے کے لیے جنگل کی طرف گئے ہوئے تھے۔آپ کی بیوی سے پوچھا کہ آپ کب واپس تشریف لائیں گے۔بیوی نے جواب دیا کہ تم کو ان سے کیا کام ہے

اور پھر آپ کو برا بھلا کہنے لگی۔ بوعلی سینا کے دل میں خیال آیا کہ جن کی بیوی ہی ان کی منکر ہے ان کا کیا حال ہوگا؟ پھر دل میں خیال آیا کہ میں اتنی دور سے ان کی زیارت کو آیا ہوں۔ لہٰذا مل کے ہی جاؤں اور آپ کی زیارت کے لیے جنگل کی راہ لی۔ ناگاہ دیکھا کہ آپ تشریف لا رہے تھے اور یوں کہ آپ شیر پر سوار ہیں اور اجوائن کی گھاس کا گٹھا شیر پر لدا ہوا ہے۔ بوعلی سینا نے حیران ہو کر دریافت کیا کہ یا شیخ یہ کیا حالت ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اس بھیڑیے (یعنی بیوی کی بدزبانی) کا بوجھ نہ اٹھاؤں تو شیر میرا بوجھ کیسے اٹھائے؟۔

جب دولت خانہ پر واپس آئے تو بوعلی سینا بیٹھ گئے اور آپس میں بہت سی باتیں ہوئیں آپ نے دیوار بنانے کے لیے گارا تیار کیا ہوا تھا، فرمانے لگے کہ میں نے دیوار بنانی ہے۔ لہٰذا معذور سمجھئے۔ یہ فرما کر دیوار بنانے لگے۔ اچانک تیشہ آپ کے ہاتھ سے گر پڑا۔ بوعلی سینا نے اٹھا کر پکڑانا چاہا مگر اس سے قبل ہی تیشہ آپ کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ یہ دیکھ کر بوعلی سینا کے دل میں آپ کی عقیدت و محبت مزید مستحکم ہوگئی۔

(حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ، ص، ۵۰)

شیخ المشائخ حضرت ابوالحسن علی بن جعفر خرقانی، قدس سرہ، متوفی، ۴۲۵ھ لکھتے ہیں:

شیخ ابو الحسن وقتی به کوه رفته بود تا سوختنی آرد۔ جماعتی از نیاز مندان عزم زیارت او کرده بودند از خراسان۔ چون به کنارۂ دیه رسیدند پیرزنی پیش ایشان آمد۔ سوال کردند که: صومعۂ شیخ کجاست؟ گفت: کدام شیخ؟ (گفتند) ابو الحسن۔ گفت ای مسلمانان، رنج شما ضایع است ای دریغا روزگار شما، وی ناکس است، ناموسی می کند، باز گردید کار وی اصلی ندارد۔ به غایت دل تنگ شدند و خواستند که باز گردند۔ بو علی سینا در این جماعت بوده است۔ گفت چون آمدیم وی را نادیده نگذاریم۔ به در صومعه شدند۔ اهل وی از پس پرده آواز داد که وی حاضر نیست، به صحرا شده است، و دریغ این سفر شما اگر از بهر وی آمدیت۔ گفتند: تو وی را که می، باشی؟ گفت: عیال۔ گفتند: وی چگونه کسی است؟ گفت: سودایی ناموسی۔ گفتند: باز گردیم، حال وی عیال وی نکو داند۔ بوعلی سینا گفت: تا وی را نبینیم باز نگردیم۔ راه صحرا نشان خواستند شخصی دیدند که می آمد (با) باروری سوختنی۔ چون نزدیک رسیدند دیدند شیری بود۔ شیخ گفت: سلام علیکم۔ تا ابو الحسن بار خلق نکشد شیر باروری او نکند۔ چون به در صومعه رسیدند، این شیر باز رفت۔

ترجمہ: ایک دفعہ شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ ایندھن لانے کے لیے پہاڑ پر گئے۔ آپ کے عقیدتمندوں کا ایک گروہ آپ کی زیارت کے لیے خراسان سے آیا۔ جب یہ لوگ دیہات (خرقان) کے سرے پر پہنچے تو ایک بوڑھی عورت ان کے سامنے آئی۔ انہوں نے اس سے شیخ کی خانقاہ کا پتہ پوچھا۔ اس نے کہا: ''کون سے شیخ؟'' لوگوں نے کہا: ''ابوالحسن''۔ وہ بولی: ''تمہاری زحمت ضائع ہوگئی۔ ہائے افسوس تمہارا وقت ضائع ہوگیا۔ وہ (شیخ) ناقص ہے۔ خلقت سے عزت کی امید رکھتا ہے۔ واپس چلے جاؤ، کیونکہ اس کے کام کی کوئی حقیقت نہیں۔'' لوگ بہت غمگین ہوئے اور انہوں نے واپس جانا چاہا۔ بوعلی سینا ان لوگوں میں شامل تھے۔ وہ کہنے لگے: ''جب ہم آ ہی گئے ہیں تو اب ہمیں ان سے ملے بغیر واپس نہیں جانا چاہیے۔ لہٰذا لوگ شیخ کے گھر پر حاضر ہوئے۔ ان کے گھر والوں نے پردے سے جواب دیا کہ وہ گھر پر نہیں ہیں۔ وہ صحرا کی جانب نکلے ہوئے ہیں، لیکن تمہارے سفر پر افسوس ہے کہ تم انہیں ملنے آئے ہو۔ لوگوں نے پوچھا: ''آپ کا ان سے کیا رشتہ ہے؟'' کہنے لگی: ''میں ان کی بیوی ہوں''۔ لوگوں نے پوچھا: ''وہ کیسے آدمی ہیں؟'' بولی ''دیوانہ خلقت سے امید رکھنے والا۔''

لوگ کہنے لگے۔ ''ہمیں واپس جانا چاہیے کیونکہ ان کا حال ان کی بیوی بہتر جانتی ہے''۔ بوعلی سینا نے کہا: ''جب تک ہم انہیں دیکھ نہ لیں واپس نہیں جائیں گے''۔ لہٰذا لوگ صحرا کی طرف چل پڑے۔ انہوں نے ایک آدمی کو آتے دیکھا جس نے ایک جانور پر لکڑیاں لاد رکھی تھیں۔ جب نزدیک پہنچا تو دیکھا کہ حضرت شیخ (ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ) شیر کی پیٹھ پر سوار ہیں اور اپنے آگے لکڑیوں کا ایک گٹھا لاد رکھا ہے۔ شیخ نے ان لوگوں سے فرمایا: ''السلام علیکم! جب ابوالحسن خلقت کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اس وقت شیر اس کا بار بھی نہیں اٹھائے گا۔'' جب شیخ اپنی خانقاہ کے دروازے پر پہنچے تو شیر واپس چلا گیا۔

(نور العلوم، باب، دھم، ص، ۱۲۰، تہران)

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ، لکھتے ہیں:

حکایت ۱۷: حضور سیدی مرزا مظہر جان جانان علیہ الرحمۃ کا امتحان اور مجاہدہ سب اسی نفاست ونزاکت طبع میں تھا ایک عورت تھی نہایت بدمزاج کج خلق منہ پھٹ حضور سیدی مرزا مظہر جان جانان علیہ الرحمۃ کو الہام ہوا کہ اس عورت سے نکاح کرو اور اس کی بدزبانی وایذا پر صبر کرو گے تو تم کو نواز لیا جائے گا، حضرت نے فوراً پیغام بھیج دیا اور اس سے نکاح کر لیا وہ عورت اس قدر تند خو بدخصلت سخت دل اور فحش گو تھی کہ الامان۔ حضور سیدی مرزا مظہر جان جانان علیہ الرحمۃ خوشی خوشی دولت خانہ تشریف لے جاتے اور وہ سڑی سڑی سنانی شروع کرتی چپکے بیٹھے سنتے رہتے زبان سے اف نہ نکالتے۔ اندر گھلتے آخر واپس تشریف لے آتے تھے آپ کا معمول تھا کہ روزانہ صبح ہوتے ہی خادم کو حکم فرماتے کہ جاؤ دروازے پر حاضر ہو کر میرا سلام عرض کرو اور پوچھو کوئی کارخدمت ہو تو انجام دیا جائے، بموجب ارشاد خادم آستانہ پر حاضر ہوتا اور شیخ کا سلام پہنچا کر مزاج پرسی کرتا۔ وہ نیک بخت بجائے جواب سلام گالیاں سناتی اور وہ مغلظات بکتی تھی کہ سننے والے شرما جاتے تھے۔ مگر مرزا صاحب کی خادم کو تاکید تھی کہ دیکھو اہلیہ کی شان میں گستاخی نہ ہونے پائے کسی بات کا جواب مت دینا، جو کچھ فرماویں سن لینا ایک روز کوئی ولایتی خادم اس خدمت پر مامور ہوا ہر چند اس کو تاکید تھی جواب نہ دیا جائے مگر بے چارہ ضبط نہ کر سکا جب دروازے پر پہنچ کر حضرت کا سلام پہنچایا مزاج پرسی کی تو عورت نے بکنا شروع کیا پیر بنا بیٹھا ہے اسے یوں کروں اور ووں کروں ہر چند کہ ولایتی نے ضبط کی کوشش کی مگر آخر کہاں تک پیر کو گالیاں نہ سن سکا اور غصہ میں آکر کہا بس چپ رہ ورنہ گردن اڑا دوں گا اس جواب پر وہ نیک بخت آگ بگولا ہو گئی اب لگی ہونے تو تو میں میں۔ غل کی آواز جو حضور سیدی مرزا مظہر جان جانان علیہ الرحمۃ کے کان پہنچی تو گھبرا اٹھے اور جلدی سے ولایتی کو واپس بلا بھیجا اس کو بٹھایا اور فرمایا تم ناواقف ہو دوسرے خادم کو بھیجا وہ گالیاں سن کر واپس آ گیا حضور سیدی مرزا مظہر جان جانان علیہ الرحمۃ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں اس عورت کا نہایت مشکور واحسان مند ہوں اس کے باعث مجھے بہت نفع پہنچا ہے اور حقیقت میں اس کے شدائد اور سختیوں کی برداشت کرتے کرتے حضور سیدی مرزا مظہر جان جانان علیہ الرحمۃ کے اخلاق غایت درجہ مہذب ہو گئے اور آپ کا سب غیظ وغضب فرو ہو گیا تھا

(ارواح ثلاثہ یعنی حکایت اولیاء، ص، ۲۸)

وَأخرج أَحمد وَالترمِذِيّ وَحسنه وَابْن مَاجَة وَابْن أبي دَاوُد فِي الْبَعْث عَن معَاذ ابْن جبل عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ لَا تؤذي امْرَأَة زَوجهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا قَالَت زَوجته من الْحور الْعين: قَاتلك الله فَإِنَّمَا هُوَ عنْدك دخيل يُوشك أَن يفارقك إِلَيْنَا أما قَوْله تَعَالَى: {وهم فِيهَا خَالدُونَ}

ترجمہ: احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابوداؤد نے البعث میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت دنیا

میں اپنے خاوند کی اذیت نہیں پہنچاتی لیکن جنت کی حوراس کی بیوی سے کہتی ہے اللہ تجھے غارت کرے تیرے ساتھ اس کا عارضی رشتہ ہے وہ تجھے چھوڑ کر عنقریب ہمارے پاس آجائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(سنن الترمذی، کتاب الرضاع، رقم: ۱۱۷۴، الدر المنثور فی التفسیر الماثور، ج۱، ص۹۱، مکتبہ الرحاب، القاہرہ)

حضرت شیخ الشیوخ حافظ امام جلال الدین سیوطی، قدس سرہ، متوفی ۹۱۱ھ، لکھتے ہیں:

أما سَمِعت قَول عدي بن زيد

ترجمہ: عدی بن زید کا یہ شعر نہیں سنا:

فَهَل من خَالِد إِمَّا هلكنا		وَهل بِالمَوتِ يَا للنَّاس عَار.

ترجمہ: کیا وہ ہمیشہ رہیں گی یا وہ ہلاک ہوجائیں گی اے لوگو! کیا موت سے بھاگنا (ممکن) ہے۔

(الدر المنثور فی التفسیر الماثور، ج۱، ص۹۱، مکتبہ الرحاب، القاہرہ)

واياك اياك العجوز ووطيها		فمابى الامثل شر المراقم

ترجمہ: بوڑھی عورت اور اس سے وطی کرنے سے بچو۔

کیونکہ یہ صرف نقصان پہنچانے کا آلہ ہے۔

ولا تک فی وطی الکواعب مسرفاً		فاسرفه فی العمر اقوی الهواهم

ترجمہ: جوان لڑکی سے وطی کرنے میں اسراف نہ کر۔

کیونکہ اس کے اسراف سے زندگی میں کمزوری آئیگی۔

وفی کل اسبوع علیک لقیۃ		ففیها امان من شرور البلاغم

ترجمہ: ہر ہفتے میں تجھ پر لازم ہے کہ ایک مرتبہ ملے

کیونکہ اس میں بلاغم کے شرور سے امان ہے۔

(مکتوباتِ اشرفی/ پہلا ایڈیشن، ج۲ ص۳۵۸/۳۵۹)

باب نمبر ۸۴

کھانا

سوال: (۱۹۷) حضور سیدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کے ایک خلیفہ مطلق کا بیان ہے فرماتے ہیں:

ایک دن ہم دعوت میں کسی پیر بھائی کے ہاں گئے ہوئے تھے، کھانے کا دسترخوان لگا تو دوست واحباب نے ہاتھ دھوئے اور نمک چکھا، کھانا لگایا گیا، میں سلسلہ چشتیہ میں پہلے مرید تھا، اس لیے سلسلہ عالیہ چشتیہ والے تھوڑا سا کھانا کھا کر بس کر لیتے ہیں، میں اسی سوچ میں تھا کہ حضور سیدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ وہ صوفی صاحب نہ کھانا خود کھاتے ہیں اور نہ ہمیں کھانے دیتے ہیں، میں شرمندہ ہوا اور کھانا کھانا شروع کیا۔

بزرگوں کے اقوال: ان کو بیوی کی کس قدر احتیاج ہے

شیخ المشائخ امام شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی بغدادی شافعی قدس سرہ، متوفی ۶۳۲ھ لکھتے ہیں:

وقد كان الجنيد رحمة الله عليه يقول :انا احتاج الى الزوجة كما احتاج الى الطعام۔وسمع بعض العلماء بعض الناس يطعن فى الصوفية فقال :يا هذا ما الذى ينقصهم عندك ؟فقال :وانت ايضا لو جعت كما يجوعون اكلت كما يأكلون۔ثم قال :ويتزوجون كثيرا، قال :وانت ايضا لو حفظت فرجك كما يحفظون تزوجت كما يتزوجون، قال :واى شىء ايضا ؟قال :يسمعون القول، قال :يسمعون القول، قال :وانت ايضا لو نظرت كما ينظرون سمعت كما يسمعون۔وكان صفيان بن عيينة رحمة الله عليه يقول : كثرة انساء ليست من الدنيا لان عليا رضى الله عنه كان ازهد اصحاب الرسول الله صلى الله عليه وسلم وكان له اربع نسوة وسبع عشرة سرية۔

ترجمہ: حضرت جنید علیہ الرحمۃ کا یہ حال تھا کہ وہ فرماتے تھے کہ مجھے بیوی کی اتنی ہی احتیاج ہے جس قدر مجھے غذا کی ضرورت ہے' کسی عالم نے کسی شخص کو صوفیوں کی برائی کرتے سنا تو پوچھا کہ تمہارے خیال میں ان میں کیا برائی ہے تو اس شخص نے کہا' جناب! یہ لوگ کھاتے بہت ہیں' تو انہوں نے جواب دیا کہ تم بھی ان کی طرح کھانے لگو اگر تم ان کی طرح بھوکے رہو۔اس شخص نے کہا دوسری برائی یہ ہے کہ وہ نکاح بہت کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر تم بھی اتنے ہی با عصمت بن جاؤ جتنے وہ با عصمت ہیں۔(جتنی وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اگر تم بھی اتنی ہی حفاظت کرو) تو تم بھی اتنی زیادہ شادیاں کرو! پھر اس عالم نے دریافت کیا کہ اور کیا خرابی ہے تو اس نے کہا کہ وہ گانا بہت سنتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ جس طرح (گانا سنتے وقت (ان کی نظر پاک ہوتی ہے اگر

تیری بھی نظر ان جیسی ہوتی تو تو بھی ان ہی کی طرح گانا سنتا۔ شیخ سفیان بن عینہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بہت سی بیویاں ہونا دنیاداری نہیں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو تمام اصحاب کرام میں سب سے زیادہ زاہد تھے چار بیویاں اور ۷ لونڈیاں رکھتے تھے۔

(عوارف المعارف، الباب، الحادی والعشرون، ص، ۱۰۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرتِ عالی امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں:

وایضاً پرسیدہ بودند کہ ((شیخ ابن العربی)) و تابعان ایشان نوشتہ اند کہ آن قدر اطفال کہ بہ سبب حضرت موسیٰ۔ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ کشتہ شدند، استعدادات جمیع آن مقتولان بہ حضرت موسیٰ منتقل گشت۔ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔

حقیقت این سخن را بہ تفصیل نویسند بدانند کہ این سخن اصیل است، زیرا کہ بہ تحقیق پیوستہ است کہ چنانچہ یک شخص را سبب حصول کمالاتِ جماعہ می گردانند، ہمچنان جماعہ را نیز سبب حصول کمالاتِ یک شخص می سازند۔ ((پیر))، ہر چند سبب حصول کمالاتِ مریدان است، لیکن مریدان نیز اسباب کمالاتِ ((پیر)) اند۔ این معنی را فقیر در مأکولات و مشروبات کہ اجزای بدن خود می ساخت، نیز احساس می کرد کہ ہر طعامی و شرابی کہ تناول می کرد، سبب جامعیت استعداد او می گشت و قابلیت دیگر پیدا می کرد و در بعضی اوقات کہ قصد ترک مأکولات لذیذہ می نمود، ممنوع می شد بہ واسطۂ تحصیل این جامعیت، و بہ ترک آن طعام لذیذ مأذون نمی گشت بہ سبب حصول آن قابلیت۔ و بسا است کہ استعداد یکی بہ دیگری انتقال کردہ است کلاً او بعضاً و محسوس شد است کہ آن یکی خالی ماندہ است و دیگری جمعیت بہ ہم رسانیدہ (است)۔

ترجمہ: اور نیز پوچھا تھا کہ شیخ ابن عربی علیہ الرحمۃ اور اس کے تابعداروں نے لکھا ہے کہ جس قدر لڑکے حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ السلام کے سبب قتل کیے گئے۔ ان سب مقتولوں کی استعدادیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منتقل ہوگئیں۔ اس بات کی حقیقت مفصل طور پر لکھیں۔ جاننا چاہیے کہ یہ درست ہے کیونکہ تحقیق سے لکھا ہے کہ جس طرح ایک شخص کو جماعت کے کمالات حاصل ہونے کا سبب بناتے ہیں۔ اسی طرح جماعت کو بھی ایک شخص کے کمالات حاصل ہونے کا سبب بناتے ہیں۔ پیرا گرچہ مریدوں کے کمالات حاصل ہونے کا سبب ہے۔ لیکن مرید بھی پیر کے کمالات کا سبب ہیں اس مطلب کو فقیر ماکولات ومشروبات میں بھی جن کو اپنے بدن کا اجزا بناتا تھا محسوس کرتا تھا، کہ جو طعام اور پینے کی چیز کھاتا پیتا تھا۔ استعداد کی جامعیت کا سبب ہوتا تھا اور ایک الگ قابلیت پیدا کرتا تھا۔ اور جب کبھی ماکولات لذیزہ کو چھوڑنے کا قصد کرتا دتھا تو روک دیا جاتا تھا اور اس جامعیت اور قابلیت کے حاصل ہونے کی وجہ سے اس لذیز طعام کو چھوڑنے کی اجازت نہ ملتی تھی اور بسا اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک کی استعداد اور دوسرے میں کلی اور جزئی طور پر انتقال کر جاتی ہے۔ اور محسوس ہوتا ہے کہ ایک خالی ہے اور دوسری جمعیت سے پُر ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب، ۲۵۶، ج، ۱، ص، ۵۰۹، مرکز پخش: زاھدان، خیابان خیام، صدیقی، تہران)

آیت قرآنی کی لطیف تشریح:

حضرتِ عالی امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں:

۱۶۔ منہا: قال اللہ تعالیٰ یاایھا الذین امنوا کلوا من طیبات ما رزقنکم واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون (سورۃ البقرہ)

یحتمل ان یکون الشرطیة قیدا للامر بالاکل ای کلوا من مستلذات مارزقنکم ان صح منکم ان تخصوہ بالعبادة ولو لم یصح منکم ذٰلک بل کنتم عابدی ملهیات انفسکم فلا تاکلوا من مستلذاته لکونکه مرضیٰ بالمرض الباطنی والمستلذات من المرزوقات سم قاتل لکم واذا زال المرض الباطنی منکم صح لکم تناول المستلذات فسر صاحب الکشاف الطیبات ھٰھنا بالمستلذات نظرا الی طلب الشکر۔

۱۶۔منہا، حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔

ترجمہ: یعنی اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں بطورِ رزق عطا فرمائی ہیں اور اللہ ﷻ کا شکر ادا کرو۔ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔)

اس آیت میں یہ احتمال ہے کہ یہ شرط (کہ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو) اس امر کیلئے لگائی گئی ہو جو کھانے کے لئے فرمایا گیا ہے (یعنی پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ) یعنی جو کچھ ہم نے تمہیں رزق دیا ہے اس میں سے لذیذ چیزیں کھاؤ بشرطیکہ تمہاری طرف سے یہ بات صحیح کہ تم اپنی عبادت کے لئے خدا ہی کی ذات کو مخصوص کرتے ہو۔ اور اگر تمہاری جانب سے یہ بات صحیح نہ ہو بلکہ تم اپنے نفس کی لہو ولعب میں ڈالنے والی خواہشات کی بندگی بھی کر رہے ہو تو ان تمام لذیذ چیزوں کو نہ کھاؤ کیونکہ اس صورت میں تم بیمار ہو اور باطنی مرض میں گرفتار ہو اور جو چیزیں بطور رزق کے دی گئیں ہیں ان میں سے لذیذ چیزیں تمہارے لئے زہر قاتل ہیں ۔ہاں جب تمہارا باطنی مرض جاتا رہے تو اُن لذیذ چیزوں کا کھانا تمہارے لئے درست ہو جائے گا۔ صاحب کشاف (علامہ زمخشری علیہ الرحمۃ) نے شکر کے مطالبہ کا لحاظ کرتے ہوئے اس جگہ **طَیِّبَاتُ کی تفسیر مُسْتَلَذَّات** (لذیذ اور دل پسند چیزوں) سے کی ہے۔

(مبدأ و معاد، منہا، ۱۶، ص، ۹۴، ۹۵، ادارہ سعدیہ مجددیہ، بیڈن روڈ، لاہور)

حضرتِ عالی امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں

جواب: بدانند کہ حل این مشکل منوط بہ صحبت است و موقوف بہ خدمت۔ سخنی ک در این مدت کسی نگفتہ است، بہ یک نوشتن چگونہ معقول شما خواهد شد، اما چون سوال کردہ اید، از جواب گفتن چارہ ندارد و بہ ضرورت بہ وجہ اجمال حل آن می نماید، استماع نمایند۔

قربی کہ منوط بہ فنا و بقا و سلوک و جذبہ است، قرب ولایت است کہ اولیاے امت بہ آن مشرف گشتہ اند و قربی کہ اصحاب کرام، را در صحبت خیر الانام۔ علیہ و علیہم الصلوۃ و السلام۔ میسر می شد، قرب نبوت است کہ بہ تبعیت و وراثت، ایشان را حاصل می، گشت۔ و درین قرب نہ فنا است، نہ بقا، نہ جذبہ است، نہ سلوک۔ و این قرب بہ مراتب از قرب ولایت، اعلیٰ و افضل است، چہ این قرب، قرب اصالت است و آن قرب، قرب ظلیت۔ شتان مابینهما، اما فهم هر کس بہ مذاق این معرفت نرسد۔ نزدیک است کہ خواص، در فهم این معرفت بہ عوام مشارک باشند

گر بوعلی نوای قلندر نواختی		صوفی بدی هر آنکه به عالم قلندر است

ترجمہ: جواب: خواجہ محمد ہاشم جان لیں۔ کہ اس مشکل کا حل صحبت سے وابستہ ہے۔ اور خدمت پر موقوف ہے اسلیے کہ جو بات اس مدت میں کسی نے بیان نہیں

کی۔ وہ ایک ہی بار لکھنے سے تمہاری سمجھ میں کیسے آئے گی۔ لیکن چوں کہ آپ نے سوال کیا ہے۔ اس لیے جواب سے چارہ نہیں۔ ضرورتاً اجمال کے طور پر اس کا حل کرتا ہوں۔ کان لگا کر سنیں۔ وہ قرب جو فنا و بقا اور سلوک و جذبہ سے وابستہ ہے قرب ولایت ہے کہ اولیائے امت اس سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور جو قرب صحابہ کرام کو صحبتِ خیر الانام ﷺ میں میسر آیا۔ قرب نبوت ہے جو تبعیت اور وراثت کے طور پر انہیں حاصل ہوا۔ اس قرب میں نہ فنا ہے نہ بقا۔ نہ جذبہ ہے اور نہ سلوک۔ اور یہ قرب قرب ولایت سے کئی مرتبے اعلیٰ اور افضل ہے۔ کیونکہ یہ قرب قرب اصالت ہے اور وہ قرب قرب ظلیت دونوں میں بہت فرق ہے۔ لیکن ہر شخص کا فہم اس معرفت کے ادراک تک نہیں پہنچ سکتا۔ نزدیک ہے کہ خواص بھی اس معرفت کے سمجھنے میں عوام کے ساتھ شریک ہوں۔

گر بوعلی نوای قلندر نواختی		صوفی بدی هر آنکه به عالم قلندر است

ترجمہ: گر بوعلی قلندرانہ آواز سے نغمہ سرائی کرتا تو جہاں میں ہر قلندر صوفی بن جاتا

آری! اگر به ذوره کمالات قرب نبوت به راه قرب ولایت عروج واقع شود، از فنا و بقا و جذبه و سلوک چاره نباشد، که اینها مبادی و معدات آن قرب اند و اگر این راه رفته نشود و شاهراه قرب نبوت اختیار افتد، فنا و بقا و جذبه و سلوک هیچ در کان باشد۔

اصحاب کرام به شاهراه قرب نبوت رفته اند که به جذبه و سلوک و فنا و بقا کار ندارند۔ بیان این معرفت از مکتوبی که به نام "مولانا امان الله" نوشته است، طلب نمایند و این فقیر هر جا در مکتوبات و رسائل خود نوشته است که معامله من به ماوراء سلوک و جذبه است و وراء تجلیات و ظهورات است۔ مراد از آن، همین قرب است۔

در ملازمت حضرت خواجۂ خود بودم۔ قدس سرہ۔ که این دولت رو به ظهور آورده بود، به این عبارت به خدمت ایشان عرض کرده بودم که برای من امری ظاهر شده است که سیر انفسی نسبت به آن امر، همچو سیر آفاقی است نسبت به سیر انفسی۔ زیاده بر این عبارت در خود قدرت تعبیر از آن دولت نمی یافتم۔ بعد از سال ها چون این معاملۂ عجیبه منقح و محرر گشت، به عبارات مجمله در تحریر آورد۔ (الحمد لله الذی هدانا لهذا و ما کنا لنهتدی لو لا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق)۔

پس عبارت فنا و بقا و جذبه و سلوک محدث باشد و از مخترعات مشایخ بود۔ "مولوی جامی"۔ علیه الرحمة۔ در "نفحات" می نویسد که اول کسی که دم از فنا و بقا زده است، "ابو سعید خراز" است قدس سرة"

ہاں اگر قرب نبوت کے کمالات کی بلندی کی طرف قرب ولایت کے راستے سے عروج واقع ہو تو فنا و بقا اور جذبہ و سلوک سے چارہ نہیں۔ کیونکہ یہ اس قرب کے مقدمات اور اسباب ہیں۔ اور اگر اس راہ سے نہ چلے اور شاہراہ قرب نبوت سے گئے ہیں۔ اس لیے وہ جذبہ و سلوک اور فنا و بقا سے سروکار نہیں رکھتے تھے۔ اس معرفت کا بیان میرے اس مکتوب سے جو مولانا امان اللہ کے نام لکھا ہے۔ تلاش کریں۔ اور اس فقیر نے اپنے مکتوبات و رسائل میں جہاں جہاں یہ لکھا ہے کہ میرا معاملہ سلوک و جذبہ سے وراء تجلیات و ظہورات سے بھی وراء ہے۔ اس سے یہی قرب مراد ہے۔ میں اپنے خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں تھا کہ اس دولت نے ظہور پایا۔ اس عبارت کے ساتھ حضرت ایشاں کی خدمت میں میں نے عرض کیا تھا تو مجھ پر ایک چیز ظاہر ہوئی کہ سیر انفسی اس عمل کی نسبت سیر آفاقی کی طرح ہے۔ اس عبارت سے زیادہ اس دولت کی تعبیر کے لیے طاقت نہیں پاتا تھا۔ سالہا سال کے بعد یہ عجیب معاملہ صاف ہوا۔ اور مجمل عبارتوں کے ساتھ تحریر میں لایا۔ الحمد الله الذی هدانا لهذا و ما کنا لنهتدی لو لا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق،

پس عبارت فنا وبقا اور جذبہ وسلوک نئی پیدا شدہ اور مشائخ کی ایجاد کردہ چیز ہے۔ حضور معارف آگاہی عبدالرحمٰن قدس سرہ نفحات میں لکھتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے جس شخص نے فنا وبقا کا لفظ زبان سے نکالا ہے۔ ابوسعید خراز قدس سرہ ہیں۔

حاصل سوال دوم آنکه در طریقهٔ علیه نقشبندیه، التزام متابعت سنت است و حال آنکه آن سرور۔ علیه و علیهم الصلوة و السلام۔ ریاضات عجیبه و گرسنگی های شدیده کشیده اند و در این طریق از ریاضات منع می نمایند، بلکه ریاضات را به واسطهٔ ظهور کشوف صوریه، مغرّ می دانند، عجب می نماید که در متابعت سنت، چگونه احتمال ضرر متصور شود؟

جواب: محبت اطوارا} که (چه کسی۔) گفته است که ریاضات در این طریقه ممنوع اند و از کجا شنیدید که ریاضات را مضر می دانند۔ در این طریق، دوام محافظت نسبت و التزام متابعت سنت۔ علیٰ صاحبها الصلوة والسلام والتحية۔ و سعی در ستر احوال و اختیار توسط حال و مراعات حد اعتدال در مطاعم و ملابس، از ریاضات شاقه و مجاهدات شدیده است۔

غایة مافی الباب: عوام کالانعام این امور را از ریاضات نمی شمرند و از مجاهدات نمی دانند۔ ریاضت و مجاهده نزد ایشان منحصر در گرسنگی است و کثرت جوع در نظر شان عظیم القدر است، زیرا که خوردن نزد این بهائم صفتان از اهم مهام است و از اعظم مقاصد، پس ناچار ترک آن، ریاضت شاقه بود و مجاهد شدیده باشد به خلاف دوام محافظت نسبت و التزام متابعت سنت۔ علی صاحبها الصلوة والتحية۔ و امثال آنها را در نظر عوام قدری نیست و اعتدادی نه، تا ترک اینها را از منکرات دانسته، تحصیل این امور را از ریاضات شمرند۔ پس لازم است بر اکابر این طریقت که درست را حوال می کوشند۔

ترک ریاضتی که در نظر عوام عظیم القدر است و باعث قبول خلق است و مستلزم شهرت است که متضمن آفت است و مثمر شرارت نمایند۔ قال علیه و علیٰ اله الصلوة و السلام بحسب امرء من الشر ان یشار الیه بالاصابع فی دین او دنیا الا من عصمه الله۔

نزد فقیر گرسنگی های دور و دراز از مراعات حد اعتدال در ماکولات، بسیار آسان است و یسر تمام دارد و می باید که ریاضت مراعات توسط حال، از ریاضت کثرت جوع زیاده است۔

حضرت والد بزرگوار۔ قدس سرہ۔ می فرمودند که در علم سلوک رساله (ای) دیده ام که در آنجا نوشته که در مأکولات، مراعات اعتدال نمودن و حد وسط نگاهداشتن، در وصول به مطلوب کافی است۔ با این مراعات هیچ احتیاج به ذکر و فکر نیست و الحق که در مطاعم و ملابس، بلکه در جمیع امور، توسط حال و میانه روی چه بلا (بسیار۔) زیبا است

نه چندان ب خور کز دهانت برآید		نه چندان که از ضعف جانت برآید

سوال دوم کا خلاصہ یہ ہے کہ بلند مرتبہ طریقہ نقشبندیہ میں متابعت سنت کا التزام ہے۔ حالانکہ آں سرور ﷺ نے عجیب ریاضتیں اور شدید قسم کی بھوک برداشت کی ہے۔ اور اس طریقہ میں ریاضتوں سے منع کرتے ہیں۔ بلکہ ریاضتوں کو صورتوں سے تعلق رکھنے والے کشفوں کے ظہور کی وجہ سے مضر جانتے ہیں۔ یہ معاملہ عجیب دکھائی دیتا ہے کہ متابعت سنت میں نقصان کا احتمال کیسے متصور ہوسکتا ہے۔؟

جواب: اے محبت کے نشانات والے کس نے کہا ہے کہ اس طریقے میں ریاضتیں ممنوع ہیں۔ اور آپ نے کہاں سے سن لیا ہے کہ یہ بزرگ ریاضتوں کو

مضر جانتے ہیں اس لیے کہ اس طریقہ میں نسبت کی دوام محافظت متابعت سنت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کا التزام اور احوال کے پوشیدہ رکھنے میں کوشش اعتدال کو اختیار کرنا۔ اور خورد ونوش اور لباس وغیرہ میں حد اعتدال کی رعایت ریاضات شاقہ اور مجاہدات شدیدہ میں سے ہے۔ غایۃ مافی الباب یہ ہے کہ عوام کالانعام ان امور کو ریاضات میں شمار نہیں کرتے۔ اور مجاہدات میں سے نہیں جانتے۔ ان کے نزدیک ریاضت ومجاہدہ بھوک میں منحصر ہے اور زیادہ بھوکا رہنا ان کی نگاہ میں بہت زیادہ وقعت رکھتا ہے۔ اس لیے کہ ان حیوان صفت لوگوں کے نزدیک کھانا پینا ہی تمام ضروری امور سے زیادہ ضروری ہے۔ اور بڑے مقاصد میں سے ہے تو اس کا چھوڑ دینا ان لوگوں کے نزدیک ریاضت شاقہ اور مجاہدہ شدیدہ متصور ہوتا ہے۔ بخلاف نسبت کی ہمیشہ حفاظت اور متابعت سنت علیٰ صاحبہا لصلوٰۃ والتحیۃ کی پابندی اور اس طرح کی اور باتوں کی عوام کی نظر میں کوئی قدر ووقعت نہیں۔ ان کے ترک کو برا جانتے ہوئے ان امور کے حاصل کرنے کو ریاضتیں قرار دیں۔ پس اس طریقے کے اکابر پر لازم ہے کہ اپنے احوال کو چھپانے کی کوشش کرتے رہیں۔ اس ریاضت کو ترک کر دیں۔ جو عوام کی نظر میں عظیم القدر ہے۔ اور قبولیت خلق کا باعث اور شہرت کو مستلزم اور اپنے اندر فتنے کو چھپائے ہوئے اور خرابی پیدا کرنے کا باعث ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔

بحسب امرء من الشر ان یشار الیه بالاصابع فی دین او دنیا الا من عصمه الله، برائی میں سے یہ بات انسان کے لیے کافی ہے کہ انگلیوں سے دین میں یا دنیا میں اس کی طرف اشارے کیے جائیں مگر وہ جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ (مشکوٰۃ شریف) فقیر کے نزدیک بہت زیادہ بھوک برداشت کرنا کھانے پینے کی اشیا میں حدِ اعتدال کی رعایت رکھنے کی نسبت زیادہ آسان اور سہل ہے۔ اور یہ فقیر بھی اعتقاد رکھتا ہے کہ حد اعتدال کی رعایت کی ریاضت کثرت جوع کی رعایت سے زیادہ ہے۔ حضرت والد بزرگوار قدس سرہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں نے علم سلوک میں ایک رسالہ دیکھا ہے۔ جس میں لکھا ہوا تھا۔ کہ کھانے پینے کی اشیا میں اعتدال کی رعایت کرنا اور درمیانی حد کو نگاہ رکھنا مطلوب تک پہنچنے کیلیے کافی ہے۔ اس رعایت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کسی ذکر وفکر کی حاجت نہیں۔ بلاشبہ کھانے پینے اور کپڑوں بلکہ تمام امور میں حد اعتدال اور میانہ روی پر قائم رہنا بہت ہی اچھا ہے۔

نه چندان ب خور کز دهانت برآید		**نه چندان که از ضعف جانت برآید**

ترجمہ: نہ اتنا زیادہ کھا کہ منہ سے باہر آنے لگے اور نہ اتنا کم کہ کمزوری سے جان ہی نکل جائے

حضرت حق۔ سبحانه و تعالیٰ۔ حضرت پیغمبر ما را۔ علیه و علیٰ اله الصلوة و اسلام۔ قوت چهل مرد عطا فرموده بود که با آن قوت تحمل بار گرسنگی های شاقه می نمودند و اصحاب کرام نیز به برکت صحبت خیر البشر۔ علیه و علیهم الصلوة والسلام و التحیة۔ تحمل این بار می فرمودند۔ هیچ فتوری و خللی در اعمال و افعال ایشان واقع نمی شد، با وجود گرسنگی، قدرت بر محاربهٔ اعداء برنهجی داشتند که قدرت سیر شکمان به عشر آن نرسد۔ از اینجا بوده که بست (بیست۔) کس از صابران، بر دویست کس از کفار غالب می آمدند و صد کس بر هزار کس غلبه می نمودند۔ و جوع کشان (آنانی که گرسنگی را تحمل می کنند۔) غیر از صحابه، نزدیک است که در اتیان آداب و سنن عاجز آیند، بلکه بسا است که از عهده اداء فرایض به تکلف بر آیند، بی قدرت، در این امر تقلید اصحاب کرام نمودن، در اتیان سنن و فرایض خود را عاجز ساختن است۔

منقول است که حضرت صدیق۔رضی اللہ عنہ۔تقلید آن سرور۔علیہ وعلیٰ الہ الصلوۃ والسلام۔نمودہ، صوم وصام اختیار کردندو از ضعف وناتوانی، بی اختیار بر زمین افتادند، آن سرور به طریق اعتراض فرمودند۔علیہ وعلیٰ الہ الصلوۃ والسلام۔کیست از شما مثل من نزد پروردگار خود، بیتوتت (شب گذاری۔) می کنم وطعام وشراب از آنجا می خورم۔پس بی قدرت، تقلید نمودن مستحسن نداشتند۔ وایضاً اصحاب کرام به برکت صحبت خیر الانام۔علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام۔از مضرت های خفیۂ کثرت جوع، محفوظ ومأمون بودندو دیگران را این حفظ وامن، میسر نیست۔

بیانش آن است که کثرت جوع البته صفابخش است۔جمعی را صفای قلب می بخشد وجمع دیگر را صفای نفس۔صفای قلب، هدایت افزای ونوربخش است وصفای نفس، ضلالت نماست وظلمت افزا۔

حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے پیغمبر ﷺ کو چالیس مردوں کی قوت عطا فرمائی تھی اور آپ اس قوت کی وجہ سے سخت بھوک کو برداشت کر لیتے تھے۔اور صحابہ کرام بھی خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی صحبت کی برکت سے اس بوجھ کو اٹھا لیتے تھے اور ان کے اعمال وافعال میں کسی قسم کی سستی اور خلل واقع نہیں ہوتا تھا۔اس طرح کی شدید بھوک کے باوجود دشمنوں کے خلاف جنگ کرنے کی ایسی قدرت رکھتے تھے کہ پیٹ بھر کر کھانے والے اس کے دسویں حصے کو نہیں پہنچ سکتے تھے۔اسی لیے یہ بات تھی کہ صبر کرنے والے بیس (۲۰) صحابہ رضی اللہ عنہم دو (۲) سو پر غالب آئے تھے۔اور غیر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بھوک کی مشقت اٹھانے والے نزدیک ہے۔کہ سنتیں اور مستحبات ادا کرنے سے بھی عاجز رہیں بلکہ بسا اوقات یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بمشکل ادائے فرائض سے عہدہ برآ ہوں قدرت کے بغیر اس بارے میں صحابہ کرام کی تقلید کرنا در اصل سنتوں اور فرائض کی ادائیگی سے اپنے آپ کو عاجز کرنا ہے۔

منقول ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ کی تقلید میں صوم وصال اختیار فرمایا۔اور ضعف وکمزوری سے بے اختیار زمین پر گر پڑے۔حضور ﷺ نے بطور اعتراض فرمایا تم میں سے میری مثل کون ہوسکتا ہے میں رات کو اپنے پروردگار کے پاس ہوتا ہوں۔کھانا پینا وہاں کھاتا ہوں تو آپ نے قدرت کے بغیر تقلید کرنا اچھا قرار نہ دیا۔نیز صحابہ کرام حضرت خیر الانام ﷺ کی صحبت کی برکت سے کثرت بھوک کے خفیہ نقصانات سے محفوظ اور مامون تھے۔اور دوسروں کو یہ حفظ وامن میسر نہیں ہے۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ کثرت جوع (بھوک) بے شک صفائی بخش ہے۔ایک گروہ کو قلب کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔اور دوسرے گروہ کو نفس کی صفائی۔قلب کی صفائی۔ہدایت اور نور میں اضافہ کرتی ہے اور نفس کی صفائی گمراہی اور تاریکی میں اضافہ کرتی ہے۔

فلاسفۂ یونان و "براهمه" و "جوگیه هند"، همه را ریاضت گرسنگی، صفای نفس بخشیده و به ضلالت و خسارت دلالت نموده۔ "افلاطون" بی خرد، اعتماد بر صفای نفس خود نموده، صور کشفیه خیالیۂ خود را مقتدای خود ساخته، عجب ورزید و به "حضرت عیسی روح الله"۔علی نبینا وعلیه الصلوۃ والسلام۔که در آن وقت مبعوث شده بود، نگروید و گفت: نحن قوم مهدیون لا حاجة بنا الیٰ من یهدینا۔اگر این صفای ظلمت افزای نمی داشت، صور کشفیه خیالیه، سد راه او نمی گشتند و از وصول به مطلب مانع نمی آمدند۔او به مظنۂ این صفا، خود را نورانی یافت۔ندانست که این صفا از پوست رقیقۂ امارۂ او نگذشته است و امارۂ او بر همان خبث و نجاست خود است بیش از این نیست که نجاست مغلظه را به شکر، غلاف رقیق نمایند۔

فلاسفہ یونان اور ہندوستان کے جوگیوں اور برہمنوں سب کو بھوک کی ریاضت نے صفائی نفس عطا کی۔اور گمراہی اور نقصان کا راستہ دکھایا۔بے عقل

افلاطون نے اپنی صفائی نفس پر اعتماد کرتے ہوئے خیالی اور کشفی صورتوں کو اپنا پیشوا ٹھہرایا۔ اور خود بینی اختیار کی۔ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا ﷺ پر جو اس وقت خدا کی طرف سے نبی برحق تھے۔ ایمان نہ لایا اور کہنے لگا۔ ہم ہدایت یافتہ قوم ہیں ہمیں کسی ہادی کی ضرورت نہیں۔ اگر اس کے نفس کی یہ صفائی ظلمت اور تاریکی میں اضافہ کرنے والی نہ ہوتی تو کشفی خیالی صورتیں اس کے لیے راستے کی رکاوٹ نہ بنتیں اور اسے مطلب تک پہنچنے سے نہ روکتیں۔ لیکن اس نے اپنی اس صفائی کے گمان میں پڑ کر اپنے آپ کو نورانی تصور کر لیا افلاطون نے یہ نہ جانا کہ یہ صفائی نفس امارہ کے باریک چمڑے سے آگے نہیں گزر سکی اور اس کا نفس امارہ اپنی پہلی نجاست اور خباثت پر قائم ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوا کہ نجاست غلیظہ پر شکر کا باریک غلاف چڑھ گیا۔

قلب که فی حد ذاته، پاکیزه است و نورانی، بر روی او زنگی از مجاورت نفس ظلمانی نشسته است، به اندک تصفیه به حالت اصلی، رجوع می نماید و نورانی می گردد و به خلاف نفس که فی حد ذاتها، خبیث است و ظلمت، صفت ذاتی اوست، تازمانی که به سیاست قلب، بلکه به متابعت سنت و اتباع شریعت۔ علی صاحبها الصلوة والسلام و التحیة۔ بلکه به محض فضل خدا وندی۔ جل سلطانه۔ مزکی و مطهر نگردد و خبث ذاتی او زایل نگردد، فلاح و بهبود از وی متصور نیست۔

"افلاطون" از کمال جهل، صفای خود را که به امارهٔ او تعلق داشت، در رنگ صفای قلب "عیسوی" انگاشت ناچار خود را نیز مهذب و مطهر در رنگ او خیال کرده، از دولت متابعت او۔ علیٰ نبینا و علیه الصلوة و السلام۔ محروم ماند و به داغ خسارت ابدی متسم، گشت۔ اعاذنا الله سبحانه من هذا البلاء۔

و چون این مضرت در نهاد جوع مکمون بوده، اکابر این طریقه۔ قدس الله تعالیٰ اسرارهم۔ ریاضت جوع را ترک نموده، در مطعومات به ریاضت اعتدال و مجاهدهٔ توسط حال، دلالت نمودنه و منافع جوع را به احتمال این ضرر عظیم الخطر ترک کردند و دیگران منافع جوع را ملاحظه نموده، چشم از مضار آن پوشیدند و به جوع ترغیب نمودند۔

مقرر عقلاست که به احتمال ضرر، منافع کثیره را می توان گذاشت۔ نزدیک به این مقاله است، آنچه علما فرموده اند۔ شکر الله تعالیٰ۔ که اگر امری دایر باشد میان سنت و بدعت، ترک بدعت بهتر است از اتیانِ سنت، یعنی در بدعت احتمال ضرر است و در سنت، توقع منافع۔ پس احتمال ضرر را بر توقع منافع ترجیح داده، ترک بدعت باید نمود، پس عجیب نباشد که در اتیانِ سنت، ضرری از راه دیگر پیدا شود۔ حقیقت این سخن آن است که آن سنت گویا موقت به آن قرن است، چون توقیت آن را به واسطهٔ دقت و خفا جمعی در نیافته اند، مبادرت در تقلید آن نموده اند و جمع دیگر آن را موقت دانسته، تقلید نورزیده اند۔ والله سبحانه اعلم بحقیقة الحال۔

قلب جو اپنی ذات میں پاکیزہ اور نورانی ہے اس کے چہرے پر رنگ اور میل کچیل تاریک نفس کی ہمسائیگی سے بیٹھ گیا تھوڑی سی صفائی سے اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹ کر آ سکتا ہے۔ اور نورانی ہو جاتا ہے۔ بخلاف نفس کے چوں کہ وہ اپنی فطرت اور جبلت میں خبیث ہے۔ تاریکی اس کی ذاتی صفت ہے۔ جب تک قلب کی ریاست کے تحت بلکہ مطابقت سنت اور اتباع شریعت علی صاحبها الصلوٰة والسلام والتحیة بلکہ محض فضل خداوندی جل سلطانہ سے مزکی او رمطہر (پاک صاف) نہ ہو۔ اس کا خبث ذاتی دور نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی فلاح و بہبود متصور نہیں ہو سکتی۔ افلاطون نے کمال نادانی کے باعث اپنی صفائی کو جو نفس

امارہ سے تعلق رکھتی تھی، صفائی قلب عیسوی کی طرح خیال کیا۔ اس بنا کی خوامخواہ اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح مہذب اور پاک خیال کرلیا۔ اور حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ السلام کی دولت متابعت سے محروم رہا۔ اور نقصان ابدی کے داغ سے داغدار ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ سبحانہ ہمیں اس بلا سے پناہ میں رکھے۔

اور جب یہ نقصان بھوک کی تہہ میں پوشیدہ ہے تو اس طریقہ کے اکابر قدس اللہ واسرارہم نے ریاضت بھوک کو ترک کر کے کھانے پینے کی چیزوں میں ریاضت اعتدال اور میانہ روی کے مجاہدے کا راستہ دکھایا اور بھوک کے فائدوں کو اس عظیم الخطر نقصان کے احتمال کے باعث ترک کر دیا دوسروں لوگوں نے بھوک کے فوائد کا ملاحظہ کرتے ہوئے اس کے نقصانات سے آنکھ بند کرلی۔ اور بھوک کی ترغیب دینے میں مصروف ہوگئے۔ عقل مندوں کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ نقصان کے احتمال کی خاطر منافع کثیرہ کو چھوڑا جاسکتا ہے۔ اسی گفتگو کے نزدیک ہے وہ بات جو علمائے کرام شکر اللہ تعالیٰ سعیھم نے فرمائی ہے۔ کہ اگر ایک کام سنت اور بدعت کے درمیان دائر ہو تو ادائے سنت سے ترک بدعت بہتر ہے۔ یعنی بدعت میں نقصان کا احتمال ہے اور سنت میں نفع کی توقع ۔ تو ضرر کے احتمال کو نفع کی توقع پر ترجیح دیتے ہوئے بدعت کو چھوڑ دینا چاہیے۔ کیونکہ کوئی عجب نہیں کہ ادائے سنت میں کسی اور راستے سے نقصان واقع ہوجائے۔ اس بات کی حقیقت یہ ہے کہ کہ وہ سنت گویا حضور علیہ السلام کے زمانے کے ساتھ خاص ہے۔ جبکہ وقت کی اس تعین کو باریکی اور خفا کے سبب ایک گروہ نے پایا تو اس کی تقلید میں سبقت کرنے لگے۔ اور دوسرے گروہ نے اس تعیین کو جانتے ہوئے اس کی تقلید سے کنارہ کشی اختیار کی۔ واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب، ۳۱۳، ج،۱، ص ۷۶۴ تا ۷۷۴ مرکز پخش: زاھدان، خیابان خیام، صدیقی، تہران)

لقمہ حلال:

حضرت مولانا شہاب الدین نواسہ حضرت سید امیر حمزہ بن حضرت سیدی شیخ الشیوخ سید امیر کلال قدس سرہ، متوفی، ۷۷۲ھ، فرماتے ہیں:

ودیگر بدانید کہ پاکیِ دل وزبان وتن از لقمۂ حلال است از برائے آنکہ معدۂ آدمی حوض دانید کہ دروے آبِ پاک جمع شدہ است ودر جویہائے وے آبِ پاک روان است وھر گل ومیوہ کہ ازان آب پیدا می شود آن پاک بود وبا منفعت باشد۔ وچنانکہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند کہ ھر کہ چھل روز لقمۂ حلال بخورد حق تعالیٰ چشمہائے علم وحکمت را بر دل وزبان وے کشادہ گرداند ودلش روشن می سازد واین وقتے میسر شود کہ او تقویٰ را شعار روزگار خود می گرداند

ترجمہ: نیز (فرمایا) جان لو کہ دل، زبان اور جسم حلال لقمہ سے پاک بنتے ہیں، لہٰذا آدمی کے معدہ کو حوض سمجھو۔ اگر اس میں پاک پانی جمع ہے تو اس کی ندیوں (رگوں) میں پاک پانی جاری ہے۔ اس پانی سے جو پھول اور میوہ پیدا ہوتا ہے، وہ (بھی) پاک ہے اور نفع بخش ہے۔ جیسا کہ حضرت رسالت (مآب) ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی چالیس روز حلال لقمہ کھائے، حق تعالیٰ علم وحکمت کی آنکھیں اس کے دل وزبان پر کھول دیتا ہے اور اُس کے دل کو روشن بنا ڈالتا ہے۔ اور یہ تب نصیب ہوتا ہے جب وہ (آدمی) تقویٰ کو اپنے حال کا شعار بنالیتا ہے:

تقویٰ وخوف وترس واخلاص وزھد وعلم		صبر و یقین و طاعت و خیرات بر دوام
عھد وفا وصدق وسخا وصفا وحلم		مردی ومردمی و نکوئی بہ خاص وعام

اینها همه صفات کمال اند در روش		مرد آن زمان شوی که شوی در روش تمام

ترجمہ: تقویٰ وخوف، ترس اور اخلاص اور زہد وعلم، صبر ویقین اور طاعت وخیرات کا ہمیشہ ہونا۔

عہدِ وفا، صدق وسخاوت اور پاکیزگی وبردباری، انسانیت وآدمیت اور نیکی ہر خاص وعام کے ساتھ کرنا۔

یہ سب زندگی میں کمال کی صفات ہیں، تو تب (حقیقی) مرد بنے گا جب یہ سب تیرے کردار میں موجود ہوں گی۔

(آگاہی سید امیر کلال قدس سرہ، ص، ۵۱، ۵۲، خواجہ پرنٹرز اینڈ پبلیشرز، کراچی)

حضرت مؤید الدین بیرنگ خواجہ محمد باقی باللہ، کابلی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۱۳ھ، لکھتے ہیں:

فرمودند که در فوائد الفواد دیده شده است که اوائل حال روزگاری ابراهیم ادهم قدس ره قوت خود بهیزم کشی میکرده اند دران ایام از عباد مردے بملازمت ایشان امده است که تمام شب قیام کردی برایشان تحقیق شده که لقمه او پریشان است، باو فرموده اند یتوانی که روزے چند از طعام بابخودی ولی راضی شده در دوسه روز ببرکت لقمۂ پاک کار اویجائے رسید که درسنن موکده هم تقاعدی از و، فهیمده مے شد انتهی کلامه سلمه الله تعالیٰ و ابقاء ظاهر قیام او نفسانی فود و بطفیل لقمۂ پاک نفسا ینهتانا بود گشته بجائے او حقانیت متولد شد باشد۔

ترجمہ: پھر حضور نے فرمایا۔ کہ فوائد الفواد میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ ابتداء حال میں لکڑیاں بیچ کر اپنا وقت حاصل کرتے تھے۔ انہی دنوں میں ایک عابد مردان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جو تمام رات قیام میں گذار دیتا تھا۔ حضرت ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ کو ثابت ہوا۔ کہ اس کا کھانا شبہ کا ہے۔ اس کو فرمایا۔ کہ کیا اچھا ہو۔ کہ اگر تو چند روز تک ہمارے ہاں کھانا کھائے۔ وہ راضے ہوگیا۔ دو تین دن میں ہی لقمۂ پاک کی برکت سے اس کا کام یہاں تک ڈھیلا پڑ گیا۔ کہ سنت موکدہ بھی اس سے بمشکل ادا ہونے لگیں۔ فقط حضور کا کلام ختم ہوا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا قیام نفسانی تھا۔ لقمہ پاک کی برکت سے نفسانیت اڑ گئی۔ اور اُس کی بجائے حقانیت آ گئی۔

(کلیات باقی باللہ، یعنی مجموعۂ کلام ورسائل وملفوظات ومکتوبات، ص، ۲۶، ۲۷، ملک دین محمد اینڈ سنز، اشاعت منزل بل روڈ، لاہور)

محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ، متوفی، ۱۰۵۴ھ، لکھتے ہیں:

و احتیاط در لقمه تا بحدی میفر مودند که هدیه که میر سید اگر چه آنرا بحکم حدیث صحیح نَحن لانردُّ الهدیة رو نمیکر دند اما آنرا بخصوصه خرج هم نمیکر دند بل از محل اطیب قرض حسنه میگر فتند و در بدل آن آنرا میدادند که بحکم فقهاء آن درجه دیگر و رحلت پیدا میکند و تاکید تمام میفر مودند که پزنده طعام بوضو بود بل از ارباب حضور و صفا باشد دهنگام طنج بحف دنیاوی نه پر دازد و میفر مودند از لقمه که بی حضور و احتیاط خورده شود ددوی میخیز د که مجاری فیض رامی بندود ارواح طیبه که وسیله فیض اند مقابل قلب نشوند و همه مُریدان را برین احتیاط ترغیب میفر مودند و جمعی که فی الجمله مسامحت دران جائز میداشتند ضرر آن را در احول آنان معائنه می نمودند روزی یکی از درویشان صاحب حال و کشف آمده معروض داشت که در کار خود بستگی می بینم و در باطن کدورت می یابم ندانم چه تقصیر از من سرزده آنحضرت مُتوجّه شده فرمودند در لقمه بی احتیاطی رفته است او معروض داشت که لقمه همان لقمه، هر روزه است ایشان فرمودند رفته نیک تفحص نمائی که غیر ازین معلوم نمیشود البته در جزوی از اجزاء آن فتوری رفته چون

نیک تفتیش نمود معلوم شد کہ دوسہ ۳ چوبی برای سوختن کہ نہ ازان چوبہای احتیاطے بودہ داخل کردہ بودند و کذلک درہمہ امور عمل ایشان برغریمت و اولی بودہ

ترجمہ: اورلقمۂ حلال میں آپ اس قدر احتیاط فرماتے کہ جو کچھ ہدیہ (تحفہ) آپ کے پاس آتا اگرچہ حدیث پاک: ہم ہدیہ واپس نہیں کرتے۔ کے حکم کے مطابق آپ اسے ردنہیں کرتے تھے لیکن اسے خاص طور پر خرچ بھی نہیں کرتے تھے بلکہ غیر مشکوک جگہ سے قرض لے کر وہ قرض اس ہدیہ سے ادا کرتے تھے، کیونکہ فقہاء نے لکھا ہے کہ ایسی صورت میں اس سے حلت پیدا ہوجاتی ہے۔ اور آپ سخت تاکید فرماتے کہ کھانا پکانے والا باوضو ہو بلکہ اہل فکر و اہل صفا میں سے ہو۔ اور کھانا پکاتے وقت وہ دنیا کی باتیں نہ کرے۔ اور آپ فرماتے تھے کہ جو لقمہ بغیر ذکر اور بغیر احتیاط کے کھایا جاتا ہے اس سے ایک قسم کا دھنواں اٹھتا ہے جو فیض کے راستے کو بند کردیتا ہے اور ارواح طیبہ جو فیض کا ذریعہ ہیں ایسے شخص کے قلب کے سامنے نہیں آتیں۔ آپ سبھی مریدوں کو اس احتیاط کی ترغیب فرماتے تھے اور جو لوگ اس معاملے میں تسامح کو جائز جانتے تھے اس بے احتیاطی کے ضرر کو ان کے باطنی احوال میں آپ معائنہ فرمالیتے تھے۔ ایک روز ایک صاحب حال اور صاحب کشف آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں اپنے معاملے میں انقباض پاتا ہوں۔ اور اپنے باطن میں کدورت دیکھتا ہوں۔ معلوم نہیں کہ مجھ سے ایسا کون سا قصور سرزد ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ لقمہ میں احتیاط نہیں کی گئی۔ اس نے عرض کیا کہ لقمہ تو وہی ہر روز کا لقمہ ہے۔ آپ نے فرمایا، جاکر معلوم کرو، کیونکہ سوائے اس کے کوئی اور وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ بے شک جزوی طور پر کوئی نقص واقع ہوگیا ہے۔ جب اس نے اچھی طرح تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ کھانے پکانے میں جو لکڑیاں جلائی گئی تھیں ان میں دو تین لکڑیاں وہ بھی تھیں جو مشکوک تھیں (حلال ذریعے کی نہیں تھیں) اس طرح آپ کے تمام معاملات میں عزیمت اور افضلیت ملحوظ رہتی تھی۔

(برکات احمدیہ، نام دگر زبدۃ المقامات، ص، ۲۵، ناشر المکتبۃ ایشیق، استانبول، ترکیہ)

شکرگزاری کی نیت سے مزیدار کھانا بنانا:

حضور سیدی مرزا مظہر جان جانان علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اگر شکرگزاری کی نیت سے کھانا مزیدار بنائے تو بہتر ہے، کیونکہ بدمزگی کی صورت میں تہ دل سے شکر ادا نہیں ہوتا۔ لذیذ طعام میں بے مزہ پانی کی آمیزش کرنا نعمت الٰہی کو خاک میں ملانے کے برابر ہے۔ حضرت پیغمبر خدا ﷺ مرغوب کھانا تناول فرماتے تھے، اگر رغبت نہ ہوتی تو تناول نہ فرماتے۔ ہمارے نفس حضرت جنید علیہ الرحمۃ اور حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کی طرح نہیں ہیں کہ کڑواہٹ کو بھی مٹھاس ہی خیال کریں اور کہیں کہ **"الصبر تجرع المراد بلاعبوسۃ الوجہ"** (یعنی ناک منہ چڑھائے بغیر تلخی کو پی لینے کا نام صبر ہے)۔ وہ شکر جو محض زبان سے کیا جائے، صبر کی ایک قسم ہے جس کا اثر روح تک ہوتا ہے۔

(خانقاہ مظہریہ نقشبندیہ، ص: ۲۲۲)

معارف آگاہی مولانا جلال الدین، رومی، بلخی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۲ھ، لکھتے ہیں:

لقمہ و نکتہ ست کامل را حلال		تو نۂ کامل مخور مے باش لال

ترجمہ: (طعامِ لذیذ کا) لقمہ (گو بظاہر غذائے نفس ہو) اور (تصوف کا) نکتہ (اگرچہ اس کا بیان بظاہر خلافِ شرع ہو) کامل کے لئے (دونوں) حلال ہیں۔ تم کامل نہیں ہو اس لئے اس لقمے کو مت کھاؤ اور نہ وہ نکتہ منہ سے نکالو بلکہ) گونگے بن کر رہو۔

(مفتاح العلوم، دفتر اول، ص، ۵۶۰)

کھانا اس طرح نہ کھائیں کہ کوئی آنکھ ہم کو دیکھ رہی ہو:

کہ ہم کھانا اس طرح نہ کھائیں کہ کوئی آنکھ ہم کو (کھاتے ہوئے) دیکھ رہی ہو۔ خواہ وہ نوکر ہو یا کتا، بلی۔ خصوصاً اگر یہ بھوکے ہوں۔ (تب تو ان کے سامنے ہرگز نہ کھانا چاہیے) اور وجہ (اس کی) یہ ہے کہ بعض نگاہوں میں ایک زہر ہوتا ہے جو اس سے نکل کر ہر مقابل چیز میں سرایت کر جاتا ہے۔ خاص کر دھوپ میں (تو جلدی اثر ہوتا ہے) دوسرے اس میں بھوکے پر رحم بھی ہے، خصوصاً بلی پر، کیونکہ وہ کمزور بھی ہے، اور اپنے پاس کھانے کے لیے کچھ ذخیرہ بھی جمع نہیں کرتی۔

اور عزیز من! ذرا سوچو تو کہ کتا اور بلی (کھاتے ہوئے) تم کو کس طرح گھورتے ہیں۔ جب تم لقمہ منہ کی طرف لیجاتے ہو تو وہ اپنا سر اونچا کرتے ہیں اور جب تم اس کو منہ میں رکھ لیتے ہو تو سر جھکا کر مایوس ہو جاتے ہیں کہ یہ لقمہ تم ان کی طرف نہیں پھینکو گے۔ پس سلامتی کا طریقہ یہ ہے کہ یا تو تم اس منہ تکنے والے کو بھی اپنے ساتھ کھانے میں شریک کر لو یا ان سے چھپ کر کھاؤ اور کھانے سے فارغ ہو کر بچا کھچا ان کو دیدو۔ اور عزیز من! سب سے بڑھ کر تمہارے خادم کو مصیبت کا سامنا اس وقت ہوتا ہے جب کہ رمضان میں وہ روزہ دار ہو، اور افطار کے وقت تم کو اور تمہاری اولاد اور دوستوں کو کھاتے ہوئے دیکھتا ہو اور اس انتظار میں ہو کہ ان سے کچھ بچے تو میں بھی کھاؤں۔ عزیز من! ایسے وقت میں خادم کو ایک جدا برتن میں کھانا دیدینا چاہیے تا کہ وہ بھی تمہارے ساتھ ساتھ کھاتا رہے۔ اور تمہارے فارغ ہونے کے ساتھ ہی فارغ ہو جاوے۔

(ہم سے عہد لیا گیا ہے، ص، ۳۶۵)

علماء وصالحین کو عمدہ کپڑے پہنتے اور لذیذ غذائیں کھاتے دیکھ کر جلدی سے ان پر اعتراض نہ کریں

(ہم سے عہد لیا گیا ہے) کہ علماء وصالحین کو عمدہ کپڑے پہنتے اور لذیذ غذائیں کھاتے دیکھ کر جلدی سے ان پر انکار (واعتراض) نہ کیا کریں، کیونکہ بعضے امراء (وسلاطین) کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے (سچے) غلام ہیں جیسا کہ بعضے غلاموں کی صورت میں بادشاہ ہیں، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو عبدیت کا خلعت پہناتے ہیں تو اسے پہن کر وہ اس طرح نکلتا ہے کہ اپنے دل میں غلام ہوتا ہے اور دیکھنے والوں کی آنکھوں میں آقا (معلوم) ہوتا ہے۔

جب یہ خلعت (عبدیت) ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنایا گیا تو لوگ ان کو دیکھ کر کھڑے ہونے اور ان کے کپڑوں سے برکت حاصل کرنے لگے، بعض درویشوں نے حضرت ابو یزید سے عرض کیا کہ آپ لوگوں کو اپنے کپڑوں سے برکت حاصل کرنے کا موقعہ کس طرح دیتے ہیں (اور آپ کو اپنے لباس کی یہ تعظیم کیونکر گوارا ہے؟) فرمایا وہ مجھ سے (یا میرے لباس سے) برکت حاصل نہیں کرتے، بلکہ وہ میرے پروردگار کی اس خلعت سے برکت حاصل کرتے ہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے آراستہ فرمایا ہے۔ اس کو سمجھ جاؤ (اور بے سمجھے بوجھے کاملین پر اعتراض کرنے میں جلدی نہ کرو ۱۲)

(ہم سے عہد لیا گیا ہے، ص، ۵۹۷)

باب نمبر ۸۵

سوال: (۱۹۸) سیّدہ کا غیر سیّد سے نکاح کرنا جائز ہے:

مفسر قرآن علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری، قرطبی علیہ الرحمۃ، متوفی ۶۷۱ھ، لکھتے ہیں:

السادسة- قَوْلِهِ تَعَالَى: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقاكُمْ وَقَدْ تَقَدَّمَ فِي سُورَةِ الزُّخْرُفِ عِنْدَ قَوْلِهِ تعالى: وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقَوْمِكَ (الزخرف، ۴۴) .وَفِي هَذِهِ الْآيَةِ مَا يَدُلُّكَ عَلى أَنَّ التَّقْوَى هِيَ المُرَاعَى عِنْدَ اللهِ تَعَالَى وَعِنْدَ رسوله دون الحسب والنسب. وقرى أن بالفتح. كأنه قيل: لم لا يتفاخر بالأنساب؟ قِيلَ: لِأَنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ لَا أَنْسَبُكُمْ. وَفِي الترمذيّ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:] الحسب المالُ وَالكَرَمُ التَّقْوَى [. قَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ. وَذَلِكَ يَرْجِعُ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقاكُمْ، وَقَدْ جَاءَ مَنْصُوصًا عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:] مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ أَكْرَمَ النَّاسِ فَلْيَتَّقِ اللهَ[. وَالتَّقْوَى معناها مُرَاعَاةُ حُدُودِ اللهِ تَعَالَى أَمْرًا وَنَهْيًا، وَالِاتِّصَافُ بِما أَمَرَكَ أَنْ تَتَّصِفَ بِهِ، وَالتَّنَزُّهُ عَمَّا نَهَاكَ عَنْهُ. وَقَدْ مَضَى هَذَا فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ. وَفِي الخبر مِنْ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:] أَنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنِّي جَعَلْتُ نسبا وجعلتم نَسَبًا فَجَعَلْتُ أَكْرَمَكُمْ أَتْقَاكُمْ وَأَبَيْتُمْ إِلَّا أَنْ تقولوا فلان بن فُلَانٍ وَأَنَا الْيَوْمَ أَرْفَعُ نَسَبِي وَأَضَعُ أَنْسَابَكُمْ أَيْنَ الْمتقون أَيْنَ الْمتقون[. وَرَوَى الطَّبَرِيُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:] إِنَّ أَوْلِيَائِيَ الْمتقون يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنْ كَانَ نَسَبٌ أَقْرَبَ مِنْ نَسَبٍ يَأْتِي النَّاسُ بِالْأَعْمَالِ وَتَأْتُونَ بِالدُّنْيَا تحملونها عَلى رِقَابِكُمْ تَقُولُونَ يَا محمّد فَأَقُولُ هَكَذَا وَهَكَذَا[. وَأَعْرَضَ فِي كُلِّ عِطْفَيْهِ. وَفِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُولُ: إِنَّ آلَ أَبِي لَيْسُوا لِي بِأَوْلِيَاءَ إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟

فَقَالَ: يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ «قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: فَأَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاهُمْ فَقَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، فَقَالَ: عَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ؟ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا وَأَنْشَدُوا فِي ذَلِكَ:

مَا يَصْنَعُ الْعَبْدُ بِعِزِّ الْغِنَى		وَالْعِزُّ كُلُّ الْعِزِّ للمتقى
من عرف الله فلم تفنه		مَعْرِفَةُ اللهِ فَذَاكَ الشَّقِي

ترجمہ: مسئلہ نمبر ۶: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ، سورۂ زخرف میں یہ بحث: وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقَوْمِكَ ۔ کے تحت گذر چکی ہے۔اس آیت میں یہ چیز موجود ہے جو تیری اس امر پر راہنمائی کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں تقوی کی ہی رعایت کی جاتی ہے حسب اور نسب کی رعایت نہیں کی جاتی۔ اسے انّ پڑھا گیا ہے گویا کہا گیا: وہ انساب پر کیوں فخر کرتے ہیں؟ ایک قول یہ کہا گیا ہے: اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے سب سے معزز تم میں سے سب سے متقی ہیں تم میں سے نسب والے معزز نہیں۔

ترمذی میں حضرت سمرہ ﷺ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حسب مال ہے اور کرم تقوی ہے''۔ کہا: یہ حدیث غریب صحیح ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف ہی راجع ہے اور نبی کریم ﷺ سے یہ نص آئی ہے: جو یہ پسند کرے کہ وہ لوگوں میں سے زیادہ محترم ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔تقویٰ سے مراد ہے امر و نہی میں اللہ تعالیٰ کی حدود کی رعایت کرنا اور اس چیز سے متصف ہونا جس سے متصف ہونے کا حکم دیا اور اس سے بچنا جس سے تجھے منع کیا۔ یہ بحث کئی مواقع پر گذر چکی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے ایک روایت مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میں نے نسب بنایا اور تم نے بھی نسب بنایا، میں نے نسب بنایا تم میں سے سب سے معزز وہ ہوگا جو تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہوگا اور تم نے انکار کر دیا مگر یہ کہ تم کہو: فلاں بن فلاں، میں آج اپنے بنائے گئے نسب کو بلند کروں گا اور تمہارے نسبوں کو پست کروں گا متقی کہاں ہیں؟ متقی کہاں ہیں؟۔

طبری نے حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے روز میرے اولیاء متقین ہوں گے اگرچہ کوئی نسب میرے نسب کے زیادہ قریبی ہو لوگ اعمال لائیں گے اور تم دنیا لاؤ گے جو تم اپنی گردنوں پر اٹھائے ہوئے ہو گے تم کہو گے: اے محمد! میں اس طرح اس طرح کروں گا'' اور اپنی دونوں جانب اعراض کیا۔

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو ﷺ کی حدیث ہے کہ میں نے راز داری کے عالم میں نہیں بلکہ بلند آواز سے آپ کو کہتے ہوئے سنا: میرے والد کی آل میرے اولیاء نہیں بے شک میرا ولی اللہ اور نیک مؤمن ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: لوگوں میں سے سب سے معزز کون ہے؟ فرمایا: ''یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ﷺ۔ عرض کی: ہم نے اس بارے میں آپ سے نہیں پوچھا فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے معزز ان میں سے متقی ہیں'' عرض کی: ہم یہ بھی آپ سے نہیں پوچھ رہے فرمایا: ''تم عرب کے معاون کے بارے میں پوچھتے ہو؟ ان میں سے دور جاہلیت میں جو بہترین تھے وہ دور اسلام میں بہتر ہیں جب وہ دین سمجھ جائیں'' علماء نے یہ اشعار پڑھے:

مَا يَصْنَعُ الْعَبْدُ بِعِزِّ الْغِنَى		وَالْعِزُّ كُلُّ الْعِزِّ لِلْمُتَّقِي
من عرف الله فلم تغنه		مَعْرِفَةُ اللهِ فَذَاكَ الشَّقِي

ترجمہ: بندہ مال و دولت کی عزت کو کیا کرے گا عزت تو سب کی سب متقی کے لئے ہے۔

جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اسے کوئی فائدہ نہ دے تو وہ بد بخت ہے۔

(تفسیر القرطبی، سورۃ الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۳، ج ۱۶، ص ۲۲۵، ۲۲۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

مفسر قرآن علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری، قرطبی علیہ الرحمۃ، متوفی ۶۷۱ھ، لکھتے ہیں:

السَّابِعَةُ- ذَكَرَ الطَّبَرِيُّ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْعَطَّارُ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْدَلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ: تَزَوَّجَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ امْرَأَةً فَطَعِنَ عَلَيْهَا فِي حَسَبِهَا، فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِي لَمْ أَتَزَوَّجْهَا لِحَسَبِهَا إِنَّمَا تَزَوَّجْتُهَا لِدِينِهَا وَخُلُقِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا يَضُرُّكَ أَلَّا تَكُونَ مِنْ آلِ حَاجِبِ بْنِ زُرَارَةَ .«ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى جَاءَ بِالْإِسْلَامِ فَرَفَعَ بِهِ الْخَسِيسَةَ وَأَتَمَّ بِهِ النَّاقِصَةَ وَأَذْهَبَ بِهِ اللَّوْمَ فَلَا لَوْمَ عَلَى مُسْلِمٍ إِنَّمَا اللَّوْمُ لَوْمُ الْجَاهِلِيَّةِ .« وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَعْلَمَكُمْ بِمَا أَتَّقِي وَلِذَلِكَ كَانَ أَكْرَمَ الْبَشَرِ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى. قَالَ ابْنُ الْعَرَبِي: وَهَذَا الَّذِي لَحَظَ مَالِكٌ فِي الْكَفَاءَةِ فِي النِّكَاحِ. رَوَى عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مَالِكٍ: يَتَزَوَّجُ الْمَوْلَى الْعَرَبِيَّةَ، وَاحْتَجَّ بِهَذِهِ الْآيَةِ. وقال أبو حنيفة والشافعي: يُرَاعَى الْحَسَبُ وَالْمَالُ. وَفِي الصَّحِيحِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ- وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- تَبَنَّى سَالِمًا وَأَنْكَحَهُ هِنْدًا بنت أخيه الوليد بن عتبة ابن رَبِيعَةَ، وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَضُبَاعَةُ بِنْتُ الزُّبَيْرِ كَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ. قُلْتُ: وَأُخْتُ عَبْدِ الرَّحْمنِ بْنِ عَوْفٍ كَانَتْ تَحْتَ بِلَالٍ. وَزَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ كَانَتْ تَحْتَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ. فَدَلَّ عَلَى جَوَازِ نِكَاحِ الْمَوَالِي الْعَرَبِيَّةَ، وَإِنَّمَا تُرَاعَى الْكَفَاءَةُ فِي الدِّينِ. والدليل عَلَيْهِ أَيْضًا مَا رَوَى سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ فِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: «مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا «؟ فَقَالُوا: حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ يُسْمَعَ. قَالَ: ثُمَّ سَكَتَ، فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: «مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا «قَالُوا: حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَلَّا يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَلَّا يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ أَلَّا يُسْمَعَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هَذَا «. وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِمَالِهَا وَجَمَالِهَا وَدِينِهَا- وَفِي رِوَايَةٍ- وَلِحَسَبِهَا فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ « وَقَدْ خَطَبَ سَلْمَانُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ ابْنَتَهُ فَأَجَابَهُ، وخطب إلى عمر ابنته فَالْتَوَى عَلَيْهِ، ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُنْكِحَهَا فَلَمْ يَفْعَلْ سَلْمَانُ. وَخَطَبَ بِلَالٌ بِنْتَ الْبُكَيْرِ فَأَبَى إِخْوَتُهَا، فقال بِلَالٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَاذَا لَقِيتُ مِنْ بَنِي الْبُكَيْرِ، خَطَبْتُ إِلَيْهِمْ أُخْتَهُمْ فَمَنَعُونِي وَآذَوْنِي، فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من أجل بلال، فَبَلَغَهُمُ الْخَبَرُ فَأَتَوْا أُخْتَهُمْ فَقَالُوا: مَاذَا لَقِينَا بك مِنْ سَبَبِكِ؟ فَقَالَتْ أُخْتُهُمْ: أَمْرِي بِيَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَزَوَّجُوهَا. وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَبِي هِنْدٍ حِينَ حَجَمَهُ: «أَنْكِحُوا أَبَا هِنْدٍ وَأَنْكِحُوا إِلَيْهِ .«وَهُوَ مَوْلَى بَنِي بَيَاضَةَ. وَرَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا هِنْدٍ مَوْلَى بَنِي بَيَاضَةَ كَانَ حَجَّامًا فَحَجَمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَنْ صَوَّرَ اللَّهُ الْإِيمَانَ فِي قَلْبِهِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى أَبِي هِنْدٍ«. وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنْكِحُوهُ وَأَنْكِحُوا إِلَيْهِ .«قَالَ الْقُشَيْرِيُّ أَبُو نَصْرٍ: وقد يعتبر النسب فِي الْكَفَاءَةِ فِي النِّكَاحِ وَهُوَ الِاتِّصَالُ بِشَجَرَةِ النُّبُوَّةِ أَوْ بِالْعُلَمَاءِ الَّذِينَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، أَوْ بِالْمَوْصُوفِينَ فِي الزُّهْدِ وَالصَّلَاحِ. وَالتَّقِيُّ الْمُؤْمِنُ أَفْضَلُ مِنَ الْفَاجِرِ النَّسِيبِ، فَإِنْ

كَانَا تَقِيَّيْنِ فحينئذ يقدم النسيب منهما، كما تقدم الشَّابُّ عَلَى الشَّيْخِ فِي الصَّلَاةِ إِذَا استَوَيَا في التقوى۔۔

ترجمہ: مسئلہ نمبر ۷:۔طبری نے یہ ذکر کیا ہے کہ عمر بن محمد، عبید بن اسحاق، عطار سے وہ مندل بن علی سے وہ ثور بن یزید سے وہ سالم بن ابی جعد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک انصاری نے ایک عورت سے شادی کی تو اس عورت پر اس کے حسب میں طعن کیا گیا اس آدمی نے کہا: میں نے اس کے حسب کی وجہ سے اس سے شادی نہیں کی میں نے اس سے شادی اس کے دین اور خلق کی وجہ سے کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تجھے یہ چیز کوئی تکلیف نہیں دیتی کہ وہ حاجب بن زرارہ کی آل میں سے نہ ہو'' پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اسلام لے آیا ہے اس کے ذریعے اس نے خسیسہ کو بلند کر دیا، ناقصہ کو مکمل کر دیا ہے اس کے ذریعے ملامت کو دور کر دیا مسلمان پر کوئی ملامت تو جاہلیت کی ملامت ہے''۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور جس چیز سے میں بچتا ہوں اس کے بارے میں تم سے زیادہ آگاہ ہوں۔ اسی وجہ سے آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز تھے۔ ابن عربی نے کہا: یہی وہ چیز ہے جسے امام مالک نے نکاح میں کفو کے طور پر معتبر جانا ہے۔ عبداللہ نے امام مالک سے روایت نقل کی ہے کہ غلام عربی عورت سے شادی کر سکتا ہے اور اس آیت سے استدلال کیا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حسب اور مال کا بھی خیال رکھا جائے گا۔ صحیح میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت مروی ہے کہ حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ جو ان صحابہ میں سے تھے جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے نے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا متبنی بنایا اور اس کی شادی اپنی بھتیجی یعنی ہند بنت ولید جو ان کے بھائی ولید بن عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی تھی سے کر دی یہ ایک انصاری عورت کے غلام تھے حضرت ضباعہ بنت زبیر یہ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔

میں کہتا ہوں: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت بلال کے عقد میں تھیں۔ حضرت زینت بنت جحش حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غلاموں کا عقد نکاح عربی عورت سے جائز ہے دین میں کفو کا اعتبار کیا جائے گا اس پر دلیل وہ روایت ہے جو سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی گذرا پوچھا: ''تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟'' صحابہ نے عرض کی: یہ اس لائق ہے کہ اگر دعوت نکاح دی تو اس کے ساتھ نکاح کیا جائے، اگر سفارش کرے تو مانی جائے، اگر بات کرے تو اس کی بات سنی جائے پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے تو آپ کے پاس سے مسلمان فقراء میں سے ایک آدمی گذرا پوچھا: ''تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یہ اس لائق ہے کہ اگر دعوت نکاح دے تو اس کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے، اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ مانی جائے، اگر بات کرے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ آدمی دوسرے کی بہ نسبت زمین بھر کے لوگوں سے بہتر ہے''۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عورت سے نکاح اس کے مال، جمال اور دین کی وجہ سے کیا جاتا ہے'' ایک روایت میں ہے اس کے حسب کی وجہ سے کیا جاتا ہے تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں تو دیندار کو لازم پکڑ۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی بیٹی کے لئے دعوت نکاح دی تو انہوں نے اسے قبول کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی بیٹی کے لئے دعوت نکاح دی تو آپ نے توجہ نہ کی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کی بیٹی سے نکاح کر لیں تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایسا نہ کیا۔ حضرت

بلال رضی اللہ عنہ نے بکیر کی بیٹی کو دعوت نکاح بھیجی تو اس کے بھائیوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے بنی بکیر سے کیا پایا ہے میں نے انہیں ان کی بہن کے بارے میں دعوت نکاح دی تو انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور مجھے اذیت دی۔ رسول اللہ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ناراض ہو گئے۔ بنی بکیر کو یہ خبر پہنچی وہ اپنی بہن کے پاس آئے انہوں نے کہا: ہمیں تیری وجہ سے کس مصیبت کا سامنا کرنا پڑا ہے؟ ان کی بہن نے کہا: اس کا معاملہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہے تو بھائیوں نے بہن کی شادی حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کر دی۔ نبی کریم ﷺ کی حجامت جب ابوہند نے کی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ابوہند کی شادی کر دو، ان کی شادی کر دو'' یہ بنو بیاضہ کا غلام تھا۔

دار قطنی میں زہری کی حدیث عروہ سے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بنی بیاضہ کا غلام ابوہند حجام تھا اس نے نبی کریم ﷺ کی حجامت کی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جسے یہ بات خوش کرے کہ اسے دیکھے کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو نقش کر دیا ہے تو وہ ابوہند کو دیکھے''۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس کا نکاح کر دو، اس کا نکاح کر دو''۔

قشیری ابونصر نے کہا: نکاح کرتے وقت کفو میں نسب کا اعتبار کیا جاتا ہے جبکہ نکاح شجر نبوت کے ساتھ اتصال ہے یا علماء کے ساتھ جو انبیاء کے وارث ہیں جو زہد و صالحیت میں قابل قدر ہیں۔ متقی مومن تاجر اعلیٰ نسب والے سے بہتر ہے اگر دونوں متقی ہیں تو اس وقت اعلیٰ نسب والے کو مقدم کیا جائے گا جس طرح نماز کی امامت کے لئے نوجوان کو بوڑھے پر مقدم کیا جاتا ہے جب تقویٰ میں برابر ہوں۔

(تفسیر القرطبی، سورۃ الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۳، ج، ۱۶، ص، ۲۲۶، ۲۲۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

مسئلہ ۴۴۰: مرسلہ حاجی موسیٰ عربی ۳ ذی قعدہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ سادات کرام بیبیوں سے غیر قوم غیر سید مثل شیخ، مغل، پٹھان وغیرہ کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: سید ہر قوم کی عورت سے نکاح کر سکتے ہیں اور سیدانی کا نکاح قریش کے ہر قبیلہ سے ہو سکتا ہے خواہ علوی ہو یا عباسی یا جعفری یا صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا اموی، رہے غیر قریش جیسے انصاری یا مغل یا پٹھان ان میں جو عالم دین معظم مسلمین ہو اس سے مطلقاً نکاح ہو سکتا ہے ورنہ اگر سیدانی نابالغہ ہے اور اس غیر قریشی کے ساتھ اس کا نکاح کرنے والا ولی باپ یا دادا نہیں تو نکاح باطل ہوگا اگرچہ چچا یا سگا بھائی کرے، اور اگر باپ دادا اپنی کسی لڑکی کا نکاح ایسے ہی پہلے کر چکے ہیں تو اب ان کے کئے بھی نہ ہو سکے گا اور اگر بالغہ ہے اور اس کا کوئی ولی نہیں تو وہ اپنی خوشی سے اس غیر قریشی سے اپنا نکاح کر سکتی ہے، اور اگر اس کا کوئی ولی یعنی باپ دادا پردادا ان کی اولاد و نسل سے کوئی مرد موجود ہے اور اس نے پیش از نکاح اس شخص کو غیر قریش جان کر صراحۃً اس نکاح کی اجازت دے دی جب بھی جائز ہوگا، ورنہ بالغہ کا کیا ہوا بھی باطل محض ہوگا۔ ان تمام مسائل کی تفصیل درمختار و ردالمحتار وغیرہما کتب معتمدہ مذہب اور فقیر کے فتاوی میں متعدد جگہ ہے۔

واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ، ج، ۱۱، ص، ۷۱۲، تا، ۷۱۶، رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

مسئلہ ۴۵۲ تا ۴۵۴: از سیرہ ضلع ہوشنگ آباد محلہ مانپورہ مسئولہ حافظ شاہ افضل خاں صاحب ۲۴ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں، براہ کرم جواب سے مع دلائل نقلی کے مشرف و ممتاز فرمائیں:

(۱) ایک عورت ہے جو نسبی سیدہ ہے اس سے کسی شخص نے جو نسباً سید نہیں ہے نکاح کیا تو اس کو لوگ کافر کہتے ہیں تو کیا شخص مذکورہ کافر ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں

ہواتو کہنے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۲) عورت بالغہ جونسباً سیّدہ ہے باکرہ ہو یا ثیبہ یا مطلقہ کسی شخص سے جونسباً سیّد نہیں ہے نکاح کرے تو جائز ہوگا یا نہیں؟

(۳) مرد غیر سید نے سیدہ عورت سے نکاح کیا اور اگر وہ نکاح جائز ہوا تو جو اولاد کہ اس سے پیدا ہوگی وہ نسباً سید کہلائے گی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

(۱) حاشا اللہ اسے کفر سے کیا علاقہ، کافر کہنے والوں کو تجدید اسلام چاہئے کہ بلاوجہ مسلمان کو کافر کہتے ہیں، امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کہ بطن پاک حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھیں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیں اور ان سے حضرت زید بن عمر پیدا ہوئے اور امیر المومنین نسباً سادات سے نہیں۔

(۲) سیدہ عاقلہ بالغہ اگر ولی رکھتی ہے تو جس کفو سے نکاح کرے گی ہو جائے گا اگرچہ سیّد نہ ہو مثلاً شیخ صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا علوی یا عباسی، اور اگر غیر کفو سے بے اجازت صریحہ ولی نکاح کرے گی تو نہ ہوگا جیسے کسی شیخ انصاری یا مغل، پٹھان سے مگر جبکہ وہ معزز عالم دین ہو،

(۳) جب باپ سیّد نہ ہو اولاد سیّد نہیں ہو سکتی اگرچہ ماں سیّدانی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوٰی رضویہ، ج ۱۱، ص ۳۰۷، رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

باب نمبر ۸۶

خوابوں کا بیان:

سوال: (۱۹۹) اعتراض (۱): مولانا محمد بشیر القادری کراچی والے نے لکھا

نہ ہی دین میں خواب حجۃ واقعہ ہے۔ اور نہ ہی خواب پیر صاحب کا ہے۔ تو سیفیو! اگر خواب کو تمہارے پیر نے دلیل شرعی نہیں بنایا تھا تو اپنے سالکین کے لئے اپنی کتاب میں یہ تمام خواب کیوں درج کئے؟ (صفحہ، ۳۳، الفتنۃ الشدیدۃ)

اب میں تمام سیفیوں سے صرف اتنا سوال کرتا ہوں کہ تمہارے پیر نے خود ہی خوابوں کو دلیل بنایا جو ابھی ابھی آپ نے پڑھ لیا۔ جب انہوں نے خوابوں کو بطورِ دلیل تحریر کیا ہے تو بتاؤ کہ دلیل دعوے کی ہوتی ہے یا نہیں؟ پہلے دعویٰ ہوتا ہے پھر دلیل ہوتی ہے اور دعویٰ بغیر دلیل کے بھی غلط ہوتا ہے۔ کیا بغیر دلیل کے دعوے پائی جاتی ہے؟ تو معلوم ہوا کہ پیر سیف الرحمٰن نے اپنی کتاب میں تمام کے تمام خواب اسی لئے تحریر کئے ہیں تا کہ میرے دعوؤں کی دلیلیں بنیں۔ (صفحہ، ۳۴، الفتنۃ الشدیدۃ)

سوال: (۲۰۰) دعوی نمبر ۴:۔ میرے مریدین علوم غریبہ کے مالک ہیں۔ انوار الٰہیہ لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔

اصل عبارت نمبر ۱:۔ اس فقیر کے واسطہ سے ہزاروں سالکین طریقت الہامات صحیحہ، کشوف حقہ اور علوم غریبہ کے مالک بن چکے ہیں۔ (صفحہ ۱۷۸)

اصل عبارت نمبر ۲:۔ لاکھوں کی تعداد میں عوام مسلمان اس فقیر کے ظاہری و باطنی علوم سے فیضیاب ہیں۔ بداہت وجدانی کے طور پر انوار الٰہیہ اس فقیر کے سینہ سے حاصل کر کے دوسروں کو بھی پہنچاتے ہیں۔ (صفحہ ۱۷۸) (صفحہ ۳۶، الفتنۃ الشدیدۃ)

سوال: (۲۰۱) پیر صاحب کا تمام انبیاء کا امام بننا نبیوں کی صف میں کھڑا ہونا۔ حضور ﷺ کا رو رو کر امت کے لئے پیر سے دعا کرانا یہ سب ایسی باتیں ہیں جن سے محفل میلاد شریف پر طعنہ ہو سکتا ہے وہ اسطرح کہ کوئی کہہ دے کہ محفل میلاد کر کے سنیو تمہارا مقصد آقا ﷺ کو راضی کرنا ہے اور نبی ﷺ پیر سیف الرحمٰن صاحب کے پاس رو رو کر امت کی بخشش کی دعائیں کرا رہے ہیں تم ایسے نائب رسول کے ہوتے ہوئے محفل میلاد کر کے کیوں مال اور وقت ضائع کرتے ہو؟ جاؤ پیر سیف الرحمٰن کے پاس اور اپنے گناہوں کی بخشش کی دعا کراؤ! جہاں سرکار ﷺ دعا کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں اب سوچ لو ایسے معترض کا کیا جواب ہوگا ؟ تو یہ خوابیں محافل میلاد شریف کیخلاف کھلی سازش ہیں۔ سیفیوں کا یہ کہنا کہ حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دعا کے لئے بھیجا تھا اگر وہ جائز تھا تو یہ بھی جائز ہے۔ صریح مغالطہ ہے۔ (الفتنۃ الشدیدۃ، ص، ۷۱، ۷۲)

سوال: (۲۰۲) تمام سیفیوں مع پیر مغاں صاحب کو بھی کھلا چیلنج دیتے ہیں کہ کوئی ایک حوالہ غلط ثابت کریں؟ جو ''ھدایت السالکین'' میں موجود نہ ہو

نوٹ:۔قارئین کرام جب یہ واضح ہوگیا کہ یہ کتاب صرف اپنے دعووں کے دلائل پر تحریر کی گئی ہے۔''خواب تو اس وقت خواب تھے جب خواب کی حد تک تھے جب سن کر خاموشی اختیار کی گئی اور ''**السکوت یدل علی الرضا**'' کے علاوہ بھی خود پیر نے اپنی دلیلیں بنائی تو پھر اب یہ دعوے عالم بیداری کے دعوے ہوئے''نہ عالم خواب کے''خواب خلفاء کے ہیں مگر لکھ رہا ہے پیر مطلب کیا ہے؟

(صفحہ ۳۴، الفتنۃ الشدیدۃ)

سوال:(۲۰۳)دعوی نمبر ۸:میری ولایت ومجددیت کی نشانی میرے مرید ہیں۔

(صفحہ ۳۷، الفتنۃ الشدیدۃ)

سوال:(۲۰۴)پھر تصریح کردی کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ سے پیر صاحب مبارک کا مقام اوپر ہے۔یہ اس طویل خواب کا نچوڑ وخلاصہ ہے۔سیفیوں نے''دعوت توبہ کا جواب'' پمفلٹ میں اور امین اللہ سیفی نے السیف الصارم میں لکھا ہے کہ یہ عالم خواب کا مسئلہ ہے تعبیر بھی خواب میں بیان ہوئی لہٰذا اس پر شور مچانا جائز نہیں۔

جواباً عرض ہے کہ آپ کا کہنا درست تسلیم ہوتا اگر پیر صاحب خوابوں کو اپنی حقانیت ولایت اور مجددیت پر دلیل نہ بناتے جیسے انہوں نے خود لکھا''اسی طرح فقیر کی ولایت،حقانیت اور وراثت حقہ پر ظاہری حجج بینہ دافعہ کے ساتھ ساتھ رویائے صالحہ (یعنی خوابیں) کثیر تعداد میں موجود ہیں۔جو نبوت کا چالیسواں حصہ ہیں۔'' معلوم ہوگیا کہ پیر صاحب نے ان خوابوں کو بطور دلیل کتاب میں درج کیا۔

(ہدایت السالکین،صفحہ ۳۲۱)

سوال:(۲۰۵)اب یہ خواب کا معاملہ نہ رہا بلکہ عالم بیداری میں کتاب لکھ کر اس خواب کو درج کر کے پیر صاحب نے اس خواب کے صحیح ہونے پر مہر ثبت کردی۔جس پر شور مچانا اور اسے غوث پاک رضی اللہ عنہ کی توہین اور بے ادبی قرار دینا غوث پاک رضی اللہ عنہ کے غلاموں پر لازم اور واجب ہے۔

(صفحہ،۶۹،۷۰،الفتنۃ الشدیدۃ)

سوال:(۲۰۶)اعتراض:مولوی ابوداؤد صادق اپنی کتاب خطرہ کا سائرن میں لکھتے ہیں

سیفی سعیدی حضرات پیر صاحب کی حمایت وتحفظ کی بجائے شان رسالت وولایت کو اہمیت دیں۔پیر صاحب کے زیر بحث واقعہ کو کاظمی صاحب کے الفاظ کے ترازو میں تولیں اور''الحق المبین'' کی روشنی میں خواب کے نام پر رسول اللہ ﷺ پر اس افتراء کی حمایت سے باز آئیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خود پیر سیف الرحمٰن صاحب کو''امام الانبیاء والصحابہ والاولیاء''بنایا اور سب حضرات کیساتھ خود مقتدی بن کر پیر صاحب کے پیچھے ہاتھ باندھ کر ان کی اقتداء کی معاذ اللہ۔استغفر اللہ

ایک اہم سوال:یہ بھی ہے کہ اگر خواب محض خواب ہے اس سے مثبت یا منفی کوئی نتیجہ نہیں نکلتا تو پیر صاحب نے ایسے لغو ولاحاصل اور بے مقصد خواب نقل کر کے تضیع اوقات والے فضول کام کا ارتکاب اور وقتی وقلمی اسراف کیوں کیا ہے؟اور اگر ایسا نہیں بلکہ بہر حال خواب نقل اور شائع کرنے کی کوئی اہمیت ومقصد ہے تو پھر گول مول روش اختیار کر کے اس سے جان چھڑانے کی کوشش کیوں جاتی ہے۔اس کا نتیجہ قبول کر کے اس پر ڈٹ جائیں یا توبہ ورجوع کا اعلان کریں۔

(خطرہ کا سائرن،ص،۷۲،۷۳)

سوال:(۲۰۷)اعتراض:مولوی ابوداؤد صادق اپنی کتاب خطرہ کا سائرن میں لکھتے ہیں

''الحق المبین'' کے حوالہ سے پہلے بیان ہوا۔لہٰذا پیر صاحب کا مذکورہ واقعہ مقام نبوت ورسالت شان صحابیت وولایت کے یکسر منافی اور عقل ونقل ضمیر ودیانت کے بالکل خلاف ہے۔انفرادی واتفاقیہ طور پر کبھی کبھار کسی عذر ومصلحت کے باعث اللہ کے پیغمبر علیہ السلام کا کسی امتی کی امامت میں نماز پڑھنا بالکل الگ نوعیت کی بات ہے۔مگر بلا کسی عذر ومصلحت کے رسول اللہ ﷺ بلکہ سب انبیاء علیہم السلام اور حضرات صحابہ وخلفاء راشدین اور ائمہ اربعہ واولیاء عظام (علیہم الرضوان) کی

موجودگی میں پیر سیف الرحمٰن کا امام اور سب حضرات کا مقتدی بننا اور رسول اللہ ﷺ پر پیر سیف الرحمٰن کو خود امام الانبیاء والصحابہ والاولیاء بنانا اور سب کی موجودگی میں امامت کے لئے آگے کھڑا کرنا بالکل الگ چیز اور نا قابل قبول ہے۔ پیر سیف الرحمٰن میں ہرگز ہرگز کوئی ایسی خوبی و وصف و کمال نہیں جس کی بناء پر انہیں تمام انبیاء وصحابہ واولیاء عظام کا امام اور باقی سب کو ان کا مقتدی بنا دیا جاتا۔ (خطرہ کا سائرن، ص، ۷۴، ۷۵)

سوال: (۲۰۸) فرقہ سیفیہ کا عقیدہ:

اس فرقہ کے بانی پیر سیف الرحمٰن افغانی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام انبیاء ومرسلین وتمام صحابہ کرام کو لیکر ایک مجمع عام میں میرے پیچھے اقتداء کر کے نماز پڑھی اور تمام دنیا کیلئے میری نیابت کا اعلان کیا۔ (ہدایت السالکین صفحہ ۳۲۹)۔

علماء اہلسنت نے اس بدعقیدہ کے کئی جوابات ارشاد فرمائے اور کتابیں تحریر کی تو فرقہ سیفیہ کے چیلوں نے لاہور سے ایک کتاب نکالی اور اس اپنے بد عقیدہ گمراہ پیر کے کفریہ مندرجات اور غیر اسلامی عبارات کو جائز ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے مختلف تاویلیں کیں جو شرعا بیکار ثابت ہوئیں۔ ان تاویلوں میں اس عقیدے کی تاویل نکالی کہ اعلی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی اقتداء میں حضور اکرم ﷺ کا نماز جنازہ پڑھنے کا حوالہ دے کر اپنے پیر کی طرح سفید جھوٹ بولا ہے۔ امام اہلسنت اعلی حضرت علیہ الرحمۃ سے قطعا اس طرح کی بے ادبی کہیں بھی ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے کسی نماز میں حضور ﷺ کے امام ومقتدی بننے کا دعوی کر کے رسول اللہ ﷺ کو اپنا مقتدی ظاہر کیا ہو! ورنہ اس نام نہاد پیر اور اسکے چیلے کی تاویل درست ''الحمدللہ ہم ملفوظات اعلی حضرت کی وہ عبارت اور سیف الرحمٰن کی اس ملعون عبارت کا موازنہ غیر جانبدار علماء کے ذریعہ کرانے کیلئے ہر جگہ تیار ہیں۔ کان کھول کر سنو سیفیو!

اعلی حضرت (قدس سرہ) کے ملفوظات والے خواب:

مگر چہ نسبت خاک را با عالم پاک کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

، وہ مبارک خواب یہ ہے۔ ''مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم ﷺ سے مشرف ہوئے کہ حضور گھوڑے پر تشریف لے جاتے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ حضور کہاں تشریف لئے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے۔ خواب ختم ہو گیا۔'' اس کو بیان فرمانے کے بعد اعلیٰ حضرت نے فرمایا الحمدللہ کہ یہ جنازہ مبارک میں نے پڑھایا۔ اعلی حضرت کے صرف اتنے لفظ ہیں جن کا مطلب صاف یہ ہے کہ جو شخص رحمت عالم ﷺ کا مورد الطاف ہے، یعنی اتنا مقبول بارگاہ اقدس ہے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس مقبول بارگاہ اقدس اس خوش نصیب کی نماز جنازہ پڑھانے کا شرف مجھے ملا اور بے شک یہ بات قابل شکر ہے اور سیفی فرقے کے چیلے اعلی حضرت پر یہ الزام لگا رہے ہیں کہ اعلی حضرت حضور سید عالم ﷺ کی امامت کرنے کے مدعی ہیں یہ اس فرقہ سیفیہ کے چیلوں کا افتراء اور جھوٹ ہے۔ نہ خواب میں یہ ہے کہ اعلی حضرت احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کی اقتداء کرنے کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ نہ اعلی حضرت نے یہ لفظ ارشاد فرمائے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کی امامت کی۔ (معاذ اللہ) یہ سیفی چیلوں کا بہتان عظیم ہے۔

قارئین کرام مولوی امیر احمد صاحب نے جو خواب دیکھا وہ ظاہر ہے کہ نماز جنازہ سے قبل یا بعد دیکھا ہوگا عین نماز جنازہ کے وقت تو دیکھا نہیں جب خواب عین نماز

جنازہ کے وقت نہیں دیکھا اس لئے کہ اگر عین نماز جنازہ کے وقت دیکھتے تو اس تذکرہ میں یہ بھی ضرور بیان ہوتا۔ لہٰذا اس خواب سے تشریف آوری حضور اقدس ﷺ کی اس نماز سے قبل یا بعد میں ظاہر ہوتی ہے۔ علاوہ بریں سیفی فرقہ کے چیلوں نے یہ کہاں سے سمجھا کہ حضور اس نماز میں شرکت کرنے تشریف لئے جاتے ہیں جو عالم ظاہر میں ہو رہی ہے۔ جس عالم میں تشریف آوری ہے اسی عالم میں نماز ہوگی اور اگر وہ نماز باجماعت ہوگی تو اس کے امام حضور ﷺ ہی ہوں گے۔ حضور اقدس ﷺ کی نسبت مقتدی ہونے کا گمان سیفی فرقے کا فساد قلب اور بے علمی یا جہالت ہے اگر خاص اس نماز جنازہ میں حضور اقدس ﷺ کی بھی شرکت مانے تو بھی اس کی حقیقی امامت حضور ہی کی ہوگی اور ظاہری امام بھی حضور اقدس کا مقتدی ہوگا۔ سیفی جاہل کو یہ کیا معلوم کہ حضور اقدس ﷺ اماموں کے امام ہیں۔ جب تشریف لے آتے ہیں تو امام مقتدی ہو جاتے ہیں۔ یہ اعتراض اس تمام پارٹی کی جہالت مطلقہ کی بین دلیل ہے۔

(صفحہ، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، الفتنۃ الشدیدۃ)

الجواب:

حضرت مولانا شہاب الدین نواسہ حضرت سید امیر حمزہ بن حضرت سیدی شیخ الشیوخ سید امیر کلال قدس سرہ، متوفی، ۷۷۲ھ، فرماتے ہیں:

سخن دانستہ گو چیزے کہ گوئی		بدل دانستہ بہتر گو مگوئی
بمیدانِ فصاحت گو گرانی		مران بس کرم تا در سر ندانی

ترجمہ: تو بات کو سمجھنے (تولنے) کے بعد کر، جس چیز کو کہنا چاہتا ہے، اسے دل سے جان کر کہہ، (ورنہ) مت بول۔

گو تو میدان فصاحت کا بہادر ہے (لیکن) مہربانی کر کے (اس وقت تک) مت بول، جب تک کہ تو راز کو نہ پالے۔

(آگاہی سید امیر کلال قدس سرہ، ص، ۵۳، خواجہ پرنٹرز اینڈ پبلیشرز، کراچی)

قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ

ترجمہ: کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر علیہ السلام کا خواب بھی حکم شرعی ہے۔ بلکہ امت کے بعض صالحین کے خواب پر شرعی احکام جاری ہوتے ہیں، دیکھو، اذان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خواب میں دیکھی تھی ابن قیم علیہ الرحمۃ نے کتاب الروح میں لکھا کہ مومنوں کے خوابوں کا اجماع مثل اجماع امت کے ہے کبھی مثل حدیث مشہور کے

(ترجمہ کنز الایمان تفسیر نور العرفان، سورۃ والصّٰفّٰت الآیۃ، ۱۰۲ ص ۷۱۸)

خواب کا سبب

علامہ محمد عبد الرؤف مناوی، شافعی، قدس سرہ، متوفی ۱۰۳۱ھ، لکھتے ہیں:

ذكر الحكيم الترمذي أن سبب الرؤيا أن الإنسان إذا نام سطع نور النفس حتى يجول في الدنيا ويصعد إلى الملكوت فيعاني الأشياء ثم يرجع إلى معدنه فإن وجد مهلة عرض على العقل والعقل يستودع لحفظ ذلك۔

ترجمہ: حضرت سیدنا حکیم ترمذی علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں: ''خواب کا سبب یہ ہوتا ہے کہ انسان جب سوتا ہے تو اس کے نفس کا نور پھیلتا ہے حتی کہ دنیا میں گھومتا

ہوا ملکوت کی طرف بلند ہو جاتا ہے۔ اشیاء کا معائنہ کرتا ہے پھر واپس اپنی اصل جگہ لوٹ آتا ہے۔ پھر اگر وہ نور موقع پاتا ہے تو اپنا مشاہدہ عقل پر پیش کرتا ہے اور عقل اسے یاد رکھنے کے لئے اس کی حفاظت کرتی ہے۔''

(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، ج، ۴، ص، ۵۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

خواب دیکھنے والے کا مذاق نہ اڑایا جائے:

علامہ محمد عبد الرؤف مناوی، شافعی، قدس سرہ، متوفی ۱۰۳۱ھ، لکھتے ہیں:

قال بعضهم: الرؤيا الصالحة من أقسام الوحي فيطلع الله النائم على ما جهله من معرفة الله والكون في يقظته ولهذا كان المصطفى صلى الله عليه وسلم إذا أصبح سأل هل رأى أحد منكم رؤيا هذه الليلة؟ وذلك لأنها آثار نبوة في الجملة فكان يحب أن يشهدها في أمته قال: والناس في غاية من الجهل بهذه المرتبة التي كان المصطفى صلى الله عليه وسلم يعتني بها ويسأل عنها كل يوم وأكثرهم يهزأ بالرائي إذا رآه يعتمد الرؤيا۔

ترجمہ: بعض علمائے کرام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے فرمایا: ''اچھا خواب وحی کی اقسام میں سے ہے پس سویا ہوا شخص معرفتِ الٰہی میں سے جس شئے سے ناواقف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس پر مطلع فرماتا ہے اور اس کا وقوع وظہور حالتِ بیداری میں ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ جب صبح کرتے تو حضرات صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) سے استفسار فرماتے: ''کیا آج کی شب تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا؟'' اور یہ اس لئے تھا کہ اچھا خواب سب کا سب آثارِ نبوت میں سے ہے۔ پس امت کے سامنے اسے ظاہر فرمانا لازم ٹھہرا اور لوگ اس مرتبہ سے بالکل ناواقف ہیں جسے آپ ﷺ اہمیت دیتے اور اس کے متعلق روزانہ دریافت فرماتے۔ جبکہ اکثر لوگ، خواب دیکھ کر اس پر اعتماد کرنے والے کا مذاق اڑاتے ہیں۔

(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، ج، ۳، ص، ۲۶۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حدیثِ پاک میں خواب کی اہمیت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ، وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا، وَرُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ.

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیوں کے سلطان ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے: جب زمانہ قریب آئے گا مؤمن کا خواب جھوٹا نہ ہوگا اور تم میں اس شخص کا خواب زیادہ سچا ہوگا جو بات کہنے میں زیادہ سچا ہوگا اور مسلمان کا خواب نبوت کے پینتالیس (۴۵) ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔

(سنن الترمذی، رقم: ۲۲۷۰، صحیح مسلم، رقم: ۲۲۶۳)

قربِ قیامت میں خواب سچے ہوں گے:

حضرت سیدنا امام محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

(إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ تَكْذِبُ) قَالَ الْخَطَّابِيُّ وَغَيْرُهُ قِيلَ الْمُرَادُ إِذَا قَارَبَ الزَّمَانُ أَنْ يَعْتَدِلَ لَيْلُهُ وَنَهَارُهُ وَقِيلَ الْمُرَادُ إِذَا

قَارَبَ الْقِيَامَةَ وَالْأَوَّلُ أَشْهَرُ عِنْدَ أَهْلِ غَيْرِ الرُّؤْيَا وَجَاءَ فِي حَدِيثٍ مَا يُؤَيِّدُ الثَّانِي۔

ترجمہ: جب زمانہ قریب آئے گا مسلمان کا خواب جھوٹا نہ ہوگا) حضرت سیدنا امام ابوسلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب خطابی شافعی علیہ الرحمۃ اور دیگر نے فرمایا: ایک قول یہ ہے کہ ''قرب زمانہ سے مراد وہ وقت ہے جس میں دن اور رات قریب قریب برابر ہوتے ہیں (یعنی موسمِ بہار کے رات دن جن میں طبیعتیں اعتدال پر ہوتی ہیں)۔'' اور ایک قول یہ ہے کہ ''قربِ زمانہ سے مراد قیامت کے قریب کے ایام ہیں۔'' علمِ تعبیر والوں کے نزدیک پہلا قول زیادہ مشہور ہے جبکہ ایک حدیثِ پاک میں ایسا بھی آیا ہے جو دوسرے قول کی تائید کرتا ہے۔

(شرح النووی علی مسلم، کتاب الرؤیا، ج، ۲، ص، ۲۴۸، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

سچے آدمی کا خواب سچا ہوتا ہے:

حضرت سیدنا امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

(وَأَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُكُمْ حَدِيثًا) ظَاهِرُهُ أَنَّهُ عَلَى إِطْلَاقِهِ وَحَكَى الْقَاضِي عَنْ بَعْضِ الْعُلَمَاءِ أَنَّ هَذَا يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ عِنْدَ انْقِطَاعِ الْعِلْمِ وَمَوْتِ الْعُلَمَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَمَنْ يُسْتَضَاءُ بِقَوْلِهِ وَعَمَلِهِ فَجَعَلَهُ اللهُ تَعَالَى جَابِرًا وَعِوَضًا وَمُنَبِّهًا لَهُمْ وَالْأَوَّلُ أَظْهَرُ لِأَنَّ غَيْرَ الصَّادِقِ فِي حَدِيثِهِ يَتَطَرَّقُ الْخَلَلُ إِلَى رُؤْيَاهُ وَحِكَايَتِهِ۔

ترجمہ: اور تم میں اس شخص کا خواب زیادہ سچا ہوگا جو بات کہنے میں زیادہ سچا ہوگا) حدیثِ پاک کا ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیثِ پاک اپنے اطلاق پر ہے۔ حضرت سیدنا قاضی عیاض علیہ الرحمۃ اس کی شرح میں بعض علمائے کرام (علیہم الرحمۃ) سے نقل کرتے ہیں: ''یہ آخری زمانہ میں ہوگا جب علم اٹھ جائے گا اور علمائے کرام اور صلحاء فوت ہو جائیں گے اور اس وقت جس شخص کے قول و فعل سے راہنمائی و روشنی حاصل کی جائے گی اللہ تعالیٰ اسے ناگزیر، (علماء کا) بدل اور لوگوں کو تنبیہ کرنے والا بنا دے گا۔'' پہلی بات (یعنی حدیثِ پاک کا اپنے اطلاق پر ہونا) زیادہ واضح ہے کیونکہ جو اپنی بات میں سچا نہیں ہوگا اس کی روایت و حکایت میں خلل ہوگا۔

(شرح النووی علی مسلم، کتاب الرؤیا، ج، ۲، ص، ۲۴۸، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

مفسر جلیل، مفکر اسلام، بیہقی وقت، حضرت علامہ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی مظہری، حنفی علیہ الرحمۃ متوفی، ۱۸۱۰ھ، لکھتے ہیں:

ورویائے اولیا غالباً صادق چرا کہ آنہا بدولتِ صحبتِ پیغمبر ان بے واسطہ یا بواسطہ و باتباع شریعت صفاء خیالات و انجلائے باطن حاصل کردہ اند۔ مولوی روم می فرماید

آن خیالا تیکہ دامِ اولیاست		عکس مہرویانِ بستانِ خداست

یعنی چون در بواطنِ اولیا شانِ آئینہ فرعی است یعنی ذاتی نیست بسببِ متابعت انبیاء حاصل شدہ است۔ گاہے ظلمت اصلی ظاہر می شود و آئینۂ خیال مکدر می گردد پس در کشف و رؤیا خطا واقع می شود۔ و این تکدر گاہے بارتکابِ محرم یا مشتبہ یا بتجاوز از حد اعتدال یا انعکاس و اختلاط عوام می شود و رویائے عوام غالباً کاذب می باشد برائے ظلمتِ باطن شان۔

ترجمہ: اور اولیاء (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے رویا (خواب)۔ غالباً سچے اور صحیح (ہوتے ہیں) کیونکہ وہ براہِ راست یا بہ واسطہ پیغمبر کی صحبت کی دولت اور

اتباع شریعت کی وجہ سے خیالات کی پاکیزگی اور باطن کا جلا حاصل کئے ہوئے ہیں۔

معارف آگاہی حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

آن خیالا ت که دامِ اولیاست		عکس مهرویانِ بستانِ خداست

یعنی چونکہ اولیاء (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے قلب ذاتی نہیں بلکہ فرعی آئینہ کی حیثیت رکھتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ (ان کو یہ صفائی اور جلاء) انبیاء علیہم السلام کی متابعت سے حاصل ہوئی ہے اس لئے کبھی (ایسا ہوتا ہے کہ) ان کے خیال کا آئینہ اصلی ظلمت کے ظاہر ہونے سے مکدر ہو جاتا ہے، پس (ایسی حالت میں) کشف اور رویاء (خواب) میں غلطی واقع ہو جاتی ہے اور کبھی یہ تکدر حرام یا مشتبہ چیز کے ارتکاب سے یا اعتدال حد سے تجاوز کی وجہ سے یا عوام کے اختلاط (زیادہ میل جول) اور ان کے (قلوب کی تاریکی کا) عکس پڑنے کی وجہ سے بھی پیدا ہوتا ہے اور (اسی لئے) عوام کے خواب ان کے باطن کی ظلمت کے سبب اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔

(ارشاد الطالبین، فصل، دوم، در تحقیق ولایت کہ آن چیست، ص، ۱۱، حکیم عبدالمجید احمد سیفی، لاہور)

صالحین کی خدمت:

عارف باللہ سیدی شیخ عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی، نابلسی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی ۱۱۴۳ھ، لکھتے ہیں:

(وخدمتک)۔ش: باعتقاد قلبک وعمل جوارحک وثناء لسانک ومحاماته وتأویل مایحتمل الخطأ۔ص: (للصالحین)۔ش: من اهل الخصوص والعموم والمصالح۔

ترجمہ: بلند مرتبہ تک پہنچنے کا دوسرا سبب صالحین کی خدمت تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ نیک لوگوں کی خدمت اس طرح کرتے کہ دل میں ان سے عقیدت رکھتے، اعضاء سے ان کے کام آتے، اپنی زبان سے ان کی حمایت وتعریف کرتے اور ان حضرات کی جو باتیں خطا کا احتمال رکھتی تھیں ان میں تاویل کرتے۔ صالحین خواہ خاص ہوتے یا عام۔

(الحدیقۃ الندیۃ فی شرح الطریقۃ المحمدیۃ، ج، ۱، ص، ۳۹۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

والدِ محترم کی بشارت، (سنو مولانا محمد بشیر القادری کراچی والے) الجواب:

ان کی اِس غایت محبت کے غصے نے مجھے وہ حالت یاد دلائی جو اس حج سے تیرہ چودہ برس پہلے میں نے خواب میں اپنے حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز سے دیکھی تھی۔ میں اس زمانہ میں بشدّت دردِ کمر اور سینہ میں مبتلا تھا اسے بہت اِمتداد و اِشتداد ہوا تھا (یعنی یہ درد بہت طویل وشدید تھا)۔ ایک روز دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور حضرت کے شاگرد مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کہ میرے پیر بھائی اور حضرت پیر مرشد برحق رضی اللہ عنہ کے فدائی تھے۔ کم ایسا ہوا ہوگا کہ حضرت پیر ومرشد کا نام پاک لیتے اور ان کے آنسو رَواں (یعنی جاری) نہ ہوتے، جب ان کا اِنتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اُترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی۔ ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مُشَرَّف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں؟ فرمایا: "برکات احمد کے جنازے کی

نماز پڑھنے۔الحمدللہ! یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا یہ وہی برکاتِ احمد ﷺ تھیں کہ محبتِ پیرومرشد کے سبب انہیں حاصل ہُوئیں۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔(پ۲۸،الجمعۃ:۴)

ہاں تو اس خواب میں دیکھا کہ مولوی برکات احمد صاحب علیہ الرحمۃ بھی حضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز کے ہمراہ میری عیادت کو تشریف لائے ہیں۔دونوں حضرات نے مزاج پرسی فرمائی۔میں شدتِ مرض سے تنگ آچکا تھا،زبان سے نکلا کہ "حضرت دعا فرمائیں کہ اب خاتمہ ایمان پر ہوجائے۔" یہ سنتے ہی حضرت والد ماجد قدس سرہ الشریف کا رنگ مبارک سرخ ہوگیا اور فرمایا:"ابھی تو باون برس مدینے شریف میں" واللہُ اَعلَم اِس ارشاد کے کیا معنی تھے مگر اِس کے بعد جو دوبارہ حاضریِ مدینہ طیبہ ہوئی ہے اُس وقت مجھے باون واں (۵۲) ہی سال تھا یعنی اکاون برس پانچ مہینے کی عمر تھی، یہ چودہ برس کی پیش گوئی حضرت نے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کہ حضور اقدس ﷺ کے غلامانِ غلام کے گفش بردار ہیں،علومِ غیب دیتا ہے اور وہابیہ کو جنابِ سرکار ﷺ سے انکار ہے۔

دعوت اسلامی والے لکھتے ہیں: حضرت مولانا برکات احمد علیہ الرحمۃ کے جنازہ میں نبی کریم ﷺ کی شرکت کا معاملہ ایسا ہے جس کی نظیر دورِ صحابہ میں بھی موجود ہے چنانچہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے خواب میں آکر فرمایا "**لاحضر جنازۃ ابی بکر الصدیق**" مجھے ابوبکر کے جنازہ میں جانا ہے (فتوح الشام،ج۱،ص۷۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی۔(تاریخ الخلفاء،ص۲۵)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں "امت کے نیک لوگوں کے جنازہ میں تشریف لے جانے وغیرہ ایسے امور نبی کریم ﷺ کے افعال برزخیہ میں سے ہیں جیسا کہ احادیث وآثار میں وارد ہوا۔" (الحاوی للفتاوی،ج۲ص۱۸۵حدیث۳۷۹۶)

یہاں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ مولانا برکات احمد علیہ الرحمۃ جیسے نیک شخص کی نمازِ جنازہ پڑھانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر کررہے ہیں۔

(تحقیقات ص۱۳۸)(ملفوظات اعلیٰ حضرت،ص،۲۰۴،۲۰۵،مکتبۃ المدینہ،باب المدینہ،کراچی)

درج ذیل خواب وہ ہے جس پر لوگوں نے اعتراض کیا!

خواب آٹھ (۸) صوفی رستم خان نے خواب دیکھا کہتا ہے کہ صحبت کی حالت میں دیکھتا ہوں کہ حضرت رسول اکرم ﷺ جلوہ افروز ہوئے اور اہل اللہ کے بڑی اجتماع کی محضر میں ہمیں ارشاد فرمایا کہ عصر حاضر میں میرا اصلی وارث اور نائب حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب ہیں اور اس مبارک محفل میں تمام انبیاء،صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)،سابقہ اولیائے عظام (رحمۃ اللہ علیہم) اور حضرت صاحب کے تمام مریدین موجود ہیں اسی اثناء میں حضرت رسول اکرم ﷺ نے مبارک علیہ الرحمۃ کو امامت کیلیے آگے کردیا۔اور خود حضرت رسول اکرم ﷺ نے تمام حاضرین کے سمیت مبارک علیہ الرحمۃ کے پیچھے اقتداء کیا۔ (اس سے یہ لازم نہیں ہے کہ ولی نبی سے افضل ہے العیاذ باللہ بلکہ وراثت اور نیابت پر دلیل ہے جس طرح امام مہدی اور عیسی کے درمیان امامت کا واقعہ روایات میں مذکور ہے) اسی اثناء میں فرقہ رائیونڈی جبریہ،وہابیہ،پنج پیریہ،مودودی جماعت والے اور اہل تشیع وغیرہ طوائف نے حضرت صاحب کے پیچھے اقتداء نہیں کیا۔ بلکہ رجوع قہقری کرکے معرض ہوگئے۔

(ہدایت السالکین،ص،۳۲۹)

الجواب:(۱) امام یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ، لکھتے ہیں:

وقد الف فی مناقبه الشیخ ابو محمد ابن الشیخ عمر ابن الشیخ ابی بکر مصنفا حسنا، فمما ذکره منه ما رواه عن الشیخ ابی بکر قال: حضرت بین یدی رسول الله ﷺ وذلک ان الخضر علیه السلام جاءنی فی بعض اللیالی وقال: قم یا ابا بکر، فقمت معه، فانطلق بی حتی احضرنی بین یدی رسول الله ﷺ وابی بکر وعمر وعثمان وعلی والاولیاء رضی الله عنهم اجمعین، فسلمت علیهم فردوا علی السلام، فقال رسول الله ﷺ: یا ابا بکر، فقلت: لبیک یا رسول الله، فقال: ان الله قد اتخذک ولیا فاختر لنفسک واشترط، فوفقنی الله تعالی وقلت: یا رسول الله اختار ما اخترته انت لنفسک، فسمعت قائلا یقول: اذن لا نبعث لک من الدنیا الا قوتک ولا نبعثه الا علی ید صاحب آخرة، فقال رسول الله ﷺ: تقدم یا ابا بکر فصل بنا، فهبت من رسول الله ﷺ والصحابة والاولیاء ان اتقدم وقلت فی نفسی: کیف اتقدم علی جماعة فیهم رسول الله ﷺ، فقال رسول الله ﷺ تقدم فان فی تقدمک سر الولایة، ولتکون اماما یقتدی بک، فتقدمت بامر رسول الله ﷺ وصلیت بهم رکعتین، قرأت فی الاولی الفاتحة وانا اعطیناک الکوثر، وفی الثانیة الفاتحة وقل هو الله احد۔

ترجمہ: آپ کے مناقب میں شیخ ابو محمد بن شیخ عمر بن شیخ ابو بکر نے ایک عمدہ کتاب لکھی ہے اس میں انہوں نے شیخ ابو بکر (حضرت محمد کی کنیت) نے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا میں حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا یوں کہ ایک رات جناب خضر علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا ابو بکر اُٹھ، میں ان کے ساتھ ہولیا وہ مجھے لے چلتے رہے حتیٰ کہ سید کل ختم الرسل ﷺ کی سرکار میں پہنچا دیا جہاں صدیق، فاروق غنی، حیدر اور اولیاء (رضوان اللہ علیہم اجمعین) بیٹھے تھے میں نے سلام عرض کیا سب نے میرے سلام کا جواب دیا حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! (محمد بن قوام) میں نے جواباً لبیک یا رسول اللہ ﷺ کہا، فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ولی بنالیا ہے اور اپنے لیے جو چاہو اختیار کرلو اور متعین کرلو اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق عطا فرمائی اور میں نے عرض کیا حضور! میں اپنے لئے وہی پسند کروں گا جو آپ نے اپنی ذات کے لیے پسند فرمایا میں نے سنا کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا، پھر دنیا میں سے تمہیں صرف قوت ہی ملے گی اور وہ بھی کسی آخرت کے دوست دار کے ذریعے ہی عطا ہوگی حضور کریم ﷺ نے فرمایا ابو بکر! آگے بڑھیں اور ہمیں نماز پڑھائیں، مجھ پر حضور ﷺ صحابہ کرام ﷺ اور اولیاء کرام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی ہیبت طاری ہوگئی میں آگے بڑھنے سے ہچکچانے لگا اور جی میں کہنے لگا بھلا ان لوگوں کے سامنے کیسے نماز پڑھانے لگوں جن میں خود محبوب خدا ﷺ تشریف رکھتے ہیں، حضور کریم ﷺ نے فرمایا آگے بڑھنے میں ہی ولایت کا راز ہے تم امام بنو گے اور تمہاری پیروی دوسرے لوگ کریں گے، حضور ﷺ کے ارشاد گرامی پر میں آگے بڑھا اور دو رکعتیں نماز پڑھائیں پہلی میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کوثر اور دوسری میں فاتحہ اور سورۂ اخلاص تلاوت کی۔ (جامع کرامات الاولیاء، ج۱، ص۱۹۵، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

الجواب:(۲)

استاذ کامل حضرت سید محمد حقی شاذلی المصری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

وفی رویا اخری کنت اماما فی روضة المطهرة والجماعة الکثیرة اقتدوا بی وفیهم المصطفی علیه الصلاة والسلام۔

ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ روضہ مبارک میں امام ہوں اور بہت بڑی جماعت نے میرے پیچھے اقتداء کی اور ان میں حضور نبی کریم ﷺ بھی موجود تھے۔

(خزینۃ الاسرار، ص ۲۰۶، سعیدیہ کتب خانہ، مردان، پشاور، و، ص، ۹۹، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

الجواب: (۳)

علامہ محمد بن عمر بن واقد السہمی الأسلمی بالولاء، المدنی، أبوعبداللہ، الواقدی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۲۰۷، ھ، لکھتے ہیں:

وقيل أن أبا عبيدة رأى في منامه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول له: تفتح المدينة أن شاء الله تعالى في هذه الليلة فقلت: يا رسول الله أراك على عجل قال: لاحضر جنازة أبي بكر الصديق قال فاستيقظت من المنام.

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے ارشاد فرماتے ہیں: ان شاء اللہ تعالیٰ اس رات میں مدینہ فتح ہو جائے گا، تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ جلدی میں ہیں، ارشاد فرمایا: مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں جانا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میں خواب سے بیدار ہو گیا۔

(فتوح الشام، ج ۱، ص ۷۲)

الجواب: (۴)

حضور اکرم ﷺ کا نماز میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرنا:

علامہ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر، شافعی، متوفی، ۷۷۴ھ، لکھتے:

قُلْتُ: وَفِي غَزْوَةِ تَبُوكَ هَذِهِ صلىَ رَسُولُ اللهِ صَلىَ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَ عَبْدِ الرَّحمنِ بْنِ عَوْفٍ صَلَاةَ الْفَجْرِ أَدْرَكَ مَعَهُ الرَّكْعَةَ الثَّانية مِنْهَا، وَذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلىَ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ يَتَوَضَّأُ وَمَعَهُ الْمغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَأَبْطَأَ عَلى النَّاس، فَأُقِيمَتِ الصَّلاة فتقدَّم عَبْدُ الرَّحمنِ بْنُ عَوْفٍ، فلما سلَّم النَّاس أَعْظَمُوا مَا وَقَعَ فَقَالَ لهمْ رَسُولُ اللهِ صَلىَ اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم أَحْسَنْتُمْ وَأَصَبْتُمْ وَذَلِكَ فِيما رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ رَحمهُ اللهُ۔

ترجمہ: امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی، آپ ﷺ دوسری رکعت میں آکر شامل ہوئے اور یہ اس وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ وضو کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ واپس آنے میں ذرا دیر ہو گئی تکبیر کے بعد حضرت عبدالرحمن کھڑے ہو گئے جب نماز سے فارغ ہوئے تو نمازیوں نے اس بات کو ایک سانحہ اور المیہ تصور کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا اور درست کیا۔ یہ بخاری کی مرویات میں سے ہے۔

(البدایۃ والنہایۃ، ج ۵، ص، ۲۳، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

الجواب(۵)

رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کرنا

علامہ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر، شافعی، متوفی، ۷۷۴ھ، لکھتے:

قَالَ الْإِمَامُ أَحمدُ ثَنَا يَعقُوبُ ثَنَا أَبِي عَنِ ابنِ إِسحَاقَ قَالَ وَقَالَ ابن شهاب الزهري: حدثني عبد الملك بن أَبِي بَكْرِ بنِ عَبدِ الرَّحمنِ بنِ الحارِثِ بنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عن عبد الله بنِ زَمْعَةَ بنَ الْأَسوَدِ بنِ المطَّلِبِ بنِ أَسَدٍ قال لما استعز برسول الله وَأَنَا عِنْدَهُ فِي نَفَرٍ مِنَ المسلِمِينَ دَعَا بِلَالْ لِلصَّلَاةِ فَقَالَ: مُرُوا مَنْ يُصَلِي بِالنَّاسِ. قَالَ فَخَرَجْتُ فَإِذَا عُمَرُ فِي النَّاسِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ غَائِبًا فَقُلْتُ: قُمْ يَا عُمَرُ فَصَلِّ بِالنَّاسِ. قَالَ فَقَامَ فَلَمَّا كَبَّرَ عُمَرُ سَمِعَ رَسُولَ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ وَكَانَ عُمَرُ رَجُلًا مجهرًا فَقَالَ: رَسُولُ الله فَأَيْنَ أَبُو بَكْرٍ يَأْبَى الله ذَلِكَ وَالمسلِمُونَ يَأْبَى الله ذَلِكَ وَالمسلِمُونَ. قَالَ:

فَبَعَثَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَجَاءَ بَعْدَ مَا صَلَّى عُمَرُ تِلْكَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ. وَقَالَ عَبْدُ الله بْنُ زَمْعَةَ. قَالَ لِي عُمَرُ: وَيحكَ مَاذَا صَنَعْتَ يَا ابْنَ زَمْعَةَ وَالله مَا ظَنَنْتُ حين أمرتنى إلا أن رسول الله أمرنى بِذَلِكَ وَلَوْلَا ذَلِكَ مَا صَلَّيت. قَالَ قُلْتُ: والله ما أمرنى رسول الله وَلَكِنْ حِينَ لم أَرَ أَبَا بَكْرٍ رَأَيتُكَ أَحَقَّ مَنْ حَضَرَ بِالصَّلَاةِ. وَهَكَذَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مِنْ حَدِيثِ ابنِ إِسحَاقَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ. وَرَوَاهُ يُونُسُ بْنُ بُكَيرٍ عَنِ ابنِ إِسحَاقَ حَدَّثَنِي يَعقُوبُ بْنُ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بنِ عَبدِ الرَّحمنِ عَنْ عَبدِ الله بنِ زَمْعَةَ فَذَكَرَهُ. وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ ثَنَا أَحمدُ بْنُ صَالِحٍ ثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيكٍ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ يَعقُوبَ عَنْ عَبدِ الرَّحمنِ بنِ إِسحَاقَ عَنِ ابنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيدِ الله بنِ عَبدِ الله بنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبدَ الله بنَ زَمْعَةَ أَخبرهُ بِهَذَا الخبر. قَالَ: لما سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ عُمَرَ. قَالَ: ابْنُ زَمْعَةَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَطْلَعَ رَأْسَهُ مِنْ حُجْرَتِهِ ثُمَّ قَالَ:

لَا لَا يصلى للناس إلا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ، يَقُولُ ذَلِكَ مُغْضِبًا. وَقَالَ الْبُخَارِيُّ حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا أَبِي ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ. قَالَ الْأَسْوَدُ كُنَّا عند عائشة فذكرنا المواظبة على الصلاة والمواظبة لها. قَالَتْ لما مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَذَّنَ بِلَالْ. فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَقِيلَ لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لم يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، وَأَعَادَ فَأَعَادُوا لَهُ فَأَعَادَ الثَّالِثَةَ. فَقَالَ: إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بكر فليصل بالناس. فخرج أبو بكر فَوَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَأَنِي انظر الى رجليه تخطان مِنَ الْوَجَعِ، فَأَرَادَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَكَانَكَ. ثُمَّ أُتِيَ بِهِ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِهِ. قِيلَ لِلْأَعْمَشِ: فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاتِهِ وَالنَّاس يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ؟ فَقَالَ بِرَأْسِهِ نَعَمْ! ثُمَّ قَالَ الْبُخَارِيُّ رَوَاهُ أَبُو داود عَنْ شُعْبَةَ بَعْضَهُ وَزَادَ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ: جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا. وَقَدْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي غَيْرِ مَا مَوْضِعٍ مِنْ كِتَابِهِ

وَمُسْلِمٌ والنسائي وابن ماجه من طرق متعددة عن الْأَعْمَشِ بِهِ. مِنْهَا مَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ قُتَيْبَةَ وَمُسْلِمٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَيَحْيَى بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ بِهِ. وَقَالَ الْبُخَارِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَنْبَأَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ ابن عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قال في مرضه: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: لَقَدْ عَاوَدْتُ رَسُولَ هذا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقَدَّمَ فِي هَذِهِ الصَّلَاةِ وَعَلَّقَ أَبُو بَكْرٍ صَلَاتَهُ بِصَلَاتِهِ. قَالَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ الْأَسْوَدُ وَعُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ الْأَزْقَمُ بْنُ شُرَحْبِيلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - يَعْنِي بِذَلِكَ - مَا رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَزْقَمِ بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ: لما مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ وَجَدَ خِفَّةً فَخَرَجَ فَلَمَّا أَحَسَّ بِهِ أَبُو بَكْرٍ أَرَادَ أَنْ يَنْكِصَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ وَاسْتَفْتَحَ مِنَ الْآيَةِ الَّتِي انْتَهَى إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. ثُمَّ رَوَاهُ أَيْضًا عَنْ وَكِيعٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَزْقَمَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِأَطْوَلَ مِنْ هَذَا. وَقَالَ وَكِيعٌ مَرَّةً فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْتَمُّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَأْتَمُّونَ بِأَبِي بَكْرٍ. وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَزْقَمَ بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِنَحْوِهِ. وَقَدْ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ ثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خلف أبا بَكْرٍ قَاعِدًا فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ [وَقَدْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَالَ أَحْمَدُ ثَنَا بَكْرُ بْنُ عِيسَى سَمِعْتُ شُعْبَةَ بْنَ الحجَّاجِ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ صَلَّى بِالنَّاسِ وَرَسُولُ اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّفِّ. وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الحسَيْنِ بْنُ الْفَضْلِ الْقَطَّانُ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهُ بْنُ جَعْفَرٍ أَنْبَأَنَا يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ حدثنا مسلم ابن إِبْرَاهِيمَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ، عَائِشَةَ. أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى خَلْفَ أَبَا بَكْرٍ. وَهَذَا إِسْنَادٌ جَيِّدٌ وَلَمْ يُخَرِّجُوهُ. قَالَ الْبَيْهَقِيُّ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَيُونُسَ عَنِ الحسَنِ مُرْسَلًا ثُمَّ أَسْنَدَ ذَلِكَ مِنْ طَرِيقِ هُشَيْمٍ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الحسَنِ. قَالَ هُشَيْمٌ وَأَنْبَأَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ فِي بُرْدَةٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهَا فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ. قَالَ الْبَيْهَقِيُّ وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ أَنْبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ الصَّفَّارُ ثَنَا عُبَيْدُ بْنُ شَرِيكٍ أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ، جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ: آخِرُ صَلَاةٍ صَلَّاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الْقَوْمِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا بِهِ خَلْفَ، أَبِي بَكْرٍ. قُلْتُ وَهَذَا إِسْنَادٌ جَيِّدٌ عَلَى شَرْطِ الصَّحِيحِ وَلَمْ يُخَرِّجُوهُ، وَهَذَا التَّقْيِيدُ جَيِّدٌ بِأَنَّهَا آخِرُ صَلَاةٍ صَلَّاهَا مَعَ النَّاسِ صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ. وَقَدْ ذَكَرَ الْبَيْهَقِيُّ مِنْ طَرِيقِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ وَيَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ. أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ بُرْدٍ مخالِفًا بَيْنَ طَرَفَيْهِ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ. قَالَ: ادْعُ لِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَجَاءَ فَأَسْنَدَ ظَهْرَهُ إِلَى

نَحْرِهِ فَكَانَتْ آخِرَ صَلَاةٍ صَلَّاهَا قَالَ: الْبَيْهَقِيُّ فَفِي هَذَا دَلَالَةٌ أَنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ كَانَتْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مِنْ يوم الاثنين يوم الوفاة لِأَنَّهَا آخِرُ صَلَاةٍ صَلَّاهَا لما ثَبَتَ أَنَّهُ تُوُفِّيَ ضُحًى يَوْمِ الِاثْنَيْنِ. وَهَذَا الَّذِي قَالَهُ الْبَيْهَقِيُّ أَخَذَهُ مِنْ مَغَازِي مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ فَإِنَّهُ كَذَلِكَ ذَكَرَ.

وَكَذَا رَوَى أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ

ترجمہ: امام احمد علیہ الرحمۃ (یعقوب، ابوہ، ابن اسحاق، زہری ہشام، ابوہ، عبداللہ بن ہشام، ابوہ) عبداللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا مرض جب شدت اختیار کر گیا اور میں بھی وہاں مسلمانوں کی جماعت میں موجود تھا اور بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی تو آپ ﷺ نے فرمایا کسی کو کہو کہ وہ نماز پڑھائیے۔ ابن زمعہ کہتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے باہر آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں میں موجود تھے۔ میں نے کہا جناب عمر! لوگوں کو نماز پڑھائیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیرِ تحریمہ کہی تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کی آواز سنی (کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلند آواز والے تھے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ اللہ تعالیٰ اور مسلمان (ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ) اور کسی کی امامت کا انکار کرتے ہیں۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام پہنچایا، وہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہو چکے تھے، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی ابن زمعہ کا بیان ہے کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اے ابن زمعہ! افسوس تم نے کیا کیا؟ واللہ! جب تم نے مجھے امامت کے بارے میں کہا تو میرا خیال یہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہوگا۔ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا تو میں کبھی امامت نہ کراتا۔ ابن زمعہ نے عرض کیا، خدا کی قسم! مجھے رسول اللہ ﷺ نے آپ کے بارے میں حکم نہیں دیا تھا، جب میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو موجود نہ پایا تو میں نے سمجھا کہ حاضرین میں سے آپ ہی زیادہ حقدار ہیں۔ یہ روایت امام داؤد علیہ الرحمۃ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا زامام زہری علیہ الرحمۃ بیان کی ہے۔ نیز یونس بن بکیر نے (ابن اسحٰق از یعقوب۔ منبہ از ابوبکر بن عبدالرحمان از عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ) نقل کی ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی امامت نہ کرائے

امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ نے (احمد بن صالح، موسیٰ بن یعقوب، عبدالرحمان بن اسحاق، زہری، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ) عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو انہوں نے حجرہ سے سر باہر نکال کر غضبناک ہو کر فرمایا: لاء لاء لا یصلی للناس الا ابن ابی قحافۃ، نہ نہ، ابی قحافہ کے سوا کوئی امامت نہ کرائے۔

نماز پر ہمیشگی اور مداومت

امام بخاری علیہ الرحمۃ (عمر بن حفص، حفص، اعمش، ابراہیم) اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے۔ نماز پر پابندی اور ہمیشہ پڑھنے کے متعلق پوچھا تو بتایا کہ مرضِ وفات میں جب نبی علیہ السلام کو نماز کا وقت آیا اور بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی تو آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو، لوگوں کو نماز پڑھائے۔ کسی نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل اور کمزور ہیں، جب وہ آپ کے مقام پر کھڑے ہونگے تو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ یہ بات دوبارہ ہوئی تو آپ ﷺ نے یہی فرمایا، پھر آپ علیہ السلام نے تیسری مرتبہ فرمایا تم تو (انجام سے بے خبر) یوسف علیہ السلام کی ہم نشین ہو، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو، لوگوں کو نماز پڑھائے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز کے لیے آئے اور نبی علیہ السلام نے مرض میں کچھ افاقہ اور کمی محسوس کی تو دو آدمیوں کے سہارے گھر سے باہر آئے، گویا میں دیکھ رہی

ہوں کہ آپ ﷺ ... زمین پر گھسٹ رہے ہیں۔ (آپ کو تشریف لاتے دیکھ کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مصلی سے پیچھے ہٹنے لگے تو آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ اپنے مصلی پر قائم رہو اور رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ اعمش راوی سے پوچھا گیا کہ نبی ﷺ امام تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ مقتدی تھے اور باقی لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کر رہے تھے تو اعمش رضی اللہ عنہ نے سر ہلا کر جنبش سے بتایا جی ہاں!

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں پہلو پر:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کا بعض حصہ بیان کیا ہے۔ ابومعاویہ رضی اللہ عنہ نے اعمش رضی اللہ عنہ سے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں پہلو کی جانب بیٹھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھا رہے تھے۔ یہ روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد مقامات پر بیان کی ہے۔ مسلم، نسائی اور ابن ماجہ میں متعدد اسناد سے اعمش سے نقل کی ہے۔ ان میں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت (قتیبہ،، اور مسلم، ابوبکر بن ابی شیبہ اور یحیی بن یحیی، ابومعاویہ) اعمش رضی اللہ عنہ سے بھی بیان کی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تکرار کی وجہ:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (عبداللہ بن یوسف، مالک، ہشام بن عروہ، عروہ رضی اللہ عنہم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مرضِ وفات میں فرمایا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی معرفت، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے تکرار اور بار بار اس اندیشہ سے کہا تھا کہ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو منحوس سمجھیں گے اور مجھے معلوم تھا کہ جو شخص بھی امامت کرائے گا لوگ اس سے بدشگونی لیں گے اور میری خواہش تھی کہ رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو امام مقرر کر دیں۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرزاق، معمر، زہری، اور حمزہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مرضِ وفات میں میرے گھر تشریف لائے تو فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل ہیں، قرآن پڑھتے ہیں تو بے ساختہ آنسو جاری ہو جاتے ہیں، اگر آپ کسی اور شخص کو مقرر کریں تو بہتر ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے یہی اندیشہ لاحق تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے مقام پر جو شخص کھڑا ہوگا لوگ اس کو منحوس تصور کریں گے میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے دو یا تین مرتبہ دہرائی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ امامت کرائیں۔ تم تو انجام سے بے خبر، یوسف علیہ السلام کی ہم نشین ہو۔

مسلم اور بخاری (عبدالملک، بن عمیر، ابو بردہ، ابوموسی رضی اللہ عنہم) اس کے والد سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا **مروا ابابکر فلیصل بالناس** " تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ابوبکر نرم مزاج ہیں، جب وہ آپ کے مصلی پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو، لوگوں کو نماز پڑھائے تم تو انجام سے بے خبر یوسف علیہ السلام کی ہم نشین ہو، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی میں امامت کرائی۔

ظہر کی نماز میں شمولیت:

امام احمد علیہ الرحمۃ (عبدالرحمان بن مہدی، زائدہ، موسیٰ بن ابی عائشہ) عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا، کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے مرض وفات کے حالات بتائیں گی تو انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں؟ سنو! رسول اللہ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی، آپ ﷺ نے پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا جی نہیں! وہ آپ کے انتظار میں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے لئے طشت میں پانی ڈال دو پھر آپ علیہ السلام نے غسل فرمایا اور آپ ﷺ کھڑے ہونے لگے تو بے ہوش ہو گئے، پھر افاقہ ہوا تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا جی نہیں وہ آپ کے منتظر ہیں، پھر فرمایا: میرے لئے طشت میں پانی ڈال کر رکھ دو۔ آپ ﷺ نے غسل فرمایا اور جب کھڑے ہونے لگے تو غشی طاری ہو گئی پھر جب ہوش میں آئے تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟

عرض کیا جی نہیں، وہ آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں آپ نے فرمایا: میرے لئے طشت میں پانی ڈال دو۔ ہم نے پانی ڈال دیا اور آپ علیہ السلام نے غسل فرمایا پھر اٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے پھر افاقہ ہوا تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا جی نہیں، وہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں (لوگ عشاء کی نماز میں، مسجد میں آپ علیہ السلام کے منتظر بیٹھے تھے) پھر آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام ارسال کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل تھے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہا آپ نماز پڑھائیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ امامت کے مجھ سے زیادہ حقدار ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان ایام میں نماز پڑھاتے رہے پھر رسول اللہ ﷺ نے کچھ آرام محسوس کیا تو آدمیوں کے درمیان ٹیک لگائے ہوئے ظہر کی نماز میں شریک ہوئے۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کو آتے ہوئے محسوس کیا تو پیچھے سرکنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ پیچھے نہ ہٹو اور سہارا دے کر لانے والوں سے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دو چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے عبیداللہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کے مرضِ وفات کا قصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی سناؤں تو انہوں نے کہا کہ سناؤ! میں نے ان کو یہ سارا قصہ سنا کر اس پورے واقعہ کی تصدیق کرتے ہوئے پوچھا کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوسرے شخص کا جو سہارا دے رہا تھا، نام بتایا؟ تو میں نے کہا جی نہیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

امام مسلم علیہ الرحمۃ اور بخاری علیہ الرحمۃ (احمد بن یونس، از زائدہ از موسیٰ رحمہ اللہ) یہ روایت بیان کی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے۔ امام بیہقی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ اس نماز میں نبی علیہ السلام مقدم اور پیشوا تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں آپ کی اقتداء کر رہے تھے، اسود اور عروہ نے اسی طرح حضرت عائشہ سے نقل کیا۔ ارقم بن شرجیل رحمہ اللہ نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے درج ذیل روایت میں اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام احمد علیہ الرحمۃ (یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ، زکریا، ابواسحاق، ارقم بن شرجیل رحمہ اللہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ مرض وفات میں نبی علیہ السلام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر جب آپ نے کچھ سکون محسوس کیا تو نماز کے لیے گھر سے باہر نکلے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

آپ کی آمد کو محسوس کرلیا تو پیچھے ہٹنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہ سرکو اور نبی علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں جانب بیٹھ گئے اور اسی آیت سے تلاوت شروع کی جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ قرات کررہے تھے۔

امام احمد علیہ الرحمۃ (وکیع، اسرائیل، ابواسحاق، ارقم رضی اللہ عنہم) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس روایت سے بھی طویل روایت بیان کرتے ہیں، اس روایت میں وکیع رضی اللہ عنہ نے ایک بار یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کی اقتداء کررہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی۔ اور ابن ماجہ (علی بن محمد، وکیع، اسرائیل، ابواسحاق، ارقم بن شرجیل) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

کیا رسول اللہ ﷺ مقتدی تھے؟

امام احمد (شبابہ بن سوار، نعیم بن ابی ہند، ابو وائل، مسروق رضی اللہ عنہم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض وفات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی۔

امام نسائی علیہ الرحمۃ اور ترمذی علیہ الرحمۃ نے یہ روایت شعبہ سے بیان کی ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔

امام احمد رضی اللہ عنہ (بکر بن عیسی، شعبہ بن حجاج، نعیم بن ابی ہند، ابووائل، مسروق رضی اللہ عنہم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور رسول اللہ ﷺ صف میں تھے۔ حافظ بیہقی رضی اللہ عنہ (ابوالحسین بن فضل قطان، عبداللہ بن جعفر، یعقوب بن سفیان، مسلم بن ابراہیم، شعبہ، سلیمان اعمش، ابراہیم، اسود رضی اللہ عنہم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی۔ یہ سند عمدہ اور جید ہے لیکن اصحاب صحاح ستہ نے اس کی تخریج نہیں کی حافظ بیہقی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ اسی طرح حمید نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور یونس نے حسن سے مرسل بیان کی ہے اور پھر اس مرسل کو بہ سند ہشیم از یونس از حسن مرفوع بیان کیا ہے۔

ہشیم نے کہا کہ مجھے حضرت حمید رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے گھر سے باہر نکلے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے چادر اوڑھی ہوئی تھی اور اس کے دونوں کناروں کو مخالف طرف میں ڈالا ہوا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کی۔

آخری نماز کیا فجر کی نماز تھی جو جماعت کے ساتھ پڑھی۔۔۔ بیہقی (علی بن احمد بن عبدان، احمد بن عبید صفار، عبید بن شریک ابن ابی مریم، محمد بن جعفر، حمید رضی اللہ عنہم) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے آخری نماز ایک چادر میں لپٹے ہوئے ادا کی۔ بقول امام ابن کثیر علیہ الرحمۃ یہ سند جید ہے اور شرط صحیح پر ہے۔

اور صحاح ستہ میں مذکور نہیں ہے۔ (لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی آخری نماز کی قید عمدہ ہے۔)

حافظ بیہقی علیہ الرحمۃ نے (سلیمان بن بلال اور یحیی بن ایوب، حمید رضی اللہ عنہم) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی صرف ایک چادر زیب تن کی ہوئی تھی، اس کے دونوں دامن مخالف سمت پر ڈالے ہوئے تھے جب اٹھنے لگے تو فرمایا اسامہ بن زید کو بلاؤ، وہ آیا اور اس نے آپ ﷺ کی پشت مبارک کو اپنے سینہ سے لگالیا، یہ آپ ﷺ کی آخری نماز تھی۔

حافظ بیہقی کا بیان ہے کہ اس روایت سے ثابت ہے کہ یہ فجر کی نماز تھی بروز پیر وفات کے دن کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی آخری نماز ہے۔اس لیے کہ یہ بات محقق ہے کہ رسول اللہ ﷺ بروز پیر چاشت کے وقت فوت ہوئے۔

حافظ بیہقی کا یہ بیان ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے موسی بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے مغازی سے نقل کیا ہے،۔موسی بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ابو الاسود رضی اللہ عنہ نے عروہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

(البدایۃ والنہایۃ، ج،۵،ص، ۲۵۳،تا،۲۵۵،دارالکتب العلمیہ ،بیروت)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی زندگی میں ۱۷ نمازیں پڑھائیں:

علامہ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی، ۷۷۴ھ، لکھتے:

وقال الزهري عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي سَبرة. أَنَّ أَبَا بَكْرٍ صَلَّى بِهِمْ سَبْعَ عَشْرَةَ صَلَاةً. وَقَالَ غَيْرُهُ عِشْرِينَ صَلَاةً فالله أَعْلَمُ. وَالمقصود أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قدم أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ إِمَامًا لِلصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ فِي الصَّلَاةِ الَّتِي هِيَ أَكْبَرُ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ الْعَمَلِيَّةِ.

ترجمہ: امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن ابوسبرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سترہ نمازیں پڑھائیں۔بعض لوگوں کا قول ہے کہ بیس پڑھائیں، واللہ علم۔غرضیکہ نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز کیلئے منتخب کیا جو اسلام کے عملی ارکان میں سے سب سے اہم رکن ہے۔

(البدایۃ والنہایۃ، ج،۵،ص،۲۵۶،دارالکتب العلمیہ ،بیروت)

علامہ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی، ۷۷۴ھ، لکھتے:

وَقَالَ الْإِمَامُ أَحمدُ حَدَّثَنَا معاوية عن عَمْرٍو ثَنَا زَائِدَةُ ثَنَا عَاصِمٌ ح وَحَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ- هُوَ ابْنُ مَسْعُودٍ- قَالَ لما قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَتِ الْأَنْصَارُ: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَأَتَاهُمْ عُمَرُ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّ النَّاسَ فَأَيُّكُمْ تَطِيبُ نَفْسُهُ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ. فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: نَعُوذُ بِاللهِ أَنْ نَتَقَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ.

ترجمہ: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (معاویہ بن عمرو، زائدہ، عاصم (امام احمد از حسین بن علی از زائدہ از عاصم) زر رضی اللہ عنہم) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ کی وفات کے وقت انصار نے نعرہ لگایا "منا امیر و منکم" ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم میں سے ہوگا،

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا اے جماعتِ انصار! کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کے لئے منتخب فرمایا تھا، لہذا بتاؤ کس کا دل چاہتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مقتدا اور پیشوا ہو۔یہ سن کر سب انصار نے کہا اللہ کی پناہ کہ ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مقدم ہوں۔

(البدایۃ والنہایۃ، ج،۵،ص،۲۶۸،دارالکتب العلمیہ ،بیروت)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی۔(تاریخ الخلفاء،ص ۲۵)

الجواب(۷)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، برقعہ پوش ہوکر اقتداء فرماتے ہیں:

خواجہ محمد احسان مجددی، قدس سرہ، لکھتے ہیں:

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اسی سال ایک دفعہ حضور سیدی قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ عشاء کی نماز کے بعد خانقاہ کے گوشہ میں تنہا نفل ادا کر رہے تھے کہ ایک برقعہ پوش آکر مقتدی بنا۔ نماز سے فارغ ہوکر اس برقعہ پوش نے جانا چاہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے برقعہ پوش کا پتہ پوچھا تو کیا دیکھتے ہیں وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ آنحضرت علیہ الرحمۃ آداب بجالائے حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے مقتدی بننے کا بڑا اشتیاق تھا۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ کو اکیلا نہیں پاتا تھا۔ آج تنہائی میں پاکر مقتدی بنا ہوں۔ **ذالک فضل اللہ**

(روضۃ القیومیہ، ج، ۲، ص، ۲۳۶)

(۱) خواب (۶) اسی طرح جناب مولوی عابد حسین سیفی لاہوری خواب بیان کرتے ہیں کہ میں خواب دیکھتا ہوں کہ حضور ارشاد فرما رہے ہیں کہ تو سید عثمان بخاری کو جانتا ہے وہ میرا شہزادہ ہے تم اپنے شیخ کو عرض کرو کہ وہ مریدوں کو امر کریں کہ وہ مزار کو آباد کریں پہلی دفعہ غور نہ کرنے کی وجہ سے دوبارہ خواب جو پہلے خواب کی طرح ہے جس میں وہی امر تھا دوسری دفعہ خواب دیکھنے پر بعض دوستوں کو حاضر کر کے کہا کہ وہاں کے بادشاہی قلعے کے اندر حضرت عثمان بخاری کا مزار ہے تو بعض ساتھیوں نے میرے کہنے پر حاضری بھی دی تا کہ اس کو آباد کریں کیونکہ میں نے دوسرے خواب کے بعد بعض ساتھیوں کو حاضری کا کہا تھا تیسری دفعہ خواب میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا تم خود کسی کو امر کرو تیرا شیخ اس وقت میرا نائب ہے اور مقام قیومیت صدیقیت اور عبدیت سے سرفراز ہے اور موجودہ زمانے میں مجھے سب سے محبوب ہے۔

(ہدایت السالکین، ص، ۳۲۷)

(۲) خواب نو (۹) مولوی محمد عابد حسین صاحب لاہوری کا مرید محمد یسین ساکن باغنپوری (حالا ساکن سعودی عرب جدہ) اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ میں مدینہ منورہ میں رہتا تھا تو جب میرے ویزے کا وقت ختم ہوا تو حکومت مجھے مدینہ منورہ سے خارج کرتے تھے تو میں نبی اکرم ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور زور زور سے رونے لگا کہ ابھی تک تو میں روزانہ حضور اکرم ﷺ کی زیارت کیلئے آتا تھا اور اب اس نعمتِ عظمیٰ سے میں محروم رہوں گا کیونکہ حکومت مجھے مدینہ منورہ سے خارج کرتی ہے تو رات کے وقت جب میں سو گیا تو نبی اکرم ﷺ خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ پریشان نہ ہونا آپ کے وطن پاکستان میں آخندزادہ سیف الرحمان پیرارچی خراسانی میرا نائب ہے انکی صحبت میں جاؤ انکی صحبت میری صحبت ہے (کیونکہ وارث بھی مورث کا حکم لیتا ہے **(الا فیما امتنع شرعا)**

(ہدایت السالکین، ص، ۳۲۹)

(۳) خواب، (۱۳) میرے مخلص خلیفہ ملا عین الدین صاحب نے ایسا خواب دیکھا تھا کہ حضرت سیدنا خاتم النبیین محمد ﷺ فقیر اخندزادہ سیف الرحمن کو ہاتھ سے پکڑتے ہیں اور ایک تخت پر بٹھاتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ تمام کرہ زمین میں حضرت اخندزادہ صاحب میرے نائب اور وارث حقیقی ہیں اور حافظ سید یحییٰ صاحب نے طویل خواب ایسا دیکھا تھا کہ جناب حضرت رسول اکرم ﷺ مجھے فرماتے ہیں کہ اخندزادہ صاحب کون ہے تو میں ادباً خاموش ہوگیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرا نائب اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا دوست ہے اور مجھے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو بہت قریب ہے اور آخر وقت میں جہاد کرے گا۔

(سوط العذاب علی دجل الکذاب، ص، ۱۴۶)

ایک، دو، اور چاران چاروں خوابوں کی تعبیر یہ ہے کہ حضرت مبارک ﷺ کا مقام قطبیت، قیومیت، صدیقیت، مجددیت، عبدیت، وغیرہا ثابت ہیں۔

حضرت شیخ الشیوخ حافظ امام جلال الدین سیوطی، ﷺ، متوفی، ۹۱۱ھ، لکھتے ہیں:

وَحُضُورُ جِنَازَةِ مَنْ مَاتَ مِنْ صَالِحِ أُمَّتِهِ، فَإِنَّ هَذِهِ الْأُمُورَ مِنْ جملَةِ أَشْغَالِهِ فِي الْبرزَخِ كَمَا وَرَدَتْ بِذَلِكَ الْأَحَادِيثُ وَالْآثَارُ،

ترجمہ: امت کے نیک لوگوں کے جنازہ میں تشریف لے جانے وغیرہ ایسے امور نبی کریم ﷺ کے افعال برزخیہ میں سے ہیں جیسا کہ احادیث وآثار اس پر وارد ہیں۔" (الحاوی للفتاوی، ص ۵۴۰، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

معارف آگاہی مولانا جلال الدین، رومی، بلخی ﷺ، متوفی، ۶۷۲ھ، لکھتے ہیں:

باز بے الہام احمق کو زِ جہل		مے نداند بانگِ بیگانہ ز اہل
پیشِ او دعویٰ بود گفتار او		جہلِ او شد مایۂ انکارِ او

ترجمہ: پس جو بے الہام و بے وقوف (آدمی اپنی) جہالت سے بیگانہ (از حق) کی آواز (اور) بیگانے (یعنی اہل حق کی آواز) میں تمیز نہیں کر سکتا اس کے آگے اس کا بیان (خالی) دعویٰ ہوگا (اور) اس کی جہالت اس کے انکار کی باعث ہوگی۔

مطلب: جس شخص کو اہل اللہ اور غیر اللہ کی آواز میں فرق سمجھنے کی توفیق نہیں اس کے سامنے اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ ہم اہل اللہ ہیں تو فضول ہے۔ وہ کب ماننے لگا بلکہ صاف انکار کر دے گا پس اس کے اعتراف کے لئے اس کے اندر ذاتی تمیز کا ہونا ضروری ہے یعنی مناسبتِ فطرتی۔

(مفتاح العلوم، دفتر دوم، ص ۱۰۰۸)

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:

فحمدت الله تعالى شكرا على ما اولى۔ وقد احببت ان اتكلم على المراد بالهاتف وما القاه وابسط الكلام فى ذلك مرصعا بكلام بعض العارفين من مشايخى رضى الله عنهم خوفا ان يتوهم احد من القاصرين الذين لا معرفة عندهم بمراتب الوحى ان ذلك وحى كوحى الانبياء عليهم الصلاة والسلام۔

ترجمہ: میں خدا کی اس نعمت کا شکر بجالایا اور خیال سابق سے روگردانی کر کے اس طرف متوجہ ہوا کہ عبودیت کیا چیز ہے جس کی اس قدر عظمت ہاتف کے کلام سے معلوم ہوئی ہے اور ہاتف کے کلام اور القاء سے کیا مراد ہے اور چاہا کہ حقیقت عبودیت کو مفصل و مشرح بیان کیا جائے اور اس کو عارفوں، وکاملوں کے اقوال سے مؤید (تائید کردہ) اور مزین، مرصع (جڑاؤ) و مسجع (زیب دار) بنایا جائے اور ساتھ ہی یہ خوف تھا کہ کوئی جاہل ناحق شناس عرفان سے خالی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ میں نبوت کا مدعی ہوں اور اس کو انبیاء کی وحی خیال کرتا ہوں۔ حاشا وکلا!

(الانوار القدسیۃ فی بیان آداب العبودیۃ، ص، ۱۸، دار القوی، دمشق)

شیخ محمد خیر طعمہ حلبی، البخاری، الشامی، ﷺ، لکھتے ہیں:

امام شعرانی ﷺ نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ شیخ خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت بکثرت کرتے تھے اور فرماتے تھے:

"میں نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا کہ لوگ میرے خواب میں آپ کی زیارت کرنے کو جھوٹ کہتے ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ کی عزت وعظمت کی قسم! جوان کو قبول نہ کرے گا یا ان کے باب میں تم کو جھوٹا کہے گا وہ یہودی، نصرانی یا مجوسی (آتش پرست) ہو کر مرے گا۔''

(حزب الرحمٰن، ص، ۵۴۵)

خوابوں کا مطلقاً انکار کفر ہے:

یہ بات ذہن نشین کر لی جائے کہ مطلقاً خواب کا انکار کر دینا سرے سے خواب یا رویائے صالحہ کا کوئی وجود ہی نہیں ہوتا یا یہ گمان کرنا کہ یہ محض جھوٹ اور من گھڑت ہے یہ جہالت ہے۔ لاعلمی ہے کیونکہ خواب کے وجود اور تصور کا صراحتاً انکار کر دینا کفر ہے۔ اس لئے کہ خواب کا وجود قرآن کریم سے ثابت ہے اور خود سنت نبوی ﷺ سے ثابت ہے۔

ارشاد ربانی تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ

ترجمہ: وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔ (یونس ۱۰:۶۳)

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ

ترجمہ: انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔ (یونس ۱۰:۶۴)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ قَوْلِ اللهِ سُبْحَانَهُ (لهمُ الْبُشْرَى فِي الحيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ) (یونس:۶۴) قَالَ: هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالحةُ، يَرَاهَا المسلِمُ، أَوْ تُرَى لَهُ

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ارشادِ باری تعالیٰ: (لهمُ الْبُشْرَى فِي الحيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ) (یونس:۶۴) کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھے خواب ہیں جو مسلمان دیکھتا ہے یا اس کیلئے دکھائے جاتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب تعبیر الرؤیا، رقم: ۳۸۹۸، ص، ۶۲۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، موطا امام مالک، رقم: ۳۵۱۶، مسند امام احمد، رقم: ۲۲۶۸۷، مسند ابوداؤد طیالسی، رقم: ۵۸۴، مسند حمیدی، رقم: ۳۹۵، مسند ابن ابی شیبہ، رقم: ۲۶، سنن الترمذی، رقم: ۲۲۷۳، ابن جریر، ابن منذر، مسند الشامیین للطبرانی، رقم: ۱۰۲۵، المستدرک علی الصحیحین للحاکم، رقم: ۳۳۰۲، شعب الایمان، رقم: ۴۴۲۰)

وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقویٰ کی راہ پر چلتے رہے اللہ پاک انہیں دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی بشارتیں عطا کرتا ہے۔ قرآن مجید کی تمام تفاسیر میں ہے کہ بشارت سے مراد وہ نیک خواب ہیں جو اللہ رب العزت ایمان والوں کو عطا کرتا ہے۔

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تک تمام مفسرین نے پوری تصریحات کے ساتھ اس امر کی تائید کی ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں، امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ تفسیر طبری میں، قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں، امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں یا آپ تفسیر کی کوئی بھی کتاب اٹھا کر دیکھ لیں آئمہ تفسیر نے صراحت کے ساتھ یہ بات درج کی ہے کہ اس قرآنی آیت کے تحت درج ''بشریٰ'' سے مراد وہ نیک خواب ہیں جو ایمان

والے دیکھتے ہیں۔

سورۂ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

ترجمہ: اور اسی طرح تجھے تیرا رب چُن لے گا اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا اور یعقوب کے گھر والوں پر جس طرح تیرے پہلے دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق پر پوری کی بیشک تیرا رب علم وحکمت والا ہے۔ (یوسف: ۱۴:۶)

''اور اسی طرح تمہارا رب تم کو چن لے گا اور تم کو خوابوں کی تعبیر سکھائے گا''۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بہت سے کمالات اور معجزات عطا فرمائے ان میں خوابوں کی تعبیر کا علم، اور فن بطور خاص عطا فرمایا۔ اس کا ذکر سورۂ یوسف میں مذکور ہے۔ مثلاً بادشاہ مصر اور قیدیوں کے خواب حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے بیان ہوئے۔ آپ نے ان کی تعبیر بیان فرمائی اور اس تعبیر کے مطابق آئندہ واقعات رونما ہوئے۔ قرآن مجید دوٹوک انداز میں خوابوں کے وجود کی صداقت کا بیان کر رہا ہے۔ کہ تعبیر کا فن اللہ پاک نے اپنے نبی کو عطا کیا۔ خواب کے وجود کا انکار کہ یہ محض وہم ہے، یہ من گھڑت چیز ہے، یہ باطل ہے اور رویائے صالحہ کا کوئی وجود نہیں، خود قرآن مجید کی آیت کا انکار ہے۔ علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث پاک نقل کی ہے کہ

وقال علیہ الصلاۃ والسلام: من لم یؤمن بالرؤیا الصالحۃ لم یؤمن باللہ ولا بالیوم الآخر۔

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نیک خوابوں پر ایمان نہیں رکھتا وہ اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔

(تعطیر الانام فی تعبیر المنام، ص، ۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، فتاوی الشبکۃ الاسلامیۃ، ج، ۱، ص، ۱۴۱۱، الاشارات فی علم العبادات، ج، ۱، ص، ۶۰۴، جامع تفاسیر الاحالام، تنبیہ الافہام بتاویل الاحلام، ج، ۱، ص، ۸)

عن عبدالرحمن بن عائذ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یؤمن بالرؤیا الصادقۃ فإنہ لم یؤمن باللہ ورسولہ۔

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عائذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سچے خوابوں پر ایمان نہیں رکھتا وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں رکھتا۔ (دیلمی، کنز العمال، رقم: ۴۱۴۱۹، ج، ۱۵، ص، ۱۵۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، جامع الاحادیث، رقم: ۲۳۸۲۹)

مفسر قرآن علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری، قرطبی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی، ۶۷۱ھ، لکھتے ہیں:

الثَّانِيَةُ- الرُّؤْيَا حَالَةٌ شَرِيفَةٌ، وَمَنْزِلَةٌ رَفِيعَةٌ، قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمْ يَبْقَ بَعْدِي مِنَ الْمُبَشِّرَاتِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ الصَّادِقَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ أَوْ تُرَى لَهُ. وَقَالَ: أَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُكُمْ حَدِيثًا. وَحَكَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّهَا جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ، وَرُوِيَ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ. وَرُوِيَ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جُزْءًا مِنْ أَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ. وَمِنْ

حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ جُزْءٌ مِنْ تِسْعَةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا. وَمِنْ حَدِيثِ الْعَبَّاسِ جُزْءٌ مِنْ خَمْسِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ. وَمِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ مِنْ سِتَّةٍ وَعِشْرِينَ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ مِنْ أَرْبَعَةٍ وَأَرْبَعِينَ مِنَ النُّبُوَّةِ. وَالصَّحِيحُ مِنْهَا حَدِيثُ السِّتَّةِ وَالْأَرْبَعِينَ، وَيَتْلُوهُ فِي الصِّحَّةِ حَدِيثُ السَّبْعِينَ، وَلَمْ يُخَرِّجْ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ غَيْرَ هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ، أَمَّا سَائِرُهَا فَمِنْ أَحَادِيثِ الشُّيُوخِ، قَالَهُ ابْنُ بَطَّالٍ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْمَازِرِيُّ: وَالْأَكْثَرُ وَالْأَصَحُّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ. قَالَ الطَّبَرِيُّ: وَالصَّوَابُ أَنْ يُقَالَ إِنَّ عَامَّةَ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ أَوْ أَكْثَرَهَا صِحَاحٌ، وَلِكُلِّ حَدِيثٍ مِنْهَا مَخْرَجٌ مَعْقُولٌ، فَأَمَّا قَوْلُهُ: إِنَّهَا جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّ ذَلِكَ قَوْلٌ عَامٌّ فِي كُلِّ رُؤْيَا صَاحِبَةٍ صَادِقَةٍ، وَلِكُلِّ مُسْلِمٍ رَآهَا فِي مَنَامِهِ عَلَى أَيِّ أَحْوَالِهِ كَانَ، وَأَمَّا قَوْلُهُ: إِنَّهَا مِنْ أَرْبَعِينَ -أَوْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ فَإِنَّهُ يُرِيدُ بِذَلِكَ مَنْ كَانَ صَاحِبُهَا بِالْحَالِ الَّتِي ذَكَرْتُ عَنِ الصِّدِّيقِ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ- أَنَّهُ كَانَ بِهَا، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ فِي السَّبَرَاتِ، وَالصَّبْرِ فِي اللَّهِ عَلَى الْمَكْرُوهَاتِ، وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَرُؤْيَاهُ صَالِحَةٌ -إِنْ شَاءَ اللَّهُ- جُزْءٌ مِنْ أَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ، وَمَنْ كَانَتْ حَالُهُ فِي ذَلِكَ بَيْنَ ذَلِكَ فَرُؤْيَاهُ الصَّادِقَةُ بَيْنَ جُزْءَيْنِ، مَا بَيْنَ الْأَرْبَعِينَ إِلَى السَّبْعِينَ، وَلَا تَنْقُصُ عَنْ سَبْعِينَ، وَتَزِيدُ عَلَى الْأَرْبَعِينَ، وَإِلَى هَذَا الْمَعْنَى أَشَارَ أَبُو عُمَرَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فَقَالَ: اخْتِلَافُ الْآثَارِ فِي هَذَا الْبَابِ فِي عَدَدِ أَجْزَاءِ الرُّؤْيَا لَيْسَ ذَلِكَ عِنْدِي اخْتِلَافًا مُتَضَادًّا مُتَدَافِعًا -وَاللَّهُ أَعْلَمُ- لِأَنَّهُ يَحْتَمِلُ أَنْ تَكُونَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنْ بَعْضِ مَنْ يَرَاهَا عَلَى حَسَبِ مَا يَكُونُ مِنْ صِدْقِ الْحَدِيثِ، وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ، وَالدِّينِ الْمَتِينِ، وَحُسْنِ الْيَقِينِ، فَعَلَى قَدْرِ اخْتِلَافِ النَّاسِ فِيمَا وَصَفْنَاهُ تَكُونُ الرُّؤْيَا مِنْهُمْ عَلَى الْأَجْزَاءِ الْمُخْتَلِفَةِ الْعَدَدِ، فَمَنْ خَلَصَتْ نِيَّتُهُ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ وَيَقِينُهُ وَصَدَقَ حَدِيثُهُ، كَانَتْ رُؤْيَاهُ أَصْدَقَ، وَإِلَى النُّبُوَّةِ أَقْرَبَ: كَمَا أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ يَتَفَاضَلُونَ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ -قُلْتُ: فَهَذَا التَّأْوِيلُ يَجْمَعُ شَتَاتَ الْأَحَادِيثِ، وَهُوَ أَوْلَى مِنْ تَفْسِيرِ بَعْضِهَا دُونَ الْبَعْضِ وَطَرْحِهِ. ذَكَرَهُ أَبُو سَعِيدٍ الْأَصْفَهَانِيُّ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ: مَعْنَى قَوْلِهِ: جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْحَى إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النُّبُوَّةِ ثَلَاثَةً وَعِشْرِينَ عَامًا -فِيمَا رَوَاهُ عِكْرِمَةُ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا- فَإِذَا نَسَبْنَا سِتَّةَ أَشْهُرٍ مِنْ ثَلَاثَةٍ وَعِشْرِينَ عَامًا وَجَدْنَا ذَلِكَ جُزْءًا مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا، وَإِلَى هَذَا الْقَوْلِ أَشَارَ الْمَازِرِيُّ فِي كِتَابِهِ الْمُعْلِمِ وَاخْتَارَهُ الْقُونَوِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ مِنْ سُورَةِ يُونُسَ عِنْدَ قَوْلِهِ تَعَالَى: لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُوَ فَاسِدٌ مِنْ وَجْهَيْنِ: أَحَدُهُمَا- مَا رَوَاهُ أَبُو سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ بِأَنَّ مُدَّةَ الْوَحْيِ كَانَتْ عِشْرِينَ سَنَةً، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثَ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ، وَهُوَ قَوْلُ عُرْوَةَ وَالشَّعْبِيِّ وَابْنِ شِهَابٍ وَالْحَسَنِ وَعَطَاءٍ وَالْخُرَاسَانِيِّ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَلَى اخْتِلَافٍ عَنْهُ، وَهِيَ رِوَايَةُ رَبِيعَةَ وَأَبِي غَالِبٍ عَنْ أَنَسٍ، وَإِذَا ثَبَتَ هَذَا الْحَدِيثُ بَطَلَ ذَلِكَ التَّأْوِيلُ - الثَّانِي: أَنَّ سَائِرَ الْأَحَادِيثِ فِي الْأَجْزَاءِ الْمُخْتَلِفَةِ تَبْقَى بِغَيْرِ مَعْنًى. - الثَّالِثُ- إِنَّمَا كَانَتِ الرُّؤْيَا جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ، لِأَنَّ فِيهَا مَا يُعْجِزُ وَيَمْتَنِعُ كَالطَّيَرَانِ، وَقَلْبِ الْأَعْيَانِ، وَالِاطِّلَاعِ عَلَى شَيْءٍ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ، كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ الْحَدِيثَ. وَعَلَى الْجُمْلَةِ فَإِنَّ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةَ مِنَ اللَّهِ، وَإِنَّهَا مِنَ النُّبُوَّةِ، قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرُّؤْيَا مِنَ اللَّهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَأَنَّ

التَصدِيقَ بِهَا حَقَّ، وَلها التَأْوِيلُ الحسَنُ، وَرُبَمَا أَغْنَى بَعْضُهَا عَنِ التَأْوِيلِ، وَفِيهَا مِنْ بَدِيعِ اللهِ وَلُطْفِهِ مَا يَزِيدُ المؤْمِنَ فِي إِيمانِهِ، وَلَا خِلَافَ فِي هَذَا بَيْنَ أَهْلِ الدِينِ وَالحقِ مِنْ أَهلِ الرَأْيِ وَالأَثَرِ، وَلَا يُنكِرُ الرُؤْيَا إِلا أهل الإلحاد وشرذمة مِنَ المعتَزِلَةِ. الرَابِعَةُ- إِنْ قِيلَ: إِذَا كَانَتِ الرُؤْيَا الصَادِقَةُ جُزْءًا مِنَ النُبُوَةِ فَكَيْفَ يَكُونُ الكَافِرُ وَالكَاذِبُ وَالمخَلِطُ أَهلًا لها؟ وَقَدْ وَقَعَتْ مِنْ بَعْضِ الكُفَارِ وَغَيرِهِمْ ممن لَا يُرْضى دِينُهُ مَنَامَاتٌ صَحِيحَةٌ صَادِقَةٌ، كَمَنَامِ رُؤْيَا المَلِكِ الَذِي رَأَى سَبعَ بَقَرَاتٍ، وَمَنَامِ الفَتَيَينِ فِي السجن، ورؤيا بخت نصر، الَتِي فَسَرَهَا دَانِيَالُ فِي ذَهَابِ مُلكِهِ، وَرُؤْيَا كِسرَى فِي ظُهُورِ النَبِيِ صَلَى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَمَ، وَمَنَامِ عَاتِكَةَ، عَمَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَمَ فِي أَمْرِهِ وَهِيَ كَافِرَةٌ، وَقَدْ تَرْجَمَ البُخَارِيُ بَابَ رُؤْيَا أَهلِ السِجْنِ- فَالجوَابُ أَنَ الكَافِرَ وَالفَاجِرَ وَالفَاسِقَ وَالكَاذِبَ وَإِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاهُمْ فِي بَعْضِ الأَوْقَاتِ لَا تكُونُ مِنَ الوَحْيِ وَلَا مِنَ النُبُوَةِ، إِذْ لَيْسَ كل من صدق في حديثه عَنْ غَيْبٍ يَكُونُ خَبرُهُ ذَلِكَ نُبُوَةً، وَقَدْ تَقَدَمَ فِي الأَنْعَامِ، أَنَ الكَاهِنَ وَغَيْرَهُ قَدْ يخبر بِكَلِمَةِ الحقِ فَيَصْدُقُ، لَكِنَ ذَلِكَ عَلى النُدُورِ وَالقِلَةِ، فَكَذَلِكَ رُؤْيَا هَؤُلَاءِ، قَالَ المهَلَبُ: إِنما ترجم البخاري بِهَذَا لجوَازِ أَنْ تكُونَ رُؤْيَا أَهلِ الشِرْكِ رُؤْيَا صَادِقَةً، كَمَا كَانَتْ رُؤْيَا الفَتَيَينِ صَادِقَةً، إِلَا أَنَهُ لَا يجوزُ أَنْ تُضَافَ إِلَى النُبُوَةِ إِضَافَةَ رُؤْيَا المؤْمِنِ إِلَيْهَا، إِذْ لَيْسَ كُلُ مَا يَصِحُ لَهُ تَأْوِيلٌ مِنَ الرُؤْيَا حَقِيقَةً يَكُونُ جُزْءًا مِنَ النُبُوَةِ.-

الخَامِسَةُ- الرُؤْيَا المضافة إلى الله تعالى الَتِي خَلَصَتْ مِنَ الأَضْغَاثِ وَالأَوْهَامِ، وَكَانَ تَأْوِيلُهَا مُوَافِقًا لما فِي اللَوْحِ المحْفُوظِ، وَالَتِي هِيَ مِنْ خَبرِ الأَضْغَاثِ هِيَ الحلْمُ، وَهِيَ المضَافَةُ إِلَى الشَيطَانِ، وَإِنَمَا سُمِيَتْ ضِغْثًا، لِأَنَ فِيهَا أَشْيَاءَ مُتَضَادَةً، قَالَ مَعْنَاهُ المهَلَبُ. وَقَدْ قَسَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَمَ الرُؤْيَا أَقْسَامًا تُغْنِي عَنْ قَوْلِ كُلِ قَائِلٍ، رَوَى عوف ابن مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَمَ قَالَ: الرُؤْيَا ثَلَاثَةٌ مِنْهَا أَهَاوِيلُ الشَيطَانِ لِيَحْزُنَ ابْنَ آدَمَ وَمِنْهَا مَا يَهْتَمُ بِهِ فِي يَقِظَتِهِ فَيَرَاهُ فِي مَنَامِهِ وَمِنْهَا جُزْءٌ مِنْ سِتَةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُبُوَةِ. قَالَ قُلْتُ: سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَمَ؟ قَالَ نَعَمْ! سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَمَ.

السَادِسَةُ- قَوْلُهُ تَعَالَى: (قَالَ يَا بُنَيَ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ) الآيَةَ. الرُؤْيَا مَصْدَرُ رَأَى فِي المنَامِ، رُؤْيَا عَلَى وَزْنِ فُعْلَى كَالسُقْيَا وَالبُشْرَى، وَأَلِفُهُ لِلتَأْنِيثِ وَلِذَلِكَ لم يَنْصرِفْ. وَقَدِ اخْتَلَفَ العُلَمَاءُ فِي حَقِيقَةِ الرُؤْيَا، فَقِيلَ: هِيَ إِدْرَاكٌ فِي أَجْزَاءٍ لم تحلَهَا آفَةٌ، كَالنَوْمِ المسْتَغْرِقِ وَغَيْرِهِ، وَلِهَذَا أَكْثَرُ مَا تكُونُ الرُؤْيَا فِي آخِرِ اللَيْلِ لِقِلَةِ غَلَبَةِ النَوْمِ، فَيَخْلُقُ الله تعَالَى لِلرَائِي عِلْمًا نَاشِئًا، وَيَخْلُقُ لَهُ الَذِي يَرَاهُ عَلَى مَا يَرَاهُ لِيَصِحَ الإِدْرَاكُ، قَالَ ابْنُ العَرَبِي: وَلَا يَرَى فِي المنَامِ إِلَا مَا يَصِحُ إِدْرَاكُهُ فِي اليَقِظَةِ، وَلِذَلِكَ لَا يَرَى فِي المنَامِ شَخْصًا قَائِمًا قَاعِدًا بِحَالٍ، وَإِنَمَا يَرَى الجائِزَاتِ المعْتَادَاتِ. وَقِيلَ إِنَ لِلهِ مَلَكًا يَعْرِضُ المرْئِيَاتِ عَلَى المحَلِ المدْرِكِ مِنَ النَائِمِ، فَيُمَثِلُ لَهُ صُوَرًا محسوسَةً، فَتَارَةً تكُونُ تِلْكَ الصُوَرُ أَمْثِلَةً مُوَافِقَةً لما يَقَعُ في الوجود، وتارة تكون لمعاني معقولة غير محسوسة، وفى الحالتين تكون مشرة أَوْ مُنْذِرَةً، قَالَ صَلَى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَمَ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ وَغَيْرِهِ: رَأَيْتُ سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَأْسِ تخرُجُ مِنَ المدِينَةِ إِلَى مَهْيَعَةٍ فَأَوَلْتُهَا الحمى و رأيت سيفي قد انقطع صدره وبقرا تنحر فأولتها رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُقْتَلُ وَالبَقَرُ نَفَرٌ من أصحابي يقتلون. و رأيت أَنِي أَدْخَلْتُ يَدَيَ فِي دِرْعٍ حَصِينَةٍ فَأَوَلْتُهَا المدينة. و رأيت في يَدَيَ سِوَارَيْنِ فَأَوَلْتُهُمَا كَذَابَيْنِ يخرُجَانِ بَعْدِي. إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مما ضربت لَهُ

الْأَمْثَالُ، ومنها ما يظهر معناه أولا [فأول ومنها ما لا يظهر الأبعد التَفَكُّرِ، وَقَدْ رَأَى النَّائِمُ فِي زَمَنِ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَقَرًا فَأَوَّلَها يُوسُفُ السِّنِينَ، وَرَأَى أحد عشر كوكبا فَأَوَّلَها بِإِخْوَتِهِ وَأَبَوَيْهِ۔

السَّابِعَةُ- إِنْ قِيلَ: إِنَّ يوسف عليه السلام كان صغيرا حين رؤياه، والصغير لأحكم لِفِعْلِهِ، فَكَيْفَ تَكُونُ لَهُ رُؤْيَا لها حُكْمٌ حَتَّى يَقُولَ لَهُ أَبُوهُ: لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ؟ فَالْجَوَابُ- أَنَّ الرُّؤْيَا إِدْرَاكُ حَقِيقَةٍ عَلَى مَا قَدَّمْنَاهُ، فَتَكُونُ مِنَ الصَّغِيرِ كَمَا يَكُونُ مِنْهُ الْإِدْرَاكُ الحقيقيُّ فِي الْيَقَظَةِ، وَإِذَا أَخْبَرَ عَمَّا رَأَى صَدَقَ، فَكَذَلِكَ إِذَا أَخْبَرَ عَمَّا يَرَى فِي الْمَنَامِ، وَقَدْ أَخْبَرَ اللهُ سُبْحَانَهُ عَنْ رُؤْيَاهُ وَأَنَّهَا وُجِدَتْ كَمَا رَأَى فلا اعتراض، وَرُوِيَ أَنَّ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ ابْنَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً۔

ترجمہ: مسئلہ نمبر ۲:۔خواب ایک شریف حالت اور بلند مقام ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد مبشرات میں سے صرف سچے، نیک خواب باقی رہ گئے ہیں جن کو نیک آدمی دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں''۔(شعب الایمان: جز:۴:ص:۱۸۵:)۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جواز روئے خواب کے زیادہ سچا ہوگا وہی از روئے کلام کے بھی زیادہ سچا ہوگا''۔(صحیح مسلم: باب الرؤیا:ص:۲۴۱:)۔ نبی کریم ﷺ نے خواب کے بارے میں حکم بیان فرمایا کہ یہ نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ایک روایت کے مطابق: ''نبوت کے ستر اجزاء میں سے (چھیالیسواں حصہ ہے)''۔(صحیح مسلم: باب الرؤیا:ص:۲۴۲:)۔حضرت ابن عمر کی حدیث کے مطابق: ''چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے''۔حضرت عباس کی حدیث کے مطابق: ''نبوت کے چالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے''۔ (جامع ترمذی: کتاب التعبیر: ج:۲:ص:۵۲)۔حضرت انس کی حدیث کے مطابق: ''چھبیس اجزاء میں سے ایک جز ہے''۔حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے: ''نبوت کے چوالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے''۔ان میں سے صحیح چھیالیس والی حدیث ہے۔اس کے بعد صحت میں حدیث سبعین (ستر والی حدیث) ہے۔امام مسلم نے سوائے ان دو حدیثوں کے اور کوئی نقل نہیں کی، جہاں تک ان سب احادیث کا تعلق ہے تو یہ شیوخ کی احادیث میں سے ہیں یہ ابن بطال کا قول ہے۔ابو عبداللہ مازری نے کہا: محدثین کے نزدیک اکثر اور اصح۔مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ ہے۔(صحیح مسلم: کتاب الرؤیا: جلد ۲: صفحہ: ۲۴۲:)۔(چھیالیس والی حدیث) طبری نے کہا: صحیح یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ یہ ساری احادیث یا ان میں سے اکثر صحیح ہیں، اور ان میں سے ہر حدیث کا مخرج معقول ہے، جہاں تک، إِنَّهَا جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ، کا تعلق ہے تو یہ ہر سچے اور نیک خواب کے بارے میں اور ہر مسلمان کے بارے میں جو اس خواب کو اپنی نیند کی حالت میں دیکھے اس کے لئے عام بات ہے خواہ وہ مسلمان جس بھی حالت میں ہو، جبکہ، إنها من أربعين۔ أوستة وَأَرْبَعِينَ، اس سے مراد اس آدمی کا خواب ہے جس کی حالت کا ذکر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس ہوا یعنی جو سخت سردیوں میں وضو کو انتہائی عمدہ طریقے سے کرنے والا ہو، ناپسندیدہ باتوں پر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر صبر کرنے والا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے والا ہو تو اس کا نیک خواب اگر اللہ نے چاہا تو نبوت کے چالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔اور جس آدمی کی حالت ان دونوں حالتوں کے درمیان ہو اس کا سچا خواب بھی ان دونوں اجزاء کے درمیان والی کیفیت میں ہوگا یعنی چالیس سے ستر تک کے درمیان۔ستر سے کم نہیں ہوگا اور چالیس سے زیادہ ہوگا۔اسی معنی کی طرف ابو عمر بن عبداللہ نے اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے: خواب کے اجزاء کی تعداد کے بارے میں آثار میں پایا جانے والا اختلاف میرے نزدیک کوئی اختلاف نہیں۔واللہ اعلم۔کیونکہ اس میں یہ احتمال موجود ہے کہ خواب دیکھنے والا شخص جس طرح کلام کے صدق، امانت کی ادائیگی، دین متین اور حسن یقین کی قوت سے لبریز ہوگا اسی قدر اس کا خواب نبوت کے مختلف اجزاء کی تعداد

کے مطابق ہوگا۔پس جس قدر بندے کی نیت اپنے رب کی عبادت میں خالص ہوگی اس کا یقین پختہ ہوگا اور اس کا کلام سچا ہوگا اسی قدر اس کا خواب زیادہ سچا اور نبوت کے زیادہ قریب ہوگا۔جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام کو باہمی فضیلت حاصل ہوتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ۔

ترجمہ: ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی ہے۔(سورۃ الاسراء: آیت:۵۵)

میں (قرطبی) نے کہا: یہ تاویل بہت ساری احادیث کو جامع ہے اور یہی تاویل بہتر ہے بنسبت بعض کی بعض کے ساتھ تفسیر کرنے اور بعض کو چھوڑ دینے کے۔ابوسعید الاسفاقیسی نے بعض اہل علم سے، جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ، کا یہ معنی ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی نبوت میں تیئس سال تک وحی فرمائی جس طرح کہ عکرمہ اور عمرو بن دینار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے تو اگر ہم تیئس سال کے عرصے کو چھ ماہ کے حساب سے تقسیم کریں تو اس کے چھیالیس اجزاء بن جائیں گے۔اسی قول کی طرف مازری نے اپنی کتاب ''المعلم'' میں اشارہ کیا ہے اور اس کو القونوی نے اپنی تفسیر میں ''سورہ یونس'' کی آیت کریمہ، لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، (سورۃ یونس: آیت: ۶۴) کے تحت اختیار کیا ہے مگر یہ مؤقف دو اعتبار سے فاسد ہے۔

ایک تو اس وجہ سے کہ ابو مسلمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ مدت بیس سال تھی اور نبی کریم ﷺ کی بعثت چالیس سال کے آخر میں ہوئی پھر دس سال آپ نے مکہ میں قیام فرمایا یہ عروہ، شعبی، ابن شہاب، حسن، عطا خراسانی اور سعید بن مسیب کے مختلف اقوال سے ثابت ہے اور یہی ربیعہ اور ابو غالب کی روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پس اگر یہ حدیث ثابت ہو جائے تو پھر یہ تاویل باطل ہو جائے گی۔

اور دوسرا سبب یہ ہے کہ پھر اجزاء مختلفہ کے بارے میں وارد تمام احادیث بے معنی ہو کر رہ جائیں گی۔

مسئلہ نمبر ۳:۔صرف خواب نبوت کے اجزاء میں سے تھا کیوں کہ اس میں ایسی چیزیں ہیں جو عاجز کرتی ہیں اور مانع ہوتی ہے جس طرح کہ پرواز کرنا، ایمان کو بدل دینا اور علم غیب میں سے کسی چیز پر مطلع ہونا، جیسا کہ ارشاد رسول ﷺ ہے: ''نبوت کی مبشرات میں سے سوائے نیند کے سچے خواب کے کوئی شئ باقی نہیں رہی۔شعب الایمان: جز: ۴: صفحہ: ۱۸۵:۔الحدیث المختصر سچا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور نبوت کے اجزاء میں سے ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''خواب اللہ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے''۔صحیح مسلم: کتاب الرؤیا: جلد: ۲: صفحہ: ۲۴۱:)۔اس بات کی تصدیق حق ہے اور اس کی عمدہ تاویل ہے اور بعض اوقات بعض چیزوں کی تاویل کی ضرورت نہیں رہتی۔اور خواب میں اللہ تعالیٰ کے بدیع ہونے اور اس کی مہربانی کے ایسے دلائل ہوتے ہیں جو بندہ مؤمن کے ایمان میں اضافہ کرتے ہیں۔اس معاملے میں اہل دین اور اہل حق میں سے اہل رائے اور محدثین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور سوائے معتزلہ میں سے ملحد اور بے دین لوگوں کے خواب کا کوئی بھی منکر نہیں۔

مسئلہ نمبر ۴: اگر یہ اعتراض کیا جائے: جب سچا خواب نبوت کے اجزاء میں سے ہے تو پھر کافر، جھوٹا اور خلط ملط کرنے والا اس کا اہل کیسے ہو سکتا ہے؟ حالانکہ بعض کفار اور دیگر ایسے لوگوں سے جن کا دین پسندیدہ نہیں ان سے بھی صحیح اور سچے خواب کا ظہور ہوا ہے جس طرح اس بادشاہ کا خواب جس نے خواب میں سات گائیں دیکھیں، قید خانے میں دونوں جوانوں کے خواب، بخت نصر کا وہ خواب جس کی تعبیر دانیال نے اس کی بادشاہت کے جانے کے ساتھ کی، ظہور نبی کریم

ﷺ کے بارے میں کسری کا خواب اور عاتکہ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی کا آپ کے بارے میں خواب حالانکہ وہ کافرہ تھی اسی طرح امام بخاری نے باب رؤیا اھل الجن کا عنوان قائم کیا ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ کافر، فاسق، فاجر اور جھوٹے آدمی کا خواب اگرچہ بعض اوقات وہ سچا بھی ہوتا ہے وہ وحی اور نبوت میں سے نہیں ہے، کیونکہ ہر وہ آدمی جس کی غیب کی بات سچی ہو اس کی بات اور خبر نبوت میں سے نہیں ہوتی اس کی تفصیل ''سورۃ الانعام'' میں گزر چکی ہے کہ کاہن اور دیگر لوگ بعض اوقات سچی خبر دیتے ہیں لیکن یہ شاذ و نادر ہی ہوتا ہے تو اس طرح ان کے خوابوں کی بھی کیفیت ہوتی ہے۔مہلب نے کہا: امام بخاری رحمہ اللہ نے تو یہ عنوان صرف اس لئے قائم کیا ہے تا کہ یہ بات ثابت ہو جائے کہ مشرکین کے خواب بھی سچے ہو سکتے ہیں جس طرح کہ دونوں جوانوں کے خواب سچے تھے مگر یہ درست نہیں کہ مؤمنین کے خوابوں کی طرح ان کے خوابوں کی نسبت نبوت کی طرف کی جائے، کیونکہ

ہر وہ بات جس کی سچی تاویل کرنا ممکن ہو اس کا نبوت کے اجزاء میں سے ہونا ضروری نہیں۔

مسئلہ نمبر ۵: اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہونے والے خواب وہ ہوتے ہیں جو پریشانی اور وہم سے خالی ہوں اور ان کی تاویل لوح محفوظ میں مرقوم تقدیر کے موافق ہو۔وہ خواب جو اضغاث کی خبر میں سے ہوں وہ پریشان کن افکار ہیں جن کا سراغ نہیں ملتا۔یہ شیطان کی طرف منسوب ہوتے ہیں انہیں کو ضغث کہا جاتا ہے، کیونکہ ان میں متضاد چیزیں ہوتی ہیں۔اس کا معنی مہلب نے بیان کیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے خواب کی کئی قسمیں بیان فرمائی ہیں جو ہر قائل کے قول سے مستغنی کر دیتی ہیں۔حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''خواب تین ہیں ان میں سے ایک شیطان کے احوال ہیں تا کہ وہ ابن آدم کو پریشان کرے اور ان میں سے کچھ خواب وہ ہوتے ہیں کہ جو حالت بیداری میں بندے کو درپیش ہوتے ہیں انہی کو وہ خواب میں دیکھتا ہے اور کچھ وہ خواب ہیں جو نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہیں''۔(احکام القرآن لابن العربی: جلد: ۳: صفحہ: ۱۰۷۳: ایضاً: سنن ابن ماجہ: کتاب تعبیر الرؤیا: باب الرؤیا ثلاث: حدیث نمبر: ۳۸۹۶) سننے والے نے کہا کہ میں نے کہا: آپ نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶:۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد: (قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ) : الآیہ:۔رُؤْيَا، رَأَى فِي الْمَنَامِ، سے مصدر ہے، رُؤْيَا فُعْلَى، کے وزن پر ہے سُقْيَا، اور بُشْرَى، اس کا الف تانیث کا ہے اسی وجہ سے غیر منصرف ہے۔علماء کا رؤیا کی حقیقت میں اختلاف ہے۔ایک قول یہ ہے: یہ ایسے اجزاء کا ادراک ہے جن کو آفت نہیں آتی جس طرح متفرق نیند وغیرہ۔اسی وجہ سے نیند کے غلبہ کی قلت کے سبب اکثر خواب رات کے آخری حصہ میں ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ خواب دیکھنے والے کے لئے علم ناشی پیدا فرماتا ہے اور دیکھنے والے کے لئے اس کے مشاہدے کے مطابق اس کو پیدا فرماتا ہے تا کہ ادراک صحیح ہو جائے۔ابن عربی رحمہ اللہ نے کہا: خواب میں صرف وہی دکھایا جاتا ہے جس کا ادراک حالت بیداری میں صحیح ہو۔(احکام القرآن لابن العربی: جلد ۳: صفحہ: ۱۰۷۴)۔اسی وجہ سے خواب میں کوئی آدمی کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے کسی حالت میں نہیں دکھایا جاتا اور صرف معتاد چیزیں ہی دکھائی جاتی ہیں۔ایک قول یہ ہے: اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو سونے والے کے محل مدرک میں دیکھی جانے والی چیزیں پیش کرتا ہے اور پھر اس کو محسوس صورتوں کی تمثیل دیتا ہے۔کبھی وہ صورتیں پائی جانے والی چیزوں کے موافق تمثیلی صورت اختیار کرتی ہیں اور کبھی وہ عقل کے ذریعے سمجھے جانے والے غیر محسوس معانی کی صورت اختیار کرتی ہیں، البتہ دونوں حالتوں میں وہ بشارت دینے والی یا ڈرانے والی ہوتیں ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ہے، صحیح مسلم اور دیگر کتب میں: ''میں نے سیاہ پراگندہ سر (عورت) کو دیکھا جو مدینہ سے

مہیعۃ (جحفہ کا مقام جو اہل شام کا میقات ہے) تک نکلتی ہے پس میں نے اس کی تعبیر بخار کے ساتھ کی''۔ (صحیح بخاری: جلد: ۲: صفحہ: ۱۰۴۲)۔ اور ''میں نے اپنی تلوار کو دیکھا جس کا اگلا حصہ ٹوٹ گیا اور گائے کو دیکھا جس کا نحر کیا جاتا ہے تو میں نے ان دونوں کی تعبیر یہ کی ہے کہ میرے اہل بیت کے آدمی کو شہید کیا جائے گا اور گائے میرے صحابہ کی ایک جماعت ہے جن کو شہید کیا جائے گا''۔ (صحیح مسلم: کتاب الرؤیا: جلد: ۲: صفحہ: ۲۴۴)۔ اور ''میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک محفوظ ذرع میں داخل کیا ہے تو اس کی تعبیر میں نے مدینہ سے کی ہے''۔ اور ''میں نے اپنے ہاتھ میں دو کنگن دیکھے تو ان دونوں کی تعبیر میں نے دو کذابوں سے کی جو میرے بعد نکلیں گے''۔ (جامع ترمذی: تعبیر الرؤیا: جلد: ۲: صفحہ: ۵۳)۔ علاوہ ازیں ایسے خواب جن کی تمثیل ہو سکتی ہے۔ اور ان میں سے کچھ خواب وہ ہوتے ہیں جن کے معنی پہلے ہی ظاہر ہوتے ہیں اور بعض وہ ہوتے ہیں جن کے معنی غور و فکر کے بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی تعبیر سالوں سے کی اور آپ نے گیارہ ستارے، سورج اور چاند کو دیکھا تو ان کی تعبیر اپنے بھائیوں اور اپنے والدین سے کی۔

مسئلہ نمبر ۷:۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے: حضرت یوسف علیہ السلام اپنے خواب کے وقت چھوٹے تھے اور صغیر کے فعل پر کوئی حکم نہیں لگایا جاتا تو آپ کا خواب ایسا کس طرح ہو گیا کہ جس پر حکم لگایا جا سکتا ہے حتی کہ آپ کے والد نے فرمایا: لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ، تو اس کا جواب یہ ہے کہ خواب ایک حقیقت کا ادراک ہے جس طرح کہ پہلے بیان ہوا تو یہ صغیر سے بھی ہو سکتا ہے جس طرح اس سے حالت بیداری میں ادراک حقیقی ممکن ہے اور جب وہ اپنی دیکھی ہوئی چیز کی سچی خبر دے تو یہی کیفیت ہو گی جب وہ ایسی چیز کی خبر دے جس کو اس نے حالت خواب میں دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے خواب کے بارے میں خبر دی اور یہ خواب آپ کے مشاہدہ کے مطابق پایا بھی گیا تو اس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر بارہ سال تھی۔

(تفسیر القرطبی، سورۃ یوسف، تحت الآیۃ: ۵، ج، ۹، ص، ۸۲، تا ۸۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

شیخ الجن والانس حضرت ابو محمد عبد القادر جیلانی، حنبلی، رحمۃ اللہ علیہ، متوفی، ۵۶۱، ھ، لکھتے ہیں:

فالواقعات معبرة فی النوم والسنة کما قال الله تعالیٰ: (لقد صدق الله رسوله الرءیا بالحق) (الفتح: الآیة: ۲۷) وکما قال النبی ﷺ لم یبق من النبوة الا المبشرات۔۔۔ یراها المؤمنون او تری لهم کما قال الله تعالیٰ: (لهم البشری فی الحیوة الدنیا وفی الآخرة) (یونس: الآیة: ۶۴)، والمراد منه الرؤیا الصالحة فی قول البعض کما قال رسول الله ﷺ: الرؤیا الصالحة جزء من ست واربعین جزءا من النبوة۔ وقال رسول الله ﷺ: من رانی فی المنام فقد رآنی فی الیقظة لان الشیطان لا یتمثل بی وبمن تبعنی۔ ای: تابعنی بنور عمل الشریعة والطریقة والمعرفة، وبنور الحقیقة والبصیرة۔ کما قال الله تعالیٰ: (ادعوا الی الله علی بصیرة انا ومن اتبعنی۔۔۔) (یوسف: الآیة: ۱۰۸)

فلا یتمثل الشیطان بهذه الانوار اللطیفة کلها۔

قال صاحب المظهر: هذا لیس للاختصاص بالنبی ﷺ، بل لا یتمثل بکل ما هو مظهر الرحمة واللطف والهدایة کجمیع الانبیاء علیهم الصلاة والسلام والاولیاء والکعبة والشمس والقمر والسحاب الابیض والمصحف وامثال ذلک لان الشیطان

مظہر القہر، فلا یظہر الا فی صورة الاسم المضل فمن کان مظہر للاسم الهادی کیف یظہر بصورته، فالضد لا یظہر بصورة الضدلما بینهما من التنافر والبعد، ولیمیز الحق والباطل کما قال الله تعالیٰ: (کذلک یضرب الله الحق والباطل) (الرعد: الآیة: ۱۷)

واما تمثله یکون فی صورة الربوبیة، ودعوی الربوبیة یجیء منه لان صفة الله جلال وجمال، والشیطان یتمثل بصفة الجلال لانه مظہر القہر فظہور تمثل ربوبیته، ودعواه من اسم المضل فقط کما مر، ولا یظہر فی صورة اسم الجامع لما فیه من معنی الهدایة، وفیه کلام کثیر یطول شرحه وقوله تعالی: (علی بصیرة انا ومن اتبعنی) (یوسف: الآیة: ۱۰۸) اشارة الی الوارث الکامل المرشد۔ای: الارشاد بعدی لمن له بصیرة باطنة مثل بصیرتی من وجه۔ والمراد منه الولایة الکاملة کما اشار الیه بقوله: (ولیا مرشدا) (الکهف: الآیة: ۱۷)

ثم اعلم ان الرؤیا علی نوعین: آفاقی، وانفسی۔ وکل واحد منهما علی نوعین۔

فالانفسی: اما من الاخلاق الحمیدة او الذمیمة۔ فالحمیدة مثل رؤیة الجنان ونعیمها، ومثل الحور والقصور والغلمان والصحراء النورانی الابیض، ومثل الشمس والقمر والنجوم وما اشبه ذلک متعلق بالقلب۔

واما ما یتعلق بالنفس المطمئنة مثل مأکول اللحم من الحیوانات والطیور؛ لان معیشة المطمئنة فی الجنة تکون بهذه الانواع کشویّ الغنم والطیور۔ واما البقر فهو آت من الجنة لآدم علیه الصلاة والسلام لاجل زراعته فی الدنیا۔ والابل ایضا منها لاجل سفر کعبة الظاہر والباطن۔

والخیل آت ایضا منها آلة الجهاد الاصغر والاکبر۔ فکل ذلک للآخرة، وفی الحدیث: ان الغنم خلق من عسل الجنة، والبقر من زعفرانها، والابل من نورها، والخیل من ریحها۔ واما البغل فهو من ادنی صفة المطمئنة من رآه فی المنام فتعبیره ان یکون الرائی کسلا فی العبادة، وثقلا فی القیام والقعود، ولا یکون لکسبه نتیجة فی الحقیقة الا التوبة: (وعمل صالحا فله جزآء الحسنیٰ) (الکهف: الآیة: ۸۸)۔ والحمیر من حجارتها لاجل مصلحة آدم علیه الصلاة والسلام وذریته لکسب الآخرة فی الدنیا۔

واما ما یتعلق منها بالروح فکالشاب الامرد، تتجلی علیه الانوار الالٰهیة؛ لان اهل الجنة کلهم علی هذه الصورة کما قال رسول الله ﷺ: اهل الجنة جرد مرد کحل۔ الحدیث۔ وکما قال رسول الله ﷺ: رأیت ربی بصورة شاب امرد۔ قال بعضهم: المراد من هذه الصورة تجلی الحق بصفة الربوبیة علی مرآة الروح، وهو الذی یسمونه طفل المعانی؛ لانه مرب الجسد، ووسیلة بینه وبین الرب۔ وقال امیر المؤمنین علیّ بن ابی طالب کرم الله وجهه: لولا المربی لما عرفت ربی۔ وهذا المربی مربی الباطن، وهو انما یحصل بسبب تربیة مرب ظاہری بالتلقین، فالانبیاء والاولیاء مربو القوالب ومربو القلوب ما یحصل من تربیتهم من لقاء الروح الآخر

کما مر، کما قال اللہ تعالیٰ: (یلقی الروح من امرہ علی من یشآء من عبادہ) (غافر: الآیۃ: ۱۵) وطلب المرشد لاجل ھذا الروح الذی یحیی بہ القلب ویعرف بہ ربہ فافھم۔

قال الامام الغزالی علیہ الرحمۃ: یجوز ان یری الرب فی المنام علی صورۃ جمیلۃ اخرویۃ علی ھذا التأویل المذکور۔ قال: لان مثل المرئی مثال ما یخلقہ اللہ تعالیٰ علی قدر استداد الرائی ومناسبتہ، ولیس الحقیقۃ الذاتیۃ؛ لان اللہ تعالیٰ منزہ عن الصورۃ، او یری بذاتہ فی الدنیا کرؤیۃ النبی ﷺ وعلی ھذا القیاس یجوز ان یری فی صورۃ مختلفۃ علی قدر مناسبۃ استعداد الرائی، ولا یری الحقیقۃ المحمدیۃ الا الوارث الکامل فی عملہ وعلمہ وحالہ وبصیرتہ، ظاھرا وباطنا، لا فی حالہ۔ وکذا فی شرح المسلم: یجوز رؤیۃ اللہ تعالیٰ فی الصورۃ البشریۃ النورانیۃ علی التأویل المذکور۔ والقیاس علی تجلی کل صفۃ علی ھذا النھج کما تجلی لموسی علیہ الصلاۃ والسلام فی صورۃ النار من شجر العناب کما قال اللہ تعالیٰ: (لاھلہ امکثوا انی ءانست نارا لعلی ءاتیکم منھا بقبس۔۔۔) (طٰہٰ: الآیۃ: ۱۰)، ومن صفۃ الکلام کما قال اللہ تعالیٰ: (وما تلک بیمینک یموسیٰ) (طٰہٰ: الآیۃ: ۱۷) وکانت تلک النار نورا، لکن سمیت نارا علی زعم موسی علیہ الصلاۃ والسلام وطلبہ، ولیس الانسان ادنی مرتبۃ من الشجرۃ، فلا عجب ان یتجلی بصفۃ من صفات اللہ تعالیٰ فی الحقیقۃ الانسانیۃ بعد التصفیۃ من الصفات الحیوانیۃ الی الانسانیۃ کما تجلی علی بعض الاولیاء کابی یزید البسطامی حیث قال: (سبحانی ما اعظم شانی) وکالجنید البغدادیؒ حیث قال: لیس فی جبتی سوی اللہ۔ ونحو ذلک، وفی ذلک المقام لطائف عجیبۃ لاھل التصوف یطول شرحھا۔

ثم فی التربیۃ لابد من المناسبۃ، فالمبتدئ من اول امرہ لا مناسبۃ بینہ وبین اللہ وبین نبیہ ﷺ احتاج لا محالۃ الی تربیۃ الولیؒ اولا، لان الولی مناسبۃ بینہ وبین المبتدئ من جھۃ البشریۃ کما للنبی ﷺ حال حیاتہ فاذا کان النبی ﷺ فی الحیاۃ الدنیا لما احتاج احد الی غیرہ، فاذا انتقل الی الآخرۃ انقطع من صفۃ التعلق، ووصل الی محض التجرد، وکذا الاولیاء اذا انتقلوا الی الآخرۃ لا یصل احدا منھم الارشاد الی المقصود فافھم ان کنت من اھل الفھم۔ وان لم تکن فالطلب الفھم بالریاضۃ النورانیۃ الغالبۃ علی النفسانیۃ الظلمانیۃ لان الفھم یحصل بالنورانیۃ لا بالظلمانیۃ ولان النور لا یجیء بموضع الا یکون مدنیا مشرقا، فلم یبق للمبتدیء مناسبۃ لہ۔

واما الولیؒ الذی یکون فی الحیاۃ فلہ مناسبۃ، لان لہ جھتین التعلقیۃ الجسمانیۃ، والتجردیۃ الروحانیۃ، من جھۃ الوراثۃ الکاملۃ، فیتوالی الیہ مدد الولایۃ النبویۃ من النبی ﷺ ویتعرف بھا الناس۔ فافھم فان وراء ذلک سرّا عمیقا یدرکہ اھلہ۔ قال اللہ تعالیٰ: (وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین) (المنافقون: الآیۃ: ۸)۔

واما تربیۃ الارواح فی الباطن، فروح الجسمانیؒ مربی فی الجسم اولا، ثم روح الروانی مربی فی القلب، ثم روح

السلطانیؒ مربی فی الفؤاد، ثم روح القدسیؒ مربی فی السرّ وھو الواسطۃ بینہ وبین الحق، ومترجم من الحق الی الخلق؛ لانہ اھل اللہ ومحرمہ۔

واما الرؤیا التی ھی من الاخلاق الذمیمۃ من صفۃ الامارۃ واللوامۃ والملھمۃ فھی من السباعات کالنمر والاسد والدب والذئب والکلب والخنزیر، ومثل الارنب والثعلب والفھد والھرّۃ والحیۃ والعقرب والزنبور وغیر ذلک من المؤذیات، فھذہ من صفۃ الذمیمۃ التی یجب الاحتراز عنھا، وازالتھا عن طریق الروح۔

واما النمر: فھو من صفۃ العجب، وھو الکبر علی اللہ تعالیٰ۔

واما الاسد: فھو من صفۃ الکبر والتعظیم علی الخلق۔

واما الدب: فھو من صفۃ الغضب والغلبۃ علی من فی تحت یدہ۔

واما الذئب: فھو من صفۃ اکل الحرام وحب الدنیا والقھر والغضب لاجلھا۔

واما الخنزیر: فھو من صفۃ الحقد والحسد والحرص علی الشھوات۔

واما الارنب: فھو من صفۃ الخیانۃ والمکر بمعاملات الدنیا الدنیۃ، والثعلب ایضا، ولکن فی الارنب الغفلۃ غالبۃ۔

واما الفھد: فھو من صفۃ العزۃ الجاھلیۃ، وحب الریاسۃ۔

واما الھرّۃ: فھی من صفۃ البخل والنفاق۔

واما الحیۃ: فھی من صفۃ الایذاء باللسان کالشتم والغیبۃ والکذب۔ ویری فی ذلک السباع فی معانی حقیقیۃ یدرکھا اھلھا بالبصیرۃ۔

واما العقرب: فھو من صفۃ الغمز والھمز والنمیمۃ۔

واما الزنبور: فھو من صفۃ ایذاء الخلق باللسان خفیۃ، وقد تدل الحیۃ علی العداوۃ مع الناس، فاذا رأی السالک فی نفسہ انہ یحارب مع المؤذیات، ولم یتغلب علیھا بعد الرؤیۃ فلیجتھد بالعبادۃ والذکر حتی یتغلب علیھا ویقھرھا بقتلھا او یبدلھا الی الصورۃ البشریۃ، فان قھرھا وقتلھا بالکلیۃ فھو معنی تکفیر السیئات کما قال اللہ تعالیٰ فی حق بعض التائبین: (کفر عنھم سیئاتھم واصلح بالھم) (محمد: الآیۃ: ۲) وان رأی انھا تبدلت الی صورۃ الانسانیۃ، فھو معنی تبدیل السیئات الی الحسنات کما قال اللہ تعالیٰ فی حق التوابین: (الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا فاؤلئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنٰت) (الفرقان: الآیۃ: ۷۰) فقد خلص منھا ھذہ المرۃ، فینبغی ان لا یأمن منھا بعد ذلک؛ لانہ اذا وجد النفس قویۃ من خبائث العصیان والنسیان تقوت

وغلبت علی المطمئنة، ولذلک امر اللہ تعالیٰ ان یتجنب العبد من المناھی فی جمیع الاوقات مادام فی الدنیا۔

وقد یری ذات النفس الامارة علی صورة الکفار، واللوامة علی صورة الیھودیٰ، والملھمة علی صورة النصرانیٰ۔ وکذا فی صورة المبتدعة۔

ترجمہ: نیند میں انسان جو واقعات دیکھتا ہے ان کی کوئی نہ کوئی تعبیر ہوتی ہے

جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد پاک ہے

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا حق کے ساتھ'' (الفتح، ۲۷)

اسی طرح حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''نبوت میں سے صرف سچے خواب باقی رہ گئے ہیں''

یہ خواب انسان دیکھتا ہے یا انہیں دکھائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے

''انہیں کے لئے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں''

بعض علماء کے نزدیک اس سے مراد سچے خواب ہیں۔ ایسے ہی حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے

''سچے خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہیں''

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''جس نے خواب میں میری زیارت کی تو اس نے یقیناً بیداری میں میری زیارت کی۔ کیونکہ شیطان میری مثالی صورت میں ظاہر نہیں ہوسکتا اور نہ ہی ان لوگوں کی صورت میں جنہوں نے میری اتباع کی'' یعنی شریعت، طریقت اور معرفت کے عمل کے نور سے میری فرمانبرداری کی اور حقیقت وبصیرت کی روشنی میں میری اتباع کرتے رہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ

ترجمہ: ''میں تو بلاتا ہوں صرف اللہ تعالیٰ کی طرف۔ واضح دلیل پر ہوں میں اور (وہ بھی) جو میری پیروی کرتے ہیں'' (سورۃ یوسف: ۱۰۸)

شیطان ان تمام انوار لطیفہ کی مثالی صورت اختیار نہیں کرسکتا

صاحب ''مظھر'' لکھتے ہیں: یہ چیز نبی کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ جو شیطان رحمت، اور لطف اور ہدایت کے کسی بھی مظہر کی مثالی شکل اختیار نہیں کرسکتا۔ مثلاً تمام انبیاء علیہم السلام اولیاء کرام (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)، کعبۃ اللہ شریف، سورج، چاند سفید بادل، قرآن کریم اور اس قسم کے دوسرے مظاہر رحمت ولطف و ہدایت کیونکہ شیطان صفت قہر کا مظہر ہے۔ اسی لئے وہ صرف ایسی مثالی صورت میں ظاہر ہوسکتا ہے جس پر گمراہ کا لفظ صادق آسکتا ہو۔ جو شخص مظہر ذات ہادی ہو شیطان بھلا اس کی شکل وصورت کیسے اپنا سکتا ہے۔ ایک چیز اپنی ضد کی صورت میں ظاہر نہیں ہوسکتی کیونکہ اضداد کے درمیان تنافر اور بُعد ہوتا ہے اور یہ اس لئے

بھی ہے کہ حق اور باطل کے درمیان فرق قائم رہے۔

جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد گرامی ہے

کَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبٰطِلَ

ترجمہ: یوں اللہ تعالیٰ مثال بیان فرماتا ہے حق اور باطل کی'' (الرعد، ۱۷)

رہی یہ بات کہ وہ صفت ربوبیت کی مثالی صورت میں ظاہر بھی ہوسکتا ہے اور دعویٰ ربوبیت بھی کرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت جلال کی ہے اور دوسری جمال کی۔ شیطان چونکہ صفت قہر کا مظہر ہے اس لئے وہ صفت جلال کی مثالی صورت اپنا سکتا ہے۔ لیکن جب وہ ربوبیت کی مثالی صورت اپنائے گا تو دعویٰ ربوبیت نہیں کر سکے گا بلکہ ایسی صورت میں بھی ایسا دعویٰ کرے گا کہ اس پر گمراہ کن کا اسم صادق آئے گا۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ اور شیطان ایسے اسم کی مثالی صورت بھی نہیں اپنا سکتا جو جامع ہو اور اس میں ہدایت کا معنیٰ بھی پایا جاتا ہو۔ اس سلسلے میں گفتگو طوالت کا باعث ہوگی۔ رب قدوس کا ارشاد ''علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی'' مرشد کامل کی طرف اشارہ ہے جو (علوم نبوت کا) وارث ہو۔ یعنی مرے بعد آنے والے وہ لوگ جو من وجہ میری باطنی بصیرت کی طرح باطنی بصیرت رکھتے ہوں گے۔ بصیرت سے مراد ولایت کا معاملہ ہے جس کی طرف اللہ کریم کا یہ ارشاد بھی اشارہ کرتا ہے۔

ولیّا مرشدا

ترجمہ: مددگار (اور) رہنما۔ (الکہف، ۱۷)

خواب کی دو قسمیں ہیں۔ آفاقی اور انفسی۔ پھر ان میں ہر ایک کی دو، دو قسمیں ہیں

انفسی: یا تو اخلاق حمیدہ (کی مثالی صورت نظر آئے) گی یا اخلاق ذمیمہ کی۔ اخلاق حمیدہ مثلاً جنت اور اس کی نعمتیں حور وقصور، غلمان اور سفید نورانی صحراء، سورج، چاند، ستارے، اور اس قسم کی دل سے تعلق رکھنے والے اخلاق کی مثالی صورتیں۔ رہی نفس مطمئنہ سے تعلق رکھنے والے اخلاق کی مثالی صورتیں مثلاً حیوانات اور پرندوں سے تیار شدہ غذا تو اس کا تعلق بھی انفسی خواب سے ہے کیونکہ نفس مطمئنہ کو جنت میں اسی قسم کی خوراک دی جائے گی۔ جیسے بکری اور پرندوں کا بھونا ہوا گوشت وغیرہ۔ گائے بھی جنتی جانور ہے۔ اسے جنت سے دنیا میں اس لئے بھیجا گیا کہ آدم علیہ السلام اس سے زراعت سے متعلقہ کام سرانجام دے سکیں۔ اونٹ بھی جنتی ہے اور کعبہ ظاہر و باطن کی طرف سفر کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ گھوڑا جنتی جانور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جہاد اصغر و اکبر کا آلہ بنایا ہے۔ یہ تمام چیزیں آخرت سے تعلق رکھتی ہیں۔ حدیث مبارکہ ہے

''ان الغنم خلق من عسل الجنة والبقر من زعفرانها والابل من نورها والخيل من ريحها''

ترجمہ: بیشک بکری جنت کے شہد سے پیدا کی گئی ہے۔ گائے جنت کے زعفران سے اونٹنی جنتی نور سے اور گھوڑا جنتی ہوا سے۔

رہی بات خچر کی۔ تو خچر نفس مطمئنہ کی ادنیٰ صورت مثالی ہے۔ جو اسے خواب میں دیکھے تو سمجھ جائے کہ عبادت کرنے والا عبادت میں کوتاہی کرتا ہے اور قیام وقعود میں بوجھ محسوس کرتا ہے۔ ایسے شخص کی عبادت بے کار ہے۔ توبہ کرے تو اس کی کوشش ثمر بار ہوسکتی ہے ورنہ نہیں

وعمل صالحا فله جزاء الحسنىٰ (الکہف، ۸۸)

گدھا آدم علیہ السلام اوران کی اولاد کی مصلحت کے لئے ہے۔ یہ جنت کے پتھروں سے پیدا کیا گیا ہے۔ انسان کو اس سے خدمت لے کر دنیا میں آخرت کے لئے توشہ تیار کرنا چاہیے۔

اگر کوئی شخص خواب میں روح سے تعلق رکھنے والی چیزوں کو دیکھے مثلاً بے ریش نوجوان تو سمجھ لے کہ اس پر انوار خداوندی کی تجلی پڑ رہی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اہل جنت تمام کے تمام اسی صورت میں ہوں گے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

اهل الجنة جرد مرد كحل

ترجمہ: اہل جنت موچھ داڑھی کے بغیر ہوں گے اوران کی آنکھیں سرگیں ہوں گی۔

حضور ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے

رأيت ربی بصورت شاب امرد

ترجمہ: میں نے اپنے رب کو ایسے نوجوان کی صورت میں دیکھا جس کی مسیں نہ بھیگی ہوں۔

بعض تعبیر دہندہ فرماتے ہیں کہ ایسے خواب کی تعبیر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے آئینہ روح پر صفت ربوبیت کی تجلی فرمائی ہے۔ اسے طفل معانی کا نام بھی دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ جسم کی تربیت کرنے والا ہے۔ اور رب اور بندے کے درمیان وسیلہ ہے۔

حضرت مولا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''اگر میرا مربی نہ ہوتا تو میں اپنے رب کو نہ پہچانتا

اس مربی سے مراد باطن کا مربی ہے۔ اور باطنی مربی کی تربیت ظاہری مربی کی تلقین کے ذریعے ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام واولیاء (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کے جسم بھی تربیت یافتہ ہوتے ہیں اور دل بھی۔ جو لوگ ان کی تربیت کرتے ہیں انہیں ایک دوسری روح نصیب ہوتی ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔

رب قدوس کا ارشاد ہے

يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

ترجمہ: نازل فرماتا ہے وحی اپنے فضل سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے (غافر، ۱۵)

مرشد کی تلاش اس لئے ضروری ہے کہ اس کی تربیت میں رہ کر انسان ایسی روح حاصل کر لے جو دل کو زندہ کر دے اور مرید اپنے رب کی معرفت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش کیجیے

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس تاویل کی بنا پر خواب میں اللہ تعالیٰ کا ایک خوبصورت اخروی صورت میں دیدار کرنا جائز ہے۔ کیونکہ خواب میں نظر آنے والی صورت ایک مثالی صورت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والے کی استعداد اور مناسبت سے تخلیق فرمایا ہے۔ یہ صورت حقیقیہ ذاتیہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ صورت سے پاک ہے یا وہ بذاتہ دنیا میں دکھائی دے گا جس طرح نبی کریم ﷺ کا دیدار ہے۔ اس قیاس کو بنیاد بنا کر یہ نظریہ رکھنا جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ

دیکھنے والوں کی استعداد اور مناسبت کے مطابق مختلف صورتوں میں نظر آسکتا ہے۔ حقیقت محمدیہ کو بھی صرف وہی دیکھ سکتا ہے جو عمل، علم، حال اور بصیرت میں ظاہراً اباطناً آپ کا وارث کامل ہو نہ کہ صرف حال میں۔ اس قیاس کی بنا پر ایک صفت اسی طرح کی تجلی ڈالتی ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے لئے انگور کے درخت میں آگ کی صورت میں صفت خداوندی کی تجلی ہوئی۔

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے

قالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْها بِخَبَرٍ

ترجمہ: تو اپنے گھر والوں کو کہا تم (ذرا یہاں) ٹھہرو۔ میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں لے آؤں تمہارے لئے اس سے کوئی چنگاری'' (طٰہٰ، ۱۰)

اسی طرح صفت کلام سے تجلی فرمائی۔

ارشاد فرمایا

وما تلك بيمينك يٰموسىٰ

ترجمہ: اور (ندا آئی) یہ آپ کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ؟

یہ آگ دراصل نور تھا۔ لیکن اسے موسیٰ علیہ السلام کے گمان اور طلب کے مطابق آگ کہا گیا ہے۔ درخت کو انسان سے ذرا سی بھی نسبت نہیں۔ تو کیا عجب کہ صفات خداوندی میں سے کوئی صفت حقیقت انسانی میں متجلی ہو جبکہ انسان نے صفات حیوانیہ سے دل کو پاک کر کے صفات انسانیہ سے متصف کر لیا ہو۔ جیسا کہ بعض اولیاء پر صفاتی تجلی کا ظہور ہوا مثلاً حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''سبحانی ما اعظم شانی'' حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''**لیس فی جبتی سوی اللہ**'' اور ایسی کئی دوسری مثالیں اس مقام میں عجیب عجیب لطائف ہیں جنہیں صوفیاء نے بیان کیا ہے ان لطائف کی شرح بہت طویل ہے

پھر تربیت میں مناسبت ضروری ہے۔ مبتدی کی پہلے پہل اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ کوئی مناسبت نہیں ہوتی اس لئے اس کے لئے ولی کی تربیت میں رہنا بہت ضروری ہے کیونکہ مبتدی اور ولی کے درمیان ایک مناسبت ہوتی ہے کیونکہ دونوں بشر ہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بقید حیات ظاہری تھے تو کسی غیر کی تربیت کی ضرورت نہیں تھی مگر جب عالم آخرت کی طرف منتقل ہو گئے تو یہ صفت تعلق منقطع ہو گئی اور آپ تجرد محض کے مقام پر پہنچ گئے۔ اسی طرح جب اولیاء دار آخرت کو رحلت فرما جائیں تو ان کی رہنمائی کسی کو مقصود تک نہیں پہنچا سکتی۔ اگر تو عقلمند ہے تو اسے سمجھنے کی کوشش کر۔ اور اگر اہل فہم سے نہیں تو پھر ایسی نورانیت ریاضت کے ذریعے تربیت حاصل کر جو نفسانیت اور ظلمانیت دونوں پر غالب آجائے کیونکہ فراست نورانیت سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ ظلمانیت سے اور اس لئے کہ نور صرف اس جگہ سے آتا ہے جو قریب ہو اور روشن بھی ہو۔ پس مبتدی کی (صاحب مزار ولی) کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں ہے۔

ایک ولی جب تک اس دنیا میں ہے مبتدی کو اس سے ایک گونہ مناسبت ہے کیونکہ اس کی دو جہتیں ہیں ''تعلقیہ جسمانیہ'' اور ''تجردیہ روحانیہ'' کیونکہ وہ وراثت کاملہ رکھتا ہے۔

پس اس روحانیت کی وجہ سے ولی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد مسلسل پہنچتی رہتی ہے اور وہ اس سے دوسرے لوگوں کو روشناس کراتا رہتا ہے، اسے سمجھیئے اس سے آگے عمیق راز ہے جسے صرف اہل معرفت ہی سمجھ سکتے ہیں۔

رب قدوس کا ارشاد ہے

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین

ترجمہ: حالانکہ (ساری) عزت تو صرف اللہ کے لئے اس کے رسول کے لئے اور ایمان والوں کے لئے ہے'' (المنافقون،۸)

باطن میں تربیت ارواح (کی صورت یہ ہے کہ) روح جسمانی سب سے پہلے جسم میں تربیت پاتی ہے۔ پھر روح روانی قلب میں تربیت حاصل کرتی ہے۔ اس کے بعد روح سلطانی جان میں تربیت پاتی ہے۔ پھر روح قدسی ہے جو سر میں تربیت حاصل کرتی ہے۔ یہ سر اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان واسطہ ہے۔ یہی حق اور مخلوق کے درمیان ترجمان ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی محرم اور اس سے خاص تعلق رکھتی ہے

رہا خواب جو کہ اخلاق ذمیمہ سے تعلق رکھتا ہے یہ صفت امارہ کی مثالی صورت ہو یا لوامہ کی یا ملہمہ کی تو یہ درندوں کی صورت میں سامنے آتی ہے۔ مثلاً چیتا، شیر، ریچھ، بھیڑیا، کتا اور خنزیر۔ یا یہ مثالی صورت دوسرے جانوروں کی صورت میں نظر آئے گی مثلاً لومڑی، تیندوا، بلی، سانپ، بچھو، بھڑ وغیرہ۔ یہ چیزیں خواب میں نظر آئیں تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ صفت ذمیمہ کی مثالی صورت ہے اس سے احتراز ضروری ہے۔ لازم ہے کہ انسان روح کی راہ سے اسے ہٹائے

چیتا خود پسندی اور اللہ تعالیٰ پر تکبر کرنے کی صفت کی مثالی صورت ہوگا۔ شیر تکبر اور مخلوق خدا سے اپنے آپ کو بڑا سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ریچھ کا تعلق صفت غضب اور ماتحتوں پر غلبہ جیسے اخلاق ذمیمہ سے ہے۔ بھیڑیا اکل حرام، حب دنیا اور اس کے کئے قہر و غضب کو ظاہر کرتا ہے

خنزیر: کینہ، حسد اور شہوانی خواہشات کی مثالی صورت ہوگی

خرگوش: خیانت، دنیاوی مکر و فریب کا پتہ دیتا ہے۔ لومڑی بھی کبھی انہیں صفات کو ظاہر کرتی ہے لیکن خرگوش زیادہ غفلت کی علامت ہے

تیندوا: جاہلی عزت اور حب ریاست کی مثالی صورت ہوتا ہے

بلی: بخل اور نفاق کو ظاہر کرتی ہے

سانپ: گالی، غیبت اور کذب جیسی صفات ایذاء کی علامت ہے۔ ان دونوں میں کبھی حقیقی معنی بھی ہوتے ہیں جنہیں صرف اہل بصیرت سمجھ سکتے ہیں

بچھو: عیب جوئی، غیبت اور چغلی کی علامت ہے

بھڑ: چھپ کر مخلوق کو اپنی زبان سے تکلیف دینے کو ظاہر کرتی ہے

سانپ کبھی عداوت ظاہری کو ظاہر کرتا ہے۔ جب سالک خواب میں دیکھے کہ وہ موذی چیز سے لڑ رہا ہے لیکن دیکھ لینے کے باوجود غلبہ نہیں پا رہا تو اسے عبادت اور ذکر میں مزید کوشش کرنی چاہیے۔ تاکہ وہ اس پر غالب آجائے اور اسے قتل کر دے۔ یا پھر اسے بشری صورت میں تبدیل کر دے۔ اگر سالک یہ دیکھے کہ وہ کسی موذی چیز پر غالب آگیا ہے یا اسے قتل کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے تو سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ تائبین کے حق میں ارشاد فرماتا ہے

كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے دور کر دیں ان سے ان کی برائیاں اور سنوار دیا ان کے حالات کو'' (محمد،۲)

اور اگر سالک یہ دیکھے کہ موذی چیز انسانی شکل میں تبدیل ہوگئی ہے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ جیسا کہ

اللہ تعالیٰ توابین کے بارے میں فرماتا ہے:

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ۔

ترجمہ: مگر وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کئے تو یہ وہ لوگ ہیں بدل دے گا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے'' (الفرقان، ۷۰)

پس اس مرتبہ تو وہ ان برائیوں سے چھٹکارا پا گیا مگر اس کے بعد ان سے غافل نہ رہے کیونکہ جب نفس نافرمانی اور نسیان جیسی خباثتوں سے تقویت حاصل کر لے گا تو وہ نفس مطمئنہ پر غلبہ پالے گا اور اس کے قابو میں نہیں رہے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ انسان جب تک دنیا میں ہے ایک ایک لمحہ مناہی سے اجتناب کرے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نفس امارہ کفار کی صورت میں نظر آجاتا ہے۔ نفس لوامہ یہودی کی صورت مثالی میں اور نفس ملہمہ نصرانی کی صورت مثالی میں اسی طرح کبھی یہ بدعتی کی صورت میں نظر آتا ہے۔

(سر الاسرار و مظہر الانوار فیما یحتاج الیہ الابرار، الفصل الثانی والعشرون، ص، ۵۲، تا، ۵۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

خوابِ نبوت کا چھیالیسواں حصہ:

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:

فان قیل) فما وجه تخصیص النبی صلی الله علیه وسلم الستة والاربعین جزء حدیث الرا ویا جزء من ستة واربعین جزا من النبوة؟

فالجواب وجهه ان رسالته صلی الله علیه وسلم کانت ثلاثا وعشرین سنة وقعت له الرؤیا قبل رسالته مدة سته اشهر فاسب الستة اشهر الی ستة واربعین جزا تجدها صحیحة فالمراد بالجزء منها النسف ولذلک کان صلی الله علیه وسلم یقول للصحابه اذا اصبح هل رای احد منکم رؤیا لکون الرؤیا من اجزاء النبوة اذ هی مبتداء الوحی فکان یحب ان یشهد النبوة فی امته هذا والناس فی عمایة الجهل عن هذا المعنی الذی اعتنی به صلی الله علیه وسلم و قصده و سال عنه کل یوم بل بعضهم یستهزی بالرائیی اذا اعتمد علی تلک الرویا و ذلک جهل بمقامها و اطال الشیخ فی ذلک الباب الثالث و الستین و ثلاثمائة و ذکر فیه الفرق بین الرؤیا والمبشرات فراجعه والله تعالی اعلم۔

ترجمہ: اگر کہا جائے کہ نبی کریم ﷺ نے حدیث پاک میں فرمایا: خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ ۴۶ کی تخصیص کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی رسالت ۲۳ سال تھی یعنی بعثت شریفہ کے ۲۳ سال ہیں۔ رسالت سے پہلے چھ ماہ کی مدت تک خواب واقع ہوئے۔ پس چھ ماہ کو چھیالیس اجزاء کی طرف نسبت دے تو تو اسے درست پائے گا۔ پس یہاں اس میں سے جزو سے مراد نصف ہے۔ اور اسی لئے حضور ﷺ جب صبح ہوئی تو اپنے اصحاب سے فرماتے: کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا۔ کہ خواب اجزاء نبوت سے ہے کیونکہ یہ نبوت کا آغاز ہے۔ پس آپ پسند کرتے تھے کہ اپنی امت میں فیوض نبوت کا مشاہدہ کریں۔ صورتحال یہ ہے کہ لوگ اس معنی سے جہالت کے پردے میں ہیں جس پر حضور ﷺ نے توجہ فرمائی۔ اور اس کا قصہ فرمایا اور اس کے متعلق ہر روز سوال فرمایا۔ بلکہ ان میں سے بعض اس خواب دیکھنے والے کو مذاق کرتا ہے جب وہ اس پر اعتماد کرے۔ اور یہ خواب کے

مرتبہ سے اس کی جہالت ہے۔ اور شیخ ابن عربی قدس سرہ نے اس کے متعلق ۳۶۳ ویں باب میں طویل کلام فرمایا اور وہاں خواب اور بشارتوں میں فرق ذکر فرمایا۔ اس کی طرف رجوع کر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر، ص، ۱۷۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۹۴۲ھ لکھتے ہیں:

ذكر منام عاتكة بنت عبد المطلب روى ابن إسحاق والحاكم والبيهقي من طريق عكرمة، عن ابن عباس وموسى بن عقبة، وابن إسحاق عن عروة، والبيهقي، عن ابن شهاب، قالوا: رأت عاتكة بنت عبد المطلب فيما يرى النائم - قبل مقدم ضمضم على قريش بثلاث ليال - رؤيا. فأصبحت عاتكة فأعظمتها، فبعثت إلى أخيها العباس بن عبد المطلب فقالت له: يا أخي، لقد رأيت الليلة رؤيا أفظعتني، ليدخلنّ على قومك منها شر وبلاء! فقال: وما هي؟ قالت: لن أحدّثك حتى تعاهدني أنك لا تذكرها، فإنهم إن سمعوها آذونا وأسمعونا ما لا نحب، فعاهدها العبّاس، فقالت: رأيت أن رجلا أقبل على بعير فوق الأبطح، فصاح بأعلى صوته: انفروا يا آل غدر، لمصارعكم في ثلاث، وصاح ثلاث صيحات فأرى الناس اجتمعوا إليه، ثم إن بعيره دخل به المسجد، واجتمع إليه الناس، ثم مثل به بعيره فإذا هو علي رأس الكعبة، فصاح ثلاث صيحات فقال: انفروا يا آل غدر، لمصارعكم في ثلاث، ثم أرى بعيره مثل به على رأس أبي قبيس فقال: انفروا يا آل غدر لمصارعكم في ثلاث ثم أخذ صخرة عظيمة، فنزعها من أصلها فأرسلها من، رأس الجبل، فأقبلت الصخرة تهوي لها حس شديد، حتى إذا كانت في أسفل الجبل ارتضّت فما بقيت دار من دور قومك ولا بيت إلا دخل فيه فلقة، فقال العباس: والله إن هذه لرؤيا فاكتميها. قالت: وأنت فاكتمها، لئن بلغت هذه قريشا ليؤذوننا، فخرج العباس من عندها فلقي الوليد بن عتبة فتحدث بها، وفشا الحديث بمكّة، حتى تحدثت به قريش في أنديتها. قال العبّاس: فغدوت، لأطوف بالبيت وأبو جهل في رهط من قريش قعود يتحدثون لرؤيا عاتكة، فلما رآني قال لي أبو جهل: يا بني عبد المطلب: متى حدثت فيكم هذه النبيّة؟ قلت: وما ذاك؟ قال: رؤيا عاتكة. قلت: وما رأت؟ قال: ما رضيتم يا بني عبد المطلب أن يتنبأ رجالكم حتى تتنبأ نساؤكم. ولفظ ابن عقبة: أما رضيتم يا بني هاشم بكذب الرجال حتى جئتمونا بكذب النساء، إنا كنا وإياكم كفرسي رهان، فاستبقنا المجد منذ حين، فلما تحاكت الركب قلتم: منا نبيّ، فما بقي إلا أن تقولوا: منا نبيّة، فما أعلم في قريش أهل بيت، أكذب امرأة ولا رجلا منكم - وآذاه أشدّ الأذى - قد زعمت عاتكة في رؤياها أنه قال: انفروا في ثلاث، فسنتربص بكم هذه الثلاث، فإن يك حقا ما تقول فسيكون، وإن تمض الثلاث ولم يكن من ذلك شيء كتبنا عليكم كتابا أنكم أكذب أهل بيت في العرب. قال العبّاس: فو الله ما كان منّي إليه كبير شيء، إلا أني جحدت ذلك، وأنكرت أن تكون عاتكة رأت شيئا. وعند ابن عقبة في هذا الخبر أنّ العبّاس قال لأبي جهل: هل أنت منته؟ فإن الكذب فيك وفي أهل بيتك، فقال من حضرها: ما كنت جهولا يا أبا الفضل ولا خرقا، وكذلك قال ابن عائذ، وزاد: فقال العباس: مهلا يا مصفّر استه. ولقي العباس من عاتكة أذى شديدا حين

أفشى حديثها لهذا الفاسق. قال العباس: فلما أمسيت لم تبق امرأة من بني عبد المطلب ألا أتتني فقالت: أقررتم لهذا الفاسق الخبيث أن يقع في رجالكم، ثم قد تناول نساءكم وأنت تستمع، ثم لم يكن عندك كبير شيء مما سمعت، قلت: قد والله فعلت، ما كان مني إليه كبير شيء، وأيم الله لأتعرضنّ له، فإن عاد لأكفي كنّه قال: فغدوت في اليوم الثالث من رؤيا عاتكة وأنا حديد مغضب، أرى أني، قد فاتني من عدو الله أمر أحب أن أدركه منه، قال: فدخلت المسجد فرأيته، فو الله إني لأمشي نحوه أتعرضه ليعود لبعض ما قال فأقع به، وكان رجلا خفيفا، حديد الوجه حديد اللسان حديد النظر، قال: إذ خرج نحو باب المسجد يشتدّ قال: فقلت في نفسي: ما له لعنه الله أكلّ هذا فرق من أن أشاتمه: قال: وإذا هو قد سمع ما لم أسمع، صوت، ضمضم بن عمرو الغفاريّ وهو يصرخ ببطن الوادي واقفا على بعيره قد جدّع بعيره، وحوّل رحله، وشقّ قميصه، وهو يقول: يا معشر قريش يا آل لؤي بن غالب، اللّطيمة اللّطيمة، أموالكم مع أبي سفيان قد عرض لها محمد في أصحابه، لا أرى أن تدركوها، الغوث الغوث، والله ما أرى أن تدركوها، ففزعت قريش أشدّ الفزع، وأشفقوا من رؤيا عاتكة، فشغله ذلك عني، وشغلني عنه ما جاء من الأمر. وقالت عاتكة:

ألم تكن الرؤيا بحقّ وجاءكم		بتصديقها فلّ من القوم هارب
فقلتم ولم أكذب-: كذبت وإنّما		يكذّبنا بالصّدق من هو كاذب

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب

ابن اسحاق، امام بیہقی، موسیٰ ابن عقبہ نے حضرت عکرمہ، ابن عباس اور عروہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''ضمضم کو قریش کے پاس آنے میں ابھی تین روز باقی تھے کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے خواب دیکھا۔ انہوں نے یہ خواب عظیم سمجھا۔ انہوں نے اپنے بھائی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا۔ انہوں نے کہا: ''میرے بھائی! میں نے آج رات خواب دیکھا ہے اس نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے تمہاری قوم کو کسی مصیبت اور آزمائش کا سامنا کرنا پڑے گا۔'' انہوں نے پوچھا: ''کیا خواب تھا؟'' انہوں نے کہا: ''بھائی! میں اس وقت تک تمہیں نہ بتاؤں گی حتیٰ کہ تم وعدہ کرو تم اس کا ذکر کسی سے نہ کرو گے اگر لوگوں نے یہ خواب سن لیا تو وہ ہمیں اذیت دیں گے۔ اور ہمیں ناپسندیدہ باتیں سنائیں گے۔'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے وعدہ کیا۔ انہوں نے کہا: ''میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا ہے وہ الابطح کے اوپر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا ہے وہ اپنی بلند آواز سے چلایا ہے ''اے دھوکا بازو! تین روز کے اندر اندر اپنی قتل گاہوں کی طرف نکلو۔ اسنے تین چیخیں ماری ہیں۔ میں نے لوگوں کو دیکھا وہ اس کے اردگرد جمع تھے پھر وہ اپنے اونٹ کو لے کر مسجد میں داخل ہو گیا۔ لوگ اس کے اردگرد جمع ہو گئے پھر میں نے دیکھا کہ اس کا اونٹ خانہ کعبہ کے اوپر چڑھ گیا اس نے تین چیخیں ماریں۔ اس نے کہا ''اے فریبیو! تین روز کے اندر اندر اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آؤ۔'' پھر اس نے ایک عظیم چٹان کو پکڑا اور اسے جڑ سے اکھیڑ پھینکا اسے پہاڑ کی چوٹی سے نیچے لڑھکا دیا۔ وہ چٹان نیچے گرنے لگی۔ وہ تیزی سے نیچے آئی۔ جب وہ پہاڑ کے دامن میں پہنچی تو پھٹ گئی تمہاری قوم کا ایک گھر بھی نہ رہا مگر اس میں اس ایک ٹکڑا گرا۔'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ''بخدا! یہ ایک ہولناک خواب ہے۔ اسے مخفی رکھو۔'' عاتکہ نے کہا: ''تم بھی اسے مخفی رکھنا اگر یہ خواب قریش تک پہنچ گیا۔ تو وہ ہمیں اذیت دیں گے۔''

حضرت عباس رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلے۔ وہ ولید بن عتبہ سے ملے۔ اس سے اس خواب کا تذکرہ کیا۔ یہ خبر مکہ مکرمہ میں پھیل گئی۔ حتیٰ کہ قریش اپنی محافل میں اس کا تذکرہ کرنے لگے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں بیت اللہ کا طواف کرنے کیلئے گیا۔ قریش کے چند لوگوں کے ہمراہ ابوجہل وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ عاتکہ کے خواب کے بارے باتیں کررہے تھے۔ ابوجہل نے جب مجھے دیکھا تو اس نے مجھے کہا'' اے بنوعبدالمطلب! تم میں یہ نبیہ کب سے پیدا ہوگئی ہے۔ میں نے پوچھا'' کیا مراد ہے؟'' اس نے کہا: '' عاتکہ کا خواب'' میں نے پوچھا: 'اس نے کیا دیکھا'' بنوعبدالمطلب! کیا تم اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ تمہارے مرد نبوت کا دعویٰ کریں حتیٰ کہ تمہاری خواتین بھی نبوت کا دعویٰ کرنے لگیں۔'' ابن عقبہ کے الفاظ یہ ہیں'' بنوہاشم! کیا تم مردوں کے جھوٹ پر راضی نہ ہوئے حتیٰ کہ تم اپنی خواتین کے جھوٹ بھی ہمارے پاس لانے لگے۔ ہم اور تم دو دوڑنے والے گھوڑوں کی طرح تھے۔ ہم نے بزرگی میں مقابلہ کیا۔ جب کارواں باہم مقابلہ کرنے لگے تو تم نے کہہ دیا'' ہم میں سے نبی ﷺ ہے۔ پھر کچھ باقی نہ رہا حتیٰ کہ تم کہو'' ہم میں نبی بھی ہے میں قریش کے کسی گھر کو نہیں جانتا جس کے مرد اور عورتیں تمہارے مردوں اور عورتوں سے زیادہ جھوٹے ہوں۔'' اس نے انہیں بہت اذیت دی۔ عاتکہ نے اپنے خواب میں دیکھا ہے کہ اس شخص نے کہا ہے کہ تم تین ایام کے اندر اندر نکلو ہم تین ایام کا انتظار کریں گے اگر یہ سچ ہوا تو یہ رونما ہو جائے گا اگر تین دن گزر گئے اور اس میں سے کچھ بھی رونما نہ ہوا ہم تمہارے خلاف نوشتہ لکھ دیں گے کہ تمہارا گھرانہ اہل عرب کے سارے گھرانوں سے جھوٹا ہے۔''

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ''بخدا! مجھے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا۔ سوائے اس کے کہ میں نے عاتکہ کے خواب کا انکار کر دیا۔ میں نے انکار کر دیا کہ عاتکہ نے کوئی خواب دیکھا ہو''۔

ابن عقبہ نے یہ اضافہ کیا ہے۔'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوجہل سے کہا'' کیا تو رکتا ہے یا نہیں۔ جھوٹ تجھ میں ہے تیرے گھرانے میں ہے۔'' حاضرین محفل نے کہا: ''ابوالفضل! آپ جاہل نہیں ہیں۔ نہ احمق ہیں۔'' ابن عائذ نے یہ اضافہ کیا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے بزدل! ذرا نرمی کر۔'' جب اس فاسق تک یہ خبر پہنچی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو عاتکہ سے بہت سی باتیں سننی پڑیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: '' شام کے وقت بنوعبدالمطلب کی ہر خاتون میرے پاس آئی۔ اسنے کہا: '' یہ خبیث تمہارے مردوں پر الزام لگاتا رہا تم نے برداشت کرلیا۔ اب وہ تمہاری خواتین پر بھی الزام لگانے لگا ہے۔ یہ سن کر بھی تمہاری غیرت نہ جاگی۔'' میں نے کہا: ''بخدا! اب اس سے بڑھ کر کوئی امر نہیں کہ میں اس کے پاس جاؤں۔ اگر اس نے دوبارہ یہ بکواسات کئے تو تمہاری طرف سے اسے کافی ہو جاؤں۔'' میں اس خواب کے تیسرے روز بعد نکلا میں غضبناک اور غصے سے لبریز تھا۔ میں نے سمجھا کہ میری طرف سے اسے کسی ایسے امر کا سامنا نہیں کرنا پڑا جسے میں پسند کرتا تھا کہ اسے سامنا کرنا پڑے۔'' میں مسجد میں داخل ہوا۔ میں نے اسے دیکھ لیا، بخدا! میں اس ارادے سے اس کی طرف جا رہا تھا کہ میں اس کے ساتھ تعرض کرتا ہوں۔ تاکہ اگر وہ وہی باتیں دہرائے تو میں اس پر حملہ کر دوں۔ وہ ایک پھرتیلا، تھیکے نقوش والا تیز زبان اور تیز نظروں والا انسان تھا وہ مسجد کے دروازے کی طرف نکلا تو دوڑنے لگا۔ میں نے دل میں کہا'' اس لعنتی کو کیا ہوا؟ کیا وہ اس خوف سے بھاگ رہا ہے کہ میں اسے گالی گلوچ نہ کروں۔ اس نے وہ کچھ سن لیا تھا جسے میں نہیں سن سکا تھا۔ اس نے ضمضم کی

آواز سن لی تھی وہ وادی کے دامن میں اپنے اونٹ پر کھڑے ہو کر چیخ رہا تھا۔اس نے اس کی ناک کاٹ دی تھی۔اس کا کجاوہ الٹا کر دیا تھا۔اپنی قمیض چاک کر دی تھی۔وہ کہہ رہا تھا''اے گروہِ قریش !اے بنولولوی بن غالب ! کارواں ! کارواں ! تمہارے وہ اموال جو ابوسفیان کے ہمراہ ہیں سیدنا وامامنا حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ سرورِ کائنات ﷺ اوران کے ساتھی ان پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔میں نہیں سمجھتا کہ تم اسے پاسکو گے۔مدد!مدد!بخدا!میں نہیں سمجھتا کہ تم اسے پاسکو گے''یہ سن کر قریش بہت گھبرا گئے۔وہ عاتکہ کی خواب سے ڈر گئے اس معاملہ نے مجھے ابوجہل سے اوراس کو مجھ سے غافل کر دیا۔

عاتکہ نے یہ اشعار کہے:

ألم تكن الرؤيا بحقّ وجاءكم		بتصديقها فلّ من القوم هارب
فقلتم ولم أكذب-: كذبت وإنّما		يكذّبنا بالصّدق من هو كاذب

ترجمہ: کیا یہ میرا نہیں تھا۔کیا بھاگنے والے شکست خوردہ اس کی تصدیق کیلئے تمہارے پاس نہیں آئے۔

میں جھوٹی نہیں تھی لیکن تم نے کہا''تو نے جھوٹ بولا ہے۔سچ کے ساتھ اس شخص نے ہماری تکذیب کی ہے جو جھوٹا تھا۔

(سبل الہدی والرشاد فی سیرت خیر العباد، ج، ۴،ص،۱۹،تا،۲۱،دار الکتب العلمیہ ،بیروت)

علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی علیہ الرحمۃ،متوفی ، ۹۴۲،ھ لکھتے ہیں:

وقالت عاتكة بنت عبد المطلب عمة النبي صلى الله عليه وسلم فيما رواه الطبراني عن مصعب بن عبد الله وغيره من قريش، ورواه الأمويّ عن سعيد بن قطن:

ألما تكن رؤياي حقّا ويأتكم		بتأويلها فلّ من القوم هارب
رأى فأتاكم باليقين الّذي رأى		بعينيه ما تفري السّيوف القواضب
فقلتم ولم أكذب كذبت، ولما		يكذبني بالصّدق من هو كاذب
وما فرّ إلّا رهبةْ الموت هاربا		حكيم وقد أعيت عليه المذاهب
أقرّ صياح القوم عزم قلوبهم		فهنّ هواء والحلوم عوازب
أقامت سيوف الهند دون رؤوسكم		وخطّيّة فيها الشّبا والثّعالب
كأنّ حريق النّار لمع ظباتها		إذا ما تعاطتها اللّيوث المشاغب
ألا بأبي يوم اللّقاء محمّدا		إذاعضّ من عون الحروب الغوارب
مروا بالسّيوف المرهفات نفوسكم		كفاحا كما تمري السّحاب الجنائب
فكم بردت أسيافهم من مليكة		وزعزع ورد بعد ذلك صالب

فما با فتلى في القليب ومثلهم		لدى ابن أخي أسرى له ما يضارب
أكانوا نساء أم أتى لنفوسهم		من الله حين ساق والحين جالب
فكيف رأى عند اللّقاء محمّدا		بنو عمّه والحرب فيها التّجارب
ألم يغشكم ضربا يجار لوقعه ال		. جبان وتبدوا بالنّهار الكواكب
حلفت لئن عدتم ليصطلمنّكم		بحارا تردّى حافتيها المقانب
كأنّ ضياء الشّمس لمع ظباتها		لها من شعاع النّور قرن وحاجب

عاتکہ بنت عبدالمطلب کے اشعار

ترجمہ: کیااب بھی میرا خواب سچ ثابت نہیں ہوا۔شکست خوردہ قوم کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر بھی اس کی تعبیر تمہاری سمجھ میں نہیں آئی۔اس نے دیکھا جو کچھ اس نے دیکھا اس کی یقینی تعبیر تمہارے پاس اس وقت آ گئی جب کاٹنے والی تلوار نے کاٹا۔تم نے کہا تھا تو جھوٹ بولتی ہے۔حالانکہ میں نے جھوٹ نہیں بولا تھا۔ہر جھوٹے نے سچ کے ساتھ میری تکذیب کی ہے۔حکیم بن حزام موت کے خوف سے بھاگتا ہوا دوڑ گیا۔رستوں نے اسے تھکا دیا تھا۔ان کے دلوں کے عزم نے قوم کی چیخ وپکار کو برقرار رکھا۔حالانکہ وہ دل ہوا ہو چکے تھے۔اور خواب پریشاں تو مخفی ہوتے ہیں۔ہند کی بنی ہوئی تلواریں تمہارے سروں پر آ کر ٹھہریں نیزایسے نیزے بھی تھے جن میں ان کا پھل اور کنارہ بھی تھے۔گویا کہ آگ کا شعلہ ان تلواروں کی دھار تھی۔جب شیر دل لوگوں نے انہیں بلند کیا۔ارے! مجھے باپ کی قسم!حضور ﷺ سے معرکہ آزما ہونے کا دن عجیب تھا جب لشکر جرار میں سے بلند ہمت لوگوں نے کاٹا۔انہوں نے تیز رفتار تلواروں کے ساتھ تمہیں سامنے سے کاٹ کر رکھ دیا۔جیسے بڑے بڑے گھوڑے بادلوں میں گزر جاتے ہیں۔ان کی کتنی ہی تلواریں کند ہو گئیں اور مضبوط گھوڑے سست رو ہو گئے۔میرے محترم بھتیجے کے ہاں ان مقتولوں کی کیا پرواہ ہے جنہیں کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔اور ان کی مثل اور بھی ہوں۔انہوں نے ان کے لیئے ہر مقابلہ کرنے والے کو اسیر بنا دیا کیا وہ مشرکین عورتیں تھیں تا کہ ان کیلئے رب تعالیٰ کی بارگاہ سے موت آ گئی تھی۔یہ موت انجام تک پہنچانے والی ہوتی ہے۔حضور اکرم ﷺ سے نبرد آزما ہوتے وقت آپ ﷺ کے چچازادوں نے کیسے دیکھا جنگ میں تو تجربات ہوتے ہیں کیا تمہیں ایسی ضرب نے نہیں آلیا تھا جس کے وقوع کے وقت بزدل پناہ لیتا ہے اور دن کے وقت ستارے ظاہر ہوتے ہیں۔میں قسم اٹھاتی ہوں کہ اگر تم دوبارہ ادھر گئے تو وہ ایسے گھوڑوں کے ذریعے تمہاری جڑ اکھیڑ پھینکیں گے جن کے دونوں کنارے لشکر کو برباد کر دیتے ہیں۔گویا کہ سورج کی روشنی ان کی تلواروں کی دھار ہے ان کیلئے نور کی شعاع کرن اور پردہ ہے۔

وقالت عاتكة أيضاً فيما نقله الأموي:

هلّا صبرتم للنّبيّ محمّد		ببدر ومن يغشى الوغى حقّ صابر
ولم ترجعوا من مرهفات كأنها		حريق بأيدي المؤمنين بواتر
ولم تصبروا للبيض حتّى أخذتم		قليلا بأيدي المؤمنين المشاعر

وولّيتم نفرا وما البطل الّذي		يقاتل من وقع السلاح بنافر
أتاكم بما جاء النّبيّون قبله		وما ابن أخي البرِ الصّدوق بشاعر
سيكفي الّذي ضيّعتم من نبيّكم		وينصره الحيّان: عمرو، وعامر

ترجمہ: حضرت عاتکہ کے مزید اشعار

''کیا تم نے بدر کے مقام پر حضور اکرم ﷺ کے لئے صبر نہیں کیا۔ جو میدان جنگ میں چھاتا ہے۔ وہ حق اور صابر ہوتا ہے۔ تم ان لگاتار کاٹنے والی تلواروں سے کیوں واپس لوٹ آئے۔ جو اہل ایمان کے ہاتھوں میں آگ کی مانند تھیں۔ تم نے ان سفید تلواروں پر صبر نہ کیا۔ حتیٰ کہ اہل ایمان کے ہاتھوں سے بعض جذبات پالئے۔ تم بھاگتے ہوئے پیٹھ پھیر گئے۔ بہادر وہ نہیں ہوتا جو اسلحہ کی ضرب سے بھاگنے والے کے ساتھ لڑائی کرے۔ حضور اکرم ﷺ وہی پیغام حق لے کر تمہارے پاس آئے جو آپ ﷺ سے پہلے انبیاء اکرام علیہم السلام لے کر آئے تھے۔ میرا باپ کبار اور سچا بھتیجا شاعر نہیں ہے۔ جو کچھ تم نے اپنے نبی مکرم ﷺ سے کہو دیا وہ عنقریب کافی ہوگا۔ عنقریب عمرو اور عامر آپ کی نصرت کریں گے۔

(سبل الہدی والرشاد فی سیرت خیر العباد، ج، ۴، ص، ۱۲۸، ۱۲۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

خواب: (۱۱) ملّا میر اجان صاحب اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خواب دیکھتا ہوں کہ حضرت آخندزادہ صاحب علیہ الرحمۃ سے رخصت کی اجازت طلب کرتا ہوں تو حضرت صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ تنگ ہو گئے کہ اجازت لیتے ہو پھر فرماتے ہیں کہ کچھ معطّل ہو جاؤ۔ تو اسی اثنا میں قیامت برپا ہو جاتی ہے تو مجھ پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے بہت ساری مخلوقات موجود ہوتی ہیں بعض لوگوں کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جاتا ہے بعض لوگوں کو بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جاتا ہے۔ اور بعض کے پیٹ میں ہاتھ داخل کر دیا جاتا ہے اور پیچھے کی طرف سے اعمال نامہ دیا جاتا ہے۔ اس حالت کے دیکھنے سے مجھ پر خوف زیادہ طاری ہو جاتا ہے کہ مجھے کس ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائیگا؟ اچانک مجھ پر آواز ہوتی ہے کہ اپنا اعمال نامہ لے لو تو میں بسم اللہ پڑھتا ہوں اور دونوں ہاتھوں سے اعمال نامہ حاصل کرتا ہوں اتنے میں جب اعمال نامہ دیکھتا ہوں تو اسکے سر میں تسمیہ لکھا ہوتا ہے، تو میری زبان پر پشتو کے یہ اشعار جاری ہوتے ہیں کہ:

ما بینکاه یو خوب او لیده		بنه م په ترتیب او لیده
راکروه یو فرمان جلیل		امر شو په ما غریب
او مے کره ژرا ورته		رحم ته په ما او کره

اسی اثنا میں حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمۃ مجھے فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ آجاؤ۔ تو کچھ فاصلہ جانے کے بعد دیکھتا ہوں کہ پانچ تجیر (خیمہ) ہوتے ہیں۔ ایک تجیر میں حضرت محمد ﷺ ہوتے ہیں اس تجیر کی بڑھائی اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ کوئی حد معلوم نہیں ہوتی اس پر تسمیہ اور کلمہ لکھا تھا۔ دوسرا تجیر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تیسرا تجیر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا، چوتھا تجیر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اور پانچواں تجیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہوتا ہے چاروں خلفاء راشدین حضرت مبارک صاحب کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں میں پریشان ہوتا ہوں۔ اور مبارک صاحب علیہ الرحمۃ اور خلفاء راشدین کچھ مشورہ کرتے ہیں۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مبارک صاحب علیہ الرحمۃ سے فرماتے ہیں کہ ابھی آپ چلے جاؤ تو مبارک صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی زیارت کرونگا پھر جاؤنگا اتنے میں ایک آدمی آتا ہے اور کہتا ہے کہ نبی

اکرم ﷺ مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو طلب فرماتے ہیں۔تو میں اور مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ نبی اکرم ﷺ کے پاس جاتے ہیں تو جب ہم حضور پاک ﷺ سے مل گئے تو ان کے سر مبارک پر ایک بہت زیادہ نورانی تاج تھا اور انکے ایک طرف نور کا ایک مینار تھا اتنا بلند مینار ہوتا ہے کہ کوئی انتہا نظر نہیں آتی اور حضور اکرم ﷺ روتے ہیں اور امتی امتی کہتے ہیں اور مبارک صاحب سے ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت بہت گنہگار ہے کوشش کرو۔اسی اثنا میں ایک شخص آتا ہے تو نبی اکرم ﷺ، مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تجیر میں چلے جاؤ تو ہم دونوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تجیر کے تحت کھڑے ہوجاتے ہیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ آگئے اسی۔اثنا میں دریا پیدا ہوجاتا ہے کہ اس کی ابتدا اور انتہا معلوم نہیں ہوتی اور لوگ اس کو عبور کرتے ہیں تمام لوگ کھڑے ہیں اتنے میں امر ہوجاتا ہے کہ پار ہوجاؤ تو مجھ پر ہیبت طاری ہوتی ہے اور پشتو کے یہ اشعار بناتا ہوں

چہ ورح شی دقیامت		پہ ھر چا بہ شی ھیبت
نفسی نفسی بہ وائی ھر نبی ﷺ		پہ خپل زیان، عاقلہ اوکرہ پام

جب ہم دریا کے کنارہ پہنچتے ہیں تو مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے صداقت کے ساتھ میرے بیعت کی ہو تو آجائیں۔تو ایک شخص چھوٹی سی کشتی لاتا ہے اور مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کا بٹن دبادیتے ہیں تو کشتی بڑی ہوجاتی ہے اور تمام سالکین سیفیہ اس میں بیٹھتے ہیں تو کشتی کے درمیان میں ایک رسّی ہوتی ہے رسّی کا ایک سرّہ آسمان تک لمبا ہوتا ہے اور اوپر کی طرف رسّی کا سرّہ مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پکڑا ہوتا ہے اور نیچے کی طرف کا سرّا میں نے پکڑا ہوتا ہے تو مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ رسّی پر پاؤں مبارک کے انگھوٹھے سے زور دیتے ہیں تو کشتی پار ہوگئی اتنے میں ایک باغ پیدا ہوتا ہے اس باغ میں ایک حوض ہوتا ہے میں بہت پیاسا ہوتا ہوں تو میں مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہتا ہوں کہ یہ پانی ہے تو مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جام بھر کر مجھے دے دیا (باغ میں داخل ہونے کے بعد) اتنے میں حضرت نبی اکرم ﷺ، حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے ہیں کہ یہ پانی آپ رحمۃ اللہ علیہ مبارک ہاتھوں سے تقسیم کروگے۔

(ہدایت السالکین، ص، ۳۳۱)

الجواب:

(۱) خیموں کا دیکھنا، اس کی تعبیر سرکارِ دو عالم ﷺ کے واسطے سے چاروں نسبتیں،

(۱) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو، (۲) عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو، (۳) عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو، (۴) علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھنا، چاروں سلاسل کا شیر حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے خوابوں کی تعبیر کیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے غزوہ احد سے پہلے یہ خواب دیکھا تھا کہ

ان رأیت انی فی ذرع حصینة فاولتها المدینة ورأیت ان سیفی ذالفقار فل فاولة فلا فیکم وفی روایة کان ضبة سیفی انکسرت واولت کسر ضبة سیفی قتل رجل من عترتی، (البدایہ والنہایہ ص ۲۸۶ ج ۳)

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک قوی اور محکم زرہ میں ہوں (یعنی زرہ پہنی ہوئی ہے) تو نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے

اس کی تعبیر وتاویل مدینے سے کی اور میں نے اس طرح کا خواب بھی دیکھا کہ میری تلوار ذوالفقار کند ہوگئی ہے تو آپ ﷺ نے اس کی تعبیر یہ کی تم میں سستی آئے گی (یعنی صحابہ کرام میں) اور اس طرح کا خواب آپ ﷺ نے دیکھا کہ میری تلوار کا تیز حصہ ٹوٹا ہوا ہے تو آپ ﷺ نے یہ تعبیر کی کہ ایک شخص کا قتل میری عترت سے یا میری اولاد کی عترت سے اور آپ کا یہ خطاب صحابہ سے تھا۔ (سوط العذاب علی دجل الکذاب، ص ۲۲۳)

(۲) حضور نبی کریم ﷺ روتے روتے امتی، امتی کہتے ہیں اور حضرت مبارک سے ارشاد فرماتے ہیں، میری امت بہت گناہ گار ہے کوشش کرو۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ تمہارے مرید حاضر وقت ست ہو گئے ہیں، تھوڑی کمزوری پیدا ہوگئی ہے کوشش کرو کہ متقی بن جائیں۔

(۳) اثناء میں دریا پیدا ہو جاتا ہے، اس کی ابتدا اور انتہاء معلوم نہیں ہوتی، اس کی تعبیر یہ ہے کہ سلسلہ سیفیہ نقشبندیہ مجددیہ صدیق اکبر کے واسطے درواسطے ٹھیک طرح چلا آرہا ہے، اور الحمدللہ قطبِ وقت مجددِ دین وملت تک پہنچ گیا۔

سوال: (۲۰۹) اعتراض (۵) مولانا محمد بشیر القادری کراچی والے نے لکھا

دعویٰ نمبر ۱۲: غوث پاکؓ کے کمالات، علوم اور باطنی طاقتیں پیر (سیف الرحمٰن) صاحب کے پاس ہیں۔ (صفحہ ۳۹، الفتنۃ الشدیدۃ)

سوال: (۲۱۰) اصل عبارت:۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا وجود مبارک حضرت سیدنا اخندزادہ مبارک سیف الرحمٰن کے وجود مبارک میں جذب ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ علوم اسرار اباطنی قوتیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظم کو عطا فرمائے تھے۔ وہ سب کے سب کمالات اور معارف اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اخندزادہ مبارک کو عطا کئے ہیں۔ حضرات پیران پیر محی الدین جیلانی اپنے عصر میں مجدد تھے اور حضرت صاحب مبارک عصر حاضر کے مجدد اعظم۔ اور رسول اللہ ﷺ کے نائب ہیں۔ (صفحہ ۶۹، الفتنۃ الشدیدۃ)

سوال: (۲۱۱) اعتراض: مولانا محمد بشیر القادری کراچی والے نے لکھا

دعویٰ نمبر ۲:۔ کامل ومکمل پیر اور اخص الخواص ولی ہوں۔ (صفحہ ۳۵، الفتنۃ الشدیدۃ)

سوال: (۲۱۲) اصل عبارت نمبر ۱: یہ فقیر اپنے شیخ کی گواہی سے کامل ومکمل پیر ہیں۔ (صفحہ ۱۷۰)

اصل عبارت نمبر ۲: پھر فرمایا یہ اخندزادہ اخص الخواص اولیاء کرام میں سے ہیں۔ (ہدایت السالکین صفحہ ۱۷۶)

اصل عبارت نمبر ۱: ہزار ہا رویائے صالحہ (خوابیں) کشوف حقہ اور الہامات رحمانیہ ایسے موجود ہیں جو کہ اس فقیر کی مجددیت اور حقانیت پر گواہ ہیں۔ (صفحہ ۲۹۹)

اصل عبارت نمبر ۲: ہزاروں کی تعداد میں مسترشدین اقرار کرتے ہیں کہ حقیقی کمالات اور شریعت کی ظاہراً اور باطناً اتباع اس فقیر میں وہ موجود ہے، (صفحہ ۲۹۰)

اصل عبارت عبارت نمبر ۳: فقیر کی ولایت، حقانیت اور وراثت حقہ پر ظاہری حجج بینہ دافعہ کے ساتھ رویائے صالحہ (خوابیں) بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ (صفحہ ۲۲۔۳۲۱)

اصل عبارت نمبر ۲: یہ کوئی مفروضہ نہیں بلکہ کوئی خانقاہ سیفیہ میں آکر دیکھ سکتا ہے کہ فقیر بحمداللہ شیخ احمد ثانی (مجدد الف ثانی) ہے اور مجدد عصر ہے۔ (صفحہ ۲۸۷) (ایک اور عبارت میں مولوی ضیاء اللہ بھی شیخ احمد ثانی ہے)

خواب (۳): محمد عارف صاحب آخندزادہ سیفی ساکن بڈھ بیر پشاور اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ بروز جمعرات دس بجے کے بعد قیلولہ کرتے وقت

میں نے خواب دیکھا کہ کرک علاقہ کی ایک مسجد میں بیٹھا ہوں اور حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمۃ کو کسی نے دعوت طعام پر مدعو کیا ہے لیکن ابھی تک حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمۃ تشریف نہیں لائے میرے پاس اس مسجد میں بہت سارے لوگ ہوتے ہیں اور ہم حضرت صاحب کی آمد بابرکت کیلئے تیاریاں کر رہے ہیں اچانک زلزلہ شروع ہوا تو مسجد سے باہر نکل گیا جب زلزلہ ختم ہوا تو دوبارہ مسجد میں داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں؟ کہ حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمۃ ایک سفید رنگ والے خوبصورت کرسی پر تشریف فرما ہیں اور اسی اثناء میں طریقہ قادریہ شریفہ کے بعض صوفیہ کرام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے سامنے آجاتے ہیں اور حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کو اپنا خواب بیان کرتے ہیں پس یہی صوفیہ کرام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) فرماتے ہیں کہ ہم نے اس زلزلہ کے وقت بعض کیفیات وحالات دیکھ لیئے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اپنے مزار شریف سے نکل کر اس مسجد کے ایک کونے سے ظاہر ہوتے ہیں اور زمین پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں تو زلزلہ ختم ہوجاتا ہے تو اسی اثنا میں (مولوی محمد عارف صاحب) دیکھتا ہوں کہ حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ مسجد کے مشارالیہا کونے میں موجود کھڑے ہوتے ہیں اور حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے چہرے مبارک کو دیکھتے ہیں پھر یہی مذکور صوفیہ کرام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے حضور اپنا خواب بیان کرتا ہیں یا ان میں سے ایک آدمی خواب بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خواب دیکھا کہ حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ مشرق کی طرف سے چودھویں رات کے چاند کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمۃ مغرب کی طرف سے سورج کی شکل میں جلوہ افروز ہوتے ہیں اور یہی چانداس سورج میں جذب ہوتا ہے اور میں ان صوفیہ کرام علیہ الرحمۃ کے خواب بیان کرنے کے موقعہ پر عینی طور پر دیکھتا ہوں کہ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ چاند کی صورت میں تشریف لاتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمۃ سورج کی صورت میں آسمان کے درمیان پر جلوہ افروز ہیں اور یہی چاند آکر حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کی وجود مبارک میں جذب ہوا، جب انھوں نے یہ مذکورہ خواب حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے حضور میں بیان کیا تو میں نے حضرت صاحب علیہ الرحمۃ سے اجازت طلب کی کہ اس خواب کی تعبیر میں بیان کروں گا۔ اس وقت میں حضرت علامہ مولوی ضیاء اللہ صاحب ،حضرت نور علی شاہ باچا صاحب، حضرت مولوی لعل الرحمٰن صاحب اور دیگر بڑے بڑے خلفاء اکرام بھی تشریف فرما ہوتے ہیں لیکن حضرت صاحب مبارک علیہ الرحمۃ مجھے شفقتاً تعبیر کی اجازت دیتے ہیں تو میں بائیں طرف کرسی مبارک سے ایک قدم کے فاصلے پر پیچھے کی طرف کھڑا ہوگیا اور حضرت صاحب مبارک علیہ الرحمۃ کے کاندھوں مبارک پر ہاتھ رکھتا ہوں اور کئی طریقوں سے خواب کی تعبیر بیان کرتا ہوں اور تعبیر بیان کرنے کے وقت حضرت صاحب علیہ الرحمۃ مجھے دیکھتے رہتے ہیں اور تبسم فرماتے ہیں۔ تو تعبیر کی مختلف تشریحات میں سے صرف ایک مجھے یاد ہے وہ یہ کہ میں نے اپنی تقریر کے وقت خواب میں یہ بات واضح کی کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا وجود مبارک حضرت سیدنا اخندادہ سیف الرحمٰن صاحب علیہ الرحمۃ کے وجودِ مبارک میں جذب ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ علوم اسرار اور باطنی قوتیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ کو عطاء فرمائی تھے وہ سب کے سب کمالات اور معارف اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرتِ اخندادہ صاحب مبارک علیہ الرحمۃ کو عطاء کی ہیں حضرت پیرانِ پیر محی الدین جیلانی علیہ الرحمۃ اپنے عصر میں مجدد تھے اور حضرت صاحب مبارک علیہ الرحمۃ عصر حاضر کے مجدد اقحم ہے اور حضرت رسول اکرم ﷺ کے نائب ہیں اور حضرت پیران پیر صاحب علیہ الرحمۃ عبدیت کے مقام سے مشرف تھے اور سید حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمۃ چھ مقامات عبدیت کے، مقام سے فوق طے کیے ہیں اور حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمۃ کا مقام پیران پیر علیہ الرحمۃ کے مقام سے فوق ہے۔

الحمدللہ علیٰ ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشآء واللہ ذو الفضل العظیم۔ (ہدایت السالکین، ص، ۳۲۳)

الجواب:

(۱) اچانک زلزلہ شروع ہوا تو مسجد سے باہر نکل گیا جب زلزلہ ختم ہوا۔

() زلزلہ، اسے خواب میں دیکھنا بادشاہ سے خوف پر دلالت کرتا ہے، کسی خاص مقام پر زلزلہ، نقل وحرکت اور تبدیلی کی نشانی ہے،

() بعض علماء تعبیر نے کہا: کہ اس سے مراد بادشاہ کی طرف سے پیش آنے والا کوئی حادثہ ہے،

() اگر عام زلزلہ ہو تو وہ کام اور حادثہ بھی عام ہوگا،

() ورنہ وہ مقام اور جگہ جس میں وہ زلزلہ آیا ہوگا، اس کی زد میں آئے گا،

() اگر کسی خاص علاقہ میں زلزلہ آیا تو بادشاہ وہاں کے رعایا پر ظلم کرتا ہوگا، یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر اپنے راز نہ اگل دیں

() اگر کسی نے دیکھا کہ زمین میں زلزلہ آیا تو وہاں آزمائش آئے گی، جیسے بادشاہ، ٹڈیاں، سردی، قحط سالی، سخت خوف وغیرہ،

یہ خواب حقیقت ہے حضرت مبارک علیہ الرحمۃ پر بڑی آزمائش آئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ختم کردیں

() ایسے ہی زلزلہ کا خواب میں دیکھنا گھبراہٹ، ہلا دینے والی تکلیف دہ خبریں، نت نئی انکشافات اور رازوں کی بھی علامت ہے۔

(۲) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اپنے مزار شریف سے نکل کر اس مسجد کے ایک کونے سے ظاہر ہوتے ہیں اور زمین پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں تو زلزلہ ختم ہوجاتا ہے۔

الجواب:

غوث الاعظم شیخ عبدلقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آزمائش سے کامیابی عطا فرمائی،

(۳) حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ مشرق کی طرف سے چودھویں رات کے چاند کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمۃ مغرب کی طرف سے سورج کی شکل میں جلوہ افروز ہوتے ہیں اور یہی چاند اس سورج میں جذب ہوتا ہے۔

الجواب:

عارف باللہ سیدی شیخ عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی، نابلسی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی ۱۱۴۳ھ، لکھتے ہیں:

(قمر) هو في المنام ملك عادل أو عالم كبير أو غلام حسن أو ملك جبار جائر أو رجل كذاب۔

() سورج وچاند دیکھنے کی تعبیر، عادل بادشاہ، بڑا عالم، خوب صورت لڑکا، ظالم بادشاہ، چھوٹا آدمی وغیرہ،

وإن رأى أن القمر غاب فإن الأمر الذي هو طالبه من خير أو شر قد انقضى وصار إلى آخره وإن طلع فإن الأمر الذي هو طالبه له۔۔

() اگر کسی نے دیکھا کہ چاند غیب ہوگیا ہو تو صاحب خواب جس کام کا طالب ہے، خیر ہو یا شر وہ پورا ہوگا، () اگر خواب میں چاند طلوع ہوا تو یہ اس کا مطلوبہ کام ہے،

والشمس والقمر أبوان۔

() خواب میں چاند اور سورج کی تعبیر ماں اور باپ ہے۔

(ومن رأى) أنه ينظر في القمر ورأى القمر فجأة فإنه ينظر إليه أعداؤه وينقادون لأمره۔

() اگر کوئی شخص خواب میں چاند دیکھ رہا تھا، اور اگر چاند نظر آ گیا تو صاحب خواب کے دشمن اس پر نظر رکھے ہوئے ہیں، اور وہ اس کے کسی معاملہ میں جھگڑا کریں گے۔

وإن رأى أن القمر صار شمساً فإنه يدل على أن الرائي ينال عزاً وخيراً وما لاً من قبل أبيه أو امرأته۔

() اگر کسی نے دیکھا کہ چاند سورج بن گیا ہے تو دلیل ہے کہ صاحب خواب اپنے والد کی طرف سے، بیوی کی طرف سے عزت وخیر پائے گا۔

ويدل على السفينة لأن الملاحين يسيرون في البحر على سحب مسير القمر۔

() چاند کی دلالت کشتی پر بھی ہوتی ہے، اس لیے کہ کشتی چاند کے چلنے کے حساب سے چلتی ہے۔

وربما دلت رؤيته على الأمراض بالبرودة والرطوبة كما تدل الشمس على الحرارة۔

() کبھی چاند دیکھنا ایسے امراض پر دلالت کرتا ہے جو سردی اور رطوبت کی وجہ سے ہو جیسا کہ سورج کو دیکھنا، گرمی اور حرارت پر دلالت کرتا ہے۔

ومن رآه في المنام في برج الحمل كان دليلاً صالحاً لمن يرجو ملاقاة الأكابر من الملوك وغيرهم۔

() چاند کو برج حمل میں دیکھنا اس شخص کے لیے اچھائی کی دلیل ہے جو بڑے بادشاہوں سے ملاقات کا متمنی ہے۔

(ومن رأى) الشمس والقمر والنجوم اجتمعت في موضع فلكها وكان لها نور فإنه مقبول القول عند الملك والوزير وأشراف الناس۔

() اگر کسی نے سورج، چاند اور ستاروں کو ان کے چلنے کے راستوں پر جمع دیکھا، اور ان میں روشنی بھی ہے تو اشارہ ہے اس کی بات بادشاہ اور وزیر کے نزدیک قابلِ قبول ہے، اور اشرف الناس میں سے ہے۔

وإن رأى شمساً وقمراً عن يمينه وشماله أو قدامه وخلفه فإنها مصيبة هم أو خوف أو هزيمة أو بلية يضطر معها إلى الفرار۔

() سورج اور چاند کو اپنے دائیں بائیں یا سامنے دیکھنا غم، مصیبت، شکست اور ایسی ازمائش میں مبتلا ہونے کی علامت ہے جس کی وجہ سے بھاگنے پر مجبور ہو۔

(تعطیر الانام فی تعبیر المنام، ص، ۴۱۴، تا، ۴۱۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

چاند کی تعبیر دیوبندیوں کے نزدیک:

فرمایا کہ جب میں مکہ مکرمہ میں ہجرت کر کے آیا تھوڑے دن بعد میرے نکاح کے پیغام آنے شروع ہوئے گو کہ میری جوانی جو کہ نکاح کے واسطے منا سب حالت تھی تجرد میں گزر گئی تھی لیکن بخیال سنت نبوی میں نے قبول کر لیا۔ جہاں میرا پہلا نکاح ہوا تھا انہیں دنوں انہوں نے خواب دیکھا کہ میری گود میں چاند آ گیا ہے ان کی والدہ نے مولوی سید حسین صاحب مجذوب سے اس خواب کی تعبیر پوچھی سید صاحب نے فرمایا کہ ان کا نکاح ایسے شخص سے ہوگا جو چاند کی طرح شرق وغرب میں مشہور ہوگا جب ان کا نکاح مجھ سے ہو گیا سید صاحب نے کہا کہ جو تعبیر میں نے دی تھی وہی ٹھیک نکلی حاجی صاحب بیشک چاند ہیں کہ ان کے نور

سے ہزار ہا آدمی مستفیض ہوئے اور ہوتے ہیں اور ہوں گی اور ان کی شہرت بھی ہر جگہ ہے۔ تمام علمائے کرام ومشائخ عظام ان کو بنظر اکرام دیکھتے ہیں۔

(امداد المشتاق الیٰ اشرف الاخلاق، ص، ۱۰۸)

(۴) حضرت پیرانِ پیر محی الدین جیلانی علیہ الرحمۃ اپنے عصر میں مجدّد تھے اور حضرت صاحب مبارک علیہ الرحمۃ عصر حاضر کے مجدّد اعظم ہے اور حضرت رسول اکرم ﷺ کے نائب ہیں۔

(۵) حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمۃ چھ مقامات عبدیت کے، مقام سے فوق طے کیے ہیں۔

الجواب:

اب اگر کسی بزرگ کو خواب میں دیکھنا، مثلاً غوث الاعظم، خواجہ معین الدین، شیخ شہاب الدین یا خواجہ نقشبند کو، تو تعبیر یہ ہے۔

عارف باللہ سیدی شیخ عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی، نابلسی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی ۱۱۴۳ھ، لکھتے ہیں:

(خدمة الفقراء والصالحين) في المنام والتواضع لهم والوقوف بين أيديهم ممتثلاً لأوامرهم دليل على الحظ الوافر عند الله وحسن الخاتمة وعلى مرافقته الصالحين وربما علا قدره۔

ترجمہ: خواب میں نیک لوگوں کی خدمت کرنا، ان کے ساتھ تواضع کے ساتھ پیش آنا، ان کی حکموں کو بجالانے کے لیے، ان کے ساتھ کھڑا ہونا، اللہ تعالیٰ کے ہاں سے وافر حصہ ملنے اور آخر خاتمہ بالایمان ہونے اور نیک لوگوں کی صحبت نصیب ہونے کی بشارت ہے، اور کبھی اس خواب کی دلالت ان لوگوں کے رتبے کو پہنچنے پر بھی ہوتی ہے۔

(تعطیر الانام فی تعبیر المنام، ص، ۱۶۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

قدوۃ الاولیاء سیدی محمد الکبری علیہ الرحمۃ کے بارے میں:

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، متوفی، قدس سرہ، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:

ولعمری من یری مثل سیدی محمد البکری، ویسمع ما یتکلم به من العلوم والاسرار التی تبهر العقول مع صغر سنه، ولم یعتقده فهو محروم من مدد اهل العصر کلهم، فان سیدی محمدا هذا کسیدی عبد القادر الجیلی فی عصره من حیث الناطقة، وعلو المرتبة، فاسال الله تعالیٰ ان یلهمنا زیادة الادب مع علماء عصرنا واولیائه، ولا یخالف بنا عن طریقهم، آمین والحمد لله رب العالمین۔

ترجمہ: اور میری عمر کی قسم جو سید محمد الکبری جیسی شخصیت کو دیکھتا ہے اور صغر سنی کے باوجود آپ کا علوم واسرار پر مبنی کلام سنتا ہے جس سے عقلیں روشن ہو جاتی ہیں اور پھر آپ کا معتقد نہ ہو تو وہ اپنے تمام معاصرین کی مدد سے محروم ہے۔ کیونکہ یہ سیدی محمد قوت بیان اور علو مرتبہ میں اس طرح ہیں جیسے اپنے زمانہ میں سیدی عبدالقادر الجیلی قدس سرہ ہیں۔ پس میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے معاصر علماء اور اولیاء کے ساتھ زیادہ ادب کے الہام کا سوال کرتا ہوں اور یہ کہ ہمیں ان کے طریق سے جدا نہ کرے۔ آمین۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(المنن الکبری، الباب الثانی، ص، ۱۱۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

الجواب:

حضرت شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ کی فوقیت امام مجدّد اعظم رضی اللہ عنہ پر، چشتیوں کی نسبت سے:

شیخ محمد اکرم بن محمد علی برسوی، حنفی، قدوسی، (زمانہ تالیف، ۱۱۳۰ھ) لکھتے ہیں:

چونکہ حضرت شیخ اللہ بخش لاہوری کے تذکرہ میں شیخ آدم بنوری کا نام آ گیا ہے اس لئے ان کے حالات بھی مختصراً بیان کئے جاتے ہیں یاد رہے کہ حضرت شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ اتباع سنت اور دفع بدعت میں مشہور تھے۔ فقراً کو اغنیاء پر ترجیح دیتے تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آپ کا مشرب تھا آپ حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے اکابر خلفاء میں سے تھے لیکن آپ کی باطنی نسبت کو شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کی نسبت پر فوقیت تمام تھی، شیخ آدم بنوری تربیت مریدین میں بے نظیر تھے۔ تھوڑی سی توجہ سے طالبانِ حق کو لطائف ستہ میں سے ہر لطیفہ میں مرتبہ فنا تک پہنچا دیتے تھے۔

اور آپ کی صورت دیکھتے ہی طالبانِ حق کو ذکر قلبی حاصل ہو جاتا تھا۔ اس فقیر کو بھی بلاواسطہ (براہ راست) لطائف ستہ کی تعلیم آپ کی روحانیت سے حاصل ہوئی ہے، شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ کے خلفاء ایک سو کے قریب ہیں۔

(اقتباس الانوار، ص:۲۵۷)

حضرتِ عالی امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں:

۴۶۔منها:ما چهار کس بودیم در ملازمت خواجۂ خود که پیش مردم درمیان سائر یاران امتیاز داشتیم هر کدام ما را نسبت بحضرت خواجه اعتقاد علیحده بود و معامله جدا این فقیر به یقین می دانست که مثل این صحبت و اجتماع و مانند این تربیت و ارشاد بعد از زمان آن سرور علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات هرگز بوجود نیامده است و شکر این نعمت بجا می آورد که اگرچه بشرف صحبت خیر البشر علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام مشرف نشد بارے از سعادت این صحبت محروم نماند و حضرت خواجۂ ما از احوال آن سه دیگر چنین می فرمودند که فلانے مرا صاحب تکمیل می داند اما صاحب ارشاد نمی پندارد و نزد او مرتبۂ ارشاد زیاده از تکمیل بوده و فلانے بما کارے ندارد و آن دیگر را می فرمودند که نسبت بما انکار دارد و هر کدام ما را باندازۂ اعتقاد بهره رسید۔

ترجمہ:۴۶۔منھا حضرت خواجہ (یعنی ہمارے قبلہ گاہ سیدی وسندی رضی الدین محمد باقی باللہ علیہ الرحمۃ) سے عقیدت:

ہم چار آدمی اپنے خواجہ (حضرت سیدنا قطب الاقطاب محمد باقی باللہ علیہ الرحمۃ) کی خدمت میں ایسے تھے کہ لوگوں کی نگاہوں میں باقی تمام دوستوں میں ہمیں خاص امتیاز حاصل تھا۔ حضرت خواجہ (حضرت سیدنا قطب الاقطاب محمد باقی باللہ علیہ الرحمۃ) کی نسبت ہم میں سے ہر ایک کا اعتقاد علیحدہ تھا اور معاملہ بھی جدا تھا یہ فقیر (حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ) تو یقین کیساتھ یہ سمجھتا تھا کہ اس قسم کی صحبت اور یکجائی اور اس طرح کی تربیت اور ہدایت آں سرور علیہ علی آلہ الصلوات والتسلیمات کے زمانہ کے بعد سے، کبھی بھی کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ اور حق تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کرتا تھا اگرچہ خیر البشر ﷺ کے شرفِ صحبت سے مشرف نہیں ہو سکا، تاہم اس صحبت کی سعادت سے محروم نہیں رہا۔ اور ہمارے حضرت خواجہ (شہباز لامکانی آفتاب ولایت رضی الدین محمد باقی

باللہ علیہ الرحمۃ) ان دوسرے تین دوستوں کے متعلق یوں فرمایا کرتے تھے کہ،، فلاں آدمی تو مجھے صاحبِ تکمیل سمجھتا ہے لیکن صاحبِ ارشاد نہیں سمجھتا۔ اور اس کے نزدیک ارشاد کا مرتبہ تکمیل سے زیادہ ہوتا ہے،، اور فلاں آدمی ہم سے کوئی سروکار نہیں رکھتا،،۔ اور تیسرے کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ،، وہ ہماری نسبت انکار رکھتا ہے، چنانچہ ہم (چاروں) میں سے ہر ایک کو اعتقاد کے اندازہ کے مطابق ہی حصہ ملا۔ (الحمد اللہ ہمارا ایسا والی ہیں۔)

(مبدأ و معاد، منہا، ۴۶، ص، ۷۰، ۷۱، ادارہ سعدیہ مجددیہ، بیڈن روڈ، لاہور)

حضرت علامہ شیخ بدر الدین، نقشبندی مجددی سرہندی، قدس سرہ، لکھتے ہیں:

درجہ: و نیز می فرمودند کہ دران ایام کہ ما در خدمت حضرت ایشان خود خواجہ محمد باقی قدس سرہ بودیم حضرت خواجہ ہمہ اصحاب خود را فرمودہ بودند کہ در خدمت حضرت ایشان قدس سرہ بروید و ہر قسم کہ شغل بفرمایند بہ بہمان روش مشغول باشید و حضور ایشان تعظیمِ ما نکنید بلکہ توجہ خود نیز بجانب ما نکنید و با من نیز ترغیب صحبت ایشان کردند۔ چون از من بوئے اباء [illegible] فرمودند کہ میان شیخ احمد آفتابے ست کہ مثل ما ہزاران ستارگان در ضمن ایشان گم اند و از کمل اولیائے متقدمین خال خالے مثل ایشان گزشتہ اند۔

ترجمہ: درجہ: آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جب میں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی خدمت میں تھا تو انہوں نے تمام مریدوں سے فرمایا کہ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں جاؤ اور جس طرح کا ذکر وہ بتائیں ویسا ہی کرو، اور ان کی موجودگی میں میری تعظیم نہ کرو بلکہ اپنی توجہ بھی میری طرف نہ رکھو مجھے بھی انہوں نے حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی صحبت کی ترغیب فرمائی لیکن انہوں نے یہ بھانپ لیا کہ مجھے انکار ہے تو فرمایا میاں شیخ احمد ایک آفتاب ہیں کہ ہمارے جیسے ہزاروں ستارے ان میں گم ہیں اور بڑے بڑے اولیائے متقدمین میں بھی ان جیسے بہت کم ہوئے ہیں۔

(حضرات القدس، ج، ۲، ص، ۳۰۷، ناشر محکمہ اوقاف پنجاب لاہور)

محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ، متوفی، ۱۰۵۴ھ، لکھتے ہیں:

فقرات مدحیہ کہ از زبان در فشان حضرت خواجہ درویشان در حق حضرت ایشان بظہور پیوستہ بیش از انست کہ بتحریر گنجد چندی ازان بر نکاشتہ می آید روزی فرمودہ اند کہ ایشان از کمل مردان و محبوبان اند وقت دیگر فرمودہ اند کہ امروز در زیر فلک ازین طائفۂ علیہ چون ایشان نیست وقتی دیگر بر زبان مبارک راندہ اند بعد از صحابہ و کمل تابعین و مجتہدین چون ایشان معدوے و چند از اخص الخواص بنظرمے آیند و نیز فرمودہ اند کہ ما درین سہ ۳ چہار سال شیخی نکردیم چند روز بازی کردیم اما الحمد للہ و المنۃ کہ این بازئ ما و این دکان پردازئ ما بیفائدہ نشدہ کہ چون ایشانے بروی کار آمدو نیز فرمود فقیر از زبان مبارک حضرت ایشان شنود کہ فرمودند سر گرمئ حضرت خواجۂ ما قدس سرہ بہ تربیت طالبان تا زمانی بود کہ معاملہ ما بانتہا نرسیدہ بود چون از کار من فارغ شدند مرئ گروید کہ خود را از کار مشیخت کشیدند و طلاب را بما حوالہ نمودہ فرمودند کہ این تخم را از بخارا و سمرقند آوردیم و در زمین برکت آئین ہند کشتم

ترجمہ: حضرت (مجدد اعظم علیہ الرحمۃ) کے لئے تعریفی جملے جو حضرت خواجہ درویشاں علیہ الرحمۃ نے فرمایا

ایک دن فرمایا کہ

''آپ کامل مردوں اور محبوبوں میں سے ہیں'

ایک بار فرمایا کہ

''آج آسمان کے نیچے اس مبارک گروہ میں ان کے مثل کوئی نہیں۔''

ایک دن زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ

''صحابہ وکامل تابعین اور مجتہدین کے بعد آپ کے مثل اخص الخواص میں سے معدودے چند نظر آتے ہیں۔''

نیز فرمایا کہ

''ہم نے ان تین چار سالوں میں شیخی نہیں کی۔ چند روز کھیل کھیلے لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ ہمارا یہ کھیل اور ہماری یہ دکانداری بے فائدہ نہیں رہی کہ ان جیسا شخص بروئے کار آیا۔''

نیز فرمایا کہ ''فقیر نے حضرت (مجدد علیہ الرحمۃ) کی زبان مبارک سے سنا آپ نے فرمایا کہ ہمارے حضرت خواجہ (سیدنا قطب الارشاد محمد باقی اللہ علیہ الرحمۃ) قدس سرہ کی طالبوں کی تربیت میں سرگرمی اسی زمانے تک تھی جب تک کہ ہمارا معاملہ انتہا کو نہیں پہنچا تھا جب میرے کلام سے فارغ ہوئے تو دکھائی دیا کہ اپنے آپ کو شیخی کے کلام سے کھینچ لیا اور طالبوں کو ہمارے حوالہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس بیج کو ہم سمرقند اور بخارا سے لائے اور ہندوستان کی برکت آئین زمین میں اس کو بویا۔''

(برکات احمدیہ، نام دگر زبدۃ المقامات، ص، ۱۵۵، ناشر المکتبۃ ایشیق، استانبول، ترکیہ)

کہ اعلیحضرت مشکوۃ ہدایت، سید السادات، جامع الکمالات، امام ربانی غوث صمدانی، الشیخ عبدالقادر الثانی، سیدنا ومولانا السید مہر علی شاہ قبلہ دامت برکاتہم۔

(مکتوبات طیبات معروف بمہر چشتیہ، ٹائٹل)

سید محمد الکبری علیہ الرحمۃ اپنے زمانے میں ایسے تھے جیسے غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنے زمانے میں، اور پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کی کتاب پر الشیخ عبدالقادر الثانی لکھا ہے، اگر پیر مہر علی شاہ ثانی ہو سکتے ہیں تو حضرت مبارک علیہ الرحمۃ بھی برابر ہو سکتے ہیں۔ باقی اگر اعتراض چھ مقامات عبدیت سے فوق تو اس میں اشارہ یہ ہے کہ یہ خواب حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کے حق میں ہے۔

سوال: (۲۱۲) بطورِ اعتراض، بلاواسطہ رسول اللہ ﷺ کی بیعت: حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کی۔

خواب (۱) خلیفہ سید عبدالاحد شاہ ساکن مسلم آباد کالا کلے سوات، اپنا ایک خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ خواب دیکھتا ہوں کہ میں حضرت آخندزاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خانقاہ شریف پر حاضر ہوں، اور انکے پیچھے نماز جمعہ ادا کر رہا ہوں، نماز کے بعد حضرت مبارک علیہ الرحمۃ محراب میں بیٹھ کر قوم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو میں جا کر حضرت صاحب مبارک علیہ الرحمۃ کے ہاتھ مبارک پکڑ لیتا ہوں اور چیختا ہوں کہ مجھے رسول اکرم ﷺ نے خواب میں امر کیا ہے کہ اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب علیہ الرحمۃ نے میرے ساتھ بیعت کی ہے اور تم بھی جا کر انکے ساتھ بیعت کرو، تو خواب کے بیان کرنے سے رسول اکرم ﷺ کی محبت نے مجھ پر اتنا غلبہ کیا کہ آنحضرت ﷺ کی محبت میں روتا ہوں روتا ہوں اور روتے روتے ہوئے خواب سے جاگ اٹھتا ہوں۔ (ہدایت السالکین، ص، ۳۲۲)

الجواب:

دیوبندیوں کے مولانا اللہ یار خان دیوبندی نے لکھا: دعویٰ (نمبر،۱):

میں دعویٰ تو نہیں کرتا مگر بطور تشکر اور تحدیث نعمت اتنا واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر کسی میں طلب صادق ہو۔ نتہ چینی ۔ درامتحان مقصود نہ ہو اور اس کے علاوہ کوئی اور غرض فاسد نہ رکھتا ہو۔ تو صرف چھ ماہ کے لئے اس ناچیز کے پاس آجائے۔ اس پر چند پابندیاں عائد کی جائیں گی مثلاً صالح اور پاک غذا اور وہ بھی مقدار میں کم دی جائے گی۔ قلت کلام کا عادی بنایا جائے گا۔ نیند کم کرنی ہوگی خلوت میں رکھا جائے گا ذکر واذکار میں مشغول رکھا جائے گا۔ دو وقت توجہ دیجائے گی۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ وہ دیکھ لے گا کہ روح کیسے پرواز کرتی ہے اور دوران پرواز کیسے نظر آتی ہے۔ یہ چھ ماہ کا عرصہ رسول اکرم ﷺ کے عرصہ کی مقدار پر ہے۔ اور کثرت ذکر ارشاد ربانی کی تعمیل کے طور پر کرایا جائے گا کہ **واذکر ربک کثیراً وسبح بالعشی والابکار** اور خلوت وکلام کی پابندیاں **الاتکلم الناس ثلثۃ ایام الا رمزا** کے مطابق تربیت سالک کے لئے ضروری ہے۔

(دلائل السلوک، ص:۳۶)

دیوبندیوں کے مولانا اللہ یار خان دیوبندی نے لکھا: دعویٰ (نمبر،۲):

حضور نبی اکرم ﷺ سے روحانی تعلق قائم کر دے جو بندے اور خدا کے درمیان واحد واسطہ ہیں۔

اس ناچیز کا طریقہ یہی ہے کہ اپنے ہاتھ پر بیعت کبھی نہیں لی۔ صرف تعلیم دیتا ہوں۔ اور ابتدائی منازل طے کرا کے دربارِ نبوی ﷺ میں پیش کر دیتا ہوں جو تمام جہاں کے پیر ہیں۔ صرف زبانی جمع خرچ کافی نہیں کہ پیر صاحب فرمادیں کہ لو تمہیں دربار نبوی ﷺ میں پہنچا دیا۔ بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ سالک خود مشاہدہ کرے کہ منازل سلوک طے کر رہا ہے۔ اور دربار نبویؐ میں پہنچ کر حضور اکرم ﷺ کے دستِ مقدس پر بیعت کر رہا ہے۔ اگر کوئی مدعی دربارِ نبوی ﷺ تک رسائی نہیں رکھتا پھر بیعت لیتا ہے۔ تو وہ دھوکا باز ہے۔ ماخوذ ہوگا۔ پس کامل وناقص کی یہی پہچان ہے۔ خوب سمجھ لو۔ (دلائل السلوک، ص ۳۸۰)

بطورِ اعتراض، قبر مبارک میں سفید، سبز، سرخ شعاعیں:

(۲) خواب قاری عبد الصمد بن صوفی محمد ظاہر صاحب آف نعمان خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ خواب میں بیت اللہ شریف کا طواف کرتا ہوں تو چوتھے طواف کے وقت حضرت مبارک علیہ الرحمۃ سامنے آئے تو میرے منہ سے بے اختیار آوازیں نکل گئیں، تو میں بھی روتا ہوں اور حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمۃ بھی روتے ہیں اس اثنا میں جناب حضرت رسول اکرم ﷺ تشریف لاتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے پاس انگور ہوتے ہیں اور حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کو یہ دیتے ہیں اور مجھے ارشاد فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی ﷺ میں جا کر، جو انگور آپکو پسند آئے اپنے لیے لے آؤ، جب میں مسجد نبوی ﷺ کی طرف روانہ ہوتا ہوں تو حضرت صاحب علیہ الرحمۃ بھی وہاں موجود ہوتے ہیں اور مجھے توجہ فرماتے ہیں اور میں مجذوب ہوتا ہوں ، اور سامنے روضہ اقدس رسالت مآب ﷺ پر سفید، سبز اور سرخ شعاعیں اور انوار نازل ہوتی ہیں ان شعاعوں نے مجھ پر بہت اثر کیا پھر حضرت مبارک علیہ الرحمۃ مجھے فرماتے ہیں کہ بتا مہا فیض خداوندی ہے اس خواب سے چند مدت بعد حضرت صاحب مبارک علیہ الرحمۃ نے مجھے چشتیہ طریقے کے اسباق ختم کر کے خلافت سے سرفراز کیا۔ (بدایت اسالکین، ص، ۳۲۲)

الجواب: (نمبر،۱)

اگر کوئی شخص حضرت محمد مصطفی ﷺ کو خواب میں دیکھے تو سب غموں سے راحت پائے۔ قرض سے سرخرو ہو جائے۔ قیدی ہو تو نجات پائے۔ دہشت ہو تو امن پائے۔ قحط و تنگی دور ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر مالدار ہو تو درویش ہو جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا ہے جس نے مجھے خواب میں دیکھا ہے اس نے درست دیکھا ہے:

من رانی فقد رای الحق فان الشیطان لا یمثل بی

ترجمہ: جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔ کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا ہے۔ اور جو کوئی مجھے خواب میں دیکھے گا، غم واندوہ نہ دیکھے گا۔ تعجب نہ کرو میری زیارت کی تاویل زیادہ تر سعادت آخرت ہے۔

اگر آپ ﷺ کو خواب میں ترش رو دیکھا جائے تو یہ سستی دین اور اس ملک میں بدعت کے ظاہر ہونے کی دلیل ہے اور اگر آپ ﷺ کو ایسی جگہ دیکھے کہ لوگ پکارتے ہیں تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ وہ اجڑا ہوا ملک پھر آباد ہو جائے گا اور اگر آپ ﷺ کو کچھ کھاتے ہوئے دیکھے تو صدقہ اور زکوٰۃ دینے کی دلیل ہے۔ اور اگر آپ کو ایسی جگہ دیکھے جہاں کسی طرح کی بلا اور محنت نہیں ہے تو اس موضع میں اور زیادہ نعمت ہوگی۔ خاص کر اگر مسجد میں دیکھے اور اگر آپ ﷺ کو غمناک یا بیمار دیکھے تو یہ اس شخص کے دین کی کمزوری کی دلیل ہے۔

حضرت کرمانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اگر آنحضرت ﷺ کو کسی جگہ یا شہر میں دیکھے تو یہ دلیل ہے کہ اس جگہ نعمت فراخ ہوگی اور لوگوں کو جمعیت خاطر ہوگی اور اس جگہ والے دشمن پر فتح حاصل کریں گے۔

اور اگر آپ ﷺ کے اعضاء میں سے کسی عضو کو کم ہوا دیکھے تو یہ دلیل ہے کہ اس جگہ کے لوگ شریعت میں سست ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کے جسم کا نقصان اس شخص کے دین کا نقصان ہے۔ اور اگر دیکھے کہ آپ ﷺ نے اس کو تر یا خشک میوے دیئے ہیں تو اس کو دین میں پارسائی حاصل ہوگی۔

حضرت ابن سیرین علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھے تو نیک لوگ دیکھتے ہیں اور آپ ﷺ ان چیزوں کی بشارت دیتے ہیں۔ جو ان کو پہنچیں گی اور برے آدمیوں کو گناہ کرنے سے بچاتے ہیں تا کہ عذاب سے نجات پائیں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ مومنوں کے لیے بشیر ۴۴، اور کافروں کے لیے نذیر ۴۵ ہیں۔ اگر آپ ﷺ کو کوئی خواب میں غضب ناک دیکھے تو یہ دلیل اچھی نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آنحضرت ﷺ کا جنازہ دیکھے تو اس ملک میں رنج اور مصیبت بہت آئے گی اور اگر جنازے کے پیچھے آپ ﷺ کو جاتے دیکھا تو یہ خواہش اور بدعت کی دلیل ہے اور اگر آپ ﷺ کو دیکھ کر صرف زیارت کی تو یہ مال اور نعمت اور ولایت پانے کی دلیل ہے۔ اور اگر دیکھے کہ آنحضرت ﷺ اس پر افسوس کرتے ہیں تو یہ اس کے کافر ہونے کی دلیل ہے۔

جیسا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

قل اباللہ وآیاتہ و رسولہ کنتم تستھزؤن لا تعذروا قد کفرتم بعد ایمانکم

ترجمہ: کہہ دو، کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول پر تمسخر کرتے ہو۔ عذر نہ کرو۔ تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا ہے۔

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ خواب میں پیغمبروں کی زیارت دس وجہ پر ہے:

(۱) رحمت (۲) نعمت (۳) عزت (۴) بزرگی (۵) دولت (۶) ظفر (۷) سعادت (۸) جمعیت (۹) قوت (۱۰) دونوں جہان کی خیر۔ اور موضع کے لوگوں کی بہتری کہ جس جگہ یہ خواب دیکھا گیا ہے۔ (تعبیر الرویاء، ص:۶۹/۷۰)

جواب:(۲)

عارف باللہ سیدی شیخ عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی، نابلسی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی ۱۱۴۳ھ، لکھتے ہیں:

(عنب) هو في المنام رزق حسن والعنب رزق دائم واسع مدخر وفي وقته غضارة الدنيا وفي غير وقته خير يناله قبل الوقت۔

ترجمہ:() خواب میں انگور کسی وسیع ذخیرہ شدہ اور دیر تک رہنے والا رزق ہے۔ انگور کو اس کے موسم میں دیکھنا دنیاوی تروتازگی، اور بے موسم دیکھنا قبل از وقت خیر کا حصول ہے۔

والعنب الأبيض لا يكون إلا خيراً وشفاء لأن نوحاً عليه السلام أصابه السل فأوحى الله إليه أن يا كل العنب ففعل وشفي من مرضه۔

ترجمہ:() سفید انگور خیر اور شفاء کی دلیل ہے، اس لیے حضرت نوح علیہ السلام کو بیماری پہنچی تو آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے انگور کھانے کا حکم فرمایا، آپ علیہ السلام نے انگور کھائے تو آپ علیہ السلام شفاء یاب ہو گے۔ (تعطیر الانام فی تعبیر المنام، ص، ۳۶۷، ۳۶۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

فائدہ مجلس شوریٰ: ادھر تعبیر یہ قاری عبدالصمد صاحب کی ترقی سلوک میں اور حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو بیماری سے شفاء یابی نصیب ہوگی۔

بطورِ اعتراض، خواب میں سیلاب اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنا:

(۲) ایک دفعہ جمعہ کی شب صحبت کے بعد جب یہ فقیر گھر کو رخصت ہوا اور ایک ہزار درود پڑھنے کے بعد لیٹا تو نیند آ گئی تو خواب دیکھتا ہوں کہ قبلہ کی طرف ایک ندی بہہ رہی ہے اور اس پر ایک پل لگا ہوتا ہے اور اس پل سے آفسائیڈ (دوسری طرف) ایک عظیم دریا نظر آ رہا ہے کہ کوئی آبادی ادھر ادھر نظر نہیں آتی میرے ساتھ ایک دوسرا ساتھی بھی ہوتا ہے اور ہم قبلہ کی طرف دیکھتے ہیں تو میرا ساتھی کہتا ہے کہ میں نے کبھی سیلاب نہیں دیکھا تو اتنے میں قبلہ کی طرف سے اسی ندی میں ایک عظیم سیلاب آتا ہے تو میں اپنے ساتھی کو کہتا ہوں کہ تم نے سیلاب کا تقاضا کیا ہے تو ابھی دیکھ لو کہ سیلاب آ گیا اس وقت ندی کے دونوں طرف پر مالدار لوگوں کے مویشی ہوتے ہیں تو یہ مالدار لوگ بہت خوف زدہ اور پریشان ہوتے ہیں کہ یہ سیلاب تو ہمارے مویشی تباہ کر دیگا اتنے میں ایک مالدار آدمی اپنے ایک مرکب کو بہت غصّے کی وجہ سے ندی کی ایک طرف سے دوسرے طرف کو اتار دیتا ہے تو میں اپنے ساتھی کو کہتا ہوں کہ اے بد بخت یہ لوگ آپ کی وجہ سے اتنے مشقت میں پڑ گئے کیونکہ آپ سیلاب کا تقاضا کرتے تھے تو میں اس ساتھی سے دوسری طرف روانہ ہوتا ہوں تو ایک بڑا لشکر مجھے نظر آتا ہے جب نزدیک جاتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ تمام کے تمام انبیاء کا لشکر ہوتا ہے اور یہ آواز بھی ہوتی ہے کہ یہاں ایک ولی اللہ بھی موجود ہے لیکن بالکل نظر نہیں آتا تمام کے تمام انبیاء نظر آتے ہیں اتنے میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نظر آتے ہیں کہ انبیاء کا ایک قوماندان جیسا معلوم ہوتا ہے شیرین کلام فرماتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی نظر آتے ہیں

کہ یگانہ گھڑا ہوتے ہیں اور نہایت جلالیت اور غصہ اور جہر سے تقریر کر رہے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نرمی سے باتیں کرتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چہرہ مبا رک اور لحیہ مبارک سرخ رنگ کے ہوتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چہرہ مبارک نہایت سفید اور نہایت حسین ہوتا ہے کہ حسن کی انتہا معلوم نہیں ہوتی اور حضرت رسول اکرم ﷺ اس لشکر کے درمیان میں تشریف فرما ہوتے ہیں اور دیگر انبیاء رسالت مآب کے اردگرد کھڑے ہوتے ہیں اسلئے حضور پرنور ﷺ مجھے نظر نہیں آتے لیکن آپ کے انوار و تجلیات نظر آتے ہیں میں کھلے طور پر محسوس کرتا ہوں تو میں اولاً حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مصافحہ کرتا ہوں اور انکے ہاتھ مبارک چوم لیتا ہوں تو ابراہیم علیہ السلام میرے ساتھ بہت شفقت اور محبت کرتے ہیں اور اپنے فرزند جیسی نرمی کا سلوک میرے ساتھ کرتے ہیں اس کے بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصافحہ کرتا ہوں اور انکے ہاتھ مبارک چوم لیتا ہوں پھر دوبارہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آتا ہوں اور فرزند کی طرح انکے اردگرد گردش لگاتا ہوں باقی تمام انبیاء علیہم السلام خاموش ہیں اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم قیامت برپا کرتے ہیں ایک چھت سا ہوتا ہے جس میں دو اشخاص تشریف فرما ہوتے ہیں ایک کا نام مُغْرِبْ یا مُغْرَبْ (بالعین المعجمہ) ہوتا ہے اور دوسرے کا نام مُعْرِبْ یا مُعْرَبْ (بالعین المہملہ) ہوتا ہے، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ دونوں قیامت قائم کرتے ہیں تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پہلے ہم دیواروں پر چسپان شدہ کاغذات مٹاتے ہیں (کیونکہ اس میں اسماء مقدسہ اور حروف قرآنیہ ہوتے ہیں اور لوگ اس کے ساتھ بے ادبی کرتے ہیں) تو اس کے بعد قیامت قائم کریں گے تو یہ فقیر اور ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ہم تینوں دیواروں سے پوسٹر ہٹانے شروع کرتے ہیں لیکن میں اپنے دل میں خوف زدہ ہوں کہ میرے کمرے میں بھی اسماء مقدسہ کے بعض کاغذات دیوار پر چسپاں ہیں (اگرچہ اس کے ساتھ کوئی بے ادبی نہیں ہوتی) لیکن پھر بھی اگر یہ مبارک ہستیاں وہ دیکھ لیں تو ہوسکتا ہے کہ ان کو وہ بھی پسند نہ آئیں۔ تو اس رعب و ہیبت میں واقعات عجیبہ دیکھنے کے بعد خواب سے بیدار ہوگیا تو میں نے فوراً تمام دیواروں سے پوسٹر اور کاغذات ہٹادیئے، اس خواب تائید میں ایک اور خواب ہے جو کہ خواجہ محمد حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید محمد یعقوب نے دیکھا ہے تو ابھی وہ خواب لکھنا بھی مناسب سمجھتا ہوں۔

(بدایت السالکین، ص، ۳۲۵)

الجواب:

(۱) خواب میں سیلاب، اس کو خواب میں دیکھنا دشمن کے ہجوم پر دلالت کرتا ہے،

() اگر سیلاب نہر کی طرف چلا گیا تو بادشاہ کی طرف سے اس کا کوئی دشمن دور ہوگا، اور کسی طاقتور آدمی سے مدد حاصل کرے گا اور اس کے شر سے نجات پائے گا

() سیلاب اگر گھروں کو گرادے، یا درختوں کو تلف کرے، یا جانوروں کو مار دے، یا انسانوں کو غرق کرے تو اس سے مراد دشمن ہوتا ہے،

فائدہ مجلس شوریٰ:

یہ حصہ خواب کا حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دیکھا گیا جو کہ مکمل طور پر پورا ہوا ہے۔

جواب:

(۲) سیلاب کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نظر آئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نظر آئے اور پھر سرکارِ دو عالم ﷺ لشکر کے درمیان میں نظر آئے اور انوار و تجلیات نظر آئے، اس کی تعبیر یہ ہے کہ مقام قلب سے ولایت حضرت آدم علیہ السلام، اور مقام روح سے ولایت حضرت ابراہیم علیہ السلام، مقام سر سے ولایت حضرت موسیٰ علیہ السلام

،مقام خفی سے ولایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے گذر کر تجلیات ذاتیہ تک مقام اخفیٰ ولایت محمدی ﷺ تک پہنچا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت شان وشوکت کے ساتھ دیکھا

حضرت علامہ شیخ بدرالدین، نقشبندی مجددی سرہندی، قدس سرہ، لکھتے ہیں:

درویشے از مخلصان حضرت ایشان (گفت که حضرت ایشان) روزے مرا فرمودند که تو و فلان شخص ولایت ابراهیمی دارید۔ مرا بخاطر گذشت که هر چند فرمودۂ ایشان درین باب، کافی ست اما اگر مرا نیز علم باین معنی بودے بهتر بودے، همان شب خلیل الرحمن را با وجاهت ولجهت تمام دیدم و حضرت ایشان نیز حاضر اند۔ من و آن شخص هر دو ایستاده ایم، حضرت ایشان دستهائے ماهر دو را گرفتند و بر قدم مهتر حضرت ابراهیم علیه السلام انداختند اقدام خلیل الرحمن علیه السلام را بوسیدیم و بجائے خود ایستادیم۔

راوی گوید که بعد دیدن این واقعه چون بملازمت ایشان رسیدم بے آنکه واقعه را بعرض رسانم فرمودند "آنچه گفته ام تردد را دران گنجائش نیست و ندانی که همه سالکان این راه را علم بدقائق احوال خود و مشرب و استعداد خویش می دهند بلکه در قرون کثیره یکے را از اکمل خواص بارگاه خود، باین دولت عظمیٰ و نعمت قصویٰ می نوازند شیخ نجم الدین کبریٰ که قطب وقت بود، نمی دانست که بر قدم کدام نبی ست۔ برائے تحقیق این معنی یکے از اصحاب خود را بملازمت بزرگے دیگر، که این علم احوال را بوے ارزانی داشته بودند، فرستاد۔ آن بزرگ بمجرد دیدن او گفت که "آن جهودک توجه می کند" مرید آزرده خاطر بخدمت شیخ باز گردید و ماجریٰ معروض گردانید۔ شیخ خوشوقت گشت و رقص کرد و گفت که مرا خبر داد که بر قدم موسیٰ ام علی نبینا و علیه السلام

ترجمہ: حضرت (ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد علیہ الرحمۃ) کے مخلصین میں سے ایک صاحب نے بتایا کہ ایک دن حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ تم اور فلاں شخص دونوں کو ولایت ابراہیمی حاصل ہے مجھے خیال ہوا کہ آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد علیہ الرحمۃ) کا فرمادینا بالکل کافی ہے لیکن اگر مجھے بھی اس بات کا علم ہوجائے تو بہتر ہوگا اسی رات میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت شان وشوکت کے ساتھ دیکھا اور وہاں حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد علیہ الرحمۃ بھی موجود تھے اور میں اور وہ دوسرا شخص (جس کو ولایت ابراہیمی حاصل ہوئی تھی) دونوں کھڑے ہوئے تھے حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد علیہ الرحمۃ نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں میں ڈال دیا ہم دونوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قدم بوسی کی اور ہم اپنی جگہ پر کھڑے ہوگئے وہ راوی بیان کرتا ہے کہ اس واقعے کو دیکھنے کے بعد جب میں حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا تو قبل اس کے کہ میں یہ واقعہ عرض کروں آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد علیہ الرحمۃ) نے فرمایا کہ "جو کچھ میں نے کہا تھا اس میں تردد کی گنجائش نہیں ہے اور تم کو معلوم نہیں کہ تمام سالکوں کو ان کے احوال کے دقائق اور ان کے مشرب و استعداد کی خبر نہیں دی جاتی بلکہ زیادہ تر زمانے ایسے ہیں کہ کسی ایک ہی کو خاص الخاص بزرگوں میں سے اس نعمت اعلیٰ اور دولت عظمیٰ سے نوازا جاتا ہے۔

حضرت شیخ نجم الدین کبری علیہ الرحمۃ جو اپنے وقت کے قطب تھے وہ نہیں جانتے تھے کہ کس نبی کے زیرِ قدم ہیں اس کی تحقیق کیلئے انہوں نے اپنے ایک مرید کو ایک بزرگ کے پاس بھیجا جو اس علم سے بہرہ مند کیے گئے تھے اس بزرگ نے دیکھتے ہی کہا کہ "وہ یہودی توجہ کر رہا ہے" وہ مرید آزردہ خاطر ہوکر اپنے

شیخ (حضرت شیخ نجم الدین کبری علیہ الرحمۃ) کے یہاں واپس پہنچا اور وہ ماجرا بیان کیا شیخ طریقت (حضرت شیخ نجم الدین کبری علیہ الرحمۃ) بہت خوش ہوئے اور جھومنے لگے اور کہا کہ انھوں نے مجھے یہ بتایا ہے کہ تم حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ السلام کے زیر قدم ہو۔

(حضرات القدس، ج ،ص ،۱۸۹، ۱۹۰، محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور)

بطورِ اعتراض: خواب میں سرکارِ دو عالم ﷺ صحابہ کرام اور اولیاء کرام (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کو دیکھنا اور بدمذہبوں کے خلاف تلوار نکالنا:

(۱۲) اسی طرح ملا میر اجان صاحب ایک اور خواب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں خواب دیکھتا ہوں کہ حضرت آخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب علیہ الرحمۃ آتے ہیں اور مجھے ہاتھ سے پکڑ لیتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ آؤ ہم دونوں مدینے چلتے ہیں تو میں حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمۃ کیساتھ روانہ ہوتا ہوں اور مجھے مدینہ منورہ لے جاتے ہیں۔ پھر دیکھتا ہوں کہ حضرت نبی اکرم ﷺ ایک تخت پر تشریف فرما ہیں کہ وہ تخت اللہ کے نور سے ہوتا ہے اور اس سے انوار اور شعلے اٹھتے ہیں اور عرشِ معلّٰی کو پہنچ جاتے ہیں تو حضرت مبارک اور میں (ملا میر اجان) حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں تو مبارک صاحب علیہ الرحمۃ نے حضور ﷺ سے کہا: السلام علیکم یا محبوب اللہ: تو حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے جواباً فرمایا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔ نبی اکرم ﷺ کے دائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور بائیں طرف عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہوتے ہیں اور سامنے امامِ اعظم ابوحنیفہ قدس سرہ کھڑے ہوتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ مبارک میں پکڑ لیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے حضرت آخندزادہ رحمۃ اللہ علیہ کو ذکر دیا ہے تو انھوں نے عرض کی ہاں؛ پہلے ہی میں نے دیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے مبارک صاحب علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ آپ نے میرا جان کو ذکر دیا ہے تو مبارک صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہاں جی میں نے میرا جان کو قلب میں ذکر دیا ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا قرآن لے آؤ۔

تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قرآن لے آئے اور نبی اکرم ﷺ کو دیدیا۔ تو حضور اکرم ﷺ نے وہ قرآن مجید مجھے دیدیا اور فرمایا کہ یہ پکڑ لو تو میں نے پکڑ لیا جب میں قرآن کریم لیتا ہوں تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ آپ نے قبول کیا تو میں کہتا ہوں کہ میں نے پہلے سے قبول کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے لطیفہ اخفیٰ پر اور بایاں ہاتھ میرے لطیفہ قالبی پر رکھ دیا۔ اور اللہ کا اسم میرے سر پر رکھ دیا کہ آگ کی طرح میرے دل میں داخل ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ دائیں طرف بائیں طرف زور سے اسم ذات کا ضرب لگاؤ۔ پھر حضور ﷺ نے مبارک صاحب علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ آپ اپنے اسم کی برکت اور معنیٰ سے خبرداری رکھتے ہو۔ تو مبارک صاحب علیہ الرحمۃ نے سکوت کیا۔

تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام سیف الرحمٰن ہے اور سیف بمعنیٰ تلوار اور رحمٰن اللہ کا اسم ہے پس آپ اللہ کی تلوار ہیں پس آپ ملحدین کو مارو! اللہ کی طرف سے آپ کو امداد ہے اور میری طرف سے آپ کو حکم ہے۔ پھر میرے دل میں آتا ہے کہ سیّدا کاخیل صاحب کدھر ہوگا میں ادھر دیکھتا ہوں تو اکاخیل صاحب حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمۃ کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں تو میں کہتا ہوں مجھے افغانستان سے اکاخیل صاحب لے آیا تھا (بیعت کیلئے) تو میں اکاخیل صاحب کو گود میں پکڑ لیتا ہوں اتنے میں بہت زیادہ اولیاء اور علماء جمع ہو جاتے ہیں اتنے میں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں اتنے لوگ کس وجہ سے جمع ہیں؟

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جواباً فرماتے ہیں کہ یہ سب لوگ مبارک صاحب علیہ الرحمۃ کی بیعت کیلئے آئے ہیں اتنے میں نبی اکرم ﷺ نے مجھے رخصت دیدی تو میں نے آکر مبارک صاحب علیہ الرحمۃ کا ہاتھ چوم لیا اور اپنی پیشانی کو مبارک صاحب علیہ الرحمۃ کی پیشانی مبارک سے لگا لیا۔

ع

ما اولید او شان د محمد آخر زمان		محبوب د پاک سبحان
یوقدم پہ زمکہ بل اے پاس پہ لامکان		محبوب د پاک سبحان

(ہدایت السالکین، ص، ۳۳۳)

الجواب:

نبی کریم ﷺ کوخواب میں دیکھنا باعث برکت مع خلفاء راشدین کا ذکر کردینا اور مرید کرنا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سرکار حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو ذکر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ اللہ ﷻ ورسول اللہ ﷺ اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے نزدیک مقبول ہے، (سبحان اللہ) قرآن مجید دینا اور قبول کرنا مرید کی خوش بختی کی نشانی ہے اور پھر سرکارِ دو عالم ﷺ سے، سبحان اللہ۔ خواب میں قرآن پاک تلاوت کرنا، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، شرافت وسرور اور نصرت حق کی دلیل ہے، خواب قرآن میں پاک سننا اس کی سلطنت کے مضبوط ہونے اور حسنِ خاتمہ کی، مکر کرنے والوں کے مکر سے پناہ کی دلیل ہے۔ اور سرکارِ دو عالم ﷺ یہ کا فرمانا کہ آپ کا نام سیف الرحمٰن، سیف بمعنی تلوار اور رحمٰن اللہ کا اسم ہے، پس آپ اللہ کی تلوار ہیں ملحدین کو مار ڈالو (وہابیوں، شیعوں کو، قادیانیوں کو، بدمذہبوں، بے دینوں کو، کافروں کو) اللہ تعالیٰ مدد کرے، یہ تمام معانی اس تعبیر میں موجود ہیں۔ الحمد للہ حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے عقیدہ جبریہ والوں کی سرِ عام مخالفت کی، عقیدہ جبریہ والے کثیر تعداد میں موجود تھے، اور انہیں دلائل قرآن اور احادیث اور عقائد کی کتب سے، اسلاف کی کتب سے، فقہ کی کتب سے، ہر طریقہ سے ان کو شکست دی۔ اور ان کو کافر قرار دیا، اللہ تعالیٰ نے حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو کامیابی عطا فرمائی۔ شکر ہے مولا تیرا۔

باب نمبر ۸۷

دنیا میں ولیوں کی صف میں قیامت میں نبیوں کی صف میں:

سوال: (۲۱۳) مولانا محمد بشیر القادری کراچی والے نے اور دیوبندیوں کے مولانا محمد الیاس گھمن نے لکھا

دعوی نمبر ۱۵: پیر صاحب مبارک دنیا میں ولی اور آخرت میں نبی ہوں گے۔

اصل عبارت:۔ اسی اثناء میں رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب اگرچہ ولی ہیں۔ نبی نہیں ہیں۔ لیکن میں اس علو کے شان کی وجہ سے اس ہستی کو قیامت کے دن انبیاء کی صف میں کھڑا کروں گا۔ (یہ خواب واضح طور پر فقیر کے خواب کی تعبیر ہے) (ھدایت السالکین صفحہ ۳۲۷)

(صفحہ ۴۱، الفتنۃ الشدیدۃ)

یہ وہ خواب ہے جو دیکھا گیا جس پر مولانا بشیر القادری کراچی والے کو اعتراض ہے

(۵) خواجہ محمد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مرید محمد یعقوب: اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دیکھتا ہوں کہ ایک مسجد میں خواجہ محمد حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ المشائخ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوتے ہیں اور رسول اکرم ﷺ بھی تشریف فرما ہیں اسی اثناء میں رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ ولی اللہ ہیں نبی نہیں ہیں لیکن میں اسکے علوّ شان کی وجہ سے اس ہستی کو قیامت کے دن انبیاء کے صف میں کھڑا کروں گا (یہ خواب واضح طور پر فقیر کے خواب کی تعبیر ہے) (ہدایت السالکین، ص، ۳۲۵)

سوال: (۲۱۴) اعتراض: مولانا محمد بشیر القادری کراچی والے نے لکھا

پیر صاحب کا تمام انبیاء کا امام بننا نبیوں کی صف میں کھڑا ہونا۔ حضور ﷺ کا رو رو کر امت کے لئے پیر سے دعا کرانا یہ سب ایسی باتیں ہیں جن سے محفل میلاد شریف پر طعنہ ہوسکتا ہے وہ اسطرح کے کوئی کہہ دے کہ محفل میلاد کر کے سنیو تمہارا مقصد آقا ﷺ کو راضی کرنا ہے اور نبی ﷺ پیر سیف الرحمٰن صاحب کے پاس رو رو کر امت کی بخشش کی دعائیں کرا رہے ہیں تم ایسے نائب رسول کے ہوتے ہوئے محفل میلاد کر کے کیوں مال اور وقت ضائع کرتے ہو؟ جاؤ پیر سیف الرحمٰن کے پاس اور اپنے گناہوں کی بخشش کی دعا کراؤ! جہاں سرکار ﷺ دعا کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں اب سوچ لو ایسے معترض کا کیا جواب ہوگا؟ تو یہ خوابیں محافل میلاد شریف کیخلاف کھلی سازش ہیں۔ سیفیوں کا یہ کہنا کہ حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دعا کے لئے بھیجا تھا اگر وہ جائز تھا تو یہ بھی جائز ہے۔ صریح مغالطہ ہے۔ (الفتنۃ الشدیدۃ، ص، ۷۱، ۷۲)

الجواب:

حَدَّثَنَا محمَّدُ بنُ جَعْفَرِ بنِ إبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بنُ محمَّدٍ الصَّائِغُ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بنُ إسْمَاعِيلَ وَعَاصِمُ بنُ عَلِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا قَيْسُ بنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بنُ القَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ عَمْرِو بنِ جَرِيرٍ، عَنْ عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ لَأُنَاسًا مَا هُمْ بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ، يَغْبِطُهُمُ الأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ القِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ،«فَقَالَ رَجُلٌ: مَنْ هُمْ؟ وَمَا أَعْمَالُهُمْ؟ لَعَلَّنَا نُحِبُّهُمْ، قَالَ: »قَوْمٌ يَتَحَابُّونَ بِرُوحِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ، وَلَا أَمْوَالَ يَتَعَاطَوْنَهَا بَيْنَهُمْ، وَاللهِ إِنَّ وُجُوهَهُمْ لَنُورٌ، وَإِنَّهُمْ لَعَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ، لَا يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ، وَلَا يَحْزَنُونَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ، ثُمَّ قَرَأَ: {أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ} (یونس) وَمِنْ نُعُوتِهِمْ: أَنَّهُمُ المُوَرِّثُونَ جُلَّاسَهُمْ كَامِلَ الذِّكْرِ، وَالمُفِيدُونَ خِلَّانَهُمْ بِشَامِلِ البِرِّ

ترجمہ: محمد بن جعفر بن ابراہیم، جعفر بن محمد الصائغ، مالک بن اسماعیل وعاصم بن علی، قیس بن الربیع، عمارۃ بن القعقاع، ابی زرعۃ، عمرو بن جریر، (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)... حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو انبیاء ہیں نہ شہداء، لیکن اللہ کی طرف سے قیامت کے روز ان کو ملنے والے رتبے پر انبیاء علیہم السلام اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں اور انکے اعمال کیا ہیں؟ تا کہ ہم بھی ان سے محبت رکھیں۔ فرمایا وہ ایسی قوم ہیں جو محض اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھیں گے، بغیر کسی آپس کی رشتہ داری کے اور بغیر کسی مال کے لین دین کے۔ اللہ کی قسم ان کے چہرے مجسم نور ﷺ ہونگے اور وہ نور کے منبروں پر بیٹھے ہونگے اور جب دوسرے لوگ خوف میں مبتلا ہوں گے انکو کوئی خوف نہ ہوگا، دوسرے لوگ غم واندوہ میں مبتلا ہوگے تو انکو کوئی غم لاحق نہ ہوگا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے تلاوت فرمائی:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

ترجمہ: خبردار! اللہ کے اولیاء پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔ (یونس ۶۲)

مؤلف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اولیاء اللہ کی خصوصیات میں سے ہے کہ وہ اپنے ہم نشینوں کو ذکر کا شوق اور اس کی رغبت دلاتے ہیں اور اپنے دوستوں کو نیکی کی راہ پر لگا دیتے ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ج۱، ص۲۷، ۲۸، دار الحدیث، القاہرہ)

انصار کے آزاد کردہ غلام:

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَلِيٍّ الأَبَّارُ، حَدَّثَنَا الهَيْثَمُ بنُ خَارِجَةَ، حَدَّثَنَا رِشْدِينُ بنُ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ الوَلِيدِ التُّجِيبِيِّ، عَنْ أَبِي مَنْصُورٍ، مَوْلَى الأَنْصَارِ، أَنَّهُ سَمِعَ عَمْرَو بنَ الجَمُوحِ، يَقُولُ: إِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: »إِنَّ أَوْلِيَائِي مِنْ عِبَادِي وَأَحِبَّائِي مِنْ خَلْقِي الَّذِينَ يَذْكُرُونَ بِذِكْرِي، وَأُذَكِّرُ بِذِكْرِهِمْ«

ترجمہ: سلیمان بن احمد، احمد بن علی الابار، ہیثم بن خارجۃ، رشید بن سعد، عبداللہ بن الولید التجیبی، ابی منصور (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمرو بن الجموح کو فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ ﷻ کا ارشاد ہے: میرے بندوں میں سے

میرے اولیاء اور میری مخلوق میں سے میرے محبوب بندے وہ ہیں جو میرا ذکر کرتے رہتے ہیں اور میں ان کا ذکر کرتا رہتا ہوں۔

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ج۱، ص۲۸، دار احدیث، القاہرہ)

معارف آگاہی مولانا جلال الدین، رومی، بلخی، علیہ الرحمۃ، متوفی ۶۷۲ھ، لکھتے ہیں:

یار چوں با یارِ خود بنشستہ شد		صد ہزاراں لوحِ دل دانستہ شد

ترجمہ: جب مرید اپنے مرشد کے پاس بیٹھتا ہے۔ (مرید کو مرشد کے) دل کے لاکھوں صفحات (سے گونا گوں علوم و معارف) معلوم ہو جاتے ہیں۔

لوحِ محفوظ ست پیشانی یار		رازِ کونینش نماید آشکار

ترجمہ: مرشد (کامل) کی پیشانی لوحِ محفوظ (کی مانند) ہے (جو) اس (مرید) پر دونوں جہانوں کے راز کھول دیتی ہے۔

ہادی رہ ست یار اندر قدوم		مصطفی زیں گفت اصحابی نجوم

ترجمہ: (اس سے ثابت ہوا کہ) مرشد سلوک میں رہنما ہے۔ اسی وجہ سے مصطفی ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں۔

(مفتاح العلوم، دفتر ششم، ص۵۰۷)

خاکِ گور از مردِ حق یا بدشرف		تا نہد بر گورِ او دل روے و کف

ترجمہ: (ان بزرگانِ خوش خصال کی صحبت کا اثر تو اس قدر ہے کہ ایک) مردِ حق (کی وفات کے بعد اس کی صحبت) سے قبر کی مٹی (بھی) شرف پاتی ہے حتیٰ کہ (زائر کا) دل اس کی قبر پر (قبر کا اپنا) چہرہ اور ہاتھ رکھتا ہے۔

(مفتاح العلوم، دفتر ششم، ص، ۶۳۰)

شیخ الجن والانس حضرت ابو محمد عبد القادر جیلانی، حنبلی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۵۶۱، ھ، لکھتے ہیں:

وانما شبہ النبی ﷺ علماء امتہ بانبیاء بنی اسرائیل لانہم کانوا متابعین لشریعۃ المرسل وھو موسی علیہ الصلاۃ والسلام، لکن علماؤ ھم کانوا یجددونہا، ویؤکدون احکامہا من غیر اتیان بشریعۃ اخری، فکذا علماء ہذہ الامۃ من الاولیاء، یرسلون للخواص لتجدید الامر والنہی واستحکام العمل علی التأکید الابلغ، وتصفیۃ اہل الشریعۃ۔ وہی فی القلب موضع المعرفۃ، وہم یخبرون بعلم النبی ﷺ کاصحاب الصفۃ کانوا ینطقون باسرار المعراج قبل عروج النبی ﷺ فالولی کامل الولایۃ المحمدیۃ التی ہی جزء النبوۃ، وباطنہ امانۃ عندہ، ولیس المراد منہ من ترسم بظاہر العلم؛ لانہ وان کان من الورثۃ النبویۃ لکن ہو من قبیل ذوی الارحام، فالوارث الکامل من یکون بمنزلۃ الابن لانہ من اقرب العصبات، فالولد سر الاب ظاہرا وباطنا، ولذلک قال رسول اللہ ﷺ: ان من العلم کہیئۃ المکنون لا یعلمہ الا العلماء باللہ تعالی، فاذا نطقوا بہ لم ینکرہ الا اہل الغرۃ۔ وہذا ہو السر الذی استودع فی قلب النبی ﷺ لیلۃ المعراج فی ابطن البطون الثلاثین الفا، لم یفشہا علی احد من العامۃ سوی اصحابہ المقربین واصحاب الصفۃ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ونفعنا اللہ ببرکاتہم وافاض علینا من برہم واحسانہم آمین یا رب العالمین

آمین وببرکۃ ذلک السر قیام الشریعۃ المطہرۃ الی یوم القیامۃ۔

فالعلم الباطن یہدی الی ذلک السر، وکل العلوم والمعارف کلہا قشر ذلک السر، واما العلماء الظاہرۃ منہم ورثۃ السر، بعضہم بمنزلۃ صاحب الفروض، وبعضہم بمنزلۃ العصبات، وبعضہم بمنزلۃ ذوی الارحام موکلون علی قشور العلم بالدعوۃ الی سبیل اللہ تعالیٰ بالموعظۃ الحسنۃ، والمشایخ السنیۃ المتسلسلۃ سلسلتہم الی علیؑ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ موکلون بمغزی العلم علی باب العلوم بالدعوۃ الی اللہ تعالیٰ بالحکمۃ۔

ترجمہ: حضور ﷺ نے اپنی امت کے علماء کو انبیاءِ بنی اسرائیل جیسا فرمایا ہے۔ کیونکہ انبیاءِ بنی اسرائیل حضرت سیدنا موسیٰ ؑ کی شریعت کی اتباع کرتے تھے۔ لیکن ان کے علماء دین کی تجدید کرتے اور نئی شریعت لائے بغیر اسی شریعت کے احکام کی تاکید کرتے۔ اسی طرح اس امت کے علماء جنہیں منصبِ ولایت پر فائز کیا گیا ہے خواص کے لئے بھیجے گئے ہیں تاکہ وہ امر و نہی کی تجدید کریں۔ اور تاکید و تبلیغ، اصل شریعت کے تزکیہ کے ذریعے عمل میں استحکام پیدا کریں۔ تصفیہ اور تزکیہ سے مراد دل کی پاکیزگی ہے۔ دل معرفت کا محل ہے۔

یہ لوگ حضور (کے علم کے ذریعے خبر دیتے ہیں۔ جیسا کہ اصحاب صفہ معراج سے پہلے اسرار بتایا کرتے تھے۔ امت محمدیہ کا کامل ولی وہی ہے جس کو یہ نور عطا کیا گیا ہو۔ یہ نور نبوت کا ایک جزو ہے اور ولی اللہ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی امانت۔ عالم وہ نہیں جس کے پاس صرف ظاہری علم ہو۔ اگرچہ ظاہری عالم بھی وراثتِ نبوت کا حقدار ہے لیکن اس کی حیثیت ذوی الارحام کی سی ہے۔ کامل وارث وہ ہے جو بیٹے کی جگہ ہو۔ بچہ اپنے والد کا ظاہر و باطن میں راز ہوتا ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا۔

انّ من العلم کہیئۃ المکنون لا یعلمہ الّا العلماء باللہ تعالیٰ فاذا نطقوا بہ لم ینکرہ الّا اہل الغرّۃ

ترجمہ: علم ایک چھپی ہوئی چیز کی مانند ہے جسے صرف علماء باللہ ہی جانتے ہیں۔ جب وہ اس علم کو زبان پر لاتے ہیں تو غافل لوگوں کے سوا کوئی انکار نہیں کرتا۔

(مسند فردوس، ج۱، ص۲۱۰، والترغیب والترھیب، ج۱، ص۵۸)

یہی وہ راز ہے جو معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے قلبِ اطہر میں ودیعت فرمایا تھا۔ علم کے جو تیس ہزار باطن ہیں ان میں سے یہ آخری باطن ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس راز سے اپنے مقربین صحابہ اور اپنے اصحابِ صفہ (علیہم الرضوان) کے علاوہ کسی عامی کو آگاہ نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان مقربین بارگاہ کی برکتوں سے ہمیں مستفیض فرمائے اور ان کی نیکیوں اور احسانات کی بارش سے ہمیں سیراب کرے۔ آمین یاربّ العٰلمین

علم باطن اسی راز کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ تمام علوم و معارف اسی راز کا چھلکا ہیں۔ جو علمائے ظاہر ہیں وہ بھی اس راز کے وارث ہیں۔ بعض کی حیثیت صاحب الفروض کی ہے۔ بعض کی عصبات اور بعض کی ذوی الارحام کی۔ یہ لوگ علم کے چھلکے کو دعوت الی سبیل اللہ کے ذریعے پھیلا رہے ہیں یہ مواعظ حسنہ سے کام لیتے ہیں لیکن مشائخ اہل سنت جن کا سلسلہ طریقت مولا علی ؓ سے ملتا ہے وہ علم کے مغز کے وارث ہیں۔ انہیں باب مدینۃ العلم کی وساطت سے، یہی علم ارزانی ہوا ہے یہ لوگ حکمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

(سر الاسرار و مظہر الانوار فیما یحتاج الیہ الابرار، الفصل الخامس، ص۲۴، ۲۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علماء اور اولیاء ورثۃ الانبیاء ہیں:

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، متوفی، قدس سرہ، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:

اعلم ان ورثة الانبياء بهم العلماء والاولياء، فالاولياء حفاظ الاحوال والاحكام الباطنة التى تدق عن الافهام والعلماء حفاظ الاحكام الظاهرة التى تفهم ببادى الراى وقد يرث هؤلاء ايضا الانبياء فى الاحوال الباطنة كما كان عليه السلف الصالح فكانوا اولياء علماء فلما تخلف الناس عن العمل بكل ما يعلمون سموا علماء فقط وسلبوهم اسم الولى والا فالعلماء حقيقة هم الاولياء على ما عليه الناس اليوم كل ولى عالم عامل بلا شک وليس كل عالم وليا لانه قد يتخلف عن مقام العمل بما علم۔ فالفقهاء على الحقيقة هم الاولياء لزيادتهم بعلم الاحوال على علم المقام۔

ترجمہ: اور شیخ نے ۳۰۴ ویں باب میں فرمایا: جان لے کہ انبیاء کے وارث علماء اور اولیاء ہی ہیں۔ پس اولیاء احوال اور احکام باطنی کے محافظ ہیں جو کہ فہموں پر دقیق ہیں۔ جب کہ علماء احکام ظاہر کے حافظ ہیں جو کہ ظاہری طور پر ہی سمجھے جاسکتے ہیں۔ اور کبھی یہ حضرات بھی احوال باطنہ میں انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ سلف صالح اس منصب پر تھے کہ وہ اولیاء علماء تھے۔ پس جب لوگ اس سب کچھ پر عمل سے پیچھے رہ گئے جو ان کے علم میں تھا تو انہیں صرف علماء کہا گیا اور ان سے نام ولی سلب کرلیا گیا ورنہ علماء حقیقت میں اولیاء ہی ہیں۔ جس طرح کہ آج لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ہر ولی بلاشک وشبہ عالم عامل ہے جبکہ ہر عالم ولی نہیں۔ کیونکہ کبھی وہ اپنے علم پر عمل سے پیچھے رہ جاتا ہے۔ پس فقہاء حقیقت میں وہ اولیاء ہی ہیں کہ یہ حضرات علم مقام پر علم احوال کا اضافہ رکھتے ہیں۔

(الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر، ص، ۳۴۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

العلماء ورثۃ الانبیاء سے کون مراد ہیں:

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، متوفی، قدس سرہ، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:

(فان قلت) فما المراد بقوله ﷺ: العلماء ورثة الانبياء۔ هل هم المحدثون او مطلق العلماء؟ (فالجواب) المراد بهم كل من كان علمه لا تستقل به العقول ولا الحواس بل تحيله العقول من حيث نظرها، وليس المراد بهم ما يستقل العقول والحواس بادراک علمهم فان ذلک لا يكون وارثه فافهم۔ واعلم انه لا يصح ميراث لاحد الا بعد انتقال الموروث الى البرزخ لان كل ما حصل للعبد بغير انتقال، لا يسمى ارثا وانما يسمى هبة وعطية ومنحة يكون العبد فيها نائبا وخليفة لا وارثا۔ قال فى الباب الثمانين والثلاثمائة: ولا يخفى ان الارث كله يرجع الى نوعين معنوى ومحسوس فالمحسوس هو الاخبار المتعلقة بافعاله ﷺ، واقواله واحواله واما المعنوى فهو تطهير النفس من مذام الاخلاق وتحليتها بمكارمها وكثرة ذكر الله تعالىٰ على كل حال بحضور ومراقبة۔

ترجمہ: اگر تو کہے کہ حضور ﷺ کے قول **العلماء ورثۃ الانبیاء** سے کیا مراد ہے۔ کیا یہ محدثین ہیں یا مطلق علماء؟ تو جواب یہ ہے کہ ان سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کے علم کے متعلق عقول اور حواس مستقل نہ ہوں۔ بلکہ عقول اپنے غور وفکر کی حیثیت سے اسے محال جانیں اور ان سے مراد وہ نہیں جن کے علم کے ادراک کے

ساتھ عقول وحواس مستقل ہوں۔ پس بیشک یہ اس کا وارث نہیں ہوتا۔ پس سمجھ لے۔ اور یہ جان لے کہ کسی کے لئے میراث صحیح نہیں مگر موروث کے برزخ کی طرف منتقل ہونے کے بعد۔ کیونکہ انتقال کے بغیر عبد کو جو کچھ حاصل ہوتا ہے اسے وراثت نہیں کہتے۔ اسے توھبہ، عطیہ اور ہدیہ کہتے ہیں جس میں بندہ نائب اور خلیفہ ہوتا ہے نہ کہ وارث۔ اور ۳۸۰ ویں باب میں فرماتے ہیں: مخفی نہ رہے کہ وراثت سب کی سب دو اقسام کی طرف لوٹتی ہیں۔ معنوی اور محسوس۔ پس محسوس وہ اخبار ہیں جو کہ حضور ﷺ کے افعال، اقوال اور احوال کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ رہی معنوی وراثت تو یہ نفس کو مذموم اخلاق سے پاک کرنا اور اچھے اخلاق۔ اور ہر حال میں حضور قلب اور توجہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت کے ساتھ اسے آراستہ کرنا ہے۔

(الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر، ص، ۳۴۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ایک حدیث کا مفہوم:

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، متوفی، قدس سرہ، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:

(فان قلت) فما المراد بحدیث: ان لله عبادا لیسوا بانبیاء یغبطهم النبیون بمقامهم وقربهم من ربهم؟۔ (فالجواب) المراد بهم ارباب العلوم وارباب السلوک الذین اهتدوا بهدی انبیائهم ولکن لیس لهم اتباع لعلو مقامهم فهم مستریحون یوم القیامة لا یحزنهم الفزع الاکبر ولا یخافون علی انفسهم لما عندهم من الاستقامة ولا علی غیرهم لانهم لیس لهم اتباع ذکره الشیخ فی الباب المذکور ایضا۔

(فان قلت) قد راینا فی کلام بعضهم تکفیر الاولیاء المحدثین بفتح الدال المهملة لکونهم یصححون الاحادیث التی قال، الحفاظ بضعفها۔ (فالجواب) تکفیر الناس للمحدثین المذکورین عدم انصاف منهم لان حکم المحدثین حکم المجتهدین فکما یحرم علی کل واحد من المجتهدین ان یخالف ما ثبت عنده فکذلک المحدثون بفتح الدال وکلاهما شرع بتقریر رسول الله ﷺ۔

ترجمہ: اگر تو کہے کہ اس حدیث شریف سے کیا مراد ہے؟

اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو کہ نبی نہیں مگر انبیاء ﷺ ان کے مقام اور ان کے رب کے دربار میں قرب کی وجہ سے ان پر رشک کرتے ہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ ان سے مراد وہ ارباب علوم اور ارباب سلوک ہیں جو اپنے انبیاء ﷺ کی راہ چلے۔ لیکن ان کے علو مرتبہ کی بناء پر کوئی ان کے پیروکار نہیں ہیں۔ پس وہ قیامت کے دن راحت پانے والے ہیں۔ انہیں زبردست گھبراہٹ سے غم نہ ہوگا۔ نہ اپنے آپ پر کوئی خوف۔ اس لئے کہ ان کے ہاں استقامت ہے اور نہ ہی اپنے غیر کے متعلق متفکر ہوں گے کیونکہ ان کے پیروکار ہی نہیں۔ شیخ نے باب مذکورہ میں اس کا بھی ذکر کیا ہے۔

محدثین کی تکفیر کا مسئلہ

اگر تو کہے کہ ہم نے بعض کے کلام میں اولیاء محدثین کی تکفیر دیکھی ہے کیونکہ یہ ان احادیث کی تصحیح کرتے ہیں جن کے بارے میں حفاظ نے ضعف کا قول کیا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ لوگوں کا ان مذکورہ محدثین کی تکفیر کرنا انصاف نہیں کیونکہ محدثین کا حکم مجتہدین کا حکم ہے تو جس طرح مجتہدین میں سے ہر ایک پر اس کی

مخالفت حرام ہے جو اس کے نزدیک ثابت ہے اسی طرح محدثین ہیں۔اور دونوں رسول پاک ﷺ کے برقرار رکھنے کی وجہ سے مشروع ہیں۔

(الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر،ص،۳۵۱،دارالکتب العلمیہ ،بیروت)

حضرت عالی امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی،حنفی،نقشبندی،قدس سرہ،متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں

بعدازتصحیح عقاید، علم شرایع و احکام است و عمل به مقتضای آن علم، ونصیب صوفیۂ علیه باآنچه علماءدارند، احوال و مواجید است و علوم و معارف، ونصیب علماء راسخین که ورثۂ انبیا اند۔علیهم الصلوات والتسلیمات۔ باآنچه علماء ظواهر دارند وباآنچه صوفیه به آن ممتاز اند، اسرار و دقایق است که در متشابهات قرآنی،رمزی واشارتی به آن رفته است و برسبیل تأویل، اندراج یافته (است) فهم الکاملون فی المتابعة والمتحققون بالوراثة۔ایشانان برسبیل تبعیت و وراثت، شریک دولت خاص انبیاء اند۔کانبیاء بنی اسرائیل) مشرف گشته اند۔فعلیکم بمتابعة سید المرسلین وحبیب رب العالمین علیه و علیٰ جمیع الانبیاء و المرسلین والملائکةالمقربین واهل الطاعة اجمعین الصلوات والتحیات علمًا وعملا و حالاً ووجداً لتکون الیٰ حصول الوراثة التی هی نهایة درجات السعادة۔

ترجمہ: تصحیح عقائد کے بعد دین ومتابعت سے علمائے ظواہر کا حصہ شرائع واحکام کا علم اور اس علم کے تقاضے کے مطابق عمل ہے۔بلند گروہ صوفیا جو کچھ علماء رکھتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ احوال ومواجید اور علوم ومعارف سے بھی حصہ پاتے ہیں۔اور علمائے راسخین کا حصہ جو انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے وارث ہیں۔علمائے ظواہر کے علم وعمل اور صوفیا کے احوال ومواجید کے علاوہ اسرار ودقائق بھی ہیں۔جو متشابہات قرآنی میں پائے جاتے ہیں۔جن کی طرف رمز واشارہ ہو چکا۔اور برسبیل تاویل انہیں درج کیا جاچکا ہے پس یہ علمائے راسخین ہی متابعت میں کامل اور وراثت کے ساتھ موصوف ہیں۔یہ حضرات تبعیت اور وراثت کے طور پر انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی دولت خاص میں شریک ہیں۔اور بارگاہ کے محرم راز ہیں۔اس لیے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل، یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔کے شرف سے مشرف ہوئے ہیں۔توتم پر عملاً، حالاً اور وجداً سید المرسلین اور حبیب رب العالمین علیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین والملائکة المقربین واهل الطاعة اجمعین الصلوات والتحیات کی متابعت ضروری ہے۔تاکہ حصولِ وراثت کا وسیلہ بنے جو درجات سعادت کی انتہا ہے

(مکتوبات امام ربانی،دفتر دوم حصہ اوّل،مکتوب، ۱۳، ج، ۲،ص،۴۶ مرکز پخش: زاھدان،خیابان خیام،صدیقی،تہران)

روز قیامت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت

علامہ محمد بن یحی التاذفی الحلبی علیہ الرحمۃ ،متوفی، ۹۶۳، ھ لکھتے ہیں:

ابوالفرح الدویرہ وعبدالحکیم الاثری ویحییٰ امرصری علی بن محمد الشہر بانی وغیرہ مشائخ بیان فرماتے ہیں کہ ۶۱۰ ھ کا واقعہ ہے کہ ہم لوگ ایک دن شیخ علی بن ادریس یعقوبی کی خدمت میں حاضر تھے کہ اتنے میں شیخ عمر المریدی المعروف تبریدہ آپ کی خدمت میں آئے آپ نے ان سے فرمایا: کہ تم اپنا خواب بیان کروانہوں نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور انبیاء علیہم السلام اور ان کے ہمراہ ان کی امتیں چاروں طرف سے چلی آرہی ہیں کسی

کے ہمراہ ایک اور کسی کے ہمراہ دو آدمی ہیں اتنے میں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لا رہے ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کی امت دریا کی موجوں یا شب کی طرح چھائی ہوئی چلی آ رہی ہے انہیں میں بہت سے مشائخ ہیں اور ہر ایک مشائخ کے ساتھ ان کے مرید ہیں جو آپس میں ایک دوسرے سے حسب مراتب فضیلت رکھتے ہیں پھر ان مشائخ میں میں نے ایک اور بزرگ دیکھا کہ جن کے ہمراہ بہت سی خلقت ہے جو دوسروں پر فضیلت رکھتی ہے میں نے ان کی نسبت پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں میں نے آگے بڑھ کر آپ سے کہا کہ حضرت کل مشائخین میں، میں نے آپ سے زیادہ افضل کسی کو نہیں پایا اور نہ آپ کے اتباع سے دوسروں کے اتباع کو بہتر دیکھا تو آپ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھ کر سنائے۔

اذا کان مناسید فی عشیرۃ		علاھا وان ضاق الخناق حماھا

ترجمہ: جس قبیلہ میں ہمارا سردار موجود ہوگا تو وہ سب پر غالب رہے گا اور اگر ان پر کوئی سختی آئے گی تو وہ ان کی حمایت کرے گا۔

(غوثِ جیلانی۔ص:۱۳۳)

باب نمبر ۸۸

ذرا ایمان سے بتاؤ مولانا محمد بشیر القادری (الفتنۃ الشدیدۃ) کس کی کتاب ہے، قاری علامہ اظہری ضلع اٹک حضرو چھچھ کا یا تمہاری؟

حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کی زیارت کے لئے قاری مولانا محمد اظہر اظہری ضلع اٹک حضرو چھچھ گئے تھے شہر کراچی سے جو بھی جاتا حضرت مبارک کے پاس تو پیر مفتی احمد علی شاہ کیساتھ جاتے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ پیر مفتی احمد علی شاہ کیساتھ مفتی بشیر القادری کا اتفاق نہیں ہے بنارس چوک مسجد میں مولانا بشیر القادری کی پٹائی کی تھی مفتی پیر احمد علی شاہ نے مولانا بشیر القادری نے غصے میں آکر فتنہ شدیدۃ اپنے نام سے چھاپی۔

تقریظ (حضرت علامہ مولانا پیر محمد حسین قادری رضوی)

امابعد:۔آج اس دور فتن میں کتنے ہی فتنے سر اٹھا رہے ہیں اور انسانی لباس میں بھیڑئے بھولے بھالے سنیوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور ہر طرف گمراہی، بے دینی کے سیلاب امڈ رہے ہیں۔

عزیز محترم وفاضل محتشم مولانا محمد بشیر القادری صاحب سلمہ المولی القوی نے جو تالیف مسمیٰ بہ (الفتنۃ الشدیدۃ) فرمائی وہ بالکل درست ہے

دستخط: (فقیر ابوالخیر محمد حسین قادری رضوی مصطفوی غفرلہ) (خادم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر کراچی) (۲۸ صفر المظفر ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۵ جولائی ۱۹۹۶ء)

عبارت نمبر (۲) مولانا محمد بشیر القادری کراچی والے نے لکھا:

پیر صاحب کو کشوف والہام پر نصوص قطعیہ کی طرح یقین ہے۔اس لئے شریعت کی طرف دعوت دینے والے مظلوم پیر محمد چشتی شیخ الحدیث صاحب کو کافر، اشد کافر، بدترین کافر اور زندیق ومرتد لکھا جارہا ہے۔ مجھے بھی ان ہی کی طرح اشد کافر اور معاند حق قرار دیا ہے۔ (صفحہ، ۵۲، الفتنۃ الشدیدۃ)

عبارت نمبر (۳) مولانا محمد بشیر القادری کراچی والے نے لکھا:

مجھے بھی سیفیوں نے یہی جھانسہ دیکر خانقاہ سیفیہ میں بھیجا تھا کہ وہاں جاکر دیدار بھی کرو، اور احیائے سنت کا کام بھی دیکھو۔مگر میں نے وہاں جاکر بداخلاقی ،بدسلوکی، بدکرداری، تکبر ورعونت، نفرت وشحونت اور تصوف کا رسمی طریقہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔مہمان نوازی اور مساپروری نام کی شے نہیں۔ بلکہ ہمیں بے ایمانی، منافقت، بے غیرتی اور کفر وارتداد کے قیمتی تحفے دیکر شام کے وقت خانقاہ سے نکال دیا۔اب کتاب کے ذریعہ پھر خانقاہ سیفیہ کی دعوت کا اشتہار دیا گیا جو سراسر دھوکہ، فراڈ اور جھوٹ ہے۔وہاں احیائے سنت اور اماتت بدعت کا کام بالکل نہیں ہورہا۔ہاں البتہ احیاء دین سیفیت اور اماتت امت کا کام خوب ہورہا ہے۔اسلحہ کی نمائش میری بات کی سچی تصدیق ہے خانقاہ سیفیہ میں سوائے دل ہلانے کے کوئی تصوف والی بات نہیں اور دل ہلانا تھوڑی سی مشق سے حاصل ہوجاتا

ہے۔ یہ علامات ولایت سے نہیں بلکہ کسب وکرتب ہے۔اس کی مزید وضاحت آگے آئے گی۔

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم		کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

(صفحہ، ۶۴، الفتنۃ الشدیدۃ)

عبارت نمبر (۴) مولانا محمد بشیر القادری کراچی والے نے لکھا

اب پیر صاحب پر ایک سوال ہے وہ یہ کہ ایک مسلمان ہے جو عمامہ باندھتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا تو ازروئے حدیث وہ عمامہ باندھے ہوئے کفر میں داخل ہوگیا۔اب دوسرا مسلمان ہے جو نماز پڑھتا ہے اور عمامہ نہیں باندھتا تو یہ شعار کافرین کو اپنانے کی وجہ سے کافروں کی صف میں داخل ہوگیا۔

عمامہ باندھنا واجب اور لازم ہے۔جس کا ترک حرام اور کفار کی صف میں داخل ہونا ہے۔ٹوپی اور ننگے سر رہنا کافروں کی نشانی ہے۔اب میں کسی دوسرے علاقے کے متعلق تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔صرف حلقہ چھچھ کے سیفیوں کے متعلق حد تواتر سے زیادہ گواہ پیش کرسکتا ہوں۔کہ وہ خانقاہ سیفیہ میں جانے کیلئے اسے باندھتے ہیں۔اس کے سوا ننگے سر یا ٹوپی میں رہتے ہیں۔اب یہ بات میں عام سیفیوں کے متعلق نہیں کہہ رہا بلکہ ان کے متعلق بتا رہا ہوں جو کامل ومکمل ولایت کی سند اور سرٹیفکیٹ رکھتے ہیں

(صفحہ، ۶۰، ۶۱، ۶۲، الفتنۃ الشدیدۃ)

یہ چھچھ کہاں ہے اور بشیر القادری کہاں رہتا ہے!

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ پر خاص نظر عنایت تھی۔اور آنجنابؒ نے حضرتؒ کی دوسرے مخلصین سے علیحدہ اور جداگانہ رنگ میں تربیت فرمائی۔جس کی تائید میں کئی واقعات بیان کیے جاتے ہیں۔مثلاً یہ کہ علاقہ چھچھ ضلع اٹک کے ایک سید صاحب حضرت اعلیٰ سیالوی کے ارادتمند تھے۔ان کی مقبولیت دیکھ کر بعض چھاچھی علماء نے ان کے ذکر جہر اور قوالی سننے کے خلاف ایک طوفان کھڑا کردیا۔

(مہر منیر، ص:۹۵)

عبارت نمبر (۵) مولانا محمد بشیر القادری کراچی والے نے لکھا

پیر محمد چشتی صاحب مدظلہ العالیٰ نے تو اس کے عقیدہ وعمل کو غیر اسلامی وغیر شرعی فرمایا تھا۔جو تمہارے نزدیک پیر صاحب کی تکفیر تھی۔لیکن میرا جرم کیا تھا؟ حق بیان کیا۔جو ظلم مجھ پر ہوا اس کو بیان کیا۔اب پیر صاحب کہتے ہیں کہ میں بغیر شرعی دلیل فتوی نہیں دیتا۔حالانکہ مجھ پر بغیر شرعی وجوہات کے فتوی کفر صادر کیا۔

(صفحہ، ۹۸، الفتنۃ الشدیدۃ)

عبارت نمبر (۶) مولانا محمد بشیر القادری کراچی والے نے لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔(فتویٰ)

بخدمت گرامی قدر جناب (علامہ) محمد بشیر القادری صاحب ازطرف طالب دعا عطا محمد چشتی گولڑوی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جناب کا نوازش نامہ موصول ہوا پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ جناب نے شریعت مطہرہ کا تحفظ فرمایا ہے۔ایک شریعت سے اور ایک طریقت سے، شریعت کی حقانیت چار مذہب میں منحصر ہے اور طریقت کی حقانیت بھی چار سلاسل میں منحصر ہے جن عقائد کا ذکر سیفیوں کے بارے میں کیا جارہا ہے۔نہ یہ شریعت سے مطابقت رکھتے ہیں اور نہ طریقت سے اس لئے بندہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے غلط نظریات سے مسلمانوں کو پناہ دے مولنا روم صاحب نے اپنی کتاب مثنوی شریف میں جاہل پیروں کی خوب خبر لی ہے اور اس کی مثال یہ دی ہے کہ شکاری پرندوں کے شکار کے لئے پرندوں والی بولی بولتا ہے اور پرندے سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا ہم جنس ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ اسے فکر سے محفوظ رکھے۔دستخط عطا محمد گولڑوی۔

(صفحہ، ۱۷۳ تا ۱۷۴، الفتنۃ الشدیدۃ)

باب نمبر ۸۹

تذکرہ سیرت حضرت مبارک علیہ الرحمۃ

معارف آگاہی مولانا جلال الدین، رومی، بلخی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۲ھ، لکھتے ہیں:

یک خلافے نے میان ایں عیون		آنچنانکه هست در علمِ ظنون

ترجمہ: اوران بزرگوں کے درمیان (ان مسائل ومعارف کے متعلق) ایک بھی اختلاف نہیں۔ جیسے کہ علوم ظنیہ (وعقلیہ)۔

(مفتاح العلوم، دفتر ششم، ص ۷۸۷)

یار چوں با یارِ خود بنشسته شد		صد هزاراں لوحِ دل دانسته شد

ترجمہ: جب مرید اپنے مرشد کے پاس بیٹھتا ہے۔ (مرید کو مرشد کے) دل کے لاکھوں صفحات (سے گونا گوں علوم ومعارف) معلوم ہوجاتے ہیں۔

لوحِ محفوظ ست پیشانی یار		رازِ کونینش نماید آشکار

ترجمہ: مرشد (کامل) کی پیشانی لوحِ محفوظ (کی مانند) ہے (جو) اس (مرید) پر دونوں جہانوں کے راز کھول دیتی ہے۔

هادی ره ست یار اندر قدوم		مصطفی زیں گفت اصحابی نجوم

ترجمہ: (اس سے ثابت ہوا کہ) مرشد سلوک میں رہنما ہے۔ اسی وجہ سے مصطفی ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں۔

(مفتاح العلوم، دفتر ششم، ص ۵۰۷)

خاکِ گور از مردِ حق یا بدشرف		تا نهد بر گورِ او دل روے و کف

ترجمہ: (ان بزرگانِ خوش خصال کی صحبت کا اثر تو اس قدر ہے کہ ایک) مردِ حق (کی وفات کے بعد اس کی صحبت) سے قبر کی مٹی (بھی) شرف پاتی ہے حتیٰ کہ (زائر کا) دل اس کی قبر پر (قبر کا اپنا) چہرہ اور ہاتھ رکھتا ہے۔

(مفتاح العلوم، دفتر ششم، ص، ۵۷۸)

ور بخوانی صد صحف بے سکته		بے قدر یادت نماند نکته

ترجمہ: اور (اسی طرح) اگر تم سو کتابیں (بھی) بلاسکتہ پڑھ جاؤ تو تقدیر کے بدون ایک نکتہ تک تم کو یاد نہیں رہے گا۔

ور کنی خدمت بخوانی یک کتیب		علمهائے نادره یابی ز جیب

ترجمہ: (بخلاف اس کے) اگر تم (مرشد کامل کی) خدمت کرو (اور گو) ایک کتاب (بھی پڑھنے کا موقع نہ پاؤ۔ تو (بھی) نادر علوم (خود اپنے گریبان کے اندر پاؤ گے)۔

مطلب: اگر حق تعالیٰ چاہے تو بلا اسباب مراد پوری کردے اور اگر اس کی رضا نہ ہو تو اسباب کے ہوتے بھی کچھ نہیں ملتا۔

(مفتاح العلوم، دفتر ششم، ص ۳۹۰)

قبلۂ مردانِ حق اعمالِ نیک		قبلۂ نا اہل جہلِ مردہ ریگ

ترجمہ: مردانِ حق کا قبلہ نیک اعمال ہیں۔ نالائق کا قبلہ جہل دلیل ہے۔

(مفتاح العلوم، دفتر ششم، ص ۳۸۵)

حضور سیّدی حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمۃ کی ولادت باسعادت:

ولادت باسعادت: آپ قدس سرہ کی ولادت باسعادت ۱۳۴۹ ہجری میں کوٹ کے ایک گاؤں جو بابا کلی کے نام سے مشہور ہے (جو کہ جلال آباد کے جنوب کی طرف تقریباً بیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے) میں ہوئی۔ آپ قدس سرہ کے والدین کریمین نے آپ قدس سرہ کا اسم مبارک سیف الرحمن رکھا۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام جناب حضرت قاری سرفراز خان علیہ الرحمۃ تھا جو نہایت ہی پرہیز گار، متقی اور پارسا انسان تھے اور سلسلہ قادریہ شریف میں حضرت شیخ المشائخ حاجی حرمین شریفین حاجی محمد امین علیہ الرحمۃ کے مرید تھے، قطب الاقطاب حاجی محمد امین قادری علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے قطب عالم باعمل اور عاشقِ رسول، مجاہد کشمیر، مرزا قادیانی کے بڑے دشمن، حق اور سچ کے پیکر، فقراء اور اولیاء اور علماء سے محبت کرنے والے، ہمارے دادا قاری سرفراز خان علیہ الرحمۃ اکثر و پیشتر اوقات (حسب توفیق) ان کی صحبت میں بیٹھتے اور فیوض برکات حاصل کرتے تھے۔

ایک دن حضرت حاجی محمد امین علیہ الرحمۃ کی آپ (مبارک صاحب قدس سرہ) کے گھر میں دعوت تھی تو جب حاجی صاحب تشریف لائے تو آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو ان کے سامنے پیش کیا تو حاجی صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنا لعاب دہن عطا کیا اور چند دانے کش مش (میوا) کے بھی عطا فرمائے۔

ایک اور روایت: حضرت مبارک قدس سرہ کی ولادت مبارک بروز سوموار بمطابق ۲۰ محرم الحرام ۱۳۴۴ھ اور عیسوی تقویم کے اعتبار سے ۱۰ اگست ۱۹۲۵ء کو افغانستان کے صوبہ ننگرہار کے ضلع کوٹ، تحصیل قلعہ وال، گاؤں بابا کلی ارچی میں ہوئی جو جلال آباد سے تقریباً بیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے آپ کے والد گرامی کا اسم مبارک صوفی باصفا حافظ قاری محمد سرفراز خان ہے۔ آپ کے والد محترم جب آپ کو اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں لے گئے تو انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ بچہ اپنے وقت کے تمام اولیاء کا سلطان ہوگا۔ اس کی عظمت کے جھنڈے پوری دنیا میں لہرائیں گے۔

حضرت پیر صاحب قدس سرہ کے والد قاری تھے اور لوگوں کو قرآن عظیم الشان کی تدریس کرتے تھے اور وزیر گل محمد خان کے ساتھ ایک شہر میں امام تھے اور لودین قوم کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں امامت کا فریضہ انجام دیتے رہے اور حاجی محمد امین علیہ الرحمۃ کے عاشق اور مرید تھے اور جب حاجی محمد امین صاحب علیہ الرحمۃ وہاں تشریف لے جاتے تو امامت کے لیے قاری محمد سرفراز خان صاحب قدس سرہ کو ہی آگے کیا کرتے تھے۔ حاجی گلستان اور لودین گاؤں کے لوگ اس بات کے شاہد ہیں۔

حضور سیدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ نے چالیس سال تدریس کی اور چالیس سال سے زیادہ تصوف میں ہو گئے۔

نام،نسب اور القابات:

آپ کا نام "سیف الرحمٰن" اور آپ کے والد محترم کا اسم گرامی صوفی باصفا قاری سرفراز خان قادری رحمۃ اللہ علیہ تھا جبکہ مزید نسب نامہ کچھ یوں ہے۔

سیف الرحمٰن بن قاری سرفراز خان بن محمد حیدر بن محمد علی بن بابا نور علی۔

القابات: (۱) قیوم زمان ☆ (۲) قطب الارشاد ☆ (۳) مجدد عصر ☆ (۴) فخر الاماثل والاکابر ☆ (۵) جامع طرق اربعہ ☆ (۶) قائد اہلسنت ☆ (۷) شیخ العرب والعجم ☆ (۸) سراج الاحناف ☆ (۹) حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب پیرارچی خراسانی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

امر وجوب کیلئے ہوتا ہے:

عالم جلیل شیخ احمد بن ابی سعید المعروف بملا جیون جونپوری، قدس سرہ، متوفی ۱۱۳۰ھ، لکھتے ہیں:

ان الامر للوجوب قوله تعالى لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ فقوله تعالى: لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم اى لا تقيسوا دعاءه اياكم على دعاء بعضكم بعضا فى جواز الاعراض والمساهلة فى الاجابة والرجوع بغير اذن اولا تجعلوا نداءه كنداء بعضكم بعضا باسمه ورفع الصوف به مثل يا احمد ويا محمد ولكن بلقبه للمعظم مثل يا نبى الله ويا رسول الله او لا تجعلوا دعاءه عليكم كدعاء بعضكم على بعض فى انه غير مستجاب مرة ومستجاب اخرى فان دعاءه مستجاب مسموع البتة۔

ترجمہ: امر وجوب کیلئے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔

رسول ﷺ کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے بیشک اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے (سورۃ النور: ۶۳)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ۔ کا معنی یہ ہے کہ تم حضور ﷺ کے بلانے کو ایسے نہ سمجھو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ اس طرح کہ آپس میں بلاتے وقت، بلانے والے کو جواب دینے سے اعراض کر لینا یا اس میں سستی سے کام لینا جائز ہوتا ہے اور اس کی اجازت لئے بغیر واپس آجانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہوتا۔ یہ سب باتیں حضور ﷺ کے بلانے میں نہیں چلیں گی یا یہ معنی کہ تم حضور سرور کائنات ﷺ کو آواز دینے میں اس طرح آواز نہ دو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو آواز دیتے ہو۔ اس طرح کہ کبھی اس کا نام لے کر آواز دیتے ہو۔ کبھی اس کو بہت زور سے بلاتے ہو یعنی آپ ﷺ کو یا احمد، یا محمد وغیرہ اسماء سے نہ آواز دیا کرو بلکہ آپ ﷺ کے القاب معظمہ کے ساتھ آواز دو مثلاً یا نبی اللہ، یا رسول اللہ۔ یا یہ معنی کہ تم حضور ﷺ کی دعا کو ایسی نہ سمجھو جیسی تمہاری ایک دوسرے کیلئے ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ کبھی مستجاب ہوتی ہے اور کبھی غیر مستجاب۔ کیونکہ آپ ﷺ کی دعا یقیناً مستجاب اور مسموع ہوتی ہے۔

(التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الآیات الشرعیۃ، سورۃ النور، تحت الآیۃ: ۶۳، ص، ۵۸۰، قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، متوفی، قدس سرہ، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:

وسمعت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تقول: ایاکم ان ترفعوا اصواتکم اذا کلمتم شیخکم فی حاجۃ، ولا تنادوہ باسمہ المجرد عن الکنیۃ واللقب کما ینادی بعضکم بعضا، ولکن فخموہ وعظموہ بحکم الارث لرسول اللہ ﷺ، فان اللہ تعالیٰ نہانا ان ننادی باسمہ فنقول یا احمد یا محمد کما ینادی بعضنا بعضا، بل نقول یا نبی اللہ یا رسول اللہ ﷺ، وکذلک الشیخ تقول لہ یا سیدی یا ولی اللہ یا واسطتنا عند اللہ ونحو ذلک۔

ترجمہ: میں نے سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے: جب تم کسی حاجت کے لیے اپنے مرشد سے کلام کرو تو اپنی آواز بلند نہ کرو اور اس کا نام کنیت اور لقب کے بغیر نہ لو جس طرح تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو بلکہ ان کی تعظیم واحترام کرو یہی بات بطور وراثت رسول اللہ ﷺ سے چلی آرہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم آپ ﷺ کو اسم گرامی سے یوں پکاریں، اے احمد اے محمد ﷺ جس طرح ہم ایک دوسرے کو پکارتے ہیں بلکہ ہم ''یا نبی اللہ'' اور ''یا رسول اللہ'' کہیں۔ اسی طرح تم اپنے مرشد کو ''یا سیدی'' اور ''یا ولی اللہ'' کہہ کر پکارو اور یوں کہو: **یا واسطتنا عند اللہ** ''اے اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے وسیلہ یا اور اس طرح کے دیگر الفاظ استعمال کرو۔

(الانوار القدسیۃ فی معرفۃ قواعد الصوفیۃ، ج، ۲، ص، ۹۴، مکتبۃ المعارف، بیروت)

حضرت شاہ ابوالحسن احمد نوری رضی اللہ عنہ، متوفی، ۱۳۲۴ھ، لکھتے ہیں:

اپنے ماں باپ اور استاد یا پیر کو ان کے نام لے کر نہ پکارو کہ بے ادبی ہے اسی طرح بیوی شوہر کا نام نہ لے۔ بلکہ جیسا کہ ہمارے شہروں میں رواج ہے۔ شوہر بھی اپنی بیوی کا نام لے کر ندا نہ کرے کہ لوگ اسے بے شرمی پر محمول کرتے ہیں اور ایسے امور میں رسم ورواج کی پاسداری سے بھی منہ نہ موڑنا چاہیئے۔ جو شخص کھڑے ہو کر پاجامہ پہنے اور بیٹھ کر عمامہ وہ ایسی بلا ومصیبت میں گرفتار ہوگا جس کا کوئی علاج نہیں۔

(سراج العوارف فی الوصایا والمعارف، ص، ۲۰۲)

مفسر قرآن صوفی باکمال علامہ اسماعیل حقی، بروسی، حنفی، قدس سرہ، متوفی، ۱۱۳۷ھ، لکھتے ہیں:

ولا یدعوھما باسمائھما فانہ من الجفاء وسوء الأدب ودیدن الدعاء الا ان یکون فی غیر وجھھما۔

ترجمہ: والدین کا نام لے نہ بلائے اس لیے کہ یہ بھی مروت کے خلاف بلکہ کھلی گستاخی ہے ہاں اگر عام گفتگو میں ان کے اسماء بتانے کی ضرورت پڑے تو نام بتا سکتا ہے۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ، الاسراء، تحت الآیۃ، ۲۳، ج، ۵، ص، ۱۴۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت علامہ محمد بن سلیمان بغدادی حنفی، نقشبندی رضی اللہ عنہ، متوفی، ۱۲۳۴ھ، لکھتے ہیں:

قد قال الشیخ العارف عبد الوھاب الشعرانی فی کتابہ المسمی مدارج السالکین اعلم ایھا الطالب المرید وفقنا اللہ تعالیٰ وایاک لمرضاتہ انہ من لم یعلم آباءہ واجدادہ فی الطریق فھو اعمی وربما انتسب الی غیر ابیہ فیدخل فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ من انتسب

الی غیر ابیہ وقال سیدی عمر ابن الفارض رحمہ اللہ تعالی نسب القرب فی شرع الھوی بیننا من نسب من ابوئ وذلک لان الروح الصق بک من حقیقتک فابو الروح یلیک وابو الجسم بعدہ فکان بذلک احق بان ینسب الیہ دون ابی الجسم وقد درج السلف الصالح کلھم علی تعلیم المریدین آداب آبائھم ومعرفۃ انسابھم واجمعوا کلھم علی ان من لم یصح لہ نسب القوم فھو لقیط فی الطریق لا اب لہ ولا یجوز لہ التصدر والجلوس لارشاد المریدین الا بعد اخذہ آداب الطریق شیخ کامل مجمع علی جلالتہ وخبرتہ بالطریق ثم یؤذن لہ صریحا۔

ترجمہ: شیخ عارف عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ نے اپنی کتاب "مدارج السالکین" میں لکھا ہے: جان لو اے راہ حق کے طالب اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپکو اپنی رضا کے لے وقف فرمائے جو طریقت میں اپنے مشائخ کو نہیں جانتا تو وہ اندھے کی طرح ہے بعض اوقات اپنے آپکو اپنے شیخ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ تو حضور ﷺ کے اس ارشاد پاک کے تحت داخل ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت فرماتا ہے، جو اپنے آپکو باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے حضرت سیدی عمر بن فارض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روحانی اور شرعی نسبت، باپ دادا کی ظاہری نسبت سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔

اس لیے کہ روح، تیری حقیقت کے زیادہ قریب ہے لہٰذا روحانی باپ تجھے جسمانی باپ سے زیادہ قریب ہے تو اپنی نسبت روحانی باپ کی طرف کرنا ظاہری باپ کی نسبت سے بھی زیادہ ضروری ہے اس لیے بزرگان دین نے مرید کی تعلیم کے لیے آداب شیخ اور شجرے اپنی کتابوں اور تحریروں میں درج فرماتے ہیں اور بزرگان دین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس کی نسبت (باطنی نسبت) درست نہ ہو وہ راستے میں گری ہوئی چیز کی طرح ہے جس کا کوئی مالک و مربی نہیں ایسے شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ مرید پکڑنے شروع ہو جائے اس وقت تک کہ جب تک کسی شیخ کامل سے اخذ فیض نہ کرے اور پھر اسے رشد و ہدایت کی تلقین کرنے کی صراحتاً اجازت نہ دے۔

(الحدیقۃ الندیۃ فی الطریقۃ النقشبندیۃ، ص، ۱۰، ۱۱، المکتبۃ الحقیقۃ، استانبول، ترکیا)

بچپن:

آپ بچپن ہی سے صاحب کشف و مشاہدہ تھے۔ آپ خود فرماتے ہیں: میں چھوٹے ہوتے، کون و مکان اور جنت و دوزخ کا مشاہدہ کیا کرتا تھا۔ اور اللہ کی عجیب و غریب مخلوق جو دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ ہوتی، میں دیکھا کرتا تھا

تعلیم و تربیت:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار قاری سرفراز خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی جو صوفی باصفاء اور قرآن مجید کو معروف پڑھنے والے تھے۔

جب آپ قدس سرہ کی عمر ۸ یا ۱۰ سال کی تھی تو آپ کی والدہ ماجدہ انتقال فرما گئیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

تحصیل علم کیلئے سفر:

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

طلب کردن علم شد بر تو فرض		دگر واجب است از پیش قطع ارض

ترجمہ: اے مخاطب! تجھ پر علم حاصل کرنا فرض اور اس کی تحصیل کیلئے زمین کا سفر کرنا واجب ہے۔

اس شعر کے مصداق آپ رحمۃ اللہ علیہ علوم وفنون کو حاصل کرنے کیلئے مختلف علاقوں کا سفر کیا ۔ پاکستان کے علاقہ صوبہ سرحد پختون خواہ میں مختلف علماء کرام سے علم ظاہری حاصل کیا آپ کے اساتذہ میں سے چند ایک کے اسماء حسب ذیل ہیں::

(۱) شیخ القرآن والحدیث محمد اسلام بابا رحمۃ اللہ علیہ

(۲) حضرت سیدنا علامہ مفتی وقت محمد آدم خان رحمۃ اللہ علیہ آمازوگڑھی

(۳) مفتی زماں مولوی محمد اسلم رحمۃ اللہ علیہ

(۴) حضرت علامہ مولانا محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ

(۵) حضرت مفتی محمد ولید رحمۃ اللہ علیہ

(۶) حضرت علامہ مولانا محمد عبدالباسط رحمۃ اللہ علیہ

(۷) فخرِ سادات علامہ مولانا سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم

ان اساتذہ کے علاوہ دیگر ذی علم شخصیات سے صرف ،نحو،تفسیر واصول تفسیر،حدیث اور اصول حدیث ،فقہ واصول فقہ، تجوید وقرأت اور عقائد میں کامل دسترس حاصل کی۔ بالخصوص آپ کو فقہ حنفی اور اصول فقہ،اور عقائد پر مکمل دسترس تھی۔

علامہ محمد عبدالرؤف مناوی،شافعی،قدس سرہ،متوفی ۱۰۳۱ھ، لکھتے ہیں:

''کتب فقہ کا بکثرت مطالعہ کرنا چاہیے' نام نہاد صوفیہ راہ تصوف میں قدم رکھتے ہی یہ کہہ کر فقہ کے مطالعہ سے منع کرنے لگ جاتے ہیں کہ یہ علم تو حجاب ہے۔حالانکہ ان کی یہ بات سراسر مبنی بر جہالت ہے۔''

(طبقات کبری،للمناوی،ج، ۳،ص،۳۹۶)(الجواہر والدرر،ص،۳۷)

علم،تعلیم

علم ظاہری حاصل کرنے کے بعد جب حضور سیدی حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے واپس افغانستان کا سفر کیا،

قطغن تشریف آوری:

پہلی شادی کے ۶ ماہ بعد آپ قطغن تشریف لے گئے اور قندوز کے علاقے لودین مین سکونت اختیار کی جو کہ قندوز میں واقع ہے۔تین سال کا عرصہ وہاں گزارہ۔حکومت افغانستان کی طرف سے دشت ارچی میں آپ کو زمین دی گئی جہاں آپ نے مکان تعمیر کیا اور رہائش اختیار کی۔وہاں کی آبادی بڑھتی گئی اور بڑھتے بڑھتے ایک گاؤں کی صورت اختیار کر گئی۔وہاں آپ نے ایک مسجد تعمیر کی اور امامت وخطابت کے فرائض بخیر وخوبی انجام دینے لگے۔

والد گرامی نے ۱۳۶۹ھ، ۱۹۵۰ء میں آپ کی شادی کر دی۔ چھ ماہ بعد ۱۳۷۰ھ میں آپ نے قطغن کے علاقے کی طرف ہجرت فرمائی اور قندوز کے علاقے لودین میں سکونت اختیار کر لی۔یہاں آپ تین سال تک مقیم رہے۔

اس علاقے کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ یہ دشت ارچی کی زمین کبھی آباد نہیں ہوسکتی۔

حضور سیدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ دشت ارچی کو میسر آیا تو یہ غیر آباد زمین اور غیر شاداب زمین دنوں میں آباد اور شاداب ہونے لگی اور جس دشت ارچی کی زمین میں لوگ آنا پسند نہیں کرتے تھے وہ جوق در جوق رشت ارچی میں آباد ہونے لگے۔ آپ قدس سرہ نے دشت ارچی میں آتے ہی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ایک خوبصورت گھر (یعنی مسجد) کی تعمیر فرمائی اور وہاں بغیر کسی اجرت کے امامت وخطابت شروع فرمادی اور ساتھ ساتھ درس نظامی کے اسباق کا اجراء بھی کردیا جس میں ابتدائی کتب سے لے کر آخر تک آپ قدس سرہ خود درس وتدریس کی تعلیم دیتے تھے اور ساتھ ساتھ دشت ارچی کی زمینوں میں کھیتی باڑی کا سلسلہ بھی جاری رکھا ہے تاکہ ذریعہ معاش کی کوئی پریشانی نہ آئے۔

اس علاقے میں کسی نے شیخ المشائخ مولانا شاہ رسول طالقانی علیہ الرحمۃ کو دعوت تھی تو لوگ ان کی زیارت کے لیے جارہے تھے تو آپ قدس سرہ بھی تشریف لے گئے اور آپ کو ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی علیہ الرحمۃ اپنے دور کے قطب ارشاد اور مرجع عوام وخواص تھے چنانچہ آپ قدس سرہ نے جب قبلہ شاہ صاحب کی مجالس میں ذکر اذکار کی برکات کو دیکھا تو بڑے متاثر ہوئے اور ان کی طرف مائل ہوگئے اور سلوک کی طرف شوق زیادہ ہوگیا قبلہ شاہ صاحب اپنے مریدوں کے پاس تشریف لاتے تو آپ قدس سرہ قبلہ شاہ صاحب کی صحبت میں ضرور حاضر ہوتے اور قبلہ شاہ صاحب بھی آپ پر خصوصی شفقت فرماتے۔ اور معرفت الٰہی کی ترغیب دیتے رہتے۔

کیونکہ ولی کامل کی نگاہ نے دیکھ لیا تھا کہ آپ قدس اللہ سرہ کی پیشانی سے رب کریم کی انوار وتجلیات کے نمایاں آثار نظر آتے تھے۔ ولی کامل جانتے تھے کہ آپ قدس سرہ سے پوری دنیا فیض یاب ہوگی۔

حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگان علیہ الرحمۃ کا کشف، حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کو ارشادِ خط مطلق عطا فرمایا، اس مطلق ارشادِ خط میں بظاہر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا درج ہے لیکن باطنی طور پر اس میں چاروں سلسلے داخل ہیں۔ اس کی حقیقت یہ ہے۔

حضرت علامہ سید محمد ہاشم کشمی، برہانپوری، نقشبندی مجددی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۴۵ھ، لکھتے ہیں:

مراد حضرت ایشان از ان عزیز کثیر الجذبه و الخوارق شیخ کمال قادری مذکور است و از عزیز دیگر که در سلسله چشتیه فرموده اند شیخ عبدالقدوس مذکور رحمهما الله سبحانه و حضرت ایشان واسطهٔ والد بزرگوار از یمن آن انظار حضرت شاه کمال که در طفولیت دیده کرده اند بهرها از نسبت قادریه یافته بودند و بعد از مراجعت از خدمت شریف حضرت خواجه باقی بالله قدس سرهٗ بایشان خرقه و نسبت کامله اجازه از روحانیت حضرت شیخ کمال مذکور نیز رسیده و بیان این قضیه یعنے حصول خرقه و نسبت تمام و اجازت آنکه خدمت شاه سکندر که نبیرهٔ حضرت شیخ کمال بود و نائب مناب ذوالکمال آن بزرگ دین روزیکه حضرت ایشان در حلقهٔ مراقبه بایاران نشسته بودند از کیهتل آمده خرقهٔ متبرکهٔ حضرت شاه کمال را بر دوش حضرت ایشان نهاده چون حضرت ایشان چشم کشاده افتد شاه را دیده اند به تواضع معانقه نموده اند شاه گفت چند مرتبه می شود که در معامله از حضرت جد خود شاه کمال مأمور می شوم که خرقهٔ و مرا به فلان که حضرت شما باشید برسان بآن که مرا مشکل بود خرقهٔ متبرکهٔ ایشان را از خانه برآوردن باز بکسے دادن لیکن چون بتاکید مأمور شدم ناچار امتثال أمر نمودم حضرت ایشان آن خرقه را پوشیده بحرم سرا آوردن رفتند بعد از مدتی که بیرون آمدند به

بعضے محرمان اسرار گفتند که بعد از پوشیدن خرقۂ حضرت شاہ کمال قضیہ عجیب روے دادہ و آن اینست که چون خرقہ را پوشیدم حضرت شیخ الجن و الانس سید عبدالقادر جیلانی رارضی اللہ عنہ دیدم که باخلفاء کبار خود تا حضرت شیخ کمال رحمهم الله حاضر شدند غوث ربانی دل مرادرتصرف خود آوردند بانوارو اسرار نسبتهاے خاصۂ خود منور گردانیدند ومن غرق لجۂ آن انوار و احوال گشتم و درغواصی آن دریادرآمد چون چند ساعت برین معامله رفت هم در غلبات آن احوال ناگاه بردلم خطور نمود که تو مربّاے اکابر نقشبندیه بودے و ملاک أمر تو نسبهتای آن بزرگان بود اکنون این صورت گرفت بمجرداین خطوردیدم که مشائخ سلسلۂ شریفه نقشبندیه و خواجۂ جهان خواجه عبدالخالق تا حضرت شیخ ما خواجه باقی بالله قدس الله اسرار هم دررسیدند بر کار من درمشاجره افتادنداکابر نقشبندیه قدس الله اسرار هم فرمودند که این مربّاے ماست و از تربیت مابذوق و حال و کمال و اکمال رسیده شمارا باوچه دخل ست اکابر قادریه رحمهم الله گفتند در طفولیت مارا بااو نظرے بوده و چاشنے از خوان نعمت ماربوده و اکنون نیز خرقۂ ماپوشیده زبهر آن بت چون شمع و چون گل + گرفته جنگ باپروانه بلبل + درین مباحثه بودند که جماعت از مشائخ کبرویه وچشتیه رحمهم الله وررسیدند و مصالحه نمودند بعد از ان حظ وافر و نصیب کامل از نسبتین شریفین در باطن خود یافتم لاجرم حضرت ایشان بطریق ندرت از سلسلۂ قادریه نیز مریدمی گرفتند و شجرۂ آن مشائخ مے دادندو کلاه و دامنی نیز و اگر طالبے ازان سلسله ذکر طلب مے نمود تعلیمش میکردند وبه نسبت آنها تربیت می نمودند روزی یکے از طالبان صادق از ایشان التماس ذوق و نسبت طریقۂ شریفۂ قادریه نمود ایشان فرمودند که اکثر به صحبت و خدمت حاضر می شده باش آن طالب حاضرمے شد حضرت ایشان خودرابه نسبت آن بزرگان داشته افاضۂ احوال برومی نمودند چون دوسه ۳ روز برین گذشت اجلۂ اصحاب ایشان که ریزه چینان خوان نعمت نقشبندیه بودند در احوال خود بستگی دیدندویکی از ایشان ناچار ازدل تنگی آمده قبض احوال رابعرض رسانید که خودرادرین دوسه ۳ روز نسبت خود بیگانه می یابم تاچه تقصیر از مارفته باشد دیگرے نیز آمده مثل او معروض داشت حضرت ایشان تبسم نمودندو فرمودند هیچ تقصیرے از شما بوقوع نیامده بل سرّ این بستگی آنست که شمار از ما اقتباس انوار نسبت اکابر نقشبندیه رضی الله عنهم مے نمائیدوما درین دوسه ۳ روز خودراجهت افاضت طالبی از طالبان نسبت قادریه بران نسبت میداریم و دریچه القای آن را کشوده ایم ناچار شما که بآن مناسبتی ندارید معطل مانده ایدو متخلل گشته باز چون سیر مابه نسبت اکابر خواجگان رجوع نماید بستگی شما بکشاید و همچنان بود که فرمودند ونیز حضرت ایشان در سلسلۂ شریفۂ چشتیه اجازت ارشاد از پدر بزرگوار خودداشتند و از راه کمال تقوی و التزام متابعت سنت سنیه علے مصدرها الصلوة و التحیة از سرورو تواجدو غیر هما که مرسوم این سلسلۂ علیه است احتراز می فرمودند بالجمله از پدر بزرگوار خود استفاضهای کثیره نموده و پیش ازانکه به خدمت حضرت خواجه باقی بالله قدس سرّهٗ مشرف گردند در خدمت والد ماجد همواره در وطن بکار باطن و درس علوم ظاهری می گذرانیده و باوجود آن که خاطر عاطر ایشان مائل بسفر حجاز بوده رعایت خدمت حضرت والد راازوطن بهیچ جانمی رفته اند هم درین ایام وقتے ایشان راضعف قوی روی داده بوده از مشاهدۂ غلبات ضعف ایشان والدۂ مخدوم زاده های عالی شان رابے آرامی روی نموده است وضوے کرده اندودور کعت نماز حاجت گذارده بگریه روی نیاز بر خاک نهاده بودند دران گریه ایشان راخواب دربوده دران خواب دیده اند که قائلے میگوید خاطر جمع دار که مارا باین مرد کارهای عظیم فراپیش ست

که،هنوز از هزاریکے بظهور نیامده لاجرم حضرت ایشان بزودی ازان بیماری شفایافته اندو بعد از چند گاه ازان قضیه بخدمت حضرت خواجه شتافته وآن علم اتم را باحوال اکمل هم آغوش گردانیده اندو آن جدول احوال سابق را بقلزم کمال وو اکمال رسانیده نادرۂ زمان و قطب دوران و پناه جهانیان گشته اند

ترجمہ: حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) نے والد بزرگوار کے واسطہ کے بغیر حضرت شاہ کمال علیہ الرحمۃ کی برکت نظر سے جو بچپن میں مشاہدہ کیا تھا قادریہ نسبت سے حصہ پایا تھا۔ اور حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی خدمت سے واپسی کے بعد آپ کو خرقہ اور اجازت کی نسبت کاملہ بھی حضرت شیخ کمال علیہ الرحمۃ کی روحانیت سے پہنچی اور اس معاملہ یعنی خرقہ اور نسبت نامہ اور اجازت کے حصول کا بیان یہ ہے کہ حضرت شاہ سکندر المتوفی ۱۰۳۳ھ جو حضرت شیخ کمال علیہ الرحمۃ کے پوتے اور ان بزرگ دین کے باکمال قائم مقام تھے۔ ایک دن جبکہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ دوستوں کے ساتھ مراقبہ کے حلقہ میں بیٹھے تھے۔ شاہ سکندر علیہ الرحمۃ نے کیتھل سے آکر حضرت شاہ کمال علیہ الرحمۃ کا خرقہ مبارک حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے کاندھے پر ڈال دیا جب حضرت (مجدد علیہ الرحمۃ) نے آنکھ کھولی تو شاہ (سکندر) علیہ الرحمۃ کو دیکھا۔ تواضع کے ساتھ معانقہ کیا۔ شاہ (سکندر) علیہ الرحمۃ نے فرمایا چند مرتبہ سے ایسا ہوتا رہا ہے کہ معاملہ میں اپنے دادا حضرت شاہ کمال علیہ الرحمۃ کی جانب سے مجھے حکم ملتا ہے کہ میرا خرقہ فلاں کو یعنی آپ کو پہنچادو۔ باوجودیکہ میرے لیے یہ مشکل تھا کہ ان کے مبارک خرقہ کو گھر سے باہر نکالوں اور پھر کسی کو دے دوں۔ لیکن چونکہ تاکید کے ساتھ مجھ کو حکم دیا گیا مجبوراً میں حکم بجالایا۔ حضرت (مجدد علیہ الرحمۃ) اس خرقہ کو پہن کر حرم سرا میں تشریف لے گئے۔ کچھ وقت کے بعد جب باہر تشریف لائے تو بعض واقفان راز سے فرمایا کہ حضرت شاہ کمال علیہ الرحمۃ کا خرقہ پہننے کے بعد عجیب معاملہ ظاہر ہوا۔ اور وہ یہ ہے کہ جب خرقہ کو میں نے پہنا تو دیکھا کہ شیخ الجن والانس حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنے بڑے بڑے خلفاء کے ساتھ جو حضرت شیخ کمال علیہ الرحمۃ تک گزرے ہیں موجود ہوئے غوث ربانی رضی اللہ عنہ نے میرے دل کو اپنے قبضے میں لیا اور خاص نسبتوں کے اسرار و انوار سے منور کیا اور میں ان انوار و احوال کی موجوں میں غرق ہوگیا۔ اور میں دریا کی غوطہ زنی میں داخل ہوگیا۔ ابھی تھوڑی دیر یہ حالت بھی گزری تھی کہ ان احوال کے غلبہ میں میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ تو تو اکابر نقشبندیہ کا تربیت یافتہ تھا اور تیرے معاملات کی اصل ان بزرگوں کی نسبتیں تھیں اب یہ صورت اختیار کرلی۔

اس خیال کے گزرتے ہی میں نے دیکھا کہ سلسلہ شریفہ نقشبندیہ کے مشائخ (خواجۂ جہاں خواجہ عبدالخالق المتوفی ۵۷۵ھ سے لے کر ہمارے شیخ خواجہ باقی باللہ قدس اللہ اسرارہم تک) پہنچے اور میرے معاملہ میں جھگڑنے لگے۔ اکابر نقشبندیہ (قدس اللہ اسرارہم) نے فرمایا کہ یہ ہمارا تربیب یافتہ ہے اور ہماری ترتیب سے ذوق و حال اور کمال و اکمال تک پہنچا ہے آپ لوگوں کا اس میں کیا دخل ہے؟ اکابر قادریہ (رحمہم اللہ) نے کہا کہ بچپن میں ہماری اس پر نظر تھی اور ہمارے خوان نعمت سے مزہ حاصل کیا ہے اور اب بھی ہمارا خرقہ پہنے ہوئے ہے۔

زبهر آں بتے چوں سمع و چوں گل		گرفته جنگ باپروانه بلبل

ترجمہ: صنم کے واسطے جو شمع و گل ہے۔ جھگڑتے ہیں پتنگے اور بلبل

یہ حضرات ابھی اسی مباحثہ میں تھے کہ مشائخ کبرویہ و چشتیہ (رحمہم اللہ) کی جماعت پہنچی۔ اور ان حضرات نے آکر مصالحت کرلی۔ اس کے بعد دونوں نسبت شریفہ سے اپنے باطن میں کامل حصہ اور وافر بہرہ پایا۔ آخر کار حضرت (مجدد علیہ الرحمۃ) شاذ و نادر سلسلہ قادریہ میں بھی مرید کرتے تھے اور اس کے مشائخ کا

شجرہ اور کلاہ ودامن بھی دیتے تھے اور اگر کوئی طالب اس سلسلہ کے ذکر کا طالب ہوتا تو اس کو تعلیم دیتے تھے اور اس کی نسبت کی ترتیب دیتے تھے ایک دن ایک طالب صادق نے آپ سے طریقہ شریفہ قادریہ کی نسبت اور ذوق کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ اکثر صحبت اور خدمت میں حاضر ہوتے رہو۔ وہ طالب حاضر ہوتا رہا حضرت (مجدد علیہ الرحمۃ) خود کو ان بزرگوں کی نسبت کے ساتھ رکھ کر احوال کا فیضان اس شخص پر ڈالتے رہے۔ جب دو تین دن اس حال میں گزر گئے تو آپ کے جلیل القدر ساتھیوں نے جو نقشبندیہ سلسلہ کے خوان نعمت کے ریزہ چین تھے اپنے احوال میں بستگی دیکھی۔ اور ان میں سے ایک نے تنگی دل سے مجبور ہو کر اپنے احوال کے بستہ ہونے کا حال آپ سے بیان کیا کہ اپنے کو ان دو تین دنوں میں اپنی نسبت سے بیگانہ پا رہا ہوں۔ ہم لوگوں سے کیا کوتاہی ہوئی ہے؟ دوسرے نے بھی آ کر اسی طرح بیان کیا۔ حضرت (مجدد علیہ الرحمۃ) نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ تم سے کوئی کوتاہی نہیں واقع ہوئی ہے۔ بلکہ اس بستگی کا راز یہ ہے کہ تم لوگ ہم سے اکابر نقشبندیہ کے انوار حاصل کرتے ہو۔ اور ہم ان دو تین دنوں میں ایک طالب کو فیض پہنچانے کی خاطر نسبت قادریہ سے نسبت رکھتے تھے اور اس کے القا کا دریچہ کھولے ہوئے تھے مجبوراً تم لوگ چونکہ اس سے مناسبت نہیں رکھتے ہو معطل رہے اور خلل پیدا ہوا پھر جب اکابر خواجگان (نقشبندیہ) کی نسبت کی طرف ہماری سیر دوبارہ ہونے لگی۔ تمہاری بستگی کھل جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ فرمایا تھا۔

نیز حضرت (مجدد علیہ الرحمۃ) کو سلسلہ شریفہ چشتیہ میں بھی اپنے والد بزرگوار سے ارشاد کی اجازت تھی اور کمال تقویٰ اور اتباع سنت نبی ﷺ کی وجہ سے سرور اور وجد وغیرہ سے پرہیز فرماتے تھے جو اس سلسلہ عالیہ میں رائج ہے۔

مختصر یہ کہ اپنے والد بزرگوار سے بہت زیادہ فیض حاصل کیا۔ اور قبل اس کے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی خدمت سے مشرف ہوں والد ماجد کی خدمت میں برابر وطن میں اپنے باطن کے کام میں اور علوم ظاہری کے درس میں گزارے تھے اور باوجودیکہ آپ کا معطر قلب سفر حجاز کی طرف مائل تھا والد کی خدمت کے پیش نظر وطن سے کہیں نہیں جاتے تھے۔

اسی زمانہ میں ایک بار آپ کو بہت زیادہ ضعف پیدا ہو گیا۔ آپ پر کمزوری کا غلبہ دیکھ کر مخدوم زادوں کی والدہ (یعنی آپ کی اہلیہ صاحبہ) کو بے چینی پیدا ہوئی۔ انہوں نے وضو کر کے دو رکعت نماز حاجت ادا کر کے روتے ہوئے عاجزی کا چہرہ خاک پر رکھ دیا۔ اسی گریہ کی حالت میں ان کو نیند آ گئی اور اس میں خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ مطمئن رہو۔

ہم کو اس مرد سے بڑے کام لینے ہیں کہ ہزاروں میں سے ایک سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آخر کار حضرت (مجدد علیہ الرحمۃ) نے اس بیماری سے جلد ہی شفا پائی۔ (دیکھیں حضرات القدس 3 حضرت سوم۔ درجہ ۱۸۔) اس واقعہ کے کچھ ہی دنوں بعد آپ حضرت خواجہ (باقی باللہ) علیہ الرحمۃ کی خدمت میں روانہ ہوئے اور اس علم اتم کو احوال اکمل کا ہم آغوش بنا دیا۔ اور احوال سابق کی اس نہر کو کمال اکمال کے سمندر تک پہنچا دیا اور آپ نادرہ روزگار، قطب دوران اور پناہ جہانیاں ہو گئے۔

(برکات احمدیہ، نام دگر زبدۃ المقامات، ص، ۱۳۴ تا ۱۳۷، ناشر المکتبۃ الشیق، استانبول، ترکیہ)

ازدواجی زندگی:

حضرت اخندزادہ مبارک علیہ الرحمۃ نے کل سات شادیاں کی۔ تاوقتِ وصال آپ کے عقد میں چار بیویاں تھیں۔

اولادِ امجاد:

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی طرح اولاد میں بھی آپ کو حظ وافر عطا فرمایا ہے۔آپ کی اولاد میں ۱۳ بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں بیٹوں کے اسماء درجِ ذیل ہیں

(۱) حضرت علّامہ مولانا مخدوم زادہ محمد سعید حیدری سیفی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیفیہ

(۲) حضرت علامہ مولانا مخدوم زادہ محمد حمید جان سیفی

(۳) حضرت علامہ مولانا مخدوم زادہ عبدالباقی سیفی

(۴) حضرت الحافظ علامہ مخدوم زادہ قاری محمد حبیب جان سیفی

(۵) حضرت علامہ مولانا مخدوم ز ۔محمد احمد سعید المعروف یار جان سیفی

(۶) حضرت الحافظ مولانا مخدوم زادہ احمد حسین سیفی

(۷) حضرت مولانا مخدوم زادہ احمد حسن سیفی

(۸) حضرت مولانا مخدوم زادہ محمد محسن سیفی (یہ تینوں ایک ہی بیوی سے ہیں جو سیدہ ہیں)

(۹) حضرت مولانا محمد سیف اللہ سیفی

(۱۰) حضرت مولانا مخدوم زادہ محمد صفی اللہ سیفی

(۱۱) حضرت مولانا مخدوم زادہ محمد نجیب اللہ سیفی

(۱۲) حضرت مولانا مخدوم زادہ محمد حبیب اللہ سیفی

(۱۳) حضرت مولانا مخدوم زادہ حسین اللہ سیفی۔

اولادِ مبارک:

آپ علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن انشاء اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ اپنے فرمان کے مطابق کثرتِ اولاد پر فخر کریں گے۔آپ علیہ الرحمۃ کی اولاد میں ۱۳ صاحبزادے، اور ۷ صاحبزادیاں اور ۱۰۰ سے زیادہ پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں، اور ایسے ہی کم وبیش پڑپوتوں اور پڑنواسوں کی تعداد ہے۔

شعر

غازی بہ دست پور خود شمشیر چوبین می دھد		تا او بآن اُستا شود' شمشیر گیرد در غزا
عشقی کہ باانسان بود شمشیر چوبین آن بود		چون عشق با رحمان فتد شمشیر گردد ز ابتلا

ترجمہ: غازی اپنے بیٹے کے ہاتھ میں پہلے لکڑی کی تلوار تھماتا ہے تاکہ وہ اس کے ساتھ ماہر' استاد ہو جائے اور جنگ میں تلوار پکڑ سکے۔

کسی انسان کے ساتھ عشق' لکڑی کی وہی تلوار ہے۔جب رحمان کے ساتھ عشق ہوتا ہے تو انسان مشکلات سے نہیں گھبراتا۔

(خواجہ احرار، ص، ۲۰۱)

صاحبزادہ مولانا احمد سعید عرف یار جان فرماتے ہیں:

حضور سیّدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ ہم پر کڑی نظر رکھتے اور ہمیں کہیں جانے نہیں دیتے تھے، حضور سیدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ فرماتے تھے میں جانتا ہوں باہر جانے سے کیا ہوگا۔ بڑے بڑے پیروں کے صاحب زادے زیادہ گھومنے کی وجہ سے خراب ہو جاتے ہیں۔ لہذا میں نہیں چاہتا میرے گھر میں سے یا رشتہ داروں پر کوئی انگلی اٹھائے۔ حضور سیدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کی سیرت کا یہ مشفقانہ پہلو دیکھئے کہ حضور سیّدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کے بارے میں ہر بندہ یہی سمجھتا تھا کہ حضور سیدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ اس سے زیادہ پیار کرتے ہیں باڑا شریف آنے والے کا فرداً فرداً خیال رکھتے۔ ان کے کھانے پینے اور سونے کے بارے میں دریافت کرتے۔ ہم سے بھی پوچھتے لیکن پھر اس کی تصدیق ہر سالک سے کرتے کیا انہیں یا کسی اور مسئلہ میں دشواری تو پیش نہیں آئی۔ حضور سیّدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ نے کھانے اور لنگر کے اوقات مقرر کر رکھے تھے ان اوقات میں ہر کوئی کھانا تناول کرتا تھا۔ فجر و اشراق کے بعد ناشتہ، بارہ سے ایک بجے تک دوپہر کا کھانا نمازِ مغرب کے فوراً بعد رات کا کھانا کھایا جاتا تھا۔

مفسر جلیل، مفکر اسلام، بیہقی وقت، حضرت علامہ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی مظہری، حنفی، علیہ الرحمۃ متوفی، ۱۸۱۰ھ، لکھتے ہیں:

مسئله صاحب مسند ارشاد را باید که خود را با وقار دارد و در روازه بازی و اختلاط نکشاید چه اگر شوکتِ او از نظر مرید کم شود دروازه، فیض آنها مسدود گردد در حقِ رسول خدا صلی الله علیه وسلم مروی ست که من یراه عن بعید هابه و من یراه عن قرب احبه یعنی هر که آنحضرت را می دید از دور بروے هیبت و رعب آنحضرت می افتاد و بعد ازان محبت در دل او قرار می گرفت۔

ترجمہ: مسئلہ: صاحب مسند وارشاد (یعنی پیر طریقت) کو چاہئے کہ باوقار رہے اور نہ گھر گھر گھومے اور نہ (خواہ مخواہ کے) میل جول بڑھائے کیونکہ اگر اس کی عظمت مرید کی نگاہ میں کم ہوگی تو مریدوں پر فیض کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ روایت آتی ہے کہ:

من یراہ عن بعیدٍ بابہٗ و من یراہ عن قریبٍ احبہ یعنی جو حضور سیّد المرسلین ﷺ کو دور سے دیکھتا اس پر آپ ﷺ کی ہیبت طاری ہوتی اور جو جو قریب سے دیکھتا اس کے دل میں آپ ﷺ کی محبت جم جاتی تھی۔

(ارشاد الطالبین، مقام، سوم، در بیان کاملان و مرشدان، ص، ۳۸، حکیم عبد المجید احمد سیفی، لاہور)

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری، علیہ الرحمۃ متوفی، ۳۱۰، ھ، لکھتے ہیں:

فان یغلب شقاؤکم علیکم		فانی فی صلاحکم سعیت

ترجمہ: اگر تمہاری بدنصیبی تم پر سوار ہو جائے تو میں کیا کروں۔ میں نے تو تمہاری فلاح کیلئے اپنی پوری کوشش ختم کر دی۔

(تاریخ الطبری المعروف بتاریخ الامم والملوک، ج، ۶، ص، ۲۴۸، شرکۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت)

صاحبزادہ مولانا احمد سعید عرف یار جان فرماتے ہیں:

آپ علیہ الرحمۃ نے ہم پر اتنی مہربانی فرما دی ہے کہ آپ علیہ الرحمۃ نے اپنے کتب خانے کی ہزاروں کتب میں ہر صفحہ پر نشان لگا کر نوٹ لکھ دیئے ہیں جس

سے ہمیں راہنمائی حاصل ہوجاتی ہے۔آپ علیہ الرحمۃ کا کتب خانہ بہت بڑا ہے۔

تفسیر قرآن واحادیثِ مبارکہ پر حاشیہ:

ہماری معلومات کے مطابق ۴۰ سے زائد تفاسیر پر آپکے تشریحی وتوضیحی حواشی موجود ہیں جو کسی بھی راہِ تحقیق کے راہی کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوسکتے ہیں

علمِ حدیث میں گوہر افشانیاں:

اشرف واعلیٰ علوم میں سے ایک ''علم الحدیث الشریف'' بھی ہے۔چونکہ اس علم کا تعلق ''سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ'' کے فرامین وافعال کے ساتھ ہے۔ اسلئے اس کی قدر و قیمت تمام علوم سے بڑھ کر ہے۔

۱۰۰ سے زائد کتب احادیث پر ''حضرت اخندزادہ مبارک علیہ الرحمۃ'' کی تعلیقات وحواشی تحریر ہیں جن کے مطالعہ سے آپ کی جودت ذہنی اور نقطہ آفرینی کا ثبوت ملتا ہے اور جو اس بات پر شاہد وعادل ہیں کہ حضرت اپنے دور کے عظیم محدث وشارح وحدیث تھے۔(مخدوم زادہ ہم مانتے ہیں مگر اس کو منظرِ عام پر لاؤ)

فقہ واصولِ فقہ:

تقریباً تیسری صدی ہجری میں باقائدہ فقہ کی تدوین کی گئی جسکا سہرا امام الائمہ حضرت سیدنا وامامنا ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کے سر پر ہے۔ دیگر ائمہ نے بھی اس علم میں خدمات سرانجام دی ہیں مگر فقہ واصول میں وہ تمام حضرات امام صاحب کے ہی خوشہ چین ہیں۔حضرت آخندزادہ مبارک علیہ الرحمۃ کے ۲۰۰ سے زائد مکتوبات آپ کی فقہی بصارت پر دال ہیں۔ان میں سے چند ایک مکاتیب کا اردو ترجمہ بھی شائع ہوا ہے۔

علم صرف ونحو پر نظر اور شریعت وطریقت:

''**لو لا السنتان لهک النعمان**''یعنی اگر دو سال (جو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی صحبت میں گزارے) نہ ہوتے تو نعمان (امام ابوحنیفہ) ہلاک ہوجاتا۔یہ جملہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

اس میں ''**السنتان**''عربی لغت کے اعتبار سے ''**السنه**'' کا تثنیہ ہے جسکا معنیٰ ہے''دو سال''۔(اسکا مفہوم اوپر ترجمہ سے واضح ہورہا ہے۔)

حضرت آخندزادہ مبارک اسکا ایک اور معنیٰ بیان فرماتے ہیں کہ ''**السنتان**'' میں سین پر رفع (پیش) اور نون مشدد ہے (**السنتان**)۔اب اسکا معنیٰ یہ بنتا ہے کہ::''اگر دو سنتیں نہ ہوتیں تو نعمان ہلاک ہوجاتا''ایک سنت سے مراد''شریعت''اور دوسری سنت سے مراد''طریقت''ہے۔اس سے آپ مبارک کی ذہانت وفطانت کا اندازہ لگانا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

فائدہ مجلس شوریٰ: بعد والے حضرات کو یہ توفیق بھی نہیں کہ حضور سیدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کی تمام کاوش کو منظرِ عام پر لائیں۔(صد افسوس)

ایک خلیفہ اعظم فرماتے ہیں:

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ سیفیت کے پھیلنے سے کچھ اختراعات بھی پیدا ہورہی ہیں اگر کسی جگہ ایسا ہوتا ہے تو یہاں صاحبزادگان موجود ہیں ہم بھی ہیں جب بھی دیکھتے ہیں چاہے کوئی بہت بڑا خلیفہ ہی کیوں نہ ہو اگر وہ اصول وقواعد کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو سمجھاتے ہیں۔

الجواب:

اختلاف سسٹم ٹوڈے رسالہ میں ہے، مولوی صاحب کراچی کا اختلاف ختم کراؤ، پھر پختوں خواں پشاور میں، اگر پتہ نہیں ہوتو مجلس شوریٰ سے رابطہ کرو۔

حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کی شفقت اپنے پیرزادوں کے ساتھ۔

صالحین کی اولاد نیکی کی مستحق ہوتی ہے اس وجہ سے بائیس سال تک ظاہری و باطنی احسانات کرتے رہے۔ جب محمد ابن مولانا محمد ہاشم سمنگان علیہ الرحمۃ اوراس کے دوسرے بھائی احمد ابن مولانا محمد ہاشم سمنگان علیہ الرحمۃ ہجرت کرنے کے بعد میرے پاس (حضور سیدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ) بیعت کی غرض سے آگئے چونکہ ان کے والد محترم ومکرم علیہ الرحمۃ اس کی ولادت کے اڑھائی سال کی عمر میں دنیا سے رحلت کر چکے تھے۔ جب حضرت محمد ہاشم سمنگان علیہ الرحمۃ اپنے آخری وقت میں علاج کے لیے نوشہرہ (پاکستان صوبہ سرحد) آرہے تھے تو احمد نامی کو میں نے اٹھایا ہوا تھا اور محمد نامی اپنی والدہ کی گود میں تھا پھر اس کے بعد مرزا صاحب نے اسے لے لیا اور پھر تھوڑے عرصے کے بعد مولانا حضرت محمد ہاشم سمنگان علیہ الرحمۃ رحلت فرما گئے تو ان دونوں نے نہ تو اپنے والد بزرگوار علیہ الرحمۃ کی زندگی اور معاملات کو دیکھا تھا اور نہ ہی میری (حضور سیدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ) زندگی کے حالات اور میرے (حضور سیدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ) اور مولانا حضرت محمد ہاشم سمنگان علیہ الرحمۃ کے درمیان تعلقات دیکھے تھے۔ الغرض ہجرت کے بعد یہ دونوں میرے پاس آئے اور مجھ سے مرید ہو گئے۔ احمد نامی تقریباً بارہ سال کا تھا اور محمد نامی اس وقت دس سال کا تھا اور دار العلوم سیفیہ سے تعلیم حاصل کی، کئی سال تک میرے پاس رہے اور لطائف کے بعد نفی اثبات تک پہنچ گئے اور مختلف کیفیات بھی ان کو حاصل ہوئیں۔ میں (حضور سیدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ) نے ان کے لیے گھر بنایا۔ اس کے ساتھ ساتھ رہائش، لباس اور کھانا، بلکہ تمام سہولیات کو ان حضرات کے لیے مولانا حضرت محمد ہاشم سمنگان علیہ الرحمۃ کی نظر کرم کی خاطر مہیا کر دیا۔

۱۸۳۔ یاعلی علیک بالتخلل فانه لیس شیٔ ابغض الی الملائکة ان تری فی اسنان العبد طعاما۔

ترجمہ: اے علی دانتوں میں خلال کرنے کو لازم کر کیونکہ فرشتوں کو اس سے بڑھ کر کوئی شے ناپسند نہیں کہ انسان کے دانتوں میں طعام کو دیکھیں۔

(تحقیق الحق فی کلمۃ الحق، ص، ۲۰۸)

حضور سیدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کھانا کھانے کے بعد دانتوں میں خلال کرتے تھے۔

باتھ روم جاتے وقت سر ڈھانپنا: حضور نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو جوتا پہن لیتے اور سر کو ڈھانپ لیتے۔

(شمائل رسول ﷺ، ص، ۱۹۴)

علامہ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر، شافعی، متوفی، ۷۷۴ھ، لکھتے:

وَرَوَاهُ يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ أَيْضًا عَنْ محمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ المخَرِّمِيِّ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ الحمْيَرِيِّ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ حمزَةَ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَامِعٍ، عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم يخضِبُ بِالحنَّاءِ وَالكَتَمِ، وَكَانَ شَعْرُهُ يَبْلُغُ كَتِفَيْهِ أَوْ مَنْكِبَيْهِ.

ترجمہ: یعقوب بن سفیان بھی (محمد بن عبداللہ المحزی، ابو سفیان حمیری، ضحاک بن حمزہ بن غیلان بن جامع) ایاد بن لقیط بن ابی رمثہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مہندی اور وسمہ لگایا کرتے تھے اور آپ ﷺ کے بال مبارک کندھوں تک تھے۔

(البدایۃ والنہایۃ، ج،۶،ص، ۲۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۹۴۲ھ لکھتے ہیں:

وقال أبو هريرة رضي الله عنه كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أنزل عليه الوحي صدع وغلف رأسه بالحناء رواه أبو نعيم۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ پر وحی کا نزول ہوتا تو آپ ﷺ کے سرِ اقدس میں درد شروع ہو جاتا آپ ﷺ سرِ اقدس پر مہندی لگا لیتے۔ (ابو نعیم)

(سبل الہدی والرشاد فی سیرت خیر العباد، ج، ۲، ص، ۲۵۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اچھے کپڑے پہننا:

حدَّثنا إبراهيمُ بنُ خالدٍ أبو ثَور الكلبيُّ، حدَّثنا عمر بنُ يونسَ بنِ القاسم اليماميُّ، حدَّثنا عِكرمَةُ بنُ عمارٍ، حدَّثنا أبو زُمَيْلٍ حدَّثني عبدُ الله بنُ عباس، قال: لما خرجَتِ الحرورية أتيتُ علياً، فقلتُ: آتي هؤلاءِ القومَ، فَلَبِستُ أحسَنَ ما يكونَ مِن حُلَلِ اليَمَنِ - قال أبو زُميل: وكان ابنُ عباسٍ رجلاً جميلاً جهِيراً -، قال ابن عباس: فأتيتُهم، فقالوا: مرحباً بك يا أبا عباسٍ، ما هذه الحلَّةُ؟ قال: ما تعيبون عليَّ؟ لقد رأيتُ على رسولِ الله - صلَّى الله عليه وسلم - أحسَنَ ما يكونُ مِن الحلَلِ۔

ترجمہ: ابو زمیل سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب حروریہ نے خروج کیا تو میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ۔ پس میں نے یمن کے جوڑوں میں سے بہترین جوڑا پہن لیا ابو زمیل کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما خوبصورت اور وجیہہ آدمی تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں ان کے پاس گیا انھوں نے کہا اے ابن عباس! خوش آمدید یہ جوڑا کیسا ہے؟ فرمایا کہ تم مجھ پر اعتراض کرتے ہو حالانکہ میں نے حضرت سرور کونین ﷺ کو اس سے بہترین جوڑے پہنے دیکھا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب، اللباس، باب لباس الغلیظ، رقم: ۴۰۳۷، ص، ۵۷۷، المکتبۃ العصریۃ، بیروت)

بزرگوں کی طرف سے قربانی کرنا:

ہر سال عید قربان پر بھی سرکار اخندزادہ مبارک علیہ الرحمۃ اپنے مشائخ کبار کو فراموش نہیں فرماتے۔ ہر سال کچھ ردوبدل کے ساتھ تو اپنے مشائخ کے نام کی قربانیاں دیتے ہیں۔ گزشتہ چند سالوں سے میں باقاعدہ یہ احباب سے سنتا آرہا ہوں کہ مبارک صاحب ہر سال حضور ﷺ خلفائے راشدین اہل بیت اطہار امہات المؤمنین کی طرف سے قربانیاں فرماتے ہیں اور مشائخ کی طرف سے اپنے پیران کبار کے علاوہ محبوب سبحانی الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی علیہ الرحمۃ کی طرف سے گزشتہ چند سالوں سے باقاعدہ قربانی فرمارہے ہیں۔ اسی طرح خواجہ خواجگان، خواجہ معین الدین چشتی اجمیری شیخ شہاب الدین

سہروردی شاہ نقشبند اور امام ربانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی طرف سے بھی قربانی فرمارہے ہیں یعنی سب ۱۹۹۹ء سے لے کر اب ۲۰۰۲ء تک آپ کی طرف سے سترہ اٹھارہ جانور ذبح کیے جاتے ہیں۔

حدَّثنا مخلد بنُ خالدٍ، حدَّثنا عبدُ الرزّاق، أخبرنا معمرٌ، عن ثابتٍ عن أنسٍ، قال: كان شَعْرُ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم - إلى شحمةِ أُذنَيه

ترجمہ: معمر نے ثابت سے روایت کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت سرور دو عالم ﷺ کے گیسوئے مبارک کانوں کی لو تک تھے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب، الترجل، باب ماجاء فی الشعر، رقم: ۴۱۸۵، ص، ۷۸۰، المکتبۃ العصریۃ، بیروت)

حدَّثنا مُسَدَّدٌ، حدَّثنا إسماعيلُ، أخبرنا حميدٌ عن أنس بن مالك، قال: كان شعرُ رسولِ الله - صلىَ الله عليه وسلم - إلى أنصافِ أُذُنيهِ

ترجمہ: حمید سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت سلطان مدینہ ﷺ کے گیسوئے مبارک نصف کانوں تک ہوتے تھے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب، الترجل، باب ماجاء فی الشعر، رقم: ۴۱۸۶، ص، ۷۸۰، المکتبۃ العصریۃ، بیروت)

حدَّثنا ابنُ نُفيلٍ، حدَّثنا عبدُ الرحمن بنُ أبي الزِّنادِ، عن هشام بنِ عُروة، عن أبيه عن عائشةَ، قالت: كان شَعْرُ رسولِ الله صلَّى الله عليه وسلم فوقَ الوفْرَةِ، ودونَ الجمَّةِ

ترجمہ: ہشام بن عروہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت تاجدارِ رسالت ﷺ کے گیسوئے عنبریں گوش مبارک سے نیچے اور دوش مبارک سے اونچے ہوا کرتے تھے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب، الترجل، باب ماجاء فی الشعر، رقم: ۴۱۸۷، ص، ۷۸۰، المکتبۃ العصریۃ، بیروت)

داڑھی اور بالوں کو سنوارنا:

آپ کے معمولات میں یہ بات بھی شامل تھی کہ بالوں کو مسنون طریقے سے رکھتے اور مریدوں کو بھی اس کا حکم فرماتے کہ بال سنوارنا حضور ﷺ کی سنت ہے، اس لئے ان کی حفاظت کرو، انہیں تیل لگایا کرو، اگر بال بالکل سفید ہوں تو انہیں مہندی لگاؤ۔ اور دھو کر صاف ستھرا رکھا کرو۔

جن بچوں کی داڑھی نہیں آئی ہوتی تھی انہیں بال صاف کروانے (ٹنڈ کروانے) کا حکم صادر فرماتے تھے تاکہ وہ فتنے کا سبب نہ بن جائیں۔ کیونکہ جن بچوں کی داڑھی نہیں نکلی ہوتی انہیں "امرد" کہا جاتا ہے اور علماء کرام فرماتے ہیں:

عورت کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں اور امرد کے ساتھ ستر شیطان ہوتے ہیں۔

تو جب عورتوں سے بچنے کا اس قدر سخت حکم ہے کہ جن کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں تو امرد کا کتنا سخت حکم ہوگا۔

حدَّثنا عبدُ اللهِ بنُ مسلمة القَعنبيُّ، حدَّثنا عبدُ العزيزِ - يعني ابنَ محمد - عن زيدٍ - يعني ابنَ أسلم - أن ابنَ عمر كان يَصْبُغُ لحيتَه بالصُّفرة، حتى تمتلئ ثيابُه مِن الصُّفرة، فقيلَ له: لم تَصْبُغُ بالصُّفرة؟ فقال: إني رأيتُ رسولَ اللهِ صلىَ الله عليه وسلم - يصبُغُ بها، ولم

يكن شيءٌ أحبَّ إليه منها، وقد كان يصبغُ بها ثيابَه كلَّها حتى عمامتَه

ترجمہ: زید بن اسلم کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی مبارک کو صفرہ سے زرد رنگا کرتے یہاں تک کہ صفرہ سے اُن کے کپڑوں کو بھی زردی لگ جاتی اُن سے کہا گیا کہ آپ صفرہ سے کیوں رنگتے ہیں؟ فرمایا کہ میں نے حضرت سیّدی آقا ﷺ کو اس کے ساتھ رنگتے ہوئے دیکھا اور آپ کو اس سے زیادہ اور کوئی رنگ پسند نہ تھا اور اس سے آپ کے کپڑے بھی بھر جاتے تھے یہاں تک کہ عمامہ مبارک بھی۔

(سنن ابی داؤد، کتاب، اللباس، باب فی المصبوغ بالصفرۃ، رقم: ۴۰۶۴، ص، ۷۶۱، المکتبۃ العصریۃ، بیروت)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدُ، يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارا بہترین سرمہ ''اثمد'' ہے جو آنکھوں کی بینائی کو تیز کرتا ہے اور پلکوں کے بال اگاتا ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، رقم: ۲۰۴۷، ج، ۱، ص، ۶۱۵، ۶۱۶، عالم الکتب، بیروت)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ لم يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ: »اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت تاجدار مدینہ ﷺ نماز کے بعد صرف اس دعا کی مقدار نشست رکھتے ''اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذاالجلال والاکرام''

(سنن ابن ماجہ، کتاب، اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب مایقال بعد التسلیم، رقم الحدیث: ۹۲۴، ص، ۱۵۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

عن سِماكُ بنِ حربٍ عن جابر بنِ سمرَةَ، قال: كانَ النبيَّ - صلى الله عليه وسلم - وإذا صلىَ الفجرَ تربَع في مجلسِه، حتى تطلُعَ الشمسُ حسنَاء۔

ترجمہ: سماک بن حرب سے روایت ہے کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت تاجدارِ مدینہ ﷺ جب نماز فجر پڑھ لیتے تو اُسی جگہ پر چار زانو بیٹھے رہتے یہاں تک کہ سورج اچھی طرح طلوع ہو جاتا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب، الادب، باب فی الرجل یجلس متربعاً، رقم: ۴۸۵۰، ص، ۸۹۵، المکتبۃ العصریۃ، بیروت)

شعر

یاالله من دوست را دارم اغیار نمیخواهم		بغیر تو دل بُردی دلدار نمیخواهم
ای دی تو مراباء بغیر توچون گویم		تو رانی ومن رانم اظهار نمیخواهم
ابر گربان باغ را خندان کند		حجت مردان رز مردان کند
حجت باعث رسوائی عالم میگر درم		اگر جبریل برام عشق افته خارمیگر دو

گر تو خواص جذب ای حق برست		دامن مرد خدا اوربرست
سالکی جذبه خود آگاه نیست		واقف ابن منزل این راه نیست

ترجمہ: اے اللہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں اخیار کو نہیں چاہتا، تیرے بغیر کوئی دل لے جائے ایسا دلدار نہیں چاہتا۔

تو اپنی نعمتیں نہ دکھا جب میں تیرے بغیر کوئی بات کہوں، تو جانتا ہے اور میں جانتا ہوں اظہار نہیں چاہتا۔

آنسوؤں کا بادل باغ کو تر و تازہ کرتا ہے مردوں کی محبت مردوں کو مضبوط و پختہ کرتی ہے۔

حجت بازی دنیا کی رسوائی کا باعث ہوتی ہے، اگر جبرئیل عشق میں مبتلا ہو جائے تو کانٹا ہو جائے۔

اگر تو اے حق پرست جذبہ چاہتا ہے تو مردِ خدا کا دامن مضبوطی سے تھام لے۔

سالک بغیر جذبہ کے اپنے آپ سے آگاہ نہیں ہے، اس راستہ کا مسافر منزل سے واقف نہیں ہے۔

شاہ خراسان حضرت اخندزادہ مبارک علیہ الرحمۃ کے دست مبارک کی ایک نادر تحریر..... جو اُن کے ذوقِ سخن کی بھی آئینہ دار ہے۔

آپ علیہ الرحمۃ جمعہ کے دن بڑا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ ہاتھوں کے ناخن سنت طریقے کے مطابق کاٹتے، داڑھی کو ایک مٹھی یا قبضے کے برابر کر کے زائد بالوں کو کاٹ دیتے۔ غسل فرماتے، سفید کپڑے پہنتے، دونوں آنکھوں میں تین تین سلائی سرمہ لگاتے، عطر کو اپنے لباس، چہرے، داڑھی اور ہاتھوں پر لگا کے نمازِ جمعہ کیلئے باہر تشریف لے آتے۔ آپ کو جمعہ کا اہتمام اسی لئے پسند تھا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ بھی اس دن کا بہت اکرام فرماتے تھے۔

عمامہ شریف کا اہتمام:

آپ علیہ الرحمۃ سنت کے مطابق "عمامہ شریف" بھی سجاتے تھے اور عمامہ ہمیشہ کھڑے ہو کر، اور بقبلہ رو ہو کر باندھتے۔ پہلے "بسم اللہ" شریف پڑھتے اور ہر پیچ باندھنے کے ساتھ یہ دعا پڑھتے۔

اللھم انی اعوذبک من الحور بعد الکور ونعوذبک من الجور بعد الکور۔

آپ کا عمامہ سنت کے مطابق سات یا نو گز ہوا کرتا تھا۔

جب کبھی عمامہ شریف کو کھولنا ہوتا، تو ایک ایک پیچ الگ الگ کر کے کھولا کرتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی جلدی میں یکدم عمامے کو ٹوپی سے نہیں اتارا۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ عمامے کے ادب کے خلاف ہے۔ اور پھر اسپر "مجمع الانہر" کی یہ عبارت دلیل کے طور پر پیش فرماتے تھے "**لایلقیھا علی الارض دفعتہ واحدتہ**" یعنی عمامے کو یک بارگی زمین پر نہ ڈالا جائے۔

حضور ﷺ کی سنت کے مطابق عصا کا استعمال:

آپ علیہ الرحمۃ لکڑی سے بنا عصا استعمال فرماتے تھے۔ اور آپ کے جو متعلقین و متوسلین چالیس سال کی عمر کو پہنچ جاتے تو اسے عصا استعمال کرنے کی ترغیب فرماتے۔ آپ جب کوئی خلافِ شرع کام دیکھتے تو جلال میں آجاتے، اور اس معاملے میں کسی امیر، غریب، اپنے یا پرائے، چھوٹے یا بڑے کی پرواہ

نہیں فرمایا کرتے تھے۔اور سب کو شرعی نقطہ نظر سے دیکھتے تھے اور جہاں سزا کی ضرورت ہوتی تو شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے سزا بھی دے دیا کرتے تھے۔آپ اکثر یہ تلقین فرمایا کرتے تھے کہ شریعت کی تعمیل کو دیکھو،لوگوں کو مت دیکھو۔

اور یہ بات غیر متعصبین پیر مخفی نہیں کہ فقیر ہر وقت احیاء میں مشغول رہتا ثابت ہوتی ہے کہ فقیر محی السنہ ہے میرے تمام مریدین عمامہ کی پابندی کرنے وا لے ہیں روٹی کی ابتداء اور اختتام نمک سے ہوتی ہے جو کہ سنت ہے اور ستر امراض کی علاج ہے اسی طرح میں اپنے مریدین کو تلقین کرتا ہوں کہ تہجد، نماز اشراق اور نماز اوّابین، تحیۃ الوضوء ،تحیۃ المسجد، صلوۃ الضحی ادا کرتے رہو اور مسواک اور سرمہ اور قیلولہ مسنون کی تائید کرتا ہوں اور یہ تلقین بھی دیتا ہوں کہ فجر کی نماز کے بعد سورہ یٰسین ظہر کی نماز کے بعد سورہ نوح یا سورۃ فتح کا آخری رکوع، نماز عصر کے بعد سورہ عم، نماز مغرب کے بعد سورہ یٰسین اور واقعہ اور نماز عشاء کے بعد سورۃ ملک اور سورۃ الم سجدہ کی تلاوت کرتے رہو جو کہ سنت تلاوت ہے ہر نماز کے بعد آیۃ کرسی ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد اللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھنے کی تلقین دیتا ہوں اور اس کے علا جو اذکار مسنونہ بعد الصلوۃ ہیں اس کی تلقین بھی دیتا ہوں نماز وتر کے بعد دو دفعہ اور تیسرے دفعہ جہرا سبحان الملک القدس پڑھنا سنت ہے اس کی تلقین بھی دیتا ہوں شلوار بیٹھ کر پہننا اور عمامہ اٹھ کر پہننا سنت ہے اس کی تائید بھی کرتا ہوں داڑھی میں بیٹھ کر کنگھی کرنا سنت ہے اور مسنون طریقہ پر با ل بنانا اسی طرح صبح صادق طلوع ہوتے ہیں سنت فجر ادا کرنا سنت ہے اور جس جگہ میں رات کی نیند کی گئی ہو وہاں سنت ادا کرنا سنت سے پہلی رکعت میں سورۃ کٰفرون، اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھنا سنت ہے۔اگر تہجد ادا کی ہو تو سنت فجر کے بعد تکیہ کرنا سنت ہے عند الحنفیہ علیہ الرحمۃ والشافعیہ علیہ الرحمۃ اور اگر تہجد نہیں ادا کیا ہو تو تب بھی سنت ہے عند الشافعیہ علیہ الرحمۃ فقط اور حنفیہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک پھر مستحب ہے اور سنّت فجر کے بعد فرض ادا کرنے تک نامناسب باتوں سے احتراز کرنا بھی سنّت ہے۔اسی طرح نماز وتر کی پہلے رکعت میں **سبح اسم ربک الاعلی الآیہ**، پڑھنا اور دوسرے رکعت میں سورہ کٰفرون الخ اور تیسرے رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا سنّت ہے اسکی تلقین بھی دیتا ہوں چونکہ سنّت نبوی ﷺ شمار سے باہر ہے اور تمام کا ذکر کرنا حد درجہ مشکل ہے لیکن تمام سنّت نبوی ﷺ پر خواہ عبادات سے متعلق ہوں یا معاملات سے متعلق ہوں خود بھی عمل پیرا ہوں اور مریدین کو بھی تلقین کرتا ہوں اور دیگر مسلمانوں کو بھی تلقین دیتا ہوں جو مرید متبع سنّت نہیں بنتا تو اسکی مریدی سے بیزار ہو جاتا ہوں۔الغرض سنّت نبوی ﷺ جو کہ **لا تعدّ و لا تحصی** ہیں کی تلقین کرنا حتی المقدور اس فقیر کی مرغوب طبیعت چیز ہے۔ یہ کوئی رسمی مفروضہ نہیں بلکہ کوئی بھی خانقاہ سیفیہ آکر احیاء سنّت کا نظارہ دیکھ سکتا ہے۔اور اماتتِ بدعات کا عملی نمونہ بھی دیکھ سکتے

کئی سال تک مکتوبات شریف کی تدریس فقیر نے کی ہے۔اس کے علاوہ مہمانوں۔مسافروں، مساکینوں، ہمسایوں، بیواؤں اور اربابِ حقوق خواہ اولاد ہو یا تلامیذہ ہو تمام کے تمام کہ حقوق کے ظاہری و باطنی کا خیال رکھتا ہوں اور تمام کہ حقوق پورے کرتا ہوں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی جملہ اقسام کا پورا خیال رکھتا ہوں اور عبادات اور معاملات میں احکام شرعیہ کی پوری پابندی کرتا ہوں۔

شریعت اور طریقت دونوں رستوں کا نصوص مبتدعین اور ناقصین باالکلیہ اجتناب کرنے والا ہوں۔

ابن مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا رسالہ، اذکارِ معصومیہ، کے تمام مسنون اذکار حضرت مبارک علیہ الرحمۃ بڑے ذوق وشوق سے پڑھا کرتے تھے مجلس شوریٰ نے رسالہ اذکارِ معصومیہ، ادھر شامل کر دیا ہے تا کہ ہر مسلمان فائدہ حاصل کر سکے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ علی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد۔

این رسالہ مشتمل بر مقدمہ وشش فصل است۔

مقدمہ:

در ترغیب بر ذکر وادائِ طاعات وعبادات بر وفقِ شریعتِ غرّاء واحادیث فضائل ذکر۔

فصل اول: در درجاتِ ذکر وفضیلت ہر درجہ۔

فصل دوم: در ذکر بعضے اذکار وادعیہ موقتہ وآدابِ آن۔

فصل سوم: در آداب وادعیۂ نماز۔

فصل چہارم: در فضائل جماعت وجمعہ۔

فصل پنجم: در اذکار غیر موقتہ۔

فصل ششم: در بعضے مواعظ ونصائحِ ضروریہ۔

بدانکہ احادیثے کہ درین رسالہ آوردہ است، بعد از تتبعِ بلیغ از کتب معتبرۂ احادیث بر آوردہ است، مثل جامع الاصول ومشکوٰۃ وحصنِ حصین وغایۃ العمال وترغیب ترہیب وجمع الجوامع۔ ودرین احادیث سخن نکردہ اند، اگر در جائے سخن کردہ اند آن را نیز بیان نمودہ، تا شایانِ اعتماد کامل شود۔ وبجہت اختصارِ این رسالہ اسانیدِ اکثر فضائلِ اذکار وادعیہ را ترک نمودہ۔ ودر مجموعۂ دیگر کہ ازین رسالہ منفصل ومطول ست، فضائلِ اعمال واذکار را بہ تفصیل نوشتہ، اگر شوق باشد بآن رجوع نمایند۔

ترجمہ: یہ کتاب ایک مقدمہ اور چھ فصلوں پر مشتمل ہے:

مقدمہ: ترغیب ذکر اور شریعت منورہ کے مطابق اطاعت وعبادت کی ادائیگی اور فضائلِ ذکر کی احادیث سے متعلق ہے۔

فصل اول: ذکر کے درجات اور ہر درجہ کی فضیلت کے بارے میں ہے۔

فصل دوم: خاص وقتوں کے بعض اذکار، دعاؤں اور ان کے آداب کے بارے میں ہے۔

فصل سوم: نماز کے آداب اور دعاؤں کے بیان میں ہے۔

فصل چہارم: جماعت وجمعہ کے فضائل کے بیان میں ہے۔

فصل پنجم: ان اذکار کے بارے میں ہے جو کسی خاص وقت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے۔

فصل ششم: اہم پند ونصائح کے بیان میں ہے۔

آپ کواس بات کا بخوبی علم ہونا چاہئے کہ جواحادیث اس کتاب میں درج کی گئی ہیں۔ وہ انتہائی کوشش وجستجو کے بعد معتبر کتب احادیث مثلاً جامع الاصول، مشکوٰۃ، حصن حصین، غایۃ العمّال، الترغیب والترہیب، جمع الجوامع سے ماخوذ ہیں۔ اوران احادیث کے بارے میں (محدثین میں سے) کسی نے بھی کلام نہیں کیا۔ اگر کسی مقام پر کسی نے کلام کیا ہے۔ تو اس کو بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ تا کہ (اہلِ علم کے نزدیک) وہ بھی قابلِ اعتماد ہو جائیں۔ اس کتاب میں اختصار کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اذکار وادعیہ کی اکثر سندیں (راویوں کے نام وغیرہ) ترک کر دی گئی ہیں۔ اور ایک دوسرے مجموعہ (مؤلف علیہ الرحمۃ کے اس مجموعے پر اگر کوئی صاحب آگاہ ہوں تو ہمیں ضرور اطلاع کر کے شکریہ کا موقع دیں) میں اعمال واذکار کے فضائل تفصیلا درج کر دیئے ہیں۔ جو اس کتاب سے الگ اور طویل ہے۔ (اصحاب ذوق کو) اگر شوق ہو تو اس کی طرف رجوع فرمائیں۔

مقدمہ:

باید دانست که مقصود از خلقت بنی آدم ادائِ لوازمِ بندگی ست واظہار وظائفِ ذل وافتقار وعجز ونیستی۔ ہستی وعز وکبریائی واستغناء خاصۂ حضرت رب معبود است۔ بندہ که خود را از بندگی مستغنی داند واثبات عز وکبریائی بخود نماید، مدعی خداوندی ست۔ بندہ را بندگی کار ست خداوندگی کارِ اوست تعالیٰ۔ ہر چند اظہارِ بندگی ولوازم آن از ذل وعجز از بندہ بیشتر ورودِ عنایات والطافِ خدوندی در حق او زیادہ تر۔ منتہی در رنگِ مبتدی از عبادات چارہ ندارد، وہیچ کس را از لوازمِ بندگی بے نیازی نہ، ہر چند بعضے از اہلِ سکر بر خلاف آن حکم کنند واز کمالاتِ بندگی محروم مانند، السکاری معذورون۔ کمال مر انبیاء را وخاتم انبیاء راست علیہ وعلیہم الصلوات والبرکات، واحکامِ بندگی ولوازم عجز وافتقار در ایشان از ہمہ زیادہ تر بود لیکن باید دانست که عقولِ ناقصِ ما رواست که امرے را بندگی واظہارِ عجز خیال کند ونزدِ او تعالیٰ نہ چنین بود۔ پس بندگی بدان ست که ماخوذ از شارع بود، ونفس را وران ہیچ مدخل نباشد۔ ریاضاتِ شاقہ که نہ بر وفقِ شریعتِ غرّاء بود، وخلاف طورِ سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باشد مقبول نبود، وراہے بآن ذاتِ قدس نہ کشاید، که نفس را ہزن را در آن سلطنتِ شریعت، که حسم مادۂ امارگی می نماید وانانیت او را از بیخ وبُن بر میکند چون نیک تامل نمائی ہیچ چیز از متابعتِ سنت وشریعت بر نفس سخت تر وگران تر نیست وہیچ ریاضت از اتیانِ سنت برتر نہ لہٰذا فنائِ نفس بہ ہمین مربوط گشت۔ بایزید بسطامی قدس سرہ فرمودہ است سی سال در مجاہدہ کوشیدم سخت تر از عمل بر متابعتِ شریعت نیافتم۔ از عمر بن نجیب پُرسیدند تصوف چیست؟ گفت صبر نمودن بر امر ونہی شریعت

مقدمہ

یاد رکھئے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد بندگی کے حقوق ادا کرنا ہے نیز خدا کی بارگاہ میں ذلت، محتاجی، عاجزی، اور ناپائیداری کا اظہار ہے۔ پائیداری، عزت، کبریائی اور بے نیازی رب معبود کا خاصہ ہے۔ جو بندہ اپنے آپ کو بندگی سے بے نیاز تصور کرتا ہے اور اپنی عزت وکبریائی کا دعویٰ کرتا ہے وہ خدائی کا دعویدار ہے۔ بندے کا کام بندگی ہے۔ اور خداوندی تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ بندے کی طرف سے جتنا بندگی اور اس کے لوازم یعنی عاجزی وانکساری کا اظہار زیادہ ہوگا۔ اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی عنایات اور الطاف کا ورود بھی اس بندہ کے حق میں زیادہ ہوگا۔ ابتدائی درجے کے مرید کی طرح عارفِ کامل کو بھی عبادت

کے سوا چارہ نہیں۔کوئی بھی شخص لوازم بندگی سے بے نیاز نہیں۔اگر چہ بعض اہلِ سکر اس حکم کیخلاف عمل کرتے ہیں وہ کمالات بندگی سے محروم رہتے ہیں۔ السکازی معذورون (اہل سکر معذور ہیں) کمال تو انبیاء کرام اور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوات والبرکات کو حاصل ہے۔احکام بندگی، عاجزی اور انکساری کے تمام تقاضے ان حضرات میں سب سے بڑھ کر تھے مگر یاد رہے کہ ہماری ناقص عقلیں اگر کسی امر کو بندگی اور اظہارِ عجز خیال کرتی ہیں تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک (معاملہ) ایسا نہ ہو۔بندگی وہ ہے جو شارع ﷺ سے ماخوذ ہو اور نفس کو اس میں کسی قسم کا دخل نہ ہو۔ایسی سخت ریاضتیں جو شریعتِ منورہ کے مطابق نہ ہوں اور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی سنت مطہرہ کے خلاف ہوں وہ قابلِ قبول نہیں ہوتیں۔اور اللہ پاک جل شانہ (کی رضا جوئی) کا کوئی راستہ نہیں کھولتیں سلطنت شریعت تو نفس رہزن کے مادۂ سرکشی کو ختم کرتی ہے۔اور اس کی انانیت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے اس لئے اگر غور کریں گے تو واضح ہو جائے گا کہ نفس پر سنت وشریعت کی اتباع سے زیادہ گراں کوئی شے نہیں اور سنت پر عمل پیرا ہونے سے بڑھ کر کوئی ریاضت افضل نہیں اس لئے کہ فناءِ نفس کا تعلق اسی کے ساتھ ہے۔

حضرت بایزید علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ میں تیس سال تک مجاہدہ میں کوشاں رہا۔میں نے اتباعِ شریعت سے زیادہ سخت کوئی عمل نہیں پایا۔

لوگوں نے عمر بن نجیب علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ تصوف کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ شریعت کے امر ونہی پر صبر کا مظاہرہ کرنا تصوف ہے۔

قال الشیخ علیؒ بن ابی بکر قدس سرہ فی معارج الهدایة فی بیانه قیل ان الطرق الی الله تعالیٰ بعدد انفاس المخلوقین، ان تلک الطرق کلها مندرجة ومندمجة ومنطویة ومنسبکة فی دائرة الشریعة الکبری المجللة بالشریعة المحمدیة العظمی۔ وهذه الطرق بالنسبة الی ارکان شجرة الشریعة واصولها وفرعها وعروقها واغصانها واوراقها وازهارها وانوارها ولا یقال هی اشیاء سواها وامور مباینة لها۔ لا والذی برء النسمة وشق الحبة ما وراء الحجة البیضاء والشریعة الحنیفیة الکبری الا بنیان الضلال والعمی، وما بعد صراط الحق القویم وسبیل الله المستقیم الا سبل الشیطان المبعد الرجیم، والمطرود الابتر العقیم۔ فماذا بعد الحق الا الضلال۔قال الله تعالیٰ: وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ (الانعام:۱۵۴)

ترجمہ: شیخ علی بن ابی بکر علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب معارج الہدایہ میں اس کے متعلق بیان فرمایا کہ (بعض اہل اللہ کا ارشاد ہے) کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے راستے مخلوق خدا کی تعداد کے برابر ہیں اور یہ سب کے سب وہ راستے ہیں جو حضرت محمد ﷺ کی پُرشوکت باوقار اور باعظمت شریعت میں نہایت خوبی کے ساتھ سموئے ہوئے ہیں اور بڑی پختگی کے ساتھ اس کے احکام سے وابستہ ہیں اور اس کی خوبصورت حسین اور مضبوط لڑی میں پروئے ہوئے ہیں رسول اللہ ﷺ کی شریعت گویا ایک طاقتور درخت ہے۔اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے والے راستے درخت کے بیخ وبن، جڑیں، تنے، اس کی شاخیں، حسین اور خوبصورت پھل پھول ہیں۔

اور یہ کہنا غلط ہے کہ یہ راستے شریعت محمدیہ ﷺ سے الگ اور اس کے مخالف ہیں، نہیں ایسا نہیں، اس ذات کی قسم جس نے جانوروں کو پیدا کیا اور بیجوں کو اگایا ہرگز ایسا نہیں۔روشن شریعت اور دین حنیف کے واضح احکام سے ہٹ کر تو گمراہی، بددینی اور اندھاپن کے سوا کچھ بھی نہیں، حق کے راستے سے پرے، اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہٹا ہوا شیطان مردود کا ہی راستہ رہ جاتا ہے، جو ہر قسم کی خیر وبرکت سے خالی اور بے برکت ہے، حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا رہ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ (الانعام:۱۵۴)

ترجمہ: اور بیشک یہ ہے میرا راستہ سیدھا۔ سو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو۔ اور راستوں کی (ورنہ) وہ جدا کر دیں گے تمہیں اللہ کے راستہ سے۔

بدانکہ بہترین عبادات ونخستین طاعات، یادِ خالقِ کائنات است۔ واحادیث بسیار در فضائلِ ذکر وارد شدہ۔ چندے ازان ایراد می نماید۔

فضائل ذکر:

ترجمہ: یادرکھئے کہ بہترین عبادت اور اعلیٰ اطاعت خالق کائنات کی یاد ہے فضائلِ ذکر میں بہت سی احادیث موجود ہیں ان میں سے چند ایک یہاں نقل کی جاتی ہیں۔

۱: يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بی وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ، ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شبرا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَان أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا بندہ جیسا میرے متعلق گمان رکھتا ہے۔ میں اس کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتا ہوں وہ مجھے جب بھی یاد کرے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے تنہا یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنی شان کے مطابق تنہا یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے کسی مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو ان سے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں چار ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ قرب حاصل کرنے کے لئے میری طرف چل کر آتا ہے تو میری رحمت اس کی طرف دوڑ کر جاتی ہے۔ (ترغیب ۲ / ۳۹۳)
(شرح السنۃ للبغوی، رقم:۱۲۵۱، صحیح مسلم: رقم:۲۶۷۵، سنن ابن ماجہ رقم: ۳۸۲۲، سنن الترمذی، رقم: ۳۶۰۳، السنن الکبری للنسائی، رقم: ۷۶۸۳، صحیح ابن حبان، رقم:۸۱۱)

۲: مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِرَجُلٍ مُغَيَّبٍ فِي نُورِ الْعَرْشِ، فَقُلْتُ: أَهَذَا، مَلَكٌ؟ قِيلَ: لَا، قُلْتُ: نَبِيٌّ؟ قِيلَ: لَا، قُلْتُ: مَنْ هُوَ؟ قَالَ: هَذَا رَجُلٌ كَانَ فِي الدُّنْيَا لِسَانُهُ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللهِ، وَقَلْبُهُ مُعَلَّقًا بِالْمَسَاجِدِ، وَلَمْ يَسْتَسِبَّ لِوَالِدَيْهِ قَطُّ۔ (ترغیب، ج، ۲، ص، ۳۹۵)

ترجمہ: معراج کی رات میں ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرا جو عرش کے نور میں کھڑا ہوا تھا میں نے کہا یہ کون ہے؟ آیا یہ فرشتہ ہے؟ تو جواباً کہا گیا۔ نہیں۔ میں نے کہا کیا یہ نبی ہے؟ تو کہا گیا نہیں۔ تو میں نے کہا یہ کون ہے؟ تو جواب ملا کہ یہ وہ آدمی ہے جس کی زبان دنیا کے اندر ذکرِ الٰہی سے تر رہتی تھی اور جس کا دل مساجد کے ساتھ لگا رہتا تھا۔ اور اس نے اپنے والدین کو کبھی برا نہیں کہا۔ (الاولیاء لابن ابی الدنیا، رقم:۹۵)

۳: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ، وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالوَرِقِ، وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ؟ قَالُوا: بَلَى. قَالَ: ذِكْرُ اللهِ تَعَالَى۔ (ترغیب، ج، ۲، ص، ۳۹۵)

ترجمہ: کیا میں تمہیں ایسے عمل کے بارے میں آگاہ نہ کروں جو سب سے بہتر ہو تمہارے مالک حقیقی کے نزدیک پاکیزہ تر ہو اور تمہارے درجوں میں سب سے بلند عمل ہو سونا اور چاندی راہِ خدا میں دینے سے بہتر ہو.. اور تمہارے لئے اس سے بھی بہتر ہو کہ تم دشمن کے سامنے (مقابلہ کیلئے) جاؤ تم ان کی گردنیں کاٹو اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں لوگوں نے عرض کی ہاں (یارسول اللہ ﷺ ضرور بتایئے) آپ ﷺ نے فرمایا (وہ عمل) اللہ کا ذکر ہے۔

(سنن الترمذی ،رقم:۳۳۷۷،مسند احمد ،رقم:۲۱۷۰۲،المستدرک علی الصحیحین للحاکم ،رقم:۱۸۲۵،حلیۃ الاولیاء ،ج،۲،ص،۱۱،شرح السنۃ للبغوی ،رقم:۱۲۴۴،سنن ابن ماجہ ،رقم:۳۷۹۰،مصنف ابن ابی شیبہ،رقم:۳۴۵۹۰)

۴: إِنَّ لِكُلِّ شيءٍ صِقَالَةً، وَإِنَّ صِقَالَةَ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَا مِنْ شَيءٍ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ" قَالُوا: وَلَا الجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ؟ قَالَ: ولو لَا الجِهَادُ، إِلَّا أَنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهِ حَتَّى يَنْقَطِعَ (ترغیب ۲،۳۹۶)

ترجمہ: بیشک ہر چیز کو چمکانے والی کوئی نہ کوئی چیز ہوا کرتی ہے اور دلوں کو چمکانے والا اللہ کا ذکر ہے ذکر الٰہی سے بڑھ کر کوئی شے عذابِ الٰہی سے نجات دینے والی نہیں۔ لوگوں نے عرض کی۔ کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ اگرچہ وہ اپنی تلوار کے ساتھ لڑے یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے۔ (الدعوات الکبیر،رقم:۱۹)

۵: مَنْ عَجَزَ مِنكُمْ عَنِ اللَّيلِ أَنْ يُكَابِدَهُ وَبَخِلَ بِالمالِ أَنْ يُنْفِقَهُ وَجَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ أَنْ يجاهِدَهُ فَلْيُكْثِرْ ذِكْرَ اللهِ۔

(رَوَاهُ الطَّبرانِي وَالْبَزَّار وَاللَّفْظ لَهُ وَفِي سَنَده أَبُو يحيى القَتَّاب بقيته حُتَج بهم فِي الصَّحِيح وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيّ من طَرِيقه أَيْضا) (ترغیب ۲/۳)

ترجمہ: تم میں سے جو شخص شب بیداری سے عاجز ہو اور (نفلی صدقات کی صورت میں) مال خرچ کرنے سے بخل سے کام لے اور دشمن کے ساتھ جہاد کرنے میں بزدلی کا مظاہرہ کرے تو اسے کثرت کے ساتھ ذکرِ الٰہی کرنا چاہئے۔

(مسند البزار،رقم:۴۹۰۴،المعجم الکبیر للطبرانی،رقم:۱۱۱۲۱،شعب الایمان،رقم:۵۰۵)

۶: مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ اللهَ، مَثَلُ الحيِّ وَالمَيِّتِ (ترغیب ۲/۳۹۸) (صحیح البخاری،رقم:۶۴۰۷،صحیح مسلم،رقم:۷۷۹)

ترجمہ: جو شخص اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

۷: أَكْثِرُوا ذِكْرَ اللهِ حَتَّى يَقُولُوا مَجْنُونٌ

ترجمہ: بکثرت ذکرِ الٰہی کیا کرو یہاں تک کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔ (ترغیب ۲/۳۹۹) (مسند احمد،رقم:۱۱۶۵۳،صحیح ابن حبان،رقم:۸۱۷،الدعاء للطبرانی،رقم:۱۸۵۹)

۸: قَالَتْ (أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ): يَا رَسُولَ اللهِ أَوْصِنِي. قَالَ: اهْجُرِي المَعَاصِي، فَإِنَّهَا أَفْضَلُ الهِجْرَةِ، وحافِظِي عَلَى الفَرَائِضِ، فَإِنَّهَا أَفْضَلُ الجِهَادِ، وَأَكْثِرِي ذِكْرَ اللهِ، فَإِنَّكِ لَا تَأْتِينَ اللهَ بِشَيءٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِهِ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے نصیحت فرمایئے؟ آپ نے فرمایا: گناہ ترک کر دے کیونکہ یہ افضل ہجرت ہے اور فرائض کی پابندی کر کہ یہ افضل جہاد ہے۔ اور ذکر الٰہی کثرت سے کیا کر اس لئے کہ تو کثرت ذکر سے زیادہ پسندیدہ کسی چیز کو بارگاہِ الٰہی میں لے کر نہیں جائے گی۔ (المعجم الاوسط،ج،۷،رقم:۶۷۳۵،۶۸۲۲،المعجم الکبی للطبرانی،ج،۲۵ ،رقم ۳۱۳،الترغیب فی فضائل الاعمال وثواب ذلک ،لابن شاھین ،رقم:۱۶۴،کنز العمال ،ج،۲،ص،رقم:۳۹۳۵)

۹: لَيسَ بتحسر لأَهْل الجنَّةِ إِلَّا عَلى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لم يَذْكُرُوا اللهَ فِيهَا

ترجمہ: اہلِ جنت کو کسی چیز کا بھی افسوس نہیں ہوگا۔ سوائے اس گھڑی کے جو دنیا میں گزر گئی اور اس میں انہوں نے ذکر الٰہی نہیں کیا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی،ج،۲۰،رقم:۱۸۲،مسند الشامیین للطبرانی،رقم:۴۴۶،عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ص،۶،شعب الایمان،رقم:۵۰۹،کنز العمال،رقم:۱۸۰۶)

۱۰: مَامِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا يَذْكُرُونَ اللهَ، لَا يُرِيدُونَ بِذَلِكَ إِلَّا وَجْهَهُ، إِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ قُومُوا مَغْفُورًا لَكُمْ، قَدْ بُدِّلَتْ سَيِّئَاتُكُمْ حَسَنَاتٍ۔

ترجمہ: کوئی جماعت ذکرِ الٰہی کرنے کی غرض سے جمع ہوئی اور اس سے ان کا مقصد رضائے الٰہی کے سوا کچھ بھی نہ تھا آسمان والوں سے منادی کرنے والا (فرشتہ) ان کو آواز دیتا ہے کہ خوشخبری ہو تمہیں بخش دیا گیا اور تمہاری خطاؤں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا ہے۔

(مسند احمد رقم: ۱۲۴۵۳، مسند البزار، رقم: ۶۴۶۷، الترغیب فی فضائل الاعمال، لابن شاھین، رقم: ۱۶۰، حلیۃ الاولیاء، ج، ۳، ص، ۱۰۷، شعب الایمان، رقم: ۵۳۰، مسند ابی یعلی الموصلی، رقم: ۴۱۴۱، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ۲۹۴۷۷، کنز العمال، رقم: ۱۸۹۱، جامع الاحادیث، رقم: ۲۰۶۵۲)

۱۱: لَيَبْعَثَنَّ اللهُ أَقْوَامًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي وُجُوهِهِمُ النُّورُ، عَلَى مَنَابِرِ اللُّؤْلُؤِ، يَغْبِطُهُمُ النَّاسُ، لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ". قَالَ: فَجَثَا أَعْرَابِيٌّ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، حَلِّهِمْ لَنَا نَعْرِفْهُمْ. قَالَ: هُمُ الْمُتَحَابُّونَ فِي اللهِ، مِنْ قَبَائِلَ شَتَّى، وَبِلَادٍ شَتَّى، يَجْتَمِعُونَ عَلَى ذِكْرِ اللهِ يَذْكُرُونَهُ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو موتیوں کے ممبروں پر بٹھائے گا۔ جن کے چہرے نورانی ہوں گے لوگ ان پر رشک کریں گے۔ حالانکہ وہ (خوش نصیب) نہ تو نبی ہوں گے اور نہ ہی شہید۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک اعرابی تعجب سے اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں ان کے اوصاف سے آگاہ فرمایئے تا کہ ہم انہیں اچھی طرح پہچان جائیں آپ نے فرمایا وہ مختلف شہروں اور مختلف خاندانوں سے تعلق رکھنے کے باوجود رضائے الٰہی کے لئے باہم محبت کرتے ہیں اور ذکر الٰہی کے لئے جمع ہو کر اس کی یاد کرتے ہیں۔

(جامع المسانید والسنن، رقم: ۱۱۸۴۹، مسند الشامیین، رقم: ۱۴۷۱، مجمع الزوائد، ج، ۱۰، ص، ۹۴، رقم: ۱۶۷۷۰، جمع الفوائد من جامع الاصول، رقم: ۹۲۰۹، جامع الاحادیث، رقم: ۱۹۲۶۴)

۱۲: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللهَ اذْكُرُوا اللهَ جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ۔

ترجمہ: اے لوگو! اللہ کو یاد کرو۔ اللہ کو یاد کرو۔ راجفہ (قیامت کے روز صور کی پہلی پھونک کا جھٹکا) آئے گی اور اس کے بعد رادفہ (بعد میں آنے والا جھٹکا) آئے گی۔

(سنن الترمذی، رقم: ۲۴۵۷، المسند للشاشی، رقم: ۱۴۴۱، المستدرک علی الصحیحین للحاکم، رقم: ۳۵۷۸، حلیۃ الاولیاء، ج، ۱، ص، ۲۵۶، شعب الایمان، رقم: ۵۱۴، ۱۴۱۸، جامع الاصول، رقم: ۸۴۶۷، الفتح الکبیر، رقم: ۱۴۱۵۸، کنز العمال، رقم: ۱۸۴۲، ۳۹۹۷، مطالب العالیہ، ج، ۱۳، رقم: ۲، الجامع الصغیر، رقم: ۱۳۸۲۱، جامع الاحادیث، رقم: ۲۵۶۸۸، مشکوٰۃ المصابیح، رقم: ۵۳۵۱)

۱۳: الذِّكْرُ الذِي لَا تَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ يَزِيدُ عَلَى الذِّكْرِ الذِي تَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ سبعين ضعفا

ترجمہ: ایسا ذکر جس کو محافظ فرشتے بھی نہ سن سکیں وہ (ثواب کے لحاظ سے) اس ذکر سے ستر گنا زیادہ ہوتا ہے۔ جس کو محافظ فرشتے سن سکیں۔

(الجامع الصغیر، رقم: ۶۸۰۵، الترغیب فی فضائل الاعمال، لابن شاھین، رقم: ۱۷۰، الفتح الکبیر، رقم: ۶۴۸۰، جامع الاحادیث، رقم: ۱۲۵۲۹)

۱۴: اذْكُرُوا اللهَ تَعَالَى ذِكْرًا خَامِلًا قَالَ: فَقِيلَ: وَمَا الذِّكْرُ الْخَامِلُ؟ قَالَ: الذِّكْرُ الْخَفِيُّ۔ (الجامع الصغیر ۱/۳۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ذکر خامل کیا کرو۔ لوگوں نے عرض کی کہ ذکر خامل کیا ہوتا ہے آپ نے فرمایا ذکر خفی۔

(الزہد والرقائق لابن المبارک، رقم: ۵۰، الفتح الکبیر تقم: ۱۵۸۱، الجامع الصغیر، رقم: ۱۷۵۰)

۱۵: خَيْرُ الذِّكْرِ الخَفِيُّ، وَخَيْرُ الرِّزْقِ مَا يَكْفِي۔

ترجمہ: بہترین ذکر ذکرِ خفی ہے اور بہترین مال وہ ہے جو کفایت کرے (یعنی جس سے ضرورت پوری ہوجائے)

(مسند احمد ،رقم:۱۴۷۷،مسند الشھاب القضاعی ،رقم:۱۲۱۸،شعب الایمان ،رقم:۵۴۷،مجمع الزوائد ،رقم:۱۶۷۹۶،الفتح الکبیر ،رقم۶۱۳۶،کنز العمال ،رقم:۱۷۵۷،اسنی المطالب ،رقم:۶۲۲،المطالب العالیہ،ج،۱۳،ص،۶۵۱)(ترغیب ۲/۵۳۷)

۱۶: ذاكِرُ اللهِ خالِياً كَمُبارِزَةٍ إِلى الكُفّارِ مِنْ بَيْنِ الصُّفُوفِ خالِياً۔(الجامع الصغیر ۲/۱۸)

ترجمہ: خلوت میں اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والا اس طرح ہے جیسے تنہا کفار کی صفوں میں لڑائی کی دعوت دینا۔

(الجامع الصغیر،رقم:۶۷۸،الفتح الکبیر،رقم:۶۴۳۸،جامع الاحادیث،رقم:۱۲۴۷۷)

۱۷: لَأَنْ "أَذْكُرَ اللهَ مَعَ قَوْمٍ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا، وَمَا فِيهَا وَلَأَنْ أَذْكُرَ اللهَ مَعَ قَوْمٍ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وما فيها

ترجمہ: لوگوں کے ساتھ صبح کی نماز کے بعد سے سورج طلوع ہونے تک میں اللہ کا ذکر کروں تو یہ (عمل) مجھے دنیا اور اس کی تمام نعمتوں سے زیادہ پسند ہے اور (اسی طرح) عصر کی نماز کے بعد سے سورج غروب ہونے تک میں لوگوں کے ساتھ یادِ الٰہی میں مصروف رہوں۔ تو یہ (عمل) مجھے دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے زیادہ عزیز ہے۔

(شعب الایمان،رقم:۵۵۵،الفتح الکبیر،رقم:۹۶۱۶،کنز العمال،رقم:۱۷۹۹،الجامع الصغیر،رقم:۱۰۱۰۷،جامع الاحادیث،رقم:۱۸۲۰۳)

۱۸: مَنْ أَطَاعَ اللهَ فَقَدْ ذَكَرَ اللهَ وَإِنْ قَلَّتْ صَلَاتُهُ وَصِيَامُهُ وَتِلَاوَتُهُ لِلْقُرْآنِ، وَمَنْ عَصَى اللهَ فَلَمْ يَذْكُرْهُ وَإِنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهُ وَصِيَامُهُ وَتِلَاوَتُهُ لِلْقُرْآنِ۔

ترجمہ: جس نے اطاعت الٰہی کی اس نے اللہ کا ذکر کیا۔ اگرچہ اس کی (نفل) نمازیں روزے اور تلاوت قرآن پاک کم ہی کیوں نہ ہو اور جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا اگرچہ اس کی نمازوں روزوں اور تلاوتِ قرآن مجید کی کثرت ہو۔

(الجامع الصغیر ،رقم:۱۲۲۱۶،الزہد والرقائق لابن المبارک ،ص،۱۷،شعب الایمان ،رقم:۶۷۷،جامع المسانید ،رقم:۱۸۹۴،الفتح الکبیر ،رقم:۱۱۴۲۵،کنز العمال ،رقم:۱۸۲۶، ۱۹۲۴،جامع الاحادیث،رقم:۲۱۲۹۶)

۱۹: إِنَّ ذِكْرَ اللهِ شِفَاءٌ وَإِنَّ ذِكْرَ النَّاسِ دَاءٌ۔

ترجمہ: بیشک اللہ کی یاد شفا ہے اور لوگوں کی یاد بیماری ہے۔

(شعب الایمان،رقم:۷۰۵،الفتح الکبیر،رقم:۳۹۱۰،کنز العمال ۱۸۳۷،الجامع الصغیر،رقم:۴۶۶۶،جامع الاحادیث،رقم:۷۸۰۷)

۲۰: لَا تُكْثِرُوا الكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ، وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللهِ القَلْبُ القَاسِي۔

ترجمہ: ذکرِ الٰہی کے بغیر زیادہ گفتگو نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر کثرتِ کلام دل کو سخت کردیتی ہے اور لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ (کی رحمت) سے زیادہ دور سخت دل (انسان) ہے۔

(سنن الترمذی، رقم:۲۴۱۱،شعب الایمان ،رقم:۴۶۰۰،الفتح الکبیر ،رقم:۱۳۶۲۲،کنز العمال ،رقم:۱۸۴۰،المسند الجامع ،رقم:۸۰۹۷،الجامع الصغیر ،رقم:۱۴۴۱۳،جامع

الاحادیث،رقم:۱۶۸۷۶،مشکوۃ المصابیح،رقم:۲۲۷۶)(ترغیب ۳/۵۳۸)

۲۱: يَقُولُ اللهُ: أَخرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِي يَوْمًا أَوْ خَافَنِي فِي مَقَامٍ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ﷻ (بروز قیامت) فرمائے گا کہ اس شخص کو جہنم سے نکالو جس نے کسی دن میرا ذکر کیا۔ یا کسی موقع پر مجھ سے ڈرا۔

(سنن الترمذی،رقم:۲۵۹۴،مسند البزار،رقم:۷۴۵۵،التوحید لابن خزیمہ،ج،۲،ص،۷۱۰،المستدرک للحاکم،رقم:۲۳۵)

۲۲: قَالَ مُوسَى يَارب وددت أَنِي أعلم من تحب من عِبَادك فَأَحبهُ قَالَ إِذا رَأَيْت عَبدِي كثر ذكري فَأَنا أَذِنت لَهُ فِي ذَلِك وَأَنا أحبه وَإِذا رَأَيْت عَبدِي لَا يذكرني فَأَنا حَجَبته عَن ذَلِك وَأَنا أبغضه۔

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار میری تمنا ہے کہ مجھے پتہ چلے تو اپنے بندوں میں سے کس کے ساتھ محبت فرماتا ہے تا کہ میں بھی اس سے محبت کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب آپ میرے کسی بندے کو کثرتِ ذکر میں مشغول پائیں تو سمجھ لیں کہ میں نے اسے اس کام میں لگا رکھا ہے اور میں اس کے ساتھ محبت کرتا ہوں اور جب آپ میرے کسی بندے کو میرے ذکر سے غافل پائیں تو جان لیں کہ میں نے اسے اپنی یاد سے محروم کر دیا ہے کیونکہ میں اس سے ناراض ہوں۔

(الفردوس بماثور الخطاب،رقم:۴۵۳۴،کنز العمال،رقم:۱۸۷۰،۳۹۲۳،جامع الاحادیث،رقم:۱۵۰۸۴)

۲۳: يقول مُوسَى يَارب أَقَرِيب أَنْت أَنا جيك أم بعيد أناديك فَإِني أحس حسن صَوْتك وَلَا أَرَاك فَأَيْنَ أَنْت فَقَالَ الله انا خَلفك وأمامك وَعَن يَمِينك وَعَن شمالك يَا مُوسَى إِني جليس عَبدِي حِين يذكرني وَأَنا مَعَه إِذا دَعَانِي۔

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار کیا تو میرے قریب ہے کہ میں تیرے ساتھ سرگوشی کروں یا تو مجھ سے دور ہے کہ تجھے با آوازِ بلند پکاروں۔ میں تیری خوبصورت آواز تو محسوس کرتا ہوں۔ مگر دیکھ نہیں پاتا۔ تو کہاں ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تیرے سامنے تیرے پیچھے اور تیرے دائیں بائیں ہوں۔ اے موسیٰ علیہ السلام میں اپنے بندے کا ہم نشین ہوتا ہوں۔ جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ (الفردوس بماثور الخطاب،رقم:۴۵۳۳،کنز العمال،رقم:۱۸۷۱،جامع الاحادیث،رقم:۱۵۰۸۱)(کنز العمال ۱/۳۸۸)

۲۴: أَوْحَى اللهُ إِلَى مُوسَى: يَا مُوسَى اتحبُّ أَنْ أَسكُنَ مَعَكَ بَيْتَكَ فَخَرَّ لِلهِ سَاجِداً، ثُمَّ قَالَ: فكَيفَ يا ربِّ تَسكُنُ مَعِي فى بَيْتِي؟ قَالَ: يَا مُوسَى، أَمَا عَلِمْتَ أَنِي جَلِيسُ مَنْ ذَكَرَنِي، وَحَيثُ مَا الْتَمَسَنِي عَبْدِي وَجَدَنِي"۔ (رواہ ابن شاهين فى الترغيب فى الذكر عن جابر وفيه محمد بن جعفر المدائنى قال احمد لا احدث عنه ابدا)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ کیا تجھے یہ پسند ہے کہ میں تیرے ساتھ تیرے گھر میں رہوں پس آپ سر بسجود ہو گئے پھر عرض کناں ہوئے کہ اے میرے رب! تو کیسے میرے ساتھ میرے گھر میں رہے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام کیا آپ (اس حقیقت سے) آگاہ نہیں؟ کہ میں اس کا ہمنشین ہوتا ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے اور جہاں بھی وہ مجھ سے التماس کرتا ہے وہیں مجھے پالیتا ہے۔

(الدرر المنتشرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ،رقم:۴۰،کنز العمال،رقم:۱۸۶۵،جامع الاحادیث،رقم:۹۵۵۵)

فصل اوّل:

درجات ذکر و فضائل هریک ازیں درجات:

بدانکه یاد حق را سبحانه سه درجه است

درجه اوّل: یادِ اوست بکلماتے که شرع بآں وارد ست مثل کلمات تسبیح و تحمید و تهلیل و تکبیر و تمجید و استغفار و جُز آں از مناجات وغیره۔ وهر کدام را فضائل بے شمار است، چنانچه در کتب احادیث به تفصیل مندرج است و پاره از آنها خواهد آمد انشاء الله تعالیٰ، اکثر اَهْلُ الله بیشتر تحریص بکلمهٔ تهلیل لَا اِلٰهَ اِلا الله نموده اند و نفع آں بسیار دیده اند و نفع آں بسیار دیده اند و تاثیر آں در طهارت باطن زیاده تر فهمیده، که ایں کلمهٔ مبارکه طالب را کشاں کشاں از ماسوا بمطلوب مے برد، وبعض از دولتمنداں از پُر گفتن ایں کلمهٔ طیبه فناء خاص در خود مے فهمند و در هر نفسِ چندیں بار می میرند

دمے صد بار در یادِ تو میرم		بدین بے طاقتی نامِ تو گیرم

فصل اول:

درجاتِ ذکر اور ہر درجہ کے فضائل:

یاد الٰہی کے تین درجے ہیں

درجہ اول: اللہ تعالیٰ کی یاد ان کلمات کے ساتھ کرنا جو شرع میں وارد ہیں مثلاً تسبیح (سبحان اللہ کہنا) تحمید (الحمد للہ کہنا) تہلیل (لا الہ الا اللہ پڑھنا) تکبیر (اللہ اکبر کہنا) تمجید (کلمہ سوم یا دیگر اذکار کرنا) استغفار اور دیگر مناجات وغیرہ۔ ان میں سے ہر ایک کے فضائل بے شمار ہیں جو کتب احادیث میں تفصیلاً درج ہیں۔ انشاء اللہ ان میں سے بعض بیان کئے جائیں گے۔

اکثر اہل اللہ نے لا الہ الا اللہ کی طرف زیادہ توجہ دی ہے۔ انہوں نے اس مین زیادہ فائدہ دیکھا ہے۔ اور باطن میں اس کی تاثیر زیادہ سمجھی ہے کیونکہ یہ وہ مبارک کلمہ ہے جو طالب کو ماسوا سے بچا کر کشاں کشاں مطلوب کی طرف لے جاتا ہے۔ اس پاکیزہ کلمہ کا بکثرت ذکر کرنے والے بعض خوش بخت اپنے اندر خاص فنائیت (کا سرور) محسوس کرتے ہیں اور ہر سانس میں کئی مرتبہ مرتے ہیں۔

دمے صد بار در یادِ تو میرم		بدین بے طاقتی نامِ تو گیرم

ترجمہ: اے محبوب تیری یاد میں میں ہر سانس پر سو مرتبہ مرتا ہوں اس کم ہمتی کے باوجود تیرا نام لیتا ہوں۔

احادیث در فضائل کلمهٔ طیبه:

کلمہ طیبہ کے فضائل

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا الله۔

ترجمہ: سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔

(سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۸۰۰، سنن الترمذی، رقم: ۳۳۸۳، السنن الکبری للنسائی، رقم: ۱۰۵۹۹، شعب الایمان، رقم: ۴۰۶۱)

إذا قَالَ العَبد لَا إِلَه إِلَّا الله خرقت السَّمَوَات حَتَّى تقف بَين يَدي الله عز وَجل فَيَقُول الله أسكني فتَقول وَكَيف أسكن وَلم تغْفر لقائلي فَيَقُول مَا أجريتك على لِسَانه إِلَّا وَقد غفرت لَهُ

ترجمہ: جب کوئی مسلمان بندہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو یہ کلمہ آسمانوں کو چیرتا ہوا اللہ تعالیٰ کے سامنے جا کھڑا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو سکون اختیار کر۔ کلمہ کہتا ہے میں کیسے سکون اختیار کروں جب کہ تو نے میرا ورد کرنے والے کو بخشا نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے تو اسے اس وقت ہی بخش دیا تھا جب تجھے اس کی زبان پر جاری کیا تھا۔ (الفردوس بماثور الخطاب، رقم: ۱۱۱۹، کنز العمال، رقم: ۱۳۵، جامع الاحادیث، رقم: ۲۴۴۲)

۲۷: سأل موسى ربه حين أعطاه التوراة أن يعلمه دعوة يدعو بها فأمره بأن يدعو بلا إله إلا الله فقال موسى كل عبادك يدعو بها وأنا أريد أن تخصني بدعوة أدعوك بها فقال تعالى يا موسى لو أن االسموات وساكنها والبحار ومافيها وضعوا في كفة ووضعت لا إله إلا الله في كفة لوزنت لا إله إلا الله۔ (عن ابی سعید، کنز العمال ۱/۴۵)

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے تورات عطا فرمائی تو انہوں نے اپنے پروردگار سے عرض کی (الٰہی) مجھے کسی ایسی دعا کی تعلیم دے جس سے میں دعا کیا کروں اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا وہ لا الہ الا اللہ کے ذریعے دعا کیا کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی تیرا ہر بندہ ہی اس کے ساتھ دعا کرتا ہے میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی خاص دعا عطا فرما۔ کہ میں اس کے ساتھ دعا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ اگر تمام آسمانوں اور ان کے رہنے والے تمام سمندروں اور ان میں جو کچھ ہے سب کو (ترازو کے) ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور لا الہ الا اللہ کو (دوسرے) پلڑے میں رکھا جائے تو لا الہ الا اللہ وزنی ہوگا۔

(کنز العمال، رقم: ۱۶۱، جامع الاحادیث، رقم: ۱۲۹۵۵)

۲۸: لِكُلِّ شيءٍ مِفْتَاحٌ، وَمِفْتَاحُ السَّمَاوَاتِ قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا الله

ترجمہ: ہر (بند) شے کو کھولنے والی چابی ہوتی ہے آسمانوں اور زمین کی چابی کلمہ لا الہ الا اللہ ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم: ۴۹۷، کنز العمال، رقم: ۱۷۳، ۱۸۰۱)

۲۹: مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، مِائَةَ مَرَّةٍ إِلَّا بَعَثَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَوَجْهُهُ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَلَمْ يَرْفَعْ لِأَحَدٍ يَوْمَئِذٍ عَمَلٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمَلِهِ إِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ قَوْلِهِ أَوْ زَادَ عليه"۔ رواه ابو الشيخ والديلمی

ترجمہ: جو بندہ لا الہ الا اللہ سو مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ایسے روشن چہرے والا اٹھائے گا جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے۔ جس دن وہ یہ (کلمہ) پڑھے اس دن اس سے افضل عمل والا وہی شخص ہو سکتا ہے جو اسے پڑھے یا اس سے زیادہ پڑھے۔

(مسند الشامیین للطبرانی، رقم: ۹۹۴، جامع المسانید والسنن، رقم: ۱۲۱۱۹، مجمع الزوائد، رقم: ۱۶۸۳۰، کنز العمال، رقم: ۱۸۴، الجامع الصغیر، رقم: ۱۰۳۹۸، جامع الاحادیث، رقم: ۲۰۶۲۸، الفردوس بماثور الخطاب، رقم: ۶۰۲۱)

۳۰: مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلا اللهُ وَمَدَّهَا هُدِمَتْ لَهُ أَرْبَعَةُ آلَاف ذَنْب من الْكَبَائِرِ رواه ابن النجار عن انس

ترجمہ: جس نے لا الہ الا اللہ کہا (لا کی مد کو) کھینچ کر پڑھا تو اس کے چار ہزار گناہ کبیرہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(کنز العمال، رقم: ۲۰۲، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ، ج، ۲، ص، ۳۲۵، رقم: ۲۰)

۳۱: مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخلِصًا دَخَلَ الجنَّةَ. قِيلَ: وَمَا إِخْلَاصُهَا؟ قَالَ: أَنْ تحجُزَهُ عَنْ محارِمِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

رواہ الحکیم عن زید بن ارقم، وروی الخطیب عن انس: قال المنذری: أَنْ تحجُزَهُ عَمَا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ"۔

ترجمہ: جس نے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھا وہ جنت میں داخل ہوا۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ اس (کلمہ) کا اخلاص کیا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ (کلمہ) اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے اسے روک دے۔

اس روایت کو حکم نے زید بن ارقم سے روایت کیا ہے اور خطیب نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ یہ (کلمہ) ان چیزوں سے اسے منع کر دے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کی ہیں (یہ اخلاص ہے)۔

(المعجم الاوسط، رقم: ۱۲۳۵، ج، ۲، ص، ۵۶، نوادر الاصول فی احادیث الرسول، ج، ۳، ص، ۱۶، مجمع الزوائد، رقم: ۱۸، کنز العمال، رقم: ۲۰۵)

۳۲: لَا إِلَه إلا الله تَدْفَعُ عنْ قائِلِها تِسعةً وَتِسعِينَ بَابا مِنَ البلاءِ أَدْناها الهمُّ رواہ الدیلمی عن ابن عباس۔ (کنز العمال ۱/۵۵)

ترجمہ: لا الہ الا اللہ اپنے کہنے والے سے ننانوے قسم کی بلائیں دور کرتا ہے ان میں سے کم (تر مصیبت) فکر و غم ہے۔

(الفردوس بماثور الخطاب، رقم: ۷۲۸۰، معجم ابن المقری، رقم: ۴۳۳، الفتح الکبیر، رقم: ۳۹۵۶، کنز العمال، رقم: ۲۲۶، الجامع الصغیر، رقم: ۴۶۸۳)

۳۳: "لا تزال لا إله إلا الله تحجب غضب الرب عن الناس مالم يبالوا ما ذهب من دينهم إذا صلحت لهم دنياهم فإذا قالوا قيل لهم كذبتم لستم من أهلها"۔ رواہ ابن النجار عن زید ابن ارقم۔

ترجمہ: لا الہ الا اللہ لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے غضب کو روکتا رہتا ہے جب تک کہ وہ دنیا کو دین پر ترجیح نہ دینے لگیں اور جب وہ دنیا کو دین پر ترجیح دینے لگیں اور وہ اس حالت میں لا الہ الا اللہ پڑھیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو۔ اور اہلِ کلمہ میں سے نہیں ہو۔

(کنز العمال، رقم: ۲۲۲، جامع الاحادیث، رقم: ۱۶۳۹۱)

درجہ دوم۔ فضائل تلاوت قرآن مجید

ذکر اللہ سبحانہ' یادِ اوست تعالیٰ بخواندنِ کلام او دریں یاد مصاحبت تام است با و سبحانہ' ، کلام صفت حقیقی ازلی اوست تعالیٰ ، کہ از کمال عنایت بے غایت خویش دریں عالم آں را جلوہ گر ساختہ است۔ وظاہر است کہ صفت را بموصوف خود کمال قرب و اتحاد است۔ پس باید اندیشید کہ تلبّس بایں صفت مثمر کدام قرب خواہد بود

اندر سخن دوست نہاں خواہم گشت		تا بر لبِ او بوسہ زنم چونش بخوانم

ترجمہ: درجہ دوم۔ تلاوتِ قرآن مجید کے فضائل

اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھ کر اس کی یاد کرنا اللہ پاک کا ذکر ہی ہے اس یاد میں اس کی مصاحبت کاملہ ہے یہ کلام اللہ تعالیٰ کی صفت حقیقی ازلی ہے اس نے اپنی لامحدود اور کامل عنایت سے اس کو اس جہاں میں جلوہ گر بنایا اور ظاہر ہے کہ صفت اپنے موصوف کے ساتھ حد درجہ قریب اور متحد ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمیں سوچنا

چاہئے کہ اس صفت کے ساتھ اس موصوف کا متحقق ہونا کس قدر ثمر بار ہوگا۔

اندر سخن دوست نہاں خواھم گشت		تا بر لب او بوسہ زنم چونش بخوانم

ترجمہ: میں محبوب کے کلام میں پوشیدہ ہو جاؤں گا تا کہ جب اسے پکارنے لگوں تو میں اس کے لبوں پر بوسہ دوں۔

در حدیث آمدہ است۔

ترجمہ: حدیث شریف میں آیا ہے:

۳۴: ألا من اشتاق إلى الله فليستمع كلام الله۔

ترجمہ: یاد رکھے کہ جو اللہ ﷻ کا مشتاق ہو اسے کلام اللہ کو توجہ سے سننا چاہئے۔

(کنز العمال، رقم: ۲۴۷۲، جامع الاحادیث، رقم: ۴۶۷۴، الفردوس بماثور الخطاب، رقم: ۴۹۰)

۳۵: أَهْلُ الْقُرْآنِ، هُمْ أَهْلُ اللهِ وَخَاصَّتُهُ۔

ترجمہ: اہلِ قرآن (قرآن پڑھنے پڑھانے اور عمل کرنے والے) اللہ والے اور اس کے خاص بندے ہیں۔

(مسند ابی داؤد الطیالسی، رقم: ۲۲۳۸، مسند احمد، رقم: ۱۲۲۷۹، سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۱۵، مسند البزار، رقم: ۷۳۶۹، السنن الکبری للنسائی، رقم: ۷۹۷۷، المستدرک للحاکم، رقم: ۲۰۴۶، حلیۃ الاولیاء، ج، ۳، ص، ۶۳، شعب الایمان، رقم: ۲۴۳۴، معجم ابن عساکر، رقم: ۱۶۷، کنز العمال، رقم: ۲۲۷۷، اسنی المطالب، رقم: ۳۵۸، الجامع الصغیر، رقم: ۳۹۲۸، الفردوس بماثور الخطاب، رقم: ۱۶۴۴)

۳۶: أَعْبَدُ النَّاسِ أَكْثَرُهُمْ تِلَاوَةً لِلْقُرْآنِ۔

ترجمہ: لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار وہ شخص ہے جو کثرت کے ساتھ تلاوت قرآن کرنے والا ہے۔

(ترتیب الامالی الخمیسیۃ للشجری، رقم: ۱۰۲۲، الفوائد الشہیر بالغیلانیات لابی بکر الشاشی، رقم: ۸۴۵، الفتح الکبیر، رقم: ۱۹۵۷، کنز العمال، رقم: ۲۲۶۰، الایماء الی زوائد الامالی، ج، ۷، ص، ۵۸۵، رقم: ۷۴۱۳، الجامع الصغیر، رقم: ۲۸۴۹، جامع الاحادیث، رقم: ۳۶۶۷)

۳۷: فَضْلُ حَمَلَةِ الْقُرْآنِ عَلَى الَّذِي لَمْ يَحْمِلْهُ كَفَضْلِ الْخَالِقِ عَلَى الْمَخْلُوقِ۔ (الجامع الصغیر ۱/۷۵)

ترجمہ: حاملین قرآن (قرآن کا علم رکھنے والے، عمل کرنے والے اور تلاوت کرنے والے) کی فضیلت اس سے غفلت برتنے والے پر ایسی ہے جیسے خالق کی فضیلت مخلوق پر ہے۔

(الفتح الکبیر، رقم: ۸۱۶۱، کنز العمال، رقم: ۲۲۹۹، الجامع الصغیر، رقم: ۸۴۰۷، الفردوس بماثور الخطاب، رقم: ۴۳۴۲)

۳۸: أَكْرِمُوا حَمَلَةَ الْقُرْآنِ فَمَنْ أَكْرَمَهُمْ فَقَدْ أَكْرَمَ اللهَ أَلَا وَلَا تَنْقُصُوا حَمَلَةَ الْقُرْآنِ حُقُوقَهُمْ فَإِنَّهُمْ مِنَ اللهِ بِمَكَانٍ كَادَ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ إِلَّا أَنَّهُ لَا يُوحَى إِلَيْهِمْ۔ رواہ الدیلمی۔

ترجمہ: قرآن کے احکام بجالانے والوں کی عزت کیا کرو جس نے ان کی عزت کی اس نے اللہ کی تکریم کی غور سے سنو احکام قرآن پاک پر پابند رہنے والوں کے حقوق میں کمی نہ کرو کیونکہ انہیں خداوند کریم کے ہاں ایک رتبہ حاصل ہے۔ قریب تھا کہ حاملین قرآن کو انبیاء علیہم السلام کا مقام مل جاتا مگر ان کی طرف وحی نہیں کی

جاتی (کیونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔)

(کنز العمال، رقم: ۲۳۴۳، جامع الاحادیث، رقم: ۴۳۵۸، الفردوس بماثور الخطاب، رقم: ۲۲۰، ۲۲۱)

۳۹: دَرَجُ الجنَّةِ عَلَى قَدْرِ آيِ الْقُرْآنِ بِكُلِّ آيَةٍ دَرَجَةٌ فَتِلْكَ سِتَّةُ آلَافٍ وَمِائَتَا آيَةٍ وَسِتَّةٌ عشر آيَةٍ بَيْنَ كل دَرَجَتَيْنِ مِقْدَار مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فينتهي بِهَا إِلَى أَعلى عليين لها سَبْعُونَ أَلف ركن وهي ياقوتة تضيء مسيرَةَ أَيَّام ولياليى۔ رواه الديلمي۔

ترجمہ: قرآنی آیات کی تعداد کے برابر جنت کے درجات ہیں ہر آیت کے بدلے جنت کا ایک درجہ ہے قرآنی آیات چھ ہزار دوسو سولہ (۶۲۱۶) ہیں ہر دو درجوں کے درمیان زمین اور آسمان کی مقدار کا فاصلہ ہے آخری منزل اعلیٰ علیین پر اختتام پذیر ہوتی ہے اس درجہ کے ستر ہزار یاقوتی ستون ہیں جو کئی دنوں اور راتوں کی مسافت کو منور کرتے ہیں۔

(الترغیب فی فضائل الاعمال، لابن شاھین، رقم: ۲۰۶، کنز العمال، رقم: ۲۴۲۵، جامع الاحادیث، رقم: ۱۲۲۹۲، الفردوس بماثور الخطاب، رقم: ۳۰۶۴)

۴۰: لَا فَاقَةَ لرجل يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَلَا غِنًى لَهُ بَعْدَهُ۔

ترجمہ: قرآن پاک پڑھنے والے شخص کے لئے فاقہ نہیں اور نہ ہی اس سے بڑھ کر کوئی دولتمندی ہے۔

(مسند الشھاب القضاعی، ج، ۲، ص، ۴۶، رقم: ۸۵۵، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ۲۹۹۵۴، کنز العمال، رقم: ۲۴۴۷، جامع الاحادیث، رقم: ۱۷۲۳۱)

۴۱: حملَةُ الْقُرْآنِ أَوْلِيَاءُ اللهِ، فَمَنْ عَادَاهُمْ فَقَدْ عَادَى اللهَ، وَمَنْ وَالاهُمْ فقَدْ وَالَى الله۔۔ رواه ابن النجار۔ (الجامع الصغیر: ۱/۱۴۸)

ترجمہ: حاملین قرآن (احکام قرآنی کے عالم و عامل) اولیاء اللہ ہیں جو ان سے عداوت رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے عداوت رکھتا ہے۔ جو ان کو دوست رکھتا ہے وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے۔ (الجامع الصغیر، رقم ۶۴۸۹، الفوائد المجموعۃ، رقم: ۳۸، جامع الاحادیث، رقم: ۱۱۶۴۳)

۴۲: إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَنْ يحدِّثَ رَبَّهُم فَلْيَقْرَءِ الْقُرآنَ۔ (الجامع الصغیر: ۱/۱۵)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی اپنے رب کے ساتھ ہم کلام ہونا چاہے تو اسے قرآن پاک کی تلاوت کرنی چاہئے۔

(الفتح الکبیر، رقم: ۵۶۹، کنز العمال، رقم: ۲۲۵۷، اسنی المطالب، ج، ۱، ص، ۷۳، الجامع الصغیر، رقم: ۱۳۰۶، جامع الاحادیث، رقم: ۱۱۱۷، الفردوس بماثور الخطاب، رقم: ۱۱۹)

۴۳: أَفْضَلُ العِبادَةِ قِراءةُ القُرآنِ۔

ترجمہ: سب سے افضل عبادت تلاوت قرآن پاک ہے۔

(الفتح الکبیر، رقم: ۲۱۴۰، کنز العمال، رقم: ۲۲۶۳، الجامع الصغیر، رقم: ۲۹۵۲، جامع الاحادیث، رقم: ۴۰۴۱، الفردوس بماثور الخطاب، رقم: ۱۴۱۵)

باید دانست کہ ذکر را درین حدیث بمعنی عام اگر بگیریم کہ طردِ غفلت بود و بلفظ ذکر کہ در حدیث فضیلتِ کلمہ طیبہ مذکور شد بمعنی خاص متعارف بگیریم کہ ذکر بکلماتے مخصوص باشد، تدافع کہ بظاہر بین الحدیثین می آید رفع می شود۔ ونیز اگر افضل باعتبار انفع گویم نسبت بہ بعضے اشخاص، نیز رفع تدافع می شود، چہ بعضے را تکرار کلمۂ طیبہ انفع است وبعضے را تلاوتِ قرآن مجید۔

ترجمہ: یاد رکھئے کہ اگر ہم اس حدیث میں ذکر کے عام معنی لیں یعنی غفلت کا دور کرنا اور کلمہ طیبہ کی فضیلت میں حدیث مذکور میں ذکر کے خاص متعارف معنی لیں

یعنی کلمات مخصوصہ کے ساتھ ذکر کرنا تو دونوں حدیثوں میں ظاہری تعارض ختم ہو جاتا ہے کیونکہ بعض افراد کے لئے کلمہ طیبہ کا تکرار زیادہ فائدہ مند ہے اور بعض کے لئے تلاوت قرآن حکیم زیادہ سودمند ہے۔

درجۂ سوم۔ در فضیلتِ نماز

که جامع این هر دو درجه است، یادِ اوست تعالیٰ باداء نماز که متضمن تلاوتِ قرآن مجید است و اذکار دیگر نیز، مثل تکبیرات وتسبیحات وشهادتین وتهلیل ودرود بر سیدِ انام علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام۔ ودعاء که از اعاظم عبادات ست۔ وخشوع وآداب واظهارِ لوازم بندگی که مقصود اصلی از خلقتِ انسان است، علاوه است بران۔ ومتضمن سجده است که اعظم مواطنِ قرب ست: کماورد۔

درجہ سوم۔نماز کی فضیلت:

نماز دونوں درجوں کی جامع ہے اس کی ادائیگی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی یاد تلاوتِ قرآن مجید اور دیگر اذکار کو شامل ہے مثلاً تکبیرات وتسبیحات، شہادتین تہلیل، سید الانام ﷺ پر درود شریف پڑھنا اور دعا کرنا جو سب سے عظیم عبادت ہے خشوع وآداب اور اظہار لوازم بندگی جو انسانی تخلیق کا مقصودِ اصلی ہے وہ بھی اس میں داخل ہے اسی طرح یہ سجدہ پر بھی مشتمل ہے جو قرب کا سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

۴۴: أَقْرَبُ مَايَكُونُ الْعَبْدُمِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ۔

ترجمہ: بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب کے زیادہ نزدیک ہوتا ہے۔

(مسند احمد، رقم:۹۴۶۱، صحیح مسلم، رقم:۴۸۲، سنن ابی داؤد، رقم:۸۷۵، مسند البزار، رقم:۱۵۲۴، تعظیم قدر الصلاۃ لمحمد بن نصر المروزی، رقم:۲۹۶، السنن الکبری للنسائی، رقم:۷۲۷، سنن النسائی، رقم:۱۱۳۷، معجم ابی یعلی الموصلی، رقم:۷۳، صحیح ابن حبان، رقم:۱۹۲۸، المستدرک للحاکم، رقم:۹۶۹، حلیۃ الاولیاء، ج،۶،ص،۷۱، شرح السنۃ للبغوی، رقم:۵۵۸، السنن الکبری للبیہقی، رقم:۲۶۸۶، کنز العمال، رقم:۳۳۲۸، الجامع الصغیر، رقم:۲۰۵۵)

۴۵: الساجِدُ يَسجُدُ على قَدَمَيِ اللهِ تَعالى فَلْيَسأَلْ ولْيَرْغَبْ۔

ترجمہ: سجدہ کرنے والا اللہ پاک کے قدموں میں سجدہ کرتا ہے پس اسے مانگنا چاہئے اور خوب متوجہ رہنا چاہئے۔

(الجامع الصغیر، رقم:۱۶۳۵، الفتح الکبیر، رقم:۱۳۴۰، کنز العمال، رقم:۱۸۹۲۴، جامع الاحادیث، رقم:۲۴۷۷)

۴۶: إِذاسَجَدَ العَبْدُ طَهَّرَ سُجُودُهُ مَاتحتَ جَبهَتِهِ إِلَى سَبعِ أَرَضِينَ۔

ترجمہ: جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کا سجدہ اس کی پیشانی کے نیچے سات زمینوں کو پاک کر دیتا ہے۔

(الفتح الکبیر، رقم:۱۱۳۳، کنز العمال، رقم:۱۸۹۳۴، ۱۹۷۶۲، الجامع الصغیر، رقم:۱۵۵۶، جامع الاحادیث، رقم:۲۱۰۸، الفردوس بماثور الخطاب، رقم:۱۱۴۳)

ونماز متضمن توجه مصلی ست بکعبۂ معظمه که وطن ظهور اصل ست۔ ونماز محترم لهو ولعب است که محرم است ان الصلوٰة تنهی عن الفحشآء والمنکر۔ ونماز مشتمل است بر امساک از مفطرات ثلٰث۔ ونماز موجبِ اجتماعِ مسلمانان است لله تعالیٰ که مثمر برکات است، ید الله علی الجماعة۔ نماز موجبِ طهارت است از انجاس واحداث۔ موجبِ مشی ست الی بیت الله تعالیٰ۔

قرآن در نماز زیب دیگر دارد۔ واذکار این موطن نتیجۂ دیگر۔ دعائِ این محل اسرع باجابت ست، وخشوع وآدابِ این مجموع اقرب بہدایت۔ قیام وقعود این مقام ثمرِ چندین برکات وقربات ست، ورکوع وسجود این معرکہ بہ از مشاہدہ وشہود است۔ بالجملہ اعمال کثیرۂ متبرکہ را جمع نمودہ یک عمل کردہ وحسناتِ بے عدّ را معجون کردہ بیک حسنہ نامیدہ اند۔ واز جہت ہمین جامعیت از افضلِ اعمال قرار دادہ اند۔ این ذرۂ حقیر را چہ یارا کہ از کمالاتِ نماز بیان نماید۔ این قدر میداند کہ قربے کہ در حین ادائِ آن ست بیرونِ آن نادر است کہ رو دہد۔ نماز است کہ نشانے از آن بے نشان دارد۔ مصلی کامل در حینِ ادائِ آن گویا از نشائِ دنیوی کہ مودرِ ظہوراتِ ظلیہ است می بر آید، وبنشائِ اخروی کہ موطنِ ظہور اصل است می در آید وحظے از آن معاملہ فرامیگیرد۔ لہٰذا آن را معراج مؤمن فرمودہ علیہ الصلوٰۃ والسلام، چہ در شبِ معراج آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام از دنیا گسستہ بآخرت پیوستہ بودہ اند، وقربے کہ مناسب قربِ آخرت باشد حاصل نمودہ۔ نشانِ آن قرب درین نشاء در نماز نشان دارد۔ ومتولہانِ بوادی حیرت وہجران را باین نوید فرح بخش تسکین وآرام بخشید تا بحقیقت آن پویند ومطلوب را ازان جا جویند۔ لہٰذا فرمود علیہ وعلی آلہ الصلوات التسلیمات ارحنی یا بلال، ونیز فرمودہ قرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔

ترجمہ: نماز اس بات پر مشتمل ہے کہ نمازی کی توجہ کعبہ معظّمہ کی طرف ہو جو ظہور اصلی کا مقام ہے لہو ولعب جو حرام ہیں نماز ان کو حرام کرنے والی ہے۔ (روزہ توڑنے والی تینوں چیزوں (کھانے، پینے، اور جماع کرنے) سے نماز روک دیتی ہے نماز رضاءِ الٰہی کے لئے مسلمانوں کے اجتماع کا ذریعہ ہے جو برکات کا پھل دینے والا ہے)

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ۔

ترجمہ: بے شک نماز بے حیائی اور ناپسندیدہ چیزوں سے روکتی ہے۔ (سورۃ العنکبوت:۴۵)

۴۷: يَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا دستِ رحمت جماعت پر ہے۔

(السنۃ لابن ابی عاصم، رقم:۸۱، السنن الکبری، رقم:۳۴۶۹، سنن النسائی، رقم:۴۰۲۰، المعجم الاوسط، رقم:۶۴۰۵، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم:۴۸۹، مسند الشامیین للطبرانی، رقم:۱۳۰۲، المستدرک للحاکم، رقم:۳۹۱، مسند الشہاب القضاعی، رقم:۲۳۹، شعب الایمان، رقم:۱۰۵۷۴، مجمع الزوائد، رقم:۹۱۰۰، الفتح الکبیر، رقم:۱۴۴۰۲، کنز العمال، رقم:۱۰۳۱، المطالب العالیہ، رقم:۲، ج، ۱۳، ص، ۶۱۲، الجامع الصغیر، رقم:۱۴۰۲۵، جامع الاحادیث، رقم:۲۶۷۱۲)

ترجمہ: نماز ہر قسم کی ناپاکی اور غلاظت سے پاک ہونے کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے گھر کی طرف چلنے کا سبب ہے۔ نماز کے اندر قرآن پاک کی شان ہی نرالی ہے اور اس موقع کے اذکار کا نتیجہ ہی جداگانہ ہے اس موقع پر کی گئی دعا جلد قبول ہوتی ہے خشوع وآداب کا یہ اجتماع ہدایت کے زیادہ قریب ہے۔ اس کا قیام وقعود لاتعداد برکات وقرب کا ثمر بار ہے اس معرکہ یعنی نماز کے رکوع وسجود، مشاہدہ وشہود سے زیادہ بہتر ہیں المختصر متبرک اعمال کثیرہ کو جمع کر کے عمل واحد بنا دیا گیا ہے۔ اور بے شمار نیکیوں کو یکجا کر کے ایک نام سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ ایسی جامعیت کی بنا پر یہ (نماز) تمام اعمال سے افضل قرار پائی ہے اس احقر میں یہ طاقت کہاں کہ وہ نماز کے کمالات کما حقہ بیان کر سکے البتہ یہ بندہ اس قدر جانتا ہے کہ اس کی ادائیگی کے وقت جو قربِ (الٰہی) حاصل ہوتا ہے وہ اس کے باہر شاذ

ونادر ہی ہوتا ہے یہ نماز ہی ہے جو اس بے مثال (اللہ تعالیٰ) کا نشان ہے کامل نمازی اس کی ادائیگی کے وقت جہان دنیا سے باہر نکل جاتا ہے جو جہان ظہورات ظلیہ کا محل ہے اور جہان اخروی میں داخل ہوتا ہے جو ظہورِ اصلی کا مقام ہے اور اس معاملہ سے وہ کچھ حصہ وصول کر لیتا ہے اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

۴۸: اَلصَّلَاۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ (مکتوبات امام ربانی نمبر ۲۶۰)

ترجمہ: نماز مؤمن کی معراج ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج،۱،ص،۵۵،التفسیر الکبیر،ج،۱،ص،۲۲۶، ۲۳۳،تفسیر النیسابوی، ج،۱،ص، ۱۱۴،الفواتح الالھیۃ والمفاتح الغیبیۃ، ج،۱،ص،۱۹،تفسیر روح البیان،ج،۲،ص، ۲۱۳،ج، ۴،ص،۴۲۹،ج،۶،ص، ۶۴،ج،۷،ص، ۱۷۲،ج،۸،ص،۹۸،التفسیر المظہری، ج،۶،ص،۴۱۵، ۵۳۹)

ترجمہ: حضور ﷺ نے نماز کو مؤمن کی معراج قرار دیا ہے کیونکہ معراج کی رات سرورِ دو عالم ﷺ دنیا سے الگ ہو کر آخرت سے پیوستہ ہوئے تھے اور آخرت کے ساتھ نسبت رکھنے والے قرب کو حاصل کیا تھا۔ اس قرب کی علامت اس جہانِ (فانی) میں نماز کے اندر ہے یہ (نعمتِ نماز) وادی حیرت وہجراں کے بشیفتگاں کو فرحت بخش بوند کے ساتھ سکون وآرام بخشتی ہے۔

(قرآن پاک اور حدیث پاک میں نماز کے فضائل اور اس کی خوبیاں اس لئے بیان کی گئی ہیں) تاکہ لوگ اس کی حقیقت کی طرف پوری توجہ کریں۔ اور مطلوب حقیقی کو اس جگہ تلاش کریں۔ اسی لئے سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

۴۹: قُمْ یَا بِلَالُ، فَأَرِحْنَا بِالصَّلَاۃِ۔ (ابوداؤد، کتاب الادب، رقم ۴۹۸۶)

ترجمہ: اے بلال نماز کے لئے اذان کہہ کر ہمیں راحت پہنچاؤ۔

(مسند احمد، رقم: ۲۳۱۵۴، سنن ابی داؤد، رقم: ۴۹۸۶، جامع الاصول، رقم: ۵۷۴۳، کنز العمال، رقم: ۲۰۹۵۴، جامع الاحادیث، رقم: ۱۵۲۸۷)

نیز فرمایا:

۵۰: جُعِلَ قُرَّۃُ عَیْنِي فِي الصَّلَاۃِ۔

ترجمہ: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

(مسند احمد، رقم: ۱۲۲۹۳، مسند البزار، رقم: ۶۸۷۹، تعظیم قدر الصلاۃ، رقم: ۳۲۱، السنن الکبری، رقم: ۸۸۳۶، سنن النسائی، رقم: ۳۹۳۹، مسند ابی یعلی الموصلی، رقم: ۳۴۸۲، جامع الاصول، رقم: ۲۹۱۳، المطالب العالیہ، ج، ۳،ص، ۴۹، مشکوٰۃ، رقم: ۵۳۶۱، الفردوس بماثور الخطاب، رقم: ۲۷۳۳، کنز العمال، رقم: ۱۸۹۱۲)

اکنون احادیث چند در فضائل نماز می آرد۔

ترجمہ: بندہ چند احادیث فضائل نماز کے بارے میں تحریر کرتا ہے۔

احادیثِ فضائلِ نماز۔

فضائل نماز کے بارے میں احادیث:

۵۱: إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ إِلَی الصَّلَاۃِ، فُتِحَتْ لَہٗ أَبْوَابُ الْجِنَانِ، وَکُشِفَتْ لَہُ الْحُجُبُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ رَبِّہٖ

وَاستَقبَلَه الحورُ العِينُ، مَالم يَمتَخِطْ أَوْ يتنخع

ترجمہ: جب بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لئے جنتوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اس بندے اور اس کے رب کے درمیان حائل حجابات (پردے) اٹھادئے جاتے ہیں اور خوبصورت آنکھوں والی حورین اس کی طرف متوجہ رہتی ہیں جب تک وہ ناک صاف کرنے میں یا کھانسی وغیرہ میں مشغول نہ ہو۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج،۸،ص،۲۵۰،رقم:۷۹۸۰، جامع المسانید والسنن،رقم:۱۰۸۲۸، مجمع الزوائد،رقم:۲۰۱۰، کنز العمال،رقم:۱۸۹۶۷، جامع الاحادیث،رقم:۶۵۱۳)

۵۲: إِنَّ المصلي لَيَقْرَعُ بَابَ المَلِكِ، وَإِنَّهُ مَنْ يُدِمْ قَرْعَ البَابِ يُوشِكْ أَنْ يُفْتَحَ لَهُ۔ (کنز العمال: ۷/۲۱۳)

ترجمہ: بے شک نمازی بادشاہ کے دروازے پر دستک دیتا ہے اور مسلسل دروازے پر دستک دیتا رہتا ہے تو قریب ہوتا ہے کہ اس کے لئے دروازہ کھول دیا جائے۔

(مسند الشہاب القضاعی،رقم:۱۱۵۷، کنز العمال،رقم:۱۸۹۷۰، ۲۱۶۲۱، جامع الاحادیث،رقم:۷۴۴۴، ۲۹۲۱، الفردوس بماثور الخطاب،رقم:۷۶۰)

۵۳: مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا (اى الصلاة) كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمن لم يحافظ عَلَيْهَا لم تكن لَهُ نور وَلَا برهَان وَلَا نجاة وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ۔

ترجمہ: جس نے نماز کی پابندی کی قیامت کے دن یہ نماز اس کے لئے نور (روشنی) راہنما اور نجات کا ذریعہ ہوگی اور جس نے نماز کی پابندی نہ کی۔ اس کے لئے نہ کوئی روشنی نہ برہان اور نہ ہی نجات کی کوئی راہ ہوگی۔ اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

(مسند احمد،رقم:۶۵۷۶، السنۃ لابی بکر بن الخلال،رقم:۱۱۹۶، شرح مشکل الآثار،رقم:۳۱۸۰، صحیح ابن حبان،رقم:۱۴۶۷، موارد الظمآن،رقم:۲۵۴، سنن الدارمی،رقم:۲۹۲۵، مجمع الزوائد،رقم:۱۶۱۱، اتحاف الخیرۃ المہرۃ،رقم:۷۶۶، الفتح الکبیر،رقم:۶۰۷۰، کنز العمال،رقم:۱۸۹۷۱، مشکوۃ،رقم:۵۷۸)

۵۴: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ، ثُمَّ يَقُومُ فِي صَلَاتِهِ فَيَعْلَمُ مَا يَقُولُ إِلَّا انْفَتَلَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ مِنَ الخطَايَا لَيْسَ عَلَيْهِ ذَنْبٌ۔ (کنز العمال: ۷/۲۱۴)

ترجمہ: جب کوئی مسلمان اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر نماز کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے اور جو کچھ پڑھتا ہے اس سے بخوبی آگاہ ہوتا ہے۔ (بے خبر ہو کر نماز نہیں پڑھتا) تو اس کو گناہوں سے اس طرح پاک کر دیا جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنم دیا ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی،رقم:۹۵۶، ج،۱۷،ص،۳۴۷، المستدرک للحاکم،رقم:۳۵۰۸، کنز العمال،رقم:۱۸۹۷۸، جامع الاحادیث،رقم:۲۰۷۰۳)

۵۵: الصَّلَاةُ تُسَوِّدُ وَجْهَ الشَّيْطَانِ وَالصَّدَقَةُ تَكْسِرُ ظَهْرَهُ وَالتَّحَابُّ فِي اللهِ وَالتَّوَدُّدُ فِي الْعَمَلِ يَقْطَعُ دَابِرَهُ فَإِذَا فَعَلْتُمْ ذَلِكَ تَبَاعَدَ مِنْكُمْ كَمَطْلَعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا۔

ترجمہ: نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے صدقہ اس کی کمر توڑ دیتا ہے خدا کی رضا کے لئے باہم محبت کرنا اور نیک عمل کرنے کا شوق اس کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔ جب تم ایسا کرو گے تو وہ تم سے اس طرح دور ہو جائے گا جیسے مشرق سے مغرب دور ہے۔

(الفتح الکبیر،رقم:۷۴۰۳، کنز العمال،رقم:۱۸۸۹۳، الجامع الصغیر،رقم:۷۹۹۹، جامع الاحادیث،رقم:۱۳۸۰۰، الفردوس بماثور الخطاب،رقم:۳۷۹۹)

۵۶: إِذَا أَرَادَ اللهُ بِقَوْمٍ عَاهَةً نَظَرَ إِلَى أَهْلِ المَسَاجِدِ فَصَرَفَ عَنْهُمْ۔

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو آفت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے تو مسجدوں کو نماز و ذکر سے آباد کرنے والوں کو دیکھ کر اس قوم سے عذاب پھیر دیتا ہے۔ (اہلِ مسجد

کی برکت سے قوم سے عذاب ٹال دیتا ہے)۔

(الفتح الکبیر،رقم:۶۴۸، کنز العمال،رقم:۱۸۸۹۹، الجامع الصغیر،رقم:۱۳۵۸، جامع الاحادیث،رقم:۱۲۸۴)

۵۷: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا دَخَلَ فِي صَلَاتِهِ أَقْبَلَ اللهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ فَلَا يَنْصَرِفُ عَنْهُ حَتَّى يَنْقَلِبَ أَوْ يُحْدِثَ حَدَثَ سُوءٍ۔

ترجمہ: جب آدمی نماز شروع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس شخص سے اپنی توجہ نہیں ہٹاتا یہاں تک کہ وہ نمازی اپنی توجہ خدا کی طرف سے ہٹالے یا کوئی خلافِ نماز بری حرکت کرے۔

(الجامع الصغیر،رقم:۲۴۹۴، جامع الاحادیث،رقم:۶۲۹۰، کنز العمال،رقم:۱۸۹۰۵، الفتح الکبیر،رقم:۳۰۴۵)

۵۸: إِنَّ الصَّلَاةَ وَالصِّيَامَ وَالذِّكْرَ تُضَاعِفُ عَلَى النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ

ترجمہ: بیشک نماز روزہ اور ذکرِ الٰہی اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے مقابلہ میں سات (۷۰۰) سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔

(سنن ابی داؤد ،رقم:۲۴۹۸، المستدرک للحاکم ،رقم:۲۴۱۵، السنن الکبری للبیہقی ،رقم:۱۸۵۷۴، کنز العمال ،رقم:۱۸۹۰۶، الجامع الصغیر ،رقم:۳۴۱۷، جامع الاحادیث،رقم:۶۴۸۸، الفردوس بماثور الاخطاب،رقم:۳۸۰۷)

۵۹: إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي أُتِيَ بِذُنُوبِهِ كُلِّهَا فَوُضِعَتْ عَلَى رَأْسِهِ وَعَاتِقَيْهِ فَكُلَّمَا رَكَعَ أَوْ سَجَدَ تَسَاقَطَتْ عَنْهُ۔

ترجمہ: بیشک جب بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے تمام گناہوں کو لایا جاتا ہے اور اس کے سر اور کندھوں پر انہیں رکھ دیا جاتا ہے جب وہ رکوع اور سجدہ کرتا ہے تو اس کے سارے گناہ نیچے گر جاتے ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء، ج،۶، ص،۹۹، الفتح الکبیر،رقم:۳۱۵۷، کنز العمال،رقم:۱۸۹۰۸ الجامع الصغیر،رقم:۲۵۵۱، جامع الاحادیث،رقم:۶۵۱۴)

۶۰: مَا مِنْ حَالَةٍ يَكُونُ عَلَيْهَا الْعَبْدُ أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ أَنْ يَرَاهُ سَاجِدًا يُعَفِّرُ وَجْهَهُ فِي التُّرَابِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں بندے کی سب سے پسندیدہ حالت یہ ہے کہ وہ اسے دیکھے کہ بندہ سجدے کی حالت میں اپنا چہرہ خاک آلودہ کر رہا ہے۔

(مجمع الزوائد،رقم:۱۶۷۱، الفتح الکبیر،رقم:۱۰۸۰۸، کنز العمال،رقم:۱۸۹۲۸، الجامع الصغیر،رقم:۱۱۹۵۰، جامع الاحادیث،رقم:۲۰۴۴۰)

۶۱۔ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ عَذْبٍ عَلَى بَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ فَمَا يُبْقِي ذَلِكَ مِنَ الدَّنَسِ۔

ترجمہ: پانچ نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے صاف اور میٹھے پانی کی نہر جاری ہو اور وہ دن میں پانچ مرتبہ اس میں غسل کرتا ہو تو اس کے بدن پر میل کا نام ونشان تک باقی نہیں رہتا۔

(الفتح الکبیر،رقم:۱۱۰۰۸، جامع الاحادیث،رقم:۲۰۹۸، الجامع الصغیر،رقم:۱۰۷۶۹، کنز العمال،رقم:۱۸۹۳۱)

۶۲: الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ أَوْ يَقُمْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ۔

ترجمہ: فرشتے تم میں سے نمازی آدمی کے لئے اس وقت تک دعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اپنی نماز والی جگہ پر (باوضو) موجود رہتا ہے۔ یا جب تک اٹھ کر چلا نہیں جاتا (ان کی دعا یہ ہوتی ہے) یا اللہ اس کو بخش دے، یا اللہ اس پر رحم فرما۔

(مسند البزار،رقم:۷۹۶۷، السنن الکبری للبیہقی ،رقم:۳۰۱۹، الفتح الکبیر،رقم:۱۲۶۲۵)

۶۳: إِذَا تَطَهَّرَ الرَّجُلُ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ يَرْعَى الصَّلَاةَ، كَتَبَ لَهُ كَاتِبَاهُ أَوْ كَاتِبُهُ، بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الْمَسْجِدِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ،

وَالْقَاعِدُ يَرْعَى الصَّلَاةَ كَالْقَانِتِ، وَيُكْتَبُ مِنَ الْمُصَلِّينَ مِنْ حِينِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْهِ

ترجمہ: جب کوئی آدمی وضو کرتا ہے پھر نماز کی غرض سے مسجد کی جانب چل پڑتا ہے تو جتنے قدم وہ اٹھاتا ہے ہر قدم پر کاتب فرشتہ اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور (عذر کی وجہ سے) گھر میں پڑھنے والا مسجد میں جا کر باجماعت نماز پڑھنے والے کی طرح ہے نمازی کے لئے یہ نیکیاں گھر سے خارج ہونے سے لے کر واپس لوٹنے تک (ہر قدم پر) لکھی جاتی ہیں۔

(مسند احمد ۱۷۴۴۰، السنن الکبری للبیہقی، رقم: ۴۹۷۴، مجمع الزوائد، رقم: ۲۰۷۰)

۶۴: إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ لَمْ يَرْفَعْ قَدَمَهُ الْيُمْنَى إِلَّا كَتَبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ حَسَنَةً، وَلَمْ يَضَعْ قَدَمَهُ الْيُسْرَى إِلَّا حَطَّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهُ سَيِّئَةً فَلْيُقَرِّبْ أَحَدُكُمْ أَوْ لِيُبَعِّدْ فَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ، فَصَلَّى فِي جَمَاعَةٍ غُفِرَ لَهُ، فَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا بَعْضًا وَبَقِيَ بَعْضٌ صَلَّى مَا أَدْرَكَ وَأَتَمَّ مَا بَقِيَ كَانَ كَذَلِكَ، فَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا فَأَتَمَّ الصَّلَاةَ كَانَ كَذَلِكَ۔

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی اچھی طرح وضو کرے پھر نماز کے لئے نکل کھڑا ہو تو ابھی اس نے اپنا دایاں پاؤں اٹھایا بھی نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھتا ہے اور ابھی اس نے اپنا بایاں پاؤں رکھا بھی نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ معاف کر دیتا ہے (اب اس کی مرضی ہے) کہ وہ (مسجد کے) قریب رہے یا دور اگر وہ مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرتا ہے تو اس کو بخش دیا جاتا ہے اگر وہ مسجد میں آیا اس حال میں کہ لوگوں نے کچھ نماز باجماعت ادا کر لی تھی اور کچھ نماز باقی تھی تو اس نے جو نماز باجماعت پائی ادا کر لی اور باقی کو مکمل کر لیا تو وہ (اجر اور بخشش کے لحاظ) سے ایسا ہی ہے اور اگر وہ مسجد میں آیا تو نماز باجماعت ہو چکی تھی اس نے تنہا نماز مکمل کر لی تو اس کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ (اس کو ثواب ملتا ہے اور اسے بخش دیا جاتا ہے)۔

(سنن ابی داؤد، رقم: ۵۶۳، جامع الاصول، رقم: ۷۰۸۸، کنز العمال، رقم: ۱۸۹۵۵، المسند الجامع، رقم: ۱۵۴۸۱، الجامع الصغیر، رقم: ۴۴۱، جامع الاحادیث، رقم: ۱۶۷۱، الترغیب والترھیب، رقم: ۴۶۳)

۶۵: لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ مَا لَمْ يُحْدِثْ۔

ترجمہ: بندہ نماز میں ہی شمار کیا جاتا ہے جب تک وہ مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرتا ہے اور اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔

(صحیح البخاری، رقم: ۱۷۶، جامع الاصول، رقم: ۷۰۹۹، الفتح الکبیر، رقم: ۱۳۹۵۲، کنز العمال، رقم: ۱۸۹۶۴، الجامع الصغیر، رقم: ۱۳۶۴۸،)

۶۶: أَمَّا الْوُضُوءُ فَإِنَّكَ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَغَسَلْتَ كَفَّيْكَ، فَأَنْقَيْتَهُمَا خَرَجَتْ خَطَايَاكَ مِنْ بَيْنِ أَظْفَارِكَ وَأَنَامِلِكَ، فَإِذَا مَضْمَضْتَ وَاسْتَنْشَقْتَ مَنْخِرَيْكَ وَغَسَلْتَ وَجْهَكَ وَيَدَيْكَ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَمَسَحْتَ رَأْسَكَ وَغَسَلْتَ رِجْلَيْكَ إِلَى الْكَعْبَيْنِ اغْتَسَلْتَ مِنْ عَامَّةِ خَطَايَاكَ، فَإِذَا أَنْتَ وَضَعْتَ وَجْهَكَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ خَرَجْتَ مِنْ خَطَايَاكَ كَيَوْمِ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ.

ترجمہ: وضو کی (برکت) یہ ہے کہ جب تو نے وضو کرتے ہوئے اپنی ہتھیلیوں کو دھویا اور ان دونوں کو پاک وصاف کیا تو تیرے گناہ ناخنوں اور پوروں سے خارج ہو جاتے ہیں جب تو کلی کرتا ہے اور ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرتا ہے اپنے چہرے اور بازوؤں کو کہنیوں سمیت دھوتا ہے اپنے سر کا مسح کرتا ہے اور اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت دھوتا ہے تو حقیقت میں تو اپنی عام خطاؤں کو دھو ڈالتا ہے اگر تو نے اپنے چہرے کو خدا تعالیٰ عزوجل کی خوشنودی کیلئے زمین پر رکھا تو تو گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر نکلا گویا تیری ماں نے آج ہی تجھے جنم دیا ہے۔ (سنن النسائی، رقم: ۱۴۷، جامع الاحادیث، رقم: ۵۱۹۰)

۶۷: أَبْشِرُوا، هَذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ، يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ، يَقُولُ: انْظُرُوا إِلَى عِبَادِي قَدْ قَضَوْا فَرِيضَةً، وَهُمْ يَنْتَظِرُونَ أُخْرَى۔

ترجمہ: تم اس بات کی خوشخبری دے دو کہ تمہارے پروردگار نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا ہے اور تمہاری وجہ سے فرشتوں سے فخریہ انداز میں فرماتا ہے میرے بندوں کی طرف دیکھو انہوں نے ایک فرض انجام دے لیا ہے اور وہ دوسرے فریضہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ (ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے منتظر ہیں)۔

(مسند احمد ،رقم:۶۷۵۰،سنن ابن ماجہ ،رقم:۸۰۱،مسند البزار ،رقم:۲۳۶۵،حلیۃ الاولیاء ،ج،۶،ص،۵۴،الفتح الکبیر ،رقم:۱۶۴۸،کنزالعمال ،رقم:۱۸۹۶۶،المسند الجامع ،رقم:۸۳۵۳،الجامع الصغیر،رقم:۳۶،جامع الاحادیث،رقم:۳۹۹۹۵)

۶۸: مَنْ تَوَضَّأَ، فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ غَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ، وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ، ثُمَّ قَامَ إِلَى صَلَاةٍ مَفْرُوضَةٍ غَفَرَ اللهُ لَهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ مَا مَشَتْ إِلَيْهِ رِجْلَاهُ، وَقَبَضَتْ عَلَيْهِ يَدَاهُ، وَسَمِعَتْ إِلَيْهِ أُذُنَاهُ، وَنَظَرَتْ إِلَيْهِ عَيْنَاهُ، وَحَدَّثَ بِهِ نَفْسَهُ مِنْ سُوءٍ

ترجمہ: جس نے اچھی طرح وضو کیا اور اپنے ہاتھ اپنا منہ دھویا اپنے سر اور کانوں کا مسح کیا۔ پھر فرض نماز کے لئے اٹھ کھڑا ہوا تو اس کے اس دن کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں جو چلنے سے ہوئے جو اس کے ہاتھوں کے ذریعے ہوئے جو اس کے کانوں سے صادر ہوئے جو اس کی آنکھوں نے کئے اور جو برے وسوسے اس کے دل میں پیدا ہوئے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ،ج،۸،ص،۲۶۶،رقم:۸۰۳۲،مسند احمد،رقم:۲۲۲۷۲،غایۃ المقصد فی زوائد المسند،رقم:۳۰۸،مجمع الزوائد،رقم:۱۱۲۵،۱۶۶۶،کنزالعمال ،رقم:۱۹۰۴۶،جامع الاحادیث،رقم:۲۱۸۸۱)

۶۹: إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَتَمَّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا وَالْقِرَاءَةَ فِيهَا قَالَتْ: حَفِظَكَ اللهُ كَمَا حَفِظْتَنِي ثُمَّ أُصْعِدَ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ وَلَهَا ضَوْءٌ وَنُورٌ وَفُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَإِذَا لَمْ يُحْسِنِ الْعَبْدُ الْوُضُوءَ وَلَمْ يُتِمَّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ وَالْقِرَاءَةَ قَالَتْ: ضَيَّعَكَ اللهُ مَا ضَيَّعْتَنِي ثُمَّ أُصْعِدَ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ وَعَلَيْهَا ظُلْمَةٌ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ ثُمَّ تُلَفُّ كَمَا يُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلَقُ، ثُمَّ يُضْرَبُ بِهَا وَجْهُ صَاحِبِهَا.

ترجمہ: جب بندہ اچھی طرح وضو کر لیتا ہے پھر نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے اس میں رکوع و سجدہ اور قرأت کو اچھی طرح مکمل کرتا ہے تو نماز کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری اسی طرح حفاظت فرمائے جیسے تو نے میری حفاظت کی۔ پھر اس کو آسمان کی طرف اٹھا لیا جاتا ہے اور اس کے (گرد) روشنی اور نور ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور جب کوئی بندہ اچھی طرح وضو نہیں کرتا اور نہ ہی رکوع سجدہ اور قرأت کو اچھی طرح مکمل کرتا ہے تو نماز کہتی ہے کہ خدا تجھے اسی طرح برباد کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا۔ پھر اس کو آسمان کی طرف اسی حالت میں اٹھایا جاتا ہے کہ اس کے گرد ظلمت ہوتی ہے۔ اور آسمان کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں پھر اس کو اسی طرح لپیٹا جاتا ہے جس طرح پرانا کپڑا لپیٹا جاتا ہے اور پھر یہ نماز اس نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

(مجمع الزوائد،رقم:۲۷۳۴،مسند الشامیین للطبرانی،رقم:۴۲۷،الترغیب والترھیب لقوام السنۃ،ج،۲،ص،۱۹۱۲،جامع المسانید والسنن،رقم ۵۷۳۴،کنزالعمال،رقم:۱۹۰۵۵)

۷۰: لَوْ رَأَيْتُمْ أَنَّ رَبَّكُمْ فَتَحَ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَأَرَى مَجْلِسَكُمْ مَلَائِكَتَهُ يُبَاهِي بِكُمْ وَأَنْتُمْ تَرْقُبُونَ الصَّلَاةَ

ترجمہ: اگر تم دیکھتے کہ تمہارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ کھول دیا ہے اور تمہاری مجلس فرشتوں کو دکھاتا ہے اور تمہاری وجہ سے فخر کرتا ہے۔ جب کہ تم نماز کا انتظار کرتے ہو۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج،۱۹،ص، ۳۶۳،رقم:۸۵۵،مجمع الزوائد،رقم:۲۱۳۱،کنز العمال،رقم:۱۹۰۸۶،جامع الاحادیث،رقم:۱۹۰۲۶)

۷۱۔الصَّلَاةُ المكْتُوبَةُ إِلَى الصَّلَاةِ الَّتِي قَبلَهَا كَفَّارَةٌ لما بينهما وَالجمعَةُ إِلَى الجمعَةِ الَّتِي قَبلَهَا كَفَّارَةٌ لمابينَهُما، وَالشَّهرُ إِلَى الشَّهرِ كفارة لما بينهما الَا من ثلاثٍ:الاشراک بالله ،وترک السنّة ،ونکث الصفقة، قیل:یارسول الله !امّا الاشراک بالله فقد عرفناه ،فما نکث الصفقة ،وترک السنّة؟قال:امّا نکث الصفقة،فان تبایع رجلا بیمینک ثمّ تخالف الیه فتقاتله بسیفک ،و امّا ترک السّنة ،فالخروج من الجماعة

ترجمہ: ایک فرض نماز پہلی فرض نماز کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے ایک جمعہ ماقبل جمعہ کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے، ایک مہینہ سے دوسرے مہینہ کے درمیان میں کفارہ ہے، مگر تین گناہ معاف نہیں ہوتے شرک باللہ ترک سنت اور بحث صفقہ۔آپ سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ شرک باللہ کے بارے میں تو ہمیں معلوم ہے مگر نکث صفقہ اور ترک سنت کیا ہے؟ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ نکث صفقہ یہ ہوتا ہے کہ تم کسی آدمی کے ساتھ بیعت کرو پھر توڑ دو۔اور اس کے ساتھ تلوار لے کر قتال کرو۔اور ترک سنت جماعت سے جدا ہونا ہے۔

(شعب الایمان،رقم:۳۳۴۸،المستدرک للحاکم،رقم:۷۶۶۵،مسند احمد،رقم:۷۱۲۹،فضائل الاوقات للبیہقی ،رقم:۴۸،کنز العمال،رقم:۱۹۰۵۷،جامع الاحادیث،رقم:۱۳۷۹۸)

۷۲: قُرآن في صَلَاة خير من قُرآن في غير صَلَاة وَقُرآن في غير صَلَاة خير مما سواهُ من الذّكر والذكر خير من الصدقة والصدقة خير من الصيام والصيام جنة حصينة من النار، ولا قول إلا بعمل ولا قول ولا عمل إلا بنية ولا قول ولا عمل ولا نية إلا باتباع السنة". (أبو نصر السجزي) في الابانة عن أبي هريرة وقال: غريب المتن والإسناد۔

ترجمہ: نماز کے اندر پڑھا گیا قرآن بہتر ہے اس سے جو نماز کے بغیر پڑھا گیا ہو اور نماز کے باہر پڑھا گیا قرآن بہتر ہے اس سے جو اس کے علاوہ باقی ذکر ہیں، ذکر صدقہ سے بہتر ہے صدقہ نفلی روزوں سے بہتر ہے روزے آگ سے بچنے کی ڈھال ہیں قول عمل ہی سے معتبر ہے قول وعمل نیت کے بغیر قابل قبول نہیں قول عمل اور نیت اتباع سنت کے بغیر کچھ نہیں، (ابونصر نے ابانہ میں اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کا متن اور سند غریب ہے)۔

(کنز العمال،رقم:۲۴۲۸،جامع الاحادیث،رقم:۱۵۱۷۱)

۷۳: مَنْ اسْتَمَعَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ طَاهِرًا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَمَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فِي صَلَاةٍ قَاعِدًا كُتِبَتْ لَهُ خمسونَ حَسَنَةً، وَمُحِيَتْ عَنْهُ خمسونَ سَيِّئَةً، وَرُفِعَتْ لَهُ خمسونَ دَرَجَةً، وَمَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فِي صَلَاةٍ قَائِمًا كُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَرُفِعَتْ لَهُ مِائَةُ دَرَجَةٍ، وَمَنْ قَرَأَ فَخَتَمَهُ كَتَبَ اللهُ عِنْدَهُ دَعْوَةً مجابَةً مُعَجَّلَةً أَوْ مُؤَخَّرَةً۔ (کنز العمال: ۱/۴۸۲)

ترجمہ: جس نے باوضو کتاب اللہ سے ایک حرف سماعت کیا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور اس کے دس د[illegible] بلند کئے جاتے ہیں اور جس نے کتاب اللہ سے ایک حرف نماز میں بیٹھ کر پڑھا اس کے لئے پچاس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ پچاس گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور

اس کے پچاس مراتب بلند کئے جاتے ہیں۔اور جس نے ایک حرف کتاب اللہ سے نماز میں کھڑے ہوکر تلاوت کیا اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اس کے سو گناہ معاف ہوتے ہیں اور اس کے سو مراتب بلند کئے جاتے ہیں اور جس نے اس کی تلاوت کی اور اس کو مکمل طور پر ختم کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی ایک دعا اسی وقت قبول فرماتا ہے یا اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے۔

(شعب الایمان، رقم:۱۹۱۸، کنز العمال، رقم:۲۴۲۹، جامع الاحادیث، رقم:۴۵۷۱۸، الکامل فی ضعفاء الرجال، ج، ۳، ص، ۲۸۴)

فصل اوّل:

هر کدام ازین درجات ثلاثه ذکر را هنگامے ست و موسمے که در آن موسم حسن بیشتر دارد و سود مندتر است از غیر آن موسم۔ سالک تا در صددِ قطع مدارجِ قرب است، کلمۂ طیبه بحالِ او انسب است۔ وبعد از وصول، تلاوتِ قرآن مجید و نماز علی تفاوت الاوقات۔

در ابتداء بعد فرائض و سنن مؤکده غیر ذکرے که از پیر کامل مکمل اخذ کرده است هیچ چیز مجوز نیست۔ در توسط عبادات دیگر هم در بعضے اوقات مجوز است، لیکن بیشتر اهتمام باید بکلمۂ طیبه داشته باشد۔

ومنتهی محکومِ وقت نیست بلکه حاکم است بر وقت، معاملۂ او جداست پس باید که اوقات را بذکر مستغرق دارد، ذکر قلبی، بود یا لسانی۔ ذکر قلبی هر چند دوام پذیرد وملکه شود، ذکر لسانی را از دست نه دهد وظاهر با باطن جمع سازد۔ در خلوات بتکرارِ کلمۂ طیبه لا اله الا الله باز بحضورِ دل بسر برد۔ حضرت قطب المحققین وارث المرسلین حضرت ایشانِ ما قدسنا الله بسره به بعضے از دوستان تا پنج هزار بار در شبانروزے بتکرار این کلمۂ مبارکه امر می فرمودند۔

فصل اوّل:

ذکر کے ان تینوں درجات (کلمہ طیبہ پڑھنا تلاوت کرنا اور نماز پڑھنا) کا مخصوص وقت اور ایام ہیں ذکر ان اوقات مخصوصہ میں دیگر اوقات کی نسبت بہت زیادہ حسن وخوبی رکھتا ہے اور بہت ہی زیادہ سودمند ہے۔ سالک جب تک مدارجِ قرب طے کرتا رہتا ہے اس وقت تک کلمہ طیبہ اس کے حال سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ وصول (الی اللہ) کے بعد تلاوت قرآن مجید اور مختلف اوقات میں نماز اس کے حال کے ساتھ زیادہ مناسبت رکھتی ہے۔

شروع میں (بندہ کو چاہئے) کہ فرائض وسننِ مؤکدہ کے بعد وہ ذکر کرے جو اس نے اپنے پیر کامل سے اخذ کیا ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور ذکر کی اجازت نہیں۔ درمیان میں بعض دیگر عبادات کی بھی اجازت ہے۔ لیکن زیادہ اہتمام کلمہ طیبہ (کے پڑھنے) کا کرنا چاہئے۔

منتہی وقت کا محکوم نہیں بلکہ وہ تو وقت کا حاکم ہے اس کا معاملہ علیحدہ ہے اس کو چاہئے کہ وہ اوقات کو ذکر میں مشغول رکھے۔ خواہ ذکرِ قلبی ہو یا ذکرِ لسانی۔ ذکرِ قلبی پر اگرچہ اس کو دوام اور ملکہ حاصل ہو بھی جائے (تب بھی) ذکرِ لسانی کو ترک نہ کرے۔ ظاہر کو باطن کے ساتھ ہم آہنگ (مطابق) کرے۔ اپنی خلوتوں میں کلمہ طیبہ کا تکرار کرے اور ان (خلوتوں) کو حضورِ دل کے ساتھ بسر کرے۔ حضرت قطب المحققین وارث المرسلین حضرت اعلیٰ (مجدد الف ثانی) قدسنا اللہ بسرہ اپنے بعض احباب کو رات اور دن میں پانچ ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

فصل دوم: در ادعیۂ موقتہ صبح و مسا، نوم و یقظہ۔

فصل دوم: صبح وشام اور سونے، جاگنے کے وقت کی دعائیں۔

۱۔ دعا صبح۔

صبح کی دعا:

أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذَا الْيَوْمِ فَتْحَهُ وَنَصْرَهُ وَنُورَهُ وَبَرَكَتَهُ وَهُدَاهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيهِ وَمِنْ شَرِّ مَا بَعْدَهُ

ترجمہ: ہم اور سارا ملک اللہ رب العالمین کی رضا کے لئے صبح کے وقت میں داخل ہوئے اے میرے اللہ میں تجھ سے اس روز کی بہتری یعنی اس روز کی فتح مدد اور اس روز کے نور برکت اور ہدایت کا سوال کرتا ہوں اور ان چیزوں کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو اس میں ہیں اور جو اس کے بعد ہوں گی۔

(سنن ابی داؤد، رقم: ۵۰۸۴، مشکوٰۃ، رقم: ۲۴۱۲، جامع الاحادیث، رقم: ۱۳۹۷، الجامع الصغیر، رقم: ۳۵۳، کنز العمال، رقم: ۳۴۹۴، الفتح الکبیر، رقم: ۷۳۰، مسند الشامیین للطبرانی، رقم ۱۶۷۵، المعجم الکبیر، رقم: ۳۴۵۳)

۲۔ دعاء صبح و مسا۔

صبح وشام کی دعا:

اَللّٰهُمَّ إِنَّا أَصْبَحْنَا نُشْهِدُكَ، وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ، وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ، أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ

ترجمہ: اے اللہ ہم نے صبح کی اس حال میں کہ ہم تجھے اور تیرے حاملین عرش کو تیرے فرشتوں کو اور تیری تمام مخلوق کو گواہ بناتے ہیں اس بات پر کہ تو اللہ ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات پر کہ حضرت محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔

(شرح السنۃ للبغوی، رقم: ۱۳۲۳، الادب المفرد، رقم: ۱۲۰۱، سنن ابی داؤد، رقم: ۵۰۶۹، ۵۰۷۸، سنن الترمذی، رقم: ۳۵۰۱، السنن الکبری للنسائی، رقم: ۹۷۵۳، الدعاء للطبرانی، رقم: ۲۹۷، المعجم الاوسط، رقم: ۷۲۰۵، مجمع الزوائد، رقم: ۱۷۰۱۶، کنز العمال، رقم: ۳۴۹۲، الجامع الصغیر، رقم: ۱۲۵۰۶، الفردوس، رقم: ۱۸۹۲)

۳۔ ایضا دعا۔ صبح و مسا۔

صبح وشام:

اللّٰهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِي مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ

ترجمہ: اے اللہ جو بھی کوئی نعمت مجھے یا تیری کسی بھی مخلوق کو آج صبح ملی ہے وہ صرف تیری ہی طرف سے ہے تو واحد ہے تیرا کوئی شریک نہیں لہٰذا تیری ہی سب تعریف ہے اور تیرے لئے ہی سب شکر ہے۔

لیکن در شام بجائے مَا أَصْبَحَ وَ أَصْبَحْنَا وَ أَصْبَحَ مَا أَمْسٰى، وَ أَمْسَيْنَا وَ أَمْسٰى ہر کہ بوقت صبح دعا مذکور بخواند شکر تمام آں روز بجا آوردہ باشد۔

جوشخص مذکورہ دعا کو صبح کے وقت پڑھے گا اس دن وہ کامل شکر گزار ہوگا۔

اگر یہ (مذکورہ) دعائیں شام کو پڑھے تو پہلی دعا میں اَصْبَحَ وَاَصْبَحْنَا کی جگہ اَمْسٰی اور اَمْسَیْنَا دوسری دعا میں اَصْبَحْنَا کی جگہ اَمْسَیْنَا اور تیسری دعا میں مَا اَصْبَحَ کی جگہ مَا اَمْسٰی پڑھے۔

۴۔ ایضا دعا صبح و مسا۔

دعا صبح وشام:

بِسْمِ اللهِ ذِی الشَّانِ عَظِیْمِ الْبُرْهَانِ شَدِیْدِ السُّلْطَانِ مَاشَآءَ اللهُ کَانَ اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ (کنز العمال ۳۸۶۲)

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو ذیشان، عظیم برہان اور شدید سلطان ہے جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی شیطان سے پناہ مانگتا ہوں۔

۵۔ ایضا صبح و مسا۔ سُبْحَانَ اللهِ وَ بِحَمْدِهٖ صد بار، وصد بار سُبْحَانَ اللهِ وصد بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وصد بار لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وہ بار درود وہ بار لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ بخواند و نیز سورۂ اخلاص و معوذتین بخواند و در روایتے سہ بار۔

صبح شام سو بار: سُبْحَانَ اللهِ وَ بِحَمْدِهٖ (ترغیب: ۱/۴۵۷)

ترجمہ: اللہ پاک ہے اور میں اس کی تعریف بیان کرتا ہوں۔

سو بار: سُبْحَانَ اللهِ (ترغیب: ۱/۴۵۴)

ترجمہ: اللہ پاک ہے۔

سو بار: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں۔

سو بار: اَللّٰهُ اَکْبَرُ

ترجمہ: اللہ بہت بڑا ہے۔

سو بار: لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

درود شریف دس مرتبہ۔ (ترغیب: ۱/۴۸۵)

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ (کنز العمال: رقم: ۷: ۳۶۰)

ترجمہ: گناہ سے بچنے اور نیکی پر چلنے کی طاقت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

سورۂ اخلاص (**قل ھو اللہ احد** آخر تک) اور معوذتین (**قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب الناس**) بھی ایک ایک مرتبہ پڑھے اور ایک روایت کے

مطابق تین مرتبہ پڑھے۔(ترغیب:۱/۴۴۷)

۶۔ صبح ومسا۔

ترجمہ: صبح وشام کی دعا۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّآمَاتِ الَّتِیْ لَایُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّوَّلَا فَاجِرٌمِّنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَبَرَاَ وَذَرَاَ (کنزالعمال:۱/۱۶۵)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کی جن سے نہ تو نیک اور نہ ہی بدکار تجاوز کرسکتا ہے پناہ مانگتا ہوں ہر چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی جس کو اس نے صحیح وجود بخشا اور جس کو اس نے عالم میں پھیلایا۔

۷۔ بوقت صبح وشام بخواند۔

صبح اور شام کے وقت پڑھے:

یاحَیُّ یاقَیّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغیث، أَصْلِحْ لی شَأْنی كُلَّه، وَلاتَكِلْنی إِلی نَفْسی طَرْفَةَ عَین (ترغیب:۱/۵۵۷)

ترجمہ: اے زندہ اور قائم رکھنے والے تیری رحمت کا واسطہ دے کر فریاد کرتا ہوں کہ میرے کام سنوار دے اور مجھے پلک جھپکنے کے برابر بھی میرے نفس کے سپرد نہ فرما۔

۸۔ صبح وشام بخواند۔

ترجمہ: صبح وشام پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ، وَاَنْتَ تَهْدِیْنِیْ، وَاَنْتَ تُطْعِمُنِیْ وَ اَنتَ تَسْقِیْنِی، وَاَنْتَ تُمِیْتُنِیْ، وَاَنْتَ تُحْیِینِی (ترغیب:۱/۴۵۸)

ترجمہ: اے اللہ تو نے، مجھے پیدا کیا تو مجھے ہدایت فرماتا ہے تو مجھے کھلاتا ہے تو مجھے پلاتا ہے تو مجھے مارے گا اور تو ہی مجھے زندہ رکھے گا۔

۹۔ سہ بار۔

ترجمہ: تین بار یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ عَافِنِی فِی بَدَنِی، اَللّٰهُمَّ عَافِنِی فِی سَمْعِی، اَللّٰهُمَّ عَافِنِی فِی بَصَرِی، لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ (مشکاۃ، ص، ۲۱۲)

ترجمہ: اے اللہ تو مجھے جسمانی صحت وعافیت عطا فرما اے اللہ تو میری قوت سماعت میں عافیت اور سلامتی عطا فرما۔اے اللہ تو میری بینائی میں عافیت وسلامتی عطا فرما۔تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

۱۰۔ صبح وشام سید الاستغفار بخواند۔

ترجمہ: صبح وشام سید الاستغفار پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآاِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَاعَبْدُكَ وَاَنَاعَلٰی عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُلَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ

فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (ترغیب:۱/۴۴۹،۴۴۸)

ترجمہ: الٰہی تو میرا رب ہے۔کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے تیرے تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد اور تیرے وعدہ پر اپنی طاقت کے مطابق قائم ہوں میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس کام کے شر سے جو میں نے کیا میں اعتراف کرتا ہوں تیرے سامنے تیری ان نعمتوں کا جو تو نے مجھ پر فرمائی ہیں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں پس تو میرے گناہ بخش دے اس لئے کہ تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا۔

۱۱۔ سہ بار صبح و مسا، برابر است کہ در تشہدِ نماز بخواند یا بیرونِ نماز لیکن اگر در نماز بخواند بہتر بود۔

تین بار صبح و شام پڑھے: خواہ نماز کے اندر حالت تشہد میں پڑھے یا نماز کے باہر پڑھے لیکن ان کلمات کو نماز کے اندر پڑھے تو بہت بہتر ہے۔

وہ کلمات یہ ہیں:

رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا (ترغیب:۱/ ۴۵۳)

ترجمہ: میں اللہ کو رب، اسلام کو دین اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کو نبی ماننے پر راضی ہوں۔

۱۲۔ ہفت بار۔

سات بار

حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ (ترغیب:۱/۴۵۱)

ترجمہ: مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

۱۳۔ صبح و مساسہ بار۔

صبح و شام تین بار:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ (ترغیب:۱/ ۴۵۰)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کی پورے کلمات کے واسطہ سے اس کی پناہ لیتا ہوں اس کی مخلوق کے شر سے۔

۱۴۔ صبح و مساسہ بار۔

صبح و شام تین بار:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ترغیب:۱/۴۵۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ (ہم نے صبح یا شام کی) جس کے نام کے ساتھ زمین اور آسمان کی کوئی شئ نقصان نہیں دے سکتی وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

وفی الحدیث۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

مَنْ قَالَ بِسْمِ اللهِ الَّذِی لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْأَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ثلاث مرّات، لَمْ تُصِبْہُ فُجَاءَۃُ بَلَآءٍ حَتّٰی یُصْبِحَ وَمَنْ قَالَھَا حِیْنَ یُصْبِحُ لَمْ تُصِبْہُ فُجَاءَۃُ بَلَآءٍ حَتّٰی یُمْسِیَ (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی، رقم ۱۵)

ترجمہ: جو شخص یہ کلمات شام کو تین مرتبہ پڑھے گا تو صبح تک ہر قسم کی مصیبت اور دکھ سے محفوظ رہے گا۔ جو ان کو صبح کیوقت پڑھے گا تو شام تک ہر قسم کی مصیبت سے بچا رہے گا۔

ودر روایتے۔

دوسری روایت میں ہے:

مَا من عبد يَقُول في صباح كل يَوْم وَمَسَاء كل لَيْلَة بِسم الله الَّذِي لَا يضر مَعَ اسْمه شَيْء في الأَرْض وَلَا في السَّمَاء وَهُوَ السَّمِيع الْعَلِيم ثَلَاث مَرَّات فيضره شَيْء (ترغیب ۱/۴۵۱)

ترجمہ: جو بندہ یہ کلمات ہر روز صبح اور ہر رات شام کو تین تین بار پڑھ لیتا ہے کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

۱۵۔ صبح ومسا یکبار آیۃ الکرسی واین آیات۔

صبح اور شام ایک بار آیۃ الکرسی اور ایک بار یہ آیت۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

حٰمٓ، تَنْزِیْلُ الْکِتَابِ مِنَ اللهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ، غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ ؕ لَآ إِلٰهَ إِلَّا ھُوَ ؕ إِلَیْهِ الْمَصِیْرُ (سورۃ المؤمن، آیت ۱، ۳)

ترجمہ: حا۔میم اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو زبردست ہے سب کچھ جاننے والا ہے گناہ بخشنے والا ہے اور توبہ قبول فرمانے والا۔ سخت سزا دینے والا۔ فضل وکرم فرمانے والا ہے۔ نہیں کوئی معبود اس کے سوا اسی کی طرف (سب نے) لوٹنا ہے۔ (مشکاۃ رقم ۲۱۴۴)

فَسُبْحٰنَ اللهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ، وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ، یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَکَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ

ترجمہ: سو پاکی بیان کرو اللہ تعالیٰ کی جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو اور اسی کے لئے ساری تعریفیں ہیں۔ آسمانوں میں اور زمین میں نیز (پاکی بیان کرو) سہ پہر کو اور جب تم دوپہر کرتے ہو نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد اور یونہی (قبروں سے) تمہیں نکالا جائے گا۔ (سورۃ الروم، آیت ۱۹، ۱۷) (مشکاۃ رقم ۲۳۹۴)

قُلِ ادْعُوا اللهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ أَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا، وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا (سورۃ الاسراء، آیت ۱۱۰، ۱۱۱)

ترجمہ: آپ فرمائیے یا اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر پکارو۔ جس نام سے اسے پکارو اس کے سارے نام ہی اچھے ہیں اور نہ تو بلند آواز سے نماز پڑھو اور نہ بالکل

آہستہ پڑھوا سے۔اور تلاش کروان دونوں کے درمیان (معتدل) راستہ اور آپ فرمایئے سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے نہیں بنایا (کسی کو اپنا) بیٹا اور نہیں ہے جس کا کوئی شریک۔حکومت وفرمانروائی میں۔اور نہیں ہے اس کا کوئی مددگار درماندگی میں۔اور اس کی بڑائی بیان کرو کمال درجہ کی بڑائی۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

ترجمہ: اور جو (خوش بخت) ڈرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ سے۔بنا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے نجات کا راستہ۔اور اسے (وہاں سے) رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔اور جو (خوش نصیب) اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو اس کے لئے وہ کافی ہے۔بیشک اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کرنے والا ہے مقرر کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کیلئے ایک اندازہ۔(سورۃ الطلاق، آیت، ۲، ۳) (تفسیر الدر المنثور)

فی الحدیث۔

حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ قَرَاَ فِیْ صُبْحٍ اَوْ مَسَآءٍ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ الآیۃ لم یَمُت قَلْبُه ذٰلِكَ الْیَوْم وَلَا فی تلك اللیلة (رواہ الدیلمی عن ابی موسیٰ)

ترجمہ: جو شخص قل ادعوا اللہ والی آیت صبح وشام پڑھے گا اس کا دل نہ تو اس دن مردہ ہوگا اور نہ ہی رات کو۔

وسہ سہ بار این استعاذہ بخواند۔

تین تین بار یہ استعاذہ پڑھے:

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم۔(ترغیب: ۴۴۷، ۴۴۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جو سننے والا اور جاننے والا ہے میں اس کے ہاں شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں۔

واین آیات۔

اور یہ آیات تلاوت کرے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهٰدَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ، هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ، هُوَ اللّٰهُ الْخٰلِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

ترجمہ: اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔جاننے والا ہر چھپی ہوئی اور ہر ظاہر چیز کا وہی بہت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔سب کا بادشاہ نہایت مقدس سلامت رکھنے والا امان بخشنے والا نگہبان عزت والا ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا متکبر ہے۔پاک ہے اللہ تعالیٰ اس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں۔وہی اللہ سب کا خالق سب کو پیدا کرنے والا (سب کی مناسب) صورت بنانے والا ہے سارے خوبصورت نام اسی کے ہیں۔اس کی تسبیح کر رہے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہی عزت والا حکمت والا ہے۔(سورۃ الحشر ۲۲، ۲۴) (ترغیب ۱/ ۴۴۸، ۴۴۷)

ونیز ہر صبح ومسا بخواند۔

نیز یہ دعا بھی صبح وشام پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے دنیا وآخرت کی خیر وعافیت کا سوال کرتا ہوں۔

۱۶۔ صبح ومسا۔

صبح اور شام یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی دِینِی وَدُنْیَایَ وَأَھْلِی وَمَالِی، اللّٰھُمَّ اسْتُرْعَوْرَتِی، وَآمِنْ رَوْعَتِی، وَاحْفَظْنِی مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِی، وَعَنْ یَمِینِی، وَعَنْ شِمَالِی، وَمِنْ فَوْقِی، وَأَعُوذُبِكَ اللّٰھُمَّ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِی۔ وقال وکیع یعنی الخسف۔

ترجمہ: یا اللہ میں تجھ سے معافی اور عافیت چاہتا ہوں اپنے دین میں دنیا میں اپنے اہل وعیال اور مال میں اے اللہ! تو میرے عیبوں کی پردہ پوشی فرمادے اور میرے خوف وپریشانی کو امن وامان سے بدل دے اے اللہ! تو میری حفاظت فرما میرے سامنے سے اور پیچھے سے میرے دائیں وبائیں سے اور میرے اوپر سے۔ میں تیری عظمت کی پناہ لیتا ہوں۔ اس بات سے کہ میں اپنے نیچے کی جانب سے اچانک ہلاکت میں ڈالا جاؤں۔ اور حضرت وکیع فرماتے ہیں نیچے سے ہلاکت کا مطلب زمین میں دھنسایا جانا ہے) (مشکاۃ ص،۲۱)

۱۷۔ **بوقت صبح بخواند۔**

صبح کے وقت پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِی وَاَھْلِی وَمَالِی۔ (الاذکار: ص:۷۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ (صبح کر رہا ہوں) جس نے میری جان میرے خاندان اور میرے مال میں برکت عطا فرمائی۔

۱۸۔ **ھر کہ وقت شام بخواند۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نُوْحٍ وَّعَلٰی نُوحِ السَّلَامُ۔ اورا کژدم در آن شب نگزد۔**

جو شخص شام کے وقت یہ کلمات پڑھے گا۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نُوْحٍ وَّعَلٰی نُوحِ السَّلَامُ۔ (کنز العمال: ۲/ ۱۵۷، ۱۵۸)

ترجمہ: حضرت نوح علیہ السلام پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتی ہو۔

اس رات اس کو بچھو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

۱۹۔ **ھر کہ بوقت صبح بخواند۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔ ھزار بار، بخرید نفس خود را از حق تعالیٰ۔**

جو شخص صبح کے وقت سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔ ایک ہزار مرتبہ پڑھتا ہے اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ سے خرید لیتا ہے اور آخرت میں جہنم کی آگ سے اللہ تعالیٰ کا آزاد ہو گا۔ (ترغیب: ۱/ ۴۵۷)

۲۰۔ بوقت صباح این دعا بخواند۔

صبح کے وقت یہ دعا پڑھے:

رَبِّيَ اللهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ، وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، مَا شَاءَ اللهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ أَشْهَدُ أَنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَنَّ اللهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، أَعُوذُ بِاللهِ الَّذِي يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ رَبِّي آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا، إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ، (عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی رقم، ۵۸)

ترجمہ: میرا رب اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے اسی پر توکل کیا۔ اور وہی عرش عظیم کا رب ہے وہ جو چاہے وہی ہوتا ہے اور جو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔ گناہ سے بچنے کی اور نیکی پر چلنے کی طاقت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو نہایت ہی بلند اور عظمت والا ہے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق ہر چیز پر قادر ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا اپنے علم کے لحاظ سے احاطہ کئے ہوئے ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں پناہ کا طلب گار ہوں جو آسمان کو زمین کے اوپر گرنے سے روکتا ہے (وہ گر سکتا ہے) مگر اس کی اجازت کے ساتھ۔ (الٰہی یہ طلب پناہ) ہر ذی روح شے کے شر سے ہے جو تیرے قبضۂ قدرت میں ہے بیشک میرا رب سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی فرمانے والا ہے۔

۲۱۔ بوقتِ صبح۔

صبح کے وقت یہ پڑھے:

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَصْبَحْتُ مِنْكَ فِي نِعْمَةٍ وَعَافِيَةٍ وَسِتْرٍ، فَأَتِمَّ عَلَيَّ نِعْمَتَكَ وَعَافِيَتَكَ وَسِتْرَكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (الاذکار، ص، ۷۸)

ترجمہ: اے اللہ میں نے صبح کی تیری طرف سے ملنے والی نعمت وعافیت اور پردہ پوشی کی صورت میں پس تو مجھ پر اپنی نعمت بخشش اور پردہ پوشی دنیا وآخرت میں مکمل فرما۔

۲۲۔ بست وپنج بار و بروایتے بست وهفت بار هر روز بخواند۔

پچیس بار پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ ستائیس بار پڑھے:

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

ترجمہ: اے اللہ مجھے بھی بخش دے اور تمام مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں کو بھی بخش دے۔ (حصن: ص: ۱۱۹)

۲۳۔ هر روز صد بار بخواند۔

ہر روز سو بار پڑھے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ،

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ (مجمع الزوائد: ۱/ ۸۸)

۲۴۔ هر روز صد بار بخواند۔

ہر روز سو بار پڑھے:

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ من قالها مائة مرة كان امانا من الفقر واستامن الوحشة واستجلب الغناء واستقرع باب الجنة (کنز العمال ۲/۵۸، ۵۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جو شہنشاہ ہے حق ہے اور شے کو واضح کرنے والا ہے۔ جس نے ان کلمات کو سو مرتبہ کہا تو وہ فقر سے محفوظ ہو گیا اس نے وحشت سے پناہ مانگی غنا کو پانے کی تمنا کی اور جنت کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

۲۵۔ هر روز بخواند۔

روزانہ پڑھے:

سُبْحَانَ الْقَائِمِ الدَّائِمِ، سُبْحَانَ الْحَيِّ الْقَيُّومِ، سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوتُ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنا وَ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَ الرُّوحِ، سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْأَعْلٰى، سُبْحَانَه وَتَعَالٰى۔ مَن قَالَهَا كُلَّ يَومٍ مَرَّةً لَم يَمُت حتّٰى يَرَى مَكَانَه مِنَ الجَنَّةِ اَو يُرَى لَه

ترجمہ: میں اس ذات کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں جو قائم ودائم ہے میں اس کی پاکیزگی کا اقرار کرتا ہوں جو زندہ ہے اور قائم رہنے والا ہے۔ میں اس کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں جو اس شان سے زندہ ہے کہ اس کو موت نہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں جو عظمت والا ہے اور سب تعریفیں اسی کو زیبا ہیں جو سب سے زیادہ پاکیزہ ومقدس ہے تمام فرشتوں اور روح کا رب ہے جو پاک ہے سب سے بلند وبالا ہے۔ وہ پاک اور بلند ہے۔
جس نے ان کلمات کو ہر روز ایک مرتبہ پڑھا وہ مرنے سے قبل جنت میں اپنا محل دیکھے گا یا فرمایا اسے دکھا دیا جائے گا۔ (کنز العمال، رقم ۳۸۸۶)

۲۶۔ هر روز خواند۔

ہر روز پڑھے:

صَلَوَاتُ اللهِ عَلٰى اٰدَمَ۔ (کنز العمال: رقم: ۳۸۷۱)

ترجمہ: حضرت آدم علیہ السلام پر اللہ کی رحمت ہو۔

ادعیۂ نوم ویقظہ۔ چون خواهد که بخواب رود با وضو باشد وفراش خود را سه بار به پارچه پاک کند و (۱) سورۂ فاتحه وآیة الکرسی وآمن الرسول تا آخر السورة وچهار قل۔

سوتے وقت اور بیدار ہوتے وقت کی دعائیں:

جب سونے لگے تو اچھی طرح وضو کرے اور اپنے بستر کو تین مرتبہ کسی کپڑے کیساتھ صاف کرے۔ (حصن: ص: ۱۲۸)

(۱) سورۃ فاتحہ۔ (ترغیب: ۲/۳۶۹)

آیۃ الکرسی۔(الاذکار:ص:۸۵)

آمن الرسول تا آخر سورۃ بقرۃ۔(ترغیب:۲/۳۷۲)

قل یا ایھا الکافرون تا آخر۔(الاذکار:ص:۸۶)

قل ھو اللہ احد تا آخر۔(ترغیب:۲/۳۴۹)

قل اعوذ برب الفلق تا آخر قل اعوذ برب الناس تا آخر۔(بخاری:رقم:۵۴۱۶)

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا (تفسیر ابن کثیر، سورۃ الاسراء، آیت، ۱۱۱)

ترجمہ: ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے نہ تو کسی کو بیٹا بنایا اور نہ کوئی اس کی سلطنت میں شریک ہے اور درماندگی کی وجہ سے کوئی اس کا مددگار نہیں۔ اور اس کی کمال درجہ بڑائی بیان کرو۔(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: رقم ۷۳۵)

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (سورۃ آل عمران:۱۸)

وانا اشھد بما شھد اللہ واستودع اللہ ھذہ الشھادۃ وھی عند اللہ ودیعۃ۔(تفسیر ابن کثیر، ج۱، ص، ۳۵۳)

ترجمہ: شہادت دی اللہ تعالیٰ نے (اس بات کی کہ) بے شک نہیں کوئی معبود سوائے اس کے اور (یہی گواہی دی) فرشتوں نے اور اہل علم نے (ان سب نے یہ بھی گواہی دی کہ وہ) قائم فرمانے والا ہے عدل وانصاف کو۔نہیں کوئی معبود سوائے اس کے جو عزت والا اور حکمت والا ہے۔

(حضور ﷺ فرماتے ہیں) اور میں بھی گواہی دیتا ہوں اس بات کی جس کی گواہی اللہ تعالیٰ نے دی اور میں اس گواہی کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور یہ اللہ کے پاس امانت ہے۔

وبخواند

اور پڑھے۔

(۲)سی وسہ بار۔

سُبْحَانَ اللہ:۳۳بار۔

وسی وسہ بار۔

اَلْحَمْدُ للہ:۳۳بار۔

وسی وچہار بار۔

اللہُ اَکْبَرْ بخواند۔

اللہُ اَکْبَرْ:۳۴بار۔(حصن:ص:۱۳۰)۔پڑھے۔

(۳)دہ بار۔

دس مرتبہ: لاَحَوْلَ وَلاَقُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ۔ (ترغیب: ۲/۴۴۳)

ترجمہ: گاہ سے بچنے اور نیکی پر چلنے کی طاقت صرف اللہ کی طرف سے ہے۔

وسہ بار:

تین بار پڑھے: أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِی لاَإِلٰهَ إِلاَّ هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّومُ وَأَتُوبُ إِلَیْهِ (الاذکار: ۸۷)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتا ہوں جس کی شان یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ جو زندہ ہے قائم رکھنے والا ہے میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

ویک بار۔ خواند۔

ایک بار یہ کلمات پڑھے:

لاَإِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَشَرِیْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَعَلٰی كُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ، وَلاَحَوْلَ وَلاَقُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَإِلٰهَ اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اسی کے لئے سب تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے گناہ سے بچنے اور نیکی پر چلنے کی طاقت صرف اللہ کی طرف سے ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ (ترغیب: ۱/۴۱۴)

(۴)هر دو کفِ دست خود را جمع کند و سورۂ اخلاص و معوذتین خوانده دران بدمد، ومسح کند بهر دو دستِ خود تمام جسدِ خود را تا هر جا تواند، شروع از سر و رو کند، سه بار این چنین کند۔ وچون بخواب رود پهلوئِ راست بنهد و دست راست زیر رخسارۂ راست دارد پس ازان بخواند۔

اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں جمع کر کے سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھے اور ہتھیلیوں پر دم کرے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سارے جسم پر جہاں تک ممکن ہو پھیرے سر اور چہرہ سے شروع کرے تین مرتبہ اسی طرح کرے پھر جب سونے لگے تو دائیں پہلو پر لیٹے اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھے۔ (حصن حصین: ص: ۱۳۱)

مذکورہ عمل کر چکے تو پھر یہ پڑھے: بِسْمِ اللهِ وَضَعْتُ جَنْبِیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاَخْسَأْ شَیْطَانِیْ وَفُكَّ رِهَانِیْ وَثَقِّلْ مِیزَانِیْ وَاجْعَلْنِیْ فِیْ النَّدِیِّ الأَعْلٰی

ترجمہ: میں نے اللہ کے نام سے اپنا پہلو رکھا اے اللہ تو میرے گناہ معاف فرما اور شیطان کو مجھ سے دور کر دے میری گردن کو ہر ذمہ داری سے عہدہ برآ فرما، میرے اعمال کا پلڑا بھاری کر دے اور مجھے اعلیٰ اور بلند مجلس والوں میں شامل فرما۔

اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی ط

ترجمہ: اے اللہ میں تیرا نام لے کر مرتا اور جیتا ہوں۔ (حصن، ص ۱۳۰)

۶۔ سہ بار

تین بار یہ کلمات پڑھے:

اَللّٰھُمَّ قِنِی عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ

ترجمہ: اے اللہ مجھے اپنے عذاب سے بچا لینا جس دن تو اپنے بندوں کو قبروں سے اٹھائے گا۔ (حصن، ص، ۱۲۹)

۷۔ و این دعا بخواند۔

اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْأَرْضِ، وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَیْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی، وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِیلِ وَالْفُرْقَانِ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَیْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِیَتِهِ، اَللّٰھُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَیْسَ فَوْقَكَ شَیْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُونَكَ شَیْءٌ، اقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ (حصن حصین ۱۳۶، ۱۳۷)

ترجمہ: اے اللہ! آسمانوں کے رب، زمین اور عرش عظیم کے رب، ہمارے اور ہر چیز کے پروردگار، دانہ اور گٹھلی کے پھاڑنے والے (اگانے والے) توراۃ، انجیل اور قرآن پاک کو نازل فرمانے والے میں ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ لیتا ہوں جو تیرے قبضۂ قدر میں ہے۔ اے اللہ تو ہی اول ہے۔ پس تجھ سے پہلے کچھ نہیں تو ہی آخر ہے تیرے بعد کچھ نہیں۔ تو ہی ظاہر ہے تجھ سے بلند کوئی شئ نہیں اور تیرے بغیر کچھ بھی نہیں۔ ہمارا قرض اتار دے مفلسی کو ہم سے دور کر کے ہمیں غنی کر دے۔

۸۔ ونیز بخواند۔

پھر یہ دعا پڑھے۔

اللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْلَمْتُ نَفْسِی إِلَیْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِی إِلَیْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِی إِلَیْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِی إِلَیْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَیْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَیْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِی أَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّكَ الَّذِی أَرْسَلْتَ (البخاری مع الفتح ۱۱/۱۱۳ و مسلم، ۴/۲۰۸۱ ترغیب ۱/۴۱۰)

ترجمہ: اے اللہ میں نے اپنا نفس (جان) تیرے سپرد کر دی اور تیری طرف اپنا منہ کیا اور تجھے ہی اپنا کام سونپا میں نے تیرا ہی سہارا لیا۔ تیری نعمتوں کی طرف رغبت رکھتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے تیرے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں اور جائے نجات نہیں میں تیری کتاب پر ایمان لایا۔ جو تو نے نازل فرمائی ہے اور تیرے نبی پر ایمان لایا جس کو تو نے بھیجا ہے۔

۹۔ این دعاء را آخر کلام خود کند۔

اور سونے سے قبل یہ دعا ہی اس کا آخری کلام ہونا چاہئے۔

دعائِ یقظہ۔ چون چشم از خواب بیدار شود این کلمہ بگوید۔

بیدار ہوتے وقت کی دعائیں:

جب نیند سے آنکھ بیدار ہو تو یہ کلمہ پڑھے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اللہ ہی کی ذات پاک ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ گناہ سے بچنے اور نیکی پر چلنے کی طاقت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

بعدہ بگوید۔

ترجمہ: اس کے بعد پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ

ترجمہ: اے اللہ مجھے بخش دے۔ (ترغیب ۱/۴۲۱)

یا دعائِ دیگر کند مستجاب شود۔ پس اگر وضو سازد و نماز گذارد نماز او مقبول گردد۔ و اگر چیزے مکروھے را در خواب بیند پس بجانب چپ خود سہ بار بدمد و بگوید۔

اس (مذکورہ دعا) کے علاوہ کوئی اور دعا کرنا چاہئے کرے دعا قبول ہوگی پھر اگر وضو کر کے نماز ادا کر لے تو وہ بھی قبول ہوتی ہے۔ (حصن حصین: ۱۴۶)

اگر کوئی ناپسندیدہ چیز خواب میں دیکھے تو اپنے بائیں جانب تین بار تھوکے اور یہ کلمات کہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَمِنْ شَرِّهَا

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے ہاں شیطان اور اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ (حصن حصین ۱۴۱)

وبھیچ کس نگوید، ھرگز او را ضرر نرساند۔ ودر روایت دیگر است کہ پھلوئِ خود را بگرداند، ودر روایتے آنکہ برخیزد وبہ نماز مشغول شود۔

ترجمہ: اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے اس کو یہ خواب نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ اپنا پہلو بدل دے اور ایک روایت کے مطابق اٹھ کھڑا ہو اور نماز میں مشغول ہو جائے۔ (ترغیب: ۲/۴۵۵، حصن حصین: ۱۴۱، ۱۴۲)

واگر در خواب بترسد ویا وحشتے یابد خواب نیاید پس بگوید۔

ترجمہ: اور اگر خواب میں ڈر جائے یا کوئی گھبراہٹ ہو یا نیند نہ آئے تو یہ کلمات پڑھے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ (ترغیب ۲/۴۵۶،۴۵۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے واسطہ سے میں اللہ کے غضب سے اس کے عذاب سے اس کے بندوں کے شر سے شیطانوں کے وسوسوں سے اور اپنے پاس ان کے آنے سے پناہ مانگتا ہوں۔

مروی ست کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تلقین میکرد این کلمات مذکور را بہ پسران عاقل خود، وبر کاغذ نوشتہ مے بست بسپرانِ خورد خود۔

روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اپنے ہوش مند اور بڑے بچوں کو مذکورہ کلمات پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے اور کاغذ پر لکھ کر چھوٹے بچوں کے گلے میں باندھ دیتے تھے۔ (حصن حصین: ۱۴۲)

ونیز برائے ترس وحشت در خواب۔

نیز خواب کے اندر ڈرنے یا گھبرانے کی صورت میں یہ کلمات پڑھے:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ، إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ!

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی جن سے نہ نیک تجاوز کر سکتا ہے نہ بدکار، پناہ مانگتا ہوں۔ اس چیز کی برائی سے جو آسمان سے اترتی ہے آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے۔ اس چیز کی برائی سے (پناہ مانگتا ہوں) جو زمین کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ اور جو اس سے خارج ہوتی ہے رات اور دن کے فتنوں کے شر سے (پناہ مانگتا ہوں) اور شب و روز میں آنے والوں کے شر سے (پناہ مانگتا ہوں) سوائے خیر کے ساتھ آنے والے شخص کے اے رحمن! (حصن ۱۴۲، ۱۴۳)

برائے بے خوابی۔

بے خوابی کی صورت میں یہ کلمات پڑھے:

اللَّهُمَّ رب السَّمٰوَات السَّبع وَمَا أظلت وَرب الْأَرَضين وَمَا أقلت وَرب الشَّيَاطِين وَمَا أضلت كن لي جارا من شَرّ خلقك أَجْمَعِينَ أَن يفرط عَليّ أحد مِنْهُم أَو أَن يطغى عزجارك وتبارك اسْمك۔

ترجمہ: اے اللہ اے سات آسمانوں کے رب اور ہر اس مخلوق کے رب جن پر یہ (سات آسمان) سایہ کئے ہوئے ہیں اور ساتوں زمینوں کے مالک اور ہر اس مخلوق کے رب جس کو وہ (زمینیں) اٹھائے ہوئے ہیں تمام شیاطین اور ان لوگوں کے پروردگار جن کو انہوں نے (شیاطین نے) گمراہ کر رکھا ہے۔ تو اپنی تمام مخلوق کے شر سے میرا محافظ اور پناہ دینے والا بن جا۔ تاکہ مجھ پر ان میں سے کوئی زیادتی یا سرکشی نہ کرے۔ تیرا پناہ دیا ہوا (شخص) ہی غالب اور محفوظ رہتا ہے تیرا نام بابرکت ہے۔ (ترغیب ۲/۴۵۷)

نیز: یہ دعا بھی پڑھے۔

اللَّهُمَّ غارَتِ النُّجُومُ وَهَدأتِ العُيُونُ وأنْتَ حَيٌّ قَيُّومٌ لاتَأخُذُكَ سِنَةٌ وَلانَوْمٌ، یاحیُّ یاقَیُّومُ أَهْدِئْ لَیْلی، وأنِمْ عَیْنِی

ترجمہ: اے اللہ! ستارے دور چلے گئے۔ اور آنکھوں نے آرام لیا۔ تو زندہ ہے۔ قائم رہنے والا ہے۔ تجھے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ اے زندہ اور قائم رہنے والے اس رات کو مجھے آرام دے اور میری آنکھ کو سلا دے۔ (حصن، ص ۱۴۴)

بوقتِ بیداری بخواند۔

بیدار ہوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الّذی أَحْیانا بَعْدَ مَا أَماتَنا وَإلیهِ النُّشُوْرُ

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ فرمایا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

فصل سوم: در آدابِ نماز و ادعیہ۔ چون برائے نماز تہجد برخیزد بخواند۔

فصل سوم: آدابِ نماز اور دعاؤں کا بیان:

جب انسان تہجد کے لئے اٹھے تو یہ کہے:

اللَّهُمَّ لَكَ الحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ، وَلَكَ الحَمْدُ أَنْتَ الحَقُّ وَوَعْدُكَ الحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ المُقَدِّمُ، وَأَنْتَ المُؤَخِّرُ، لاَإِلَهَ إِلَّا أَنْتَ۔

ترجمہ: اے اللہ اے ہمارے رب تیرے لئے ہی تمام تعریفیں ہیں تو ہی آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے سب کو سنبھالنے والا ہے۔ اے اللہ تیرے لئے ہی سب تعریفیں ہیں تو ہی آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے ان سب کا بادشاہ ہے۔ اے اللہ تیرے لئے ہی سب تعریفیں ہیں۔ تو ہی آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے سب کو منور فرمانے والا ہے۔ تیرے لئے ہی سب تعریفیں ہیں تو برحق ہے تیرا وعدہ برحق ہے تجھ سے ملنا برحق تیرا فرمان برحق ہے۔ جنت و دوزخ برحق ہیں۔ سارے انبیاء اور حضرت محمد مصطفی ﷺ برحق ہیں اور قیامت برحق ہے۔ اے اللہ میں نے تیرے آگے گردن جھکا دی تجھ پر ایمان لایا تجھی پر بھروسہ کیا۔ میں نے تیری طرف رجوع کیا۔ تیری رضا کے لئے کسی کے ساتھ جھگڑا کرتا ہوں تیری طرف فریاد لے کر آتا ہوں۔ اے اللہ تو ہی ہمارا رب ہے۔ تیری طرف ہی ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔ لہٰذا تو مجھے بخش دے۔ جو کچھ میں نے پہلے کیا اور جو کچھ بعد میں۔ جو کچھ پوشیدہ کیا اور جو کچھ اعلانیہ اور اس فعل کو بھی معاف فرما دے جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے اور تو ہی میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (حصن ص، ۱۵۳، ۱۵۲)

واگر در شب بیدار شود و خواهد که باز بران فراش بخواب رود، باید که آن فراش را سه بار بگوشهٔ جامهٔ خود بیفشاند، بعده پهلوئ خود را بران بنهد و بگوید۔

ترجمہ: اور اگر رات کے کسی حصے میں بیدار ہو اور دوبارہ اسی بستر پر سونے کا ارادہ ہو تو اپنے کپڑے سے بستر کو تین مرتبہ جھاڑے۔ (کیونکہ اسے علم نہیں شاید کوئی نقصان دہ چیز آ گئی ہو) پھر اس پر سوئے اور یہ دعا پڑھے۔

بِاسْمِكَ رَبِّی وَضَعْتُ جَنْبِی، وَبِكَ أَرْفَعُه، فَإِن أَمْسَكْتَ نَفْسِی فارْحَمْها، وَإِنْ أَرْسَلْتَها فاحْفَظْها بِما تَحْفَظُ بِه عِبادَكَ الصّالِحِين

ترجمہ: اے اللہ میں نے تیرا نام لے کر اپنا پہلو رکھا تیری مدد سے اس کو اٹھاؤں گا۔ تو (سوتے میں) اگر میری جان روک لے تو اس پر رحم فرما۔ اگر واپس عطا فرمادے تو تو اس کی ایسی حفاظت فرما جیسی تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔ (حصن، ص، ۱۴۸)

در آدابِ خلاء:

چنانچہ در کتاب مبین است نیک بجا آرد و چون بخلاء در آید بسم اللہ بگوید۔

طہارت کے آداب

جس طرح قرآن مجید میں ہے (اس حکم کے مطابق) اچھی طرح اس کو بجالائے۔

بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے کہے:

بِسْمِ اللهِ۔ (حصن: ص: ۱۴۸)

وبگوید۔

اور اس کے بعد یہ کلمات کہے:

اللّٰهُمَّ إِنِّی أَعوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبائِث۔ (حصن: ص: ۱۴۹)

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں سے وہ مرد ہوں یا عورت۔

وچون برآید بگوید۔ غُفْرانَك و نیز بگوید۔

ترجمہ: جب باہر آئے تو کہے: غُفْرانَك پھر یہ کہے:

ونیز بگوید۔

ترجمہ: اور نیز یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِی

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دینے والی چیز دور کی اور مجھے آرام دیا۔ (حصن: ص: ۱۴۹)

در وضو اسباغ نماید و بے ضرورت سخن دنیوی در اثنائِ آن نگوید و ابتداء به، بِسْمِ اللهِ الْعَظِیْمِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ کند۔

وضو: وضو اچھی طرح کرے اور اس کے دوران دنیاوی گفتگو نہ کرے اس کی ابتداء ان کلمات سے کرے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو عظمت والا ہے سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ اس نے مجھے دین اسلام پر (قائم) رکھا۔

وبخواند۔

ترجمہ: اس کے بعد یہ کلمات کہے:

۱۴۳۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ۔

ترجمہ: اے اللہ تو میرے گناہ بخش دے اور میرے گھر میں وسعت دے اور میرے رزق میں برکت دے۔ (رواہ النسائی فی عمل الیوم من السنن الکبری ۶/ ۲۴)

وچون پا بشوید بگوید۔

ترجمہ: جب اپنے پاؤں دھوئے تو یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَيَّ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ فِيْهِ الْأَقْدَامُ

ترجمہ: اے اللہ تو مجھے ثابت قدمی عطا فرما جس روز قدم ڈگمگائیں گے۔

وبعد از فراغِ وضو نظر بجانبِ آسمان کند و بگوید۔

وضو سے فارغ ہو کر نظر آسمان کی طرف اٹھائے اور یہ کلمات کہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ (حصن، ص، ۱۵۰)

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

ونیز بگوید۔

ترجمہ: نیز یہ دعا بھی پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ط (حصن، ص، ۱۵۰)

ترجمہ: اے اللہ تو مجھے توبہ کرنے والوں میں سے کر دے اور خوب پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں شامل فرما۔

اس کے ساتھ یہ دعا بھی پڑھے:

سُبْحانَكَ اللَّهُمّ وبحَمْدِكَ أَشْهدُ أَنْ لا إله إلا أَنْت أَسْتغْفِرك وَأَتوبُ إِلَيْك

ترجمہ: اے اللہ تو پاک ہے۔ اور میں تیری حمد بیان کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تجھ سے بخشش کا طلبگار ہوں اور تیرے

سامنے توبہ کرتا ہوں۔(حصن،ص،۱۵۱)

نمازِ تہجد۔ اقل آن چہار رکعت است واکثر آن دوازدہ رکعت اگر وتر را اول شب ادا کردہ است والا دہ رکعت است وسہ وتر کہ مجموعۂ آن سیزدہ رکعت مے شود۔ودر نماز تہجد ہر قدر کہ طول قرأت کند وقرآن زیادہ بخواند زیباست۔واستغفار آن وقت از دست نہ دہد، وتضرع وزاری آن ہنگام را مغتنم شمرد۔

نمازِ تہجد: تہجد کی کم سے کم رکعت کی تعداد چار ہے۔اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت جب کہ اس نے وتر رات کے پہلے حصہ میں ادا کئے ہوں ورنہ دس رکعت تہجد اور تین رکعت وتر ہیں جن کا مجموعہ تیرہ رکعت بنتا ہے۔تہجد میں (انسان) جتنی لمبی قرأت کرے اور جتنا زیادہ قرآن پڑھے اتنا ہی اچھا ہے۔اور اس وقت استغفار پڑھنا نہ بھولے عاجزی کرنے اور آنسو بہانے کو اس وقت غنیمت سمجھے۔

کتانی قدس سرہ گفتہ:ان للہ ریحا تسمی الصبیحۃ مخزونۃ عند العرش تہب عند الاسحار تحمل الانین والاستغفار الی عند الملک الجبار۔

ترجمہ: حضرت کتّانی (متوفی ۳۲۲ھ) قدس سرہ نے فرمایا: کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا پیدا کی ہے جس کو صبیحہ کہتے ہیں۔وہ عرش کے نزدیک موجود رہتی ہے۔اور وہ سحری کے وقت چلتی ہے وہ لوگوں کی آہ وزاری اور استغفار کو اٹھا لے جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کر دیتی ہے۔

نماز تہجد وقیام اللیل فضیلت بسیار دارد۔فی الحدیث:

نماز تہجد اور قیام اللیل کے بارے میں کئی احادیث ہیں۔حدیث شریف میں ہے:

(۱)أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو صلاۃ داؤد علیہ السلام سب سے زیادہ پسند ہے اور اللہ تعالیٰ کو صیام داؤد علیہ السلام سب سے زیادہ پسند ہیں آپ آدھی رات سوتے تھے اور رات کا تیسرا حصہ قیام فرماتے تھے اور اس کا چھٹا حصہ سوتے تھے۔آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرمایا کرتے تھے۔(ترغیب ۱/۴۲۶،۴۲۷)

(۲)أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ عِشْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ، وَأَحْبِبْ مَنْ أَحْبَبْتَ فَإِنَّكَ مُفَارِقُهُ، وَاعْمَلْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَجْزِيٌّ بِهِ وَاعْلَمْ أَنَّ شَرَفَ الْمُؤْمِنِ قِيَامُهُ بِاللَّيْلِ وَعِزَّهُ اسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ النَّاسِ (الجامع الصغیر ۱/۶)

ترجمہ: میرے پاس جبریل آئے اور کہا اے محمد ﷺ جیسے آپ کی رضا ہو اس طرح زندگی بسر فرمایئے آپ نے بھی وصال فرمانا ہے جس کے ساتھ آپ کی مرضی ہو محبت فرمایئے بالآخر آپ اس سے جدا ہونے والے ہیں جو عمل بھی آپ کی تمنا ہو کیجئے آپ کو اس کی جزا ملے گی۔آپ خوب جان لیں کہ مؤمن کی عظمت رات کے وقت اس کا قیام ہے اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیاز ہونا ہے۔

(۳)کان رسول اللہ ﷺ یقوم حتی ترم قدماہ فقیل لہ: ای رسول اللہ ﷺ اتصنع ھذا وقد جآء ک من اللہ ان قد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر؟ قال: افلا اکون عبدا شکورا۔

ترجمہ: نبی پاک ﷺ اس قدر قیام فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج جایا کرتے تھے آپ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ آپ اس قدر (قیام) کا اہتمام کیوں کرتے ہیں؟ حالانکہ آپ کے پاس یہ مژدہ پہنچ چکا ہے کہ آپ اگلے پچھلے تمام الزامات سے بری ہیں (آپ معصوم ہیں) آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے رب کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔ (ترغیب:۱/۴۲۶)

(۴) أفضل الليل جوف الليل الآخر، ثم الصلاة مقبولة إلى صلاة الفجر، ثم لا صلاة إلى طلوع الشمس، ثم الصلاة مقبولة إلى صلاة العصر، ثم لا صلاة حتى تغرب الشمس، قيل: يا رسول الله كيف صلاة الليل؟ قال: مثنى مثنى قيل: كيف صلاة النهار؟ قال: أربعا أربعا، ومن صلى على صلاة كتب الله له قيراطا، والقيراط مثل أحد، وإن العبد إذا قام يتوضأ فغسل كفيه خرجت ذنوبه، من كفيه، ثم إذا مضمض واستنشق خرجت ذنوبه من خياشيمه، ثم إذا غسل وجهه خرجت ذنوبه من وجهه وسمعه وبصره، ثم إذا غسل ذراعيه خرجت ذنوبه من ذراعيه، ثم إذا مسح برأسه خرجت ذنوبه من رأسه، ثم إذا غسل رجليه خرجت ذنوبه من رجليه، ثم إذا قام إلى الصلاة خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه. (کنزالعمال ۷/ ۵۶۲)

ترجمہ: آخری رات کا درمیانی حصہ ساری رات سے افضل ہے پھر نمازِ مقبولہ (تہجد) سے لے کر نمازِ فجر تک کا عرصہ افضل ہے۔ پھر نمازِ فجر سے طلوع شمس تک کوئی نماز نہیں۔ پھر صلاۃ مقبولہ سے صلوٰۃ عصر تک کا عرصہ افضل ہے۔ پھر اس کے بعد سورج غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں۔ آپ سے دریافت کیا گیا یارسول اللہ ﷺ صلوٰۃ اللیل کیسے ادا کی جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: دو دو رکعتوں کی صورت میں۔

آپ سے عرض کی گئی کہ دن کی نماز کس طرح ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا: چار چار رکعتوں کی صورت میں۔ اور جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس کو ایک قیراط ثواب عطا فرمائے گا۔ اور قیراط احد کی مثل ہے بندہ جب وضو کرنے کیلئے اٹھتا ہے اور اپنی ہتھیلیوں کو دھوتا ہے تو اس کے وہ گناہ خارج ہوجاتے ہیں جو اس نے ہاتھوں سے کئے ہوتے ہیں

پھر جب وہ کلی کرتا ہے تو منہ سے کئے گئے گناہ خارج ہوجاتے ہیں جب ناک میں پانی ڈال کر صاف کرتا ہے تو نتھنوں سے کئے ہوئے گناہ خارج ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کانوں اور آنکھوں کے گناہ خارج ہوجاتے ہیں۔ پھر جب وہ اپنے بازو دھوتا ہے تو اس کے بازو کے گناہ خارج ہوجاتے ہیں پھر جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے۔

تو اس کے سر کے گناہ خارج ہوجاتے ہیں پھر جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ خارج ہوجاتے ہیں پھر جب وہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہے۔ (کنزالعمال، رقم:۲۱۴۴۶)

(۵) مكتوب في التوراة لقد أعدّ الله للذين تتجافى جنوبهم عن المضاجع ما لم ترعين، ولم تسمع أذن، ولم يخطر على قلب بشر، وما لا يعلمه ملك مقرب ولا نبي مرسل قال: ونحن نقرؤها: (فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ) (ترغیب ۱/ ۴۳۶)

ترجمہ: تورات میں لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے کوئی خاص چیز تیار کر رکھی ہے جو اپنے پہلوؤں کو اپنے بستروں سے جدا رکھتے ہیں اس (خاص چیز) کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا اور نہ ہی کسی بشر کے دل میں اس کے بارے میں کبھی کوئی خیال آیا نہ ہی اس کو مقرب

فرشتہ جانتا ہے اور نہ ہی کوئی نبی مرسل۔ اور ہم اس کو پڑھتے ہیں **فلا تعلم الخ** یعنی کوئی نفس نہیں جانتا اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک سے متعلق جو کچھ پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

(۶)لَا حَسَدَ اِلَّا عَلٰی اثْنَیْنِ رَجُل اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ یَقُوْمُ بِهٖ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَ اٰنَآءَ النَّهَارِ وَرَجُل اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ یُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَار

ترجمہ: دوآدمیوں کے سوا کسی پر رشک کرنا جائز نہیں ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ قرآن پاک عطا فرمایا وہ شب وروز (حالت نماز میں) قیام کر کے پڑھتا ہے اور ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور وہ اس کو شب وروز (اس کی راہ میں) خرچ کرتا ہے۔ (ترغیب ۱/۴۳۸)

(۷)ینزل ربنا تبارک وتعالیٰ کل لیلة الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الاٰخر یقول من یدعنی فاستجیب له من یسالنی فاعطیه من یستغفرنی فاغفر له

ترجمہ: ہمارا پروردگار ہر رات آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرماتا ہے یہانتک کہ آخری رات کا ثلث باقی رہ جاتا ہے وہ فرماتا ہے کون مجھ سے دعا کرتا ہے؟ کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون میرے حضور سوالی بن کر آتا ہے؟ کہ میں اس کو (اپنے خزانہ کرم سے) عطا کروں۔ کون مغفرت کا طلب گار ہے؟ کہ اس کی مغفرت کروں۔ (مشکاۃ ۱۲۲۳)

(۸)ثلاثة یضحک الله الیهم الرجل اذا قام باللیل یصلی والقوم اذا صفوا فی الصلاة والقوم اذا صفوا فی قتال العدو

ترجمہ: تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ تبسم فرماتا ہے (ان پر اپنی نظر رحمت فرماتا ہے) وہ شخص جو رات کے وقت نماز پڑھنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور وہ لوگ جو نماز کے لئے صف بندی کرتے ہیں اور وہ لوگ جو دشمن (دین) کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے صف بندی کرتے ہیں۔

(مشکاۃ رقم، ۱۲۲۸، ص، ۲۰۹)

فی فضیلت القرآن فی اللیل

رات کو قرآن پڑھنے کی فضیلت:

من قَرَأَ عشر آیَات فِي لَیْلَة لم یکْتب من الغافلین وَمن قَرَأَ مائَة آیَة کتب لَهُ قنوت لَیْلَة وَمن قَرَأَ مِائَتي آیَة کتب من القانتین وَمن قَرَأَ أَرْبَعمائَة آیَة کتب من العابدین وَمن قَرَأَ خمسمائَة آیَة کتب من الحافظین وَمن قَرَأَ سِتمائَة آیَة کتب من الخاشعین وَمن قَرَأَ ثَمانمائَة آیَة کتب من المخبتین وَمن قَرَأَ ألف آیَة أصبح لَهُ قِنْطَار وَالْقِنْطَار ألف وَمِائَتَا أُوقِیَة وَالْأُوقِیَة خیر مما بَین السَّمَاء وَالْأَرْض أَو قَالَ خیر مما طلعت عَلَیْهِ الشَّمْس وَمن قَرَأَ ألفي آیَة کَانَ من الموجبین رَوَاهُ الطَّبَرَانِي (ترغیب ۱/۴۴۰، ۴۴۱) قال الحافظ من قراءة سورة تبارک الذی الی اخر القرآن، الف ایة

ترجمہ: جس نے دس آیت (قرآنی) رات کے وقت تلاوت کیں تو اسے غافلین میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ جس نے سو آیات رات کو تلاوت کیں تو اسے ساری رات قیام کرنے والا شمار کیا جائے گا۔ جس نے دوسو آیات تلاوت کیں تو اس کا نام قانتین (قیام کرنے والوں) میں لکھا جائے گا۔ جس نے چار سو آیات

تلاوت کیں اس کو عابدین میں سے شمار کیا جائے گا۔ جس نے پانچ سو آیات پڑھیں تو اس کا شمار حافظین میں ہوگا۔ جس نے چھ سو آیات پڑھیں تو اس کا نام خاشعین ض (خدا سے ڈرنے والوں) میں درج کیا جائے گا۔ جس نے آٹھ سو آیات کی تلاوت کی تو اس کا شمار مخبتین (حد درجہ عاجزی وانکساری کرنے والوں) میں ہوگا۔ جس نے ہزار آیات پڑھیں تو اس کے لئے ایک قنطار ہوگا۔ ایک قنطار ایک ہزار دو سو اوقیے کا ہوتا ہے۔ اور اوقیہ زمین وآسمان کے مابین جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اوقیہ ہر چیز سے بہتر ہے جس پر سورج چمکتا ہے اور جس نے دو ہزار آیات پڑھیں موجبین (عمل صالحہ کے ذریعہ اپنے اوپر جنت لازم کر لینے والوں) میں ہوگا۔ حافظ منذری کا بیان ہے کہ سورۃ تبارک الذی سے آخر قرآن تک ایک ہزار آیات ہیں۔

فضیلت اداءِ نماز در مسجد۔

مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت:

صَلَاة في مَسْجِدي تعدل بِعشْرَة آلَاف صَلَاة وَصَلَاة في المسْجِد الحرَام تعدل بِمائَة ألف صَلَاة وَالصَّلَاة بِأَرْض الرِّبَاط تعدل بألفي ألف صَلَاة وَأكْثر من ذَلِك كُله الركعتان يُصَلِّيهما العَبْد في جَوف اللَّيْل لَا يُرِيد بهما إِلَّا مَا عِنْد الله عز وَجل

ترجمہ: میری مسجد (مسجد نبوی) میں ایک نماز (کا ثواب) دس ہزار نمازوں کے برابر ہے مسجد حرام میں ایک نماز (کا ثواب) سو ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد (مسجد کی بونڈری لائن) کی زمین پر ادا کی گئی نماز (کا ثواب) بیس لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ مگر ان سے بھی زیادہ (ثواب کے لحاظ سے) دو رکعت ہیں جو بندہ نصف رات کو پڑھتا ہے۔ جبکہ رضائے الٰہی کے سوا اس کا ان دو رکعتوں سے کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ (ترغیب، ۱/۴۳۰)

سنتِ فجر در خانہ گذارد خانہ را بآن نور منور کند، در رکعتِ اولیٰ سورۃ الکافرون و در ثانیہ سورۃ اخلاص بخواند۔ (ترغیب: ۱/۲۹۸)

ترجمہ: فجر کی سنتیں اپنے گھر میں ادا کرے۔ اور گھر کو ان کے نور سے منور کر دے۔ پہلی رکعت میں سورۃ کافرون دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھے۔

بعد از فراغِ سنت نشستہ سہ بار بخواند۔

ترجمہ: سنتوں سے فارغ ہو کر تین بار اسی جگہ بیٹھ کر یہ کلمات پڑھے:

اللَّهُمَّ رب جِبْرِيل وَمِيكَائِيل وإسرافيل وَمُحَمَّدٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ (حصن، ص، ۱۶۳)

ترجمہ: اے اللہ! جبریل، اسرافیل، میکائیل علیہم السلام اور حضرت محمد ﷺ کے رب! میں آگ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

بجانبِ مسجد بسکون ووقار رود اضطراب نہ نماید، وھیبت در دل داشتہ باشد کہ در حضور عظیم الشانے قہارے مے روم، وبشوق وامید رود کہ وھاب ورحیم است وودود وکریم است۔

ترجمہ: پھر مسجد کی طرف نہایت وقار اور سکون سے چلتا ہوا آئے اضطراب کا مظاہرہ نہ کرے اور یہ خوف دل میں رکھے کہ میں عظیم الشان قہار کے حضور جا رہا ہوں اس امید اور شوق سے چلتا جائے (کہ میں جس کے حضور جا رہا ہوں) وہ وہاب (بہت عطا فرمانے والا) رحیم (نہایت مہربان) ودود (بہت محبت کرنے والا) اور کریم ہے۔

بهنگام بر آمدن از خانه بخواند۔

ترجمہ: جب گھر سے نکلنے لگے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ (حصن،ص، ۱۶۴)

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُبِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نَضِلَّ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نُظْلِمَ أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا (حصن،ص،۱۶۵)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر نکلتا ہوں، میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا: اے اللہ ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ ہمارے قدم ڈگمگا جائیں یا کوئی ہمارے قدم ڈگمگادے یا ہم بے راہ ہو جائیں یا ہم ظلم کریں یا کوئی ہم پر ظلم کرے یا ہم جہالت کا کام کریں یا کوئی ہمارے ساتھ جاہلانہ برتاؤ کرے۔

ونیز بخواند۔

ترجمہ: اور نیز یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِيْ نُوْرًا وَّخَلْفِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا (حصن،ص،۱۶۶)

ترجمہ: اے اللہ میرے دل میں، بینائی میں، شنوائی (سننے کی طاقت) میں نور پیدا کردے، میرے دائیں اور بائیں کو نور کردے میرے پیچھے نور کردے اور میرے لئے نور مقرر فرمادے۔

واین کلمات گویان روان شود۔

ترجمہ: اور یہ کلمات کہتا ہوا مسجد کی طرف روانہ ہو جائے۔

سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ، اَسْتَغْفِرُ اللهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جو عظمت والا ہے اس کی تسبیح بیان کرتا ہوں میں اس سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کے لئے متوجہ ہوتا ہوں۔

وچون بمسجد در آید بگوید۔

ترجمہ: اور جب مسجد میں داخل ہونے لگے تو یہ پڑھے:

بِسْمِ اللهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رحمتك۔ (حصن،ص،۱۶۹)

ترجمہ: میں اللہ کا نام لے کر (مسجد) میں داخل ہوتا ہوں اللہ کے رسول ﷺ پر سلام ہو۔ اے اللہ حضرت محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر درود بھیج۔ اے اللہ میرے گناہ معاف فرمادے۔ اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

ونیز بگوید۔

ترجمہ: اور یہ دعا بھی پڑھے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَسَهِّلْ لَّنَا اَبْوَابَ رِزْقِكَ (حصن،ص،۱۶۸)

ترجمہ: اے اللہ ہم پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور ہم پر اپنے رزق کے دروازے آسان فرما۔

وچون از مسجد بر آید بخواند۔

ترجمہ: اور جب مسجد سے باہر آئے تو پڑھے:

بِسْمِ اللهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ (حصن، ص، ۱۷۱)

ترجمہ: میں اللہ کا نام لے کر مسجد سے نکلتا ہوں اللہ کے رسول ﷺ پر سلام ہو۔ اے اللہ حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل پر درود بھیج۔ اے اللہ میرے گناہ معاف فرمادے اور اپنے فضل وکرم کے دروازے مجھ پر کھول دے۔

نمازِ فجر کے بعد ذکر:

بعد نماز فجر تا طلوع آفتب مشتغل بذکر بود۔ وچون آفتاب بر آید دو رکعت یا چہار رکعت بخواند واز بر آمدن آفتاب تا بر سر گشتن آن دوازدہ رکعت مسنون است، ہر قدر کہ توفیق شود ادا نماید۔

ترجمہ: نمازِ فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک ذکرِ (الٰہی) میں مشغول رہے جب سورج طلوع ہوجائے تو دو رکعت یا چار رکعت پڑھے۔ سورج نکلنے سے لے کر اس کے زوال تک بارہ رکعت مسنون ہیں جسبِ توفیق ادا کرے۔

(۱) قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حِين ينْصرف من صَلَاة الصُّبْح حَتَّى يُسَبِّحَ رَكْعَتَي الضُّحَى لَا يَقُول إِلَّا خيرا غفر لَهُ خطاياه وَإِن كَانَت أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْر (ترغیب ۱/۲۹۵)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جو نمازِ فجر سے فارغ ہونے کے بعد اپنے مصلی پر بیٹھا رہے۔ یہانتک وہ چاشت کی دو رکعت پڑھے۔ سوائے بھلائی کے منہ سے کچھ نہ بولے تو اس کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔

(۲) من صلى صلاة الفجر ثم قعد يذكر الله حتى تطلع الشمس وجبت له الجنة

ترجمہ: جس نے صبح کی نماز ادا کی اور ذکر میں مشغول بیٹھا رہا یہانتک کہ سورج طلوع ہوگیا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ (ترغیب ۱/۲۹۶)

(۳) ركعتان من الضحى تعدلان عند الله بحجة وعمرة متقبلتين

ترجمہ: چاشت کی دو رکعتوں کا رتبہ خداوند کریم کے نزدیک ایک مقبول حج اور مقبول عمرہ کے برابر ہے۔ (کنز العمال ۷/ ۵۷۲)

(۴) اِنَّفِي الْإِنْسَانِ سِتُّونَ وَثَلَاثُمِائَةِ مَفْصِلٍ، فَعَلَيْهِ أَنْ يَتَصَدَّقَ عَنْ كُلِّ مَفْصِلٍ بِصَدَقَةٍ قَالُوا: فَمَنْ يُطِيقُ ذَلِكَ يَا نَبِيَّ اللهِ، قَالَ: النُّخَاعَةُ فِي المسجِدِ تَدْفِنُهَا، وَالشَّيْءُ تُنَحِّيهِ عَنِ الطَّرِيقِ، فَإِنْ لم تَقْدِرْ فَرَكْعَتَا الضُّحَى تجزِيكَعَنكَ۔

ترجمہ: انسان کے تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اس پر لازم ہے کہ ان میں سے ہر جوڑ کے بدلے صدقہ کرے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کی کون طاقت

رکھتا ہے۔آپ نے فرمایا مسجد میں موجود تھوک وغیرہ کو تو دفن کر دیتا ہے اور تو (نقصان دہ) چیز کو راستہ سے ہٹا دیتا ہے (یہ ہر عضو اور جوڑ کی طرف سے صدقہ ہے) اگر تو اس پر قدرت نہیں رکھتا تو چاشت کی دو رکعت تیری طرف سے کافی ہوں گی۔(ترغیب ۱/۴۶۲)

(۵) إن صليت الضحى ركعتين لم تكتب من الغافلين، وإن صليتها أربعا كتبت من المحسنين، وإن صليتها ستا كتبت من القانتين وإن صليتها ثمانيا كتبت من الفائزين، وإن صليتها عشرا لم يكتب لك ذلك اليوم ذنب، وإن صليتها ثنتي عشرة ركعة بنى الله لك بيتا في الجنة.

ترجمہ: اگر تم چاشت کی دو رکعت پڑھو گے۔تو (تمہارا نام) غافلین میں تحریر نہیں کیا جائے گا۔اگر تم چار رکعتیں پڑھو گے تو تمہارا شمار محسنین میں ہوگا۔اگر تم چھ رکعتیں پڑھو گے تو تمہارا نام اطاعت گزاروں میں لکھ دیا جائے گا اگر تم چاشت کی دس رکعتیں پڑھو گے تو اس روز تمہارا کوئی گناہ تحریر نہیں کیا جائے گا اگر تم بارہ رکعتیں پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔(کنز العمال ۷/۵۷۵)

(۶) يُكْتَبُ لِلرَّجُلِ فِيْ رَكْعَتَيِ الضُّحٰى اَلْفُ اَلْفِ حَسَنَةٍ (کنز العمال ۷/۵۷۷)

ترجمہ: چاشت کی دو رکعت پڑھنے کی وجہ سے آدمی کے نامۂ اعمال میں ایک لاکھ نیکیاں تحریر کی جاتی ہیں۔

(۷) لِاَنْ اَذْكُرَ اللهَ تَعَالٰى مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ اِلٰى طُلُوْعِ الشَّمْسِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، وَلَاَنْ اَذْكُرَ اللهَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ ثَمَانِيَةً مِنْ وَلَدِ اِسْمَاعِيْلَ، دِيَةُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ اثْنَا عَشَرَ اَلْفًا (ترغیب ۱/۲۹۵)

ترجمہ: میں صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں تو مجھے یہ ہر اس چیز سے زیادہ عزیز ہے جس پر سورج اپنی کرنیں بکھیرتا ہے میں نماز عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک یادِ الٰہی میں مصروف رہوں یہ بنو اسماعیل کے آٹھ ایسے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے جن میں سے ہر ایک کی دیت بارہ ہزار درہم ہو۔

وچہار رکعت فئ زوال ورائ سنتِ ظہر اداء نماید، وبعد از فرض ظہر وراء دو رکعت سنتِ مؤکدہ دو رکعت یا چہار رکعت بمقتضائ وقت بگذارد۔ وسنتِ عصر را مہما امکن از دست ندہد۔ بعد از سنتِ مؤکدۂ مغرب چہار رکعت یا شش رکعت اوابین با طول قراءت ادا نماید، بسیار خوب است۔ وراء سنت مؤکدہ عشاء دو رکعت یا چہار رکعت پیش از فرض ادا نماید۔ وبشب سورۂ یٰس وحٰم دخان وواقعہ وسرۂ قیمہ وبعد عشاء پیش از خواب الم سجدہ وتبارک الملک بخواند، اول روز سورۂ یٰس بخواند۔

ظہر کی سنتوں کے علاوہ چار رکعت فئ زوال ادا کرے اور چار رکعت بمقتضائے وقت ادا کرے۔(ترغیب:۱/۳۹۹ تا ۴۰۲)

حتی الامکان عصر کی سنتوں کو نہ چھوڑے۔(ترغیب:۱/۴۰۲ تا ۴۰۴)

مغرب کی سنت مؤکدہ کے بعد چار یا چھ رکعت اوابین پڑھے اور (ان میں) قرأت لمبی کرے تو یہ بہت ہی اچھا ہے۔(ترغیب:۱/۴۰۴، ۴۰۵)

عشاء کی سنت کے علاوہ دو یا چار رکعت (عشاء کے) فرضوں کے بعد اور چار رکعت فرضوں سے پہلے پڑھے۔(ترغیب:۱/۴۰۵، ۴۰۶)

رات کے وقت سورۃ یاسین (ترغیب:۲/۳۷۷)

حم دخان، (ترغیب: ۲/۴۴۸)

سورۂ واقعہ۔ (الدر المنثور: ۶/۵۳۴) اور

قیمہ پڑھے۔ (الدر المنثور)

نماز عشاء کے بعد سونے سے پہلے الم سجدہ اور تبارک الملک پڑھے۔

دن کے آغاز میں سورۂ یٰسین پڑھے۔ (تفسیر الدر المنثور)

آدابِ نماز:

نماز باداب و خشوع بطریق مسنون اداء نماید۔ بعضے از آدابِ نماز کہ در کتب فقہ بتفصیل مذکور است، تیمنا و تبرکا درین جا ایراد مے نماید بامید آنکہ ببرکت آن بکمال این آداب برسد۔ در وقت تحریمہ بستن سر ہائے انگشتانِ ہر دو دست بجانبِ قبلہ کردہ انگشت نرا بزمۂ گوش برساند و باین برداشتن ہر دو دست ہمہ ما سوا پس پشت خود دہد و از ہمہ یک سو شود و توجہ بحضرت ذو الجلال و الاکرام درست کند، و حدانی التوجہ شدہ در وقت فرود آوردنِ دست اثبات بزرگی و کبریائی مر او تعالیٰ را نماید و اللہ اکبر بگوید و نفی کبریائی از ما سواء او سبحانہ کند، و درین معنی جد تام مرعی دارد، تا قال او مخالفِ حال نبود کہ اثبات کبریائی مر او را جل شانہ نماید و در دلِ او غیرِ او را کبریائی باشد۔

نماز کو مسنون طریقہ کے مطابق پورے خشوع اور آداب کے ساتھ ادا کرے نماز کے کچھ آداب تبرک کے طور پر یہاں درج کئے جاتے ہیں جو فقہ کی کتابوں میں تفصیلاً مذکور ہیں ان میں سے بعض آداب تبرکاً اس امید کے ساتھ تحریر کئے جاتے ہیں کہ (نمازی) ان کی برکت سے مکمل آداب تک رسائی حاصل کر سکے تکبیر تحریمہ کہتے وقت نمازی اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے سرے قبلہ شریف کی طرف کر لے۔ اور اپنے انگوٹھوں کو کانوں کی نرم لو (نرم حصہ) تک پہنچائے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے وقت جمیع ما سوا اللہ کو (تصوراً) پس پشت ڈال دے اور ہر ایک سے یکسو ہو جائے اور اپنی مکمل توجہ اللہ تعالیٰ ذو الجلال والاکرام کی طرف کرے وحدانی التوجہ (اپنی توجہ ایک ہی طرف کرنے والا) ہو کر ہاتھوں کو نیچے لاتے وقت اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا اثبات و اعتراف کرے۔ اور اللہ اکبر کہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک کی کبریائی کی نفی کرے اس مقصد (کے حصول) میں اپنی بھرپور کوشش صرف کرے تاکہ اس کا قال اس کے حال کے بر عکس نہ ہو (قال و حال کے تضاد و اختلاف کی کیفیت یہ ہے کہ بذریعہ زبان) اللہ جل شانہ کی کبریائی کا اثبات کرے اور اس کے دل میں غیر کی کبریائی کا تصور ہو الا للہ الدین الخالص خدا کے لئے ہی خالص دین ہے۔

از ابو عمر زجاجی رحمہ اللہ پرسیدند:

مَا بالك تَتَغَيَّر عَن التَّكْبِيرَة الأولى فِي الْفَرَائِض فَقَالَ لِأَنِّي افْتتح فريضتي بِخِلَاف الصدْق فَمن يقل الله أكبر وَفِي قلبه شَيْء أكبر مِنْهُ أَو قد كبر شَيْئا سواهُ على مُرُور الْأَوْقَات كذب نَفسه على لِسَانه (طبقات الصوفیہ للسلمی، ۴۳۲، ۴۳۱)

ترجمہ: لوگوں نے ابو عمر زجاجی علیہ الرحمۃ سے پوچھا: نمازِ فرض کی تکبیر تحریمہ کہتے وقت آپ میں ایک خاص قسم کا تغیر رونما ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے

قلبی خیالات کے برعکس، فرض نماز کا آغاز کرتا ہوں (تو یہ تبدیلی واقع ہوتی ہے) پس جو شخص اللہ اکبر کہے اور اس کے دل میں اس سے بھی بڑی شئ موجود ہو یا وقت گزرنے پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی کبریائی کا اعتراف کرلے تو اس کے قلبی خیالات نے زبانی دعوی کو جھٹلا دیا۔

وبداند که او سبحانه بزرگتر ازان است که این عبارتِ من شایانِ جانب قدس او باشد وبآن حضرت برسد۔ دست ها زیر ناف بر بندد۔ وهرچند در طول قراءت کوشد بهتر بود اگر در نوافل باشد۔ ودر فرائض اقتصار بر قدر مسنون کند، ورعایتِ قوم نماید اگر امام باشد۔ وتا ایستاده است نظر بسجده گاه بدوزد،

ترجمہ: اس بات سے آگاہ رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تو نمازی سے بزرگ تر ہے (نمازی کوشش کرے اور یہ ذہن میں رکھے کہ) میری یہ عبادت اس کی بارگاہ قدسیہ کے شایانِ شان بھی ہو۔ اور اس کی بارگاہ میں پہنچے (نمازی) اپنے ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے اور اگر نوافل ادا کر رہا ہے تو قرآت کو لمبا کرنے کی سعی وکوشش کرنا بہت بہتر ہے، فرائض میں مسنون مقدار پر اکتفا کرے، اگر امام ہو تو مقتدیوں کا خیال رکھے، جب تک وہ حالتِ قیام میں رہے، تو اپنی نظر سجدہ کرنے کی جگہ پر رکھے جیسا کہ فرمان ہے۔

اِجْعَلْ بَصَرَكَ حَيْثُ تَسْجُدُ (سنن الکبری للبیہقی، ۲/ ۲۸۴)

ترجمہ: تم اپنی نظر سجدہ کرنے کی جگہ پر رکھو۔

در رکوع نظر را بر پشت پا دارد وزانو را بهر دو دست محکم گیرد وانگشتان دست فراخ سازد وپشت را هموار دارد وسر را با پشت برابر کند۔ ادناء تسبیح در رکوع وسجود سه بار است، اگر زیاده کند، تا هفت بار یا نه بار یا زیاده بهتر بود، علی الخصوص در طول قیام وقراءت طول رکوع وسجود باید۔

اور حالتِ رکوع میں اپنی نظر پاؤں کی پشت پر رکھے اور گھٹنوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے اور ہاتھوں کی انگلیاں کھلی رکھے، پیٹھ کو ہموار رکھے، اور سر کو اپنی پشت کے برابر کرلے، رکوع میں کم سے کم تسبیح تین بار ہے۔ اگر زیادہ پڑھنا چاہتا ہے تو سات بار یا نو بار یا اس سے زیادہ تو بہتر

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَعْطُوْا كُلَّ سُوْرَةٍ حَقَّهَا مِنَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا: ہر سورت کو رکوع وسجدہ کے لحاظ سے پورا حق دو۔ ہے۔ خاص طور پر جب قیام اور قرآت لمبی ہو تو رکوع وسجود بھی لمبے ہونے چاہئیں۔

واگر امام باشد از سه تا چهار تسبیح زیاده نگوید۔ وادعیهٔ ماثورهٔ افتتاح نماز ورایِ سبحانک اللّٰهم الی آخره وهمچنین ادعیهٔ رکوع وسجود سوایِ تسبیحات وادعیهٔ قومه وجلسه که در کتب احادیث مذکور است اگر در تهجد ونوافل بخواند مستحسن است۔

اگر امام ہو تو تین یا چار تسبیح سے زیادہ نہ پڑھے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پورا پڑھنے کے علاوہ نماز شروع کرنے کی ماثورہ دعائیں اور اسی طرح تسبیحات کے علاوہ رکوع وسجود کی دعائیں اور قومہ وجلسہ کی دعائیں جو احادیث کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ انہیں تہجد اور دیگر نوافل میں پڑھے تو یہ بہت اچھا ہے۔

وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ثُمَّ

قَالَ: »وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّماوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ المشرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمحيَايَ وَمماتِي لِلهِ رَبِّ الْعَالمينَ لَا شرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ المسلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الملِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْترفْتُ ذَنْبِي فَاغْفِرْلِي ذُنُوبِي جميعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ (مشکوۃ المصابیح: رقم، ۸۱۳)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی پاک ﷺ نماز کے لئے اٹھتے اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ نماز شروع فرماتے تو تکبیر تحریمہ کہتے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھتے۔

میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ اس حال میں کہ باطل سے ہٹ کر حق کی طرف مائل ہونے والا ہوں (فرمانبردار ہوں) اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں بیشک میری نماز، میری قربانیاں، میری زندگی، میری موت اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اے اللہ تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا پس تو میرے سارے گناہوں کو بخش دے۔ بیشک تیرے سوا گناہ بخشنے والا کوئی نہیں۔ تو مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت دے تیرے سوا کوئی اچھے اخلاق کی ہدایت نہیں دے سکتا۔ تو مجھ سے برے اخلاق کو دور ہٹا دے برے اخلاق کو تیرے سوا کوئی دور نہیں ہٹا سکتا میں حاضر ہوں اور تعمیل حکم کے لئے موجود ہوں پوری خیر تیرے دست قدرت میں ہے اور برائی تیری طرف منسوب نہیں۔ میں تیری ہی طاقت اور قدرت کی وجہ سے موجود ہوں۔ تیری ہی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ تو بابرکت ہے برتر ہے۔ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔

وَإِذَا رَكَعَ قَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وبصري ومخي وعظمي وعصبي فَإِذا رفع راسه قَالَ: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الحمْدُ مِلْءَ السَّماوَاتِ وملء الأَرْض وملء مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شيءٍ بَعْدُ وَإِذَا سَجَدَ قَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصرَهُ تَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الخَالِقِينَ ثُمَّ يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسلِيمِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ المقَدِّمُ وَأَنْتَ المؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ . رَوَاهُ مُسلِمٌ

وَفِي رِوَايَةٍ لِلشَّافِعِيِّ: وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ وَالمهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ لَا مَنْجَى مِنْكَ وَلَا مَلْجَأَ إِلَّا إِلَيْكَ تَبَارَكْتَ

ترجمہ: جب آپ رکوع کرتے تو یہ دعا پڑھتے: اے اللہ میں نے تیرے لئے ہی رکوع کیا تجھ پر میں ایمان لایا۔ میں تیرا فرمانبردار ہوا۔ تیرے حضور میں میرے کان، میری آنکھیں، میرا گودا، میری ہڈیاں اور میرے پٹھے جھک گئے۔

جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو پڑھتے: اے اللہ نے تیرے لئے ہی سب تعریف ہے جو تمام آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بھر دے اور اس کے بعد ان سب چیزوں کو بھر دے جن کو تو چاہتا ہے۔

جب آپ سجدہ کرتے تو یہ کلمات پڑھتے: اے اللہ میں تیرے لئے ہی سجدہ کیا، تجھ پر ایمان لایا۔ میں نے تیری فرمانبرداری کی۔ میرے چہرے نے اس ذات کے لئے سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا۔ جس نے اس کی عمدہ تصویر بنائی۔ اس میں سے کان اور آنکھ پھاڑ کر نکالے اللہ تعالیٰ بابرکت ہے۔ اور صورتیں بنانے والوں میں سب سے اچھا بنانے والا ہے اس کے بعد پھر آپ تشہد اور سلام کے درمیان کہتے۔ اے اللہ میرے گناہ معاف فرما جو میں نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے جو میں نے چھپا کر کئے جو ظاہراً کئے جو کچھ بھی میں نے زیادتی کی جن گناہوں کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی آگے بڑھانے والا اور پیچھے ہٹانے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: شر تیری طرف منسوب نہیں ہے ہدایت یافتہ وہ ہے جس کو تو نے ہدایت دی میں تیری قدرت اور طاقت کی وجہ سے موجود ہوں اور تیری ہی طرف متوجہ ہوتا ہوں تیری علاوہ کوئی جائے پناہ اور جائے نجات نہیں۔ تیری ہی برکت ہے۔ (مشکوۃ المصابیح: رقم، ۸۱۳)

ونیز در رکعو این دعایِ ماثورہ است۔

نیز رکوع میں یہ دعا بھی ماثورہ ہے:

رَكَعَ لَكَ سَوَادِي وَ خَيَالِي وَ آمَنَ بِكَ فُؤَادِيْ، أَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، هَذِهِ يَدَايَ وَمَا جَنَيْتُ عَلَى نَفْسِي (حصن، ص، ۱۸۸)

ترجمہ: تیرے لئے ہی میری ذات اور خیال جھک گیا اور تجھ پر میرا دل ایمان لایا۔ میں تیری اس نعمت کا اقرار کرتا ہوں جو مجھ پر ہے۔ یہ میرے دونوں ہاتھ ہیں اور جو کچھ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا وہ تجھے معلوم ہے۔

ودر رکوع وسجود۔

نیز رکوع وسجود میں یہ دعا بھی پڑھے:

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحُ

ترجمہ: بہت پاک ہے بہت پاکیزہ ہے فرشتوں اور روح کا رب۔ (مشکوۃ المصابیح: رقم، ۸۷۲)

وایضاً۔

نیز یہ دعا بھی پڑھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي

ترجمہ: اے اللہ اے ہمارے رب میں تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں۔ اور تیری ہی تعریف کرتا ہوں اے اللہ تو مجھے بخش دے۔ (مشکوۃ المصابیح: رقم، ۸۷۱)

ودر سجدہ۔

اور سجدہ میں یہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ سَجَدَلَكَ سَوَادِیْ وَخَیَالِیْ وَآمَنَ بِكَ فُوَادِیْ اَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلٰی نَفْسِیْ یَاعَظِیْمُ یَاعَظِیْمُ اغْفِرْلِیْ فَاِنَّه لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ الْعَظِیْمَةَ اِلَّا الرَّبُّ الْعَظِیْمُ

ترجمہ: اے اللہ میری ذات نے اور میرے خیال نے تیرے لئے سجدہ کیا۔ تجھ پر میرا دل ایمان لایا۔ میں تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں جو مجھ پر ہے۔ اور یہ میرا ظلم ہے جو میں نے اپنی جان پر کیا اے عظیم مجھے بخش دے کیونکہ بڑے گناہوں کو رب عظیم ہی بخش سکتا ہے۔ (حصن، ص، ۱۹۳)

ونیز۔

اور یہ بھی پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِی ثَنَاءً عَلَیْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ

ترجمہ: اے اللہ میں تیری رضا کے طفیل تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور تیری عافیت فرمانے کے واسطے سے تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور تیرے واسطے سے تیری پناہ کا طلبگار ہوں۔ میں تیری اس طرح کی تعریف نہیں کرسکتا جس طرح کی تعریف تو نے خود کی۔ (مشکوۃ المصابیح: رقم، ۸۹۳)

ونیز۔

اور یہ بھی پڑھے۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ، سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ، سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ، اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ، وَاَعُوْذُبِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ۔

ترجمہ: ملک والا پاک ہے حکومت والا پاک ہے۔ عزت وغلبہ والا پاک ہے وہ ذات پاک ہے جو زندہ ہے۔ جسے موت نہیں آئے گی اے اللہ میں تیرے معاف کردینے کے واسطہ سے تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور تیری رضا کے واسطہ سے تیری ناراضگی سے پناہ کا طالب ہوں۔ میں تیرا واسطہ دے کر تجھ سے پناہ چاہتا ہوں تیری ذات بزرگ تر ہے۔ (حصن، ص، ۱۹۴)

ونیز۔

اور یہ بھی پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِیُّهَا وَمَوْلَاهَا (حصن، ص، ۱۹۵)

ترجمہ: اے میرے رب میرے نفس کو اس کی پرہیزگاری عطا فرما۔ اور اسے پاکیزہ بنادے۔ تو اسے پاکیزہ بنانے والوں میں سب سے بہتر ہے تو اس کا ولی (مددگار) اور مولیٰ ہے۔

۱۹۲۔ ونیز۔

نیز یہ دعا بھی پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ (حصن، ص، ۱۹۵)

ترجمہ: اے اللہ میرے گناہ بخش دے جو میں نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے جو پوشیدہ کئے اور جو اعلانیہ کئے۔

ونیز۔

نیز یہ دعا بھی پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُوراً، وَّاجْعَلْ فِي سَمْعِي نُوراً، وَّاجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ نُوراً، وَّاجْعَلْ اِمَامِيْ نُوراً، وَّاجْعَلْ خَلْفِيْ نُوراً، وَّاجْعَلْ مِنْ تَحْتِيْ نُوراً، وَّاَعْظِمْ لِيْ نُوراً (حصن،ص،۱۹۵)

ترجمہ: اے اللہ میرے دل میں میری سننے کی طاقت میں میری بینائی میں نور کردے میرے آگے پیچھے اور نیچے نور بنادے اور میرے لئے بڑا نور مقرر فرمادے۔

ودر سجدۂ تلاوت بخواند۔

سجدہ تلاوت کی دعائیں:

سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِيْ خَلَقَهُ، وَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وبَصرَهُ، بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِه

ترجمہ: میرے چہرے نے اس ذات کے لئے سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا اس کی صورت بنائی اس نے اپنی طاقت وقوت سے سننے کی طاقت اور بینائی عطا فرمائی۔ (حصن،ص،۱۹۵)

ودر روایتِ مرارا۔ونیز۔

ایک بار پڑھے یا ایک روایت کے مطابق کئی بار۔ نیز یہ پڑھے:

فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بڑا ہی بابرکت ہے جو سب سے بہتر تخلیق کرنے والا ہے۔ (حصن،ص،۱۹۶)

ونیز۔

نیز یہ پڑھے:

اللَّهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْراً، وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْراً، واجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْراً، وتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ

ترجمہ: اے اللہ اس سجدہ کی وجہ سے میرے لئے اپنے پاس ثواب لکھ دے اور اس کے سبب سے مجھ سے گناہوں کا بوجھ دور کردے اور اس کو اپنے پاس میرے لئے ذخیرہ کردے اور اس کو میری طرف سے قبول فرمالے جس طرح اس کو تو نے اپنے بندہ داؤد علیہ السلام سے قبول فرمایا ہے۔ (حصن،ص،۱۹۶)

دعاءِ جلسہ۔

جلسے کی دعا:

اللَّهُمَّ اغْفِرْلِي، وارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَاجْبُرْنِي، وَعَافِنِي، وَارْزُقْنِي، (حصن،ص،۱۹۷)

ترجمہ: اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما۔ مجھے عافیت دے مجھے ہدایت پر رکھ اور مجھے رزق عطا فرما۔

ودر قومہ راست بایستد چنانکہ ہر استخوان بہ مقر خود آید وچون بسجدہ رود ہر عضو را کہ بر زمین نزدیکتر است پیشتر بر زمین نہد، اول زانو نہد بعد ازان دست پس بینی بعدہ پیشانی ووقت بر خاستن از سجدہ خلاف این کند اول پیشانی بردارد، بعد ازان بینی وبعد آن دست پس زانو در سجدہ نظر بہ بینی دارد وانگشتانِ دست را باہم متصل کند کہ درمیان فرجہ نباشد، وسر انگشتانِ دست وپا را بجانب قبلہ دارد، تسبیحات رکوع وسجود مساوی بخواند، در جلسہ وقعدہ بر پائِ چپ درست بنشیند چنانکہ استخوانہا بمقرِ خود بیایند۔ وپائِ راست را استادہ کند وانگشتانِ دست وپا را مواجہ قبلہ دارد، وانگشتانِ دست را بطور خود گذارد نہ بقصد متصل سازد نہ منفرج، ونظر را بکنار یا بر دستہا دارد۔ چون چنین کند خشوع نماز بجا آوردہ باشد۔

(نماز کے اندر) قومہ میں سیدھا اس طرح کھڑا ہو کہ اس کی تمام ہڈیاں اپنی جگہ پر آجائیں۔ جب سجدہ کرنے لگے تو ہر اس عضو کو زمین پر سب سے پہلے رکھے جو عضو زمین سے قریب ہو۔ پہلے گھٹنے اس کے بعد ہاتھ پھر ناک اور اس کے بعد پیشانی زمین پر رکھے اور سجدہ سے اٹھتے وقت اس کے برعکس عمل کرے۔ پہلے پیشانی اس کے بعد ناک پھر ہاتھ اور بعد میں گھٹنے اٹھائے۔ سجدہ کی حالت میں نظر ناک پر رکھے، ہاتھ کی انگلیاں باہم ملا کر اس طرح رکھے کہ ان میں فاصلہ نہ ہو۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے سر (حالت سجدہ میں) قبلہ شریف کی جانب رکھے۔ رکوع وسجدہ کی تسبیحات مساوی تعداد میں پڑھے۔ جلسہ اور قعدہ کی صورت میں بائیں پاؤں پر ٹھیک طرح بیٹھے یہانتک کہ اس کی ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر آجائیں اور (اس حالت میں) دائیں پاؤں کو کھڑا کرے۔ اور ہاتھ وپاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ چھوڑ دے اور ارادۃً نہ ملائے اور نہ ہی جدا کرے اور نگاہ گود پر یا ہاتھوں پر رکھے جب (نمازی) اس طرح کرے گا تو خشوع کی بجا آوری کرنے والا ہوگا۔

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ

ترجمہ: تحقیق وہ مؤمن کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔

قَالَ اِبْنِ عِبَاسٍ فِيْ قوله تعالىٰ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الايه اِنَّ الْفَلَاحَ عَلٰى وَجْهَيْنِ اَلفَلَاحُ هُوَ النَّجَاحُ فِي الدُّنْيَا مِنَ الْهَمِّ وَالْغَمِّ فِي الْمَعِيْشَةِ وَفِي الْآخِرَةِ النِّجَاةُ مِنَ النَّارِ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ''قَدْ أَفْلَحَ'' والی آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ فلاح کی دو صورتیں ہیں ایک نجاح (کامیابی) ہے یہ دنیا میں ہر قسم کے دکھ اور غم روزگار میں کامیاب ہونا ہے فلاح کی دوسری قسم نجات ہے اور یہ آخرت میں آگ سے نجات پانا ہے۔

ودر جمیع ارکانِ نماز دل را حاضر دارد۔ ودر قعدۂ اخیرہ بعد درود ادعیہ کہ در قرآن مجید یا در حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ است ویا آنچہ در معنی آن بود، بخواند۔ چندے از این ادعیہ می آرد۔

(نمازی) اپنے دل کو تمام ارکانِ صلوٰۃ میں حاضر رکھے۔ اور آخری قعدہ میں درود پاک کے بعد قرآن مجید میں آئی ہوئی دعائیں یا حدیثِ نبوی ﷺ

میں مذکورہ دعائیں یا ان کے ہم معنی دعائیں پڑھے۔ان دعاؤں میں سے چند (دعائیں) تحریر کی جاتی ہیں۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ، وَأَعوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ (حصن، ص، ۲۰۸)

ترجمہ: اے اللہ میں عذابِ جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں میں گناہ گاری سے اور تاوان سے تیری پناہ مانگتا ہوں میں مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

ترجمہ: اے اللہ تو ہمارے لئے نور مکمل فرما۔اور ہمیں بخش دے بیشک تو ہر چیز پر پادر ہے۔(سورۃ التحریم، ۸)

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ (ترغیب، ۱/۴۵۵)

ترجمہ: اے اللہ ہم تجھ سے درگزر اور عافیت کا سوال کرتے ہیں دنیا اور آخرت میں۔

رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

ترجمہ: اے پروردگار مجھے علم عطا فرما۔(سورۃ طٰہٰ، ۱۱۴)

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۖ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم سے عذابِ جہنم دور کردے بیشک اس (جہنم) کا عذاب بڑا مہلک ہے اور یہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔(سورۃ الفرقان)

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا

ترجمہ: اے ہمارے رب ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقی لوگوں کا پیشوا بنادے۔(سورۃ الفرقان)

سلام کہتے وقت اپنے چہرہ کو اس قدر پھیرے کہ اس کا رخسار دکھائی دے۔

نماز کے بعد کی دعائیں:

در وقتِ سلام رویِ خود را آن قدر بگرداند کہ رخسارہ دیدہ شود۔ بعد از سلام فرض بخواند استغفر اللہ یکبار، و در روایتے سہ بار۔

فرض نماز کے سلام کے بعد یہ پڑھے: استغفر اللہ ایک بار اور ایک روایت کے مطابق یہ (کلمہ) تین بار پڑھے۔(مشکوۃ: رقم: ۹۶۱)

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الجَلَالِ وَالإِكْرَامِ (مشکوۃ: رقم: ۹۶۱)

ترجمہ: اے اللہ تو سلامتی والا ہے۔اور تجھ سے ہی سلامتی مل سکتی ہے۔تو بابرکت ہے اے بزرگی اور اکرام والے۔

و بعد از سلامِ فرض نمازِ فجر پیش از آنکہ از قعدہ جنبش کند دہ بار بخواند۔

نمازِ فجر کے سلام کے بعد حالتِ قعدہ سے حرکت کرنے سے پہلے پہلے دس بار یہ کلمات پڑھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ، الْمُلْكُ وَلَهُ، الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (حصن، ص، ۲۲۵ تا ۲۲۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کیلئے ملک ہے اور اسی کے لئے سب تعریف ہے وہ زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اسی کے قبضۂ قدرت میں بھلائی ہے اور وہ ہر شئ پر قدرت رکھنے والا ہے۔

وهمچنين بعد از فرض نمازِ مغرب كند ليكن در مغرب اختلاف روايات است، از بعض مواضع اتصال سنت بفرض مفهوم مى شود واز بعض اتصال اين كلمات۔ عملِ حضرت ايشن ما رضى الله تعالىٰ عنه در اوائل آن بود كه اين كلمات را بر سنت مقدم ميكردند در آخر سنت را مقدم ميكردند۔ وهفت بار بعد نماز فجر ومغرب پيش از آنكه كلام كند۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ بخواند۔ وبعد نماز وتر بخواند۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ سه بار در مرتبۂ سوم آواز بلند كند۔

اسی طرح مغرب کی نمازِ فرض کے بعد بھی یہ ہی دعا پڑھے لیکن مغرب (کی نماز کے بعد کے عمل) میں روایات کا اختلاف ہے۔ بعض روایات کے مطابق فرض نماز کے بعد سنت پڑھنے کے متصل بعد یہ عمل ہے اور بعض روایات سے ان کلمات کا (فرض کے ساتھ) متصل پڑھنا معلوم ہوتا ہے۔

ہمارے اعلیٰ حضرت (مجدد الف ثانی) رضی اللہ عنہ کا شروع میں یہ عمل تھا کہ آپ یہ کلمات (مغرب کی) سنتوں سے پہلے پڑھتے تھے اور بعد میں (آپ کا معمول یہ تھا) سنتوں کو مقدم کرتے تھے (اور اس کے بعد یہ کلمات پڑھتے تھے)۔

نمازِ فجر اور مغرب کے بعد کوئی بات کرنے سے پہلے یہ دعا سات بار پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ

ترجمہ: اے اللہ مجھے دوزخ سے محفوظ رکھ۔ (حصن، ص، ۲۲۵)

نمازِ وتر کے بعد تین بار پڑھے اور تیسری مرتبہ بآواز بلند پڑھے:

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ (حصن، ص، ۱۶۲)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو بادشاہ ہے بہت زیادہ پاک ہے۔

بعض روایات میں رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ کے الفاظ بھی ہیں۔

وفى الحديث، هر كه نماز فجر بجماعت گزارد وبنشيند بر مصلاء خود وبخواند اين سه آيات از اول سوره انعام۔ مؤكل كند حق تعالىٰ باو هفتاد فرشته را كه تسبيح كنند خدا را عزوجل ومغفرت خواهند مر او را تا روز قيامت۔

ترجمہ: حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص نمازِ فجر باجماعت ادا کرے اور اپنے مصلی پر بیٹھا رہے اور سورہ انعام کی ابتدائی یہ تین آیات پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر فرشتے مقرر فرماتا ہے تاکہ وہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے رہیں اور اس شخص کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۚ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ، هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰى اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ

مُسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ، وَهُوَ اللهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اندھیروں اور نور کو بنایا پھر بھی جنہوں نے کفر کیا وہ اپنے رب کے ساتھ (اوروں کو) برابر ٹھہرا رہے ہیں۔ اللہ وہ ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا۔ پھر ایک میعاد مقرر کی۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک میعاد مقرر ہے پھر بھی تم شک کر رہے ہو۔ آسمانوں اور زمین میں اللہ وہی ہے۔ وہ تمہارے بھید اور تمہاری کھلی باتیں جانتا ہے۔ اور وہ جانتا ہے جو تم کمار ہے ہو۔

(سورۃ الانعام، ۱ تا ۳) (کنز العمال رقم: ۳۵۱۶) (الدر المنثور، ۳/۲۴۶)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ إِلٰهًا وَاحِدًا صَمَدًا، لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ معبود ہے یکتا ہے تنہا ہے بے پرواہ ہے اس کی کوئی زوجہ نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی لڑکا ہے اور ہی کوئی اس کے برابر کا ہے۔ (کنز العمال رقم: ۳۵۱۷)

وبعد نماز فجر بخواند۔

نمازِ فجر کے بعد یہ بھی پڑھے:

سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ

ترجمہ: میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اس قدر تعداد کہ جس سے وہ راضی ہو جائے اس کے عرش کے وزن کے برابر اس کے کلمہ (کے لکھنے) کی روشنائی کے برابر۔ (مسلم رقم: ۲۷۲۶)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کے ساتھ بھی اسی طرح باری باری کلمات ملا کر پڑھے جس طرح سبحان اللہ کے ساتھ ملائے گئے ہیں۔ (مسلم: رقم: ۲۷۲۶)

وبعد نماز فجر بخواند۔

بعد نماز فجر پڑھے:

حَسْبِيَ اللهُ لِدِيْنِيْ، حَسْبِيَ اللهُ لِمَا أَهَمَّنِي حَسْبِيَ اللهُ لِمَنْ بَغٰى عَلَيَّ حَسْبِيَ اللهُ لِمَنْ حَسَدَنِيْ حَسْبِيَ اللهُ لِمَنْ كَادَنِيْ بِالسُّوْءِ حَسْبِيَ اللهُ عِنْدَ الْمَوْتِ، حَسْبِيَ اللهُ عِنْدَ الْمِيْزَانِ، حَسْبِيَ اللهُ عِنْدَ الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ حَسْبِيَ اللهُ فِي الْقَبْرِ، حَسْبِيَ اللهُ عِنْدَ الصِّرَاطِ حَسْبِيَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْبُ

ترجمہ: اللہ پاک میرے دین کے لئے مجھے کافی ہے اللہ تعالیٰ میری مہمات کے لئے مجھے کافی ہے جس نے بھی میرے ساتھ سرکشی کی اس کے لئے مجھے اللہ کافی ہے جس نے بھی میرے ساتھ حسد کیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے جو بھی مجھے نقصان پہنچانے کے درپے ہو اس کے لئے اللہ مجھے کافی ہے موت کے وقت اللہ مجھے کافی ہے قبر میں پوچھ گچھ کے وقت اللہ مجھے کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے اسی پر توکل کیا اور اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

ونیز سہ بار بخواند۔

نیز تین مرتبہ پڑھے:

سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ (کنز العمال: ۳۵۲۱)

فی الحدیث پیغمر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم به شخصے فرمودند که چون نماز فجر بگذاری بعد این کلمات مذکورہ را سه بار بخوانی، خدا تعالیٰ ترا از چهار بلا بعافیت دارد، جذام، جنون وعمیٰ وفالج۔

حدیث شریف میں ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا کہ جب تم نمازِ فجر ادا کرلو تو بعد میں یہ کلمات (مذکورہ) کو تین مرتبہ پڑھا کرو اللہ تعالیٰ تمہیں چار مصیبتوں سے محفوظ رکھے گا جذام، جنون، نابینائی، فالج۔

وبعد نماز فجر وعصر سه بار۔

فجر اور عصر کی نماز کے بعد تین بار پڑھے:

أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَأَتُوبُ إِلَیْهِ (کنز العمال:۳۵۳۶)

وبعد از هر نماز فرض آیة الکرسی بخواند۔

ہر فرض نماز کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی پڑھے:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

ترجمہ: اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے قائم رہنے والا ہے نہ اس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کی جناب میں کسی کی سفارش کرے جو کچھ لوگوں کو پیش آرہا ہے اور جو کچھ اس کے بعد (ہونے والا) ہے وہ سب جانتا ہے اور لوگ معلومات میں کسی چیز پر احاطہ نہیں کرسکتے مگر جتنا وہ چاہے اس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے اور ان کی حفاظت اس کو تھکاتی نہیں اور وہ عالی شان عظمت والا ہے۔ (سورۃ البقرۃ، آیت، ۲۵۵)

وسی وسه بار سبحان الله وسی وسه بار الحمد لله وسی وسه یا چهار باز علی اختلاف الروایة الله اکبر ویک بار۔

تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تینتیس یا چونتیس مرتبہ با اختلاف روایات اَللّٰهُ اَکْبَرْ اور ایک بار

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ۔ (حصن حصین: ص: ۲۱۵)

وچون در بازار در آید این کلمه را باین طریق بخواند۔

اور جب بازار آئے تو اس کلمہ کو اس طرح پڑھے:

لا إِلَهَ إِلا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِیكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، یُحْیِی وَیُمِیتُ، بِیَدِهِ الْخَیْرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ (حصن حصین، ص، ۳۴۶)

وبعد هر نماز فرض سه بار۔ أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَأَتُوبُ إِلَیْهِ بخواند۔

ہر فرض نماز کے بعد تین بار أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَأَتُوبُ إِلَیْهِ پڑھے۔

واگر کلمۂ استغفر الله را هفتاد بار بخواند بهتر بود۔

اور اگر کلمہ أَسْتَغْفِرُ اللہ کو ستر مرتبہ پڑھے تو بہت بہتر ہے۔ (الجامع الصغیر: ۲/۱۶۲)

وده بار یا یازده بار سورۂ اخلاص۔

دس یا گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ

ویک بار معوذتین بخواند۔

اور ایک بار معوذتین پڑھے:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۚ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ، الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

(الاذکار، ص، ۹۶)

اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَدْخِلْنِیْ الْجَنَّةَ، وَزَوِّجْنِیْ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ (مجمع الزوائد ۲/۱۵۱)

ترجمہ: اے اللہ مجھے جہنم سے محفوظ رکھ اور مجھے جنت میں داخل فرما اور حور عین کے ساتھ میری تزویج فرما۔

ونیز۔

اور یہ دعا بھی پڑھے:

اَللّٰهُمَّ أَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ، وشُكْرِكَ، وحُسْنِ عِبَادَتِكَ (حصن، ص، ۲۱۸)

ترجمہ: اے اللہ اپنے ذکر شکر اور حسنِ عبادت پر میری مدد فرما۔

ونیز۔

اور یہ دعا بھی پڑھے:

لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۚ (سورۃ الانبیاء)

ترجمہ: تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں بیشک میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔

ونیز سہ بار۔

اور تین بار یہ دعا بھی پڑھے:

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ، وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (سورۃ الصّٰفّٰت)

ترجمہ: ہم تیرے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں عزت والے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں اس چیز سے جو یہ لوگ اس کے بارے میں (شرکیہ باتیں) بیان

کرتے ہیں اور سلام ہو تمام پیغمبروں پر اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

نماز بحضور دل ادا نماید۔

نمازی کی چاہئے کہ نماز حضورِ قلبی کے ساتھ ادا کرے۔

فی الحدیث۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔

۲۲۳۔اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَاقَامَ اِلَی الصَّلاۃِ فَاِنَّہ' یُنَاجِیْ رَبَّہ' فَلْیَعْلَمْ اَحَدُکُمْ بِمَا یُنَاجِیْ رَبَّہ' (فی روایۃ ابی ھریرۃ) فَلْیَنْظُر کَیْفَ یُنَاجِیْہ

ترجمہ: تم میں سے جب کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے پس اسے علم ہونا چاہئے کہ وہ کس چیز کے ساتھ اپنے رب سے مناجات کر رہا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ اس سے کس چیز کی التجا کر رہا ہے۔ (کنز العمال، ۷/ ۳۷۲)

و اطاعتِ نماز کند، اطاعتِ نماز در ترکِ فحشاء و منکر است، چہ نماز از منکر و فحشاء منع میکند۔

نمازی کو اطاعتِ نماز کرنی چاہیے۔ اطاعتِ نماز تو فحش اور ناپسندیدہ اشیاء کو ترک کر دینا ہے کیونکہ نماز فحاشی اور بے حیائی سے روکتی ہے:

اِنَّ الصَّلَاۃَ تَنْھیٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ۔

ترجمہ: بیشک نماز بے حیائی اور ناپسندیدہ کاموں سے روکتی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا صَلَاۃَ لِمَنْ لَا یُطِیْعُ الصَّلَاۃَ وَطَاعَۃُ الصَّلَاۃِ أَنْ یَنْھَی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ (الفردوس: رقم: ۷۹۲۸)

ترجمہ: اس شخص کی نماز ہی نہیں ہوتی جو نماز کی اطاعت نہیں کرتا، اس کی اطاعت یہ ہے کہ نماز اسے فحاشی اور بے حیائی سے روک دے۔

مَنْ صَلّٰی صَلَاۃً لَمْ تَأْمُرْہُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَمْ تَنْھَہُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ لَمْ تَزِدْہُ صَلَاتُہُ مِنَ اللہِ إِلَّا بُعْداً (الدالمنثور ۶/ ۳۶۵)

ترجمہ: جو شخص نماز پڑھتا ہے مگر اس کی نماز اس کو نیکی کا حکم نہیں کرتی اور فحاشی و بے حیائی سے نہیں روکتی تو ایسی نماز اللہ تعالیٰ سے صرف دوری میں ہی اضافہ کرتی ہے۔

ونیز فرمودہ۔

اور یہ بھی (حدیث قدسی میں) فرمایا:

قال اللہ عز وجل: لیس کل مصل یصلي، إنما أتقبل صلاۃ ممن تواضع لعظمتي، وکف شھواتہ عن محارمي، ولم یصر علی معصیتي، وأطعم الجائع، وکسا العریان، ورحم المصاب وآوی الغریب کل ذلك لي، (کنز العمال، ۷/ ۳۷۲)

ترجمہ: اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میں صرف ایسے نمازی کی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کی خاطر تواضع کرتا ہے اور میری حرام کی ہوئی چیزوں سے اپنی شہوات (خواہشات) کو روکتا ہے۔ اور میری نافرمانی کرنے پر اصرار نہیں کرتا بھوکوں کو کھانا کھلاتا ہے ننگوں کو لباس پہناتا ہے۔ مصیبت زدہ لوگوں پر رحم کرتا ہے اور مسافر کو پناہ دیتا ہے اور یہ سب کچھ میری رضا کے لئے کرتا ہے۔

باید کہ در حالت نماز گذاردن اطرافِ خود را نہ جنباند۔ فی الحدیث:

حالتِ نماز میں اپنے پہلوؤں کو ہلانا نہیں چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے:

إذا قام أحدكم إلى الصلاة فليسكن أطرافه، ولا يتميل كما يتميل اليهود، فإن تسكين الأطراف في الصلاة من تمام الصلاة

ترجمہ: تم میں سے جب کوئی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو تو اپنے پہلوؤں میں ٹھہراؤ (سکون) پیدا کرے یہودیوں کی طرح ایک طرف کو نہ جھکے بیشک نماز میں پہلوؤں کا ٹھہراؤ نماز کی تکمیل میں سے ہے۔ (کنز العمال، ۷/ ۳۶۹)

چون خواهد کہ بہ نماز بایستد دهانِ خود را خوب پاکیزہ کند۔ چنانکہ در حدیث آمدہ است۔

(انسان) جب نماز کے لئے کھڑا ہونے کا ارادہ کرے تو اپنے منہ کو اچھی طرح پاک صاف کرلے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

ليس شيء أشد على الملك من ريح الغمر، ما قام عبد إلى الصلاة قط إلا التقم فاه ملك، ولا يخرج من فيه آية إلا تدخل في في الملك

ترجمہ: منہ کی بدبو سے زیادہ کوئی چیز فرشتہ پر گراں (بھاری) نہیں گزرتی۔ جب بندہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو فرشتہ اس کے منہ سے لقمہ لیتا ہے (نمازی کے) منہ سے جو آیت نکلتی ہے وہ فرشتہ کے منہ میں داخل ہوجاتی ہے۔ (کنز العمال، ۷/ ۲۷۳)

عزم کند کہ نماز بے جماعت ادا نشود۔ وبہر کیف بجماعت شامل شود مگر بجهت حاجتے کہ شریعت دران رخصت دادہ۔

نمازی پختہ ارادہ کرے کہ اس کی نماز جماعت کے بغیر ادا نہ ہو اور ہر صورت میں جماعت میں شامل ہو ہاں اگر کوئی ایسی ضرورت ہو جس کی وجہ سے شریعت نے رخصت دی ہے تو وہ تنہا بغیر جماعت کے نماز پڑھ لے۔

فصل چهارم:

در فضائلِ جمعہ و جماعت و فضیلتِ صف اول و مسجد۔ بدانکہ در فضیلتِ جماعت احادیث بسیار وارد شدہ است۔

چند از ان ایراد می نماید۔

فصل چہارم

جمعہ، جماعت، صفِ اول اور مسجد کے فضائل

جماعت کی فضیلت: جماعت کی فضیلت کے بارے میں کثیر احادیث ہیں ان میں سے چند پیش خدمت ہیں۔

صَلاَةُ الجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلاَةَ الفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً

ترجمہ: باجماعت نماز ادا کرنے سے تنہا نماز پڑھنے کی نسبت ستائیس درجے زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ (بخاری شریف، رقم ۶۱۹)

الصَّلَاةُ فِي الجَمَاعَةِ تعدل خمسا وَعشرين صَلَاة فَإِذا صلاهَا فِي فلاة فَأَتَمَّ رُكُوعها وسجودها بلغت خمسين صَلَاة

ترجمہ: باجماعت نماز پچیس نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔ اگر وہ جنگل میں نماز ادا کرے اور اس کے رکوع و سجود مکمل طور پر ادا کرے تو وہ پچاس نمازوں کے

برابر ہوتی ہے۔(ترغیب ۱/ ۲۶۵)

فَضْلُ صَلاةِ الجماعةِ عَلى صَلاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ خمسٌ وَعِشْرونَ دَرَجَةً وَفَضْلُ صَلاةِ التَّطَوُّعِ في الْبَيتِ عَلى فِعْلِهَا في المسجِدِ كَفَضْلِ صَلاةِ الجماعةِ عَلى المنفَرِدِ

ترجمہ: باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت آدمی کے تنہا نماز پڑھنے سے پچیس درجے زیادہ ہے نفلی نماز مسجد کی بجائے گھر میں پڑھنے کی فضیلت ایسی ہے جیسے باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت تنہا نماز پڑھنے پر ہے۔(الجامع الصغیر ۲/ ۷۴)

مَنْ مَشَى إِلَى صَلاةٍ مَكْتُوبَةٍ في الجماعةِ فَهِيَ كَحَجَّةٍ وَمَنْ مَشَى إِلَى صَلاةِ تَطَوُّعٍ فَهِيَ كَعُمْرَةٍ نَافِلَةٍ (الجامع الصغیر ۲/ ۱۸۱)

ترجمہ: جو شخص فرض نماز باجماعت پڑھنے کے لئے اٹھ کر چلا تو یہ حج کی طرح ہے اور جو نفلی نماز کے لئے چل نکلا تو یہ نفلی عمرہ ادا کرنے کی مانند ہے۔

المشاؤون إِلَى المساجِدِ في الظُّلَمِ أُولَئِكَ الخواضون في رَحمة الله تَعَالَى (الجامع الصغیر ۲/ ۱۸۵)

ترجمہ: اندھیرے میں بکثرت مساجد کی طرف چلنے والے اللہ کی رحمت (کے سمندر) میں غوطہ لگانے والے ہیں۔

إنَّ الله تَعَالَى لَيَضِيءُ لِلَّذِينَ يَتَخَلَّلُونَ إِلَى المساجِدِ في الظُّلَمِ بنُورٍ ساطِعٍ يَوْمَ القيامَةِ (مجمع الزوائد، ۲/ ۳۰)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ بروز قیامت تیز نور کے ذریعہ ان لوگوں کے لئے روشنی کرے گا جو اندھیرے میں مساجد کی طرف چل نکلتے ہیں۔

اِنَّ عِنْدَ الله الْغُدُوَّ والرَّوَاحُ إِلَى المساجِدِ اَفْضَلُ مِنَ الجِهَادِ في سبيل الله

ترجمہ: صبح وشام مسجد کی طرف جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔(ترغیب ۱/ ۲۱۲)

يَدُ الله عَلَى الجماعَة

ترجمہ: اللہ کا دستِ رحمت جماعت پر ہے۔(مشکوۃ، باب الایمان)

اَلجماعَةُ رَحمةٌ وَالْفُرْقَةُ عَذَابٌ

ترجمہ: جماعت رحمت ہے۔اور علیحدگی عذاب ہے۔(الجامع الصغیر ۱/ ۱۴۴)

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَعْجَبُ مِنَ الصَّلَاةِ في الجميع

ترجمہ: اللہ تعالیٰ باہم مل کر نماز پڑھنے کو پسند فرماتا ہے۔(کنز العمال ۷/ ۳۹۱)

إِنَّ الله يَسْتَحِي مِنْ عَبْدِهِ إِذا صَلَّى في جماعةٍ ثُمَّ يَسْأَلُ حاجَتَهُ أَنْ يَنْصرِفَ حَتَّى يَقْضِيَهُ (کنز العمال ۷/ ۳۹۲)

ترجمہ: جب بندہ باجماعت نماز ادا کرتا ہے۔پھر اپنی حاجت کے لئے دعا کرتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ کو حیا آتی ہے کہ وہ ایسے بندے کا سوال رد فرمائے۔یہاں تک کہ وہ اس کو پورا کر دیتا ہے۔

صَلَاةُ الرَّجُلِ في بَيْتِهِ بِصَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ في مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ صَلَاةً، وَصَلَاتُهُ في المسجِدِ الَّذِي يجمَعُ فِيهِ بِخَمْسِمِائَةِ

صَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي المَسْجِدِ الْأَقْصىٰ بِخَمْسِينَ أَلْفِ صَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِي بِخَمْسِينَ أَلْفِ صَلَاةٍ، وَصَلَاتُهُ فِي المَسْجِدِ الحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ

ترجمہ: آدمی کو اپنے گھر میں نماز پڑھنے سے صرف ایک نماز کا ثواب ملتا ہے۔ اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے پچیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے جامع مسجد میں نماز پڑھنے سے پانچ سو نمازوں کا ثواب ملتا ہے مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے سے پانچ ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے میری مسجد (مسجد نبوی) میں نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ رقم، ۷۵۲)

إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ (العشاء والفجر) أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى المُنَافِقِينَ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فَضْلَ فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَيْكُمْ بِالصَّفِّ المُقَدَّمِ فَإِنَّهُ عَلَى مِثْلِ صَفِّ المَلَائِكَةِ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ فَضْلَهُ لَابْتَدَرْتُمُوهُ، وَإِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ، وَصَلَاتَهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا كَانَ أَكْثَرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللهِ

ترجمہ: یہ دونوں نمازیں یعنی عشا اور فجر منافقین پر بہت بھاری ہیں اگر ان کو ان دونوں (نمازوں) کی فضیلت معلوم ہو جاتی تو وہ ان دونوں نمازوں کی طرف گھٹنوں کے بل چل کر آتے۔ (جماعت میں) صفِ اول کو اختیار کیا کرو۔ یہ فرشتوں کی صف کی مانند ہے۔ اگر تم اس کی فضیلت سے آگاہ ہوتے تو (صف اول کے لئے) ضرور جلدی کرتے۔ ایک آدمی کی دوسرے آدمی کے ساتھ مل کر (پڑھی ہوئی) نماز تنہا نماز سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ دو آدمیوں کے ساتھ مل کر (پڑھی ہوئی) نماز ایک آدمی کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز سے زیادہ پاکیزہ ہے جو اس سے بھی زیادہ لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھی جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔ (ترغیب ۱/ ۲۶۴)

من توضأ فأحسن وضوءه ثم راح فوجد الناس قد صلوا أعطاه الله مثل أجر من صلاها وحضرها لا ينقص ذلك من أجورهم شيئا (ترغیب، ۱/ ۲۶۴)

ترجمہ: جو شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے اور پھر (خواہ صبح ہو یا شام) مسجد کی جانب چل نکلتا ہے۔ (لیکن وہاں) وہ لوگوں کو اس حالت میں پاتا ہے کہ وہ نماز (با جماعت) پڑھ چکے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر موجود نمازی کے برابر اجر عطا فرماتا ہے۔ اور ان نمازیوں کے اجر سے بھی کسی قسم کی کمی نہیں ہوتی۔

من صلى لله أربعين يوما في جماعة يدرك التكبيرة الأولى كتب له براءتان براءة من النار وبراءة من النفاق (ترغیب ۱/ ۲۶۳)

ترجمہ: جو شخص چالیس روز تک باجماعت نماز ادا کرے (اس طرح کہ) وہ تکبیر اولیٰ پالے تو اس کے لئے دو برائتیں لکھ دی جاتی ہیں (ایک) آگ سے بری ہونا اور (دوسرا) نفاق سے بری ہونا۔

مَنْ صَلَّى لِلَّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى، كُتِبَ لَهُ بَرَاءَتَانِ: بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ، وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ (کنز العمال رقم ۲۰۲۸۱)

ترجمہ: چالیس روز تک جس شخص کی پہلی رکعت فوت نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو برائتیں لکھ دیتا ہے (ایک) آگ سے بری ہونا اور (دوسرا) نفاق سے بری ہونا۔

يا عثمان بن مظعون، من صلى الفجر في جماعة، ثم جلس يذكر الله حتى تطلع الشمس كان له في الفردوس سبعون درجة بعد ما

بين، كل درجتين كحضر، الفرس الجواد المضمر، سبعين سنة، ومن صلى صلاة الظهر في جماعة كان له في جنات عدن خمسون درجة بعد ما بين كل درجتين كحضر الفرس الجواد المضمر خمسين سنة، ومن صلى العصر في جماعة كان له كأجر ثمانية من ولد إسماعيل كلهم رب بيت يعتقهم، ومن صلى المغرب في جماعة فهي كحجة مبرورة وعمرة متقبلة، ومن صلى العشاء في جماعة كان كقيام ليلة القدر

ترجمہ: اے عثمان بن مظعون! جس نے صبح کی نماز باجماعت ادا کی پھر (وہاں) سورج طلوع ہونے تک بیٹھا ذکر الٰہی کرتا رہا۔ تو اس کے لئے فردوس میں ستر درجات ہیں۔ ہر درجہ کے درمیان ایک تیز رفتار گھوڑے کی ستر سالہ مسافت کا فاصلہ ہے۔ جس نے ظہر کی نماز باجماعت ادا کی اس کے لئے جنت میں پچاس درجے ہیں ہر درجہ کے درمیان ایک تیز رفتار گھوڑے کی پچاس سالہ مسافت کا فاصلہ ہے۔ جس نے عصر کی نماز باجماعت ادا کی۔ اس کو بنو اسماعیل کے آٹھ غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ جس نے مغرب کی نماز باجماعت ادا کی تو اس کو ایک حج مرور اور عمرہ مقبول کا ثواب ملتا ہے۔ اور جس نے عشا کی نماز باجماعت ادا کی تو اس کو لیلۃ القدر کے قیام جتنا ثواب ملتا ہے۔ (کنز العمال ۷/ ۳۹۶)

لأن أصلي الصبح في جماعة أحب إلي من أن أصلي ليلة، ولأن أصلي العشاء في جماعة أحب إلي من أن أصلي نصف ليلة

ترجمہ: میں صبح کی نماز باجامعت ادا کروں تو یہ مجھے رات کو (نوافل) نماز پڑھنے سے زیادہ پسند ہے اور میں عشاء کی نماز باجماعت ادا کروں تو یہ مجھے آدھی رات کے وقت نماز پڑھنے سے زیادہ پسند ہے۔ (کنز العمال ۷/ ۳۹۶)

إن من حافظ على هؤلاء الصلوات الخمس المكتوبات في جماعة كان أول من يجوز على الصراط كالبراق اللامع، وحشره الله في أول زمرة من السابقين، وكان له في كل يوم وليلة حافظ عليهن كأجر ألف شهيد قتلوا في سبيل الله

ترجمہ: بیشک جس شخص نے ان پانچ نمازوں کی پابندی کی۔ تو وہ پہلا شخص ہوگا جو پل صراط سے بجلی کی چمک کی طرح (بآسانی) گزرے گا اور اللہ تعالیٰ سابقین کے پہلے زمرہ میں س کا حشر فرمائے گا۔ اور جس نے ہر دن اور ہر رات میں ان (نمازوں) کی پابندی کی تو اس کو ایک ہزار ایسے شہیدوں کا ثواب ملے گا جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے۔ (کنز العمال ۷/ ۳۹۸)

مَا من أحد يَغْدُو وَيروح إِلَى المسجِد ويؤثره على مَا سواهُ إِلَّا وَله عِنْد الله نزل يعدلَهُ في الجنَّة كلما غَدا وَرَاح كَمَا لَو أَن أحدكُم زَارَهُ مَن يحبُ زِيَارَتَهُ لَا جتَهَدَلَهُ في كَرَامَتِه

ترجمہ: جو شخص صبح وشام مسجد میں جاتا ہے اور نماز باجماعت ادا کرنے کو دوسرے کاموں پر ترجیح دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں دعوت کا اہتمام فرماتا ہے جب بھی وہ اس مقصد کے لئے صبح وشام چلتا ہے جیسے وہ اپنے ساتھ محبت کرنیوالے دوست کی ملاقات کے لئے جاتا ہے اور وہ اس کی تکریم میں بھرپور کوشش کرتا ہے۔ (الفردوس رقم، ۶۱۰۴)

لَا يتَوَضَّأ أحدكُم فَيحسن وضوءه فيسبغه ثمَّ يَأْتي المسجِد لَا يُرِيد إِلَّا الصَّلَاة إِلَّا تبشش الله إِلَيْهِ كَمَا يتبشش أهل الْغَائِب بطلعته

ترجمہ: جو شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد میں آتا ہے اور سوائے نماز کے اس کا کچھ ارادہ نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس سے اس طرح خوش ہوتا ہے جس طرح

کہ غائب شخص کے گھر والے اس کو پا کر خوش ہوتے ہیں۔

كان أناس منازلهم بعيدة من المسجد فشكوا ذلك إلى النبي صلى الله عليه وسلم قال: مكانكم فان لكم بكل خطوةٍ حسنةً

ترجمہ: کچھ لوگ ایسے تھے جن کے گھر (مسجد سے) دور تھے۔ انہوں نے نبی پاک ﷺ سے اس بات کا شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم وہاں ہی سکونت رکھو۔ بلاشبہ تمہیں ہر قدم پر نیکی ملتی ہے۔ (کنز العمال، ۷/ ۴۰۷)

يقول الله عزوجل وفی روایة يقول يوم القيامة: أين جيراني؟ فيقول الملائكة: ومن ينبغي أن يكون جارك، فيقول: عمار مساجدي

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ (اللہ تعالیٰ) بروز قیامت ارشاد فرمائے گا کہ میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے کہ وہ شخص کون ہے جو تیرا پڑوسی بننے کا اہل ہے۔ وہ فرمائے گا کہ میری مساجد کو آباد کرنے والے (میرے پڑوسی ہیں)۔ (کنز العمال، ۷/ ۴۰۷)

عمار مساجد الله هم اهل الله عزوجل

ترجمہ: اللہ کے گھروں کو آباد کرنے والے ہی اہل اللہ ہیں۔ (کنز العمال، ۷/ ۴۰۷)

مَا تَوَطَّنَ رَجُلُ المَسَاجِدَ لِلصَّلاةِ وَالذِّكرِ إِلا تَبَشبَشَ الله تعالىٰ إِلَيهِ كَمَا يَتَبَشبَشُ أَهلُ الْغَائِبِ بِغَائِبِهِمْ إِذَا قَدِمَ عَلَيْهِمْ

ترجمہ: آدمی مساجد میں نماز اور ذکر کے لئے رکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس طرح خوش ہوتا ہے جس طرح غائب شخص کے گھر والے اس کے آنے پر خوش ہوتے ہیں۔ (ترغیب ۱/ ۲۱۸)

مَنْ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى المسجِدَ فَهُوَ زَائِرُ اللهِ، وَحَقٌّ عَلَى المَزُورِ أَنْ يُكْرِمَ الزَّائِرَ (ترغیب ۱/ ۲۱۴)

ترجمہ: جس نے اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کیا۔ پھر مسجد کی طرف آیا تو وہ شخص اللہ کی زیارت کرنے والا ہے مزور (جس کی زیارت کی جائے) پر لازم ہے کہ زائر (زیارت کرنے والے) کی عزت وتکریم کرے۔

المساجد بيوت الله، وقد ضمن الله لمن كانت المساجد بيته بالروح والراحة والجواز على الصراط إلى الجنة

ترجمہ: مسجدیں اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں جو مسجد کو (بھی) اپنا ایک گھر بنالے (اس میں عبادت کرتے ہوئے کافی وقت گزارے) اللہ تعالیٰ اسے راحت سکون اور پل صراط سے بآسانی گزارنے کی ضمانت دیتا ہے۔ (کنز العمال، ۷/ ۴۰۸)

إِن للمساجد أوتاد المَلَائِكَة جلساؤهم إِن غَابُوا يفتقدونهم وَإِن مرضوا عادوهم وَإِن كَانُوا فِي حَاجَة أَعَانُوهُم ثمَّ قَالَ: جليس المسجِد على ثَلَاث خِصَال أَخ مُستَفَاد أَو كلمة محكمَة أَو رَحمَة منتظرة

ترجمہ: بیشک مسجدوں کی کچھ میخیں ہیں (وہ لوگ جو مساجد میں عبادت کی غرض سے زیادہ وقت گزارتے ہیں) فرشتے ان کے ہم نشین ہوتے ہیں اگر وہ (مساجد سے) غائب ہوں تو فرشتے انہیں تلاش کرتے ہیں اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کرتے ہیں اگر انہیں کوئی حاجت ہو تو وہ ان کی مدد کرتے ہیں۔ مسجد میں زیادہ بیٹھنے والے کی تین خصلتیں ہیں۔ اس کی صحبت سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے محکم بات والا اور رحمت منتظرہ والا ہوتا ہے (اسے حکمت والا کلام یعنی قرآن پاک وحدیث شریف سننے کا موقع ملتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے)۔ (کنز العمال، ۷/ ۴۰۸)

مَنْ سَمِعَ النِّدَآءَ فَلَمْ يُجِبْ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ (مجمع الزوائد، ۲/۴۵)

ترجمہ: جس نے ندا (آذان) کو سنا اور بلا عذر شرعی اس کا جواب نہ دیا تو اس کی نماز ہی نہیں (یعنی جماعت سے نماز ادا نہ کی تو گویا اس کی نماز ہی نہیں)۔

لَقَدْ هممتُ أَنْ آمرَ بِالصَّلَاةِ، فتُقَامَ، ثُمَّ آمرَ رَجُلًا، فيُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ أَنْطَلِقَ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ، فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بِالنَّارِ

ترجمہ: میں نے ارادہ کیا کہ میں نماز کی اقامت کا حکم دوں۔ پھر ایک آدمی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں پھر میں کچھ لوگوں کو جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں ساتھ لے کر ایسے لوگوں کے پاس جاؤں جو کہ نماز میں شریک نہیں ہوئے پس میں آگ کے ساتھ ان کے گھروں کو جلا دوں۔ (ابن ماجہ رقم: ۷۷۵)

لَقَدْ هممتُ أَنْ آتِيَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَتَخَلَّفُونَ عَنْ هَذِهِ الصَّلَاةِ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ

ترجمہ: میں نے ارادہ کیا کہ میں ایسے لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز سے بچھڑ گئے ہیں (جنہوں نے باجماعت نماز نہیں پڑھی) پس ان کے گھروں کو جلا دوں۔

لِلإمام والمؤذن مثل أجور من صلى معهما

ترجمہ: امام اور مؤذن کو ان کے ساتھ نماز پڑھنے والے لوگوں جتنا ثواب ملتا ہے۔ (کنز العمال، ۷/۴۱۱)

افضل الناس فی المسجد الامام ثُمَّ الموذن ثم من علیٰ یمین الامام

ترجمہ: مسجد میں سب سے افضل امام ہے۔ پھر مؤذن اور پھر وہ شخص جو امام کے دائیں طرف ہو۔ (کنز العمال، ۷/۴۱۳)

إِنَّ اللهَ وملائِكَتَهُ يُصَلُّونَ على الصَّفِّ المقدَّمِ والمؤَذِّنُ يُغفَرُ لهُ مَدَى صَوْتِهِ وَصَدِّقُهُ مَنْ سَمِعَهُ من رَطْبٍ ويابِسٍ وَلَهُ أَجْرُ مَنْ صَلَّى مَعَهُ

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صف اول پر رحمت بھیجتے ہیں اور مؤذن کو آواز بلند کرنے کی وجہ سے بخش دیا جاتا ہے ہر خشک اور تر چیز اس کی تصدیق کرتی ہے۔ جو بھی اس کی آواز سنتی ہے اس کے لئے ہر اس شخص کے برابر ثواب ہے جس نے بھی اس کے ساتھ نماز پڑھی۔ (ترغیب، ۱/۱۷۶)

ما يمنعكم أن تصفوا كما تصف الملائكة عند الرحمن تعالى؟ قالوا: وكيف يصفون يا رسول الله؟ " قال: "يتمون الصفوف ويرصون الصفوف رصا (کنز العمال، ۷/۴۴۶)

ترجمہ: جس طرح فرشتے اللہ تعالیٰ کے سامنے صف بندی کرتے ہیں ایسی صف بندی کرنے سے تمہیں کون سی چیز روکتی ہے صحابہ کرام نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کیسے صفین بناتے ہیں آپ نے فرمایا وہ صفوں کو مکمل کرتے ہیں (کندھے سے کندھا ملاتے ہیں) اور اپنی صفوں کو مرتب کرتے ہیں۔

رُصُّوا صُفُوفَكُمْ، وَقَارِبُوا بَيْنَهَا، وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ ; فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصُّفُوفِ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ وَفِي رِوَايَةٍ كَأَنَّهَا غَنَمٌ غَفْرٌ

ترجمہ: اپنی صفوں کو درست کرو۔ صفوں میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہو اور کندھے کے ساتھ کندھا ملاؤ۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں شیطان کو صفوں کی خالی جگہوں میں بھیڑ کے بچے کی طرح داخل ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ پاگل بکری کی طرح داخل ہوتے دیکھتا ہوں۔ (مشکوۃ رقم ۱۰۹۳)

عَلَيكُمْ بِالصَّفِ الاوَّل وعَلَيكُم بِالمَيمَنَة (الجامع الصغیر، ۲ / ۶۳)

ترجمہ: پہلی صف میں کھڑے ہونے کا اہتمام کیا کرو اور دائیں جانب کھڑے ہوا کرو۔

اَمْنَعُ الصُّفُوْفِ مِنَ الشَّيطٰنِ الصَّفُّ الاَوَّلُ (الجامع الصغیر، ۲ / ۶۵)

ترجمہ: شیطان کے لئے صف اول سب سے زیادہ رکاوٹ ہے۔

مَنْ وَصَلَ صَفّاً وَصَلَهُ الله، وَمَنْ قَطَعَ صَفّاً قَطَعَهُ اللهُ (مشکوۃ رقم ۱۱۰۲)

ترجمہ: جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اس کو ملائے گا اور جس نے صف کو توڑا اللہ تعالیٰ اس کو توڑے گا۔

إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصِلُونَ الصُّفُوفَ مَنْ سَدَّ فُرْجَةً فِي صَفٍّ رَفَعَهُ اللهُ بِهَا دَرَجَةً (ترغیب ۱ / ۳۲۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں اور جو صف میں موجود خالی جگہ کو پر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا رتبہ بڑھا دیتا ہے۔

سَوُّوا بَينَ صُفُوفِكُمْ لَا تَختَلِفُ قُلُوبُكُمْ

ترجمہ: تم اپنی صفیں سیدھی رکھا کرو تمہارے دل ایک دوسرے کیخلاف نہیں ہوں گے۔ (کنز العمال، ۷ / ۴۴۴)

لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ عَنِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللهُ فِي النَّارِ

ترجمہ: کچھ لوگ صف اول سے ہمیشہ پیچھے رہتے ہیں حتی کہ اللہ تعالیٰ ان کو آگ میں پیچھے کر دیتا ہے۔ (ترغیب ۱ / ۳۲۵، ۳۲۴)

مَا مِن خُطْوَةٍ أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِن خُطْوَةٍ يَمشِيهَا العَبدُ يَصِلُ بِهَا صَفّاً

ترجمہ: صف پر کرنے کے لئے اٹھنے والے قدم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو کسی بندے کا کوئی قدم پسند نہیں۔ (ترغیب ۱ / ۳۲۳)

مَن تَرَكَ الصَّفَّ الأَوَّلَ مَخَافَةَ أَن يُؤْذِيَ أَحَداً (فَصَلّٰى فِي الصَّفِّ الثَّانِي اَوِ الثَّالِثِ) أَضعَفَ اللهُ لَهُ أَجرَ الصَّفِّ الأَوَّلِ

ترجمہ: جس نے کسی کو تکلیف پہنچنے کے خوف سے صف اول کو چھوڑ دیا (اور دوسری یا تیسری صف میں نماز پڑھی) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے صف اول کے اجر کو بڑھا دیتا ہے۔ (ترغیب ۱ / ۳۲۱)

احادیث در فضائلِ مسجد۔

مسجد کے فضائل

إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ المَسجِدَ، فَلَا يَجلِسْ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكعَتَينِ

ترجمہ: تم میں سے جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو وہ دو رکعت پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔ (بخاری شریف، رقم ۱۱۱۰)

مَن أَخرَجَ أَذًى مِنَ المَسجِدِ بَنَى اللهُ لَهُ بَيتاً فِي الجَنَّةِ

ترجمہ: جو شخص مسجد سے نقصان دہ چیز ہٹاتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بناتا ہے۔ (ترغیب، ۱ / ۸۹۸)

مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

ترجمہ: جوخدا کی رضا کے لئے مسجد بناتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بناتا ہے۔(مشکوٰۃ رقم،۶۹۸)

لَا صَلٰوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ اِلَّا فِيْ الْمَسْجِدِ

ترجمہ: مسجد کے پڑوسی (قریب رہنے والے) کی نماز مسجد میں پڑھے بغیر درست نہیں ہوتی۔(الجامع الصغیر،۲/۲۰۲)

إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا۔ قِيلَ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: الْمَسَاجِدُ (الجامع الصغیر،۱/۳۴)

ترجمہ: جب تم جنت کے باغیچوں میں سے گزرو تو خوب چرا کرو۔عرض کیا گیا کہ جنت کے باغیچے کیا ہوتے ہیں تو آپ نے فرمایا۔مساجد (جنت کے باغیچے ہیں)۔

الْأَبْعَدُ فَالْأَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ أَعْظَمُ أَجْرًا

ترجمہ: مسجد میں دور دور سے چل کر آنے والوں کا اجر سب سے زیادہ ہے۔(ترغیب،۱/۲۰۹)

لَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ تَعْدِلُ الْفَرِيضَةَ - يَعْنِي: حَجَّةً مَبْرُورَةً - وَالنَّافِلَةُ كَحَجَّةٍ مُتَقَبَّلَةٍ، وَفُضِلَتِ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ عَلَى مَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ بِخَمْسِمِائَةِ صَلَاةٍ

ترجمہ: جامع مسجد میں نمازِ (فرض) پڑھنے کا ثواب ایک حج مبرور کے برابر ہے۔اور نوافل پڑھنے کا ثوب ایک حج مقبول کے برابر ہے۔جامع مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت دیگر مساجد میں نماز پرھنے پر پانچ سو نمازیں زیادہ ہے (پانچ سو نمازوں کا ثواب ملتا ہے) (مجمع الزوائد،۲/۴۹)

تَذْهَبُ الْأَرَضُونَ كُلُّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا الْمَسَاجِدَ، فَإِنَّهَا يَنْضَمُّ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ

ترجمہ: بروز قیامت سوائے مساجد کے تمام زمینیں ختم ہوجائیں گی۔بیشک ان (مساجد) کو ایک دوسرے میں ضم کردیا (ملادیا) جائے گا۔(الجامع الصغیر،۱/۱۲۹)

أفضل البقاع المساجد وأفضل أهلها أولهم دخولا وآخرهم خروجا (کنزالعمال،۷/۴۶۱)

ترجمہ: افضل مقامات مساجد ہیں اور اہل مساجد میں سے سب سے افضل وہ ہے جو سب سے پہلے ان میں داخل ہوتا ہے اور سب سے آخر میں نکلتا ہے۔

إن الله إذا أحب عبدا جعله قيم مسجد، وإذا أبغض عبدا جعله قيم حمام (کنزالعمال،۷/۴۶۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہے۔تو اسے مسجد کا مقیم بنادیتا ہے اور جب کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو اسے حمام کا مقیم بنادیتا ہے۔

من علق في المسجد قنديلا صلى عليه سبعون ألف ملك حتى ينطفئ ذلك القنديل (کنزالعمال،۷/۴۶۴)

ترجمہ: جو شخص مسجد میں قندیل لٹکاتا ہے۔اس کے لئے ستر ہزار فرشتے قندیل بجھنے تک دعا کرتے رہتے ہیں۔

الضحك في المسجد ظلمة في القبر (الجامع الصغیر،۲/۵۲)

ترجمہ: مسجد میں ہنسی قبر کا اندھیرا ہے۔

من أشراطِ السَّاعَةِ أَنْ يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ (مشکوٰۃ رقم،۷۱۹)

ترجمہ: مسجدوں میں لوگوں کا باہم فخر کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَمَجَانِينَكُمْ وشراءكم وَبَيْعَكُمْ و حصومَاتكُمْ وَرفع أَصْوَاتكُم وَإِقَامَة حُدُودكُمْ وسل سيوفكُمْ وَاتخذُوا على أَبْوَابهَا المطَاهِر وَجمرُوهَا فِي الجمع (ترغیب،۱/۱۹۹)

ترجمہ: اپنی مساجد کو اپنے بچوں، پاگلوں، خرید وفروخت، جھگڑوں آواز بلند کرنے، حدود قائم کرنے، تلواریں لٹکانے سے بچاؤ۔ ان کے دروازوں پر وضو کرنے کے لئے پانی کا بندوبست کرو۔ اور جمعہ کے دنوں میں ان کو دھونی دیا کرو۔

تنبیہ: چون بواسطۂ بعد عہدِ نبوت وشیوعِ ھوا وبدعت اکثر اھلِ عالم از نماز کہ ستونِ اسلام است تکاسل دارند واز جماعت تغافل مے درزند وقدرِ صفِ اول نمے دانند وآدابِ مسجد وجمعہ وآذان را بجانمے آرند، اکثر صوفیۂ خام نماز را بھرِ اصلاحِ عوام تصور مے نمایند وخواص را ازان مستغنی می دانند واز برکاتِ آن محروم می مانند۔ وکسے کہ از برکاتِ نماز محروم شد معلوم است کہ از برکاتِ ایمان ومعرفت چہ بہرہ خواھد یافت۔

تنبیہ: زمانۂ نبوت سے دوری خواہشات اور بدعات کے عام ہونے کی وجہ سے اکثر اہل جہاں نماز میں سستی کرتے ہیں جو کہ اسلام کا ستون ہے۔ نیز (نمازی) جماعت میں غفلت برتتے ہیں صف اول کی قدر وقیمت سے آگاہ نہیں۔ مسجد جمعہ اور آذان کے آداب بجا نہیں لاتے۔ اکثر ناقص صوفیاء عوام کے لئے تو نماز کو اصلاح تصور کرتے ہیں اور خواص کو اس سے بے نیاز سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو شخص برکاتِ نماز سے محروم ہو جائے وہ ایمان ومعرفت کی برکات سے کیا خاک بہرہ ور ہوگا۔

۲۸۷۔ قال رسول اللہ ﷺ لِكُلِّ شَيْءٍ صَفْوَةٌ (وَصَفْوَةُ الإِيمَانِ الصَّلٰوةُ) وَصَفْوَةُ الصَّلٰوةِ التَّكْبِيرَةُ الأُولٰى (الجامع الصغیر، ۲/۱۲۴، ۱۲۵)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر شئ کو صاف ستھرا رکھنے والی چیز ہوتی ہے (ایمان کو صاف ستھرا رکھنے والی نماز ہے) اور نماز کو صاف ستھرا رکھنے والی چیز تکبیر اولیٰ ہے۔

بنا بران پارۂ از کمالات وفضائلِ نماز ذکر کردہ وسخن درین باب کوتہ نمود۔ ھنوز کمالات وفضائلِ نماز بسیار است اگر بتفصیل آن پردازد دفاتر باید۔ وفضائلِ صلوات موقتہ وسنن زوائد ومؤکدہ را خود ھرگز نیاوردہ است کہ احادیث بے شمار درین باب آمدہ است۔ چنانچہ در رسالۂ دیگر پارۂ ازان ایراد نمودہ است۔

(فقیر) نے اسی وجہ سے فضائل وکمالاتِ نماز کا کچھ حصہ ذکر کر دیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں نہایت ہی مختصر گفتگو کی ہے نماز کے فضائل وکمالات تو اتنے کثیر ہیں کہ اگر (فقیر) ان کی تفصیل میں جائے تو کئی دفتر درکار ہوں صلوٰۃ موقتہ (پانچ وقت کی فرض نماز) اور سننِ زوائد وسننِ مؤکدہ کو جان بوجھ کر ذکر نہیں کیا ان کے بارے میں بے شمار احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں سے بعض احادیث دوسری کتاب میں بیان ہوئی ہیں۔

درین جا احادیثے چند در فضائلِ جمعہ می آرد۔

اس جگہ چند احادیث جمعہ کے فضائل سے متعلق درج کی جاتی ہیں۔

جمعہ کے فضائل:

اَلجمعَةُ حَجُّ الْفُقَرَآءِ

ترجمہ: جمعہ فقیروں کا حج ہے۔(الجامع الصغیر،۱/ ۱۴۴)

فَضْلُ الجمعَةِ فِی رَمَضَانِ کَفَضلِ رَمَضَانَ عَلَی الشُّهُوْر

ترجمہ: رمضان شریف میں جمعہ کی فضیلت ایسی ہے جیسے رمضان شریف کے مہینہ کی فضیلت دوسرے مہینوں پر ہے۔(الجامع الصغیر،۲/ ۷۴)

اِنَّ جَهَنَّمَ اِلاَّ یَوْمَ الجمعَة

ترجمہ: بیشک جہنم جمعہ کے سوا (باقی ایام میں) بھڑکائی جاتی ہے۔(الجامع الصغیر،۱/ ۸۹)

اَفْضَلُ الاَیَّامِ عِنْدَ اللهِ یَوْمُ الجمعَةِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام ایام سے افضل جمعہ کا دن ہے۔(الجامع الصغیر ۱/ ۴۸)

لیس من الصَّلَوَاتِ صَلاَةٌ أَفْضَلَ مِنْ صَلاَةِ الْفَجْرِ یَوْمَ الجمعَةِ فِي الجماعَةِ وَمَا أَحْسِبُ مَنْ شَهِدَهَا مِنكُمْ إِلاَّ مَغْفُوراً لَهُ

(الجامع الصغیر،۲/ ۱۳۸)

ترجمہ: جمعہ کے روز باجماعت فجر کی نماز پڑھنے سے زیادہ فضیلت کسی اور نماز کی نہیں تم میں سے جو بھی اس میں موجود ہو میں اس کو بخشا ہوا یقین کرتا ہوں۔

على كل بَاب من أَبْوَاب المسَاجِد يَوْم الجمعَة ملكان يكتبان الأول فَالْأول كَرجل قدم بَدَنَة وكرجل قدم بقرة وكرجل قدم شَاة وكرجل قدم طيرا وكرجل قدم بَيْضَة فَإِذا قعد الإِمَام طويت الصُّحُف (ترغیب،۱/ ۵۰۰)

ترجمہ: جمعہ کے دن مساجد کے تمام دروازوں پر دو فرشتوں کی ڈیوٹی لگی ہوتی ہے وہ سب سے پہلے آنے والے اور پھر اس کے بعد آنے والے لوگوں کے اجر لکھتے ہیں سب سے پہلے آنے والا شخص اس شخص کی طرح ہے جس نے اونٹ کی قربانی کی۔ اس کے بعد آنے ولا اس شخص کی طرح ہے جس نے گائے کی قربانی کی۔ اس کے بعد آنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے بکری کی قربانی کی۔ اس کے بعد آنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے پرندہ صدقہ کیا۔ اور اس کے بعد آنے ولا اس شخص کی طرح ہے جس نے انڈہ صدقہ کیا۔ جب امام بیٹھ جاتا ہے تو صحیفے لپیٹ دئے جاتے ہیں۔

إِن يَوْم الجمعَة وَلَيْلَة الجمعَة أَرْبَعَة وَعِشْرُونَ سَاعَة لَيْسَ فِيهَا سَاعَة إِلَّا وَلله فِيهَا سِتمِائَة أَلف عَتِيق من النَّار كلهم قد استوجبوا النَّار

(ترغیب،۱/ ۴۹۳)

ترجمہ: جمعہ کی رات اور دن کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں اور ہر گھنٹہ میں چھ لاکھ ایسے آدمی دوزخ سے آزاد ہوتے ہیں جن پر آگ لازم ہو چکی ہوتی ہے۔

لَا يَتْرُكُ اللهُ تَعَالىٰ اَحَداً يَوْمَ الجمعَةِ اِلاَّ غَفَرَ لَهُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن سب کی مغفرت فرما دیتا ہے (اس کا اہتمام کرنے والوں کی بخشش ہوتی ہے) (الجامع الصغیر،۲/ ۲۰۳)

من مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة أجير من عذاب القبر، وجاء يوم القيامة وعليه طابع الشهداء

ترجمہ: جوکوئی جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کومرتا ہے تو اسے عذابِ قبر سے پناہ مل جاتی ہے اور بروزِ قیامت وہ اس شان سے آئے گا کہ اس پر شہیدوں کی مہر لگی ہوگی۔ (کنزالعمال، ۷/ ۵۱۰)

ألا أخبركم بأهل الجنة؟ من لا يشغله عن الجمعة حر شديد، ولا برد شديد، ولا ردغ (کنزالعمال، ۷/ ۵۱۰)

ترجمہ: کیا میں تمہیں جنت کے مستحق کی خبر نہ دوں وہ شخص جس کو سخت گرمی یا شدید سردی یا کیچڑ جمعہ پڑھنے سے باز نہ رکھے (وہ جنت کا حقدار ہے)۔

فصل پنجم:

دربیان اذکارِ غیر موقتہ۔ استغفار و درود و اذکار دیگر۔ باید کہ استغفار بسیار نماید۔ فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فصل پنجم

ان اذکار کا بیان جن کے لئے کوئی وقت مخصوص نہیں

نیز استغفار اور دیگر اذکار کا بیان

(انسان کو) استغفار بکثرت کرنا چاہئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۔ **ہر کہ استغفار بسیار کند او را حق تعالیٰ از ہر تنگی مخرج دہد و از ہر غم کشائش، و او را رزق دہد از جائے کہ پنداشتِ آن ندارد۔**

جو شخص استغفار کی کثرت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی سبیل فرما دیتا ہے ہر غم سے کشادگی عطا فرماتا ہے۔ اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ (ترغیب: ۲/۴۶۸)

۲۔ **چون بندہ گوید۔ "أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيَّ الْقَيُّومَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ" بخشیدہ شود اگرچہ از جنگِ کفار گریختہ باشد۔**

جب بندہ أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيَّ الْقَيُّومَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ کہتا ہے تو وہ بخش دیا جاتا ہے اگرچہ وہ کفار کے ساتھ جنگ کرنے سے بھاگا ہو۔

(حصن: ۴۲۷)

۳۔ **ہر کہ گوید "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ" نوشتہ شود آن را ہمچنان کہ گفتہ است، پستر بعرش معلق کردہ شود و محو نگردد آن را ہیچ گناہے کہ کردہ است آن را صاحبش تا آنکہ ملاقی شود حق تعالیٰ را، و آن کلمہ سر بمہر بود و پیچیدہ باشد چنانکہ او گفتہ است۔**

جو شخص سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ پڑھتا ہے تو اس کے لئے اسی طرح لکھ دیا جاتا ہے جیسے اس نے پڑھا ہوتا ہے پھر اس (لکھے ہوئے) کو عرش کے ساتھ لٹکا دیا جاتا ہے۔ اور قیامت تک اسے کوئی چیز مٹا نہیں سکتی سوائے اس گناہ کے جس کا ارتکاب پڑھنے والا کرے۔

(حصن حصین: ص: ۴۰۱)

۴۔ هر که بگوید سه بار۔

جو شخص تین مرتبہ یہ کلمات کہے استغفر الله العظيم الذی لا إله إلا هو الحی القيوم وأتوب إليه

بخشیده شود گناهانِ او هر چند عدد ریگ عالج و عدد ستاره هائے سماء باشد۔

اس کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اگر چہ ان کی تعداد ریت کے ذرات یا آسمان کے ستاروں کے برابر ہو۔ (اتحاف: ۵/۲۸۵)

قال الشيخ علی بن ابی بکر قدس سره فی معارج الهداية ومن انواع الاستغفار الماثور المشهور۔

مذکورہ استغفار کے متعلق حضرت شیخ علی بن ابی بکر قدس سرہ نے معارج الہدایہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ استغفار سنت سے ثابت اور مشہور ہے۔

ما روی عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قال استغفر الله العظيم الذي لا إله إلا هو الرحمن الرحيم الحي القيوم الَّذیْ لَا يموتُ وَاَتُوبُ اِلَيْهِ رَبِّ اغْفِرلیْ، خمساً وعشرين مرة لم ير فی بيته ولا فی اهله ولا فی داره ولا فی مدينته ولا فی بلده الذی هو فيه مايكره۔

کیونکہ نبی کریم ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے پچیس مرتبہ یہ کلمات کہے ''استغفر الله العظيم الذي لا إله إلا هو الرحمٰن الرحيم الحي القيوم الَّذیْ لَا يموتُ وَاَتُوبُ اِلَيْهِ رَبِّ اغْفِرلیْ'' وہ اپنے کمرے میں اپنے اہل وعیال میں اپنے گھر میں اپنی بستی میں اور اپنے شہر میں جس کے اندر وہ رہائش پذیر ہے کوئی ناپسندیدہ چیز نہیں دیکھے گا۔

فينبغی المواظبة علی هذا الاستغفار صباحا ومساء۔ فقد كان جماعة من مشائخنا وعلمائنا يتواصون به فيما بينهم ويوصون به تلاميذهم واولادهم وخدامهم واصحابهم ويحرصون علی المواظبة عليه والملازمة له لما راو فيه من عظيم النفع وجزيل البركة وكريم النفع۔

پس اس استغفار پر روازانہ صبح وشام ہمیشگی اختیار کرنی چاہئے ہمارے مشائخ وعلماء کی ایک جماعت اس کو پڑھنے کی وصیت کرتی آئی ہے۔ یہ لوگ اپنے شاگردوں، بچوں خادموں اور اپنے دوستوں کو اس کے پڑھنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ اس کو ہمیشہ اور باقاعدہ پڑھنے پر حریص تھے کیونکہ اس میں انہیں بہت زیادہ فائدہ برکت اور منفعت دکھائی دیتی تھی۔

الاسْتَغْفَارُ فِیْ الصَّحِيْفَةِ يَتَلَالَا نُوْراً (الجامع الصغیر، ۱/ ۱۲۳)

ترجمہ: صحیفہ میں (نامۂ اعمال میں لکھا ہوا) استغفار نور چمکاتا ہے۔

من استغفر للمؤمنين والمؤمنات كتب الله بكل مؤمن ومؤمنة حسنة (مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۱۳)

ترجمہ: جو شخص مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے (ان کی بخشش کی دعا کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ہر مؤمن اور مؤمنہ کے بدلے ایک نیکی تحریر فرما دیتا ہے۔

من استغفر الله للمؤمنين والمؤمنات كل يوم سبعا وعشرين مرة كان من الذين يستجاب لهم ويرزق بهم اهل الارض

ترجمہ: جو ہر روز مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے لئے ستائیس مرتبہ استغفار کرتا ہے وہ ان لوگوں میں سے ہو جاتا ہے جن کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور جن کی وجہ سے اہل زمین کو رزق عطا کیا جاتا ہے۔ (مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۱۳)

اِنَّ للقلوبِ صدأً كَصدءِ النُّحاسِ وَجلاءُها الاِستَغْفَار

ترجمہ: تانبے کا زنگ دور کرنے والی شئ کی مانند دلوں کا زنگ اتارنے والا اوران کو چمکانے والا استغفار ہے۔(ترغیب، ۲/ ۴۶۹)

مَامِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ فَيَقُولُ رَبِّ اغْفِرْلِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَه

ترجمہ: جب بندہ سجدہ کرتے ہوئے تین بار عرض کرتا ہے رب اغفرلی (اے میرے پروردگار تو مجھے بخش دے) تو سر اٹھانے سے پہلے پہلے اس کو بخش دیا جاتا ہے۔(الجامع الصغیر، ۲/ ۱۵۰)

طُوبَى لِمَنْ وَجَدَ فِي صَحِيفَتِهِ اسْتِغْفَارًا كَثِيرًا

ترجمہ: ایسے شخص کے لئے طوبیٰ (جنت کا بہت بڑا خوشبودار درخت) ہے جس کے نامہ اعمال میں بکثرت استغفار ہے۔(ترغیب، ۲/ ۴۶۸)

أَلَا أَدُلُّكُم عَلَى دَائِكُمْ وَدَوَائِكُمْ، أَلَا إِنَّ دَاءَكُمُ الذُّنُوب، وَدَوَاءَكُم الاستِغْفَار

ترجمہ: کیا میں تمہیں تمہاری بیماری اور دوا کے بارے میں آگاہ نہ کروں۔ یاد رکھو تمہاری بیماری گناہ ہے اور دوا استغفار ہے۔(ترغیب، ۲/ ۴۶۸)

أنا أمان والاستغفار أمان (کنز العمال رقم، ۳۰۹۳)

ترجمہ: میں بھی پناہ ہوں اور استغفار بھی پناہ ہے۔

احادیث در فضائل درود شریف۔

درود شریف کے فضائل:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (الجامع الصغیر ۲/ ۱۷۳)

ترجمہ: جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اس کی دس خطائیں معاف فرماتا ہے اور اس کے دس درجات بلند کرتا ہے۔

أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاة

ترجمہ: بروزِ قیامت میرے نزدیک سب سے بہتر وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پاک پڑھتا ہوگا۔(مشکوۃ رقم، ۹۲۳)

رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ (ترغیب، ۲/ ۵۰۸)

ترجمہ: وہ آدمی ذلیل ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا۔ تو اس نے مجھ پر درود شریف نہ پڑھا اس آدمی کا ستیاناس ہو جس کی زندگی میں رمضان شریف آیا اور اس کے بخشے جانے سے پہلے گزر گیا۔ اور وہ آدمی ذلیل ہو جس نے اپنے ولدین کو بڑھاپے میں پایا اور ان دونوں کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا۔

كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوبٌ حَتَّى يُصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم (الجامع الصغیر، ۲/ ۹۲)

ترجمہ: ہر دعا محجوب ہوتی ہے۔(بارگاہ الٰہی تک پہنچنے سے روک دی جاتی ہے) یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ پر درود پاک پڑھا جائے۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً کَتَبَ اللّٰہُ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ قِیرَاطاً اَلْقِیرَاطُ مِثْلُ اُحُدٍ (الجامع الصغیر، ۲/ ۱۷۴)

ترجمہ: جو مجھ پر ایک مرتبہ صلوٰۃ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک قیراط (ثواب) لکھ دیتا ہے۔ قیراط احد پہاڑ کی مثل ہے۔

مَنْ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّقَالَ: اَللّٰھُمَّ أَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ (مشکوۃ رقم ۹۳۶)

ترجمہ: جس نے حضور ﷺ پر درود پاک بھیجا۔ اور اس نے یہ کہا ''**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ أَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَ**'' اے اللہ حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما اور بروزِ قیامت اپنے ہاں مقام قرب (محمود) پر آپ کو فائز فرما تو اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

إذا صليتم علي فأحسنوا الصلاة فإنكم لا تدرون لعل ذلك يعرض علي قولوا اللهم أجعل صلاتك ورحمتك وبركاتك على سيد المرسلين وإمام المتقين وخاتم النبيين عبدك ورسولك إمام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة اللهم أبعثه المقام المحمود يغبطه به الأولون وألاخرون (القول البدیع، ص، ۴۹)

ترجمہ: جب تم مجھے پر درود پاک پڑھو تو اس کو عمدگی کے ساتھ پڑھو بے شک تم نہیں جانتے کہ یہ (درود شریف) مجھ تک پہنچایا جاتا ہے تم کہا کرو اللّٰھم اجعل (آخر تک) اے اللہ تو اپنی رحمتیں اور برکتیں بھیج رسولوں کے سردار پر پرہیزگاروں کے پیشوا پر خاتم النبیین پر جو تیرے عبادت گزار اور رسول ہیں۔ جو خیر کے امام خیر کے راہنما اور رسول رحمت ہیں۔ اے اللہ آپ کو مقام محمود پر مبعوث فرما جس کی اولین اور آخرین تمنا کرتے ہیں۔

من صل على النبی ﷺ صلوٰ صلى الله عليه و ملئكته بها سبعين صلوة

ترجمہ: جس نے نبی پاک ﷺ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر اس (عمل) کی وجہ سے ستر رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔

(جلاء الافہام، ص، ۵۸)

من صلى علي في كتاب لم تزل الملائكة تستغفر له مادام اسمي في ذلك الكتاب (ترغیب ۱/ ۱۱۱، ۱۱۰)

ترجمہ: جس نے مجھ پر کسی کتاب میں درود پاک لکھا جب (تک میرا نام اس کتاب میں لکھا رہے گا اس وقت تک فرشتے اس کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہیں گے۔

نادانی جبريل من تلقاء العرش فقال يا محمد يقول لک الرحمن عزوجل من ذكرت بين يديه فلم يُصلِّ عليک دخل النَّار۔

ترجمہ: جبریل امین نے مجھے عرش کے قریب سے پکارا اور کہا اے محمد ﷺ رحمن عزوجل آپ کو فرماتا ہے۔ کہ جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا گیا اور اس نے آپ پر درود پاک نہ پڑھا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

صَلُّوْا عَلٰی اَنْبِیَاءِ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ بَعَثَھُمْ کَمَا بَعَثَنِیْ (المطالب العالیہ، ۳/ ۲۲۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء اور رسولوں پر صلوٰۃ بھیجو بیشک اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی ایسے ہی مبعوث فرمایا ہے جیسے مجھے مبعوث کیا ہے۔

درفضیلت لاحول ولاقوۃ وتسبیح وتہلیل وتمجید وتکبیر۔

کلمۂ لاحول ولاقوۃ الا باللہ را بسیار گوید کہ ین کلمہ گنجے ست از گنج ہائِ زیرِ عرش۔ ہر کرا اللہ تعالیٰ نعمتے بدھد واو خواھد کہ آن نعمت ازوے نرود این کلمہ را بسیار گوید۔ واین کلمہ دواست برائے نود ونہ زحمت کہ ادنائِ آن غم است۔

واز کلماتِ تسبیح وتہلیل وتمجید وتکبیر خود چہ نویسد کہ احب وافضلِ کلام این کلمات است نزدِ اللہ تعالیٰ کما ورد۔

لاحول ولاقوّۃ، تسبیح، تہلیل، تمجید اور تکبیر کی فضیلت۔

(انسان) کلمہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کو بکثرت کہے۔ کیونکہ یہ کلمہ زیرِ عرش خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ (ترغیب: ۲/۴۴۴)

جس شخص کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے اور اس کی تمنا یہ ہو کہ یہ نعمت اس سے کبھی بھی چھینی نہ جائے تو وہ اس کلمہ کو بہت زیادہ پڑھا کرے۔ (ترغیب: ۲/۴۴۵)

جو شخص اس کی کثرت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف اپنی نظر رحمت فرماتا ہے اور جس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت فرماتا ہے۔ وہ دنیا وآخرت کی بھلائی کو پالیتا ہے۔ یہ کلمہ ننانوے مصیبتوں کے لئے دوا ہے۔ ان میں سے ادنیٰ مصیبت غم ہے۔ (ترغیب: ۲/۴۴۴)

میں تسبیح وتہلیل وتمجید وتکبیر کے بارے میں کیا تحریر کرسکتا ہوں (بس اتنا عرض ہے کہ) یہ کلمات عنداللہ افضل کلام ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔

۱۔ فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ بہشت زمینے ست ہموار دران جہانہان بنشانید، گفتد یارسول اللہ چیست نہان آن، فرمودند سبحان اللہ نہالے ست، الحمد للہ نہالے ست لا الہ الا اللہ نہالے ست، اللہ اکبر نہالے ست۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بہشت ایک ہموار زمین ہے تم اس جگہ درخت لگاؤ عرض کیا گیا کہ اس کے درخت کیا ہیں فرمایا سبحان اللہ ایک درخت ہے الحمد للہ ایک درخت ہے لا الہ الا اللہ ایک درخت ہے اللہ اکبر ایک درخت ہے۔ (ترغیب: ۲/۴۲۵)

التسبيح نصف الميزان" و"الحمد لله" تملؤه، و"لا إله إلا الله" وليس لها دون الله حجاب حتى تخلص إليه، وفي رواية (ترغیب، ۲/۴۱۷)

ترجمہ: تسبیح نصف میزان ہے۔ الحمد للہ اس کو بھر دیتا ہے۔ اگر تم لا الہ الا اللہ کو خلوص کے ساتھ پڑھو تو اس کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں اور ایک روایت کے مطابق لا الہ الا اللہ زمین وآسمان کے مابین کو بھر دیتا ہے۔ (ترغیب، ۲/۴۳۳)

مَا عَلَى الْأَرْضِ أَحَدٌ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ إِلَّا كُفِّرَتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

ترجمہ: روئے زمین پر اگر کوئی لا الہ الا اللہ (آخر تک) کہتا ہے تو اس کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اگر چہ وہ گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

قل سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر ولا حول ولا قوة إلا بالله فإنهن الباقيات الصالحات وهن يحططن الخطايا كما تحط الشجرة ورقها وهي من كنوز الجنة (ترغیب، ۲/۴۳۲)

ترجمہ: تم کہا کرو سبحان اللہ والحمد للہ (آخر تک) بیشک یہ باقی رہنے والی نیکیاں ہیں یہ (کلمات) گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتے ہیں جس طرح درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔ اور یہ جنت کے خزانے ہیں۔

سبحان الله أعظم من أحد ولا إله إلا الله أعظم من أحد والحمد لله أعظم من أحد والله أكبر أعظم من أحد (ترغیب، ۲/۴۳۴)

ترجمہ: سبحان اللہ احد (پہاڑ) سے بڑا ہے، لا الہ الا اللہ احد سے بڑا ہے، الحمد للہ احد سے بڑا ہے۔ اور اللہ اکبر احد سے بڑا ہے۔

من ضن بالمال ان ینفقه وهاب اللیل ان یکابده وخاف العدو ان یجاهده فلیکثر من سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر فانهن مقدمات مجنبات ومعقبات وهن الباقیات الصالحات (کنز العمال، ۴۱۷، ۴۱۸)

ترجمہ: جو شخص مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لے۔ رات کے وقت بیدار ہو کر (ذکرِ الٰہی میں) مشقت برداشت کرنے سے گھبرائے اور دشمن کے ساتھ جہاد کرنے سے خوف کھائے اسے کثرت کے ساتھ سبحان اللہ والحمد للہ (آخر تک) پڑھنا چاہئے پس یہ کلمات (دیگر اعمال سے) آگے بڑھنے والے ہیں۔ (گناہوں اور نارِ جہنم سے) نجات دینے والے ہیں۔ (یہ گناہوں یا نمازوں کے بعد پڑھے جاتے ہیں اس لئے) یہ پیچھے آنے والے کلمات ہیں۔ اور یہ ہی باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔

قولی الله اکبر مائة مرةً فهو خیر لک من مائة بدنة مجللةٍ وقولی الحمد لله مائة مرة خیر لک من مائة فرس مسرجة ملجمة حملتها فی سبیل الله وقولی سبحان الله مائة مرة فهو خیر لک من مائة رقبةٍ من بنی اسمعیل تُعتقیهن لله عزوجل وقولی لا اله الا الله مائة مرةٍ لا یدرکِ ذنب ولا یسبقه العمل (کنز العمال، ۴۲۲، ۴۲۳)

ترجمہ: (اے ام ہانی) تم سو مرتبہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو یہ تمہارے لئے پلان سمیت سو اونٹوں کی مقبول قربانی سے بہتر ہے۔ سو مرتبہ الحمد للہ کہہ لیا کرو یہ تمہارے لئے سو گھوڑے زین ولگام والے جہاد فی سبیل اللہ میں سواری کے لئے دے دینے سے بہتر ہے تم سبحان اللہ سو مرتبہ کہہ لیا کرو یہ تمہارے لئے عرب غلام اللہ ﷻ کی رضا کے لئے آزاد کرنے سے بہتر ہے تم لا الہ الا اللہ سو مرتبہ کہہ لیا کرو تو تم سے کوئی گناہ لاحق نہیں ہوگا اور نہ ہی کوئی عمل اس سے سبقت لے سکتا ہے۔

مَنْ سَبَّحَ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ سَبْعِینَ تَسْبِیحَةً غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ سَائِرَ عَمَلِهِ (کنز العمال، ۱/ ۴۲۳)

ترجمہ: جس نے غروب آفتاب کے وقت ستر مرتبہ تسبیح (سبحان اللہ) بیان کی اللہ تعالیٰ اس کے گذشتہ ہر قسم کے عمل (گناہ) کو معاف فرما دے گا۔

مَنْ سَبَّحَ اللهَ - عَزَّ وَجَلَّ - تَسْبِیحَةً، وَحَمِدَهُ تَحْمِیدَةً، وَهَلَّلَهُ تَهْلِیلَةً، وَكَبَّرَهُ تَكْبِیرَةً ; غَرَسَ [اللهُ] لَهُ شَجَرَةً فِي الْجَنَّةِ، أَصْلُهَا يَاقُوتٌ أَحْمَرُ، مُكَلَّلَةٌ بِالدُّرِّ، طَلْعُهَا كَثَدْيِ الْأَبْكَارِ، أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ، وَأَلْيَنُ مِنَ الزَّبَدِ (مجمع الزوائد، ۱۰/ ۹۳)

ترجمہ: جس نے اللہ تعالیٰ ﷻ کی صرف ایک مرتبہ تسبیح ایک مرتبہ تحمید ایک مرتبہ تہلیل اور ایک مرتبہ تکبیر بیان کی اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگایا جائے گا۔ جس کی جڑوں میں سرخ یاقوت ہوں گے جن کا موتی احاطہ کئے ہوں گے اس کا پھل دوشیزہ کے سینہ کی مانند ہوگا شہد سے زیادہ میٹھا اور مکھن سے زیادہ نرم ہوگا۔

مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِیمِ وَبِحَمْدِهِ، غُرِسَ لَهُ أَلْفُ شَجَرَةٍ فِي الْجَنَّةِ أَصْلُهَا يَاقُوتٌ أَحْمَرُ مُكَلَّلَةٌ بِالدُّرِّ طَلْعُهَا كَثَدْيِ الْأَبْكَارِ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَلْيَنُ مِنَ الزَّبَدِ (مجمع الزوائد ۱۰/ ۹۳)

ترجمہ: جس نے سبحان اللہ وبحمدہ کہا تو اس کے بدلے ہزار درخت جنت میں لگائے جائیں گے جن کی جڑیں سونے کی اور شاخیں موتیوں کی ہوں گی اور جن کا پھل دوشیزہ کے سینہ کی مانند ہوگا مکھن سے زیادہ نرم شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ جب بھی کوئی چیز اس سے حاصل کی جائے گی تو پھر اسی حالت پر لوٹ جائے گا جس پر وہ پہلے تھا۔

أَلا أعلمك شَيئا هُوَ أفضل من ذكر اللَّيل مَعَ النَّهَار وَالنَّهَار مَعَ اللَّيل سُبْحَانَ الله عدد مَا خلق وَسُبْحَان الله ملْء مَا خلق وَسُبْحَان الله عدد كل شيء وَسُبْحَان الله ملْء كل شيء وَسُبْحَان الله عدد مَا أحصى كِتَابه وَسُبْحَان الله ملْء مَا أحصى كِتَابه وَالْحَمْد لله عدد مَا خلق وَالْحَمْد لله ملْء مَا خلق وَالْحَمْد لله عدد كل شيء وَالْحَمْد لله ملْء كل شيء وَالْحَمْد لله ملْء كل شيء وَالْحَمْد لله عدد مَا أحصى كِتَابه وَالْحَمْد لله ملْء مَا أحصى كِتَابه (حصن،ص،۴۰۵)

ترجمہ: (اے ابی الدرداء) کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتاؤں جو دن رات ذکر کرنے سے بہتر ہے۔(اور وہ سبحان اللہ آخر تک کہنا ہے) اللہ کی تسبیح ہے ان چیزوں کے شمار کے برابر جو اس نے پیدا فرمائی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے ان چیزوں کے بھر دینے کے برابر جو اس نے پیدا فرمائی ہیں اور اللہ کی تسبیح ہے ہر چیز کی تعداد کے برابر۔اور اللہ کی تسبیح ہے ہر چیز کے بھر دینے کے برابر اور اللہ کی تسبیح ہے ہر چیز کی تعداد کے برابر جسے اس کی کتاب نے شمار کیا اور اللہ کی تسبیح ہے ہر اس چیز کے بھر دینے کے برابر جسے اس کی کتاب نے شمار کیا۔اور اللہ کے لئے سب تعریف ہے۔ان چیزوں کے بھر دینے کے برابر جو اس نے پیدا فرمائی ہیں۔ اور اللہ کے لئے سب تعریف ہے ان چیزوں کے بھر دینے کے برابر جو اس نے پیدا فرمائی ہیں۔اور اللہ کے لئے سب تعریف ہے۔ہر چیز کی تعداد کے برابر اور اللہ کے لئے سب تعریف ہے ہر چیز بھر دینے کے برابر اور اللہ کے لئے سب تعریف ہے۔ہر اس چیز کی تعداد کے برابر جسے اس کی کتاب نے شمار کیا اور اللہ کے لئے سب تعریف ہے۔ہر اس چیز کے بھر دینے کے برابر جسے اس کی کتاب نے شمار کیا۔

مَنْ قَالَ: الحمْدُ لِلهِ الَّذِي تَوَاضَعَ كُلُّ شيءٍ لِعَظَمَتِهِ، وَالحمْدُ لِلهِ الَّذِي ذلک لِشيءٍ لِعِزَّتِهِ، وَالحمْدُ لِلهِ الَّذِي خَضَعَ كُلُّ شيءٍ لِملْكِهِ، وَالحمْدُ لِلهِ الَّذِي استَسلَمَ كُلُّ شيءٍ لِقُدْرَتِهِ، فَقَالها يَطلُبُ بِهَا مَا عِنْدَ اللهِ، كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا أَلْفَ حَسَنَةٍ، وَرَفَعَ لَهُ بِهَا أَلْفَ دَرَجَةٍ وَوَكَّلَ بِهَا سَبْعِينَ أَلْفَ مَلِكٍ، يَستَغْفِرُونَ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (طب وابن عساکر عن ابن عمر وفیہ ایوب بن نہیک منکر الحدیث) (ترغیب ۲/۴۴۶)

ترجمہ: جس نے کہا الحمد للہ الذی (کل شئ لقدرتہ تک) سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس کی عظمت کے سامنے ہر چیز جھکی ہوئی ہے اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس کی عظمت کے سامنے ہر چیز پست ہے۔سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس کی بادشاہی کے سامنے ہر شئ عاجز ہے۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس کی قدرت کے سامنے ہر شئ سر تسلیم خم کئے ہوئے ہے۔اس شخص نے یہ کلمات اللہ تعالیٰ سے وہ کچھ طلب کرتے ہوئے کہے جو اللہ کے پاس ہے تو ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ ہزار نیکیاں لکھتا ہے ہزار مراتب بلند فرما دیتا ہے اور اس کے لئے ستر ہزار فرشتے وکیل بنا دیئے جاتے ہیں جو اس کے لئے قیامت تک دعائیں کرتے رہتے ہیں۔(طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اس میں ایوب بن نہیک منکر الحدیث ہے)

یا معاذ مالک لا تاتینا کل غداۃ ؟ قال یا رسول اللہ انی اسبح کل غداۃ سبعۃ الاف تسبیحہ قبل ان اتیک فقال الا أعلمک کلماتھم اخف علیک واثقل فی المیزان ولا تحصیہ الملٰئکۃ ولا اھل الارض قل لا الہ الا اللہ عدد رضاہ لا الہ الا اللہ زنۃ عرشہٖ لا الہ الا اللہ عدد ملٰئکتہٖ لا الہ الا اللہ عدد خلقہٖ لا الا اللہ مِلْءَ سمٰوتہٖ لا الہ الا اللہ مِلْءَ اَرْضہٖ لا الہ الا اللہ ملْءَ مَا بینھم (کنز العمال،۱/۳۹۷)

ترجمہ: اے معاذ! تم دن کے ابتدائی حصہ میں ہمارے پاس نہیں آتے آپ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں ہر صبح آپ کے پاس آنے سے پہلے سات ہزار بار تسبیح پڑھتا ہوں۔

آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں جو تمہارے لئے (پڑھنے میں) آسان ہیں اور میزان میں (بروز قیامت) بھاری ہیں فرشتے اور

اہل زمین کے شمار سے باہر ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم کہا کرو لا الہ الا اللہ عدد (آخر تک) میں لا الہ الا اللہ کہتا ہوں اس کی رضا کی تعداد کے برابر۔ میں لا الہ الا اللہ کہتا ہوں اس کے عرش کے وزن کے برابر۔ میں لا الہ الا اللہ کہتا ہوں اس کے ملائکہ کی تعداد کے برابر۔ میں لا الہ الا اللہ کہتا ہوں اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر۔ میں لا الہ الا اللہ کہتا ہوں اس کے آسمانوں کے بھرے ہوئے ہونے کے مطابق۔ میں لا الہ الا اللہ کہتا ہوں اس کی زمین کے بھرے ہوئے ہونے کے مطابق۔ میں لا الہ الا اللہ کہتا ہوں ان دونوں کے بھرے ہوئے ہونے کے مطابق۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبرُ لَا اِلٰہَ اللّٰہُ وَحدَہٗ لَا شریکَ لَہٗ لَہُ الملکُ وَلَہُ الحمدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیرٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ مَنْ دَعَا بِھٰذِہِ الکَلِمَاتِ الخَمسِ لم یَسئَلِ اللّٰہَ شَیئًا اِلَّا اَعطَاہُ اِیَّاہ (ترغیب، ۲/۴۸۶)

ترجمہ: لا الہ الا اللہ (آخر تک) جس نے ان پانچ کلمات کے ساتھ دعا کی تو اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگے گا اس کو وہی عطا فرمائے گا۔

۳۳۷۔ اسم اللہ الأعظم الَّذِي إِذا دعِي بِهِ أجَاب وَإِذا سئِلَ بِهِ أعطى دَعْوَةُ يُونُس بنِ متّى {لَا إِلَه إِلَّا أَنت سُبحَانَكَ إِني كنت من الظَّالمين}

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا وہ نام (اسم اعظم) جس کے ذریعے دعا کی جائے تو تو وہ قبول فرماتا ہے اور جس کے ذریعے مانگا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے وہ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا ہے (وہ وہ یہ ہے) لا الہ الا انت سبحانک (آخر تک) (الدر المنثور، ۵/۶۶۸)

سمع النبي صلى الله عليه وسلم رجلاً يقول: اللهم إني أسألك بأن لك الحمد، لا إله إلا أنت، المنان بديع السموات والأرض، يا ذا الجلال والإكرام، يا حي يا قيوم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لقد دعا الله باسمه الذي إذا دعي به أجاب وإذا سئل به أعطى (کنز العمال، ۱/۴۰۶)

ترجمہ: (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اس شخص نے نماز کے بعد یہ کلمات ادا کئے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا اللّٰھم انی اسئلک (یا حی یا قیوم تک) اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس واسطہ سے کہ تیرے لئے ہی سب تعریف ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو وحدہ لاشریک ہے۔ تو بہت بڑا مہربان ہے اور بہت زیادہ احسان کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کو تو ہی ایجاد کرنے والا ہے۔ اے جلال اور اکرام والے اے زندہ اے سب کو قائم رکھنے والے (حضرت انس فرماتے ہیں کہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے ساتھ سوال کیا ہے اس کے ذریعہ سے جب اس سے دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول فرماتا ہے اور جب اس کے ذریعہ سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ عطا فرماتا ہے۔

كان أكثر دعاءِ النبي صلی اللہ علیہ وسلم رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنيَا حَسَنَةً، وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّار

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعا اللّٰھم ربنا اتنا (آخر تک) ہوتی تھی اے اللہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ (جامع الاصول، ۳۳۴ رقم ۲۳۵۱)

افضل الدعاءِ أن تقول اَللّٰھُمَّ ارحَم أُمَّۃَ محمَّدٍ رَحمۃً عامَّۃً اَللّٰھُم اَصلِح أُمَّۃَ محمَّد (کنز العمال، ۲/۱۲۱، ۱۲۲)

ترجمہ: افضل دعا یہ ہے کہ تم کہو: اے اللہ حضرت محمد ﷺ کی امت پر رحم فرما۔ اے اللہ محمد عربی ﷺ کی امت کی اصلاح فرما۔

من قال كُلَّ يَوْمٍ اللّٰهم ارحم أمة محمدٍ كتبَ اللهُ فِي الأبدالِ وَفي رِوايةٍ عشرَ مَرَّتٍ (المقاصد الحسنہ، رقم:۸)

ترجمہ: جو روزانہ اللّٰھم ارحم امۃ محمد ﷺ اے اللہ امتِ مصطفی ﷺ پر رحم فرما کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا نام ابدالوں میں لکھ دیتا ہے۔

اور ایک روایت میں دس مرتبہ کہنے کا ذکر ہے۔

أَنَّهُ لم يَدْعُ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ صَالِحٌ إِلَّا كَانَ مِنْ دُعَائِهِ االلَّهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وقُدرتِكَ على الخلقِ أَحْيِنِي مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِي اللَّهُمَّ وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الحقِّ فِي الرِّضَى وَالْغَضَبِ وَأَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى وَأَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَنْفَدُ وَأَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَأَسْأَلُكَ الرِّضَى بَعْدَ الْقَضَاءِ وَأَسْأَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَأَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِكَ وَالشَّوْقِ إِلَى لِقَائِكَ فِي غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ اللَّهُمَّ زَيِّنَّا بِزِينَةِ الْإِيمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مَهْدِيِّينَ (مشکوۃ کتاب الدعوات)

ترجمہ: ہر فرشتہ ہر نبی اور ہر نیک بندہ ان الفاظ کے ساتھ دعا کرتا ہے (دعا یہ ہے) اللّٰھم بعلمک الغیب (آخر تک) اے اللہ میں تیرے علم غیب اور مخلوق پر تیری قدرت کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے زندگی عطا فرما جس زندگی کو تو میرے لئے بہتر جانتا ہے اور مجھے اس وقت موت دینا جب تو موت کو میرے لئے بہتر سمجھے۔ میں ظاہرا باطنا تجھ سے ڈرنے کا سوال کرتا ہوں۔ غضب اور رضا میں درست بات کرنے کا، تنگ دستی و فراخی میں میانہ روی کا سوال کرتا ہوں۔ میں تجھ سے نہ مٹنے والی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں اور نہ ختم ہونے والی آنکھوں کی ٹھنڈک اور موت کے بعد زندگی کی برودت کا سوال کرتا ہوں۔ میں تیرے چہرۂ قدرت کو دیکھنے کا اور تیری ملاقات کا سوال کرتا ہوں نقصان دہ چیز کے نقصان دئے بغیر اور گمراہ کرنے والی آزمائش کے بغیر مجھے یہ توفیق ہو اے اللہ تو ہمیں ایمان کی زینت کے ساتھ آراستہ کردے اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت بنادے۔

ألا أعلّمك كلماتٍ مَنْ يُرِدِ الله بهِ خيراً يُعَلِّمْهُنَّ إيَّاهُ ثمَّ لَا يُنْسِيهِ أبداً؟ قلِ: اللهمَّ إني ضَعِيفٌ فَقَوِّ فِي رِضاكَ ضَعْفِي وخُذْ إِلَى الخيرِ بِناصِيَتِي واجْعَلِ الإِسلامَ مُنْتَهَى رِضائِي اللهمَّ إِنِّي ضَعِيفٌ فقوِّني وَإِنِّي ذَلِيلٌ فأَعِزَّنِي وَإِنِّي فَقِيرٌ فارْزُقْنِي

ترجمہ: کیا میں تمہیں کچھ کلمات نہ سکھاؤں؟ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے یہ کلمات سکھا دیتا ہے۔ پھر وہ ہمیشہ نہیں بھولتے تم کہو اے اللہ بیشک میں کمزور ہوں اپنی رضا سے میری ناتوانی کو (بدل کر) قوی بنادے اور میری پیشانی کو بھلائی کی طرف کردے اسلام کو میری رضا کی انتہا بنادے اے اللہ میں کمزور ہوں مجھے قوت عطا فرما میں پست ہوں مجھے غالب کردے اور میں فقیر ہوں مجھے رزق عطا فرما۔ (الجامع الصغیر ۱۰۴۱)

اللَّهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا، وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ مَنْ كَانَ ذٰلِكَ دُعَاؤُهُ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَ الْبَلَاءَ (مجمع الزوائد ۱۰/۱۸۱)

ترجمہ: اے اللہ تمام امور میں ہمارا انجام بہتر بنادے اور دنیاوی ذلت اور اخروی عذاب سے محفوظ رکھ جو شخص یہ (مذکورہ) دعا کرتا رہے وہ مصیبت آنے سے قبل مرے گا (مرنے تک وہ ہر مصیبت سے محفوظ رہے گا)

قال العلماء هذا حديث جليل ينبغي ان يواظب عليه فانه مجرب۔

ترجمہ: علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیث جلیل القدر ہے اس پر عمل کرنے میں ہمیشگی اختیار کرنی چاہئے بلاشبہ یہ مجرب ہے۔

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: احْتَبَسَ عَنَّا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى كِدْنَا نَتَرَاءَى عَيْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِيعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَجَوَّزَ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهِ فَقَالَ لَنَا عَلَى مَصَافِّكُمْ كَمَا أَنْتُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ إِلَيْنَا ثُمَّ قَالَ أَمَا إِنِّي سَأُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِي عَنْكُمُ الْغَدَاةَ إِنِّي قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِي فَنَعَسْتُ فِي صَلَاتِي حَتَّى اسْتَثْقَلْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قلت لَا أَدْرِي رب قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قلت فِي الْكَفَّارَاتِ قَالَ مَا هُنَّ قُلْتُ مَشْيُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَالْجُلُوسُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ وَإِسْبَاغُ الْوُضُوءِ حِينَ الْكَرِيهَاتِ قَالَ ثُمَّ فِيمَ؟ قُلْتُ: فِي الدَّرَجَاتِ. قَالَ: وَمَا هن؟ إِطْعَام الطَّعَام ولين الْكَلَام وَالصَّلَاة وَالنَّاس نيام. ثمَّ قَالَ: سل قل اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً قوم فتوفني غير مفتون أَسأَلك حَبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَى حبك". فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوهَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَسَأَلْتُ محمَّد ابْن إِسْمَاعِيل عَن هَذَا الحدِيث فَقَالَ: هَذَا حَدِيث صَحِيح (مشکوۃ،ص۷۱،۷۲)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک دن صبح کی نماز میں حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ دیر تک (مسجد میں) تشریف نہ لائے حتی کہ سورج کی روشنی دینے کے قریب ہوگیا پس آپ جلدی جلدی (گھر سے) نکلے نماز کے لئے اقامت کہی گئی۔ نبی پاک ﷺ نے نماز پڑھائی آپ نے نماز کو مختصر کیا جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ نے بآواز بلند پکار کر ہم سے فرمایا کہ صفوں میں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہو پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا میں تم کو بتاؤں کہ میں تمہارے پاس صبح دیر سے کیوں آیا؟ میں رات کو نماز پڑھنے کے لئے اٹھا میں نے وضو کیا مقدور بھر نماز پڑھی پس مجھے نماز میں اونگھ آگئی میں اس کی گرانی سے سو گیا اچانک میں نے اپنے پروردگار کو بہترین صورت میں دیکھا اس نے کہا اے محمد ﷺ میں نے کہا لبیک اے پروردگار! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتے کس بارے میں بحث وتکرار کر رہے ہیں میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ کہے (یہ سوال وجواب تین مرتبہ ہوئے) پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی پس ہر شئ میرے سامنے واضح ہوگئی۔ اور میں (ہر شئ کو) پہچان گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ! میں نے کہا اے پروردگار میں حاضر ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتے کس بارے میں بحث وتکرار کر رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ کفارات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کیا ہوتے ہیں؟ میں نے کہا جماعتوں میں شامل ہونے کے لئے چلنا، نماز کے بعد مساجد میں بیٹھنا اچھی طرح وضو کرنا جب طبیعت پر وضو کرنا گراں ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مزید وہ کس بارے میں (بحث وتکرار کر رہے

ہیں)؟ میں نے کہا درجات کے بارے میں۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا وہ کیا ہوتے ہیں؟ میں نے کہا کھانا کھلانا، نرم گفتگو کرنا، جب لوگ سوئے ہوں تو رات کے وقت نماز پڑھنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مانگیئے۔ تو میں نے کہا اللّٰھم انی اسئلک (آخر تک) اے اللہ میں تجھ سے نیکیاں کرنے برائیاں ترک کرنے اور مسکینوں کے ساتھ محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں (اس بات کا سوال بھی کرتا ہوں) کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ جب تو کسی قوم کو آزمائش میں ڈالنے کا ارادہ فرمائے تو مجھے فتنہ میں مبتلا کئے بغیر موت دینا اور میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی محبت کا بھی جو تیرے ساتھ محبت کرتا ہے اور ایسے کام کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی محبت کا بھی جو تیرے ساتھ محبت کرتا ہے اور ایسے کام کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو کام مجھے تیری محبت کے نزدیک کردے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ (خواب) حقیقت ہے اس کو سیکھو اور سکھاؤ۔

اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ میں نے محمد بن اسماعیل (بخاری) سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

یا سعد لقد دعوت في ساعة بكلمات، لو دعوت على من بين السموات والأرض لاستجيب لك فأبشر يا سعد يعني سبحانك لا إله إلا أنت، ياذا الجلال والإكرام (کنز العمال رقم: ۳۹۱۲)

ترجمہ: اے سعد! تو نے ایک لمحہ میں ایسے کلمات کے ساتھ دعا کی ہے اگر تو آسمانوں اور زمین کے درمیان جو کچھ ہے ان کے لئے دعاء ضرر کرے تو قبول ہوگی تو اے سعد! تجھے خوشخبری ہو (وہ کلمات یہ ہیں) سبحانک آخر تک۔ تو پاک ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں اے جلال واکرام والے۔

إن لله بحرا من نور حوله ملائكة من نور على جبل من نور، بأيديهم حراب من نور، يسبحون حول ذلك البحر، سبحان ذي الملك والملكوت، سبحان ذي العزة والجبروت، سبحان الحي الذي لا يموت، سبوح قدوس رب الملائكة والروح، فمن قالها في يوم مرة أو شهر أو سنة مرة، أو في عمره غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تأخر ولو كانت ذنوبه مثل زبد البحر أو مثل رمل عالج، أو فر من الزحف (کنز العمال رقم: ۳۸۴۰)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک نوری سمندر ہے جس کے اردگرد نوری پہاڑ پر نوری فرشتے ہیں ان کے ہاتھوں میں نوری پیالے ہیں۔ اور وہ سمندر کے گرد یہ تسبیح پڑھتے ہیں: **سبحان ذی الملک** سے **رب الملائکۃ والروح** تک۔ میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں جو صاحبِ ملک و بادشاہت ہے۔ میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں جو صاحبِ عزت وعظمت ہے۔ میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں جو زندہ ہے جسے موت نہیں آئے گی۔ وہ حد درجہ پاک بہت زیادہ طاہر، ملائکہ اور روح کا رب ہے۔ جس نے ان (کلمات) کو دن میں ایک مرتبہ یا مہینہ میں ایک مرتبہ یا سال میں ایک مرتبہ یا عمر میں ایک مرتبہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمادے گا۔ خواہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے یا ریت کے تہہ در تہہ ذرات کے برابر ہوں یا وہ لشکر سے بھاگا ہوا ہو۔

يافاطمة رَضِيَ الله عَنْهَا مَا يمنعك أَن تسمعي مَا أوصيك بِهِ أَن تقولي إِذا أَصبَحت وَإِذا أمسيت يَا حَيّ يَا قيوم بِرَحمتك أستغيث أصلح لي شأني كُله وَلَا تكِلنِي إِلَى نَفسِي طرفَة عين (ترغیب ۲/۴۵۷)

ترجمہ: اے فاطمہ میں تمہیں جو کچھ وصیت کرتا ہوں اس کے سننے سے کون سی چیز مانع ہے (پوری توجہ سے میری نصیحت کو سنو) تم ان کلمات کو پڑھ لیا کرو۔

یا حی یا قیوم برحمتک (آخر تک) اے زندہ اے قائم رہنے والے تیری رحمت کے ساتھ میں مدد کا طلب گار ہوں میرے ہر کام کو درست فرمادے۔ آنکھ جھپکنے کی مقدار بھی مجھے میرے نفس کے سپرد نہ فرمانا۔

مَنْ قَالَ جَزَى اللهَ محمَّدًا عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهُ، أَتْعَبَ سَبْعِينَ كَاتِبًا أَلْفَ صَبَاحٍ (ترغیب ۲/ ۵۰۴)

ترجمہ: جس شخص نے کہا جزی اللہ عنا آخر تک اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو ہماری طرف سے وہ جزا دے جس کے آپ اہل ہیں تو ہزار دن تک ستر کاتب اس کے نامہ اعمال میں ثواب لکھ لکھ کر تھک جاتے ہیں۔

در استخارہ۔

از حق تعالیٰ عافیت خواستہ مے باشد، ودر ہر امرے کہ میخواهد اقدام نماید اول استخارہ کند کہ سعادتِ ابنِ آدم در استخارہ است وشقاوتِ او ترکِ استخارہ کما ورد۔

استخارہ کا بیان

استخارہ میں اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرنا مقصود ہوتا ہے ہر وہ کام جس کو (انسان) شروع کرنا چاہے پہلے استخارہ کرلے۔ انسان کی سعادت استخارہ کرنے میں ہے۔ اور شقاوت (بدبختی) استخارہ ترک کرنے میں ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

طریقِ استخارہ۔

دو رکعت نمازِ سوائے فریضہ ادا کند، در رکعت اولیٰ بعد فاتحہ قل یایها الکٰفرون۔ ودر ثانی قل هو اللہ احد۔ بخواند۔ وبعد سلام این دعاء بخواند۔

استخارہ کا طریقہ:

فرض نماز کے علاوہ دو رکعت ادا کرے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قل یایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قل ھو اللہ احد پڑھے اور سلام کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اللهم إني أستخيرك بعلمك وأستقدرك بقدرتك، وأسألك من فضلك العظيم، فإنك تقدر ولا أقدر وتعلم ولا أعلم وأنت علام الغيوب، اللهم إن كنت تعلم أن هذا الأمر يسميه بعينه خيراً لي في عاجل أمري وآجله ودِيني ومعاشي وعاقبة أمري فاقدره لي ويسره ثم بارك لي فيه وإلا فاصرفه عني واقدر لي الخير حيث كان وارضني به

ترجمہ: اے اللہ میں تیرے علم کے ذریعے تجھ سے خیر مانگتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعے تجھ سے قدرت کا طلب گار ہوں اور تیرے فضلِ عظیم کا تجھ سے سوال کرتا ہوں کیونکہ بلاشبہ تجھے قدرت ہے اور مجھے قدرت نہیں تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا تو غیبوں کا خوب جاننے والا ہے اے اللہ! اگر تیرے علم میں میرے لئے یہ کام (یہاں پر کام کا نام لینا چاہئے یا دھیان کرنا چاہئے) میری دنیا اور آخرت مین بہتر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر فرما اور اسے میرے لئے

آسان فرما۔ پھر میرے لئے اس میں برکت فرما۔ اور اگر تیرے علم میں میرے لئے یہ کام (یہاں پر کام کا نام لینا چاہئے یا دھیان کرنا چاہئے) میری دنیا اور آخرت میں شر (برا) ہے تو اس کو مجھ سے اور مجھے اس سے دور کردے اور میرے لئے خیر کو مقدر کردے جہاں کہیں بھی ہو۔ پھر اس پر مجھے راضی فرمادے۔

صلوٰۃ التسبیح

برائے جمیع ذنوبِ صغیرہ و کبیرہ سہوا و عمدا، سرا و علانیۃ، در حدیث آمدہ چہار رکعت میخواندہ باشد۔ در ہر رکعت بعد قراءت پانزدہ بار سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ بخواند۔ و در رکوع دہ بار و در قومہ دہ بار و در سجدہ دہ بار و در جلسہ دہ بار و در سجدۂ ثانیہ دہ بار و بعد سجدۂ ثانیہ نشستہ دہ بار کلمۂ تسبیح مذکورہ بخواند، باین طریق چہار رکعت گذارد۔ پس در ہر رکعت ہفتاد و پنج بار کلمۂ تسبیح خواندہ شود تا در چہار رکعت مجموع سہ صد مرتبہ تسبیح تمام شود۔

صلوۃ تسبیح:

یہ تمام گناہوں کے لئے ہے۔ خواہ وہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ سہواً ہو گئے ہوں یا جان بوجھ کر کئے گئے ہوں پوشیدہ ہوں یا اعلانیہ طور پر کئے گئے ہوں۔

ہر رکعت میں قرآت کے بعد پندرہ بار سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ پڑھے۔

رکوع میں دس بار قومہ میں دس بار سجدہ میں دس بار جلسہ میں دس بار دوسرے سجدہ میں دس بار اور دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر دس بار مذکورہ کلمۂ تسبیح پڑھے۔ اسی طرقیہ پر چار رکعت پڑھے پس ہر رکعت میں پچھتر بار کلمہ تسبیح پڑھا جائے تا کہ چار رکعت میں تین سو مرتبہ تسبیح پڑھنے کا عدد پورا ہو جائے۔ (ترغیب: ۴۶۸۴۶۷)

فصل ششم:

در نصائح و مواعظِ ضروریہ اے برادر! از صحبتِ ناجنس و مخالفِ طریق احتراز نما و از مجالستِ مبتدع بگریز۔

فصلِ ششم

اہم نصائح اور مواعظ کا بیان

اے بھائی! (اہل اللہ کی راہ سے) بیگانے اور طریقہ (سنت) کے مخالف آدمی کی صحبت سے پرہیز کر اور بدعتی کی مجلس سے گریز کر۔

یحییٰ معاذ رازی قدس سرہ گوید۔ اجتنب من صحبۃ ثلاثۃ اصناف: العلماء الغافلین و القرآء المداھنین و المتصوفۃ الجاھلین۔

ترجمہ: حضرت یحییٰ معاذ رازی قدس سرہ (متوفی ۲۸۵ھ) فرماتے ہیں: تین قسم کے آدمیوں کی صحبت سے اجتناب کیا کرو۔ ایسے عالموں سے جو غافل ہوں ایسے قاریوں سے جو دھوکہ باز ہوں ایسے صوفیوں سے جو جاہل ہوں۔ (طبقات الاولیاء للسلمی: ص: ۱۱۳)

کسے کہ خود را بمسندِ شیخی گرفتہ است و عمل او نہ بر وفق سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم است و نہ بحلیۂ شریعت غراء متحلی ست، زنہار الف زنہار از و دور باش بلکہ دران شہر کہ اوست مباش، مبادا کہ بمرورِ ایام دل را باو میلانے پیدا آید و خلل در کارخانۂ اعظم افتد، کہ و اقتداء را نشاید، او وزوے ست پنہان و دامے ست از برائے شیطان، ہر چند از وے انواع خوارق عادات بینی و از دنیا بظاہر

بے تعلقش یابی۔

ترجمہ: جوشخص پیری کی مسند پر بیٹھے اوراس کا عمل نہ تو سنت رسول ﷺ کے موافق ہواور نہ ہی وہ شریعت منورہ کے زیور سے آراستہ ہو۔تو خبردار!اس سے دور رہو۔ بلکہ جس شہر میں وہ سکونت پذیر ہے وہاں بھی مت رہو۔کہیں ایسا نہ ہو کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دل کو اس کی طرف میلان پیدا ہو جائے اور مقصدِ عظیم میں خلل پڑ جائے کیونکہ وہ قابلِ اقتداء نہیں وہ پوشیدہ چور ہے اور شیطان کا ایک جال ہے۔اگرچہ تم اس سے کئی قسم کے خوارقِ عادت دیکھو اور اسے ظاہرًا دنیا سے لاتعلق پاؤ۔

فر من صحبته اكثر ما تفر من الاسد۔

ترجمہ: شیر سے جتنا دور بھاگتے ہو اس سے بھی زیادہ ایسے شخص کی صحبت سے دور بھاگو۔(طبقات الصوفیہ:ص:۱۵۱)

سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ مے فرماید: الطرق كلها مسدودة الا على من اقتفى اثر الرسول ﷺ۔

ترجمہ: سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ (متوفی:۲۹۷ھ) نے فرمایا:رسول کریم ﷺ کی پیروی کرنے والے کے علاوہ (ہر شخص کے لئے) تمام راستے بند ہیں۔(طبقات الصوفیہ لابن الملقن:ص:۱۲۷)

و نیز فرمودہ۔ من لم يحفظ القرآن ولم يكتب الحديث لا يقتدى به فى هذا الشان لان علمنا مقيد بالكتاب والسنة۔

ترجمہ: نیز فرمایا:جس نے نہ قرآن سمجھا اور نہ ہی حدیث لکھی تو اس حالت میں اس کی پیروی نہیں کی جائے گی کیونکہ ہمارا علم کتاب وسنت کے ساتھ مقید ہے۔

وهم گفته: ان طرق السادات المقربين الصادقين السابقين مقيد بالكتاب والسنة وهم الصوفية على الحقيقة والعلماء العاملون بالشريعة والطريقة وهم وارثوا النبى ﷺ المتبعون له فى اقواله واخلاقه وافعاله افاض الله سبحانه علينا من بركاتهم۔

ترجمہ: نیز فرمایا: (بارگاہِ الٰہی کا) قرب حاصل کرنیوالے سچے مؤمن (ایمان وخدمت دین میں) سبقت لے جانے والے سرداروں کی راہیں کتاب وسنت کے ساتھ مقید ہیں۔وہی حقیقت میں صوفی ہیں اور شریعت وطریقت کے مطابق عمل کرنے والے علماء ہیں وہی نبی پاک ﷺ کے (حقیقی) وارث ہیں وہی آپ کے اقوال،اخلاق اور افعال کی اتباع کرنے والے ہیں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی برکات کا فیضان ہم پر بھی فرمائے۔(آمین)

مکرر مے نویسد کہ متہاونِ آدابِ نبوی وترکِ سنتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم را زنہار عارف خیال نکنند وفریفتۂ تبتل وانقطاع وخوارق عاداتِ او نشوند وشیفتۂ زہد وتوکل ومعارف توحیدی او نگردند کہ فرقِ مبطلہ مثل جہود ونصاریٰ وجوگیہ وبراہمہ درین امور بافرقِ محقہ شرکت دارند۔

ترجمہ: (یہ فقیر) دوبارہ تحریر کرتا ہے۔کہ آدابِ نبوی میں سستی کرنے والے اور تارکِ سنت مصطفوی (علی مصدرها الصلوٰة والسلام) کو ہرگز عارف نہ سمجھو۔اس کے تبتل وانقطاع (دنیا سے لاتعلقی) کے فریفتہ نہ بن جاؤ۔اس کے خوارقِ عادت نہ سنو۔اس کے زہد،توکل اور معارفِ توحیدی کے شیدائی نہ بنو۔ کیونکہ باطل فرقے مثلاً یہودی،نصرانی جوگی،اور برہمن وغیرہ بھی ان امور میں سچے فرقوں کے ساتھ (مماثلت میں) شریک ہیں۔

ابو عمر بن نجید علیہ الرحمہ گفتہ است۔ كل حال لا يكون عن نتيجة علم وان جل فانه ضرره على صاحبه اكثر من نفعه۔سئل عنه ما التصوف؟ قال الصبر تحت تحت الامر والنهى۔(طبقات الاولیاء للسلمی:ص:۴۵۴)

ترجمہ: حضرت ابوعمر بن نجید علیہ الرحمۃ (متوفی: ۳۶۶ھ) نے فرمایا: ہر وہ حالت جو علم کے نتیجہ کی بنا پر نہ ہو اگر چہ وہ کتنی ہی بڑی ہو اس کا نقصان صاحبِ حال کے لئے اس کے نفع سے زیادہ ہوگا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ تصوف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا امر و نہی کے تحت صبر کرنا۔

مدارِ کار بر اتباعِ شریعت است و معاملہ نجات مربوط باقتفایِ اثرِ رسول اللہ ﷺ، فارقِ عدل ما بین محق و مبطل ہمین اتباعِ پیغمبر است۔ زہد و توکل و تبتل بے تبعیتِ او ﷺ نا مقبول ست، و افکار و اذکار و اشواق و اذواق بے توسلِ او ﷺ غیر مامول۔ مدارِ خوارقِ عادات بر جوع و ریاضت است، بمعرفت کارے ندارد۔

ترجمہ: کام کا دار و مدار اتباعِ شریعت پر ہے۔ اور نجات کا معاملہ رسول اللہ ﷺ کے نقشِ قدم کی پیروی سے وابستہ ہے۔ حق اور باطل کے درمیان عدل کی تفریق کرنے والی یہی اتباع پیغمبر ﷺ ہے۔ زہد، توکل اور ترکِ دنیا اتباعِ رسول ﷺ کے بغیر نا قابلِ قبول ہے۔ افکار، اذکار، اشواق اور اذواق نبی پاک ﷺ کے وسیلہ کے بغیر نا قابلِ امید ہیں خوارق عادت کا دار و مدار بھوک اور ریاضت پر ہے۔ معرفت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔

عبداللہ ابن مبارک فرمودہ است: من تہاون بالأداب عوقب بحرمان السنن و من تہاون بالسنن عوقب بحرمان الفرائض و من تہاون بالفرائض عوقب بحرمان المعرفۃ۔ ولہذا قال النبی ﷺ المعاصی تزید الکفر۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ نے فرمایا: جس نے آداب (بجالانے) کو حقیر سمجھا اس کو سنت کی محرومی کی سزا دی جائے گی جس نے سنتوں کو حقیر جانا اس کو فرائض کی محرومی کی سزا دی جائے گی جس نے فرائض کو حقیر جانا اس کو معرفت کی محرومی کی سزا دی جائے گی۔

ولہذا قال المعاصی تزید الکفر۔

ترجمہ: اور اسی لئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: گناہ کفر کی طرف لے جاتے ہیں۔

سلطان شیخ ابو سعید ابو الخیر را گفتند فلاں کس بر رویِ آب میرود، گفت سہل است خس و خاشاک نیز بر آب میروند۔ گفتند فلاں کس در ہوا مے پرد، گفت زغن و مگس نیز در ہوا مے پرند۔ گفتند فلاں کس در یک ساعت از شہرے بشہرے مے رود، گفت شیطان دریک لحظہ از مشرق تا بمغرب مے رود۔ این چنین چیزہا را بس قیمت نیست۔ مرد آن بود کہ میانِ خلق نشیند و دادو ستد کند و زن خواہد و با خلق در آمیزد، و یک لحظہ از حق سبحانہ غافل نباشد۔ از قدوۂ اہل اللہ ابو علی رودباری پرسیدند کسے کہ ملاہی مے شنود و میگوید کہ این مرا حلال است، چرا کہ من بدرجۂ رسیدہ ام کہ اختلافِ احوال در من تاثر نمے کند۔ در جواب گفت آرے بہ تحقیق رسیدہ است ولیکن بجہنم رسیدہ است۔

ترجمہ: لوگوں نے حضرت سلطان ابو سعید ابو الخیر علیہ الرحمۃ سے کہا کہ فلاں آدمی پانی کے اوپر چلتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ بہت آسان ہے۔ تنکے اور گھاس بھی پانی کے اوپر چلتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ فلاں آدمی ہوا میں اڑتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ چیل اور مکھی بھی ہوا میں اڑتی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص ایک گھڑی میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں چلا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ شیطان پل بھر میں مشرق سے مغرب تک چلا جاتا ہے اس طرح کی اشیاء کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ مرد وہ ہے کہ مخلوق کے ساتھ بیٹھے لین دین کرے نکاح کرے اور خلق خدا کے ساتھ مل کر زندگی بسر کرے۔ اور ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہ رہے۔

لوگوں نے قدوۂ اہل اللہ ابوعلی رودباری علیہ الرحمۃ (متوفی: ۳۲۲ھ) سے پوچھا کہ جو شخص لہو ولعب سنتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ میرے لئے حلال ہے کیونکہ میں اس مقام پر پہنچا ہوا ہوں کہ اختلافِ احوال اب مجھ پر اثر انداز نہیں ہوسکتا۔ (آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے) تو آپ نے فرمایا۔ کہ وہ واقعی پہنچ گیا ہے۔ مگر جہنم میں پہنچ گیا ہے۔ (رسالہ قشیریہ: ص: ۱۸۰)

ابوسلمان دارانی قدس سرہ گوید ربما وقعت فی قلبی نکتة من نکت القوم ایاما فلا اقبل منه الا بشاهدین عدلین الکتاب والسنة۔

ترجمہ: حضرت ابوسلمان دارانی قدس سرہ فرماتے ہیں: کہ جب بھی جماعتِ (صوفیہ) کے اہم مسائل میں سے کوئی حل طلب مسئلہ میرے دل میں آیا تو میں نے اسے دو عادل گواہوں یعنی کتاب وسنت کی شہادت کے بغیر قبول نہیں کیا۔ (طبقات للسلمی: ص: ۷۸)

حدیث است۔ اصحاب البدع کلاب النار۔ (الجامع الصغیر: ص: ۳۰، ۱/۲)

ترجمہ: حدیث شریف میں ہے: بدعتی دوزخ کے کتے ہیں۔

ونیز آمدہ۔ من عمل ببدعة خلاه الشیطان فی العبادة والقی علیه الخشوع والبکاء۔

ترجمہ: نیز یہ بھی آیا ہے۔ جو آدمی بدعت پر عمل کرتا ہے شیطان اسے عبادت میں لگا دیتا ہے۔ اور اس پر خشوع وخضوع وارد کر دیتا ہے۔

ونیز در حدیث آمدہ است۔ لا یقبل الله لصاحب بدعة صوما ولا صلٰوة ولا صدقة ولا حجا ولا عمرة ولا جهادا ولا صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما یخرج الشعر من العجین۔ (ترغیب: ۸۶/۱، ۸۷)

ترجمہ: نیز حدیث شریف میں آیا ہے: اللہ تعالیٰ بدعتی کا روزہ، نماز صدقہ، حج، عمرہ، جہاد، اس کا خرچ کرنا اور عدل کرنا قبول نہیں فرماتا یہانتک کہ وہ دائرہ اسلام سے اس طرح خارج ہوجاتا ہے جس طرح آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

قال الشیخ علی بن ابی بکر قدس سره فی معارج الهدایة اعلم حقا وتحقق صدقا ان حسن کل انسان وکماله وزینته وجماله فی کمال الاتباع المصطفوی فی جمیع الامور ظاهرا وباطنا اصولا وفروعا عقلا وفعلا عادة وعبادة خلقا وتخلقا اذا السعادات کلها منوطة باتباع السنة وبامتثال الاوامر علی مشاهدة الاخلاص وتعظیم المنهی علی مشاهدة الخوف بل باقتفاء اثاره صلی الله تعالیٰ علیه واله وسلم فی جمیع موارده ومصادره وحرکاته وسکناته حتی یلجم النفس بلجام الشریعة ویتجلی فی القلب حقائق الحقیقة ولا یحصل

هذا الا بتصقیل القلب علی قانون السنة من الخصال المذمومة وتنویره بانوار الذکر والتلاوة والمعرفة والاخلاق المحمودة وتعدیله بان یجری جمیع حرکات الجوارح علی نهج العدل حتی یحدث فیه هیئة مستویة بها یستعد لقبول الحقائق ویصلح لنضح روح الله المخصوصة لسلوک احسن الطریق۔ هذا ما قال۔

ترجمہ: حضرت شیخ علی بن ابی بکر قدس سرہ نے معارج الہدایہ میں فرمایا: اس کو حقیقت جانو اور سچ مانو۔ بیشک ہر انسان کے حسن وکمال اور زینت وجمال کا راز تمام امور میں مکمل طور پر اتباعِ مصطفوی میں مضمر ہے خواہ ان امور کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے، اصول سے ہو یا فروع سے، عقل سے ہو یا فعل سے، عادت

سے ہو یا عبادت سے، خُلق سے ہو یا تخلّق (بناوٹ) سے۔ جب کہ ہر قسم کی سعادت اتباعِ سنت کے ساتھ ہی منسلک ہے اور مشاہدہ اخلاص کی وجہ سے امتثالِ اوامر (احکام کی فرمانبرداری) اور مشاہدہ خوف کی بنا پر تعظیم المنہی (ممنوعات کی توقیر) کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہے۔ بلکہ تمام امور دو مصادر اور حرکات وسکنات میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے نقشِ قدم کی پیروی کرنا ہی ہر طرح کی سعادت ہے یہاں تک کہ انسان اپنے نفس کو شریعت کی لگام دے۔ حتیٰ کہ تمام حقیقتیں اس کے دل میں واضح ہو جائیں۔ اور (یہ مقصد) دل کو طریقہ سنت کے مطابق چمکا کر ہی حاصل ہوتا ہے۔ نیز یہ مقصد ذکر، تلاوت، معرفت اور اچھے اخلاق کی تجلیات کے ساتھ دل کو منور کر کے حاصل ہوتا ہے۔ نیز یہ مقصد تعدیلِ قلب کے ذریعے بھی حاصل ہوتا ہے یہاں تک کہ تمام اعضاء جوارح کی حرکات عدل کے طریقہ پر ہوں۔ حتی کہ اس کے دل میں ایک ایسی ہیئت واقع ہو جو بالکل راست ہو۔ جس کی وجہ سے دل حقائق قبول کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اور عمدہ راستہ پر چلنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص سے سیراب ہونے کی صلاحیت پیدا کر لیتا ہے۔

توبہ:

واگر گناھے بوقوع آید زود تدارک ان بہ توبہ واستغفار نما، گناہ پوشیدہ را توبہ پوشیدہ و گناہ آشکارا را توبہ آشکارا، وتوبہ را بر وقتِ دیگر مینداز۔

ترجمہ: اگر کوئی گناہ ہو جائے تو توبہ واستغفار کے ذریعے اس کا جلدی تدارک کرو پوشیدہ گناہ کی توبہ در پردہ اور ظاہری گناہ کی توبہ ظاہری طور پر کرو۔ اور توبہ کو دوسرے وقت کے لئے مت چھوڑو۔

منقول است کہ کرام کاتبین تا سہ ساعت در نوشتنِ گناھان توقف میکنند، اگر صاحبِ گناہ درین میان توبہ کرد آن گناہ را نمے نویسند والا در دیوانِ اعمال او ثبت می نمایند۔

ترجمہ: منقول ہے کہ کراما کاتبین تین ساعتوں تک گناہ لکھنے میں توقف کرتے ہیں اگر صاحبِ گناہ اس دوران توبہ کر لیتا ہے تو وہ اس گناہ کو نہیں لکھتے ورنہ اس کے اعمال نامے میں درج کر لیتے ہیں۔ (مجمع الزوائد: ۱۰/۲۱۱)

جعفر بن سنان قدس سرہ گوید: غفلتک عن توبۃ ذنب ارتکبتہ شر من ارتکابہ۔

ترجمہ: حضرت جعفر بن سنان قدس سرہ فرماتے ہیں: جس گناہ کا تو نے ارتکاب کیا ہے اس سے توبہ کرنے سے غفلت اختیار کرنا اس گناہ کا ارتکاب کرنے سے بھی برا ہے۔

زاگر باین زودی توبہ میسر نشود ہر گاہ توبہ نماید پیش از آنکہ معلملہ بہ غرغرہ رسد مقبول است کہ در حدیث آمدہ است۔

ترجمہ: اگر جلدی توبہ کرنا میسر نہ آئے تو جان بلب ہونے کی حالت سے قبل توبہ کر لو یہ توبہ مقبول ہے۔ کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے۔

ان اللہ یبسط یدہ باللیل لیتوب مسیء النھار ویبسط یدہ بالنھار لیتوب مسیء اللیل۔ (مشکوٰۃ: ص: ۲۰۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنا دستِ قدرت (بخشش کیلئے) پھیلاتا ہے تاکہ دن کے وقت گناہ کرنے والے توبہ کر لیں۔ اور دن کو اپنا دستِ قدرت بڑھاتا ہے تاکہ رات کے وقت گناہ کرنے والے توبہ کر لیں۔

تقویٰ:

باید که ورع وتقویٰ شعار خود کند در منهیات ومشتبهات قدم نه نهد، که درین راه انتهاء از نواهی بیش از اتیان وامتثال او امر ترقی بخش وسود منداست۔

ترجمہ: ہمیں پرہیزگاری اورتقوی کواپناشعار بنانا چاہئے۔کیونکہ اس راستہ میں اوامر کے بجالانے کی نسبت نواہی سے رک جانا زیادہ ترقی بخشتا ہے اور فائدہ بھی پہنچاتا ہے۔

عزیزے گوید۔اعمال الخیر یعملها البر والفاجر ولا یجتنب عن المعاصی الا صدیق۔

ترجمہ: ایک بزرگ فرماتے ہیں: اچھے اعمال تو نیک آدمی بھی کرتا ہے اور فاجر بھی۔مگر گناہوں سے صرف صداقت کا علمبردار ہی باز رہتا ہے۔

معروف کرخی قدس سرہ گفتہ۔غضوا ابصارکم ولو عن شاۃ انثی۔(طبقات للسلمی:ص:۸۸)

ترجمہ: حضرت معروف کرخی قدس سرہ (متوفی:۲۰۰ھ) نے فرمایا: اپنی نظریں نیچی رکھا کرو خواہ تمہارے سامنے مؤنث بکری ہی ہو۔

قال رسول اللہ ﷺ جلساء اللہ غدا اھل الورع والزھد فی الدنیا۔(الجامع الصغیر:ص:۱/۱۴۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا کے اندر زہد وتقوی اختیار کرنے والے کل (بروزِ قیامت) اللہ تعالیٰ کے ہمنشین ہوں گے۔

نیز فرمود۔رکعتان من رجل ورع افضل من الف رکعة من مخلط۔(الجامع الصغیر:ص:۲/۲۳، ۲۴)

ترجمہ: اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: متقی آدمی کی ادا کی ہوئی دو رکعت مخلط (اچھے اور برے اعمال کو ملانے والے) کی ادا کی ہوئی ہزار رکعت سے افضل ہیں۔

وھم در حدیث آمدہ۔الصلوٰۃ خلف رجل ورع مقبولة والھدیة الی رجل ورع مقبولة والجلوس مع رجل ورع من العبادة والمذاکرة معه صدقة۔

ترجمہ: حدیث شریف میں آیا ہے: متقی آدمی کے پیچھے ادا کی ہوئی نماز قبول ہوتی ہے متقی آدمی کو تحفہ دینا مقبول ہے۔متقی آدمی کے پاس بیٹھنا عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اس کے ساتھ تبادلہ خیالات کرنا صدقہ ہے۔(الجامع الصغیر:۲/۵۰)

ودر ھر امر کہ دلِ تو بایستد آن را بگذار ومرتکبِ آن مشو وبر فتوائے نفس مرو ودر امورِ متردده دل را مفتی ساز۔

ترجمہ: جس کام میں تمہارا دل رک جائے اس کو ترک کردو۔اس کا ارتکاب مت کرو۔اور نفس کے فتویٰ پر ہرگز نہ چلو۔امور متردده (شک میں ڈالنے والے امور) میں اپنے دل کو مفتی بناؤ۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم :البر ما سکنت الیه النفس واطمان الیه القلب والاثم ما لم تسکن الیه النفس ولم یطمئن الیه القلب وان افاک المفتون۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیکی وہ ہے جس پر نفس پُرسکون ہوجائے اور دل مطمئن ہوجائے۔ اور گناہ وہ ہے جس پر نفس کو سکون حاصل نہ ہو اور نہ ہی دل مطمئن ہو۔ اگر چہ اصحابِ فتویٰ تجھے اس کے حق میں فتویٰ دیں۔ (ترغیب: ۲/۵۵۷، ۵۵۸)

و در حدیث آمدہ۔ الحلال بین والحرام بین فدع ما یریبک الی ما لا یریبک۔ (الجامع الصغیر: ۱/۱۵۲)

ترجمہ: حدیث شریف میں آیا ہے: حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے جو کام تجھے شک میں ڈالتا ہے اس کو ایسے کام کی خاطر ترک کردے جو تجھے شک میں نہیں ڈالتا۔

ازین حدیث نیز مفہوم می شود کہ جائے کہ شک آید و دل ایستادہ شود آن را نباید کرد و اگر شک نیاید از ارتکاب معفو است۔

اس حدیث پاک سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ جس جگہ شک آئے اور دل رک جائے اس کو نہیں کرنا چاہئے اگر شک نہ آئے تو اس کے ارتکاب کی رخصت ہے۔

وفرمود۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام: الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ۔

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حلال وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا ہے حرام وہ ہے جس کو اس نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے اور جس کے بارے میں سکوت اختیار فرمایا ہے (کوئی حکم نہیں دیا) وہ ان امور میں سے ہے جن کی رخصت ہے۔ (الجامع الصغیر: ۱/۱۵۲)

فارقِ دیگر برائے کسے کہ بامورِ مشتبہ مبتلا گردد آن است کہ دست خود را بر سینہ یا بر دل خود بگذارد اگر ساکن یابد در ان اقدام نماید و اگر مضطرب یابد خود را ازان یکسو کند۔

جو شخص مشتبہ امور میں مبتلا ہے اس کے لئے فرق اور امتیاز کرنے والی ایک بات یہ ہے کہ وہ اپنا ہاتھ اپنے سینے یا دل پر رکھے اگر وہ (دل کو) ساکن پائے تو آگے بڑھے۔ اگر اسے مضطرب پائے تو اپنے آپ کو اس کام سے الگ کرلے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یفتیک نفسک ضع یدک علی صدرک فانہ یسکن للحلال ویضطرب للحرام دع ما یریبک الی ما لا یریبک وان افتاک المفتون ان المؤمن من یذر الصغیر مخافۃ ان یقع فی الکبیر۔ (کنز العمال: رقم ۷۳۰۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیرا نفس تجھے فتویٰ دے گا اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ بیشک یہ حلال کے لئے پرسکون ہوگا اور حرام کے لئے مضطرب ہوگا تو شک میں ڈالنے والی چیز کو ترک کردے ایسی چیز کے لئے جو تجھے شک میں نہیں ڈالتی۔

اگر چہ تجھے فتویٰ دینے والے اس کے حق میں فتویٰ دیں بیشک مؤمن وہ ہوتا ہے جو گناہ صغیرہ کو اس خوف سے ترک کردیتا ہے کہ یہ صغیرہ گناہ کہیں اسے کبیرہ گناہ میں مبتلا نہ کردے۔

و در روایت دیگر آمدہ۔ ضع یدک علی فؤادک فان القلب یسکن للحلال۔ (فردوس الاخبار: ۲/۳۳۸)

ترجمہ: ایک اور روایت میں آیا ہے۔ اپنا ہاتھ اپنے دل پر رکھ۔ بیشک دل حلال کی وجہ سے سکون میں ہوجاتا ہے۔

در طاعات۔

جمیع طاعات و عباداتِ خود را متہم دارد و خود را از راہِ حقِ او سبحانہ مقصِر داند۔

طاعات کا بیان:

وہ اپنی تمام طاعات اور عبادات کو ناقص سمجھے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے سے قاصر خیال کرے۔

ابو محمد بن منازل قدس سرہ گوید۔ذکر اللہ تعالیٰ انواع العبادات فقال الصابرین والصادقین والقانتین والمستغفرین بالاسحار ختم المقامات کلها بمقام الاستغفار لیری العبد تقصیره فی جمیع افعاله واحواله فیستغفر منها۔

ترجمہ: حضرت ابومحمد بن منازل قدس سرہ (متوفی:۳۲۹ھ) فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے عبادات کی مختلف اقسام بیان کی ہیں اس نے فرمایا ہے الصابرین والصادقین (آخر تک) ان سب عبادات کو استغفار پر ختم کیا ہے تاکہ بندہ اپنی تقصیر کو ان تمام افعال اور احوال میں یقین کرلے اور اس کمی کی وجہ سے مغفرت طلب کرے۔(طبقات الصوفیہ للسلمی:ص:۳۶۸)

جعفر بن سنان قدس سرہ گوید۔تکبر المطیعین علی العصاۃ بطاعتهم اشر من معاصیهم واضر علیهم۔

ترجمہ: حضرت جعفر بن سنان قدس سرہ (متوفی:۳۱۱ھ) فرماتے ہیں: اطاعت گزاروں کا گناہگاروں پر تکبر کرنا اپنی اطاعت کی وجہ سے ہے ان کا ایسا کرنا گناہگاروں کے گناہوں سے زیادہ شرانگیز ہے۔اور ان کے لئے زیادہ نقصان دہ ہے۔(طبقات الصوفیہ للسلمی:ص:۳۳۳)

مرتعش قدس سرہ را در عشرۂ اواخر بیرون مسجد جامع دیدند۔ فقیل له ما الذی اخرجک من المسجد فقال مشاہدۃ القرآء وتعظیم طاعتهم عندهم۔(طبقات للسلمی:ص:۳۵۲)

ترجمہ: حضرت مرتعش قدس سرہ (متوفی:۳۲۸ھ) کو (رمضان شریف کے) آخری عشرہ میں جامع مسجد سے باہر دیکھا گیا: ان سے پوچھا گیا کہ آپ کس وجہ سے مسجد سے باہر نکلے ہیں آپ نے فرمایا: قراء کی ریاکاری اور ان کا اپنی اطاعت کو عظیم خیال کرنے کی وجہ سے میں مسجد سے نکل آیا ہوں۔

در کسب وتوکل۔

اگر برائے قوتِ خود وعیال خود کسبے اختیار نماید مثل تجارت وغیرہ مانعے نیست بلکہ مستحسن است کہ سلف اختیار آن نمودہ اند۔ ودر احادیث فضائلِ کسب بسیار است واگر بر توکل نشیند زیباست لیکن بشرطے کہ از کسے طمع نداشتہ باشد۔

کسب وتوکل کا بیان:

اگر کوئی اپنے لئے یا اپنے اہل وعیال کی غذا کے لئے کوئی کام مثلاً تجارت وغیرہ اختیار کرلے تو ممنوع نہیں۔ بلکہ یہ مستحسن ہے کیونکہ اسلاف نے اس کو اختیار کیا ہے۔احادیث میں کسب (معاش) کی بیشمار فضیلتیں ملتی ہیں اور اگر توکل اختیار کرے تو اچھا ہے مگر شرط یہ ہے کہ کسی سے کوئی طمع نہ رکھے۔

از محمد بن سالم شخصے پُرسید۔ انحن متعبدون بالکسب ام بالتوکل فقال التوکل حال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم والکسب سنة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وانما استن الکسب لمن ضعف عن حال التوکل وسقط عن درجة الکمال التی هی حاله علیه السلام۔ فمن اطاق التوکل فالکسب غیر مباح له الا کسب معاونة لا کسب اعتماد۔ ومن ضعف حاله عن التوکل التی هی حال الرسول صلی اللہ علیه وسلم ابیح له طلب المعاش والکسب لئلا یسقط عن درجة السنة حیث سقط عن درجة حاله صلی اللہ علیه وسلم۔

ترجمہ: حضرت محمد بن سالم علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا: کیا ہم کسب کے مکلف ہیں یا توکل کے تو آپ نے فرمایا توکل تو نبی پاک ﷺ کا حال ہے کسب آپ کی سنت ہے کسب اس کے لئے سنت ہے جو توکل کے حال میں کمزور ہو۔ اور کمال کے درجہ سے ساقط ہو جو نبی کریم ﷺ کا حال ہے اور جو شخص توکل کی طاقت رکھتا ہو اس کے لئے کسب غیر مباح ہے۔ صرف کسبِ معاونت جائز ہے (جس سے گزراوقات ہو سکے) نہ کہ کسبِ اعتماد (زائد از ضرورت کمائی کے حصول کے لئے کوشاں رہنا کیونکہ وہ اس کے نزدیک قابلِ بھروسہ ہے) جس کا حال اس توکل کی نسبت کمزور ہو جو نبی پاک ﷺ کے توکل کا ہے تو اس کے لئے طلبِ معاش مباح ہے۔ تاکہ کسب سنت کے درجہ سے ساقط نہ ہو جائے جس طرح آنحضرت ﷺ کے حال کے مقام سے وہ ساقط ہے۔ (طبقات للسلمی: ص: ۴۱۴، ۴۱۵)

ابو محمد بن منازل قدس سرہ گوید: التفویض مع الکسب خیر من خلوہ عنہ۔ (طبقات للسلمی: ص: ۳۶۹)

ترجمہ: حضرت ابو محمد منازل قدس سرہ (متوفی: ۳۲۹ھ) فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی رہتے ہوئے کسب اختیار کرنا نہ کرنے سے بہتر ہے۔

در خوردن۔ در خوردنِ طعام رعایت اعتدال نماید نہ آن قدر بخورد کہ کسل در طاعت پیدا آید و بے مزہ سازد و نہ آن قدر قلت نماید کہ اذکار و طاعات باز ماند۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرمودہ اند۔ لقمۂ چرب بخورد کار خوب بکن۔ بالجملہ مدارِ کار بر طاعت است ہر کہ ممد آن است مبارک است و آنچہ مخل این کار خانہ است ممنوع است۔

کھانا کھانے کا بیان:

کھانا کھانے میں میانہ روی سے کام لے نہ اس قدر زیادہ کھائے کہ اطاعت میں سستی پیدا ہو جائے۔ اور یہ بدمزہ کر کے رکھ دے۔ اور نہ اس قدر کم کھائے کہ کام اور اطاعت سے ہی عاجز آ جائے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا: ''اعلیٰ کھانا کھا اور خوب کام کر''۔

مختصر یہ کہ کام کا انحصار اطاعت پر ہے جو چیز بھی اس سلسلہ میں اس کی معاون ہے باعثِ برکت ہے۔ جو بھی اس کارخانہ میں خلل اندازی کرے وہ ممنوع ہے۔

در تصحیح نیت۔ در جمیع افعال و حرکات قصد کند کہ نیت را مرعی دارد و بر ہیچ عمل تا نیت صالحہ دست ندہد مہما امکن اقدام نہ نماید۔

نیت کو درست رکھنا:

(مسلمان پر لازم ہے کہ) وہ تمام افعال اور حرکات میں نیت کی رعایت کا قصد کرے اور جب تک نیت صالحہ حاصل نہ ہو کسی عمل میں حتی الامکان پیش قدمی نہ کرے۔

درعزلت و خاموشی۔

بعزلت و خاموشی راغب بود۔

گوشہ نشینی اور خاموشی:

گوشہ نشینی اور خاموشی کی طرف رغبت رکھو۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الحكمة عشرة اجزاء تسعة منها في العزلة وواحد في الصمت۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حکمت کے دس اجزاء ہیں ان میں سے نو اجزاء گوشہ نشینی میں ہیں اور ایک جزو خاموشی میں ہے۔

و اختلاط بمردم بقدر ضرورت کند و سائر اوقات را بمراقبہ و اذکار بسر برد۔

ترجمہ: (راہِ سلوک کے مسافر کو چاہئے کہ) بقدرِ ضرورت لوگوں سے میل جول رکھے اور تمام وقت مراقبہ اور اذکار میں بسر کرے۔

در صحبت۔

وقتِ کار است ہنگامِ صحبت در پیش است مگر صحبت کہ برائے افادہ و استفادہ بود محمود بلکہ لابد است۔ و ہمچنین صحبت داشتن باہلِ طریق بشرط فانی بودن در یک دیگر و سخن لایعنی درمیان نیاوردن نیز مستحسن است، بلکہ در بعضے اوقات از عزلت راجح است۔ و بمخالفِ طریقِ خود صحبت نباید داشت۔

مجلس اختیار کرنے کا بیان:

اب کام کا وقت ہے۔ مجلس اختیار کرنے کا وقت آنے والا ہے۔ مگر وہ صحبت جو افادہ (فائدہ دینے) اور استفادہ (فائدہ حاصل کرنے) کے لئے ہو وہ پسندیدہ بلکہ بہت ہی ضروری ہے اسی طرح اہل طریقت کے ساتھ صحبت رکھنا بھی مستحسن ہے بشرطیکہ وہ ایک دوسرے میں گم ہوں اور لایعنی گفتگو بھی نہ کریں۔ بلکہ بعض اوقات (اہل طریقت کی صحبت میں بیٹھنا) گوشہ نشین ہو کر بیٹھنے سے ترجیح پا جاتا ہے۔ (انسان پر لازم ہے کہ) اپنے طریقہ کے مخالف (سلفِ صالحین اور اپنے مشائخ کی مخالفت کرنے والے) کی مجلس اختیار نہ کرے۔

در حسن خلق۔

بہ ہر نیک و بد کشادہ پیشانی باید پیش آمد باطن خواہ منبسط بود خواہ منقبض۔ و ہر کہ بعذر پیش آید عذر او را قبول نماید و خلق نیکو داشتہ باشد و اعتراض بر کسے کمتر کند و سخن نرم و ملائم گوید و ہیچ کس را بعنف پیش نیاید مگر از برائے حق عزوجل۔

حُسنِ خلق:

ہر نیک و بد کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہئے خواہ باطن (دل) خوش ہو یا رنجیدہ ہو۔ اور جو معذرت کے ساتھ پیش آئے اس کی معذرت قبول کر لینی چاہئے۔ اپنا خلق اچھا رکھنا چاہئے اور بہت کم کسی پر اعتراض کرنا چاہئے (انسان کے لئے ضروری ہے کہ) وہ نرم اور ملائم گفتگو کرے اور کسی کے ساتھ سختی سے پیش نہ آئے اگر کسی کے ساتھ سختی سے پیش آئے تو خدا تعالیٰ عزوجل کی رضا کے لئے ایسا کرے۔

شیخ عبداللہ بابان قدس سرہ گفتہ کہ درویشی نہ نماز است نہ روزہ و نہ احیائِ شب، این جملہ اسباب بندگی ست، درویشی نارنجیدن است اگر این را حاصل کنی واصل گردی۔

شیخ عبداللہ بابان قدس سرہ نے فرمایا کہ ''درویشی نہ نماز ہے، نہ روزہ، نہ شب بیداری یہ تو سب اسبابِ بندگی ہیں کسی کے ساتھ ناراض نہ ہونا درویشی ہے اگر تم اس

کوحاصل کرلوتو واصل ہوجاؤ گے۔

از محمد بن سالم پُرسیدند کہ۔ بماذا یعرف الاولیاء فی الخلق؟ قال بلطف لسانہم وحسن اخلاقہم وبشاشۃ وجوھہم وسخاوۃ انفسہم وقلۃ اغراضہم وقبول عذر من اعتذر الیہم وتمام الشفقۃ علی جمیع الخلائق بربہم وفاجرہم۔

ترجمہ: لوگوں نے محمد بن سالم علیہ الرحمۃ سے پوچھا: مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے دوست کس چیز کے ذریعے پہچانے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی زبان کی نرمی، حسنِ اخلاق، خندہ روئی، سخاوت نفس، قلتِ اغراض، معذرت کرنے والے کی معذرت قبول کر لینے اور مخلوق خدا خواہ نیکوکار ہو یا بدکار اس کے ساتھ بھرپور شفقت کرنے سے اولیاء اللہ کی پہچان ہوتی ہے۔ (طبقات الصوفیہ للسلمی: ص:۴۱۵)

ابو عبداللہ احمد المقری گوید: الفتوۃ حسن الخلق مع من تبغضہ وبذل المال لمن تکرھہ وحسن الصحبۃ مع من یتنفر قلبک منہ۔

ترجمہ: حضرت ابو عبداللہ احمد المقری قدس سرہ (متوفی: ۳۶۶ھ) فرماتے ہیں: جس کے ساتھ ناراضگی ہو اس کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آنا جس کو تو ناپسند کرتا ہے اس کی خاطر مال صرف کرنا جس سے تیرا دل نفرت کرتا ہے اس کے ساتھ حسنِ صحبت سے پیش آنا ہی مردانگی ہے۔ (طبقات للسلمی: ص:۵۱۱)

در سخن گفتن۔

در سخن گفتن رعایت قلت باید کرد، وتکلم بسیار وخندہ بسیار نباید نمود کہ دل را میراند۔

گفتگو کرنا:

گفتگو کرتے ہوئے کم گوئی کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ نہ زیادہ بولنا چاہئے اور نہ زیادہ ہنسنا چاہئے کیونکہ (زیادہ بولنا اور زیادہ ہنسنا) دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔

رجوع بحق تعالیٰ در جمیع امور۔

جمیع امورِ خود را بحق تعالیٰ بسپر دو در خدمت چست باش تا از تدبیرِ امور فارغ باشی۔

تمام امور میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا

اپنے جملہ امور کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو اور خدمت میں چستی کا مظاہرہ کرو۔ تاکہ تم تدبیر امور سے فارغ رہو۔

ولنعم ما قال سید الطائفۃ: نجح کل حاجۃ من الدنیا ترکھا۔ (طبقات للسلمی: ص:۱۶۰)

ترجمہ: حضرت سید الطائفہ (جنید بغدادی) قدس سرہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے: ہر دنیاوی حاجت میں کامیابی اس (حاجت) کو ترک کر دینا ہے۔

چون دلِ تو یک جانب شود جمیع امور ترا او کفایت خواھد کرد۔

ترجمہ: اگر تیرا دل ایک سمت ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے جملہ امور کی کفایت کر دے گا۔

قال رسول اللہ ﷺ من جعل الھموم ھما واحدا ھم آخرتہ کفاہ اللہ ھم دنیاہ۔ (مشکوۃ: کتاب العلم: ص:۲۶۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے تمام غموں کا ایک غم یعنی آخرت کا غم بنالیا تو اللہ تعالیٰ دنیا کے غم میں اسے کافی ہوگا۔

ونیز بندگانِ خود را بر تو مہربان سازد کہ بامور تو قیام نمایند۔

ترجمہ: نیز وہ اپنے بندوں کو تجھ پر مہربان کردے گا وہ تیرا ہر کام کرنے میں مشغول ہوجائیں گے۔

یحییٰ معاذ رازی قدس سرہ گوید: علی قدر حبک اللہ یحبک الخلق وقدر خوفک من اللہ یھابک الخلق وعلی قدر شغلک باللہ عز وجل یشتغل بامرک الخلق۔ (طبقات للسلمی: ص:۱۱۱)

ترجمہ: حضرت یحییٰ معاذ رازی قدس سرہ فرماتے ہیں: جس قدر تیرے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت ہوگی اسی قدر مخلوق تجھ سے محبت کرے گی جس قدر تیرے دل میں خوفِ خدا ہوگا اسی قدر مخلوق بھی تجھ سے ڈرے گی اور جس قدر تو اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف متوجہ ومشغول رہے گا اسی قدر مخلوق تیرے کام میں مشغول رہے گی۔

وہم وے گفتہ: من سر بخدمۃ اللہ سر الاشیاء بخدمتہ ومن قرت عینہ باللہ قرت عیون کل شیء بالنظر الیہ (طبقات للسلمی: ص:۱۱۳)

ترجمہ: نیز انہوں نے فرمایا: جو خدمت الٰہی میں مسرور ہوتا ہے اشیاء اس کی خدمت کر کے خوش ہوتی ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ (محبت کر کے) اپنی آنکھ ٹھنڈی کرتا ہے۔ ہر شی اس کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتی ہے۔

بالجملہ او را باش و الا مباش و بتدبیر نفس خود مشغول مشو و بہ ہیچ کس جز بفضلِ حق سبحانہ اعتماد منما۔

مختصر یہ کہ تو نے جینا ہے تو اسی کے لئے زندہ رہ۔ ورنہ تو جینا چھوڑ دے اور اپنے نفس کی تدبیر میں مشغول نہ ہو۔ فضلِ الٰہی کے سوا کسی پر بھی اعتماد نہ کر۔

ابو محمد راسبی رحمہ اللہ گفتہ است: اعظم حجاب بینک وبین الحق اشتغالک بتدبیر نفسک واعتمادک علی عاجز مثلک فی اسبابک۔ لا یکون الصوفی صوفیا حتی لا تقلہ ارض ولا تظلہ سماء ولا یکون لہ قبول عند الخلق ویکون مرجعہ فی کل الاحوال، الی الحق تبارک وتعالیٰ۔

ترجمہ: حضرت ابو محمد راسبی علیہ الرحمۃ (متوفی: ۳۶۷ھ) نے فرمایا: خداوند کریم اور تیرے درمیان سب سے بڑا حجاب یہ ہے کہ تو نفس کی تدبیر میں مشغول ہو جائے۔ اور اپنے اسباب میں کسی اپنے جیسے پر اعتماد کرلے صوفی اس وقت تک حقیقی صوفی نہیں ہوتا جب تک کہ زمین اس کے لئے سمٹ نہ جائے آسمان اس پر سایہ کناں نہ ہو اور عوام الناس میں مقبول نہ ہو۔

ہر حال میں اس کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے۔ (طبقات الصوفیہ للسلمی: ص:۵۱۳)

سلوک باہل وعیال۔

بعیال وفرزند سلوک نیک باید کرد واختلاط بقدر ضرورت باید نمود کہ حقِ ایشان اداء یابد، وموانستِ تام بایشان نباید کرد تا سببِ اعراض از جانبِ قدس سبحانہ نشود۔ واحوال باطن را بہ نااہل نباید وانمود وباہلِ غناء صحبت نباید داشت۔

اہل واعیال کے ساتھ برتاؤ:

(انسان کو) اپنی اولاد کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے اور بقدر ضرورت میل جول رکھنا چاہئے تا کہ ان کا حق ادا ہو سکے۔ ان کے ساتھ محبت تام نہیں کرنی چاہئے تا کہ کہیں یہ چیز بارگاہِ الٰہی سے منہ موڑنے کا سبب نہ بن جائے قلبی احوال نااہل کے سامنے ظاہر نہیں کرنے چاہئے نیز غافل سرمایہ داروں کی مجلس

اختیار نہیں کرنی چاہئے۔

اتباعِ سنت واجتناب عن البدعة

در جمیع احوال عملِ سنت را باید گزید واز بدعت مهما امکن احتراز باید نمود۔

سنت کی اتباع اور بدعت سے اجتناب:

ہر حالت میں سنت کے مطابق عمل کرنا چاہئے اور جتنا ممکن ہو بدعت سے احتراز کرنا چاہئے۔

در بسط وقبض وشدت ورخاء، ودر زمان بسط حدود شرعیه را نیک رعایت باید کرد واز جان باید رفت، وهنگام قبض امیدوار باید بود دل تنگ ومایوس نباید شد۔

قبض وبسط ونرمی کا بیان:

بسط کے زمانہ میں شرعی حدود کی اچھے طریقہ سے پاسداری کرنی چاہئے اور حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے اور قبض کے دور میں امیدوار رہنا چاہئے تنگدلی اور مایوسی کا اظہار نہیں کرنا چاہئے:

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۙ

ترجمہ: پس یقیناً ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے بیشک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔(سورۃ الانشراح: آیت:۵)

ودر شدت ورخاء قصد کند که یکسان باشد ودر وجود وعدم بریک نمط بود، بلکه در عدم مستریح باشد ودر وجود مضطرب۔

ترجمہ: (انسان کو چاہئے کہ) تنگی اور فراخی کے زمانہ میں یکسانیت پیدا کرنے کا قصد کرے کسی شئ کے موجود ہونے یا نہ ہونے کی صورت میں ایک ہی حالت پر رہے بلکہ حالتِ عدم میں آسودہ حال رہے۔اور حالتِ وجود میں مضطرب رہے۔

ابو سعید اعرابی قدس سره را از اخلاقِ فقراء پرسیدند، گفت اخلاقِ فقراء سکون است نزد فقد واضطراب نزد وجود، وانس است به هموم ووحشت نزد فرح ها۔ودر حوادث مذبذب نشود۔

لوگوں نے ابوسعید اعرابی قدس سرہ (متوفی:۳۴۱ھ) سے فقراء کی حالت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا۔

کسی شے کے نہ ہونے کی صورت میں ان (فقراء) کے اخلاق میں سکون ہوتا ہے اور کسی شئ کے پالینے کی صورت میں ان کے اخلاق میں بے چینی ہوتی ہے غموں کے وقت انس ہوتا ہے اور مسرتوں کے وقت خوف ہوتا ہے انسان حوادث کے دوران تذبذب میں نہ پڑے۔(طبقات للسلمی:ص:۴۳۰)

بر عیوبِ مردم نظر نه کند وعیوبِ خود همواره در نظر دارد، وخود را بر هیچ مسلمانے فضل ندهد وهمه از خود افضل انگارد۔

ترجمہ: (انسان کو چاہئے) کہ لوگوں کے عیوب پر نظر نہ رکھے۔ ہمیشہ اپنے عیوب پر نظر رکھے کسی مسلمان پر بھی اپنی ذات کو افضل قرار نہ دے بلکہ ہر ایک کو اپنی ذات سے افضل تصور کرے۔

سری سقطی علیه الرحمة گفته۔مالی علی احد فضل قیل ولا علی المخنثین؟قال ولا علی المخنثین۔

ترجمہ: حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ (متوفی ۲۵۱ھ) نے فرمایا: مجھے کسی پر بھی برتری حاصل نہیں۔تو لوگوں نے آپ سے پوچھا مخنثوں (ہیجڑوں) پر بھی نہیں آپ نے فرمایا کہ نہیں ان پر بھی نہیں۔(طبقات للسلمی:ص:۴۹،۵۰)

وبہر کدام از مسلمانان چنان اعتقاد نماید کہ کشائش کار من از برکتِ نفس و دعایِ تواند کہ شود۔واسیر اہل حقوق بود۔

ترجمہ: ہر مسلمان کے متعلق اس اعتقاد کا اظہار کرے کہ میرے کام کی عقدہ کشائی (حل) اس کی ذات اور دعا کی برکت سے ممکن ہے۔اہل حقوق کا پابند رہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المؤمن لذی الحق اسیر۔

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مؤمن حق والے کا قیدی (پابند) ہے۔

در حدیث آمدہ است۔من لم یانف من ثلاث فھو مؤمن حق خدمۃ العیال والجلوس مع الفقراء والاکل مع الخادم ھذہ الافعال من علامات المؤمنین الذین وصفھم اللہ فی کتابہ اولئک ھم المؤمنون حقا۔(کنز العمال:۱/۱۳۸)

ترجمہ: اور حدیث شریف میں آیا ہے۔جو تین کام ناپسند نہ کرتا ہو وہ حقیقی مؤمن ہے اہل وعیال کی خدمت کرنا۔غریبوں کے ساتھ بیٹھنا اور خادم کے ساتھ مل کر کھانا۔یہی افعال مؤمن کی علامات ہیں جن کا وصف اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں یہ (کہہ کر) بیان فرمایا ہے:

اولئك ھم المؤمنون حقا۔

ترجمہ: یہی حقیقی مؤمن ہیں۔

در اتباعِ سلف:

سیر سلف را ھمہ وقت ملحوظ داشتہ باشد و بصحبت فقراء راغب بود۔وغیبت ھیچ کس نکند بلکہ غیبت کنندہ را مھما امکن مانع آید۔وامر معروف ونھی منکر را شیوۂ خود سازد۔وبر انفاقِ مال حریص بود از اتیانِ حسنات خوشوقت بود واز ارتکابِ سیات دور باشد۔

اتباعِ سلف کا بیان:

(انسان کا فرض ہے کہ) ہر وقت اسلاف کی سیرت کو پیشِ نظر رکھے اور فقراء کی صحبت کی طرف اپنی رغبت رکھے کسی بھی شخص کی غیبت نہ کرے اور مقدور بھی غیبت کرنے والے کو منع کرے۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنی عادت بنالے، مال خرچ کرنے پر حریص رہے نیک کام کرنے پر خوشی محسوس کرے اور برے کام کرنے سے دور رہے۔

از محمد بن علیان علیہ الرحمہ پرسیدند کہ علامت رضاءِ حق تعالیٰ از بندہ چیست؟

گفت۔نشاطہ فی الطاعات وتثاقلہ عن المعاصی۔

ترجمہ: لوگوں نے حضرت محمد بن علیان علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ بندہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی نشانی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اطاعت میں مسرت اور گناہ کی

صورت میں گرانی (بوجھ محسوس کرنا اس کی رضا کی نشانی ہے)۔(طبقات للسلمی:ص:۴۱۸)

در حدیث آمدہ است۔

من ساءتہ سیئتہ وسرتہ حسنتہ فھو مؤمن۔(مجمع الزوائد:۵/۲۲۶،۲۲۷)

ترجمہ: حدیث شریف میں آیا ہے: جس کو گناہ افسردہ کردے اور نیکی خوش کردے تو وہ مؤمن ہے۔

از فقر ترسیدہ تنگدستی نہ نماید۔

(انسان) افلاس کے خوف سے تنگدستی نہ کرے:

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ (سورۃ بقرہ:۲۶۸)

ترجمہ: شیطان ڈراتا ہے تمہیں تنگدستی سے اور تم کو بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔

واز قلتِ معیشت دربار نبود کہ ھنگامِ عیش در پیش است۔

ترجمہ: معیشت کی کمی کے باعث غم نہ کرے کیونکہ حقیقی (پرمسرت) زندگی کا وقت آگے آنیوالا ہے۔

اللّٰھم ان العیش عیش الآخرۃ۔(بخاری: کتاب الجہاد: رقم:۲۶۷۹)

ترجمہ: الٰہی! بہترین زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔

تنگیٔ این جا منتج سعۃ آنجاست۔

اس جگہ کی تنگی وہاں کی وسعت کا ثمر دینے والی ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ من قل مالہ وکثر عیالہ وحسنت صلوٰتہ ولم یغتب المسلمین جآء یوم القیامۃ وھو معی کھاتین۔(ترغیب:۴/۱۵۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کا مال کم ہو اور اولاد زیادہ ہو اور نمازوں میں حسن ہو اس نے مسلمانوں کی غیبت نہ کی ہو وہ قیامت کے دن اس شان سے آئے گا کہ وہ میرے ساتھ ان دو (انگلیوں) کی طرح ہوگا۔

ونیز فرمود۔ طوبی لمن بات حاجا واصبح غازیا رجل مستور ذو عیال متعفف قانع بالیسیر من الدنیا یدخل علیھم ضاحکا ویخرج منھم ضاحکا فوالذی نفسی بیدہ انھم ھم الحاجون الغازون فی سبیل اللہ عز وجل۔(الجامع الصغیر:۲/۵۴)

ترجمہ: نیز آپ نے فرمایا: جنت کا سرسبز سایہ دار درخت اس شخص کے لئے ہے جس نے حج میں رات بسر کی اور غازی بن کر صبح کی وہ ایسا غیر معروف شخص ہے جو صاحبِ اولاد لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانے والا اور دنیا میں سے تھوڑے پر قناعت کرنے والا ہے جو ان کے پاس ہنستے ہوئے آتا ہے اور ہنستے ہوئے جاتا ہے۔(اپنا حال قناعت کی وجہ سے کسی پر ظاہر نہیں کرتا) قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یہی لوگ حج کرنے والے فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے ہیں۔(ان کو حج اور جہاد کا ثواب ملتا ہے)۔

در خدمت فقراء واخوان دینی خود را نباید معاف داشت۔

فقیروں اور دینی بھائیوں کی خدمت سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے۔

جعفر خدری علیہ الرحمہ گفتہ است۔ سعی الاحرار لاخوانھم لا لانفسھم۔

ترجمہ: حضرت جعفر خدری علیہ اللہ (متوفی: ۳۴۸ھ) نے فرمایا: آزاد بندوں کی کوشش اپنے بھائیوں کے لئے ہوتی ہے اپنی ذات کے لئے نہیں ہوتی۔ (طبقات للسلمی: ص: ۴۳۷)

ابو عبداللہ خصیف گوید۔ یارے از یاران مہمانِ من شد اتفاقا او را علتِ شکم در گرفت ومن خدمت او را بخود گرفتم وخدمت او میکردم، وتمام شب طشت از پیش او بر میداشتم یک بار مرا پینکے بر بود او مرا گفت نمت لعنک اللہ یعنی بخواب رفتی لعنت کند ترا خدائے تعالیٰ۔ از من پرسیدند کہ نفس خود را چگونہ یافتی ہنگامے کہ او ترا لعنک اللہ گفت۔ گفتم چنان یافتم کہ اور مرا رحمک اللہ گفتہ۔ (طبقات للسلمی: ص: ۴۶۴)

ترجمہ: حضرت ابوعبداللہ حصیف علیہ اللہ (متوفی: ۳۷۱ھ) فرماتے ہیں: میرے احباب میں سے ایک آدمی میرے پاس مہمان بن کر آیا۔ اتفاق سے اس کو پیٹ کی بیماری (جلاب) لاحق ہوگئی۔ میں نے اس کی خدمت اپنے ذمہ لی۔ میں اس کی خدمت کرتا رہا۔ ساری رات اس کے سامنے سے طشت اٹھاتا رہا۔ ایک دفعہ مجھے اونگھ سی آگئی۔ اس نے مجھے کہا نمت لعنک اللہ اللہ تعالیٰ تجھ پر لعنت کرے تو سو گیا ہے؟ لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا تمہیں جب اس نے لعنک اللہ کہا تو تم نے بذاتِ خود کیسا محسوس کیا؟ میں نے کہا کہ مجھے ایسا محسوس ہوا گویا اس نے مجھ کو رحمک اللہ یعنی اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت کرے کہا ہو۔

وبحالے کہ ترسیدۂ بے تقریب دران تکلم مکن۔

جس حالت اور مقام پر تو نہیں پہنچا اس کے قریب پہنچنے سے پہلے اس کے بارے میں گفتگو نہ کر۔

ابو عمرو زجاجی علیہ الرحمہ گفتہ۔ من تکلم فی حال لم یصل الیہ کان کلامہ فتنۃ لمن یسمعہ ودعوی یتولد فی قلبہ وحرم البلوغ الی ذٰلک الحال والوصول الیہ۔

ترجمہ: حضرت ابوعمرو زجاجی علیہ اللہ (متوفی: ۳۴۸ھ) نے فرمایا: جو شخص کسی ایسے حال کے متعلق گفتگو کرتا ہے جس تک وہ ابھی نہیں پہنچا اس کا کلام سننے والے کے لئے فتنہ ہوگا اور ایسا دعویٰ ہوگا جو اس کے دل میں پیدا ہوا ہے اور ایسے شخص کو اس حالت تک پہنچنے سے محروم کر دیا جائے گا۔

(طبقات للسلمی: ص: ۴۳۲)

در آدابِ مشائخ:

خدمتِ مشائخ را بادب کن تا از برکاتِ ایشان بہرہ ور گردی الطریق کلھا ادب ہیچ بے او بے بخدا نرسیدہ است شنیدہ باشند۔ بخاطر ہست کہ بعضے آداب این طائفہ علیہ را علحدہ تحریر نماید۔ حضرتِ ایشان ما رضی اللہ تعالیٰ عنہ درین باب رسالہ نوشتہ اند وبعضے از آداب ضروریہ پیر را دران اندراج فرمودہ، اگر بہم رسد آن را مطالعہ نمایند۔

آدابِ مشائخ:

تم مشائخ کی خدمت ادب کے ساتھ سرانجام دو تا کہ تم ان کے تبرکات سے بہرہ ور ہوسکو۔تمام طریقت ادب ہے۔تم نے یہ بات تو سنی ہوگی کہ کوئی بھی بے ادب خداوند کریم تک نہیں پہنچ سکا۔میری دلی تمنا یہ ہے کہ اس عظیم گروہ سے متعلق آداب علیحدہ تحریر کئے جائیں۔

ہمارے بزرگ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں ایک کتابچہ تحریر فرمایا ہے اور پیر کے کچھ آداب اس میں درج فرمائے ہیں اگر میسر ہو تو اس کا ضرور مطالعہ کریں۔

بالجملہ خاک وبے وجود شدہ بخدمتِ ایشان بکلیہ اقدام نماید والا ہوس مصاحبتِ این بزرگواران نکند کہ درین صورت احتمالِ ضرر غالب است، نفع موقوف۔

ترجمہ: مختصر یہ کہ (مرید پر لازم ہے) کہ خاک اور بے وجود ہو کر ان کی خدمت کے لئے آگے بڑھے ورنہ ان کی صحبت اختیار کرنے کی خواہش نہ کرے کیونکہ اس صورت میں نقصان کا احتمال زیادہ ہوتا ہے۔اور نفع کا احتمال نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔

ابو بکر بن سعدان علیہ الرحمہ گفتہ است۔من صحب الصوفیۃ فلیصحبہم بلا نفس ولا قلب ولا ملک فمتی نظر الی شیء من الاشیاء قطعہ ذٰلک عن بلوغ مقصدہ

ترجمہ: حضرت ابو بکر سعدان علیہ الرحمۃ (آپ حضرت جنید علیہ الرحمۃ کے ساتھیوں میں سے ہیں) نے فرمایا: جو صوفیوں کی صحبت اختیار کرے تو اسے نفسانی خواہشات کے بغیر، قلبی وسوسوں کے بغیر بے اختیار ہو کر ان کی صحبت اختیار کرنی چاہئے۔جب ان اشیاء کی طرف توجہ ہوگی تو یہ اسے مقصد تک پہنچنے سے روک دیں گی۔

در طلبِ حق جل وعلا خود را آرام مدہ ومضطرب باش۔

ترجمہ: (اے انسان) طلبِ حق جل وعلا میں اپنی ذات کو آرام نہ دے۔(اس کی طلب میں ہمیشہ) مضطرب رہ۔(طبقات للسلمی:ص:۴۲۱)

ابو بکر طمستانی علیہ الرحمہ گوید تصوف اضطراب است چون سکون آمد تصوف نہ ماند۔

ترجمہ: حضرت ابو بکر طمستانی علیہ الرحمۃ (متوفی:۳۴۰ھ) فرماتے ہیں: تصوف اضطراب ہے جب چین آ گیا تو تصوف نہ رہا۔ (طبقات للسلمی:ص:۴۷۴)

محب را بے محبوب آرام نیست وبما سوایِ او انس والفت نہ وہموارہ از سر او این نداء سر می زند۔

ترجمہ: محبوب کے بغیر اس کو کسی کے ساتھ انس والفت نہیں ہمیشہ اس کے باطن سے یہ ندا آتی ہے۔

بچہ مشغول کنم دیدہ و دل را کہ مدام		دل ترا می طلبد دیدہ ترا می جوید

ترجمہ: اے محبوب میں اپنے دل ونگاہ کو کس چیز میں مشغول کروں۔دل ہمیشہ تمہارا طلبگار ہے اور آنکھ تمہاری متلاشی ہے۔

مرید را بدین صفت باید شد کہ درین آیہ کریمہ است۔

ترجمہ: مرید اس خوبی کا مالک ہونا چاہئے جو اس آیت میں مذکور ہے:

حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ع

ترجمہ: یہاں تک ان پر زمین باوجود کشادگی کے تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں ان پر بوجھ بن گئیں اور انہوں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی ذات کے بغیر کوئی جائے پناہ نہیں۔ (سورۃ توبہ)

چون تعطشِ او بدین مرتبہ برسد وتمام روئِ زمین باوجود فراخی بروَے تنگ وتاریک شود یحتمل کہ بحر رحمت در جوش آید وآن شیفتۂ خانمان برباد دادہ را ازوَے بستاند وبر در خلوت خانۂ وحدتش جابدھد۔

ترجمہ: جب اس (مرید) کی پیاس اس درجہ تک پہنچ جائے اور اپنی وسعت کے باوجود تمام روئے زمین اس کے لئے تنگ وتاریک ہوجائے تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ بحرِ رحمت جوش میں آئے اور اس شیفتہ حال اور خانماں برباد کو اپنی پناہ میں لے لے۔ اور اپنی وحدت کے خلوت کدہ میں اس کو جگہ عطا فرمادے۔

دادیم ترا ز گنجِ مقصد نشان		گر مانہ رسیدیم تو شاید برسی

ترجمہ: ہم نے تجھے مقصود کے خزانے کا پتہ بتادیا ہے اگر ہم (وہاں تک) نہیں پہنچ سکے تو شاید تو ہی (وہاں) پہنچ جائے۔

التماس این مسکین از امثل شما دوستان آن است کہ این مہجور عاصی را از دعائِ مرجوۂ خویش فراموش نکنند واز کرم عمیم او تعالیٰ در خواہند کہ این گنہگار تباہ کار فردائِ قیامت در قطارِ عاصیانِ مرحوم داخل باشد۔

ترجمہ: آپ جیسے احباب سے اس مسکین کی یہ اپیل ہے کہ اس مہجور وگناہگار کو اپنی مقبول دعا سے فراموش نہ کرنا اور خدا کے کرمِ عمیم سے اس بات کے طلبگار رہنا کہ کل بروز قیامت یہ گناہگار، تباہ کار، ان گناہگاروں کی صف میں شامل ہو جن پر رحم کیا گیا ہے۔

کجا ما و کجا زنجیر زلفش		عجب دیوانگی کاندر سر افتاد

ترجمہ: کہاں ہم اور کہاں اس کی زلف کی زنجیر (مگر اس کے باوجود) سر میں ایک عجیب دیوانگی پیدا ہوگئی ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

منقبت درشان

قیوم زمان حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب پیرارچی علیہ الرحمۃ

سیف رحمان سیّد وسردارِ من		سیّد وسردا رِ من دلدار ِ من

ترجمہ: سیف الرحمن میرے آقاوسردار، میرے آقاوسردارمیرے دلدار۔

من نه خواهم گنج ها وتخت ها		هست دید روی تو درکارِ من

ترجمہ: میں خزانے اورتخت نہیں مانگتا، تیراچہرہ دیکھنا میرامعمول ہے۔

من نمی دانم زبان فارسی		ای مبارک ! کن قبول ایں کارِ من

ترجمہ: میں فارسی نہیں جانتا، اے مبارک میرایہ کام قبول فرمایئے۔

شان تو بالا تر از گفتار ها		من کجا آقا گفتارِ من

ترجمہ: تیری شان گفتگو سے بڑھ کر، میرے آقامیں کہامیری باتیں کہاں۔

مثل دشت خشک شد ایں قلب ما		قلب ما کن گلستاں سرکار من

ترجمہ: خشک صحرا کی طرح میرادل ہوا، میری سرکارمیرے دل کوباغ کیجئے۔

در طریقت آفتابی بی زوال		تا ابد محتاج تو انوار من

ترجمہ: طریقت کا آفتاب بےزوال، ہمیشہ تیرے انوارکامیں محتاج۔

کم زکن شهزاد هست ای باکمال		کن قبول از لطف ایں اشعار من

ترجمہ: شہزادکندذہن ہےاے باکمال، مہربانی سے یہ اشعارقبول کیجئے

منقبت

دل جسم جگر جانِ ما قربان مبارک		بے مثل دارین عصر کمالات سراپا

ترجمہ: میرا دل جسم جگر جان مبارک پر قربان، دونوں جہاں میں بے مثل سراپا کمالات جہاں۔

قیوم زماں غوثِ جہاں شان مبارک		اقطاب جہاں دست بہ دامان مبارک

ترجمہ: قیوم زماں غوث جہاں شان مبارک، جہاں کے اقطاب کے ہاتھ انکے دامن میں۔

زیبا دقشنگ است قدو قامت حضرت		آرام مرا نیست بجز دید و زیارت

ترجمہ: حضرت کی قدو قامت دل زیبا ہے، انکی دید و زیارت کے بغیر مجھے آرام نہیں۔

پر بادہ، دلم گشت ز چشمان مبارک		در قلب مکیں ہست یک ارمان مبارک

ترجمہ: میرے دل کی جڑوں میں مبارک کی آنکھیں، دل کا مکین ہے ایک ارمان مبارک۔

او سیّدنا ،مرشدنا شیخ مشائخ		ہر غنچہ و گل خنداں و رنگین و معطّر

ترجمہ: وہ ہمارے سرور، مرشد شیخ المشائخ، ہر غنچہ پھول رنگین معطر مسکرانے والا۔

اقطاب زمان خیل غلامان مبارک		زیبا و دل افروز گلستان مبارک

ترجمہ: مبارک کے غلام زمانے کے اقطاب، مبارک کا باغ زیبا و دل افروز۔

کن شکر خدا، حمد صمد، ذکر الٰہی		از فضل خدا، رحمت حق لطف الٰہی

ترجمہ: اللہ کا شکر ادا کرو، تعریف صمد اور ذکر الٰہی، فضل خدا سے رحمت حق لطف الٰہی ہوا۔

شہزاد شدی خادم دربان مبارک		شہزاد شود شاعر ایوان مبارک

ترجمہ: شہزاد مبارک کے دربان کا خادم ہوا، شہزاد ایوان مبارک کا شاعر بنا۔

منقبت

جز خدمت تو آقا! دگر کار نخواهیم		ماساده وناچیز و گنهگار وسیه کار

ترجمہ: آقا آپکی خدمت کے سوا کچھ نہیں چاہئے، میں فقیر ناچیز گنہگار بدکار ہوں۔

بر خار تو خوش لاله و گلزار نخواهیم		خواهیم خدا جبّه و دستار نخواهیم

ترجمہ: آپکے در کے کانٹوں سے خوش ہوں باغ وگلزار کی ضرورت نہیں، اللہ کی رضا چاہئے جبہ ودستار نہیں۔

بر پائے تو قربان کنم قلب جگر را		خواهیم ز حق قرب تو در دنیا و عقبیٰ

ترجمہ: دل وجگر آپکے قدموں پر قربان، اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت میں آپکا قرب چاہئے۔

داریم به دل عشق تو اظهار نخواهیم		جز ذات تو محبوب ما دلدار نخواهیم

ترجمہ: دل میں آپکا عشق ہے اظہار نہیں چاہتا، آپکی زات کے سوا محبوب ودلدار نہیں چاہئے۔

پوشیده ازین دهر شوم کاش چو عنقا		در بحر محیط تو رسد قطره جانم

ترجمہ: اس جہاں سے کاش عنقاء کی طرح چھپ جاؤں، میری جان کا قطرہ آپکے بحر محیط میں پہنچ گیا۔

من شهرت خود بر سر بازار نخواهیم		من فلسفه و رفعت افکار نخواهیم

ترجمہ: میں برسر بازار اپنی شہرت نہیں چاہتا، میں فلسفہ بلندی افطار نہیں چاہتا

تائب شدم از مسند سجّاده نشینی		شهزاد غلام ابن غلام ابن غلامت

ترجمہ: مسند سجادہ نشین سے میں تائب ہوا، شہزاد آپکا غلام بن غلام بن غلام۔

من طالب حق جنّت ابرار نخواهیم		بس غیر ازیں هیچ ای سردار نخواهیم

ترجمہ: میں اللہ کا طالب نیکوں کی جنت نہیں چاہئے، اے سردار اسکے سوا کچھ نہیں چاہئے۔

منقبت

ای مہر خراسان! فدابر تو کنم جان		از نسبت تو شد خس و خاشاک معزّز

ترجمہ: اے خراسان کے سورج جان آپ پر فدا، آپکی نسبت سے خس وخاشاک معزز ہوئے۔

ای مرشد ذیشان! فدابر تو کنم جان		ای سیّد وسلطان! فدا بر تو جان کنم

ترجمہ: اے مرشد ذیشان جان آپ پر فدا، اے سید وسلطان آپ پر جان فدا۔

ای مرشد ما! غوث جہاں! عارف کامل		تو ابر کرم! مظہر انوار الٰہی!

ترجمہ: اے میرے مرشد غوث جہاں عارف کامل، تو انوار الٰہی کے اظہار کا بادل۔

ای قاسم فیضان فدابر تو کنم جان		کن بر سرم احسان فدابر تو کنم جان

ترجمہ: اے قاسم فیضان آپ پر جان فدا، میرے سر پر احسان کیجئے آپ پر جان فدا۔

جز دیدئہ تر ہیچ نداریم کریما		در نامئہ اعمال عمل نیک نبینم

ترجمہ: اے مہربان تر آنکھوں کے سوا کچھ نہیں، میرے نامہ اعمال میں کوئی نیکی نہیں۔

من بے سر وسامان فدا بر تو کنم جان		من نادم ونادان فدا بر تو کنم جان

ترجمہ: میں بے سروسامان ہوں آپ پر جان فدا، میں بے وقوف پریشان آپ پر جان فدا۔

ارشاد تو تفسیر ِفرامین پئیمبر		تو باعث تشہیر کمالات نبوّت

ترجمہ: آپکا ارشاد احکام نبی ﷺ کی تفسیر، تو تشہیر کمالات نبوت کا باعث۔

تعلیم تو قرآن فدا بر تو کنم جان		ای مرد خدا دان فدابر تو کنم جان

ترجمہ: آپکی تعلیم قرآن آپ پر جان فدا، اے خدا کی شناخت والے مرد جان قربان

تلقین تو اکسیر دگر گوئی افکار		گمراہ ز الطاف تو شد رہبر وھادی

ترجمہ: آپکی تلقین افکار گوئی کا اکسیر، تیری نظر سے گمراہ رہبر وھادی بنے۔

ای شاھد ایمان فدا بر تو کنم جان		ای رحمت رحمان فدابر تو کنم جان

ترجمہ: اے ایمان کے گواہ تجھ پر جان فدا، اے رحمت رحمان تجھ پر جان قربان

بر حالت شہزاد بکن چشم تصرف		ہر لحظہ وہر آن فدا بر تو کنم جان

ترجمہ: شہزاد کی حالت پر نظر رحمت فرمایئے، ہر وقت پر لحظ آپ پر جان قربان۔

(شہنشاہ خراسان، ص ۱۲۰ تا ۱۲۴)

شجرہ شریف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ،

معصومیہ، شمسیہ، مولویہ، ھاشمیہ، سیفیہ، (قدس اللہ سرہم)

	نام وشہرت	تاریخ وفات	ماہ	روز	سال	مرقد
۱	حضرت محمد رسول اللہ ﷺ	۱۲	ربیع الاوّل		۱۱	مدینہ منوّرہ
۲	حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ	۱۲	جمادی الاخر			مدینہ منوّرہ
۳	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۱۰	رجب		۳۳	مدائن
۴	حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ	۲۱	جمادی الاول		۱۰۱	بین الحرمین
۵	حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۱۵	رجب		۱۴۸	مدینہ منورہ
۶	حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہ	۱۵	شعبان		۱۶۱	بسطام (ایران)
۷	حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہ	۱۰	محرم		۲۲۵	خرقان (ایران)
۸	حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی قدس سرہ	۲۰	ربیع الاول		۵۷۵	فارمد (ایران)
۹	حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ	۲۸	رجب		۵۳۵	مروتر کمنستان
۱۰	حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ	۱۲	ربیع الاول		۵۷۵	غجدوان بخارا
۱۱	حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہ	اول	شوال		۶۶۹	ریوگر بخارا
۱۲	حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہ	۱۷	ربیع الاول		۷۱۵	وابکنہ بخارا
۱۳	حضرت خواجہ علی رامیتنی قدس سرہ	۲۷	رمضان		۷۶۱	خوارزم
۱۴	حضرت محمد باباہی سماسی قدس سرہ	۱۰	جمادی الاخر		۷۵۵	سماس بخارا
۱۵	حضرت سید امیر کلال قدس سرہ	۷	جمادی الاول		۷۷۲	سوخار بخارا
۱۶	حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ	۳	ربیع الاول		۷۹۱	قصر عارفان
۱۷	حضرت خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہ	۲۰	رجب		۸۰۲	چغانیان بخارا
۱۸	حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ	۵	صفر		۸۵۱	ھلغتو قریب

۱۹	حضرت عبید اللہ احرار قدس سرہ	۲۹	ربیع الاول		۸۹۵	سمرقند
۲۰	حضرت خواجہ محمد زاہد قدس سرہ		ربیع الاول	دوشنبہ	۹۳۶	غرہ
۲۱	حضرت درویش محمد صاحب قدس سرہ۔	۱۹	محرم		۹۷۰	اسنواء
۲۲	حضرت خواجہ امکنگی قدس سرہ۔	۲۲	شعبان		۱۰۸	امکنہ بخارا
۲۳	حضرت باقی باللہ عرف خواجہ بیرنگ قدس سرہ	۲۵	جمادی الثانی		۱۰۱۲	دھلی قدیم
۲۴	حضرت امام مجدد الف ثانی قدس سرہ	۲۸	صفر		۱۱۳۴	سرھند شریف
۲۵	حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ	۹	ربیع الاول		۱۰۷۹	سرہند شریف
۲۶	حضرت صبغۃ اللہ قدس سرہ	۹	ربیع الثانی			سرہند شریف
۲۷	حضرت خواجہ محمد اسماعیل قدس سرہ	۲۸	ذی الحجہ		۱۱۶۱	سرہند شریف
۲۸	حضرت حاجی غلام محمد معصوم معروف خواجہ معصوم ثانی قدس سرہ	۵	ذی الحجہ			سرہند شریف
۲۹	حضرت قدوۃ الاولیاء معروف شاہ غلام محمد مجددی قدس سرہ		شوال		۱۱۷۷	پشاور
۳۰	حضرت شاہ صفی اللہ عرف حضرت قیوم جہاں قدس سرہ	۶	ذی قعدۃ		۱۲۱۲	حدیدہ یمن
۳۱	حضرت محمد ضیاء الحق عرف حضرت شہید قدس سرہ	۱۰	محرم		۱۲۵۵	نجراب افغانستان
۳۲	حضرت شاہ حاجی ضیاء عرف حضرت میانجی قدس سرہ	۵	شوال		۱۳۱۶	نعمانی یروان
۳۳	حضرت صاحب شمس الحق معروف بہ حضرت صاحب کوہستان قدس سرہ۔	۲۲	ربیع الاول		۱۳۵۰	دہ نوگلہار
۳۴	حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی قدس سرہ	۲۴	جدی		۱۳۸۲	بھارک طالقان
۳۵	حضرت مولانا محمد ھاشم سمنگانی قدس سرہ	۹	شوال		۱۳۹۱	پیر سباق
۳۶	مرشدنا حضرت آخندزادہ سیف الرحمٰن قدس سرہ	۱۴	رجب		۱۴۳۱	لاہور
۳۷	حضرت اقدس صوفی نثار الحق نقشبندی مجددی سیفی مدظلہ العالی					

اعتراضات پر شائع ہونے والی کتابوں،
فتویٰ جات اور اشتہارات کے عکس

نوٹ:

آخر میں وہ تمام کتب ورسائل واشتہارات اورفتویٰ جات جوسلسلہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ پراعتراضات پر مشتمل تھیں ان کواسکین کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کردی ہیں تا کہ اصل کتب اورعبارات کا تقابل کرے قارئین خودفیصلہ کرسکیں تا کہ کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے کہ حقیقت کیا ہے؟

ان کے نام درجہ ذیل ہیں:

فرقہ سیفیہ کا تحقیقی جائزہ مؤلف: محمد الیاس گھمن

تبلیغ جماعت کے خلاف پیر محمد چشتی کا فتویٰ

پیر محمد چشتی کا خط بنام پیر سیف الرحمٰن

الجراحات علی المزخرفات (یعنی پیر اخندزادہ سیف الرحمٰن کے دجل وفریب کا آپریشن) مؤلف: پیر محمد چشتی

الفتنۃ الشدیدۃ مؤلف: بشیر القادری، اصل مصنف مولانا محمد اظہر اظہری چھاچھی والا

خطرہ کا سائرن مؤلف: ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی

تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر (مخصوص متعلقہ صفحات) مؤلف: ابومقداد عبد المقدس جلبیؔ

اعتراضات پر اشتہارات

اعتراضات پر فتویٰ جات

شرعی بورڈ کا فیصلہ جات از: اہلسنت وجماعت

اصول تکفیر (مخصوص متعلقہ صفحات) مؤلف: پیر محمد چشتی

فرقہ سیفیہ کا تحقیقی جائزہ

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
متکلم اسلام

ناشر: مکتبۂ اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
0321-6353540

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــــــــ فرقہ سیفیہ کا تحقیقی جائزہ
بار اشاعت ـــــــــــ اول
تاریخ طبع ـــــــــــ اکتوبر 2012
تعداد ـــــــــــ 1100
باہتمام ـــــــــــ احناف میڈیا سروس

ملنے کے پتے

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا
0321-6353540
دارالایمان فرسٹ فلور زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
0321-4602218

www.ahnafmedia.com

فہرست

پیش لفظ 8
فرقہ سیفیہ کا تحقیقی جائزہ 10
گستاخ رسول و اولیاء سیف الرحمن بریلویوں کی نظر میں: 19
خوابوں سے متعلق بریلویانہ اصول 22
سیف الرحمن کا دعوائے الوہیت 27
بریلویوں کا سیف الرحمن کو نبی ماننا 27
پیر سیف الرحمن کا اپنے منہ کافر ہونا 28
احمد رضا خان کے فتوی کی رو سے سیف الرحمن کافر: 29
سیفیوں کے اکابرین کے عقائد 35
اللہ تعالی کی بے مثال توہین 35
اللہ تعالی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنم جنم کے بچھڑے 35
خدا کے اول و آخر ہونے کا انکار 36
خدا ہر جگہ نہیں 36
اللہ لات منات 36
خدا شرمندہ ہوا 37

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بیٹے 37
رب کا قبلہ 37
نقل کفر کفر نہ باشد 37
خدا تعالی مٹھن کی گلیوں میں 38
فرید کا دیدار خدا کا دیدار 38
بابا غلام فرید محمد بھی اور خدا بھی 38
پیر خدائی شان میں 39
اللہ رانجھا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم بابل 39
حضور اکرم علیہ السلام کے متعلق سیفی اکابرین کے عقائد 40
بدترین گستاخی 40
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لفظ ذلت 40
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تیر ممات نے فنا کردیا 40
شیطان کا نبی کریم علیہ السلام سے زیادہ حاضر ناظر ہونا 41
نبی کریم علیہ السلام محشر میں تماشہ بن کے نکلیں گے 41
انبیاء علیہم السلام کے متعلق سیفی اکابرین کے عقائد 42
انبیاء علیہم السلام قبل نبوت گناہوں سے معصوم نہیں 42
انبیاء علیہم السلام کا جھوٹ بولنا ممکن 42
انبیاء علیہم السلام بھول کر گناہ کبیرہ کر سکتے ہیں 42

پڑھتا جا شرماتا جا 42
حضرت آدم علیہ السلام کی گستاخی 43
حضرت آدم علیہ السلام ناکام ہوئے 43
غوث پاک کا حسن حضرت یوسف علیہ السلام سے زیادہ 43
غوث پاک کی انبیاء علیہم السلام پر فضیلت 43
مسیح علیہ السلام ناکام ہوئے 43
حضرت آدم علیہ السلام وعدہ خلاف 44
حضرت آدم علیہ السلام کا دماغ ماؤف ہوگیا 44
ایک اور گستاخی 44
ایک لغزش اور ایک ناکامی 44
ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کا استاد تھا 44
انبیاء کے لیے لفظ ضلالت 45
حضرت آدم علیہ السلام شکار تیر مذلت 45
ایک اور بدترین گستاخی 45
صحابہ کرام کے متعلق سیفی اکابرین کے عقائد 46
صحابہ کرام کی زیارت کا شوق کم ہوگیا 46
ناطقہ سر بگریبان ہے اسے کیا کہیے 46
حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ساقی کوثر 46
امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین 46

سیفی اکابرین اور مدینہ منورہ کی گستاخی 47
سیفی اکابرین اور امام بخاری کی توہین 49
سیفی اکابرین کے مسائل 50
خطرہ کا سائرن 55
پیر سیف الرحمن کی ترقیاں 57
خلیفہ بھی شیخ احمد ثانی 57
اپنی زبانی اپنی تکذیب 63
ایک اہم سوال 66
حرف آخر 87
ضروری یاد دہانی 89
فیصلہ شرعی بورڈ جماعت اہلسنت 89
مسئلہ تکفیر 89
مسئلہ عمامہ 91
بددیانتی 93
رسول اکرم علیہ السلام نے سیف الرحمن کو انبیاء کا امام بنایا 93
غوث الاعظم سے سیف الرحمن کا مقام چھ درجے بلند 93
شرعی بورڈ کا فیصلہ 94

جعلی ''ہدایۃ السالکین'' سے خبردار 95
لمحہ فکریہ 97
پیرارچی یا جادوگرافغانی 116
فتنہ سیفیہ کے مکائدِ شیطانی 123
عالم بیداری کے دعوے 127
کتاب ہدایۃ السالکین فی رد المنکرین کے اقتباسات 127
پیر سیف الرحمن کی وصیت نمبر1 138
وصیت نمبر2 138
سیفیوں کی تصدیق 139
عبارات پر تبصرہ 139
وجد میں سیفی فرقہ پر تلبیس ابلیس 204
خباثت: 224
ابوجہل زندہ ہو چکا ہے 234
میں نے سیفیت سے توبہ کیوں کی؟ 248



پیش لفظ

فتنوں کا دور ہے، آئے دن ایک نیا فتنہ کسی نئے روپ میں نت نئے خوشنما جال اور دل کش نعرے لے کر امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور اہل السنت والجماعت کے عقائد و نظریات میں نقب لگانے کو مستعد نظر آتا ہے۔

ہمسایہ برادر اسلامی ملک افغانستان ؛ جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں فتح ہونے کی سعادت نصیب ہوئی اور اس سے پہلے اور بعد میں بھی آج تک کوئی طالع آزما اس پر بزور قبضہ نہ جما سکا؛ یہ سرزمین اسلامی روایات و تہذیب کی امین بھی ہے اور محافظ بھی۔ اس سرزمین پر جہاں بڑے بڑے اولیاء، علماء اور صلحاء پیدا ہوئے وہیں اس پر ایک فتنے کے بانی نے بھی جنم لیا۔

فرقہ سیفیہ کے بانی پیر سیف الرحمن جلال آباد کے مضافات میں ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ جوانی میں ہی پیر بننے کا دعویٰ کیا اور مریدین کی تلاش میں افغانستان کے مختلف علاقوں میں بھٹکتے پھرے لیکن اس سرزمین نے انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بالآخر فرقہ سیفیہ کے بانی پیر سیف الرحمن المعروف پیر ارچی کو وہاں سے بے دخل ہو کر پاکستان کے قبائلی علاقوں میں آنا پڑا۔ خیبر ایجنسی میں خوب خوب فتنہ پھیلانے اور قتل و غارت گری اور فتنہ و فساد کے بعد وہاں کے علماء اور غیور اہل السنت کے سخت رد عمل کے بعد 2005ء کے قریب آں جناب وہاں سے بھی نہایت بے آبرو ہو کر نکلے اور لاہور کے مضافات میں ڈیرہ جمایا۔

موصوف تعویذ گنڈوں اور جادو گری میں ید طولی رکھتے تھے، اپنے مریدین

کے دل میں نام نہاد توجہ ڈال کر انہیں تڑپاتے اور عوام کالانعام بجلی کے جھٹکے کھا کر مرغ بسمل کی طرح زمین پر لوٹ پوٹ ہوتے اور اسی کو پیر صاحب کی کرامت سمجھ کر دام ہمرنگ زمین میں پھنستے چلے جاتے۔ موتیوں سے سجی ٹوپی پر مخصوص انداز میں بندھی سفید پگڑی اس فرقہ کے متبعین کی علامت ہے۔ پیر سیف الرحمن کا انتقال طویل علالت کے بعد 27 جون 2007ء کو لاہور کے علاقے لکھوڈیرہ میں ہوا۔

پیر سیف الرحمن کے انتقال کے بعد ان کے خلیفہ خاص میاں محمد حنفی سیفی اس فرقہ کے پیشوا قرار پائے۔ میاں محمد صاحب لاہور کے نواحی علاقے راوی ریان میں مقیم ہیں اور فرقہ سیفیہ کا مرکز یہی علاقہ ہے۔ یہ فرقہ حقیقت میں بریلویت کی ہی ایک شاخ ہے لیکن بہت سے بریلوی علماء نے بھی اس کو فتنہ سمجھا اور اس کے خلاف کتابیں، رسائل، مضامین اور پمفلٹ لکھے۔ ہم نے اس کتاب میں جہاں یہ ثابت کیا ہے کہ یہ فرقہ دراصل فرقہ بریلویت کی ہی ایک شاخ ہے وہیں بریلوی علماء کی طرف سے اس فرقہ کے رد میں شائع ہونے والے کچھ رسائل کو بھی اختصار کے ساتھ اس کتاب میں شامل کیا ہے تاکہ گھر کی گواہی ہو جائے اور کوئی بہانہ نہ رہے۔

علاوہ ازیں ایک ایسے خوش قسمت بھائی کی مختصر داستان بھی شامل اشاعت ہے جو تصوف کے نام پر اس فرقہ کے دام میں پھنس گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں ہدایت کے نور سے نوازا اور اب وہ صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے قلم اور قدم دونوں کو لغزش سے محفوظ فرمائیں اور ہمیشہ اہل السنت والجماعت کے متفقہ عقائد و مسائل پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

آمین یارب العلمین

فرقہ سیفیہ

یہ بریلویوں کی ہی ایک جماعت ہے۔اس کے عقائد و نظریات فرقہ بریلویہ والے ہیں۔ان کی کتب پر بریلوی زعماء واکابرین کی تائیدات و تصدیقات ہیں۔

پیر سیف الرحمن پیرارچی نے مولوی احمد رضا کی حسام الحرمین سے اتفاق کیا اور اس بناء پر بریلویت کا نام اپنے لیے پسند کر لیا۔ حیرت اور افسوس اس بات پر ہے کہ جس بریلویت کو کل تک وہ یہ کہتے تھے کہ اگر میں اپنے آپ کو بریلوی کہوں تو چار جھوٹ بولنے کا مرتکب ہو جاوں گا۔ آج وہی لفظ بریلویت اور بریلویت کا نام و نشان حسام الحرمین، جسے بریلوی قرآن پاک جتنی عظمت دیتے ہیں، تسلیم کر لیا ہے۔

ہمارے خیال میں پیر صاحب کا یہ دھوکہ تھا، وہ کل بھی بریلوی تھے اور آج بھی۔ یہ سب کچھ انہوں نے لوگوں کو ورغلانے کے لیے کیا تاکہ لوگ ان کے دام تزویر میں پھنس جائیں۔جب لوگ پھنس گئے تو پیر صاحب دوبارہ اسی بریلویت کو چاہنے اور ماننے لگ گئے جو تقیہ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی وہ اتار دی گئی۔

ہم اپنی اس بات میں کس قدر صائب ہیں اس کا اندازہ ان بریلوی علماء اور اکابرین کی تحریروں سے لگایا جاسکتا ہے۔مندرجہ ذیل بریلوی شخصیات پیر صاحب کو پکا بریلوی تسلیم کرتے ہیں اور تعریف کرتے ہیں۔

1۔پروفیسر ڈاکٹر پیر آصف ہزاروی
2۔علامہ مفتی محمد اقبال چشتی
3۔پیر محمد افضل قادری
4۔ملک محبوب الرسول قادری
5۔مولانا فضل کریم چشتی
6۔صاحبزادہ پیر محمد انور المجتبیٰ چشتی

7۔علامہ ابو یاسر اظہر حسین فاروقی
8۔رانا محمد صدیق خان حامدی
9۔صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم رضوی
10۔میاں عابد علی مناواں
11۔ثمینہ خالد گھرکی
12۔سید شمس الدین بخاری
13۔پروفیسر محمد عبدالعزیز خان
14۔علامہ محمد ندیم القادری
15۔محمد شاہد منصور چشتی
16۔علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
17۔سجاد حسین شاہ
18۔مفتی محمد غلام مرتضیٰ نقشبندی
19۔مفتی سید مزمل حسین شاہ شرقپوری
20۔صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری
21۔مولانا محمد ظفر الرحمن چشتی
22۔مولانا محمد نواز خان
23۔صاحبزادہ میاں محمد آصف سیفی
24۔ملک حاجی سلطان محمد آفریدی
25۔قاری محمد زوار بہادر
26۔علامہ غلام محمد سیالوی
27۔حافظ نصیر محمد قادری
28۔علامہ محمد ضیاء المصطفیٰ رضوی
29۔قاری سید غالب حسین شاہ
30۔صاحبزادہ غلام مرتضیٰ شازی
31۔علامہ صاحبزادہ محمد نور الحق قادری
32۔پیر رحمت کریم پیر آف ڈاک
33۔اسماعیل خیل شریف نوشہرہ
34۔ابو الحسنات علامہ محمد اشرف سیالوی
35۔مجاہد عبدالرسول خان
36۔پیر سید محمد فاروق القادری
37۔پیر میاں عبدالحق قادری
38۔میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی
39۔محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری
40۔محقق رضویات سید وجاہت رسول
41۔مفتی منیب الرحمن رویت ہلال کمیٹی
42۔مفتی جمیل احمد نعیمی
43۔مولانا ڈاکٹر ابو الخیر محمد زبیر
44۔علامہ محمد سعید احمد اسعد

بحث و تحقیق مع عمدہ اقتباسات عمدہ انتخابات

45۔ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی
46۔پیر امجد ظہیر محمدی سیفی
47۔پیر محمد افضل قادری
48۔علامہ سید حسین الدین شاہ
49۔پیر صوفی عبدالمنان سیفی
50۔صاحبزادہ پیر سید افضال حسین شاہ
51۔میجر(ر) محمد یعقوب محمد سیفی
52۔مفتی محمد عابد حسین سیفی
53۔خطیب پاکستان محمد ابو بکر چشتی
54۔پیر محمد عبدالحکیم سیفی پیر پٹھان
55۔پیر صوفی غلام مرتضیٰ سیفی
56۔پیر سید صابر حسین شاہ بخاری
57۔مفتی ہدایت اللہ پسروری
58۔طاہر حسین طاہر سلطانی
59۔علامہ سید ریاض حسین شاہ
60۔علامہ سید تراب الحق شاہ
61۔علامہ سید مظہر سعید کاظمی
62۔صاحبزادہ حافظ حامد رضا
63۔ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی ازہری
64۔شیخ الحدیث علامہ عبدالتواب صدیقی
65۔مفتی محمد عبدالعلیم القادری
66۔علامہ محمد اقبال اظہری
67۔حافظ محمد فاروق خان سعیدی
68۔عالمہ فاضلہ قاریہ ڈاکٹر تنویر زینب
69۔صاحبزادہ محمد فضل الرحمن اوکاڑوی
70۔علامہ صاحبزادہ محمد مظہر فرید شاہ ہاشمی
71۔علامہ صاحبزادہ حفیظ اللہ شاہ مہروی
72۔قاری محمد اعظم نورانی
73۔علامہ قاری محمد غلام رسول
74۔صاحبزادہ میاں محمد آصف محمدی سیفی
75۔علامہ مولانا غفران محمود سیالوی
76۔پروفیسر حبیب اللہ چشتی
77۔محترمہ مسرت جبیں گلزار سیفی ہاشمی
78۔علامہ صاحبزادہ غلام بشیر نقشبندی
79۔پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف سیالوی
80۔محمد اکمل دینس مشہور نعت خوان
81۔صاحبزادہ محمد لطیف ساجد چشتی
82۔مخدوم غلام علی جیلانی

83۔پروفیسر مظہر حسین قادری
84۔پروفیسر محمد جعفر قمر چشتی سیالوی
85۔علامہ پیر سید احمد علی شاہ سیفی
86۔ڈاکٹر خادم حسین خورشید
87۔علامہ سید شاہ حسین گردیزی
88۔پیر صوفی گلزار احمد سیفی
89۔علامہ مولانا پروفیسر افضل جوہر
90۔علامہ مولانا عبدالرزاق بھترالوی
91۔پیر محمد امین الحسنات شاہ
92۔پیر محمد امجد ظہیر وکیل
93۔علامہ محمد مقصود احمد چشتی قادری
94۔علامہ محمد بشیر الدین سیالوی
95۔علامہ مفتی غلام فرید ہزاروی سیفی
96۔حافظہ قاریہ تسنیم کوثر ہاشمی
97۔سید شبیر حسین شاہ حافظ آبادی
98۔مفتی محمد حسین صدیقی گیلانی
99۔مفتی ابوالحسن محمد اشرف قادری
100۔مفتی محمد بشیر احمد غازی
101۔صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ نقشبندی
102۔جسٹس(ر) نذیر احمد غازی
103۔کرنل محمد الطاف حسین سیفی
104۔ڈاکٹر محمد قاسم چٹھہ محمدی سیفی
105۔پروفیسر محمد نذیر چیمہ
106۔انجینئر حکیم جواد الرحمن سیفی
107۔علامہ محمد باغ علی رضوی
108۔علامہ مولانا دوست محمد نقشبندی
109۔رسالدار ملک نور خان محمدی سیفی
110۔مولانا قاری کرامت علی نقشبندی
111۔علامہ مولانا شیر محمد امیر
112۔علامہ مفتی محمد جمیل رضوی
113۔شیخ الحدیث علامہ مولانا اللہ وسایا
114۔صوفی محمد عباس سیفی نقشبندی
115۔پروفیسر حکیم مشتاق احمد حنفی
116۔صاحبزادہ محمد نور المصطفیٰ رضوی
117۔علامہ مولانا نذیر احمد فاضل
118۔علامہ محمد اجمل فریدی
119۔صاحبزادہ سعید احمد فاروقی ایم اے
120۔حافظ نیاز احمد

121۔مفتی ابو محمود حسین احمد
122۔پروفیسر سید رخسار حسین قادری
123۔مفتی ابو محمد اسد اللہ وٹو
124۔قاری غلام محی الدین چشتی گولڑوی
125۔صاحبزادہ سید سعید احمد شاہ گجراتی
126۔مولانا محمد امام بخش ندیم
127۔خورشید احمد فیضی
128۔سید زاہد صدیق بخاری
129۔علامہ خلیل الرحمن چشتی
130۔محمد غلام رسول
131۔علامہ مفتی عبدالحلیم ہزاروی
132۔قاری علی اکبر نعیمی
133۔سید احمد کوثر ایڈووکیٹ اوکاڑہ
134۔سید علی ریاض کرمانی ایڈووکیٹ
135۔قاضی محمد عبداللہ
136۔قاری کرم حسین طاہر نظامی
137۔قاری اقبال چشتی اوکاڑوی
138۔رانا محمد اسلم ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
139۔پیر ڈاکٹر محمد شعیب محمدی سیفی
140۔قاری محمد حسین نورانی نظامی
141۔مولانا محمد اشرف سعیدی
142۔قاری غلام نبی سہروردی قادری
143۔قاری سعید احمد
144۔پروفیسر محمد خان چشتی
145۔مولوی عبدالحق نوری
146۔طاہر علی خان قادری
147۔محمد شفیق خان قمر
148۔پیر محمد انیس الرحمن خان قادری
149۔علامہ غلام شبیر فاروقی
150۔الحاج محمد یوسف خان
151۔سید محمد عاکف قادری
152۔سید محمود محفوظ مشہدی
153۔مولانا عاشق حسین بارہوی
154۔شاہ رحمن سعیدی سیفی
155۔مولانا محمد حیدر علوی
156۔علامہ احمد سعید قادری
157۔علامہ مشتاق احمد اعظمی
158۔مولانا قاری غلام حسین خضدار

159۔مولانا حافظ غازی محمد خان
160۔مولانا قاری عمر حیات چشتی
161۔پیر سید محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی
162۔ڈاکٹر خالد مہتاب یو ایس اے
163۔قاضی منظور احمد چشتی
164۔ملک ابرار احمد
165۔مولانا حافظ محمد صالحین
166۔صاحبزادہ اللہ بخش چشتی
167۔علامہ رضاء المصطفیٰ نورانی
168۔مولانا علی اشرف نقشبندی الوری
169۔مولانا یوسف نقشبندی قادری
170۔مولانا حافظ امین نقشبندی
171۔قاری محمد اسلم نقشبندی الوری
172۔ڈاکٹر سجاد صدیق سیفی
173۔مولوی محمد شاہد منصور چشتی
174۔علامہ مفتی احمد دین توگیری
175۔مفتی محمد عبدالکریم ابدالوی چشتی
176۔مفتی محمد شریف ہزاروی
177۔علامہ محمد رضا ثاقب مصطفائی
178۔حافظ محمد یاسین نعیمی
179۔سردار محمد نشان قادری
180۔قاری محمد برخوردار احمد سدیدی
181۔مخدوم علی احمد صابر چشتی قادری
182۔علامہ محمد ارشد القادری
183۔طارق حسین ولد محمد حسین
184۔پیر صوفی فیاض احمد محمدی سیفی
185۔پیر محمد کبیر علی شاہ گیلانی
186۔صاحبزادہ شاہ اویس نورانی
187۔ڈاکٹر محمد مظاہر اشرف اشرفی
188۔علامہ پیر محمد عتیق الرحمن نقشبندی

بحوالہ انوار رضا کا اخندزادہ مبارک نمبر ص 3 تا 6، جلد نمبر 4، شمارہ 3

یہ دو صد کے قریب بریلوی شخصیات نے پیر صاحب کی تعریف کر کے بتادیا ہے کہ یہ بریلوی پیر ہیں۔ باقی اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں اکابر دیوبند کے ناموں کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ لکھا ہے تو جواب یہ ہے کہ حسام الحرمین

کے فتویٰ من شك فی کفر هم و عذابهم فقد کفر کا مصداق پہلے نمبر پر مولوی احمد رضا بریلوی کو ہونا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے ایک دفعہ حفظ الایمان؛ جو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے؛ اس کی متنازعہ عبارت اپنے دوست مولانا عبدالباری فرنگی محلی کو دکھائی تو انہوں نے صاف کہا کہ مجھے تو اس میں کوئی گستاخی نظر نہیں آتی۔ پھر اعلیٰ حضرت نے کہا اس طرح دیکھیں تو سمجھ آئے تو انہوں نے کہا مجھے تو اس طرح بھی گستاخی نظر نہیں آتی۔ پھر اعلیٰ حضرت خاموش ہو گئے اور دوستی اور محبت کو برقرار رکھا۔

سیرت انوار مظہریہ صفحہ 292

پروفیسر ڈاکٹر مسعود لکھتے ہیں:

مولانا عبدالباری فرنگی محلی کو باوجود اس کے، کہ انہوں نے ایک دیوبندی عالم کی (تعلقات کی رعایت کرتے ہوئے) تکفیر سے انکار کیا تو آپ نے ان کی تکفیر نہیں فرمائی۔

فتاویٰ مظہریہ ص499

اب بتایئے فتویٰ کفر تو لوٹ کر فاضل بریلوی پر آیا کہ نہیں؟ تو علماء دیوبند کی رعایت کرنا یہ فاضل بریلوی سے ہی چلا آرہا ہے۔ آیئے چند مثالیں دیکھئے!

1۔ "دیوبندیوں سے لاجواب سوالات" کے ص804 پر لکھا ہے:

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

2۔ مولوی نور بخش توکلی نے لکھا ہے:

مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم، ص 666، ضیاء القرآن لاہور

3۔ پیر مہر علی شاہ صاحب کی کتاب کے پیش لفظ میں ہے:

جہاں آپ بریلوی مکتبۂ فکر کے علماء کرام میں ایک عارف محقق اور عالم مدقق تسلیم کیے گئے ہیں۔ وہاں دیوبندی طبقہ کے اکابر علماء بھی آں جناب کے علم و عرفان کے ثناء خواں آتے ہیں۔ اور ان دو بڑے اسلامی فرقوں کے علاوہ دیگر اسلامی و غیر اسلامی فرقوں میں بھی آپ ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔

اعلاء کلمۃ اللہ

4۔ مولوی ابوالحسنات احمد قادری لکھتے ہیں:

دیوبند کے شیخ مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چار پاروں کا حاشیہ لکھا بقایا مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے۔

تفسیر الحسنات ج 1، ص 74

5۔ پیر محمد چشتی چترالوی لکھتا ہے:

"محدث کشمیری مرحوم"

اصول تکفیر ص 27

"مفتی محمد شفیع مرحوم"

اصول تکفیر ص 32

6۔ بریلوی پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کے مکتبہ سے چھپنے والی کتاب "مجالس علماء" کے ٹائٹل پر ہی بائیں طرف سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا شبیر احمد عثمانی کا نام لکھ کر نیچے لکھا ہوا ہے "رحمۃ اللہ علیہم اجمعین"

7۔ بریلوی مسلک کی مشہور کتاب جمال کرم ج2 ص844 میں لکھا ہے:

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

8۔ ''تذکرہ تاجدار گولڑہ شریف'' جس پر عبدالحکیم شرف قادری اور پیر نصیر الدین گولڑوی کی تقریظات ہیں۔اس میں ہے:

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ علامہ انور کاشمیری علیہم الرحمۃ

دیکھیں ص 107

اور اس سے بھی بڑھ کر یہ عبارت ہے:

راقم تین بجے سو گیا اذان کے وقت خواب دیکھا کہ جنت الفردوس کی ایک روش پر سیدنا مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز علامہ انور شاہ نور اللہ مرقدہ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کھڑے ہیں۔

ایضا ص 117-118

9۔ صاحبزادہ محمد حسین للہی لکھتے ہیں:

شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی چشتی دیوبندیؒ

تذکرہ خواجہ سلیمان تونسوی ص 16

قارئین کرام! کیا یہ سب بریلوی نہیں؟ حالانکہ یہ لوگ اکابر دیوبند کو رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ لکھ رہے ہیں۔اگر یہ بس حضرات علماء دیوبند کو رحمۃ اللہ علیہم لکھنے کے باوجود بھی بریلوی ہیں تو سیف الرحمن پیر ارچی بھی بریلوی ہے۔

نوٹ : اب موجودہ ایڈیشن میں رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے الفاظ نکال دیے گئے ہیں۔

مزید دلیل یہ کہ پیر عابد حسین سیفی لکھتے ہیں:

فتاویٰ رضویہ، حسام الحرمین، کنزالایمان، الحق المبین کی تائید و توثیق کے حوالے سے حضرت پیر اخندزادہ صاحب نہایت متصلب ہیں اور ان کتابوں کے

زبردست موید اور قائل ہیں اور ان کے منکرین کے لیے سخت رویہ رکھتے ہیں۔

حضرت پیر اخندزادہ نمبر ج4، شمارہ نمبر3 ص 170

گستاخ رسول واولیاء پیر سیف الرحمن بریلوی علماء کی نظر میں:

قارئین ذی وقار! جب یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو گئی کہ پیر صاحب مسلکاً بریلوی ہیں تو اب پیر صاحب کے متعلق جو خواب دیکھے گئے ان کو پڑھیے اور پھر بریلوی اصول دیکھئے، تو خود بخود ثابت ہو جائے گا کہ بریلویانہ اصول کی روشنی میں پیر صاحب کے متعلقہ خواب گستاخی پر مبنی ہیں۔

1۔ خواجہ محمد حضرت کا مرید محمد یعقوب اپنا خواب بیان کرتا ہے کہ:

میں دیکھتا ہوں کہ ایک مسجد میں خواجہ محمد حضرت صاحب اور شیخ المشائخ حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب تشریف فرما ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اسی اثناء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اخندزادہ سیف الرحمن اگرچہ ولی اللہ ہیں نبی نہیں ہیں لیکن میں اس کی علو شان کی وجہ سے اس کو قیامت کے انبیاء کی صف میں کھڑا کروں گا۔(یہ خواب واضح طور پر فقیر کے خواب کی تعبیر ہے۔)

2۔ مولوی محمد عابد حسین سیفی لاہوری خواب بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

میں خواب دیکھتا ہوں کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا تو سید عثمان بخاریؒ کو جانتا ہے؟ وہ میرا شہزادہ ہے تم اپنے شیخ سے عرض کرو کہ وہ اپنے مریدوں کو حکم کریں کہ وہ مزار کو آباد کریں ۔میں نے غور نہ کیا تو دوبارہ خواب آیا جو پہلے خواب کی طرح تھا جس میں وہی امر تھا دوسری دفعہ خواب دیکھنے کے بعد میں نے

چند دوستوں کو حاضر کر کے کہا کہ بادشاہی قلعہ کے اندر حضرت عثمان بخاریؒ کا مزار ہے۔ وہاں چلیں چنانچہ میرے کہنے پر بعض ساتھیوں نے مزار پر حاضری کا کہا تھا لہٰذا تیسری مرتبہ خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ تم کسی کو حکم دو بلکہ میں نے تمہارے شیخ کے لیے کہا تھا کیونکہ تیرا شیخ اس وقت میرا نائب ہے اور مقام قیومیت صدیقیت اور عبدیت سے سرفراز ہے اور مجھے موجودہ عصر میں سب سے محبوب ہے۔ (میرے شیخ سے مراد حضرت قیوم زمان غوث دوران سرفراز مقام عبدیت، صدیقیت حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کے بارے میں ارشاد فرمایا۔)

3۔ جناب خلیفہ امان گل سیفی (کراچی) اپنا ایک واقعہ (کشف) بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

میں نے 1369ھ جمعہ کی رات کو ایک عجیب واقعہ (کشف) دیکھا واقعہ یہ کہ میں نے حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب کے اسم مبارک کے جزو اول (یعنی سیف) اور جزو ثانی (یعنی الرحمن) کے بارے میں عجیب و غریب معارف دیکھے۔ جزو اول (سیف) کے بارے میں یہ مشہور ہوا کہ یہ دنیا میں ہر باطل کو توڑتا ہے اور ختم کر دیتا ہے اور جزء ثانی (الرحمن) میں یہ نظر آیا کہ لوگوں کی ارواح کو فوق العرش مراتب تک عروج دیتا ہے۔ یہ حضرت صاحب کے اسمی خوارق ہیں یہ (سیف) وہی تلوار ہے کہ جس کے ذریعے جہاد بدر میں مشرکین کی گردنیں کاٹی گئیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ میں مجھے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ سیف میری تلوار کی روح ہے۔ کیونکہ (اس وقت) دنیا میں اس (سیف) کے سامنے باطل قیام نہیں کر سکتا۔ دیگر اس

(سیف) کے خوارق یہ ہیں کہ بہت سارے سالکین حضرت صاحب کی محبت کے جذبہ میں سرشار ہو کر سر کے بغیر لاشیں نظر آتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے حضرت صاحب کے سامنے اپنے سروں کو قربان کر دیا اور رحمن میں خوارق نظر آتے ہیں کہ اس کی اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک الرحمن کے ساتھ مشارکت ہے۔ (جو کہ اشتراک اسمی ہے) اور عرش پر مسطور اور قائم ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہ کریں۔

4۔ صوفی رستم خان نے خواب دیکھا وہ کہتا ہے کہ:

صحبت کی حالت میں خواب دیکھتا ہوں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے اور اہل اللہ کے بڑے اجتماع کے سامنے ہمیں ارشاد فرمایا کہ عصر حاضر میں میرا اصلی وارث اور نائب حضرت اخندزادہ سیف الرحمن ہے اور اس مبارک محفل میں تمام انبیاء علیہم السلام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سابقہ اولیائے عظام اور حضرت صاحبؒ کے تمام مریدین موجود ہیں اسی اثناء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ السلام نے حضرت اخندزادہ مبارک قدس سرہ کو امامت کے لیے آگے کر دیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام حاضرین سمیت حضرت اخندزادہ مبارک قدس سرہ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی اس سے یہ لازم نہیں ہے کہ ولی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہے۔ العیاذ باللہ بلکہ یہ چیز وراثت اور نیابت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حضور نبی کریم نے اپنی زندگی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی تھی اور اس طرح امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان امامت کا واقعہ بھی روایات میں مذکور ہے لیکن فرقہ جبریہ وہابیہ پنج پیریہ مودودیہ اور اہل تشیع وغیرہ نے حضرت صاحب قدس سرہ کی اقتداء نہیں

کی بلکہ رجوع قہقری کر کے معرض ہو گئے۔

ہدایۃ السالکین

نوٹ:

یہ خواب ہدایۃ السالکین نامی کتاب سے نقل کیے گئے ہیں، اصل کتاب کے عکس آگے کتاب ''خطرہ کا سائرن'' کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

خوابوں سے متعلق بریلویانہ اصول

1۔ مولوی فیض احمد اویسی لکھتے ہیں:

ایسے خواب دیکھنے والے ایمانی تہی دستی کے ترجمان ہوتے ہیں۔

بلی کے خواب میں چھیچھڑے ص22

2۔ کیا ایک برگزیدہ نبی کو غیر نبی بلکہ معمولی مولوی کا مقتدی بنانے (خواب میں یا بیداری میں) کی کوشش فساد قلب نہیں تو اور کیا ہے؟

بلی کے خواب میں چھیچھڑے ص75

3۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ بیداری اور خواب میں یکساں ہے۔

بلی کے خواب میں چھیچھڑے ص85

4۔ مولوی میاں ہاشمی لکھتے ہیں:

کیا ایک برگزیدہ نبی کو غیر نبی بلکہ معمولی مولوی کا مقتدی بنانے کی کوشش فساد قلب نہیں؟

لطائف دیوبند ص72

5۔ مولوی حسن علی رضوی لکھتے ہیں:

''گستاخانہ خوابوں کی فہرست''

پھر آگے لکھتے ہیں:

دیوبندی خوابوں کی ایک تفصیلی فہرست پیش کر رہے ہیں جن میں متعدد خواب انتہائی شدید گستاخی پر مبنی ہیں اور نہ صرف مسلمان بلکہ کوئی غیر مسلم بھی ایسی خرافات سنے تو اس کا سینہ شق ہو جائے گا۔ کس قدر خبیث و ذلیل و زبان و قلم تھی جس نے ایسے شرمناک حیاسوز خواب بیان و قلمبند کیے کہ تہذیب و شرافت اور انسانیت کا جنازہ نکال دیا۔

برق آسمانی ص 65

پہلا خواب نقل کرنے پر عنوان دیا ہے:

معاذاللہ حضور علیہ السلام مقتدی

برق آسمانی ص 65

ص64 پر اسے بے ادبی و گستاخی کہا ہے اور ص72 پر اسے بے دینی کہا ہے اور ص73 پر لکھتے ہیں:

متذکرہ بالا خواب سراسر گستاخیوں اور بے ادبیوں اور سرکار رسالت علیہ الصلوۃ والسلام کی شدید ترین توہین و تنقیص پر مبنی ہیں یا نہیں؟

6۔ علامہ بشیر القادری صاحب لکھتے ہیں:

دعویٰ نمبر 13-12 پر تبصرہ: اس خواب میں کئی وجوہات سے حضور پاک رضی اللہ عنہ کی توہین و بے ادبی پائی جاتی ہے۔

نمبر ۱۔ پیر سیف الرحمن کو خوبصورت کرسی پر بٹھایا اور غوث پاک کو مسجد کے کونے میں کھڑا قرار دیا۔

نمبر ۲۔ پیر سیف الرحمن کو سورج کہا اور غوث پاک کو چاند۔

نمبر۳۔ غوث پاک کو چاند بنا کر پیر صاحب کو سورج میں جذب کر دیا۔

نمبر۴۔ غوث پاک کو چاند بنا کر زمین پر رکھا اور پیر صاحب کو سورج بنا کر آسمان پر ظاہر کیا۔

نمبر۵۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات علوم اسرار اور باطنی قوتیں اس زمانہ میں پیر سیف الرحمن کو عطا کیے جانے کی تعبیر کی اس تعبیر پر پیر صاحب مسکراتے ہیں۔

نمبر۶۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ کو صرف مجدد بتایا اور پیر صاحب کو مجدد افخم یعنی زیادہ عظیم المرتبہ مجدد بتایا۔

نمبر۷۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ کو صرف مقام عبدیت پر فائز کیا اور پیر صاحب کو چھ مقامات اوپر بتایا۔

نمبر۸۔ پھر تصریح کر دی کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ سے پیر صاحب مبارک کا مقام اوپر ہے یہ اس طویل خواب کا نچوڑ و خلاصہ ہے۔

سیفیوں نے ''دعوت توبہ کا جواب'' پمفلٹ میں اور امین اللہ سیفی نے ''السیف الصارم'' میں لکھا ہے کہ یہ عالم خواب کا مسئلہ ہے تعبیر بھی خواب میں بیان ہوئی لہٰذا اس پر شور مچانا جائز نہیں۔

جواباً عرض ہے کہ آپ کا کہنا درست تسلیم تب کیا جاتا اگر پیر صاحب خوابوں کو اپنی حقانیت ولایت اور مجددیت پر دلیل نہ بناتے جبکہ انہوں نے خود لکھا ہے:

''اسی طرح فقیر کی ولایت، حقانیت اور وراثت حقہ پر ظاہری حجج بینہ دافعہ کے ساتھ ساتھ رویائے صالحہ (یعنی خوابیں) کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ جو نبوت کا

چالیسواں حصہ ہیں۔''

بداية السالكين ص 321

تو معلوم ہو گیا کہ پیر صاحب نے ان خوابوں کو بطور دلیل کتاب میں درج کیا۔

یہ تمام سیفیوں کے نزدیک قابل تسلیم ہے کہ اس خواب کے ظاہراً الفاظ ٹھیک نہیں تو پھر عرض یہ ہے کہ جب مولوی عارف نے ان ہی الفاظ سے پیر صاحب کو یہ خواب عالم بیداری میں سنایا تھا اور پیر صاحب نے گوش ہوش سے سنا تھا تو سننے کے بعد اس خواب کو کتاب میں درج نہ کرتے اگر درج کر دیا تھا تو اوپر الحمد لله على ذلك. ذلك فضل الله يوتيه من يشاء نہ کہتے بلکہ لا حول و لا قوة الا بالله پڑھتے۔ ایسا نہ کرنا اس بات کا قرینہ ہے کہ اب یہ خواب کا معاملہ نہ رہا بلکہ عالم بیداری میں کتاب لکھ کر اس خواب کو درج کر کے پیر صاحب نے اس خواب کے صحیح ہونے پر مہر ثبت کر دی جس پر شور مچانا اور اسے غوث پاک رضی اللہ عنہ کی توہین و بے ادبی قرار دینا غوث پاک رضی اللہ عنہ کے غلاموں پر لازم اور واجب ہے۔

الفتنة الشديدة ص 69 تا 70

7۔ بریلوی پیر مفتی ابوداود محمد صادق قادری رضوی صاحب لکھتے ہیں:

یہ دورنگی روش قابل غور ہے کہ اس طرح کے کشف و خواب کے ذریعہ اپنی بزرگی کا اظہار کرنے والے حضرات پہلے تو ایسی چیزوں کو بلا تکلف اشاعت کرتے رہتے ہیں اور جب ان پر اعتراض ہوا تو پھر اسے خواب کہہ کر اس سے بری الذمہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس سے بری الذمہ ہونے کی کوشش اور خواب کا سہارا لینا ہی اس بات کا اعتراف ہے کہ یہ چیز الفاظ و مفہوم کے لحاظ سے قابل اعتراض ہے اس

لیے تو اس سے بری الذمہ ہونا چاہتے ہیں۔

الغرض اگر ایسی چیزوں کی اشاعت قابل اعتراض نہ ہو تو امن اُٹھ جائے گا اور ہر کوئی ایسے کشف و خواب کے ذریعے جو چاہے لکھتا اور کہتا رہے گا۔

کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب میں اس قسم کے خواب و کشف وغیرہ کا سہارا نہیں لیا اور علماء بریلویہ نے ان کا رد نہیں کیا؟ کیا ہے، اور ضرور کیا ہے ایسے قابل اعتراض خوابوں پر گرفت کی مثالیں اعلیٰ حضرت کی کتاب ''الاستمداد'' وغیرہ اور مولانا غلام مہر علی صاحب کی کتاب ''دیوبندی مذہب'' میں دیکھی جاسکتی ہیں کیا اگر کوئی آدمی اپنے اہل خانہ یا اپنے متعلق کوئی فحش و توہین آمیز خواب دیکھے یا کوئی دوسرا اس کے متعلق ایسا خواب دیکھے تو ایسے لوگ اس کی اشاعت و بیان کریں گے ہرگز نہیں تو جب اپنے متعلق ایسا نہیں کرتے تو جو چیزیں شان نبوت ولایت کے ناشایان شان ہیں ان کی اشاعت کیوں کرتے ہیں ؟

خطرہ کا سائرن ص 70تا 71

8۔ گستاخوں کو گستاخ خواب نظر آتے ہیں۔

برق آسمانی از حسن علی رضوی ص 173

معلوم ہو گیا کہ بریلوی حضرات کے نزدیک اصول یہ ہے کہ اگر خواب میں بھی گستاخی نظر آئے تو آدمی گستاخ ہو جاتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ خواب میں نبی پاک علیہ السلام کی امامت کروانا یہ گستاخی اور بے دینی ہے اور اس قسم کے خوابوں کی تشہیر کرنا بھی برا ہے چاہے اس کی تعبیر بھی اچھی نکلتی ہو۔

قارئین کرام! اب آپ ہی انصاف سے فیصلہ فرمائیں کہ جو خواب اوپر بیان کیے گئے ہیں وہ ان بریلوی اصولوں کی روشنی میں گستاخی ہیں یا نہیں؟

سیف الرحمن کا دعوائے الوہیت

مفتی محمد عبداللہ اشرفی رضوی برکاتی لکھتے ہیں:

مولوی سیف اپنے علوم اور کمالات کو غیر متناہی قرار دے کر الٰہ بنا۔ معاذ اللہ

الفتنۃ الشدیدۃ ص 168

بریلویوں کا سیف الرحمن کو نبی ماننا

1۔ بریلوی عالم پیر محمد چشتی جس کو مولوی اشرف سیالوی نے یہ القاب دیے ہیں:

''محترم المقام، ذوالمجد والاکرام معلی الالقاب متعالی الدرجات جناب علامہ مولانا پیر محمد چشتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔''

اسی پیر محمد چشتی نے اکثر اشتہارات میں لکھا ہے کہ کھجوری باڑا کے پیر سیف الرحمن نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

اظہار الحقیقۃ ویلیہ نظم المرجان فی مناقب حضرت اخندزادہ سیف الرحمن ص 33

2۔ حضرت سرکار اخندزادہ سیف الرحمن مبارک اپنے وقت کے متبحر علماء مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے کمالات کی تصدیق آپ کے مشائخ عظام نے کی، فرمایا: آپ شیخ المشائخ شاہ رسول طالقانی کے مرید ہیں۔ جب آپ نے اپنے مرشد کامل و اکمل کی بیعت کی۔ نبوت کے بعد پہلی توجہ سے عالم امر کے پانچوں لطائف ذاکر ہو گئے۔

سہ ماہی انوار رضا جلد 2، شمارہ نمبر 3 ص 18

3۔ بریلوی مفتی علامہ عبداللہ برکاتی اشرفی لکھتے ہیں:

خلیفے کا یہ کہنا کہ پیر افغانی انبیاء علیہم السلام کی صف میں نبی نظر آتا ہے۔

الفتنۃ الشدیدۃ ص 171

4۔ مفتی بشیر ادری لکھتے ہیں:

اس عبارت میں پیر صاحب نے نبیوں کی صف میں ہونے کی خبر دی ہے کہ قیامت میں نبیوں کی صف میں ہوں گا۔

الفتنۃ الشدیدۃ ص 90

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:

میرے خیال میں پیر صاحب خود کو اندر ہی اندر نبی خیال کرتے ہیں، صرف ڈر کے مارے اظہار نہیں کرتے۔

الفتنۃ الشدیدۃ ص 91

ایک اور جگہ یوں لکھتے ہیں:

قرآن وحدیث کی مخالفت قرار دینا، نیا دین بنانا جیسے جملے صاف بتاتے ہیں کہ پیر صاحب بزعم خویش نبوت کے مدعی ہیں۔

الفتنۃ الشدیدۃ ص 92

مزید ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں:

پیر صاحب اپنے زعم میں چونکہ نبی کا درجہ رکھتے ہیں اس لیے ان کی غیبت و تہمت کفر ہے۔

الفتنۃ الشدیدۃ ص 97

پیر سیف الرحمن کا اپنے منہ کافر ہونا

پیر صاحب کہتے ہیں:

''نیز جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ جنگ بدر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار میں تھا اور میری وجہ سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو فتح نصیب ہوئی وہ بھی

صریحاً کافر ہے اور اس کو کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر ہے۔''

انوار رضا ج نمبر 4، شمارہ نمبر 3، ص 47

جبکہ خود ہی اپنے متعلق اس بات کی تصدیق کی ہے کہ

''یہ (سیف) وہی تلوار ہے کہ جہاد بدر میں مشرکین کی گردنیں اس کے ذریعے سے کاٹی گئیں۔''

ہدایۃ السالکین ص 328

ہدایۃ السالکین میں خود کو وہی تلوار رقرر دینے کی تصدیق کر دینا اس بات پر مہر ثبت کر دیتا ہے کہ یہ بات آپ کی ہے۔ لہٰذا پیر صاحب اپنے فتوے ہی سے کافر ہوئے۔

احمد رضا خان کے فتوی کی رو سے سیف الرحمن کافر:

پیر صاحب کے خلفاء و مریدین ان کے لیے ''قیوم زمان'' وغیرہ القابات استعمال کرتے ہیں۔

سہ ماہی انوار رضا جلد 4، شمارہ نمبر 3، ص 89.55

اور یہ ان کی زندگی میں بھی استعمال ہوتا رہا ہے مگر پیر صاحب نے کبھی بھی ان القابات سے روکا نہیں۔

اب دیکھئے فاضل بریلوی احمد رضا خان لکھتے ہیں:

غیر خدا کو قیوم جہاں کہنے پر علماء نے تکفیر کی ہے۔

فہارس فتوی رضویہ ص 280

ایک اور مثال:

پیر صاحب کہتے ہیں میں کتاب حسام الحرمین کی بھی مکمل تائید کرتا ہوں۔

سہ ماہی انوار رضا اخندزادہ مبارک نمبر ص 183، ج 4، شمارہ نمبر 3

اس حسام الحرمین میں تو علماء دیوبند کے متعلق فتوی کفر ہے۔

اب آگے دیکھئے:

مفتی غلام فرید ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ بتاتے تھے کہ آپ کے خلیفہ نے ایک اعتقاداً رائیونڈی جماعت کی عورت سے نکاح کر لیا اور آپ کو اس کی اطلاع نہیں دی کچھ عرصہ کے بعد وہ ملنے آیا تو حضرت نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا کہ مجھے تجھ سے بدبو آرہی ہے۔ جاؤ غسل کر کے آؤ۔ وہ دوبارہ غسل اور وضو کر کے آیا حضرت نے پھر اسے اٹھا دیا۔ بالآخر اس سے تفصیل پوچھی تو اس نے بدعقیدہ عورت سے نکاح کے متعلق بتایا۔ حضرت نے اس کو سخت سزا دی اور فرمایا کہ یا تو ہمارے ساتھ تعلق رکھو یا بدعقیدہ عورت کو طلاق دو۔

انوار رضا کا اخندزادہ مبارک نمبر ص 165، ج 4 شمارہ نمبر 3

اگر پیر صاحب حسام الحرمین سے متفق تھے تو پھر اس کے مطابق تو نکاح ہی نہیں ہوا، ''طلاق دو'' کہنے کی ضرورت نہیں اور اگر ''طلاق دو'' ٹھیک ہے تو معلوم ہوا کہ پیر صاحب نکاح مانتے ہیں اور جب نکاح مانتے ہیں تو حسام الحرمین کے منکر ہوئے۔ اور حسام الحرمین کے احکام سے انکار کرنے والے کو کافر کہا گیا ہے فلہٰذا پیر صاحب اپنے فتوے سے ہی کافر ہوئے۔

ایک اور مثال:

پیر صاحب نے اپنی کتاب ہدایۃ السالکین میں ص 95 پر لکھا ہے:

علامہ انور شاہ کشمیریؒ

اور ادھر سے یہ بھی کہتے ہیں کہ مجھے حسام الحرمین وغیرہا فتاویٰ سے اتفاق ہے۔

اب سنئے مولوی نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں:

جو کسی کافر کے لیے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے یا کسی مردہ مرتد کو مرحوم یا مغفور... کہے وہ کافر ہے۔

بہار شریعت ص 44 حصہ اول

تو ادھر سے بریلوی فتاویٰ سے اتفاق بھی اور ادھر علامہ کشمیری کو رحمۃ اللہ علیہ بھی تو بریلوی اصول سے پیر صاحب کافر و مرتد ٹھہرے۔

ایک اور مثال:

انوار سیفیہ حصہ عقائد اہلسنت و جماعت پر پیر سیف الرحمن کے حکم سے مولوی امین اللہ سیفی نے تقریظ لکھی۔

دیکھئے انوار سیفیہ ص 5

تو اب یہ کتاب پیر صاحب کی مصدقہ ہوئی اور تصدیق کرنے کی وجہ سے بریلوی اصول یہ ہے کہ یہ کتاب پیر صاحب کی ہوگی۔ اب اس کے اندر کچھ باتیں درج ہیں جو بریلوی اصولوں سے کفر ہیں۔ اس کتاب میں لکھا ہے اصطلاح شرع میں نبی اس انسان کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کی تبلیغ کے لیے مخلوق کے پاس بھیجا ہو۔

انوار سیفیہ ص 99

آگے لکھتے ہیں:

انبیاء علیہم السلام جنس بشریت میں دیگر کے ساتھ شریک ہیں۔ نبوت و رسالت کی فصل کی وجہ سے دوسروں سے جدا ہو گئے۔

انوار سیفیہ ص 118

جبکہ خود ہی لکھتے ہیں کہ:

قرآن نے جابجا بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا ہے۔

انوار سیفیہ ص117

تو مولوی احمد الدین سیفی توگیری صاحب اپنے اصول سے خود ہی کافر ہوئے اور پیر صاحب بھی مصدق ہونے کی وجہ سے سے بحکم قرآن کافر ہوئے۔

ایک اور مثال:

اسی کتاب میں لکھا ہے:

توحید پر عقلی دلائل

انوار سیفیہ ص 48

جبکہ مفتی اعظم بریلویہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی لکھتے ہیں:

آٹھ لفظ وہابیوں کی ایجاد ہیں۔(1) توحید (2) موحد

العطایا الاحمدیہ ج 5، ص 296

آگے لکھتے ہیں:

لفظ توحید کی ایجاد ہی توہین نبوت کے لیے ہوئی ہے۔

العطایا الاحمدیہ ج5، ص297

تو پیر صاحب بمع مفتی احمد الدین صاحب گستاخ رسول اور وہابی ہوئے۔

ایک اور مثال:

اسی کتاب میں ہے:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم کے تحت روضہ منورہ میں تشریف فرما ہیں اور تمام کائنات آپ کے سامنے ہے جسے آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

انوار سیفیہ ص 126

جبکہ یہی عقیدہ پیر صاحب کے اکابرین نے شیطان کے متعلق لکھا ہے۔

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں کہ ابلیس کی نظر تمام جہان پر ہے کہ وہ بیک وقت سب کو دیکھتا ہے اور تمام مسلمانوں کے ارادوں بلکہ دل کے خطرات سے خبردار ہے کہ نیک ارادے سے باز رکھتا ہے اور برے ارادے کی حمایت کرتا ہے۔

تفسیر نعیمی ج3، ص114، آیت نمبر268

تو کیا پیر صاحب آپ کی مصدقہ کتاب میں شیطان جتنی فضیلت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں ماننا یہ ان کا کمال ہے؟

ایک اور مثال ملاحظہ ہو:

پیر صاحب حرمین شریفین میں نجدی امام کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے۔

انوار رضا نمبر2، شمارہ نمبر3۔ ص 10

ایک جگہ پیر صاحب نے فرمایا نجدی امام کی اقتداء ہرگز روا نہیں۔

انوار رضا کا اخندزادہ مبارک نمبرج 4، شمارہ نمبر3

جبکہ اعلیٰ حضرت کے والد نے ایک حدیث نقل کی ہے۔

جو میری عزت اور انصار اور اہل عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین سبب میں سے ایک وجہ سے ہے یا تو منافق ہے یا ولد الزنا یا حیض کا نطفہ۔(اخرجہ الشیخ و الدیلمی)

جواہر البیان ص160

اب پیر صاحب خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ وہ ان تین میں سے کونسی وجہ میں آتے ہیں۔

فاضل بریلوی کہتے ہیں:

حرمین طیبین کے علماء کو بدعتی کہنے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

فہارس فتاوی رضویہ ص121

اب پیر صاحب تو خود اس قابل نہیں رہے کہ ان کے پیچھے نماز جائز ہو۔ یہ

فتویٰ بریلوی علماء کے گھر سے ہے۔

مزید یہ کہ پیر صاحب کو انوار رضا کے خصوصی نمبر ج نمبر 2 شمارہ نمبر 3، ص 18 پر ثانی یوسف قرار دیا گیا ہے۔

جبکہ مولوی اجمل شاہ بریلوی لکھتے ہیں:

اگر یوسف سے مراد حسین لیا جائے تو بھی اہل علم وادب ایک جلیل القدر نبی کا نام پاک ہونے کی وجہ سے اس کو ایسے موقع پر استعمال نہیں کرتے۔ جہاں مظنہ اہانت ہو بلکہ آپ کے طریقہ پر شیطان ثانی قرار دیا جائے۔ اگر اپنے لیے یہ گوارا نہیں تو کیا مراتب انبیاء علیہم السلام کا ادب اپنے برابر بھی ملحوظ نہیں رکھتے۔

پھر حسین کو یوسف ثانی اس لیے نہیں کہا جاتا کہ حسین کے معنی میں یہ لفظ دوبارہ وضع کیا گیا ہے بلکہ ملحوظ وہی جمال پاک حضرت یوسف علیہ السلام ہوتا ہے بے باک لوگ مبالغۃ حسینوں کو حضرت سے تشبیہ دے دیا کرتے ہیں۔

دیکھئے کہا جاتا ہے کہ فلاں رستم وقت ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ لفظ رستم پہلواں کے معنی میں دوبارہ وضع کیا گیا ہے بلکہ اس میں رستم پہلوان کی شجاعت ملحوظ ہوتی ہے۔ الخ

رد سیف یمانی ص 146-145

سنایئے سیفی حضرات! کیا خیال ہے آپ کے گھر کے جید علماء نے یوسف ثانی یا ثانی یوسف وغیرہ کسی کو کہنا بے ادبی اور مراتب انبیاء کا خیال نہ رکھنے والا وغیرہا کہا ہے تو معلوم ہو گیا کہ سیفی حضرات ادب سے دور اور گستاخ انبیاء ہیں اور یہ سب کچھ آپ نے بریلوی اصولوں کی روشنی میں ملاحظہ فرمایا ہے۔

سیفیوں کے اکابرین کے عقائد

1۔ اللہ تعالیٰ کی بے مثال توہین

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اس آیت پر زور آزمائی کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

بھولنا، سونا، اونگھنا، غافل ہونا، ظالم ہونا حتیٰ کہ مر جانا سب کچھ ممکن ہے، کھانا پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ کرنا، ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت (لونڈے بازی) جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا حتیٰ کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا کوئی خباثت کوئی فضیحت اس کی شان کے خلاف نہیں۔

فتاویٰ رضویہ ج 1، ص 791

(یہ غلیظ ترین عبارت اس کے علاوہ دنیا کی کسی کتاب میں نہیں)

2۔ اللہ تعالیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنم جنم کے بچھڑے

فاضل بریلوی ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

عجب گھڑی تھی کہ وصل فرقت
جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

حدائق بخشش ص 149

یعنی اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنم جنم کے بچھڑے ہوئے ہیں اور معراج کے موقع پر ایک دوسرے کے گلے مل رہے ہیں۔ قارئین کرام اب آپ ہی بتلائیں کہ اسے کیا کہا جائے؟

3۔ خدا کے اول و آخر ہونے کا انکار

مولوی حامد رضا خان لکھتے ہیں:

ھو الاول ھو الآخر ھو الظاھر ھو الباطن
بکل شئ علیم لوح محفوظ خدا تم ہو
نہ ہو سکتے ہیں دو اول نہ دو آخر
تم اول اور آخر ابتدا تم ہو انتہا تم ہو

حدائق بخشش حصہ دوم ص 94

فاضل بریلوی کے بیٹے حامد رضا نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اول و آخر مان کر پھر کہہ دیا ہے کہ دو اول و آخر نہیں ہوتے۔ اس بات سے خدا کے اول و آخر ہونے کا انکار کر دیا۔ العیاذ باللہ

4۔ خدا ہر جگہ نہیں

مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

خدا کو ہر جگہ میں (موجود) ماننا بے دینی ہے۔

جاء الحق ص 221

5۔ اللہ لات منات

بریلوی پیر محمد یار فریدی لکھتے ہیں:

بلبل باسے گل تھیا سے اللہ لات منات

دیوان محمدی ص 132

اللہ تعالیٰ کو بریلوی پیر صاحب لات منات کہہ رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک

6۔ خدا شرمندہ ہوا

پیر جماعت علی شاہ کے خلیفہ مجاز اللہ ودھایا کے صاحبزادہ محمد سعید جماعتی نقشبندی لکھتے ہیں:

اللہ بزرگ و برتر فرماتے ہیں جبرائیل امین سے کہ جاؤ اور یونس علیہ السلام سے پوچھو کہ وہ مجھ سے راضی ہے؟ کیونکہ میں نے (اللہ تعالیٰ) نے بڑے دکھ دیے اور شرمندہ ہیں ہم۔

رموز درویش ص 167

7۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بیٹے

مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

بلا تشبیہ یوں سمجھو کہ محبوب فرزند سے باتیں سنتے ہیں۔

شان حبیب الرحمن ص 13

8۔ رب کا قبلہ

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

رب کا قبلہ اس کے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

رسائل نعیمیہ ص 167

9۔ نقل کفر کفر نہ باشد

مولوی احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں:

حضور بے شک احد اور احمد ہیں۔

فتاوی رضویہ ج 6 ص 206 مکتبہ رضویہ کراچی

10۔ خدا تعالیٰ مٹھن کی گلیوں میں

بریلوی پیر محمد یار فریدی لکھتے ہیں:

خدا کو ہم نے دیکھا ہے سدا مٹھن کی گلیوں میں

دیوان محمدی ص 169

11۔ فرید کا دیدار خدا کا دیدار

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

دید کردگار ہے چہرہ فرید کا

دیوان محمدی ص 163

12۔ بابا غلام فرید محمد بھی اور خدا بھی

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

فرید با صفا ہستی محمد مصطفی ہستی
چہا گویم چہا ہستی خدا ہستی خدا ہستی

دیوان محمدی ص 62

یعنی بابا غلام فرید محمد بھی ہے اور خدا بھی ہے۔

13۔ کفر اسلام کے جھگڑے خدا کے چُھپنے سے بڑھے

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں:

کفر و اسلام کے جھگڑے تیرے سے چھپنے سے بڑھے۔

نور العرفان ص 796

یعنی کفر و اسلام کے جھگڑے اللہ کے چھپنے سے بڑھے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ ظاہر ہو جاتا تو یہ جھگڑے نہ ہوتے۔

14۔ پیر خدائی شان میں

مولوی غلام جہانیاں لکھتے ہیں:

عیاں شان خدائی ہے فقط پردہ ہے انسان کا

ہفت اقطاب ص 184

یعنی پیر صاحب خدائی شان میں ہیں۔

15۔ اللہ رانجھا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم بابل

خواجہ قمر الدین سیالوی کہتے ہیں:

میرے بابل دی لاج رکھیں ویں رانجھیا

(ترجمہ) رانجھے سے مراد اللہ اور بابل سے مراد محبوب کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم

انوار قمریہ ص 240

حضور اکرمِ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سیفی اکابرین کے عقائد

1۔ بدترین گستاخی

مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

اگر شیطان نہ ہوتا تو دنیا اور دین میں کچھ بھی نہ ہوتا۔

تفسیر نعیمی ج 1 ص 248

حالانکہ تمام مسلمانوں کے نزدیک یہ فضیلت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے۔

2۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لفظ ذلت

مولوی احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام

حدائق بخشش حصہ 2 ص 187

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ذلت کے مقام پہ تھے پھر جو اللہ تعالی نے عزت دی اس پہ لاکھوں سلام۔

3۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تیر ممات نے فنا کر دیا

مولوی ابوالحسنات قادری لکھتے ہیں:

جس نہال تازہ نے گلشن حیات میں نشو و نما پائی تیر ممات نے اس کو فنا کر دیا۔

اوراق غم ص 128

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو موت کے تیر نے فنا کر دیا۔

4۔ شیطان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حاضر ناظر ہونا

مولوی عبدالسمیع رامپوری لکھتے ہیں:

اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام پاک و ناپاک مجالس مذہبی و غیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعویٰ کرتے، ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک و ناپاک کفر و غیر کفر میں پایا جاتا ہے۔

انوار ساطعہ ص 357

یعنی شیطان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حاضر و ناظر ہے۔

5۔ ایک اور گستاخی

مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

شیطان اپنی آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کے مشابہ کر سکتا ہے۔

مواعظ نعیمیہ ص 141

6۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محشر میں تماشہ بن کے نکلیں گے

مولوی محمد یار فریدی لکھتے ہیں:

محمد مصطفیٰ محشر میں طٰہٰ بن کے نکلیں گے
حقیقت جن کی شکل تھی تماشہ بن کے نکلیں گے

دیوان محمدی ص 169

انبیاء علیہم السلام کے متعلق سیفی اکابرین کے عقائد

1۔ انبیاء علیہم السلام قبل نبوت گناہوں سے معصوم نہیں

(انبیاء) گناہوں سے نبوت کے بعد معصوم ہوتے ہیں نہ کہ پہلے۔

نور العرفان ص 372

2۔ انبیاء علیہم السلام کا جھوٹ بولنا ممکن

انبیاء کا جھوٹ بولنا ممکن بالذات محال بالغیر ہے۔

تفسیر نعیمی ج 1 ص 172

3۔ انبیاء علیہم السلام بھول کر گناہ کبیرہ کر سکتے ہیں

انبیاء کرام ارادتاً گناہ کبیرہ کرنے سے ہمیشہ معصوم ہوتے ہیں کہ جان بوجھ کر نہ تو نبوت سے پہلے گناہ کبیرہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بعد۔ ہاں نسیاناً خطاءً صادر ہو سکتے ہیں۔

جاء الحق ص 427

4۔ پڑھتا جا شرماتا جا

حضرت آدم علیہ السلام ایک ہی مگر ان کی اولاد مومن بھی ہے کافر بھی مشرک بھی، پھر مومنوں میں اولیاء بھی ہیں انبیاء بھی۔ حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم (بھی) گویا ایک درخت میں ایسے مختلف پھل لگا دیے کہ اس میں فرعون ہے۔ اسی میں موسیٰ علیہ السلام اسی میں ابو جہل ہے۔ اسی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کمال قدرت ہے اور اس کی رحمت کی بھی دلیل ہے کہ سارے انسان اس رشتہ سے بھائی بھائی ہیں۔

تفسیر نعیمی ج 7 ص 740

5۔ حضرت آدم علیہ السلام کی گستاخی

آدم علیہ السلام پیدائش سے پہلے متقی نہ بنے تھے۔

نور العرفان ص 343

6۔ حضرت آدم علیہ السلام ناکام ہوئے

دھیان نہ رکھا آدم نے اپنے رب کا اسی لیے ناکام ہوئے۔

تفسیر نعیمی ج16، ص 907

نوٹ: یہ سب باتیں مفتی احمد یار نعیمی کی ہیں اور نمبر 6 ان کے بیٹے اقتدار احمد کی ہے۔

7۔ غوث پاک کا حسن حضرت یوسف علیہ السلام سے زیادہ

فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

روئے یوسف سے فزوں تر حسن روئے شاہ ہے

حدائق بخشش ج3، ص 64

یعنی غوث پاک کا حسن یوسف علیہ السلام سے زیادہ ہے۔

8۔ غوث پاک کی انبیاء علیہم السلام پر فضیلت

مولوی عبد المالک صاحب شیخ جیلانی کے لیے یہ شعر لکھتے ہیں:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

شرح قصیدہ غوثیہ ص 61

9۔ مسیح علیہ السلام ناکام ہوئے

مفتی نظام الدین ملتانی لکھتے ہیں:

مسیح علیہ السلام پہلی آمد میں ناکامیاب ہوئے اور یہود کے ڈر کے مارے کام تبلیغ رسالت سرانجام نہ دے سکے۔

انوار شریعت ج 2 ، ص 124

10۔ حضرت آدم علیہ السلام وعدہ خلاف

مفتی اقتدار احمد خان بریلوی لکھتے ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام نے وعدہ خلافی کی۔

تفسیر نعیمی ج16، ص 915

11۔ حضرت آدم علیہ السلام کا دماغ ماؤف ہو گیا

دماغ ماؤف ہو گیا۔

تفسیر نعیمی ج16، ص 915

12۔ ایک اور گستاخی

بشری کمزوریوں کا ظہور آدم علیہ السلام سے اس لیے ہوا کہ ابھی آپ کا وجود نبوی قوت سے خالی تھا۔

تفسیر نعیمی ج16، ص 899

13۔ ایک لغزش اور ایک ناکامی

آدم علیہ السلام نے صرف ایک دفعہ لغزش کھائی اور ایک ہی دفعہ ناکام ہوئے۔

تفسیر نعیمی ج16، ص 925

14۔ ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کا استاد تھا

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور سارے نوریوں کا انہیں خلیفہ بنایا اور پیدا فرماتے ہی انہوں نے اپنے ناموں کا علم دیا اور وہ فرشتے اور ابلیس جو لاکھ برس سے تھے انہیں اس نئی مخلوق کا استاذ بنایا۔

معلم القدیر ص 95

یعنی ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کا استاد ہے۔

15۔ انبیاء کے لیے لفظ ضلالت

مولوی غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

دونوں (انبیاء و عوام) کی ضلالت میں فرق ہے۔

تبیان القران ج 1 ص 116

16۔ حضرت آدم علیہ السلام شکار تیر مذلت

وہ آدم جو سلطان مملکت بہشت تھے وہ آدم جو متوج بتاج عزت تھے آج شکار تیر مذلت ہیں۔

اوراق غم ص 1 اول ایڈیشن

17۔ ایک اور بدترین گستاخی

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں:

جب کبھی حضور علیہ السلام کسی سے توجہی فرما لیتے ہیں تو وہ بدبخت بنتا ہے اور گناہ کرتا ہے حضرت آدم علیہ السلام سے خطاء کا ہونا اس سبب سے ہوا کہ توجہ محبوب علیہ السلام کی کچھ ہٹ گئی تھی۔

شان حبیب رحمن ص 146

معاذ اللہ حضرت آدم علیہ السلام کو بدبخت بنا رہا ہے۔

صحابہ کرام کے متعلق سیفی اکابرین کے عقائد

1۔ صحابہ کرام کی زیارت کا شوق کم ہو گیا

مولوی حسنین رضا کہتے ہیں:

بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ ان کو (اعلیٰ حضرت کو) دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔

وصایا شریف ص 24

2۔ ناطقہ سر بگریبان ہے اسے کیا کہیے

مولوی احمد رضا خان کہتے ہیں:

انبیاء کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔

ملفوظات اعلیٰ حضرت، ج 2، ص 44

3۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ساقی کوثر

بریلوی پیر مولوی محمد یار فریدی لکھتے ہیں:

علی مشکل کشا دے سوا جام کوثر پلا کوئی نہیں سکدا

دیوان محمدی ص 180

4۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین کرتے ہوئے مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں:

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر

یہ پھٹا پڑتا جوبن مرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر

حدائق بخشش حصہ 3 ص 37

سیفی اکابرین اور مدینہ منورہ کی گستاخی

1۔ پیر جماعت علی شاہ کی سرپرستی میں نکلنے والے رسالہ انوار صوفیہ میں ہے:

غلاموں کو تیرے ہے گویا مدینہ
علی پور سیداں جماعت علی شاہ

بحوالہ حج فقیر پر آستانہ پیر ص 41

یعنی علی پور گویا مدینہ ہے۔

2۔ اسی رسالہ انوار صوفیہ میں ہے:

سرکار علی پور بھی ہیں شاہ مدینہ
پروانہ سا وہ عشق محمد میں فنا ہیں

بحوالہ حج فقیر برآستانہ پیر ص 41

یعنی پیر جماعت علی شاہ مدینہ ہیں۔

3۔ مولوی دیدار الوری کے بیٹے مولوی محمد احمد لکھتے ہیں:

حسن مطلق کی قسم کعبہ و کلیسا ہیں فضول
ان کی صورت سے یہ دل گر اپنا بت خانہ رہے

حج فقیر بر آستانہ پیر ص 40

یعنی پیر کی صورت دل میں ہو تو کعبہ فضول ہے۔

4۔ انوار صوفیہ میں ہے:

مدینہ بھی مطہر ہے مقدس ہے علی پور بھی
ادھر جائیں تو اچھا ہے ادھر جائیں تو اچھا ہے

بحوالہ حج فقیر بر آستانہ پیر ص 41

5۔ خواجہ پیر نور محمد نقشبندی لکھتے ہیں:

چاچڑ وانگ مدینہ جاتم تے کوٹ مٹھن بیت اللہ
رنگ بنا بے رنگی آیا کیہتم روپ تجلی
ظاہر دے وچ مرشد ہادی باطن دے وچ اللہ
نازک مکھڑا پیر فریدا سانوں ڈسدا ہے وجہ اللہ

حج فقیر بر آستانہ پیر ص45

سیفی اکابرین اور امام بخاری کی توہین

1۔ مفتی نظام الدین ملتانی لکھتے ہیں:

امام بخاری نے صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی ہے۔

انوار شریعت ج 1 ص 502

2۔ مزید لکھتے ہیں:

بخاری شریف کی بہت سی حدیثیں کتاب اللہ کے خلاف ہیں۔

انوار شریعت ج1 ص 286

3۔ بریلوی عالم عطا محمد بندیالوی کے مقدمہ سے چھپی ہوئی کتاب ایمان ابی طالب میں ہے:

تم خود "بخاری" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مخالف ہو۔

ایمان ابی طالب ج2 ص 242

4۔ اسی کتاب میں ایک جگہ یوں بھی ہے:

امام بخاری جیش متشددین کے سرخیل ہیں۔

ایمان ابی طالب ج2 ص197

5۔ بریلوی علامہ مفتی شہزاد احمد مجددی نے امام بخاری کو شدید متعصب قرار دیا ہے۔

دیکھئے تقویۃ الاقارب ص10

سیفی اکابرین کے مسائل

1۔ مولوی مصطفی رضا خان لکھتے ہیں:

نجس ابن سعود اور اس کی جماعت تمام مسلمانوں کو کافر مشرک جانتی ہے اور ان کے اموال کو شیر مادر سمجھتی ہے۔ ان کے اس عقیدہ کی وجہ سے حج کی فرضیت ساقط اور عدم لازم ہے۔

تنویر الحجہ ص 10

یعنی حج مسلمانوں سے ساقط ہے۔

2۔ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی لکھتے ہیں:

درود ابراہیمی صرف نماز میں پڑھ سکتے ہیں۔ نماز کے علاوہ پڑھنا گناہ اور ناجائز ہے۔

تفسیر نعیمی ج 16 ص 110

قارئین کرام! یہ تو چند مثالیں تھیں جو ہم نے آپ کی عرض خدمت کیں لیکن اس فرقہ ضالہ نے رافضیت کا ساتھ دیتے ہوئے یہ بھی لکھ دیا کہ

جنتی لوگوں کے دلوں میں جو کینہ وغیرہ تھے وہ یہاں دور کر دیے جائیں گے۔ جیسے علی اور معاویہ رضی اللہ عنہم وغیرہ حضرات۔

نور العرفان ص 761

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں مین کینہ تھا۔ معاذ اللہ

اس قسم کے کئی عقائد اور بھی ان کی کتب سے پیش کیے جا سکتے ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر انہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور مزید سیفیوں کے رد کے لیے ہم ایسی کتب کو شائع کر رہے ہیں جو خود بریلوی حضرات نے ان کے گمراہ کن عقائد کو ظاہر کرنے

کے لیے لکھی ہیں۔ چونکہ پیر صاحب بھی بریلوی ہیں اور اور ان کا رد بھی کئی بریلوی علماء نے کیا ہے اور اصول ہے کہ صاحب البیت ادری بما فیہ اسی لیے ہم نے بریلوی اکابر کے فتاویٰ جات پر مشتمل چند کتابیں بطریقہ اختصار نقل کر دی ہیں تاکہ آپ کو ان سیفیوں کے غلط عقائد و نظریات سے آگاہی ہو سکے۔ وہ کتب یہ ہیں:

1۔ خطرہ کا سائرن (مولانا ابو داؤد محمد صادق)

2۔ پیرارچی یا جادوگر افغانی (علامہ پیر چشتی)

3۔ الفتنۃ الشدیدۃ (علامہ بشیر القادری)

ہم نے ان کتابوں کی تلخیص کی ہے تاکہ قارئین کو پڑھنے میں اکتاہٹ اور دقت نہ ہو اور غیر ضروری باتوں کو بھی ترک کر دیا ہے۔

اس فرقہ کے رد میں اور بھی بریلوی اکابرین نے درج ذیل کتب لکھی ہیں۔

1۔ الجراحات علی المزخرفات (پیر محمد چشتی چترالی)

2۔ اونچی دوکان پھیکا پکوان (علامہ اظہر محمود اظہری)

3۔ شمشیر پاکستانی بر گردن پیر افغانی (مولانا شفیق الرحمن)

4۔ فتنہ سیفیہ کی حقیقت کا انکشاف (علامہ بشیر القادری)

5۔ کفر کا پھندا پیٹ کا دھندہ (علامہ بشیر القادری)

6۔ قہر یزدانی بر فتنہ پیر افغانی (بریلویوں کے مفتی اعظم)

قارئین کرام! پہلے آپ علامہ بشیر القادری بریلوی کی طرف سے ایک پمفلٹ ملاحظہ فرمائیں، دیگر کتب اس کے بعد آئیں گی۔

جلد نمبر ۳۶۲ مجموعہ مقالات مع مجموعہ تحقیقات

فرقہ سیفیہ کے نظریات

پاکستان کے تمام سیفیوں کے پیر سیف الرحمٰن جو کہ پشاور میں رہتے ہیں انہوں نے اپنی کتاب

هداية السالكين فى رد المنكرين

(تاریخ اشاعت محرم الحرام ۱۴۱۶ھ) میں اپنے نظریات وعقائد بیان کئے ہیں۔ان میں چند ایک درج ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اللہ تعالیٰ کے اسم "الرحمٰن" میں سیف الرحمٰن اس کے ساتھ شریک ہو کر عرش پر قائم ومستور ہے۔(ص ۴۰۲)

حضور اکرم ﷺ اور انبیاء علیہم السلام کی بے ادبی ☆ حضور اکرم ﷺ نے روتے ہوئے اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب سے فرمایا میری اُمت کیلئے کچھ کیجئے۔(ص ۴۰۶) ☆ رسول اللہ ﷺ نے تمام انبیاء ومرسلین اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو لے کر ایک مجمع عام میں سیف الرحمٰن صاحب کے پیچھے نماز پڑھی۔(۴۰۲) ☆ حضور اکرم ﷺ کا فرمانا ہے کہ یہ سیف یعنی سیف الرحمٰن میری تلوار کی روح ہے۔(۴۰۱) سیف الرحمٰن کی صحبت حضور ﷺ کی صحبت ہے۔ (۴۰۳) ☆ بلند وبالا مقامات پر فائز ہونے کی وجہ سے سیف الرحمٰن صاحب قیامت کے دن انبیاء کی صف میں کھڑے ہوں گے۔(ص ۴۰۰)

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بے ادبی جنگ بدر میں مشرکین کی گردنیں جس تلوار کے ذریعے کٹیں وہ تلوار (سیف) یعنی سیف الرحمٰن صاحب تھے۔(ص ۴۰۱)

حضرت غوث اعظم سے افضلیت

☆ سیف الرحمٰن صاحب کو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر چھ درجہ فضیلت حاصل ہے۔(ص ۳۹۱)

☆ غوث پاک سے سیف الرحمٰن صاحب کو افضل کہنا جرم نہیں بلکہ اظہار حق ہے۔(ص ۳۹۷)

☆ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ چاند کی طرح ہیں جبکہ سیف الرحمٰن صاحب سورج کی طرح ہیں۔

اور یہی چاند یعنی غوث اعظم اس سورج یعنی سیف الرحمٰن صاحب میں جذب ہو جاتا ہے۔ (ص ۳۹۰)

☆ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے مجدد تھے۔سیف الرحمٰن صاحب اس زمانے کے مجدد اعظم یعنی مجدد اعظم ہیں۔(ص ۳۹۰)

☆ وہ باطنی علوم اور باطنی قوتیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمائی تھیں وہ سب کے سب کمالات اور معارف اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے سیف الرحمٰن صاحب کو عطا کئے ہیں۔(ص ۳۹۱)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے افضلیت

☆ اللہ تعالیٰ نے سیف الرحمٰن صاحب کو اتنے علوم اور معارف عطا کئے ہیں کہ اگر ان کو سپرد قلم کیا جاتا تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف کی طرح بیسیوں مکتوبات بن جاتے (ص ۳۶۲)

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے افضلیت

☆ شاہ نقشبند کا شیشہ چھ اطراف ہے جبکہ سیف الرحمٰن صاحب کا شیشہ ساٹھ اطراف ہے یا اس سے بھی اوپر ہے (ص ۳۶۰)

اکثر مسلمان کافر ہیں ☆ سر پر صرف ٹوپی رکھنا کفار کی علامت ہے (ص ۱۶۰) ننگے سر پھرنا کفار کی علامت ہے (ص ۱۶۰)

امت مسلمہ کی نمازیں برباد

☆ نماز میں عمامہ باندھنا واجب اور سنت موکدہ ہے اس کے بغیر نماز پڑھنے والا مکروہ تحریمی کا مرتکب ہوتا ہے لہٰذا اس پر واجب ہے کہ اس نماز کو دوبارہ عمامہ باندھ کر پڑھے (ص ۱۶۳)

بریلویت سے بیزاری اور دیوبندیوں کی تعریف

☆ بریلوی کہلانے والے سنی اکثر مسائل میں کمی بیشی کرنے کا شکار ہیں اور وہ صراط مستقیم سے دور ہیں (ص ۱۶۳)

☆ اگر میں اپنے آپ کو بریلوی کہلاؤں چار بار جھوٹ بولنے کی وجہ سے چار گناہ کبیرہ کا مرتکب ٹھہروں گا۔ (ص ۸۷)

☆ دیوبندیوں کے بہت بڑے امام مولوی انور شاہ کشمیری کو رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر اس کی کتاب کی تعریف کی ہے۔ (ص ۱۰۱)

۲۷ علمائے اہلسنت کا فیصلہ مندرجہ ذیل علماء اہلسنت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ سیفی گمراہ ہیں لہذا ان سے بچنا ضروری ہے۔

۱۔ استاذ العلماء علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
۲۔ شارح بخاری شیخ الحدیث علامہ رسول [illegible]
۳۔ مولانا [illegible] شیخ الحدیث علامہ [illegible]
۴۔ شیخ الحدیث والتفسیر علامہ [illegible]
۵۔ صاحبزادہ [illegible]
۶۔ استاذ العلماء [illegible]
۷۔ استاذ العلماء [illegible]
۸۔ مولانا صاحبزادہ [illegible]
۹۔ مولانا [illegible]
۱۰۔ استاذ العلماء [illegible]
۱۱۔ استاذ العلماء [illegible]
۱۲۔ پیر [illegible]
۱۳۔ استاذ العلماء علامہ [illegible]
۱۴۔ استاذ العلماء علامہ [illegible]
۱۵۔ مولانا علامہ [illegible]
۱۶۔ علامہ مولانا [illegible]
۱۷۔ مولانا علامہ [illegible]
۱۸۔ مولانا علامہ [illegible]
۱۹۔ استاذ العلماء علامہ [illegible]
۲۰۔ مولانا علامہ [illegible]
۲۱۔ مولانا علامہ [illegible]
۲۲۔ مولانا [illegible]
۲۳۔ مولانا [illegible]
۲۴۔ مولانا [illegible]
۲۵۔ مولانا [illegible]
۲۶۔ مولانا [illegible]
۲۷۔ استاذ العلماء [illegible]
۲۸۔ مفسر قرآن مولانا [illegible]
۲۹۔ خطیب فرقہ آہن مولانا [illegible]
۳۰۔ مولانا [illegible]
۳۱۔ [illegible]
۳۲۔ مولانا [illegible]
۳۳۔ مولانا [illegible]
۳۴۔ مولانا [illegible]
۳۵۔ شیخ الحدیث [illegible]

[illegible]

۱۔ تجلیات علی ترجمات (حضرت شیخ الحدیث علامہ مولانا پیر محمد چشتی) ۵۔ شمشیر پاکستانی پیروں پر (مولانا مفتی رفیق احسن مدنی عباسی)
۲۔ تمہید ایمانی بر نقد تفضیل (حضرت شیخ الحدیث مفتی اعظم پاکستان) ۶۔ اولیائے رحمان پر شیطان (علامہ محمد محمود الظہیری ضلع چک)
۳۔ کھرا کا پہچان کا بہتر (علامہ محمد بشیر القادری) ۷۔ الحق المشہد بالحق اول دوم (علامہ محمد بشیر القادری)
۴۔ فتنہ سبائیہ کی حقیقت کا انکشاف (علامہ محمد بشیر القادری) ۸۔ کھرے کا سائن (مولانا ابو الحسنات قادری وجیہ اوکاڑہ)

مکتبہ علامہ محمد بشیر القادری اہلسنت ضلع قریشی کراچی، خطیب مرکزی جامع مسجد غلال آرکیڈ نارتھ کراچی (۰۳۲۱-۲۲۲۲۲۲۲)

اس پمفلٹ کے بعد اب آپ دوسری کتب ملاحظہ فرمائیں۔

خطرہ کا سائرن

خطبہ نمبر ۳۶۶
مکتبۃ المدینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

محبان اعلیٰحضرت سنی بریلوی علماء و مشائخ اور سنی عوام کیلئے

لمحۂ فکریہ

خطرہ کا سائرن

مع تاثرات علماء کرام

از قلم
خبث دم پاسبان مسلک رضا خلیفہ مجاز مفتی اعظم عالم اسلام نائب محدث اعظم پاکستان
عالم باعمل حضرت علامہ الحاج مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی

ادارہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوشیار، خبردار، احتیاط، ہوشیار اے سنی بریلوی مرد مومن ہوشیار

پیرارچی کی پے در پے ترقی

(ہر سنی مسلمان بغور پڑھے اور اپنے ایمان وضمیر کے مطابق فیصلہ کرے۔)

پہلی ترقی

''قیوم زمان، مجدد عصر، شیخ العرب والعجم قطب الارشاد حضرت اخوندزادہ سیف الرحمن صاحب پیرارچی خراسانی نقشبندی مجددی''

کتاب بدایۃ السالکین ناقل وغیرہ

دوسری ترقی

(مجدد صاحب کی ہمسری) فقیر (سیف الرحمن) شیخ احمد ثانی اور مجدد عصر ہے۔

ص 249-287

آپ کے کمالات اور وجود بابرکات دوسرے مشائخ کے درمیان امام مجدد الف ثانی کی طرح آفتاب روشن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اتنے علوم اور معارف عطا فرمائے ہیں کہ اگر کوئی ان کو زیر قلم کرتا تو مکاتیب مجددیہ (مکتوبات مجدد الف ثانی) کی طرح بیسیوں مکتوبات بن جاتے۔

خلیفہ بھی شیخ احمد ثانی

''شیخ احمد ثانی علامہ مولانا ضیاء اللہ صاحب اس فقیر کے اخص الخواص خلفاء میں سے ہیں۔''

مجلس مذاکرہ
۳۶۷
عقود الالتقاطات مع عقود الجواہرات

بدایۃ السالکین ص 336,249,287

تیسری ترقی

(غوث الاعظم پر فوقیت) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے مزار شریف سے نکل کر... مسجد کے ایک کونے سے ظاہر ہوتے ہیں... چودھویں رات کے چاند کی شکل میں...اور حضرت مبارک (پیر) صاحب مغرب کی طرف سے سورج کی شکل میں آسمان کے درمیان جلوہ افروز ہوتے ہیں اور یہی چاند اس سورج میں جذب ہو جاتا ہے.... جذب ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ علوم اسرار اور باطنی قوتیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظم کو عطا فرمائے تھے، وہ سب کے سب کمالات اور معارف اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اخندزادہ صاحب مبارک کو عطا کی ہیں۔

☆ حضرت پیران پیر محی الدین جیلانی اپنے عصر میں مجدد تھے اور حضرت صاحب مبارک عصر حاضر کے مجدد اعظم (زیادہ فخامت بزرگی والے) ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں اور حضرت پیران پیر صاحب عبدیت کے مقام سے فوق طے کئے ہیں۔

☆ اور حضرت مبارک صاحب کا مقام پیران پیر کے مقام سے فوق (بلند و بالا) ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ. ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

بدایۃ السالکین ص 324

لمحہ فکریہ

اپنے مرید کے خواب کے نام پر پیر سیف الرحمن صاحب کی مذکورہ تحریر میں

پیر صاحب کی پیران پیر غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ پر برتری و بلندی اور چھ مقامات عبدیت کی غوث الاعظم پر فوقیت اپنے الفاظ و مفہوم میں بالکل صریح ہے۔

☆ مگر پیر سیف الرحمن و سیفی حضرات بارگاہ غوثیت کی اس صریح تنقیص و بے ادبی سے توجہ ورجوع کی بجائے الٹا اس میں اپنی غلط تاویلات سے پے در پے غلطیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ آہ! کس قدر ستم ظریفی و دھاندلی دورخی اور تضاد ہے کہ شہنشاہ بغداد کو مذکورہ عبارت میں غوث الاعظم اور پیران پیر بھی لکھ رہے اور ان پر چھ مقامات سے فوقیت و برتری کا اظہار بھی کر رہے ہیں اور اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر اسے تسلیم کر لیا جائے تو پھر غوث الاعظم غوث الاعظم اور پیران پیر نہیں رہیں گے بلکہ پیر سیف الرحمن غوث الاعظم اور پیران پیر بن جائیں گے مگر ایسا تو نہیں ہو سکتا اور کوئی گیارہویں والے پیر کو ماننے والا صحیح العقیدہ پیران پیر کے مد مقابل کسی پیر کو نہیں مان نہیں سکتا۔ چہ جائیکہ آپ پر فوقیت کا تصور کیا جائے۔

چوتھی ترقی

(حضور کی پیر سے سفارش) تمام اہل اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع المذنبین مانتے ہیں۔ قیامت کے دن شفاعت کے لیے حضور ہی کی طرف رجوع کریں گے اور آپ فرمائیں گے انالھا. انالھا مگر اس کے برعکس پیر سیف الرحمن اپنے معتقد کے خواب کی آڑ میں لکھتے ہیں: ''میں (ملا میر اجان) اور (پیر) مبارک صاحب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے ہیں...اور حضور اکرم روتے ہیں اور امتی امتی کہتے ہیں اور مبارک صاحب سے ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت بہت گنہ گار ہے، کوشش کرو۔''

بدایۃ السالکین ص332

☆ کیا کسی کا ایمان و ضمیر اس بات کو گوارا کر سکتا ہے کہ معاذ اللہ ایسی بے بسی کے انداز میں روتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے لیے پیر سیف الرحمن کے حضور سفارش کریں کہ ''میری اُمت گنہ گار ہے کوشش کرو'' خود شفیع المذنبین کو ایسی کیا کمی اور ضرورت پیش آئی کہ پیر صاحب سے سفارش کے لیے کہیں، ''کوشش کرو''۔

☆ آخر یہ پیر صاحب کون ہیں؟ ان کا حدود اربعہ کیا ہے اور اس کی کوشش کی کیا حیثیت ہے اور اس بیچارے کی کوشش کیا ہو گی؟

☆ کیا اُمت محمدی کوئی سب سے زیادہ گنہ گار ہے کیا یہ اُمت مرحومہ و مغفورہ نہیں ہے۔ کیا اس میں گنہگاروں کے بالمقابل نیکوکاروں پرہیز گاروں اور بزرگوں کی کچھ کمی ہے یا ان کی نیکیاں کچھ کم وزنی ہیں؟

علاوہ ازیں دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر پیر سیف الرحمن کی نقل کے مطابق اُمت محمد یہ بہت گنہ گار ہے تو پیر صاحب خود اس گنہگار اُمت میں داخل یا خارج؟ اگر امت میں داخل ہیں تو خود بھی بہت گنہگار ہیں تو پھر ایسا گنہگار گنہگار اُمت کے لیے کیا کوشش کرے گا۔ ع...

آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

پھر ایسے گنہ گار کو گنہگار اُمت کے لیے کوشش کے لیے کہنا تو کسی طرح بھی شایان شان رسالت نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ الٰہی میں رو رو کر امت کے لیے دعائیں کریں تو بجا ہے لیکن روتے اور امتی امتی کہتے ہوئے گنہگار اُمت کے لیے

سیف الرحمن سے کہنا ''کوشش کرو'' دلخراش افترا ہے۔

پانچویں ترقی

تشہد میں اشارہ کا مسئلہ بعض حضرات کے اختلاف کے باوجود حنفی مذہب کی تحقیق و فتویٰ کے مطابق مسنون اور مشہور مسئلہ ہے اور مسئلہ عمامہ کی طرح اس مسئلہ میں بھی سیفی حضرات نے بہت غلو و تشدد کیا ہے۔ چنانچہ مولوی احمد علی سیفی نے کتاب ''مسئلۃ الاشارۃ بالسبابہ'' ص 21 میں لکھا ہے کہ ''فتاویٰ عالمگیری ص104 میں بھی اشارہ کو حرام یا مکروہ کہا ہے۔...اب اگر کوئی حنفی کہے اور اشارہ کرے تو اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ محض بغض اور حسد ہے۔'' حالانکہ اس میں بغض اور حسد کی کوئی بات نہیں۔ یہ محض سیفی حضرات کا تشدد ہے کہ بالعموم وہ اپنے ساتھ اختلاف رکھنے والے کے متعلق غلط بیانی اور زبان درازی کرتے ہیں۔ جیسے یہاں اشارہ کرنے کے قائل و عامل حنفی کے متعلق لکھا ہے کہ ''اس کے پاس کوئی دلیل نہیں'' اور ''فتاویٰ عالمگیری'' وغیرہ کے نام سے مغالطہ دیا ہے کہ اس میں اشارہ کو صرف حرام یا مکروہ لکھا ہے۔ حالانکہ ''فتاویٰ عالمگیری'' میں اولیت و اصلیت اور مفتیٰ بہ ہونے کے لحاظ سے مسئلہ شروع ہی میں اس طرح بیان کیا ہے کہ ''جب اشھد ان لا الہ الا اللہ پر پہنچے تو شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے، اشارہ کرنا مختار ہے۔ یہ خلاصہ میں لکھا ہے اسی پر فتویٰ ہے۔ یہ مضمرات میں ''کبریٰ'' سے نقل کیا ہے۔''

یہ ہے سیفی علماء کی دیانت اور ان کا اخلاق و زبان و کردار کہ ''فتاویٰ عالمگیری'' میں جو مسئلہ اول اور اصل لکھا ہے اور اسے مختار و مفتیٰ بہ قرار دیا ہے اسے تو بالکل ہی ہضم کر گئے اور جو غیر مختار و غیر مفتیٰ بہ مسئلہ ضمناً لکھا ہے۔ اپنے مطلب کے

لیے اس کو "فتاویٰ عالمگیری" کے حوالہ سے لکھ کر غلط تاثر دیا ہے۔

"فتح القدیر" مولوی سیفی نے "فتاویٰ عالمگیری" کی طرح "فتح القدیر" کے نام سے بھی دھوکہ دیا ہے کہ اس میں اشارہ کو حرام یا مکروہ لکھا ہے۔ حالانکہ "فتح القدیر" میں جن مشائخ نے اشارہ کا انکار کیا ہے ان کے متعلق لکھا ہے کہ "یہ قول روایت اور درایت کے خلاف ہے کیونکہ امام محمد کی روایت ہی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول و فرمان ہے۔" (کہ اشارہ مسنون ہے)

چھٹی ترقی

(سیف محمد کی روح) پیر سیف الرحمن کے حوالہ سے یہ سیفی نظریہ بھی ہے کہ "جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کی روح سیف الرحمن تھا۔"

بدایۃ السالکین ص 328

☆ یہ سیف وہی تلوار ہے کہ جہاد بدر میں مشرکین کی گردنیں اس کے ذریعے کاٹ دی گئیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ میں مجھے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ سیف میری تلوار کی روح ہے۔ (حوالہ مذکورہ) استغفر اللہ۔ یہ کتنا بڑا غلو ہے کہ سیف الرحمن کے نام کی اس سیف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کی روح قرار دیا جائے اور پھر معاذ اللہ اسے خود رسول اللہ کا ارشاد قرار دیا جائے۔

☆ کیا رسول اللہ کی تلوار آپ کے دست مبارک میں بے جان مردہ تلوار تھی۔ جسے اپنی زندگی کے لیے اس روح (سیف الرحمن) کی احتیاج ہوئی۔ ورنہ اس کے بغیر مشرکین کی گردنیں نہ کاٹی جا سکتیں۔

☆ کیا چودہ سو سال کے عرصہ میں اور کسی بزرگ کو یہ مقام حاصل نہ تھا۔ کہ

انہیں رسول اللہ کی تلوار کی روح ہونے کا شرف حاصل ہوتا۔ آخر پیر سیف الرحمن کو تمام بزرگان دین کے بالمقابل ایسی کون سی خصوصیت حاصل ہے جس کے باعث اتنا غلو اور ظلم کیا جا رہا ہے اور معاذ اللہ اپنے پیر کی شان دکھانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء پردازی کی جا رہی ہے؟ بلکہ پیر صاحب خود اپنے قلم سے اپنی کتاب میں اپنے متعلق خلاف عقل و نقل چیزیں شائع کر رہے ہیں۔

اپنی زبانی اپنی تکذیب

بدایۃ السالکین ص 328 کی طرح ص 335 پر بھی پیر صاحب کی اس سیف کی قصیدہ خوانی کرتے ہوئے الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء پردازی کی گئی ہے کہ:

☆ حضور نے مبارک صاحب سے فرمایا... آپ کا نام سیف الرحمن ہے اور سیف کا معنی ہے تلوار اور رحمن اللہ کا اسم ہے۔ پس آپ اللہ تعالیٰ کی تلوار ہیں۔ تو آپ ملحدین کو مار ڈالو۔ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی امداد ہے اور میری طرف سے آپ کو حکم ہے۔

لمحہ فکریہ

پہلے کشف کے مطابق پیر سیف الرحمن صاحب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کی روح قرار دیا گیا ہے اور مذکورہ خواب کے ذریعے اس سے بھی بڑھ کر رسول اللہ کی زبانی اسے "اللہ کی تلوار" قرار دے دیا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کذب بیانی و غلط بیانی کی نحوست کے باعث خود اتنا بھی نہ سوچا:

☆ اس قسم کے کشف و خواب کے ذریعے پیر صاحب اپنی جو بڑائی ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی یہ بڑائی روبہ تنزل ہے اور پیر صاحب خود اپنی زبانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان قرار پا رہے ہیں۔

☆ اس لیے کہ ان کی کتاب کے مطابق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ''اللہ کی تلوار'' قرار دیا ہے اور انہیں اللہ کی امداد کی یقین دہانی بھی کرادی ہے اور خود ملحدین کو مار ڈالو کا حکم بھی دیا ہے۔ پھر کتاب کی اشاعت کے بعد بھی اتنا عرصہ گزرنے کا باوجود اس حکم کی تعمیل کیوں نہیں کی اور فرمان رسالت کے مطابق حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی طرح ملحدین و مشرکین کو کیوں نہیں مار ڈالا، جس طرح جہاد بدر میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کی روح بن کر مشرکین کی گردنیں اُڑائی تھیں۔

☆ یہ دورنگی روش قابل غور ہے کہ اس طرح کے کشف وخواب کے ذریعہ اپنی بزرگی کا اظہار کرنے والے حضرات پہلے تو ایسی چیزوں کی بلا تکلف اشاعت کرتے رہتے ہیں اور جب ان پر اعتراض ہو تو پھر اسے خواب کہہ کر اس سے بریٔ الذمہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس سے بریٔ الذمہ ہونے کی کوشش وخواب کا سہارا لینا ہی اس بات کا اعتراف ہے کہ یہ چیز الفاظ ومفہوم کے لحاظ سے قابل اعتراض ہے۔ اسی لیے تو اس سے بری الذمہ ہونا چاہتے ہیں۔ الغرض اگر ایسی چیزوں کی اشاعت قابل اعتراض نہ ہو۔ تو امن اُٹھ جائے گا اور ہر کوئی ایسے کشف وخواب کے ذریعے جو چاہے لکھتا اور کہتا رہے گا۔ کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتب میں اس قسم کے خواب وکشف وغیرہ کا سہارا نہ لیا اور علماء اہلسنت نے ان کا رد نہیں کیا، کیا ہے اور ضرور کیا ہے۔ ایسے قابل اعتراض خوابوں پر گرفت کی مثالیں اعلیٰ حضرت کی کتاب ''الاستمداد'' وغیرہ اور مولانا غلام مہر علی صاحب کی کتاب ''دیوبندی مذہب'' میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ کیا اگر کوئی آدمی اپنے اہل خانہ یا اپنے متعلق کوئی فحش وتوہین آمیز خواب دیکھے یا کوئی دوسرا اس

کے متعلق ایسا خواب دیکھے تو ایسے لوگ اس کی اشاعت وبیان کریں گے؟ ہرگز نہیں۔ تو جب اپنے متعلق ایسا نہیں کرتے تو جو چیزیں شانِ نبوت وولایت کے ناشایان شان ہیں ان کی اشاعت کیوں کرتے ہیں؟

کاظمی صاحب لکھتے ہیں کہ اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ ذات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ کر حضور کے علاوہ کوئی دوسری چیز مراد نہیں لی جاسکتی۔ جس نے حضور کو دیکھا اس نے لاریب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھا۔

الحق المبین ص56

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''خواب یا بیداری میں یہ الفاظ پڑھنا پڑھنے والے کے مغضوب الٰہی ہونے کی دلیل ہے''

الحق المبین ص 57

ازراہ انصاف

تمام اہل انصاف بالخصوص سیفی سعیدی حضرات جو حضرت علامہ احمد سعید کاظمی کے پروردۂ فیض وتربیت یافتہ ہیں۔ وہ اپنے محسن ومربی اور شیخ واستاذ محترم کے دونوں خوابوں پر مذکورہ تبصرہ پر خصوصی غور فرمائیں کہ جو خواب الفاظ ومفہوم کے لحاظ سے توہین وتنقیص کے متضمن ہیں آپ نے ان پر کتنی شدید گرفت فرمائی ہے اور انہیں محض ''خواب'' قرار دے کر نظرانداز نہیں بلکہ سخت قابل اعتراض قرار دیا ہے۔

لہٰذا سیفی سعیدی حضرات پیر صاحب کی حمایت وتحفظ کی بجائے شان

رسالت و ولایت کو اہمیت دیں۔ پیر صاحب کے زیر بحث واقعہ کو کاظمی صاحب کے الفاظ کے ترازو میں تولیں اور ''الحق المبین'' کی روشنی میں خواب کے نام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس افتراء کی حمایت سے باز آئیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پیر سیف الرحمن صاحب کو ''امام الانبیاء والصحابہ والاولیاء'' بنایا اور سب حضرات کے ساتھ خود مقتدی بن کر پیر صاحب کے پیچھے ہاتھ باندھ کر ان کی اقتداء کی۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ

ایک اہم سوال

یہ بھی ہے کہ اگر خواب محض خواب ہے اس سے مثبت یا منفی کوئی نتیجہ نہیں نکلتا تو پیر صاحب نے ایسے لغو ولاحاصل اور بے مقصد خواب نقل کر کے تضیع اوقات والے فضول کام کا ارتکاب اور وقتی و قلمی اسراف کیوں کیا۔ اور اگر ایسا نہیں بلکہ بہر حال خواب نقل اور شائع کرنے کی کوئی اہمیت و مقصد ہے تو پھر گول مول روش اختیار کر کے اس سے جان چھڑانے کی کوشش کیوں کی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ قبول کر کے اس پر ڈٹ جائیں یا توبہ ورجوع کا اعلان کریں۔

سوال

پیر صاحب نے کہاں لکھا ہے کہ یہ کشف و خواب بطور تائید و ثبوت ولایت نقل کیے ہیں؟

جواب

ملاحظہ ہو پیر صاحب لکھتے ہیں:

''ہزار ہا رویائے صالحہ اور کشوف حقہ... اس فقیر کی مجددیت اور حقانیت پر گواہ عدل ہیں... فقیر کی ولایت ...پر رویائے صالحہ بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں جو کہ نبوت کا چالیسواں جز اور حصہ ہے۔ چند رویائے صالحہ لکھنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ طالبان حق کے لیے مشعل راہ بنیں۔ فاقول... ہزار ہا رویائے صالحہ کشوف صادقہ اس فقیر کی... ولایت پر دلالت کرنے والے ہیں۔''

بدایۃ السالکین ص 335,321,299

بغور دیکھئے کہ پیر صاحب نے کتنے وثوق و تکرار کے ساتھ بار بار اپنے متعلقین کے رؤیا و خواب و کشف کو اپنی مجددیت و حقانیت و ولایت کی بنیاد قرار دیتے ہوئے رؤیا و خواب کو بطور دلیل و گواہ عدل پیش کیا ہے۔ اگر خواب محض خواب و خیال ہوتے تو پھر اتنے اہتمام سے نقل کیوں کیے جاتے۔ لہٰذا جب پیر صاحب نے خود بحالت بیداری خوابوں کو بطور دلیل و گواہ پیش و نقل کر دیا۔ تو اب معاملہ نوم و نیند اور خواب و خیال کا نہ رہا بلکہ بیداری سے متعلق ہو گیا اور پیر صاحب ظاہری و معنوی طور پر اس کے ذمہ دار اور خواب اپنی شناخت و قباحت و بے ادبی کے باعث قابل اعتراض بن گئے جیسا کہ ''الحق المبین'' کے حوالہ سے پہلے بیان ہوا۔ لہٰذا پیر صاحب کا مذکورہ واقعہ مقام نبوت و رسالت شان صحابیت و ولایت کے یکسر منافی اور عقل و نقل ضمیر و دیانت کے بالکل خلاف ہے۔ انفرادی و اتفاقیہ طور پر کبھی کبھار کسی عذر و مصلحت کے باعث اللہ کے پیغمبر علیہ السلام کا کسی امتی کی امامت میں نماز پڑھنا بالکل الگ نوعیت کی بات ہے مگر بلا کسی عذر و مصلحت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ سب انبیاء علیہم السلام اور حضرات صحابہ خلفاء راشدین اور ائمہ اربعہ و اولیاء عظام علیہم الرضوان کی موجودگی میں

پیر سیف الرحمن کا امام اور سب حضرات کا مقتدی بننا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیر سیف الرحمن کو خود امام الانبیاء والصحابہ والاولیاء بنانا اور سب کی موجودگی میں امامت کے لیے آگے کھڑا کرنا بالکل الگ چیز اور ناقابل قبول ہے۔ پیر سیف الرحمن میں ہرگز ہرگز کوئی ایسی خوبی و وصف و کمال نہیں جس کی بناء پر انہیں تمام انبیاء و صحابہ و اولیاء عظام کا امام اور باقی سب کو ان کا مقتدی بنا دیا جاتا۔

اللہ اکبر! ایک طرف تو اس قدر جسارت کا مظاہرہ ہے جبکہ دوسری طرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ رسالت میں ادب و نیاز مندی کا یہ عالم ہے کہ جب ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہیں تشریف لے جانے کے بعد بوقت جماعت صدیق اکبر نے امامت شروع فرمائی اور دوران نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تو صدیق اکبر آپ کی آمد محسوس کر کے مصلیٰ سے پیچھے ہونے لگے تاکہ حضور مصلیٰ پر تشریف لا کر نماز پڑھائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُمْكُثْ مَكَانَكَ

اپنی جگہ ٹھہرے رہو

اس کے باوجود صدیق اکبر پیچھے ہٹ کر مقتدی بن گئے۔ جبکہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور پھر صدیق اکبر سے فرمایا کہ میرے فرمانے کے باوجود آپ کو اپنی جگہ رہنے سے کس نے روکا؟ تو صدیق اکبر نے عرض کیا۔

ما كان ينبغي لابن ابي قحافة ان يصلي بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم

یعنی ابو قحافہ کے بیٹے ابو بکر کے لیے یہ زیبا نہیں تھا کہ رسول اللہ کے آگے

کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔

بخاری شریف صفحہ 125، جلد 1

اللہ اکبر! ایک طرف اتنی بڑی شخصیت اور اس قدر ادب و نیاز مندی اور دوسری طرف اس قدر جرأت و جسارت کہ پیر سیف الرحمن نہ صرف محمد رسول اللہ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام و صحابہ و اولیاء رضی اللہ عنہم کا امام بن کر انہیں نماز پڑھائی اور سب کو اپنا مقتدی بنائیں اور پھر اپنی کتاب میں اس کی اشاعت عام کریں۔ اُف توبہ۔

کاش! پیر صاحب کا مرید اپنے پیر کی خوشامند و مبالغہ آرائی کے لیے دلخراش روح فرسا من گھڑت خواب بیان نہ کرتا اور پیر صاحب اس کو نقل کر کے "سند جواز" مہیا کر کے اس کے شریک جرم نہ ٹھہرتے۔

☆☆☆

فتاویٰ مبارکہ ارشاد جلیلہ

جلیل القدر نامور علماء کرام کے تاثرات

1۔ استاذ الاساتذہ علامہ مولانا عطاء محمد بندیالوی

تمام اہلسنت کو واضح ہو کہ بندہ کو کئی خطوط موصول ہوئے ہیں جن میں اکابر اہلسنت کی توہین کی گئی ہے۔ یہ توہین ایک شخص مسمیٰ پیر سیف الرحمن سرحدی نے کی ہے۔ مثلاً قطب الاقطاب حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ لکھا کہ حضرت غوث الاعظم سے چھ مرتبے فائق ہوں یعنی بلند ہوں۔ اب بندہ سیف الرحمن سرحدی کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتا ہے۔

☆ قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کو اعلان جنگ کیا ہے۔ ایک تو سود کھانے والا اس کے متعلق فرمایا: فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ۔ یعنی اے سود خورو! خبردار ہو جاؤ اللہ رسول کی طرف سے تم کو اعلان جنگ ہے۔

دوسرا اس آدمی کو اعلان جنگ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کی توہین کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ من عادیٰ لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب یعنی جس نے میرے مقبول ولی کی توہین کی میں نے اس کو اعلان جنگ کیا ہے۔

☆ حضرت غوث الاعظم تمام اولیاء کے سردار ہیں تو جو اُن کی توہین کرتا ہے اس کو بھی اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ ہے۔ اب پیر سیف الرحمن کو واضح ہو کہ اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے اعلان جنگ کیا ہے۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جائے لیکن اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ جنگ کی طاقت نہیں رکھتا۔ دوسری

گزارش ہے کہ غوث الاعظم کا جو گستاخ ہے اس کو شدید خطرہ ہے کہ مرتے وقت اس کا ایمان ضائع ہو جائے۔ چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے "شرح مشکوٰۃ" میں لکھا ہے کہ "محدث ابن جوزی حضرت غوث الاعظم پر طعن کرتا تھا، تو جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو اس کو سخت تکلیف محسوس ہوئی۔ اس کے احباب نے اس کو کہا کہ یہ تکلیف تم کو اس لیے ہو رہی ہے کہ تم غوث الاعظم کے گستاخ ہو۔ لہٰذا اس کے احباب ابن جوزی کو غوث الاعظم کی مجلس میں لے گئے اور عرض کیا کہ یہ آپ کا گستاخ ہے۔ اس کو مرنے کی سخت تکلیف ہو رہی ہے۔ آپ اس کو معاف کر دیں۔ آپ نے معاف کر دیا تو اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گیا۔ اگر آپ معاف نہ کرتے تو خطرہ تھا کہ اس کا ایمان سلب ہو جائے۔ اس سارے قصے کو علامہ بحر العلوم نے "شرح مسلم الثبوت" میں بھی تفصیل کے ساتھ لکھا ہے" شرح مسلم الثبوت" کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ " شیخ ابن جوزی حضرت غوث الاعظم پر طعن کرتا تھا، جس کی وجہ سے وہ عظیم ہلاکت میں پڑ گیا اور کہا گیا ہے قریب تھا کہ اس کا ایمان سلب ہو جائے لیکن حضرت غوث الاعظم کی دعا سے اس کی موت ایمان پر ہوئی۔ لہٰذا تم کو چاہئے کہ اولیاء کرام کا ادب کرو۔ یہ اولیاء کرام اللہ کے رجال ہیں اور حضرت غوث الاعظم کی کرامات متواتر ہیں۔ ان کا انکار خدا کا دشمن اور پاگل ہی کرتا ہے۔ پس اللہ کے رجال کا ادب ملحوظ رکھو۔"

اس عبارت کے بعد بندہ عرض کرتا ہے کہ پیر سیف الرحمن سرحدی کو بھی سلب ایمان کا خطرہ (محسوس) ہونا چاہئے۔

☆ شریعت کی حقانیت چار مذہب میں منحصر ہے اور طریقت کی حقانیت بھی چار سلاسل میں منحصر ہے۔ جن عقائد کا ذکر سیفیوں کے بارے میں کیا جا رہا ہے نہ یہ

شریعت سے مطابقت رکھتے ہیں اور نہ طریقت سے اس لیے بندہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے غلط نظریات سے مسلمانوں کو پناہ دے۔ آمین

مولانا روم صاحب نے اپنی کتاب ''مثنوی شریف'' میں جعلی پیروں کی خوب خبر لی ہے اور اس کی مثال یہ دی ہے کہ شکاری پرندوں کے شکار کے لیے پرندوں والی بولی بولتا ہے اور پرندے سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا ہم جنس ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ایسے فکر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

عطا محمد چشتی کولڑوی بندیالوی، ڈھوک دھمن پدھراز

2۔ شارح بخاری شیخ الحدیث علامہ غلام رسول فیصل آباد

غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور مذکورہ تحریر میں اُن سے عبدیت کے مقام سے فوق چھ مقامات عبدیت تحریر کیے ہیں۔ اہلسنت و جماعت ایسے عقیدہ سے نالاں ہیں اگر واقعی مذکور تحریر واقع کے مطابق اور مولوی ضیاء اللہ کی تحریر حوالہ کے مطابق ہے اور معلوم بھی یوں ہی ہوتا ہے تو ایسا شخص عقیدہ کے اعتبار سے اہلسنت کے عقیدہ کے خلاف ہے اور بریلوی کہلانے کی نسبت کو چار مرتبہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کہہ کر سراسر دنیائے اہلسنت کی توہین کی ہے۔ ایسا شخص شک وشبہ سے بالاتر نہیں۔

3۔ مولانا غلام نبی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد

''ہدایۃ السالکین'' اور ''سیف الرجال علی عنق الرجال'' سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے تحریر کنندہ حضرات کے عقائد اہلسنت و جماعت کے مطابق نہیں ہیں۔'' واللہ اعلم بالصواب

4۔ شیخ الحدیث والتفسیر علامہ محمد سیفی احمد اویسی بہاولپور

پیر سیف الرحمن کی باتیں گمراہی سے بھرپور ہیں۔ مجھے ان علماء پر حیرانی ہے جو اس کی باتیں اور عبارتیں جاننے کے باوجود ان کے مرید و خلیفہ یا کم از کم مداح ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ اہلسنت کے عوام وخواص کو پیر سیف الرحمن سے دور رہنا لازم ہے۔ ورنہ وہی مثال صادق آئے گی کہ ہم تو ڈوبے ہیں صنم تمہیں بھی لے ڈوبیں گے۔

5۔ مناظر اسلام مولانا محمد ضیاء اللہ قادری سیالکوٹی

استفتاء میں مذکورہ عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ پیر صاحب کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے چھ درجے فوق قرار دینا بھی زعم باطل ہے۔ فقیر کے نزدیک پیر صاحب ضالین کے راستہ پر گامزن ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

6۔ استاذ العلماء مولانا مفتی غلام سرور قادری لاہور

سیف الرحمن صاحب ارچی کے بارے میں ان کے مرید بہت غلو کرتے ہیں۔ ان کو سلطان اولیاء مجدد عصر قیوم زماں و سرفراز مقام صدیقیت و عبدیت و امامت قرار دیتے ہیں۔ جبکہ ہم نے ان سے خود ملاقات کر کے حالات کا جائزہ لیا ہے۔ وہ ایسے نہیں ہیں اور ان القابات میں سے کسی بھی لقب کے مستحق نہیں ہیں بلکہ ان کی کتاب ہدایۃ السالکین میں ایسی بے ہودہ باتیں ہیں جو کسی صحیح العقیدہ مسلمان سے سرزد نہیں ہو سکتیں۔ چہ جائیکہ کوئی بزرگی کا مدعی ایسی باتیں کرے۔ اس میں انہوں نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی اپنے آپ کو چھ درجے اونچا ولی ظاہر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو

ہدایت دے۔ ایسے شخص سے اور اس کے سلسلہ والوں سے بیعت نہیں کرنا چاہئے۔

7۔ استاذ العلماء مولانا مفتی حاکم علی راہوالی

پیر سیف الرحمن صاحب نے کتاب "ہدایۃ السالکین" میں جو کچھ لکھا ہے وہ اہلسنت وجماعت میں انتشار وافتراق کا سبب ہے۔ ایسے عقائد اہلسنت وجماعت کے ہرگز نہیں پھر اس میں سیدنا اعلیٰ حضرت کا ذکر بالکل عامیاہ انداز میں جب کہ دیابنہ کے امام انور شاہ کشمیری کو علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر کیا ہے۔

اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس پر اپنی برتری وبلندی کا دعویٰ۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ ایسے شخص سے لوگوں کو بچنا چاہئے۔ ایسے پیر لائق بیعت نہیں اور ایسوں سے اجتناب لازم ہے۔

8۔ مولانا صاحبزادہ پیر سید افضل حسین صاحب علی پور شریف

حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق نے کتاب "ہدایۃ السالکین" کے بارے میں جو علمی تحقیق اور تحریر کیا ہے۔ میں اس سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ وما علینا الا البلغ

9۔ مولانا علامہ غلام نبی صاحب مہتمم دار العلوم عطاء العلوم گکھڑ

استفتاء مذکورہ میں پیر سیف الرحمن افغانی کے جن عقائد و نظریات اور خیالات ومبالغات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہ عقائد و نظریات نہ تو شریعت وطریقت کے مطابق ہیں اور نہ ہی سنیت وحنفیت کے خصوصاً شہنشاہِ بغداد حضور غوث الثقلین محی الدین سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پر اپنی فوقیت والی ہفوات اور لفظ بریلوی سے دیدہ دانستہ اتنی چڑ اس کی غماز ہے کہ پیر موصوف ہرگز ہرگز پیر ومرشد اور رہبر نہیں۔ عوام

اہلسنت کو اس پیر سے پرہیز واجتناب لازم وضروری ہے۔

10۔ استاذ العلماء مولانا مفتی محمد عبد اللطیف گوجرانوالہ

حضور سیدنا غوث الثقلین غیاث الدین رضی اللہ عنہ سے چھ مرتبہ بلند ہونا تو درکنار برابر ہونا بھی جناب غوثیت میں بہت بہت سوٗادب ہے اور ایسے شخص کی بیعت کسے باشد ناجائز و ناروا ہے اور ایسے فاسد عقیدہ والے کو امام و مقتداء تسلیم کرنا بریلوی مسلمان کے لیے سخت ناجائز اور ایسے عقائد والے شخص سے اجتناب لازمی وضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

11۔ استاذ العلماء مولانا عبد الرشید رضوی سمندری

جب پیر سیف الرحمن بریلویوں کی فی الجملہ تکفیر کرتا ہے۔ انہیں افراط و تفریط کا شکار اور صراط مستقیم سے منحرف قرار دیتا ہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کو صرف "مولوی" لکھتا ہے اور طنزیہ طور پر بریلویوں کے قبلہ وکعبہ اعلیٰ حضرت لکھ کر ان سے بے تعلقی ظاہر کرتا ہے۔ بریلوی کہلانے کو گناہ کبیرہ سے تعبیر کرتا ہے۔ اس کا خلیفہ مولوی ضیاء اللہ سیفی مولوی کاشمیری دیوبندی کو امام العصر اور الشیخ الکبیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے تو ان تحریروں سے صاف ظاہر ہے کہ پیر سیف الرحمن اور اس کے ماننے والوں کے عقائد اہلسنت وجماعت بریلوی کے خلاف ہیں۔ انہیں پیر، امام یا مقتداء بنانا شرعاً ناجائز ہے۔

12۔ جانشین حکیم الامت مفسر قرآن مفتی احمد یار خاں گجراتی

(پیر سیف الرحمن) ہدایۃ السالکین میں ایسی کچی باتیں لکھ گئے ہیں جن سے

پیر مذکور کی علمی اور عقلی کیفیت کمزور نظر آتی ہے۔ مجھ کو تو ان کی مذکورہ کتاب میں صرف نادانیاں ہی نظر آئیں۔ اس کتاب کو پڑھ کر کوئی شخص پیر مذکور کے مسلک اور مذہب کا حتمی یقینی پتہ نہیں لگا سکتا۔ اس قسم کے لوگوں کے ایسے رویہ سے سوائے دنیا پرستی اور چندہ گیری کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ یہ ابن الوقتی جلدی ختم ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے پیر مذکور کہیں تو اعلیٰ حضرت سے بیگانگی کا اظہار کرتے ہیں اور کہیں اعلیٰ حضرت بھی لکھ رہے ہیں۔ مزید کم عقلی پر حیرانی ہے کہ لفظ بریلوی میں ان کو چار جھوٹ نظر آتے ہیں جبکہ خواہ کوئی اپنے آپ کو بریلوی کہے یا نہ کہے مگر عند اللہ و عند الناس یہ نشان ہر طرف قائم ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہیں گے۔

مفتی اقتدار احمد خاں گجرات

13۔ اُستاذ العلماء علامہ مفتی محمد عبداللہ قصوری

افغانی پیر کا قول خبیث کہ وہ پیران پیر سے چھ مقامات میں فوقیت رکھتے ہیں، غلط ہے کسی مجنوں کی بڑ اور کسی جاہل کی جہالت کا نمونہ ہے۔ اسے اتنی جرأت نہیں کرنی چاہئے۔ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ تو فرماتے ہیں کہ میرے قدم اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہیں اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ پر "فتاویٰ رضویہ" میں "بہجۃ الاسرار" سے گیارہ روایتیں پیش کی ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوبوں کے عقیدت مندوں کو شیطان کے شر سے بچائے۔ (آمین)

14۔ اُستاذ العلماء علامہ مفتی محمد حسین سکھروی

"فرقہ سیفیہ کے بارے میں علماء حق نے جو اظہار حق فرمایا ہے اور فتویٰ صادر فرمائے ہیں فقیر اس پر متفق ہے اور ان کی تصدیق کرتا ہے۔"

15۔ مولانا علامہ محمد بشیر القادری کراچی

"جس طرح آج کل پیرانِ پیر رضی اللہ عنہ پر فضیلت و فوقیت کے دعوے پیر سیف الرحمن اور ان کے خلفاء کر رہے ہیں۔ یہی شور سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہوا تھا۔ جن کی ولایت و قطبیت پر کسی کو بھی کلام نہیں مگر ان کی تفضیل اور فوقیت سیدنا عبدالقادر جیلانی پر ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اس لیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے مستقل کتاب 'طرد الافاعی عن حمی ہادر رفع الرفاعی" تحریر فرمائی جب ایسے جلیل القدر بزرگ کی غوث پاک پر فضیلت و فوقیت نہیں تو پیر سیف الرحمن کس شمار میں ہیں"

16۔ علامہ مولانا غلام مصطفیٰ رضوی مفتی انوار العلوم ملتان

"پیر سیف الرحمن سرحدی کے عقائد و نظریات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہر صحیح العقیدہ سنی مسلمان ایسے شخص سے مکمل طور پر اظہار نفرت کرنا چاہئے وہ ہرگز اس لائق نہیں کہ اس کی بیعت کی جائے یا اسے پیر تسلیم کیا جائے۔"

17۔ مولانا عمر سدیدی مفتی جامعہ خیر المعاد ملتان

"شخص مذکور سنی صحیح العقیدہ نہیں ہے اس لیے سنی صحیح العقیدہ لوگوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اس سے تعلق جوڑنے کی بجائے تعلقات منقطع کرنا لازم ہے۔"

18۔ مولانا علامہ احمد حسین مہتمم جامعہ حسینیہ نارووال

"فقیر نے "ہدایۃ السالکین" کی جن عبارتوں کو پڑھا ہے بادی النظر میں یہ

عبارتیں ٹھیک نہیں ہیں اور ان کو صحیح خیال کرنے والا صراط مستقیم سے دور ہے۔"

19۔استاذ العلماء علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری لاہور

"مولانا پیر محمد صاحب مہتمم جامعہ غوثیہ معینیہ پشاور متبحر عالم اور سنی مسلمان ہیں ان کے بارے میں "ہدایۃ السالکین" میں جو فتوائے کفر دیا گیا ہے فقیر اس کے ساتھ متفق نہیں اور نہ ہی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ فتوائے کفر دینے والے غلطی پر ہیں۔ یہ فتویٰ غلط ہے اور یہ لوگ غلط ہیں۔" کتاب "ہدایۃ السالکین" کے آنے کے بعد میں نے اس کی حمایت یا وکالت نہیں کی بلکہ پیر صاحب کے قریبی متعلقین سے کہہ دیا ہے کہ آئندہ ایڈیشن سے تائید کنندگان میں سے میرا نام حذف کر دیں۔ چھ درجے فوقیت والا خواب اور ایسی ہی اور بہت باتیں درج نہیں ہونا چاہئے تھیں جو شامل کتاب ہیں۔ رضائے مصطفی کا نیا پرچہ مل گیا ہے آپ نے صحیح لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

20۔مولانا علامہ محمد منشاء تابش قصوری مرید کے

علامہ شرف صاحب قادری مدظلہ تشریف لائے اور آپ کا مکتوب گرامی دیکھا۔ مولانا الموصوف ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ پر عمل پیرا ہیں اور آپ کا مشن بھی مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حال بہتر فرمائے۔ (آمین)

21۔مولانا علامہ مفتی محمد اشفاق احمد (مہتمم جامع العلوم) خانیوال

"پیر سیف الرحمن سرحدی کے جو نظریات تحریر کیے گئے ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ یہ شخص راہ راست سے بھٹک چکا ہے۔ اپنی عارضی مقبولیت کے نشہ میں سواد

اعظم اہلسنت وجماعت بریلوی میں شمولیت کی سعادت سے خود کو محروم کر چکا ہے۔ اس لیے اسے بریلوی کہلانے میں معاذ اللہ کذب نظر آتا ہے۔ اپنے کو غوث پاک سے چھ درجے فوق ظاہر کرنا غوث اعظم کی عظمت سے بغض کی بناء پر ہے۔ ایسا شخص اہلسنت کا معتبر فرد بھی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ اہلسنت کا پیر یا شیخ کہلائے۔ عوام کو ایسے شخص سے بچنا چاہئے، اور علماء پر زیادہ ذمہ داری ہے وہ اگر کسی مفاد کی بناء پر آنکھیں بند کریں گے تو عوام کی گمراہی کے ذمہ دار ہوں گے۔"

22۔مولانا مفتی محمد جمیل رضوی شیخوپورہ

ایسے شخص کی بیعت وامامت گناہ ہے۔

24۔مولانا مفتی محمد نعیم اختر مہتمم دارالعلوم حبیبیہ رضویہ کامونکی

"صورت مسؤلہ میں جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ شخص مذکورہ ان باتوں کا قائل یا مؤید ہے تو اس کی گمراہی میں کوئی شبہ نہیں۔ ایسے شخص کو امام بنانا گناہ اور پیر و مرشد ماننا بھی سخت و شدید قسم کا گناہ۔"

25۔مولانا محمد بشیر احمد غازی کامونکی

الجواب صحیح یقیناً ایسے کلمات لکھنے یا ان کی تائید کرنے والا گمراہ ہے۔

26۔مولانا علامہ محمد اسلم رضوی مفتی جامعہ رضویہ فیصل آباد

"جو لوگ گستاخ بے ادب ہیں ان کو اچھا جاننے والا اہلسنت سے کیسے ہو سکتا ہے۔ پیر صاحب مذکور کی تحریر اور مولوی ضیاء اللہ مذکور کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے عقائد اہلسنت و جماعت کے مطابق نہیں ہیں اور اہلسنت کے ساتھ تعلق نہیں

ہے۔"

27۔استاذ العلماء علامہ مولانا گل احمد عتیقی فیصل آباد

"پیر موصوف اپنے آئینہ تحریر کی روشنی میں گمراہ معلوم ہوتے ہیں اور معزز علماء اہلسنت ومفتیان باعظمت کے بیان سے اس کی گمراہی شک وشبہ سے بالاتر ہے۔لہٰذا پیر موصوف کو سرعام کھلم کھلا توبہ کرنی چاہئے۔"

28۔مفسر قرآن مولانا مفتی محمد ریاض الدین اٹک

بریلوی حضرات کے خلاف پیر صاحب نے جو زبان استعمال فرمائی ہے اس کے متعلق وہ خود ہی بتائیں کہ کہاں تک سنجیدہ ہے؟ پھر جب موصوف بقول اپنے نہ بریلوی ہیں نہ دیوبندی تو انہیں دیوبندیوں کی پاسداری اور مدح سرائی کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے۔ان کے کسی مولوی کو علامہ رحمۃ اللہ علیہ لکھنے کی کیا مجبوری تھی۔ پھر یہ لکھنے کی کیا محتاجی تھی کہ کس طرح چار دفعہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو کر اپنے آپ کو بریلوی سے مسمی کروں جو کہ بریلوی حضرات کے قبلہ وکعبہ ہے۔

☆ اگر لوگوں کو یہی بتانا تھا کہ بریلوی بھی کافر ہیں تو ان کو کافر قرار دینے کی کوئی وجہ بھی تو لکھتے جن دیوبندیوں کی تعریف بایں الفاظ کی ہے کہ وہ نہ وہابی ہیں اور نہ وہابیت کے مؤید ان کے مقابلے میں جو وہابی یا ان کے موید ہیں انہیں توگستاخ ہونے کی بناء پر کافر کہنا فرض تھا۔اس کے باوجود کھلے الفاظ میں لکھنے کی ہمت نہ ہوئی لیکن بریلوی سے بیزاری کا ہر پہلو کسی نہ کسی صورت میں لکھ ہی دینا ضروری سمجھا اور پھر اعلیٰ حضرت کے متعلق یہ تاثر دینے کی کیا ضرورت تھی کہ وہ صرف بریلویوں کے قبلہ وکعبہ ہیں۔کیا اس میں بریلویوں اور بریلویت سے تنفر کا اظہار نہیں؟ عوام اہل اسلام اس سے کیا نتیجہ اخذ

کریں گے۔ پھر جب بقول آپ کے بریلوی دیوبندی یکساں طور پر بہت سارے مسائل میں افراط وتفریط کا شکار ہیں تو پھر دونوں طرف سے ان مسائل کی نشاندہی کیوں نہ کی۔

☆ شہباز لامکانی سیدنا غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تقابل قائم کرنے اور ان کے مقابلے میں اپنے آپ کو سورج قرار دینے کی اور ان سے چھ درجے فوق ہو جانے کی تعلی کا دم بھر کر انہیں ہیچ در ہیچ ثابت کر کے پوری روئے زمین پر ان کے عقیدت مندوں کی عقیدت پر ضرب کاری لگانے کی کیا ضرورت تھی؟

اُف توبہ!

پیر صاحب کے دل گردے کی بات ہے جنہوں نے ایسی مبنی بر توہین خوابوں کو بھی نہ صرف خوابوں کی حد تک رہنے دیا بلکہ انہیں رویائے صالحہ لکھ کر اپنی ولایت و مجددیت پر دلیل بناتے ہوئے غوث العالمین بلکہ سید المرسلین (علیہ الصلوۃ والتسلیم) کی توہین کا ارتکاب کیا، جن میں کہیں تو حبیب کبریا کو روکر کوشش کرنے کی فرمائش کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

☆ اور کہیں تمام انبیاء کی موجودگی میں امامت کے لیے آگے کر دیتے ہیں اور کبھی یہ فرماتے ہیں کہ اس کے علو شان کی وجہ سے اس ہستی کو قیامت کے دن انبیاء کی صف میں کھڑا کروں گا۔ خوابوں کے جتنے قصے اپنے کتاب میں بقلم خود درج کر کے پیر صاحب نے اپنی برتری پر ان سے استدلال کیا ہے۔ایسے جملہ خوابوں کے بارے میں کیا وہ یہ کہنے میں اپنی کسر شان سمجھتے تھے کہ میں تو کچھ بھی نہیں کجا میں اور کجا غوث صمدانی کہاں میں اور کہاں مجدد الف ثانی کجا مجسمہ خس و خاشاک اور کہاں سرور کائنات علیہ الصلوۃ التسلیمات۔ ع...

چہ نسبت خارا باعالم پاک

☆ مجھے یقین کامل ہے کہ اگر اپنے مریدوں کے خوابوں کی کہانی سن کر بجائے اظہار تعلی، اظہار و تواضع کرتے مریدوں کو ایسے خوابوں کے بیان کرنے سے باز رہنے کی تلقین فرماتے، جن میں اکابرین اُمت سے لے کر شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ التسلیمات کے ساتھ تقابل برابری یا تعلی و فوقیت کی صورت نظر آتی ہے۔ تو ان کا کوئی مرید اان سے منحرف نہ ہوتا اور نہ ہی آج جو لوگ ان پر بجا طور پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر رہے ہیں۔ انہیں اعتراض کی کوئی گنجائش ہوتی مگر اب جبکہ یہ سب کچھ ہو چکا ہے۔ بہر حال اب اختیار ان کے اپنے ہاتھ میں ہے کہ اپنے مریدوں کی صحیح راہنمائی کریں انہیں دشمن و دوست، خبیث و طیب گستاخ اور باادب کا واضح فرق بتائیں۔

☆ تاحال پیر صاحب کو ان کی خالص اپنی تحریروں کے پیش نظر صحیح العقیدہ سنی حنفی بھی نہیں کہا جا سکتا۔ امام و مقتدا بنانا تو در کنار۔

نوٹ

جہاں تک میں تحقیق کر سکا ہوں تو وہ یہ ہے کہ پیر صاحب کے آستانہ پر تاحال اذان کے اول و آخر صلوٰۃ و سلام اور نماز پنجگانہ کے بعد بآواز بلند کلمہ شریف اور صلوٰۃ والسلام کی کوئی چیز نہیں اور نہ ہی بروز جمعۃ المبارک یا دیگر اجتماعات کے خاتمہ پر سلام و قیام کی کوئی صورت سامنے آسکی ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم

29۔ مترجم قرآن مولانا مفتی محمد رضا المصطفیٰ ظریف القادری گوجرانوالہ

"صورت مسؤلہ میں پیر سیف الرحمن کے نظریات بلاشبہ پیران اہلسنت کے نظریات نہیں۔ پیر صاحب پر لازم ہے کہ فوراً توبہ نامہ شائع کریں اور اپنی ذات و

نظریات کے حوالے سے سوادِ اعظم اہلسنت والجماعت میں فتنہ بپا نہ کریں۔ پیر صاحب چونکہ ابھی بقید حیات ہیں۔ لہٰذا جو چیز ان کی طرف منسوب کی جاتی ہے اس کے غلط ہونے کی صورت میں وضاحت کریں اور اس میں متنازع اور قابل اعتراض باتوں سے پیر صاحب توبہ کرتے ہوئے انہیں کتاب "ہدایۃ السالکین" سے خارج کر دیں اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو علماء و عوام اہلسنت کو ان سے یا ان کے کسی خلیفہ سے بیعت ہونا جائز نہیں اور جو غلط فہمی میں بیعت ہیں وہ تجدید بیعت کریں۔

30۔ علماء اہلسنت و جماعت میلسی ضلع وہاڑی

"قطب عالم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے خود کو چھ درجے فوق کہنے والا کوئی گمراہ ہی ہو سکتا ہے۔ خصوصاً وہ شخص خود کیونکہ اور کس منہ سے چھ درجہ یا ایک درجہ فوق کہہ سکتا ہے جس کو حق و باطل میں امتیاز نہیں، مومن وہ منافق سچے جھوٹے اور عاشق و گستاخ میں فرق و فیصلہ کی صلاحیت نہیں، مجدد کوئی شخص محض اپنے مریدوں شاگردوں کے کہنے سے نہیں بن سکتا۔ پیر مبارک صاحب کو اکابر و مشاہیر و اعاظم اہلسنت میں سے کسی نے بھی مجدد نہ مانا۔ پیر ارچی صاحب اور ان کے متعلقین کو بحث و مباحثہ اور غیر ضروری تاویلات میں ہرگز کچھ وزن نہیں ہے بلکہ شکوک و شبہات اور بڑھ رہے ہیں۔ جو دیوبندی مولوی پیر صاحب کے مرید ہو گئے ہیں۔ یا تو ان سے توبہ اور رجوع کرائیں یا ان کی بیعت فسخ کر کے حلقہ ارادت سے خارج ہونے کا اعلان کریں تب بات بن سکتی ہے۔ مولیٰ عزوجل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے مسلمانوں کو ہر پیدا ہونے والے فتنہ کے شر اور حیلہ سازی سے بچائے۔ آمین

مجاہد اہلسنت دافع نجدیت مولانا محمد حسن علی رضوی میلسی

31۔ تصدیقات: غلام حیدر اویسی متہم وصدر مدرس جامعہ اویسیہ رضویہ میلسی

32۔ مولانا محمد امیر احمد نقشبندی صدر مدرس مدرسہ مصباح العلوم

33۔ مولانا قاری عطاء اللہ فیضی مدرس مدرسہ مصباح العلوم وخطیب جامع مسجد غلہ منڈی

34۔ مولانا قاری نذر محمد چشتی گلفریدی محمدی جامع مسجد

35۔ مولانا قاری محمد اعظم اویسی خطیب مدینہ مسجد

36۔ مولانا قاری محمد کمال اویسی جامع مسجد فدہ

37۔ مولانا قاری محمد اقبال ناصر جامع مسجد ریاض الجنت میلسی

38۔ استاذ العلماء مولانا محمد معین الدین متہم دار العلوم نقشبندیہ ڈسکہ

"جو نظریات پیر سیف الرحمن سرحدی کے متعلق بحوالہ کتاب "ہدایۃ السالکین" تحریر کیے گئے ہیں۔ ایسے خیالات اہلسنت کے مطابق ہرگز نہیں ہیں۔ لہٰذا ایسا شخص مقتداء اور رہنما ہونے کے لائق نہیں ہے۔" (واللہ اعلم حالہ)

منکرین افضیلت غوث الوریٰ پر امام احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ

مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل
بحکم اولیاء باطل ہے یا غوث

☆ نیز بارگاہ غوث اعظم میں عرض کیا۔ آپ وہ ہیں جن کا قدم اولیاء عالم کی گردنوں پر ہے۔ جبکہ خواجہ اجمیری سلطان الہند عطاء الرسول نے عرض کیا کہ آپ کا

قدم صرف گردن پر نہیں بلکہ میرے سر آنکھوں پر جو لوگ قدمی ھذہ کے فرمان میں بے جا تخصیص کرتے ہیں ان میں جو مخلصین اہل علم وفضل ہیں یہ ان کی لغزش ہے اور جو ضد ومقابلہ وعناد میں بہتان تراشی کرتے ہیں یہ ان کی ضلالت وگمراہی۔

حدائق بخشش جلد 2، صفحہ 67

حضرت استاذ العلماء علامہ عطا محمد بندیالوی کی بابت ازالۂ مغالطہ

فرقہ سیفیہ نے کچھ عرصہ خاموشی کے بعد حال ہی میں اپنے پیر صاحب کی سیرت پر ایک کتاب "تصویر مجدد الف ثانی" شائع کی ہے جس میں دیگر متنازعہ امور کے علاوہ فقیر راقم الحروف کو شخصی طور پر ناحق نشانہ بناتے ہوئے لکھا ہے کہ:

☆ "بقول مولانا عطا محمد صاحب بندیالوی مولانا ابوداؤد محمد صادق نے مولانا موصوف سے بدیں الفاظ مسئلہ کی وضاحت طلب کی کہ جو شخص اولیاء اللہ کا منکر ہو اور اپنے آپ کو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے اعلیٰ سمجھتا ہو آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ مولانا ابوداؤد کا نشانہ پیر طریقت سیف الرحمن پیر ارچی مبارک تھے۔"

کتاب مذکور ص 52

کیسی عجیب بات ہے کہ نشانہ تو خود فقیر کو بنایا ہے اور اُلٹا الزام لگا دیا ہے کہ میں نے پیر صاحب کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ مولانا عطا محمد صاحب نے فقیر کے حوالہ کی بجائے عمومی طور پر خود لکھا ہے۔

"تمام اہلسنت کو واضح ہو کہ بندہ کو کئی خطوط موصول ہوئے ہیں کہ اکابر اہلسنت کی توہین کی گئی ہے اور یہ توہین ایک شخص مسمیٰ پیر سیف الرحمن نے کی یہ کہ قطب الاقطاب حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہا ہے کہ

میں حضرت غوث الاعظم سے چھ درجے فائز ہوں یعنی بلند ہوں۔''

☆ اب بندہ سیف الرحمن سرحدی کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتا ہے... کہ حضرت غوث الاعظم تمام اولیاء کے سردار ہیں تو جو ان کی توہین کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ ہے۔ اب سیف الرحمن کو واضح ہو کہ اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے اعلان جنگ کیا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جائے لیکن اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ جنگ کی طاقت نہیں رکھتا۔ دوسری گزارش ہے کہ وہ غوث اعظم کا گستاخ ہے اس کو بھی سلب ایمان کا خطرہ (محسوس) ہونا چاہئے۔

عارض: عطا محمد چشتی گولڑوی (مع نشان مہر)

فرقہ سیفیہ اور اہل علم وانصاف حضرات علامہ عطا محمد صاحب کے مذکور فتویٰ کے آئینہ میں ملاحظہ فرمائیں کہ کتاب مذکور میں مجھ پر غلط الزام عائد کیا ہے۔ مولانا موصوف کی تحریر و فتویٰ میں ان الفاظ کا ''نام و نشان'' نہیں ہے۔ فقیر نے پیر سیف الرحمن کو نشانہ نہیں بنایا نہ ان کو اولیاء اللہ کا منکر لکھا ہے بلکہ علامہ عطا محمد صاحب نے ''کئی خطوط'' کے جواب میں فتویٰ لکھا ہے اور پیر سیف الرحمن کا نام لے کر غوث الاعظم کا گستاخ اور آپ کی توہین کا مرتکب قرار دیا ہے اور یہ میرے کہنے پر نہیں لکھا بلکہ کئی ''خطوط'' کی بناء پر پیر صاحب کو اس لیے گستاخ قرار دیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے ''حضرت غوث الاعظم سے چھ مرتبے فائق یعنی بلند ہوں'' اور یہ بات میرے نشانہ بنانے کی وجہ سے نہیں بلکہ پیر سیف الرحمن کے اپنے قول کی وجہ سے انہیں غوث الاعظم کا گستاخ قرار دیا ہے۔

☆ اور یہ امر واقعہ ہے کہ پیر سیف الرحمن نے اپنے متعلق اپنی کتاب ''ہدایۃ

السالکین'' میں اپنے مرید کے حوالہ سے خود نقل کیا ہے کہ ''حضرت مبارک (سیف الرحمن) صاحب نے چھ مقامات عبدیت کے مقام سے فوق (بلند) طے کیے ہیں اور حضرت مبارک کا مقام پیران پیر کے مقام سے فوق ہے۔''

ہدایۃ السالکین ص325

اور اسی بات پر اسی حوالہ سے عطا محمد صاحب نے پیر صاحب کو گستاخ اور توہین کا مرتکب قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اوپر نقل ہوا اور فقیر کی کتاب ''خطرہ کا سائرن'' میں بھی علامہ عطا محمد صاحب کا یہ فتویٰ شائع ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس سلسلہ میں فقیر کو ناحق مطعون کرنے کی بجائے فرقہ سیفیہ کو حقیقت کا اعتراف اور غلطی کا اقرار کر کے ''پیر صاحب'' سے توبہ ورجوع کرانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جب تک ایسا نہ ہوگا موقع بموقع اس چیز کا تذکرہ واعادہ ہوتا رہے گا۔

☆ جب جماعت اہلسنت کے شرعی بورڈ نے بھی اس کے خلاف فیصلہ دے دیا ہے تو پھر اس سے توبہ ورجوع کرانے میں تاخیر کیوں کی جارہی ہے؟

حرف آخر

جہاں تک کتاب ''تصویر مجدد الف ثانی'' میں علامہ عطا محمد صاحب سے منسوب بیان کا تعلق ہے۔ یہ فرقہ سیفیہ کو مفید نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں ''ہدایۃ السالکین'' کے مذکورہ متنازعہ حوالہ کو زیر بحث نہیں لایا گیا جیسا کہ ہمارے پیش کردہ علامہ صاحب کے فتویٰ میں پیر سیف الرحمن کی اس بات پر انہیں گستاخ و توہین کا مرتکب قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا صرف اتنا شائع کر دینا کافی نہیں کہ پیر سیف الرحمن حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو بالواسطہ اپنا شیخ اور پیر مانتے ہیں بلکہ ''ہدایۃ

السالکین'' کے حوالہ کے متعلق بھی بتانا چاہئے کہ اگر پیر صاحب حضور غوث اعظم کو اپنا شیخ اور پیر مانتے ہیں تو پھر انہوں نے اپنے متعلق ''ہدایۃ السالکین'' میں یہ کیوں نقل کیا ہے کہ ''حضرت پیران پیر عبدیت کے مقام سے مشرف تھے اور حضرت مبارک (سیف الرحمن) صاحب نے چھ مقامات عبدیت کے (اس) مقام سے فوق (بلند) کیے ہیں اور حضرت مبارک کا مقام پیران پیر کے مقام سے فوق ہے۔'' جبکہ کتاب ''خطرہ کا سائرن'' میں علامہ عطا محمد صاحب کا فتویٰ اسی عبارت کی بناء پر ہے اور اسی کے باعث انہوں نے پیر سیف الرحمن کو غوث اعظم کا گستاخ قرار دیا ہے۔ ایک طرف علامہ صاحب کے سامنے یہ غلط بیانی کرنا کہ پیر سیف الرحمن غوث الاعظم کو بالواسطہ اپنا شیخ اور پیر مانتے ہیں اور دوسری طرف ''ہدایۃ السالکین'' میں صراحتہً حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر اپنی فوقیت کا تاثر دینا، کس قدر کذب بیانی اور دوغلہ پن ہے۔ پیر سیف الرحمن کی طرح کسی اور مرید نے بھی کبھی اپنے آپ کو اپنے پیر بلکہ پیران پیر پر فوق وفائق ہونے کا تاثر دیا ہے، نہیں ہرگز نہیں تو پھر یہ مغالطہ اور دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے؟

☆ کہ ایک طرف کچھ کہا جارہا ہے اور دوسری طرف اس کے برعکس کچھ اور لکھا گیا ہے۔ ایسی دورخی دوھاندلی تو انصاف و دیانت کے بالکل خلاف ہے۔ بات تو تب بنتی جب ''ہدایۃ السالکین'' کی عبارت لکھ کر علامہ صاحب کا اس کی صحت و معقولیت پر فتویٰ و فیصلہ حاصل کیا جاتا۔

لہٰذا اس حوالہ و اختلافی بنیاد کو زیر بحث لائے بغیر غلط بیانی کر کے علامہ صاحب سے کچھ لکھوالینا نہ فرقہ سیفیہ کو مفید ہو سکتا ہے نہ اس سے ''خطرہ کا سائرن''

میں شائع شدہ علامہ صاحب کے اصل فتویٰ میں کوئی شک و شبہ ہو سکتا ہے۔

ضروری یاددہانی

چند ماہ بیشتر جب کتاب ''تصویر مجدد الف ثانی'' دیکھنے میں آئی۔ مضمون ہذا اس وقت لکھا اور کتابت کرا دیا گیا تھا لیکن پھر اپنی طرف سے حالات سازگار رکھنے کے لیے صبر کیا گیا اور اس کی اشاعت نہ کی گئی۔

☆ دوبارہ میاں محمد سیفی صاحب کی طرف سے شائع کرایا گیا ایک پمفلٹ ''پیغام'' نظر سے گزرا اور اس میں بھی میرے خلاف کتاب ''تصویر مجدد الف ثانی'' کا مضمون شائع کر کے میرے متعلق غلط تاثر دیا گیا مگر اس پر بھی برداشت سے کام لیا گیا۔

☆ اب تیسری مرتبہ فرقہ سیفیہ کے ترجمان ماہنامہ ''السیف الصارم'' ماہ مارچ کی اشاعت میں علامہ عطا محمد بندیالوی کی بابت مغالطہ دینے کی وجہ سے مضمون ہذا لکھنا پڑا جو اوپر گزر چکا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

و علیٰ آلک و اصحابک یا حبیب اللہ

فیصلہ شرعی بورڈ جماعت اہلسنت

مسئلہ تکفیر

شرعی بورڈ پوری تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ ہر دو فریق نے ایک دوسرے کی تکفیر کی ہے۔ اخندزادہ پیر سیف الرحمن نقشبندی کے مختار عام صاحبزادہ محمد سعید حیدری نے اپنے مترجم مولانا امین اللہ کے ذریعے اعتراف کیا ہے کہ میرے والد

صاحب نے پیر محمد چشتی کو کافر قرار دیا ہے جبکہ مولانا پیر محمد چشتی ایک طرف تو تکفیر سے انکار کرتے ہیں لیکن انہوں نے اپنے بیان میں میں جو ریکارڈ ہے کہا ہے میں فتویٰ تکفیر نہیں لگایا ظاہر حدیث کے مطابق وہ زندیق ہے۔'' لہٰذا شرعی بورڈ فیصلہ کرتا ہے کہ فریقین ایک دوسرے کے خلاف فتویٰ کفر سے رجوع کریں اور خدا تعالیٰ سے اور ہر دو فریق ایک دوسرے سے معذرت چاہیں کیونکہ جس بناء پر تکفیر کی گئی ہے اس میں نفی کفر کا احتمال موجود ہے۔

{نوٹ: دونوں فریق اپنی اپنی روش پر قائم ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف کتب شائع کر رہے ہیں۔ مرتب}

لٹریچر

دونوں فریقین اپنا لٹریچر جس میں ایک دوسرے کے خلاف زہر اگلا گیا ہے۔ فوری طور پر ضائع کریں اور اپنے اپنے حامیوں کو پوری تاکید کے ساتھ ہدایت کریں کہ وہ ایسا لٹریچر علی الفور ضائع کریں۔

بریلوی مسلک

چونکہ اخندزادہ پیر سیف الرحمن نقشبندی کے مختار عام نے شرعی بورڈ کے سربراہ حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی کے سامنے مورخہ 16-10-1996 کو یہ بیان دیا کہ میرے والد پیر سیف الرحمن نقشبندی اب ''حسام الحرمین'' کے فتاویٰ کی مکمل تائید کرتے ہیں اور اسماعیل دہلوی کی تصنیف ''تقویۃ الایمان'' کی گستاخانہ عبارات کو بھی کفریہ قرار دیتے ہیں اور اس سے قبل خانقاہ سیفیہ منڈی کس کھجوری سے جو لٹریچر بریلوی مسلک کے خلاف شائع ہوا ہے یا تو لاعلمی کی بناء پر ایسا ہوا ہے یا پھر بعض

لوگوں نے پیر صاحب کی اجازت کے بغیر ایسا کیا ہے۔

لٹریچر

لہٰذا فیصلہ کیا جاتا ہے پیر سیف الرحمن صاحب اس لٹریچر کو فوری طور پر ضائع کرنے کے لیے اقدامات اٹھائیں اور ''ہدایۃ السالکین'' سمیت تمام وہ کتابیں جن میں بریلوی پر تنقید کی گئی ہے کہ ضائع کرائیں اور پیر صاحب کے جن مریدین خلفاء نے بریلوی مسلک کے خلاف زہر اگلا ہے ان سے توبہ کروائیں یا پھر ان سے برأت کا اعلان کریں۔

مسئلہ عمامہ

عمامہ شریف کے بارے میں شرعی بورڈ کی تحقیق یہ ہے کہ سنت غیر موکدہ ہے کسی کا یہ کہنا کہ عمامہ کے بغیر نماز ادا کرنا بدعت مکروہ اور واجب الاعادہ ہے۔ غلو فی الدین ہے۔

امام شعرانی ''کشف الغمہ'' (جلد اول صفحہ نمبر 85 مطبوعہ مصر) میں روایت فرماتے ہیں:

كان صلى الله عليه وسلم يامر بستر الراس فى الصلوة بالعمامة او القلنسوه وينهى عن كشف الراس فى الصلوة

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ سر ڈھانپنے کا حکم فرماتے تھے اور ننگے سر نماز سے منع فرماتے تھے۔

''کنز العمال'' جلد نمبر 7، صفحہ 121 پر ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ کے نیچے ٹوپی اور ٹوپی بغیر عمامہ اور عمامہ کے

بحث و تحقیق ۳۸۴ عقائد و نظریات مع عقائد و جوابات

بغیر ٹوپی کے پہنتے تھے اور یمنی ٹوپیاں پہنتے تھے۔

جامع ترمذی صفحہ 254 پر ہے۔ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا" میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ شہداء چار قسم کے ہیں۔ مومن شخص جو دشمن سے جنگ لڑے پس اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرے حتیٰ کہ شہید ہو جائے پس یہ وہ (شہید) ہے۔ جس کی طرف لوگ قیامت کے روز اس طرح نگاہیں اٹھائیں گے اور اپنا سر اُٹھایا حتیٰ کہ آپ کی ٹوپی گر گئی (راوی کہتے ہیں) مجھے نہیں معلوم کہ حضرت عمر فاروق کی ٹوپی گری یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

فتاویٰ عالمگیری اور دیگر متعدد کتب فقہ میں ہے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپیاں تھیں جنہیں پہنتے تھے اور تحقیق یہ بات ثابت ہے اور ظاہر مراد بغیر عمامہ کے پہننا ہے یا مراد عام ہے۔ ان احادیث مبارکہ سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ صرف ٹوپی خلاف سنت نہیں اور صرف ٹوپی سے بھی نماز جائز ہے۔ اگرچہ عمامہ شریف کی فضیلت زیادہ ہے۔

عظیم فقیہ امام سرخسی اصول سرخسی میں فرماتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کی سنتیں سنن الزوائد (سنت غیر مؤکدہ) ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کالعمامۃ جیسا کہ عمامہ۔

فتاویٰ رضویہ، جلد سوم صفحہ 472 میں ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ امام کے سر پر دستار نہ ہو اور مقتدی کے دستار ہو تو کسی کی نماز میں کچھ خلل آتا ہے یا نہیں اور اگر کچھ خلل ہوتا ہے تو امام کے یا مقتدی کے؟ بینوا توجروا۔

جواب: کسی کی نماز میں خلل نہیں ہوتا عمامہ مستحبات نماز سے ہے اور ترک مستحب سے خلل در کنار کراہت نہیں آتی۔

بددیانتی

مقدمہ کی سماعت کے دوران صاحبزادہ محمد سعید حیدری کے مترجم مولوی امین اللہ نے اعتراف کیا کہ عمامہ کے بارے میں "ہدایۃ السالکین" میں سارا مضمون میرا ہے۔ پیر صاحب کا نہیں ہے اس سلسلہ میں نہایت افسوس ناک بات یہ ہے کہ عمامہ کے سنت مؤکدہ ہونے پر "ہدایۃ السالکین" میں جو دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ ان کے نہایت ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ کتاب مواہب لدنیہ (مصنفہ شیخ ابراہیم بیجوری) کی عبارت العذبۃ سنۃ موکدۃ محفوظۃ لم یترکھا العلماء۔ میں بدترین خیانت کر کے "ہدایۃ السالکین" کے صفحہ نمبر 143 پر العذبۃ سنۃ موکدہ کی جگہ العمامۃ سنۃ موکدہ لکھ دیا ہے اور اس طرح دیانت علمی کا جنازہ نکال دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیف الرحمن کو انبیاء کا امام بنایا

پیر سیف الرحمن نقشبندی کے ایک مرید کا خواب کہ:

☆ (ایک مجلس میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام وصالحین موجود تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پیر سیف الرحمن نقشبندی کو امامت کے لیے مصلیٰ پر کھڑا کیا اور پھر پیر صاحب اور ان کے خلفاء کی طرف سے اس خواب کی حمایت وتائید کی۔

غوث الاعظم سے سیف الرحمن کا مقام چھ درجے بلند

پیر سیف الرحمن صاحب کے ایک مرید کا خواب کہ حضرت غوث الاعظم

چاند کی صورت میں انہیں نظر آئے اور خند زادہ پیر سیف الرحمن صاحب سورج کی صورت میں اور وہ چاند اس سورج میں جذب ہو گیا اور پھر تعبیر بیان کرتے ہیں کہ پیر سیف الرحمن صاحب حضرت غوث الاعظم سے فوق ہیں۔ غوث الاعظم نے مقام عبدیت حاصل کیا ہے اور پیر سیف الرحمن نے اس مقام عبدیت سے چھ درجے اوپر مزید حاصل کیے ہیں اور غوث اعظم مجدد ہیں اور پیر سیف الرحمن نقشبندی مجدد افخم ہیں۔

☆ اس خواب کی پیر سیف الرحمن صاحب نے خود تائید کی ہے۔ پیر صاحب کے خلفاء نے متعدد کتابوں میں اس خواب اور اس کی تعبیر کو درست قرار دیا ہے۔ پیر صاحب کے بیٹے مولانا محمد حمید صاحب نے اپنی کتاب ''احقاق الحق'' میں اس خواب اور تعبیر کی کھلے الفاظ میں تائید کی ہے اور اپنے والد صاحب کو حضرت غوث اعظم سے فوق قرار دیا ہے۔

شرعی بورڈ کا فیصلہ

مذکورہ دونوں خوابیں باعث اذیت و موجب فتنہ و فساد ہیں اور ان کی تائید میں جو لٹریچر چھاپا گیا ہے اس سے مسلمانوں کو سخت اذیت پہنچی ہے اور ان خوابوں کی اس طرح تشہیر و فتنہ و فساد کا موجب بنی ہے۔ مسلمہ اکابرین میں سے آج تک کسی نے اس قسم کی بات کی جرأت نہیں کی۔ لہٰذا اس تمام لٹریچر کو اور اس کے خلاف جو لٹریچر لکھا گیا ہے دونوں فریق فوری طور پر ضائع کر دیں اور پیر صاحب آئندہ ایسی خوابوں کی اشاعت سے جن سے مسلمانوں میں فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے کلی اجتناب کریں۔ (ملخصاً)

واللہ اعلم بالصواب

(مفتی) ابوالفضل غلام علی اوکاڑوی اشرف المدارس اوکاڑہ
سید ریاض حسین شاہ مہتمم جامعہ تعلیمات اسلامیہ راولپنڈی
سید حسین الدین شاہ مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی
(بحوالہ اخبار اہلسنت لاہور ماہ ربیع الاول 1418ھ)
مطابق جولائی 1997ء ص 20,21
25 صوفی چیمبر پٹیالہ گراؤنڈ لنک میکلوڈ روڈ لاہور

جعلی ''ہدایۃ السالکین'' سے خبردار

''ہدایۃ السالکین'' اخندزادہ پیر سیف الرحمن صاحب کی کتاب ہے جسے ماہ اپریل 2000ء میں انٹرنیشنل سنی کانفرنس ملتان کے اسٹیج پر بڑی فراخدلی سے مفت و مفت تقسیم کیا گیا اور اس موقع سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی۔ جبکہ تقسیم کردہ یہ کتاب جعلی و باعث مغالطہ اور اوّل ''ہدایۃ السالکین'' سے بالکل مختلف اور اس سے تقریباً نصف کتاب ہے۔

☆ اور اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ''جماعت اہلسنت'' کے اکابرین سے فقیر (میاں محمد سیفی) نے جو وعدے کیے تھے اسے مختصر کرنے کے ساتھ وہ تمام پورے کر دیے۔

☆ حالانکہ جماعت اہلسنت کے شرعی بورڈ نے اپنے فیصلہ میں کتاب مختصر کرنے کے لیے نہیں فرمایا تھا بلکہ ان کا یہ فیصلہ تھا کہ

☆ فریقین (پیر سیف الرحمن و مولانا پیر محمد چشتی) ایک دوسرے کے خلاف فتویٰ کفر سے رجوع کریں اور خدا تعالیٰ سے اور ایک دوسرے سے معذرت چاہیں۔

☆ فریقین اپنا لٹریچر جس میں ایک دوسرے کے خلاف زہر اگلا گیا ہے۔ فوری طور پر شائع کریں۔

☆ بالخصوص "ہدایۃ السالکین" سمیت تمام وہ کتابیں جن میں بریلوی پر تنقید کی گئی ہے، ضائع کرائیں۔

☆ پیر صاحب کے جن مریدین وخلفاء نے بریلوی مسلک کے خلاف زہر اگلا ہے ان سے توبہ کروائیں یا پھر ان سے برأت اعلان کریں۔

یہ ہیں جماعت اہلسنت کے شرعی بورڈ کے فیصلہ کے "فیصلہ کن" نکات جنہیں ہر شخص کھلی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے کہ ان نکات میں "ہدایۃ السالکین" کو مختصر کرنے کا کوئی حکم نہیں بلکہ "ہدایۃ السالکین" اور دیگر قابل اعتراض سیفی لٹریچر کو صریح طور پر ضبط وضائع کرنے کا حکم جاری کیا ہے۔ لہٰذا "چپ چاپ" کتاب مختصر کرنے سے جماعت اہلسنت کے شرعی بورڈ کے صریح فیصلہ پر عملدرآمد کا مقصد حاصل نہیں ہوا اور فیصلہ کی تعمیل نہیں کی گئی۔

چاہیے تو یہ تھا کہ جماعت اہلسنت کے شرعی بورڈ نے جن باتوں کو قابل اعتراض قرار دیا تھا ان کے مطابق "رجوع ومعذرت" کا اعلان کیا جاتا اور اگر کتاب کو مختصر کر کے ہی شائع کرنا تھا تو کتاب کے اس ایڈیشن کے شروع میں پیر صاحب کی قصیدہ خوانی کی بجائے شرعی بورڈ کے فیصلہ کے مطابق پہلے ایڈیشن کی غلطیوں کا اعتراف اور ان سے رجوع ومعذرت کا اعلان کیا جاتا۔

یہ طریقہ ہے کسی فیصلہ پر عملدرآمد کا کہ قابل اعتراض غلط مواد کا اس طرح اعلانیہ ازالہ کیا جائے اور اس پر رجوع ومعذرت کا اظہار کیا جائے۔ نہ کہ پہلا غلط مواد

بھی پہلی کتاب میں جوں کا توں محفوظ رہے اور بڑی خاموشی ورازداری کے ساتھ متنازعہ کتاب مختصر کر کے اس کی جگہ دوسری کتاب اسی نام سے شائع کر دی جائے۔

بہر حال موجودہ صورتحال میں دو قسم کی "ہدایۃ السالکین" سے تنازعہ مزید بڑھ گیا ہے۔ کہ ایک "ہدایۃ السالکین" کچھ کہتی ہے اور دوسری مختصر جعلی "ہدایۃ السالکین" کچھ کہتی ہے۔ جبکہ وہ پہلی اصل "ہدایۃ السالکین" سے بالکل مختلف قطع و برید اور تحریف وخیانت پر مشتمل کتاب ہے۔ اس طرح جس کے پاس پہلی "ہدایۃ السالکین" ہو گی وہ اس کے مطابق شرعی بورڈ کی نشاندہی کے مطابق قابل اعتراض حوالے پیش کرے گا اور جس کے پاس دوسری جعلی کتاب ہو گی اور اس سے انکار و اختلاف کرے گا اور جھگڑا مزید بڑھے گا۔

لمحہ فکریہ

اگر فرقہ سیفیہ حق وصداقت پر مبنی ہے تو اسے شرعی بورڈ کے فیصلہ پر عملدرآمد کی بجائے اس جعلی جو جھوٹی کارروائی سے عوام کو مغالطہ دینے کی کیا ضرورت تھی۔

نوٹ: کتاب "خطرہ کا سائرن" کے مذکورہ حوالہ جات پہلی اصلی "ہدایۃ السالکین" سے لیے گئے ہیں۔ قارئین پہلی اصلی و دوسری جعلی "ہدایۃ السالکین" کا فرق وامتیاز ضرور ملحوظ رکھیں۔

ع... ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

اصلی "ہدایۃ السالکین" کی فوٹو کاپی پیش خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں اور خود انصاف کریں کہ حق پر کون ہے؟

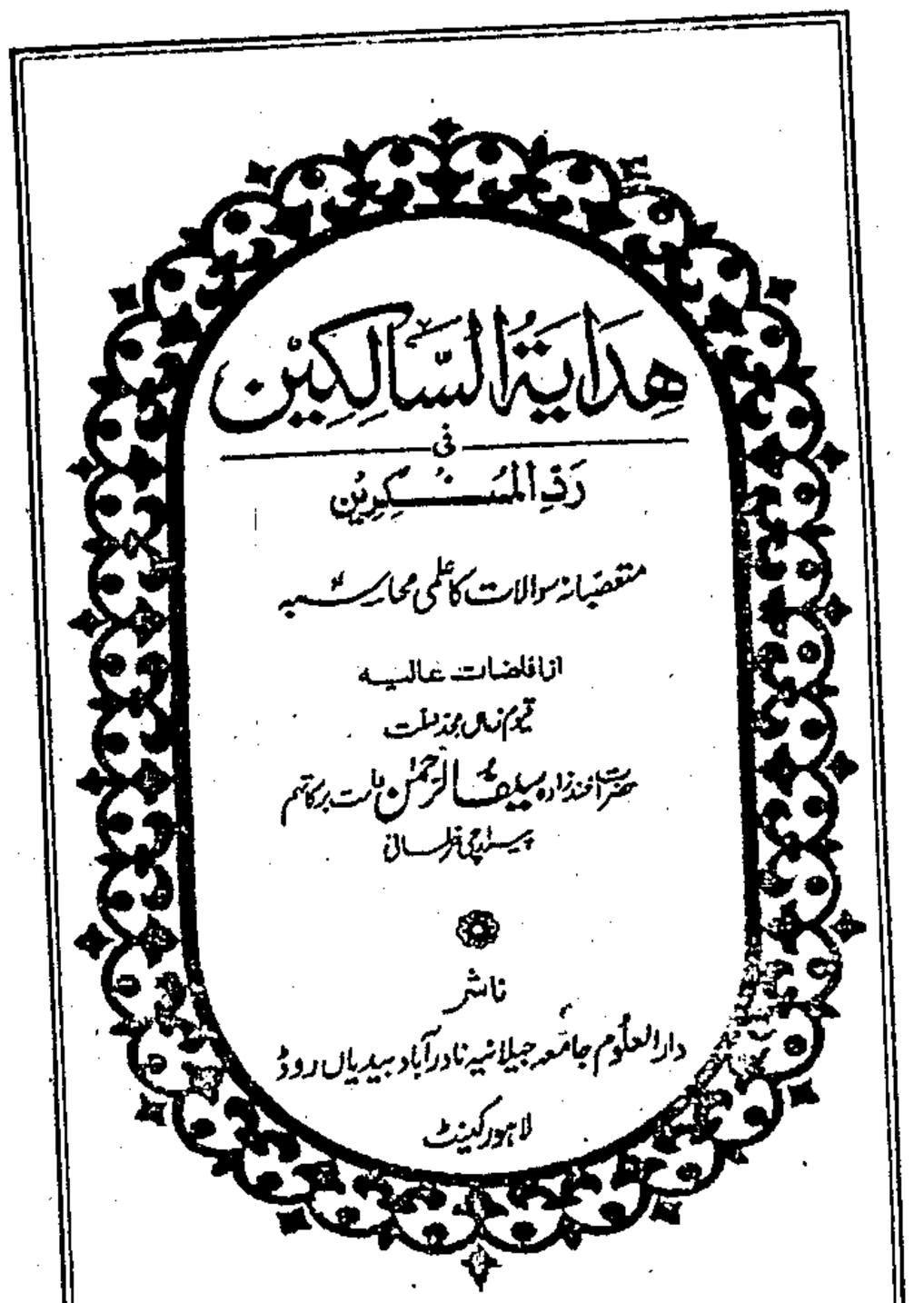

هِدَايَةُ السَّالِكِيْن

فی

رَدِّ المُنْكِرِيْن

متعصبانہ سوالات کا علمی محاسبہ

از افاضات عالیہ

قیوم زماں مجدد ملت

حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم

پیر ارچی خراسانی

ناشر

دار العلوم جامعہ جیلانیہ نادر آباد بیدیاں روڈ

لاہور کینٹ

پر بھی دونوں فریق علی الاطلاق کافر نہیں ہیں کیونکہ دونوں فریق میں سادہ لوح بہت سارے علماء کرام احناف موجود ہیں جو کہ بریلوی نہیں ہیں اور پکے سچے مسلمان ہیں۔ نیز مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے تمام دنیا میں جتنے لوگ مسلمان حنفیہ اور علما احناف اور اولیا احناف گزر چکے ہیں وہ سب کے جتنے لوگ مسلمان حنفیہ اور علما احناف اور اولیا احناف گزر چکے ہیں وہ سب کے سب مسلمان ہیں مگر پیر محمد کے نزدیک وہ تمام کے تمام کافر ہو گئے کیونکہ وہ نہ بریلوی ہیں اور نہ بریلویت اس زمانہ میں موجود تھی بلکہ موجودہ زمانہ میں بھی بریلویت اور دیوبندیت پاکستان اور ہندوستان میں موجود ہے دنیا کے دیگر مسلمان احناف جو کہ مختلف ممالک افغانستان عراق، ترکی بخارا، عرب اور مصر وغیرہ میں موجود ہیں وہ نہ دیوبندی ہیں اور نہ بریلوی مگر پیر محمد کے نزدیک وہ تمام بزرگان احناف خوارج اور کافر بن گئے۔

فقیر سنی حنفی ہے:

پیر محمد نے مجھے کہا کہ آپ اپنے آپ کو بریلوی سے مسمی کریں کیونکہ وہابیہ وغیرہ آپ کو بریلوی کہتے ہیں تو میں نے کہا کہ وہابیہ تو مجھے مشرک اور مبتدع بھی کہتے ہیں تو کیا میں شرک اور بدعت میں مبتلا ہو جاؤں؟ (العیاذ باللہ) حنفی مذہب بمنزلہ کل ہے اور دیوبندیت اور بریلویت بمنزلہ اجزاء ہیں تو کل کو چھوڑ کر جزو کی کی تقلید کرنا عقلاً اور شرعاً حماقت ہے بلکہ بریلوی اور دیوبندی حضرات تو بہت سارے مسائل میں افراط و تفریط کا شکار ہیں تو میں کس طرح صراط مستقیم اور حنفی مذہب کو چھوڑ کر خود کو افراط و تفریط میں داخل کروں؟ چنانچہ میں سنی حنفی ہوں اور بریلوی یا دیوبندی نہیں ہوں۔

نیز اگر میں اپنے آپ کو بریلوی سے مسمی کروں تو چار جھوٹ بولنے کا مرتکب ہو جاؤں گا کیونکہ اصول ہے کہ وہی شخص بریلوی کہلا سکتا ہے جو (۱) بریلی کا رہنے والا ہو یا (۲) بریلویوں کا مرید ہو یا (۳) بریلویوں کا شاگرد ہو یا (۴) بریلویوں کا مقلد ہو

تو میں ان میں سے کچھ بھی نہیں یعنی نہ بریلی کا رہنے والا ہوں نہ ان کا مرید ہوں نہ شاگرد اور نہ ان کا مقلد ہوں تو کس طرح چار دفعہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو کر اپنے آپ کو بریلوی سے مسمی کروں؟ اسی طرح میں دیوبندی بھی نہیں ہوں کیونکہ نہ وہاں کا رہائشی ہوں نہ ان کا مرید ہوں نہ شاگرد ہوں اور ان کا مقلد ہوں تو کیسے خود کو دیوبندی سے مسمی کروں؟

فقیر کا مسکن اصلی افغانستان دشت ارچی ہے:

اس فقیر کا اصلی مسکن افغانستان دشت ارچی ہے اور اس فقیر کی جائے پیدائش بابا کلے ضلع کوٹ صوبہ ننگر ہار ہے اور وطن ہجرت پاکستان صوبہ سرحد میں باڑہ کھجوری ہے۔

فقیر عقائد میں ماتریدیؒ اور تصوف میں پانچ مشہور بزرگان دین کا تابع ہے:

یہ فقیر عقائد میں ماتریدیؒ سے اور تصوف میں پانچ مشہور بزرگوں کے اقوال و اعمال اور اخلاق کا تابع ہے جو کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ، خواجہ محمد بہاؤالدین شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ، شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ کہ یہی بزرگان تصوف کے چاروں معروف سلاسل یعنی نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ کے عظیم پیشوا اور مقتدا ہیں اور فقیر الحمد للہ ان بزرگوں کے سلاسل معروفہ مذکورہ کا مروج اور جامع ہے۔

اور فقیر مذاہب اربعہ میں سواد اعظم مذہب حنفی کا مقلد ہے اور افغانستان و پاکستان کے مشہور اور بڑے بڑے علما کرام احناف کا شاگرد ہے تو یہ فقیر حنفیت کو بریلویت سے تبدیل نہیں کر سکتا کیونکہ فقیر حنفی ہی ہے۔ پیر محمد نے مجھے کئی بار کہا کہ حنفیت بدون بریلویت ممکن نہیں۔

۳۔ حضرت مولوی محمد عارف اخندزادہ سیفی (بڈھ بیر پشاور): اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ بروز جمعرات دس بجے کے بعد میں قیلولہ کر رہا تھا کہ اس وقت میں نے خواب دیکھا کہ کرک کے علاقہ کی ایک مسجد میں بیٹھا ہوں اور حضرت مبارک صاحب کو کسی نے دعوت طعام پر مدعو کیا ہے لیکن ابھی مبارک صاحب تشریف نہیں لائے۔ اس مسجد میں بہت سارے لوگ ہوتے ہیں اور ہم حضرت صاحب کی آمد بابرکت کے لیے تیاریاں کر رہے ہیں اچانک زلزلہ شروع ہوا تو میں مسجد سے باہر نکل گیا۔ جب زلزلہ ختم ہوا تو دوبارہ مسجد میں داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مبارک صاحب ایک سفید رنگ کی کرسی پر تشریف فرما ہیں اور اسی اثناء میں طریقہ قادریہ شریفہ کے چند صوفیہ کرام حضرت اخندزادہ مبارک صاحب کے سامنے آتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب کو اپنا ایک خواب بیان کرتے ہیں۔ وہ صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ ہم نے اس زلزلہ کے وقت بعض کیفیات و حالات دیکھے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنے مزار مبارک سے نکل کر اس مسجد کے ایک کونے سے ظاہر ہوتے ہیں اور زمین پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں تو زلزلہ ختم ہو جاتا ہے تو اسی اثنا میں میں (مولوی محمد عارف) دیکھتا ہوں کہ حضرت غوث الاعظمؒ مسجد کے اسی کونے میں موجود کھڑے ہوتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب کے چہرے کو دیکھتے ہیں پھر یہی مذکورہ صوفیہ کرام میں سے حضرت مبارک صاحب کے حضور اپنا خواب بیان کرتے ہیں یا ان مین سے ایک آدمی خواب بیان کرتا ہے کہ ہم نے خواب دیکھا کہ حضرت غوث الاعظمؒ مشرق کی طرف سے چودھویں رات کے چاند کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب مغرب کی طرف سے سورج کی شکل میں جلوہ افروز ہوتے ہیں اور یہی چاند اس سورج میں جذب ہوتا ہے اور

میں ان صوفیہ کرام کے خواب بیان کرنے کے موقعہ پر یعنی طور پر دیکھتا ہوں کہ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ چاند کی صورت میں تشریف لاتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب سورج کی صورت میں آسمان کے درمیان میں جلوہ افروز ہیں اور یہی چاند آکر اس سورج میں جذب ہوا تو جب انہوں نے یہ مذکورہ خواب حضرت مبارک صاحب کے حضور بیان کیا تو میں نے (خواب ہی میں) حضرت مبارک صاحب سے اجازت طلب کی کہ اس خواب کی تعبیر میں بیان کروں گا۔ اس وقت حضرت علامہ مولوی ضیاء اللہ صاحب، حضرت نور علی شاہ باچا صاحب، حضرت مولوی لعل الرحمن صاحب اور دیگر بڑے بڑے خلفاء کرام بھی تشریف فرما ہوتے ہیں لیکن حضرت صاحب مبارک مجھے شفقت سے تعبیر کی اجازت دیتے ہیں تو میں کرسی سے بائیں طرف ایک قدم کے فاصلے پر پیچھے کھڑا ہو گیا اور حضرت مبارک صاحب کے کندھے مبارک پر ہاتھ رکھتا ہوں اور کئی طرح سے خواب کی تعبیر بیان کرتا ہوں اور تعبیر بیان کے وقت حضرت مبارک صاحب مجھے دیکھتے رہتے ہیں اور تبسم فرماتے ہیں۔ تعبیر کی مختلف تشریحات میں سے صرف ایک مجھے یاد ہے وہ یہ کہ میں نے اپنی گفتگو کے وقت خواب میں یہ بات واضح کی کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا وجود مبارک حضرت سیدنا اخندزادہ سیف الرحمن صاحب کے وجود مبارک میں جذب ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ علوم اسرار اور باطنی قوتیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظمؒ کو عطا فرمائی تھیں وہ سب کے سب کمالات اور معارف اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اخندزادہ صاحب کو عطا کی ہیں۔ حضرت پیران پیر محی الدین جیلانیؒ اپنے عصر کے مجدد تھے اور حضرت صاحب مبارک عصر حاضر کے مجدد اعظم ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں۔ حضرت پیران پیرؒ عبدیت کے مقام سے مشرف تھے اور حضرت مبارک صاحب نے چھ مقامات عبدیت کے مقام سے اوپر طے کیے ہیں اور

حضرت مبارک صاحب کا مقام حضرت پیران پیر سے مقامات فوق ہے۔ الحمدللہ علی ذلک۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ (یہ تمام کا تمام مولانا عارف صاحب کا خواب ہے۔ حضرت مبارک صاحب کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ حضرت مبارک کا قول ہے کہ قیامت تک ولایت کا فیض حضرت پیران پیر غوث الاعظمؒ سے جاری ہے)

نوٹ:- (حضرت غوث الاعظمؒ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے اس قول کہ "میرا قدم تمام اولیاء کرامؒ کی گردنوں پر ہے" سے مشائخ کرامؒ کا اختلاف ہے کہ آپؒ کا قدم قیامت تک تمام اولیاء کرامؒ کی گردنوں پر ہے یا صرف اپنے وقت کے اولیاء کرام کی گردنوں پر یا آپؒ کا قول متشابہات میں سے ہے۔ اس بارے میں حضرت سیدنا وسندنا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندیؒ المتوفی ۱۱۴۶ ہجری تحقیق فرماتے ہوئے یوں بیان فرمایا ہے۔

اور وہ جو حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ نے فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے تو صاحب عوارف جو شیخ ابوالنجیب سہروردی قدس سرہ کے مرید اور تربیت یافتہ ہیں اور یہ شیخ ابوالنجیب حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ کے دوستوں اور رازداروں میں سے ہوئے ہیں اس کلمے کو ان کلمات میں شامل کیا ہے جو خوربینی کو ظاہر کرتے ہیں اور جو مشائخ کرام سے ابتدائے احوال میں سکر کے باقی ماندہ اثرات کی وجہ سے صادر ہوئے اور نفحات میں شیخ حماد دباس سے منقول ہے

حالانکہ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے "فتاوی رضویہ" صفحہ نمبر۷۶ تا ۸۰ جلد سوم میں تحریر فرمایا ہے کہ عمامہ سنت لازمہ (مؤکدہ) (مستمرہ) اور متواترہ (قطعیہ) ہے جبکہ پیر محمد کا عقیدہ ہے کہ عمامہ سنت (لازمہ) قرار دینا رسول اکرم ﷺ پر بہتان اور جھوٹ باندھنا ہے جو کہ (العیاذ باللہ) اس سے ثابت ہوا کہ پیر محمد بریلویت کا مدعی بھی ہے اور اپنے فاضل مرشد مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کو کافر بھی قرار دیتا ہے۔

مولانا شائستہ گل متوی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے بیٹے مولانا فضل سبحان قادری صاحب مدظلہ عالی نے بھی عمامہ کو سنت موکدہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ عمامہ کے بغیر نماز مکروہ تحریمی ہے ان دونوں کا فتوی ہمارے پاس موجود ہے۔ تو پیر محمد نے مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ساتھ مولانا فضل سبحان قادری اور ان کے والد محترم مولانا شائستہ گل صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو بھی کافر قرار دیتا ہے۔

رسالہ "وحدت اسلامی" شمارہ ۴۱ شعبان المعظم ۱۴۰۸ ہجری میں شیعہ امام خمینی کے ساتھ پیر محمد کی تصویر چھاپی گئی ہے اس گروپ تصویر میں تمام اہل تشیع کی تصویریں ہیں ان میں کوئی بھی سنی عالم شامل نہیں ہے یہ تصویر اہل تشیع کے ساتھ پیر محمد کے عقیدتی لگاؤ کی بین اور ٹھوس دلیل ہے موقع پر اصل رسالہ اور تصویر ہم پیش کرسکتے ہیں۔

مستقیم اور عقائد اہل سنت وجماعت کیمطابق جائزلیں کے پس جو پورا اترا وہ مقبول ہوگا اور جو ناقص نکلا تو وہ اپنے اعمال کے مطابق مجرم سمجھا جائیگا دیوبندی حضرات میں بہت سارے علمائے کرام ایسے ہیں جو نہ وہابی ہیں اور نہ وہابیت کے موید ہیں بلکہ سچے حنفی ہیں تو ان کو محض دیوبند میں تحصیل علم کی وجہ سے وہابی یا کافر کہنا عقل دانش اور شریعت غرا سے بہت دور ہے۔ یہ بات سنتے ہی پیر محمد چترالی بھڑک اٹھا اور اس عالم اور معمر شخص کو بہت ڈانٹا اور ایسی گالیاں دیں کہ زبان پر نہیں آسکتیں اور پھر ایسا شروع ہوا کہ ایک ایک دیوبندی کا نام لے لے کر اس کی تکفیر اور توہین کی اور ایسی احمقانہ اور بدتہذیبانہ انداز میں بلا دلیل وہ زبان درازی کی کہ الامان والحفیظ۔ اس صورت حال کو دیکھ کر میں (مولوی محمد عارف) اٹھا اور پیر محمد کو بہت سمجھایا اور ساتھ ہی اس بھرے مجمع میں اس عالم و بزرگ کو بھی اطمینان دلایا میری گفتگو کے بعد جب پروگرام اختتام پذیر ہوا تو ظہر کی نماز باجماعت تیار تھی پیر محمد کے سر پر اونی ٹوپی تھی۔ عمامہ کا تو وہ ویسے ہی دشمن ہے آگے بڑھ کر جماعت کروائی حالانکہ اس اجلاس میں بہت بڑے بڑے بزرگ علماء جو کہ سنن کے پابند تھے موجود تھے لیکن اس فاسق نے خود جرات کرکے نماز پڑھادی۔ کھانے کے دوران پیر محمد نے مجھے کہا کہ مولانا تم نے مجھے لوگوں کے سامنے شرمندہ کردیا تو میں نے کہا کہ تمہاری شوخی اور گستاخی علماء اور شعائر اللہ کی بے ادبی اور عبادات سب ایک جیسی ہیں تم نے ابھی بغیر عمامہ کے نماز پڑھی اور سنت کو چھوڑ کر بدعت اختیار کی نیز بہت سے دیگر باشرع علماء کرام کی موجودگی میں تم نے جماعت کرا کر ہم سب کی نماز مکروہ کردی اور ہمیں ستر گنا ثواب سے محروم کردیا۔ تو اس پر پیر محمد نے کہا کہ ہمارے منشور میں عمامہ نہیں ہے۔ میں نے پھر پوچھا کیا آپ کے منشور میں زنا کو حرام کہنا بھی نہیں ہے؟ تو پیر محمد نے کہا کہ ہاں ہمارے منشور میں زنا کو حرام کہنا بھی نہیں ہے میں نے پھر پوچھا کہ کیا قتل ناحق کو بھی آپ کے منشور میں حرام کہنا نہیں ہے؟ تو پیر محمد نے کہا کہ ہاں ہمارے منشور میں قتل ناحق کو حرام کہنا بھی نہیں ہے پھر میں نے پوچھا کہ کیا آپ کے منشور میں نماز، روزہ اور زکوۃ کو فرض کہنا بھی نہیں ہے؟

کہ شموس بعضی آنند گان نیز غروب نہ پذیرد الخ ..... (مجموعہ الاسرار مکتوب نمبر۳۶)

معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت حماد دباس رحمتہ اللہ علیہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے حضرت غوث اس وقت ابھی چھوٹی عمر کے تھے انہوں نے فرمایا کہ یہ بچہ اپنے وقت کے تمام اولیاء پر فضیلت پائے گا نیز حضرت غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے ایک مدت بعد حضرت شیخ فرید رحمتہ اللہ علیہ سے اس قول کے متعلق سوال کیا گیا آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر میں بھی اس وقت موجود ہوتا تو ان کے قدموں کو اپنی آنکھوں پر رکھتا بزرگوں کے ان دو اقوال سے معلوم ہوا کہ ان کے قدم اس وقت کے اولیاء اللہ کی گردنوں پر تھے بعد کے اولیاء کی گردنوں پر نہیں اور وہ جو غوثیت کے مرتبہ سے عروج کر کے امامت کے مرتبہ پر پہنچ جائے تو وہ بھی اس زیر قدمی سے خارج ہے اور یہ جائز ہے کہ جو غوثیت کے مرتبہ سے آگے نکلے وہ ان کے برابر ہو جائے بلکہ ان سے بلند ہو سبحان اللہ کتنی کوتاہ نظری ہے کہ عروج کے مراتب غوثیت تک محدود کرتے ہیں امامت کا مرتبہ غوثیت کے رتبہ سے اوپر ہے اور خلافت کا مرتبہ امامت کے مرتبہ سے اوپر ہے ان دونوں مراتب کی فوقیت سے وہ جاہل ہیں۔

میرے عزیز! حضرت غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول کہ انکوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلند افق پر رہے گا اور کبھی نہ ڈوبے گا ان (بعض) لوگوں کے بارے میں ہے جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں اور جو بزرگ ان کے بعد آئیں گے اور آئے ہیں ان کی خبر نہیں دیتے اور یہ جائز بلکہ واقع ہے کہ بعد میں آنے والوں کے سورج بھی غروب نہیں ہوں گے۔

تنبیہہ :

اولین سے تمام اولین بھی مراد نہیں بلکہ بعض مراد ہیں کیونکہ ان میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دوسرے عظیم رتبہ کے لوگ بھی شامل ہیں جیسا کہ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوب سے واضح ہوا جبکہ دلائل کے ساتھ واضح ہوا کہ حضرت غوث کی افضلیت دوسرے اولیاء پر اس وقت کے ساتھ

ہے اور ماتقدم و ماتاخر میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑے بڑے اولیاء گزرے ہیں اور آنے والے ہیں تو کسی کا یہ قول کہ فلاں ولی اللہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رتبہ میں بلند ہے ناجائز نہیں۔ جائز بلکہ واقع ہے تو پھر ہمارے حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں یہ کہنا (جبکہ حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ وہ کمال بھی ہے) کوئی جرم نہیں بلکہ اظہار حق ہے نیز چند اکابر کے سوا باقی تمام اولیاء اللہ شخصاً" منصوص و حرج نہیں ہیں بلکہ ولایت کی صفات سے اور اولیاء اللہ کے علوم و کمالات سے پہچانے جاتے ہیں اور کسی خصوصی مقام سے سرفراز ہونا اور اس ہی مقام کی بشارت دینا الہامی بات ہے پس جبکہ راسخین اولیاء اور اپنے مشائخ کسی کے بارے میں فراست و مشاہدہ گواہی دیں اور دوسرے اہل خیر بھی ان کے حق میں نیک خوابوں کا بیان کریں تو پھر انکار کرنے والے کی مکابرہ کے سوا اور کوئی دلیل نہیں۔ (محمد انور سیفی عفی عنہ)

قیامت برپا کریں گے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یہ فقیر' تینوں دیواروں سے کاغذات ہٹانے شروع کرتے ہیں لیکن میں اپنے دل میں خوفزدہ ہوں کہ میرے کمرے میں بھی اسماء مقدسہ کے بعض کاغذات دیواروں پر چسپاں ہیں (اگرچہ ان کے ساتھ کوئی بے ادبی نہیں ہوتی) لیکن پھر بھی اگر یہ مبارک ہستیاں دیکھ لیں تو ممکن ہے ان کو یہ پسند نہ آئیں۔ اس بیت میں یہ واقعات عجیبہ دیکھنے کے بعد میری آنکھ کھل گئی تو میں نے فوراً تمام دیواروں سے کاغذات اور اشتہارات ہٹادیے۔ اس خواب کی تائید میں ایک اور خواب بھی ہے جو کہ خواجہ محمد حضرت صاحب کے مرید محمد یعقوب نے دیکھا ہے۔ اس خواب کا لکھنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

۵- **خواجہ محمد حضرت کا مرید محمد یعقوب**: اپنا خواب بیان کرتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک مسجد میں خواجہ محمد حضرت صاحب اور شیخ المشائخ حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب تشریف فرما ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں۔ اسی اثناء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اخندزادہ سیف الرحمن اگرچہ ولی اللہ ہیں نبی نہیں ہیں لیکن میں اس کی علوشان کی وجہ سے اس کو قیامت کے دن انبیاء کی صف میں کھڑا کروں گا۔ (یہ خواب واضح طور پر فقیر کے خواب کی تعبیر ہے)

۶- **مولوی محمد عابد حسین سیفی لاہوری** خواب بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں خواب دیکھتا ہوں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا تو سید عثمان بخاری کو جانتا ہے؟ وہ میرا شہزادہ ہے تم اپنے شیخ سے عرض کرو کہ وہ اپنے مریدوں کو حکم کریں کہ وہ مزار کو آباد کریں۔ میں نے غور نہ کیا تو دوبارہ خواب آیا جو پہلے خواب کی طرح تھا جس میں وہی امر تھا۔ دوسری دفعہ خواب دیکھنے کے بعد

میں نے چند دوستوں کو حاضر کر کے کہا کہ بادشاہی قلعہ کے اندر حضرت عثمان بخاری" کا مزار ہے۔ وہاں چلیں چنانچہ میرے کہنے پر بعض ساتھیوں نے مزار پر حاضری بھی دی تاکہ اس کو آباد کریں چونکہ دوسرے خواب کے بعد میں نے بعض ساتھیوں کو حاضری کا کہا تھا لہٰذا تیسری مرتبہ خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم کسی کو حکم دو بلکہ میں نے تمہارے شیخ کے لیے کہا تھا کیونکہ تیرا شیخ اس وقت میرا نائب ہے اور مقام قیومیت' صدیقیت اور عبدیت سے سرفراز ہے اور مجھے موجودہ عصر میں سب سے محبوب ہے۔

(میرے شیخ سے مراد حضرت قیوم زمان غوث دوران سرفراز مقام عبدیت صدیقیت حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کے بارے میں ارشاد فرمایا۔)

۷- **جناب خلیفہ امان گل سیفی (کراچی)**: اپنا ایک واقعہ (کشف) بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے ۱۳۰۶۹ھ شب جمعہ کی رات کو ایک عجیب واقعہ (کشف) دیکھا۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب کے اسم مبارک کے جز اول (یعنی سیف) اور جز ثانی (یعنی الرحمن) کے بارے میں عجیب و غریب معارف دیکھے۔

جز اول (سیف) کے بارے میں یہ مشہور ہوا کہ یہ دنیا میں ہر باطل کو توڑتا ہے اور ختم کر دیتا ہے اور جز ثانی (الرحمن) میں یہ نظر آیا کہ لوگوں کی ارواح کو فوق العرش مراتب تک عروج دیتا ہے۔ یہ حضرت صاحب کے ہی خوارق ہیں۔ یہ (سیف) وہی تلوار ہے کہ جس کے ذریعے جہاد بدر میں مشرکین کی گردنیں کاٹ دی گئیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ میں مجھے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ (سیف) میری تلوار کی روح ہے کیونکہ (اس وقت) دنیا میں اس (سیف) کے سامنے باطل قیام نہیں کر سکتا۔ دیگر اس (سیف) کے خوارق یہ ہیں کہ بہت سارے سالکین حضرت صاحب کی

محبت کے جذبہ میں سرشار ہوکر سر کے بغیر لاشیں نظر آتے ہیں کیونکہ انہوں نے حضرت صاحب کے سامنے اپنے سروں کو قربان کردیا اور رحمن میں یہ خوارق نظر آتے ہیں کہ اس کی اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک الرحمن کے ساتھ مشارکت ہے (جو کہ اشتراک اسمی ہے) اور عرش پر مستور اور قائم ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہ کریں۔

۸۔ صوفی دستم خان: نے خواب دیکھا وہ کہتا ہے کہ محبت کی حالت میں خواب دیکھتا ہوں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے اور اہل اللہ کے بڑے اجتماع کے سامنے ہمیں ارشاد فرمایا کہ عصر حاضر میں میرا اصلی وارث اور نائب حضرت اخندزادہ سیف الرحمن" ہے اور اس مبارک محفل میں تمام انبیاء علیہم السلام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سابقہ اولیائے عظام" اور حضرت صاحب" کے تمام مریدین موجود ہیں۔ اسی اثناء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اخندزادہ مبارک (قدس سرہ) کو امامت کے لیے آگے کردیا اور رسول اکرم ﷺ نے تمام حاضرین سمیت حضرت اخندزادہ مبارک (قدس سرہ) کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی (ان سے یہ لازم نہیں ہے ولی" نبی کریم ﷺ سے افضل ہے العیاذ باللہ بلکہ یہ چیز وراثت اور نیابت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی تھی اور اس طرح امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان امامت کا واقعہ بھی روایات میں مذکور ہے) لیکن فرقہ جبریہ، وھابیہ، پنج پیریہ، مودودیہ اور اہل تشیع وغیرہ نے حضرت صاحب قدس سرہ کی اقتدا نہیں کہ بلکہ رجوع تہتری کرکے معرض ہوگئے۔

۹۔ مولوی محمد عابد حسین صاحب (لاہوری کا مرید محمد یسین (ساکن باغبانپورہ لاہور حال سعودی

عرب جدہ): لکھتا ہے کہ میں مدینہ منورہ میں رہتا تھا تو جب میرے ویزے کی تاریخ ختم ہوگئی تو حکومت مجھے مدینہ منورہ سے نکالتی تھی تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور زور زور سے رونے لگا کہ اب تک تو ہین روزانہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارہ کے لیے آتا تھا لیکن اب اس نعمت عظمیٰ سے میں محروم ہو جاؤں گا کیونکہ حکومت مجھے مدینہ منورہ سے نکال رہی ہے تو رات کے وقت جب میں سوگیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ پریشان نہ ہو تمہارے وطن پاکستان میں اخندزادہ سیف الرحمن پیر ارچی خراسانی میرا نائب ہے اس کی صحبت میں جاؤ اس کی صحبت میری صحبت ہے (کیونکہ وارث بھی مورث کی طرح ہوتا ہے)۔ الا فیما امتنع شرعا۔

خلیفہ امان کل صاحب: اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ میں خواب دیکھتا ہوں کہ میرے ساتھ بہت سارے لوگ ہیں جن میں بعض سالکین ہیں اور بعض غیر سالکین۔ ہم سب اکٹھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لیے جارہے ہیں اور ایک کچے راستے پر رواں ہیں اتنے میں صدا آتی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت اخندزادہ سیف الرحمن پیر ارچی بھی موجود ہیں ہم کچے راستے سے گزر کر ایک پکے راستے پر پہنچتے ہیں اور اس پکے راست پر ملائکہ کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس پکے راستے پر غیر سالکین نہیں جاسکتے تو غیر سالک وہاں رک جاتے ہیں اور ہم سالکین آگے چلتے ہیں کچھ آگے دیگر ملائکہ کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو کوئی سالک اپنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے قطع کرنے کی قربانی دے سکتا ہے صرف وہی آگے جاسکتا ہے یہ قربانی دینے والے سالکین آگے جاتے ہیں۔ وہاں سے کچھ آگے اور ملائکہ کھڑے ہیں وہ کہتے ہیں جو کوئی ایک ہاتھ کی قربانی دے سکتا ہے وہ آگے جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔

خواب میں حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب سے اجازت کی طلب کرتا ہوں تو حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ کیا تنگ آگئے ہو جو اجازت مانگتے ہو پھر فرماتے ہیں کہ کچھ دیر ٹھہر جاؤ۔ اسی اثنا میں قیامت برپا ہو جاتی ہے تو مجھ پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ بے شمار مخلوقات موجود ہے بعض لوگوں کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جاتا ہے اور بعض لوگوں کو بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جاتا ہے اور بعض کے پیٹ میں ہاتھ داخل کیا جاتا ہے اور پیچھے کی طرف سے اعمال نامہ دیا جاتا ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر مجھ پر اور زیادہ خوف طاری ہو جاتا ہے کہ میرا اعمال نامہ میرے کس ہاتھ میں دیا جائیگا اچانک مجھے آواز سنائی دیتی ہے کہ لو اپنا اعمال نامہ پکڑو تو میں بسم اللہ پڑھتا ہوں اور دونوں ہاتھوں سے اعمال نامہ تھام لیتا ہوں۔ اتنے میں جب میں اعمال نامہ دیکھتا ہوں تو اس کے اوپر تسمیہ لکھا ہوتا ہے تو میری زبان پر پشتو کے یہ اشعار جاری ہو جاتے ہیں۔

مایکاویو خوب اولیدہ	راکڑیو فرمان جلیل
نسبہ م پہ ترتیب اولیدہ	امرشو پہ مانغریب
اوے کڑہ ژمادرتہ	رحم تہ پہ مااوکڑہ

اسی اثنا میں حضرت مبارک صاحب مجھے فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ آجاؤ تو کچھ فاصلہ چلنے کے بعد دیکھتا ہوں کہ پانچ خیمے ہیں ایک خیمے میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس خیمے کی وسعت اتنی زیادہ ہے کہ کوئی حد معلوم نہیں ہوتی اور اس پر تسمیہ اور کلمہ طیبہ لکھا تھا۔ دوسرا خیمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تیسرا خیمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا چوتھا خیمہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور پانچواں خیمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے۔ چاروں خلفائے راشدین کے ساتھ حضرت مبارک صاحب بھی کھڑے ہوتے ہیں۔ میں پریشان ہوں۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور حضرت مبارک صاحب آپس میں کچھ باتیں کرتے ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مبارک صاحب سے فرماتے ہیں کہ تم اب چلے جاؤ تو مبارک صاحب کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

کرنے کے بعد جاؤں گا۔ اتنے میں ایک آدمی آتا ہے اور کہتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبارک صاحب کو طلب فرماتے ہیں تو مبارک صاحب اور میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر ایک انتہائی نورانی تاج ہے اور ان کے ایک طرف نور کا ایک مینار تھا اور وہ مینار اتنا بلند تھا کہ اس کی چوٹی نظر نہیں آتی۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم روتے ہیں اور امتی امتی کہتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب سے ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت بہت گناہگار ہے کوشش کرو۔ اسی اثناء میں ایک شخص ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مبارک صاحب سے فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خیمے میں چلے جاؤ۔ تو تم دونوں واپس آکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خیمے کے نیچے آکر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم آگئے۔ اسی اثنا میں ایک دریا پیدا ہو جاتا ہے کہ اس کی ابتداء اور انتہا کا پتہ نہیں چلتا اور لوگ اس دریا کو عبور کرتے ہیں تمام لوگ کھڑے ہیں اتنے میں حکم ہوتا ہے کہ دریا کو پار کر جاؤ۔ تو مجھ پر ہیبت طاری ہوتی ہے اور میری زبان پر پشتو کے یہ اشعار ہوتے ہیں۔

چہ دورخ شی دقیامت	څوک نسی بہ وائی هرنی پہ خپل زبان
پہ هرچا بہ شی میت	عاقلہ اوکڑہ پام

جب ہم دریا کے کنارے پہنچتے ہیں تو مبارک صاحب فرماتے ہیں کہ جس کسی نے سچے دل سے میرے ساتھ بیعت کی ہو وہ آجائے۔ ایک شخص آکر ایک چھوٹی کشتی لاتا ہے مبارک صاحب اس کا ایک بٹن دباتے ہیں تو کشتی بڑی ہو جاتی ہے اور تمام سالکین بیعیہ اس میں سوار ہو جاتے ہیں۔ کشتی کے درمیان میں ایک رسی ہوتی ہے۔ اسی کا ایک سرا مبارک صاحب پکڑتے ہیں اور دوسرا سرا میں پکڑتا ہوں۔ مبارک صاحب رسی پر پاؤں سے زور لگاتے ہیں تو کشتی پار ہو جاتی ہے۔ اتنے میں ایک باغ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس باغ میں ایک حوض ہوتا ہے۔ مجھے بہت پیاس لگتی ہے تو میں مبارک صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ یہ پانی ہے تو مبارک صاحب نے ایک پیالہ بھر کر مجھے دے دیا۔ اتنے میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور مبارک صاحب سے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ پانی تم تقسیم کرو۔

قرآن مجید مجھے دے دیا۔ اور فرمایا کہ یہ پکڑ لو۔ تو میں نے پکڑ لیا۔ جب میں قرآن مجید پکڑتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم نے قبول کیا۔ تو میں کہتا ہوں کہ میں نے تو پہلے ہی قبول کیا تھا۔ تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک میرے لطیفہ اخفی پر اور بایاں ہاتھ مبارک میرے لطیفہ قالبی پر رکھ دیا اور اللہ کا اسم میرے سر پر رکھ دیا کہ آگ (نور) کی طرح میرے دل میں داخل ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ دائیں طرف اور بائیں طرف اور دل پر زور سے اسم ذات کی ضرب لگاؤ۔ پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مبارک صاحب سے فرمایا کہ کیا تم اپنے نام کی برکت اور اس کے معنی سے آگاہ ہو تو مبارک صاحب نے خاموشی اختیار کی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا نام سیف الرحمن ہے سیف کا معنی ہے تلوار اور رحمٰن اللہ تعالیٰ کا اسم ہے۔ پس تم اللہ کی تلوار ہو تم ملحدین کو مار ڈالو۔ اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے ساتھ ہے اور یہ میرا تمہارے لیے حکم ہے۔ پھر مجھے خیال آتا ہے کہ سید اکا خیل صاحب کدھر ہوں گے۔ ادھر ادھر دیکھتا ہوں تو وہ حضرت مبارک صاحب کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ مجھے افغانستان سے سید اکا خیل صاحب (بیعت کے لیے) لے آئے تھے تو میں سید اکا خیل صاحب کا دامن پکڑ لیتا ہوں اتنے میں بہت زیادہ اولیاء کرام اور علماء کرام جمع ہو جاتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرماتے ہیں کہ یہ لوگ کس لیے جمع ہوئے ہیں؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جواباً فرماتے ہیں کہ یہ لوگ اخندزادہ سیف الرحمن سے بیعت کرتے ہیں۔ اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رخصت دے دی تو میں نے آکر مبارک صاحب کا ہاتھ مبارک چوم لیا اور اپنی پیشانی کو مبارک صاحب کی پیشانی مبارک سے لگا دیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔

مالولیدوی شان دمحمد ﷺ آخر زمان
محبوب دپاک سبحان

یو قدم پہ ذکہ ہل سے پاس پہ لامکان
محبوب دپاک سبحان



پیر ارچی یا جادوگر افغانی

تصنیف

شیخ الحدیث حضرت علامہ پیر چشتی صاحب

پیر ارچی یا جادوگر افغانی

☆ سب سے پہلے شیطانی ٹولہ (سیفی حضرات) نے اس پمفلٹ (توبہ کا جواب) میں علماء کرام و مفتیان عظام کو شیطان صفت، مفاد پرست، دنیادار اور علماء سو نام نہاد مفتی خناس صفت جیسے غلیظ ترین الفاظ خبیثہ سے منسوب کر کے اپنے پیر ارچی کے مجدد الضلالہ نائب الشیطان و خلیفہ ابلیس ہونے کی دلیل فراہم کی ہے۔ اس کے جواب میں ہم صرف اتنا کہتے ہیں کہ شریعت و طریقت کی زبان میں خناس صفت شیطان صفت وغیرہ کا صحیح مصداق وہ جعلی پیر ہے۔

☆ کسی انسان صفت، درویش فقیر اور اہل علم سے یا کسی کامل کے ہاتھ میں تربیت یافتہ مرید و خلیفہ سے ایسی غلیظ زبان ناممکن ہے۔

☆ پیر صاحب نے انبیاء و مرسلین کے امام و مقتدی و متبوع ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

ہدایۃ السالکین ص 329

☆ پیر صاحب نے ہدایۃ السالکین کے صفحہ 329 میں لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کی بخشش کے لیے دعا کرنے کو کہا ہے اور صفحہ 332 میں انبیاء و مرسلین کی صف میں ہونے کا حرام دعویٰ کیا ہے اور صفحہ 327، 325 پر پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی سے زیادہ اعلیٰ مقام پر ہونے کا دعویٰ کر کے اس پر فخر کیا ہے۔

ص 325،324

☆ پیر صاحب اپنے سوا تمام قادریوں، چشتیوں، سہروردیوں اور نقشبندیوں کو چور وغیرہ کہتے ہیں۔

☆ اس باطل کی تائید کرنے والے جن دو تین علماء کے نام لکھے گئے ہیں ان سے ہم گزارش کریں گے کہ آنکھیں بند کر کے اس باطل کی تائید کرنے کی بجائے اس کے غلط اعتقادیات پر غور کریں اور ہونے اور کرنے کے مادہ کے ایک چیز یعنی کسب ہونے کا عقیدہ کر کے اللہ کی طرف لفظ ہونا یا کرنا نسبت کر کے قطعی کافر سمجھنے والا اور اللہ کے کرنے اور اللہ سے اس کی شان کے لائق ہونے پر عقیدہ و یقین رکھنے والے تمام اہل اسلام کو اجماعی کافر قطعی کافر کہنے والا یہ شخص کیا اہلسنت ہو سکتا ہے یا اسلام سے بھی نکلا ہوا ہے۔(العیاذ باللہ تعالیٰ عنہ)

☆ پیر صاحب شرعی فیصلہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے اور شریعت محمدی سے فرار کر کے یہ شخص و من لم یحکم بما انزل اللہ (الآیۃ) کا مصداق نہیں ہو چکا؟ کیا شریعت کی طرف بلانے والے کو کافر کہہ کر خود کافر نہیں ہو چکا؟

☆ موجودہ دور کے قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ کی تحقیر و تذلیل کو درست ثابت کرنے کے لیے پمفلٹ میں پیر سیف الرحمن کے چیلوں نے جو توجیہہ کی ہے وہ غلط ہے۔ اس لیے ہدایۃ السالکین کے ص 163,162 میں دین کی خدمت کرنے یا نہ کرنے والوں کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ علی الطلاق موجودہ دور کے سب اہل سلاسل کی توہین کی ہے ورنہ ہم اس کو چیلنج کرتے ہیں کہ اس توجیہہ کو غیر جانبدار اور علماء کرام کے سامنے درست ثابت کریں۔

☆ پیر صاحب کے دعویٰ برتری کو ثابت کرنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت جزوی ثابت کرنا شیطانی فریب ہے۔

وجہ نمبر1: ”پیر سیف الرحمن نے شیطانی خواب کو دلیل بنا کر پہلے پیران پیر

شیخ عبدالقادر جیلانی کو چاند بنایا اور اپنے آپ کو اس کے مقابلہ میں سورج کہا۔ اس کے بعد چاند کو یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی کو سورج کی روشنی میں یعنی سیف الرحمن میں جذب ہو جانے اور گم ہونے کا ذکر کیا ہے۔“

وجہ نمبر2: ”ساتھ ہی سیف الرحمن کو سفید کرسی پر کرسی نشین بنا کر پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کو مسجد کے کونے میں ان کے سامنے کھڑے ہو کر اس کے چہرے کو دیکھنے والا بتایا ہے۔“

وجہ نمبر3: ”شیخ عبدالقادر جیلانی کو چاند کی صورت میں زمین پر بیان کے سیف الرحمن کو آسمان کے درمیان جلوہ افروز ظاہر کیا ہے۔“

وجہ نمبر4: ”پیر سیف الرحمن میں جذب ہونے سے مراد و تعبیر یہ بتائی ہے کہ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کے تمام و سب کمالات و معارف موجودہ زمانے کے سورج یعنی پیر سیف الرحمن کو ملے ہیں۔“

وجہ نمبر5: ”اور پھر شیخ عبدالقادر جیلانی کو اپنے وقت کا صرف مجدد کہہ کر پیر سیف الرحمن کو عصر حاضر کا مجدد اعظم اور رسول اللہ کا نائب بتایا ہے۔“

وجہ نمبر6: ”اس کے بعد پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کو صرف مقام عبدیت سے مشرف کہہ کر پیر سیف الرحمن کو 6 مقامات عبدیت سے بھی فوق بتایا ہے۔“

وجہ نمبر7: ”ان تمام خرافات کے بعد آخر میں نتیجہ کے طور پر لکھا ہے کہ پیر سیف الرحمن کا مقام پیران پیر کے مقام سے فوق ہے۔“

وجہ نمبر8: ''ان خرافات اور شیطانی وساوس پر ص324 میں سیف الرحمن کے خوش ہو کر تبسم کرنے کا ذکر بھی ہے۔''

وجہ نمبر9: ''ان تمام شیطانی وساوس اور خرافات پر سیف الرحمن نے عالم بیداری بحالت سلامتی عقل وحواس فخریہ طور پر

الحمد للہ علی ذلك. ذلك فضل الله يوتيه من يشاء

لکھ کر علماء کی گرفت سے فرار اور قادری فقیروں کے غیظ و غضب سے نجات کے تمام راستے اپنے اوپر بند کر دیے ہیں۔''

مذکورہ بالا عبارات (یعنی وجوہات) اور اس کے سیاق و سباق اور انداز بیان کو دیکھنے کے بعد کوئی متقی اور سنجیدہ انسان فضیلت جزئی و کلی کی توجیہہ یا خواب کا واقعہ کہہ کر جان چھڑانے کی جسارت نہیں کر سکتا۔

مسئلہ عمامہ کو اجتہادی کہہ کر شیطانی ٹولہ نے اسی پمفلٹ میں سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے حالانکہ عمامہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی سنت لباس اور سنت زوائد میں سے ہونا اہل اسلام کے نزدیک متفقہ اور غیر متنازعہ بلکہ اجماعی مسئلہ ہے۔ جن کا منکر ہو کر سیف الرحمن زندیق و کافر ابدی ہو چکا ہے۔

لیکن عمامہ کا وجوب ثابت کرنے کے لیے اس کو دیگر مسائل اجتہادیہ کی طرح مجتہدین کے مابین متنازعہ بنا کر مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ اگر ایمان ہے تو اہل اسلام میں کسی ایک مجتہد کا اختلاف یا قول عمامہ کے واجب ہونے کے متعلق پیش کرے اس کا اجتہادی مسئلہ ہونے کا ثبوت دیں۔

فرقہ سیفیہ کے چیلے نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی اقتداء میں حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ پڑھنے کا حوالہ دے کر اپنے پیر کی طرح سفید جھوٹ بولا ہے۔ اعلیٰ حضرت سے قطعاً اس طرح کی بے ادبی کہیں بھی ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے کسی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امام و مقتدی بننے کا دعویٰ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقتدی ظاہر کیا ہو۔

پیر سیف الرحمن کے چیلے حضرت ابو بکر صدیق اور عبد الرحمن بن عوف کی اقتداء میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا حوالہ دے کر دھوکہ دیتے ہیں کیونکہ عذر یا شروع نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری کی بناء پر حضرت ابو بکر صدیق یا عبد الرحمن بن عوف یا کسی دوسرے جلیل القدر صحابی کی اقتداء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا تو ممکن ہو سکتا ہے لیکن بحالت صحت و حاضری کی صورت میں بطور مقتدی بن کر ابو بکر صدیق یا عبد الرحمن بن عوف کے پیچھے حضور اقدس کا نماز پڑھنا قطعاً کہیں بھی ثابت نہیں ہے جبکہ پیر صاحب کی کتاب میں تمام انبیاء و مرسلین و صحابہ کرام کے عظیم مجمع میں آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم بحالت صحت و موجودگی میں امام الانبیاء سمیت تمام انبیاء و مرسلین کے امام و مقتدی ہونا اور نائب رسول ہوئے اور ایسا کر کے پیر صاحب کافر و زندیق ہو گیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت و موجودگی کی صورت میں کسی صحابی و امتی کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے پیش امام و مقتدیٰ ہونے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے مقتدی فی الصلاۃ و تابع ہونے کے عدم جواز پر صحابہ کرام کا سکوتی اجماع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے جب عارضی امام (صدیق اکبر) کو مصلیٰ نہ چھوڑنے کا اشارہ فرمایا تو صدیق اکبر نے جواباً واپس کہہ دیا:

ما کان لابن ابی قحافہ ان یصلی بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بخاری ج1، ص94

پیغمبر کی صحت و آغاز صلاۃ میں موجودگی کی صورت میں امتی کے پیچھے اقتداء کی عدم صحت پر وہ حدیث بھی دلیل ہے جس میں مرض اور زیادہ بیماری کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے اگر جائز ہوتا تو کسی صحابی کی اقتداء میں ضرور پڑھتے۔

اور فرقہ سیفیہ کے بانی پیر سیف الرحمن کا اپنے وجود کو حضرت صدیق اکبر یا عبدالرحمن بن عوف پر قیاس کرنا محض شقاوت و جہالت ہے۔

عہد صحابہ سے لے کر اب تک تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہونے کا نتیجہ ہے کہ آج تک کسی بھی مسلمان کو امام الانبیاء کے پیش امام و مقتدیٰ (اس پیر سیف الرحمن کے سوا) ہونے کے خبیث و باطل دعویٰ کرنے کی جسارت نہ ہو سکی۔ مسلمان تو مسلمان مرزا قادیانی نے بھی کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا تھا۔

تمام مسلمانوں کے سکوتی اجماع ہی کا نتیجہ ہے کہ

واستفت قلبك الحديث

کے مصداق کسی بھی سچے مسلمان کا دل امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقتدی بنانے اور اس پر فخر کرنے یا ایسی بات لکھنے پر راضی نہیں ہوتا۔

تمام مسلمانوں کے سکوتی اجماع کا نتیجہ ہے کہ دع ما یریبک الحدیث کے مطابق کسی مسلمان کا دل پیر صاحب کی حرکت پر مطمئن نہیں ہے بلکہ تمام مسلمان غم و غصہ کے مجسمہ بنے ہوئے ہیں۔

ماخوذ از سیف الفرید علی عنق المرید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

اور واقعی ابلیس نے ان لوگوں کے بارے میں اپنا گمان صحیح پایا کہ سب اسکی راہ پر ہو لئے مگر ایمان والوں کا گروہ (کہ وہ اسکے دام میں نہ آیا)

بفیضان نظر کرم

امام اہل سنت الشاہ احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجر تیرا
حق سے بدہو کے زمانہ کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خوب سمجھتا ہوں معما تیرا

(حدائق بخشش)

الفتنۃ الشدیدۃ

پیر سیف الرحمان کے دجل و فریب اور گمراہ کن نظریات کا رد بلیغ

مصنف

علامہ محمد بشیر القادری، امیر جماعت اہل سنت ضلع غربی کراچی

خطیب مرکزی جامع مسجد بلال، اورنگی ٹاؤن سیکٹر E-6، کراچی۔

فتنہ سیفیہ کے مکائدِ شیطانی

اس گردش زمانہ میں بے شمار فتنے جنم لے رہے ہیں اور لیتے رہیں گے مگر اہلسنت والجماعت کی اجتماعیت کو انفرادیت میں، اکثریت کو اقلیت میں، تبدیل کر سکے نہ کر سکتے ہیں ہر اٹھنے والا فتنہ اپنے عقائد باطلہ اور نظریات فاسدہ رکھنے کے باوجود اپنے آپ کو سچا مسلمان سمجھتا ہے اور غلط نظریات کو اسلام ثابت کرنے کے لیے دلائل باطلہ تاویلات فاسدہ اور علماء سُوء کی تائید حاصل کرنے میں کسی قسم کی بھی کسر نہیں چھوڑتا۔ آج کل جس فتنہ کا تذکرہ کثرت سے ہر ایک مسلمان کی زبان پر عام ہے وہ فتنہ ناریہ سیفیہ ہے جس کے بانی نام نہاد پیر سیف الرحمن افغانی ہیں، جو مسٹر طاہر القادری کی طرح نہایت مکار، اور گوہر شاہی کی طرح، فریبکار ہیں۔ فتنہ سیفیہ ناریہ کے عقائد و نظریات پر مشتمل کتاب ''ہدایۃ السالکین'' جو کہ خود پیر مکار سیف الرحمن کی اپنی لکھی ہوئی ہے جو کہ اب انڈر گراؤنڈ ہو چکی ہے۔ اُدھر پاسبانِ ملت اسلامیہ اہلسنت والجماعت کے نگہبان علماء و مشائخ اس فتنہ کی تردید میں مصروف عمل ہیں۔ ادھر رسمی اور جعلی پیر اور اس کے نام نہاد خلفاء و مریدین جید علماء و مشائخ کو زندیق و مطلق کافر، بے حد کافر، اشد کافر کے فتوے لگا رہے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بانسریاں بھی بجا رہے ہیں کہ پیر سیف الرحمن افغانی نے کسی قسم کا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔

ایک سیفی لکھتا ہے کہ ''عجیب افتراء باز آدمی ہے کہ پیر صاحب کی کتاب میں خواب کے واقعات حالانکہ خواب نہ دلیل الزامی ہے اور نہ دین میں حجۃ دافعہ ہے اور نہ خواب پیر صاحب کا ہے بلکہ ایک دوسرے شخص کا رویاء ہے۔ تو اس بدبخت نے ایک

طرف پیر صاحب کے دعاوی ٹھہرا کر اپنے آپ کو اہل طریقت کا غم خوار ثابت کیا ہے۔'' فتنہ سیفیہ کی کتاب ''الشوائد علی المکائد'' (صفحہ 25) اور ایک دوسرے خلیفہ نے اپنی کتاب ''سل الحسام'' کے صفحہ 12 پر لکھا کہ حضرت صاحب کی کتاب ''ہدایۃ السالکین'' یا کسی اور تحریر سے ثابت کر دے تو پچاس ہزار روپے انعام لے سکتا ہے۔ اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھا کہ اگر پیر محمد ''ہدایۃ السالکین'' سے حضرت کا قول بطور دعویٰ دکھائے کہ ''میں حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں'' تو پھر بھی پچاس ہزار روپے انعام کا حقدار ہے۔ حالانکہ یہ سیفی خلفاء بھی پیر کی طرح بالکل ہی اجہل ہیں۔ انہوں نے ''ہدایۃ السالکین'' کا مطالعہ نہیں کیا۔ اگر مطالعہ کر لیتے تو ان کو یہ نوبت ہر گز نہ آتی۔ دیکھیں یہ مولوی محمد حمید جان سیفی بھی تو سیف الرحمان افغانی ہی کے خلیفہ ہیں وہ اپنے ''ابطال باطل'' کے صفحہ 11 پر لکھتا ہے کہ ''دوسرا خواب مولوی محمد عارف صاحب نے دیکھا ہے خواب کا مضمون یہ ہے کہ کھجوری کے حضرت پیر سیف الرحمن صاحب کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے اونچا مقام عطا فرمایا ہے۔ پیر محمد اور اس کے ہمنواؤں نے اس خواب کو محل اعتراض بنایا اور اسی کتاب کے صفحہ 10 پر لکھتے ہیں کہ '' اس خواب میں شرع ظاہری کے ساتھ کوئی ٹکراؤ اور مخالفت نہیں ہے۔ سیدنا رسول اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے اقتدا کی ہے۔'' حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو نبی کا ولی کے پیچھے نماز کی اقتداء شریعت مطہرہ میں ممنوع نہیں اور اسی کتاب کے صفحہ 13 پر لکھتا ہے کہ ''یہ حکم اس وقت کے اولیاء کرام کے علاوہ کسی اور

طرف تجاوز نہیں کرتا۔" اور اسی کتاب کے صفحہ 18 پر لکھتا ہے کہ "حضرت سیدنا اخندزادہ سیف الرحمن کے کمالات اور ولایت سے انکار، حق سے انکار اور حسد و مکابرہ اور عناد ہے۔"

اقول: ہم اس سے قبل عرض کر چکے ہیں کہ "ہدایۃ السالکین" جس کی وجہ سے یہ فتنہ اور فساد ہوا اس کے مصنف پیر سیف الرحمن ہیں اور اسی کتاب کے اندر وہ تمام عبارات موجود ہیں۔ جو قابل اعتراض ہیں اور آج فتنہ سیفیہ کے چیلے عوام الناس میں ایک قسم کی الجھن پیدا کرنا چاہتے ہیں اور کر رہے ہیں۔" یہ خواب کے واقعات ہیں حالانکہ خواب کو دلیل نہیں بنایا جاتا، اور خواب بھی پیر صاحب کے نہیں ایک دوسرے شخص کے ہیں جن کو لوگوں نے پیر صاحب کے دعاوے قرار دے دیا ہے۔ تو اس سے متعلق پہلا جواب تو تمہارے سیفی نے اپنے "ابطال باطل" میں دے دیا ہے۔ جس کو ہم اوپر عرض کر چکے۔ غوث اعظم سے اونچا مقام پیر صاحب کا ہو سکتا ہے اور یہ بھی اس کتاب میں اعتراف کیا کہ ولی نبی کا امام ہو سکتا ہے۔ اس سے شرعاً کوئی فرق نہیں آتا۔

اور دوسرا جواب بھی خود سیفی مولوی اپنے "الشوائد علی مکائد" میں تحریر کر چکا کہ "یہ خواب کے واقعات ہیں اور خواب کو دلیل شرعی بنایا جا سکتا۔" "اور نہ ہی دین میں خواب حجۃ واقعہ ہے اور نہ ہی خواب پیر صاحب کا ہے" تو سیفیو!! اگر خواب کو تمہارے پیر نے دلیل شرعی نہیں بنایا تھا تو اپنے سالکین کے لیے اپنی کتاب میں یہ تمام خواب کیوں درج کیے؟ ان کے تحریر کرنے کا آخر مقصد کیا تھا؟ اور پھر خود پیر صاحب اپنی اسی کتاب "ہدایۃ السالکین" کے صفحہ 299 پر تحریر کرتے ہیں کہ ہزارہا رویائے صالحہ اور کشف حقہ صادقہ اور الہامات رحمانیہ ایسے موجود ہیں جو کہ اس فقیر کی

مجددیت اور حقانیت پر گواہ عدل ہیں۔ اسی بنیاد پر خود ہی دعویٰ کرتا ہے کہ " فقیر بحمد للہ ومنّہ ظاہری ٹھوس دلائل سے مجدد عصر حاضر ہے۔ اور اسی کتاب میں خود پیر صاحب نے لکھا ہے کہ "اسی طرح فقیر کی ولایت، حقانیت اور وراثت حقہ پر ظاہری حجج بینہ دافعہ کے ساتھ ساتھ رویائے صالحہ بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں جو کہ نبوت کا چالیسواں جز اور حصہ ہے۔ یہاں چند رویائے صالحہ لکھنا مناسب سمجھتا ہوں۔ تاکہ طالبان حق کے لیے مشعل راہ بنیں صفحہ 221۔ عجیب بات ہے جن خوابوں کو پیر خود اپنی دلیلیں بناتا ہے اور خلفاء کہتے ہیں کہ خواب کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔؟ اور پھر تمام خوابوں کو سن کر خود اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ خواب جو ہیں یہ طالبان حق کے لیے مشعل راہ بنیں۔ اب میں تمام سیفیوں سے صرف اتنا سوال کرتا ہوں کہ تمہارے پیر نے خود ہی خوابوں کو دلیل بنایا جو ابھی ابھی آپ نے پڑھ لیا۔ جب انہوں نے خوابوں کو بطور دلیل تحریر کیا ہے۔ تو بتاؤ کہ دلیل دعوے کی ہوتی ہے یا نہیں؟ پہلے دعویٰ ہوتا ہے پھر دلیل ہوتی ہے اور دعویٰ بغیر دلیل کے بھی غلط ہوتی ہے۔

کیا بغیر دلیل کے دعوی پائی جاتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ پیر سیف الرحمن نے اپنی کتاب میں تمام کے تمام خواب اس لیے تحریر کیے ہیں تاکہ میرے دعوؤں کی دلیلیں بنیں جیسا کہ وہ خود لکھ رہے ہیں۔ اب ہم اسی کتاب "ہدایۃ السالکین" سے عبارات تحریر کرتے ہیں اور تمام سیفیوں مع پیر مغاں صاحب کو بھی کھلا چیلنج دیتے ہیں کہ کوئی ایک حوالہ غلط ثابت کریں؟ جو " ہدایۃ السالکین" میں موجود نہ ہو تو ایک حوالہ غلط ثابت کرنے والے سیفی کو فی حوالہ دس ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا۔

نوٹ: قارئین کرام! جب یہ واضح ہو گیا کہ یہ کتاب صرف اپنے دعوؤں کے

دلائل پر تحریر کی گئی ہے۔ ''خواب تو اس وقت خواب تھے جب خواب کی حد تک تھے جب سن کر خاموشی اختیار کی گئی اور ''السکوت یدل علی الرضا'' کے علاوہ بھی خود پیر نے اپنی دلیلیں بنائی تو پھر اب یہ دعوے عالم بیداری کے دعوئے ہوئے ''نہ عالم خواب کے'' خواب خلفاء کے ہیں مگر لکھ رہا پیر! مطلب کیا ہے؟

عالم بیداری کے دعوے

کتاب ہدایۃ السالکین فی رد المنکرین کے اقتباسات

دعویٰ نمبر 1

میرے سارے مریدین و خلفاء ولی ہیں اور ان سے انکار کفر ہے۔

اصل عبارت نمبر 1

''اس زمانہ میں فقیر سیف الرحمن پیر ارچی کے مریدین اور خلفاء کرام جو کہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور ولایت سے مشرف ہیں۔''

کتاب بدایۃ السالکین صفحہ 259

اصل عبارت نمبر 2

میرے تقریباً آٹھ ہزار خلفاء کرام ہیں اور سب کے سب فنا نفسی اور فنا قلبی سے مشرف ہیں اور کامل و مکمل اولیاء ہیں۔ تو اگر تم صرف مجھے مانتے ہو اور ان کی ولایت سے منکر ہو تو یہ بھی کفر ہوگا۔ کیونکہ تمام اولیاء کو ماننا لیکن صرف ایک ولی سے انکار کفر ہے۔ جس طرح تمام انبیاء پر ایمان لانا اور صرف ایک نبی سے انکار کفر ہے۔

صفحہ 260

دعویٰ نمبر 2

کامل و مکمل پیر اور اخص الخواص ولی ہوں۔

اصل عبارت

پھر فرمایا یہ اخندزادہ اخص الخواص اولیاء کرام میں سے ہے۔

صفحہ 172

دعویٰ نمبر 3

مریدین و خواہیں کہتی ہیں کہ میں ولی و مجدد ہوں۔

اصل عبارت نمبر 1

ہزار ہا رؤیاء صالحہ (خوابیں) کشوف حقہ، اور الہامات رحمانیہ ایسے موجود ہیں جو کہ اس فقیر کی مجددیت اور حقانیت پر گواہ ہیں۔

صفحہ 299۔

اصل عبارت نمبر 2

ہزاروں کی تعداد میں مسترشدین اقرار کرتے ہیں کہ حقیقی کمالات اور شریعت کی ظاہراً اور باطناً اتباع اس فقیر کے اندر موجود ہے۔

صفحہ 290

اصل عبارت نمبر 3

فقیر کی ولایت، حقانیت اور وراثت حقہ پر ظاہری حجج بینہ ودافعہ کے ساتھ رویائے صالحہ (خوابیں) بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں۔

صفحہ 321-22

دعویٰ نمبر4

میرے مریدین علوم غریبہ کے مالک ہیں۔انوار الٰہیہ لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔

اصل عبارت نمبر1

اس فقیر کے واسطہ سے ہزاروں سالکین طریقت الہامات صحیحہ، کشوف حقہ اور علوم غریبہ کے مالک بن چکے ہیں۔

صفحہ 178۔

اصل عبارت نمبر2

لاکھوں کی تعداد میں عوام مسلمان اس فقیر کے ظاہری و باطنی علوم سے فیض یاب ہیں۔ بداہت وجدانی کے طور پر انوار الٰہیہ اس فقیر کے سینہ سے حاصل کر کے دوسروں کو بھی پہنچاتے ہیں۔

صفحہ 178

دعویٰ نمبر5

میں ایک ہی صحبت میں چمکا دیتا ہوں۔

اصل عبارت نمبر1

فقیر کی ایک صحبت اور ایک ہی توجہ میں لطائف خمسہ، عالم امر منور اور متجوہر ہو کر ذکر خداوندی سے زندہ ہو جاتے ہیں۔

صفحہ 316

اصل عبارت نمبر2

اگر کوئی وجدان صحیح کا مالک، اعتقاد صحیح، انقیاد اور خلوص نیت کیساتھ اس فقیر

کی صحبت میں بیٹھ جائے تو جمعیت قلبی، حیات قلبی، عشق خداوندی، عشق رسول، اتباع سنت، اجتناب بدعت اور اخلاق حمیدہ سے متصف ہو جاتا ہے۔

صفحہ 180

دعوی نمبر6

پیری میں مقابلہ کر لیں۔ کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا۔

اصل عبارت

''تعریف السوابق عندالرھان'' کے مضمون پر میدان میں معلوم ہو سکتا ہے کہ ناقص پیر کون ہے۔

صفحہ 152

دعویٰ نمبر7

میرا خلیفہ ایک سانس میں قرآن مجید کا ختم اور دس ہزار مرتبہ لاالہ الااللہ پڑھ سکتا ہے۔

اصل عبارت

حضرت روحانی صاحب جو میرا خلیفہ اعظم اور ردیف الکمالات ہے ایک سانس میں تمام رات نفی اثبات کر سکتا ہے اور ایک سانس میں کلام اللہ کے ختم کے ساتھ ساتھ دس ہزار سے زائد نفی اثبات کر چکا ہے۔

دعویٰ نمبر8

میری ولایت و مجددیت کی نشانی میرے مرید ہیں۔

اصل عبارت نمبر1

میرے پچاس ہزار سے زائد مریدین کو غور سے دیکھنے پر یہ بات بدیہی طور پر

ثابت ہوتی ہے کہ فقیر محی السنۃ ہے۔ میرے تمام مریدین عمامہ کی پابندی کرنے والے ہیں۔

صفحہ 300

اصل عبارت نمبر2

اس فقیر کے مریدین و خلفاء کرام ہی اس فقیر کے کمالات اور علوم کا واضح نمونہ ہیں۔الخ

اصل عبارت نمبر3

اس فقیر کے مریدین و خلفاء کرام ظاہری اور باطنی شریعت کے التزام سے امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔اور تقویٰ فی العقیدہ، فی العمل اور فی الاخلاق کا مظہر ہیں۔اس زمانہ میں بدیہی طور پر سالکین سیفیہ ہی نظر آتے ہیں۔ ان اولیاءہ الا المتقون کا مصداق صحیح اس زمانہ میں فقیر کے ہاں مل سکتا ہے۔

صفحہ 178

دعویٰ نمبر9

سر پر ٹوپی رکھنا یا ننگے سر رہنا کفار میں داخل ہونا ہے۔

اصل عبارت نمبر1

عمامہ سنت دائمہ (مستمرہ) لازمہ اور متواترہ (قطعیہ) ہے۔

صفحہ 144

اصل عبارت نمبر2

عمامہ باندھنا شعار (علامت) مومنین کی حیثیت سے واجب اور صرف ٹوپی

رکھنا یا ننگے سر پھرنا شعار کافرین ہے۔

صفحہ 146

اصل عبارت نمبر3

شعار کفری اختیار کرنا حرام بلکہ کفار کی صف میں داخل ہونے کے مترادف بن جاتی ہے۔

صفحہ 145۔

دعویٰ نمبر10

پوری دنیا میں شریعت اور سنت کی صحیح تابعداری خانقاہ سیفیہ میں ہے۔

اصل عبارت نمبر1

تمام دنیا میں شریعت محمدی کی متابعت اور سنت سنیہ کے التزام کا واحد مرکز اس فقیر کی خانقاہ سیفیہ یاد کی جاتی ہے۔

صفحہ 178

اصل عبارت نمبر2

یہ کوئی مفروضہ نہیں بلکہ کوئی ادھر خانقاہ سیفیہ میں آکر دیکھ سکتا ہے کہ فقیر بحمد للہ شیخ احمد ثانی (مجدد الف ثانی) ہے اور مجدد عصر ہے۔

صفحہ 278

اصل عبارت نمبر3

یہ کوئی مفروضہ نہیں بلکہ کوئی ادھر خانقاہ سیفیہ میں آکر احیاء سنت کا نظارہ دیکھ سکتا ہے۔اور اماتت بدعت کا عملی نمونہ بھی دیکھ سکتا ہے۔

دعویٰ نمبر11

ولایت کو نبوت کی طرح ظاہر کرنا چاہئے تاکہ لوگ فائدہ اٹھائیں۔

اصل عبارت

اگر انبیاء اپنی نبوت لوگوں پر ظاہر نہ کرتے تو وہ لوگ کس طرح مستفید ہوتے۔ اسی طرح اگر اولیاء کرام جو کہ وارثین ہیں۔ اگر اپنی ولایت ظاہر نہ کریں تو مسترشدین ان کے فیوض عالیہ سے محروم رہیں گے۔ واما بنعمته ربك فحدث اس معاملہ پر گواہ ہے۔

صفحہ 171

دعویٰ نمبر12

غوث پاک رضی اللہ عنہ کے کمالات، علوم اور باطنی طاقتیں پیر (سیف الرحمن) صاحب کے پاس ہیں۔

دعویٰ نمبر13

پیر سیف الرحمن صاحب غوث پاک رضی اللہ عنہ سے چھے مقام اوپر ہیں۔

اصل عبارت

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا وجود مبارک حضرت سیدنا اخندزادہ سیف الرحمن کے وجود مبارک میں جذب ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ علوم اسرار اور باطنی قوتیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظم کو عطا فرمائے تھے۔ وہ سب کے سب کمالات اور معارف اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اخندزادہ صاحب مبارک کو عطا

کیے ہیں۔ حضرات پیران پیر محی الدین جیلانی اپنے عصر میں مجدد تھے اور حضرت صاحب مبارک عصر حاضر کے مجدد افخم ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں اور حضرت پیران پیر صاحب عبدیت کے مقام سے فوق (اوپر) طے کیے ہیں اور حضرت صاحب مبارک صاحب کا مقام پیران پیر کے مقام سے فوق ہے۔

الحمد لله على ذلك، ذلك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم

صفحہ نمبر 324 تا 325

دعویٰ نمبر14

علم باطن فرض عین ہے اور اس منکر کافر ہے۔

اصل عبارت نمبر1

علم باطن فرض عین ہے اور اس کی طلب بھی ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور اس کا عدم طلب حرام ہے اور موجب فسق اور اس کا انکار کفر بواح ہے۔

صفحہ 277

اصل عبارت نمبر2

ظاہر ہے کہ معاند منکر اولیاء اور فروض اعیان سے منکر کافر ہے۔

صفحہ 278

دعویٰ نمبر15

پیر صاحب مبارک دنیا میں ولی اور آخرت میں نبی ہوں گے۔

اصل عبارت

اسی اثناء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت اخندزادہ

سیف الرحمن صاحب اگرچہ ولی ہیں۔ نبی نہیں ہیں لیکن میں اس کے علو شان کی وجہ سے اس ہستی کو قیامت کے دن انبیاء کے صف میں کھڑا کروں گا۔ (یہ خواب واضح طور پر فقیر کے خواب کی تعبیر ہے۔)

بدایۃ السالکین صفحہ 327

دعویٰ نمبر16

پیر محمد چشتی صاحب کے اعتراضات کی تصدیق کرنیوالا کافر ہے۔

دعویٰ نمبر17

سالکین سیفیہ کے وجد کو برا بھلا کہنے والا کافر ہے۔

دعویٰ نمبر18

سیفی مجذوبین سے ٹھٹھا کرنے والا کافر ہے۔

دعویٰ نمبر19

پیر سیف الرحمن پر جھوٹ باندھنے والا کافر ہے۔

اصل عبارت

قاری اظہر محمود اظہری خطیب مسجد انوار حبیب، ضلع اٹک نے پیر محمد زندیق کو خط لکھا ہے کہ جس میں اس نے پیر محمد زندیق کے کافرانہ اعتراضات کو قابل ستائش کام قرار دیا ہے۔ اور سالکین سیفیہ کے وجد و حالات پر تشنیع کیا ہے اور ناقابل برداشت کلمات کفریہ سے مجذوبین کے ساتھ استہزاء کیا ہے اور اس فقیر پر بھی ناشائستہ افتراء کیا ہے۔ تو قاری اظہر محمود اظہری بھی پیر محمد کی طرح اشد کافر ہے اور معاند حق ہے۔

صفحہ 247 تا 248

دعویٰ نمبر20

میری شخصیت کو ماننا عین دین، عین ایمان، عین اسلام اور عین شریعت ہے۔ اس کا خلاف کفر اور نیا دین ایجاد کرنا ہے۔

اصل عبارت نمبر1

قارئین کرام پر مخفی نہیں کہ وارث سے انکار در حقیقت مورث سے انکار کرنا ہے اور وارث کی توہین اور گستاخی کرنا فی الحقیقت مورث کی توہین اور گستاخی ہے۔

العیاذ باللہ

اور وارث کامل جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت مطہرہ کی کمال متابعت کی وجہ سے اخص الخواص اولیاء کرام کی صف میں داخل ہو تو اس کامل متبع شریعت شخصیت کو غیر اسلامی عقائد کا مبلغ قرار دینا اور اپنے پیٹ سے گڑھی ہوئی شریعت کی تبلیغ کرنے والا قرار دینا بالفاظ دیگر دین اسلام اور شریعت مطہرہ محمدیہؐ کے علاوہ ایک اور دین بنانا ہے، ور دین اسلام سے قطعی طور پر انکار کرنا ہے۔ جس طرح پیر محمد بدترین کافر نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل تابع اور وارث کا توہین کیا۔

صفحہ 290

اصل عبارت نمبر2

تو اس کامل تابع شخصیت کو غیر اسلامی عقائد کا مبلغ ٹھہرانا فی الحقیقت شریعت محمدی کو غیر اسلامی شریعت ہے اور اپنے پیٹ سے نیا دین بنانا ہے۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ۔ الایۃ

صفحہ نمبر 290 تا 291

اصل عبارت نمبر3

پس ایسی شخصیت کو غیر اسلامی عقائد کا مبلغ ٹھہرانا اور اپنے پیٹ سے گڑھے ہوئے احکام کی شریعت کرنے والا قرار دینا بالفاظ دیگر قرآن وسنت، احکام شریعہ اور عقائد اسلامیہ کو غیر اسلامی قرار دینا ہے اور ایمان محض کو کفر محض قرار دینا ہے۔

صفحہ 287

دعویٰ نمبر21

وجد سے انکار قرآن وحدیث سے انکار ہے۔

اصل عبارت

وجد کا ثبوت امت مسلمہ کے نزدیک اجماعی بلکہ قطعی ہے الخ وجد سے انکار بالفاظ دیگر قرآن وحدیث سے انکار ہے۔

صفحہ 247

دعویٰ نمبر22

دل کا کودنا کرامت ہے۔

اصل عبارت

لطائف کی حرکت (وجد کی ایک قسم اور کرامت اولیاء ہے۔)

صفحہ 248

دعویٰ نمبر23

زبانی اور تحریری طور پر میری غیبت کرنے والا اور مجھ پر ناجائز تہمت لگانے والا کافر ہے۔

اصل عبارت

پیر محمد چشتی نے اس فقیر کی جو تحریری غیبت کی ہے اور تہمت پردازی کی ہے زبانی اور تقریری طور پر اس فقیر کی غیبت اور تہمت پردازیوں مبتلا ہے تو غیبت تہمت پردازیوں سے اس فقیر کو کوئی اذیت اخروی لاحق نہیں بلکہ اس امر حرام کو حلال اور کار ثواب جاننے سے پیر محمد چشتی خود کافر ہے۔

صفحہ 321

سیفیوں کا دعویٰ

یقیناوہ لوگ کافر ہو چکے ہیں جنہوں نے اس قیوم زمان کی شان میں گستاخی کی ہے خوہ وہ کوئی مفتی ہو یا نام نہاد پیر۔

کتابچہ دعوت تو بہ کا جواب صفحہ 7

پیر سیف الرحمن کی وصیت نمبر1

فقراء حقیقی کے حق میں بدگمانی نہ کریں کیونکہ ہر زمانہ میں فقراء حقیقی کے دشمن اور منکرین فقراء پر افتراء بازی کرتے ہیں لیکن تبیین ضروری ہے۔

مکتوب کا اقتباس

وصیت نمبر2

تمام مسلمان فقیر کی تصانیف اور فقیر کے خلفاء کی اسناد خلافت کا مطالعہ کریں جس میں فقیر نے اپنے آپ کو "فقیر" اور "الفقیر" سے مسمی کیا ہے اور کوئی دعویٰ فقیر نے نہیں کیا۔

مکتوب کا اقتباس

سیفیوں کی تصدیق

ہمارے شیخ حضرت نے دعویٰ نبوت نہیں کیا بلکہ اپنے آپ کو فقیر سے موسوم کرتے ہیں۔

مکتوب سیفی کا اقتباس

دعویٰ نمبر 24

میرا وجود پاکستان کے لیے رحمت ہے۔

صفحہ 366

عبارات پر تبصرہ

دعویٰ نمبر 1 پر تبصرہ:

پیر صاحب نے کہا کہ میرے سارے مرید ولی ہیں اور خود اخص الخواص ولی ہوں۔ مریدوں کی ولایت پر پیر صاحب نے شہادت و گواہی دی اور ولایت و قومیت پر اپنے شیخ کی گواہی بیان کی۔

لیکن واقعہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مولانا ہاشم صاحب جو کہ پیر سیف الرحمن کے مرشد و شیخ ہیں۔ سیف الرحمن کو اس لیے اخص الخواص ولی اور قیوم زمان کہتے رہے ہیں کہ یہ جذباتی تھے۔ بات بات پر ناراض ہو جاتے تھے۔ تو ان کی تالیف قلبی کی خاطر انہیں خوش رکھنے کے لیے ایسا کرتے۔ کیونکہ مرشد حق بین کو اپنے ہر مرید و خلیفہ کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ کہ یہ کس فطرت کا مالک ہے۔ وہ دیکھ چکے تھے کہ اسے جتنے صفتایا جائے خوش رہتا ہے۔ تو وہ اسے راضی رکھنے کے لیے اخص الخواص ولی قیوم زمان یوسفی

الصفۃ وغیرہ وغیرہ کہہ دیتے جیسے باپ بگڑے ہوئے بچے کو شیر پتر کہہ کر راضی کیا کرتا ہے۔ پیر صاحب نے خود ہدایۃ السالکین میں لکھا کہ مولانا ہاشم صاحب نے حدیث ''حب الوطن من الایمان'' کی تشریح میں فرمایا کہ وطن سے مراد اصل روح ہے جو عرش سے اوپر عالم امر میں ہے۔ صفحہ 292 میں انہوں نے کہا کہ اس فقیر کو ابھی ابھی الہام ہوا ہے کہ اس وطن سے مراد ''جنت'' ہے۔ صفحہ 292 مولانا صاحب نے فرمایا یہ تو عوام کی بات بیان کی ہے میں نے کہا کہ اگر جنت عوام کا مقام ہوتا تو حضورؐ نے جنت کی طلب کیوں کی ہے۔ المختصر مولانا صاحب نے فرمایا کہ آپ میرے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ میں نے الہام عرض کیا ہے۔ صفحہ 293 اس پر سیف الرحمن صاحب ناراض ہو کر محفل سے اٹھ گئے مرشد صاحب سمجھ گئے کہ وہ ناراض ہو گیا ہے تو اب مرشد اسے خوش کرنے کے لیے کہنے لگے کہ یہ اخندزادہ اخص الخواص سے ہے۔ آپ بدگمانی اس پر نہ کرنا یہ علم طریقت کا مجتہد ہے۔ میں نے صرف اسے غصہ میں کرنے کے لیے اس کی بات کو رد کیا ہے تاکہ اس میں نفس کی قوت پیدا ہو۔

صفحہ 294

قارئین کرام! اس بات کو ہدایۃ السالکین میں خود بھی مطالعہ کر لیں۔ مرشد صاحب ان کی جلالی طبیعت اور تلون مزاجی کے علاج کی خاطر انہیں اخص الخواص، قیوم زمان، علم طریقت کا مجتہد جیسے القابات سے نوازتے تھے۔ حقیقت کچھ بھی نہیں۔ اگر حقیقت اسی طرح ہوتی تو پیر سیف الرحمن کو ولایت و مجددیت کے دعوے کرنے کی ضرورت نہ تھی بلکہ منجانب اللہ خود مشہور و معروف ہو جاتے۔ خالی گھڑا ہاتھ مارنے سے بچتا ہے۔ بھرا ہوا گھڑا بجانے سے نہیں بجتا۔ بلکہ بھرا ہونے کی آواز دیتا ہے۔

جیہڑے محرم راز حقیقت دے
اوہ راز حقیقت کھول دے نہیں
جیہڑے بول پئے انہاں ویکھیا نہیں
جنھاں ویکھ لیا اوہ بول دے نہیں

پیر صاحب نے اپنے ہر مرید کو ولی لکھا اور آٹھ ہزار خلفاء کو کامل و مکمل اولیاء ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کیا۔ ان کی ولایت کو اس درجہ قطعی یقینی قرار دیا کہ انکار کرنے والے کو کافر کہا ہے۔؟ العیاذ باللہ ثم نعوذ باللہ من ذلك.

ان باتوں سے نفسانیت کی واضح بو آتی ہے ورنہ شخصی غیر منصوصی ولایت سے انکار پر کفر کس دلیل شرعی سے لازم آیا۔ اب مجھے پیر صاحب سے شرعاً پوچھنے کا حق ہے بلکہ ہر مسلمان کو جواب طلبی کا شرعی حق ہے کہ پیر صاحب تم نے اپنے ہر مرید و خلیفہ کو کس دلیل قطعی شرعی سے ولی قرار دیا ہے؟ کیا قرآن و حدیث اور اجماع سے ان کی ولایت ثابت ہے؟ پھر ان کی ولایت سے انکار کرنے والے کو کسی دلیل شرعی سے کافر کہا ہے۔؟ حالانکہ تم نے اپنی کتاب ہدایۃ السالکین کے صفحہ 86 پر لکھا ہے کہ "فقیر بلا دلیل شرعی فتویٰ صادر نہیں کرتا کیونکہ یہ فقیر حنفی مذہب کا تابع ہے۔؟ اپنے اس قول کو سچ ثابت کرنے کے لیے مذہب حنفی کی کسی کتاب سے ثابت کر دو کہ آٹھ ہزار سیفی خلفاء کی ولایت سے انکار کفر ہے۔

فاتوا بکتابکم ان کنتم صادقین

آئی جان شکنجے اندر جیویں ویلنے وچ گنا
دسو سیفیو رل مل مینوں جند کیویں ہن کڈاں

قارئین کرام حقیقت یہ ہے کہ شخصی غیر منصوصی ولایت کے ثبوت پر کوئی نص قطعی شرعی موجود نہیں جس کے انکار پر کفر لازم آئے پس پیر صاحب کا یہ فتویٰ نفسانی غیر شرعی اور غیر اسلامی ہے۔ نیز ولایت شخصیہ معینہ غیر منصوصہ پر ولایت مطلقہ کو دلیل بنا کر کفر کا فتویٰ صادر کرنا ظلم ہے اور پرلے درجے کی حماقت و جہالت ہے۔ ہاں البتہ ولایت معینہ منصوصہ نصوص مطلقہ سے ثبوت لانا جائز ہوگا جیسے اصحاب کہف کی ولایت، مریم علیہ السلام کی ولایت، موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی ولایت، حضرت آسیہ خاتون کی ولایت، حضرت آصف بن برخیا کی ولایت اور حضرت خضر علیہ السلام کی ولایت۔ ان مذکورہ کی ولایت قطعی منصوصی ہے جس کے انکار پر کفر لازم آئے گا اور وہ اولیاء بھی منصوص ہوں گے۔ جن کی ولایت پر مسلمانوں کی اکثریت نے اتفاق کیا ہو جیسے حضرت اویس قرنی، حضرت جنید بغدادی، حضرت پیران پیر غوث الاعظم، حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمہم اللہ علیہم اجمعین و غیرہم۔ باقی کسی غیر منصوصی معین شخص کی ولایت امر باطنی خفی ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ ہی خوب واقف ہے۔ باقی کسی کو قطعی علم نہیں۔ یہاں سے کتاب حدیقۃ الندیۃ کی عبارت کا صحیح محمل معلوم ہو گیا کہ کسی فرد معین کی ولایت منصوصی کا انتفاء من غیر دلیل کفر ہوگا نہ فرد غیر منصوصی سے انتفاء پر کیونکہ قاعدہ اصولیہ مسلم ہے کہ المطلق یجری علی اطلاقہ و المقید علی تقییدہ۔ سیفیوں کی ولایت سے انکار کو مطلق اولیاء کے انکار سے دلیل لانا مکابرہ اور تجاہل عارفانہ پھر اس پر نبوت و رسالت کے انکار سے دلیل لانا اور بھی جاہل بننا ہے۔ اب اگر ولایت شخصیہ غیر منصوصہ کے انکار پر کفر کا التزام کیا جائے تو پھر ہر سلسلے والا کافر کہلائے گا۔ کیونکہ ہر سلسلے والے کے نزدیک اپنے

سلسلے کے پیر کی ولایت مستند ہوتی ہے۔اس طرح تو پیر صاحب اور سارے سیفی کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے باقی سلسلوں میں ولی ماننے سے انکار کیا ہے۔ حالانکہ ولی موجود ہیں۔ پیر صاحب کے فتوے سے کئی استحالے لازم آتے ہیں۔

ولی کون ہوتا ہے

ولی اللہ کہلانے کا حق دار کب ہوتا ہے؟ ان سوالوں کا جواب فخر السادات، جامع المعقولات والمنقولات، منبع البرکات والکرامات آیۃ من آیات حضرت پیر سید مہر علی شاہ مرشدی وسندی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: ”سالک الی اللہ بعد مشاہدہ و تجلیات ہوالظاہر اور نیز تجلیات ہوالباطن اولا بحسب خصوصیات و تمیزات اپنے کے اور ثانیا بافناء، بعض تمیزات ان کے مرتبہ جمع میں اور بالکلیہ فنا کے مرتبہ جمع الجمع میں ولی اللہ کہلانے کا حقدار ہے۔

فتاوی مہریہ صفحہ 52

حقیقی علماء نے کئی کئی سال رگڑے کھائے۔ بھوک اور پیاس برداشت کی تب مولوی وعالم بنے۔اسی طرح حقیقی اولیاء نے بھی مرشد کے در پر کتنے کتنے سال پانی بھرا، جھاڑو دیا۔ پھر خدا خدا کر کے انہیں خرقہ ولایت ملا۔ پھر بھی انہوں نے اپنے کو ولی اللہ ظاہر نہیں کیا۔ لوگ انہیں ولی اللہ جانتے اور کہتے مگر وہ خود اپنے منہ سے یہ کلمہ نہ کہتے کہ مبادا میں اپنے کو ولی کہوں اور غیب سے آواز اس کے برعکس آجائے کیونکہ اس میں ایک گونا تکبر کی علامت ہے۔ جو کہ حصہ نفس اور غضب الٰہی کا سبب ہے۔ اسی بات کو قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ

فیہ اشعار بانہ یجوز تزکیۃ نفسہ او لغیرہ باعلام من اللہ تعالیٰ بتوسط الوحی و

الالھام بشرط ان لا یکون ذلک علی وجہ البطر و التکبیر فانہا من رذائل النفس.

ترجمہ: اس میں خبرداری اس بات کی ہے کہ تزکیہ نفس (ولایت و قرب خاص کا دعویٰ اپنا یا غیر کا اللہ تعالیٰ کے بتانے سے جائز ہوگا۔ وحی اور الہام کے واسطہ سے بشرطیکہ یہ دعویٰ ادنی دکھلاوے اور تکبر سے نہ ہو کیونکہ یہ دو وصف نفس کی رذالتوں سے ہیں۔

تفسیر مظہری الم تر الی الذین یزکون الآیۃ کے تحت پارہ 5

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب دیوبندی نے اپنی کتاب بوادر النوادر کے صفحہ 588 ج 2 پر لکھا کہ اسی واسطے میں کہتا ہوں کہ نظر الی الظاہر کسی کو شیخ، زاہد، عارف، عاشق اور سالک کہنا جائز ہے لیکن ولی اللہ کہنا ناجائز ہے کیونکہ ولایت یعنی قرب خاص اور مقبولیت امر خفی ہے۔ اس کا دعویٰ شہادت من غیر علم میں داخل ہے۔ اسی واسطے حدیث میں لایزکی علی اللہ احدا و یقول واللہ حسبہ، او کما قال یعنی بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فلاں شخص ولی ہے باقی حقیقت حال سے علام الغیوب ہی واقف ہے۔

اگر پیر صاحب سیفیوں کی ولایت کو کشف والہام سے ثابت کریں تو میں کہوں گا کہ پیر صاحب کا کشف والہام بھی عجیب اختیاری ہے کہ صرف سیفیوں کی ولایت ہی مکشوف ہوتی ہے۔ باقی قادری، چشتی سہروردی، سلسلہ میں اولیاء خرط القتاد مکشوف وملہوم ہوتے ہیں یعنی سلسلہ سیفیہ کے علاوہ باقی کسی سلسلہ میں کوئی ولی نظر ہی نہیں آتا۔ اسی لیے سیفیوں کی ولایت سے انکار کو کفر قرار دیا ہے۔ پیر صاحب کا یہ فتویٰ نفسانی ہے پیٹ کی آگ خوب بجھاتا ہے۔ حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں:

” تدریس وافتاء وقتی نافع آید کہ خالصا لوجہ اللہ، سبحانہ باشد واز شائبہ حب

جاہ ریاست و حصول مال و رفعت خالی باشد و علامت این خلوز ہد در دنیا است و بے رغبت بودن است از دنیا مافیہا علمایکہ پیر و مولوی' بایں بلا مبتلا اند و بہ محبت این دنیہ گرفتار از علماء دنیا اند، ایشانند علماء و سوء و شرادر سے مردم و لصوص دین و حال آنکہ ایشاں خود را مقتدائے دین میدانند و بہترین خلائق انگارند و یحسبون انہم علی شیء الا انہم ھم الکذبون۔

ترجمہ: حضرت مجدد صاحب نے واضح کیا کہ تدریس و فتویٰ اس وقت مفید ہے جب خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو۔ اگر ذرہ برابر خواہش نفسانی کی ملاوٹ ہوئی وہ مولوی و پیر دنیا کا ٹٹو، بازاری اور دین کا چور ٹھہرے گا علامت یہ کہ دنیا سے بے حد رغبت منصب و عہدہ کی لالچ سے خالی ہو۔ دین کی عزت پہ اپنی عزت قربان کرے۔ مگر پیر صاحب میں یہ اوصاف نہیں پائے جاتے۔ ہدایت السالکین کے ہر صفحہ پر معمولی تامل کرنے سے خوب واضح ہو جاتا ہے کہ اس شخص کو دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اپنی عزت پیاری ہے۔ اپنی اور اپنے خلفاء و مریدین کی عزت پر دھبہ نہ لگے۔ خواہ سارے مسلمانوں کو کافر و مرتد قرار دینا پڑے۔ دنیاوی لذت میں فرق نہ آئے خواہ باقی سارے دنیا تباہ ہو جائے۔ مجدد صاحب فرماتے ہیں ایسے مقتدی جھوٹے اور فراڈی ہیں۔

دعویٰ نمبر 4-3-2 اور 5 پر تبصرہ

ان چار دعاوی میں پیر صاحب نے تعلی و تکبر کی تصدیق کرتے ہوئے اپنے آپ کو شیخ کی گواہی سے اخص الخواص ولی، قیوم زماں اور کامل و مکمل پیر قرار دیا ہے۔ مزید اس پر خلفاء و مریدین کی خوابیں اور کشف و الہام دلیل لائے ہیں۔ خلفاء و مریدین

کو علوم غریبہ اور کشف و الہام کے مالک ہونا قرار دیا۔ نیز اپنے متعلق فرمایا کہ ایک ہی صحبت میں جوہر خالص اور ذاکر بنا دیتا ہوں۔

یہ اشتہار اس لیے دیے تاکہ لوگ خانقاہ سیفیہ کی طرف رخ کریں اور پیری مریدی کو چار چاند لگ جائیں آمدن میں اضافہ ہو۔ حالانکہ شیخ کی گواہی، مریدین و خلفاء کی خوابیں اور خود پیر صاحب کے الہام و کشوف یقینی علم کا فائدہ نہیں دیتے بلکہ محض وہمی ظنی باتیں ہیں۔ جن پر جم کر رسالت و نبوت کی طرح ببانگ دہل دعوے کیے جانے کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتا۔

انبیاء کرام اور رسل عظام کے الہام و کشوف اور خوابیں یقینی علم کا فائدہ دیتی ہیں۔ جیسے قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ باقی کوئی ان ذوات قدسیہ سے مشابہت نہیں رکھتا۔ جیسے حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں۔ ''الہام و کشف بر غیر حجت نیست'' مکتوبات شریف صفحہ 89 مزید فرمایا پس کشف خود را بر قول علماء مقدم داشتن فی الحقیقت مقدم داشتن بر احکام قطعیہ منزل و ہو عین الضلالۃ و محض الخسارۃ صفحہ 546 الہام و کشف غیر پر حجت نہیں (اور فرمایا) کہ اپنے کشف کو علماء کرام کے اقوال پر ترجیح دینا ایسا ہے جیسے قطعی احکام قرآنیہ پر ترجیح دی جائے۔ ایسا کرنا گمراہی کی جڑ اور خالص خسارہ ہے۔

پیر صاحب کو کشوف و الہام پر نصوص قطعیہ کی طرح یقین ہے۔ اس لیے شریعت کی طرف دعوت دینے والے مظلوم پیر محمد چشتی شیخ الحدیث صاحب کو کافر، اشد کافر اور معاند حق قرار دیا ہے۔ مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ کشف و الہام کو چھوڑ کر علماء کی باتوں پر عمل کرنا چاہئے اور پیر صاحب علماء کرام کو کافر و مرتد، بے کمال و ناقص قرار

دے کر اپنے کو عقل کل قرار دے رہے ہیں۔ العجب کل العجب، بلکہ فرماتے ہیں کہ "ہمیں اس زمانہ کے کسی عالم کے فتویٰ کی ضرورت نہیں"

بدایۃ السالکین صفحہ 149

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں آیت الم تر الی الذین یزکون انفسھم کے تحت لکھتے ہیں۔

الاستفھام المتعجب من حال من یزکی نفسہ اعتلائہ بین الناس و لا یحصل ذلک بتزکیۃ نفسہ بل یوجب ذلک دناء فی اعین الناس و انما یحاصل الاعتلاء و الزکاء بتزکیۃ اللہ تعالیٰ و جعلہ عالیا نامیۃ فیما بین عبادہ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر تعجب فرمایا ہے جو اپنی عزت کی خاطر لوگوں میں ولایت و پاکیزگی ظاہر کرتا ہے حالانکہ وہ اس طرح عزت حاصل نہیں کر سکتا۔ بلکہ لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ حقیقت میں عزت و پاکیزگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ (اگر یقین کرے) تو وہ اسے اپنے بندوں میں عالی مرتبہ کر دیتا ہے۔ معلوم ہو گیا کہ اپنے آپ کو پاک صاف اور ولی اللہ ظاہر کرنا عزت بڑھانے کی غرض سے نہایت برا ہے۔ ارشاد باری ہے۔

فلا تزکوا انفسم ھو اعلم لمن اتقیٰ

ترجمہ: ولایت و پاکیزگی کے دعوے نہ کرو وہ خوب جانتا ہے کہ کون متقی و پرہیزگار ہے۔ انتہی

معلوم ہوا کہ ولایت و مجددیت کے اشتہار دینے کی ضرورت نہیں۔ یہ نجومیوں، کاہنوں اور شعبدہ بازوں کا کام ہے۔ حقیقی ولی اللہ اپنے ہر قول و عمل کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔ پھر وہ خود اشتہار دیتا ہے۔

جیسے فرمایا:

ان الذین امنوا و عملوا الصٰلحٰت سیجعل لھم الرحمن ودا

ترجمہ: یقینا جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیے اللہ تعالیٰ ان کے لیے محبت پیدا کر دے گا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں۔ یعنی

محبۃ فی قلوب المومنین اور محبا یحبھم

یعنی ان کی محبت ایمان والوں کے دلوں میں پیدا کر دے یا ان سے خود محبت کرنے الگ جائے گا۔

ثابت ہو گیا جو حقیقت میں مقبول بندے بن جاتے ہیں۔ انہیں شیخ و مرشد کی گواہی کی ضرورت نہیں رہتی۔ اپنی ولایت پر اپنے ہی خواب، کشوف و الہام پیش کرنے کی حاجت محسوس نہیں ہوتی۔ مریدین و خلفاء کو ولایت و مقبولیت پر دلیل و گواہ نہیں بناتے بلکہ تمام گواہوں سے بڑھ کر عظیم ہستی اللہ تعالیٰ ان کی مقبولیت کی گواہی اپنی مخلوق سے کرواتا ہے۔ جیسے حدیث پاک میں ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا احب اللہ العبد قال لجبریل قد احببت فلا نا فاحبہ فیحبہ جبریل ثم ینادی فی اھل السلامء ان اللہ قد احب فلانا فاحبوہ فیحبہ اھل السماء ثم وضع لہ القبول فی الارض.

رواہ البخاری و مسلم

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے۔ تو جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

جبریل علیہ السلام بھی محبت کرنے لگتا ہے۔ پھر آسمان میں منادی کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی محبت کرو۔ پس سارے آسمانوں والے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر جبریل علیہ السلام اسی محبت کو اس زمین والوں سے قبول کرواتا ہے۔

اب پیر صاحب کی سنیے۔ اگر اولیاء کرام ہو کہ وارثین ہیں اپنی ولایت ظاہر نہ کریں تو مستر شدین ان کے فیوض عالیہ سے محروم رہیں۔

ہدایۃ الطالبین صفحہ 171

اب یہی بات مرزا قادیانی نے کہی تھی اس کا حوالہ آگے آئے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں محبت مخلوق کے دلوں میں ڈال دوں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اپنے خاص بندوں کی محبت ڈال دیتا ہے۔ لیکن پیر صاحب کو یقین نہیں آرہا۔ فمن یھدیہ من بعد اللہ اب کون پیر صاحب کو سمجھائے کہ آپ کے بتانے کی ضرورت نہیں آپ اپنی ولایت و محبوبیت کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کریں وہ خود ہی اشتہار دے دے گا۔ مگر پیر صاحب کا مان لینا مشکل ہے۔ دعویٰ نمبر 5 میں ایک صحبت سے بچہ کا دینے کے قول سے بھی مخلوق کو اپنی طرف متوجہ اور راغب کرنے کی خواہش ہے۔ حالانکہ میں نے ایک صحبت کی ہے مخلصے بچہ کا لے کی بجائے بچہ کا دینے کی بات ہوئی ہے۔ میں نے تو اس صحبت میں خواجے خواجگان رحمۃ اللہ سے کچھ فیض نہیں پایا۔ اب خواب ہو گا کہ تو عقیدہ مان لو ولایت ہو گی دینا تھا اس لیے فیض نہیں مل گا تو میں خواب میں لوگوں کا کافر و ضالی سے بھی زیادہ عقیدہ محبوبیت تھا؟ جب پیر صاحب ایک خواب و عقیدہ محبوبیت کو

نہیں مان سکتے تو پھر یہ اشتہار کس لیے دیا کہ ایک صحبت میں ڈاکٹر بنا دوں۔ یہ سب پیر صاحب کے تعلیات و تکبرات ہیں۔ نہیں حقیقی اولیاء اللہ پسند نہیں کرتے۔ کہا ہے وہ تو:

راتی ساری کر کر زاری نیل اکھاندے دھندے
پھری اوہ گناہگار صداندے سب قسمیں نیں اوندے

خوابوں کے متعلق حضرت مجدد صاحب نے لکھا کہ:

بالجملہ اعتبار بر وقائع نباید، نہاد اشیاء در خارج موجودن، می باید نمود کہ اشیاء را در یقظہ یابند کہ شایان اعتماد است وگنجائش تعبیر نہ آنچہ در خواب و خیال دیدہ شود خواب و خیال است۔

مکتوب نمبر 272

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خوابیدہ باتوں پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے کہ اشیاء خارج میں موجود ہیں ان کو دیکھنے کی سعی کرنا چاہئے کہ اعتماد کے قابل یہی ہیں اور تعبیر کی ضرورت بھی نہیں پڑتی وہ چیز کہ خواب و خیال میں دیکھی جاتی ہے۔ خواب و خیال ہی ہوتا ہے۔

مزید فرمایا:

"ماورائے این چہار اصل سرمی ہر چہ باشد اگر موافق است بایں اصول مقبول والا افلا اگر چہ از علوم و معارف صوفیہ بار شد و از الہام و کشوف ایشاں بود

مکتوب نمبر 217

اصول اربعہ شرعیہ سے جو بات ان کے موافق ہو مقبول ہو گی ورنہ نامقبول مردود ہو گی۔ اگر چہ علوم و معارف صوفیاء اور الہام و کشوف ان صوفیاء کے ہوں۔

پیر صاحب اپنی ولایت و محبوبیت مریدین کے خوابوں، الہاموں اور کشوف

سے ثابت کرتے ہیں اور مریدین و خلفاء کی ولایت اپنے کشوف و الہام سے (من ترا ملا بگویم تو مرا حاجی بگو) اب تمام ہی مل جل کر اس بے نور امت کو نور دے رہے ہیں۔ ظلمت چھٹنے کو ہے۔ اندھیر نگری سے جانے کو ہے بس بس جس طرف دیکھو گے سیفی نور ہی نظر آئے گا۔ محمدی نور شاید کسی کسی سینے میں محصور رہے۔ اللہ تعالیٰ وہ وقت نہ دکھائے۔ (آمین)

دعویٰ نمبر6 پر تبصرہ

کتب عقائد میں ثبت ہو چکا کہ معجزات کا صدور مدعی نبوت سے بطریق تحدی یعنی معارضہ و مقابلہ مقارن بدعوی نبوت ہے۔ اور کرامات کا صدور اولیاء اللہ سے بغیر تحدی یعنی مقابلہ و معارضہ کے ہے تو معلوم ہو گیا کہ تحدی خاصہ نبوت ہے۔ یعنی منکرین کو چیلنج دینا انبیاء علیہم السلام کی خاصیت ہے۔ پس پیر صاحب کا ولایت میں تحدی کرنا مقابلہ و معارضہ چہ معنی دارد یا تو در پردہ نبوت کے مدعی ہیں۔ صرف اظہار ولایت کا کرتے ہیں۔ یہ بھی ضمناً معلوم ہو گیا کہ ولایت میں دعویٰ نہیں۔ تحدی کی نفی دعوی ولایت کی نفی کو مستلزم ہے۔ جیسے تحدی کا ثبوت دعوی نبوت کے ثبوت کو مستلزم ہے۔

پیر صاحب کا کہنا ہے کہ "تعرف السوابق عندالرھان" کے مضمون کے تحت میدان میں معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ناقص پیر کون ہے۔ تحدی و مقابلہ اور معارضہ کا کھلا چیلنج ہے جو کہ خلاف شرع اور خلاف عقیدہ اہل السنۃ ہے۔

دعویٰ نمبر7 پر تبصرہ

تحدی اور مقابلہ کو مزید اس طرح موکد کیا کہ تم میرے ساتھ مقابلہ کے درپے ہو میرا ایک خلیفہ شان رکھتا ہے کہ ایک سانس میں قرآن مجید کے ختم کے ساتھ

دس ہزار مرتبہ نفی اثبات کا ورد بھی کر سکتا ہے۔ جب میرے خلفاء کی یہ شان ہے تو ان کے شیخ کو خود سمجھ لو کہ وہ میرے کس مقام کے مالک ہوں گے۔ اس پر بطور تعلی و تکبر خود کہا۔ "کہ جب فقیر کے خلفاء کا یہ حال ہے تو قیاس کن زگلستان من بہار مرا"
صفحہ 298

یہ مذکورہ خلیفہ پیر صاحب کا سسر ہے یعنی

اندھا ونڈے شیرنی، مڑ مڑا اپنے گھر

دعویٰ نمبر8 پر تبصرہ

پہلے ایک خلیفہ کی رفعت شان بتائی پھر فرمایا کہ میرے پچاس ہزار مریدین میری ولایت و مجددیت کا نشان ہیں۔ انہیں سمجھ لینے کے بعد مجھے سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ مریدین کی پہچان عمامہ شریف سے کرائی اور فرمایا کہ ہر مرید کے سر پر عمامہ شریف ہو گا اور یہی مجدد ہونے کی علامت ہے۔ پیر صاحب مبارک نے عمامہ شریف کا رنگ نہیں بتایا کہ مریدین کیسے رنگ کے عمامے باندھتے ہیں۔ مطلقاً عمامہ شریف کی نشانی سے دعوت اسلامی والوں پر بھی ان کی ولایت و مجددیت کا شبہ ہو گا۔ حالانکہ وہ سبز رنگ کا عمامہ شریف باندھتے ہیں۔ اگر سفید رنگ ہو تو بہت سارے علماء و مشائخ اور عوام مسلمان ہیں جو سفید عمامہ شریف سر پر باندھتے ہیں۔ اکثر پنجاب کے دیہاتوں میں بے ریش اشخاص بھی سفید عمامہ شریف استعمال کرتے ہیں۔ کیا ان کو بھی آپ کے مریدین و خلفاء شمار کریں؟ مریدوں کے اوصاف بیان کرتے کرتے آخر میں فرمایا کہ ان اولیاءہ الا المتقون کا مصداق اس زمانہ میں فقیر کے ہاں مل سکتا ہے۔ سبحان اللہ گویا سیفی اس زمانہ میں اگر نہ ہوتے تو یہ آیت مبارکہ مصداق صحیحہ سے خالی رہتی۔ پیر

صاحب نے باقی تمام سلاسل کے صوفیاء کرام قادریوں، چشتیوں، سہروردیوں، صابریوں اور نظامیوں کو اس آیت کے مصداق صحیح سے خارج قرار دے دیا ہے۔ اب محل اور مصداق کی ضرورت تھی تو اس کمی کو سیفیوں کی ولایت سے پورا کر کے آیت کو ان کی ولایت پر بند کر دیا۔ یہ شان تو شارع کی ہے کہ مطلق حکم میں کسی فرد کو ترجیح دے۔ پیر صاحب نے مطلق ولایت کو اپنے سیفیوں پر بند کر کے شارع بننے کی کوشش کی ہے حالانکہ یہ ترجیح بلا مرجح ہے۔ جو عند الشریعت قبیح کام ہے۔ پیر صاحب کو یہ جرأت کیسے ہوئی؟ کس دلیل کے زور پر سیفیوں کو مصداق صحیحہ قرار دیا؟ اس کی وضاحت مطلوب ہے۔

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

کون ہے جو اپنے مریدوں کے تقویٰ فی العقیدہ، تقویٰ فی العمل اور فی الاخلاق کی گواہی نہیں دیتا۔

اس آیت مبارکہ میں مطلق اولیاء اتقیاء کا بیان ہے۔ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔ یعنی جس میں ولایت کے اوصاف پائے جائیں گے۔ وہی اس آیت کا مصداق اور حکم مطلق کا محکوم علیہ بنتا جائے گا۔ خواہ وہ قادری ہو، چشتی ہو، نقشبندی ہو، سہروردی ہو، صابری ہو یا نظامی ہو۔ ان میں سے کسی سلسلہ کی ترجیح بغیر دلیل نص مطلق پر زیادتی لازم آئے گی۔ مگر پیر سیف الرحمن صاحب نے اپنے مریدین کا مصداق صحیح ہونے کا دعویٰ کر دیا جو حکم مطلق قطعی کا ابطال اور تنقید بلا دلیل ہے۔ اب ولایت کا علم امر خفی ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ واقف ہے۔ ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ محض علامات ولایت سے ولی اللہ ہونا ثابت ہو گا۔ جس پر قطعیت کا حکم نہیں ہو سکتا۔ جب کسی کی

ولایت علم یقینی سے حاصل نہیں ہوتی تو ایسے علم سے نصوص مطلقہ قطعیہ کی تنقید بھی جائز نہ ہوئی۔ قاعدہ اصول میں مسلم ہے کہ نصوص قطعیہ عامہ یا نصوص قطعیہ مطلقہ تنقید و تخصیص اولا نصوص قطعیہ سے ہو گی۔

اب پیر صاحب نے اپنی رائے کو نص قطعی بنا کر مریدین پر ولایت مطلقہ کو مقید کیا اور تفسیر بالرائے کے مرتکب ہوئے اور وعید حدیث کے مستحق ٹھہرے۔

من قال فی القرآن برایہ فلیتبوا مقعدہ من النار او کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: جس نے قرآن میں اپنی رائے چلائی اس کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے۔

تفسیر بالرائے کرنا شرعی یا اسلامی طریقہ و عمل قرار نہیں دیا جا سکتا۔

پیر صاحب کہیں گے کہ میں نے اپنی رائے کو نص قطعی قرار نہیں دیا تو جواب میں کہوں گا پھر سیفی اولیاء کی ولایت سے منکر پر حکم کفر کیوں دیا؟ کفر کا فتویٰ تو قطعی حکم کے انکار اور ضروریات دین سے انکار پر لازم آتا ہے؟

آئی جان شکنجے اندر جیویں ویلنے وچ گنا

دسو سیفیو! ارل مل مینوں جند کیویں ہن کڈاں

پیر صاحب نے صرف سیفیوں کو اس آیت کا مصداق صحیح قرار دے کر ایک غلطی اور کی ہے جو ان کے دعوے حنفیت پر کاری ضرب ہے۔ وہ یہ کہ اصول اور قاعدہ موجود ہے کہ ''تنصیص الشی باسمہ نفی ماعدا کو مستلزم نہیں عند الاحناف'' اور شافعیہ حنابلہ کے نزدیک نفی ماعدا کی لازم ہے۔ پیر صاحب نے حنفی مذہب کا خلاف کرتے ہوئے مذہب شافعی اور حنبلی پر عمل کر کے ان اولیاءہ الا المتقون کا مصداق سیفیوں

مجلہ تحقیقات علمیہ و مذاکرات

کو ٹھہرایا اور ماسوا کے باقی سلاسل اربعہ، خمسہ، سادسہ، قادری، چشتی طریقہ کے مشائخ کے لیے جو علامت بیان کی گئی وہ بھی اتباع شریعت سے متلبس اس فقیر خانہ سیفیہ کے علاوہ نظر آنا خرط القتاد ہے" اب کہاں گیا پیر صاحب کا وہ دعویٰ کہ میں پکا حنفی ہوں؟ معلوم ہوا کہنا کچھ کرنا کچھ والی بات ہے؟ "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" کا مقولہ صادق آیا۔ اگر پیر صاحب یہاں مذہب حنفیہ پر عمل کرتے تو سیفیوں کی ولایت منفرد حیثیت حاصل نہیں کرتی اور پیر صاحب کا یہ کہنا غلط ہو جاتا کہ "اس فقیر کے مریدین وخلفاء امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔"

بدایۃ السالکین صفحہ 178

تو اس لحاظ سے پیر صاحب نے حنفی مذہب کو چھوڑنا گوارا کر لیا لیکن سیفیوں کی ولایت میں دوئی کو برداشت نہ کیا۔ سچ کہا کسی نے "اندھا ونڈے شیرنیاں مڑ مڑ اپنے گھر" یہاں سے پیر صاحب کا غیر حنفی ہونا چمکتے سورج کی طرف روشن ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے اپنی بات کو سیدھا کرنے کی خاطر اپنے مذہب کو چھوڑنا غیر اسلامی اور غیر شرعی طریقہ و عمل ہے۔ جیسے بعض سنی حنفی زکوٰۃ سے بچنے کے لیے اپنے آپ کو شیعہ مذہب رجسٹرڈ کراتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) جو غیر شرعی اور غیر اسلامی طرز عمل ہے۔

دعویٰ نمبر 9 پر تبصرہ

پیر صاحب کا یہ فرمانا کہ ننگے سر رہنا اور سر پر ٹوپی رکھنا کافروں کی صف میں داخل ہو جانا ہے نہایت دلدوز اور رنجیدہ خاطر کر دینے والا فتویٰ ہے۔ جس سے عام مسلمان ہی نہیں بلکہ علماء کرام اور مشائخ عظام بھی مجروح ہوئے ہیں۔ کیونکہ اکثر علماء اور مشائخ قراقلی ٹوپی استعمال کرتے ہوئے کفر میں داخل ہو گئے۔ اب دوسرا مسلمان

ہے جو نماز پڑھتا ہے اور عمامہ نہیں باندھتا تو یہ شعار کافرین کو اپنانے کی وجہ سے کافروں کی صف میں داخل ہو گیا۔

اب مسلمان تو وہی ہوں گے جو عمامہ بھی باندھیں اور نماز بھی پڑھیں باقی سب کافر ہوں گے۔ (العیاذ باللہ) اس گتھی کو کیسے سلجھائیں کہ اکثریت کافر ہونے سے بچ جائے؟ اس کا جواب مطلوب ہے؟ اب ایک ہی طریقہ آسان ہے وہ یہ کہ عمامہ شریف کو سنت زوائد میں داخل فرمادیں اور نماز کے ترک کو انکار فرضیت پر حمل کریں۔ بصورت دیگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی اکثریت کو کافر کہنا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے کہ مسلمانوں کی اکثریت کے کافر ہونے کا عقیدہ رکھا جائے۔

آئی جان شکنجے اندر جیویں ویلنے وچ گنا
دسو سیفیو! رل مل مینوں جند کیویں ہن کڈاں

اب سب سے زیادہ مشکل پیر صاحب کے خلفاء کے لیے ہے کہ انہیں ہر حال میں عمامہ سر پر رکھنا ہو گا۔ کیونکہ پیر صاحب مبارک کا فتویٰ یہ ہے کہ عمامہ باندھنا واجب اور لازم ہے۔ جس کا ترک حرام اور کفار کی صفت میں داخل ہونا ہے۔ ٹوپی اور ننگے سر رہنا کافروں کی نشانی ہے۔ اب میں کسی دوسرے علاقے کے متعلق تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ صرف حلقہ چھچھ کے سیفیوں کے متعلق حد تواتر سے زیادہ گواہ پیش کر سکتا ہوں کہ وہ خانقاہ سیفیہ میں جانے کے لیے اسے باندھتے ہیں، اس کے سوا ننگے سر یا ٹوپی میں رہتے ہیں۔

اب یہ بات میں عام سیفیوں کے متعلق نہیں کہہ رہا بلکہ ان کے متعلق بتا رہا ہوں جو کامل و مکمل ولایت کی سند اور سرٹیفکیٹ رکھتے ہیں۔ صوفیاء کے سلاسل میں

بھی بعض ٹوپیاں مشہور ہیں۔ جیسے قلندری ٹوپی، قادری ٹوپی، چشتی ٹوپی وغیرہ وغیرہ۔

پیر صاحب کے دعوی کا مقصد یہ ہے کہ سر پر عمامہ شریف رکھنا ہر مسلمان پر لازم وواجب ہے اور سنت دائمہ مستمرہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی حال میں سر سے عمامے کو نہ اتارے۔ اگر اتارے تو شعار کافرین کی علت پائی جائے گی۔ جس سے کفار کی صف میں داخل ہو جانے کے مترادف ہو گا۔

پیر صاحب پر ایک اور اعتراض بھی وارد ہوتا ہے کہ وہ یہ کہ سکھ قوم کی مذہبی علامات میں سے ایک علامت عمامہ باندھنا ہے۔ تو کیا ان کی موجودگی میں مسلمان اپنے عمامے اتار دیں تاکہ مشابہت لازم نہ آئے۔ تو اس بات کا جواب پیر صاحب نے یہ دیا ہے کہ ''کفار کو عمامہ باندھنے سے منع کیا جائے۔''

صفحہ146

اب کون منع کرے گا اس کی وضاحت بھی مطلوب ہے۔ تو گویا ننگے سر رہنا اور ٹوپی پہنے رکھنا کافروں کی علامت ہے۔ مسلمانوں کی علامت عمامہ شریف رکھنا ہے اب ایک بات دوسری بھی ساتھ ملا لیں۔ سرکار مدینہ قلب وسینہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

بیننا و بینھم الصلوۃ فمن ترکھا فقد کفر

رواہ الترمذی

کافروں اور مسلمانوں کے درمیان فرق نماز پڑھنے کا ہے۔ جس نے تمام ترک کی پس وہ کافر ہوا۔ معلوم ہوا عمامہ اور نماز مسلمانی کی علامتیں ہیں؟ جو نماز نہیں پڑھے گا اور عمامہ نہیں باندھے گا تو اس کی مسلمانی میں شبہ ہو گا؟ اب پیر صاحب پر ایک سوال ہے وہ یہ کہ ایک مسلمان جو عمامہ باندھتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا تو از روئے حدیث

وہ عمامہ جنھیں پیر صاحب اپنی ولایت، مجددیت کا نمونہ قرار دیتے ہیں۔ جو ان اولیاء ہ الا المتقون کا صحیح مصداق ہیں۔، کتنی بار انہیں ٹوپی میں ہی نماز پڑھتے دیکھا گیا ہے۔ جب پیر صاحب کے فتوے پہ ان کے کامل واکمل اولیاء ہی عمل نہیں کرتے تو باقیوں کے لیے وجوب ولزوم کا فتویٰ کیا معنی رکھے گا۔ کیا خوب کہا کسی نے:

گر بہ میر و سگ وزیر و موش را دیواں کند

گرایں چنین ارکان دولت ملک را ویراں کند

اب پیر صاحب کا ایسے سیفی اولیاء کے متعلق کیا فتویٰ ہو گا؟ کیا آپ کے فتوے پر عمل نہ کر کے بھی کامل ومکمل اولیاء ہی ہیں؟ اب دیکھا جائے گا پیر صاحب کا اپنے خلفاء کے متعلق کیا معیار حق ہے۔

دعویٰ نمبر10 پر تبصرہ

چونکہ پیر صاحب تکبر وتعلی کی سیڑھیاں چڑھ رہے ہیں اس لیے ہر سیڑھی پر علیحدہ اور انوکھا دعویٰ کر کے گزرتے ہیں۔ اس دعویٰ میں ایک اور اونچی اڑائی کہ پوری دنیا میں شریعت کا صحیح تابعدار اور سنت کا صحیح التزام کرنے والا کوئی موجود نہیں اس کا نظارہ صرف خانقاہ سیفیہ میں کیا جا سکتا ہے۔

اب اس دعویٰ میں ایک دفعہ پھر دنیا کے تمام علماء وصوفیاء کو نیچا وحقیر دکھایا۔ قادری، چشتی، سہروردی وغیرہم پر کھلا طنز کیا اور دُنیا کی تمام بڑی بڑی خانقاہوں کو ناکارہ بے کمال اور ناقص قرار دے دیا۔ حالانکہ پیر صاحب کا کہنا ہے کہ میں نے صرف متبدعین ناقصین کی بات کی ہے۔ کاملین کی بات نہیں کی۔ میں ان کی عزت کرتا ہوں۔ انصاف سے بتاؤ مذکورہ دعوے کی تاویل کیا ہو سکتی ہے۔ جس میں پوری دنیا کا ذکر

کر کے شریعت اور سنت کو صرف خانقاہ سیفیہ میں بند کر لیا۔ پیر صاحب اور سیفیوں کو اتنی صراحت کی موجودگی میں تاویلات فاسدہ مفید نہیں۔ پھر کہا کہ یہ کوئی وہمی مفروضہ نہیں بلکہ ہر کوئی یہاں آکر دیکھ سکتا ہے۔ کہ فقیر شیخ احمد ثانی ہے۔ یعنی مجدد الف ثانی یہ اور احیاء سنت اور اماتت بدعت کا کام بڑے زور و شور سے ہو رہا ہے۔

مجھے بھی سیفیوں نے یہی جھانسہ دے کر خانقاہ سیفیہ میں بھیجا تھا کہ وہاں جا کر دیدار بھی کرو، اور احیائے سنت کا کام بھی دیکھو۔ مگر میں نے وہاں بداخلاقی، بدسلوکی، بدکرداری، تکبر و رعونت، نفرت و شحونت اور تصوف کا رسمی طریقہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ مہمان نوازی اور مساپروری نام کی شے نہیں۔ بلکہ ہمیں بے ایمانی، منافقت، بے غیرتی اور کفر و ارتداد کے قیمتی تحفے دے کر شام کے وقت خانقاہ سے نکال دیا۔ اب کتاب کے ذریعہ پھر خانقاہ سیفیہ کی دعوت کا اشتہار دیا گیا۔ جو سراسر دھوکہ، فراڈ اور جھوٹ ہے۔ وہاں احیاء سنت اور اماتت بدعت کا کام بالکل نہیں ہو رہا۔ ہاں البتہ احیاء دین سیفیت اور اماتت امت کا کام خوب ہو رہا ہے۔ اسلحہ کی نمائش میری بات کی سچی تصدیق ہے۔ خانقاہ سیفیہ میں سوائے دل ہلانے کے کوئی تصوف والی بات نہیں اور دل ہلانا تھوڑی سی مشق سے حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ علامات ولایت سے نہیں بلکہ کسب و کرتب ہے۔ اس کی مزید وضاحت آگے آئے گی۔

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

دعویٰ نمبر 11 پر تبصرہ

ولایت و مجددیت کو نبوت کی طرح ظاہر کرنا چاہئے تاکہ لوگ فائدہ اٹھا

سکیں۔ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ یہ اس جذباتی اور گرم مزاج کا دعویٰ ہو سکتا ہے جو وقت سے پہلے عزت اور شہرت پانے کی خواہش رکھتا ہو۔ ریاکار نام و نمود کا طلب گار ایسی جلدی دکھائے گا۔ حقیقی اولیاء کرام اور مجددین اپنی ولایت و مجددیت کو بہر طور پوشیدہ رکھ کر دین متین کی خدمت اور خلق خدا کی خدمت کو اپنا شیوہ بناتے ہیں۔ سنت کے احیاء اور بدعات سے گریزاں رہتے ہیں۔ خود بخود مخلوق انہیں ولی اللہ اور مجدد تسلیم کر لیتی ہے۔ دعویٰ ولایت خدا تعالیٰ پر عدم اعتماد کی دلیل ہے۔

پیر صاحب کہ طرح مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ جب تک ولایت و مجددیت کو لوگوں پر ظاہر نہ کریں تو کون از خود جان سکتا ہے کہ یہ مجدد وقت ہے ملاحظہ فرمایئے:

مجھے ہمیشہ اس خیال پر حیرت و استعجاب ہوا ہے کہ مجدد کے لیے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ اگر مجدد کے لیے دعویٰ کرنا ضروری نہیں تو لوگوں کیسے معلوم ہوگا۔ کہ اس صدی کا مجدد فلاں شخص ہے اور اگر وہ خود دعویٰ نہ کرے تو دنیا کو اپنے خیال سے مجدد تجویز کرنا پڑے گا جس سے فساد لازم آتا ہے کیونکہ ہر وقت اپنے کو بزرگ و مجدد سمجھنے لگ جائے گا۔

مزید لکھا:

کہ مجدد کے لیے دعویٰ کرنا ضروری ہے جو شخص خدا کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے۔ وہ ضرور اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ وہ اس منصب پر قائم کیا گیا ہے۔ مثلاً فبعث اللہ النبیین کے مطابق جو نبی مبعوث ہوئے ان کا علم دنیا کو ان کے دعوے سے ہی ہوا۔ ورنہ لوگ کوئی عالم الغیب نہ تھے کہ خود بخود ہی سمجھ جاتے کہ فلاں شخص مبعوث

ہوگیاہے۔

کتاب بعثت مجددین از قلم سید اختر حسین احمدی صفحہ 36

پیر صاحب اور مرزا صاحب پر دعویٰ نبوت اور دعویٰ ولایت میں فرق واضح نہ ہوا۔ اس لیے خلط محبت کا وقوع ہوا۔ اظہار نبوت کا حکم تو نصوص قطعیہ میں وارد ہے۔ بتاؤ اظہار ولایت کس نص قطعی سے ثابت ہے؟ جو اس کو بھی مدعی نبوت کی طرح بعثت قرار دے کر اظہار کرنا لازم وضروری قرار دے رہے ہو؟

حضرت خضر علیہ السلام زمانہ موسوی میں موجود مگر ان سے نہ دعویٰ نبوت ثابت ہے اور دعوی ولایت اسی لیے علماء وصوفیاء میں ان کی نبوت وولایت میں اختلاف واقع ہو۔ جمہور علماء وصوفیاء نے ان کی ولایت پر اتفاق کیا ہے۔ جیسے کتابوں سے مشحون ہے۔ پیر سیف الرحمن کے دعویٰ اظہار ولایت اور مرزا قادیانی کے اظہار دعویٰ مجددیت پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ کہ اگر ولایت ومجددیت کا ظاہر کرنا نبوت کی طرح لازم ہے تو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے ولایت کا اظہار کیوں نہ فرمایا جب کہ بقول آپ کے تحدیث نعمت کے طور پر اس کا ظاہر کرنا لازم ہے؟ اس کا جواب عنایت کر کے اپنے دعویٰ کو سچا ثابت کریں۔

حضرت خضر علیہ السلام علوم باطنیہ کو کیوں چھپا رہے تھے؟ جب کہ بقول آپ کے علم باطن کا سیکھنا سکھانا فرض عین ہے؟ کیا حضرت خضر علیہ السلام پر اخفائے حق کا الزام وارد نہیں ہوتا؟ خواجہ خضر علیہ السلام نے شاہراہ عام پر خانقاہ کے نام سے بورڈ نصب کیوں نہیں کیا، بیابانوں اور جنگلوں میں مجمع البحرین میں ڈیرہ کیوں جالگایا؟ قرآنی آیات واحادیث سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ علوم باطنیہ وعلوم اسرار کے مالک کو اپنا

آپ چھپانا چاہئے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا تو خود بخود مخلوق کو ان کی طرف متوجہ کر کے اس کی ولایت کو ظاہر کر دے گا۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس بھیج کر ان کی ولایت کو قیامت تک قرآنی آیات سے ثابت فرمادیا۔ اگر خضر علیہ السلام خود جلدی کر کے ولایت کو ظاہر کرتے شاید آج قرآن مجید میں ان کی کرامات، علوم وکمالات کا بیان موجود نہ ہوتا۔ معلوم ہوگیا کہ ولایت ولی اللہ کو پوشیدہ رکھنی چاہئے۔ اس کا اظہار اللہ تعالیٰ فرمادے گا اور مخلوق کے دل اس طرف لگادے گا۔ جیسے ماسبق آیت واحادیث کے حوالہ سے مذکور ہو چکا۔ لہٰذا پیر صاحب کا یہ کہنا کہ ولایت کو ظاہر کرنا چاہئے خلاف نصوص قطعیہ وظنیہ ہے۔

دعویٰ دو باتوں کا احتمال رکھتا ہے۔

1۔ دعویٰ باظہار نعمت اور 2۔ دعویٰ تعلی وتفاخر

دعویٰ باظہار نعمت کو اما بنعمة ربك فحدث سے لیا گیا ہے۔ اور دعویٰ تعلی و تفاخر کو فلا تزکوا انفسکم سے اخذ کیا گیا ہے۔ اب ان دونوں میں فرق کیسے معلوم ہو تو اس کا آسان طریقہ ہے دعویٰ کرنے والے پر اعتراض کریں۔ اگر غصہ کرے اور معترض پر چڑھ دوڑے تو سمجھ جائیں یہ دعویٰ اظہار نعمت اور تحدیث نعمت کا نہیں بلکہ نفسانی اور تفاخر و تعلی کا دعویٰ ہے اور اگر اعتراض کرنے والے کو کچھ نہ کہا بلکہ اس معاملہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا تو سمجھ لو یہ دعویٰ نفسانی وشیطانی نہیں۔ بلکہ رحمانی ونورانی ہے اسی، دعویٰ کو تحدیث نعمت اور اظہار نعمت کا نام دیا جاسکتا ہے۔ اب میں اس تقریر پر خود پیر صاحب کی کتاب سے حوالہ پیش کرتا ہوں۔ پیر صاحب نے قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ارشاد الطالبین کے حوالے سے لکھا ہے:

''اگر کمالات را بہ نفس خود نسبت کند و نسبت آں بخالق فراموش نماید آں تزکیہ نفس است و تکبر است مذموم اوا گر آن را نسبت بہ خدا تعالیٰ کند و خود را فی نفسہ منشاء شر داند و انصاف خود بوجہ عاریت بحول و قوت الٰہی بآں کمالات دانستہ شکر الٰہی بجا آورد آں را ظہار نعمت گویند۔

بدایۃ السالکین صفحہ 174

اعتراض کرنے والوں پر پیر صاحب کے بے دھڑک فتوے اس بات کی دلیل ہیں کہ پیر صاحب اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم پاک جانتے ہیں۔ان کو منشاء شر اور گناہگار کہنا تو یہاں بہن کی گالی سے بدتر اور کفر کے مترادف ہے۔ وہ اپنے ہر عمل کو شریعت جانتے ہیں زبان سے نکلے ہوئے ہر لفظ کو قرآنی آیات اور وحی جبریلی تصور کرتے ہیں۔اپنی ذات کو عین اسلام سمجھتے ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اظہار نعمت کی علامت یہ بتائی کہ وہ شخص اپنے آپ کو منشاء شر اور گناہوں سے پُر سمجھے پس اس طرح نعمتوں کی نسبت خداوند تعالیٰ کی طرف منسوب کرے مگر پیر صاحب تو ان نعمتوں کو مریدین و خلفاء کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ ''ہزاروں مسترشدین اقرار کرتے ہیں کہ حقیقی کمالات اور شریعت کی ظاہری اور باطنی اتباع اس فقیر کی اندر موجود ہے۔''

صفحہ 290

معلوم ہو گیا کہ پیر صاحب کا دعویٰ تزکیہ نفس، تکبر و تعلی اور تعاظم و تفاخر پر مبنی ہے نہ اظہار نعمت اور تحدیث نعمت سچ فرمایا میرے خدا نے:

و انہم لیصدونہم عن السبیل و یحسبون انہم مہتدون. حتی اذا جاء نا قال یلیت بینی وبینك بعد المشرقین فبئس القرین. (القرآن)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں:

فلا تزکوا انفسکم ای الا تثنوا علیہا بزکاء العمل و زیادۃ الخیر او بالطہارۃ عن المعاصی و الرذائل اذلا علم لکم بعواقب امورکم

جلد نمبر 9 صفحہ 123

ترجمہ: اپنے نیک و ولی ہونے اور نیکیوں کے زیادہ ہونے کی تعریف نہ کرو۔ گناہوں اور نفس کی رذالتوں سے پاک و صاف اپنے کو مت جانو اس واسطے کہ تمہیں علم نہیں کہ آخر انجام کیا ہونے والا ہے۔

نعمت ولایت کا شکریہ عاجزی وانکساری ہے نعمت علم و عرفان کا شکریہ تعلیم و ارشاد ہے۔ ولی اللہ ہونے کا اعلان کرنا بڑا عالم و صوفی ہونے کا اعلان کرنا بہر صورت تکبر و تفاخر ہے۔ مگر پیر صاحب کا قصیدہ اس قبیل سے نہیں جیسے قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے واما بنعمۃ ربك فحدث کے تحت لکھا۔

دعویٰ نمبر 13-12 پر تبصرہ

اس خواب میں کئی وجوہ سے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی توہین و بے ادبی پائی جاتی ہے۔

نمبر1۔ پیر سیف الرحمن خوبصورت کرسی پر بٹھایا اور غوث پاک کے مسجد کو کونے میں کھڑا قرار دیا۔

نمبر2۔ پیر سیف الرحمن کو سورج کہا اور غوث پاک کو چاند۔

نمبر3۔ غوث پاک کو چاند بنا کر پیر صاحب سورج میں جذب کر دیا۔

نمبر4۔ غوث پاک کو چاند بنا کر زمین پر رکھا اور پیر صاحب کو سورج بنا کر آسمان پر

ظاہر کیا۔

نمبر5۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ کو صرف مجدد بتایا اور پیر صاحب کو مجدد اعظم یعنی زیادہ عظیم المرتبہ مجدد بتایا۔

نمبر6۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ کو صرف مقام عبدیت پر فائز کیا اور پیر صاحب کو چھ مقامات اوپر بتایا۔

نمبر7۔ پھر تصریح کر دی کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ سے پیر صاحب مبارک کا مقام اوپر ہے۔ یہ اس طویل خواب کا نچوڑ و خلاصہ ہے۔

سیفیوں نے ''دعوت توبہ کا جواب'' پمفلٹ میں اور امین اللہ سیفی نے سیف الصارم میں لکھا ہے کہ یہ عالم خواب کا مسئلہ ہے تعبیر بھی خواب میں بیان ہوئی لہٰذا اس پر شور مچانا جائز نہیں۔

جواباً عرض ہے کہ آپ کا کہنا درست تسلیم ہوتا اگر پیر صاحب خوابوں کو اپنی حقانیت ولایت اور مجددیت پر دلیل نہ بناتے جیسے انہوں نے خود لکھا کہ ''اسی طرح فقیر کی ولایت، حقانیت اور وراثت حقہ پر ظاہری حجج بینہ دافعہ کے ساتھ ساتھ رویائے صالحہ (یعنی خوابیں) کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ جو نبوت کا چالیسواں حصہ ہے۔''

صفحہ 321

معلوم ہو گیا کہ پیر صاحب نے ان خوابوں کو بطور دلیل کتاب میں درج کیا۔

یہ تمام سیفیوں کے نزدیک قابل تسلیم ہے کہ اس خواب کے ظاہراً الفاظ ٹھیک نہیں۔ تو پھر عرض یہ ہے کہ جب مولوی عارف نے ان ہی الفاظ سے پیر صاحب کو یہ خواب عالم بیداری میں سنایا تھا اور پیر صاحب نے گوش ہوش سے سنا تھا تو سننے کے

بعد اس خواب کو کتاب میں درج نہ کرتے اگر درج کر دیا تو اوپر الحمد للہ علی ذلک. ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء نہ کہتے بلکہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ پڑھتے ایسا نہ کرنا اس بات کا قرینہ ہے کہ اب یہ خواب کا معاملہ نہ رہا بلکہ عالم بیداری میں کتاب لکھ کر اس خواب کو درج کر کے پیر صاحب نے اس خواب کے صحیح ہونے پر مہر ثبت کر دی۔ جس پر شور مچانا اور اسے غوث پاک رضی اللہ عنہ کی توہین و بے ادبی قرار دینا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلاموں پر لازم اور واجب ہے۔

پھر اس پر طرہ یہ کہ سیفی مذکورہ کتابچوں میں عالم خواب کا طعنہ دے کر معاملہ چھوڑ دینے پر زور دیتے ہیں اور ساتھ ہی جزوی فضیلت بھی ثابت کرتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فوق مقام طے کرنے کو ممکن شرعی قرار دیتا ہے اور و فوق کل ذی علم علیم الایۃ اور مثل اُمتی کمثل المطر حدیث سے استدلال لایا ہے گویا فوق مقام طے کرنے کو نص قطعی سے ممکن قرار دے کر پیر صاحب کے فوق او پر ہونے کو منصوص بنا رہا ہے۔

''نالے چور نالے چترا''

افسوس پیر صاحب نے ان کتابچوں پر بھی سکوت کر کے اپنی فوقیت و بلندی کو بحال رکھا۔ اب اتنے قرائن موجود ہونے کی صورت میں یہ معاملہ خواب کا نہ رہا بلکہ عالم بیداری کا قطعی دعویٰ قرار پایا۔ اب سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کے کفش برداروں پر لازم و واجب ہے۔ کہ ایسے بے ہودہ خواب کا جواب باصواب دیا جائے اور ایسے مجدد و مجددین کے دانت کھٹے کر دیے جائیں۔ اب سنیے:

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

مقام عبدیت سے اوپر کوئی مقام نہیں

پیر صاحب نے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کے نام اور ان کے مجموعہ مکتوبات شریف کو درود و وظیفہ بنایا ہوا ہے۔ کتاب ہدایۃ السالکین میں اکثر حوالے مکتوبات شریف سے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیر صاحب کو مکتوب امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ازبر ہے۔ بلکہ باقاعدہ درس دینے کا دعویٰ بھی موجود ہے۔ مگر حیرت ہے کہ پیر صاحب نے دانستہ یا نادانستہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے کیوں آنکھیں بند کر لیں کہ مقام عبدیت سے اوپر کوئی مقام نہیں۔ پھر سیفی اولیاء نے بھی پیر کی تقلید میں مکتوبات شریف کو دیکھنا گوارہ نہ کیا۔ لو میں بتا دیتا ہوں جسے تم شرمندگی سے چھپا رہے ہو۔

ہم تو سمجھے تھے بڑے صوفی ہیں وہ
لب جو کھولے تو محفل کو ہنسی آگئی

میں نے اس بات کو مکتوبات شریف میں کئی مقام پر پڑھا ہے۔ یہاں تین مقام نقل کرتا ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر 30 میں رقم کرتے ہیں:

"لہٰذا نہایت مراتب ولایت مقام عبدیت است۔ در درجات ولایت فوق عبدیت مقامی نیست"

مکتوبات نمبر 30 جلد اول

اس واسطے ولایت کے مرتبوں کی انتہاء مقام عبدیت ہے اور ولایت کے درجوں میں عبدیت سے اوپر کوئی مقام نہیں ہے۔

ایک دوسرے مقام میں لکھا: "پس لاجرم مقام عبدیت فوق جمیع مقامات

باشد"

مکتوب نمبر 9

پس یقیناً مقام عبدیت تمام مقامات سے فوق ہے۔

تیسری جگہ لکھا: "و آرام و انس بعبادات گرفتہ بمقام عبدیت کہ فوق آن مقام مقامے نیست در مقام ولایت۔"

مکتوب نمبر 285

(کامل و مکمل شخص) آرام و انس عبادات سے مقام عبدیت کے ساتھ پکڑتا ہے۔ کیونکہ مقامات ولایت میں عبدیت کے مقام سے اوپر کوئی مقام نہیں ہے۔

مکتوبات شریف کے ان مختلف تین اقتباسات سے معلوم ہو گیا کہ عبدیت کے مقام سے اوپر کوئی مقام نہیں۔ حضرت مجدد صاحب نے یہ بات اپنی رائے سے نہیں کہی بلکہ قرآن و حدیث سے اخذ شدہ ہے۔ دیکھئے لیلۃ المعراج میں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو رفعتوں کی معراج کرائی تو اس مقام رفیع سے اپنے محبوب کی شان رفعت بیان فرمائی۔

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا من السمجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

القرآن

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے عبد خاص کو رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔

کوئی سیفی کہے کہ یہ مقام صرف عالم دنیا کا بیان ہوا ہے۔ کیا قرب خاص میں بھی مقام عبدیت ہی کا حال تھا؟ یا کوئی دوسرا حال غالب تھا تو اس کا جواب بھی قرآن مجید دیتا ہے فرمایا۔

ثم دنا فتدلی. فکان قاب قوسین او ادنی. فاوحی الی عبدہ ما اوحی

(سورہ النجم)

پھر یہ قریب ہوا، پس وہ قریب ہوا (اپنی شان سے) پس دو قوسین جتنا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم۔ پس کلام کی اپنے عبد خاص سے جو کلام کی۔

ان آیات مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ مقام عبدیت سے اوپر کوئی مقام نہیں ہے۔

تشہد اور کلمہ شہادت میں بھی اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ فرمایا گیا۔ جس سے مقام عبدیت کا ہی فوق ہونا اور آخری مقام ہونا سمجھا جاتا ہے۔ پھر یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ مقام عبدیت سے اوپر نبوت و رسالت ہی کا مقام ہے۔ عبدیت و رسالت کے درمیان میں کسی اور مقام کی خبر نہیں دی گئی۔ اگر درمیان میں کوئی مقام ہوتے تو کہیں ان کا بیان بھی ہوتا۔

چیلنج

اب سیفیوں اور ان کے پیر صاحب کو چیلنج ہے کہ مقام عبدیت سے اوپر اور نبوت و رسالت سے نیچے ولایت کے مقام قرآن و حدیث سے ثابت کریں۔؟

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین. فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس و الحجارۃ اعدت للکفرین.

اب سیفیوں کو عقل آجانی چاہئے اور سمجھ لینا چاہئے کہ خواب و تعبیر قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ اجماع و قیاس سے بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ تو اب حضرت مجدد صاحب کا مکتوب نمبر 217 پڑھ لیں۔ جس میں انہوں نے وضاحت فرمائی کہ جو

خواب و تعبیر اصول شرعیہ قطعیہ کے خلاف ہو وہ مردود و نامقبول ہے۔ ایسی کھلی تصریحات کے ہوتے ہوئے گندی و ملعونہ خواب اور تاویلات فاسدہ کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ امین اللہ سیفی کی وہ تقریر پڑھیں۔ جو اس نے مقام عبدیت سے فوق مقام طے کرنے کو ممکن شرعی قرار دیتے ہوئے نصوص کا سہارا لیا ہے۔ لکھتا ہے۔ "نیز عبدالقادر جیلانی سے فوق ہونے کا دعویٰ کبھی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں کیا۔ بلکہ مبارک صاحب اپنے آپ کو "فقیر" لکھتے ہیں۔ نیز دعویٰ کرنا عالم بیداری کا وصف ہے نہ کہ عالم خواب کا اور تم نے خواب کو اعتراض کا نشانہ بنا کر اپنے جہل کی بنا پر دعویٰ سے مسمی کیا ہے نیز کوئی نص قطعی ایسی موجود نہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی سے فوق مقام طے کرنے سے امتناع ثابت کرے۔ (نالے چور نالے چترا) بلکہ نص قطعی تو اس چیز کے امکان پر دلالت کرتی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے کہ:

وفوق کل ذی علم علیم. و کما قال علیہ السلام مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولہ خیر ام اخرہ الحدیث.

یہاں اوسط کا ذکر نہیں جو کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کا زمانہ ہے نیز امام ربانی فرماتے ہیں کہ سن ہزار کے بعد اولیاء اگرچہ اقل ہوں لیکن اکمل ہوں گے۔ پس جو کوئی منصوصی ولی اللہ نہ ہو تو اس پر دوسرے غیر منصوصی ولی اللہ کا فوق ہونا قرآن و حدیث نے جائز اور ممکن قرار دیا ہے۔ تو اس امکان شرعی کو امتناع شرعی کا نام دینا اور کسی ولی اللہ پر تنقید کا سبب بنانا کفر بواح ہے اور ضروریات دین سے انکار ہے۔

السیف الصارم صفحہ 3۔

جب سے سیفیوں نے کفر و ارتداد کی مشین چلائی ہے اللہ تعالیٰ نے عقل اور

علم ان سے چھین لیا ہے۔

اب قارئین کرام غور فرمائیں کہ بالا اقتباس سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

1۔ سیفی نے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے مکتوبات کے کئی مقامات میں لکھا ہے کہ مقام عبدیت سے اوپر ولایت میں کوئی مقام نہیں اور سیف کہتا ہے کہ مقام عبدیت کے اوپر مقامات طے کرنا نص قطعی سے ثابت ہے۔

2۔ حضرت مجدد صاحب کو کم علم بتایا۔

3۔ مجدد صاحب سے ان نصوص کو مخفی قرار دیا۔

4۔ مجدد صاحب کے علم لدنی سے کھلا انکار کیا۔ اس لیے ان پر مقام عبدیت سے اوپر مقام پوشیدہ ہے اور سیفیوں پر نصوص سے واضح ہو گئے۔

5۔ مقام عبدیت سے اوپر ولایت کے مقامات کو ممکن شرعی قرار دیا۔

6۔ ان مقامات کو شرعاً ناممکن کہنے کو کفر بواح اور ضروریات دین سے انکار قرار دیا۔

7۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی توہین کی گئی ہے۔ دیکھو کفر بواح اور انکار ضروریات دین کا فتویٰ حضرت مجدد صاحب پر بھی لگا دیا کیونکہ انہوں نے ہی فرما دیا ہے کہ مقام عبدیت سے اوپر کوئی مقام نہیں۔ پیر سیف الرحمن نے بھی ان کتابچوں کو پسند کر کے خاموشی اختیار کی ہے گویا ان کی مرضی سے یہ فتوے حضرت مجدد صاحب پر چسپاں کیے گئے۔

مسلمانو! بتاؤ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو مانتے ہو یا سیفیوں کو؟ سیفی اولیاء کے نزدیک مقام عبدیت سے اوپر مقام موجود ہیں اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو تسلیم کروں گا اس لیے کہ قرآن وحدیث بھی مقام عبدیت سے اوپر سوائے نبوت ورسالت کے کسی مقام کو بیان نہیں کرتے۔ دین سیفی اور شریعت سیفی سے ہزار بار توبہ کرتا ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو عارف باللہ ولی کامل مانتا ہوں۔ یہ بھی دیکھ لو کہ پیر صاحب کا یہ دعویٰ کہ میں حضرت مجدد صاحب کا بالواسطہ مرید ہوں اور انہیں اپنا مقتدی جانتا ہوں، کتنا فریب اور جھوٹ معلوم ہوتا ہے یہی وہ باتیں ہیں جنہیں شیخ الحدیث حضرت پیر محمد چشتی صاحب نے غیر اسلامی اور غیر شرعی عقیدہ وعمل قرار دیا ہے۔

سوال: تو پھر ان نصوص کا کیا مطلب ہے؟ جو سیفی نے بطور استشہاد کے پیش کیں؟

جواب: وفوق کل ذی علم علیم کا لفظی ترجمہ اس طرح ہے کہ اور ہر علم والے کے اوپر علم والا ہوتا ہے۔

اب ترجمہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہاں مقام عبدیت سے اوپر مقامات کی بات نہیں بلکہ علم سے اوپر علم کی بات ہے۔ معلوم ہوا سیفی کو علم اور مقام کا فرق بھی معلوم نہیں۔ اگر پہلے مکتوبات شریف کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں کیا تو اب کر لیں تاکہ تم پر فرق واضح ہو۔ کشف المحجوب پڑھ لیں۔ باقی صوفیاء کی کتابیں پڑھیں۔ فقط لکھنا عالم ہونے کی علامت نہیں ہوتی بلکہ مسئلہ کو سمجھ کر لکھنا عالم ہونے کی نشانی ہوتی ہے۔ صرف پیر مبارک صاحب کو پیران پیر سے بلند واعلیٰ ثابت کرنے کے لیے تمہیں کتنے تضادات کا شکار ہونا پڑا۔

سوالات

1۔ اب ذرا ہمت کر کے یہ بتائیں کہ کس صحابیؓ نے اس آیت سے مقام عبدیت سے اوپر نبوت ورسالت کے علاوہ مقامات کو ثابت کیا۔؟

2۔ کس تابعی نے ثابت کیا؟

3۔ کسی تبع تابعی نے ثابت کیا؟

4۔ کس امام نے ثابت کیا؟

5۔ کس مفسر نے ثابت کیا؟

6۔ کس محدث نے ثابت کیا؟

7۔ کس صوفی نے ثابت کیا؟

8۔ ان مقامات کے نام کیا ہیں۔ فرداً فرداً نام بھی بتادو۔؟ اگر نہ ثابت کر سکو تو پھر اس آیت کی تفسیر بالرائے کا ثبوت ہوگا۔ جو کفر بواح اور ضروریات دین سے انکار ہے۔

اب تفسیر بالرائے کرنے والے کے متعلق نبی علیہ السلام کا فتویٰ سنیے۔

من قال فی القرآن برایہ فلیتبوا مقعدہ من النار او کما قال

رواہ الترمذی

جو قرآن میں اپنی رائے چلاتا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اب حدیث کے متعلق سنیے کہ اس میں بھی سیفی نے اپنے زعم باطلہ سے پیر صاحب کی فوقیت کو ثابت کرنا چاہا۔ جو منشاء حدیث اور محدثین کرام کی تشریحات کے سراسر خلاف اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ذات مقدسہ کو مجروح کرنے کی ناکام کوشش ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام اخرہ

رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف

سیفی ولی نے مثل امتی کمثل المطر کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ جو ترمذی شریف اور مشکوٰۃ شریف کے متن حدیث میں کاف زائدہ کے ساتھ نہیں ہے۔ جو تصرف حدیث کے مترادف ہے۔

اس حدیث سے سیفی ولی نے اپنے پیر صاحب کی پیران پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فوقیت وفضیلت کی طرف اشارہ دیا ہے۔ اس طرح کہ حدیث پاک میں زمانہ اول اور زمانہ آخر کے بہتر ہونے پر نص وارد ہوئی ہے۔ اوسط یعنی درمیانے زمانے کا ذکر نہیں جو شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے۔ گویا اول صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زمانہ بہتر ہے۔ اور آخر امام مہدی علیہ السلام کا زمانہ بہتر ہوگا۔ یہ دو زمانے منصوصی ہوئے درمیان کا زمانہ غیر منصوصی ہوا۔ تو غوث پاک رضی اللہ عنہ کا زمانہ غیر منصوصی ہے۔ اس لیے وہ غیر منصوصی ولی اللہ ہوئے۔ پیر سیف الرحمن کا زمانہ بھی غیر منصوصی ہے۔ لہٰذا یہ بھی غیر منصوصی ولی ہوئے اس طرح سیفی ولی نتیجہ نکالتا ہے کہ

"پس جو کوئی منصوصی ولی نہ ہو تو اس پر دوسرے غیر منصوصی ولی اللہ کا فوق ہو ان قرآن وحدیث نے جائز اور ممکن قرار دیا ہے" انتہی۔

سیف الصارم صفحہ 3

سیفی دل کی بات کھولتے ہوئے ڈرتا ہے میں کھول کر بتادوں۔ وہ کہنا یہ چاہتا ہے کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ولایت نص قطعی یعنی قرآن وحدیث سے ثابت نہیں اور نہ ہی پیر سیف الرحمن کی ثابت ہے۔ لہٰذا دونوں غیر منصوصی ولی اللہ ہیں۔ یعنی ولایت کے غیر منصوصی ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ پس اگر کوئی شخصی ایک غیر

منصوصی ولی یعنی پیر سیف الرحمن کو دوسرے غیر منصوصی ولی یعنی غوث پاک رضی اللہ عنہ سے فوق و بلند کرنا چاہے یا فضیلت دینا چاہے تو اس کو قرآن و حدیث نے جائز و ممکن قرار دیا ہے۔ گویا پیر سیف الرحمن کا غوث پاک رضی اللہ عنہ سے بلند ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

العیاذ باللہ ثم نعوذ باللہ من تلك الخرافات.

(کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ) خواب سے انکار کیا قرآن و حدیث سے فوق ثابت کر دیا۔

قارئین کرام غور فرمائیں۔ امین اللہ سیفی کا درج شدہ اقتباس دوبارہ پڑھیں۔ ابتداء میں لکھا کہ پیر مبارک صاحب نے غوث پاک رضی اللہ عنہ سے فوق ہونے کا دعویٰ کبھی نہیں کیا۔ وہ تو اپنے کو فقیر لکھتے ہیں۔

میرے خیال میں یہ جاہل و ناکارہ ہی سیفی پیر صاحب کو خراب کر رہے ہیں اور ان کو بچوں کا کھلونا بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ پیر صاحب کو ان جاہلوں پر کڑی نظر رکھنا چاہئے۔ یہ من گھڑت دلائل سے ان کی خدمت نہیں کر رہے بلکہ مزید انہیں بدنام کر رہے ہیں۔ پیر صاحب کو ان کا نوٹس لینا چاہئے پیر صاحب کہتے ہیں میں فوق و بلند ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ فقیر بنتا ہوں۔ سیفی اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے پیر صاحب کی فوقیت کو قرآن و حدیث سے جائز کہہ رہے ہیں۔ پیر صاحب بھی خوش ہو رہے ہیں کہ سیفی میری ولایت کا دفاع قرآن و حدیث سے کر رہے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ یہ پیر صاحب کو مزید دنیائے اسلام کے سامنے ذلیل و رسوا کر رہے ہیں۔ اگر آپ ان سے خوش ہیں تو پھر میں یہی کہوں گا کہ:

گر بہ میر و سگ وزیر و موش را دیواں کند
گرایں چنیں ارکان حضرت دین را ویراں کند

پیر صاحب کی خاموشی قاعدہ اصولیہ شریعہ "السکوت فی موضع البیان بیان" کے مطابق مندرجہ بالا سیفی کی تقریر پر مہر تصدیق ہے۔ جس سے دعویٰ کا ثبوت ہو رہا ہے۔

چیلنج

پیر صاحب اور تمام سیفی اولیاء ذرا ہمت کریں آگے بڑھیں اور غیر منصوصی ولی کی فوقیت دوسرے غیر منصوصی ولی پر قرآن و حدیث سے دکھا دیں؟ ایک آیت یا ایک صحیح حدیث اپنے دعوے کی سچائی پر پیش کریں اور منہ مانگا انعام وصول کر لیں؛ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ یہ بھی یاد رکھیں بحث مقام عبدیت سے فوق مقامات ولایت کے ثبوت میں ہے۔ لہٰذا دلائل بھی اس بحث کے مطابق دینے ہوں گے۔ آیت کریمہ و فوق کل ذی علم علیم علمی برتری کو ثابت کر رہی ہے نہ عبدیت سے فوق مقامات کو۔ لہٰذا یہ نص تمہیں اپنے دعویٰ میں ہرگز مفید نہیں بلکہ تجاہل عارفانہ اور مغالطہ صریح ہے۔ اس لیے کہ پیر صاحب مولوی عارف کے خواب اور تعبیر کے حوالہ سے لکھ چکے ہیں کہ "غوث پاک والے سارے علوم و معارف اور سارے کمالات اور باطنی قوتیں اس زمانہ میں اخندزادہ مبارک صاحب کو عطا کر دی گئی ہیں" جس سے علم میں برابری و ہمسری ثابت ہو گئی۔ اب علمی برابری کے بعد علمی برتری پر وارد نص کو بطور دلیل پیش کرنا جہالت صریحہ اور غباوت شنیعہ جو سراسر دھوکہ علمی اور ڈرامہ فلمی کے مترادف ہے۔

پھر غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ولایت خاصہ کو غیر منصوصی کہنا بیماری اور بغض و عناد کی علامت ہے۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ولایت اجماعی ہے۔ صوفیاء عظام اور علماء کرام کا غوث پاک رضی اللہ عنہ کے زمانہ حیات سے لے کر آج تک ہر مکتبہ فکر کا اتفاق ہے، الاماشاءاللہ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ولی اللہ ہیں۔ صوفیاء و علماء اور مسلمانوں کی اکثریت کا کسی نیک کام پر اتفاق کر لینا اجماع کہلاتا ہے۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لا تجتمع امتی علی الضلالة" (الحدیث) میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

فرمایا:

ما راہ المسلمون (وفی روایة المومنون) حسنا فھو عند اللہ حسن (الحدیث)

جس کو اکثریت مسلمانوں کی اچھا کہہ دے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہوتا ہے۔

معلوم ہو گیا حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ولی اللہ ہونا اجماعی ہے۔ اس کے برعکس پیر سیف الرحمن کو سوائے سیفیوں کے مسلمانوں کی اکثریت ولی نہیں مانتی، بلکہ پہچانتے ہی نہیں۔ تو اس طرح پیر سیف الرحمن کی مجددیت ولایت اختلافی و نزاعی قرار پائی اور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ولایت اجماعی و اتفاقی اب وقت تعارض ولایت اختلاقی کو رد کیا جائے گا اور اتفاقی اجماعی کو قبول کیا جائے گا۔ جب یہ بات مسلم ہو گئی تو رفعت و عظمت، فضیلت و فوقیت، اولیت والویت حتیٰ کہ ہر قسم کی برتری حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے لیے خود بخود ثابت ہو گئی اور پیر سیف الرحمن سرکار غوث

پاک رضی اللہ عنہ کی خاک پا کے برابر بھی نہیں رہا اور پیر صاحب کو برتر کہنے والوں کے منہ خاک آلود ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ (آمین)

امین اللہ سیفی کہتا ہے کہ حدیث مثل امتی مثل المطر میں غوث پاک کے زمانے کا ذکر نہیں۔ تیری مانیں یا محدثین کرام کی۔

قال التوربشتی لا یحمل ھذا الحدیث علی التردد فی فضل الاول علی الاخر فان القرن الاول ھم المفضلون علی سائر القرون من غیر شك و شبھة ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم (الخ)

امام تورپشتی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو تردد و شک پر حمل نہ کریں گے کہ اول زمانہ بہتر ہے یا آخر زمانہ کیونکہ زمانہ اول کے لوگ بے شک و شبہ تمام زمانوں سے فضیلت والے ہیں۔ پھر ان کے ساتھ جو ملتے ہیں۔

انور شاہ صاحب کشمیری نے العرف الشذی شرح ترمذی میں لکھا ہے کہ:

کل ماض خیر من مستقبل الا ماشاء اللہ۔

ہر گزرا ہوا زمانہ آنے والے زمانے سے بہتر ہے۔ الاماشاءاللہ۔

سیفی صاحب! محدثین نے واضح کر دیا ہے کہ تیرے پیر صاحب کے زمانے سے غوث پاک رضی اللہ عنہ کا زمانہ بہتر ہے۔ اس لیے کہ وہ مقرون ہے۔ قرون مشہود لہا بالخیر سے یعنی خیر والے زمانے کے زیادہ قریب ہے اور ہر وہ زمانہ جو زمانہ خیر کے قریب ہے وہ بہتر ہے زمانہ مابعد سے۔ اللہ ہدایت دے۔ سیفیوں کو کس طرف جا رہے ہیں۔ غیر اسلامی تشریحات و تاویلات، من گھڑت دلائل پیش کر کے پیر صاحب کو خوش کر رہے ہیں۔ مگر اللہ و رسولؐ اور غوث پاک رضی اللہ عنہ کو ناراض کر رہے ہیں۔

امین اللہ سیفی کی یہ ساری تقریر کئی وجوہ سے غوث پاک رضی اللہ عنہ پر تنقید کا سبب ہے۔ جو کفر بواح اور ضروریات دین سے انکار ہے۔

تیرے من گھڑت افسانے حقیقت کیسے بدلیں گے
فسانہ پھر فسانہ ہے حقیقت پھر حقیقت ہے

غوث پاک رضی اللہ عنہ کی گفت مبارک

قدمی هذا علی رقبة کل ولی الله

یہ قول مبارک تمام اولیاء کو شامل ہے۔ پہلے ترکیبی اعتبار سے دیکھ لیں۔ قدمی هذا صفت باموصوف مبتدا ہے۔ علی رقبة کل ولی الله ظرف مستقر ہو کر جملہ خبر یہ ہوا۔ اس طرح یہ جملہ اسمیہ خبر یہ بنا۔ اب اصول فقہ اور علم نحو کی تمام کتابیں دیکھ لیں ان میں لکھا ہے کہ جملہ اسمیہ دوام واستمرار پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کا قدم مبارک تمام اولیاء کرام کی گردنوں پر ہے۔ خواہ اولیاء اولین ہوں یا آخرین کیونکہ یہ قول شیخ حقیقت میں قول خدا ہے۔ کما قال السید مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز۔

اب یہ سوال کہ متقدمین اولیاء کرام اور متاخرین اولیاء کرام میں، صحابہ کرامؓ اور امام مہدی علیہ السلام بھی آتے ہیں۔ جو بالاجماع غوث پاک سے افضل ہیں۔ لہٰذا پیران پیر کا قول کل اولیاء کو شامل نہ ہوا؟

یہ سوال بھی مغالطہ کے طور پر اٹھایا گیا ہے۔ اس لیے بحث نفس ولایت میں ہے صحابیت وخلافت میں نہیں۔ ولایت وصف عام ہے اور صحابی وخلافت وصف خاص۔ ان دو کے درمیان نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے۔ صحابی میں ولایت سے زائد صحابیت کا وصف ہے جو زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت، ولایت ومعرفت اور علوم اسرار

ومعارف کی کثرت سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ ایمان کی حالت میں ظاہراً دیدار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور مجلس ظاہری پالینے سے حاصل ہوتا ہے۔

امام مہدی میں ولایت سے زائد وصف خلافت کا ہے۔

و اخرج البزار عن جابر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سیکون فی امتی خلیفة یحثو المال حثیا لا یعده عدا (الحدیث)

و اخرج احمد و مسلم عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یکون فی اخر أمتی خلیفة الی اخر الحدیث.

و اخرج احمد و مسلم عن ابی سعید و جابر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال یکون فی اخر الزمان خلیفة تقسیم الامال و لا یعده.

و اخرج احمد و نعیم بن حماد و الحاکم ابو نعیم عن ثوبان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا رایتم الرایات السود قد اقبلت من خراسان فاتوها و لو حبوا علی الثلج فان فیها خلیفة الله المهدی. الحاوی للسیوطی

اسی طرح کئی روایات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کو خلیفہ فرمایا۔ معلوم ہوگا کہ امام مہدی علیہ السلام میں زائد وصف منصوصی خلافت کا ہے۔ جس سے وہ تمام اولیاء کرام میں ممتاز کر دیے گئے ہیں۔ اگر مہدی صرف ولی ہیں تو دنیا میں کسی شخص کے مہدی ہونے کے دعوے پر کوئی اعتراض نہیں چاہئے اور اسے جھوٹا نہ کہنا چاہئے کیونکہ اولیاء کرام بے شمار ہو سکتے ہیں۔ کسی ایک سے کیا فرق پڑے گا پھر اکثر جھوٹے لوگوں نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ دنیا میں دو طرح کے جھوٹے مدعی ہوئے ہیں۔ ایک وہ جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے جنہوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ حال ہی میں کراچی سے سید عتیق الرحمن گیلانی نے ظلی مہدی

ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے۔ان خصوصی دعوؤں سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی ہونا کوئی ایسا وصف ہے جس میں عزت و کرامت، رفعت و عظمت بہت زیادہ ہے۔ تو منصب کے حصول کی خاطر مہدی ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ جیسے نبوت ایک خاص وصف ہے تو مہدی وصف خلافت کی وجہ سے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی گفت میں شامل نہیں اور صحابہ صحابیت کی وجہ سے داخل نہیں اور یہ بات باریک نظر سے معلوم ہوتی ہے۔ بایں وجہ آپ کا قول ''کل ولی اللہ'' صروف اولیاء کو شامل ہو گا صحابہؓ و خلیفۃ اللہ مہدی کو شامل نہیں ہو گا۔ آپ کا یہ مبارک قول مقام رفیع پر دال ہے اور وہ مقام قطب الارشاد ہے جیسے قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری کی جلد دوم صفحہ 103 پر لکھتے ہیں۔

قلت اشار النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی اھل البیت لانھم اقطاب الارشاد فی الولایات او لھم علی علیہ السلام ثم ابناءہ الی الحسن العسکری و اخرھم غوث الثقلین محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنھم اجمعین لا یصل احد من الاولین و الاخرین الی درجۃ الولایۃ الا بتوسطھم کذا قال المجدد رضی اللہ عنہ.

قاضی ثناء اللہ کہتا ہوں کہ نبی علیہ السلام نے اپنی اہل بیت کی طرف اشارہ دیا ہے کہ تمام اولیاء کے قطب الارشاد ان ہی میں ہوں گے۔ پہلے حضرت علی علیہ السلام تھے پھر ان کے بیٹے حسن و حسین علیہما السلام حضرت حسن عسکری تک اور آخری ان کے شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ تھے۔ اولیاء متقدمین اور اولیاء متاخرین نے ولایت میں جو درجہ پایا گیا ہے وہ ان ہی کے واسطہ و وسیلہ سے پایا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت

مجدد صاحب نے فرمایا۔

اب سیفی اندازہ لگالیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف تصریح کر دی ہے کہ ولایت و مقبولیت اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ناممکن ہے۔ ''لایصل احد من الاولین و الاخرین'' عبارت میں نکرہ خیز نفی میں واقع ہے۔ جو عند الاصولیین عموم کا فائدہ دے رہا ہے۔ معلوم ہو گیا ولایت قیامت تک جس کو ملے گی اس پر مہر تصدیق اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فرد کی ہو گی۔ ان کے واسطہ کے بغیر ولایت کا دعویٰ محض ڈھونگ اور رسمی قرار پائے گا۔ پھر کتنا ظلم ہو گا کہ کوئی رسم پیر اپنی ولایت کا رعب و دبدبہ بڑھانے کے لیے اہل بیت کرام سے افضل بنے اور اپنا غوث پاک رضی اللہ عنہ سے چھے درجہ اوپر ہونے کا ملعون قول کرے۔ بالفاظ دیگر اپنا قدم غوث پاک رضی اللہ عنہ کی گردن پر بتائے۔ جو کہ سچے سید اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور قطب الارشاد ہیں۔

پیر سیف الرحمن! پہلے اگر ولی اللہ بھی تھا تو اس خواب کی تصدیق کے بعد ولایت سے بھاگ چکی ہے اور اب محض رسمی پیر رہ گیا ہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے

دعویٰ نمبر 14 پر تبصرہ

پیر صاحب نے کہا کہ علم باطن یعنی علم تصوف سیکھنا فرض عین ہے اور اس کا نہ سیکھنا حرام اور انکار کفر ہے۔ اس پر دلیل تقویٰ باطنی سے لیتے ہوئے اس آیت کا سہارا لیا ہے کہ

یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقٰتہ

حالانکہ کسی مفسر، کسی محدث اور کسی صحابیؓ سے بھی اس آیت کے تحت علم تصوف کی فرضیت کا قول منقول نہیں۔ اگر فرض شرعی کے قول کو تسلیم کر لیا جائے تو اس کے ثبوت کے لیے قطعی دلیل صریح چاہئے کیونکہ احکام قطعیہ کے ثبوت کے لیے دلائل قطعیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ پیر صاحب ہمت کر کے ایک دلیل صریح قطعی ثبوت میں پیش کر دیں؟ اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ کسی صوفی و امام کے قول سے فرض شرعی قطعی کا ثبوت نہیں ہوتا۔

اگر پیر صاحب علم تصوف کے فرض عین ہونے پر اصرار کریں تو پھر ہر مسلمان، عاقل، بالغ مرد و عورت اس علم کے مکلف ہوں گے۔ جیسے حضرت حماد بن ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما اس بات میں حدیث لائے ہیں۔

طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة (الحدیث)

تو بفحوائے حدیث علم و تصوف مرد و عورت دونوں پر فرض عین ہوا۔ جیسے نماز، روزہ۔

تو اب پیر صاحب پر سوال وارد ہوتا ہے کہ مردوں کو اس فرض کی ادائیگی پر لگا رکھا ہے عورتوں کو کیوں محروم رکھا ہوا ہے؟ کیا انہیں تصفیہ قلب اور تقویٰ باطنی کی ضرورت نہیں؟ نماز، روزہ باقی فرائض تو ان کے ادا کرنے سے ادا ہوتے ہیں۔ ان کی جگہ ان کا خاوند تو ادا نہیں کرتے؟ عورتوں کے دل جاری کرنے کا حکم خلفاء کرام کو کیوں نہیں دیا؟ یہ شعبہ کیوں محروم چھوڑ دیا گیا؟ حضرت حماد بن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما نور ظلم شرح فقہ اکبر کے صفحہ نمبر 5 پر لکھتے ہیں:

لا یجوزله تاخیر الطلب العلم الذی فرض علیه وهو علم الایمان و علم ما یزول به الایمان. الخ. و علم التوحید فرض فی ابتداء طلب العلم بعد البلوغ و من تاخر فقد ارتکب بذنب کبیر

حضرت حماد بن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم ایمان کے متعلق اور ایمان کے زوال کے متعلق علم سیکھنے کو فرض فرماتے ہیں۔ اور اس علم کے نہ سیکھنے کو گناہ کبیرہ کہتے ہیں اور پیر صاحب علم تصوف اور علم باطن کے سیکھنے کو فرض عین قرار دیتے ہیں اور نہ سیکھنے کو حرام اور انکار کو کفر کہتے ہیں جو دین سیفی ہو سکتا ہے، دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہو سکتا۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فردائے قیامت از شریعت خواهند پرسید از تصوف نخواهند پرسید

مکتوب نمبر 48

قیامت میں شریعت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ تصوف کے بارے میں نہ پوچھا جائے گا۔

قارئین کرام پیر صاحب نے علم تصوف کو فرض عین قرار دے کر تمام مسلمانوں کو مکلف بنایا جو ان کے پیٹ کی گڑھی ہوئی شریعت ہے۔ اور فرض عین کا عقیدہ غیر اسلامی عقیدہ ہے۔ جس کی فرضیت کا ثبوت قرآن و حدیث سے نہیں۔ فرائض قطعیہ کے ترک پر قیامت کو پوچھ ہو گی اور علم تصوف کے بارے میں کوئی پوچھ نہ ہو گی۔ معلوم ہوا مجدد صاحب کے نزدیک علم تصوف فرض عین شرعی نہیں ہے۔ یہاں پیر صاحب کا عقیدہ حضرت مجدد صاحب کے خلاف ٹھہرا اور ان کی شریعت مجدد صاحب کی شریعت کے خلاف ٹھہری۔ غیر فرض کو عین فرض قرار دے کر منکر کو کافر قرار دے دینا بھی سیفی دین ہے دین الٰہی نہیں۔ ساری کتاب میں پیر صاحب کا یہی

طریقہ و وطیرہ رہا کہ مباح و مستحب عمل کو واجب و فرض شرعی قرار دے کر تارک کو فاسق اور منکر کو کافر، اجماعی کافر کہتے رہے جو آداب علماء اور عقل و نقل کے خلاف ہے۔

(العیاذ باللہ ولا حول لا قوۃ باللہ)

دعویٰ نمبر 15 پر تبصرہ

اس عبارت میں پیر صاحب نے نبیوں کی صف میں ہونے کی خبر دی ہے۔ کہ قیامت میں نبیوں کی صف میں ہوں گا۔ اگرچہ یہ واقعہ خواب کا ہے۔ مگر پیر صاحب نے اس کو اپنے خواب کی کی تعبیر قرار دے کر اس واقعہ کی تصدیق فرمادی۔ پھر کتاب میں پسندیدہ قرار دے کر درج کر دیا۔ اب عرض ہے کہ ہم بھی آپ کا نبیوں میں ہونا مان لیتے مگر ساتھ میں مرزا قادیانی کی نبوت تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ مرزائی بھی امین اللہ سیفی کی طرح

من یطع اللہ و الرسول فاولئك مع الذین انعم اللہ علیہم من النبین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین

سے دلیل لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو قیامت میں نبیوں کی صف میں ہو گا۔ اسے دنیا میں نبوت ظاہر کر دینی چاہئے۔ خود ہی سوال کرتے ہیں کہ کوئی کہے کہ آیت میں لفظ ''مع'' آیا ہے۔ جس سے معیت سمجھی جاتی ہے نہ نبی ہونا۔ کیونکہ ضروری نہیں جو ساتھ ہو وہ نبی بھی؟ تو اس سوال کا جواب دیتے ہیں کہ لازماً یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا ان چاروں درجوں میں سے کوئی درجہ بھی نہیں ملے گا۔ صرف ان کے ساتھ ہونے کا شرف حاصل ہو گا جن کو یہ مدارج ملیں گے۔ اگر انسان صالح یا نیک بھی نہ بن سکا تو کیا فائدہ ہوا الخ مزید جواب دیتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ ''مع'' کے یہی معنی ہیں

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے نبوت کے مقام پر فائز ہوں گے۔

کتاب دینی معلومات کا بنیادی نصاب صفحہ 77-76 مجلس انصار اللہ، ربوہ

سوال نمبر 1۔ میرا سیفیوں سے سوال ہے کہ کل قیامت میں جو نبیوں کی صف میں ہوا اسے کون پہچان سکے گا کہ یہ نبی نہیں ولی ہے؟

سوال نمبر 2۔ کیا کوئی ایسی نص موجود ہے کہ نبیوں میں ولی کی پہچان کرائی جائے گی کہ لوگو! اس شخص کو نبی نہ سمجھنا یہ ولی ہے صرف علو شان کی وجہ سے نبیوں میں داخل کیا گیا ہے؟ سیفیوں کو ایسے بے ہودہ خواب کو یکسر مسترد کر دینا چاہئے تاکہ غیروں کا ہتھیار نہ بنے۔

دعویٰ نمبر 16-17- 18 اور 19 پر تبصرہ

ان چار قسم کے فتوؤں پر مقدمہ، علماء کرام و مفتیان اہل پاکستان کے حضور پیش کرنا چاہتا ہوں۔ خدا خوفی، خدا ترسی، حق پرستی اور رضا للہ انصاف سے فیصلہ کر دو کہ ان چار وجوہ سے کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ عند الشرع جاری ہو سکتا ہے۔؟

1۔ کیا کسی پیر پر اعتراض کرنے والا کافر ہو سکتا ہے؟

2۔ کیا سیفیوں سے کے وجد پر اعتراض کرنے والا کافر ہو سکتا ہے؟

3۔ کیا سیفیوں سے ٹھٹھا کرنے والا کافر ہو سکتا ہے؟

4۔ کیا پیر صاحب پر جھوٹ باندھنے والا کافر ہو سکتا ہے؟ قرآن و حدیث سے جواب دے کر ممنون فرمادیں۔

حدیث لا یرمی رجل رجلا بالفسوق او بالکفر الا ارتدت ان لھم یکن صاحبہ کذلك کے تحت کفر و فسق کا حکم پیر موصوف پر لگ چکا ہے کیونکہ مجھ کو بے

وجہ کافر اشد کہا۔ میرے خیال میں پیر صاحب خود کو اندر ہی اندر نبی خیال کرتے ہیں۔ صرف ڈر کے مارے اظہار نہیں کرتے۔

دعویٰ نمبر20 پر تبصرہ

دعویٰ نمبر20 بھی نبوت کی طرف اشارہ ہے۔ پیر صاحب کا اپنے آپ کو بالفاظ دیگر اسلام، شریعت، قرآن وحدیث کی مخالفت قرار دینا، نیا دین بنانا جیسے جملے صاف بتاتے ہیں کہ پیر صاحب بزعم خویش نبوت کے مدعی ہیں۔ نبیوں کی صف میں کھڑے ہونے کی تصدیق اور اسے خواب کی تعبیر کہنا بھی اس پر گواہی معلوم ہوتی ہے۔(العیاذ باللہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ)

دعویٰ نمبر21 پر تبصرہ

وجد ایک باطنی کیفیت کا نام ہے جو تلاوت قرآن مجید، نعت شریف، ذکر اسم ذات اور قوالی سننے سے عموماً از خود طاری ہو جاتا ہے۔ جس میں کسب واختیار کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ جیسے تقشعر منه جلود الذين يخشون ربهم الاية اور اذا ذكر الله وجلت قلوبهم نصوص اسی کیفیت کو بیان کرتی ہیں۔ اگر یہی کام کسب واختیار سے ہوں اور اس کو اپنی کرامت ہونا ظاہر کیا جائے تو اس کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں۔ تمام سیفیوں کا وجد کسبی واختیاری ہے اور خاص قسم کے اشاروں، آوازوں اور حرکتوں کا مرہون منت ہے۔ جو کسی طرح بھی مندرجہ بالا آیات کا مدلول نہیں ہو سکتا۔ باقاعدہ ان محرکات کے لیے محفل سجائی جاتی ہے۔ پھر پھڑکانا شروع کرتے ہیں تو اسے توجہ لینا کہتے ہیں۔ گویا اپنی اپنی بیٹریاں چارج کرتے ہیں۔ سیفیوں نے وجد کو مداری کا کھیل بنا رکھا ہے۔ جس سے بات کرو تو کہیں گے بیٹھ تیرا دل جاری کروں۔ بیٹے تجھے توجہ

کروں۔ ہر کس وناکس کو بٹھا کر توجہ دینا شروع کر دیں گے۔ پھر آخر میں کہیں گے یہ ہمارے پیر کے ولی ہونے کی نشانی ہے۔ نعوذ باللہ من تلک الخرافات پناہ ایسے وجد اور بزرگی سے۔ ولایت اتنی سستی کر دی گئی ہر نتھو خیرا، نورا گھسیٹا ولی بنا پھر رہا ہے۔ کاندھے اور سینے کو ہلا کر لوگوں میں ولایت کا چرچا کر رہا ہے۔ لوگو! یہ سب کرتب، شعبدہ بازی اور کسی خاص طلسم کا شاخسانہ ہے۔ تین چار مہینے میں ولایت کی سند مل جاتی ہے۔ کہاں گئے وہ حقیقی ولی اللہ جو عمریں گزار دیتے ہیں۔ پھر بھی خود کو لوگوں میں گنہ گار ظاہر کرتے تھے اور ولایت کا دعویٰ ہرگز ہرگز نہیں کرتے تھے۔ حاشا وکلا سیفی کوئی بھی ولی نہیں۔ یہ سب ڈھنگ بازیاں ہیں۔

دعویٰ نمبر22 پر تبصرہ

پیر صاحب کا کہنا کہ لطائف کی حرکت وجد کی قسم ہے اور یہ کرامت اولیاء ہے۔ یہ صرف سیفیوں کی ولایت اور اپنے اخص الخواص ولی اور مجددیت کا ثبوت دینا ہے۔ لطائف کی حرکت کو کسی نے ولایت و مقبولیت پر دلیل نہیں بنایا۔ بلکہ یہ عند الصوفیاء وسواس وخطرات قلبی کے دفعیہ کا طریقہ ومشق ہے۔ جس سے سکون واطمینان حاصل ہو جاتا ہے اور ذکر میں یکسوئی پیدا ہوتی ہے۔ حرکات لطائف کی مشق صرف وسیلہ یکسوئی ہے مقصود بالذات نہیں۔ حرکت لطیفہ قلب کی قرآن وسنت سے ثابت ہے باقی لطائف لطیفہ قلب سے ہی متولد ہو کر متحرک ہوتے ہیں اور ان کی حرکت مخفی و باطنی ہے۔ پھر ایک ہے قلب صنوبری کی حرکت اور دوسری عین قلب کی۔ عین قلب سے مراد باطن قلب ہے۔ اور حقیقت میں اسی قلب باطنی کی حرکت مراد ہے اور حرکت سے مراد توجہ اور حضور دائمی ہے۔ جو کبھی مضمحل نہ ہو۔ قلب صنوبری کی

حرکت شعبدہ بازی بھی ہو سکتی ہے۔ پھر حرکت قلب کبھی غم سے طاری ہوتا ہے اور کبھی خوشی سے اور کبھی خوف الٰہی سے ۔ حرکت دل کی وہ مقبول و محمود ہے جو خوف خدااور انوار الٰہی کے ورود سے عارض ہے۔ ان کے سوا میں کوئی بحث نہیں۔ جب حرکات لطائف کئی معانی محتملہ کو شامل ہے تو پھر مطلق حرکت کو کرامت اولیاءاور وجد کی قسم قرار دینا۔ جہالت، غباوت اور تھکاوٹ ذہنی کی آئینہ دار ہے۔ تعلی و تکبر اور تعاظم و تفاخر کا واضح ثبوت ہے۔ پھراس کے انکار پر حکم کفر جاری کرنا جنابت جسمی نجاست قلبی اور غلاظت ذہنی کی پیداوار ہے۔ اگر لطائف سے انکار کفر ہے۔ تو پھر مکمل صوفی وولی کامل حضرت سلطان اولیاء سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیا فتویٰ ہو گا۔ جو لکھتے ہیں کہ " جاننا چاہئے جب قلب اللہ تعالیٰ کے نام سے جنبش کرے اور کلمہ طیبہ پڑھے تو پھر اس سے دنیااور آخرت کی کوئی چیز مخفی نہیں رہتی۔ مجھے ان بیوقوفوں پر بڑی حیرانی ہے جو دم بند کر کے اس گوشت کے ٹکڑے کو حرکت دیتے ہیں اور خام تفکر کے ساتھ معرفت الٰہی سے بے خبری کو وصال کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سینے اور شکم اور دماغ میں فلاں مقام سر ہے۔ فلاں مقام خفی اور فلاں مقام مخفی اور یہ مقام قلب، یہ مقام روح، یہ مقام نفس، یہ مقام قربانی اور یہ مقام سلطانی ہے ایسے لوگ خام خیالی اور بے تفکر اور بے احوال ہیں وہ رحمانی باطنی مقامات اور دنیاوی شیطانی خطرات میں تمیز نہیں کرتے۔ ایسے لوگ ہر گز ہر گز اہل قلب کہلانے کے مستحق نہیں بلکہ باحسد اور اہل کلب ہیں اور بسبب تقلید طالب دنیا میں۔

توفیق الہدایت ترجمہ نصاف الشفاعت صفحہ 166 مکتبہ پروگریسو بکس لاہور

باہو خویش رااز خلق پوشد ہر کہ مرد

ذاکراں بسیار بہر از سیم و زر

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ طریقت کے ایسے مسلک سے شدید اختلاف رکھتے تھے اور لطائف کی مشق کو ولایت و مقبولیت کی دلیل بنانے پر سخت نکیر کیا کرتے تھے بلکہ لطائف کی تتبع و تلاش کو خام خیالی اور بے احوالی سے تعبیر فرمایا۔ حضرت قطب الاولیاء پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال دروازۂ دل پر معتکف رہا۔ تیس سال بعد آواز آئی کہ اب تو اس قابل ہوا کہ تجھے زنار شرک سے آگاہ کیا جائے۔ یہ واقعہ بیان کر کے پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنید بغدادی جیسے شخص کو تیس سال کے بعد اس قدر جواب دیا جاتا ہے اور آج کل بعض آدمی دو روز محنت کر کے کہہ دیتے ہیں کہ میرا دل جاری ہو گیا ہے۔ حاشا وکلا جریان قلب سے مراد محض مضغہ صنوبری یعنی اس مخصوص گوشت کے ٹکڑے کے حرکت نہیں۔ کیونکہ یہ حرکت معمولی سی محنت سے بہت جلد حاصل ہو جاتی ہے بلکہ جریان قلب اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور حاضری سے عبارت ہے واین ہذا من ذاک یہ کہاں اور وہ کہاں۔

ملفوظات مہریہ صفحہ 11

مزید فرمایا: پس جس کے دل سے دنیاداروں کی محبت نکل جائے وہ اس نعمت سے مشرف ہوتا ہے۔ طعنہ دینے والے مفسدین کی عادت ہے کہ سادہ لوح لوگوں کو غلطی میں ڈالتے ہیں اور ان کے استقلال میں رخنہ پیدا کرتے ہیں کہ تو اتنا عرصہ فلاں بزرگ کی مجلس میں رہا مگر ابھی تک تیرا قلب جاری نہیں ہوا۔ پس تو نے کیا فائدہ حاصل

کیا۔

ملفوظات مہریہ صفحہ 119

اس ملفوظ پر مترجم شیخ الحدیث مولانا فیض احمد صاحب مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں:

اسی ارشاد میں برادران طریقت کے لیے بے بہا پند و نصیحت ہے۔ حضرت قدس سرہ العزیز کے دور سے آج کا دور زیادہ نازک ہے۔ تصوف و طریقت کا لبادہ اوڑھ کر محض چند شعبدات کے ذریعے عوام کو ٹھگنے والے بہت پیدا ہو گئے ہیں۔ ارباب حقیقت کی شناخت دن بدن مشکل ہوتی جا رہی ہے۔

صفحہ 119

ان قابل قدر عظیم المرتبہ مقدس شخصیات کے ملفوظات سے مسلمان رہنمائی حاصل کریں اور اسے ٹھگوں سے بچیں۔ جنہوں نے ولایت کو بازیچہ اطفال بنا دیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کا معصوم دل ہلا کر ولایت کی پگڑی سر پر رکھ دیتے ہیں اور اولیاء اللہ کی صف میں داخل کر دیتے ہیں۔ یہ حقیقی اولیاء کے ساتھ مذاق و تمسخر ہے اور انہیں بدنام کرنے کی گہری سازش ہے۔ تاکہ خلق خدا ان روحانی حقیقی مقدس شخصیات سے استفادہ کرنے کے بجائے دل ہلا کر خود ولی بن کر بیٹھ جائیں اور غرور و تکبر میں زندگی بسر کر کے اپنی عاقبت خراب کر لیں۔ ایک حوالہ اور پیش کرتا ہوں۔ وہ مولوی اشرف علی تھانوی کا ملفوظ ہے اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

سرایت ذکر کی تین علامات ہیں۔ 1۔ حرکات، محال، لطائف۔ 2۔ استماع الفاظ فی محال اللطائف 3۔ احساس الوان محال لطائف۔

یہ تینوں آثار و کوائف انتہائی مشق سے پیدا ہوتے ہیں اور سرایت ذکر کی

علامات سمجھے جاتے ہیں۔ الخ یہ بات بھی فروگذاشت کرنے کے قابل نہیں کہ ان تینوں علائم (علامتوں) کا تحقق دال علی الولایۃ نہیں الخ۔ یعنی ان علائم ثلاثہ کے ظہور سے ولایت و مقبولیت پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ یہ آثار سرایت ذکر کی محض علامات ہیں۔ سرایت ذکر کی حقیقت میں داخل یا اس کی خصائص میں سے نہیں ہیں۔"

بوادر النوادر صفحہ 577

دعویٰ نمبر 23 پر تبصرہ

پیر سیف الرحمن نے اپنی غیبت کرنے اور تہمت لگانے پر کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے۔ یہ بہانہ بنا کر غیب و تہمت امر حرام اور حرام کا مرتکب اسے حلال جانتا ہے۔ لہٰذا کافر ہوا۔ اس طرح تو مسلمان دنیا میں کوئی بھی نہیں بچ سکتا اور خاص طور پر اس دور میں یہ گناہ عام ہیں۔ دیکھئے پیر صاحب نے اپنی کتاب میں ایک جگہ لکھا کہ گناہوں سے مسلمان کافر نہیں ہوتا فاسق بنتا ہے۔ مطلب یہ کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کی غیبت کریں بہتان لگائیں تو فاسق بنیں گے۔ مگر پیر سیف الرحمن صاحب کی غیبت سے کافر بنے گا۔ تہمت لگانے سے کافر ہو جائے گا۔

حالانکہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر یہودیوں منافقوں نے تہمت لگائی جس میں بعض صحابیؓ بھی شامل ہو گئے۔ جیسے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام۔ لیکن قرآن مجید نے انہیں کافر نہیں کہا۔ ان صحابہؓ نے بعد میں توبہ کر لی تھی۔ محض توبہ سے معافی ہو گئی۔ اگر کفر ہوتا تو دوبارہ ایمان و کلمہ پڑھنا منقول ہوتا۔ پیر صاحب اپنے زعم میں چونکہ نبی کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کی غیبت و تہمت کفر ہے۔ (نعوذ باللہ)

سیفیوں کا عقیدہ

یقیناوہ لوگ کافر ہو چکے ہیں جنہوں نے اس قیوم زماں کی گستاخی کی ہے خواہ وہ عالم ہو یا پیر ہو یا کوئی مفتی۔(نعوذ باللہ)

سیفیوں کے دین سیفی کی تشدوات ملاحظہ کیجئے۔

پیر سیف الرحمن کا نام ایمان مفصل اور ایمان مجمل میں شامل نہیں اور نہ ہی ضروریات دین میں داخل ہے۔ پس کس وجہ سے اس کی گستاخی کفر بن گئی؟ جب اس کی ذات معصوم عن الخطاء نہیں اور نہ ہی محفوظ عن الخطا کی سند موجود ہے کیونکہ منصوصی ولی اللہ نہیں بلکہ موہومہ، مزعومہ اور مظنونہ پیر ہے۔ جس کی گستاخی قطعاً کفر نہیں، بلکہ:

لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم (الایۃ)

کے تحت ان کے ظلم و زیادتی، تکبر و تعلی، تفاخر و تعاظم، بہتان و تہمتوں کا بیان ضروری ولازمی ہے۔ ناکردہ جرم کو کردہ بنالینا کیا کسی حقیقی ولی کی شان ہو سکتی ہے؟ پوری کتاب میں پیر سیف الرحمن نے یہ ظلم روا رکھا کہ جائز کو ناجائز، اچھائی کو برائی، اعتراض کو کفر بنانے میں بالفاظ دیگر کی اصطلاح خاص طور سے عفیف مسلمانوں پر کفر تھوپنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ پیر محمد چشتی صاحب مدظلہ العالی نے تو اس کے عقیدہ و عمل کو غیر اسلامی و غیر شرعی فرمایا تھا۔ جو تمہارے نزدیک پیر صاحب کی تکفیر تھی لیکن میرا جرم کیا تھا؟ حق بیان کیا۔ جو مجھ پر ظلم ہوا اس کو بیان کیا۔ اب پیر صاحب کہتے ہیں کہ میں بغیر شرعی دلیل فتویٰ نہیں دیتا۔ حالانکہ مجھ پر بغیر شرعی وجوہات کے فتویٰ کفر صادر کیا۔

لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمی بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک (الحدیث)

جس نے کسی دوسرے عفیف مسلمان پر فسق و کفر کا گولہ پھینکا تو لوٹ کر اسی پر گرے گا بشرطیکہ وہ دوسرا آدمی فاسق یا کافر ہو۔ بفحوائے حدیث فسق و کفر کا گولہ خود پیر صاحب پر جالگا۔ کیوں کہ مخاطبین میں الحمد للہ فسق و کفر نہیں۔ بڑی تعجب کی بات ہے اتنے جرم کرنے کے باوجود پیر صاحب عفیف مسلمان بن رہے ہیں اور جرم دوسرے کی جھولی میں ڈال رہے ہیں۔ کتاب ہدایۃ السالکین میں منہ بھر بھر کر کافر کہہ لینے کے باوجود عفیف ہیں۔ گالیوں کی بوچھاڑ کر کے بھی مظلوم ہیں اب سیفیوں سے پوچھو خدا تمہیں عقل دے۔ پیر صاحب کی گستاخی کو یقینی کفر کس دلیل سے کہہ رہے ہو۔ حالانکہ پیر صاحب حضرات شیخین رضی اللہ عنہما ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وغیرہ وغیرہ صحابہ کی گستاخی پر بھی مستقل کفر کا فتویٰ نہیں دیتے۔ وہ لکھتے ہیں "کہ اس فقیر نے ابھی تک اہل تشیع پر مستقل فتویٰ صادر نہیں کیا اور نہ فقیر بلا دلیل شرعی فتویٰ صادر کرتا ہے۔ کیوں کہ یہ فقیر حنفی مذہب کا تابع ہے۔"

ہدایۃ السالکین صفحہ 82

پیر صاحب کو اہل تشیع پر ابھی تک فتویٰ صادر کرنے کے لیے دلیل شرعی نہیں ملی۔ شاید کوئی رشتے منسلک ہوں۔ پیر محمد چشتی اور قاری اظہر محمود و مسلمانوں پر فتویٰ کفر دینے میں دلیل شرعی فوراً مل گئی۔ تاخیر کیے بغیر، مآل سوچے بغیر، کافر، قطعی کافر، اجماعی کافر، اشد کافر، شدید کافر، اغلظ کافر، اشد ترین کافر، شدید ترین کافر، اغلظ ترین کافر، ملحد و زندیق، معاند حق اور مرتد جیسے فتوے فوراً تلاش کر لیے۔ کیونکہ اس میں اپنے کاروبار اور مریدین و خلفاء کے کاروبار کا مسئلہ تھا۔ صحابہ کرامؓ سے اپنی عزت

کو عزیز جانا۔ کسے معلوم نہیں کہ شیعہ صحابہ کرامؓ خصوصاً شیخین کریمینؓ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیتے ہیں۔ سخت توہین کرتے ہیں۔ پیر صاحب کا پھر بھی یہ کہنا کہ دلیل شرعی کے بغیر فتویٰ نہیں دیتا، اندرون خانہ کوئی اہم راز ہو سکتا ہے اور یہی عمل ان کے خلفاء کے ہے۔

دعویٰ نمبر 24 پر تبصرہ

پیر صاحب کہتے ہیں کہ میرا وجود پاکستان کے لیے رحمت ہے۔ یہ بات صرف پاکستان میں مستقل رہائش پذیر ہونے کے لیے حجت بنانا ہے۔ ورنہ آپ کی رحمت کی زیادہ ضرورت افغانستان کو ہے۔ جہاں سرخ و سفید سامراج پنجے گاڑھ رہا ہے۔ پاکستان پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت خاص کافی و وافی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی پاکستان پر مہربان اور رحیم ہے۔ جس کا مشاہدہ اہالیان پاکستان نے 1965ء کی جنگ میں کر لیا ہے۔ پاکستان کا محافظ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تمام اولیاء کرام اس کے چوکیدار و پہریدار ہیں۔ آپ مہربانی کر کے افغانستان جائیں۔ تاکہ وہاں آپ کی رحمت سے امن و امان قائم ہو۔ پھر آپ کی ولایت و مجددیت کی وہاں بہت ضرورت ہے۔ بس کنم ایں قدر کافی است، عاقلاں را اشارہ، جاہلاں را دفتر نہ رسالہ۔

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کاغذ کے پھولوں سے
مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ کرنے والوں کو

ذلیل و خوار کر دے ان کو رسوا جہاں کر دے
ہے شیوہ جن کا گستاخی نبی کی شان اقدس میں
الٰہی اپنی قدرت سے قلم ان کی زباں کر دے

فرقہ سیفیہ کا عقیدہ

اس فرقہ کے بانی پیر سیف الرحمن افغانی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء و مرسلین و تمام صحابہ کرام کو لے کر ایک مجمع عام میں میرے پیچھے اقتداء کر کے نماز پڑھی اور تمام دنیا کے لیے میری نیابت کا اعلان کیا۔

بدایۃ السالکین صفحہ 329

الجواب

علماء نے اس بدعقیدہ کے کئی جوابات ارشاد فرمائے اور کتابیں تحریر کیں تو فرقہ سیفیہ کے چیلوں نے لاہور سے ایک کتاب نکالی اور اس اپنے بدعقیدہ گمراہ پیر کے کفریہ مندرجات اور غیر اسلامی عبارات کو جائز ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے مختلف تاویلیں کیں جو شرعاً بیکار ثابت ہوئیں۔ ان تاویلوں میں اس عقیدہ کی تاویل نکالی کہ جناب احمد رضا خان صاحب کی اقتداء میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز جنازہ پڑھنے کا حوالہ دے کر اپنے پیر کی طرح سفید جھوٹ بولا ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی سے قطعاً اس طرح کی بے ادبی کہیں بھی ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے کسی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امام و مقتدی بننے کا دعویٰ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقتدی ظاہر کیا ہو! ورنہ اس نام نہاد پیر اور اس کے چیلے کی تاویل درست ہوتی۔ الحمد للہ ہم ملفوظات اعلیٰ حضرت کی وہ عبارت اور سیف الرحمن کی اس ملعون

عبارت کا موازنہ غیر جانبدار علماء کے ذریعے کرانے کے لیے ہر جگہ تیار ہیں۔ کان کھول کر سنو سیفیو! احمد رضا خان صاحب کے ملفوظات والے خواب کا جواب۔ مگر چہ نسبت خاک را با عالم پاک کار پاکاں را قیاس از خود مگیر، وہ مبارک خواب یہ ہے:

"مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کے انتقال کے دن مولوی سید امیر صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ حضور اکرم گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ عرض کی یارسول اللہ! کہاں تشریف لیے جاتے ہیں؟ فرمایا برکات احمد کا جنازہ پڑھنے۔ خواب ختم ہو گیا۔"

اس کو بیان فرمانے کے بعد احمد رضا خان صاحب نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ یہ جنازہ مبارک میں نے پڑھایا۔ اعلیٰ حضرت کے صرف اتنے لفظ ہیں جن کا مطلب صرف یہ کہ جو شخص رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مورد الطاف ہے، یعنی اتنا مقبول بارگاہ اقدس ہے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس مقبول بارگاہ اقدس اس خوش نصیب کی نماز جنازہ پڑھانے کا شرف مجھے ملا اور بے شک یہ بات قابل شکر ہے اور سیفی فرقے کے چیلے اعلیٰ حضرت پر یہ الزام لگا رہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرنے کے مدعی ہیں یہ اس فرقہ سیفیہ کے چیلوں کا افتراء اور جھوٹ ہے۔ نہ خواب میں یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان کی اقتداء کرنے کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ نہ اعلیٰ حضرت نے یہ لفظ ارشاد فرمائے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کی۔ (معاذ اللہ) یہ سیفی چیلوں کا بہتان عظیم ہے۔

قارئین کرام! مولوی امیر احمد نے جو خواب دیکھا ہے وہ ظاہر ہے کہ نماز جنازہ سے قبل یا بعد دیکھا ہوگا عین نماز جنازہ کے وقت تو دیکھا نہیں جب خواب عین نماز

جنازہ کے وقت نہیں دیکھا اس لیے اگر عین نماز جنازہ کے وقت دیکھتے تو اس تذکرہ میں یہ بھی ضرور بیان ہوتا۔ لہٰذا اس خواب سے تشریف آوری حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نماز سے قبل یا بعد میں ظاہر ہوتی ہے۔ علاوہ بریں سیفی فرقہ کے چیلوں نے یہ کہاں سے سمجھا کہ حضور اس نماز میں شرکت کرنے تشریف لیے جاتے ہیں۔ جو عالم ظاہر میں ہو رہی ہے۔ جس عالم میں تشریف آوری ہے اسی عالم میں نماز ہو گی اور اگر وہ نماز باجماعت ہو گی تو اس کے امام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مقتدی ہونے کا گمان سیفی فرقے کے فساد قلب اور بے علمی یا جہالت ہے اگر خاص اس نماز جنازہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی شرکت مانے تو بھی اس کی حقیقی امامت حضور ہی کی ہو گی اور ظاہری امام بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مقتدی ہو گا۔ سیفی جاہل کو یہ کیا معلوم کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اماموں کے امام ہیں۔ جب تشریف لے آتے ہیں تو امام مقتدی ہو جاتے ہیں۔ یہ اعتراض اس تمام پارٹی کی جہالت مطلقہ کی بین دلیل ہے۔

فرقہ سیفیہ کا عقیدہ

سیف الرحمن افغانی لکھتے ہیں کہ وہ علوم اسرار اور باطنی قوتیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظم کو عطا فرمائے تھے۔ وہ سب کے سب کمالات اور معارف اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اخندزادہ صاحب مبارک کو عطا کی ہیں۔ حضرت پیر محی الدین جیلانی اپنے عصر کے مجدد تھے اور حضرت صاحب مبارک عصر حاضر کے مجدد اعظم ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں اور حضرت پیران پیر صاحب عبدیت کے مقام سے مشرف تھے اور سید مبارک صاحب نے چھ مقامات عبدیت کے

مقام سے مشرف تھے اور سید مبارک صاحب نے چھ مقامات عبدیت کے مقام سے فوق طے کیے ہیں اور حضرت مبارک (سیف الرحمن) کا مقام پیران پیر کے مقام سے فوق ہے۔

الحمد لله على ذلك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

بداية السالكين 324

الجواب

اس شخص کی اس سے بڑھ کر اور کیا بد قسمتی ہو سکتی ہے کہ اپنے آپ کو حضرت پیران پیر، روشن ضمیر، غوث صمدانی، قندیل نورانی، محبوب سبحانی، شہباز لامکانی حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی ذات گرامی سے چھ مقامات عبدیت میں فوق ہونے کا دعویٰ کرے اور پیران پیر سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام سے اپنے آپ کو فوق ہونے کا دعویٰ کرے اور اس عظیم ترین گستاخی کے بعد آیات قرآنیہ پڑھ کر مزید گستاخی پر مہر لگائے۔ جبکہ کسی ایک مسلمان نے بھی آج تک یہ دعویٰ نہیں کیا۔

شیخ صنعان کا کیا حشر ہوا؟

حافظ ابوالعزیز عبدالمعیث و دیگر بزرگ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم لوگ حلب کی خانقاہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مشائخ عراق کی ایک جماعت آپ کی مجلس میں موجود تھی۔ جس میں بہت سے مشہور مشائخ بھی تھے۔ آپ ان سب کے رو برو وعظ فرما رہے تھے۔ دوران گفتگو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکاشفہ فرمایا اور اس کے ساتھ ہی آپ نے

یہ فرمایا کہ:

قدمی هذه على رقبة كل ولي الله

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ یہ سنتے ہی شیخ علی ابن الہیتی نے منبر پر چڑھ کر آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا اور تمام حاضرین مجلس کی گردنیں کھنچ کر آپ کے قدم مبارک کے نیچے آ گئیں اس وقت حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان پر تمام اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکا دیں مگر اصفہان میں شیخ صنعان نے انکار کر دیا۔

جب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

قدمی هذه على رقبة كل ولي الله

تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب اولیاء حاضرین و غائبین نے آپ کی تعظیم کی وجہ سے گردنیں جھکا دیں اور آپ کے کمال کو تسلیم کر لیا آپ کی سلطانی، بزرگی اور مقام و مرتبہ اور اسرار و مرکز ولایت کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ مگر اصفہان میں شیخ صنعان نے انکار کر دیا۔ جب اس کی نافرمانی کا کشف غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس چرواہے کی گردن پر خنزیر کا قدم ہو گا، کچھ مدت کے بعد شیخ فریدالدین عطار کے ساتھ کفار کے شہروں میں سے ایک شہر کے پاس سے ان کا گزر ہوا تو صنعان کی نظر ایک حسین و جمیل لڑکی پر پڑی جو اپنے محل پر کھڑی چاروں طرف دیکھ رہی تھی شیخ پہلی نظر کے ساتھ ہی اسے دیکھ کر بے ہوش ہو گیا اور عقل جاتی رہی۔ بس پھر کیا تھا کہ اس کے حسن و جمال کے مشاہدہ کے بعد وہاں سے آگے چلنے کی طاقت نہ رہی۔ جب اس لڑکی نے اس کی محبت کو دیکھا تو اس کے دل میں شیخ کی محبت پیدا ہو گئی اور

وہ بھی اپنی جگہ سے نہ ہلی۔ اس لڑکی کا کھانا اور سونا منقطع ہو گیا۔ جب لڑکی کے باپ کو اس کی حالت کا علم ہوا تو سوچنے لگا کہ اب اس کا علاج کیسے ہو گا۔ بالآخر سوائے اس کے نکاح کے کوئی اور علاج سمجھ میں نہ آیا شیخ صنعان کو اس لڑکی کے باپ نے خبر کر دی کہ ہمارے ہاں شادی کا طریقہ یہ ہے کہ جس وقت ہم اپنی کسی لڑکی کی شادی کرتے ہیں تو اس کے بننے والے خاوند کو خنزیروں کا چرواہا بناتے ہیں اور وہ ہر روز ان کے پاس خنزیر کا ایک بچہ لاتا ہے اور ہم اپنی رسم کے مطابق اس کا گوشت کھاتے ہیں اور یہ سلسلہ نکاح کے وقت تک جاری رہتا ہے اور جب نکاح کا وقت آتا ہے تو اس کے ایک ہاتھ میں شراب کا پیالہ اور خنزیر کا گوشت جب کہ دوسرے ہاتھ میں لڑکی کا دامن پکڑاتے ہیں، ان کی یہ تمام شرائط سن کر صنعان بہت خوش ہوا اور اس خدمت کو بغیر کسی جھجک کے پورا کرنے کے لیے تیار ہو گیا اور ہر روز صبح کے وقت ایک خنزیر کا بچہ اپنی گردن پر اٹھا کر ان کے پاس لاتا جب مقررہ مدت پوری ہو گئی اور نکاح کا وقت آ گیا تو انہوں نے شیخ صنعان کے ایک ہاتھ میں خنزیر کا گوشت اور شراب کا پیالہ اور دوسرے ہاتھ میں اس حسینہ لڑکی کا دامن بڑی خوشی سے تھما دیا۔ جب شیخ صنعان نے شراب پینے اور خنزیر کا گوشت کھانے کا ارادہ کیا تو شیخ فرید الدین نے بلند آواز سے پکارا: یا سلطان سید عبد القادر ہمارا شیخ گمراہ ہو رہا ہے۔ امداد۔ امداد محی الدین امداد، اس وقت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وضو فرما رہے تھے اور آپ نے وضو کرتے کرتے پانی ایک چھینٹا مارا کہ شیخ صنعان کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ گوشت اور شراب کا پیالہ ہاتھ سے گر پڑا اور اپنی غفلت سے بیدار ہو گیا اور فوراً جنگل کی طرف بھاگا۔

فرید الدین نے پوچھا! کہاں بھاگ رہے ہو؟ شیخ صنعان نے جواب دیا اس کی

طرف جا رہا ہوں جس کی گستاخی کی وجہ سے مجھ پر یہ مصیبت آئی ہے۔ اب میں ان سے معافی مانگنے جا رہا ہوں۔ پھر جب شیخ صنعان بغداد پہنچے اور اپنا منہ سیاہی کے ساتھ سیاہ کیا اور اپنے ہاتھوں کو باندھا اور خادموں کے ساتھ دروازے پر کھڑا ہو گیا اور ظاہر و باطن سے غوث الاعظم کے سامنے عاجزی کرنے لگا۔ غوث الاعظم کو اس پر ترس آ گیا اور اس کے سابقہ فعل کو معاف کرتے ہوئے اس کے ہاتھ کھولے اور وضو کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد غوث الاعظم نے بارگاہ الٰہی میں شیخ صنعان کے لیے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی دعا پر شیخ صنعان کے کیے ہوئے گناہ معاف فرما دیے۔

تسکین الخاطر 49

قارئین کرام! مندرجہ بالا واقعہ کسی بھی وضاحت کا طلب گار نہیں، بس نام نہاد پیر سیف الرحمن کو اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس سے اس عظیم ترین گستاخی سے جلد از جلد توبہ کرنی چاہئے ورنہ پیران پیر سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی گستاخی ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ خطرناک اور غیر اسلامی عقائد و نظریات خود ان ہی کے قلم سے تحریر ہو رہے ہیں۔ مگر دوستو! قسمت کی بات ہے توبہ کی توفیق بھی اسی کو ہوتی ہے جس پر خاص رب تعالیٰ کی مہربانی ہو اور خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہو اور وہ خود بھی اپنے کئے پر نادم ہو متکبر و مغرور انسان کو یہ توفیق ہرگز ہرگز نہیں ہوتی۔ پس غوث الاعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی گستاخی ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ ان سے ایسے ایسے عقائد و نظریات تحریر ہو چکے اور کہ اس سے قبل نہ کسی نے بتائے اور نہ کسی کتاب میں پڑھے۔ اس کے علاوہ بھی ایک ایسا واقعہ کتاب میں آتا ہے کہ:

ولایت سلب ہوگئی

حضرت شیخ عبدالرحمن کہتے ہیں ایک دن شیخ ابوالحسن علی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر حاضر ہوئے۔ تو میں بھی ان کے ہمراہ تھا اور ایک شخص کو ان کی چوکھٹ پر چت پڑے دیکھا اس نے شیخ ابوالحسن سے استدعا کی کہ آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے میری سفارش کر دیں۔ چنانچہ جیسے ہی ہم حضرت شیخ کے سامنے پہنچے تو آپ نے بغیر کچھ سنے فرمایا کہ اے ابوالحسن علی میں نے اس شخص کو تجھے ہبہ (دے دیا) کر دیا۔ یعنی تمہیں اس کا مختار بنا دیا۔ جب شیخ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص نے ہوا میں پرواز کرتے وقت اپنے دل میں خیال کیا تھا کہ بغداد میں میرا ہم مرتبہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ میں نے اس قوت کو سلب کر لیا تھا۔ لیکن شیخ علی کی سفارش پر اس کو معاف کر دیا۔

قلائد الجواہر صفحہ 116

قارئین کرام! مقام غور ہے کہ ایک ولی اللہ صرف اپنے دل میں صرف اتنی بات سوچتا ہے کہ بغداد میں میرا ہم مرتبہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ تو اتنی بات پر اس ولی اللہ کی قوت ولایت سلب کر لی جاتی ہے۔ یہ اس کے لیے عبرت ناک سزا ہے۔ الفاظ ابھی زبان پر نہیں آئے۔ کتاب میں لکھ کر شائع نہیں کیے۔ ولایت سلب ہو گئی تو کیا جو ولی اللہ بھی نہیں اور پھر بھی حضرت پیران پیر غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے آپ کو چھ درجے فوقیت ہونے کو لکھے، کیا اس کا ایمان باقی رہتا ہے؟ کتنی بد قسمتی ہے ایسے شخص کو جو اتنا انتہا پسند ہو، اللہ تعالی مسلمانوں کو اس کے شر سے بچائے۔

نوٹ

اس نے تو دل میں خیال ہی کیا تھا کہ بغداد میں میرا ہم مرتبہ کوئی نہیں ہو سکتا اور اس سیف الرحمن نے تو لکھ دیا تھا کہ پیران پیر سے وہ چھ مقامات عبدیت کے مقام سے فوق ہیں۔ یعنی غوث اعظم تو عبدیت کے مقام سے مشرف تھے اور سیف الرحمن نے چھ مقامات عبدیت کے مقام سے فوق طے کیے ہیں اور حضرت مبارک صاحب کا مقام پیران پیر کے مقام سے فوق ہے۔ (نعوذ باللہ)

تو اے سیفیو! تمہارے سب کے لیے یہ بہت بڑا مقام عبرت ہے۔ کہ ایک طرف تو تمہارے پیر سیف الرحمن کے وجود میں غوث پاک کا وجود جذب ہونے کو لکھا اور پھر جتنے علوم، اسرار اور باطنی قوتیں اللہ تعالی نے حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمائی تھی وہ سب کی سب کمالات اور معارف اس زمانے میں پیر سیف الرحمن کو عطا ہو گئے ہیں۔ بتائیں کیا کہ یہ غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی توہین نہیں؟ پھر غوث اعظم کو چاند لکھا اور خود کو سورج لکھا، کیا یہ گستاخی نہیں؟ پھر غوث اعظم کو مقام عبدیت میں اور اپنے کو مقام عبدیت سے بھی چھ درجے فوق لکھا گیا کیا یہ گستاخی نہیں۔؟

وجد میں سیفی فرقہ پر تلبیس ابلیس

اہل بصیرت پر ظاہر ہے کہ شیطان اپنے کام سے غافل نہیں رہا اور ہر زمانہ میں نہایت سرگرمی سے اپنا کام کرتا رہا ہے لیکن جس قدر زمانہ نبوت قریب رہا اسی قدر اس کو اپنے مقصد میں ناکامی رہی اور جس قدر زمانہ نبوت سے بعد ہوتا گیا اس کی کامیابی بھی روز افزوں ترقی کرتی رہی اور اس کے راستے پر چلنے کے لیے لوگ بکثرت آمادہ ہوتے گئے یہاں تک کہ آج مکائد شیطانی کا بازار کھلا ہوا ہے اور ہر ہر قدم پر شیطانی جال بچھا ہوا

ہے۔

شیطان مختلف خیالات کے لوگوں کو کیا کیا روپ بدل کر بہکاتا رہا اور دوسری طرف خدا ترس اور اہل حق علماء کرام توفیق الٰہی سے ہمیشہ بندگان الٰہی کی بروقت دستگیری کرتے رہے شیطان نے اس امت کو کیا کیا دھوکے اور کن کن راہوں سے دور کر کے عقائد واعمال اور اخلاق میں رخنہ اندازی کی۔ غلط رسومات وعادات، مغالطے، بے اعتدالیاں پیدا کیں اور یہ ان علماء حق کی وسعت نظر اور باریک بینی تھی کہ ہر دور میں اُمت مسلمہ کو ہر فتنہ سے بروقت باخبر کرتے رہے۔

قارئین کرام! وجود وجد کا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہے اور حقیقی وجد کی علامات بھی کتب تصوف میں موجود اور پھر وجد کا مطلقاً انکار کوئی بھی صاحب ایمان عالم دین نہیں کرتا۔ مگر جو وجد پیر سیف الرحمن افغانی نے نکالا ہے، جس کے زور سے پستانوں کو حرکت دینا اور جسم کی حرکت سے بازو ہلانا اور مخصوص قسم کی آوازیں نکالنا اور پھر ان سیفیوں کا بنایا ہوا وجد صرف اشاروں کے مرہون منت ہے اگر رومال کی جھاڑ اور اشارے نہ ہوں تو شاید کسی سیفی کو وجد نہ آئے اور بناوٹ وجد کا انکار صرف شیخ الحدیث پیر محمد چشتی نے ہی نہیں کیا بلکہ تمام اُمت مسلمہ کے علماء کرام ومشائخ عظام کرتے ہیں اس لیے کہ ایسا وجد کسی آیت یا حدیث سے اخذ نہیں اور نہ کسی بھی اہل سلوک وکتب تصوف میں مل سکتا ہے اور پھر وجد اللہ تعالیٰ کے ذکر، ذکر نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم اور تلاوت قرآن پاک پڑھنے یا سننے سے ہوتا ہے۔ مگر سیفیوں کا بناوٹی وجد کہ ہر وقت جسم کے زور سے پستانوں کو ہلاتے رہنا، ''چہ معنی دارد'' اور پھر اس نام نہاد وجد کا اگر کوئی عالم دین انکار بھی کرے تو کون سا ضروریات دین کا انکار ہوتا ہے، ؟اس پر

کفر کے فتوے شروع ہو جائیں۔ سیفیوں کے اس وجد کا انکار پیر محمد چشتی نے کیا تو سیفیہ فتنہ کی پوری مشینری حرکت میں آئی اور اوپر سے لے کر نیچے تک سب کی ایک ہی زبان کہ پیر محمد چشتی بے علم، جاہل مرکب اور قاصر العقل، مسلیمہ کذاب، زندیق، اغلط ترین کافر ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

نوٹ سنو! سیفیو! کان کھول کر سنو! تمام علماء پر جو بھی فتوے لگاؤ، لگاتے رہو، یہ تمام فتوے تمہارے پیر سیف الرحمن اور ان کے نام نہاد خلفاء کی طرف واپس ہو رہے ہیں۔ جاؤ تم مل کر اپنے نام نہاد اور بناوٹی وجد کو قرآن واحادیث واقوال فقہاء یا اہل تصوف کی کسی کتاب سے ثابت کرو؟ باقی رہا مطلقاً وجد کے جواز میں آیات واحادیث واقوال فقہا اور کتب تصوف سے حوالے پیش کرنا اس سے تمہارا بناوٹی وجد ثابت نہیں ہو سکتا۔ پھر تم نے کتنے بھی حوالے پیش کیے، وہ صرف ذکر خدا تعالیٰ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا تلاوت قران پاک کے وقت وجد آیا اور اس کے بعد ختم ہو گیا، اور تمہارا بناوٹی وجد پستانوں کو حرکت دینا، بازو ہلانا، ہر وقت جاری رہتا ہے۔ بتاؤ یہ وجد کس طرح ہوا؟ وجد وہ جو ذکر خدا، ذکر مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، ذکر صحابہ کرامؓ، ذکر اولیاء کرام یا پھر تلاوتِ قران پاک کے وقت ہو اور وہ بھی وقتی اس کے بعد وجد کی کیفیت ختم ہو جاتی ہے اور سیفیوں کا عجیب وجد ہے کہ وہ جو ذکر خدا، ذکر مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، ذکر صحابہ کرامؓ، ذکر اولیاء کرام یا تلاوت قرآن پاک کے بغیر بھی آتا ہے اور ختم ہونے کا نام تک نہیں لیتا۔ اس وجد کے بارے میں کوئی ایک حوالہ پیش کریں اور وہ بھی صرف جسم کے زور سے پستانوں کو ہی ہلانا ثابت ہو۔

فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقو النار التی و قودها الناس و الحجارة

اعدت للکفرین

اور وجد کے بارے میں جتنے بھی دلائل سیفیوں نے پیش کیے ہیں نہ تو ان کا کوئی انکار کرتا ہے اور نہ ہی وہ دلائل سیفیوں کے بناوٹی وجد کہ بازو اور پستانوں کو ہلاتے رہنا، کو ثابت کرتے ہیں۔ کیا تمہارے کرتب کا ثبوت کسی نص سے ہے؟ اگر نہیں تو پھر بتائیں کہ اس کا منکر مرتد اور کافر زندیق نعوذ باللہ کیسے ہوا؟ خاص اس بازو ہلانے کے بارے میں نص پیش کریں ورنہ ایک ہزار گیارہ سو مرتبہ لعنت اللہ کا دم کر کے ایک دوسرے کے منہ پر پھونکیں مار لیں؟ یہ وجد نہیں بلکہ سیفیوں پر تلبیس ابلیس ہے کیونکہ:

امام حافظ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمن ابن الجوزی اپنی کتاب تلبیس ابلیس میں ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ''سوال یہ وجد کرنے والے لوگ جب راگ سنتے ہیں تو وجد کرتے ہیں تالیاں بجاتے ہیں، شور مچاتے ہیں اور کپڑے پھاڑتے ہیں، حالانکہ یہ سب ان کو ابلیس نے فریب دیا ہے اور اپنا حیلہ کمال کو پہنچا دیا ہے اور حجت اس قوم کی وہ حدیث ہے جو ہم کو ابو نصر عبداللہ بن علی سراج طوسی سے پہنچی ہے، انہوں نے کہا کہ کہتے ہیں یہ جب یہ آیت نازل ہوئی

وان جھنم لموعدھم اجمعین

یعنی ان سب کفار کی وعدہ گاہ جہنم ہے تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے زور سے ایک نعرہ مارا اور سر کے بل گر پڑے پھر بھاگ کھڑے ہوئے اور تین دن تک غائب رہے اور نیز وہ قول حجت ہے جو انہی سے ہم کو پہنچا ہے کہ ابو وائل نے کہا کہ ہم عبداللہ کے ساتھ جا رہے تھے اور ہمارے ساتھ ربیع بن حشیم تھے ہمارا گزر ایک لوہار

کے پاس ہوا۔ عبداللہ کھڑے ہو کر اس کے لوہے کو دیکھنے لگے جو آگ میں تھا، ربیع نے بھی لوہار دیکھا اور لڑکھڑا کر گرنے لگے۔ پھر عبداللہ آگے بڑھے یہاں تک کہ فرات کے کنارے ایک لوہار کی بھٹی پر آئے اس میں آگ کو شعلہ مارتے ہوئے دیکھ کر عبداللہ نے یہ آیت پڑھی:

اذا راتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظا وزفیرا الی قولہ ثبورا کثیرا

یعنی جب آتش دوزخ دور سے اہل دوزخ کو دیکھے گی تو ان کو اس کے جوش و خروش کی آواز سنائی دے گی اور جب اس کے کسی مقام تنگ میں کئی کئی ایک زنجیر میں جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو اس وقت واویلا پکاریں گے آج ایک واویلا کیا پکارتے ہو بہت واویلا پکارو۔ یہ آیت سن کر ربیع غش کھا کر گرے ہم لوگ ان کو ان کے گھر تک اٹھا کر لائے عبداللہ بھی ان کے پاس رہے یہاں تک کہ ظہر کی نماز پڑھی ان کو ہوش نہ آیا۔ پھر عصر کی نماز ادا کی جب افاقہ نہ ہوا تو بعد مغرب وہ سنبھلے تو عبداللہ اپنے گھر واپس آئے۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ کثرت بندگان خدا کی نسبت مشہور ہے کہ جب انہوں نے قرآن شریف سنا تو کوئی مر گیا کوئی پچھاڑ کھا کر گرا کوئی بے ہوش ہو گیا اور کوئی نعرہ زن ہوا اس قسم کی باتیں کتب زہد میں بہت سی ہیں۔

نوٹ:

لیکن سیفیوں کا نام نہاد وجد یہاں بھی مذکورہ نہیں۔

بہر حال مذکورہ بالا سوال کا جواب خود ہی امام حافظ جمال الدین ابو الفرج عبدالرحمن ابن الجوزی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

الجواب:

سلمان رضی اللہ عنہ کی طرف جو کچھ نسبت ذکر کی ہے غلط اور محض دروغ ہے۔ پھر اس حدیث کی کوئی اسناد بھی نہیں، آیت مذکورہ مکہ میں نازل ہوئی اور سلمان مدینہ میں اسلام لائے اور کسی صحابی نے ایسا قصہ ہر گز نقل نہیں کیا، باقی رہی ربیع بن خشیم کی حکایت تو اس کا روای عیسیٰ بن سلیم ہے۔ جس میں ضعف ہے اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن سلیم کا ابو وائل سے روایت کرنا مجھے معلوم نہیں اور ہم سے ابن آدم نے بیان کیا کہ میں نے حمزہ زیات سے سنا کہ انہوں نے سفیان سے کہا کہ لوگ ربیع بن خشیم کی نسبت روایت کرتے ہیں کہ وہ بے خود ہو کر گر پڑے۔ سفیان نے جواب دیا کہ جو شخص یہ بیان کرتا ہے کہ تو قصہ گو یعنی عیسیٰ بن سلیم ہی نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوگا۔ حمزہ کہتے ہیں کہ پھر میں عیسیٰ بن سلیم سے ملا اور ان سے کہا کہ تم یہ بات کسی سے روایت کرتے ہو تو انہوں نے نہ پہچانا۔ عبدالرحمن ابن الجوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اقول میں کہتا ہوں کہ سفیان ثوری ایسا امام انکار کرتا ہے کہ ربیع بن خشیم پر یہ حالت گزری ہو کیوں کہ وہ شخص سلف کے طریقہ پر تھا اور صحابہ میں کوئی ایسا نہیں ہوا کہ جس پر ایسا واقعہ گزرا ہو اور نہ کوئی تابعین میں تھا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ بر تقدیر صحت کے بھی یہ بات ہے کہ انسان کو بھی خوف سے غش آ جاتا ہے۔ تو خوف اس کو ساکن اور ساکت کر دیتا ہے۔ پس وہ مردہ جیسا رہ جاتا ہے اور صادق کی علامت یہ ہے کہ اگر دیوار پر ہو تو نیچے گر پڑے کیوں کہ وہ اپنے آپ میں نہیں مگر جو شخص کہ وجد کا مدعی ہے اور اپنے قدم کو لغزش سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس پر بھی حوصلہ کے ساتھ کپڑے پھاڑتا ہے اور ایسی حرکتیں کرتا ہے جس سے شریعت میں انکار ہے تو ہم یقینا جانتے ہیں کہ اس کے ساتھ شیطان کھیلتا ہے احمد بن عطا کہتے ہیں کہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کے روز

ایک تیز نگاہ ڈالا کرتے تھے اور اس کے بعد ایک چیخ مارتے تھے تو ایک روز نعرہ مارا اپنے گرد کی مخلوق کو تیز نظروں سے دیکھنے لگے ان کے حلقہ کے پہلو میں ابو عمران الشیب کا حلقہ تھا انہون نے اپنے حلقہ والوں کو وہاں علیحدہ کرایا۔ علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ خدا سب کو توفیق دے جان لینا چاہئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلوب نہایت ہی مصفا تھے اور یہ حضرت وجد میں زاری اور تضرع سے زیادہ اور کچھ نہ (بازو ہلاتے) کرتے تھے ان میں سے بعض اعراب صحرا نشینوں پر ایسا بھی گزرا جس کا ہم نے انکار کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کے انکار میں تاکید فرمائی۔ ثابت نے ہم کو انس رضی اللہ عنہ سے حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز وعظ فرما رہے تھے کہ یکایک ایک آدمی غش کھا کر گر پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے، جو ہمارے دین کو مشتبہ کرتا ہے۔؟ اگر یہ گرنے والا صادق ہے تو اپنے آپ کو شہرت دی اگر کاذب ہے تو خدا اس کو غارت کرے۔ (اب بتاؤ سیفیو! تم اپنے آپ کو شہرت دیتے ہو! کہ ہر وقت بازو ہلاتے رہتے ہو! فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تم کاذب ہو، اور تم جیسوں کاذبوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا دی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو غارت کر۔ ہمارے دین کو مشتبہ کرتے ہیں)

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہمیں وعظ سنایا یہاں تک کہ میں نے لوگوں کے رونے کی آواز سنی جس وقت کہ وعظ نے ان پر اثر کیا اور ان میں سے کوئی گرا پڑا نہیں اور آج کل شہرت حاصل کرنے والے لوگ گرتے ہیں۔ تالیاں بجاتے ہیں، شور مچاتے ہیں، کپڑے پھاڑتے ہیں، جو کہ وجد نہیں بلکہ ابلیس کے فریب دیے ہوئے لوگ ہیں۔

جھوٹے موتی کی طرف کب دیکھتے ہیں جوہری
بے صداقت آبروئے بدگماں ملتی نہیں

عبدالرحمن ابن الجوزی علیہ الرحمۃ نے کہا یہ حدیث عرباض بن ساریہ کی ہے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو وعظ سنایا جس سے دل خوف کھا گئے اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے ابو بکر الاجری کہتے ہیں کہ راوی نے یوں تو نہیں بیان کیا کہ ہم نے شور مچایا اور اپنی چھاتیاں کوٹیں، جسم کے زور سے بازو ہلاتے رہے، جس طرح اکثر وہ جہال کرتے ہیں جن کے ساتھ شیطان کھیلتا ہے اور یہ لوگ عوام الناس کو فریب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ وجد ہے۔

حصین بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ میں نے اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت قرآن شریف پڑھتے وقت کیا ہوتی تھی؟ جواب دیا کہ ان کا حال وہی ہوتا تھا جیسا اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر کیا یا یوں کہا کہ جیسی اللہ تعالیٰ نے ان کی توصیف کی ہے (یعنی یہ کہ) ان کی آنکھیں اشک آلود ہو جاتیں ان کے جسم پر روئیں کھڑے ہو جاتے تھے، میں نے کہا کہ یہاں پر اکثر ایسے آدمی ہیں کہ ان میں سے کسی کے سامنے قرآن شریف پڑھا جاتا ہے تو اس کو غش آجاتا ہے۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم (اللہ کی پناہ)۔

ابو حازم سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ایک عراقی آدمی پر ہوا جو گرا ہوا پڑا تھا دریافت کیا کہ اس کا کیا حال ہے لوگوں نے کہا کہ جب اس کے سامنے قرآن شریف پڑھا جاتا ہے تو اس کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے ابن عمر بولے کہ ہم لوگ ضرور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں مگر گرتے پڑتے نہیں۔ جس طرح آج کل سیفی

جہال کا حال ہے کہ اپنے کرتب کو وجد کا نام دے کر لوگوں کو فریب دیتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ نے ہم سے حدیث بیان کی کہ عبیداللہ بن ابی بردہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ انہوں نے خوارج کا تذکرہ کیا اور تلاوت قرآن کے وقت جو ان پر گزرتا تھا بیان کیا پھر کہا کہ وہ لوگ نماز ادا کرتے وقت محنت کشی میں یہود و نصاریٰ سے بڑھ کر نہیں یعنی اگر یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ نماز میں ہم محنت کشی کرتے ہیں اس لیے نماز کی حالت میں قسم قسم کی آوازیں چیخنا، شور مچانا، سینہ کوٹنا، یہ سب کرتب کرتے ہیں۔

انس بن مالک سے کسی نے کہا کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جب ان کے سامنے قرآن شریف پڑھا جاتا ہے تو بے ہوش ہو کر گر پڑتے ہیں جواب دیا کہ یہ خوارج کا فعل ہے۔

عبداللہ بن زبیر کو خبر ملی کہ ان کے بیٹے عامر ایک قوم (جہال) میں جا کر بیٹھے ہیں جو قرآن پڑھتے وقت گر پڑتے ہیں ان سے کہا کہ اے عامر خبردار آئندہ میں یہ نہ سنوں کہ تم ایسے لوگوں میں گئے تھے جو قرآن پڑھتے وقت بے ہوش ہو جاتے ہیں ورنہ میں کوڑے سے تمہاری خبر لوں گا۔

نوٹ: آج کل کے جہال اور خصوصاً سیفی جہال کو دیکھا گیا ہے کہ وقت نعت خوانی ان سے شیطان کھیلنے لگتا ہے۔ تو ایک دوسرے کے اوپر گرنا شروع کرتے ہیں منہ سے جھاگ نکلتی ہے اور دوسری طرف ان کا جاہل پیر انگلی کے اشاروں سے وجد دے رہا ہوتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

دوسری روایت میں یوں ہے کہ عامر بن زبیر نے کہا کہ میں اپنے باپ کے پاس گیا انہوں نے پوچھا تم کہاں تھے؟ میں نے جواب دیا کہ ایسے لوگوں کو میں نے دیکھا

کہ ان سے بہتر کسی کو نہیں پایا وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے، ہر ایک ان میں سے کانپتا تھا یہاں تک کہ اس کو خدا کے خوف سے غش آجاتا تھا، میں (عامر بن زبیر) بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ میرے باپ نے کہا کہ اب کبھی ان کے ساتھ مت بیٹھو، اتنا کہہ کر انہوں نے معلوم کیا کہ مجھ پر اس قول کا اثر نہیں ہوا تو کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاوت کرتے دیکھا ابو بکر و عمر کو قرآن پڑھتے دیکھا ان پر یہ کیفیت طاری نہیں ہوتی تھی، کیا یہ لوگ ابو بکر و عمر سے بھی زیادہ خوف خدا رکھتے ہیں؟ پس میں (عامر بن زبیر) نے جان لیا کہ ٹھیک بات یہی ہے اور ان لوگوں کے پاس جانا ترک کر دیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے تو یوں فرمایا تفیض اعینھم من الدمع یعنی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور فرمایا کہ تقشعر جلودھم یعنی ان کے جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

قارئین کرام! دیکھا آپ نے آج کل جاہل سیفی مجالس میں کیسے کیسے تماشے دکھاتے ہیں، کوئی ناچ رہا ہوتا ہے کوئی دوسرے پر گر رہا ہوتا ہے کوئی بے ہوش نظر آتا ہے، کوئی کانپ رہا ہوتا ہے اور کوئی جسم کے زور سے جسم کے خاص حصے کو ہلاتے نظر آتے ہیں۔ یہ سب ان جاہلوں کی فریب کاریاں ہیں اور شیطانی جال ہے۔ جن میں اکثر لوگ شکار ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے فریب سے تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ یہ وجد نہیں بلکہ ان کا خطرناک دجل ہے۔ اگر کوئی سیفی یا خود سیف الرحمن اپنے خاص کرتب کا ثبوت قرآن واحادیث سے ثابت کر دیں تو چشم ما روشن دل ماشاد۔ سیفی نمائش کا ثبوت قرآن واحادیث سے ثابت کرنا بہت مشکل ہے۔

جریر بن حازم نے ہم کو خبر دی کہ وہ محمد بن سیرین کے پاس تھے، ان سے

پوچھا گیا کہ یہاں پر کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو اس کو غش آجاتا ہے محمد بن سیرین نے جواب دیا کہ ان میں سے کوئی دیوار پر بیٹھ جائے پھر تم اس کے سامنے قرآن اول سے آخر تک پڑھو اگر زمین پر گر پڑے تو صادق ہے، ورنہ کاذب اور فریب کار۔ ابو بکر عمرو نے کہا کہ محمد بن سیرین کا یہ مذہب تھا کہ یہ سب بناوٹ ہے اور حق نہیں کہ ان کے دلوں میں اثر ہو۔

نوٹ: آج کل کے اجہل سیفی یا ان جیسے دوسرے لوگ جو دلوں کے جاری ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے اپنے جسم کے مخصوص حصہ کو ہلاتے ہیں اگر تجربہ کرنا ہے تو ہر کوئی تجربہ کر سکتا ہے ان میں سے جو سب سے زیادہ بازو ہلاتے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا دل جاری ہے تو ذرا ان کے بازو سیدھے اوپر کروائے جائیں اور پھر دیکھا جائے کہ ان کا وہ جسم کا حصہ حرکت کرتا ہے؟ پس بندہ نے کئی بار تجربہ کیا ہے کہ ان کا یہ کرتب ہے۔ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے، حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک روز وعظ بیان کیا، ایک شخص نے مجلس وعظ میں سانس بھرا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر خدا تعالیٰ کے لیے ہے تو تو نے اپنے آپ کو مشہور کیا اور اگر خدا کے لیے نہیں (عوام الناس ہمیں صوفی کہیں) ہے تو تو ہلاک ہو گیا۔ فضیل بن عیاض نے اپنے بیٹے سے کہا جو اسی طرح گر پڑے تھے کہ اے بیٹا اگر تم سچے ہو تو تم نے اپنے آپ کو رسوا کیا اور جھوٹے ہو تو اپنی جان کو ہلاک کیا۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ انہوں نے کہا کہ بیٹے اگر صادق ہو تو تم نے جو کچھ تمہارے پاس تھا ظاہر کر دیا اگر کاذب ہو تو تم نے خدا کے ساتھ شرک کیا۔

عبدالرحمن ابن الجوزی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ اگر کوئی کہے کہ کلام صادقین

میں کیا جارہا ہے ریاکاروں کا ذکر نہیں، اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس پر وجد طاری ہوا اور وہ اس کے دفعیہ پر قادر نہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ شروع وجد میں ایک اندرونی حرکت اور جوش ہوتا ہے، اگر انسان اپنے آپ کو باز رکھے اور روکے رہے تاکہ کسی کو اس کے حال کی خبر نہ ہو تو شیطان اس سے نااُمید ہو کر دور ہو جاتا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ ایوب سختیانی جب حدیث بیان کرتے تھے اور ان کے دل کو رقت ہوتی تھی تو اپنی ناک پونچھتے تھے اور کہتے تھے کہ زکام کس قدر سخت ہے اور اگر انسان اپنے آپ کو بے قابو چھوڑ دیں تو شیطان اس میں اپنا سانس بھر دیتا ہے بقدر اس کے پھونکنے کے انسان بے قرار ہوتا ہے۔

عبدالرحمن ابن الجوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ ہم اس شخص کے بارے میں کلام کرتے ہیں جو وجد کے دفعہ کی کوشش بہت کرتا ہے مگر قدرت نہیں رکھتا اور مغلوب ہو جاتا ہے پھر کہاں سے شیطان آگھسا؟ تو جواب یہ ہے کہ ہم اس امر کا انکار نہیں کرتے کہ بعض طبیعتیں دفعیہ میں کمزور ہیں۔ لیکن صادق کی پہچان یہ ہے کہ دفع کرنے پر قادر نہیں ہوتا اور نہیں جانتا کہ کہ اس پر کیا گزری پس وہ اس قبیل سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وخر موسی صعقا۔

عبدالرحمن ابن الجوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن وہب کے روبرو احوال قیامت کی کتاب پڑھی گئی وہ غش کھا کر گر پڑے اور کوئی بات نہیں کی یہاں تک کہ اس کے بعد چند روز انتقال کر گئے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ اکثر لوگ وعظ سن کر مر گئے اور بے ہوش ہو گئے ہیں ہم کہتے ہیں کہ وجد کرنا جو آج کل مکاروں کی حرکتوں کو شامل ہے اور وہ یہ کہ زور سے چیخنا اور کج مج چلنا بظاہر معلوم ہوتا

ہے کہ بناوٹ ہے اور شیطان ان لوگوں کا یار و یاور ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے کہا کیا جائے کہ کیا صاحب اخلاص کا حق اس پر یہ حالت طاری ہونے سے کم ہو جائے گا تو جواب دیا جائے گا کہ ہاں دو وجہ سے ایک یہ کہ اگر اس کا علم قوی ہوتا تو ضبط کرتا دوسرے یہ کہ صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقہ کے خلاف کیا گیا اور یہی نقص اور کمی کافی ہے۔ سفیان بن عینیہ سے ہم کو حدیث پہنچی انہوں نے کہا میں نے خلف بن خوشب سے سنا ہے کہ خوات رحمۃ اللہ علیہ وعظ کے وقت کانپتے تھے ان سے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر تم اس حالت پر قابو رکھتے ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتا کہ تم کو حقیر سمجھوں، اور اگر اختیار نہیں رکھتے تو اپنے سے پہلے والوں کے خلاف کرتے ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا تم ان لوگوں کی مخالفت کرتے ہو جو تم سے بہتر تھے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ ابراہیم وہی فقیہ ہیں بڑے سنن کے پابند اور نہایت اثر کے متبع تھے اور خوات نیک لوگوں میں سے بناوٹ سے دور تھے ابراہیم کا یہ خطاب ایسے شخص سے ہے پھر وہ انسان کس شمار میں ہے جس کی تصنع اور بناوٹ کا حال پوشیدہ نہیں۔

عبدالرحمن ابن الجوزی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ پھر جب یہ نام نہاد اہل تصوف راگ سن کر سرور میں آتے ہیں تالیاں بجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت ابن بنان وجد کرتے تھے اور حضرت ابو سعید خزاز تالیاں بجاتے تھے۔ مصنفؒ نے کہا کہ تالیاں بجانا برا اور منکر ہے جو طرب میں لاتا ہے اور اعتدال سے باہر کر دیتا ہے۔ اہل عقل ایسی باتوں سے دور رہتے ہیں اور ایسا کرنے والے مشرکین کے مشابہ ہے کہ ان کا فعل بیت اللہ کے پاس آکر تالیاں بجانا تھا۔ اسی کی مذمت اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی:

وما کان صلاتهم عندا البیت الا مکاء و تصدیة

یعنی مشرکین کی نماز بیت اللہ کے پاس آکر یہی ہے کہ فریاد کرتے ہیں اور تالیاں بجاتے ہیں۔ مصنف علیہ رحمۃ نے کہا کہ نیز اس میں عورتوں کی مشابہت ہے اور عاقل آدمی اس بات سے پرہیز کرتا ہے کہ وقار کو چھوڑ کر مشرکین اور عورتوں کی حرکتیں اختیار کرے۔ پھر جب ان کو کامل سرور ہوتا ہے تو رقص کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض نے یوں حجت پیش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ارکض برجلك یعنی اے ایوب اپنا پاؤں زمین پر مارو۔ مصنف نے کہا میں کہتا ہوں کہ یہ حجت لانا بارد ہے کیوں کہ اگر یہ فرمان خوشی کے مارے زمین پر پاؤں مارنے کو ہوتا تو ان کے لیے شبہ ہو سکتا تھا کہ پاؤں مارنے کا حکم تو فقط اس لیے تھا کہ پانی نکل آئے ابن عقیل کہتے ہیں کہ ایک مریض آدمی کا قصہ جس کو مصیبت دور کرنے کے وقت حکم دیا گیا کہ اپنا پاؤں زمین پر مارے تاکہ معجزہ سے پانی نکل آئے رقص کی دلیل کہاں سے ہو گیا؟ اور اگر ایسا جائز ہو کہ اس پاؤں کا ہلانا جس کو کیڑوں نے کھا کھا کر لاغر کر دیا تھا اسلام میں رقص کے جواز پر دلالت کرے تو جائز ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ کو یہ فرمانا اضرب بعصاك الحجر یعنی اپنی لاٹھی پتھر پر مارو لکڑیوں سے تاشے بجانے پر دلالت کرے۔

نعوذ باللہ من التلاعب بالشرع

بعض کم عقلوں نے اس حدیث سے حجت نکالی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفتار حجل چلے، آپ نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم خلقت اور خلق میں مجھ سے مشابہ ہو تو وہ حجل چال چلے اور آپ

نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی ہو اور آزاد کردہ ہو زید یہ سن کر حجل چال چلے بعض صوفیہ نے یوں حجت پکڑی ہے کہ حبشیوں نے رقص کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف دیکھتے تھے جواب یہ ہے کہ حجل ایک قسم کی رفتار ہے کہ آدمی خوشی کی حالت میں جھومتا ہوا ایک ٹانگ اٹھا کر چلتا ہے تو کہاں وہ چال اور کجا یہ تمہارے نام نہاد اور بناوٹی رقص، اور علی ہذا القیاس حبشیوں کا رقص کرنا ایک قسم کی چال تھی۔ جیسا کہ جنگ میں مقابلہ کرنے کے لیے مشق کرتے ہیں۔ صوفی جواز رقص پر ابو عبدالرحمن سلمی یہ دلیل لائے ہیں۔ کہ ابراہیم بن محمد شافعی سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب مکہ کی کسی گلی میں گزرے تو اخصر گویئے کو سنا کہ عاص بن وائل کے گھر میں یہ شعر گا رہا تھا۔ جن کا ترجمہ یہ ہے:

"بطن نعمان مشک سے مہک اُٹھے اگر وہاں زینب عطر میں بسی ہوئی عورتوں کے ہمراہ گزرے۔ پھر جب نمیری کی سواریاں دیکھے تو منہ پھیر لیے اور وہ عورتیں نمیری کی ملاقات سے پرہیز کرنے والی ہوں۔" راوی کہتا ہے کہ کہ یہ سن کر سعید بن المسیب نے تھوڑی دیر اپنا پاؤں زمین پر مارا اور کہا کہ یہ وہ چیز ہے جس کا سننا لذت بخش ہے۔ لوگ یہ شعر ابن مسیب کے بیان کرتے ہیں۔ مصنف نے کہا کہ میں کہتا ہوں یہ اسناد مقطوع اور مظلم ہے ابن مسیب سے صحیح نہیں اور نہ یہ ان کے شعر ہیں۔ ایسی باتوں سے ابن مسیب زیادہ عالی وقار تھے۔ یہ اشعار محمد بن عبداللہ بن نمیری شاعر کے مشہور ہوئے۔ وہ نمری نہیں تھا اپنے دادا کی طرف منسوب ہے ثقفی ہے اور زینب جس کا ذکر ان اشعار میں تشبیہاً کیا گیا ہے کہ وہ یوسف کی بیٹی حجاج کی بہن ہے۔ اس سے عبدالملک بن مروان نے پوچھا تھا کہ تیرے شعر میں یہ سواریاں کیا چیز ہیں؟ جواب دیا کہ

میرے پاس کچھ لاغر گدھے تھے جن پر طائف سے دال لاد کر لایا تھا عبدالملک ہنس پڑا اور حجاج کو حکم دیا کہ اسے ایذا نہ دو۔ مصنف نے کہا پھر اگر ہم مان بھی لیں کہ ابن مسیب نے اپنے پاؤں زمین پر مارے تو یہ جواز رقص پر حجت نہیں کیوں کہ اکثر اوقات آدمی اپنا پاؤں زمین پر مارتا ہے یہ کوئی چیز سن کر زمین کو ٹھونکتا ہے اور اس کو رقص نہیں کہتے۔ پس یہ تعلیق کس قدر واضح ہے کجا پاؤں کا ایک یا دو بار زمین پر مارنا اور کجا ان لوگوں کا وہ رقص کہ اہل عقل کے طریقہ سے باہر چلے جاتے ہیں، پھر ہم احتجاج سے درگزر کر کے بلاتے ہیں کہ آؤ ہم تم عقل کے پاس چل کر قضیہ فیصل کریں تمہارے رقص میں کون سی بات ہے بجز اس کے کہ کھیل ہے جو لڑکوں کے لائق ہے اور یہ جو دعویٰ ہے کہ اس میں قلوب کو آخرت کی طرف تحریک ہوتی ہے تو یہ بات بخدا زبردستی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے اپنے زمانے میں وہ مشائخ دیکھے ہیں جن کا مسکرانے میں بھی کوئی دانت ظاہر نہیں ہوا چہ جائیکہ ان کو ہنسی آئے، تالیاں بجائیں، بازو ہلائیں، کپڑے پھاڑیں، ایک کو اشارے کریں اپنی طرف کھینچیں، ہا ہا کی آوازیں اور طرح طرح کی چیخیں ماریں اور ان تمام خرافات ولغویات کو وجد یا رقص کا نام بتائیں، جب کہ صوفیہ میں بحالت وجد اور رقص خوب طرب قرار پکڑتا ہے ان میں سے ایک کسی بیٹھے ہوئے کو کھینچ لیتا ہے انگلی سے اشارا کرتا ہے دوسرے کو رومال کے اشارے سے وجد دیتا ہے کہ اس کے ساتھ کھڑا ہو۔ اور ان کے مذہب میں یہ بات جائز نہیں کہ جس کو کھینچا جائے اور وہ بیٹھا رہے۔ جب وہ کھڑا ہوتا ہے تو پیروی کی وجہ سے باقی لوگ بھی اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر اگر کوئی ان میں سے اپنا سر کھول لیتا ہے تو باقی بھی اس کی موافقت میں اپنے سروں کو ننگا کر لیتے ہیں۔ تو مصنف نے کہا کہ یہ ان جہال کا

نہ وجد ہے اور نہ رقص ہے بلکہ ایک کھیل ہے اور یہ صوفیہ غیر واجب کو واجب اعتقاد کر لیتے ہیں اور جب انسان غیر واجب کو واجب اعتقاد کرے گا تو یہ اعتقاد اس کو کافر بنا دے گا۔ واجب اور غیر واجب فقط شریعت کے اختیار میں ہے اور یہ سب حرکتیں نادانی اور شریعت کے ساتھ کھیلنا ہے درحقیقت یہ لوگ شریعت پر حملہ کرنے والے ہیں۔

تلبیس ابلیس ص 320 تا 333

قارئین کرام مذکورہ بالا عبارات سے واضح ہوا کہ سیفیوں کا خود ساختہ اور بناوٹی وجد کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں۔ باقی رہا وجد کے بارے میں قرآن واحادیث کا روایت کرنا تو اس کا جواب یہ ہے کہ مطلقاً وجد کا انکار کوئی بھی صاحب عقل ودانشور نہیں کرتا اور سیفیوں کے وجد ہر وقت بازو ہلانے کے انکار سے وجد کا یہ مطلقاً انکار لازم نہیں آتا، اور ہمارے مشائخ علماء ملت اسلامیہ اور خصوصاً شیخ الحدیث پیر محمد چشتی نے بھی مطلقاً وجد کا انکار نہیں کیا تو جب یہ حقیقت ہے تو پھر سیف الرحمن اور اس کے خلفاء کا شیخ الحدیث پیر محمد چشتی مدظلہ العالی پر اپنا کفر جھاڑنا پاگل پن ہے اور ان کو چاہئے کہ اپنے کرتب ہر وقت بازو ہلانے کا ثبوت شرعاً ثابت کریں ورنہ گریبان ذلت میں منہ ڈال کر الگ ہو جائیں۔

شیخ الحدیث ابوالعلاء مفتی محمد عبداللہ قادری اشرفی رضوی برکاتی ناظم ومتہم دارالعلوم جامعہ حنفیہ قصور (پاکستان) کا فتویٰ

الجواب وهو الموفق للصواب

الحمد لله و كفى والصلوة و السلام على رسوله محمد المصطفىٰ و على آله و اصحابه البرر التقى

1۔ اللھم رب زدنی علماً۔ از صورت مسؤلات نمبر 1 افغانی پیر کا دعویٰ خبیث کہ وہ پیران پیر دستگیر السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے چھ مقامات میں فوقیت رکھتے ہیں غلط اور بکواس ہے۔ افغانی پیر اپنے مکر و فریب کی وجہ سے دجال ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک
کجا عیسیٰ کجا دجال نا پاک

2۔ الغوث الاعظم رضی اللہ عنہ تو فرماتے ہیں:

انا الحسنی و المخدع مقامی و اقدامی علی عنق الرجال

میں حسنی سید ہوں اور نہاں خانہ میرا مقام ہے یعنی رازداری کا مقام میرا مقام ہے اور میرے قدم اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی گردن پر ہیں۔ واضح ہوا کہ غوث اعظم ولیوں میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔

نعم ما قیل

غوث اعظم درمیان اولیاء
چوں محمد درمیان انبیاء

3۔ مجدد الف ثانی سرہندی علیہ الرحمۃ کا کلام شان غوثیت میں ملاحظہ ہو۔:

حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک سے قیامت تک جتنے اولیاء، ابدال، اقطاب، اوتاد، بدلاء، نجباء، غوث یا مجدد ہوں گے سب فیضان ولایت اور برکات طریقت حاصل کرنے میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے محتاج ہوں گے بغیر ان کے واسطے اور وسیلے کے قیامت تک کوئی ولی نہیں ہو سکتا۔

مکتوب 123 جلد سوم 248

نیز مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجدد الف ثانی بھی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا نائب ہے جس طرح سورج کا پرتو پڑنے سے چاند منور ہوتا ہے۔ اسی طرح مجدد الف ثانی پر بھی تمام فیوض و برکات حضور غوث اعظم کی بارگاہ سے فائز ہو رہے ہیں۔

مکتوب 123 جلد سوم ص 248

ان دلائل اور شواہد سے واضح ہو گیا کہ غوث اعظم کا کلام و اقدامی علی عنق الرجال قیامت تک کے ولیوں کے گردن پر ہے۔ افغانی پیر تو ولی ہی نہیں تو غوث اعظم سے چھ مقامات میں فوقیت کیسے آ گئی۔ یا اسفا و یا عجبا افغانی پیر میں تو تنزل ہی تنزل ہے، تکبر ہی تکبر ہے، تحسر ہی تحسر ہے، تجبر ہی تجبر ہے، کرامت کہاں؟ استقامت کہاں؟

حل اعتراض

یاد رہے کہ کہ امت ہذا کے صحابہ اور ائمہ کرام یعنی صدیق اکبر، فاروق و عثمان و علی اور دیگر صحابہ کرام اور امام حسن اور امام حسین اور امام مہدی رضی اللہ عنہم اس جملہ سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ صحابی کا مرتبہ قطبیت اور غوثیت سے بہت بلند ہے اور امام مہدی خود مستقل غوث ہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام جبکہ نزول فرمائیں گے تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہوں کیونکہ وہ صرف ولی نہیں بلکہ حضور سے قبل عہدہ نبوت پر تقرری رہی۔ جب تشریف لائیں گے تو اس وقت ان کی ذات وصف نبوت سے متصف ہو گی کیونکہ نبوت چھینی نہیں جا سکتی۔ مگر اس وقت ان کی ذات کی اس وصف نبوت کے ساتھ تقرری نہ ہو گی کہ ان کی شریعت کا اجراء ہو۔ یہ مستثنیات ایسے

ہی ہیں جیسے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی افضیلت عام جنتی عورتوں پر۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ مگر حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ کی سردار تو نہیں یا اس طرح جیسے حضرت مریم کو تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت ہے مگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر اور حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہما پر فضیلت نہیں۔ فافہم۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام غوثیت بہت بلند ہے۔ سیف افغانی کا یہ کہنا کہ وہ غوث اعظم سے چھ مقامات میں فوقیت رکھتا ہے یہ کسی مجنون کی بڑ اور کسی جاہل کی جہالت کا نمونہ ہے۔ اسے اتنی جرأت نہیں کرنی چاہئے۔

لطیفہ:

مجھے ایک جگہ جانا ہوا تو وہاں ایک صاحب کھڑے ہوئے اسپیکر کے سامنے اور کہتے ہیں چراغ چشتیاں ہر گز نمے میرد۔ میں نے کہا یہ کہو:

چراغ نقشبندیاں ہر گز نمے میرد

چراغ قادریاں ہر گز نمے میرد

چراغ سہروردیاں ہر گز نمے میرد

اور پیر افغانی کہتا ہے کہ چراغ نقشبندیاں ہر گز نمے میرد اور سلاسل ثلاثہ کے متعلق کہتا ہے:

تمام دنیا میں شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور سنت سنیہ کے التزام کا واحد مرکز اس فقیر کی خانقاہ سیفیہ یاد کی جاتی ہے۔

بدایۃ السالکین صفحہ 178

قارئین! احمد رضا خان بریلوی نے اپنے فتاویٰ رضویہ میں گیارہ حدیثیں پیش کی ہیں کہ غوث اعظم نے فرمایا کہ قدمی ھذا علی رقبۃ علی کل ولی اللہ۔

ماخوذ از بہجۃ الاسرار از للعلام الامام شطنوفی

خباثت:

سیف الرحمن کے علوم اور کمالات غیر متناہی ہیں۔ (معاذ اللہ)

غیر متناہی علوم تو اس ذات کے ہوں گے جو ازلی و ابدی اور قدیم اور واجب الوجود ذات ہو گی۔ یہاں تک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم بھی متناہی ہیں غیر متناہی نہیں۔ مرتبہ الوہیت ملاحظہ ہوں۔

1۔ اللہ تعالیٰ ازلی ابدی ذات ہے اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔

2۔ اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے۔ اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔

3۔ اللہ تعالیٰ قدیم ذات ہے اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔

4۔ اللہ تعالیٰ علت مستقلہ ہے اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔

5۔ اللہ تعالیٰ غیر محدود ذات ہے۔ اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔

6۔ اللہ تعالیٰ کی ذات مستقل بالذات اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔

7۔ اللہ تعالیٰ کی ذات محیط ہے اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔

8۔ اللہ تعالیٰ کی صفات واجب ہیں اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔

9۔ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام اور علم واجب ہے اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔

10۔ اللہ تعالیٰ خالق موجد مکون محدث، منشی، مخترع، منتزع، بدیع ذات ہے اس

کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔

اور کسی ذات کے علوم و کمالات غیر متناہی نہیں ہیں۔ اگر سیف الرحمن افغانی کے علوم و کمالات (معاذ اللہ) غیر متناہی ہیں تو معاذ اللہ العیاذ باللہ یہ تو مدعی الوہیت ہوا۔ شرم شرم شرم!

فرعون اناربکم الاعلیٰ کہہ کر الہ بنا مولوی سیف اپنے علوم اور کمالات کو غیر متناہی قرار دے کر کہ الہ بنا معاذ اللہ العیاذ باللہ یہ سیف الرحمن خارج عن الاسلام ہے، کافر و مرتد ہے۔ یہ بریلوی حضرات کا پیر اور مقتدا اور رہنما اور پیشوا نہیں بن سکتا۔

خلیفے کا یہ کہنا کہ پیر افغانی انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں نبی نظر آتا ہے معاذ اللہ، یہ تو شیطانی تصرف ہے پیر افغانی کو پتہ نہ چلا۔ افسوس! غوث اعظم سے چھ مقامات میں تو فوقیت کا دعویدار ہے۔ مگر حالت یہ ہے کہ شیطانی تصرفات کی تمیز نہ کر سکا۔

شیخ ضیاء الدین ابو نصر رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ موصوف کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ ایک مرتبہ سیاحب کے زمانہ میں کسی لق و دق بیابان میں آپ کا گزر ہوا۔ وہاں نہ پانی تھا نہ گھاس پات اور نہ کسی چیز کا اس جگہ سایہ تھا۔ ایک ماہ تک اس جنگل سے نجات نہ ملی اور پیاس کی شدت جان لینے کے قریب ہو گئی۔ خدا تعالیٰ نے غیب سے ایک ابر بھیجا جس سے بارش کے پانی سے جنگل سرسبز و شاداب اور آپ کو سیراب کر دیا اور اس کے بعد ایک روشنی ظاہر ہوئی اور اس سے ایک عجیب صورت پیدا ہو کر آپ سے کہنے لگی اے عبدالقادر میں تیرا پروردگار ہوں تو نے میرے راستہ میں بہت کچھ صعوبتیں برداشت کی ہیں اس لیے میں تجھ پر اب وہ چیزیں حلال کرتا ہوں جو اوروں پر حرام ہیں۔ آپ نے کہا اعوذ باللہ من

الشیطان الرجیم وہ مردود شیطان تھا بھاگ گیا۔ اور پھر روشنی تاریکی سے بدل گئی اور اس تاریکی سے یوں آواز دینے لگا کہ اے عبدالقادر تو نے محض خدا کی عنایت سے رہائی پائی ورنہ اس جال میں ستر کامل ولیوں کو میں نے پھانسا اور وہ جانبر نہ ہو سکے آپ نے پڑھا۔ للہ الفضل و المنۃ و منہ الھدایۃ فی البدایۃ و النھایۃ

المرتبہ: فقیر ابو العلاء محمد عبداللہ قادری اشرفی رضوی

خادم الحدیث والافتاء و ناظم دار العلوم جامعہ حنفیہ قصور

☆☆☆

سلطان المحققین والمناظرین حافظ عطا محمد چشتی گولڑوی کا فتویٰ

الحمد للہ! ہمارے پاس فتنہ سیفیہ کے خلاف علماء کرام و مشائخ عظام کے کئی فتوے آچکے ہیں۔، مگر ''الفتنۃ الشدیدۃ'' حصہ اول میں صرف استاذ الکل ملک المدرسین مولانا علامہ حافظ عطا محمد چشتی گولڑوی (متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ) کا فتویٰ اور حضرت کی شان یکتائی اور مسلمانوں پر ان کا فیض و احسانات اور ارباب علم حضرات کے تاثرات اور ان کے تلامذہ کی فہرست طویل میں سے یہاں مختصراً چند جید تلامذہ کے اسماء بھی درج کیے جائیں گے۔ تاکہ ہر ایک کے لیے حضرت کا فتویٰ قابل عمل ہو سکے۔

فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت گرامی قدر جناب (علامہ) محمد بشیر القادری صاحب از طرف طالب دعا عطا محمد چشتی گولڑوی السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ جناب کا نوازش نامہ موصول ہوا پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ جناب نے شریعت مطہرہ کا تحفظ فرمایا ہے۔ ایک شریعت ہے

اور ایک طریقت ہے۔ شریعت کی حقانیت چار مذہب میں منحصر ہے اور طریقت کی حقانیت بھی چار سلاسل میں منحصر ہے۔ جن عقائد کا ذکر سیفیوں کے بارے میں کیا جارہا ہے، نہ یہ شریعت سے مطابقت رکھتے ہیں اور نہ طریقت سے۔ اس لیے بندہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے غلط نظریات سے مسلمانوں کو پناہ دے۔ مولانا روم صاحب نے اپنی کتاب مثنوی شریف میں جعلی پیروں کی خوب خبر لی ہے اور اس کی مثال یہ دی ہے کہ شکاری پرندوں کے شکار کے لیے پرندوں والی بول بولتا ہے اور پرندے سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا ہم جنس ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اسے فکر سے محفوظ رکھے۔ دستخط

تلامذہ

استاذ الاساتذہ ملک المدرسین حضرت مولانا علامہ حافظ عطا محمد چشتی گولڑوی مدظلہ کے شاگردوں کی فہرست تو بہت طویل ہے۔ اس لیے اس مختصر تحریر میں ان کا احاطہ مشکل ہے۔ بہر حال درج ذیل سطور میں معروف تلامذہ کے اسماء گرامی پیش کیے جاتے ہیں۔ مولانا علامہ علی احمد سندیلوی نے مضبوط فہرست مرتب کی ہے۔ یہاں مختصر چند تلامذہ کے اسماء درج کیے جاتے ہیں۔

1۔ حضرت اساتذہ الاساتذہ مولانا علامہ غلام رسول رضوی، شیخ الحدیث والتفسیر (صاحب تفہیم البخاری)

2۔ حضرت علامہ مولانا سید محمود احمد رضوی، (صاحب فیوض الباری، شرح بخاری) امیر انجمن حزب الاحناف لاہور

3۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحق بندیالوی مدظلہ، مہتمم جامعہ ظہریہ امدادیہ (بندیال شریف)

4۔ حضرت پیر طریقت مولانا علامہ محمد اشرف قادری مدظلہ (کھرپیڑ شریف) پتوکی

5۔ حضرت علامہ مولانا اللہ بخش، واں بھچراں ضلع میانوالی

6۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ دارالعلم ضیاء قمر الاسلام سیال شریف

7۔ حضرت علامہ مولانا غلام رسول سعیدی، شارح مسلم شریف، دارالعلوم نعیمیہ کراچی

8۔ حضرت خواجہ حمید الدین سیالوی مدظلہ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف

9۔ حضرت پیر سید شاہ عبدالحق گولڑوی مدظلہ، زیب آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

10۔ حضرت علامہ مولانا چراغ دین مدظلہ، بگی ڈل تحصیل جڑانوالہ

11۔ حضرت علامہ مولانا علی محمد، (برادر خورد استاذ الاساتذہ)

12۔ حضرت علامہ مولانا پیر محمد چشتی، مہتمم دارالعلوم معینیہ غوثیہ پشاور

13۔ حضرت علامہ مولانا محمد فضل حق بندیالوی مدظلہ، بندیال شریف

14۔ حضرت علامہ مولانا فضل سبحان قادری، دارالعلوم قادریہ بغداد، مردان

15۔ حضرت علامہ مولانا مقصود احمد قادری، خطیب حضرت داتا گنج بخش لاہور

16۔ حضرت پیر طریقت سید غلام حبیب شاہ، وڑچھ شریف ضلع خوشاب

17۔ حضرت علامہ مولانا غلام محمد چشتی، صدر مدرس دارالعلوم خیر المعاد ملتان

18۔ حضرت علامہ مولانا نور سلطان قادری، جامعہ نوار باہو بھکر

19۔ حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری، دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور

20۔ حضرت علامہ مولانا محمد زبیر نقشبندی، رکن الاسلام حیدر آباد

21۔ حضرت علامہ مولانا جمال الدین شاہ کاظمی، قمر العلوم فریدیہ کراچی

22۔ حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ محمد سردار احمد، جامعہ الحبیب، حبیب آباد پتوکی

23۔ حضرت علامہ مولانا محمد مظہر الحق بندیالوی، ناظم دارالعلوم جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال

24۔ حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی، لیکچرار گورنمنٹ کالج جوہر آباد

25۔ حضرت علامہ مولانا قاضی مظفر اقبال رضوی، ابن مولانا مفتی غلام جان ہزاروی، سابق مدرس، جامعہ نعمانیہ لاہور

26۔ مجاہد کبیر مولانا علامہ محمد نذیر نقشبندی، آزاد کشمیر

27۔ حضرت علامہ مولانا محمد رشید نقشبندی، مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

28۔ حضرت علامہ مولانا گل احمد عتیقی، شیخ الحدیث، جامعہ عثمانیہ فاروق آباد

29۔ حضرت علامہ مولانا عطا محمد متین، شادیہ ضلع میانوالی

30۔ حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل حسنی، مہتمم جامعہ حسینیہ، شاہ والا ضلع خوشاب

31۔ حضرت علامہ مولانا عبدالرحمن حسنی، مدرس جامعہ حسینیہ، شاہ والا ضلع خوشاب

32۔ مولانا علامہ فتح محمد باروزئی سبی بلوچستان

33۔ حضرت علامہ مولانا محمد نذیر، مدرس مدرسہ غوثیہ ہدایت القرآن ممتاز آباد ملتان

34۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد یار، جامعہ حنفیہ غوثیہ ضیاء العلوم کچھی والا فورٹ عباس

35۔ حضرت علامہ مولانا غلام محمد نقشبندی، مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

36۔ حضرت علامہ مولانا محمد اجمل سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور

37۔ حضرت علامہ مولانا محمد نواز الحسنی۔ لیکچرار اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

38۔ حضرت علامہ مولانا عبدالرشید قمر، لیکچرار گورنمنٹ کالج فیصل آباد

39۔ مولانا قاری محمد بشیر نسیم، مدرس درس وڈے میاں لاہور

40۔ مولانا حافظ محمد حسین پدھراڑوی، ناظم اعلیٰ احیاء العلوم خطیب جامع مسجد تاج لاہور

41۔ مولانا حافظ عبدالغفور پدھراڑوی، خطیب جامع مسجد حنفیہ چوہان روڈ لاہور

42۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شفیع الہاشمی، ساکن ڈنڈی شریف۔ میانوالی، حال مقیم لندن۔ ناظم قادریہ مرکز جامع مسجد نیلسن، نیز چیئرمین عالمی شرعی بورڈ یوکے

43۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبداللہ باروی، مظفر گڑھ

44۔ حضرت علامہ مولانا حافظ مفتی محمد یونس چکوالوی مدرس خدام الصوفیہ گجرات ساکن موضع لوہارہ مضافات چکوال۔

45۔ حضرت علامہ مولانا شیخ احمد سیالوی، چنیوٹ

46۔ حضرت علامہ مولانا محمد یوسف شاہ، مدرس شمس العلوم کراچی،

47۔ حضرت علامہ مولانا محمد اشرف نقشبندی، جامعہ عثمانیہ داروغہ والا لاہور

48۔ حضرت علامہ مولانا عطا محمد قادری، حاصل پور

49۔ حضرت علامہ مولانا محمد رفیق چشتی، مولف عطا شرح کریما گوجر خان

50۔ حضرت علامہ مولانا غلام نبی نقشبندی، دارالعلوم عطائیہ رضویہ نقشبندیہ گکھڑ

51۔ حضرت علامہ مولانا یعقوب ہزاروی، مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

52۔ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالرشید قریشی، مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، راولپنڈی

53۔ حضرت علامہ مولانا محمد اقبال مصطفوی خطیب جامع مسجد نور شاہ ولی فیصل آباد

54۔ حضرت علامہ مولانا عطا محمد کنڈی خطیب خوشاب

55۔ حضرت علامہ مولانا محمود حسین شائق، خطیب منگلا

56۔ حضرت علامہ مولانا کمال الدین، آزاد کشمیر

57۔ حضرت علامہ مولانا شاہ نواز، مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

58۔ حضرت علامہ مولانا علی احمد سندیلی، مدرس جامعہ جماعتیہ لاہور

59۔ حضرت علامہ مولانا محمد اسلم۔ جھنگ

60۔ حضرت علامہ مولانا قاری جان محمد کراچی

61۔ حضرت علامہ مولانا سعید احمد، اوکاڑہ چھاؤنی

62۔ حضرت علامہ مولانا محمد حنیف، خطیب جامع مسجد بغدادی قائد آباد

63۔ حضرت علامہ مولانا شاہ محمد، خطیب مدینہ کالونی والٹن لاہور

64۔ حضرت علامہ مولانا محمد رشید پدھراڑوی، مدرس جامعہ غوثیہ سرگودھا

65۔ حضرت علامہ مولانا میاں اکبر علی، بالا ضلع میانوالی

66۔ حضرت علامہ مولانا حبیب امجد، مدرس جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد

67۔ حضرت علامہ مولانا محمد اکرم جھنگوی، کراچی

68۔ حضرت علامہ مولانا امام الدین، خطیب جامع مسجد، شیخانوالی فاروق آباد

69۔ حضرت علامہ مولانا مفتی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ، مدرس جامعہ رضویہ فیصل آباد

70۔ حضرت علامہ مولانا محمد صابر الامینی، خطیب کامونکی

71۔ حضرت علامہ مولانا محمد شہباز خان رحمۃ اللہ علیہ، شاہوالہ خوشاب

72۔ حضرت علامہ مولانا منظور احمد خطیب حافظ آباد

73۔ حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ معظم، سلطان دربار عالیہ سلطان باہو جھنگ

74۔ حضرت علامہ مولانا عبدالواحد، شادیہ ضلع میانوالی

75۔ علامہ نذیر حسین، آج کل خدمت کے ساتھ استفادہ بھی کر رہے ہیں۔

76۔ حضرت علامہ مولانا سید سکندر شاہ، مدرس جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف

77۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد رفیق حسنی، مہتمم جامعہ اسلامیہ گلزار حبیب کراچی

78۔ حضرت علامہ مولانا شاہ حسین گردیزی، دارالعلوم مہریہ گلشن اقبال کراچی

79۔ حضرت علامہ مولانا عبدالمالک، جامعہ اکبریہ میانوالی

80۔ حضرت علامہ مولانا محمد مرتضیٰ، جامعہ عثمانیہ فاروق آباد وغیرہم

81۔ راقم الحروف محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی، احقرالعباد فقیر محمد بشیر القادری بھی چند سال حضرت سے تعلیم حاصل کرنے پر فخر کرتا ہے۔

انتہی الفتنۃ الشدیدۃ

☆☆☆

ابو جہل زندہ ہو چکا ہے

سرحد سے ایک پمفلٹ بنام ''ابو جہل زندہ ہو چکا ہے'' چھپا۔ اس میں بھی ان کے عقائد و نظریات سے کافی بحث کی گئی ہے اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ پیر محمد چشتی بریلوی صاحب کے کسی چاہنے والے نے لکھا ہے (واللہ اعلم) اسی لیے ہم اسے بھی اختصار کے ساتھ نقل کر رہے ہیں۔

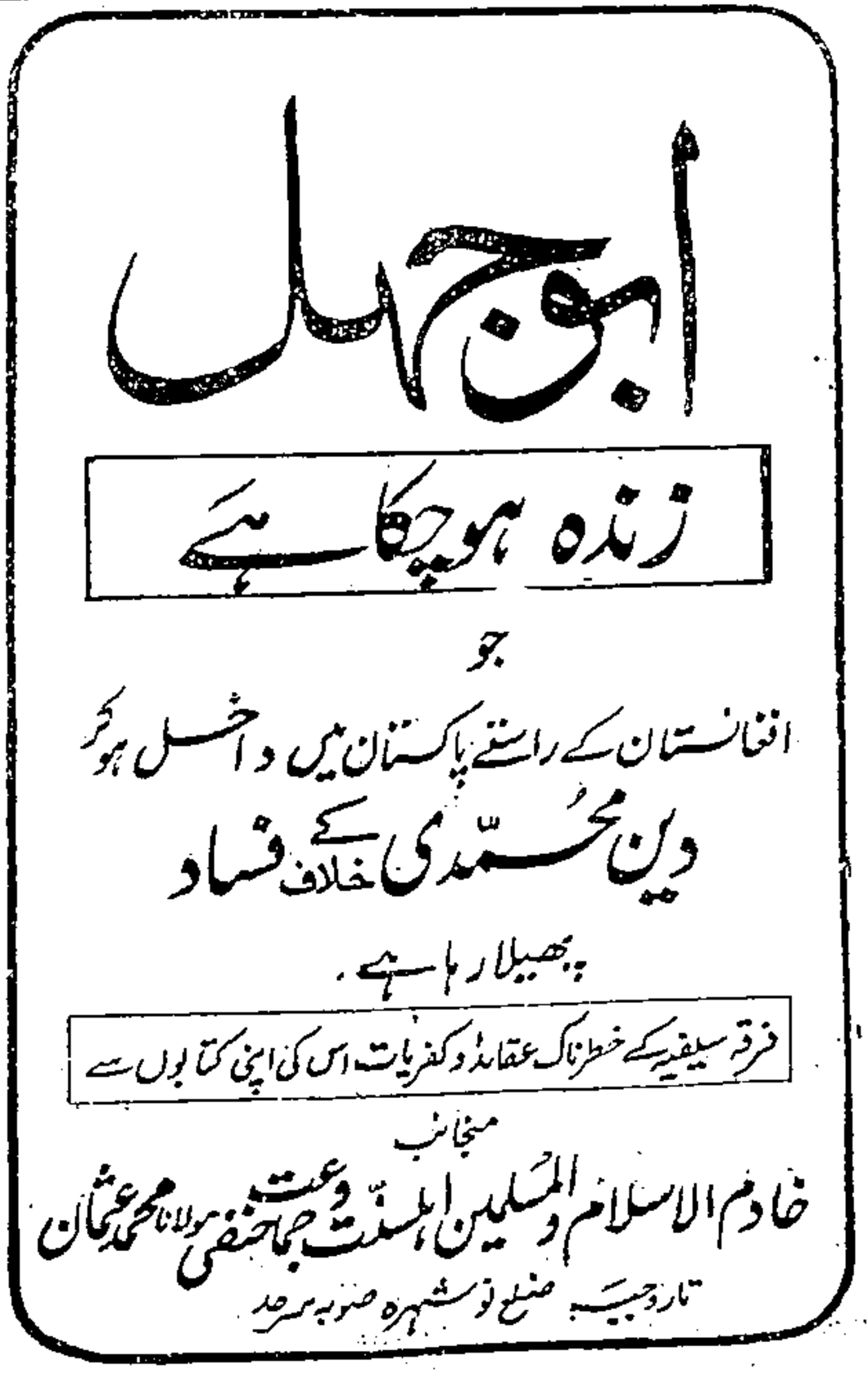

ابوجہل

زندہ ہو چکا ہے

جو

افغانستان کے راستے پاکستان میں داخل ہو کر

دین محمدی کے خلاف فساد

پھیلا رہا ہے۔

فرقہ سیفیہ کے خطرناک عقائد و کفریات اس کی اپنی کتابوں سے

منجانب

خادم الاسلام والمسلمین اہلسنت وجماعت حنفی مولانا محمد عثمان

تاروجبہ ضلع نوشہرہ صوبہ سرحد

صوبہ سرحد میں بالخصوص اور پاکستان میں بالعموم فتنہ سیفیہ کے نام سے ایک نیا فتنہ برپا ہو چکا ہے۔ جس کا بانی جعلی پیر اخندزادہ سیف الرحمن جادوگر افغانی ہے۔ جو اسلام کے نام پر کفر کو اور سنت نبوی کے نام پر بدعات کو اپنے مریدوں کے ذریعے مروج کر کے مذہب اسلام کو بالعموم اور مذہب اہلسنت کو بالخصوص بدنام کر رہا ہے۔ نماز میں چیخنا، پکارنا، ناچنا، سیٹی بجانا اور خاص طریقہ شعبدہ بازی کے ذریعے اپنے وجود کو متحرک کر کے اپنا ایک انفرادی مقام ظاہر کرنا، کاکا صاحب اور پیر بابا داتا گنج بخش جیسے بزرگان دین کو بے کمال کہنے کے ساتھ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی سے بھی چھ درجہ سے زیادہ فوق و اعلیٰ مقامات پر فائز اور امام الانبیاء ہونے کا دعویدار ہے۔ ہماری توجہ اس جدید فتنہ و فساد کی طرف تب ہوئی جب ایک عالم دین پیر محمد چشتی کی طرف سے اس فرقہ کے مجرم اکبر جعلی پیر سیف الرحمن کے چند غیر اسلامی عقائد و اعمال کی شرعی گرفت کر کے اس کو شریعت محمدی کی روشنی میں اپنے ان اعتقادیات و اعمال کو ثابت کرنے یا ان سے توبہ کرنے کی دعوت دینے کے جواب میں اس گمراہ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ''ہدایۃ السالکین'' ہے۔ کتاب کیا ہے مجموعہ مغلظات و کفریات ہے۔ شریف انسان اس کا ایک صفحہ بھی نہیں پڑھ سکتا۔ جس کے مندرجات کو دیکھ کر فتنہ قادیانی بھی بھول جاتا ہے۔ اس غلیظ ترین کتاب میں فرقہ سیفیہ کی پشتو زبان میں لکھی گئی چند کتابوں کا حوالہ بھی ہے۔ جس وجہ سے ہم نے ان کتابوں کو لے کر کے پڑھا تو درج ذیل خرافات و کفریات سامنے آئے۔ یعنی مذہب حنفی اور طریقت و سلوک کے نام کے پردہ میں اندرون خانہ اس گمراہ فرقہ کے جو عقائد ہیں وہ ان کی مطبوعہ کتابوں کے صفحات میں اس طرح درج ہیں:

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء و مرسلین و تمام صحابہ کرام کو لے کر اپنے مجمع عام میں میرے پیچھے اقتداء کر کے نماز پڑھی اور تمام دنیا کے لیے میری نیابت کا اعلان کیا۔

بدایۃ السالکین بزبان اردو صفحہ 329

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رو رو کر مجھ سے اپنی امت کے لیے درخواست کی۔

بدایۃ السالکین صفحہ 332

☆ میری صحبت بعینہٖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ہے۔

بدایۃ السالکین صفحہ 330,329

☆ اللہ تعالیٰ کا اسم الرحمن میں سیف الرحمن اس کے ساتھ شریک ہو کر عرش پر قائم و مستور ہے۔ اس عقیدہ میں کسی کو شک کرنے کی اجازت نہیں۔

بدایۃ السالکین صفحہ 328

☆ پیر سیف الرحمن اور اس کے مریدین جب چاہتے ہیں ارواح مقدسہ تمام انبیاء علیہ السلام کو بلا کر حاضر کرتے ہیں۔ یہ کوئی وہمی مفروضہ نہیں ہے بلکہ سیف الرحمن اور اس کے مرید "کشفاً و مشاہدتاً" اس کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔

بدایۃ السالکین بزبان اردو صفحہ 312,311

☆ پیر سیف الرحمن اور اس کے مرید جب چاہتے ہیں تمام ملائکہ سماوی و اراضی کو بلا کر حاضر کر سکتے ہیں اور ان سب کو اپنے ہمراہ مدینہ منورہ لے جا سکتے ہیں۔" یہ کوئی وہی مفروضہ نہیں ہے بلکہ سیف الرحمن اور اس کے مرید اس کو کشفاً و مشاہدتاً دیکھتے اور ایسا کرتے رہتے تھے۔"

بدایۃ السالکین صفحہ 312

☆ پیر سیف الرحمن انبیاء علیہ السلام کی جماعت میں نبی ہی نظر آتا ہے اور اس قسم کی غیبی آوازیں بھی آتی ہیں۔

بدایۃ السالکین صفحہ 325

☆ جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کی روح پیر سیف الرحمن تھا اور اس کی بدولت جنگ بدر میں فتح نصیب ہوئی تھی۔

بدایۃ السالکین صفحہ 328

☆ بلند و بالا مقامات پر فائز ہونے کی وجہ سے پیر سیف الرحمن قیامت کے دن انبیاء والمرسلین کی صف میں کھڑا ہوگا۔

بدایۃ السالکین صفحہ 327

☆ شیخ عبدالقادر جیلانی بمنزلہ چاند ہے جبکہ پیر سیف الرحمن بمنزلہ سورج ہے اور چاند کا سورج سے استفادہ نور کرنے کی طرح شیخ عبدالقادر جیلانی بھی پیر سیف الرحمن سے فیض حاصل کر رہا ہے اور سورج کے ظہور کے وقت چاند بے نور ہونے کی طرح شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے علوم و فیوضات کو پیر سیف الرحمن میں جذب کر کے (دو منٹ کے بعد) خود پیر سیف الرحمن کے مقابلہ میں بے فیض و بے نور ہو چکا ہے۔ جس کی وجہ سے سلسلہ قادریہ میں جو کسی کا مرید ہو اس پر لازم واجب ہے کہ اس قادری، شیخ و پیر کو ترک کر کے موجودہ زمانہ میں تمام دنیا کے اولیاء اللہ پر من عنداللہ متصرف اور سب کو فیض پہنچانے والا امام الانبیاء والاولیاء اخندزادہ پیر سیف الرحمن کو اپنا پیشوا اور پیر بنائے جو کہ ایک طرفۃ العین میں اپنے مریدوں کو فوق العرش تک عروج دیتا ہے اور تمام دنیا و مافیہا کو ان کو ہاتھ میں رکھ کر ظاہر کر دیتا ہے۔

ملاحظہ ہو بالترتیب بدایۃ السالکین صفحہ 324/162 تا 163 صفحہ 329 و صفحہ 338
سیف المومنین علی اعناق المنکرین بزبان پشتو" صفحہ 169/170 و صفحہ 2

☆ نام نہاد پیر سیف الرحمن یا اس کے کسی مرید کو اولیاء اللہ تسلیم نہ کرنے والے یا ان پر اعتراض کرنے والے اس طرح کافر و زندیق ہوں گے جیسے پیغمبر پر اعتراض کرنے والے کافر ہوتے ہیں۔

بداية السالكين صفحہ 259/360

☆ اس گمراہ فرقے کا دعویٰ ہے کہ ان کے سوا تمام دنیا میں نہ کوئی نقشبندی ہے نہ کوئی قادری، سہروردی نہ چشتی۔ اس گمراہ فرقے کے نزدیک یہ سب کے سب کافر، زندیق، مخادع، دکاندار، شریر ہیں۔

ملاحظہ ہو سیف المومنین بزبان پشتو صفحہ 170 و بداية السالكين بزبان اردو

☆ پیر سیف الرحمن کے علاوہ موجودہ زمانہ کے تمام نقشبندی مشائخ (لصوص دین) دین کے چور ہیں۔

صفحہ 162/163 و صفحہ 242 و صفحہ 178 سیف المومنین صفحہ 35

☆ تمام دنیا میں پیر سیف الرحمن واحد مسلمان متبع شریعت ہے۔ لہٰذا وہ اور اس کے مرید ہی سب کے لیے واجب الاتباع ہیں۔

ملاحظہ ہو فرقہ سیفیہ کی پشتو زبان میں لکھی ہوئی کتاب سیف المومنین صفحہ 170 و بدایت السالکین صفحہ 162/163 و صفحہ 242 و صفحہ 178، سیف المومنین صفحہ 35

☆ مالاکنڈ ڈویژن میں تحریک نفاذ شریعت کا عمل قبیح ترین اور ناکارہ تحریک ہے۔

سیف الرجال صفحہ 31

☆ مالاکنڈ ڈویژن میں بنام نفاذ شریعت کافرانہ تحریک شروع ہے۔

سیف الرجال صفحہ 26

☆ اشاعت التوحید والسنت والے قطعی کافر، زندیق و ملحد، اہل قبلہ سے خارج اور

اسلام سے خارج ہیں۔

سیف الرجال صفحہ از اول تا آخر

☆ مولانا صوفی محمد اور نفاذ شریعت کے لیے کوشش کرنے والے سب کے سب خارجی، یہودی، ملحد و زندیق واجب القتل کافر ہیں۔

ملاحظہ ہو سیف الرجال صفحہ از اول تا آخر

☆ تبلیغی جماعت والے بدترین کافر، قطعی کافر، جبری کافر اہل قبلہ سے خارج واجب القتل ہیں۔

سیف المومنین صفحہ 159/164

اور فرقہ سیفیہ کی طرف سے پشتو زبان میں لکھی ہوئی کتاب "جواب الاستفتاء" کے صفحہ اول تا 84 پر بھی تبلیغی جماعت والوں کو قطعی کافر، زندیق، ملحد اہل قبلہ سے خارج کافر اہل اسلام سے خارج کافر، واجب القتل کافر لکھا ہوا موجود ہے۔

☆ تبلیغی جماعت کا مرکز رائیونڈ دراصل کفر کا مرکز ہے۔ ملاحظہ ہو فرقہ سیفیہ کی طرف سے پشتو زبان میں لکھی گئی وہ کتاب جس میں وزیرستان کے مناظرہ میں ذلت آمیز شکست کھانے کے بعد اپنی ذلت و شکست کو چھپانے کے لیے اس گمراہ فرقہ کی طرف سے بنام فتویٰ "کفر رائیونڈیہ" کے نام سے شائع کی گئی ہے۔ صفحہ اوّل تا آخر اس قسم کی غیر اخلاقی اور ایمان سوز باتوں پر مشتمل ہے۔

☆ اس فرقہ کے مطابق پختون لیڈر اور صوبہ سرحد کے غیور مسلمانوں کا سیاسی رہنما خان عبدالغفار خان مرحوم دہری کافر تھا۔

ملاحظہ ہو جواب الاستفتاء صفحہ 84

☆ اس فرقہ کے مطابق تبلیغی جماعت کے بانی امیر مولانا الیاس کافر و زندیق

تھے۔

جواب الاستفتاء صفحہ 84

☆ اس فرقہ کے مطابق نیشنل عوامی پارٹی والے جو خان عبدالغفار خان مرحوم کے عقیدت مند ہیں سب کافر وزندیق ہیں۔

سیف المومنین صفحہ 95

☆ اس فرقہ کے مطابق پاکستان پیپلز پارٹی والے سب کافر ہیں۔

سیف المومنین صفحہ 95

☆ اس فرقہ کے مطابق مولانا طیب مولانا صوفی محمد اور مولانا گوہر الرحمن و تمام اہل حدیث یہ سب کافر وزندیق ہیں۔

سیف الرجال اول تا آخر

☆ اس فرقہ کے مطابق تمام علماء ومفتیان حقانیہ اکوڑہ خٹک اشد ترین کافر ہو چکے ہیں۔

جواب الاستفتاء صفحہ 35

☆ اس فرقہ کے مطابق صدر مملکت، وزراء اور ارباب حکومت پر فرض ہے کہ وہ سب باادب حاضر ہو کر موجود زمانہ میں الحی القیوم، کامل، مکمل پیر سیف الرحمن کے ہاتھ پر بیعت کریں۔

سیف المومنین صفحہ 168/183

☆ اس فرقہ کے مطابق پیغمبر علوم کے کمالات متناہی ہوتے ہیں جبکہ سیف الرحمن کے علوم کمالات غیر متناہی ہوتے ہیں۔

بدایۃ السالکین صفحہ 346/347

☆ اس فرقہ کے مطابق اخندزادہ سیف الرحمن کو دیکھنا بعینہ رسول اللہ کو دیکھنے

کی طرح ہے۔

مقدمہ سیف المومنین صفحہ 5

☆ اس فرقہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کو اس کی شان کے لائق علم ہونے اور اللہ تعالیٰ کا متصف بوصف العلم ہونے ''متصف بوصف الحیات'' متصف بوصف القدرت'' متصف بوصف الاحیاء والامات وغیرہ صفات کمالیہ کے ساتھ متصف ہونے کا عقیدہ رکھنے والے دنیا بھر کے تمام مسلمان قطعی کافر وزندیق ہیں۔

بدایۃ السالکین از اول تا صفحہ 50 اور جواب الاستفتاء بزبان پشتو از اول تا آخر

☆ اس فرقہ کے عقیدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفت تکوین پر ایمان لانے والے دنیا بھر کے تمام مسلمان کافر وزندیق ہے۔

بدایۃ السالکین از اول تا آخر صفحہ 50 نیز جواب الاستفتاء ازاول تا آخر

☆ اس دجال فرقہ کے مطابق دستار کو واجب نہ جاننے والے اور دستار نہ باندھنے والے مشرکین کے بھائی ہیں۔

بدایۃ السالکین 1365 تا 146

☆ اس فرقہ کے مطابق بغیر دستار کسی کی نماز نہیں ہوتی۔

بدایۃ السالکین 145 تا 146

☆ اس فرقہ کے مطابق عمامہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت لباس و سنت زوائد ہونے کا عقیدہ رکھنے والے تمام مجتہدین فقہاء کرام کافر وزندیق ہے۔

بدایۃ السالکین از اول تا آخر

☆ سلسلہ قادریہ کے شیخ الشیوخ شیخ عبدالقادر جیلانی کے تمام علوم وفیوض موجودہ وقت کے مجدد اعظم اخندزادہ پیر سیف الرحمن میں جذب ہو کر شیخ عبدالقادر

جیلانی اپنے تمام مریدان سلسلہ کے ہمراہ اخندزادہ سیف الرحمن کے مقابلہ میں فیض و معرفت سے خالی ہو چکے ہیں۔

بدایۃ السالکین صفحہ 324

☆ شیخ عبدالقادر جیلانی بصد مشکل مقام عبدیت کو پہنچا تھا جبکہ اخندزادہ پیر سیف الرحمن مجدد اعظم ہے۔

بدایۃ السالکین صفحہ 324

☆ شیخ عبدالقادر جیلانی بصد مشکل مقام عبدیت کو پہنچا تھا جبکہ اخندزادہ سیف الرحمن نے شیخ عبدالقادر جیلانی سے بدرجہا زیادہ فوق ترقی کی ہوئی ہے۔

بدایۃ السالکین صفحہ 324 تا 325

☆ ریاکاری، جھوٹ، بہتان، غیبت، بدکلامی و بدزبانی اور بداخلاقی جیسے کبیرہ گناہوں کو معارف لدنیہ کہتے ہیں۔

ملاحظہ ہو بدایۃ السالکین از اول تا آخر مع ثائنل

☆ فرقہ سیفیہ کے مطابق شریعت کی طرف بلانے کے جواب میں گالیاں بکنے کو افاضات وارشادات کہتے ہیں۔

بدایۃ السالکین از اول تا آخر مع ثائنل

☆ فرقہ سیفیہ کے مطابق سلسلہ چشتیہ، قادریہ وغیرہ میں اولاً تمام دنیا میں کوئی سچا شخص نہیں اگر بالفرض والمحال کوئی کامل پیر سلسلہ قادریہ میں موجود بھی ہو تو پھر بھی اس کے مریدوں پر لازم واجب ہے کہ فوراً اس کو ترک کر کے اخندزادہ سیف الرحمن کے ہاتھ پر بیعت کریں۔

بدایۃ السالکین ص178، ص 224، ص 162، ص163

☆ فرقہ سیفیہ کے مطابق اخندزادہ سیف الرحمن کے چند مریدین ایک جگہ جمع

ہو کر اپنے کسی مخالف پارٹی کے خلاف کوئی بات کریں تو وہ اجماع امت کی طرح شرعی دلیل بن جاتی ہے۔

ملاحظہ ہو فتوی کفر رانیونڈیہ بزبان پشتو صفحہ 32

☆ اخندزادہ سیف الرحمن کا ہر ایک مطلق خلیفہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کامل و مکمل اور انجام سے بے فکر مامون العاقبت ہوتا ہے۔ جیسے پیغمبر سے پیغمبری واپس نہیں لی جاتی اسی طرح اخندزادہ سیف الرحمن جس شخص کو مطلق خلیفہ کرتا ہے اس سے بھی ولایت و بزرگی سلب نہیں ہوتی وہ رجعت قہقری اور انجام بد سے بے خوف بے فکر ہوتا ہے۔

سیف المومنین صفحہ 167

☆ اخندزادہ سیف الرحمن کا ہاتھ حجر اسود سے افضل ہے۔ اور سیف الرحمن کا وجود بیت اللہ شریف سے زیادہ افضل ہے۔

سیف المومنین بزبان پشتو صفحہ 93-92کو صفحہ 170-169 کے ساتھ ملا کر دیکھ لیں

☆ اخندزادہ سیف الرحمن اپنے مریدوں میں ایسا ہے جیسے پیغمبرؐ اپنی امت میں ۔

سیف المومنین صفحہ 92 و صفحہ 170-169 کو ملا کر دیکھا جائے

☆ سیدزادی کے ساتھ غیر سید کے نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ دینے والے پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی مرحوم اور اس کا بیٹا پیر سید غلام محی الدین (بابو جی) مرحوم اور ان کے موجودہ صاحبزادگان و گدی نشین اور سید محمود شاہ محدث ہزاروی اسی جاہلانہ فتویٰ کی وجہ سے ہزارہا بار کافر و زندیق اور ملحد ہو چکے ہیں۔

فتاوی سیفیہ ص 32 تا آخر

☆ نکاح سیدزادی با غیر سید کے عدم جواز کے عقیدہ رکھنے والے صاحبزادگان و

مشائخ صحابہ کرام کی تعداد کے برابر کافر ہو چکے ہیں۔ ابدی کافر واجب القتل کافر و زندیق اور ملحد ہو چکے ہیں۔ ''فتاویٰ سیفیہ صفحہ 31 تا آخر'' نکاح سیدہ بغیر سید کو ناجائز سمجھنے والے صاحبزادگان اور مشائخ منحوس ''کذاب'' عظیم کافر، ابو جہل، غلام یہود اور زنادقہ ہیں۔''

ملاحظہ ہو نمبر2مجدد اخندزادہ سیف الرحمن کی پشتو زبان میں لکھی ہوئی کتاب فتویٰ صحت نکاح غیر سید بسیدہ صفحہ 36 تا 42

☆ نکاح غیر سید بسیدہ کے عدم جواز کے فتویٰ کے ساتھ اتفاق کرنے والے اور اس فتویٰ کی تصدیق کرنے والے سب کافر، زندیق، ابو جہل، واجب القتل کافر، ابدی کافر، زنادقہ اور مسلمانوں کی تعداد کے برابر کافر ہو چکے ہیں۔

فتاویٰ سیفیہ حصہ فتویٰ صحت نکاح غیر سید بسیدہ کے صفحہ نمبر 30 تا 42

☆ مشہور و معروف عالم دین شیخ الحدیث مولانا پیر محمد چشتی صدر انجمن علماء اوقاف صوبہ سرحد کو اس 2 نمبر پیر نے صرف اس وجہ سے کافر و زندیق لکھا ہے کہ مولانا موصوف نے اس کے غیر اسلامی عقائد کفریات کی گرفت کر کے شریعت محمدی کی روشنی میں اپنے عقائد و مسائل کو ثابت کرنے اور ان سے توبہ کرنے کی دعوت اس کو دی تھی۔

ملاحظہ ہو اس فرعون وقت ابوجہل عصر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب بدایۃ السالکین از اول تا آخر نیز ملاحظہ ہو۔ اس ملعون کتاب کی رو سے مولانا چشتی کی طرف سے لکھی گئی شرعی دلائل اور علمی جواہر سے بھری ہوئی بے مثال کتاب الجرحات علی المزخرفات جو دو حصوں پر مشتمل ہے۔

☆ اس ملعون فرقہ کے بانی اخندزادہ سیف الرحمن نے ایک اور عالم دین استاذ العلماء مولانا اظہر مسعود اظہری مدرس مدرسہ مفتاح العلوم بن گئی حضرو اٹک کو بھی

صرف اس بناء پر اشد ترین کافر لکھا ہے کہ انہوں نے اس افغانی جادوگر کے غیر اسلامی مسائل پر گرفت کر کے شریعت کی طرف بلانے پر شیخ الحدیث مولانا پیر محمد چشتی کی تائید کی تھی۔

ملاحظہ ہو بدایۃ السالکین از اول تا آخر

☆ اس فرعون وقت ابو جہل عصر نے روحانی پیشوا حافظ سلطان محمد جانشین بابا جی، حافظ عبدالغفور دریاء رحمت حضرو اٹک کو بھی صرف اس وجہ سے کافر و زندیق لکھا ہے کہ انہوں نے اس جادوگر ملعون کی غیر اسلامی حرکات پر گرفت کی تھی۔ ملاحظہ ہو سیف الرحمن کی وہ تحریر جو اس نے حافظ صاحب موصوف کی گرفت کے جواب میں ان کو بھیجا ہے۔ جو اپنی اصلی شکل کے ساتھ دریا رحمت حضرو اٹک میں موجود ہے۔

☆ اس ملعون مذہب کے مطابق دیوبندی بریلوی یہ دونوں انگریز کے اجرتی آلہ کار ہیں۔ دیوبند نور سے منکر ہو کر کافر ہو گئے اور بریلوی بشریت سے منکر ہو کر کافر ہو چکے ہیں۔

ملاحظہ ہو پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی اور محدث ہزاروی فتویٰ کے خلاف اخندزادہ پیر سیف الرحمن جادوگر افغانی کی ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب فتاویٰ سیفیہ حصہ فتویٰ صحت نکاح غیر سید بسیدہ صفحہ 28 نیز اخندزادہ سیف الرحمن جادوگر کی طرف سے چھپا ہوا اشتہار بنام تیسرا مناظرہ جس میں دیوبندی، بریلوی ان دونوں کو انگریزوں کے اجرتی آلہ کار قرار دے کر ان دونوں سے بچنے کی اپیل کی گئی ہے۔

ہم نے اس تحریر میں مسلمانوں کی آگاہی کے لیے فرقہ سیفیہ کی کتابوں سے ان کی جن کفریات، لغویات اور باطنی خباثتوں کو ظاہر کیا۔ ان میں سے کسی ایک کا حوالہ بھی غلط ثابت ہونے پر دس ہزار جرمانہ دیں گے۔ اس کے علاوہ فرقہ سیفیہ کے مکار و ریاکار اور متکبر فرعون صفت اخندزادہ سیف الرحمن کی وہ گستاخانہ باتیں جو اس کی زبان

سے یا اس کے خلفاء و مریدوں کی زبان سے لوگوں نے سنی ہے۔ مثلاً شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے متعلق اخندزادہ کا یہ کہنا ہے کہ وہ اپنی قبر میں جلی ہوئی لکڑی کی طرح پڑا ہے اور کاکا صاحب کے متعلق کہنا ہے کہ وہ بے کمال و بے فیض ہے اور پیر بابا کے متعلق کہنا ہے کہ وہ بھی بے ذکر و بے فیض ہے اور داتا گنج بخش کے متعلق کہتا ہے کہ میرے کشف کے مطابق وہ بے فکر و بے فیض ہے۔ لیکن میں نے اس کو فیض پہنچایا اور مفتی فرید حقانیہ اکوڑہ خٹک کے متعلق کہتا ہے کہ میں نے مراقبہ میں اس کو دوزخ کے اندر جلتے ہوئے دیکھا ہے اور امام ابو حنیفہ کے متعلق کہتا ہے کہ وہ سلوک و تصوف میں سے مجھ سے بدرجہا پست و کمزور ہے۔

الغرض اس طرح کے گمراہ کن اور شیطانی وساوس کی باتیں اس فرقہ کی بہت مشہور ہیں لیکن ہم نے صرف وہی باتیں لکھ دیں جو ان کی اپنی کتابوں میں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اس گمراہ فرقہ کے خلاف منظم تحریک چلائیں اور ارباب حکومت پر لازم ہے کہ اس نام نہاد فسادی و گمراہ پیر کو جو افغان مہاجر بن کر پاکستان کے علاقہ غیر میں بیٹھ کر اسلام، اہل اسلام اور ملک و ملت کے خلاف زہر پھیلا رہے ہیں۔ اس سرغنہ کو ملک سے نکال کر افغانستان واپس کریں ورنہ ملک و ملت کے لیے شدید خطرہ ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

انتہی "ابو جہل زندہ ہو چکا ہے"

میں نے سیفیت سے توبہ کیوں کی؟

میرا نام رانا ظفر ہے۔ فیصل آباد کے قریب چک نمبر 66 ج ب میں میری رہائش ہے۔

ایک مرتبہ کسی دوست نے مجھے پیر ذوالفقار صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کی کتاب خطبات فقیر (حصہ اول) دی۔ میں نے یہ کتاب پڑھی تو میرے دل میں اعمال کا شوق پیدا ہوا اور اللہ تعالیٰ کی ذات نے دین کی طرف راغب فرمایا۔ چونکہ یہ کتاب میری تبدیلی کا ذریعہ بنی تھی اس وجہ سے نقشبندی سلسلہ کا دل میں ادب و احترام پیدا ہوا اور دل میں یہ شوق جاگزیں ہوا کہ کسی اللہ والے سے تعلق قائم کر کے بیعت کا سلسلہ شروع کرنا چاہیے۔

انہی دنوں جھنگ روڈ فیصل آباد نزد ایئر پورٹ چوک پر "آستانہ مرشد آباد" بننا شروع ہوا تو ایک دوست نے وہاں جانے کی دعوت دی۔ میں بڑے شوق سے وہاں گیا کیونکہ مجھے بتایا گیا تھا کہ یہ سلسلہ نقشبندی مجددی سیفی ہے۔ میں پہلی مرتبہ جب وہاں گیا تو وہاں محفل ذکر ہو رہی تھی۔ پیر صاحب بڑے انوکھے انداز میں ذکر کروا رہے تھے اور لوگ بھی عجیب انداز میں جھوم رہے تھے۔ کوئی تڑپ رہا تھا تو کوئی اونچی آواز میں چیخ رہا تھا۔

میں بڑی حیرانی اور پریشانی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا کہ یہ کس طرح کا ذکر ہے؟ اچانک پیر صاحب نے میری طرف اشارہ کر کے مجھے اپنے پاس بلایا اور میرے ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھوں میں لے لیے۔ انہوں نے مجھے کلمہ طیبہ اور ایمان مفصل پڑھایا

اور میرے ہاتھوں کو خوب دبایا اور کچھ جھٹکے بھی دیے۔

بعد میں مجھے پتہ چلا کہ میں ان کا اب مرید ہو چکا ہوں۔ مجھے تعجب ہوا کہ یہ کیسی زبردستی کی بیعت ہے! ان پیر صاحب کا نام صوفی امجد ظہیر ایڈووکیٹ تھا۔ اب وہ دوست اکثر مجھے اپنے ساتھ لے کر پیر صاحب کے پاس آتا۔ اس طرح کچھ عرصہ گذرا اس کے بعد میں نے ان کی محفل میں باقاعدگی سے جانا شروع کر دیا۔ لیکن جس طرح ان کے مخصوص مریدوں کو وجد آتا تھا، میرے اوپر کبھی نہیں آیا تھا۔ اس بات پر میں کافی پریشان رہتا تھا۔ اب میں نے صبح شام جانا شروع کر دیا تھا لیکن وجد کی کیفیت نہیں بن رہی تھی۔ ایک دن میں نے پیر و مرشد صوفی امجد ظہیر صاحب سے کہا کہ سرکار مجھے بھی وجد آنا چاہیے، لیکن انہوں نے سنی ان سنی کر دی۔

میرے بار بار اصرار اور پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ ہم برتن کے حساب سے دیتے ہیں۔ اگر آپ کو زیادہ دیا تو آپ دنیا کو چھوڑ چھاڑ کر یہاں آکر بیٹھ جائیں گے۔ میرے نہ ماننے اور ضد کرنے پر ان کے ایک خلیفہ محسن شاہ صاحب نے کہا کہ جس طرح لوگوں کو وجد آتا ہے اگر آپ مصنوعی حالت بھی بنالیں گے تو بھی آپ کو ثواب ملے گا اور پھر حقیقی وجد بھی آئے گا۔ مجھے تو وجد کی تلاش تھی چنانچہ میں نے ایسا ہی کرنا شروع کر دیا۔

اب پیر صاحب سمجھنے لگے کہ مجھے بھی وجد آتا ہے۔ وہ میری طرف مخصوص اشارے کرتے اور میں جان بوجھ کر ٹیڑھا میڑھا ہو جاتا۔ اور کبھی کبھی تڑپنے کی کیفیت بھی اپنے اوپر طاری کر لیتا۔ تقریبا چھ سات ماہ میں ایسا ہی کرتا رہا، پھر میں نے سوچا یہ تو غلط ہے اور دھوکہ ہے۔ ایک دن انہوں نے مجھے بڑے اشارے کیے لیکن میں نہ ہلا۔

انہوں نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تمہارے دل کی کیفیت تبدیل ہو گئی ہے یقینا تم نے کوئی گناہ کر لیا ہے۔ میں نے انکار کیا لیکن وہ اصرار کرتے رہے۔ جب ان کا اصرار بڑھتا گیا تو میں نے پیر ذوالفقار صاحب مدظلہ کی کتاب جو میری جیب میں تھی، نکالی اور ان کو دے دی۔

کتاب کو دیکھتے ہی ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور بڑے غصہ میں آکر فرمانے لگے کہ یہی گناہ کیا کم ہے جو تم نے اسے پڑھ لیا۔ یہ لوگ تو کتابوں کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اس کے بعد پیر صاحب نے میرا سر اپنے اپنے قدموں پر آدھا گھنٹہ تک رکھے رکھا اور میں بھی ان سے معافی مانگتا رہا۔ پھر انہوں نے کہا کہ آئندہ کسی دیوبندی مسجد میں نماز نہیں پڑھنی اور نہ ان کی کوئی کتاب پڑھنی ہے ورنہ دل کی کیفیت پھر ایسی ہی ہو جائے گی۔ حالانکہ میری کیفیت پہلے بھی ایسی ہی تھی اور اب بھی ایسی ہی تھی۔

وقت گزرتا گیا اور میرے دل کی بے چینی بڑھتی ہی گئی۔ اور پھر ان کے عقائد و نظریات اپنے مرشد کے بارے میں ایسے تھے کہ پیر صاحب تمام مریدین کے دلوں کے بھید بھی جانتے ہیں۔ اور بے چارے مریدین ان کا مقام ایسے سمجھتے جیسے وہ خدا ہوں کہ کسی بھی کام کہیں ''ہو جا'' تو وہ اسی وقت ہو جائے گا۔ اور ان کو تمام غیب کے علوم کی خبر ہے۔ اور مریدین کے حال اور ان کے گھروں کی اندر کی باتیں بھی جانتے ہیں۔ الغرض تمام شرکیہ عقائد جمع ہو چکے تھے۔ لیکن مجھے زیادہ تعجب اس بات پر ہوتا تھا کہ پیر صاحب کو میری کیفیت کی خبر کیوں نہیں؟ میرے دل کی بے چینی اور بے قراری کو وہ کیوں نہیں سمجھ پا رہے؟

تقریباً ایک سال میں ان کے پاس رہا۔ لیکن میں نے ان میں سے کوئی بھی بات حقیقت میں اپنے اندر نہیں دیکھی جو بظاہر اور منافقانہ انداز میں مجھ سے سرزد ہو رہی تھیں۔ اسی دوران ان کے دادا پیر و مرشد سیف الرحمن سیفی کا عرس آگیا۔ میں صوفی امجد ظہیر صاحب کے ہمراہ وہاں پہنچا لیکن وہاں بھی اسی طرح سب کچھ ہو رہا تھا۔ سب پیسے جمع کرنے کا ایک طریقہ تھا۔

ایک دن میرا ایک جاننے والا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور انہوں نے آپ کو صوفی امجد ظہیر صاحب کی بیعت کرنے کا حکم دیا تھا، آپ اسی لیے ان کے مرید بنے ہیں۔ میں اس بات کی تصدیق کے لیے آیا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو یہ کس نے کہا ہے؟ تو انہوں نے اپنے ایک پڑوسی سیفی کا نام بتایا۔ میں نے سختی سے انکار کیا اور کہا کہ ایسی تو کوئی بات سرے سے ہوئی ہی نہیں۔ اس واقعے پر میں خود بھی حیران ہوا کہ یہ کیسی بات میرے بارے مشہور کر دی گئی ہے۔

میرا دل لرز اٹھا کہ یہ لوگ اس حد تک گر چکے ہیں کہ اپنے جھوٹے مسلک کو پھیلانے کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ذات پر بھی جھوٹ باندھنے لگے ہیں۔ میں نے انہی دنوں متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالیٰ کے بیانات بھی سننا شروع کر دیے تھے۔ بریلویت کے موضوع پر حضرت کے کچھ بیانات سنے تو اس فرقہ کی چالبازیاں مزید کھل کر سامنے آئیں۔ ایک سال سے زیادہ کا جو عرصہ میں نے اس فرقہ کے لوگوں کے ساتھ رہ کر گذارا تھا وہ بھی میرے سامنے تھا کہ میں کس طرح منافقانہ انداز میں سب کچھ کرتا رہتا تھا اور پیر صاحب اس پر خوش ہوتے تھے۔

مجھے یہ بھی دکھ تھا کہ جس کتاب کی وجہ سے میں دین کی طرف راغب ہوا اور دل میں اعمال کا شوق اور اللہ والوں کی محبت پیدا ہوئی، اسی کتاب کے پڑھنے کو گناہ کبیرہ قرار دے دیا گیا ہے اور ان کی مساجد تک میں جانے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے رو رو کر ہدایت کی دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کریم ذات نے مسلک حق کی طرف میری راہنمائی فرمائی۔

میں آخر میں تمام سیفی بھائیوں کی خدمت میں دردمندانہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس فرقہ کے دھوکہ سے نکلیں۔ ان کی چالبازیاں سمجھیں کہ یہ تصوف اور پیری مریدی کے نام پر لوگوں میں غلط عقائد پھیلا رہے ہیں اور یہ سب پیٹ کی خاطر ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے ہمیشہ صحیح مسلک پر کاربند رکھے اور علمائے دیوبند کے فیض کو پوری دنیا میں پھیلائے۔ اللہ تعالیٰ علمائے دیوبند کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے کہ ان کی وجہ سے ہی مجھے راہ ہدایت نصیب ہوئی۔

جزا و سزا، شریعت، کتاب، تعلیم اور انبیاء کی بعثت یہ تمام چیزیں بیکار محض ہو جائیں، ظلم و انصاف دنیا میں کوئی چیز باقی نہ رہے، انسان کا اپنے کسی فعل پر قابلِ مدح یا قابلِ ملامت ہونا بے معنی ہو جائے، کسی اچھے کام پر خدا کا اس کو انعام اور بُرے کام پر عذاب دنیا سراسر ظلم بن جائے بلکہ اس دنیا کی عدالت میں بھی وہ اپنے کسی فعل کا ذمّہ دار نہ ٹھہرائے۔

مزید تفصیل و تحقیق کے لیے کتابِ مذکور اور لامع الدراری شرح صحیح بخاری جلد چہارم مصنّف مولانا زکریا اور فیض الباری شرح صحیح بخاری جلد ۴ مصنفہ مولانا انور شاہ کشمیری صدر مدرس دار العلوم دیوبند اور نبراس شرح شرح العقائد نسفی وغیرہ مطالعہ فرمائیں۔

مندرجہ بالا تحقیق سے ثابت ہوا کہ نام نہاد فرقۂ تبلیغیہ کا پہلے کلمۂ طیبہ کا یہ معنی کرنا کہ ہمارا یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر کام کر سکتا ہے اور مخلوق کچھ بھی نہیں کر سکتی، لیکن جب ان پر اعتراضات شروع ہوئے کہ یہ تو کلمہ کے معنی میں تحریف ہے تو پھر کہنے لگے کہ یہ تو کلمہ کا مقصد ہے، دراصل اس طرح یہ لوگ جبریت، جہمیت، مرجیت اور ہندو بدھ مت وغیرہ عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں نہ کہ مذہب اہلِ سُنّت کی۔

یہ تھا وہ مختصر جائزہ جو یہاں ناظرین کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔ اللہ نے اگر توفیق بخشی تو انشاء اللہ العزیز پھر کبھی اس بارے میں تفصیل پیش کی جائے گی۔

طالبِ دُعا

مولوی محمد روشن حنفی، نقشبندی، دیوبندی، ساکن کوکاری ضلع سوات صوبہ سرحد

۲۴ اگست ۱۹۹۱ء بوقتِ عشاء۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبلیغی جماعت کے متعلق

اِستفتاء و فتویٰ

شیخ الحدیث پیر محمد چشتی

مہتمم جامعہ غوثیہ، بیرون یکہ توت، پشاور



مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

استفتاء و فتویٰ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْكَرِیْمِ

فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ ○ (قرآن الکریم)

اس آیت کریمہ کے موجب مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر اپنے اپنے انداز کے مطابق امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے حوالہ سے اسلامی تبلیغ کا عظیم فریضہ انجام دیتے آئے ہیں۔

اندازِ تبلیغ کے مختلف ہونے کے باوجود اکثر مسائل سے متعلق ان سب کا دائرہ تبلیغ متفقہ اور غیر متنازعہ ہے اور اسلامی تبلیغ کے حوالہ سے مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے درمیان جن مسائل میں اختلاف ہے ان کے متعلق سب کے سب متفق ہیں کہ جس بات کو اسلام کے بنیادی اور متفقہ اصول کے خلاف سمجھا جائے۔ اس کو رد کرنا لازم ہے ورنہ مداہنت یا سکوت عن الحق ہوگا جو عام حالات میں گناہِ کبیرہ ہے۔ مزید برآں ناجائز قول وفعل دیکھ کر حسبِ استطاعت اس کے رد نہ کرنے والے شخص کو ایک روایت میں گونگا شیطان بھی کہا گیا ہے، اسلام کے حوالہ سے فروعی مسائل یا اجتہادی احکام میں کافی وسعت موجود ہے ایسے مسائل میں اپنے مخصوص فروعی نظریہ کے خلاف بات کو سننا اور برداشت کرنا مداہنت ہے اور

نہ گناہ بلکہ وسعتِ ظرف اور روشن ضمیر ہونے کی نشانی ہے لیکن اسلام کے متفقہ اصُول اور صریح نصوص و غیر متناہی احکام کے خلاف کسی قول و فعل کو دیکھ کر حسبِ استطاعت اس کی تردید نہ کرنے والا شخص نہی عن المنکر کے عظیم فریضہ اسلام کا تارک اور اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عاصی و نافرمان، اسلام کا مجرم، ایمان کا خائن، گونگا شیطان ہو کر آخرت کے دن آتشِ جہنم کی لگام کا مستحق قرار پاتا ہے۔

قرآن و حدیث سے مستنبط اسی اُصول کی روشنی میں زیرِ نظر استفتاء کو قطع نظر خصوصیتِ مسلک مسلمانوں کے تمام مکاتبِ فکر علماءِ اسلام و مفتیانِ عظام کی خدمت میں حصولِ جواب کے لیے پیش کر رہا ہوں۔

محرکاتِ مصححہ تقریباً دو سال کے عرصہ سے تبلیغی جماعت سے وابستہ کچھ اشخاص کی زبان سے کلمہ طیبہ کا مقصد غیر اسلامی الفاظ میں سُن کر میری حیرت کی انتہاء ہوئی۔ اُنھوں نے کہا کہ کلمہ طیبہ کا شرعی مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین ہے اور اللہ کے امر و حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ہے۔

حیرت اس لیے ہوئی کہ تبلیغ کے مقدس نام سے دنیا میں پھیلنے والی جماعت کی زبان سے خلافِ عقیدہ اہلِ سنت و جماعت، شانِ الوہیت کی تنقیص، شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بہتان کے غیر اسلامی الفاظ باعثِ تعجب تھے اور ساتھ ہی علامہ اقبال کے یہ اشعار میری زبان پر آئے۔

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ — زدیوبند حسین ابنِ احمد چہ بوالعجبی است
سرود برسرِ منبر کہ ملت از وطن است — چہ بے خبر ز مقامِ محمدِ عربی است
بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست — اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

(ارمغانِ حجاز)

یہ غیر شرعی بات کان میں آئی اور گئی لیکن یقین نہ آیا کہ تبلیغ کے مقدس شغل کے ساتھ وابستہ ذمہ دار علماء بھی اس غیر اسلامی عقیدہ میں مبتلا ہوں۔

محرکاتِ باعثہ بتاریخ ۲۹ ستمبر ۱۹۹۱ء کو نشتر ہال پشاور میں وزارتِ اوقاف صوبہ سرحد کے زیرِ اہتمام منعقدہ صوبائی سیرت النبی کانفرنس کے موقع پر جس میں وزیرِ اعلیٰ سرحد مہمانِ خصوصی کے طور پر موجود تھے۔ حاجی محمد جاوید وزیرِ امورِ مذہبیہ حج و اوقاف و دیگر صوبائی وزراء و اراکین سرحد اسمبلی بھی موجود تھے، نشتر ہال علماء مشائخ و خواص سے بھرا ہوا تھا تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر زین العابدین صاحب نے اپنی تقریر کے دوران بعینہٖ وہی الفاظ دہرائے یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" ہے۔ اس غیر اسلامی عقیدہ اور غیر شرعی الفاظ کو سُن کر الٰہیات کا طالب علم اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے امین ہونے کی حیثیت سے حسبِ استطاعت میں نے اس کی تغیر باللسان کر دی اور مذکورہ الفاظ و عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے اس کو شانِ الوہیت کی تنقیص، شریعتِ محمدی پر بہتان اور خلافِ عقیدۂ اہلسنت و جماعت ہونے پر مختصر الفاظ میں جو دلائل بیان کیے تھے اس کی قدرے تفصیل اس استفتاء میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

مذکورہ الفاظ و عقیدہ یعنی اللہ تعالےٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین خلافِ عقیدہ اہلسنت، توہینِ شانِ الوہیت، شریعتِ محمدی پر بہتان اور غیر اسلامی تبلیغ اس لیے ہے۔

دلیلِ اوّل کہ پہلا جملہ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین" اپنے عموم کے سبب، ان تمام چیزوں کو بھی شامل

ہے، جن کا قرآن وحدیث کی روشنی میں اللہ سے نہ ہونے کا یقین ہے جیسے کھانا پینا، اُٹھنا، بیٹھنا، سیکھنا، عبادت کرنا، کفر وشرک، جھوٹ، ظلم، کسب، دلالت علیٰ ہٰذا القیاس وہ تمام کام جو اللہ کی شانِ اقدس کے خلاف ہیں۔ قرآن وحدیث کے مطابق ان سب کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین ہے۔

دوسرا جملہ یعنی "اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" میں مخلوق سے صادر ہونے والے تمام معاصی از قسمِ کفر، شرک، قتل، زنا، جھوٹ، چوری وغیرہ عیوب ونقائص کا اللہ تعالیٰ کے اَمر وحکم سے ہونے کا عقیدہ ویقین ظاہر ہو رہا ہے جو نصوصِ قطعیہ کے خلاف، شریعتِ محمدی پر بہتان اور اہلسنت وجماعت کے اجماعی وسلّمہ عقیدہ کے خلاف ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ[1]

"بے شک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ اور دوسری جگہ میں ارشاد فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ[2]

"بے شک اللہ اپنے بندوں کے کفر پر راضی نہیں ہوتا۔" اور تیسری جگہ میں ارشاد فرمایا:۔

وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ[3]

"اور اللہ اپنے بندوں کے لیے ظلم کا ارادہ نہیں کرتا۔

۱۔ سورہ الاعراف آیت ۲۸
۲۔ سورہ الزمر آیت ۷
۳۔ سورہ المومن آیت ۳۱
۴۔ لسان العرب جلد ۶ صفحہ ۱۶۸ نیز جلد ۲ صفحہ ۴۷۳
نیز لاروس اللغۃ باب "ق دس" اور "س ب ح" نیز المنجد باب "ق دس" اور "س ب ح"

دلیل دوم یہ دونوں جملے اللہ تعالیٰ کی صفات (سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ) کے خلاف ہیں۔ اس لیے کہ لُغت اور شریعت کے حوالے سے ان دونوں صفتوں کے معنیٰ یہ ہیں کہ "ہر نامناسب چیز سے اچھی طرح پاک" یعنی جو چیزیں اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہیں، ان سے اچھی طرح پاک، مقدس منزّہ، مُبرّا۔

اور بحیثیتِ مومن ومسلمان اللہ تعالےٰ کی ان صفات پر ایمان لانے کا معنیٰ ومطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان تمام چیزوں سے پاک، مقدس، منزہ ہونے کا عقیدہ ویقین کیا جائے جو اس کی شان کے خلاف ہیں اور جتنے بھی کام ربُّ العزّت کے جلال وجمال وکمال کے لائق نہیں ہے۔ ان سب کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین کیا جائے اور اس عقیدہ ویقین کو زبان سے بیان کیا جائے۔ قرآن وحدیث اور شریعت کی زبان میں اسی کو تسبیح وتقدیس کہتے ہیں۔

الشیخ زادہ علی البیضاوی میں ہے التَّسبیحُ تبعد اللہ تعالیٰ عن السوءِ والنقصان بان یعتقد انہ سبحانہ وتعالیٰ منزہٌ فی ذاتہ وصفاتہ وافعالہ عن کل سوءٍ ونقصانٍ ویتکلم بما یدل علیہ[1]

ترجمہ: "تسبیح کا معنیٰ ہر برائی ونقصان سے اللہ کو منزہ جاننا ہے اس طریقے سے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات وصفات اور افعال میں ہر قسم کی برائی ونقصان سے پاک ہونے کا عقیدہ رکھا جائے۔ اور اسی عقیدے پر دلالت کرنے والے مناسب الفاظ کے ساتھ کلام کیا جائے۔ تفسیر قرطبی میں ہے التسبیح تنزیہ اللہ من کل سوءٍ ونقص[2]

---

[1] شیخ زادہ علی البیضاوی جلد ۱ صفحہ ۲۵۱
[2] تفسیر قرطبی جلد ۱ صفحہ نمبر ۲۷۶

ترجمہ :- اللہ کی تسبیح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر برائی و نقصان سے اس کے منزہ و مقدس ہونے کا عقیدہ کیا جائے تفسیر قاسمی میں ہے تنزیہ ذاتہ تعالیٰ عما یلیق بجلالہ [1]

ترجمہ :- اللہ کی تسبیح کرنے کا معنیٰ یہی ہے کہ اس کی ذات کو ان تمام چیزوں سے پاک ہونے کا یقین کیا جائے جو اس کے جلال کے لائق نہیں ہیں، تفسیر مظہری میں ہے القدوس المنزہ عما لا یلیق [2]

ترجمہ :- قدوس کا معنیٰ یہی ہے کہ جو چیزیں اس کی شانِ اقدس کے لائق نہیں ہیں ان سب سے منزہ اور مقدس ہے۔ تفسیر روح المعانی میں ہے القدوس البلیغ فی النزاھۃ عما یوجب نقصانا [3]

جن چیزوں کے اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین و ارادہ ضروری ہے ان تمام چیزوں سے اللہ تعالیٰ کے مبرا منزہ پاک ہونے کے عقیدہ کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین اور اس کے یقین کا اظہار تسبیح و تقدیس کی صورت میں نہ صرف ہم ہی کرتے ہیں بلکہ تمام انبیاء سابقین کی شریعتوں کا بھی لازمی جز تھا۔ اور اسلام ملائکہ بلکہ سب کائنات کا مشترکہ عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ [4]۔

ترجمہ :- اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اللہ کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو یعنی جتنے کمالات اس کی شانِ اقدس کے مناسب ہیں۔ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے متصف ہونے کا اور جتنی چیزیں اس کی شانِ اقدس کے خلاف

---

[1] تفسیر قرطبی جلد ۱۰، صـ۱۸۲
[2] تفسیر قرطبی جلد ۹ صـ۲۷۵ [3] تفسیر قرطبی جلد ۲۸ صـ۶۲
[4] سورۂ بنی اسرائیل آیت ۴۴

ہیں۔ ان کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا عقیدہ و اظہار کرتے ہیں۔ اور یہی معنی و مطلب ہے یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ [1] وغیرہ تمام آیاتِ تسبیح کا اگر اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین کرنا اسلامی الفاظ عقیدہ ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کے متعلق مذکورہ آیات کا اور اللہ تعالیٰ کی سبوحیت و قدوسیت کے ساتھ ایمان لانے کا کوئی معنی و مطلب ہی نہیں رہتا۔ لہٰذا مذکورہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و افعال پر ایمان کے منافی ہو کر شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان اور شانِ الوہیت کی توہین و تنقیص کو مستلزم اور غیر اسلامی تبلیغ ہے۔

دلیل سوم قرآن و حدیث اور اصولِ دین پر مشتمل اسلامی دستاویزات کے حوالہ سے جیسے اللہ تعالیٰ کے اوصاف اضافیہ مثل علی، عظیم، اول، آخر اور اوصاف فعلیہ مثل خالق، رازق، مصور، المحیی المُمیت اور اوصافِ ثبوتیہ حقیقیہ مثل علیم، قدیم، سمیع، بصیر، مرید کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہے۔ ویسے ہی اللہ تعالیٰ کے اوصاف سلبیہ جیسے عرض، جسم، معدود، محدود، مرکب مکیف وغیرہ کا نہ ہونا ضروری ہے۔

مذہب اہلسنت و جماعت کے چاروں طریقوں و مذاہب کے آئمہ دین متکلمین اور اصولِ دین کے ماہرین نے بلا نکیر متفقہ طور پر اللہ تعالیٰ کے اوصافِ سلبیہ کے ساتھ یقین و عقیدہ کو ضروری قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔ لَیْسَ بعرض ولا جوھر ولا مصوَّر وَلَا محدود وَلا معدود وَلا متبعض ولا متجز ولا مرکب ولا متناہٍ ولا یوصف بالماھیہ ولا بالکیفیۃ ولا یمکن فی مکانٍ ولا یجری علیہ زمانٌ ولا یشبھہ شیٔ وَلا

---

[1] سورۂ الصف آیت نمبر ۱

یخرج عن علمہ وقدرتہ شیٔ [1]

اگر اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین کرنا اسلامی عقیدہ ہوتا تو مذکورہ متفقہ عقیدہ یعنی اللہ تعالیٰ کے عرض، جسم، جوہر، معدود، محدود، متجزی، مرکب، متناہی وغیرہ چیزوں کے ساتھ متصف نہ ہونے کا عقیدہ بیان نہ ہوتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے اوصافِ سلبیہ کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہوتا لیکن مذکورہ چیزوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے متصف نہ ہونے کا عقیدہ تمام امتِ مسلمہ کا متفقہ اجماعی مسئلہ ہے نیز اللہ تعالیٰ کے اوصاف سلبیہ کے ساتھ ایمان لانا تمام اُمتِ مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ لہٰذا اللہ سے سب کچھ ہونے کا عقیدہ غیر اسلامی تبلیغ ہونے کے ساتھ ساتھ شریعتِ محمدی پر بہتان، اللہ تعالیٰ کے اوصافِ سلبیہ سے اِنکار اور شانِ الوہیت کی توہین، اکابرینِ اسلام کی واضح عبارات و مشترکہ اقدار سے انحراف کے سبب مردود و مطرود ہے۔

دلیلِ چہارم مخلوق سے صادر ہونے والے افعال و اعمال کے ہونے یا نہ ہونے اور کرنے یا نہ کرنے سے متعلق قرآن و حدیث اور اسلامی دستاویزات کی روشنی میں درج ذیل تفصیل ہے۔

۱۔ عصاۃ سے معاصی و گناہوں کا اللہ کے حکم و رضا کے بغیر صادر ہونے کا یقین و عقیدہ ہونا ضروری ہے یعنی تمام گناہ کے تمام کام شیطانی حرکت سے صادر ہوتے ہیں جس پر اللہ کا نہ حکم ہے نہ رضا اور نہ امر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

---

[1] شرح عقائد صفحہ ۲۷ مواقف صفحہ ۲۷۰، شرح مقاصد جلد دوم صفحہ ۶۱ تا ۱۰۷ احیاء العلوم جلد ۱ صفحہ ۱۱۱، اساس التقدیس صفحہ ۱۳ تا ۴۰ تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۱۱۶ تا صفحہ ۱۴۲، بریقہ محمودیہ جلد ۱ صفحہ ۲۰۱ قواعد الاحکام جلد ۱ صفحہ ۱۶۸ تا ۱۷۰، وسیلہ احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۹ شرح اسماء الحسنیٰ امام رازی صفحہ ۱۸۶۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَأْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ [1]

ترجمہ:۔ بے شک اللہ بے حیائی کا امر نہیں فرماتا۔ نیز فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ [2]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے کفر پسند نہیں کرتا۔

۲۔ اہلِ اطاعت سے اطاعت اور نیکیوں کا حکم کے حکم و امر یا رضا سے صادر ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَہُ لَکُمْ [3] الزمر

۳۔ اطاعت و معصیت اور ہر قول و فعل کا اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے بعد صادر ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے یعنی بغیر تقدیر کوئی بھی فعل کسی بھی مخلوق سے صادر نہ ہونے کا یقین و عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ [4]

نیز فرمایا وَکُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْہُ فِی الزُّبُرِ وَکُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ [5]

۴ مخلوق سے صادر ہونے والے اقوال و افعال، حرکات، سکنات، اطاعت و معصیت، اسلام، کفر توحید، شرک وغیرہ کا اور صادر ہوتے وقت جن اسباب سے یا کسب و اختیار سے وہ صادر ہوتے ہیں۔ ان سب کا اللہ تعالیٰ کے مقدور و مخلوق ہونے کا یقین و عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] سورۂ اعراف آیت نمبر ۲۸
[2] سورۂ الزمر آیت نمبر ۷
[3] سورۂ الزمر آیت نمبر ۷
[4] سورۂ القمر آیت ۴۹
[5] سورۂ القمر آیت ۵۲، ۵۳

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝[1] "بے شک اللہ تعالےٰ ہر ممکن پر خوب قادر ہے"۔ نیز فرمایا

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝[2]

۵۔ مخلوق کے دخلِ عمل سے صادر ہونے والے اقوال وفعل وغیرہ اللہ تعالیٰ کے کاسب نہ ہونے کا یقین وعقیدہ رکھنا ضروری ہے یعنی اللہ تعالیٰ کسب سے پاک ہے اور آلات واسباب کا محتاج نہیں۔ اللہ نے فرمایا:

وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۝[3]

۶۔ مخلوق سے صادر ہونے والے تمام نفس الامری کمالات وخوبی واطاعات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ارادہ مع الرضاء وابستہ نہ ہونے کا عقیدہ ویقین ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ۝[4] نیز فرمایا فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ ۝[5]

۷۔ مخلوق سے صادر ہونے والے نفس الامری نقص وعیب ومعصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ارادہ مع الرضاء وابستہ نہ ہونے کا عقیدہ ویقین ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ یَجْعَلْ صَدْرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ ۝[6]

۸۔ مخلوق سے صادر ہونے والا نفس الامری نقص وعیب ومعصیت کے

(۱) سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۰ (۲) سورۃ الصّٰفّٰت آیت نمبر ۹۶
(۳) سورۃ محمد آیت نمبر ۳۸ (۴) سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۵
(۵) سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۲۵ (۶) سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۰۷

ساتھ اللہ تعالیٰ کا ارادہ بغیر رضا یعنی ارادہ تکوینی وابستہ ہونے کا عقیدہ ویقین ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَآ اَشْرَکُوْا[1] نیز فرمایا وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ مَا فَعَلُوْہُ فَذَرْھُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ ۝[2]

۹۔ مخلوق سے جو اور جیسے بھی افعال واقوال، اطاعت ومعصیت عالم تفصیل اور عالم ظہور میں صادر ہوتے ہیں ان کی پیدائش سے قبل مرتبہ ازل میں حسبِ استعداد خلائق ان سب کا اللہ تعالےٰ کو علم ہونے کا یقین وعقیدہ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝[3]

۱۰۔ جو مخلوق اللہ تعالیٰ کے علمِ ازلی میں اپنے اختیار ورضا سے ایمان واسلام کا راستہ اختیار کر رہا تھا اور ازلی مؤمن وخاتمہ بالخیر ہو اس کے کفر کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے ارادے کا وابستہ نہ ہونے کا یقین وعقیدہ ضروری ہے۔

حُجَّۃُ اللّٰہِ الْبَالِغَہ میں ہے محال ان یتخلف علمہ عَنْ شَیْءٍ او یتحقق غیر ما علم فیکون جھلًا وَکَمًا[4]

یعنی اللہ کا علم خلاف ہونا محال ہے نیز تفسیر قرطبی میں ہے۔

تعلق العلم الازلی بکل معلوم فیجری ما علم وارادہ حکم[5]

یعنی ہر معلوم کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا علم ازلی متعلق ہوا ہے بس جس چیز کو اللہ نے جانا اور اس کے ہونے کا ارادہ تکوینی فرمایا اور فیصلہ کیا وہی ہوگا۔

۱۱۔ جو مخلوق اللہ تعالےٰ کے علمِ ازلی میں اپنے اختیار ورضا سے کفر وشرک

[1] سورۃ انعام آیت نمبر ۱۰۷
[2] سورۃ انعام آیت نمبر ۱۱۲
[3] سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۹
[4] حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ صفحہ ۶۵ [5] تفسیر قرطبی جلد ۱۸ صفحہ ۱۳۲

کا راستہ اختیار کر رہا تھا اور خاتمہ بالکفر ہوا اس کے مومن و مسلمان ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ارادے کا وابستہ نہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے۔

← اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَوْشَاءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى [1]

اس آیت کی تفسیر میں صاحبِ تفسیر روح المعانی نے کہا وَلٰكِنْ لَمْ يَشَاءْ ذٰلِكَ سُبْحٰنَهٗ لِسُوْءِ اخْتِيَارِهِمْ حَسْبَ مَا عَلِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهُمْ فِي أَزَلِ الْآزَالِ [2]

۱۲۔ مخلوق کے اقوال و افعال، اطاعت و معصیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کے علمِ ازلی اور مخلوق کی استعدادِ ازلی کے خلاف قضا و قدر کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے الحدیقۃ الندیہ میں ہے القضاء تابع للارادۃ والارادۃ تابعۃ [3]

صاحبِ تفسیر قاسمی نے فرمایا جرت عادتہ تعالیٰ مراعاۃ الاستعداد [4]

بیضاوی میں ہے ارادۃ تعالیٰ تابعۃ لعلمہ سبحانہ و تعالیٰ [5]

۱۳۔ مخلوق سے صادر ہونے والے تمام کارِ خیر و کارِ شر کا اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کے مطابق ہونے کا عقیدہ و یقین ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ [6]

نیز فرمایا وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ [7]

۱۴۔ کائنات کے متعلق اللہ تعالیٰ کا علم، معلوم، ارادہ تشریعی ارادہ تکوینی، حکم تشریعی، حکم تکوینی، قضا و قدر یہ سب جدا جدا امور ہیں جن کے درمیان

[1] سورۃ انعام آیت نمبر ۳۵ [2] تفسیر روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۱۳۹
[3] الحدیقۃ الندیہ جلد ۱ صفحہ ۲۵۶ [4] تفسیر قاسمی جلد ۶ صفحہ ۲۴۶
[5] تفسیر بیضاوی جلد ۴ صفحہ ۵۱۶ [6] سورۃ الدھر آیت نمبر ۳۰ [7] سورۃ القمر آیت نمبر ۵۲

فرق مراتب کو جاننا ضروری ہے ورنہ ایک کی جگہ دوسرے کو استعمال کر کے شریعت پر بہتان، شانِ الوہیت کی تنقیص اور خلافِ قرآن و حدیث عقیدہ کی تبلیغ کا ارتکاب ہو سکتا ہے (العیاذ باللہ)

اس تفصیل کی روشنی میں مذکورہ جملہ یعنی اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین ۱، ۵، ۷، ۱۲ کے خلاف ہے لہٰذا اسلامی دستاویزات کے خلاف ہو کر اسلام پر بہتان ہوا۔

نیز یہ کہ شانِ الوہیت کی توہین ہے اس لیے کہ اللہ سے سب ہونے کا یقین کر کے آلاتِ کسب کا بھی محتاج بنا دیا۔ اور معلومِ ازلی کے خلاف ہونے کا یقین کر کے اللہ کو جاہل بنا دیا (العیاذ باللہ)

نیز یہ کہ مخلوق کی استعدادِ ازلی کے خلاف اللہ کا علم، ارادہ، قضا و قدر و حکم ہونے کا یقین کر کے اللہ تعالیٰ کو ظالم بنا دیا۔ (العیاذ باللہ)

نیز یہ کہ کفر و معصیت، عیوب و نقائص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کا یقین و عقیدہ کر کے اور حکم و امر کرنے کا یقین کر کے نہ صرف توہین رب العزت کا ارتکاب کیا بلکہ نصوص قرآنیہ کے برعکس عقیدہ کا پرچار کر کے شریعت پر بہتان باندھا اور غیر اسلامی تبلیغ کا مظاہرہ کیا۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ [1]

اور دوسری جگہ فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ [2] اور تیسری جگہ فرمایا۔ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ [3]

[1] سورۃ الزمر آیت نمبر ۷ [2] سورۃ الاعراف آیت ۲۸
[3] سورۃ القاف آیت نمبر ۲۹

اور چوتھی جگہ فرمایا وَمَا اللّٰہُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ۔ [1]

اور دوسرا جملہ یعنی اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین نمبر ۱، نمبر ۷ کے خلاف ہو کر شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان اور شانِ الوہیت کی توہین کے سبب غیر اسلامی تبلیغ ہے۔ اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ کے امر و حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ہو تو لازماً تمام معاصی از قسم کفر و شرک، قتل، زنا، چوری، جھوٹ وغیرہ کا صدور اللہ کے امر و حکم سے ہوگا۔ (العیاذ باللہ)

نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کو معاصی پر راضی ہونے کا عقیدہ و یقین کر کے اعتراف کر لیا کہ کفر و شرک، معصیت اور عیوب و نقائص پر اللہ تعالیٰ راضی ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے امر و رضا سے ہو رہے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ۔ اور دوسری جگہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ

اس طرح سے یہ جملہ نہ صرف غیر اسلامی تبلیغ ہے بلکہ شریعتِ اسلامی پر بدترین بہتان اور توہینِ شانِ الوہیت کا عملی مظاہرہ ہے۔ (العیاذ باللہ)

دلیلِ پنجم اسلامی روایات اور مذہبی دستاویزات کے مطابق شریعتِ محمدیؐ کے حوالہ سے یقین صرف ان مسائل پر ہوتا ہے جن پر بلاشک و شبہ قطعی دلیل شریعت میں موجود ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا واحد ہونا اور اپنی ذات و صفات و افعال میں بے مثل و لاشریک ہونا اور اپنی شان کے لائق تمام کمالات سے متصف ہونا اور اپنی شان کے خلاف کسی بھی کام کا نہ کرنا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے امر و رضا کے بغیر مخلوق سے معصیت کا ارتکاب ہونا اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر و

[1] سورۃ المؤمن آیت ۳۱

ارادہ تکوینی کے بغیر مخلوق سے کسی بھی کام کا نہ ہونا، اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کے لیے لوازماتِ نبوت کو تسلیم کرنا اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی فرضیت کا عقیدہ یعنی اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے حکم و امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین کے جواز پر خفیف سی دلیل بھی اسلام میں موجود نہیں ہے۔ بلکہ یہ خود ساختہ عقیدہ اور بدعتِ ضلالہ کے قبیح الفاظ قرآن و حدیث کے خلاف ہونے کی بنا پر مردود اور واجب التفسیر ہیں۔

دلیلِ ششم اسلامی روایات اور تمام اُمتِ مسلمہ اللہ تعالیٰ کے اسماء، صفات، افعال کے توقیفی ہونے پر متفق ہیں یعنی جس اسم یا صفت یا فعل کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کی جائے یا اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق و استعمال کیا جائے قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت ضروری ہے اور مذکورہ عقیدہ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین" میں سب کچھ ہونا فعل یا مصدر ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت الی الفاعل کیا گیا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم فعل سے متصف ہونے کا یقین کیا جائے جو قرآن و حدیث کے نہ صرف خلاف بلکہ دینِ اسلام پر بہتانِ عظیم اور توہینِ شانِ الوہیت و غیر اسلامی عقیدہ ہے۔

دلیلِ ہفتم جس مسئلے پر یقین کرنا ضروری ہو اس کے منکر یعنی اس پر یقین نہ کرنے والے پر کفر لازم آتا ہے جیسا توحید، نبوت، فرضیتِ نماز، روزہ وغیرہ لیکن مذکورہ عقیدہ و الفاظ یعنی اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین، صحابہ، تابعین، مجتہدین، محدثین، آئمہ دین میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں ہے ورنہ حوالہ پیش کیا جائے۔ بلکہ سب نے اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق تمام کمالات کے ہونے

کا یقین اور اس کی شانِ اقدس کے خلاف کسی بھی چیز کے نہ ہونے کا یقین کیا ہے جیسے علمِ کلام کے حوالے سے۔

نیز اللہ تعالیٰ کے اوصافِ سلبیہ اور سبُّوحیت وقدوسیت کے حوالہ سے بیان ہو چکا ہے تمام اکابرینِ اُمت کی تکفیر کی بجائے مذکورہ الفاظ وعقیدہ خود شریعتِ اسلامیہ پر بہتان، شانِ الوہیت کی سویں اور غیر اسلامی تبلیغ ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر اس غیر اسلامی تبلیغ کو ترک کر کے اسلامی تبلیغ کا آغاز کیا جائے۔

دلیل ہشتم

مذکورہ عقیدہ یعنی اللہ تعالیٰ سے سب کچھ کا یقین اور اللہ کے امر وحکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین کلمہ طیبہ کے مقصد ومطلب کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ کلمہ طیبہ کا اسلامی وشرعی مقصد ومطلب اسلامی کتابوں میں بیان ہوا ہے یہ اس کے سراسر خلاف ہے۔

فتح الباری شرح بخاری میں ہے۔ ان المراد بالشهادة تصديق الرسول فيما جاء به[1]

ترجمہ:۔ یعنی بلاشک وشبہ کلمہ توحید کا مطلب ومقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی شریعت کے تمام مسائل واحکام کی تصدیق کرنا ہے۔ اقتضاء الصراط المستقیم میں ہے۔ والشهادة بان محمدا رسول الله تتضمن تصديقه فی كل ما اخبر وطاعته فی كل ما امر فما اثبته وجب اثباته وما نفاه وجب نفيه[2]

عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے ان الشهادة برسالته تتضمن تصديقه بما جاء به[3]

[1] فتح الباری جلد ۱ صـ۵ [2] اقتضاء الصراط المستقیم صـ۴۵۲ [3] عمدۃ القاری جلد ۱ صـ۱۸۲

اکابرینِ ملت کی ان سب تصریحات کا واضح مطلب یہی ہے کہ کلمہ توحید کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے تمام احکام کے ساتھ تصدیق ویقین کیا جائے گویا کلمہ شہادت کلمہ طیبہ پڑھنے والا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کرتا ہے کہ اے اللہ اس کلمہ کے ضمن میں جتنے بھی احکام موجود ہیں میں ان سب کو تسلیم کرتا ہوں۔ علامہ اقبال نے بھی کلمہ طیبہ کے اس مقصد کی طرف اشارہ کیا ہے۔

؎ چوں می گویم مسلمانم بلرزم — کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

اکابرینِ ملت کے مذکورہ حوالہ جات سے واضح ہو رہا ہے کہ کلمہ کا یہ مقصد کہ اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر وحکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین تمام اُمتِ مسلمہ کے اجتماعی عقیدہ کے خلاف ہو کر شریعت پر بہتانِ عظیم اور تبلیغ کے نام پر غیر اسلامی تحریک ہے۔

نیز یہ کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں پیشروانِ اسلام نے کلمہ توحید کا جو مقصد بیان کیا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے تمام احکام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق تسلیم کرنا کے سراسر خلاف ہے۔

احکامِ ہائے اسلام کے مختلف طریقے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا طریقہ تعلیمِ شانِ الوہیت کے بارے میں جُدا ہے، شانِ نبوت کے بارے میں جُدا حقوق اللہ کی بابت جُدا، نماز کا جُدا، روزہ کا جُدا الغرض ہر ہر چیز کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کے بتائے ہوئے طریقے مختلف ہیں۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[1] کا ارشادِ خداوندی تمام احکامِ شریعت کو شامل ہے چاہے از قبیل اُصولِ دین ہو یا فروعِ دین اللہ تعالیٰ کی شانِ خالقیت ہو یا شانِ معبودیت و قدوسیت کونسا اہلِ علم مسلمان اس بات کو نہیں جانتا کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں شانِ الوہیت کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا طریقہ و عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کی شان کے لائق ہر کمال کا اس سے ہونے کا یقین ضروری ہے۔ اور اس کی شانِ اقدس کے خلاف کسی بھی کمال یا صفت یا فعل کے ساتھ اس کے متصف نہ ہونے کا یقین کرنا ضروری ہے۔

دلیلِ نہم

قرونِ اولیٰ سے لے کر اب تک اسلامی دنیا میں ایمان کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ ایمانِ مفصل

۲۔ ایمانِ مجمل

ایمانِ مجمل یہ ہے۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَائِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ۔

اور ایمانِ مفصل یہ ہے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ط

ایمانِ مجمل کے خلاف

مذکورہ الفاظ و عقیدہ یعنی اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ایمان کی ان دونوں قسموں کے خلاف اس لیے ہے کہ

[1] سورۃ الاحزاب آیت ۲۱۔

ایمانِ مجمل کے اندر اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا مع الہ بے شمار اسماء و صفات و افعال و کمالات کے ذکر ہیں۔ جن کے ساتھ نفس الامری طور پر ذاتِ اقدس جل جلالہٗ متصف ہے شریعت میں اس کا استعمال و اطلاق ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور بِاَسْمَائِهٖ وَصِفَاتِهٖ میں اوصافِ ثبوتیہ اور اوصافِ سلبیہ کا ذکر ہے لہٰذا دونوں پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن مذکورہ عقیدہ و الفاظ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین" میں ایک طرف اللہ تعالیٰ کی صفاتِ سلبیہ سے انکار کیا جا رہا ہے تو دوسری طرف اس کی شانِ اقدس و کبریائی کے خلاف کاموں کے ساتھ اس کو متصف کر کے شانِ عظمت کی توہین و تنقیص کی جا رہی ہے۔ مزید برآں اس ناپاک عقیدہ و الفاظ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بات ہونے کا لیبل لگا کر شریعتِ اسلامیہ پر بہتان اور غیر اسلامی تبلیغ کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے

ایمانِ مفصل کے خلاف

اس لیے کہ ایمانِ مفصل میں اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کا معنی و مطلب قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و اسماء و افعال پر یقین اور اس کی شان کے لائق تمام کمالات کے ہونے کا یقین اور اس کی ذات کے خلاف کسی بھی صفت و فعل کے اس سے نہ ہونے کا یقین کرنا ہے اس طرح اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کا جملہ نہ صرف توحید کے تمام مراتب کو بلکہ اللہ تعالیٰ کے تمام اوصاف ثبوتیہ و سلبیہ کو بھی شامل ہے۔ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ کا جملہ فرشتوں کے تمام اوصاف کو بھی شامل ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں جیسے عصمت و عبادت اور مَلٰٓئِكَتِهٖ میں جیسے فرشتوں کے وجود پر یقین ضروری ہے ویسے ہی ان کی عصمت و عابدیت پر یقین و عقیدہ ضروری ہے۔ اور عابد ہونا مخلوق کا کمال ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی شانِ کبریائی کے خلاف جس وجہ سے عبادت کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین کرنا ضروری ہے۔ وَكُتُبِهٖ

میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ تمام آسمانی کتابوں پر مع ان تمام مسائل و احکام واذکار جو ان میں موجود ہیں یقین کرنا ضروری ہے اور یہ تمام آسمانی کتابیں اللہ تعالیٰ کی تقدیس و تسبیح اور اللہ کی شان کے خلاف کاموں کا اللہ سے نہ ہونے کے یقین کی تعلیم و تبلیغ پر مشتمل ہیں وَرُسُلِہٖ میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت تمام انبیاء و مرسلین کی حقانیت پر مع لوازمات و تعلیماتِ نبوت و رسالت یقین کرنا ضروری ہے اور ہر پیغمبر کی تعلیمات میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس شامل ہے وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ میں اس دنیا کے زوال اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمام موجودات کے فنا ہونے، نظامِ کائنات کے موجودہ نقشے کے تبدیل ہونے پر یقین ضروری ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات کا کسی بھی تغیر و تبدل کے ساتھ متصف نہ ہونے کا یقین کرنا ضروری ہے۔

وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ میں تقدیرِ ازلی یعنی قضاء و قدر پر یقین ضروری ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ کائنات میں جتنے بھی حرکات و سکنات اقوال و افعال اچھے، بُرے، اطاعت و معصیت جو کچھ ہو رہا ہے وہ اللہ کی قضاء و قدر اور تقدیر کے مطابق ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ [1]

نیز فرمایا وَکُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ [2]

نیز فرمایا وَکُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْہُ فِی الزُّبُرِ [3]

لیکن ہر کام کا تقدیر کے مطابق ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اللہ کی رضا یا امر و حکم یا ارادہ تشریعی سے بھی ہو جیسے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ

[1] سورۃ الزمر آیت ۳۰ [2] سورۃ القمر آیت ۵۳
[3] سورۃ القمر آیت ۵۲

مخلوق سے صادر ہونے والے عیوب و نقائص و معصیت اللہ تعالیٰ کی تقدیر و قضاء و ارادہ تکوینی اور حکمِ تکوینی و خطابِ تکوینی و تخلیق سے ہیں لیکن اللہ کے امر اور رضا و ارادہ تشریعی کے ساتھ ہرگز وابستہ نہیں ہیں۔ لہٰذا ایمان بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ میں جیسے مخلوق سے صادر ہونے والے ہر قسم کے افعال و اقوال وغیرہ کے مطابق ارادہ تکوینی ہونے کا یقین و ارادہ ضروری ہے اسی طرح مخلوق سے صادر ہونے والی ہر قسم کی اطاعت و عبادت کا مطابقِ قضاء و قدر ہونے کے ساتھ ساتھ مطابقِ حکم و امر یا مطابقِ ارادہ تشریعی ہونے پر بھی یقین ضروری ہے۔

نیز یہ کہ مخلوق سے صادر ہونے والی ہر معصیت کا مطابقِ قضاء و قدر ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم و امر تشریعی اور رضا کے بغیر ہونے کا یقین و ارادہ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ [1]

نیز فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُوْا بِالْفَحْشَآءِ [2]

وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ میں حساب و کتاب جزا و سزا اور مجازاۃِ اعمال کے لیے مخلوق کے زندہ ہونے اور اس کی زندگی سے متعلقہ مراحل و احوال جیسے وزنِ اعمال، پل صراط، شفاعتِ کبریٰ، جنت، دوزخ وغیرہ پر ایمان ضروری ہے الغرض ایمانِ مفصل میں مذکورہ اسمِ جلالت سمیت تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق تمام کمالات، کا اللہ تعالیٰ سے ہونے کا یقین اور اللہ تعالیٰ کی شانِ تقدس کے خلاف کسی بھی صفت و فعل کا اللہ سے نہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے۔

[1] سورۃ القمر آیت نمبر ۷ [2] سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۸

خلاصۂ دلیل قرآن وحدیث اور اسلامی دستاویزات کی روشنی میں ایمانِ مجمل و ایمانِ مفصل کی تشریح کو سمجھنے کے بعد مذکورہ الفاظ وعقیدہ رکھنے "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے حکم وامر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" غیر اسلامی عقیدہ ہونے کے ساتھ شریعت اسلامیہ پر بہتان اور تنقیص وتوہین شانِ الوہیت قرار پاتا ہے۔

دلیلِ دہم مذکورہ الفاظ وعقیدہ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر وحکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" اہلسنت و جماعت کا طریقہ ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ فرقۂ جبریہ کا عقیدہ ہے جو فرقۂ معتزلہ کی ایک شاخ ہے۔ اُصولِ دین پر لکھی ہوئی سب کتابوں میں مخلوق سے صادر ہونے والے افعال واقوال کے متعلق اہلسنت وجماعت کا عقیدہ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ فرقہ قدریہ، فرقہ جبریہ دونوں کا ردّ کیا گیا ہے یہ دونوں فرقے معتزلہ مذہب کی دو متضاد شاخیں ہیں۔ فرقہ قدریہ مخلوق کو خود اپنے افعال کا خالق مانتا ہے اور فرقہ جبریہ ایمانِ مفصل میں واقع وَبِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ کے متفقہ و اجتماعی عقیدہ سے دھوکہ کھا کر اللہ سے سب کچھ ہونے کا اور اللہ کے حکم وامر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے یہ دونوں عقیدے چونکہ خلافِ عقیدہ اہلسنت وجماعت اور غیر اسلامی تھے اس لیے اُصولِ دین کے ماہرین اور علمائے کرام نے ان دونوں کا ردّ کیا ہے۔ اَلْفَرْقُ بَیْنَ الْفِرَقِ میں ہے اِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ خَالِقُ الْاَجْسَامِ وَالْاَعْرَاضِ خَیْرِھَا وَشَرِّھَا وَاَنَّہٗ خَالِقُ اَکْسَابِ الْعِبَادِ وَلَا خَالِقُ غَیْرُ اللّٰہِ وَھٰذَا خِلَافُ قَوْلِ مَنْ زَعَمَ مِنَ الْقَدَرِیَّۃِ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمْ یَخْلُقْ شَیْئًا مِنْ اَکْسَابِ الْعِبَادِ وَخِلَافُ قَوْلِ

الْجَھْمِیَّۃِ اَنَّ الْعِبَادَ غَیْرُ مُکْتَسِبِیْنَ وَلَا قَادِرِیْنَ عَلٰی اِکْتِسَابِھِمْ[1]

شرح عقائد میں اہل سنت وجماعت کا مذہب بیان کرنے کے بعد کہا گیا ہے۔ لَا کَمَا زَعَمَتِ الْجَبْرِیَّۃُ اَنَّہٗ لَا فِعْلَ لِلْعَبْدِ اَصْلًا[2]

ترجمہ: اہلِ سنت وجماعت کا عقیدہ ایسا نہیں ہے جیسا فرقہ جبریہ نے عقیدہ جمایا کہ اللہ کے حکم وامر کے بغیر مخلوق سے کچھ نہ ہونے کا یقین۔ نبراس میں ہے وَثَانِیْھَا لِلْجَبْرِیَّۃِ ھُوَ اَنَّ الْفِعْلَ بِقَدَرِ اللّٰہِ وَحْدَھَا وَلَیْسَ لِلْعَبْدِ قُدْرَۃُ اخْتِیَارٍ[3]

ترجمہ: مخلوق سے صادر ہونے والے افعال کے متعلق معتزلہ کے دوسرے فرقہ جبریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے امر وحکم کے بغیر مخلوق کچھ بھی نہیں کرسکتی اور مخلوق کو کسی بھی قسم کی قدرت واختیار مواقف نہیں ہے وَقَالُوْا لَا قُدْرَۃَ لِلْعَبْدِ اَصْلًا[4] ترجمہ: جبریہ نے کہا کہ مخلوق کو کسی قسم کی قدرت نہیں ہے۔

عذرِ گناہ بدتر از گناہ اس سوال کو ترتیب دینے کے دوران مفتی زین العابدین مرکزی امیر تبلیغی جماعت پاکستان کے دو متقدر علماء کرام میرے پاس تشریف لائے۔ شاید مفتی زین العابدین یا دیگر امراء وعظماءِ جماعت سے ملنے کے بعد آئے ہوں۔ اُنھوں نے میری گرفت کا جواب اس طرح دیا کہ مفتی زین العابدین اور تبلیغی جماعت کے ساتھ وابستہ علماء کلمہ توحید کا جو مقصد بیان کرتے ہیں یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے حکم وامر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" اس کا مطلب یہ ہے کہ اچھے کاموں اور کمالات کے ہونے کا یقین ہے بُرے کاموں اور نقصان وغلط کام مراد نہیں ہیں نیز یہ کہ

---

[1] الفرق بین الفرق صفحہ ۳۳۸ وھذا فی الفتاوی الکبریٰ جلد نمبر ۱۲ صفحہ ۳۳۲۔
[2] شرح عقائد صفحہ ۶۴ [3] نبراس صفحہ ۲۷۲

اللہ کے حکم وامر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ارادہ کے بغیر مخلوق کچھ نہیں کرسکتی۔

ازالۂ شبہ اس وقت میں نے جو جواب دیا اس کی تفصیل درج ذیل سطور میں تحریر کررہا ہوں تاکہ کسی بھی قسم کا خفا و تردد باقی نہ رہے۔ پہلے جملے کی مذکورہ توجیہہ خالص مغالطہ یا اشتباہ ہے۔

۱۔ اس لیے کہ اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین ہے کے الفاظ موجبہ کلیہ کے ہیں جو اپنے عموم کے اعتبار سے ہر اچھے بُرے ینبغی، لا ینبغی سب کو شامل ہیں۔ لہٰذا شانِ الوہیت کے متعلقہ ظاہر الغلط اور مردود لفظ استعمال کرنے کے بعد اس سے توبہ کرنے کی بجائے اس قسم کی توجیہات میں پڑنا، عذرِ گناہ بدتر از گناہ کے مصداق ہے۔

قواعد الاحکام میں ہے لَا یُصْرَفُ اللفظ عن ظاھرہ اذا کان خلاف المقصد۔[1]

ترجمہ: اپنے مقصد کا خلاف سمجھ کر لفظ کو اس کے ظاہری معنی سے پھیرنا جائز نہیں ہے۔

۲۔ اس لیے کہ کلمہ توحید کی تشریح میں اکابرینِ اسلام نے اس کے معانی، مطالب، مقاصد، فضائل و مسائل کی بابت بہت کچھ لکھا ہے لیکن اس قسم کے موہم کفر الفاظ وجملہ کسی سے ثابت نہیں ہیں۔ لہٰذا شانِ الوہیت کی تنقیص کے موجب الفاظ کی توجیہہ کرنے کی بجائے اس کو ترک کرکے توبہ کرنا بہتر ہے۔

۳۔ اس لیے کہ سب کمالات کا اللہ سے ہونے کا یقین کرنا بھی غیر اسلامی عقیدہ ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کے کمالات اس کی شان کے لائق ہوتے ہیں اور مخلوق

[1] قواعد الاحکام جلد ۲ صفحہ ۱۰

کے کمالات اور اس کی شان کے لائق ہوتے ہیں۔ خالق کا کمالاتِ مخلوق سے پاک و مقدس و منزہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے اور مخلوق کا کمالاتِ خالق میں شریک نہ ہونے کا یقین و عقیدہ رکھنا مومن و مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ مثال کے طور پر منکسر المزاج و متواضع ہونا انسان کا کمال ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی بابت نقصان و عیب ہے جس کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے متصف نہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے۔ روزِ قیامت شفاعتِ کبریٰ کے عظیم مرتبہ پر فائز ہو کر عذاب الیم سے خلائق کو نجات دلانا مخلوق (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا کمال ہے۔ جو اللہ کی شان کے لائق ہرگز نہیں ہے۔ علیٰ ہذا القیاس گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیق میشو۔

۴۔ اس لیے کہ انسان فطری طور پر اپنے گرد و پیش سے مانوس و متاثر ہوتا ہے لہٰذا اس جملہ یعنی (اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین ہے) کو سُننے کیساتھ انسان کا دل و دماغ ان چیزوں کی طرف جاتا ہے جن کو وہ کمال سمجھتا ہے اور مشاہدہ کرچکا ہے یا کررہا ہوتا ہے جیسے صنعت و حرفت میں کمال، تعلیم میں کمال، امورِ خانہ داری میں کمال، تہذیب الاخلاق و سیاستِ مدنی میں کمال، عبادت میں کمال اور سب پر عیاں ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس قسم کے کسی بھی کمال کو اللہ تعالےٰ کے لیے ثابت کرنا شانِ الوہیت کی کُھلی توہین و تنقیص ہونے کے ساتھ ساتھ غیر اسلامی عقیدہ ہے۔

۵۔ اس لیے کہ شانِ الوہیت کے متعلق عقیدہ کا مسئلہ ہے جس کا بادلیل قطعی و بلاشک و شبہ اور غیر مجمل واضح الفاظ میں ہونا ضروری ہے۔ یہ مسائل فروعیہ کی طرح نہیں ہے جس میں دلیلِ ظنی یا شک و شبہ اور اجمال کے بعد تفسیر اور اطلاق کے بعد تقیید کی گنجائش ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکابرینِ اسلام نے شانِ الوہیت

کے متعلق اسلامی عقیدہ کو توہین کی بود شائبہ اور ہر قسم کے باعثِ اعتراض و تردّد و شک و شبہ سے پاک واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔

۶۔ اس لیے کہ شانِ الوہیت کے متعلق اس طرح کا موہم کفر و غیر اسلامی جملہ و الفاظ استعمال کرنے کے بعد علماء حق کی گرفت سے بچنے کے لیے توجیہات کا سہارا ڈھونڈنا انبیاء کرام کے طریقۂ تبلیغ کے سراسر خلاف ہے اور جو تبلیغ طریقۂ پیغمبر کے خلاف ہو وہ اسلامی تبلیغ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ شانِ الوہیت کے متعلق عقیدہ کی تبلیغِ نبوی یہ ہے کہ ہر پیغمبر نے غیر مشکوک اور واضح الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو بیان کیا ہے۔

→ فتاویٰ کبریٰ میں ہے۔ وَطریقۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اثبات صفاتِ الکمالِ علی سبیلِ التفصیل لا الاجمال[1] یعنی عقیدہ شانِ الوہیت کے متعلق طریقہ تبلیغ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ثبوتیہ کمالیہ کو غیر مشکوک اور واضح الفاظ میں تفصیل کے ساتھ بیان کرنا ہے نہ کہ مجمل و مشکوک الفاظ میں اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید و حدیث کے وہ مقامات جن میں متعدد انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ و تسلیماتہ علیہم اجمعین کی طرف سے اوصاف ثبوتیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توصیف بیان ہوئی ہے ان سب میں غیر مشکوک وغیرہ مجمل واضح اور باادب الفاظ کے مبارک جملے موجود ہیں کسی میں بھی باعثِ شک و شبہ یا موجب تردّد و موہم کفر اور مجمل الفاظ نہیں ملتے۔

۷۔ اس لیے کہ جو قول و فعل خرابی عقیدۂ عوام کا سبب بنے اس کا کرنا ناجائز اور ترک ضروری ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے

— لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰہُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ۔

[1] فتاویٰ کبریٰ جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۵۱۵ نیز اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ نمبر ۴۶۵

اس کی وجہ محدثین نے یہی بیان کی ہے کہ اس قسم کے الفاظ سے عوام کا عقیدہ خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جس خطیب نے وَمَنْ عَصَاھُمَا کہا تھا۔ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ محدثین نے بھی اس کی یہی وجہ بتائی ہے کہ عوام کا عقیدہ اس قسم کے الفاظ سے خراب ہونے کا اندیشہ ہو سکتا تھا۔

تیسری حدیث میں ہے کہ اپنے غلام یا لونڈی کو عبدی و اَمتی کہنے سے منع فرمایا گیا۔ اس کی بھی یہی وجہ بتائی گئی ہے کہ خرابی عقیدہ عوام کے انسداد کے لیے ہے۔

چوتھی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَطْعِمْ رَبَّکَ وَضِّئْ رَبَّکَ وَاسْقِ رَبَّکَ[2] کہنے سے منع فرمایا۔ اس کی وجہ بھی ماہرینِ حدیث نے یہی بیان کی ہے کہ یہ انسداد سببِ فساد عقیدہ کے لیے ہے۔ اس سلسلہ میں اور بھی بے شمار حدیثیں موجود ہیں غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی میں ہے وَمِنْھَا اِنَّ العامۃ یعتقدونھا وَسُنَّتَہٗ[1] یعنی صلوٰۃ غائب کے ناجائز ہونے کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ عوام کو اس کی سنت اور حکم شرعی ہونے کا عقیدہ ہو سکتا ہے اور جو چیز خرابی عقیدہ عوام کا سبب ہو وہ ناجائز ہوتی ہے۔

مذکورہ الفاظ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین" سادہ لوح مسلمانوں کو بطور عقیدہ یاد کرا کے ان کا عقیدہ خراب کرنے کے بعد توجیہات و تاویلات کے چکر میں پڑنے کا کیا فائدہ ہے جبکہ اسلام اور کفر اور ادب و بے ادبی اور

[1] غنیۃ المستملی ص ۴۳۳ [2] بخاری شریف جلد نمبر ۲ ص ۳۴۶

جائز و ناجائز کا دار و مدار عُرف پر ہوتا ہے اور عرف شرع میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم یا امر کا مطلب ہمیشہ تشریعی حکم ہوتا ہے۔ المستصفیٰ میں ہے ان الحکم عندنا عبارۃ عن خطاب الشرع اذا تعلق بافعال المکلفین فالحرام ھو المعقول فیہ اترکوہ ولا تفعلوا والواجب ھو المعقول فیہ افعلوہ ولا تترکوہ والمباح ھو المعقول فیہ ان شئتم فاترکوہ فان لم یوجد ھذا الخطاب من شرع فلا حکم[1]

فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں ہے: وھو عندنا معشر اھل السنۃ خطاب اللہ المتعلق بافعال المکلفین اقتضاء او تخییرًا[2] یعنی حکم کا معنیٰ و مطلب شریعت کے عرف میں اہل السنّت والجماعت کے مذہب میں اللہ تعالےٰ کا وہ خطاب ہے جو مکلّف بندوں کے افعال کے ساتھ اقتضاءً یا تخییرًا متعلق ہو۔

نہایۃ السئول میں ہے۔ وصار بعد اصطلاح الاصولیین علیہ حقیقۃ عرفیۃ[3] یعنی علماء اُصول و فقہاء اسلام کی اصطلاح اس پر ہونے کے بعد حکم کا معنیٰ حکم تشریعی میں حقیقۃ عرفیہ بن گیا۔

منہاج الاصول میں ہے۔ الحکم خطاب اللہ تعالیٰ المتعلق بافعال المکلفین بالاقتضاء او التخییر[4]

یعنی اہل سنّت و جماعت کے مذہب میں اللہ تعالیٰ کی طرف جو حکم نسبتًا ہو اس کا معنیٰ اللہ تعالےٰ کا وہ خطاب ہے جو مکلّف بندوں کے افعال کے ساتھ کرنے یا نہ کرنے کے تقاضا کے ساتھ یا اختیار کے ساتھ متعلق ہو۔

---

[1] المستصفیٰ جلد نمبر ۱ صـ۵۵ [2] فواتح الرحموت جلد ۱ صـ۵۴
[3] نہایت السئول جلد ۱ صـ۴۷ [4] منہاج الاصول جلد ۱ صـ۴۲

دوسرے شبہ کا ازالہ

دوسرا جملہ یعنی "اللہ کے حکم و امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" کی مذکورہ توجیہ بھی خالص مغالطہ ہے یا اشتباہ۔

۱۔ اس لیے کہ اس طرح کی اُلٹی منطق کلمہ توحید کی تشریح میں اسلامی کتابوں سے ثابت نہیں ہے۔ ورنہ حوالہ پیش کیا جائے۔ اسلامی روایات کے خلاف ظاہر الغلط و موہم کفر لفظ استعمال کر کے عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے بجائے اس کو ترک کر کے قرآن و حدیث کے مطابق تبلیغ کرنا بہتر ہے۔

۲۔ اس لیے کہ اس طرح کا عقیدہ ابوجہل سمیت تمام مشرکین کا بھی تھا وہ بھی یہی کہتے تھے کہ ہم اللہ تعالےٰ کی مشیت و ارادہ کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں مشرکین کا یہی عقیدہ ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ[1]

ترجمہ:۔ اور مشرکین نے کہا کہ اللہ نے ہمارے شرک کا ارادہ نہ کیا ہوا ہوتا تو ہم اور ہمارے آباؤ اجداد اس کے بغیر کسی اور چیز کی عبادت نہ کرتے اور نہ ہی اللہ کے حکم کے بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ[2]

ترجمہ:۔ عنقریب کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا ہے کہ اگر اللہ ہمارا شرک نہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادے شرک نہ کرتے ہوتے اور نہ ہی اس

---

[1] سورۃ الانعام آیت ۱۴۸ [2] سورۃ الزخرف آیت ۲۰

کے حکم کے بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔

تیسری جگہ ارشاد فرمایا وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ[1]

ترجمہ:- اور مشرکین نے کہا اگر اللہ چاہتا تو ہم ان بتوں کی عبادت نہ کرتے۔

مقامِ عبرت اسلام اور مسلمانوں کو ایسی تبلیغ سے کیا فائدہ ہے جس کا چرچا چودہ سو سال پہلے ابوجہل بھی کر چکا ہے۔ اسلامی تبلیغ کا دارومدار امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر ہے یعنی اسلامی عقیدہ یا اعمالِ صالحہ کو انسانی زندگی کے کسی بھی شعبہ میں ترک کیا جا رہا ہو وہیں پر امر بالمعروف کرنا فرض ہے اور اسی طرح اگر غیر اسلامی عقیدہ یا منکرات کا ارتکاب کیا جا رہا ہو وہیں پر نہی عن المنکر کرنا فرض ہے لیکن اللہ تعالےٰ کی مشیت وارادہ وبقدرِ خیرہ وشرہ کے خلاف ہونے کا عقیدہ کسی مشرک کا بھی نہیں ہے۔ بلکہ مسلم وغیر مسلم سب کا متفقہ عقیدہ ہے تو پھر ایسی تبلیغ کے لیے مسلمانوں کو ان کے متعلقہ مشاغل ذریعہ معاش صنعت وحرفت وغیرہ ضروریات جن کا کرنا اسلامی روایات کے مطابق لازم ہے سے نکال کر گاؤں گاؤں پھرنا اسلام کی کونسی خدمت ہے؟ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ۔

شبہ کا ازالہ اس مقام پر یہ شبہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا مطلب یعنی اللہ کے ارادہ کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین وعقیدہ اگرچہ ابوجہل کو بھی حاصل تھا اور موحد مشرک مسلم وغیر مسلم سب کا غیر متنازعہ اور مسلم مشترکہ عقیدہ ہے لیکن اس کے باوجود موجودہ زمانہ میں اس قسم کی تبلیغ کرنے والوں کی صحبت میں رہنے سے انسان داڑھی، مسواک، نمازِ پنجگانہ کے پابند ہونے کے ساتھ، ساتھ نسوار، سگریٹ، پان اور جرس وغیرہ بدفعلیوں سے نجات پا لیتا ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ نماز کا پابند ہونا اور بدفعلیوں سے بچنا یقیناً اچھی صفت ہے ایک بے نماز کے مقابلہ میں نمازی اور بدعمل کے مقابلہ میں نیک عمل انسان ہزار ہا درجہ بہتر ہے لیکن عقیدہ خراب ہو جانے کے بعد نماز، روزہ وغیرہ کوئی بھی عبادت وغیرہ قبول نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ اسلام کے حوالہ سے ہر قسم کی مقبولیت کے لیے عقیدہ صحیح ہونا اوّلین شرط ہے۔ دُنیاوی لحاظ سے اگرچہ ریش تراش کے مقابلہ میں باریش بدکار کے مقابلہ میں بیکو کار بے نماز کے مقابلہ میں نمازی کو مسلم معاشرہ میں پسند کیا جاتا ہے اور مذہب کے حوالہ سے، نیک، پرہیزگار، بزرگ مبلغ وغیرہ باعزت الفاظ کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے لیکن عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الرَّسُوْلِ اور اُخروی لحاظ سے بدعقیدہ نمازی کے مقابلہ میں صحیح العقیدہ بے نماز اور بدعقیدہ باریش کے مقابلہ میں صحیح العقیدہ ریش تراش بدرجہا بہتر ہے قرآن کریم نے اس موازنہ کو بایں الفاظ بیان کیا ہے:

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ[2]

ترجمہ:- کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور مسجدِ حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرالی جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ وَأُولٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ[3]

ترجمہ:- ان بدعقیدہ مشرکین کے اچھے اعمال ضائع ہو گئے اور وہ ہمیشہ آگ

---

[1] سورۃ توبہ آیت ۱۹ [2] سورۃ توبہ آیت ۱۷

میں رہیں گے۔

اور تیسری جگہ ارشاد فرمایا۔ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ الخ[1]

یعنی بقبلہ ہونا اور عبادت بجا لانا اللہ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتا جب تک عقیدہ درست نہ ہو۔

چوتھی جگہ ارشاد فرمایا اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ[2]

یعنی کیا بدعقیدگی کے گناہ میں مبتلا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم اُن کی زندگی اور موت ان لوگوں کی طرح کریں جنہوں نے صحیح عقیدہ کے ساتھ عملِ صالح کیے ہیں وہ اپنی طرف سے جو فیصلہ صادر کر رہے ہیں وہ بہت بُرا ہے۔

پانچویں جگہ ارشاد فرمایا وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا[3]

یعنی غیر اسلامی عقیدہ والوں کے اچھے اعمال کو ہم نے ریزہ ریزہ کر کے ذرات بنا دیا۔

کلمہ توحید پر قرآن و حدیث کے مطابق عقیدہ رکھنا اوّلین بنیادِ اسلام ہے اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سمیت تمام اعمالِ صالحہ کی قبولیت کی شرط ہے لیکن اس پر یقین کے نام سے قرآن و حدیث کے خلاف عقیدہ جما کر جہلِ

[1] سورۃ البقرہ آیت ۱۷۷ [2] سورۃ الجاثیۃ آیت ۔
[3] سورۃ الفرقان آیت ۲۳

مرکب میں مبتلا ہونے کے بعد عند اللہ و عند الرسول کسی قسم کی عبادت مقبول و مفید نہیں ہوگی۔ ورنہ عبد اللہ ابن سلول جہنمی قرار نہ پاتا۔ حالانکہ وہ پکا نمازی باریش تھا۔ اور اس کا نفاق ظاہر ہونے سے قبل اسلام کے حوالے سے متقی پرہیزگار و معزز سمجھا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ جنگِ اُحد کے لیے تیاری کے سلسلے میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر صاحب الرائے صحابہ کی طرح اس کو بھی مجلسِ مشاورت میں بُلا کر اس سے مشورہ طلب کیا بظاہر ان تمام اچھائیوں اور عبادات کے باوجود وہ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ کا مصداق صرف اس لیے ٹھہرا کہ اس کا عقیدہ خراب تھا اور کلمہ توحید کی بابت درست عقیدہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی تمام نمازیں، عبادات وغیرہ ضائع ہو گئیں۔

۳۔ اس لیے کہ یہ توجیہہ معتزلہ کا عقیدہ ہے اَلصَّوَاعِقُ الْمُرْسَلَہ میں ہے۔ اَلْاِرَادَةُ بِمَعْنَى الْاَمْرِ عِنْدَ الْمُعْتَزِلَةِ[1] اور فتاویٰ کبریٰ میں ہے:۔ وجهم ومن وافقه من المعتزلة اشركوا في ان مشية الله ومحبته ورضاه بمعنى واحد[2]

اہلسنت و جماعت کے مذہب میں اللہ تعالیٰ کا امر و ارادہ جُدا جُدا چیزیں ہیں:

احیاء العلوم میں ہے۔ اَمْرُ اللّٰهِ غَيْرُ الْاِرَادَةِ[3]

نبراس میں ہے۔ اَلْاِرَادَةُ وَالْمَشِيَّةُ وَالتَّقْدِيْرُ مُتَعَلِّقٌ بِالْكُلِّ وَالرِّضَا وَالْمَحَبَّةُ وَالْاَمْرُ لَا يَتَعَلَّقُ اِلَّا بِالْحَسَنِ لَا الْقَبِيْحِ[4]

نہایۃ فی الشرح منہاج الاصول میں ہے اِنَّ الْاِرَادَةَ

[1] الصواعق المرسلہ ص۱۰۸ [2] فتاویٰ کبریٰ ج ۸ ص۴۷۴
[3] احیاء العلوم ج ۱ ص۱۱۱ [4] نبراس ص۲۷۹

لاتطلق علی الامر بل هی بمعنی المرجع فقط عندنا وعِنْدهم تطلق علی معنی الامر بمعنی الطلب [1]

۴- اس لیے کہ امر، نہی، حکم یہ تینوں الفاظ عرف شرع میں بمعنی حکم شرعی کے استعمال ہوتے ہیں۔ الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ میں ہے۔ حُکْمُ اللّٰہِ ھُوَ الْاَمْرُ وَالنَّھْیُ [2] یعنی عرف شرع میں اللہ کے حکم سے مُراد امر یا نہی ہوتے ہیں۔

المستصفیٰ مِنْ عِلْمِ الْاُصول میں ہے اِنَّ الْحُکْمَ عِنْدَنَا عِبَارَۃٌ عَنْ خِطَابِ الشَّرْعِ اِذَا تَعَلَّقَ بِاَفْعَالِ الْمُکَلَّفِیْنَ فَالْحَرَامُ ھُوَ الْمَقُوْلُ فِیْہِ اترکوہُ وَلَا تَفْعَلُوْہُ والواجب ھُوَ المقول فیہ افعلوہُ وَ لاتترکوہ والمباح ھو المقول فیہ ان شئتم فافعلوہ وَاِنْ شئتم فاترکوہ فان لَمْ یوجد ھذا الخطاب من الشارع فلاحکم [3]

ترجمہ: بے شک اللہ کا حکم اہل سنّت وجماعت کے نزدیک خطاب شرعی سے عبارت ہے جب وہ افعال مکلفین سے متعلق ہو پس حرام وہ حکم جس میں کہا جاتا ہے کہ چھوڑ دو اور اسے مت کرو اور واجب اللہ کا وہ حکم ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کو کرو اور چھوڑو مت اور مباح اللہ کا وہ حکم ہے جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ چاہو اسے کرو، چاہو اسے چھوڑ دو۔ پس اگر شارع کی طرف سے یہ خطاب نہ پایا جائے تو اللہ کا حکم بھی نہیں ہوگا۔

مسلم الثبوت میں ہے الباب الثانی فی الحکم وھو عندنا خطاب اللّٰہ المتعلق بفعل المکلف اقتضاءً او تخییرًا [4]

[1] نہایۃ السول ج ۱ ص ۲۱ [2] الحدیقۃ الندیہ ج ۱ ص ۲۴۶ [3] المستصفیٰ ج ۱ ص ۴۵ [4] مسلم الثبوت ص ۱۲

مذکورہ تصریحات سے واضح ہوا کہ اہل سنّت وجماعت کے چاروں مذاہب کے عرف میں اسلام کے حوالہ سے اللہ کا حکم یا امر کے الفاظ جب بھی استعمال کیے جاتے ہیں تو ان سے مُراد ہمیشہ حکم تشریعی ہوتا ہے نہ کہ معنی لغوی وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ عقائد کی عبارت میں وَحُکْمُہٗ کے لفظ پر اعتراض ہو رہا تھا جس سے بچنے کے لیے شرح عقائد نے اس کی تاویل خطابِ تکوینی کے ساتھ کی ہے۔

خلاصۂ مذہب اہل سنّت وجماعت یہ ہے کہ مخلوق سے صادر ہونے والے ہر قسم کے اعمال وافعال اللہ تعالیٰ کی تقدیر وارادہ اور خطابِ تکوینی کے مطابق ظاہر ہوتے ہیں لیکن اچھے اور بُرے اعمال کا فرق یہ ہے کہ مخلوق سے صادر ہونے والے اچھے اعمال مطابق حکم تکوینی تابع تقدیر وارادہ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم وامر یا رضا سے ہوتے ہیں اور بُرے اعمال مطابق حکم تکوینی وتابع تقدیر وارادہ ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم وامر اور رضا کے بغیر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ [1]

۵ اس لیے کہ یہ الفاظ وعقیدہ کلمہ توحید کے مقصد کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ معنی مقصودی اور مطلوب کلام کو شریعت کی زبان میں عبارۃ النص کہتے ہیں۔ جو صراحۃً آسانی کے ساتھ بلا تاویل وتوجیہ مخاطب کی سمجھ میں آجائے۔ تحریر الاصول ابن ہمام کی شرح التقریر والتحبیر میں ہے فعبارۃ النص دلالتہ علی المعنی مقصودًا اصلیا [2]

اگر مذکورہ الفاظ وعقیدہ یعنی اللہ کے امر وحکم کے بغیر مخلوق سے کچھ نہ ہونے کا یقین کلمہ توحید کا مقصودی معنی ومطلوب ہوتا تو پھر اس قسم کی تاویلیں کرنے کی یوں

[1] سورۃ الاعراف آیت ۲۸ [2] التقریر والتحبیر جلد ۱ صفحہ ۱۳۶

ضرورت پیش آتی۔

حقیقت یہ ہے کہ کلمہ توحید میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جو اس عقیدہ شنیعہ بدعیہ پر دلالت کرتا ہو ورنہ بتایا جائے وہ کونسا لفظ ہے؟ انصاف یہ ہے کہ مذکورہ الفاظ عقیدہ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" بدعت ضلالہ شانِ الوہیت کی توہین، شریعت محمدی پر بہتان اور غیر اسلامی تبلیغ ہونے کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ لہٰذا ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ اس غیر پوشیدہ جرم سے اعلانیہ توبہ کر کے مطابقِ قرآن وحدیث امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے عظیم فریضہ اسلام کی ادائیگی کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ تبلیغ کے مطابق اسلامی تبلیغ کا انتظام کیا جائے۔

استفتاء بخدمت علماء کرام ومفتیان عظام

حضرات کرام ہر قسم کے تعصب جانبداری سے پاک حمیتِ اسلامی اور نہی عن المنکر کے مذہبی جذبہ کے باعث بغرضِ اصلاح جس عقیدہ و الفاظ کو اس سوالنامہ میں غیر اسلامی تبلیغ وعقیدہ اور توہینِ شانِ الوہیت وشریعتِ محمدیؐ پر بہتان ثابت کیا گیا ہے آپ بھی ہر قسم کے تعصب سے بالاتر رہتے ہوئے حسبۃً للہ۔

۱۔ شان الوہیت کی بابت عقیدہ کی حیثیت سے اس پر غور فرمائیں۔

۲۔ عقائد اسلامیہ کے محافظ کی حیثیت سے میری طرف سے بیان کردہ دلائل کا جائزہ لیجئے۔

۳۔ اگر آپ نے اپنی تحقیق کی روشنی میں میرے دلائل سے اختلاف کیا تو میرے خلاف فتویٰ صادر فرما کر میری تسلی فرمائیں میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا۔

۴۔ اگر میرے دلائل کو قرآن وحدیث واسلامی دستاویزات کے مطابق

پایا تو نہی عن المنکر کے اس مذہبی فریضہ کی ادائیگی میں تائید وتوثیق فرمایئے یا مستقل فتویٰ فرما کر سادہ لوح مسلمانوں کو اس اعتقادی گمراہی سے بچا کر اپنی مذہبی ذمہ داری انجام دیجئے۔ اَجْرُکُمْ عَلَی اللہ۔

المستفتی

پیر محمد چشتی

مرکزی صدر پاسبان اہل سنت وجماعت صوبہ سرحد
مہتمم جامعہ غوثیہ معینیہ بیرون یکہ توت پشاور شہر
• خطیب جامعہ مسجد غوثیہ موچی لڑہ بازار پشاور
رکن جماعت اہلسنت پاکستان
رکن متحدہ علماء کونسل پاکستان
رابطہ کے لیے فون:- ۶۴۵۴۵-۲۱۲۵۹۰-۲۱۱۰۶۵

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى

نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ (القرآن)

بخدمت حضرت محترم میر سیف الرحمٰن اخونزادہ صاحب

السلام علیکم

امید کہ مزاج شریف بخیر و عافیت ہونگے۔ چند مسائل آپکی زبان سے میں نے خود سنے ہیں۔ ویسے بھی آپکے شیخ اور مرید ین اور خلیفہ حضرات آپکی تقلید کرتے ہوئے انکی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ جنکو میں ناجائز، شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم پر بہتان و کذب اور مذہب اہلسنت وجماعت کے خلاف سمجھتا ہوں۔

① اللہ تعالیٰ سے ہونے اور مخلوق سے نہ ہونے کے عقیدہ و یقین رکھنے والوں کو آپ کافر کہتے ہیں۔ بلکہ ہزارھا بار آپ یہ فتویٰ صادر کر چکے ہیں۔ جسکو میں غلط سمجھتا ہوں۔ اور کسی مسلمان کے مجمل لفظ یا غلط فہمی کی وجہ سے اُس پر حکم کفر یا فتویٰ کفر صادر کرنے کیلئے اسلامی اصول کا خلاف سمجھتا ہوں۔

② ضروریات دینیہ قطعیہ جو قطعی الثبوت والدلالۃ نصوص سے مدلول ہیں۔ جیسے قطعی عقائد اسلامیہ: ایسے مسائل میں بھی آپ امام ابو حنیفہ کی تقلید ضروری کہتے ہیں۔ اور ہزارھا بار اسکا فتویٰ صادر کر چکے ہیں۔ اور آپکے شیخ و مرید ین و خلیفہ سب کے سب اس مسلک کے مسالک ہو کر لوگوں کو اس قسم عقیدہ رکھنے کی تلقین کرتے ہیں۔

جسکو میں نہ صرف غلط فحش سمجھتا ہوں۔ بلکہ ائمہ اربعہ مجتہدین کرام پر تہمت باندھنے کے مترادف کہتا ہوں۔ اور میرے نزدیک اس مسئلہ میں اسلامی عقیدہ یہ ہے۔ کہ قطعی عقائد اسلامیہ میں حنفی شافعی وغیرہ اختلاف کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ حنفی شافعی وغیرہ اختلاف کا دائرہ صرف مسائل اجتہادیہ اور اُن مسائل تک محدود ہے۔ جن پر قطعی الثبوت والدلالۃ نصوص موجود نہ ہوں۔

جیسے اعتقادیات ظنیہ اور مسائل قیاسیہ فقہیہ۔

③ اللہ تعالیٰ سے اسکی شان کے مطابق سب کچھ ہونے کا یقین اور اسکی شان اقدس کے خلاف اس سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین میرے سمیت تمام عالم اسلام کا مشترکہ عقیدہ ہے۔ جسکو آپ کفری عقیدہ سمجھتے ہیں۔ اور ہزارھا بار اُس عقیدہ پر حکم کفر لگا چکے ہیں۔ میرے نزدیک اس عقیدہ پر حکم کفر لگانا اور ایسے الفاظ کو کفریہ کہنا قرآن و حدیث سے انکار اور صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین بلکہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے مترادف ہے۔

④ الاستفتاء میں اللہ کی شان کے لائق سب کچھ اُس سے ہونے کے یقین ہے۔ کے الفاظ میں لفظ شان جو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہوا ہے۔ اس نسبت کو آپ کفریہ فعل قرار دیکر اللہ کی طرف لفظ شان کی نسبت کرنے پر کفر کا حکم لگایا ہے۔

جس پر عینی شاہدین موجود ہیں۔ میرے نزدیک آپکا یہ فتویٰ نہایت مزموم اور قرآن و حدیث سے انکار اور تمام عالم اسلام کو کافر قرار دینے کے مترادف ہے۔

(۵) بغیر عمامہ نماز پڑھنے کو آپ نے مکروہ تحریمہ کہا ہے۔ جبکہ میں آپکے اس فتویٰ کو نہ صرف غلط فحش سمجھتا ہوں۔ بلکہ شریعت پر بہتان و کذب اور اپنے پیٹ سے شریعت گڑھنے کے مترادف سمجھتا ہوں۔ میرے نزدیک عمامہ باندھنا نماز اور نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت لباس اور سنت عادیہ ہے۔ اور سنت نبوی کی نیت سے اسکا استعمال کرنا باعث ثواب و برکت ہے۔ اور عدم استعمال نہ گناہ نہ مکروہ لہذا بغیر عمامہ نماز پڑھنے کو مکروہ کہنا اپنے پیٹ سے شریعت گڑھنے کے مترادف ہے۔

(۶) سر پر ٹوپی پہن کر نماز پڑھنے کو آپ نے ناجائز، مکروہ، مکروہ تحریمی اور اپنے پیٹ سے شریعت گڑھنے کے مترادف ہے۔

(۷) سر پر عمامہ باندھنے کو آپ نے سنن ھدیٰ اور سنت مؤکدہ کہا ہے۔ جبکہ میرے نزدیک آپکا یہ فتویٰ بھی کتب فقہیہ و احادیث کے خلاف، مردود اور اپنے پیٹ سے بنائے ہوئے اختراع اور رسول اللہ علیہ السلام پر جھوٹ و بہتان ہے۔

(۸) پیر کا مرتبہ وقتی استاد کے مرتبہ و وقت سے زیادہ کہکر آپ علماء و مدرسین سے انکے شاگردوں کو کاٹ رہے ہیں۔ جبکہ میرے نزدیک آپکا یہ فتویٰ بھی بے بنیاد و غلط ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جس مذہبی استاد و شیخ نے مذہبی علوم پڑھاکر علم و عمل کے صراط مستقیم پر لگایا ہو۔ اسکا مرتبہ موجودہ زمانہ کے رسمی پیر سے بدرجہا بہتر و افضل ہے۔

(۹) آپ سینہ کے غدود کو بلا کر اسکو علم طب کے ساتھ جریان قلب یا اجراء قلب کا نام دیکر مخلوق خدا کو اپنی کرامت و روحانی طاقت کا تاثر دے رہے ہیں۔ جو میرے نزدیک محض کرتب اور خاص عمل کا کرشمہ ہے۔ جسکا روحانیت و التصوف اور سلوک کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ میں اسکو ناجائز و گناہ سمجھتا ہوں۔

(۱۰) آپ نے کہا ہے۔ کہ اہل تشیع اور مولانا مودودی جماعت اسلامی پاکستان کے بانی اور تبلیغی جماعت والے یہ سب کافر ہیں۔ جبکہ آپکا یہ فتویٰ میرے نزدیک غلط اور کسی شخص پر حکم کفر کرنے کیلئے اصول اسلام کے خلاف ہے۔

آخر میں بصد آداب عرض کروں گا کہ مذکورہ مسائل میں آپکے ساتھ میرا بنیادی اختلاف پیدا ہوا ہے۔ بالخصوص ۱ و ۲ کے متعلق آپ نے مجھ پر کفر کا حکم کرکے نہ صرف میری شدید توہین کی ہے۔ بلکہ تمام عالم اسلام کو کافر بنا کر قرآن و حدیث سے انکار کیا ہے۔ لہذا اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے حکم۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ سورہ ۴ سورۃ النساء آیت ۵۹

ترجمہ:۔ اگر کسی مسئلہ میں تمھارا اختلاف ہوا تو قال اللہ و قال الرسول کی روشنی میں اسکا فیصلہ کرو۔ الٰہیات کا طالب علم اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے قال اللہ و قال الرسول کی روشنی میں آپ سے وضاحت چاہتا ہوں۔ اور اللہ وحدہٗ لاشریک کو حاضر و ناظر جانکر اشہد کے ساتھ آپکو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اس تحریر سے میرا مقصد صرف اور صرف اظہار حق ہے۔ کسی کی تذلیل یا مکابرہ ہرگز ہرگز میرے پیش نظر نہیں ہے لہذا آپ بھی اللہ کو حاضر و ناظر جانکر بعد الموت اللہ کے سامنے پیشی کا منظر ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے موقف کی تحریری وضاحت ہماری قومی زبان "اردو" میں پیش کریں۔ آپکی بڑی مہربانی ہوگی۔

والسلام 14/4/94

خاکپائے اہل حق پیر محمد چشتی صدر پاسبان اہلسنت و جماعت سرحد
و مہتمم دارالعلوم جامعہ غوثیہ معینیہ بیرون یکہ توت پشاور ہوں 64045

پیر محمد چشتی مہتمم
دارالعلوم جامعہ غوثیہ معینیہ

الجراحات علی المزخرفات

یعنی

بر سیف الرحمٰن کوٹوی کی طرف سے اپنے غیر اسلامی عقائد و اعمال کو عین شریعت و کمال اتباع سنت قرار دے کر اس کے برخلاف تمام مکاتب فکر مسلمانوں کی تکفیر و تفسیق، دجل و فریب اور خرافات کا

شرعی آپریشن

از قلم حضرت علامہ پیر محمد چشتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

صدر پاسبان اہلسنت وجماعت صوبہ سرحد

ناشر

ادارہ غوثیہ معینیہ بیرون بکہ توت پشاور پاکستان

نام کتاب : الجراحات علی المزخرفات

نام مصنف : حضرت علامہ پیر محمد چشتی صاحب مدظلہ

تعداد : گیارہ صد (۱۱۰۰)

ناشر : ادارہ غوثیہ معینیہ بیرون یکہ توت
پشاور پاکستان

پرنٹر : رحمان وقاص پرنٹرز

قیمت : چالیس روپے (۴۰/-)

ملنے کا پتہ :

دارالعلوم غوثیہ معینیہ بیرون یکہ توت
پشاور پاکستان

تحفہ

۴۹۰

عمدۃ الاقتباسات مع عمدۃ الجوابات

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱-	جواب بقدر جواب	۷
۲-	ضروری اعلان	۱۰
۳-	پہلا خط از پیر محمد چشتی	۱۱
۴-	دوسرا خط از پیر محمد چشتی	۱۴
۵-	تیسرا خط از پیر محمد چشتی	۱۶
۶-	تنبیہہ بنام تلامذہ	۱۷
۷-	دوسری تنبیہہ بنام تلامذہ	۲۰
۸-	ایک مصلح کی طرف سے سیف الرحمن کو مشورہ	۲۷
۹-	میری زندگی کا عجیب اور خطرناک واقعہ	۲۸
۱۰-	بسم اللہ الرحمن الرحیم	۳۴
۱۱-	وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر۱	۳۵
۱۲-	وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر۲	۳۸
۱۳-	وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر۳	۳۹
۱۴-	وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر۴	۴۰
۱۵-	وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر۵	۴۱
۱۶-	وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر۶	۴۱
۱۷-	وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر۷	۴۲
۱۸-	وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر۸	۴۲
۱۹-	وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر۹	۴۴
۲۰-	وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر۱۰	۴۶
۲۱-	الجراحات علی المزخرفات	۴۸
۲۲-	الجراحات علی المزخرفات	۵۲

۲۳- بنیادی غلطی کی گرفت	۵۶
۲۴- استعمال اوصاف باری تعالیٰ کے مختلف طریقے	۵۹
۲۵- مغالطہ یا چالاکی کا پیشگی انسداد	۶۱
۲۶- اہل علم کے لئے مقام عبرت ہے	۶۴
۲۷- الجراحہ علی المزخرفت الثانیہ	۶۵
۲۸- الجراحہ علی المزخرفہ الثالثہ	۶۹
۲۹- مسلمانوں کے لئے مقام عبرت ہے	۷۳
۳۰- مقام عبرت ہے	۷۶
۳۱- الجراحہ علی المزخرفۃ الرابعہ	۸۰
۳۲- جہل مرکب وکتاب البطن	۸۱
۳۳- آپریشن نمبر۱	۸۱
۳۴ متبائن انواع کے متبائن احکام	۸۱
۳۵- آپریشن نمبر۲	۸۳
۳۶- الحاصل	۸۴
۳۷- آپریشن نمبر۳	۸۴
۳۸- آپریشن نمبر۴ اور ۵	۸۶
۳۹- آپریشن نمبر۶ تا ۸	۸۷
۴۰- آپریشن نمبر۹	۸۸
۴۱- مقام عبرت ہے	۸۸
۴۲- آپریشن نمبر۱۰	۸۸
۴۳- آپریشن نمبر۱۱	۸۹
۴۴- آپریشن نمبر۱۲	۹۱
۴۵- آپریشن نمبر۱۳ تا ۱۵	۹۲
۴۶- آپریشن نمبر۱۶ اور ۱۷	۹۳
۴۷- آپریشن نمبر۱۸ اور ۱۹	۹۴
۴۸- آپریشن نمبر۲۰ اور ۲۱	۹۵
۴۹- آپریشن نمبر۲۲ تا ۲۴	۹۶
۵۰- آپریشن نمبر۲۵	۹۷
۵۱- آپریشن نمبر۲۶ اور ۲۷	۱۰۲
۵۲- آپریشن نمبر۲۸	۱۰۳
۵۳- الجواب	۱۰۳
۵۴- دعوت فکر	۱۰۴
۵۵- آپریشن نمبر۲۹	۱۰۵
۵۶- مقام غور ہے	۱۰۵
۵۷- آپریشن نمبر۳۰ اور ۳۱	۱۰۶
۵۸- آپریشن نمبر۳۲	۱۰۸
۵۹- الجراحہ علی المزخرفۃ الخامسہ	۱۰۹
۶۰- جھوٹ نمبر۱ تا ۴	۱۱۴
۶۱- جھوٹ نمبر۵ تا ۹	۱۱۵
۶۲- اس سلسلہ میں پہلا واقعہ	۱۱۶
۶۳- اس سلسلہ میں دوسرا باعث آگاہی	۱۱۶
۶۴- تیسرا باعث آگاہی	۱۱۷
۶۵- چوتھا باعث آگاہی	۱۱۷
۶۶- پانچواں اور آخری باعث آگاہی	۱۱۹
۶۷- ہر مسلمان کو دعوت انصاف دی جاتی ہے	۱۲۰
۶۸- جھوٹ نمبر۱۰ اور ۱۱	۱۲۰
۶۹- جھوٹ نمبر۱۲ تا ۱۶	۱۲۱
۷۰- جھوٹ نمبر۱۷ تا ۲۰	۱۲۲
۷۱- جھوٹ نمبر۲۱ تا ۳۱	۱۲۳
۷۲- جھوٹ نمبر۳۲ اور ۳۳	۱۲۵

۷۳- جھوٹ نمبر ۳۴ اور ۳۵	۱۲۶
۷۴- جھوٹ نمبر ۳۶	۱۲۷
۷۵- جھوٹ نمبر ۳۷ اور ۳۸	۱۲۸
۷۶- اصل واقعہ کی وضاحت	۱۲۹
۷۷- جھوٹ نمبر ۳۹ اور ۴۰	۱۳۱
۷۸- جھوٹ نمبر ۴۱ تا ۴۶	۱۳۳
۷۹- جھوٹ نمبر ۴۷ تا ۵۲	۱۳۴
۸۰- جھوٹ نمبر ۵۳ تا ۵۹	۱۳۵
۸۱- جھوٹ نمبر ۶۰ تا ۶۳	۱۳۶
۸۲- جھوٹ نمبر ۶۴ تا ۶۹	۱۳۷
۸۳- جھوٹ نمبر ۷۰ اور ۷۱	۱۳۸
۸۴- جھوٹ نمبر ۷۲ تا ۸۰	۱۳۹
۸۵- غلط بیانی نمبر ۱ تا ۴	۱۴۲
۸۶- نوٹ	۱۴۳
۸۷- غلط بیانی نمبر ۵	۱۴۳
۸۸- غلط بیانی نمبر ۶ اور ۷	۱۴۴
۸۹- غلط بیانی نمبر ۸ اور ۹	۱۴۵
۹۰- غلط بیانی نمبر ۱۰ تا ۱۴	۱۴۶
۹۱- غلط بیانی نمبر ۱۵ اور ۱۶	۱۴۷
۹۲- چند ضروری حوالہ جاتی صفحات کی نقل برائے نمونہ	۱۵۱

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

جواب بقدر جواب

تقریباً دو سال قبل فتنہ فرقہ سیفیہ کے بانی پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کے غیر اسلامی عقائد و اعمال اور تصوف و سلوک کے پردہ میں غیر شرعی حرکات پر مطلع ہو کر اسے عالم اسلام کے لئے بالعموم اور پیر فقیر ماننے والے عوام اہلسنّت کے لئے بالخصوص ضرر محض سمجھ کر چند مسائل میں اس کی میں نے شرعی گرفت کر کے وضاحت طلب کی تھی جس کے ردعمل کے طور پر انہوں نے میرے خلاف شدید مغلظات اور سوقیانہ گالیوں پر مشتمل کتاب لکھی جس میں انہوں نے میری تکفیر کرنے کے ساتھ ساتھ ہر اس مسلمان کو بھی کافر و زندیق و ملحد کہا جو اس کو یا اس کے کسی مرید و خلیفہ کو اولیاء اللہ تسلیم نہ کریں اور اپنے ہر جائز و ناجائز عقیدہ و عمل کرتب و شعبدہ بازی کو عین شریعت قرار دیکر اپنے اوپر اعتراض کرنے یا اپنی کسی غیر شرعی حرکت پر گرفت کرنے والوں کو کافر و زندیق کہتے ہوئے اپنے جن غلیظ و غیر اسلامی عقائد اور تمام مکاتب فکر اہل اسلام سے جداگانہ جدید نظریات کا اعتراف و اقرار کتابی صورت میں ظاہر کیا ہے یا تمام اولیاء اللہ المستقدمین کے امام و مقتدٰی بلکہ صحابہ کرام کے بھی امام و مقتدٰی بلکہ تمام انبیاء علیہم اسلام کے امام و مقتدٰی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ امام الانبیاء والمرسلین خاتم النبین قائد الغرا المحجلین سید الاولین و آخرین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی امام و مقتدٰی ہونے کے شیطانی خواب کو اپنی مزعومہ ولایت پر بطور دلیل بیان کر کے امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو اپنا مقتدِی و تابع لکھا ہے اور پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی جیسے بزرگ سے چھ درجہ سے بھی زیادہ فوق و افضل ہونے پر فخر کر کے اور اپنے تمام مریدین و خلفاء کو اخص الخواص اولیاء اللہ کہہ کر ان کی ولایت میں شک کرنے والوں کو کافر و زندیق و ملحد کہہ کر موجودہ وقت کے تمام سلاسل قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور اپنے یا اپنے مریدوں کے سوا باقی تمام مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کو لصوص دین (دین کے چور) قرار دے کر ان کے مریدوں پر ان سے رجوع کر کے اپنے پاس آنے کو لازم اور واجب لکھا ہے علی ہذاالقیاس نادیدہ و ناشنیدہ کفریات و مغلظات پر مشتمل اغلظ ترین مجموعہ اکاذیب کے کس کس حصہ اور کس کس جھوٹ کا جواب دیا جائے۔ لیکن میں اس جوابی کتاب میں صرف دو چیزیں بیان کروں گا۔

1- جن مسائل میں اس کی میں نے شرعی گرفت کی تھی ان کی وضاحت اور ان کے متعلق سیف الرحمٰن کوٹوی کے مزخرفات اور دجل و فریب کا آپریشن

2- سیف الرحمٰن کی طرف سے مجھ پر لگائے گئے الزامات جھوٹ و افترات اور کافر و زندیق ملحد وغیرہ جیسے مغلظات اور بدترین گالیوں کا جائز و شرعی جواب دے کر اپنی پوزیشن کی وضاحت کرکے میں پیر سیف الرحمٰن کو مخلصانہ مشورہ و نصیحت و تبلیغ کہ ناجائز عقائد و حرکات سے توبہ کرکے اپنی عاقبت و آخرت کو ہمیشگی کے عذاب سے بچائے یا چند غیر جانبدار علماء کرام کے ذریعہ شریعت کرکے اپنے ان عقائد و اعمال کو ثابت کریں اس مختصر جواب بقدر جواب کے علاوہ اگر اصل اعتراضات سے ہٹ کر سیف الرحمٰن کے جدید انکشافات و عقائد جو اس کے خود نوشتہ کتاب کی شکل میں اب ظاہر ہوئے ہیں کا تعاقب کیا جائے تو ہزاروں صفحات درکار ہیں لیکن میرے پیش نظر صرف اور صرف وہی پرانے مسائل ہیں جن پر سیف الرحمٰن کی گرفت کرکے تقریباً دو سال ہونے کو ہیں لہٰذا اصل موضوع سے ہٹ کر کچھ اور لکھنا قطعاً مناسب نہیں سمجھتا ہوں بلکہ خیر الکلام ما قل و دل کے مطابق اصل موضوع اور اپنی ذات کے دفاع سے متعلق شرعی جواب بقدر جواب کو ہی مناسب سمجھ کر نہایت اختصار سے کام لیا پیر سیف الرحمٰن کوٹوی نے اپنے غیر شرعی عقائد و مسائل پر مشتمل دستاویزات کتابی شکل میں ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اور اپنے مریدوں کے سوا باقی تمام مشائخ چشتیہ قادریہ سہروردیہ اور نقشبندیہ مجددیہ کو بے کمال ناقص مقلد سجادہ نشین اور لصوص دین (دین کے چور) کہہ کر ان سے وابستہ مریدوں کو انہیں چھوڑ کر موجودہ وقت کے کامل و مکمل نائب رسول' قیوم زمان یعنی اپنی طرف آن کر اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی ترغیب دے کر نیز یہ کہ موجودہ وقت میں اس کی خانقاہ سیفیہ کے سوا باقی کسی بھی جگہ میں شرائط و علامات قادریہ' چشتیہ وغیرہ خرط القتاد (معدوم) ہونے کا تحریری اعلان کرکے ان تمام مشائخ و سجادہ نشین حضرات کو آزمائش میں ڈال دیا ہے اب تمام مکاتب فکر کے واقف حال مسلمان دیکھ رہے ہیں اور انتظار کر رہے ہیں کہ امام الانبیاء و المرسلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کے مدعی اور امام اولیاء پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی کو سرتاج و سرخیل اولیاء ہونے کا عقیدہ کرکے ان کا نیاز گیارھویں شریف دینے والے اور عمر بھر ان کے نام مبارک کا

نیاز و صدقہ اور شکرانے کھانے والے اور اپنے سلاسل طریقت کو حق سمجھ کر سلسلہ طریقت چلانے والے پیران عظام و مشائخ کرام اور سجادہ نشین حضرات میں سے کون کون حق نمک ادا کرتے ہوئے حق اسلام' مقام مصطفیٰ شان اولیاء کا دفاع اور اپنے سلسلہ طریقت پر لگائے گئے الزامات کے ازالہ و دفاع کے شرعی و قانونی حق کے لئے آگے آکر حسب استطاعت حملہ آور سے جواب طلبی کرتے ہیں اور کون کون ایسے ہیں جو لاچار ناتواں بوڑھیا کی طرح اس حملہ آور متکبر پر خالی دانت پیستے ہوئے دودھ کے مجنوں کا کردار ادا کرکے مستقبل قریب یا بعید میں بزعم خویش نائب رسول مجدد العصر اور کامل و مکمل شیخ وقت کے ان مکتوبات و دستاویزات کو سند و دلیل بنا کر فرقہ سیفیہ کے بقایا جراثیم کے سوا باقی تمام سلاسل کے مشائخ و درویشوں کو لصوص دین (دین کے چور) دھوکہ باز اور جھوٹا قرار دینے کے متوقع خطرہ کو ممکن بنانے کے لئے حالات سازگار بناتے ہیں اس لئے کہ اِس وقت حملہ آور کے دفاع اور اس سے جواب طلبی یا اس کی طرف سے لگائے گئے الزامات کی تردید کئے بغیر خاموش بیٹھا رہنا ان الزامات کو تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ بحیثیت مسلمان اور الٰہیات کے طالب علم و پاسبان میں نے شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے پیر سیف الرحمٰن کی جو گرفت یا اس کے مزخرفات کی جو تردید کردی بمصداق حصہ بقدر جثہ یہ سب کچھ ادنیٰ ترین مسلمان کی طرف سے ادنیٰ اور عاجزانہ سعی اور مذہبی فریضہ کی ادائیگی میں حقیر قدم ہے پیر سیف الرحمٰن کے ساتھ میرا کسی قسم کے بھی ذاتیات اور عناد یا دنیاوی اختلاف ہرگز نہیں ہے۔

بلکہ صرف اور صرف اس کے غیر اسلامی عقائد اور اعمال کی شرعی گرفت کرکے اپنا مذہبی فریضہ ادا کرنے پر وہ میرا شدید ترین دشمن بن کر بوکھلاہٹ میں ہر طرف کفر ہی کفر تقسیم کر رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کو غلط عقائد و مسائل اور ناجائز اعمال و حرکات سے توبہ کرنے کی توفیق دے (آمین)

پیر محمد چشتی 26/8/95

ضروری اعلان

پیر سیف الرحمٰن کے غیر اسلامی عقائد کا علم ہونے پر اس کی شرعی گرفت ہونے سے لیکر اس کی خود نوشتہ گالی نامہ کتاب (ھدایت السا لکین) کا مارکیٹ میں آکر اس کے تمام عقائد و نظریات مسلمانوں کے سامنے کتابی و دستاویزی شکل میں ظاہر ہونے تک شریعت محمدی علی صاحبہا الصلواۃ والتسلیم کی طرف سے ان کو دعوت دیتے ہوئے بالواسطہ یا بلاواسطہ جتنی تحریریں بھی میری طرف سے صادر ہوئیں ہیں ان کی بالترتیب نقول مطابق اصل درج کر رہا ہوں تاکہ منصف مزاج اہل علم حضرات جانبین کی روش و نیت کا موازنہ کر سکیں۔

بخدمت جناب محترم پیر سیف الرحمٰن اخوندزادہ صاحب

السلام علیکم!

امید ہے کہ مزاج شریف بخیر و عافیت ہوں گے چند مسائل آپ کی زبان سے میں نے خود سنے ہیں ویسے بھی آپ کے شیخ اور مریدین اور خلیفہ حضرات آپ کی تقلید کرتے ہوئے ان کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں جن کو میں ناجائز شریعت محمدی علی صاحبہا الصلواۃ والتسلیم پر بہتان و کذب اور مذہب اہلسنت و جماعت کے خلاف سمجھتا ہوں۔

1- اللہ تعالیٰ سے ہونے اور مخلوق سے نہ ہونے کے عقیدہ و یقین رکھنے والوں کو آپ کافر کہتے ہیں بلکہ ہزار ہا بار آپ یہ فتویٰ صادر کر چکے ہیں جس کو میں غلط سمجھتا ہوں اور کسی مسلمان کے مجمل الفاظ یا غلط کلمہ کی وجہ سے اس پر حکم کفر یا فتویٰ کفر صادر کرنے کے لئے اسلامی اصول کے خلاف سمجھتا ہوں۔

2- ضروریات دینیہ قطعیہ جو قطعی الثبوت والدلالہ نصوص سے مدلول ہیں جیسے قطعی عقائد اسلامی ایسے مسائل میں بھی آپ امام ابوحنیفہ کی تقلید ضروری کہتے ہیں اور ہزار ہا بار اس کا فتویٰ صادر کر چکے ہیں اور آپ کے شیخ و مریدین و خلیفہ سب کے سب اس مسلک کے سالک ہو کر لوگوں کو اس قسم کے عقیدہ رکھنے کی تلقین کرتے ہیں جس کو میں نہ صرف غلط فحش سمجھتا ہوں بلکہ آئمہ اربعہ مجتہدین کرام پر تہمت باندھنے کے مترادف کہتا ہوں اور میرے نزدیک اس مسئلہ میں اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ قطعی عقائد اسلامیہ میں حنفی، شافعی وغیرہ اختلاف کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے بلکہ حنفی، شافعی وغیرہ اختلاف کا دائرہ کار صرف مسائل اجتہادیہ اور ان مسائل تک محدود ہے جن پر قطعی الثبوت والدلالتہ النصوص موجود نہ ہوں جیسے اعتقادیات ظنیہ اور مسائل قیاسیہ فقہیہ

3- اللہ تعالیٰ سے اس کی شان کے مطابق سب کچھ ہونے کا یقین اور اس کی شان اقدس کے خلاف اس سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین میرے سمیت تمام عالم اسلام کا مشترکہ عقیدہ ہے جس کو آپ کفری عقیدہ سمجھتے ہیں اور بارھا بار آپ اس عقیدہ پر حکم کفر لگا چکے ہیں میرے نزدیک اس عقیدہ پر حکم کفر لگانا اور ایسے الفاظ کو کفریہ کہنا

قرآن و حدیث سے انکار اور صحابہ' تابعین' آئمہ مجتہدین بلکہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے مترادف ہے

4- الا سنتاء میں اللہ کی شان کے لائق سب کچھ اس سے ہونے کا یقین ہے کے الفاظ میں لفظ شان جو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہوا ہے اس نسبت کو آپ کفریہ فعل قرار دے کر اللہ کی طرف لفظ شان کی نسبت کرنے پر کفر کا حکم لگایا ہے میرے نزدیک آپ کا یہ فتویٰ نہایت خطرناک' قرآن و حدیث سے انکار اور تمام عالم اسلام کو کافر قرار دینے کے مترادف ہے

5- بغیر عمامہ کے نماز پڑھنے کو آپ نے مکروہ تحریمہ کہا ہے جبکہ میں آپ کے اس فتویٰ کو نہ صرف غلط فحش سمجھتا ہوں بلکہ شریعت پر بہتان و کذب اور اپنے پیٹ سے شریعت گھڑنے کے مترادف سمجھتا ہوں میرے نزدیک عمامہ باندھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت لباس اور سنت عادیہ ہے اور سنت نبوی کی نیت سے اس کا استعمال کرنا باعث ثواب و برکت ہے اور عدم استعمال نہ گناہ نہ مکروہ لہٰذا بغیر عمامہ نماز پڑھنے کو مکروہ کہنا اپنے پیٹ سے شریعت گھڑنے کے مترادف ہے

6- سر پر ٹوپی پہن کر نماز پڑھنے کو آپ نے ناجائز' مکروہ تحریمی اور قراقلی ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنے کو اشد الکراہت کہہ کر اپنے پیٹ سے شریعت گھڑی ہے جو شریعت پر بہتان و کذب محض ہے۔

7- سر پر عمامہ باندھنے کو آپ نے سنن ھدی اور سنت موکدہ کہا ہے جبکہ میرے نزدیک آپ کا یہ فتویٰ بھی کتب فقہ و احادیث کے خلاف' مردود اور اپنے پیٹ سے بنائے ہوئے اختراع اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ و بہتان ہے

8- پیر کا مرتبہ و حق استاد کے مرتبہ و حق سے زیادہ کہہ کو آپ علماء و مدرسین سے ان کے شاگردوں کو کاٹ رہے ہیں جبکہ میرے نزدیک آپ کا یہ فتویٰ بھی بے بنیاد ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جس مذہبی استاد و شیخ نے مذہبی علوم پڑھا کر علم و عمل کے صراط مستقیم پر لگایا ہو اس کا مرتبہ موجودہ زمانہ کے رسمی پیر سے بدرجہا بہتر و افضل ہے

9- آپ سینہ کے غدود کو ہلا کر اس کو کلمہ طیبہ کے ساتھ جریان قلب یا اجراء قلب کا نام دیکر خلق خدا کو اپنی کرامت اور روحانی طاقت کا تاثر دے رہے ہیں جو میرے نزدیک محض کرتب اور خاص عمل کا کرشمہ ہے جس کا روحانیت و تصوف اور سلوک کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ میں اس کو ناجائز و گناہ سمجھتا ہوں

10- آپ نے کہا ہے کہ اہل تشیع اور مولانا مودودی جماعت اسلامی پاکستان کے بانی اور تبلیغی جماعت والے یہ سب کافر ہیں جبکہ آپ کا یہ فتویٰ میرے نزدیک غلط اور کسی شخص پر حکم کفر کرنے کے لئے اصول اسلام کے خلاف ہے

آخر میں بصد آداب عرض کروں گا کہ مذکورہ مسائل میں آپ میری فہم و دانش کے مطابق اپنے پیٹ سے شریعت گھڑ کر اور قرآن و حدیث اور اسلامی دستاویزات کے خلاف جدید بدعت اعتقادی کے مرتکب ہوئے ہیں جس سے توبہ کرنا آپ پر لازم ہے لہٰذا اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے حکم **فان تنازعتم فی شیئی فردوہ الی اللہ والرسول** الخ سورہ نمبر4 النساء آیت نمبر59 ترجمہ اگر کسی مسئلہ میں تمہارا اختلاف ہوا تو قال اللہ و قال الرسول کی روشنی میں اس کا فیصلہ کرو۔ الہیات کا طالب علم اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے قال اللہ قال الرسول کی روشنی میں آپ سے وضاحت چاہتا ہوں اور اللہ وحدہ لاشریک کو حاضر ناظر جان کر اشہد کے ساتھ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس تحریر سے میرا مقصد صرف اور صرف اظہار حق ہے کسی کی تذلیل یا مکابدہ ہرگز ہرگز میرے پیش نظر نہیں ہے لہٰذ آپ بھی اللہ کو حاضر ناظر جان کر بعد الموت اللہ کے سامنے پیشی کا منظر ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے قران و حدیث کی روشنی میں اپنے موقف کی تحریری وضاحت ہماری قومی زبان اردو میں پیش کریں آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

والسلام 14/4/94

خاک پائے اہل حق پیر محمد چشتی صدر پاسبان اہلسنت وجماعت سرحد
و مہتمم دارالعلوم جامعہ غوثیہ معینیہ بیرون یکہ توت پشاور شہر فون 64045

بخدمت جناب اخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب

السلام علیکم!

کافی عرصہ ہوا آپ کی طرف سے مسلمانوں کی تکفیر اور قرآن سنت کے خلاف اعتقادیا و علمی بدعات کی ترویج اور شریعت کے نام پر اپنے پیٹ سے گھڑے ہوئے قرآن و سنت کے خلاف مسائل کی غیر اسلامی تبلیغ کے سلسلے میں آپ کی صرف دس باتوں پر آپ کی عملی گرفت کرکے میں نے آپ سے جواب طلبی کی تھی جب آپ جواب دینے سے عاجز ہوئے تو میں نے آپ کو شریعت محمدی علی صاحبہا الصلواہ والتسلیم کی طرف آنے کی دعوت دی اور بعد آداب ایک اسلامی مبلغ ہونے کی حیثیت سے آپ کو بار بار دعوت دی کہ ان مسائل کو خدا ترس غیر جانبدار علماء دین کے سامنے رکھ دیا جائے قرآن و حدیث کی روشنی میں شریعت کا جو بھی فیصلہ ہوا وہ ہم دونوں کے لئے قابل قبول ہوگا لیکن تاہنوز آپ کا رویہ شریعت سے بھی فرار کا رہا ہے اب یہ تحریر میری طرف سے آپ کو آخری دعوت ہے خدارا اپنے پیٹ سے مسائل مت بناؤ' فروعی مسائل پر مسلمانوں کو کافر مت بناؤ جو لوگ آپ کی حرکات پر اعتراض کرتے ہیں ان کو کافر مت بناؤ اپنی نشست و برخاست' خلوت و جلوت' دوستی دشمنی' کردار و گفتار طریقہ پیغمبر اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بناؤ یہی سب سے بڑی ولایت و کرامت ہے پیغمبر اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت صرف آنکھوں کا سرمہ اور سر کی پگڑی ہی نہیں ہیں وہ بھی اس عقیدہ کے ساتھ کہ بغیر پگڑی نماز مکروہ تحریمہ ہوگی۔ حاشا و کلا اس طرح کی اعتقادی بدعت کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے چہ جائے کہ ولایت ہو یہ تحریر میری طرف سے آپ کو آخری دعوت تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے اس پر میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ کی جن باتوں کو غیر اسلامی جان کر میں نے ایک مسلمان' الہیات کا طالب علم اور حق کے متلاشی ہونے کی حیثیت سے آپ کی گرفت کی ہوئی ہے انکو تحریری طور پر ثابت کرکے میری تسلی فرمائیں یا ان سے اعلانیہ توبہ کرکے آئندہ اس قسم کی غلط تبلیغ کرکے خلق خدا کو گمراہ کرنے سے باز آجاؤ اگر ایسا بھی نہیں کرسکتے تو میرے ساتھ شریعت کریں غیر جانبدار متقی پرہیز گار علماء نے قال اللہ وقال الرسول کی روشنی میں شریعت محمدی علی صاحبہا الصلواہ والتسلیم کا جو فیصلہ بھی صادر کیا وہ ہم دونوں کے لئے نا صرف قابل قبول ہوگا بلکہ قابل عزت و شرف و قابل تسلیم ہوگا اس لئے کہ شریعت اسلامیہ کے فیصلے سے بڑھ کر اسلام میں نہ کسی عالم کی حیثیت ہوسکتی ہے نہ کسی پیر کی شریعت کے فیصلے سے خائف ہوکر شریعت سے بھاگنا اور شریعت کے مقابلے میں اپنی خواہش نفس کو لوگوں پر مسلط کرنے کی کوشش کرنا کسی سچے مسلمان کا عمل ہرگز نہیں ہوسکتا لہٰذا ایک بار پھر اس تحریر کے ذریعہ آپ کو دعوت دوں گا خدارا میرے پیچھے غیبت کرنے تہمت باندھنے اور ناکردہ گناہوں کا الزام لگانے کی بجائے احکام خداوندی کے مطابق میرے ساتھ شریعت کریں یا اپنے من گھڑت اعتقادی و عملی بدعات سے توبہ کرکے ثواب دارین حاصل کریں۔

خدارا شریعت کی طرف آجاؤ شریعت سے مت بھاگو شریعت کی بالادستی ہم سب کے لئے قابل عزت ہے لہٰذا غلط مسائل سے توبہ کرو یا میرے ساتھ شریعت کرو

والسلام 16/9/94

آپ کا دوست خاک پائے اہل حق

پیر محمد چشتی جامعہ غوثیہ معینیہ پشاور شہر

جناب محترم اخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب

السلام علیکم!

باوثوق ذرائع سے مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ کی جن شرعی حرکات و عقیدہ کی گرفت کرکے میں نے آپ کو شریعت کی طرف آنے کی دعوت دی ہے اس کو آپ اپنے نفس امارہ اور دنیاوی مفادات کے خلاف سمجھ کر میرے خلاف سازش کر رہے اور آپ خود علاقہ غیر (باڑہ) میں اور آپ کا بیٹا ہری ضلع نوشہرہ میں بیٹھ کر مجھے ضرر پہنچانے کے لئے ناپاک منصوبہ بندی کرنے میں خفیہ مصروف ہیں یاد رکھئے اگر مجھے آج کی تاریخ کے بعد کسی قسم کا کوئی بھی ضرر پہنچا تو میرا دعویٰ صرف اور صرف آپ پر ہوگا میرا آپ کے سوا کسی کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں ہے اور نہ کسی اور سے مجھے کوئی خطرہ ہے صرف آپ ہی سے مجھے خطرہ ہے آپ ہی میری شرعی گرفت سے لاچار و لاجواب ہوکر اپنے غیر اسلامی عقیدہ کے خلاف شریعت کے فیصلہ سے بچنے کے لئے مجھے اپنے راستہ سے ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں لہٰذا یاد رکھو ہر قسم کا ضرر جو آج کے بعد مجھے پہنچے گا اس کا دعویٰ ہماری طرف سے تمہارے اور تمہارے بیٹوں پر ہوگا لہٰذا ہوش کرو دنیا کی محبت میں حدود شرعیہ کو پامال مت کرو آپ کی غیر اسلامی حرکات کی وجہ سے دشت ارچی جو آپ کا اصل مسکن ہے وہیں کے مسلمانوں نے آپ کو نکال دیا بعد میں افغان رفیوجیز کے بہانہ پاکستان آکر آپ کے حالات بدل گئے لیکن آپ کے اہل علاقہ اب بھی یہاں پاکستان میں موجود ہیں ان سے آپ کا پس منظر اور آپ کی تخریب کاری اور پیری مریدی کے روپ میں آپ کے گھناؤنے کاروبار کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ آپ کی اصلیت اور آپ کی طرف سے ہر قسم کے خطرہ کی اطلاع وزارت داخلہ پاکستان سمیت تمام متعلقہ اداروں کو دے چکا ہوں پھر بھی وقتاً فوقتاً آگاہ کرتا رہوں گا۔

والسلام 18/10/94

پیر محمد چشتی مہتمم دارالعلوم جامعہ غوثیہ معینیہ بیرون یکہ توت پشاور شہر

تنبیہہ بنام تلامذہ

السلام علیکم!

میرے محترم تلامذہ حضرات بالخصوص مولانا شاہ منیر، مولانا حبیب اللہ صاحب، مولانا نظام الدین، مولانا پیر نور علی شاہ بادشاہ تاروجبہ، مولانا امیر نواز تنگی چارسدہ مولانا محمد نبی لاہور صوابی، محمد اکرم بابا پشاور، نعت خوان ظفیر گل سرار خوانی، پیر طریقت محمد امین صاحب پیر آف بخاری تنگی چارسدہ علاوہ ازیں وہ حضرات جو اس وقت میرے علم میں مستحضر نہیں جو مجھ سے مذہبی تعلیم جز نصابی یا کل نصابی حاصل کرکے دارالعلوم جامعہ غوثیہ معینیہ پشاور فارغ تحصیل و مستند ہوچکے ہیں۔ یا علمی استفادہ کرچکے ہیں یا علمی استفادہ کرچکے ہیں آپ سب پر تحریر ہذا کے ذریعہ اتمام حجت کرتے ہوئے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ عرصہ ایک سال سے زیادہ ہوا افغان رفیوجیز کی شکل میں پاکستان آئے ہوئے لوگوں میں پیر اخوندزادہ سیف الرحمٰن کے غیر اسلامی عقیدہ اور ان کے اپنے پیٹ سے گھڑے ہوئے مذہب کے خلاف چند مسائل کو میں نے مسلمانوں کے مسلم عقائد کے خلاف سمجھ کر اس کی تحریری گرفت کی ہوئی ہے اس طویل عرصے کے دوران میں نے بارہا اس کو دعوت دی کہ عالم اسلام کے مشترکہ عقائد کے خلاف اور غیر اسلامی اعتقادیات کو اسلام کے نام پر مروج کرکے غیر اسلامی تبلیغ اور سلوک کے نام پر اس قسم اعتقادی اور عملی بدعات کو مروج کرکے خلق خدا کو گمراہ نہ کیا جائے اگر آپ اپنے پیٹ سے گھڑے ہوئے ان غلط مسائل کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں تو شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کے فیصلہ کو قبول کرتے ہوئے ان مسائل کو غیر جانبدار علماء کرام کے سامنے پیش کرکے میرے ساتھ شریعت کریں۔

میں نے ان کو تحریری طور پر لکھ کر بھیجا کہ قال اللہ قال الرسول کی روشنی میں غیر جانبدار علماء کرام کی ٹیم نے جو بھی فیصلہ دیا وہ میرے لئے نہ صرف قابل قبول بلکہ قابل عمل و قابل تسلیم ہوگا۔ میں نے ان کو تحریری طور پر بار بار یہ بھی لکھا کہ شریعت مقدسہ سے بڑھ کر نہ کسی عالم کی حیثیت ہوسکتی ہے اور نہ کسی پیر کی لیکن اب تک انہوں نے نہ اپنے غیر اسلامی عقائد سے توبہ کی اور نہ شرعی فیصلہ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوئے بلکہ اس عرصہ میں میرے خلاف طرح طرح کی سازش اور نقصان

رسانی کی کوشش کرتا رہا قرآن و حدیث کی روشنی میں میری گرفت کا جواب دینے یا غیر جانبدار علماء کرام کے ذریعہ میرے ساتھ شریعت کرکے شریعت مقدسہ کی بالادستی کو تسلیم کرکے شرعی فیصلہ کو قبول کرنے کی بجائے اپنے شیخوں' مریدوں کے سامنے میری نسبت کافر اور زندیق ہونے کے الزام بلکہ طرح طرح کے ناکردہ گناہوں کا الزام مجھ پر باندھ کر میری توہین کی ہے لہٰذا ایک مذہبی استاد و روحانی مربی اور حقدار ہونے کی بناء پر آپ سب کو فردا فردا یہی حکم دیتا ہوں کہ آپ اس کو اخلاقی و شرعی طور پر مجبور کریں کہ وہ اپنے غلط عقیدہ و عملیات اور خلاف اسلام نظریات و طریقہ سے توبہ کریں یا میرے ساتھ شریعت کریں ورنہ آپ حضرات شریعت مقدسہ سے بھاگنے والا اور شریعت کے مقابلہ میں اپنے پیٹ سے نکالے ہوئے مسائل کو مسلمانوں پر مسلط کرنے والے اس شخص سے بیزار ہوکر تمام علماء و مشائخ اور سچے مسلمانوں کی طرح زندگی اختیار کریں میں آپ کو بحیثیت استاد یقین دلاتا ہوں کہ شریعت سے بھاگنے والا یہ شخص سلوک و تصوف کے نام پر جس چیز کی تبلیغ کرتا ہے اس کا دین اسلام کے ساتھ بالخصوص مذہب اہلسنّت و جماعت اور سلوک و تصوف سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ محض فریب و دھوکہ ہے اور سلوک کے نام پر سوداگری و دوکانداری ہے ورنہ آپ اسکو غیر جانبدار علماء کرام کے ذریعہ میرے ساتھ شریعت کرنے پر مجبور کریں اس کی جن دس باتوں کا مواخذہ کرکے میں نے اس کی غیر شرعی اور قرآن و حدیث کے خلاف من گھڑت مسائل کی شرعی گرفت کی ہوئی ہے اگر غیرجانبدار علماء کرام کے ذریعہ میرے ساتھ شریعت کرکے قال اللہ قال الرسول کی روشنی میں اپنا موقف ثابت کیا تو میں اس سے معافی بھی مانگ لوں گا اور اس کے مشن کی تکمیل کے لئے تبلیغ بھی کروں گا اور اس کے ہاتھ پر بیعت بھی کروں گا ان سے کہہ دیں ہمت کریں' قدم بڑھائیں کرامت دکھائیں

ہمیں چوگاں ہمیں میداں

آپ کو سمجھنا چاہئے کہ یہاں پر دین داری و دنیاداری اور شریعت مقدسہ کی طرف بلانے اور شریعت سے بھاگنے کا مقابلہ ہے نیز چودہ سو سال سے ثابت مسلمہ مذہبی اقدار کی پابندی اور اعتقادی و عملی بدعات اور غیر اسلامی طریقے کا مقابلہ ہے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے لہٰذا آپ حضرات کے نام میری اس تحریر و حکم نامہ کو

پڑھنے کے بعد بھی آپ نے فکر آخرت کے بجائے حصول دنیا کی خاطر اس کے ساتھ مربوط رہے اور اس کو متلقہ دس مسائل میں میرے ساتھ شریعت کرنے پر مجبور نہ کیا یا آپ کی طرف سے اس کو شریعت کی طرف آنے کی دعوت و کوشش کے باوجود وہ اپنی سابقہ عادت کے مطابق شریعت سے فرار ہوا اس کے باوجود آپ نے اس سے بیزاری کا اظہار نہیں کیا تو میں بحیثیت استاد آپ کو عاق کردوں گا جس کے نتیجے میں استاد سے عاق شدہ کے تمام احکام آپ پر لاگو ہوں گے تحریر ہذا سے ایک ماہ بعد تک میں آپ کی طرف سے ردعمل کا منتظر رہوں گا۔

والسلام 11/11/94

پیر محمد چشتی جامعہ غوثیہ معینیہ یکہ توت پشاور شہر

دوسری تنبیہہ بنام تلامذہ

السلام علیکم!

11.11.94 کو تنبیہ بنام تلامذہ کے نام سے جو تحریر میں نے آپ حضرات کو بھیجی تھی اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اپنے دلوں میں اس پر غور کرنے کی بجائے اخوندزادہ سیف الرحمٰن کی تحریر اور اس کی طرف سے لکھا ہوا مضمون پر اسی کے حکم سے دستخط کرکے میرے پاس بھیجا ہے بے علموں سے کوئی گلہ ہم کو نہیں افسوس صرف مولانا محمد اکرم بابا' مولانا شاہ منیر اور سی سید علی شاہ باچہ تاروجبہ پر ہے کہ باوجود اہل علم ہونے کے اخوندزادہ سیف الرحمٰن کی طرف سے لکھا ہوا اس مضمون پر دستخط کرکے میرے حق میں مجرمانہ کردار کا ارتکاب کیا جس میں اس نے لکھا ہے کہ کامل و مکمل مشائخ کے شرائط مجھ پر اتم و اکمل طور پائے جائے ہیں اس دعویٰ میں صدق و کذب کو ظاہر کرنے کے لئے آپ کو میزان شریعت پر نظر کرنا چاہئے تھا کیا عجب' تکبر حسد کذب اور غیبت جیسے کبیرہ گناہوں میں مبتلا انسان اس قسم دعویٰ ولایت اور علی وجہ الاتم مجمع شرائط ولایت ہونے کے دعویٰ میں صادق ہوسکتا ہے۔

علم کلام کی کتب شرح عقائد سے لیکر شرح مقاصد و مواقف تک دیکھیں سب میں آپ کو نفی میں جواب ملے گا۔ اور اللہ وحدہ لاشریک کو حاضر ناظر جان کر دیکھئے کیا یہ شخص اس قسم کے کبیرہ گناہوں میں مبتلا نہیں ہے اگر آپ کو اس شخص کی ذات میں یہ چیزیں نظر نہیں آرہی تو یقین کیجئے کہ آپ کی بصارت و بصیرت اور عقل و حواس کو مخصوص عمل کے ذریعہ ماؤف کیا جاچکا ہے یا اگر آپ کو نظر آرہی ہیں لیکن آپ ان عیوب کو گناہ کبیرہ نہیں سمجھتے ہیں تو ان کے متعلق کسی اہم علم سے پوچھ لیں کہ آیا دوسرے مسلمانوں پر اپنے آپ کو عظیم جان کر ان کی تحقیر کرنا اور دوسروں کے سامنے ان کے پیرو مرشد و شیخ کو خالی از روحانیت اور خالی تسبیح والا پیر کہہ کر ان کی دل آزاری کرتے ہوئے اپنی بڑائی کا اظہار کرنا اور مذہبی کتابوں کا جھوٹا حوالہ دینا اور آیات قرآنی کی تفسیر و معنی اپنے پیٹ سے گھڑ کر بے گناہ مفسرین کا جھوٹا حوالہ دے کر ان بے گناہوں پر جھوٹا بہتان لگانا گناہ کبیرہ کے زمرہ میں داخل ہیں یا نہیں اور ساتھ ہی ولی اللہ اور شیخ طریقت کی اس مسلمہ تعریف پر بھی غور کریں **الولی هو العارف** باللہ تعالیٰ و صفاته حسب ما يمكن المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصى **المعرض عن الانهماك فى اللذات و الشهوات** شرح عقائد نیز شیخ طریقت کی اس اسلامی تعریف کی روشنی میں غور کریں کہ آپ کا یہ پیر (سیف الرحمٰن) اللہ تعالیٰ کی صفات کو کس حد تک سمجھ کر ان پر ایمان و یقین رکھتا ہے دیکھئے ایک مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ کے رازقیت یعنی رازق ہونے پر ایمان و یقین رکھنا ضروری ہے اسی طرح خالقیت یعنی اللہ تعالیٰ کے خالق کائنات ہونے پر ایمان و یقین رکھنا ضروری ہے ار عالمیت یعنی تمام کائنات پر علم محیط کے ساتھ متصف ہونے کا ایمان و یقین ضروری ہے اسی طرح اللہ رب العزت کا علم حضوری قدیم ازلی ابدی غیر متناہی کے ساتھ متصف ہونے پر یقین ضروری ہے اسی طرح اپنی شان کے لائق صفت سمع' صفت بصر صفت ارادہ صفت کلام صفت قدرہ' صفت حیاہ کے ساتھ متصف ہونے کا عقیدہ و یقین کرنا ضروری ہے اور اس کی شان اقدس کے مطابق ہر کام اس سے ہونے کا عقیدہ و یقین کرنا ضروری ہے اسی طرح اس کی شان اقدس کے خلاف کسی بھی کام کا اس سے نہ ہونا عقیدہ و یقین کرنا ضروری ہے۔ جس کو آپ کا یہ پیر (سیف الرحمٰن) کفریہ عقیدہ کہہ کر تمام عالم اسلام کو کافر کہہ رہا ہے آپ لوگوں کو غور کرنا چاہے کہ کیا اس کا یہ فتویٰ کفر آپ لوگوں پر عائد نہیں ہورہا اس لئے کہ اللہ کے رازقیت' خالقیت' مالکیت وغیرہ صفات کے ساتھ میری سمجھ کے مطابق آپ لوگوں کو بھی یقین کامل ہے اور اس یقین کو معنی و تعبیر اس کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کا یقین ہے اور رازق و مالک ہونے کا یقین ہے ہونا اردو کا لفظ ہے جس کا ترجمہ عربی میں کون اور پشتو میں کیدل ہے جسکو یہ خودساختہ ولی اللہ اور ظاہر و باطن کے بزعم خود مجدد کسب کہہ کر اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت کرکے مذکورہ اسلامی عقیدہ رکھنے والوں کو کافر کہہ کر قرآن و سنت کے خلاف غیر اسلامی تبلیغ کر رہا ہے کیا اس قسم تبلیغ کو آپ اسلامی تبلیغ کہہ سکتے ہیں

اگر آپ کا جواب اثبات میں ہے تو پھر رائیونڈیہ جماعت کی کلمہ طیبہ کے حوالے سے جو تبلیغ مشہور ہے وہ بدرجہ اولیٰ اسلامی ہوسکتی ہے "العیاذ باللہ" اگر نفی میں ہے تو پھر بحیثیت مسلمان آپ کا اسلامی فریضہ بنتا ہے کہ اس شخص کو اس قسم کے غیر اسلامی تبلیغ اور غیر اسلامی عقیدہ پھیلا کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے سے منع کیا جائے توبہ پر مجبور کیا جائے ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس کے ساتھ خیر خواہی

کا یہی صحیح راستہ ہے اگر آپ کی طرف سے یا کسی اور مسلمان کی طرف سے اس قسم تبلیغ و نصیحت کو سن کر وہ اپنی شان کبریائی کے خلاف سمجھتا ہے اور بنا الغلط علی الغلس کے طور ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے سو جھوٹ کا مصداق بنتا ہے تو پھر آپ بتائیں کہ کیا یہ شخص آیت کریمہ **و اذا قیل لہ اتق اللہ اخذہ العزہ بالاثم فحسبہ جھنم و بئس المھاد** سورہ بقرہ آیت نمبر206 کا مصداق نہیں بن رہا فیصلہ آپ پر ہے کیا اللہ رب العالمین کے موجودیت' ما لکیت' رازقیت' ما لکیت' خالقیت اور عدل و علم اور صفت سمع بصر کے ساتھ متصف ہونے کے منکر شخص اسلامی دستاویزات کے مطابق ولی اللہ ہوسکتا ہے کیا ایسے شخص کو ولی اللہ' غوث اعظم قیوم زمان مشہور کرنے والے اتنے نامہ اعمال میں تعاون علی الاثم والعدوان کے گناہ کا اضافہ نہیں کر رہے؟ کیا ایسے شخص کو مقام ولایت کے ساتھ متصف جاننا سراسر جہل اور شریعت و طریقت دونوں پر ظلم نہیں ہے

کیا ایسے شخص کو قال اللہ وقال الرسول کے مطابق اسلامی تبلیغ کرکے شان الوہیت کی بابت اسلامی عقیدہ کی طرف بلانا آپ جیسے اہل علم پر فرض نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان **من رای منکم منکرًا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فلبسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان** الحدیث کے مطابق اس شخص کا مذکورہ عقیدہ یعنی اللہ تعالیٰ کے خالقیت' رازقیت' ما لکیت وغیرہ صفات سے انکار کرنا منکر نہیں ہے؟ یا آپ کو نظر نہیں آرہا یا جان بوجھ کر اس غیر اسلامی عقیدہ پر پردہ ڈال رہے ہیں یا اس کی کوئی قابل قبول و قابل عمل جائز توجیہ آپ کے ذہن میں موجود ہو تو خدارا ہمیں بھی بتائیں تاکہ ہم بھی اس پر ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے غور کریں۔ میں نے بارھا تحریروں میں واضح کیا ہے کہ ان کے ساتھ میرا کسی قسم کا کوئی ذاتی اختلاف نہیں ہے بات صرف شریعت کی ہے ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے میں نے اپنی فہم و دانش کے مطابق اس کی شریعت گرفت کی ہوئی ہے یہ میرا مذہبی فریضہ تھا اگر میری سمجھ صحیح ہے تو علانیہ توبہ کرنا اس پر فرض ہے اگر میری سمجھ غلط ہے تب بھی اپنا جائز موقف تحریری طور پر بتا کر اپنی صفائی پیش کرنا اس کی مذہبی ذمہ داری ہے اگر ایسا نہیں کرسکتا تو غیر جانبدار علماء حق سے دنیا بھری پڑی ہے ایسے دو تین علماء کے ذریعہ قال اللہ قال الرسول کی روشنی میں شریعت کے فیصلہ کو

تسلیم کرے لیکن اس خودساختہ مجدد شریعت محمدی کو عملی طور پر قبول کرنے کی بجائے الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کا مصداق بن کر کبھی مجھ پر آیات کسب سے انکار کا الزام اور کبھی میری اس گرفت کو غیر شرعی اختلاف اور کبھی جاہلانہ اعتراضات اور کبھی میری گرفت سے ہی انکار اور کبھی چالیس صفحات پر مشتمل جوابات تیار کرنے اور کبھی منصف اور غیر جانبدار علماء کا بغیر اس کے مریدین کے فقدان اور کبھی تمام علماء کو میری طرف دار وغیرہ حیلے بہانے کرکے شریعت محمدی سے فرار کا راستہ اختیار کیا ہوا ہے کیا پھر بھی اس کو عارف باللہ ہی کہو گے۔

کیا ایسے شخص اعتقادی بدعت ضلالہ کے مرتکب نہیں ہے

کیا شریعت محمدی سے بھاگنے والا یہ شخص وارث پیغمبر ہوسکتا ہے جبکہ میرے شاگردوں جو اس کے مرید بھی ہیں کو اس مذہبی اختلاف کی وجہ سے بلکہ شریعت سے اس کے فرار کی وجہ سے جن مشکلات و پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے وہ تمام صوبہ سرحد کے مسلمانوں پر عیاں ہے لیکن اس خود ساختہ مجدد پر ان بے چاروں کی تکالیف اور نقصان کا کوئی اثر نہیں ہوتا حالانکہ میری گرفت کردہ دس مسائل کو اگر وہ غیر جانبدار علماء پر پیش کرکے شرعی فیصلہ کو تسلیم کرلیں یا علانیہ توبہ کریں اس کو بھی اللہ کے نزدیک اجر ملے گا اور ان بیچارے متبعین کو بھی ان پریشانیوں سے نجات مل سکتی ہے لیکن آپ کا یہ پیر (سیف الرحمٰن) جو دوسروں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا صرف میری گرفت کردہ مسائل میں اپنے خلاف شرعی فیصلہ سے بچنے کے لئے طرح طرح کے بہانے اور پارٹی بازی اور فریقین کے متعلقین کے لئے مشکلات کھڑے کرکے اپنے اوپر پردہ ڈالنا چاہتا ہے آپ خود سوچئے۔

کیا ایسے شخص بھی ولی اللہ ہوسکتا ہے؟

کیا سلوک و تصوف کے حوالہ سے کسی مسلم بزرگ کی تاریخ و کردار سے اس قسم کی کوئی مثال ملتی ہے؟

کیا ایسا فسادی اور شریعت سے فراری شخص مستجمع شرائط ولایت اور مجدد العصر یا کامل و مکمل ہوسکتا ہے؟

کیا ایسا شخص وارث پیغمبر کہلانے کے قابل ہوسکتا ہے؟

کیا مسلمانوں کی صفوں میں اختلاف کا بیج بونے والا یہ شخص قیوم زمان کہلانے کے

قابل ہو سکتا ہے؟

کیا اپنے خلاف فیصلے شریعت سے خائف ہو کر شریعت سے فرار ہونے والا شخص مرتبہ ولایت کو پہنچ سکتا ہے؟

کیا ایسا شخص جس کو غیر اسلامی عقیدہ سے توبہ کرنے کو کہا جائے اور ناصحانہ انداز سے اس کی شرعی غلطیوں پر تنبیہہ و نصیحت کرکے غلط عقیدہ سے توبہ اور فیصلے شریعت کی طرف بلانے پر اس کو اپنی مصنوعی شان کبریائی کے خلاف سمجھ کر ناک چڑانے اور تکبر کا مظاہرہ کرنے والا شخص سنت نبوی کے متبع کہلانے کا قابل ہو سکتا ہے؟

کیا ایسے شخص کو غیر مصر علی الصغائر یا غیر مرتکب کبیرہ کہا جاسکتا ہے؟

آپ حضرات کے نام پر میرے مکتوب (تنبیہہ بنام تلامذہ) کا جواب اس خود ساختہ غوث اعظم نے خود لکھوا کر آپ لوگوں سے دستخط لئے اور آپ نے اپنے اپنے طور پر سوچ سمجھ کر میرے جائز مطالبہ کا خود مناسب جواب دینے کی بجائے اس کی تحریر پر آنکھیں بند کرکے دستخط کردئے اور میرے پاس بھیجا اس جواب کے اندر علم ظاہر و باطن کے اس خود ساختہ مجدد نے قرآن شریعت میں معنوی تحریف کرکے اور اپنے پیٹ سے غیر اسلامی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے صفحہ نمبر 3 سطر اول میں ملاحظہ کریں **ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرہ من الخاسرین ای الکافرین کما قالہ المفسرون** آپ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر سوچئے قران شریف کی اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے اس مصنوعی غوث اعظم نے کتنا بڑا جھوٹ بولا ہے ورنہ آپ اس سے پوچھ لیں کہ کس مفسر نے اس آیت کریمہ کی یہ تفسیر بیان کی ہے حاشا و کلا مفسرین کرام اس قسم کے من گھڑت اور غیر اسلامی معنی بیان کرنے سے پاک ہیں آپ جیسے اہل علم کے لئے مقام غور ہے کہ آخرت قرآن شریف کی روشنی میں کفر کی جگہ نہیں ہے بلکہ سزا کفر کی جگہ ہے جس کا ظہور خسران کی صورت میں ہوگا آخرت میں تو ابوجہل سمیت تمام کافر بھی مسلمان ہوں گے لیکن ان کا یہ ایمان قابل قبول نہیں ہوگا آپ کو یہ سوچنا چاہئے کہ جو شخص دیدہ دانستہ قرآن شریف کی تفسیر اپنے پیٹ سے کرکے بے گناہ اسلامی مفسرین کا جھوٹا حوالہ دیکر ان کو بدنام کر رہا ہے وہ بھی اپنے مخالف کی طرف سے لکھے جانے والے مکتوب میں تو ایسے شخص اپنے معتقدین میں بیٹھ کر سلوک و تصوف کے نام اور شریعت و طریقت کے نام پر اور فقہ و

تفسیر کے نام پر اللہ جانے کیا کیا افتراء و اختراع اور من گھڑت مسائل اپنے پیٹ سے نکال کر بزرگان دین پر جھوٹ بولتا ہوگا ورنہ آپ حضرات جو اس وقت میرے مخاطب ہیں (مولانا محمد اکرم' مولانا شاہ منیر' مولانا سید نور علی شاہ باچا) ہمیں بتائیں کہ مذکورہ آیت کریمہ میں خاسرین کا معنی کافرین کس مفسر نے کیا ہے جبکہ خود آپ کا یہ خودساختہ ولی اور کامل و مکمل مصنوعی مفسر کما قالہ المفسرون کہہ کر تمام اسلامی مفسرین پر اتنا خطرناک جھوٹ بولا ہے میں اپنے ایمانی وجدان اور تجربہ سے سمجھ رہا ہوں آپ تینوں حضرات میں سے کوئی ایک بھی اس طرح خطرناک غلطی اور جھوٹ اور دیدہ دلیری کے ساتھ مفسرین پر جھوٹ بولنے کی جسارت نہیں کرسکتا کیا اس شخص کا یہ دستاویزی جھوٹ قران شریف میں مصنوعی تحریف اور اسلامی مفسرین پر بہتان گناہ کبیرہ ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث **من فسرالقرن برایہ فلیتبوء مقعدہ من النار** الحدیث کا مصداق نہیں ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو اس جھوٹا و مصنوعی مفسد سے اظہار بے زاری آپ پر فرض ہوتا ہے اگر نفی میں ہے تو پھر اس قسم کی حدیثوں کا کوئی مطلب ہی نہیں رہتا اور نہ ہی گناہ کبیرہ نام کی کوئی چیز باقی رہتی ہے جبکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں شریعت' تفسیر' فقہ' سلوک و تصوف' خواب' کشف' کرامت اور مذہب کے نام پر جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے سوچئے بہتری اسی میں ہے کہ اس شخص کو مذکورہ غلط اعتقادیات و عملیات سے تبلیغ کے ذریعہ منع کیا جائے یا فیصلہ شریعت کو ماننے پر اس کو مجبور کیا جائے۔ اگر ایسا بھی نہیں کرتے تو خود اس سے لاتعلق ہو کر اپنی آخرت کو بچانا ضروری ہے تحریر ھذا کے ذریعہ آپ تینوں حضرات کو ایک بار پھر سمجھانا چاہتا ہوں کہ میں نے اس شخص کو جن دس باتوں کی شرعی گرفت کی ہوئی ہے وہی میرے موضوع تحریر اور انہی کی بابت وضاحت طلبی اور جواب طلبی اور اس شخص کے ساتھ آپ حضرات کے ساتھ میری تمام تحریرات' تقریرات یا تبلیغات کے موضوع بحث صرف اور صرف وہی دس مسائل ہیں لہٰذا آپ کا یہ کہنا سراسر غلط ہوگا کہ ہمارا پیرا (سیف الرحمٰن) منبع سنت غیر تارک مستحب و غیر مرتکب خلاف اولیٰ و صغیرہ ہے اور کامل و مکمل ہے وغیرہ وغیرہ اس لئے یہ تمام باتیں خوش فہمی یا مغالطہ یا کسی نفسیاتی اثر یا کسی اور بناء پر مبنی ہیں لہٰذا شریعت کے ترازو میں میری طرف سے گرفت کردہ دس مسائل کو آپ حضرات تول لیں غیر جانبدار علماء

سے پوچھ لیں یا میرے شاگرد ہونے کے ناطے میرے پاس تشریف لاکر مجھے سمجھائے یا مجھ سے سمجھئے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ حضرات نے پیری مریدی سے قطع نظر بلکہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے میری تسلی کرائی تب بھی اختلاف ختم ہوکر فریقین کے متبعین کو سکھ کا سانس لینا نصیب ہوسکتا ہے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ میری طرف سے گرفت کردہ دس مسائل کو موضوع بنائے بغیر آپ کے پیر (سیف الرحمٰن) کی طرف سے ہر گفتگو و الزام شریعت سے فرار سمجھا جائے گا بلکہ سمجھنے والے سمجھ چکے ہیں اور آپ حضرات اللہ سے ڈریں اگر میری بات آپ کو کمزور نظر آئے یا غلط ہو تو اس شخص (سیف الرحمٰن) کی طرف سے لکھے ہوئے مکتوب پر دستخط کرکے میری طرف بھیجنے کی بجائے خود میری طرف رجوع کریں۔

میرا آپ سے اب بھی وہی مطالبہ ہے جو پہلی تحریر (تنبیہہ بنام تلامذہ) کے ذریعہ کیا تھا اب اس تحریر میں میری طرف سے گرفت کردہ دس مسائل میں سے صرف نمبر1 کی بابت قدرے تفصیل کے ساتھ آپ کے پیر (سیف الرحمٰن) کی اپنے پیٹ سے نکالی ہوئی من گھڑت تفسیر اور آیت کریمہ کی معنوی تحریف اور مفسرین کا جھوٹا حوالہ جو اس نے دیا ہے۔ یہ چند چیزیں آپ کو سمجھانے کی غرض سے لکھ رہا ہوں باقی آپ خود اہل علم ہیں۔ دیگر نو مسائل میں آپ کا پیر (اخوند زادہ سیف الرحمٰن) سچا ہے یا جھوٹا اس مسئلے میں آپ کا پیر لاچار و لاجواب اور شکست خوردہ ہوکر فرار ہوتے ہوئے میرے خلاف طرح طرح کے الزامات اور سازشیں کررہا ہے ایسے حالات میں آپ حضرات کا مذہبی فریضہ بنتا ہے۔ کہ اس کو شریعت کی طرف آنے پر مجبور کریں۔

یا آپ خود ان دس مسائل کے مطابق غیر جانبدار علماء کے ذریعہ فیصلے شریعت کا مظاہرہ کرکے اپنی مذہبی ذمہ داری پوری کریں۔

والسلام 07/1/95

پیر محمد چشتی صدر پاسبان اہلسنّت وجماعت صوبہ سرحد
مہتمم دارالعلوم جامعہ غوثیہ معینیہ بیرون یکہ توت پشاور شہر

ایک مصلح عالم دین کی طرف سے پیر سیف الرحمٰن کو شریعت مقدسہ کی طرف بلانے اور نزاع کو ختم کرنے کے لئے مخلصانہ کوشش کے بعد اپنے تاثرات جو اس نے ظاہر کئے ہیں اس تحریر کی نقل بمطابق اصل:۔

میں فقیر سردار تلمیذ حضرت مولانا شیر احمد مہمند عرف بڑے بحرآباد مولوی صاحب چشتی صاحب اور پیر صاحب کے اختلافات پر حد سے زیادہ پریشان اس لئے بھی تھا کہ ہمارے بہت ساتھیوں کو اس اختلاف سے بہت تکلیف پہنچی یہاں تو چونکہ میرے بہت ساتھی طرفین کے ساتھ وابستہ ہیں اور طرفین کے احوال وقتاً فوقتاً معلوم ہوتے رہتے ہیں حضرت مولانا چشتی صاحب کے ساتھ کافی عرصہ سے جان پہچان ہے جبکہ پیر صاحب کے ساتھ کبھی بھی ملاقات نہیں ہوئی تھی میں نے سمجھا کہ شاید یہ ساری غلطی چشتی صاحب کی طرف سے ہے اس لئے میں نے بذات خود پیر صاحب کی بارگاہ میں حاضری دی اور اپنے تعارف کے بعد اس اختلاف کو ختم کرنے کے لئے شریعت کرنے کا مشورہ دیا تو پیر صاحب نے اپنا ساتھ بٹھا کر چشتی صاحب کے متعلق قسما قسم اور نازیبا باتیں اور قصے کہانیاں سنائیں لیکن میں صرف اس اختلاف کو ختم کرنے کے لئے بار بار شریعت کا مشورہ دے رہا تھا اور پیر صاحب مجھے تاریخیں دیتے رہے کہ فلاں تاریخ کو آئیں اور فلاں تاریخ کو آئیں اس سلسلے میں تقریباً چار پانچ مرتبہ میں پیر صاحب کے پاس گیا آخر کار اس نے شریعت سے روگردانی کی اور کہا کہ شریعت کی کوئی ضرورت نہیں ہے بس چشتی صاحب مجھ سے معافی مانگ لیں اور توبہ کریں یہی شریعت ہے تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ پیر مذکورہ نہایت متکبر، کذاب، شریعت سے روگردانی کرنے والا اور اپنے افعال و حرکات و سکنات کو عین شریعت سمجھتا ہے اور اتنا عرصہ پیر سیف الرحمٰن کے پاس آنے جانے میں میں یہ جان گیا کہ اس شخص پر شیطان سوار ہے جو اپنے غلط عقائد پر اعتراض کرنے والے پاک علماء کو کافر و زندیق کہہ کر اپنی عاقبت خراب کر رہا ہے اور اتنا بڑا کذاب اور جاہل مرکب شخص میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

تحریر ہذا میں اپنا مشاہدہ میں نے بیان کیا تاکہ دوسرے مسلمان اس دنیا دار آدمی سے ہوشیار ہو جائیں۔

فقط سردار ملا عرف بحرآباد استاذ پیش امام مسجد زرگر آباد پشاور
دستخط

مولانا قاری اظہر محمود صاحب کی جس اظہار حقیقت تحریر پر اپنی رسوائی زمانہ کتاب میں کافر و معاند حق کہا ہے اس تحریر کی نقل بمطابق اصل بھی دیکھ لیں۔

میری زندگی کا عجیب اور خطرناک واقعہ

جب کوئی آدمی میرے سامنے پیر سیف الرحمٰن کھجوری باڑے والے کا نام لیتا ہے تو میرا جسم کانپنے لگتا ہے دل تیزی سے دھڑکنے لگتا ہے کوئی پوچھے کیوں وہ تو روحانیت کے بادشاہ اور دلوں کو جاری کرتے ہیں میں جواباً کہتا ہوں کہ ضرور لوگوں کے دل جاری کرتے ہوں گے مگر ہمارا دل جاری کرنے کی بجائے پیٹ جاری کردیا تھا واقعہ اس طرح ہوا کہ پیر صاحب موصوف کے مریدین کے معمولات مسلوکہ و مختصر بشمول وجد و تواجد پر زبدہ الصوفیا حضرت صاحبزادہ سلطان محمود صاب سجادہ نشین دریہ شریف نے اعتراض کیا اور فتویٰ صادر فرمایا اس پر پیر سیف الرحمٰن کے مریدین کو جوش آیا انہوں نے پیر خانہ سے وجد و تواجد کے موضوع پر چار صفحات پر مشتمل فتویٰ جواب شائع کردیا علاقہ میں شورش بڑھنے لگی۔ مریدین پیر باڑہ نے اگلا قدم اٹھایا اور علاقہ چھچھ کی نمائندہ تنظیم' تنظیم العلماء اہل سنت علاقہ چھچھ پر حملہ آور ہوئے اور تنظیم کے سرکردہ علماء سے اپنے فتویٰ کا جواب مانگنے لگے علماء اہلسنت اس مسئلہ میں الجھنا نہ چاہتے تھے کیوں کہ انہیں پیر سیف الرحمٰن سے کوئی تعارف نہ تھا نہ ان کے معمولات اشغال ذکر اور وجد و تواجد کی صحیح کیفیت سے آگاہ تھے اس لئے ٹالنا چاہا مگر مریدین پیر باڑہ نہ ٹلے بلکہ پیہم اصرار کرنے لگے اور کہا کہ تم اپنے نمائندے ہمارے پیر خانہ میں بھیج کر معلومات حاصل کرلو اگر شریعت و طریقت کے خلاف کوئی عمل ہو تو ہمیں آگاہ کرو ہم بیعت چھوڑ دیں گے۔ پرزور اصرار پر تنظیم نے میرا (حافظ اظہر محمود اظہری مدرس مفتاح العلوم بن گئی حضرو ضلع اٹک) اور صوفی افسر خان قادری (ناظم نشرو اشاعت تنظیم العلماء) کا انتخاب کیا۔

ہم دونوں بروز بدھ 18 مئی 1994ء کو بوقت دو بجے مدرسہ مفتاح العلوم سے باڑہ روانہ ہوئے عصر کے وقت ہم پہنچ گئے ابھی آستانہ عالیہ سے باہر کھیتوں میں تھے کہ آذان شروع ہوگئی آذان سے قبل اور بعد کوئی درود شریف نہیں پڑھا گیا خیر ہم نے وضو کیا مسجد کے حال میں داخل ہوئے پانچ سات آدمی مسجد کے حال میں بیٹھے تھے پھر اکا دکا آنے لگے حتیٰ کہ 60 یا 65 کی تعداد ہوگئی سب صفوں پر بیٹھ گئے ہم بھی اگلی

صف میں محراب کی دائیں جانب بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد ایک کلاشنکوف والا مہیب شکل جوان مسجد کے حال میں وارد ہوا۔ جائے نماز درست کی پھر محراب کے دائیں اور بائیں پھرنے لگا علاقہ چھچھ کا دستور ہے کہ مسجد میں کوئی مہمان ہو تو کچھ لوگ ضرور اس سے ہاتھ ملاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ کس کا مہمان ہے وہاں آستانے میں ہم سے کسی نے ہاتھ نہ ملایا یا پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو سب آدمی پیر صاحب کے آنے کا انتظار کر رہے تھے آخر محراب کے قریب دروازہ سے پیر صاحب نمودار ہوئے تمام حضرات کھڑے ہوگئے ہم بھی احتراماً کھڑے ہوگئے چونکہ ہمیں ڈھونڈ تلاش کے لئے بھیجا گیا تھا اس لئے ہم ہر ادا کو غور نظر سے دیکھ رہے تھے پیر صاحب کے داخل ہونے سے قبل حال میں مکمل خاموشی تھی مگر ان کے داخل ہوتے ہی "ھا ھو ھا ھو" شروع ہوگئی مسجد کا ہال گونجنے لگا بعض درباروں میں ہم نے دیکھا ہے پیر صاحب کی آمد پر کلمہ شریف یا اللہ ہو کا ذکر کیا جاتا ہے لیکن یہاں کا ذکر کا کوئی کلمہ نہ تھا بلکہ چیخیں تھیں ماں سے دودھ مانگنے والے بچے کی طرح فریادیں تھیں کچ لوگوں نے پیر صاحب سے مصافحہ کیا مصافحہ میں بھی نئی بات دیکھنے میں آئی کہ کچھ تو ہاتھ ملاتے ہی آہ کرگئے کچھ لوگ خاموش ہوگئے اور کچھ لوگ اس طرح ہاتھ مارنے لگے جیسے ان کے ہاتھ آگ میں پڑ گئے ہوں منہ اور سینہ کوبی کرتے ہوئے لٹے پٹے کی طرح واویلا کرنے لگے ہم نے جب یہ حالت دیکھی تو ڈر کے مارے مصافحہ کرنے سے گریز کیا کہ مبادا ہماری حالت بھی ان جیسی ہوجائے نماز میں بھی برابر اکا دکا اسی طرح کی آوازیں آتی رہیں پیر صاحب نے خود امامت کرائی نماز ختم ہونے پر تین دعائیں کروائیں پھر پیر صاحب کھڑے ہوگئے دوبارہ مصافحہ کرنے لگے مگر سارے لوگوں سے ہاتھ نہ ملایا مسجد کے ہال میں کرسی لگی کرسی کے آگے میز بچھائی گئی لاؤڈ سپیکر لگایا گیا لوگوں نے حلقہ بنایا ختم کے لئے گیٹیاں تقسیم ہوئیں۔ پیر صاحب کے دائیں بائیں خلفاء حضرات بیٹھے تھے جن کی تعداد 20 یا 25 ہوگی پھر پیر صاحب نے ختم پڑھنا شروع کیا ختم کے بعض الفاظ بلند پڑھنے اور بعض دل میں مثلاً "قل ھو اللہ ھو احد" بلند اواز سے پڑھا اور باقی دل میں "اللھم صلی علی سیدنا" بلند آواز سے پڑھا باقی دل میں گیٹی کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں اچھالتے اور میز پر رکھتے جاتے تھے ساتھ میں انگلی کے اشارہ سے سامنے بیٹھے آدمی کو وجد دیتے۔ تمام خلفاء بھی اسی طرح اپنے اپنے شکار کو پھڑکانے

لگے اور تعجب آمیز بات یہ تھی کہ کوئی خلیفہ انگلی کے تیز اشارہ سے سامنے بیٹھے آدمی کو حرکت دے رہا تھا اور کوئی پورا بازو ہلاتا۔ اگر شکار حرکت نہ کرتا تو بازو یا رومال ہلاتے اور خلیفہ صاحب اٹھنے پر آجاتا کوئی پوچھے کہ کیا یہ کام خاموشی سے سرانجام دیتے تھے نہیں بلکہ عجیب عجیب آوازیں نکالتے کوئی چیخیں مارتا اور کوئی اشارے کے ساتھ مقصود کی حرکت تیز کرنے کے لئے اوھا اوھا کرتا اور پوری آواز سے یہ مہمل الفاظ کہے ہمارے علاقہ میں عموماً یہ الفاظ تانگہ چلانے والا جب گھوڑے کو تیز کرنا چاہے تو چھڑیاں مار کے زبان سے اوھا اوھا کرتا ہے پڑھتے کیا تھے یہ خدا ہی جانے خوش قسمتی سے ہم دونوں اشاروں سے بچے بیٹھے تھے تمام حرکت کرنے والے ایک ہی طرح کی حرکت کر رہے تھے بس ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے ڈگڈگی پر ریچھ ناچ رہے ہیں ریچھ والا بھی ڈنڈی سی چوب لگاتے ہوئے ڈگڈگی تیز کرتا ہے تو ریچھ تیزی سے کھڑا ہاتھ اور جسم کو حرکت دینے لگتا ہے میں یہ بات کوئی مذاق کے طور نہیں کہ رہا بلکہ حقیقت میں مجھے کچھ ایسا ہی لگ رہا تھا شاید وہ لوگ اس کو وجد کا نام دیتے ہوں لیکن میں وجد نہیں کہتا اس لئے کہ وجد اللہ تعالیٰ کے ذکر نبی دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور تلاوت قرآن مجید پڑھنے یا سننے سے ہوتا ہے باجے کی آواز پر بھی ممکن ہے ایسے وجد کے کئی واقعات کتب تصوف میں موجود ہویں اور پھر وجد کی کیفیات میں بھی فرق ہے کسی کو رونا آتا ہے کوئی پھڑک جاتا ہے کوئی ناچتا ہے اور کوئی اللہ اللہ شروع کردیتا ہے کوئی بالکل ساکت ہوتا ہے اور کوئی معمولی حرکت کرتا ہے کسی کے جسم پر بال کھڑے ہوجاتے ہیں اور کوئی محض پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتا رہتا ہے کوئی کپڑے پھاڑ دیتا ہے اور کوئی خالص ہنسنا شروع کردیتا ہے اور وجد کے طاری ہونے میں اس پیر کا مرید ہونا کوئی شرط نہیں لیکن پیر صاحب کی محفل میں صرف ایک ہی قسم کا وجد تھا پستانوں کو حرکت دینا اور جسم کی حرکت سے بازو ہلانا وہ بھی اس طرح جیسے پرندے کا سر کڑکی میں پھنس جائے اور وہ پروں کو حرکت دے اور یہ سب کچھ مخصوص آوازوں اور اشاروں کے مرہون منت تھا اگر رومال کی جھاڑ اور اشارے آوازیں نہ ہوتیں تو شاید کسی کو وجد بھی نہ آتا وجد کرنے والوں کے منہ کا تھوک ہونٹوں پر خشک ہو رہا تھا اس طرح اشاروں آوازوں کی گونج اور رومال کی جھاڑ سے وجد دینا میرے لئے کسی آیت یا حدیث سے اخذ کرنا نہایت مشکل ہے اور نہ ہی

اہل سلوک کی کتاب میں کہیں لکھا دیکھا ہے واللہ اعلم ورسولہ۔

حلقہ میں بیٹھے ہوئے مجھے انقباض لاحق ہوا۔ طبیعت میں ہیجان پیدا ہوا تازہ لینے کی خاطر محفل سے اٹھ گیا میرے پیچھے پیچھے ساتھی بھی آگیا ابھی جوتے نہیں پہنے تھے کہ کلاشنکوف والا نے رکنے کا حکم دیا مجھے معلوم نہیں تھا کہ محفل سے اٹھنا بہت بڑا جرم تھا ناقابل معافی گناہ تھا۔ کلاشنکوف والا پشتو بولتا تھا اردو نہ جانتا تھا میں پشتو بول کم سکتا تھا اور جانتا خوب تھا پس آنکھیں بنا بنا کر ہم سے بات کرتا اور گالیاں دینے لگا کہہ رہا تھا تم منافق ہو پیر صاحب سے ہاتھ نہ ملاکر اور محفل سے اٹھ کر تم نے کفر کیا ہے تم بڑے خطرناک جاسوس ہو میں اردو میں اسے دل کی بات سچائی سے بیان کر رہا تھا مگر وہ ایک نہ سن رہا تھا پھر اردو والا آیا اس نے ہم سے بات کی اس نے بھی یہی کہا کہ تم نے جرم کیا ہے اتنے میں محفل ختم ہوگئی ہم جلدی سے پیر صاحب کے پاس گئے شاید وہ ہماری جان خلاصی فرمایں بس ان کے سامنے ہونا تھا کہ قیامت برپا ہوگئی پیر صاحب نے گرج کر پشتو میں کہا کہ تم نے پہلے ہاتھ نہیں ملایا پھر محفل سے اٹھ گئے تم بے غیرت بے ایمان اور منافق و جاسوس ہو میں نے معذرت کرتے ہوئے عرض کی جناب ہم جاسوس نہیں آپ کو شک ہے ہماری تلاشی لیں اگر اسلحہ دیکھیں یا کوئی مواد جو آپ کے خلاف ہو سزا دینا آپ کا حق ہوگا شناختی کارڈ دیکھیں ہم حضرو فلاں مدرسہ سے آئے ہیں ہمارا نام یہ ہے آپ کے فلاں فلاں خلیفہ وہاں ہوتے ہیں مگر پیر صاحب ایک بھی نہ سن رہے تھے ہمارے اور پیر صاحب کے درمیان ایک خلیفہ صاحب موجود تھے جو ان کی کرسی کے قریب بیٹھے تھے بعد میں مجھے حافظ سلیم صاحب سکنہ ویسہ کامپلور نے بتایا کہ وہ مولوی ضیاء اللہ تھے جو پیر صاحب کے مشیر خاص تھے ترجمانی کر رہے تھے ہم معافیاں مانگ رہے تھے اور پیر صاحب گالیاں دے رہے تھے تم مشکوک آدمی ہو خطرناک آدمی ہو کی خوب رٹ لگا رہے تھے کلاشنکوف کی نالی ہم پر تان لی گئی صرف اشارہ کی دیر تھی یہ وہ نازک موقع تھا جس سے ہمارا پیٹ جاری ہوتے ہوتے رک گیا ہم واسطے دھروئیاں کر رہے تھے لیکن کوئی آنکھ ہم پر ترس نہ کھا رہی تھی اگر ہمیں قتل کر دیا جاتا تو وہاں ایک بھی ایسا نہ تھا کہ جو یہ کہتا کہ پیر صاحب نے ناحق ظلم کیا ہے بلکہ ہمیں مباح الدم سمجھ رہے تھے۔ گناہ کیا تھا صرف ہاتھ نہ ملایا اور محفل سے اٹھ گئے۔ مجھے تو ملک الموت فرشتہ واضح نظر

آرہا تھا اور دل ہی دل میں کلمہ بھی پڑھ رہا تھا آقا اور اولیاء کرام کے توسل سے بارگاہ ایزدی میں فریادیں کر رہا تھا کہ مولا فقیری کا رنگ دیکھنے آیا تھا یہاں تو عرصہ حیات تنگ دیکھ رہا ہوں کیا ایسے ہی تیرے فقیر بندے ہوتے ہیں جو ناکردہ کو کردہ گناہ بنا کر تیرے بندوں کو مجرم ٹھہراتے ہیں یا اللہ تیرے حبیب تو پتھر مارنے والوں کو بھی دعائیں دیتے تھے لیکن یہاں تو معافی کی کوئی امید ہی نہیں۔ یکایک حجاج بن یوسف نما پیر کا دل بدلا اور پشتو میں کہا کہ ان کو چھوڑ دو مجھ پر خوشی کی لہر دوڑ گئی سمجھ تو گیا تھا پھر بھی تصدیق کی خاطر ترجمان سے پوچھا کہ پیر صاحب کیا فرما رہے ہیں تو اس نے آئندہ ایسی غلطی نہ کرنا اور اب چلے جاؤ میں نے کہا آئندہ ہمیں انشاء اللہ عقوبت خانہ میں کبھی نہ دیکھو گے یہ بات دل میں کہی

اظہری لٹ گیا وفاداروں کی بستی میں
لٹ جاتا گر چوروں کی بستی میں تو بات بھی تھی

اٹھ کر مصافحہ کرنے کو ہاتھ بڑھایا کیونکہ پہلے بھی مصافحہ نہ کرنے کی سزا پا چکے تھے مبادا پھر ادھر سے نہ دھر لیا جائے ہم سے ہاتھ بھی نہ ملایا شام کے وقت ہمیں دربار سے نفرتوں اور حقارتوں کا ناشتہ کرا کے نکال دیا گیا کلاشنکوف والا ہمارے پیچھے باہر تک آیا اور ڈراتا دھمکاتا رہا میرے خیال میں آج تک کسی کافر سے بھی ایسا معاملہ نہ ہوا ہوگا اولیاء اللہ کی شان تو یہ ہوتی ہے کہ کافروں کو اخلاق اور زواداری سے اپنا بنا لیتے ہیں کافر ان کا اخلاقی برتاؤ دیکھ کر مسلمان ہو جاتا ہے۔

ایک عام مسلمان کو یرغمال بنا کر ڈرانا دھمکانا برا ہوتا ہے چہ جائیکہ دین کے خادم اور طالب علم کو پھر بھی ہم کہہ رہے ہیں کہ میں فلاں مدرسہ کا مدرس ہوں یہ ساتھی ناظم ہیں دینداری ہوتی تو دیندار کا پاس ہوتا شریعت کے نام پر دکانداری چمکانے والوں کو کیا خبر کہ دین کے طالب علم کی قدرومنزلت عنداللہ و عندالرسول کیا ہے جو وہاں جا کر ان کی بندگی کرے وہ مسلمان کہلائے گا جو خدا کی بندگی کا دم بھرے گا ہماری طرح مجرم بنا لیا جائے گا میرے خیال میں وہاں جانے والا مرید ہونے کے بغیر واپس نہیں آتا اور جو مرید نہ بنے انہیں جاسوس نظر آتا ہے۔

دربار سیفیہ میں نیک سلوکی خوش خلقی ہمدردی رواداری، مہمان نوازی، مسافر پروری کا نام تک نہیں اگر ہم نے بہت برا ہی کر دیا تھا تو سزا ہو گئی تھی اب آخر میں

کہ دیتے کہ تم اس وقت نہ جاؤ تم نے نفرت سے کام لیا ہم محبت و اخوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسوہ رسول پر عمل کرتے ہیں رات گذارو ہم آپ کی خدمت کریں گے تو ہمارے زخمی دل پر مرہم پٹی ہو جاتی۔

کیا اسلام یہی درس دیتا ہے کیا شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی تعلیم ہے کیا اسی کا نام پیری ہے کیا دلوں میں ذکر اللہ جاری کرنے والے ایسے ہوتے ہیں کیا قطب القاب ایسے افراد کا نام ہے کیا غوث العظم ایسا برتاؤ کرتے ہیں کیا روحانیت اور نورانیت دینے کا یہی طریقہ ہے کیا اس واقع سے تمہارا دلوں کی بات جان لینے کا دعویٰ غلط ثابت نہیں ہو جاتا کیا ایسی بدسلوکی سے پیری مریدی محض ڈھونگ نہیں بن جاتی۔ بس دلوں کے راز جانے والے ہمیں نہ پہچان سکے بلکہ غیر مسلم جاسوس سمجھ کر ڈر گئے مسلمانوں اس واقع کو بار بار پڑھو اور اپنے آپ کو ایسے پیروں سے بچاؤ اللہ والوں کی تلاش ضرور کرو مگر نفس پرستوں سے جان بچاؤ۔ جو پیر مریدوں کو چومنے چاٹنے اور خوشامد کا عادی بنائے وہ خواہش پرست ہے جو چومنے چاٹنے اور مصافحہ نہ کرنے پر سزا مرتب کریں وہ نفس پرست ہے خدا پرست نہیں یہ پیر مخلوق سے ڈرتا ہے خداتعالیٰ سے نہیں۔

حافظ محمد اظہر محمود اظہری حنفی چشتی عفی عنہ 3/6/94
مدرس مدرسہ مفتاح العلوم بن گئی حضرو ضلع اٹک
و خطیب مرکزی جامع مسجد انوار حبیب موضع حمید ضلع اٹک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب آخونزادہ سیف الرحمٰن مہاجر آف دشت ارچی افغانستان حال مقیم منڈی کس باڑہ خیبرایجنسی صوبہ سرحد **والسلام علی من التبع الھدی والتزم متابعہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** آپ کے غیر اسلامی عقیدہ اور فقہ حنفی و سلوک کے نام سے چند ناجائز حرکات و اعمال پر آپ کی شرعت گرفت کرکے میں نے آپ سے علی الاعلان توبہ کرنے یا غیر جانبدار علماء کرام کے زریعہ ان مسائل پر شرعی فیصلہ کرانے کا مطالبہ کیا تھا جس پر عمل کرکے **من اعتنز الی اللہ فی الدنیا قبل اللہ معذرتہ الحدیث** (جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ و مغفرت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی معذرت اور توبہ کو قبول فرماتا ہے) کے مطابق مومن و مسلمان بالخصوص اہل سلوک کی صفت و زینت (توبہ کی فضیلت کو پانے یا قرآن و حدیث کی روشنی میں شرعی فیصلہ کو تسلیم کرکے سچا مومن مسلمان ہونے کا ثبوت پیش کرنے کی بجائے **و اذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزہ بالاثم** (جب اس کو خدا سے ڈرنے کو کہا جاتا ہے تو گناہ کے ساتھ اس کو تکبر چڑھتا ہے کے مصداق بنکر شریعت محمدی کی بالادستی کو قبول کرنے سے عملی انکار کیا کافی مرتبہ تک مختلف اوقات میں میں نے نہایت مہذب انداز فکر کے ساتھ ناصحانہ و مبلغانہ طور پر آپ کو اپنے دل میں خوف خدا کو جگہ دیکر تکبر و انانیت اور ہمہ دانی کی بے جا دعویٰ دل سے نکال کر شریعت محمدی کی بالادستی کو قبول کرنے کی طرف آنے کی دعوت دی لیکن غیر جانبدار علماء کرام کے زریعہ فیصلہ شریعت کو اپنے خواہش نفسی کے خلاف سمجھ کر آپ نے شریعت سے انکار کیا تھا۔ شریعت سے فرار ہوکر الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق میرے خلاف طرح طرح کی سازش' ناکردہ گناہوں کا الزام' بہتان تراذی' دروغ گوئی' کفربازی جیسے اخلاق سوز و شرافت انسانی سے بعید اور اخلاق محمدی سے بعید تر حرکات پر اتر آئے جن کو دیکھ کر شریف انسان کو شرم آتی ہے آپ کی ان غیر اخلاقی و غیر شرعی حرکات کے سلسلہ میں مورخہ 13/7/95 کو آپ کی طرف سے ایک گالی نامہ' کافر ساز کتابچہ بنام ہدایت السا لکین فی رد المنکرین مجھے موصول ہوئی جس میں آپ نے میری طرف سے اپنے غیر اسلامی عقیدہ و ناجائز حرکات و مسائل پر شرعی گرفت کا اسلامی انداز فکر اور مہذب طرز تحریر کے

ساتھ قرآن و حدیث کے حوالہ سے جواب دے کر میرے سمیت فریقین کے ساتھ وابستہ مسلمانوں کی تسلی و اطمینان کرانے کی بجائے اندرون جبہ و دستار اپنی اصلی شکل کے عین مطابق شرافت انسانی سے بعید اخلاق محمدی سے بعید تر اور شان مومن کے غیر شایان مغلظات اور بدترین گالیوں سے کاغذ کے اوراق کو سیاہ کرکے اپنے آپ کو سیاہ باطن' نور ایمان سے خالی' اخلاق محمدی سے عاری اور بداخلاقیوں کا مجسمہ ہونے کی دلیل فراہم کی ہے۔ ورنہ گالیاں بکنے کی کیا ضرورت تھی مسئلہ کا جواب مسئلہ اور دلیل کا جواب دلیل سے دینا تم کو نصیب نہیں ہوا۔ **کل اناء تیرشح بمافیہ** (برتن سے وہی کچھ گرتا ہے جو اس میں ہوتا ہے) آپ نے سادہ لوح عوام کو دھوکہ بالخصوص اپنے مریدوں کو اعتماد میں رکھنے کے لئے کاغذ کے اوراق کو گالیوں سے اور بے بنیاد استدلال و خواہش نفس پر مبنی تضیات اور قرآنی آیات کریمہ کی اپنے پیٹ سے تفسیر بالرائے کرکے اور اپنے پیٹ سے حدیث گھڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ اور بہتان باندھ کر دنیا کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ چشتی کی طرف سے اعتراضات و شرعی گرفت کا جواب دے دیا گیا ہے لیکن آپ کے مغلظات و بدزبانیوں کا جواب بدزبانی کے ساتھ دینے کی میرا ایمان و اخلاق محمدی کا لحاظ اور میری خاندانی شرافت مجھے اجازت نہیں دیتی لہٰذا ملکی قوانین کے اندر رہتے ہوئے اس کے متعلق قانونی چارہ جوئی کا حق محفوظ رکھتا ہوں اور آپ کی طرف سے ناکام استدلال و جوابات کا پول کھولتے ہوئے اصل مسائل کی مختصر وضاحت پیش کروں گا۔ انشاء اللہ

میری طرف سے گرفت کردہ 10 مسائل متنازعہ کی وضاحت اور خلاصہ مطلوبہ درج ذیل ہیں۔

وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر1

تبلیغی جماعت والے کلمہ طیبہ کے مطلب و مقصد کے حوالہ سے یہ عقیدہ و الفاظ جو بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ہونے کا یقین و عقیدہ ہونا ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کے امر کے بغیر مخلوق سے نہ ہونے کا عقیدہ یقین ہونا ضروری ہے۔ یہ دونوں جملے مجمل ہیں یعنی متکلم کے معنی مرادی پر ظاہر الدلالتہ نہیں ہیں بلکہ بظاہر معانی کثیرہ یعنی جائز و ناجائز او اسلامی و غیر اسلامی معانی کو شامل ہیں لہٰذا جب تک متکلم خود

اس کی تفسیر و تعین غیر اسلامی معنی و غیر شرعی عقیدہ کے ساتھ نہیں کرتا اس وقت تک اس کو کافر کہنا غلط اور مذہب اہلسنت و جماعت کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ مذہب اہلسنت و جماعت میں اگر کسی مسلمان کے بظاہر غلط یا موہم کفر کلام میں 99 فی صد معانی و احتمالات کفر کے ہوں لیکن صرف 1 فی صد احتمال اسلامی و شرعی معنی یا جائزہ عقیدہ کا ہوسکتا ہو تو ایسے جملہ و کلام کو کفریہ قرار دیکر اس کے متکلم کو کافر کہنے کی اجازت نہیں ہے لہٰذا رائیونڈیہ کے مرکزی امیروں کی طرف سے کلمہ طیبہ کے مقصد کے حوالہ سے مذکورہ دونوں جملے اگرچہ بظاہر غیر اسلامی ہیں کلمہ طیبہ کے حوالہ سے اکابرین اسلام کی تشریحات کے خلاف ہیں شان الوہیت کی توہین و تنقیص کو ملتزم ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و افعال پر ایمان کے خلاف ہیں اللہ تعالیٰ کے اوصاف سلبیہ سے بظاہر انکار ہے باعث تخریب عقیدہ عوام ہیں موہم کفر عقیدہ شنیعہ' بدعیہ اور غیر اسلامی تبلیغ ہے لیکن باوجود ان ہمہ کفر سے بچنے کے لئے جائز معانی کا احتمال بھی ان دونوں جملوں میں یکساں موجود ہے۔ وہ اس طرح کہ اول جملہ یعنی اللہ تعالیٰ سے ہونے کا عقیدہ و یقین سے متکلم کی مراد ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی شان اقدس کے لائق تمام اوصاف کمالیہ کے ساتھ متصف ہونے کا عقیدہ و یقین ہو اور دوم جملہ یعنی مخلوق سے نہ ہونے کا یقین و عقیدہ سے قائل کی مراد و معنی یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر تکوینی موجود ہونے کے بغیر صرف مخلوق کے کسب سے کوئی چیز بھی موجود نہیں ہوسکتی تو یہ اسلامی عقیدہ ہے تمام عالم اسلام بلا نزاع و تردد شان الوہیت کی بابت اسی طرح کے عقیدہ رکھتے ہیں جیسے نمرود نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو جلانے کے لئے ہر طرح کا کسب و عمل کرکے آگ بھڑکائی لیکن اللہ کی طرف سے امر تکوینی موجود نہیں تھا لہٰذا مخلوق کے اس کسب و عمل سے انکا مدعی و مقصود حاصل نہ ہوسکا۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زہر ہلاہل کا پیالہ پی لیا جس کا عمل اللہ تعالیٰ کے امر تکوینی کے مطابق آنتوں کو کاٹ کاٹ کر مار ڈالنا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم تکوینی موجود نہیں تھا لہٰذا زہر کا عمل موجود نہ ہوسکا۔

اس طرح کے بے شمار واقعات کے ہوتے ہوئے تمام عالم اسلام کے قلوب میں مذکورہ اسلامی عقیدہ مضبوطی کے ساتھ موجود ہے لہٰذا رائیونڈیہ کے مرکزی امیروں کی طرف سے کلمہ طیبہ کے مقصد کے حوالہ سے دونوں جملے غیر اسلامی تبلیغ' شان

الوہیت کی بابت طریقہ تبلیغ پیغمبران علیہم الصلوٰۃ و التسلیمات کے خلاف اور موہم کفر وغیرہ معانی قبیحہ و شنیعہ و کفریہ کے باوجود مذکورہ جائز معنی کے احتمال کی موجودگی میں اس کے قائل پر کافر مطلق' یقینی کافر' اجماعی کافر جیسے خطرناک فتویٰ کفر صادر کرنا کسی مسلمان پر حکم کفر کے لئے اسلامی اصول کے سراسر خلاف ہے۔

جائز احتمال نمبر2 جملہ اول یعنی اللہ تعالیٰ سے ہونے کا یقین سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہر ممکن الوقوع چیز کے ایجاد ہونے کا یقین ہے اور جملہ دوم یعنی اللہ تعالیٰ کے امر کے بغیر مخلوق سے نہ ہونے کا یقین سے مراد و معنی یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر تکوینی کے بغیر صرف مخلوق کے کسب و عمل سے کسی بھی ممکن الوقوع چیز کے ایجاد نہ ہونے کا یقین ہے تو یہ بھی جائز بلکہ تمام اہل اسلام کا مشترکہ عقیدہ ہے جو آیت کریمہ **ان اللہ علی کل شیئی قدیر** اور دوسری آیت **لولا ترجعونھا ان کنتم غیر مدینین** وغیرہ آیات کثیرہ کے مدلول ہے۔

جائز احتمال نمبر3 رائیونڈیہ کی طرف سے کلمہ طیبہ کے مقصد کے نام پر اللہ سے ہونے کا یقین اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین دونوں اختراعی اور مجمل جملوں سے مراد و معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خلق ہونے اور مخلوق سے خلق نہ ہونے کا یقین ہے یعنی اللہ وحدہ لاشریک' تنہا خالق کائنات ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنا نہ چاہے گا تو تمام مخلوق مل کر بھی کوشش کریں تب بھی کوئی چیز پیدا نہیں ہوسکتی۔ تو یہ بھی جائز و شرعی معنی ہے جس پر **اء انتم تخلقونہ ام نحن الخالقون** جیسی بے شمار آیات دلالت کرتی ہیں۔

جائز احتمال نمبر4 یہ بھی ہوسکتا ہے اللہ سے ہونے اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین سے مراد و معنی یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ سے علم ازلی ابدی اور علم محیط کے ساتھ متصف ہونے کا یقین ہے اور مخلوق سے اس قسم کے علم کے ساتھ متصف نہ ہونے کا یقین ہے تو یہ معنی بھی اسلامی عقیدہ ہے۔ آیت کریمہ **وھو بکل شیئی علیم** وغیرہ بے شمار آیات کریمہ کا مدلول ہے

جائز احتمال نمبر5 اللہ سے ہونے اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین ہے جملوں کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے واجب الوجود ہونے اور مخلوق سے واجب الوجود نہ ہونے کا یقین ہے تو یہ بھی تمام عالم اسلام کا مشترکہ عقیدہ ہے۔ علی ہذا

رائیونڈیہ کی طرف سے مذکورہ دونوں اختراعی و مجمل جملے کافی سے زیادہ غیر اسلامی اور کفری معنوں کو شامل ہونے کے ساتھ ساتھ بے شمار شرعی و جائز منعوں کو بھی شامل ہیں لہٰذا ان دونوں جملوں کو کفری معنی پر ظاہر الدلالہ یا کفری معنی پر تصریح و یقین اور قطعی الدلالہ علی الکفر قرار دیکر مسلمانوں کو کافر بنانا تمام عالم اسلام کو کافر قرار دینے کے مترادف ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث سے انکار کو ملتزم ہے۔

میرے مخاطب! (پیر سیف الرحمٰن) چونکہ اٹھتے بیٹھتے کھلے بندوں ان دونوں جملوں کو کفریہ کلام قرار دے کر ان کے قائلین کو قطعی کافر' اجماعی کافر اور یقینی و متفقہ کافر کہہ کر حکم کفر اپنے پیٹ سے صادر کرکے اسلامی کتابوں کا جھوٹا حوالہ دے کر خلق خدا کو گمراہ کرتا ہے۔

وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر2

جو مسائل از قبیلہ ضروریات دینیہ قطعیہ ہیں اور قطعی الثبوت والدلالتہ نصوص سے ثابت ہیں جیسے کہ مسئلہ توحید و رسالت' بعث بعدالموت' وزن اعمال' جنت و دوزخ' قضاء و قدر' ملائکہ وغیرہ ایسے تمام مسائل میں فقہی اجتہاد و اختلاف کی اسلام میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے بلکہ ایسے مسائل تمام عالم اسلام اہل حق کے درمیان قدر مشترک و غیر متنازعہ ہیں جن میں حنفی شافعی وغیرہ اختلاف بتا کر اپنے آپ کو حنفی یا شافعی کہنا نہ صرف جہالت عظمیٰ بلکہ صاحب مذاہب ائمہ مجتہدین کرام پر بھی بہتان و جھوٹ ہے۔ شافعی حنفی وغیرہ فقہی اختلاف و تقلید کا دائرہ کار صرف مسائل اجتہادیہ اور ان مسائل تک محدود ہے جن پر قطعی الثبوت والدلالہ نصوص موجود نہ ہوں جیسے چند اعتقادیات ظنیہ میں اشاعرہ وماتریدیہ کا اختلاف اہل علم کو معلوم ہے اور مسائل قیاسیہ و اجتہادیہ فقہیہ میں مذاہب اربعہ کا اختلاف بھی مشہور ہے۔ لیکن مسئلہ توحید و رسالت اور بعث بعد الموت وغیرہ ضروریات دینیہ و قطعیہ میں ماتریدی واشعری کا کوئی اختلاف ہے نہ حنفی و شافعی کا کوئی نزاع ہے یا تقلید جائز ہوسکتی ہے بلکہ ایسے مسائل ضروریہ و قطعیہ میں صرف اور صرف علم الیقین مدار ایمان و ضروری ہے جو تمام عالم اسلام کو بقدر مراتب حاصل ہے لیکن میرے مخاطب! (پیر سیف الرحمٰن) تمام مسلمانوں کی اس مسلمہ اعتقادی روش کے خلاف مسائل اعتقادیہ

ضروریہ جو قطعی الثبوت والدلالہ نصوص سے ثابت ہیں جیسے مسئلہ توحید و رسالت بعث بعدالموت' جنت دوزخ' پل صراط' وزن اعمال حتیٰ کہ سورہ اخلاص کے مدلول و منطوق شان الوہیت کی بابت اعتقادیات خمسہ یعنی اللہ تعالیٰ کی احدیت' صمدیت' عدم والدیت' عدم مولودیت' عدم کفائت میں بھی اپنے آپ کو امام ابو حنیفہ کا مقلد کہتا ہے بلکہ اٹھتے بیٹھتے اس قسم غیر اسلامی عقیدہ کی تبلیغ کرکے خلق خدا کو گمراہ کرتا ہے۔

وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر3

رائیونڈیہ کے مرکزی امیروں کی طرف سے کلمہ طیبہ کے مقصد کے نام پر اللہ تعالیٰ سے ہونے کا یقین اور اللہ تعالیٰ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ہونا چاہیے کہ اختراعی و بدعی اور موہم کفر عبارت کی شرعی گرفت کرکے اپنی ناصحانہ و مبلغانہ طبیعت کے مطابق رائیونڈیہ جماعت کے امیروں کی اصلاح کی غرض سے ان کی غلط و غیر اسلامی عبارت کی بجائے شان الوہیت کی بابت اسلامی عقیدہ کی تلخیص و مختصر ترین عبارت اپنے مقالہ الاستفتاء کے اندر میں نے اس طرح لکھی تھی کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی شان اقدس کے مطابق سب کچھ ہونے کا یقین اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف اس سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین کرنا اسلامی عقیدہ ہے یعنی جتنے کام اللہ تعالیٰ کی شان اقدس کے لئے مناسب ہیں ان سب کا اللہ تعالیٰ سے ہونے کا یقین و عقیدہ کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی شان و ذات کے مناسب سب کچھ کرتا ہے مثلاً کسی کو زندگی دینا' موت دینا' عزت دینا' ذلت دینا' بادشاہ بنانا' بادشاہی سے معزول کرنا کسی کو بخشنا اور کسی کو عذاب دینا' بیٹی یا بیٹا دینا' دونوں عطا کرنا' ایک بھی نہ دینا' عدل و انصاف کرنا اور خلق و ایجاد کرنا علی ہذالقیاس بے شمار غیر متناہی امور ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان کے شایان اور اس کی ذات اقدس کے مناسب ہونے کی بناء پر اللہ تعالیٰ سے ان کے ہونے کا ہر مومن و مسلمان کو عقیدہ و یقین ہے اور عالم اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے جس کا منکر ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا چہ جائے کہ ولی اللہ بن جائے اسی طرح بے شمار و بقدر لاتعدد ولا تحصی امور ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان کے نامناسب اور غیر شایان شان ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے ان کے نہ ہونے کا عقیدہ و یقین تمام مسلمانوں کے قلوب میں بطور علم الیقین و عقیدہ

موجود ہے جیسے ظلم، کذب و جھوٹ، چوری، غصب وغیرہ امور قبیحہ ہر مومن مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ سے ان جیسے امور کے نہ ہونے کا یقین و عقیدہ موجود ہے جس کے بغیر کوئی شخص مسلمان ہی نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ ولی اللہ ہو اسی طرح امور محمودہ و کار ہائے مستحسنہ فی حق العباد جیسے عابدیت یعنی عابد ہونا، والدیت یعنی والد ہونا، مولودیت یعنی مولود ہونا، آکلیت، شاربیت یعنی آکل و شارب ہونا، کاسبیت یعنی کاسب ہونا، نائمیت یعنی نائم و سونے والا ہونا علی ہذالقیاس اس قسم کے بے شمار کام ایسے ہیں جو مخلوق کی شان کے شایان و مناسب اور صفات محمودہ ہونے کے باوجود اللہ رب العالمین کی شان میں نامناسب و عیب و نقصان ہونے کی بناء پر ہر مومن مسلمان اس قسم کی چیزوں کے اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا عقیدہ و یقین رکھتا ہے۔ اور یہ عالم اسلام کا اجماعی و قطعی اور بنیادی عقیدہ ہے جس کا منکر ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ ولی اللہ ہو۔ لیکن میرے مخاطب (پیر سیف الرحمٰن) اپنے مریدوں میں بیٹھ کر الاستفتا میں میری اس عبارت و عقیدہ (اللہ تعالیٰ سے اس کی شان اقدس کے لائق سب کچھ ہونے کا عقیدہ و یقین) ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی شان کے خلاف کچھ بھی نہ ہونے کا عقیدہ و یقین ضروری ہے کو کفریہ عقیدہ قرار دے کر نہ صرف اپنے آپ کو کبیرہ گناہ میں مبتلا کیا بلکہ قرآن و حدیث کے خلاف حکم کفر صادر کر کے صحابہ و تابعین ائمہ مجتہدین سمیت تمام عالم اسلام کو ان جانے میں کافر بنا رہا ہے جو اشد ترین گناہ کبیرہ ہے۔

وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر4

(لفظ شان) چاہے عربی لفظ ہونے کی حیثیت سے ہو یا عجمی اردو ہو یا فارسی بہرحال اسم جلالت (اللہ) کی طرف اس کی نسبت و اضافت تمام مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق جائز ہے اور بقدر لاتعدد ولا تحصی اس طرح کا استعمال مسلمانوں کی زبان میں ہوا ہے اور ہو رہا ہے جو قیامت تک جاری رہے گا آج تک کسی بھی امام، مجتہد، مفسر و محدث یا صوفی و سالک نے اس تلفظ یا تحریر و استعمال یعنی لفظ شان اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت و اضافت کرنے کو کفر نہیں کہا لیکن میرے مخاطب (پیر سیف الرحمٰن) نے اپنے مریدوں میں بیٹھ کر اس قسم تلفظ و تکلم کو کفر قرار دیا ہوا ہے جو قرآن و حدیث کے خلاف اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے مترادف جرم ہے۔

وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر5

عمامہ (دستار) باندھنا تمام اہل اسلام کے عقیدہ کے مطابق ہمارے آقا و مولیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت عادیہ اور سنت لباس ہے اور سنت نبوی ہونے کی نیت سے اس کا استعمال کرنا باعث ثواب و خیروبرکت ہے اور عدم استعمال نہ گناہ نہ مکروہ نہ حرام۔ یہ مسئلہ اپنی شہرت کے لحاظ سے اتنا واضح اور عام ہے کہ مذہب کی درسی کتابوں سے لیکر کتب فتاویٰ تک لکھا ہوا موجود ہے مسلمانوں کے کسی قابل اعتماد امام، مجتہد، صوفی، سالک یا مفسر و محدث بغیر عمامہ رہنے کو یا بغیر عمامہ کے نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی نہیں کہا لیکن میرے مخاطب (پیر سیف الرحمٰن) نے تمام اکابرین اسلام کے اس اجماعی عقیدہ سے منکر ہو کر بغیر عمامہ اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے کو مکروہ تحریمی اور بغیر عمامہ نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کہ کر شدید بدعت ضلالہ کا ارتکاب کیا ہے جو بدعت اعتقادی و قولی و عملی ہر طرح کی بدعت ضلالہ اپنے پیٹ سے شریعت گڑھنے کے مترادف ہے۔ جس کے مرتکب کو قرآن و حدیث کی روشنی میں صحیح مومن نہیں کہا جاسکتا چہ جائے کہ ولی اللہ ہو۔

وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر6

مذاہب اربعہ اہلسنّت و جماعت کے تمام پیروکار، اکابرین نے ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنے کو جائز سمجھ کر تاریخ کے مختلف ادوار میں متعدد قسم ٹوپیاں پہن کر امکنہ متبائنہ اور اقوام متعددہ کے بقدر لاتعداد و لا تحصی بے شمار محدثین، فقہاء کرام، سالکین و صوفیاء کرام اور اولیاء عظام نے نمازیں پڑھی ہیں جس میں درج ذیل معدودی چند ٹوپیاں اب بھی مشہور و معلوم ہیں۔
قادری ٹوپی، چشتی ٹوپی، رام پوری ٹوپی، بنگالی ٹوپی، سیالوی ٹوپی، چترالی ٹوپی، ترکی ٹوپی اور کسی وقت مدنی ٹوپی بھی مشہور تھی۔ جس پر نعل پاک پائے اقدس سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات ثبت ہوا کرتا تھا جس کے متعلق یہ شعر بھی مشہور ہے "تاج عجیب فوق الجباہ نعل الحبیب شرف و جاہ" اور پاکستان کے مشہور ترین قراقلی (جناح کیپ و

لیاقت کیپ) پہن کر بھی ہر مسلک کے علماء کرام و صوفیا عظام نماز پڑھتے آئے ہیں الغرض آج تک کسی بزرگ و امام' محدث' مفسر' مجتہد' سالک عالم یا مفتی نے ٹوپی پہن کر نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی کہنے کی جرات نہیں کی۔ لیکن میرے مخاطب (پیر سیف الرحمٰن افغان مہاجر نے سر پر ٹوپی پہن کر نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی کہ کر اپنے مریدین' خلفاء کو یہ حکم دیکر کہ جس مسجد کے امام ٹوپی پہن کر نماز پڑھا رہا ہو اس کے پیچھے نماز ناجائز و حرام' مکروہ تحریمی' واجب اعادہ ہے لہٰذا تم خود بھی اس کے پیچھے نماز مت پڑھو اور دوسرے لوگوں کو بھی سمجھاؤ کہ ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوگی۔

چاروں طریقت کے بزرگان دین اور اہلسنّت و جماعت کے چاروں مذاہب کے خلاف جدید شریعت اپنے پیٹ سے نکال کر بدعت سیئہ ضلالہ کا مرتکب ہوا ہے۔

وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر7

اہلسنّت و جماعت کے تمام مکاتب فکر اور مذاہب اربعہ کے اکابرین فقہاء کرام' محدثین' مفسرین' صوفیاء کرام' سالکین اہل حق نے بلانکیر سر پر عمامہ باندھنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت لباس و سنت عادیہ اور سنن زوائد کے زمرہ میں شمارے ہیں جو کتب درس سے لیکر کتب فتاوی و شروح حدیث تک لکھا ہوا موجود ہے کسی بھی مذہب کے قابل اعتماد امام و محدث و مجتہد نے اسکو سنن ہدی یا واجب کے زمرہ میں شمار نہیں کیا لیکن میرے مخاطب (پیر سیف الرحمٰن) بہادر نے اس کو سنن موکدہ قرار دیکر تمام مجتہد علماء و محدثین اور اکابرین اسلام کی مخالفت کرکے نہ صرف اپنے پیٹ سے شریعت گڑھی ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی بہتان و افتراء کیا اس بدعت اعتقادیہ ضلالہ مردودہ کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر8

سلفا و خلفا تمام علماء ظواہر و باطن اہل شریعت و اہل طریقت اس بات پر متفق ہیں کہ علوم اسلامیہ کے جس استاد و شیخ نے اسلامی علوم پڑھا کر اپنے شاگردوں کو اسلامی عقیدہ و عمل کے صراط مستقیم پر لگایا ہو اور علم ظاہر یعنی وہ اسلامی علم جس کا

معلوم و متعلق ظاہری حواس خمسہ کے ذریعہ پہچانا جاتا ہے جیسے نماز' روزہ' حج' زکواۃ اور حرمت شراب و حرمت زنا و قتل وغیرہ وہ تمام احکام جو آیات محکمات و احادیث محکمات کے مدلولات ہیں اور علم باطن یعنی وہ اسلامی علم جس کا معلوم و متعلق صرف قلب و عقل کے ذریعہ توفیق ایزدی سے پہچانا جاتا ہے جیسے مقامات عشرہ تصوف مثلاً توبہ' زہد' توکل' صبر' شکر' فقر' خوف' رجاء' محبت' رضا اور احوال قلبیہ جیسے حال و جذب اسی طرح آیات متشابہات و احادیث متشابہات کے پوشیدہ اسرار ان دونوں علموں سے اسلامی مقصد و مدعا ایک ہی ہے وہ یہ ہے کہ اسلامی عقیدہ و عمل میں ترقی و رسوخ و استقامت کا حصول مقصد ہے تو جس مذہبی استاد و شیخ نے دونوں قسم کے اسلامی علوم کی تعلیم و تربیت دیکر اپنے شاگردوں کو رسوخ عقیدہ و عمل کے مقام پر فائز کیا ہو اس کا مرتبہ آج کل کے ان رسمی پیروں سے جو تصوف و سلوک کے چند اصطلاحات یاد کرنے کے ساتھ ساتھ روحانیت کے حوالہ سے مختلف طبقات زندگی کے ساتھ وابستہ لوگوں کے جدا جدا نفسیات کے مطابق ان کے سامنے روحانیت کے اونچے سے اونچے دعویٰ اور سیکھے ہوئے عملیات کے اثرات و کرشمے ان پر ظاہر کرکے نیز شوق شیخ میں مبتلا اور پیر بننے کے شائقین کو سیکھے ہوئے اصطلاحی الفاظ و مقامات کو توجہ کے ذریعہ حاصل کرنے کے لالچ دیکر کبھی ارشاد خط خلیفہ مقید کے لئے او سند خلافت مطلق کے نام پر ہزاروں روپوں کے عوض ان غریبوں پر بیچ کر ان کو تصوف و سلوک کے مقدس نام پر دنیاء دون کے اس انوکھے دھندے پر لگانے کے ساتھ ساتھ زرخرید غلام پر دھوونس جمانے کی طرح ان کو تاثر دیتے ہیں کہ میں عین شریعت عین طریقت ہوں میرے کسی قول و فعل پر شک و تردد یا اعتراض کرنے والا مردود و دین کا تباہ و برباد ہوگا ایک توجہ کے ساتھ میں تباہ و برباد کروں گا۔ میں شیخ کامل مکمل ہوں غوث اعظم' پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی بھی اس وقت موجود ہوتے تو میرے مرید ہوتے۔ میں نائب پیغمبر ہوں میرے کسی بات میں شک کرنے والا یا مجھ پر اعتراض کرنے والا کافر ہوگا' زندیق ہوگا' ملحد ہوگا میرے سلسلہ کے ماسوی دیگر سلاسل طریقت قادریہ' چشتیہ اور نقشبندیہ کے جتنے بھی خانقاہ نشین و سجادہ نشین اور پیر ہیں ان کے مریدوں پر واجب ہے کہ وہ ان سے منہ موڑ کر میرے ہاتھ بیعت ہوجائیں۔ اس قسم کے بے بنیاد اور باطل دعوؤں کے ذریعہ بیچارہ مریدوں کو ذہنی غلام اور ذریعہ آمدن

بنانے والے رسمی پیروں سے استاد و شیخ موصوف کا حق شریعت و طریقت دونوں کے حوالہ سے ہزار ہا درجہ زیادہ ہے لیکن میرے مخاطب (پیر سیف الرحمٰن) مذکورہ اوصاف کے حامل رسمی پیر کا حق مذکورہ اوصاف کے حامل مذہبی استاد و شیخ کے حق سے زیادہ بتا کر علماء کرام سے ان کے تربیت و تعلیم یافتہ شاگردوں کو بدظن و منحرف کررہا ہے جو شریعت و طریقت دونوں کے خلاف ہے۔

وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر9

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اکابرین اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ کسی بھی عبادت کو اختیاری طور پر دیدہ و دانستہ شہرت و سمعت حاصل کرنے کے لئے استعمال کرنا یعنی ریاکاری کرنا حرام ہے اور اس اجماعی حرام کا پتہ لگانے کے لئے شواہد و علامات سے استدلال کیا جاتا ہے۔ جیسے کوئی ایک آدمی حسد' کینہ' تکبر' عجب' غیبت' بہتان اور دروغ گوئی جیسے کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہونے کے باوجود زہد و تقی اور ولایت و بزرگی کا مدعی ہو اور عام حالات تنہائی میں نفلی نماز پڑھنے کا عادی بھی نہ ہو لیکن جب بھی کوئی نئے آدمی دیکھے تو فورا نفلی نماز پر کھڑا ہوتا ہو اور نئے آدمیوں کو متاثر کرنے کے لئے اپنی کرامات و مکاشفات اور نفل نماز پڑھنے میں اپنے آپ کو یکتا و روزگار بتاتا ہو تو وہ ایسے شخص کے ریاکار ہونے میں اور اپنی نماز کو شہرت و سمعت حاصل کرنے کے لئے استعمال کرنے میں کسی عقلمند انسان کو شک بھی نہیں ہوگا۔ میرے مخاطب (پیر سیف الرحمٰن) کا بھی حال یہی ہے کہ عام حالات یا تنہائی میں ٹھیک ٹھاک انسانوں کی طرح ہوتا ہے لیکن جب بھی کوئی نیا شکار دیکھے تو سینہ ملانے لگ جاتا ہے بالخصوص کسی نئے آدمی کے ساتھ معانقہ کرتے وقت خاص اہتمام کے ساتھ سینہ ہلا کر اپنے قلب و لطائف کے علی الدوام غیر اختیاری متحرک بالذکر ہونے کا تاثر دیتا ہے اس ریاکاری پر میری طرف سے شرعی گرفت یہ ہے کہ جب نفلی نماز کو جس کا استحباب قطعی الثبوت ہے ریاکاری کے لئے استعمال کرنا حرام ہے تو لطائف کو جن کا ثبوت معدودی چند صوفیاء کرام سے متضاد عبارات کے ساتھ منقول ہے قطعی الثبوت کہہ کر خود ان کو یا کسی دوسرے رگ کو حرکت اختیاری و ارادی طور پر حرکت دیکر کر اگلے کو اپنی روحانی کرامت مرکز تجلیات خداوندی اور

جاری القلب بالذکر ہونے کا تاثر دینا کس طرح جائز ہوسکتا ہے حالانکہ جن صوفیاء کرام نے اپنے اپنے انداز میں لطائف کی تشریح کی ہیں ان سے اس طرح کی اختیاری تحریک لطائف کہیں بھی ثابت نہیں ہے نمبر2 لطائف اور ان کے ناموں' مقامات اور احوال کو قطعی الثبوت کہہ کر اس اختیاری عمل کو مسلمانوں پر لازم و فرض قرار دینا بے بنیاد اور اپنے پیٹ سے شریعت گھڑنے کے مترادف ہے نمبر3 اس خوداختیاری عمل کو وجد اور حرکت لطائف کا نام دیکر اپنے آپ کو اخص الخواص اولیاء اللہ مشہور کرنا مسلمانوں کو بے وقوف بنانے کے مترادف ہے اس لئے کہ وجد بجمیع اقسامہ ہمیشہ غیر اختیاری عمل ہوتا ہے جس کا شعور اور ادراک باقی ہوتے ہوئے آغاز کرنے اور ختم کرنے کا اختیار قطعا نہیں ہوتا لیکن میرے مخاطب (پیر سیف الرحمٰن) اپنی مرضی و اختیار سے محل وقوع کی مناسبت کو دیکھ کر آغاز بھی خود کرتا ہے اور اختتام بھی خود کرتا ہے ایسے حالات میں اس عمل کو وجد یا حرکت لطائف کے ساتھ مشہور کرنا کذب' دروغ گوئی اور تصوف و سلوک کے ساتھ مذاق نہیں تو اور کیا ہے۔

بعض اقل قلیل صوفیاء کرام و اولیاء عظام کی تصریح کے مطابق لطائف کے ثبوت کی صورت میں ان کی حرکت بھی انسان کے ارادہ و اختیار سے خارج اور غیر حاصل بالتمرین و المشق ہے حالانکہ میرے مخاطب (پیر سیف الرحمٰن) اس کے لئے باقاعدہ مشق اور چھاتی کی رگوں کو الٹے بازو کی خاص رگ کے ساتھ مربوط کرکے حرکت دیتا ہے اور کبھی مخصوص طریقہ سے رومال جھاڑ کر حرکت دیتا ہے تو اس طرح سے مخصوص رگوں کو خود حرکت دے کر یا دلا کر حرکت لطائف یا احیاء لطائف ذکر اللہ کے ساتھ جریان قلب مشہور کرنا مسلمانوں کو بے وقوف بنانا نہیں تو اور کیا ہے۔

نمبر5 میرے مخاطب (سیف الرحمٰن) کا دعویٰ ہے کہ لطائف کی حرکت اخص الخاص اولیاء اللہ کی کرامت و خرق عادت ہے حالانکہ ایسے بہت سے اشخاص ہم کو معلوم ہیں جو نماز اور روزہ بھی نہیں جانتے' فسق و فجور میں مبتلا ہیں اس کے باوجود پیر سیف الرحمٰن کی طرح اپنا سینہ ہلاتے ہیں بلکہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی سینہ اور الٹے بازو کے مخصوص رگوں کو باہم مربوط کرکے یہ کرتب ادا کرتے ہیں ایسے حالات میں قیومیت اور نائب رسول اللہ ہونے کے اس مدعی کا سادہ لوح مسلمانوں کو اس عمل کے ذریعہ یہ تاثر دینا کہ یہ اخص الخاص اولیاء اللہ کا خاص عمل و کرامت ہے اور جو بھی

میرا مرید ہوکر مجھے قیوم زمان تسلیم کرتا ہے تو میں اس کو ایک توجہ کے ساتھ اس عظیم مقام پر پہنچا کر تمام مراتب جذب و سلوک سے گذار کر اخص الخاص اولیاء اللہ بنا دیتا ہوں۔ جذب و سلوک کے نام پر دوکانداری اور ولایت کے نام پر یہ کرتب فروشی نہیں تو اور کیا ہے۔

6- واضح احادیث طیبہ کی روشنی میں اکابرین اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ کار خیر سے منع یا بخل کرنا اور علم نافع کا کتمان کرنا کبیرہ گناہ ہے جبکہ پیر سیف الرحمٰن اپنے خلفاء کو شدید تاکید کرتا ہے کہ جب تک کوئی شخص تم کو اخص الخاص اولیاء اللہ اور قیوم زمان کے ردیف کمالات ہونے کا پختہ یقین نہ کریں اس وقت تک یہ چیز کسی کو نہ بتانا اور خود بھی اس کا یہی معمول ہے روحانیت کے متلاشی اور رات دن تقرب الی اللہ کی جستجو میں رہنے والے سادہ لوح متعدد درویشوں نے اس کے پاس جا کر خداوند جلیل اور اس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کی خاطر اللہ کا واسطہ دے کر اس عمل کو سکھانے کا سوال کیا لیکن پیر سیف الرحمٰن اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لئے یہ عمل ان کو سکھانے سے صاف انکار کرکے اپنی عادت کے مطابق اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی کے مقابلہ میں یہ شرط لگائی کہ پہلے تم مجھے قیوم زمان' مجدد العصر اور نائب رسول اللہ تسلیم کرکے سلسلہ قادریہ یا چشتیہ یا نقشبندیہ میں تمہارا جو پیر ہے اسے چھوڑ کر میرا مرید ہوجاؤ اس کے بعد سکھاؤں گا ایسے حالات میں ہر عقلمند سمجھتا ہے کہ یہ چیز اگر اخص الخاص اولیاء اللہ کا خاصہ و کرامت اور روحانی علم ہوتا اور سیف الرحمٰن اس عظیم روحانی منصب پر فائز ہوتا تو کتمان علم کے گناہ کبیرہ میں مبتلا ہونے کی بجائے اماالسائل فلا تنہر آیت کریمہ کے مطابق ضرور یہ چیز ان کو سکھا دیتا لیکن دنیا پرست تعویذ گروں اور جادوگروں کی طرح پہلے اپنی بندگی کی شرط لگانے سے معلوم ہوا کہ یہ چیز روحانیت و کرامت' احیاء لطائف' جریان قلب' مظہر تجلیات صفات خداوندی اور جذب وغیرہ پرکشش الفاظ کے پردہ میں اختیاری عمل و کرتب اور خالص شعبدہ بازی ہے۔

وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر10

مذاہب اربعہ اہلسنّت و جماعت کے اکابرین کی تصریحات کے مطابق کسی بھی

خامس' سادس اور سابع کا خبث باطنی اور بہتان پر مبنی خلاصہ اپنے پیٹ سے بیان کرتے ہوئے صفحہ 132 پر لکھا ہے کہ اعتراض نمبر 5' 6 اور 7 کا خلاصہ یہ ہے کہ "عمامہ کو پیر محمد نے غیر مسنون جان کر اسے سنت جاننا نبی علیہ الصلواہ والسلام پر بہتان و کذب گردانا ہے" سبحانک ھذا بہتان عظیم بچہ دلاور ست وزری کہ بکف چراغ دارد حالانکہ میرے اعتراضات کے کسی بھی گوشہ میں سیف الرحمٰن کے گھڑے ہوئے مذکورہ خبیث و مردود اور غیر اسلامی الفاظ کے نام و نشان تک نہیں ہے ما اکذبہ و ابہت بہ۔

الجراحات علی المزخرفات

جن دس مسائل پر میں نے سیف الرحمٰن کی شرعی گرفت کرکے قال اللہ قال رسول اور اسلامی دستاویزات کی روشنی میں اپنے موقف کی وضاحت کرکے ہماری تسلی کرانے کا مخلصانہ و مبلغانہ اور جائز مطالبہ مورخہ 14.4.94 کو ایک مہذب مکتوب کے ذریعہ کیا تھا اس کے جواب میں میرے اعتراض درست ہونے کی صورت میں ایک صحیح مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنے غلط موقف سے توبہ و استغفار کرنے اور غلط ہونے کی صورت میں بھی ایک مسلمان و مدعی علم و ولایت ہونے کی حیثیت سے ہم کو سمجھانے یا کم از کم شان مومن کا ثبوت دیتے ہوئے دو چار غیر جانبدار علماء کے ذریعے شریعت محمدی کا فیصلہ قبول کرنے کی بجائے آیت کریمہ **اذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزہ بالثم فحسبہ جہنم** مطلب جب اسکو اللہ سے ڈرنے کو کہا جاتا ہے تو گناہ کو ثواب سمجھ کر تکبر کے ساتھ اچھلنے لگ جاتا ہے کے عین مطابق متکبر ہوکر اپنے آپ کو قطب الارشاد' مجدد العصر' قیوم زمان اور عین شریعت قرار دے کر اپنے اوپر اعتراض کرنے والوں کو کافر' زندیق کہتا ہوا مجھے بھی ایسے ہی القاب خبیثہ سے منسوب کیا چونکہ کسی عالم دین یا صوفی کو اب تک تصوف و سلوک کے نام پر اس عادی مجرم اور اپنے پیٹ سے مسائل گھڑنے والا مفسرین و دیگر اسلامی کتابوں کا جھوٹا حوالہ دیکر سادہ لوح علماء و عوام کو دھوکہ دینے والا اور تصوف کے چند اصطلاحی الفاظ کچھ عملیات کے ذریعہ نفسیاتی طور پر لوگوں کو اپنے دام میں پھنسانے والا اس چالاک و ہوشیار آدمی کی شرعی و عملی گرفت کرنے کی جرات نہیں ہوئی تھی عرصہ ہائے دراز تک مسلمانوں کو اسی

طرح پھنساتا رہا ایسے حالات میں ایک طالب علم کی طرف سے اپنی شرعی گرفت اور فیصلہ شریعت کی طرف آنے کے مطالبہ کو اپنے موقف اور دنیاوی مفادات کے خلاف سمجھ کر میرے خلاف ناپاک سازش کے لئے تین مختلف محاذ کھول دئے (1) مفتی عبدالقیوم' مولانا فضل سبحان و دیگر غیر جانبدار علماء کے سامنے گریہ مسکین بن کر یہ کہتا رہا کہ چشتی نے میرے خلاف یہ کہا وہ کہا میں کچھ بھی نہیں کر رہا (2) دوسری جانب اپنے مریدین و خلفاء اور بارہ سالہ افغان جنگ میں تجربہ کار خونخوار افغانی مہاجرین کے سامنے میرے خلاف کافر' ملحد' زندیق جیسے خطرناک الفاظ استعمال کرکے میرے خلاف ناپاک سازش کے تحت ان کو ترغیب دیتا رہا ہے جس کے گواہ موجود ہیں (3) یہ کہ میری شرعی گرفت کا جائز جواب دینے یا شریعت محمدی کی روشنی میں فیصلہ کرنے کی بجائے کثیر تعداد میں اپنے مرید علماء کو جنکو وہ استاد کل اور ثانی شیخ احمد سرہندی کہتا ہے اکھٹے کرکے میرے خلاف شرافت سوز' شرانگیز' حیا سوز' اخلاق انسانی اور اسوہ نبوی سے بعید تر مغلظات و گالی نامہ اور میرے اعتراضات کے جواب کے طور پر دجل و فریب قرآنی آیایت کی تفسیر بالرائے اپنے پیٹ سے حدیث گھڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دروغ و بہتان اور اپنے نظریہ و عندیہ کو اصل شریعت قرار دیکر قرآن و حدیث اور اسلامی دستاویزات کو اس کے تابع بنا کر خواہش نفس پر مبنی مزخرفات کی شکل میں تقریباً ڈیڑھ سال شب و روز ثانی شیخ احمد سرہندی ہونے کے مدعیوں کی محنت کا نتیجہ بنام ہدایہ السا لکین فی رد المنکرین جو سامنے آیا ہے ہمارے تجزیہ کے مطابق اس کے کل مندرجات 16 حصوں پر مشتمل ہیں۔

3/16 اپنی ولایت و قیومیت و مجددیت کو ثابت کرنے کے لئے مزخرفات' خوش فہمیوں اور جہل مرکب پر مبنی کتاب البطن پر مشتمل ہے۔

2/16 اپنی ولایت و قیومیت اور پیران پیر میراں محی الین شیخ عبدالقادر جیلانی نوراللہ مرقدہ و افاض علینا من فیوضاتہ و برکاتہ پر اپنی چھ درجہ فوقیت و افضلیت کو ثابت کرنے کے لئے من گھڑت کشوفات و خوابہائے مخترعہ پر مشتمل ہیں۔

2/16 ناتجربہ کار علماء و صوفی اور درویشوں کو دھوکہ دینے اور اپنی علمیت اور ظاہر و باطن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث و نائب ہونے کا تاثر دینے کے لئے مختلف علوم و فنون کے یاد کردہ اصطلاحی الفاظ پر مشتمل ہے۔

2/16 ظاہری شریعت کے لباس میں اندرون خانہ شعدہ بازی و کرتب اور عملیات کو تصوف و روحانی عمل کا نام دیتے ہوئے شیخ طریقت و پیر بن کر روحانیت کے متلاشی سادہ لوح عوام کو لوٹنے کے شائقین کو متاثر کرکے اپنی طرف کھینچنے کے لئے ان کے مزاج کے مطابق عجیب عجیب و عادی ادعات پر مشتمل ہیں

1/16 112 عدد غلیظ گالیوں پر مشتمل ہے

1/16 120 عدد جھوٹ پر مشتمل ہے

1/16 86 عدد بہتان و افترائت پر مشتمل ہے

1/16 تین عدد گرفت یعنی اعتراض نمبر2، 4 اور 10 سے برات و انکار پر مشتمل ہے

1/16 گرفت یعنی اعتراض نمبر9 کا جواب دینے سے عاجز و لاچار ہوکر گرفت کردہ موضوع سے ہٹ کر بے محل و غیر متعلق باتوں کا ذکر کرکے چالاکی و چال بازیوں پر مشتمل ہے

2/16 میری طرف سے شرعی گرفت یعنی 10 مواخذات و اعتراضات میں سے صرف 6 عدد اعتراضات سے گلو خلاصی کے لئے جواب کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی **"یا تونکم بالاحادیث مالم تسمعو انتم ولا ابائکم"** الحدیث یعنی دین اسلام کے نام پر وہ ایسی باتیں کریں گے جو تم اور تمہارے آباء اجداد نے کبھی نہیں سنی۔ کے مطابق مذہب نفس کتاب البطن کے روحانی اوراق سے نکالے گئے جدید مذہب و اختراعیات پر مشتمل ہیں لیکن ان چھ میں سے بھی اعتراض نمبر6 کو صفحہ نمبر132 پر بایں الفاظ لکھ دیا کہ اعتراض خامس، سادس سابع کا خلاصہ لیکن بمصداق دروغ گورا حافظ نہ باشد آگے چل کر اعتراض سادس یعنی چھٹے اعتراض کے جواب کے متعلق قطعاً کچھ بھی ذکر نہ کرسکا یا ہوسکتا ہے کہ اعتراضات ثلاثہ کے خلاصہ لکھتے وقت کتاب البطن کے نورانی اوراق میں کچھ مبارک مزخرفات موجود ہوں لیکن بعد میں آگے چل کر نارمل ذہن کے قارئین کی طرف سے ہنسی و مسخرہ کے شکار ہونے کے خوف سے چھوڑ دیا ہو لیکن انجام بد کا خوف، سوء عاقبت کا ڈر اور تقاضا عقل سے کام لینا میرے مخاطب پیر سیف الرحمان سے بعید تر ہے بہرحال مذکورہ روش تحریر کے مطابق میری طرف سے گرفت کردہ دس مسائل و اعتراضات میں سے صرف پانچ کے

جوابات دینے کی کوشش کی گئی ہے وہ بھی از اول تا آخر پوری کتاب کے 2/16 حصہ میں اور جن تین اعتراضات سے برات و انکار کا اظہار کیا گیا ہے تو میرے معلومات کے مطابق یہ انکار جواب دینے سے لاچاری و عاجزی کی وجہ سے تقیہ پر مبنی ہے لیکن شرعی گرفت و اعتراض کرنے سے میرا مقصد اعتراض برائے اعتراض یا کسی کی رسوائی کرنا ہرگز نہیں تھا بلکہ اعتراضات کی درستگی کی صورت میں پیر سیف الرحمٰن کو تبلیغ اور اس کی اصلاح اور اعتراضات غلط ہونے کی صورت میں اپنے نفس کی اصلاح و تسلی کی صحیح نیت میرے پیش نظر تھی جیسے کہ میں نے اصل اعتراضات پر مشتمل مکتوب 14.4.94 کے آخر میں حلفیہ بیان کے ساتھ اپنی اس درستگی نیت کا اظہار کرکے اس کو بھیجا تھا جس کو اس جوابی تحریر کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے ایک صحیح مومن کے لئے یہ حلفیہ بیان کافی تھا لیکن پیر سیف الرحمٰن نے ظنو بالمومنین خیر الحدیث حکم نبوی کے برخلاف مجھے اپنے آئینہ نفس میں دیکھ کر میرے متعلق بدباطن و کاذب ہونے کا ناجائز گمان کرکے اپنے غلط عقیدہ و عمل سے تائب بھی نہ ہوا اور میری تسلی بھی نہیں کی بلکہ بعد میں شریعت محمدی کے فیصلہ سے بھی فرار ہوکر صحیح معنوں میں جعلی پیر اور شریعت کے مصنوعی پابند ہونے کا واضح ثبوت فراہم کیا۔ اگر میرا اعتراض برائے اعتراض ہوتا یا اس کو رسوا کرنے کی غرض سے بد باطنی پر مبنی ہوتا تو اس انکار کے تقیہ پر مبنی ہونے پر میرے پاس تحریری دلائل کافی تعداد میں موجود ہیں ان کو تحریر میں لاکر اس انکار کو ہرگز قبول نہ کرتا لیکن میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میرے دس اعتراضات میں سے کم از کم تین کا فیصلہ تو انکار کی صورت میں ہوگیا ہے۔

جوابات کا خلاصہ یہ ہے کہ اعتراض نمبر2، 4 اور 10 کے التزام سے انکار کیا جسے بمصد شکریہ قبول و منظور کرتا ہوں اور اتراض نمبر6 کو صرف عنوان میں ذکر کرکے جواب قطعاً کچھ بھی نہیں دیا نمبر9 کا جواب دینے کی بجائے موضوع سے جدا اور غیر متعلق چیزوں کا ذکر کرکے اصل اعتراض و گرفت کا قطعاً کوئی جواب نہیں دیا اس لئے کہ میرا اعتراض تحریک پر ہے جو خود ارادی و اختیاری عمل ہے وجد یا حرکت کل بدن یا جز بدن پر میں نے کوئی اعتراض نہیں کیا لہٰذا میری طرف سے گرفت کردہ دس اعتراضات میں سے صرف دو یعنی 6، 9 سے مکمل خاموشی اختیار کی گئی ہے التزام

بھی نہیں اور انکار بھی نہیں لہٰذا یہ دونوں اعتراض میری طرف سے پیر سیف الرحمٰن پر بجائے خود باقی و سلامت محفوظ ہیں جنکو اختتام سخن پر دیگر تازہ پیدا شدہ مواخذات و جدید اعتراضات کے ساتھ جمع کرکے ان کی خدمت عالیہ میں پیش کیا جائے گا اس صورت حال کے مطابق دس میں سے صرف پانچ اعتراض یعنی 1، 3، 5، 7، 8 کا مکمل طور پر التزام کرکے جو تسلیمی جوابات دیئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر بعد الموت خالق کائنات کے حضور پیش ہونے کا منظر دل میں رکھتے ہوئے ہر قسم مجادلہ و مکابرہ کو ناجائز و حرام سمجھ کر تفوق، تکبر و تعصب سے من کل الوجوہ بالاتر ہوکر ان کا صحیح اپریشن کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ نارمل ذہن کے غیر جانبدار علماء کرام سے بھی درخواست کروں گا کہ اس آپریشن میں اگر میری طرف سے کوئی شرعی کمزوری محسوس کریں تو میری شرعی گرفت کرکے میری اصلاح فرمائیں جزاکم اللہ اور درستگی کی صورت میں اس ضال و مضل اور جعلی پیر کو اپنے غلط عقیدہ و عمل سے توبہ کرنے یا شرعی فیصلہ کی طرف آنے پر مجبور کریں خاموش تماشائی بن کر بیٹھنا تقاضا ایمان کے خلاف ہے۔ واللہ المستعان

الجراحات علی المزخرفات

اعتراض اول یعنی اللہ تعالیٰ سے ہونے کا یقین مخلوق سے نہ ہونے کا یقین و عقیدہ دونوں جملے مجمل اور معانی کثیرہ جائز و غیر جائز کے احتمال رکھنے کی وجہ سے ایسے کلام کے مسلم قائل پر دائرہ اسلام سے خارج و کافر اور کافر قطعی ہونے کا حکم لگانا غلط، فحش و ناجائز ہے جبکہ اس مجمل کلام کے معانی کثیرہ میں سے کافی سے بھی زیادہ معانی و احتمالات جائز مطلوب شرعی اور عالم اسلام کے مشترکہ عقائد میں داخل ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ سے تمام اوصاف کمالیہ واجبہ قدیمہ، ازلیہ ابدیہ کے ساتھ متصف ہونے کا عقیدہ یقیناً قرآن و حدیث کے مدلول اور تمام عالم اسلام کا مشترکہ و قطعی عقیدہ ہے اسی طرح مخلوق سے نہ ہونے کا یقین ہے کا معنی اگر اس کا مسلم قائل یہ بتائے کہ اس کلام سے میری مراد یہ ہے کہ مخلوق سے صفات کمالیہ واجبہ قدیمہ ازلیہ ابدیہ کے ساتھ متصف نہ ہونے کا یقین ہے یا یہ کہے کہ میری مراد اس کلام سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تنہا بلا مدد غیر تمام کائنات کے خالق ہونے کا یقین ہے اور مخلوق

سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر تکوینی کے بغیر کسی بھی چیز کے ایجاد نہ ہونے کا یقین ہے یعنی جب تک اللہ کی طرف سے امر تکوینی موجود نہ ہو تب تک صرف مخلوق کے کسب و عمل سے کوئی بھی چیز بامقصد و نتیجہ خیز نہیں ہوسکتی تو یہ معانی خالص اسلامی عقائد ہیں لہٰذا مذکورہ متنازعہ کلام کے قائل کو کافر مطلق کافر، اجماعی اور قطعی کافر کہنا حرام و ناجائز ہے۔

میرے مخاطب پیر سیف الرحمٰن نے اس اعتراض کا اپنی کتاب میں مع اعتراض سوم و چہارم و عاشر صفحہ نمبر2 تا صفحہ نمبر71 تک جو جواب دیا ہے اس کا خلاصہ و لب لباب یہ ہے کہ اردو زبان میں کرنا اور ہونا یہ دونوں لفظ اور پشتو اور فارسی زبانوں میں انکا معنی کول اور کیدل کردن و شدن کسب و اکتساب کے ساتھ خاص ہیں اور ہر زبان میں ان دونوں کا مادہ بھی ایک ہے جو کسب ہے اور جس کام میں آلہ و جوارح انسانی کے ساتھ عمل موجود نہ ہو وہیں پر ان الفاظ کا استعمال نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ چونکہ باجماع المسلمین اور قطعی و یقینی دلائل کی روشنی میں کسب سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اکتساب نسبت کرنا یا اللہ کو کاسب کہنا یا ایسا عقیدہ رکھنا کفر صریح ہے اسی طرح انسانوں سے کسب و اکتساب کو نفی کرکے انسان کے کاسب اعمال ہونے سے انکار کرنا بھی آیات قرآنیہ سے انکار ہونے کی وجہ ہے صریح کفر اور مذہب جبریہ ہے اور رائیونڈیہ کی طرف سے اس اختراعی کلام کے جملوں میں یعنی اللہ سے ہونے کا یقین اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین ہے پشتو میں اللہ نہ وکیدو یقین او مخلوق نہ دنہ کیدو متقین دے۔ بالترتیب اللہ تعالیٰ کی طرف کسب و اکتساب (ہونا) صراحۃ نسبت ہوا ہے یعنی صراحۃ اللہ تعالیٰ کو کاسب بتا کر اللہ تعالیٰ کے کاسب ہونے کا عقیدہ و یقین کیا گیا ہے اس لئے کہ ہونا اور کرنا یا دوسری زبانوں میں ان کے ہم معنی تمام الفاظ کسب کے ساتھ خاص ہیں بغیر کسی کسب کے کسی بھی فعل کے لئے استعمال نہیں ہوتے لہٰذا یہ کلام صریح الکفر ہے کفر پر ظاہر الدلالہ ہے اس کا قائل بالاجماع کافر ہے قطعی کافر، ابدی کافر ہے اسی طرح دوسرا جملہ یعنی مخلوق سے نہ ہونے کا یقین ہے پشتو میں مخلوق نہ دنہ کیدو یقین دے۔ مخلوق سے کسب اختیاری کو نفی کرنے میں ظاہر الدلالہ و صریح المراد اور ناقابل تاویل ہے جس کی وجہ سے اس کا قائل و معتقد شخص انسان کے بااختیار کاسب الاعمال ہونے پر دلالت کرنے

والی آیات قرآنیہ کے منکر ہوکر قطعی کافر ہے پیر سیف الرحمٰن کی طرف سے جواب کا خلاصہ یا نتیجہ و مدعی بس یہی کچھ ہے۔ اس کے سوا جتنے بھی مزخرفات ہیں از قسم کذب و جھوٹ، افتراء و بہتان، اپنی قیومیت اور درجہ ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوکر چھ مقامات عبدیت سے بھی فوق طی کرکے پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی کے مقام سے فوق ہونے کی ادعاء باطلہ وغیرہ جہلیات مرکبہ و اکاذیب باطلہ بناء الغلط علی الغلط کے طور پر اس بنیادی غلطی و جہالت پر مبنی ہیں کہ ہونا اور کرنا یہ دونوں لفظ نیز دیگر لغتوں میں ان کے ہم معنی الفاظ کسب کے ساتھ خاص ہیں یعنی جو فعل آلہ و جوارح انسانی کے عمل کے بغیر ہوتا ہو اس پر ان الفاظ کا استعمال غلط و ناجائز ہے مجدد الشریعہ والطریقہ. واللہ ہونے کے اس انوکھا مدعی کو متعدد بار نہایت مخلصانہ و مبلغانہ انداز میں سمجھانے میں میں نے کافی کوشش کی تھی کہ ایسا مت کہو اور تیرا یہ عقیدہ اجتہاد فی اللغتہ کے غیر مسموع و مردود اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے مترادف بے بنیاد بات ہے میں نے اس کو نصیحت و تبلیغ کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ لغت کی بابت لغت کے ماہرین سے پوچھنا چاہئے میری نصیحت اگر نہیں مانتے تو اردو یا پشتو و فارسی زبانوں کے ادیب و ماہرین سے پوچھ کر اپنی تسلی کروالیں ورنہ اس غلط عقیدہ و نظریہ پر قائم رہنے کی صورت میں کسی اہل علم یا جماعت رائیونڈیہ کے امیروں کی طرف سے تمہاری گرفت ہوگی جو تیری شرمندگی و رسوائی کا باعث ہوسکتا ہے میری اس نصیحت و تبلیغ پر آگ بگولہ ہوکر کہنے لگا میں جو کچھ کہتا ہوں یہی درست ہے میں ظاہر و باطن کو جانتا ہوں تو چترالی زبان بولنے والا آدمی ان لغتوں کو کیا جانتا ہے ہزاروں علماء میرے مرید و خلفاء ہیں اور وہ سب کے سب اخص الخاص اولیاء اللہ ہیں آج تک ان میں سے کسی ایک نے بھی میری گرفت نہیں کی بلکہ سب نے میری ان باتوں کی تصدیق و توثیق کی ہوئی ہیں تنہا تیرے کہنے پر کس طرح کہہ سکوں کہ اللہ سے ہونے کا یقین اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین کرنے والے بھی مسلمان ہوسکتے ہیں حالانکہ یہ عبارت مخلوق سے کسب اختیاری کو نفی کرنے اور اللہ تعالیٰ کو کاسب کہنے میں ظاہر الدلالہ و صریح غیر مجمل ناقابل تاویل اور قطعی کفر ہے تیرے کہنے پر میں قطعی کافر کو مسلمان نہیں کہہ سکتا الغرض میرے اور پیر سیف الرحمٰن کے بیچ کبھی بالمشافہ کبھی بالواسطہ اس قسم کے مکالمہ و گفتگو کا سلسلہ تقریباً چھ ماہ تک جاری

رہنے کے بعد 14.4.94 کو میری طرف سے تحریری گرفت کے جواب میں اگر وہ دیگر تین اعتراضات کے التزام سے انکار کرنے کی طرح اس بات سے بھی انکار کردیتا تو میں شرعا و اخلاقا خاموش رہنے پر بلکہ اپنے کانوں کی تکذیب کرکے سکوت اختیار کرنے پر مجبور ہوتا لیکن مشہور قول کہ اللہ تعالیٰ جب کسی سے دین لینا چاہتا ہے تو عقل آپ ہی ختم ہوتی ہے۔ کے مطابق اس مکفر المسلمین صاحب بہادر نے اس بات کا اعتراف و التزام کرکے فخر و تکبر کے ساتھ بلاخوف و جھجک ضبط تحریر میں لاکر اچھی طرح پھنس گیا ملاحظہ ہو صاحب بہادر کی میرے خلاف گالی نامہ اور جوابی کتاب ہدایہ السا لکین کے صفحہ نمبر 5-6 پر ارشادات عالیہ فرماتے ہیں اور ہونے، کرنے دونوں کا مادہ ایک ہے جو کسب ہے لیکن ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ایک مصدر مجہول اور دوسرا مصدر معلوم ہے کیونکہ فعل کی مصدر کے کل چھ معانی ہوتے ہیں عندا لمحققین 1 مصدر معلوم 2 مصدر مجہول 3 حاصل بالمصدر المعلوم 4حاصل بالمصدر المجہول 5 مصدر مبنی للفاعل 6 مصدر مبنی للمفعول اور ان معانی کا مراد لینا متبادلہ ہیں نہ جمعا یا قدر مشترک کے طریقہ سے پس ہونا اور کرنا دونوں ایک ہی فعل کے مصادر ہیں لیکن ایک مصدر معلوم ہے جو کہ کرنا ہے اور دوسرا مصدر مجہول ہے جو کہ ہونا ہے۔

۱- اور اس کا معنی پشتو میں کول اور فارسی میں کردن ہے (مدرج 12)

2- اور اس کا معنی پشتو میں کیدل اور فارسی میں شدن ہے (مدرج 12)

ان دونوں کا مادہ ایک ہی ہے جو کہ کسب ہے لیکن معلومیت اور مجہولیت کا فرق ہے انتباہ بعینہٖ اور صفحہ 18 اور 19 پر بالترتیب فرماتے ہیں "اور کسب ہونا اور کرنا تو صفت حادثہ قائم باطادث ہے ہونا اور کرنا (جو کہ کسب و اکتساب ہے)" انتباہ بعینہٖ صفحہ 20 میں لکھا ہے "اور مخلوق بھی اپنے افعال اختیار یہ کا کاسب ہے یعنی ہونا اور کرنا کسب ہے کمانا اور پیدا کرنا خلق ہے" انتباہ بعینہٖ صفحہ 22 پر ارشاد ہے (اور ہونے کرنے یعنی کسب) انتباہ بعینہٖ صفحہ نمبر 39 پر لکھا ہے (ہم نے بارہا پتہ محمد کو واضح کردیا کہ کسب یعنی ہونا کرنا صفت حادثہ بندہ کی صفت واقع بالہ جارحہ ہے) انتباہ بعینہٖ صفحہ 69 پر فرمایا پس کسب و اکتساب یعنی ہونا کرنا بندہ سے مستفی کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس یا شان اقدس یا صفات ازلیہ کا صفت ٹھہرانا عقیدہ جبریہ ہے) انتباہ بعینہٖ ان کے علاوہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے اپنے ہم مشرب اور غیر محتاط مفتیوں کے متعلق جس جواب استفتاء کا حوالہ اس گالی نامہ کے متعدد مقامات پر دیا ہے اس میں بھی نہایت دلیری کے ساتھ یہی لکھا ہے کہ ہونا کرنا اور پشتو میں کول یا کیدل اور فارسی میں کردن و شدن کے الفاظ کسب کے ساتھ خاص ہیں اور اس جہل مرکب پر مبنی تھیسز پر اپنے بے علم شیخوں کے نام از خود ان کو بتائے بغیر افغانستان و پاکستان کے جید و معتبر علماء کرام کی طرف سے تصدیق و تائید یافتہ مفتی اعظم اور عالم اسلام کا متفق علیہ روحانی پیشوا ہونے کا بے بنیاد دعویٰ کرکے یہ سمجھا کہ دیوبند ثانی کے عظیم مفتیوں کو بھی میری گرفت کرنے کی جرات نہیں ہوسکی تو اور کون ہوسکتا ہے جو میری بات کو غلط ثابت کرسکے۔ اسی خوش فہمی و کوتاہ بینی پر مبنی جرات کی وجہ سے اپنے اس غلط عقیدہ کو بھی ضبط تحریر میں لاکر اپنے لئے بقرہ بنی اسرائیل بنادیا۔

بنیادی غلطی کی گرفت

پیر سیف الرحمٰن کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کسب سے پاک ہے اور اللہ کی نسبت کرکے کا سب ہونے کا عقیدہ کرنے والا مسلمان نہیں ہوسکتا بالکل درست ہے بلکہ میرے سمیت تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے اسی طرح مخلوق سے کسب اختیاری کی

نفی کرنے والا شخص بھی مسلمان نہیں ہوسکتا یہ بھی درست بلکہ میرے سمیت تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے ایسے شخص پر سیف الرحمٰن ہزار بار فتویٰ کفر دیں تب بھی قابل اعتراض نہیں ہوگا بلکہ ایسے فتویٰ کی میں بھی توثیق و تصدیق کروں گا ان باتوں میں کوئی اختلاف ہی نہیں ہے لیکن مفتی سیف الرحمٰن صاحب بہادر کا یہ فتویٰ کہ ہونا اور کرنا یہ دونوں لفظ دیگر لغتوں میں ان کے ہم معنی الفاظ کسب کے ساتھ خاص ہیں اور جس کام میں الہ و جوارح انسان کے ذریعے عمل موجود نہ ہو وہیں پر ان الفاظ کا استعمال نہیں ہوتا لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ہونے اور مخلوق سے نہ ہونے کا عقیدہ و یقین مخلوق سے کسب اختیاری کو نفی کرنے اور اللہ تعالیٰ کے لئے کسب ثابت کرنے کے معنی میں ظاہر الدلالہ و صریح المراد اور ناقابل تاویل ہونے کی وجہ سے قطعی کفر ہے۔ بنیادی طور پر قابل گرفت و غلط ہے ہم اس انوکھے مفتی صاحب سے پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ ہونا و کرنا اور دیگر لغات میں ان کے ہم معنی الفاظ کسب و اکتساب کے ساتھ خاص اور کسب کے معنی پر ظاہر الدلالہ و صریح المراد اور ناقابل تاویل ہونے کا مسئلہ حکم شرع ہے یا مسئلہ لغت ہے یا آپ کا اپنا اجتہاد ہے اگر حکم شرع ہے تو کتاب و سنت' اجماع امت یا قیاس مجتہد سے دلیل پیش کرو تاکہ شریعت مقدسہ کی بالادستی پر ایمان ہونے کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہم مطمئن ہوں گے اگر مسئلہ لغت ہے تب بھی عربی' اردو یا پشتو فارسی ادباء و ماہرین کی معتبر کتابوں کا حوالہ پیش کریں تب بھی بات ختم ہوگی اور اگر تمہارا اپنا اجتہاد ہے (یقیناً ایسا ہی ہے) تو آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ لغت میں اجتہاد ناجائز ہے اس لئے کہ لغت کا تعلق صرف سماع سے ہے اور اجتہاد فقہی کا تعلق صرف مسائل فقیہ کے ساتھ لغویہ و تفعیات کے ساتھ اس مقام پر کسی کج فہم کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ جب لغت میں اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے تو علم نحو میں عوامل قیاسیہ اور صرف میں صیغ و تعلیلات قیاسیہ کس طرح جائز ہوئے اس کا جواب یہ ہے کہ علم صرف و نحو علم اللغتہ کے ذیلی شاخ ہیں اس لئے ان کے نام بھی مستقل طور پر جدا جدا ہوئے لیکن علم اللغتہ جسکو علم متن اللغتہ بھی کہتے ہیں جس میں عوامل صیغ و تعلیلات سے بحث کرنے کی بجائے صرف معانی الفاظ مشہورہ و غریبہ اور مواد الفاظ کے معانی بتائے جاتے ہیں اور ہمارے موضوع گفتگو میں بھی پیر سیف الرحمٰن نے اصل لغت و متن لغت میں کتاب البطن سے اجتہاد کرکے

ہونا اور کرنا و دیگر لغات میں ان کے ہم معنی الفاظ کا مادہ کسب و اکتساب بتا کر ان کا معنی قطعی و یقینی طور پر کسب بتایا اور کسب پر ان کو ظاہر الدلالہ و صریح المراد ناقابل تاویل بتا کر جائز تاویل کرنے والوں کو کافر بنا دیا ہے حالانکہ معانی الفاظ و مواد الفاظ صرف سماعی ہوتے ہیں جس میں اجتہاد ناجائز ہے۔ آپرین نمبر 4 مقام تعجب ہے کہ عقیدۃً و عملاً امام ابوحنیفہ کے مقلد ہونے کے یہ مدعی شخص اپنے بے محل اجتہاد فی اللغۃ کو قطعی سمجھ کر مخالفین پر حکم کفر کرتا ہے جبکہ امام ابو حنیفہ کے بامحل و جائز اجتہادات کو بھی کسی مسلمان نے قطعی و یقینی سمجھ کر اس کی مخالفت کرنے والوں کو کافر کہنے کی جسارت نہیں کی۔

آپریشن نمبر 5 کسی معتبر کتاب لغت میں دیکھے بغیر صرف کتاب البطن سے اس طرح کا معنی و مسئلہ بتانا اور فتویٰ دینا علماء راسخین و اولیاء کاملین کی تصریحات کے مطابق عناد' بے وقوفی' سفاہت کے سوا اور کچھ نہیں ہے ملاحظہ ہو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہ الشریف فرماتے ہیں "نادیدہ جواب دادن از کمال عناد و سفاہت است" مکتوب نمبر 266

آپریشن نمبر 6 پیر سیف الرحمٰن کتاب البطن کے اس اجتہادی غلطی سے اس طرح کا بہانہ و چالاکی اور چالبازی کے ذریعہ بھی نارمل ذہن کے غیر جانبدار مسلمانوں کو مطمئن کرکے گلوخلاصی نہیں کر سکتے کہ یہ اجتہادی غلطی ہے اور مجتہد کو غلطی کی صورت میں بھی ایک چند ثواب ملتا ہے اور ثوابِ صحت کی صورت میں دو چند ثواب مل جاتا ہے یہ بہانہ اس لئے غلط ہے کہ مجتہد محلی کو ایک ثواب تب مل جاتا ہے جب وہ محل میں اجتہاد کریں یعنی مسائل فقہیہ یا مسائل اعتقادیہ ظنیہ میں لیکن سیف الرحمٰن بے محل یعنی لغت میں اجتہاد کرکے جہالت و سفاہت اور گناہ و ملامتی کے سوا اور کسی چیز کے مستحق نہیں رہتا۔

آپریشن نمبر 7 پیر سیف الرحمٰن کا یہ نظریہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ کے ساتھ ایمان لانے کے منافی ہے جیسے حیات' قدرت' علم' کلام' سمع' بصر ارادہ اس لئے کہ ان اوصاف کے ساتھ ایمان لانے کا معنی یہی ہے کہ ذات اقدس خداوند قدوس کے اپنی شان کے لائق حی' قدیر' علیم متکلم' سمیع' بصیر اور مرید ہونے کا یقین کیا جائے لیکن پیر سیف الرحمٰن کے نظریہ کے مطابق جب ہونا کسب ہے تو ذات خداوندی جل

جلالہ کا ان اوصاف کے ساتھ متصف ہونے کا یقین کرنا بھی اجماعی کفر ہوگا حالانکہ ذات باری تعالیٰ کے ان اوصاف کے ساتھ متصف ہونے پر تمام عالم اسلام کا اجماع و اتفاق ہے۔ اسی طرح ان اوصاف ذاتیہ کمالیہ کو بطور مبنی للفاعل استعمال کرکے اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کیا جاتا ہے جیسے اللہ کی قادریت' عالمیت' متکلمیت یعنی اللہ تعالیٰ کی قادریت و عالمیت یعنی اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے اور عالم ہونے پر سب کو یقین ہے ہے۔ جیسے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کے صفحہ نمبر 23 میں ہے ومنہا الاحدیۃ فی الذات والواحدیۃ فی الصفات والصمدیۃ المستغنیہ عن الممکنات یعنی اللہ تعالیٰ کے جن اوصاف ذاتیہ پر یقین کرنا ضروری ہے ان میں سے احدیۃ فی الذات یعنی اپنی ذات میں احد لاشریک ہونا اور واحدیۃ فی الصفات یعنی اپنی صفات میں واحد لاشریک ہونا والصمدیۃ المستغنیہ عن الممکنات یعنی تمام ممکنات سے مستغنی ہونے والی صفت صمدیت کے ساتھ متصف ہونا۔

استعمال اوصاف باری تعالیٰ کے مختلف طریقے

عقائد اسلام کے متقدمین بالخصوص اصناف متکلمین نے اللہ تعالیٰ کے اوصاف پر ایمان و یقین کو ضروری قرار دیتے ہوئے ان اوصاف کو تین طریقوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ 1- اصل مواد کو یعنی حیات' قدرت' علم' کلام' سمع' بصر' ارادہ جیسے حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ سے فقہ اکبر میں منقول ہے 2- صیغ صفتیہ کے ساتھ یعنی الحی' القادر' العلیم' المتکلم' السمیع البصیر الشائی' المرید جیسے امام الاصناف فی الاصول والفروع عمر نسفی سے العقائد میں منقول ہے 3- مبنی للفاعل صیغ کے ساتھ یعنی احدیت' واحدیت' صمدیت جیسے شرح فقہ اکبر صفحہ نمبر 23 پر ملا قاری نے ذکر کیا ہے اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی نے مبداء و معاد کے صفحہ 53 پر اوصاف باری تعالیٰ کے تین اقسام 1 ذاتیہ حقیقیہ صرفہ 2 ذاتیہ حقیقیہ من وجہ اضافیہ 3 فعلیہ اضافیہ کا بیان کرتے ہوئے فعلیہ اضافیہ کے زمرہ میں خالقیت اور رازقیت یعنی خالق ہونا و رازق ہونا ذکر کیا ہے اور ذاتیہ حقیقیہ صرفہ میں وصف حیات کو اور ذاتیہ حقیقیہ من وجہ اضافیہ میں علم' قدرت' سمع' بصر وغیرہ کو ذکر کیا ہے۔

بہرحال تمام علماء متکلمین بلکہ تمام مفسرین' محدثین' فقہاء کرام اصناف شوافع'

مالکی حنبلی اور دیگر تمام مدعیان اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ طریقہ ادائیگی و استعمال جیسے بھی ہو بہرحال ان پر ایمان لانے کا مقصد یہی ہے کہ نفس الامر میں بلا جعل جاعل اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی شان اقدس کے مطابق ان تمام اوصاف کے ثابت موجود ہونے کا یقین کیا جائے لیکن پیر سیف الرحمٰن نے ہونے کے لفظ کو کسب کے ساتھ خاص کہہ کر عالم اسلام کے اس اجماعی و قطعی عقیدہ کو کفر قرار دے کر ان جانے میں مجدد الف ثانی سمیت تمام عالم اسلام کو کافر بنا دیا۔

آپریشن نمبر 8 پیر سیف الرحمٰن کا یہ نظریہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف فعلیہ کے ساتھ ایمان لانے کے بھی منافی ہے اس لئے کہ صفات باری تعالیٰ جیسے خالق' رازق' محی' ممیت وغیرہ پر ایمان لانے کا اس کے علاوہ اور کیا معنی ہوسکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خالق کائنات' رازق کائنات اور زندگی دینے والا و موت دینے والا ہونے کے ساتھ یقین کیا جائے جس کو سیف الرحمٰن قطعی کافر بنا رہا ہے یہ جدید ترین حنفی اگر امام ابو حنیفہ کی کتاب فقہ اکبر کو ہی کسی سمجھدار استاد سے سمجھ کر پڑھ لیا ہوتا تو اس قسم کے گمراہ کن مسئلہ بیان کرکے مسلمانوں کو کافر نہ کہتا فقہ اکبر کی اس عبارت کا "فالتخلیق والترزیق والانشاء والابداع والصنع" یعنی پیدا کرنا اور روزی دینا اور ابتداءً پیدا کرنا اور بغیر مثال و نمونہ کے پیدا کرنا اور اپنے مخلوق کو بہتر ترتیب کے ساتھ مستحکم پیدا کرنا اسی طرح پشتو' فارسی وغیرہ تمام زبانوں میں کرنا یا کرنے کے ہم معنی الفاظ کے بغیر مذکورہ چاروں صفات یعنی تخلیق' انشاء' ابداع اور صنع جو عربی زبان کے الفاظ ہیں ان کے معانی و مطالب کا افہام و تفہیم اور تعلیم و تعلم ناممکن ہے لیکن سیف الرحمٰن جیسے جدید حنفی ہی فقہ اکبر میں مذکورہ ان چاروں صفات فعلیہ باری تعالیٰ کے حوالہ سے دنیا بھر کے مسلم معلمین و متعلمین کو کافر بنانے کی جسارت کرسکتا ہے اس لئے کہ ان صفات کے تراجم و معانی اور ان پر ایمان لانے کا مطلب اردو زبان میں کرنا یا کرنے اور دیگر زبانوں میں اس کے ہم معنی الفاظ کے بغیر ناممکن ہے جس کو سیف الرحمٰن کسب و خاصہ بندہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کی شان میں ممنوع و کفر صریح قرار دے رہا ہے۔

آپریشن نمبر 9 یہ نظریہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور توحید پر ایمان لانے کے منافی ہے اس لئے کہ وحدانیت و توحید باری تعالیٰ پر ایمان لانے کا اس کے سوا اور کیا معنی

ہوسکتے ہیں کہ اس کے ایک تنہا اکیلا وحدہ لاشریک ہونے کا یقین کیا جائے جو تمام عالم اسلام کا مشترکہ و قطعی عقیدہ ہے جس کو سیف الرحمٰن کفر قرار دیکر تمام عالم اسلام کو ان جانے میں کافر بنا رہا ہے۔

مغالطہ یا چالاکی کا پیشگی انسداد

میرا نور ایمان و فراست اور وجدان مجھے بتا رہا ہے کہ سیف الرحمٰن ان تینوں جراحات نمبر 7' 8' اور 9 کے جواب میں اپنے مریدوں کو اعتماد میں رکھنے کے لئے انتہائی چالاکی اور عیاری سے کام لیتے ہوئے ان کو یہ مغالطہ ضرور دے گا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید و وحدانیت اور علم و قدرت' خالقیت و رزاقیت وغیرہ کے مطالب و معانی وہ نہیں ہیں جو چشتی نے لکھا ہے بلکہ ان کے معانی و مطالب یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید پر ہمارا ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ قادر ہے علیم ہے سمیع و بصیر و متکلم اور خالق و رازق ہے لہٰذا اللہ کی وحدانیت و اوصاف ذاتیہ و فعلیہ پر ایمان و اظہار یقین کرنے اور اس کے افہام و تفہیم اور تعلیم و تعلم کے سلسلہ میں لفظ کرنے یا کرنا اور ہونا یا ہونے لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے سیف الرحمٰن کے اس مغالطہ پر اس کے بے علم شیخ نہ صرف خوش ہوں گے بلکہ خوشی کے مارے سروں کو ہلائیں گے سینوں کو ڑقائیں گے اور دیگر اعضاء کو بھی حرکت دیکر مجدد العصر زندہ باد کے نعرہ بھی لگائیں گے لیکن اہل علم جانتے ہیں کہ یہ محض مغالطہ اور عوام کو دھوکہ دینے کے لئے بدترین حربہ ہے اس لئے کہ اللہ ایک ہے اور اللہ قادر' علیم' سمیع' بصیر ہے یہ کلام و جملہ ہیں جس میں کوئی اختلاف ہے نہ نزاع دراصل بات ان جمل و قضایا کے ساتھ جو یقین وابستہ ہے اس کے اظہار و تعبیر میں ہے مثال کے طور پر اللہ ایک ہے ایک قضیہ یا جملہ و کلام ہے جسے کے ساتھ متکلم کے دل میں جو یقین وابستہ ہے اس کا اظہار و تعبیر یا دوسرے کو سمجھانے کے لئے بطور افہام و تفہیم کیا سیف الرحمٰن کی طرح یہی رٹہ لگایا رہے گا کہ اللہ ایک ہے اللہ قادر ہے' اللہ علیم' سمیع و بصیر ہے یا اس کلام کے متعلق اپنا قلبی عقیدہ کسی لفظ کے ساتھ تعبیر و اظہار کرکے اگلے کو سمجھائے گا ظاہر ہے کہ اللہ واحد ہے' اللہ قادر ہے' اللہ رازق ہے اللہ خالق ہے وغیرہ جملوں کے ساتھ اپنا قلبی عقیدہ اگلے کو سمجھانے کے لئے بطور

افہام و تفہیم درج ذیل تین طریقے و تعبیرات میں سے کسی ایک کو اختیار کرے گا۔ 1- اللہ ایک ہے یعنی اللہ ایک ہونے کے ساتھ میرا عقیدہ ہے 2- اللہ کا متصف بوصف الوحدہ ہونے کے ساتھ میرا عقیدہ و یقین ہے 3- نفس الامر میں اللہ تعالیٰ کے لئے وحدت ثابت ہونے پر میرا یقین و عقیدہ ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ سے اوصاف ذاتیہ و فعلیہ کی بابت جتنے بھی جملے و قضایا و کلام ہیں ان سب کا یہی حال و یہی معانی و مطالب ہیں جن نے علم العقائد کی کتابوں کو کسی صحیح استاد سے پڑھا ہو یا کم از کم استاد صحیح و شیخ کی صحبت میں بیٹھا ہو تب بھی اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے لیکن جعلی پیروں اور قیوم زمان ہونے کے جھوٹے مدعی و ناقصوں کی صحبت میں رہنے کا نتیجہ جہل مرکب کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا کسی جملہ و کلام کے ساتھ اپنا قلبی عقیدہ ظاہر کرکے اگلے کو سمجھانے کے لئے جو تین طریقے و تعبیرات ہم نے اللہ واحد ہے' یا اللہ قادر' سمیع' بصیر وغیرہ جملوں میں صرف اس لئے لکھ دیا ہے کہ سیف الرحمٰن نے اللہ تعالیٰ کی طرف ہونے یا ہونا کرنا یا کرنے کے الفاظ نسبت کرنے والوں کو کافر قطعی قرار دیا ہوا ہے لہٰذا ہم نے بھی اللہ تعالیٰ کی ذات و وحدانیت اور اوصاف ذاتیہ و اوصاف فعلیہ کے ساتھ ایمان لانے کا مطلب و معانی کے اظہار و تعبیرات کے طریقہ اسی موضوع میں سمجھا دیا ورنہ ہر جگہ و ہر قسم کے کلام و جملہ کے ساتھ متکلم اپنا قلبی عقیدہ و یقین ان تین طریقوں کے ساتھ اظہار و تعبیر کرسکتا ہے۔ جس میں کسی بھی سلیم الفطرت انسان کو کوئی شک و تردد نہیں ہوسکتا لیکن پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کتاب البطن کی ورق گردانی کرکے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے رہا ہے۔

آپریشن نمبر 10 سیف الرحمٰن کا یہ نظریہ اللہ تعالیٰ کی صفت تکوین پر ایمان لانے کے منافی ہے اس لئے تکوین عربی کا لفظ ہے جس کا معنی و ترجمہ اردو میں کرنا ہے اور دیگر زبانوں میں بھی اس کا ہم معنی لفظ ہوگا جو سیف الرحمٰن کے عقیدہ و اجتہاد کے مطابق کسب و صفت حادثہ قائم بالمخلوق ہے حالانکہ یہی صفت تکوین حنفی مذہب کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفت حقیقی ہوکر باقی تمام اوصاف فعلیہ کی اصل و منبع ہے اور دیگر اوصاف فعلیہ اس کے مظاہر یا شاخ ہیں جیسے شرح فقہ اکبر میں صفحہ 29 میں ہے والکل داخل تحت صفت التکوین یعنی پیدا کرنا' روزی دینا' زندہ کرنا' فنا کرنا وغیرہ تمام اوصاف فعلیہ صفت تکوین کے تحت داخل ہیں اسی طرح مذکورہ صفحہ کے

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں تکوینہ باق ابدا فیتعلق وجود کل موجود بتکوینہ الازلی یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت تکوین یعنی کرنا ہمیشہ باقی ہے پس ہر موجود کا وجود اللہ تعالیٰ کے کرنے کے ساتھ متعلق ہوگا جو ازلی ہے۔

حضرت امام ربانی مبد و معاد کے صفحہ نمبر 41 پر فرماتے ہیں "تکوین یکی از صفات حقیقیہ واجب الوجود است تعالیٰ و تقدس اشاعرہ تکوین را صفات اضافیہ میدانند و قدرت وارادت را در ایجاد عالم کافی می انگارند اما حق آنست کہ تکوین صفت حقیقیہ علٰحدہ است ما ورای قدرت وارادت" یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت تکوین یعنی کرنا ذات اقدس و متعال واجب الوجود کے صفات حقیقیہ میں سے ایک مستقل صفت ہے اشاعرہ صفت تکوین یعنی اللہ تعالیٰ کے کرنے کو صفات اضافیہ میں سے جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت و ارادہ کو کائنات کے ایجاد میں کافی سمجھتے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ تکوین (کرنا) مستقل صفت حقیقہ ہے قدرت و ارادہ سے جدا لیکن سیف الرحمٰن کوٹوی تصوف کے اصطلاحی الفاظ بالخصوص مکتوبات مجدد الف ثانی سے اصطلاحی الفاظ یاد کرکے ان کے مطالب و معنوں تک رسائی کے بغیر اپنے مریدوں کو بے وقوف بنانے کی طرح اللہ تعالیٰ کی توحید و صفات کے معانی لغویہ اور ان کے متعلق تصدیق و یقین کے معانی و مطالب کو سمجھے بغیر مسلمانوں کو بے وقوف بنا رہا ہے (ہر گوشہ گمان مبر کے خالیست شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

پیر سیف الرحمٰن کا یہ کہنا کہ کرنا اور ہونا ایک ہی فعل کے دو مصادر ہیں اور ان دونوں کا مادہ بھی ایک ہی ہے جو کسب و اکتساب ہے فرق صرف معلومیت و مجہولیت کا ہے کہ کرنا مصدر معلوم ہے اور ہونا مصدر مجہول ہے اہل علم چھوڑ کر کوئی بھی سلیم الفطرت اور سلیم العقل انسان ایسی غلط بات نہیں کرسکتا اور باتوں سے قطع نظر سیف الرحمٰن کی از قبیلہ مغارف یہی ایک گلفشانی اس کے ظاہر و باطن کے عالم' مجدد العصر' پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی سے چھ درجہ فوق و افضل اولیاء متقدمین کے پیشوا اوور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام انبیاء علیہم السلام کے بھی امام و پیشوا ہونے کے مزعومہ دعوؤں کے جھوٹ ہونے کے لئے کافی و شافی دلیل ہے ورنہ ہر سلیم الفطرت انسان سمجھتا ہے کہ کرنا اور ہونا اور دو میں نیز دیگر لغتوں میں ان کے ہم معانی الفاظ کے معانی و مصادر ایک دوسرے سے بالکل جدا جدا

ہیں اور ساتھ ہی سب جانتے ہیں کہ کرنا مع اپنے ہم معانی الفاظ کے دیگر لغتوں میں بھی فعل متعدی ہے لیکن ہونا فعل ناقص و لازم ہے کبھی فعل تام ہو تب بھی لازم ہی ہے متعدی استعمال نہیں ہوتا بہرحال اس مابہ الامتیاز کے باوجود مذکورہ دونوں الفاظ (کرنا اور ہونا) دونوں مصدر معلوم ہیں اور دونوں افعال عامہ میں سے ہیں لیکن کرنا واجب اور جوہر کی صفت ہوسکتی ہے عرض کی نہیں لیکن ہونا افعال عامہ کے ان اقسام میں داخل ہے جو واجب' جوہر' عرض تینوں کو شامل ہیں جیسے موجودیت' واحدیت وغیرہ بنا بر ہر تقدیر لفظ ہونا اردو میں اور اس کا معنی عربی میں کون ہمیشہ معلوم ہی استعمال ہوتے ہیں ورنہ سیف الرحمٰن اپنے گھر کے گوشہ میں بیٹھ کر مصنوعی مجتہد فی اللغہ ہونے کی ناکام و بے محل کوشش کی بجائے مرد میدان بن کر کون کی کوئی گردان یا صیغہ عربی میں یا اردو میں مصدر مجہول یا صیغہ مجہول کی صورت میں ثابت کرکے مجتہد فی اللغت ہونے کا ثبوت دیں۔ نیز یہ کہ ان دونوں لفظوں کا اصل مادہ یک ہی چیز یعنی کسب کسی بھی لغت میں ثابت کرکے اپنی مجددیت کا لوہا منوا لیں۔

اہل علم کے لئے مقام عبرت ہے

1 جو شخص افعال عامہ کو فعل خاص 2 جدا جدا مواد و مصادر کے لئے ایک مشترکہ مادہ و مصدر 3 واجب جوہر و عرض تینوں کو شامل افعال کو صرف عرض (کسب) کے ساتھ خاص کرکے 4 معلوم الاستعمال لفظ کو نہایت ڈھٹائی سے مجہول قرار دیکر 6 اللہ تعالیٰ پر جائز الاطلاق الفاظ کو غیر جائز الاطلاق و کفر قطعی کہہ کر تمام عالم اسلام کو تحریری و کتابی شکل میں کافر بنانے کی جرات کرسکتا ہے وہ اپنے مریدوں میں بیٹھ کر کیا کیا گل افشانی نہ کرتا ہوگا (فاعترو وایا اولی الابصار) لفظ ہونا جس کا معنی عربی زبان میں کون ہے عربی میں لکھی ہوئی ہر ایک کتاب میں تقریباً ہر ایک صفحہ پر موجو ہے جس کا معنی معلوم ہی ہے مثال کے طور پر روح المعانی جلد اول صفحہ نمبر14 پر 11 مقامات میں یہی لفظ استعمال ہوا ہے اور سب کا معنی معلوم ہی ہے اس میں ایک عبارت ہے (کونہ لفظا حقیقۃ عربیا مجہول بالنص) اگر سیف الرحمٰن میں اسلامیات اور درس نظامی کی ابتدائی درجہ کی کتب کے ساتھ بھی ذرہ برابر مناسبت ہوتی تو اس طرح کی زہر افشانی نہ کرتے۔

الجراحہ علی المزخرفت الثانیہ

اعتراض نمبر3 کے جواب میں جو غلط بیانی و خیانت اور اپنی جہالت کو چھپانے کے لئے پیر سیف الرحمٰن کوٹوی نے میرے خلاف گالی نامہ کے صفحہ نمبر7 تا 70 پر جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ' لب لباب' نتیجہ و مدعی فقط یہی ہے کہ کہ لفظ ہونا یا ہونے' کرنا یا کرنے کو اور دیگر زبانوں میں ان کے ہم معنی الفاظ کو کسب کے ساتھ خاص سمجھ کر اعتراض سوم میں مذکوراجماعی عقیدہ یعنی اللہ تعالیٰ سے اس کی شان کے مطابق سب کچھ ہونے کا یقین اور اس کی شان اقدس کے خلاف اس سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ہے کلام کو اللہ تعالیٰ کے لئے کسب ثابت کرنے میں ظاہر الدلالہ و صریح المراد اور ناقابل تاویل کفر قرار دیا ہے نیز یہ کہ اردو میں لفظ ہونا یا ہونے کو اور دیگر زبانوں میں اس کے ہم معنی الفاظ کو کسب کے ساتھ خاص سمجھنے کی بنیادی غلطی کی بنا پر تمام مسلمانوں کے مذکورہ اجماعی عقیدہ یعنی اللہ سے اس کی شان کے مطابق سب کچھ ہونے کا یقین اور اس کی شان اقدس کے خلاف اس سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ہے کلام کو کتاب البطن کے ظلمانی صفحات میں درج ذیل ناجائز محامل و معانی پر محمول کیا ہے۔

1- یہ کہ اس کلام میں خاصہ مخلوق یعنی کسب کو دو قسم کرکے ایک کو شان خداوندی کے مطابق اور دوسری قسم کو غیر مطابق قرار دیا گیا ہے لہٰذا کفر ہے جیسے گالی نامہ کے صفحہ 7 پر لکھا ہے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور کاسب بندہ ہی ہے لیکن یہ تقسیم کہیں بھی نہ پا سکا کہ ایک ہی کسب بعض شان کے مطابق ہے اور بعض نہیں تو تم نے یہ بات کہاں سے نکالی ہے انتہا بعینہٖ اور صفحہ نمبر20 پر لکھا ہے کسب و اکتساب بعض شان کے مطابق ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ سے صادر ہونے کا عقیدہ رکھنا اور بعض شان کے منافی ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ سے صادر نہ ہونے کا عقیدہ رکھنا غلط ہے کیونکہ کسب صفت حادثہ واقع بالہ جارحہ ہے۔

2- مذکورہ متنازعہ کلام میں خاصہ مخلوق یعنی کسب کو شان خداوندی کی صفت ٹھہرایا گیا ہے لہٰذا قطعی کفر و الحاد ہے چنانچہ گالی نامہ کے صفحہ 1 پر ارشاد غالی درج ہے کہ اور پیر محمد نے کسب کو شان خداوندی کی صفت ٹھہرایا انتہا بعینہٖ اور صفحہ نمبر9 پر لکھا

ہے کہ شان خداوندی بالاتفاق قدیم ہے اور پیر محمد نے اسے حادث ٹھہرایا کیونکہ کسب (یعنی ہونا اور کرنا کو) شان خداوندی قرار دیا ہے اور کسب حادث ہے انتہا بعینہٖ اسی طرح صفحہ نمبر70 پر لکھا ہے بدترین جبری کافر پیر محمد نے کسب و اکتساب (یعنی ہونا اور کرنا) شان خداوندی کی صفت ٹھہرایا ہے انتہا بعینہ چہ دلاوراست دزدی کہ بکف چراغ دارد اس کو کہتے ہیں ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے سو جھوٹ بولنا' پیر سیف الرحمٰن کوٹوی علم ظاہر و باطن کے ماہر شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت کے مجدد العصر ہونے کے جھوٹے مدعی ہونے میں جرات کرکے اپنے مریدوں کی طرف سے تائید و تصدیق شریعت محمدی کی مظلومیت اور علماء و قت و مشائخ کرام کی طرف سے غلفت اور بے حسی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے لغت میں اجتہاد کرکے اور مختلف لسانیات و زبانوں پر بہتان و سفید جھوٹ بول کر لفظ ہونے اور کرنے و دیگر لغات میں ان کے ہم معنی الفاظ کو خاصہ مخلوق یعنی کسب کے ساتھ خاص قرار دینے کی بنیادی جھوٹ و غلطی کا ارتکاب کرنے کے بعد اپنی اس خطرناک غلطی کو تسلیم کرکے غلط فتویٰ و تکفیر المسلمین کے علانیہ گناہوں سے علانیہ توبہ کرکے صحیح مسلمانوں کی طرح زندگی گذارنے کی بجائے اس بنیادی غلطی و بنیادی جھوٹ کو چھپانے کے لئے اس طرح کے بے شمار و لاتعداد جھوٹ بول کر بلکہ بہتان و افتراء جیسے کبیرہ گناہوں میں مسلسل مبتلا ہوکر جعلی قیومیت و بزرگی کا ثبوت دیا ہے ورنہ دوچار غیر جانبدار مسلمانوں کے سامنے متنازعہ کلام کو رکھ کر مجھے بتایا جائے کہ اس کلام میں

1- اللہ تعالیٰ کے لئے خاصہ مخلوق یعنی کسب ثابت ہونے میں ظاہر الدلالہ و صریح المراد اور ناقابل تاویل ہونا کہاں سے ثابت ہے اور کس طرح؟

2- یا اس متنازعہ کلام میں خاصہ مخلوق یعنی کسب کو دو قسموں میں تقسیم کرکے ایک کو شان خداوندی کے مطابق اور دوسری قسم کو شان خداوندی ک خلاف کہاں بتایا گیا ہے اور کس طرح؟

3- یا اس متنازعہ کلام کو چند غیر جانبدار مسلمانوں کے سامنے رکھ کر مجھے بتایا جائے کہ اس کلام میں کہاں پر میں نے خاصہ مخلوق یعنی کسب کو شان خداوندی کی صفت ٹھہرایا ہے **ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین** اگر سچے ہو تو اپنی بات پر دلیل لاؤ نفس امارہ مجھ سے یہی کہہ رہا ہے پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کے بہتان و افتراء جھوٹے الزامات

و مغلظات اور بازاری گالیوں کا جواب اسی کی زبان میں دوں نفس امارہ مجھ سے یہ تقاضا بھی کر رہا ہے کہ میں سیف الرحمٰن کوٹوی کو بے محل فتویٰ کفر و الحاد اور گالیوں کے عوض انہی کے ان دستاویزی موہم کفریا لازم کفر غیر اسلامی کلمات پر جو اس نے اس گالی نامہ میں فراہم کیا ہے جی بھر کر قطعی کافر اجماعی کافی' ابدی کافر' زندیق' ملحد وغیرہ جیسے 112 مغلظات سے اس کو یاد کرکے نفس امارہ کو خوش کروں لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم **ولایجرمنکم شنان قوم علی ان الاتعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی** سورہ مائدہ آیت نمبر7 ترجمہ کسی قوم کے ساتھ مخالفت تم کو ترک عدل پر برگیختہ نہ کریں بلکہ عدل کرو یہی پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے پر میرا ایمان ہے اور پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کی طرح نفس امارہ کے ہاتھوں مغلوب النفس، تکبر کا مارا ہوا اور انانیت کی لعنت سے بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے بچایا ہوا ہے اس کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا عطا محمد چشتی مدظلہ و مولانا سید احمد سعید کاظمی اور مولانا سید امام شاہ نور اللہ مرقد ہما جیسے مشاہیر ماہرین علوم و معارف راسخین فی العلم اور کامل شیوخ کی اسلامی تربیت اور تہذیب الاخلاق کی طرف بہترین رہنمائی جیسے عوامل مجھے نفس امارہ کی خواہش پر عمل کرنے کی بجائے نفس مطمئنہ کی طرف لے جاتے ہوئے پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کے ان تمام مغلظات کی بنیاد بطور بناء الغلط علی الغلط کی نشاندہی کرکے اصل غلطی و بنیادی جھوٹ کے ازالہ کرنے کی طرف اس کو ناصحانہ و مبلغانہ طور پر دعوت دینے پر مجھے مجبور کرتے ہیں لہٰذا پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ میری طرف سے شرعی گرفت نمبر3 کے جواب میں انہوں نے گالیاں' بہتان و افتراء' بھلیات اور اپنی ولایت و قیومیت جتانے کی غرض سے اونچے اونچے دعاوی وغیرہ جو کچھ لکھا ہے ان سب سے قطع نظر صرف جواب کے طور پر جو کچھ لکھا ہے اس کا مبنی علیہ (اصل بنیاد) یہ ہے کہ پیر سیف الرحمٰن نے لغت میں بے محل اجتہاد کرکے ہونے اور کرنے اور دیگر لغات میں ان کے ہم معانی الفاظ کو خاصہ مخلوق یعنی کسب کے ساتھ خاص کہہ کر مثالی غلطی کا ارتکاب کرکے باقی تمام اغلاط' افترا ات' بھلیات' کذبات اور کفربازیوں و گالیوں کی نازیبا عمارت اسی بے بنیاد غلطی پر کھڑی کی ہے لہٰذا اس بنا الغلط علی الغلط کی اصلاح و ازالہ کے لئے جواب اعتراض نمبر1 کے آپریشن کرتے ہوئے ہم نے جو 10 عدد دفعات لکھے ہیں۔ آپریشن نمبر1 تا 10 ان پر غور کرکے

اپنی بنیادی غلطی و علانیہ جھوٹ سے علانیہ توبہ کرکے اپنی عاقبت کو بچائیں سلوک و تصوف کی اولین سیڑھی بھی اپنے گناہوں سے توبہ کرنا ہے جیسے حضرت امام ربانی نے مبد و معاد کے صفحہ نمبر 9 پر فرمایا ہے بے حصول توبہ درین راہ قدم زدن سود مند نیست اور صفحہ نمبر33 پر فرمایا ہے وصول بنہایہ النہایۃ مربوط بطی مقامات عشرہ مشہورہ است کہ اولش توبہ است اور مرجع الاولیاء المعتقدین فی الہند حضرت علی ہجویری داتا گنجش بخش نور اللہ مرقدہ نے کشف المحجوب کے صفحہ نمبر231 پر فرمایا ہے ومحال باشد کے خواص از معصیت توبہ نکنند لہٰذا ایک بار پھر مبلغانہ انداز میں آپ کو نصیحت کررہا ہوں کہ اس بنیادی غلطی و جھوٹ سے توبہ کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث **ان التوبہ تغسل الحوبہ** یعنی بے شک توبہ کرنے سے گناہ دھل جاتا ہے کے مطابق اس دیرینہ جھوٹ یعنی اردو فارسی' پشتو وغیرہ زبانوں پر بہتان و غلط نظریہ پر مبنی بے بنیاد و غلط فتویٰ' بہتان بازی' و افتراء پردازی اور تکفیر المسلمین جیسے کبیرہ گناہوں سے توبہ کرکے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہونے سے قبل دنیاوی زندگی میں ہی ان گناہوں سے پاک ہوجائیں اپنے نفس کی اصلاح فرمائیں ورنہ قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور تکبر کام نہ آئے گا انانیت و غرور نہ مرید و خلفاء لہٰذا ان خوشامدیوں کی خوشامد اور غلط مسائل پر ان کی طرف سے توثیق و تصدیق حاصل ہونے پر دھوکہ کھانے اور اپنے گرد و پیش ان کی کثرت کو دیکھ کر مغرور ہونے کی بجائے اپنے نفس کی اصلاح کرتے ہوئے تکبر' جھوٹ' عُجب' کینہ' بدعت' غیبت' بہتان اور بدگمانی جیسے کبیرہ گناہوں سے توبہ و اجتناب کرکے اپنے اعمال و آخرت پر نظر رکھنا آپ پر فرض ہے۔ دیکھیں جس امام ربانی مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہ کے نام پر آپ کھاتے پیتے اور دنیا کے مزے اڑاتے ہیں انہوں نے آپ جیسے پیروں کو مشفقانہ و مبلغانہ نصیحت کرتے ہوئے مکتوبات شریف دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر238 بنام میر محمد نعمان لکھا ہے "لکن باید کہ منظور احوال و اعمال خود باشد و ملحوظ سکون و حرکت خود بود مبادا کہ ترقیات مریدان باعث توقفات پیران گردد و حرارت مسترشدان درکار خانہ مرشدان برودت انداز و ازین معنی ترسان و لرزان باید بود و احوال و مقامات مریدان را در رنگ شیر و ببر باید دانست چہ جائے آنکہ با نہا مفاخرت و مباہات باید کرد کہ مبادا ازیں راہ دروازہ عُجب کشادہ گردد" لہٰذا اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جانکر امام ربانی

کی اس نصیحت کی روشنی میں اپنے اعمال و احوال اور لیل و نہار کو خود دیکھ لیں کہ کتنا بڑا فرق ہے میں تو یہی دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے غیر اسلامی عقائد و کردار و غلط مسائل و بدعات سے توبہ کرنے کی توفیق دیکر آپ کی عاقبت کو ہلاکت ابدی سے بچائے

الجراحہ علی المزخرفہ الثالثہ

اعتراض نمبر5 کو عنوان میں ذکر کرکے آگے چل کر جواب کے طور پر اس پر کچھ بحث کرنے کی بجائے کتاب البطن کے مزخرفات سے کاغذ کے اوراق کو سیاہ کرتے ہوئے صفحہ نمبر148 پر صرف اتنا قدر لکھ دیا ہے کہ عمامہ سنت موکدہ بلکہ واجب ہے اور عمامہ نہ باندھنا نہ صرف مکروہ بلکہ حرام ہے اصل عبارت یہ ہے "قارئین کرام پر مخفی نہیں کہ عمامہ باندھنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت دائمہ مستمرہ متواترہ لازمہ ہے اور مواظبت کے ساتھ باندھا گیا ہے کبھی ترک نہیں ہوا تو مذکورہ قاعدہ کے مطابق عمامہ باندھنا واجب ہی ہوگیا اور اس کا ترک و جوب الشیئی یقتضی ضدہ و کذالعکس اور من تشبہ بقوم الخ کی مضمون پر حرام میں داخل ہوگیا" انتہا بعینہٖ میں نے پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کی صرف اس غلط فتویٰ کی شرعی گرفت کی تھی کہ انہوں نے بغیر عمامہ کے نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمہ واجب الاعادہ کہا تھا انانیت' ہمہ دانی کا دعویٰ اور ضد کو چھوڑ کر ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس شرعی گرفت پر مثبت غور کرکے اپنے اس قولی و عملی اور اعتقادی بدعت سے توبہ کرنے کی بجائے کتاب البطن سے استدلال کرکے عمامہ کو نماز و بیرون نماز عام حالات میں واجب اور ترک عمامہ کو حرام قرار دیکر مذکورہ بدعات ثلاثہ میں سے ہر ایک کو دوچند کرکے اپنے لئے بقرہ بنی اسرائیل بنا دیا کتاب البطن سے استدلال کرنے والے اس عادی مجرم کو اگر فرض' واجب' سنت موکّدہ' مستحب' مباح اور حرام' مکروہ تحریمہ' مکروہ تنزیہی ان اسلامی و فقہی الفاظ و اصطلاحات کے صحیح معانی اور مصادیق کا ذرہ برابر علم ہوتا تو شریعت مقدّسہ پر اس قسم کی جسارت ہرگز نہ کرتا بہرحال اس غلط جواب و بے ثبات نظریہ کے مضر اثرات و خطرناک نتائج کی نشاندہی کرکے آپریشن کر رہا ہوں۔

آپریشن نمبر1 اس انوکھا مفتی کا یہ اختراعی و بدعتی نظریہ کہ مواظبت کے ساتھ

باندھا گیا ہے کبھی ترک نہیں ہوا ان احادیث طیبہ کے خلاف ہے جن میں وقتاً فوقتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلاہ و ٹوپی پہننا ثابت ہے جیسے فتاویٰ بحرالرائق جلد نمبر1 میں ہے "ولا بائس بلبس القلانس لما روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لہ قلانس یلبسھا وقد صح ذالک" ترجمہ ٹوپیاں پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے اس وجہ سے کہ روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپیاں تھیں جن کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پہنا کرتے تھے اور یہ بات روایت کے اعتبار سے صحیح ثابت ہوئی ہے احیاء العلوم جلد دوم 370 میں ہے "کان یلبس القلانس تحت العائم و بغیر عمامۃٍ و ربما نزع قلنسوتہ من راسہ فجعلھا سترۃً بین یدیہ ثم صلی الیھا" ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی دستار کے نیچے ٹوپی پہنا کرتے تھے اور کبھی بغیر دستار کے خالی ٹوپی پہنا کرتے تھے اور بسے اوقات سر اقدس سے ٹوپی اتار کر نماز کے لئے سامنے رکھ کر سترہ بنا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کی نہایت مستند کتاب زادالمعاد فی ھدی خیرالعباد میں ہے۔

3- **و کان یلبس القلنسوہ بغیر عمامہ ویلبس العمامہ بغیر قلنسوہ** زادالمعاد علی ھامش زرقانی ج4 121 یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ٹوپی کے بغیر صرف عمامہ باندھتے تھے اور کبھی بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی ہی پہنا کرتے تھے

4- حضرت شیخ ابراہیم البیوری الشافعی نے مواجب المدینہ صفحہ نمبر57 پر مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اپنے وقت کے مروّجہ اور معتاد لباس کے مطابق ٹوپی پہنا کرتے تھے۔ **و فی حدیث ابن مسعود مرفوعا کان علی موسیٰ علیہ السلام حین کلمہ ربہ کساہ من صوف و قلنسوۃ من صوف** یعنی حضرت عبداللہ ابن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں رسول اللہ علیہ وسلم سے مرفوع حدیث ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ وسلم سے اس کے رب کریم نے کلام فرمایا تو اس وقت انہوں نے اون کا کمبل اور اون سے بنی ہوئی ٹوپی پہنی ہوئی تھی

5- حضرت امام شعرانی نے کشف اللثمہ عن جمیع الامہ جلد اول صفحہ 197 میں فرمایا ہے (وکان صلی اللہ علیہ وسلم یلبس القلانس الایمانیہ) یعنی آنسرور دنیا و دین رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم یمانی ٹوپیاں پہنا کرتے تھے۔

عبرت کا مقام ہے جو فعل (ٹوپی بلا عمامہ و ترک عمامہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے ثابت محدثین فقہاء کرام اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ماہرین اصحاب سیر سے منقول ہے پیر سیف الرحمٰن کو ئی اسے حرام قرار دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھنے کے ساتھ ساتھ ان تمام محدثین و فقہاء کرام سے بھی انکار کر رہا ہے ایسے شخص کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من کذب علیّ متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار ابن ماجہ شریف

آپریشن نمبر2 سیف الرحمٰن کا یہ نظریہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عمامہ پر مواظبت بطور عبادت رہی ہے محض کتاب البطن ہے ورنہ کسی محدث فقیہ یا کسی بھی من یعتد بہ فی السلام کی معتبر کتاب کا حوالہ پیش کریں سورج کا مغرب سے طلوع ہونا آسان و قریب ہے لیکن پیر سیف الرحمٰن کا اپنے اس نظریہ پر ثبوت پیش کرنا مشکل و بعید ہے جبکہ ہم آقا دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کبھی کبھی ترک عمامہ اور ٹوپی کا استعمال اور عدم عمامہ کے جواز پر فقہاء و محدثین کے حوالہ کے ثبوت پیش کر چکے ہیں۔

آپریشن سیف الرحمٰن کی طرف سے ہٹ دھرمی و ضد یا جہل مرکب پر مبنی اس نظریہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عمامۃً بلاترک مواظبت بطور عبادت دلیل وجوب اور عدم استعمال حرام ہونے کے تحت امام ابوحنیفہ سمیت تمام فقہاء اسلام پر لازم تھا کہ دیگر واجبات صلوٰۃ کی طرح عمامہ باندھنے کو بھی واجبات صلوٰۃ میں بیان کرتے ہیں لیکن نماز کے تمام واجبات کو بیان کرنے کے باوجود کسی بھی اہل مذہب بلکہ کسی بھی اہل اسلام فقیہ صاحب فتاویٰ نے عمامہ کو نماز کے واجبات میں نہیں شمارا ورنہ **ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین** بلکہ سنن موکدہ یا سنن ھدی کے زمرہ میں بھی کسی نے نہیں شمارا لیکن میرے مخاطب پیر سیف الرحمٰن **اذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزہ بالثم فحسبہ جھنم** کے مصداق بن کر جہل مرکب یا ضد و ہٹ دھرمی کا شکار ہو کر اپنے سابقہ فتویٰ میں یعنی عمامہ کا سنت موکدہ ہونے سے ترقی کر کے نماز بیرون نماز ہر حالت میں عمامہ کو واجب قرار دے کر بدعت مردودہ کا چھ مرتبہ ارتکاب کیا ہے بدعت قولی' بدعت عملی' بدعت اعتقادی اور ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں بیرون نماز و اندرون نماز ایسے ہی جاہل مرکب' نفس پرست' بدعتی' ہٹ دھرم ضدی پیروں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ کا ارشاد ہے **وکفی بالمرء جھلان**

یعجب بنفسہ کنز العمال سوم 145 مطلب کسی انسان کے جاہل ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ خودپسندی میں مبتلا ہو

آپریشن نمبر4 سیف الرحمٰن کے اس قول کے مطابق اگر واقعۃً عمامہ کا عدم استعمال حرام ہوتا تو فقہاء اسلام دیگر محرمات صلواۃ کو بالاستعجاب بیان کرنے کی طرح اس کو بھی محرمات نماز کے زمرہ میں شمارتے لیکن کسی نے بھی ترک عمامہ کو محرمات صلواہ کے زمرہ میں نہیں شمارا ورنہ ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین یہاں پر بھی میں یہی کہوں گا کہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا قریب ہے لیکن مفتی سیف الرحمٰن بہادر کا اس پر ثبوت پیش کرنا بعید ہے لیکن میرے مخاطب پیر سیف الرحمٰن کوٹوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح حدیث **وایاکم والامور المحدثات فان کل بدعۃ ضلالۃ** کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے یہاں پر بھی چھ بدعات مردودہ کا مرتکب ہوا ہے

بدعت قولی بدعت فعلی' بدعت اعتقادی اور ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں بیرون نماز و اندرون نماز ایسے ہی مبتدع اور سلوک و تصوف کے پردہ میں سنت کے خلاف بلکہ رافع و مناقص سنت بدعات کی اشاعت و غیر اسلامی تبلیغ کے مرتکب اشخاص سے اپنے آپ کو دور رکھنے کے لئے بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **من وقر صاحب بدعتہ فقد اعان علی ھدم الاسلام** مطلب جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی تو یقیناً اس نے اسلام کو گرانے پر بے دینوں کی مدد کی _ کشف الغمہ عن جمیع الامہ جلد 197/1 میں امام الفقراء و المحققین امام شعرانی نے لکھا ہے **وکان صلی اللہ علیہ وسلم یلبس القلانس ایمانیہ** یعنی سرور دین و دنیا رحمت علم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی ٹوپیاں پہنا کرتے تھے اور اسی جلد کے اسی متعین صفحہ پر دوسری جگہ لکھا ہے **وکان صلی اللہ علیہ وسلم یا مر بستر الراس فی الصلواۃ بالعمامۃ او القلنسوہ** یعنی بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں سر کو عمامہ کے ساتھ یا ٹوپی کے ساتھ چھپانے کا امر فرمایا کرتے تھے۔ کشف الغمہ عن جمیع الامہ 194/1 مطبوعہ استنبول میں لکھا ہے **فان لکل بلاد ھیئۃ فی ملا بسھم** یعنی ہر علاقہ کے لئے لباس کی جدا نوعیت ہوتی ہے۔

ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکواہ جلد نمبر424/1 میں صحابہ کرام کے لباس سر کے متعلق لکھا ہے **لانھم قلما کانوا یلبسون القلنسوہ** یعنی صحابہ کرام کا علاقائی لباس عمامہ ہونے کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی ٹوپی بھی پہنا کرتے تھے ملا علی قاری نے

مرقات جلد نمبر427/4 مطبوعہ مصر میں لکھا ہے صار شعارا لبعض مشائخ الیمن) یعنی بغیر عمامہ کے ٹوپی کا پہننا یمن کے بعض مشائخ کرام کا شعار و پہچان بن گیا ہے۔

امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ جلد نمبر325/1 مطبوعہ بیروت میں لکھا ہے و **مارلکل نوع من الناس شعار یعرفون بہ و مہما کان من ذالک علی سبیل الخیلاء فلا شک فی تحریمہ و ماکان علی طریقہ العادہ فلا تحریم فیہ** یعنی ہر علاقہ کے قوموں کے لئے انکا علاقائی لباس ان کا شعار و پہچان بنا ہے جس کے ساتھ وہ قومیں پہچانی جاتیں ہیں اور جو لباس بھی تکبر کے طور پر ہو اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور جو لباس قومی عادت کے طور پر ہو اس میں حرام ہونے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

مسلمانوں کے لئے مقام عبرت ہے

کہ سیف الرحمٰن کوٹوی مذکورہ حدیث اور ان اسلامی دستاویزات کی مخالفت کرتے ہوئے نہ صرف ٹوپی پہننے والوں کو مرتکب حرام' فاسق مردود الشہادہ' منکر سنت' زندیق و کافر کہہ کر دین کے نام پر بے دینی کی تبلیغ کر رہا ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آسان دین اسلام کو بھی مشکل سے مشکل تر بنا کر جدید بدعات و خرافات کو دین میں داخل کرکے بغیر عمامہ کے نماز کو واجب الاعادہ' مکروہ تحیمہ ہونے کا غلط فتویٰ دیکر کتاب البطن سے استدلال کرکے عمامہ کو واجب اور عمامہ استعمال نہ کرنے والوں کو مرتکب حرام قرار دیکر اپنے پیٹ سے شریعت گڑھ کر لوگوں پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔ (فاعتروا یا اولی الابصار) اپنے اس غلط فتویٰ اور غیر اسلامی عقیدہ سے تائب ہوکر سعادت دارین حاصل کریں۔ یا غیر جانبدار چند علماء کرام کی ٹیم کے ذریعہ شریعت محمدی کے فیصلہ کو تسلیم کریں بصورت دیگر محض بدمعاشی کے ذریعہ غیر اسلامی عقائد و اعمال کو مسلمانوں پر مسلط کرنا بے دینی اور بے ایمانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

آپریشن نمبر5 سیف الرحمٰن کی یہ تینوں باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بلا ترک عمامہ پر مواظبت بطور عبادت کا قول نمبر2 وجوب عمامہ کا قول نمبر3 عدم استعمال عمامہ کی حرمت کا قول چاروں مذاہب اہلسنت کے معتقدات و معمولات

اور اقوال کے خلاف ہونے کی بناء پر خرق اجماع و مردود ہیں ایسے ہی مبتدع اور کتاب اللہ و سنت رسول کی بجائے کتاب البطن کی پیروی کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے افرئیت من اتخذ الٰہہ ھواہ مطلب کیا تونے اس گمراہ خواہش پرست کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش کے مطابق اپنا معبود تصور کر رکھا ہے۔

آپریشن نمبر6 سیف الرحمٰن کوٹوی کے اس نظریہ یعنی وجوب عمامہ اور عدم استعمال عمامہ کی حرمت کی صورت میں وہ پاکان امت جو عمامہ کے التزام کئے بغیر مختلف قسم کی ٹوپیاں استعمال کرتے رہے ہیں اُن کی تفسیق یعنی انہیں تارک واجب و مرتکب حرام کہنا ہوگا لیکن اسلام ہرگز کسی کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ صحابہ کرام سے لیکر الی یومنا لہٰذا پاکان امت کو تارک واجب و مرتکب حرام کہہ کر تفسیق کریں حالانکہ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ کرام سے تابعین وتبع مجتہدین کرام و اولیاء عظام سے بھی اپنے اپنے علاقائی لباس کے مطابق مختلف قسم کی ٹوپیاں پہننا ثابت ہے زادلمعاد میں ہے وکان یلبس القلنسوہ بغیر عمامہ و یلبس العمامہ بغیر قلنسوہ زاد المعاد علی ہامشی زرقانی 121 یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنا کرتے تھے اور لباس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مواھب اللدینہ ابراہم بیجوری میں ہے **ولم یقصر من البلس علی صنف بعینہ** یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی خاص قسم لباس کی تعین پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ امت پر آسانی کی غرض سے مختلف علاقوں کے مختلف اقوام کے مختلف قسم کے جائز لباسوں کو دیکھ کر خاموشی اختیار کی ہے۔

آپریشن نمبر7 سیف الرحمٰن کے اس فتویٰ کا تقاضا ہے کہ صحابہ کرام سے لیکر الی یومنا ہذا جتنے بھی پاکان امت اولیاء کرام، مفسرین، محدثین، فقہاء کرام نے عمامہ کے وجوب کا التزام کئے بغیر ترکی ٹوپی، مدنی، یمنی، مصری، سوڈانی الغرض ہر دور میں مختلف ٹوپیوں کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں یا فقہاء کرام کے فتوں کے مطابق عاجزی و خاکساری کی نیت سے ننگے سر نمازیں پڑھی ہیں ترک واجب اور ارتکاب حرام ہونے کی وجہ سے ان کی یہ تمام نمازیں نہ ہوئی ہوں اور وہ بغیر نماز کے دنیا سے گزرے ہوں۔ خلاصہ الفتاویٰ جلد نمبر85/1 میں ہے و مکشوف الراس وھو یجد العمامہ ان کان تھاونا بالصلواہ یکرہ و لوکان للتضرع لابائس بہ یعنی عمامہ میسر ہونے کے باوجود اگر عاجزی

کی نیت سے ننگے سر نماز پڑھتا ہے تو بھی مکروہ نہیں ہے لیکن نماز سے بے اعتنائی کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو مکروہ ہے۔ فتاویٰ عالم گیری جلد 1 نمبر106 میں ہے **ولابائس بہ اذا فعلہ تنزلا و خشوعا بل ھو حسن** یعنی نیت عاجزی و خشوع اگر ننگے سر بھی نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اس نیت کے ساتھ ایسا کرنا بھی اچھا ہے

آپریشن نمبر8 پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کا یہ عقیدہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بلا ترک عمامہ پر مواظبت بطور عبادت متواتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان و کذب ہونے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام سے لیکر محدثین، مجتہدین، فقہاء کرام صوفیاء عظام اور من یعتمد علیہ فی السلام تمام صلحاء امت الی یومنا ہذا پر بہتان و افتراء ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمامہ پر مواظبت بلاترک علی وجہ عبادت نقل کیا ہے جبکہ واقعۃً قرون اولیٰ سے لیکر اب تک صلحاء امت کے مختلف طبقات میں سے کسی ایک نے بھی ایسا نہیں کیا ہے ورنہ ہمیں بتایا جائے کہ کس صحابی نے یا مذاہب اربعہ میں سے کس مجتہد و امام نے یہ لکھا ہے **ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین** اس کو کہتے ہیں بہتان و افتراء کہ شریعت مقدسہ کے حاملین میں سے کسی ایک معتبر ہستی یا کسی ایک صحابی و مجتہد نے بھی بانی اسلام سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عمامہ پر بلا ترک مواظبت علی وجہ العبادت کا قول و عقیدہ نہیں کیا لیکن پیر سیف الرحمٰن کوٹوی اس کو متواتر یعنی شرقا غربا شمالا جنوبا امکنہ متائنہ و بلدان بعیدہ کے رہنے والے مختلف اقوام و مختلف مزاج کے مسلمانو کا قول و عقیدہ و عمل بتا رہا ہے اگر سیف الرحمٰن کا قول سفید جھوٹ یا ان پاکان امت پر بہتان نہیں ہے تو پھر جھوٹ و بہتان نام کی کوئی چیز دنیا میں نہیں ہے

آپریشن نمبر9 پیر سیف الرحمٰن کا یہ قول چاروں مذاہب اہلسنّت کے اکابرین و مجتہدین کی تفسیق و تکفیر کو متلزم ہے اس لئے کہ مذاہب اربعہ اہلسنّت میں مرد کے لئے گھٹنے تا ناف واجب الستر یعنی اس میں مخصوص حصہ بدن کو چھپانا واجب و لازم ہے اور نہ چھپانا حرام ہے اس کے علاوہ سر سمیت باقی بدن کو نماز و بیرون نماز عام حالات میں نہ چھپانا حلال و جائز ہے لیکن پیر سیف الرحمٰن اہلسنّت و جماعت کے اس اجماعی عقیدہ کے خلاف گھٹنے تا ناف واجب الستر ہونے کی طرح عمامہ کے ساتھ سر چھپانے کو بھی اندرون نماز یا بیرون نماز واجب و لازم قرار دے کر عدم ستر الراس

بالعمامہ یعنی عمامہ کے ساتھ سر نہ چھپانے کو حرام کہہ کر ان جانے میں مذاہب اربعہ اہلسنت کے تمام اکابرین کو کافر بنا رہا ہے اس لئے کہ اس قسم حرام کو حلال جاننا کفر ہے

آپریشن نمبر10 پیر سیف الرحمٰن اپنے اس نظریہ میں غیر واجب کو واجب اور حلال کو حرام کہہ کر نہ صرف بارہ عدد کبیرہ بدعات سیئہ مردودہ میں مبتلا ہوا ہے بلکہ اپنے بے چارے مریدوں کے لئے التباس الحق بالباطل (حق کو باطل کے ساتھ مشتبہ) کرکے **یا اہل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل** آیت کریمہ کا مصداق بن رہا ہے نیز یہ کہ اپنے ہر قول و فعل کو عین شریعت ہونے کا غلط تاثر دیکر ان غریبوں کو بھی ان کبیرہ بدعتوں میں مبتلا کر رہا ہے جس کی سزا **من سن فی الاسلام سنتہ سیئتہ فلہ وزرھا وزر من عمل بہا لاینقص من او زا ھم شیئی الحدیث** کے مطابق تمام مریدوں کے انفرادی و انفرادی گناہوں کا میزان بھی پیر سیف الرحمٰن کے سر پر جمع ہو رہا ہے اس قسم بدعتی مدعی ولایت شخص سے تمام انبیاء علیہم السلام بیزار ہیں حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہ نے مبلد و معاد میں ایسے ہی جھوٹا مدی ولایت گرفتار بدعت اور سنت کے نام سے بدعات کی اشاعت و تبلیغ کرنے والے شخص کے متلق اپنا کشف بیان کرکے لکھا ہے کہ (شخص بو در لباس صوفیان کہ ببدعت اعتقادی مبتلا بود این فقیر در حق او تردد داشت اتفاقا فی بینہم کہ انبیاء صلوات اللہ تعالطب و تسلیماتیہ علیہم با جمعہم جمع رند و ہمہ بزبان واحد میفر بند در حق آن شخص کہ لیس منہا معبدء و معاد صفحہ 35

مقام عبرت ہے

کہ حضرت مجدد الف ثانی کے بیان کردہ مکتوبات کے مطابق صرف ایک بدعت اعتقادی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے وہ مدعی ولایت شخص تمام انبیاء علیہم السلام کی مبارک نگاہوں سے گر کر ولی الشیطان' ذلیل و مردود قرار پایا انبیاء کرام نے اس کے متعلق لیس منا (ہمارے طریقہ کا نہیں ہے کہہ کر سنت کے نام پر اس کا دجل و فریب اور اپنے پیٹ سے نکالے ہوئے غلط مسائل کو عین شریعت ہونے کا تاثر دینے کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ جبکہ سیف الرحمٰن ایک ہی مسئلہ میں چوبیس عدد کبیرہ بدعات میں مبتلا

ہونے کے باوجود قیوم زمان' مجدد العصر' مجدد اعظم' قطب الارشار اور پیران طریقت شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی سے چھ درجہ فوق و افضل ہونے کا دعاوی باطلہ پر ڈٹا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس کو توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے ورنہ اس کی گمراہی سے دیگر مسلمانوں کو بچائے آمین۔

مسئلہ عمامہ کی بابت پیر سیف الرحمٰن کا 24 عدد بدعات میں مبتلا ہونا اگرچہ میں نے تحریر بالا میں واضح کردیا ہے پھر بھی پیر سیف الرحمٰن کوٹوی بہادر کی انانیت' تکبر' جہل مرکب کی پیش نظر اس سے یہ توقع نہیں ہوسکتی کہ اس کو سمجھ سکے لہٰذا ایک مبلغ و ناصح ہونے کی حیثیت سے اس کی مکمل تفصیل لکھنا ضروری سمجھتا ہوں وہ اس طرح ہے کہ مذاہب اربعہ اہلسنّت و جماعت میں عمامہ باندھنا سرور کائنات آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت عادیہ و سنت لباس ہے اور دیگر سنن زوائد کی طرح سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی نیت سے اس کا استعمال اندرون نماز و بیرون نماز بہرحال باعث ثواب و برکت ہے اور عدم استعمال گناہ نہ کراہت نہ حرام ہے لیکن پیر سیف الرحمٰن کوٹوی مذاہب اربعہ اہلسنّت وجماعت کے اس اجماعی و متفقہ عقیدہ و عمل اور قول کی مخالفت کرتے ہوئے عمامہ باندھنے کو کبھی سنت موکدہ جس کے تارک مرتکب مکروہ تحریمہ' قابل ملامت اور حرمان شفاعت کے مستوجب ہوتا ہے اور کبھی واجب قرار دیکر مذاہب اربعہ اہلسنّت کے خلاف جدید بدعات سیئہ مردودہ کا ارتکاب اس طرح کر رہا ہے کہ کبھی اسکو سنت موکدہ ہونے کا عقیدہ کرکے جو سنت زوائد ہونے کے اجماعی اور سنی عقیدہ کا دافع و ضد ہے۔

1- بدعت اعتقادی اور اس عقیدہ کی زبان سے تبلیغ و اشاعت کرکے 2- بدعت قولی اور اس مردود عقیدہ کے مطابق عمل کرکے 3- بدعت عملی پھر ان میں سے ہر ایک دو دو قسموں پر یعنی اندرون نماز و بیرون نماز پر تقسیم ہوکر چھ مستقل اقسام ہوئے اسی طرح اس کے تارک کے شرعی حکم یعنی سنت موکدہ ہونے کی بناء پر اس پر عمل نہ کرنے (عمامہ نہ باندھنے والوں) کو قابل ملامت حرمان شفاعت اور مکروہ تحریمہ کے مرتکب ہونے کا عقیدہ کرکے 1- بدعت اعتقادی اور اس عقیدہ کی تبلیغ و اشاعت کو کمال اتباع سنت و عین شریعت و ثواب جان کر اس کی اشاعت و تبلیغ 2- بدعت قولی اور اس مردود عقیدہ کی بنیاد پر اس پر عمل کرنا 3- بدعت عملی پھر ان میں سے ہر ایک دو دو قسموں پر یعنی اندرون نماز اور بیرون نماز پر تقسیم ہوکر چھ مستقل اقسام ہوئے اور کبھی اس کو واجب اور اس پر عمل نہ کرنے والوں کو مرتکب حرام قرار دیکر اس کے وجوب کا عقیدہ کرکے 1- بدعت اعتقادی اور اس عقیدہ کو ثواب جان کر اس کی اشاعت و تبلیغ کرکے 2- بدعت قولی اور اس مردود عقیدہ پر مبنی عمل کرکے 3- بدعت عملی پھر ان میں سے ہر ایک دو دو قسموں پر یعنی اندرون نماز اور بیرون نماز چھ مستقل اقسام ہوئے اسی طرح اس کے تارک کے شرعی حکم یعنی عمامہ باندھنے کے وجوب شرعی پر عمل نہ کرکے عمامہ نہ باندھنے والے مسلمانوں کی بابت مرتکب حرام ہونے کا عقیدہ کرکے 1- بدعت اعتقادی اور اس مردود عقیدہ کو ثواب و عین شریعت و کمال اتباع سنت جان کر اس کی اشاعت و تبلیغ کرکے 2- بدعت قولی اور اس مردود عقیدہ پر مبنی عمل کرکے 3- بدعت عملی پھر ان میں سے ہر ایک دو دو قسموں پر یعنی اندرون نماز و بیرون نماز پر تقسیم ہوکر چھ مستقل اقسام ہوئے اسی طرح سے پیر سیف الرحمٰن کوٹوی اہلسنت و جماعت کے چاروں مذاہب کے ایک ہی مسئلہ میں 24 بدعات سیئہ مردودہ کے گناہوں میں ڈوب کر بھی قیوم زمان' قطب الارشاد' سات درجہ متابعت پر فائز کامل مکمل ولی ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے حالانکہ اسلامی روایات کے مطابق ولی اللہ کے لئے از ہر قسم کبائر و اصرار علی الصغائر اور ہر قسم بدعات سے محفوظ ہونا شرط ہے ایسے ہی کذاب اور جھوٹے مدعیان ولایت سے دور رہنے کے لئے آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے **من ادعی ما لیس لہ فلیس منا ولیتبئو مقعدہ من النار** الحدیث جامع صغیر صفحہ نمبر 27 جلد نمبر 6 مطلب جس نے جھوٹا دعویٰ

کیا وہ ہمارے طریقہ سے خارج ہے اور اپنا ٹھکانہ آگ میں بنائے

آپریشن نمبر 11 سیف الرحمٰن اپنے اس نظریہ کے مطابق کم از کم 99 فی صد مسلمانوں کو عمامہ نہ باندھنے یا ترکی ٹوپی' قراقلی ٹوپی' سیالوی' چشتی' قادری' چترالی' بنگالی' یمنی' مصری' ایرانی' بلوچی وغیرہ وغیرہ ٹوپیاں پہننے اور ننگے سر رہنے کی وجہ سے تارک واجب اور ارتکاب حرام میں مبتلا قرار دے کر یقیناً حرج فی الدین ہو کر آیت کریمہ **ما جعل اللہ علیکم فی الدین من حرج** کی خلاف ورزی کرکے جدید شریعت گڑھ رہا ہے اسی طرح بغیر عمامہ نماز پڑھنے والے کم از کم 99 فی صد مسلمانوں کو اندرون نماز تارک واجب اور حرام کے مرتکب بنا کر آسان شریعت محمدی علی صاحبہا الصلواہ والتسلیم کو مشکل بنا رہا ہے جو بالیقین مردود و ناقابل قبول ہے مسلمانوں پر سہولت و آسانی کی غرض سے اللہ کے حبیب بانی اسلام محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کبھی مختلف قسم دستار اور کبھی مختلف قسم کی ٹوپیاں پہن کر نیز اللہ تعالیٰ کے اس قول **ورئیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا** کے مطابق دور دور علاقوں سے اپنے اپنے علاقائی لباس میں آنسرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوتے رہے جس کی مثال اب بھی موسم حج میں مسلمانوں کی نگاہ کے سامنے موجود ہے مختلف انداز و انواع کے لباس کو دیکھنے کے باوجود اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے سر سے ٹوپی اتاری نہ بغیر عمامہ رہنے کو فعل حرام و معصیت قرار دیا نہ نماز کے جواز و صحت کے لئے عمامہ باندھنے کو واجب و لازم قرار دیا نہ کبھی دستار استعمال نہ کرنے والوں کو فاسق' کافر' مرتکب حرام' مردود الشہادہ' منکر سنت کہا چنانچہ قرون اولیٰ سے لیکر اب تک کسی اہل علم کو بھی لباس کی بابت اسلام کی اس وسعت نظری کے خلاف عقیدہ و عمل کی تبلیغ کرنے کی جرات نہیں ہوئی لیکن افغان رفیو جیز کی شکل میں پاکستان آیا ہوا ایک شخص اس بدترین بدعت اور التباس الحق بالباطل کے اندھیرے میں خلق خدا کو گمراہ کر رہا ہے ایسے شخص کے لئے بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **من کذب علی متعمدا فلتبئو مقعدہ من النار** اور حضرت مجدد الف ثانی کے مطابق "ایسے بدعتی گمراہ سے تمام انبیاء علیہم السلام بے زار ہیں"

الجراحہ علی المزخرفتہ الرابعہ

اعتراض نمبر7 کا جواب دیتے ہوئے پیر سیف الرحمٰن نے گالی نامہ کے صفحہ 132 تا 150 میں جو کچھ لکھا ہے جملیات مرکبہ' افترائت و بہتان اور اکاذیب باطلہ و کتاب البطن کے اقوال بلکہ ابوال غلیظہ و کریہہ سے قطع نظر اس کا خلاصہ و لب لباب اور نتیجہ و مدعی درج ذیل پانچ باتیں ہیں

1- عمامہ باندھنا مطلق سنت کا ایک فرد ہے جس سے مراد فرد کامل ہے جو سنت موکدہ ہے

2- عمامہ کی فضیلت میں احادیث ضعیفہ زیادہ ہونے کی وجہ سے سنت موکدہ ہے

3- عمامہ پر عبادت کی نیت سے مواظبت کی گئی ہے لہٰذا سنت موکدہ ہے

4- عمامہ باندھنا چونکہ سنت موکدہ ہے جس کو صلحاء نے ترک نہیں کیا لہٰذا سنت موکدہ ہے

5- عمامہ باندھنا' سنت لازمہ دائمہ متواترہ ہے لہٰذا سنت موکدہ ہے

چنانچہ گالی نامہ کے درج ذیل صفحات کو کتاب البطن کے ارشادات عالیہ سے سیاہ کرتے ہوئے صفحہ 140 میں لکھا ہے " اور عمامہ مطلق سنت میں سے ایک فرد ہے" صفحہ نمبر144 میں لکھا ہے "عمامہ کی فضیلت بہت سی احادیث سے ثابت ہے" اگرچہ بعض احادیث ضعیف ہو لیکن فضائل کی باب میں ضعیف احادیث سے بھی استدلال کیا جاتا ہے دوسرا یہ کہ عمامہ کے متعلق احادیث کثیرہ وارد ہیں تو ایک ضعیف دوسرے ضعیف سے مل کر قوی بن جاتا ہے کما صرح بہ المحدثون انتہا بعینہٖ تو معلوم ہوا کہ عمامہ پر ثواب مرتب ہے اور عبادت کی نیت سے استعمال ہوچکا ہے تاکہ دو رکعت نماز کی ثواب عمامہ کی وجہ سے ستر رکعات نماز بلاعمامہ سے بہتر ہوجائے جس سے عمامہ کی عبادت ہونا صریح طور پر معلوم ہوتا ہے 2- عمامہ سنت موکدہ اور محفوظ ہے اور صالحین نے اسے ترک نہیں کیا عمامہ سنت دائمہ مستمرہ لازمہ اور متواترہ (قطعیہ) ہے جیسا کہ علامہ شیخ ابراہیم بیجوری اور علامہ احمد رضا خان بریلویؒ کے اقوال سے معلوم ہوا ہے اور بعض محدثین نے جوکہ عمامہ کو سنت مطلقہ استعمال کیا ہے تو وہ بھی سنت موکدہ پر محمول ہے کیونکہ جب کوئی چیز مطلق ذکر ہوتا ہے تو اس کا صرف فرد کامل کو ہوتا ہے اور سنت مطلقہ میں فرد کامل سنت موکدہ اور سنت ھدی ہے۔

جہل مرکب و کتاب البطن

پر مبنی ان خرافات کو اہل علم خوب جانتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک سیف الرحمٰن کی قیومیت' شیخ کامل و مکمل' پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی سے چھ درجہ فوق و افضل علم ظاہر و باطن شریعت و طریقت کے جامع تمام انبیاء و مرسلین کے امام تمام صحابہ و اولیاء سابقین اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی امام ہونے کے اونچے اونچے دعوؤں کو باطل کرنے اور سیف الرحمٰن کے جہل مرکب و مغلوب النفس اور اپنے نظریہ و پسند کو اصل قرار دے کر مسائل شرع کو اس کے تابع بنانے پر دلالت کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے کذاب لعبتہ اور بلید ہونے پر واضح دلیل ہیں

آپریشن نمبر1 سیف الرحمٰن کا عمامہ کو مطلق سنت کا فرد قرار دے کر اس سے مراد سنت موکدہ لینے کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ بلی مطلق حیوان کا ایک فرد ہے اور اس پر رحم کرنے کا زیادہ ثواب بیان ہوا ہے لہٰذا جس جگہ میں بھی مطلق حیوان کا ذکر آئے گا وہیں پر مراد بلی ہی ہوگی قابل رحم ہونے کی وجہ سے حیوان کا فرد کامل ہے یا ایسا ہے جیسے کوئی پاگل شخص یوں قیاس کریں کہ کتا حلال ہے اس لئے کہ وہ حیوان کا ایک فرد ہے لیکن عقل سلیم والے سب جانتے ہیں کہ بلی' کتا' حمار' گائے' بکری اور انسان وغیرہ حیوان کے تحت انواع متبائنہ و افراد اضافیہ ہونے کے باوجود جدا جدا اور متضاد احکام کے حامل ہیں ان میں سے کوئی حلال ہے اور کوئی حرام ہے کوئی گھاس کھاتا ہے کوئی روٹی وغیرہ لیکن مطلق حیوان کے نوع یا فرد اضافی ہونے کی وجہ سے ایک کا حکم اٹھا کر دوسرے کو نہیں دیا جاسکتا ورنہ بکری کی طرح انسان کا گوشت کھانا بھی سیف الرحمٰن کو حلال ہوگا۔

متبائن انواع کے متبائن احکام

جیسے حقائق کے حوالہ سے مطلق حیوان کے تحت انسان' فرس' بکری' مچھلی وغیرہ متبائن انواع و افراد اضافیہ ہوتے ہیں اور ان کے احکام بھی ایک دوسرے سے جدا جدا ہیں اسی طرح روحانیت و الٰہیات کے حوالہ سے بھی مطلق سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت دو متبائن انواع ہیں 1- سنن زوائد جن کو سنن عادیہ بھی

کہا جاتا ہے 2- سنن موکدہ جن کو سنن ھدی بھی کہا جاتا ہے اور ہر جگہ میں انواع متبائنہ کے احکام ایک دوسرے سے جدا و متبائن ہونے کے عام فطری و جبلی اصول کے عین مطابق یہاں پر بھی ہر نوع سنت کا شرعی حکم ایک دوسرے سے بالکل جدا جدا ہیں اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دونوں متبائن نوع مع اپنے اپنے جداگانہ احکام کے تمام کتب اصول و فقہ اور فتاویٰ میں شرحا متنا مذکور ہیں جس میں شرعیات و الٰہیات اور روحانیت کے ابتدائی طالب علم کو بھی ذرہ برابر شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے بلکہ اس کے متعلق اگر تواتر و قطعیت کا دعویٰ کیا جائے تب بھی بے جا نہیں ہوگا لہٰذا اس سلسلہ میں مذاہب اربعہ کی سیکنڑوں کتابوں کا حوالہ دینے کی بجائے صرف متقدمین فقہاء احناف کے درج ذیل حوالہ جات پر اکتفا کرنا مناسب سمجھتا ہوں

1- نورالانوار کے متن منار الاصول میں ہے (**وھی نو عان سنتہ الھدی وتارکھا یستوجب اساءۃً کالجماعتہ و الاذان و الاقامہ والثانی الزاوائد و تارکھا لایستوجب اساءۃ کسیرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لباسہ و قعودہ و قیامہ**

2- مرقات الوصول میں ہے (**سنت اھدی و تارکھا یستحق اللوم والزوائد و تارکھا لایستحقہ**

3- مرات الاصول میں سنتہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ دونوں قسموں کو بیان کرنے کے بعد سنت زوائد کی مثال دیتے ہوئے لکھا ہے **کتطویل ارکان الصلواہ و سیر النبی علیہ السلام فی لباسہ**) مرآت الاصول جلد 175/2

4- والسنتہ نوعان سنتہ الھدی و ترکھا یوجب اسائتہ و کراہیہ کالجماعۃ والا ذان والاقامہ و نحوھا و سنتہ الزوائد ترکھا لایوجب ذالک کسیر النبی علیہ الصلواہ والسلام فی لباسہ و قیامہ وقعودہ شامی جلد 76/1

ان تمام حوالہ جات کا خلاصہ یہی ہے کہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو متبائن و جدا جدا اقسام ہیں 1- سنت موکدہ 2- سنن زوائد اور ان دونوں کے شرعی و اسلامی احکام بھی ایک دوسرے سے جدا جدا ہیں سنت موکدہ کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا لازم ہے اور اس کا ترک کرنا کراہت و ملامت کا باعث ہے سنن زوائد کا حکم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت عادیہ یا سنت لباس کی نیت سے اس پر عمل کرنا باعث ثواب و برکت ہے اور نہ کرنا گناہ نہ ملامت نہ کراہت نہ حرام حقائق

واقعیہ اور روحانیت کے حوالہ سے اس وضاحت کے بعد

آپریشن نمبر2 کا سمجھنا آسان ہوگیا کہ سیف الرحمٰن کوٹوی کی طرف سے عمامہ کو مطلق سنت کا فرد کہہ کر کتاب البطن سے استدلال کرکے اس سے مراد سنت موکدہ لینا ایسا ہے جیسے کوئی احمق شخص پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کو جسم مطلق کا فرد قرار دیکر حمار کے احکام اس کے لئے ثابت کریں اس لئے کہ جسم مطلق ان دونوں کے لئے جز ذاتی ہے وہ احمق جاہل دن رات اپنے عقیدت مندوں میں بیٹھ کر اس قسم کا استدلال و تبلیغ کرتا ہے تو ایسی صورت میں یقیناً پیر سیف الرحمٰن اس جاہل احمق کی تردید کرتے ہوئے یہی کہے گا کہ جاہل کا بچہ تونے مجھے جسم مطلق کا فرد بنا کر صمار الصفحہ بنا دیا حالانکہ میں اشرف انواع الخلائق ہوں بلاواسطہ جسم مطلق کا فرد ہرگز نہیں ہوں بلکہ حیوان اور جسم نامی بالترتیب ان دونوں کے واسطوں سے اس کا فرد بنتا ہوں لیکن تو جاہل احمق زندیق ملحد کافر بڑا کافر' بدترین کافر' اجماعی کافر' قطعی کافر' ابدی کافر اور روس کا ایجنٹ' شیعہ' خارجی' جبری' رائیونڈی سب سے بڑا منکر' تصوف کا منکر' اولیا کا دشمن و منکر مجھے بلاواسطہ جنس ابعد یعنی جسم مطلق کا فرد قرار دے کر میرے مریدوں و عقیدت مندوں کو اشتباہ التباس میں ڈال دیا میں خود پسند' خودغرض اور ضدی ہونے کے باوجود صمارا لصفتہ ہرگز نہیں ہوں بلاواسطہ جسم مطلق کا فرد ہرگز نہیں ہوں اور گدھے کے احکام کا حامل ہرگز نہیں ہوں تو اس مکالمہ کو سننے کے بعد ہر سلیم الفطرت انسان یہی کہے گا کہ سیف الرحمٰن کی مذکورہ باتیں درست ہیں کہ وہ بلا واسطہ جسم مطلق کا فرد نہیں ہے اور گدھے کے احکام کا حامل بھی نہں ہے پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کی طرف سے احمق جاہل کے مذکورہ غلط استدلال کا جو جواب دیا گیا یا جو تردید کی گئی بعینہ وہی جواب و تردید چاروں مذاہب اہلسنت کی طرف سے پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کے مذکورہ غلط احمقانہ استدلال کے رد میں ہوگی جیسے کسی احمق جاہل کی طرف سے پیر سیف الرحمٰن کو جسم مطلق کا بلاواسطہ فرد قرار دے کر اسکو صمارا لصفتہ اور گدھے کے احکام کا حامل بتانا غلط' فحش اور کذب محض اور اس کے مریدین و معتقدین کے للئے باعث اشتباہ و التباس ہے بعینہ اسی طرح پیر سیف الرحمٰن کوٹوی بہادر کا عمامہ کو بلاواسطہ مطلق سنت کا فرد و جزئی قرار دے کر اس کو سنت موکدہ کے اوصاف و احکام کے ساتھ موصوف کرکے غلط فحش و کذب محض کی غیر اسلامی تبلیغ

کرکے احکام اسلام میں شکوک و شبہات و تردد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مریدان یعنی اہل اسلام کو اشتباہ و التباس میں ڈال کر اس آیت کریمہ **یا اھل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل** کا صحیح مصداق بن کر ان تمام مغلظات و قبائح کا مصداق خود اپنے آپ کو بنا رہا ہے جن کا الزام جاہل احمق کو دے رہا تھا یعنی **من قال مالا ینبغی سمع مالا یشتھی** اور جیسے پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کی طرف سے مغلوب النفس احمق جاہل کے مذکورہ غلط استدلال کی تردید میں کہا گیا کہ پیر سیف الرحمٰن کا جسم مطلق کا بلاواسطہ فرد و جزئی ہونے کی بجائے باترتیب دو واسطوں (حیوان اور جسم نامی) کے بعد جسم مطلق کا فرد ہے اور جسم مطلق ان دونوں کا جز ذاتی و قدر مشترک ہونے کے باوجود سیف الرحمٰن صمارا الصفتہ نہیں ہے اور عمار کے احکام کا حامل بھی نہیں ہے بعینہ اسی طرح چاروں مذاہب بلکہ تمام اہل اسلام کی طرف سے بھی قرون اولیٰ سے لیکر اب تک یہی کیا جارہا ہے کہ افراد امت کے لئے عمامہ باندھنا بلاواسطہ مطلق سنت کا فرد و جزئی ہونے کی بجائے سنت لباس اور سنت عادیہ بالترتیب ان دونوں واسطوں کے بعد مطلق سنت کا فرد و جزئی ہے جیسے پیر سیف الرحمٰن حمار گدھے کے احکام کا حامل نہیں ہے اسی طرح عمامہ افراد امت کے لئے باندھنا سنت عمامہ کا ایک فرد ہونے کی وجہ سے سنت موکدہ کے کسی بھی فرد کے ھم صفت اور اس کے احکام کا حامل نہیں ہے

الحاصل سیف الرحمٰن اور مذکورہ احمق ان دونوں کے مذکورہ استدلال غلط فحش و کذب محض ہونے کی اصل وجہ یہی ہے کہ ان دونوں نے درمیان والے واسطوں کو ہضم کرکے نوع کے افراد کو جنس ابعد کا فرد قرار دیا یعنی جاہل احمق نے سیف الرحمٰن کو نوع انسان کا ایک فرد قرار دینے کی بجائے اس کو جسم مطلق کا فرد قرار دیا اور سیف الرحمٰن بہادر نے امت اجابت کے ایک ایک فرد کے لئے عمامہ باندھنے کو اپنے نوع یعنی سنت عمامہ کا فرد بتانے کی بجائے اس کے اوپر سے دو جنس (جنس قریب و بعید) یعنی سنت لباس اور سنت عادیہ کو ہضم کرکے جنس ابعد یعنی مطلق سنت کا فرد قرار دیا جو محض جہل اور جعلی مجدد ہونے کی واضح دلیل ہے

آپریشن نمبر3 پیر سیف الرحمٰن کا یہ استدلال اس کی دیرینہ اور مجرمانہ عادت پر مبنی ہے کہ وہ تصوف و سلوک اور مختلف علوم و فنون کے اصطلاعی الفاظ کو یاد کرکے

ان کے معنوں و صحیح مطالب تک رسائی سے محرومی کے باوجود نفسیاتی طور پر لوگوں کو اپنی روحانیت اور علوم و فنون کے ماہر و شیخ الکل اور دانا کل ہونے کا تاثر دینے کا ماہر تجربہ کار ہے اسی بناء پر سیف الرحمٰن یہاں پر مطلق کلی اور اس کا فرد مطلق ذکر ہونے کی صورت میں مراد فرد کامل ہونے کے خالی الفاظ اپنی عادت کے مطابق ذکر کرکے دانا کل ہونے کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ورنہ اہل علم جانتے ہیں کہ جیسے پیر محمد چشتی چترالی اور سیف الرحمٰن کوٹوی وغیرہ اپنے نوع یعنی مفہوم انسان کے افراد ہیں اور مفہوم انسان بذات خود نوع سافل ہونے کے باوجود اپنے جنس قریب یعنی مفہوم حیوان کے لئے نوع اضافی ہے اور حیوان خود جنس سافل ہونے کے باوجود مفہوم جسم نامی کے لئے نوع اضافی ہے اور مفہوم جسم نامی جنس متوسط ہونے کے باوجود جسم مطلق کے لئے نوع اضافی ہے اور مفہوم جسم مطلق بنفس خود جنس متوسط ہونے کے باوجود جنس عالی یعنی مفہوم جوہر کے لئے نوع اضافی ہے اور مفہوم جوہر جنس عالی و جنس الاجناس ہے یہ سب کے سب باہمی ایک دوسرے سے مربوط ہونے کے باوجود ان کے عقلی احکام ایک دوسرے سے جدا جدا ہیں بعینہ اسی طرح احکام شرعی اور سنیت عمامہ کے حوالہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام افراد امت اجابت کے حق میں مثلاً پیر محمد چشتی چترالی اور پیر سیف الرحمٰن کوٹوی وغیرہ ہما کا عمامہ باندھنا اپنے اپنے مفہومات جداگانہ کے لحاظ سے یہ سب کے سب اپنے نوع کلی یعنی سنیت عمامہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افراد ہیں اور سنیت عمامہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم بذات خود نوع سافل ہونے کے باوجود نوع اضافی ہے اپنے جنس قریب یعنی سنت لباس کے لئے اور سنت لباس کا مفہوم بذات خود جنس سافل ہونے کے باوجود نوع اضافی ہے سنت عادیہ کے لئے اور مفہوم سنت عادیہ بذات خود جنس متوسط ہونے کے باوجود نوع اضافی ہے مطلق سنت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور مطلق سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مفہوم خود جنس متوسط ہونے کے باوجود نوع اضافی ہے حکم شرعی کے لئے اور حکم شرعی کا مفہوم جنس الاجناس و جنس عالی ہے یہ تمام کے تمام باہمی ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہونے کے باوجود ان کے احکام جدا جدا ہیں اگر سیف الرحمٰن کو مطلق یا کلی مطلق اور اس کے افراد کے مابین نسبت کا ذرہ برابر علم ہوتا تب یہ کہنے کی جرات نہ کرتا کہ عمامہ مطلق سنت کا

ایک فرد ہے اس لئے کہ عمامہ یعنی پیر محمد چشتی چترالی اور پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کا عمامہ باندھنا بلاواسطہ مطلق سنت کا فرد نہیں ہے جیسے کہ سیف الرحمٰن اس طرح غلط سمجھ کر احمق کو اپنے اوپر مسلط کرچکا ہے بلکہ سنت عمامہ لرسول صلی اللہ علیہ وسلم 2- سنت لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' 3- سنت عادیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تین واسطوں کے بعد ہمارا عمامہ باندھنا مطلق سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرد ہوسکتا ہے فقط لیکن اس جھوٹے مدعی ولایت کو ان اصطلاعی الفاظ کے معنوں و اندرون کا کیا علم ورنہ کبھی اس طرح کا خبط کرتا اور نہ کبھی احمق اس پر مسلط ہوتا وہ غریب العلم والمعرفت تو سب کو اپنے دام تزویر میں پھنسے ہوے مریدوں پر قیاس کر کے سب کو ایک آنکھ سے دیکھتا ہے لیکن یہاں پر الٰہایت کے منصف مزاج طالب علم کے سامنے بری طرح پھنسا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس کو توبہ کرنے کی توفیق دے

آپریشن 4 جو شخص افراد امت اجابت کے عمامہ باندھنے کو سنیت عمامہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرد بتانے کی بجائے بیچ میں تین وسائط کو چھوڑ کر اس کو مطلق سنت کا فرد قرار دینے کی جسارت کر سکتا ہے اس جاہل مرکب سے کوئی بعید نہیں ہے کہ وہ اس کو جنس الاجناس یعنی مطلق حکم شرعی کا فرد قرار دے کر یوں بھی کہہ سکتا ہے کہ عمامہ مطلق شرعی حکم کا ایک فرد ہے اور مطلق جب ذکر ہوتا ہے تو اس سے مراد فرد کامل ہوتا ہے اور **اطیعو اللہ و اطیعو الرسول** یعنی اطاعت اللہ اور اطاعت رسول کے شرعی حکم کے افراد میں سنت بھی ہے واجب بھی اور مستحاب و فرائض بھی لیکن کامل فرد فرض ہے لہٰذا اس آیت کریمہ جیسے نصوص سے عمامہ کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اور جو اس کو فرض نہیں مانتے وہ سب کے سب کافر و خارج از اسلام ہیں لہٰذا ایسے خطرناک جاہل اور ضدی آدمی کو سمجھانا علماء و مشائخ وقت پر فرض ہے تاکہ وہ اس قسم خطرناک جہلیات مرکبہ پر مبنی کفربازی سے توبہ کریں اور خلق خدا اس ضال مضل کے شر سے محفوظ ہوسکے۔

آپریشن 5 سیف الرحمٰن کا عمامہ باندھنے کو مطلق سنت کا فرد کہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص اس طرح کہہ دے کہ مرد مطلق حیوان کا فرد ہے یا یوں کہہ دے کہ عورت مطلق حیوان کا فرد ہے تو انسان کے واسطہ سے اگرچہ یہ بات درست ہے یعنی مرد و عورت اپنے نوع یعنی انسان کے واسطہ سے یقیناً حیوان کے افراد ہیں لیکن عرف

عام کے خلاف اور موہم تردد ہے کہ بے علم لوگ شکوک و شبہات میں پڑیں گے کہ اشرف المخلوقات یعنی مرد و عورت کو حیوان کے افراد بتا کر گھوڑا' گدھا وغیرہ حیوانات جیسے کہا جارہا ہے جب عرف عام سیف الرحمٰن کی اس الٹی منطق کو قبول کرنے سے معذور ہے تو عمامہ باندھنے کو سنت لباس و سنت عادیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرد و اتباع یا سنت زوائد کی اتباع کہنے کی بجائے مطلق سنت کا فرد کہہ کر سنت موکدہ کے فرد ہونے کا اشتباہ و التباس پیدا کرنا یقیناً مردود و ناقابل قبول اور آیت کریمہ **لم تلبسون الحق بالباطل** کے مصداق ہے اللہ تعالیٰ اس جاہل مرکب شخص کو توبہ کرنے کی توفیق دے تاکہ اس کی عاقبت خراب ہونے سے بچ جائے

آپریشن 6 سیف الرحمٰن عمامہ کو مطلق سنت کا فرد قرار دے کر تمام پیش روان اسلام کے برخلاف جان بوجھ کر اس سے مراد سنت موکدہ مراد لیتا ہے جو یقیناً **من احدث فی امرنا ما لیس منہ فھو رد الحدیث** کے مطابق بدعت مردودہ ہے ورنہ عصر صحابہ سے لیکر اب تک کسی معتبر امام' مجتہد کا صحیح حوالہ ہم کو بتا کر اپنی صفائی کیوں پیش نہیں کرتا واضح بات ہے کہ کتاب البطن کے سوا سیف الرحمٰن کے پاس اور کوئی ثبوت نہیں ہے

آپریشن 7 سیف الرحمٰن اس بات کو بطور تبلیغ و ثواب اور سلوک و طریقت اپنے مریدوں کو بتاتا ہے حالانکہ شریعت و طریقت دونوں کے خلاف ہے لہٰذا تمام امت کے اجماعی عقیدہ و عمل کے خلاف ہونے کی بناء پر غیر اسلامی تبلیغ ہے ورنہ اس کو چاہئے کہ غیر جانبدار علماء کے سامنے یا کم از کم تحریر میں لا کر ہم کو بتا دیں کہ چاروں مذاہب اہلسنّت میں سے کس معتبر امام و مجتہد نے عمامہ باندھنے کو مطلق سنت کا فرد کہہ کر اس سے مراد سنت موکدہ لیا ہے ہمیں چوگاں ہمیں میدان ہم زیادہ حوالہ کا تقاضا نہیں کرتے صرف ایک مجتہد کا قول یا عمل یا فتویٰ ہم کو بتا کر اختلاف کو ختم کرکے ثواب پاسکتا ہے ما ابعدہ و اکذبہ

آپریشن 8 سیف الرحمٰن کا یہ قول تمام سلف و صالحین کی تصریحات کو جھٹلانے کے مترادف ہے اس لئے کہ اسلاف نے بالخصوص ائمہ اصناف نے متفقہ طور پر عمامہ کو سنت لباس و سنت عادیہ اور سنن زوائد قرار دیا ہوا ہے جبکہ سیف الرحمٰن اس کو مطلق سنت کا فرد کہہ کر سنت موکدہ قرار دے رہا ہے۔

آپریشن 9 عمامہ کو سنت زوائد و سنت عادیہ اور سنت لباس ہونے کا عقیدہ کرکے سنت نبوی کی نسبت سے اس کا استعمال باعث ثواب و برکت سمجھنا چاروں مذاہب اہلسنّت کا اجماعی عقیدہ ہے سیف الرحمٰن اس کو مطلق سنت کا فرد کہہ کر بطور کلمہ الحق ارید بہا الباطل سنت موکدہ مراد لیکر مسلمانوں کے اس اجماعی عقیدہ کو ختم کرنا چاہتا ہے ورنہ اپنے گھر کے گوشہ میں بیٹھ کر کتاب البطن سے تبلیغ کرنے کی بجائے مرد میدان بن کر غیر جانبدار علماء کے ذریعہ یا کم از کم تحریر میں لاکر ہم کو بتا دیں کہ کس معتبر امام' مجتہد نے اس قسم کا فتویٰ دیا ہے ظاہر ہے کہ کتاب البطن کے علاوہ پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کے پاس اور کچھ نہیں ہے ایسے خواہش پرست' بدعتی' گمراہوں کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی نے مکتوب نمبر 286 مکتوبات دفتر اول حصہ پنجم میں فرمایا ہے "چہ معانی کہ خلاف معانی مفہومہ ایشان است از حیز اعتبار ساقط است زیرا کہ ہر مبتدع و ضال مقتدائے معتقدات خو را کتاب و سنت میداند و اندازہ افہام رکیکہ خود ازان غیر مطابقہ میفہمد" یعنی سلف صالحین اہلسنّت و جماعت نے قرآن و حدیث سے جو مطالب و معانی سمجھے ہیں ان کے برخلاف معنی و مفہوم اپنے پیٹ سے بیان کرنا درجہ اعتبار سے ساقط ہے اس لئے کہ ہر بدعتی گمراہ اپنے غلط عقیدہ کے لئے بھی قرآن و سنت کو بنیاد و اصل سمجھتا ہے اور اپنے کوتاہ و ناقص فہم کی بناء پر قرآن و حدیث کے خلاف واقعہ معانی و مطالب اخذ کرتا ہے

مقام عبرت ہے

کہ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کو ایک نارمل ذہن مسلمان بنظر انصاف مطالعہ کرنے کے بعد ایسا محسوس کرتا ہے کہ جیسے حضرت مجدد الف ثانی نے یہ مکتوبات پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کے خلاف لکھے ہیں لیکن سادہ لوح اور ناواقف حال مسلمانوں کو پتہ ہی نہیں ہے کہ اٹھتے بیٹھتے مجدد الف ثانی کا نام بیچنے والے سیف الرحمٰن کا عملی کردار و عقیدہ حضرت مجدد الف ثانی کے سراسر خلاف ہے

آپریشن نمبر 10 سیف الرحمٰن کوٹوی کا یہ کہنا کہ جنوں نے عمامہ کو مطلق سنت میں ذکر کیا ہے اس سے مراد سنت کا فرد کامل یعنی سنت موکدہ ہے اہل علم کی نگاہ میں نہایت جہل و احمقیت کا تحریری مظاہرہ ہے اس لئے کہ سنت زوائد اور سنت موکدہ

یہ دونوں مطلق سنت کے تحت جدا جدا اور متبائن نوع ہیں جن کے مفہوم و معنی بھی ایک دوسرے سے جدا جدا اور مصداق و احکام بھی ایک دوسرے سے بالکل جدا ہیں اور جیسے سنت موکدہ کے کسی فرد کو سنت عادیہ قرار دے کر سنت زوائد اور سنت عادیہ کے احکام اس پر لاگو کرنا خالص بدعت و گمراہی اور اس کی تبلیغ کرنا غیر اسلامی تبلیغ ہے اسی طرح سنت زوائد کے کسی فرد کو سنت موکدہ قرار دیکر سنت موکدہ کے احکام اس پر لاگو کرکے اس کے تارک کو گناہہ گار' فاسق' مرتکب حرام وغیرہ کہنا خالص بدعت و گمراہی اور اس کی تبلیغ کرنا غیر اسلامی تبلیغ ہوگی مثال کے طور پر اگر کوئی شخص جاہل احمق یا بدعتی گمراہ شخص اذان پنجگانہ (جو سنت موکدہ کی قسم ہے) کو سنت زوائد کہہ کر سنت نبوی سمجھ کر اس پر عمل کرنے کو باعث ثواب و برکت سمجھ کر عمل نہ کرنے کو باعث ملامت و گناہ نہ سمجھے تو تمام مسلمان اس کو فاسق' بدعتی' گمراہ کہہ کر اپنی صفوں سے نکال دیں گے بعینہ اسی طرح سیف الرحمٰن کا عمامہ (جو باجماع المسلمین) سنت زوائد کی قسم ہے کو سنت موکدہ کہہ کر اس پر عمل کرنے کو کبھی لازم کبھی واجب قرار دے کر اس کے تارک کو تارک واجب مرتکب حرام یا تارک سنت موکدہ اور مکروہ تحریمہ کے مرتکب ہونے کا عقیدہ و قول کرکے تمام مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے خلاف فسق اعتقادی و عملی اور بدعت اعتقادی و عملی میں مبتلا ہوکر ضال و مضل ہوچکا ہے لہٰذا علماء و مشائخ پر فرض ہے کہ پہلے اس کو تبلیغ کرکے اسے اس گمراہی سے بچانے کی کوشش کریں اگر سمجھ گیا تو ہمارا مسلمان بھائی ہے ورن. مسلمانوں کی صف سے نکلا ہوا اس ضال و مضل گمراہ اور جعلی پیر کے متعدی شر سے مسلمانوں کو آگاہ کریں

آپریشن 11 پیر سیف الرحمٰن کا یہ قول کہ جنہوں نے عمامہ کو مطلق سنت ذکر کیا ہے اس سے مراد سنت موکدہ ہے اس لئے کہ جب کوئی چیز مطلقاً ذکر ہوتا ہے تو اس کا صرف فرد کامل کو ہوتا ہے بھی اس کی دیرینہ و مجرمانہ عادت کہ وہ تصوف و دیگر علوم کے اصطلاحی الفاظ کو انکے معنوں و اندرون تک رسائی کے بغیر یاد کرکے ناتجربہ کار علماء و ناپختہ شیخ و مریدوں کو اپنی روحانیت و ماہر فنون اور مجدد ہونے کا تاثر دینے کا ماہر تجربہ کار ہے (بس اس کی قیومیت و مجددیت اور کامل و مکمل پیر ہونے کا اصل راز یہی کچھ ہے) تو اس کا یہ قول بھی محض دجل و فریب ہے ورنہ سب اہل علم جانتے

ہیں کہ کسی نوع کا مطلق مذکور ہونے کی صورت میں فرد کامل پر محمول ہونے کا اکثر یہ قاعدہ ایک ہی نوع کے افراد کے متعلق ہے جیسے مکروہ مختلف انواع احکام شرعیہ (یعنی فرض واجب، مستحب، حرام، مکروہ مباح) میں سے ایک حکم ہے تو جب مکروہ یا کراہت کا لفظ تحریم یا تنزیہ کے بغیر مذکور ہوجائے تو اکثر و بیشتر اس سے مراد فرد کامل یعنی کراہت تحریمی ہوگی جیسے ابن عابدین نے فتاویٰ شامیہ میں ذکر کیا ہے لیکن یہ بات اسلامیات یا لغت کے کسی بھی گوشہ میں موجود نہیں ہے کہ ایک نوع یا کسی ایک نوع کا فرد ذکر کرکے دوسرے نوع کا فرد مراد لیا جائے جیسے سیف الرحمٰن کوٹوی محدثین پر جھوٹ و بہتان باندھتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ جن بعض محدثین نے عمامہ کو مطلق سنت میں ذکر کیا ہے ان کے نزدیک بھی وہ فرد کامل یعنی سنت موکدہ پر محمول ہے سبحانک ھذا بہتان عظیم سیف الرحمٰن کوٹوی کے جھوٹے کذاب اور جعلی پیر ہونے کے لئے یہی ایک جھوٹ و بہتان کافی دلیل ہے حالانکہ تمام محدثین و فقہاء کرام اور اہل سنت و جماعت کے چاروں آئمہ و مجتہدین من القرون الاولیٰ الی یومنا ہذا سب کے نزدیک عمامہ سنت زوائد کی قسم ہے جو سنت موکدہ کے مقابلہ میں مطلق سنت کے تحت جدا نوع ہے اور اسکے شرعی احکام بھی سنت موکدہ کے شرعی احکام سے بالکل جدا ہیں جیسے منار الاصول متن نور الانوار اور مرقات الوصول وغیرہ کے حوالہ سے گذشتہ صفحات میں تفصیل کے ساتھ بیان ہوچکا ہے۔ لیکن پیر سیف الرحمٰن کوٹوی جیسے خود ساختہ مجدد ہی صحابہ کرام سے لیکر الی یومنا ہذا ان تمام سلف صالحین کی کھلی مخالفت اور بدعت ** مردودہ کے مرتکب ہوکر ایک نوع (سنت زوائد) کی قسم ذکر کرکے دوسری نوع (سنت موکدہ) پر بزعم خویش محمول کرکے ان بے گناہ اسلاف کو بدنام کرنے کی جسارت کرسکتا ہے ورنہ جس کے قلب و لطائف میں ذرہ برابر ایمان موجود ہوگا وہ کسی پر اس طرح سفید جھوٹ و بہتان باندھنے کی جرات نہیں کرسکتا۔ سیف الرحمٰن کے اس استدلال کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی مغلوب النفس اور تصوف و دیگر علوم و فنون کے اصطلاحی الفاظ یا کچھ شعدہ بازی و کرتب یاد کرکے لوگوں کو اپنی مجددیت و قطب الارشاد ہونے کا نفسیاتی تاثر دینے کا ماہر تجربہ کار شیطان شخص شکار کھیلنے کو شرعی فریضہ ثابت کرنے کے لئے **واذا حللتم فاصطادو** آیت میں امر کے اطلاق کو امر شرعی کے فرد کامل یعنی فرض پر محمول کرکے اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو شکار کھیلنے پر

مجبور کریں اور شکار نہ کھیلنے والوں کو تارک فرض فاسق وغیرہ عیوب و قبائح سے منسوب کریں تو جیسے شکار جیسے امر مباح کو فرض قرار دیکر شریعت محمدی میں شکوک و شبہات اور التباس پیدا کرنے والا اس شخص کے شیخ طریقت یا قیوم زمان ہونے کی بجائے باجماع المسلمین گمراہ بدعتی اور ضال و مضل ہونے میں کسی کو شک بھی نہیں ہوگا بعینہ اسی طرح پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کا عمامہ باندھنے کو سنت موکدہ کہہ کر اس کے تارک کو گناہ گار فاسق اور مرتکب حرام قرار دینے پر گمراہ، ضال و مضل اور بدعتی ہونے میں بھی کسی اہل علم کو شک نہیں ہوگا ورنہ پیر سیف الرحمٰن اور اس کے دوسرے ہم وصف مذکور شخص کے مذکورہ استدلال میں کیا فرق بتلایا جاسکتا ہے بالیقین ایسے ہی گمراہ بدعتیوں کی بابت سرور کائنات علیہ الصلواہ و التسلیمات نے فرمایا ہے **من احدث فی امرنا ما لیس منہ فھو رد** الحدیث جس نے بھی مذہب کے حوالہ سے کوئی ایسا مسئلہ اپنے پیٹ سے نکالا جو مذہب میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے اور ایسے جھوٹے مدعیان ولایت و کمال سے کچھ شعدہ بازی و کرتب یا عملیات سیکھ کر پیری و مریدی کے نام پر کاروبارر چلانے کے خود غرض لوگ اپنے ذاتی اغراض کی خاطر ایسے گمراہ بدعتیوں کے ایڈورٹائزمنٹ ادارہ و آلہ کار بن کر انکی تائید کرتے ہیں وہ بھی ملت اسلامیہ کے مجرم ہیں جنکے متعلق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے **من وقر صاحب بدعتہ فقد اعان علی ھدم الاسلام** الحدیث مطلب جس نے بھی کسی بدعتی کی مدد کی بے شک اس نے اسلام کو ڈھانے پر کافروں کی مدد کی۔

آپریشن نمبر12 سیف الرحمٰن کا یہ استدلال کہ فضلیت عمامہ کی بابت احادیث ضعیفہ بہت زیادہ وارد ہیں لہٰذا یہ سنت موکدہ ہے اس کے جال میں پھنسے ہوئے مریدوں کے لئے یقیناً قابل قبول و قابل عمل ہوگا۔ اس لئے کہ سیف الرحمٰن کی تعلیمات و تاثیرات کے مطابق وہ بے چارے اس کو خلاف شرع و مردود کہہ کر ابدی کافر اور ھلاکت ابدی میں مبتلا قرار دیئے جائیں گے۔ جس سے بچنے کے لئے وہ بے چارے اس خلاف شرع اور مردود استدلال کے منفی پہلو پر غور و فکر کرنے یا شریعت محمدی کے ترازو میں ڈال کر اس کی صحت و سقم اور عدم جواز کے شرعی فیصلہ کو قبول کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں گے الا من وفقہ اللہ تعالیٰ مگر اہل علم جانتے ہیں کہ سیف الرحمٰن کا یہ استدلال بھی کتاب البطن کا ایک حصہ ہے ورنہ صرف احادیث

ضعیفہ کا کسی عمل کی فضیلت میں وارد ہونا اس کے سنت موکدہ ہونے کو ہرگز متلزم نہیں ہے ورنہ لازم آئے گا کہ صلواہ تہجد' صلواہ اوابین' صلواہ اشراق' اماطۃ الاذی عن الطریق اور وضو کے اندر گردن پر مسح کرنا وغیرہ بے شمار اعمال مستحبہ جنکی فضیلت میں کچھ احادیث صحیحہ اور کچھ احادیث ضعیفہ بکثرت وارد ہیں یہ سب کے سب سنت موکدہ ہوکر ان پر عمل نہ کرنے والے گناہ گار' قابل ملامت' مرتکب حرام' فاسق' مستحق حرمان شفاعۃ اور مکروہ تحریمہ میں مبتلا ہوں سیف الرحمٰن جیسے مصنوعی حنفی سے کوئی بعید نہیں ہے کہ وہ ان تمام چیزوں کے سنت موکدہ ہونے کا التزام کرکے سلوک و تصوف کے نام پر بدعات اعتقادیہ و عملیہ میں دو قدم آگے ترقی کریں لیکن حقیقی اصناف و اہل علم اس التزام کو بدعت ضلالہ مردودہ کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔

آپریشن 13 سیف الرحمٰن کا یہ استدلال تمام محدثین و فقہاء کرام کی مخالفت پر مبنی ہے اس لئے کہ انہوں نے سنت موکدہ کی شرعی تعریف صادق آئے بغیر احادیث صحیحہ صلواہ اشراق وغیرہ کی فضیلت کی بابت بکثرت وارد ہونے کے باوجود اس کو سنت موکدہ قرار نہیں دیا لیکن سیف الرحمٰن کوٹوی احادیث ضعیفہ کو دیکھ کر اپنی خواہش نفس کے مطابق عمامہ کو سنت موکدہ کہہ کو مسلمانوں کو بے وقوف بنا رہا ہے۔

آپریشن 14 سیف الرحمٰن کا یہ کہنا کہ ایک ضعیف دوسرے ضعیف سے ملکر قوی بن جاتا ہے اس کے دیگر ارشادات غالیہ کی طرح کتاب البطن کا ایک حصہ ہے ورنہ پیر سیف الرحمٰن ہم کو بتا دیں کہ ایک ضعیف دوسرے ضعیف سے ملکر قوی ہونا کس محدث سے ثابت ہے ضعیف روایت کا کثرت طرق کی بناء پر فضائل اعمال میں قابل استدلال ہونے کا ثبوت محدثین کرام سے ثابت ہے جس کو اہل علم جانتے ہیں لیکن ایک ضعیف دوسرے ضعیف سے ملکر قوی بن جانے کا قول ایسا ہے جیسے کوئی پاگل یہ کہے کہ ایک صفر دوسرے صفر سے ملکر لاکھ بن جاتا ہے

آپریشن 15 سیف الرحمٰن کا یہ کہنا کہ ایک ضعیف دوسرے ضعیف سے مل کر قوی بننے کے ساتھ تمام محدثین نے تصریح فرمائی ہے بھی اس کی دیرینہ مجرمانہ عادت ... (بزرگان دین اور قرآن و حدیث کا جھوٹا حوالہ دینے) کی طرح سفید جھوٹ و بہتان ہے ورنہ تمام محدثین کو چھوڑ کر صرف تین کا سچا حوالہ پیش کرکے اپنی سچائی کا ثبوت دیں (ما اکذبہ وا بعدہ

آپریشن 16 عمامہ کو سنت موکدہ ثابت کرنے کے لئے سیف الرحمٰن کا یہ کہنا کہ عمامہ سنت موکدہ اور محفوظہ ہے لہٰذا سنت موکدہ ہے بھی احمقانہ و جل و فریب کی ناکام کوشش ہے ورنہ اہل علم جانتے ہیں کہ سیف الرحمٰن کا یہ استدلال مصادرہ علی المطلوب ہونے کی وجہ سے باجماع العقلا باطل محض ہے اس کی ایسی مثال ہے جب کوئی احمق مغلوب النفس اور جاہل مرکب شخص بزعم خویش قیوم زمان ہونے کے گھمنڈ میں لوگوں کو اپنی قیومیت و غوثیت کو تسلیم کرنے کی طرف دعوت دیں اور نہ ماننے والوں کو کافر و زندیق قرار دیں جب اس سے دلیل طلب کی جائے تو کہے کہ میں کہہ رہا ہوں یا میرے مرید کہہ رہے ہیں کہ میں قیوم زمان' اور ولی ہوں اس لئے ثابت ہوا کہ میں قیوم زمان ہوں لہٰذا میری تمام باتیں عین شریعت ہیں مجھ پر اعتراض کرنے والے اور میری ولایت کو تسلیم نہ کرنے والے سب کافر ہیں۔ تو کسی بھی عقلمند کو ایسے شخص کے مغلوب النفس (نفس امارہ کے اسیر) اور جاہل مرکب ہونے میں ذرہ برابر شک نہیں ہوگا۔

آپریشن 17 سیف الرحمٰن کا یہ استدلال کہ صلحاء نے عمامہ باندھنا ترک نہیں کیا لہٰذا سنت موکدہ ہے بھی اس کے دیگر استدلالات کی طرح احمقانہ دجلو فریب کی ناکام کوشش کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اس لئے کہ صلحاء سے مراد قرون اولیٰ سے لیکر الی یومنا ہذا بالاستغراق تمام صلحاء کہنا اس لئے غلط ہے کہ یہ درایت و روایت دونوں کے خلاف ہے جیسے کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ بغیر عمامہ مختلف ادوار میں مختلف قسم کی ٹوپیاں پہننا صلحاء امت سے ثابت ہے بلکہ خود بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بغیر عمامہ کی مختلف قسم کی ٹوپیاں پہننا احادیث طیبہ میں ثابت ہے جیسے باحوالہ سابقہ صفحات میں بیان ہوچکا ہے اگر فی الجملہ یعنی بعض صلحاء کہا جائے تو مسلم ہے لیکن اس طرح سے تو سیف الرحمٰن پر لازم ہوگا کہ بغیر عمامہ صرف ٹوپی پہننے کو بھی سنت موکدہ کہے اس لئے کہ وہ بھی بعض صلحاء سے ثابت ہے جس کو ہم باحوالہ بیان کرچکے ہیں حالانکہ بعض صلحاء امت کے اس عمل کو سیف الرحمٰن فسق و گناہ' مکروہ تحریمہ اور حرام کہہ رہا ہے یہ کہاں کا انصاف ہے کہ صلحاء امت کے ایک عمل کو کتاب البطن کے موافق سمجھ کر لازم العمل اور دوسرے کو کتاب البطن کے ناموافق جان کر حرام و ناجائز کہا جائے اس طرح کا تضاد فی الاعتقاد و القول مغلوب النفس'

جاہل مرکب اور احمق شخص کے علاوہ کسی سنجیدہ اور خدا ترس مسلمان سے متصور ہی نہیں ہو سکتا۔

آپریشن 18 سیف الرحمٰن کا یہ استدلال اس بات کو متلزم ہے کہ صلحاء نے جس امر مستحب یا سنن زوائد کو مستحب اور سنت عادیہ جان کر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے اس پر مداومت کی ہیں جیسے صلواہ اشراق وغیرہ ایسے امور کو بھی سنت موکدہ جان کر اس پر عمل نہ کرنے والوں کو فاسق' گمراہ' اور مرتکب حرام کہے اس لئے کہ صلحاء امت میں سے بعض کے متعلق کتابوں میں لکھا ہوا موجود ہے کہ انہوں نے مستحبات کو مستحب جان کر اور سنن زوائد کو سنن زوائدہ عقیدہ کرنے کے ساتھ اس پر مداومت کی ہیں اور بعض صلحاء کو ہزاروں کی تعداد غیر جانبدار مسلمانوں نے اس طرح مستحبات و سنن زوائد پر مداومت کرتے ہوئے دیکھا ہے لیکن صلحاء امت کی بابت یہ امر مسلم ہے کہ انہوں نے سنن زوائید و مستحبات کی پابندی و مداومت اس عقیدہ کے ساتھ تو کبھی نہیں کی کہ وہ سنن موکدہ ہے یا واجب اور ان کا نہ کرنا حرام ہے اس قسم کی بدعات اعتقادیہ و قولیہ و عملیہ کی غیر اسلامی تبلیغ میں مبتلا ہونا جعلی صلحاء یا جعلی پیروں کا خاصہ ہو سکتا ہے جس کا عملی نمونہ پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کی شکل میں دیکھا جارہا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ان بدعات سے توبہ کرنے کی توفیق دیں۔

آپریشن 19 پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کا یہ استدلال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عمامہ پر بلا ترک مداومت علی وجہ العبادت کی گئی ہے یا ثواب کی نیت سے باندھا گیا ہے اور دو رکعت مع العمامہ کو ستر رکعات بلا عمامہ سے افضل بتایا گیا ہے لہٰذا واجب یا سنت موکدہ ہے اس کی بابت ہم صرف یہی کہیں گے کہ سیف الرحمٰن کی یہ بات تمام محدثین و فقہاء کرام کے خلاف اپنے پیٹ سے شریعت گڑھنے کے مترادف ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک عمل پر مداومت علی وجہ العبادت بلاترک بالخصوص جب امت کو اس پر عمل کرنے کا امر بھی کیا ہو بالیقین دلیل وجوب ہے تو پھر صحابہ کرام سے لیکر آئمہ دین مجتہدین' محدثین' صوفیاء کرام الغرض چاروں مذاہب کے پیش روان اسلام سے بلا نکیر اس امر وجوبی کو غیر واجب بلکہ سنت عادیہ اور اس کے ترک کو عدم گناہ و عدم حرام ہونے کا عقیدہ

کرکے اور بیسیوں کتابوں میں لکھ کر سیف الرحمٰن کے عقیدہ کے مطابق یقیناً خائن' بدعات مردودہ میں مبتلا اور شدید خطرناک معصیت کے مرتکب قرار پاتے ہیں اس طرح صحابہ سے لیکر الی یومنا ہذا تمام صلحاء امت کو سیف الرحمٰن کوٹوی ان جانے میں بلکہ قومیت زبان کے مرتبہ میں خودساختہ ولایت کے نشہ میں سرمست ہوکر بیرون اسلام ایک کنارہ پر لگا رہا ہے جس کی تلافی کا ایک ہی طریقہ ہے کہ سیف الرحمٰن بلا توقف جلد از جلد اس جرم سے علی الاعلان توبہ کرکے ان تمام مرحومین کی قبور پر جاکر سب سے معافی مانگ لیں ورنہ یہ حقوق العباد کبھی معاف نہیں ہوں گے الاماشاء

آپریشن 20 سیف الرحمٰن کا یہ استدلال کہ عمامہ چونکہ ثواب کی نیت سے باندھا گیا ہے لہٰذا سنت موکدہ یا واجب ہے بے چارہ مریدوں کو اعتماد میں رکھنے کے لے احمقانہ کوشش ہے ورنہ ثواب کی نیت سے کوئی کام کرنا اور فضیلت کا زیادہ بیان ہونا دلیل وجوب یا سنت موکدہ ہونے کی دلیل ہرگز نہیں ہوسکتا ورنہ صلواہ اشراق اماطۃ الاذی عن الطریق اور کسی کو قرضہ حسنہ دینا وغیرہ امور جو ثواب کی نیت سے کئے جاتے ہیں ان کی فضیلت میں بھی زیادہ حدیثیں موجود ہیں یہ سب کے سب اس استدلال سیفیہ غالیہ کے مطابق سنت موکدہ قرار پائیں گے جس کا التزام کرنا یقیناً بدعت ضلالہ ہے سیف الرحمٰن کی نفسیات کے پیش نظر کوئی بعید نہیں ہے کہ وہ ان بدعات کا بھی التزام کریں لیکن اہل علم جانتے ہیں کہ اس انوکھے اور غیر اسلامی استدلالی کے بموجب فرائض بھی سنت موکدہ میں داخل ہوں گے تمام امور عادیہ و فطریہ نیت ثواب کی وجہ سے سنت موکدہ قرار پائیں گے جس کا التزام کوئی بھی سلیم العقل انسان نہیں کرسکتا۔

آپریشن نمبر21 سیف الرحمٰن کا احادیث ضعیفہ سے عمامہ کو واجب ثابت کرنے کے لئے استدلال کرنا چاروں مذاہب اہلسنت و جماعت کے طریقہ استدلال لاثبات الوجوب کے خلاف ہے اس لئے کہ مذاہب اربعہ میں ثبوت سنت موکدہ یا ثبوت واجب کے لئے جو دلیل ضروری ہے وہ کم از کم اتنا قوی ہونا ضروری ہے کہ اس کی صحت کا غالب گمان ہو جیسے حدیث صحیح یا حدیث حسن لیکن سیف الرحمٰن کوٹوی جعلی مجدد ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے تمام اسلاف کے خلاف ضعیف ترین روایات سے عمامہ کو واجب کہ رہا ہے اصول و فروع میں حنفی ہونے کا یہ مدعی صرف ان مسائل میں امام

ابوحنیفہ کی تقلید کرتا ہے جو اس کی خواہش نفس کے مطابق ہوں ورنہ نفس امارہ کے برخلاف امام ابوحنیفہ بلکہ تمام پیش روان اسلام کو مسترد کرکے اپنے خواہش نفس کو عین اسلام قرار دیتا ہے ورنہ ہمیں بتا دیں کہ سلف صالحین میں سے کس صاحب مذہب نے اس قسم ضعیف ترین روایات سے واجب شرعی ثابت کیا ہے ہمیں چوگاں ہمیں میداں

آپریشن 22 پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کا یہ استدلال کہ عمامہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ثواب کی نیت کے ساتھ مواظبت کی گی ہے محض دھوکہ اور مریدوں کو اعتماد میں رکھنے کے لئے دجل و فریب ہے ورنہ تحریر میں لاکر یا غیر جانبدار علماء کے ذریعہ ہمیں بتا دیں کہ عمامہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ثواب کی نیت کرنے پر کونسا یقینی ثبوت ہے ہمیں چوگاں ہمیں میداں اپنے گھر کے گوشہ میں بیٹھ کر پیٹ سے شریعت گھڑ کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی بجائے صرف اس بات کو غیر جانبدار علماء کے ذریعہ میزان شریعت میں ثابت کرکے تنازعہ کو ختم کریں لیکن ماابعدہ

آپریشن 23 روایات ضعیفہ سے استدلال کرکے سیف الرحمٰن کوٹوی کا سنت زوائد کو کبھی واجب اور کبھی سنت موکدہ قرار دینے کا تقاضا ہے کہ عمامہ کی طرح (لنگ) ازار کو بھی واجب یا سنت موکدہ قرار دیکر شلوار کی بجائے لنگ پہنے کا خود بھی التزام کریں اور اپنے مریدوں کو بھی اس کا پابند کریں اس لئے کہ عمامہ اور لنگ دونوں ایک جیسے سنت زوائد ہیں جبکہ سیف الرحمٰن کوٹوی ایک کو واجب یا سنت موکدہ قرار دے کر اس پر عمل نہ کرنے والوں کو مرتکب حرام' فاسق' منکر سنت' کہتا ہے اور دوسرے پر خود عمر بھر اس کو عمل کرنا نصیب نہیں ہے اس تضاد کی وجہ کیا ہوسکتی ہے ظاہر ہے کہ عمامہ کا وجوب یا سنت موکدہ ہونا اس کی خواہش نفس یا نفسیاتی طور پر دنیاوی مفادات کے موافق ہے اور لنگ پہننا خواہش نفس کے خلاف ہے ورنہ پیر سیف الرحمٰن کے اس استدلال کے مطابق لنگ کو بدرجہ اولیٰ سنت موکدہ یا واجب ہونا چاہئے اس لئے کہ لنگ کا استعمال آنحضرت کی طرف سے اس وقت کے معتاد لباس کے مطابق بلا ترک ہمیشہ ہوا ہے لیکن شلوار جائز ہونے کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں ہے جیسے امام ابراہیم البیجوری نے

مواہب الدنیہ صفحہ 57 میں فرمایا ہے (لکنہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یلبسہا علی الراجح) یعنی قول راجح کے مطابق آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر شلوار پہنی نہیں ہے اور اگر قول مرجوح کے مطابق پہننا ثابت بھی ہوجائے تو ایک دو بار امت کے لئے بیان جواز کی غرض سے استعمال کرنے کی بنا پر اصطلاحی سنت قرار نہیں پاسکتا لہٰذا سیف الرحمٰن پر لازم ہے کہ وہ اپنے مذکورہ عقیدہ کے عین مطابق شلوار کی بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل سنت لباس یعنی لنگ کا التزام کریں اور یہ بھی لازم ہے کہ بلا تاخیر اب تک کی پڑھی ہوئی تمام نمازوں کو دوبارہ یعنی قضاء پڑھنا شروع کردیں اس لئے کہ عمامہ اور لنگ دونوں ایک جیسے سنت لباس و سنت زوائد ہیں جن میں سے عمامہ کو کبھی واجب اور کبھی سنت موکدہ ہونے کا یقین و عقیدہ کرکے بغیر عمامہ رہنے کو فسق و حرام اور بغیر عمامہ نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمہ واجب الاعادہ کہہ کر عمامہ نہ باندھنے والے تمام مسلمانوں کو فاسق' گمراہ' مرتکب حرام' تارک واجب قرار دینے کا تقاضا یہی ہے کہ عمامہ جیسے دوسری سنت لباس یعنی لنگ کی بابت بھی اسی طرح کا عقیدہ و تبلیغ اور فتویٰ صادر کریں ورنہ فرق بتائے حالانکہ سیف الرحمٰن کے اس استدلال کے مطابق عمامہ کے وجوب یا سنت موکدہ ہونے کے تمام وجوہات یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیشہ استعمال کیا جانا اور نیت ثواب کے ساتھ استعمال کیا جانا' لازما استعمال ہونا تواتر سے ثابت ہونا یہ سب کے سب عمامہ کی نسبت لنگ میں زیادہ پائے جاتے ہیں لہٰذا سیف الرحمٰن خود اپنے استدلال کے تقاضا سے شلوار کو ترک کرکے اسکی جگہ اصل سنت موکدہ یا واجب یعنی لنگ استعمال کرنے پر ملت اور شرعا اس پر مامور قرار پا رہا ہے ورنہ غیر جانبدار علماء کرام کے ذریعہ شریعت کی روشنی میں وجہ فرق ہمیں بتائیں مت کریں قدم بڑھائیں ہمیں چوگاں ہمیں میداں

آپریشن 25 پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کا امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے الفاظ (سنت دائمہ لازمہ متواترہ) سے عمامہ کے وجوب یا سنت موکدہ ہونے پر استدلال کرنا غلط' فحش' جہالت محض ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے پنجابی مریدوں کو دھوکہ دینے اور اس دجل و فریب کے ذریعہ انہیں اعتماد میں رکھنے کی ناکام کوشش کی ہے ورنہ ہمیں معلوم ہے کہ پیر سیف الرحمٰن کوٹوی بریلوی مکتب فکر کے

شدید مخالف ہے وہ اور اس کے غیر پنجابی مرید و خلفاء امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کی بدگوئی کرتے رہتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ اپنے پنجابی مریدوں کی ناراضگی سے بچنے کے لئے ان کے سامنے اس باب میں نہایت محتاط رہتے ہیں لہٰذا امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کا پیر سیف الرحمٰن کے نظریہ کے مطابق ناقابل صحت ہونے کی بناء پر اس کے کلام سے اپنا مطلب و عقیدہ ثابت کرنے کے لئے استدلال کرنا محض مغالطہ ہے

شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہ سیف الرحمٰن کے نزدیک ناقابل حجت ہونے کے باوجود ان کے کلام سے استدلال کرکے اپنے پنجابی مریدین کو متاثر کرنے کی طرح سیف الرحمٰن نے ہر فن مولا اور مجدد کل العلوم ہونے کا تاثر دیتے ہوئے اپنی گالی نامہ کتاب کے صفحہ 9 میں لکھا ہے "مناطقہ کا یہ قول کہ شان خداوندی آثار مرتبہ علی صفات الواجب سے عبارت ہے" اہل علم جانتے ہیں کہ شان خداوندی عام اس سے کہ لغوی معنی میں ہو یا ذات اقدس جل جلالہ کی تجلی کے خاص معنی میں ہو بہرحال الہیات کا مسئلہ ہے جبکہ مناطقہ صرف اور صرف معقولات ثانیہ کے متعلقہ ضروری مسائل سے بحث کرتے ہیں نہ الہیات سے۔ لیکن پیر سیف الرحمٰن نے رجماً بالنصیب حسب عادت قارئین پر اثر انداز ہونے کے انداز سے اس طرح ذکر کیا گویا ناتجربہ کار علماء و طلباء شان خداوندی کے مابین المتکلمین و المناطقہ متنازعہ مسئلہ سمجھ کر آگے ایک دوسرے کے کان میں ڈالتے جائیں گے جبکہ واقعتہً اس سلسلہ میں ان کے مابین کوئی اختلاف ہی نہیں ہے۔

اس طرح اپنی گالی نامہ کتاب کے صفحہ 148 میں اپنے آپ کو ماہر منطق و معقول ہونے کا تاثر دینے کے لئے لکھا ہے کہ صغریٰ کو کبریٰ سے ملا کر حد اوسط ساقط کرکے نتیجہ یہ ہوگا۔ حالانکہ صغریٰ و کبریٰ جو قیاس اقترانی کے دو مستقل مقدمتین و جزئین ہوتے ہیں اور حد اوسط بھی ان میں سے ہر ایک کا حد اصغر و حد اکبر کی جزئیت کی طرح ہی جز ہے اور مقدمۃ القیاس ہونے کی حیثیت سے نہ کبھی صغریٰ کو کبریٰ سے ملایا جاتا ہے اور نہ ہی حد اوسط کو ساقط کیا جاتا ہے ورنہ اقتران و شکل میں سے کوئی ایک بھی حاصل نہیں ہوسکتا تو نتیجہ کہاں سے حاصل ہو۔ لیکن مختلف علوم فنون کے اصطلاحی الفاظ کو ان کے اندرون بہتہ و مضمون اور حقیقت تک رسائی حاصل کئے بغیر سنی سنائی باتوں کی طرح نقل کرنے میں اسی طرح مغالطہ ہوتا ہے جس کو سمجھنا یا گرفت کرنا موقفین کو ہی نصیب ہوسکتا ہے ورنہ سطحی علماء و مدرسین بالخصوص طلباء حضرات اس قسم کی غلطیوں پر کسی کی گرفت کرنا درکنار خود بھی ان کو اس کا شعور و احساس نہیں ہوتا اس سلسلہ میں افہام و تفہیم کے لئے صغریٰ کو کبریٰ سے ملا کر حد اوسط کو ساقط کرکے نتیجہ نکالنے کی بے بنیاد اور خلاف واقعہ بلکہ من گھڑت کلام کی بجائے قیاس اقترانی کے ذریعہ اپنے کسی مدعا کو بطور نتیجہ ثابت کرنے کے لئے محمول

کی نسبت الی الموضوع کو امر ثالث کے ذریعہ جس کو قیاس اقترانی کے اندر حد اوسط کہتے ہیں ثابت کیا جاتا ہے یعنی حد اوسط کے واسطہ سے حد اکبر کی نسبت کو حد اصغر کے لئے ثابت کیا جاتا ہے جس کو بعد الاقتران و القیاس نتیجہ بھی کہتے ہیں یہ تمام تر اصطلاحی الفاظ کتب منطق کے حصہ تصدیقات میں موجود ہیں لیکن صغریٰ کو کبریٰ سے ملا کر حد اوسط کو ساقط کرکے نتیجہ نکالنے کی جدید سُر منطق کی کسی بھی معتبر کتاب میں نہیں ہے۔

اسی طرح صفحہ 7 میں لکھا ہے "فیض پہلے ذات اقدس سے منتزع ہو کر اعتبارات کو آتا ہے پھر شان جامع کو آتا ہے اور پھر شیونات کو آتا ہے اور شیونات سے اسماء و صفات کو آتا ہے" ورنہ اس ترتیب کے ساتھ کس کتاب شریعت و طریقت میں لکھا ہوا موجود ہے ہمیں یہ بھی بتایا جائے بے چارے مریدوں کو گمراہ کرنا آسان ہے لیکن یہاں پر خالص انصاف و اسلام کی عدلت ہے جس میں کتاب البطن ہرگز نہیں چلنے دیں گے۔

اسی طرح گالی نامہ کے صفحہ 152 میں میرے سمیت دیگر فقراء و علماء و مشائخ پر اپنی مجددیت و قیومیت اور معارف و اسرار کے بحر زخّار ہونے کا رعب ڈالتے ہوئے ناتجربہ کار طلباء یا مدرسین اور سادہ لوح شیخوں کو متاثر کرنے کے لئے تصوف کے چند اصطلاحی الفاظ کے متعلق اپنی یکتائی و کبریائی اور میری تحقیر و تذلیل اور تجہیل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کے معانی و مطالب کا پیر محمد جاہل کو کوئی علم نہیں ہے اور پیر محمد سے جب ان کا پوچھا جائے تو اس کے لئے راہ فرار کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہوگا۔ یہاں پر بھی مجھے اپنے آئینہ میں دیکھا ہے ورنہ کوئی سچا مسلمان شریعت یا طریقت سے فرار نہیں ہوتا شریعت سے فرار ہونا تو پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کی قسمت میں لکھا ہوا ہے کہ وہ اپنے غلط عقائد و مسائل کو قال اللہ و قال الرّسول میں ثابت کرنے سے عاجز ہوکر شریعت سے بھاگنے کے لئے مجھ پر غلیظ و بازاری زبان استعمال کر رہا ہے میں اللہ تعالیٰ کو حاظر و ناظر جان کر کہتا ہوں اور اعتراف کرتا ہوں کہ تصوف کے ان 12 عدد اصطلاحی الفاظ میں سے اکثر کے معانی و مطالب مجھے معلوم نہیں تھے لیکن تیری طرف سے اس بے محل چیلنج کے بعد میں نے ان سب الفاظ کے معانی و مطالب کو مکتوبات امام ربانی سے نکال کر پڑھ لیا اور ان سب کے معانی و مطالب کو

خوب یاد کیا بعینہٖ ایسے ہی سمجھئے جیسے کہ آپ ان الفاظ کو مع ان کے معانی و مطالب صرف یاد کرکے ان کے مُعنون و مصداق بننے کے شرف سے محرومی' ناآشنائی اور دوری کے باوجود سادہ لوح مسلمانوں کو اپنی مجددیت کا تاثر دے رہے ہیں میں نے بھی آپ کی طرح ہی ان کے مُعنون و مصداق بنے بغیر صرف الفاظ اور ان کے معانی و مطالب کو یاد کرلیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے ڈر لگتا ہے اس لئے کہ محض اصطلاحی الفاظ اور ان کے معانی و مطالب کو یاد کرنے سے کوئی مجدد یا قیوم زمان نہیں ہوسکتا لہٰذا **اذا صلی الحائک رکعتین ینتظر الوحی من السماء** یعنی جولاہا آدمی جب دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو آسمان سے اپنے اوپر وحی نازل ہونے کا انتظار کرتا ہے کا مصداق بن کر مصنوعی مجدد' قیوم زمان ہونے کے دعویٰ کرنے سے میری خاندانی شرافت و خوف خدا اور کامل شیوخ کی بہتر تربیت میرے لئے مانع رہی ہے ورنہ نفس امارہ مجھ سے یہی تقاضا کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نفس امارہ کے وساوس سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

آپریشن نمبر26 امام احمد رضا خان بریلوی جیسے ثقہ حجت اور اپنے وقت کے بے مثال فقیہ اور ولی اللہ کے کلام میں عمامہ کے سنت زوائد و سنت لباس ہونے کے متعلق سنت دائمہ' لازمہ' متواترہ یہ تینوں الفاظ چاروں مذاہب کے تمام سلف صالحین کے نظریہ و عقیدہ کے عین مطابق ہے کہ اہل اسلام میں عمامہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت لباس ہونے کے عقیدہ پر تاریخ کے ہر دور میں قرون اولیٰ سے لیکر اب تک دوام رہا ہے کسی بھی دور میں اس عقیدہ کا انقطاع یا اس کی مخالفت نہیں ہوئی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کے ساتھ ہی اس سنت لباس یعنی عمامہ کا تصور بھی ذہن میں عام طور پر حاصل ہوجاتا ہے اس لئے اس کی سنیت کا عقیدہ لازم ہوا اور اس عقیدہ کے راوی اور اس کے مطابق قول و عمل کرنے والوں کی تعداد بلدان نائیہ و امکنہ متباینہ متعددہ میں اقوام کثیرہ بقدر لاتعداد ولا تحصی ہیں لہٰذا بانی اسلام سرور کائنات رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ مقدسہ کی بابت سنت لباس ہونے کا عقیدہ دائمہ' لازمہ' متواترہ ہونے میں کسی بھی مسلمان کو شک نہیں ہوسکتا لیکن پیر سیف الرحمٰن کوٹوی مسلمانوں کے اس اجماعی و قطعی اور یقینی عقیدہ کے خلاف عمامہ کو واجب یا سنت موکدہ ہونے کا عقیدہ کرکے بدعت ضلالہ میں مبتلا ہوکر ضال و مضل ہوچکا ہے ورنہ ہمیں بتائیے کہ قرون اولیٰ سے لیکر آج تک کس معتبر امام و پیشوا نے عمامہ کو واجب یا سنت موکدہ قرار دیا ہے ہمیں چوگاں ہمیں میداں

آپریشن 27 سیف الرحمٰن کوٹوی نے اپنے اس ناپاک استدلال میں امام الفقہاء و المحدثین شاہ احمد رضا خان بریلوی آفریدی نور اللہ مرقدہ جیسے عظیم رہبر و رہنما پر تین بہتان باندھنے کے ساتھ ساتھ کتاب البطن کی ورق گردانی کرکے جہل مرکب کا مظاہرہ کیا ہے بہتان نمبر1 سنت دائمہ کا معنی مستمرہ کیا ہے یعنی سیف الرحمٰن کے عقیدہ کے مطابق عمامہ کا سنت دائمہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن رات مسلسل عمامہ کو استعمال فرمایا ہے کسی بھی وقت سر اقدس پر سے عمامہ کو نہیں اتارا سبحانک ھذا بہتان عظیم بہتان نمبر2 سنت لازمہ کا معنی سیف الرحمٰن نے اپنی گالی نامہ کتاب میں سنت موکدہ کیا ہے جو جہل محض اور بہتان خالص ہے بہتان نمبر3 سنت متواترہ کا مطلب سیف الرحمٰن نے تقعیہ کہا ہے یعنی سیف الرحمٰن کے

مطابق عمامہ باندھنا قطعی طور پر تمام مسلمانوں پر لازم ہے جو اس پر عمل نہیں کرے گا کافر ہوگا' فاسق اور مرتکب حرام ہوگا اور جو عمامہ باندھے بغیر نماز پڑھے گا اس کی نماز نہیں ہوگی ماکذبہ وا بہتہ اللہ تعالیٰ اس کذاب کو توبہ کرنے کی توفیق دے آمین۔ احمد رضا خان بریلوی آفریدی نوراللہ مرقدہ کے کلام میں واقع مذکورہ تینوں صحیح الفاظ کی غلط تعبیر و مطلب زمانہ آخر کا یہ مصنوعی مجدد صرف اس لئے کر رہا ہے تاکہ اس کا غلط فتویٰ امام احمد رضا خان بریلوی کے کلام سے ثابت ہوکر بغیر عمامہ نماز پڑھنے والوں کی نمازیں کالعدم ہوں اور بغیر عمامہ رہنے والے تمام مسلمان فعل حرام میں مبتلا ہوں اور جو اس کے غلط فتویٰ پر عمل نہیں کرے گا وہ منکر سنت' کافر' زندیق' واجب القتل ثابت ہوگا ورنہ غیر جانبدار چند علماء کے ذریعہ شریعت کی روشنی میں ہمیں بتا دیں کہ ان تینوں الفاظ کی جو تعبیر و مطلب وہ یہاں بیان کر رہا ہے کس حد تک درست ہے چہ دلاوراست دزدی کہ بہ کف چراغ دارد

آپریشن نمبر28 تعنت و سرکشی اور جھوٹ کا ریکارڈ قائم کرتے ہوئے مذہب کا یہ عادی مجرم صرف اپنے پنجابی مریدوں کو جو اس کے لئے کثیر اللبن بھینس کے مانند ہیں اعتماد میں رکھنے کے لئے امام الفقہاء و المحدثین شاہ احمد رضا خان بریلوی آفریدی نور اللہ مرقدہ کے کلام میں مذکورہ صحیح الفاظ سے غلط استدلال کرکے کلمۃ حق ارید بھا الباطل کا مصداق بن رہا ہے ورنہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز کا مسئلہ عمامہ کی شرعی حیثیت کی بابت نہایت واضح الفاظ میں فتاویٰ رضویہ جلد 451 پر موجود ہے جو بغیر عمامہ کے نماز پڑھنے کے متعلق ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے جس کو اصل سوال کے ساتھ بعینہ درج کر رہا ہوں۔ مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ امام کے سر پر دستار نہ ہو اور مقتدی کی دستار ہو تو کسی کی نماز میں کچھ خلل آتا ہے یا نہیں اور اگر کچھ خلل ہوتا ہے تو امام کے یا مقتدی کے اور اگر خلل ہے تو کس قسم کا خلل ہے

الجواب کسی کی نماز میں کچھ خلل نہیں عمامہ مستحبات نماز سے ہے اور ترک مستحب سے خلل درکنار کراہت بھی نہیں آتی **وذالک لان التعمم من سنن الزواند و سنن الزوائد حکمھا حکم المستحب** امام الفقہاء والمحدثین شاہ احمد رضا خان نور اللہ مرقدہ کا یہ فتویٰ قرون اولیٰ سے لیکر اب تک تمام عالم اسلام کا متفقہ عقیدہ اور قول و

عمل ہے لیکن پیر سیف الرحمٰن کوٹوی اپنے دیگر غیر اسلامی اعتقادیات کی طرح مسلمانوں کے اس متفقہ عقیدہ و عمل کو بھی کراہت کی نظر سے دیکھتے ہوئے ایک طرف ان تمام اسلامی کتابوں کو جھٹلا رہا ہے اور دوسری طرف اپنے پنجابی مریدوں کو دھوکہ دینے کے لئے شاہ احمد رضا خان جیسے مسلمہ پیشوا کا نام غلط استعمال کر رہا ہے

دعوت فکر

وہ پنجابی علماء کرام جو امام الفقہاء و المحدثین شاہ احمد رضا خان بریلوی آفریدی نور اللہ مرقدہ کے مقام علمی' تقویٰ اور ولایت سے روشناس اور ان کی تعلیمی و تبلیغی خدمات کے بدولت موجودہ زمانہ میں مذہب حق اہلسنّت و جماعت اور غیر اہلسنّت کی تمیز کرنے کی صلاحیت رکھنے کے باوجود محض پیری مریدی کا روپ دھرنے کے شوق میں یا روحانیت میں ترقی کی غرض سے اس کذاب بہتان باز' ریاکار' عملیات و نفسیات کے ذریعہ مسلمانوں کو ٹھگنے والا اور تمام عالم اسلام کے متفقہ عقائد کے خلاف عقائد و اعمال کو پھیلا کر دنیا میں اشتباہ والتباس پیدا کرنے والا ضال و مضل آدمی کے دام تذویر میں پھنسے ہوئے ہیں ان کو دعوت فکر دوں گا کہ وہ اپنے اس کذاب دوکاندار پیر کو شریعت محمدی کی طرف آنے پر مجبور کریں۔ جن 10 مسائل میں اس کی میں نے شرعی گرفت کی تھی ان میں سے تین سے منکر ہوکر گلو خلاصی پائی اور 7/10 میں سے 2 کا قطعاً کوئی جواب ہی نہیں دیا باقی 5/10 کا جواب اپنے گالی نامہ کتاب میں نادیدہ ناشنیدہ مزخرفات اور دجل و فریب' کذب و بہتان اور جہلیات غالیہ کی شکل میں جو دیا ہے اس کی حقیقت میں نے تحریر ہذا کے ذریعے آپ سب کے سامنے رکھ دیا آپ کو دعوت فکر دینے کے ساتھ ساتھ اللہ وحدہ لاشریک اور اس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر آپ سے درخواست کروں گا کہ اس دنیا دون کی خاطر اپنی عاقبت خراب نہ کریں اور قیامت میں کامیابی و کامرانی کا واحد ذریعہ اتباع شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور شریعت مقدسہ سے مافوق و برتر نہ کسی کا پیر ہوسکتا ہے نہ استاد آپ حضرات سیف الرحمٰن کے کلام اور میرے اس جوابی کلام کو شریعت کے پلڑہ میں ڈال کر موازنہ کریں اللہ وحدہ لاشریک کو حاضر ناظر جان کر بعث بعدالموت کا منظر پیش نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کریں کہ کون شریعت کی طرف آنے کی

دعوت دیتا ہے اور کون شریعت سے بھاگ کر فساد فی الارض کر رہا ہے لہٰذا مصلح و مفسد کا امتیاز کرنے کے بعد دو چار غیر جانبدار علماء کے ذریعہ شرعی فیصلہ کو قبول کرنے پر اس متعنّت اور سرکش شخص کو مجبور کیا جائے میں شروع سے کہتا آیا ہوں کہ اختلاف کو بڑھانے سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا بلکہ شریعت کے فیصلہ کو تسلیم کر کے اپنے لئے عزت دارین سمجھنا چاہئے اس کے باوجود پھر بھی اگر یہ شخص شریعت کو قبول نہیں کرتا تو آپ حضرات کے ایمان کا تقاضا ہونا چاہئے کہ فورا اس کذاب' منکر شریعت اور جعلی پیر سے بیزاری اختیار کریں ورنہ آپ کی اخروی ھلاکت و خسران کا سبب ہوگا اللہ تعالیٰ سب کو خسران دارین سے بچائے (آمین)

آپریشن 29 عمامہ باندھنے کے وجوب یا سنت موکدہ ہونے کے غیر اسلامی عقیدہ پر استدلال کرتے ہوئے پیر سیف الرحمٰن کوٹوی نے اپنی گالی نامہ کتاب کے صفحہ 143 پر شیخ ابراہیم البیجوری الشافعی کا جھوٹا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ **العمامۃ سنۃ موکدۃ محفوظۃ لم تیر کہا الصلحاء** حالانکہ شیخ ابراہمی البیجوری کی کتاب المواھب اللدنیہ میں کتاب البطن سے گھڑی ہوئی اس مصنوعی عبارت کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ ورنہ پیر سیف الرحمٰن کوٹوی ہمت کریں قدم بڑھائیں اس عبارت کو ثابت کریں ہمیں چوکاں ہمیں میداں اس مقام پر سیف الرحمٰن کو اس قسم کی جھوٹی عبارت اور جھوٹا حوالہ دینے کی دیرینہ مجرمانہ عادت کے گناہ کبیرہ سے توبہ کرنے کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہوں گا کہ اگر زرہ برابر صداقت اس کے اندر موجود ہے تو زیادہ نہ سہی صرف اس ایک حوالہ کو سچا ثابت کرکے ہمیں مطمئن کریں ہم اس کے شکرگذار ہوں گے

مقام غور ہے

کہ اپنے مخالف کے جواب میں کوئی بات ضبط تحریر میں لانے سے قبل ہزار بار سوچنا پڑتا ہے لیکن "چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد" کے مصداق اس خیالی مجدد العصر نے عرصہ ڈیڑھ سال تک نیم ملا دشمن ایمان کے مصداق اپنے جاہل شیخ و حواریوں کی مدد و اشتراک عمل سے اس قسم من گھڑت' خود ساختہ عبارت مفسرین و فقہاء متکلمین اور بزرگان دین کا جھوٹا حوالہ اور قرآن شریف کی تفسیر بالرائے کرکے

اپنا منہ کالا کیا اگر اس چیز کا نام ولایت ہے تو پھر شیطانیت و معصیت نام کی کوئی چیز دنیا میں نہیں ہوگی اہل علم مسلمانوں کے لئے مقام غور ہے کہ جو شخص اپنے مخالف کے مقابلہ میں اس قسم کے جھوٹے حوالہ جات من گھڑت عبارات اور قرآن شریف کی تفسیر بالرائے جیسے مذہبی جرائم ضبط تحریر میں لانے کی جرات کرسکتا ہے تو وہ اپنے معتقد و مریدوں کے اندر کرسی تخلی پر بیٹھ کر سلوک و تصوف علم و ظاہر باطن کے حوالہ سے شریعت و طریقت کا کیا کیا خون نہ کرتا ہوگا **فاعتبرو وا یا اولی الابصار**

آپریشن 30 گالی نامہ کے صفحہ نمبر 142 پر سیف الرحمٰن کی طرف سے مواھب اللدنیہ کی عبارت **العمامتہ سنتہ لا سیما للصلواہ و بقصد التجعل** سے عمامہ کے وجوب یا سنت موکدہ ہونے پر استدلال کرنا محض حماقت ہے اس لئے کہ اس عبارت سے عمامہ کا واجب ہونا یا سنت موکدہ ہونا جو سیف الرحمٰن کا مدعی و عقیدہ ہے کہاں نے ثابت ہوتا ہے بلکہ یہ عبارت اپنی جگہ بالکل درست ہے اور تمام عالم اسلام کے متفقہ عقیدہ کے عین مطابق ہے کہ عمامہ باندھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت زوائد اور سنت لباس کی ایک قسم ہے اور بطور زینت اس کا استعمال مستحب ہے جس پر **خذو ازینتکم عند کل مسجد** آیت کریمہ بھی مفسرین کی تصریحات کے مطابق دلالت کرتی ہے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے اس کا استعمال یقیناً باعث برکت و باعث ثواب اور مستحب ہے لیکن اس عبارت سے عمامہ کے وجوب یا سنت موکدہ ہوونے پر استدلال کرنا ایسی ہی حماقت ہے جیسے کوئی جاہل مرکب مغلوب النفس ولی الشیطان آدمی اپنی ولایت و قیومیت اور پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی سے مقام ولایت و عبدیت اور غوثیت میں فوق و افضل ہونے کے باطل مزعومہ مدعا کو ثابت کرنے کے لئے بطور دلیل یہ کہہ دیں کہ میری قیومیت و کاملیت اور ولایت بدیہی ہے اس لئے کہ میرے مرید مجھے ایسے ہی کہتے ہیں لہٰذا میری ولایت سے انکار کرنے والا ہلاکت ابدی اور کفر صریح میں مبتلا ہوگا تو ظاہر ہے ایسے شخص کے دماغ میں فتور ہے اگرچہ وہ اپنے آپ کو عقل کل کہے اور اس کے مریدین اسے مجدد کہیں لیکن غیر جانبدار مسلمان ہرگز ایسے نامعقول شخص کو سلیم الفطرت نہیں کہہ سکتے۔

آپریشن 31 سیف الرحمٰن کوٹوی کی طرف سے گالی نامہ کے صفحہ 143 پر ابن عربی نام شخص سے گمنام و جھوٹا حوالہ سے یہ عبارت "العمامہ سنۃ المسلمین" "العمامتہ

سنۃ الاسلام" کی دونوں مصنوعی عبارتیں بھی اس کے مدعا پر دلالت کرنے کی بجائے الٹا اس کی حماقت و خیانت کے مظہر ہیں اس لئے کہ ابن عربی نام کے متعدد علماء گزرے ہیں سیف الرحمٰن نے جھوٹا حوالہ دینے کی اپنی دیرینہ و مجرمانہ عادت کے عین مطابق یہاں پر بھی اپنے پیٹ سے یہ عبارتیں گھڑ کر کسی لاموجود ابن عربی کا حوالہ دے کر اپنے مریدوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ عمامہ نہ باندھنے والے تمام اشخاص اسلامی طریقہ سے منحرف اور قدیم مسلمانوں کے اسلامی عمل کے برخلاف زندگی گزار کر فاسق، مردود الشہادہ، مرتکب حرام ہورہے ہیں جبکہ پیر سیف الرحمٰن اکیلا اس اسلامی سنت کو زندہ کرکے 100 شہیدوں کا اجر پا رہا ہے سیف الرحمٰن کا یہ طریقہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ اس کی قیومیت اور کامل و مکمل ولی ہونے کا اصل راز شروع سے یہی ہے کہ وہ اپنے پیٹ سے مسائل گڑھ کر بے گناہ اسلاف کا جھوٹا حوالہ دیتے ہوئے اور تصوف کے کچھ اصطلاعی الفاظ بالخصوص مکتوبات امام ربانی سے اصطلاعی الفاظ کو ان کے معنوں و اندرون تک رسائی کے بغیر یاد کرکے لوگوں کو اپنی مجددیت اور پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی سے چھ درجہ فوق ہونے کا جھوٹا تاثر دینے کا ماہر تجربہ کار ہے اس اخلاقی و شرعی جرم میں چونکہ اس کی عمر گذر گئی ہے لہٰذا اس قسم کی من گڑھت عبارات و مسائل اور جھوٹا حوالہ دینے میں اس کو کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی ورنہ ہمیں بتائیں کہ مذکورہ دونوں عبارتیں کس ابن عربی کی کس کتاب کی کس جلد و کس صفحہ پر لکھی ہوئی موجود ہیں ہمیں چوگاں ہمیں میداں قدم بڑھائیں ہمت کریں جھوٹ بولنے اور جھوٹا حوالہ دے کر اپنا منہ کالا کرنے کی بجائے ان عبارات کے حوالہ جات کو سچا ثابت کرکے ہماری تسلی و اطمینان فرمائیں ہم آپ کے شکر گذار ہوں گے ورنہ اس مجرمانہ عادت سے توبہ کرکے خلق خدا کو گمراہ کرنے کے شرعی جرم سے باز آجائیں خدا سے ڈرے احکام شریعت میں اشتباہ و التباس پیدا کرکے علماء و مشائخ یہود کا بدترین طریقہ اپنانے کی بجائے احکام شرعیہ کے درج ذیل 9 اقسام 1- فرض 2- واجب 3- سنت موکدہ 4- سنت زوائد 5- مستحب 6- حرام 7- مکروہ تحریمہ 8- مکروہ تنزیہی 9- مباح کی بابت اہل اسلام کے متفقہ اور صحیح طریقہ جو اسلامی کتابوں میں لکھا ہوا موجود و مشہور ہے اسی کے مطابق عقیدہ و عمل کرکے اپنی عاقبت کو خطرہ سے محفوظ کریں ورنہ مباح کو مستحب کی جگہ اور

مستحبات و سنن زوائد کو سنت موکدہ اور واجب کی جگہ لیجا کر ایک جھوٹ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے 100 جھوٹ بولنا اپنے پیٹ سے عبارت اور کتابوں کا بے بنیاد جھوٹا حوالہ دے کر بے چارے مریدوں کو مزید جہالت و اندھیروں میں ٹھونسنا یہویوں کے اصبار و رھبان کا کردار ادا کرنا نہیں تو شریعت محمدی کا کونسا حصہ ہے ورنہ **ھا تو برھانکم ان کنتم صادقین** یعنی غیر جانبدار علماء کے سامنے ان مسائل کو رکھ کر شرعی فیصلہ کو کیوں قبول نہیں کیا جاتا جبکہ میں شروع سے یہی تقاضا کرتا آیا ہوں

آپریشن 32 حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوب نمبر10 سے سیف الرحمٰن نے جو استدلال کیا ہے وہ بھی خواہش نفس اور جہل مرکب پر مبنی ہے ورنہ کجا مسئلہ عمامہ اور کجا خطبہ جمعہ و عیدین میں ذکر خلفاء راشدین ان دونوں کے درمیان زمین آسمان کا فرق ہے اس لئے کہ خطبہ جمعہ میں ذکر خلفاء راشدین قرون اولیٰ کے بعد اہل تشیع کے مقابلہ میں اہل سنت کا بالیقین شعار ہوچکا ہے جیسے خصوصیت کے ساتھ اہل بیت کا اظہار کا ذکر کرنا اہل تشیع کا بالیقین مذہبی شعار و پہچان ہے لیکن ٹوپی پہننا بالیقین کفار و مشرکین کا شعار نہیں ہے بلکہ بغیر ٹوپی کے صرف عمامہ باندھنے کو بھی یقین کے ساتھ کفار یا مشرکین کا شعار نہیں کہا جاسکتا اس لئے روایت رکانہ میں الفرق بینا و بین المشرکین العمائم علی القلانس کے اکثر محدثین کرام کے نزدیک موضوع و کذب یا اشد ترین ضعیف ہونے کے باوجود فضائل اعمال میں اس کے قابل عمل و جائز ہونے کے رکیک سے رکیک احتمال کو پیش نظر رکھتے ہوئے جن اقل قلیل محدثین کرام نے اس پر بحث کی ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض نے صرف ٹوپی کو اور بعض نے بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھنے کو شعار کفار و مشرکین ہونے کا احتمال بیان کیا ہے جیسے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات جلد 545 میں فرماتے ہیں "این عبارت احتمال دارد کہ ما دستار می نبدیم برکلاہ و ایشان کلاہ تنہا می پوشند بی عمامہ و دیگر انکہ ما عمامہ می نبیدم برکلاہ وایشان عمامہ می نبدند بی کلاہ وگفتہ اند کہ مراد و معنی ثانی است چہ عمامہ پوشیدن مشرکان بیقین معلوم است و پوشیدن کلاہ تنہا غیرواقع" اشعۃ اللمعات جلد نمبر 548/3 مطبوعہ مشی نو لکشور اس عبارت میں شیخ محدث دہلوی نے مشرکین کا عمامہ باندھنا ثابت کرکے بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھنے کو کفار و مشرکین کے شعار ہونے کا مروج احتمال بتایا ہے جبکہ مشکواہ شریف کے ایک دوسرا نامور حنفی شارح ملا علی قاری

نے اس کے مقابلے میں ٹوپی پہننے کو مشرکین کے شعار ہونے کا مروج احتمال بتایا ہے **فلبسھا وحدھا مخالف للسنتہ کیف وھی زی المشرکین و کذ المبدعتہ فی بعض البلدان** مرقات شرح مشکواہ 427/4 لہٰذا ٹوپی بلا عمامہ اور عمامہ بلا ٹوپی ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی بالیقین کفار و مشرکین کا شعار نہیں کہا جاسکتا اس لئے کہ محدثین کرام کے کلام میں یہ دونوں اذا تعارضا تساقطا کے مصداق ہوکر قابل اعتقاد و عمل نہ رہے یہی وجہ ہے قرون اولیٰ سے لیکر آج تک تمام آئمہ دین مفسرین و محدثین اور فقہاء کرام نے مذکورہ کسی بھی عمل کو بالیقین شعار مشرکین و کفار قرار دینے کی بجائے ٹوپی پر عمامہ باندھنے کو سنت لباس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا عقیدہ کرکے اس کے استحباب کا قول کیا ہے لیکن اس غیر ضروری اور عندالمحدثین تاہنوز غیر فیصلہ شدہ محض احتمالی چیز کو ضروریات دین و قطعی مسائل کا درجہ دے کر خطبہ جمعہ میں ذکر خلفاء راشدین پر قیاس کرکے عمامہ استعمال نہ کرنے والوں کو فاسق' زندیق' مرتکب حرام اور بغیر عمامہ نماز پڑھنے یا پڑھانے والوں کو مرتکب حرام' نماز واجب الاعادہ' مکروہ تحریمہ' مردودہ الشہادہ' منکر سنت اور کافر کہنے کی جرات وہی شخص کرسکتا ہے جو جاہل مرکب ہونے کے ساتھ ساتھ شیطان کا کھلونا اور نفس امّارہ کے ہاتھوں مغلوب النفس ہوچکا ہو۔

الجراحہ علی المزخرفۃ الخامسہ

اعتراض نمبر8 کا پیر سیف الرحمٰن کوٹوی نے اپنی گالی نامہ کتاب کے صفحہ نمبر 150 تا 182 تک جہلیات مرکبہ' افترات و بہتان اور کتاب البطن کے لغویات و اکاذیب باطلہ وغیرہ سے قطع نظر صرف جواب کے طور پر جو لکھا ہے اس کا خلاصہ و لب لباب نتیجہ یہ ہے کہ پیر سیف الرحمٰن کوٹوی نے اپنے آپ کو قیوم زمان' قطب الارشاد' چھ مقدمات عبدیت سے تجاوز کرکے پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی سے فوق و افضل' سات درجات متابعت کے جامع ہوکر وارث و نائب رسول ہونے کے ساتھ ساتھ خود کو اخص الخواص ولی کامل اور دیگران را مکمّل شیخ و مجدّد العصر اپنے اعمال و حرکات کو عین شریعت اور اپنے کسی بھی عمل پر اعتراض کرنے والوں کو کافر قرار دے کر اپنا حق دیگر تمام معلّمین شریعت و طریقت اساتذہ و شیوخ

سے زیادہ بتا کر بطور دلیل حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہ کا کلام پیش کیا ہے

گالی نامہ کے مندرجہ صفحات میں بالترتیب لکھا ہے صفحہ نمبر 175 (یہ اخند زادہ سیف الرحمٰن قیوم زمان ہیں) صفحہ نمر 176 پر لکھا ہے (اخند زادہ صاحب اخص الخاص اولیاء کرام میں سے ہیں) صفحہ نمبر 324 میں لکھا ہے (حضرت پیران پیر محی الدین جیلانی اپنے عصر میں مجدد تھے اور حضرت صاحب مبارک عصر حاضر کے مجدد افخم ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں اور حضرت پیران پیر صاحب عبدیت کے مقام سے مشرف تھے اور سید حضرت مبارک صاحب نے 6 مقامات عبدیت کے مقام سے فوق طی کئے ہیں اور حضرت مبارک کا مقام پیران پیر کے مقام سے فوق ہے) انتہا بعینہٖ صفحہ نمبر 290 میں لکھا ہے (جس طرح پیر محمد بد ترین کافر نے رسول اکرم کے کامل تابع اور وارث کا توہین کیا اور ایسے شخص کی تکفیر کی جس کے کمالات ظاہرہ باطنہ پر تواتر کی حد سے زیادہ گواہ موجود ہیں کیونکہ ہزاروں کی تعداد میں جتنے بھی مسترشدین آتے ہیں تو اقرار لیتے ہیں کہ حقیقی کمالات اور شریعت کی ظاہرًا اور باطنا اتباع اس فقیر کے اندر موجود ہے اس لئے ہزاروں کی تعداد میں استاد کل علماء سر تسلیم ہو کر اس فقیر کے حلقہ بیعت میں شامل ہوگئے تو ابھی اسی کامل تابع شریعت شخصیت کو غیر اسلامی عقائد کا مبلغ ٹھہرانا فی الحقیقت شریعت محمدی کو غیر اسلامی شریعت ٹھہرانا ہے انتہا بعینہٖ) ان عبارات میں یا ان کے علاوہ میرے مخاطب نے جن جہلیات' افترا ات بہتان اور کتاب البطن کے اکاذیب باطلہ سے کاغذ کے اوراق سیاہ کئے ہیں ان سے قطع نظر کرتے ہوئے اس نے اپنا حق دیگر معلمین شریعت و طریقت علماء کرام و مشائخ عظام سے زیادہ ہونے کا دارومدار بتایا ہے کہ قیوم زمان' قطب الارشاد' نائب رسول' اخص الخاص اور پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی سے چھ درجہ فوق و افضل ہے۔

آپریشن نمبر 1 اس کا اجمالی جواب یہ ہے کہ یہ جتنے بھی دعاوی تم نے کئے ہیں بلا دلیل ہیں بلکہ شیطانی وسوسے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح دعویٰ نبوت کی طرف پیش قدمی کے غمّاز ہیں اس لئے کہ 1- جھوٹ 2- بہتان 3- تکبر 4- حسد 5- کینہ 6- لالچ 7- عُجب 8- بدگمانی 9- بداعتقادی 10- بے رحمی 11- غیبت 12- ریاکاری 13- ظلم 14- بدعات جیسے کبیرہ گناہوں میں شب و روز مبتلا رہنے والا کوئی شخص نہ قیوم زمان ہو سکتا ہے نہ اخص الخواص' قطب الارشاد بلکہ ایسا شخص شیطان کا کھلونا ہی ہوگا چونکہ

میرے مخاطب پیر سیف الرحمٰن کوٹوی میں یہ تمام عیوب و معاصی بدرجہ اتم موجود ہونے کی بناء پر کسی بھی متلاشی حق مسلمان پر اس کے سوا اُس کا کوئی حق نہیں بنتا کہ اُس کو اِن عیوب و معاصی سے توبہ کرکے دیگر مسلمانوں کی طرح زندگی گذارنے کی تبلیغ کی جائے اور حضرت مجدد الف ثانی نے مبدء و معاد میں رسمی معلم پر معلم شریعت و طریقت و مزکّی کے جو حقوق زیادہ بتائے ہیں وہ سو فی صد درست و صحیح ہیں اور عالم اسلام کا مشترکہ عقیدہ ہے کہ اللہ رب العالمین کا حق تمام خلائق پر سب سے زیادہ اور مقدم ہے بعد ازاں تمام کائنات سے زیادہ حقوق مسلمانوں پر سرکار دو عالم معلم شریعت و طریقت اور مزکّی و مطہّر نبی اکرم صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں کہ درحقیقت وہی ذات اطہر و ازکی ارحم عباد اللہ بعباد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کے رہبر و رہنما اور پیر ہیں بعد ازاں وہ باعمل روشن ضمیر معلمین شریعت و طریقت ورثاء پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے شب و روز تعلیمی و اخلاقی اور تربیتی محنت و مشقت کی کاوشیں برداشت کرکے علم و عمل سے غافل انسانوں کو اسلامی عقیدہ و عمل کے صراط مستقیم پر لگا کر فلاح دارین کے لائق بنائے ہوں اور جس شیخ و استاد نے ظاہری علوم شریعت یعنی نماز' روزہ' حج' زکواہ وغیرہ سکھانے کے ساتھ ساتھ باطنی علوم یعنی ریاکاری' تکبر' حسد' کینہ' عجب' غیبت' جھوٹ' بہتان' لالچ' بدگمانی' بداعتقادی' بے صبری' ناشکری جیسے پوشیدہ گناہوں کو سمجھ کر ان سے اجتناب اور توبہ' زہد' توکل' صبر' شکر' فقر' خوف' رجاء رضا جیسے باطنی کمالات اور تہذیب الاخلاق کے باعث اوصاف کمال کو سمجھ کر ان پر عمل کرنے کی تلقین کرکے اپنے شاگردوں کو عالم بالعمل یا صحیح العقیدہ اور صحیح العمل بنائے ہو حضرت مجدد الف ثانی کی تصریح کے عین مطابق اس کا حق محض رسمی ماسٹر و معلم سے بدرجہا زیادہ ہے اب ہم پیر سیف الرحمٰن کوٹوی سے پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی نے جس پیر کے حقوق کو استاد کے حق سے زیادہ بتایا ہے کیا تم بھی اس قسم کے سچا پیر اور رزائل اخلاق و باطنی عیوب و امراض سے مزکّی و مطہّر ہو اگر واقعتاً ایسا ہی ہے تو مہربانی کرکے پہلے غیر جانبدار چند علماء کے ذریعے شریعت محمدی علی صاحبہا الصلواہ و التسلیم کے ترازو میں اپنے قول و عمل و عقیدہ و کردار کو شریعت کے مطابق ثابت کرکے ہم سب کو ایک اخص الخاص' قطب الارشاد' قیوم الزمان شخصیت پر جاہلانہ اور بے محل اعتراض کرنے

کی معصیت سے بچائیں ہم سب آپ کے شکر گذار ہوں گے لیکن اس کے برعکس شریعت محمدی کے فیصلہ کو اپنے عقیدہ و علم کے خلاف سمجھ کر شرعی فیصلہ سے بھاگنا اور اپنے گھر کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر اپنے پیٹ سے نکالے ہوئے غیر اسلامی عقیدہ کی تبلیغ کرکے خلق خدا کو گمراہ کرنا اور شب و روز تکبر' انانیت' غرور' ریاکاری' جھوٹ غیبت جیسے گناہوں میں مبتلا ہونے کے باوجود اخص الخاص ولایت اور قیوم زمان ہونے کا باطل دعویٰ کرکے سچے حاملین شریعت علماء و مشائخ سے ان کے شاگردوں اور مریدوں کو بہکا کر طوفان بدتمیزی برپا کرنا دجل و فریب کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے ورنہ (ہمیں چوگاں ہمیں میداں) آئیں غیر جانبدار چند علماء کرام کے ذریعہ شریعت کرکے اپنی قیومیت و اخص الخاص ولی اللہ ہونا ثابت کرکے ہماری تسلی کریں حضرت مجدد الف ثانی نے مکتوبات میں فرمایا ہے (وباید دانست کہ پیر آنست کہ مرید را بحق سبحانہ رہنمائی فرماید ان معنی در تعلیم طریقت بیشتر محلوظ است و واضح تر است پیر تعلیم ہم استاذ شریعت است و ہم رہنما طریقت بخلاف پیر خرقہ) مکتوبات نمبر 221 صفحہ نمبر 9 حصہ چہارم اور مبدا و معاد صفحہ نمبر 33 میں فرمایا (تمامی این طریق وصول بنایہ النہاید مربوط بطی مقامات عشرہ مشہورہ است اولش توبہ است و آخرین رضا اور صفحہ 10 میں. فرمایا باید دانست کہ قطع منازل سلوک عبارت از طی مقامات عشرہ است تیسری جگہ فرمایا (طیران درین راہ بی این دو جناح اعتقادی و عملی میسر نیست مبدا و معاد صفحہ نمبر 9 چوتھی جگہ ارشاد فرمایا و بے حصول توبہ دارین راہ قدم زدن سودمند نیست) مبداء معاد صفحہ 9 حضرت مجدد کی طرح دیگر تمام اولیاء اللہ بھی اس بات پر بلانکیر متفق ہیں کہ تصوف کے مقامات عشرہ کو اپنے اندر پیدا کئے بغیر کوئی شخص ولی اللہ نہیں ہوسکتا۔

جن غیر جانبدار مسلمانوں کا پیر سیف الرحمٰن کوٹوی افغان مہاجر کے ساتھ واسطہ پڑا ہے وہ سب بالیقین اور بالمشاہدہ جانتے ہیں کہ مشہور مقامات عشرہ تصوف میں سے اولین سیڑھی (توبہ) بھی اس کو نصیب نہیں ہے ورنہ جس اعتقادی و عملی بدعات میں وہ مبتلا ہے اور قرآن و حدیث کا جان بوجھ کر جھوٹا حوالہ' قرآن شریف کی تفسیر بالرائے اور شب و روز علماء و مشائخ کے پیچھے غیبت اپنی قیومیت لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے ریاکاری اور متعدد بدعات جیسے کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہوکر نفس امارہ کے ہاتھوں اسیر ہونے کے باوجود توفیق توبہ اس کو نصیب نہیں ہے اسی طرح صبر کے جو

دس مقامات تصوف میں سے ایک عظیم صفت ہے سیف الرحمن کو نصیب نہیں ہے ورنہ کوئی شخص اس کے نفس عمارہ کے خلاف اس کے سامنے کوئی بات کرکے آزمالیں کہ وہ کس طرح سوقیانہ و جاہلانہ بے تحمل و بے صبری کا مظاہرہ کرتا ہے یہی حال خوف کا ہے کہ وہ بھی اس کو نصیب نہیں ہے ورنہ سعید خان ولد دین خان سکنہ تھانہ ملاکنڈ ڈویژن اور مولانا قاری اظہر محمود استاد دارلعلوم مفتاح العلوم بن گئی حضرو اٹک اور مولانا محمد مجاہد سابق صدر اتحاد العلماء باڑہ خیبر ایجنسی اور عبداللطیف و انعام اللہ قاری نمائندہ سنی تحریک پشاور صوفی محمد طارق نمائندہ دعوت اسلامی صوبہ سرحد پشاور کے ساتھ اپنے گھر میں جو ناروا سلوک و مظالم کئے ہیں زرہ برابر خوف خدا جس کے دل میں ہوگا وہ بھی اس قسم کے مظالم اپنے مہمانوں' مسافروں اور مسائل پوچھنے والوں کے ساتھ نہیں کرتا اللہ کے خوف سے محروم ہونا اور کس کو کہتے ہیں۔

آپریشن 2 الجراحہ التفصیلیہ علی المزخرفۃ السیفیہ تمام اہل اسلام سلفا و خلفا اس بات پر متفق ہیں کہ مرتکب گناہ کبیرہ یا بدعتی شخص ولی اللہ نہیں ہوسکتا فتاویٰ شامی جلد نمبر 43/1 میں ہے فیشترط فیہ کونہ محفوظا کما یشترط فی النبی کونہ معصوما یعنی ولی اللہ ہونے کے لئے کبیرہ گناہوں سے محفوظ ہونا شرط ہے جیسے نبی اللہ کے لئے معصوم ہونا شرط ہے حضرت مجدد الف ثانی نے مبداء و معاد صفحہ 23 میں فرمایا لان اولیاء اللہ محفظون عنہ یعنی اولیاء اللہ کبیرہ گناہ سے محفوظ رہتے ہیں۔

شرح فقہ اکبر علی ملا قاری کے صفحہ نمبر 148 میں ہے (فان الولی من واظب علی الطاعات ولم یرتکب شیأ من المحرمات) یعنی ولی اللہ وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و مرضیات پر ہمیشگی کریں اور کسی بھی ناجائز و حرام عمل کا ارتکاب نہ کریں۔

شرح عقائد میں ہے (الولی ھوالعارف باللہ تعالیٰ وصفاتہ حسب ما یمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعانی المعرض عن الاھماک فی اللذات والشہوات) اہل اسلام کے نزدیک اس مسلمہ معیار ولایت کی روشنی میں ہم پیر سیف الرحمن کوٹوی کے عقیدہ و عمل و کردار اور عملی زندگی کو دیکھتے ہیں تو جبہ و دستار' سرمہ' عصا' تصوف و سلوک کے اصطلاحی الفاظ کے پردہ میں احکام شریعت پر مواظبت کرکے محرمات و مناہی شرعیہ سے اجتناب کرنے کی بجائے جن محرمات و کبائر میں وہ بداہتہً مبتلا نظر آرہا ہے انکے شرعی ثبوت کے درج ذیل چند مثالیں بطور مشتی نمونہ از ضرور ہم اس کی اپنی

کتاب و تحریری دستاویزات کے حوالہ سے پیش کر رہے ہیں۔

1-جھوٹ اپنی گالی نامہ کتاب (ھدایت السالکین) کے صفحہ نمبر 291 پر قرآن شریف کی تفسیر بالرائے کرکے بے گناہ مفسرین کا جھوٹا حوالہ دیا ہے ملاحظہ ہوں **ومن یبتغ غیرالسلام دینا فلن یقبل منہ و ھو فی الاخرہ من الخاسرین** ای من کافرین (مفسرین) اور بعینہ یہی جھوٹا حوالہ و تفسیر بالرائے اس املا میں بھی لکھوائی ہے جو میری طرف سے شاگردوں کے نام تنبیہہ بنام تلامذہ کے جواب کے طور پر اس نے خود املا کرا کر اور خود لکھوا کر چند شاگردوں سے زبردستی دستخط کروا کے میری طرف بھیجا ہے لیکن اس سے انکار کی گنجائش ہوسکتی تھی یہاں پر اس جھوٹ سے انکار کی کیا گنجائش ہوسکتی ہے اُسی تحریر میں مذکورہ تفسیر بالرائے کو بے گناہ مفسرین کے سر پر تھاپتے ہوئے لکھا ہے ای (کافرین) کما قالہ المفسرون اس من گھڑت اور غلط تفسیر کی گرفت کرتے ہوئے میں نے پہلے بھی لکھا تھا کہ خود تم اس قسم کے جرائم کے عادی ہو لیکن بے گناہ مفسرین کا جھوٹا حوالہ نہ دیا کریں ورنہ بتائیں کہ کن کن مفسرین نے یہ تفسیر کی ہیں اب بھی یہی کہوں گا کہ اگر سچے ہو تو تمام مفسرین نہ سہی کم از کم تین مفسرین کا حوالہ پیش کرکے اپنے آپ کو بری الذمہ کریں۔

2-جھوٹ صفحہ 8 میں جھوٹ بولا ہے کہ (پیر محمد نے کسب کو شان خداوندی کی صفت ٹھہرایا ہے) حالانکہ میری کسی بھی تحریر میں یہ جرم نہیں ہے ورنہ اگر ایمان ہے تو غیر جانبدار مسلمانوں کے ذریعہ میرا یہ جرم ثابت کرکے اپنے آپ کو بری الذمہ کرلیں

3-جھوٹ صفحہ 9 17 میں جھوٹ بولا ہے کہ پیر محمد نے شان خداوندی کو حادث ٹھہرایا ہے اگر جھوٹا نہیں ہے تو شریعت سے کیوں بھاگتا ہے غیر جانبدار مسلمانوں کے سامنے میرا یہ جرم ثابت کرکے اپنی ولایت کا راستہ ہموار کریں۔

4-جھوٹ صفحہ 70 میں سفید جھوٹ لکھا ہے کہ (پیر محمد نے اپنے معترضانہ خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین اسلامی عقیدہ ہے) اس مثالی کذاب سے کوئی پوچھے کہ یہ الزام مولانا چشتی کے کس خط یا تحریر میں موجود ہے وہ تحریر غیر جانبدار دو چار مسلمانوں کے سامنے پیش کرکے مولانا چشتی کو ملامت کریں زرہ برابر ایمان یا رائی برابر حیا جس میں موجود

ہو وہ بھی اس طرح کا جھوٹ نہیں بول سکتا چہ جائے کہ اس قسم بے بنیاد جھوٹ کو تحریر میں لائے ما احمقہ واکذبہ حالانکہ میں نے رائیونڈیہ جماعت کے مرکزی امیروں کی اس غلط تبلیغ پر گرفت کرکے اس کلام کے غیر اسلامی تبلیغ ہونے پر مستقل سالہ بنام الاستفتاء شائع کیا ہوا ہے پھر بھی یہ مصنوعی ولی تمام قارئین کو بے وقوف سمجھ کر سفید جھوٹ اور بہتان مجھ پر باندھا ہے ورنہ غیر جانبدار علماء کے ذریعہ میرے ساتھ شریعت کیوں نہیں کرتا شریعت سے کیوں بھاگتا ہے

5-جھوٹ و بہتان صفحہ 132 میں دنیا کے تمام جھوٹوں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے لکھا ہے (عمامہ کو پیر محمد نے غیر مسنون جانا ہے)

6-جھوٹ و بہتان مذکورہ صفحہ میں لکھا ہے کہ پیر محمد نے عمامہ کو سنت جاننے کو نبی علیہ الصلواہ والسلام پر بہتان و کذب گردانا ہے

7- جھوٹ و بہتان پیر محمد نے عمامہ کو سنت جاننا اپنے پیٹ سے شریعت گھڑنا سمجھا ہے

8-جھوٹ و بہتان پیر محمد نے عمامہ کو سنت جاننے کو اہل سنت کے خلاف گردانا ہے اس قسم کے ناکردہ گناہ اور جھوٹ و بہتان کے جواب میں میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ میں نے جس تحریر میں ان غیر اسلامی باتوں کو لکھا ہے مہربانی کرکے وہ ہم کو بتا کر شریعت کی روشنی میں ہم کو ملامت کریں حالانکہ میری جس تحریر کا اس کذاب نے حوالہ دیا ہے وہ بھی اس کی مجموعۃ الاکاذیب کتاب کی ابتداء میں شائع کی گئی ہے جس میں ان اکاذیب کے برعکس میری طرف سے باز بار عمامہ کے سنت ہونے کا اقرار لکھا ہوا موجود ہے اس کے باوجود اتنا بڑا الزام اور سفید جھوٹ بولنا تحریر میں لاکر اپنا منہ کالا کرنا کسی صحیح مسلمان کا عمل نہیں ہوسکتا۔

9-جھوٹ صفحہ 260 و صفحہ 363 میں اپنی خود ساختہ ولایت اور بزعم خود مجددیت کو ثابت کرنے کے لئے میری طرف دو جھوٹ منسوب کرکے اپنا منہ کالا کیا ہے (پیر محمد نے مجھے کہا تھا کہ میں تمام دنیا میں صرف تم کو ولی مانتا ہوں اور صرف تم کو ہی تمام دنیا میں ولی اور محقق مجدد عالم مانتا ہوں) لاحول ولاقوت الا باللہ سبحانک ھذا بہتان عظیم حالانکہ واقعہ صرف اتنا تھا کہ جماعت رائیونڈیہ کے خلاف سیف الرحمٰن کے ردعمل کو میں نے سراہا تھا اور اس سلسلہ میں مختلف مواقع پر میں نے اس شخص کی

تعریف بھی کی ہوگی اور یہ بھی کہتا تھا کہ تمام مشائخ اگر پیر سیف الرحمٰن جیسے اس گمراہ فرقہ کے خلاف کام کریں تو دعوت و تبلیغ کے مقدس نام کے پردہ میں جماعت رائیونڈیہ کی غیر اسلامی تبلیغ کو فروغ حاصل نہیں ہوسکتا اور اس سلسلہ میں تقریباً دو سال تک پیر سیف الرحمٰن کے ساتھ میرا بھی اشتراک عمل رہا ہے جس کی رو سے ہم مشترکہ تبلیغ و جلسہ و محنت کرتے رہے ہیں اس کے علاوہ میں نے کبھی سیف الرحمٰن کے ولی اللہ یا محقق عالم ہونے کا تصور بھی نہیں کیا (واللہ علی مانقول وکیل) بلکہ ولایت اور علم کے حوالہ سے شروع سے میں سمجھ گیا تھا کہ یہ شخص علم و عقل اور اخلاق روح تصوف اور ولایت سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتا اس کے باوجود جماعت رائیونڈیہ کے ساتھ منسلک اور اندرورن خانہ اس جماعت کے اغراض و مقاصد سے لاعلم و بے خبر شیخ و متعبدین کے دل میں اسلام کے ساتھ اخلاص موجود ہونے کی طرح سیف الرحمٰن کو بھی فرقہ رائیونڈیہ کے خلاف کام کرنے میں مخلص سمجھتا رہا لیکن کافی عرصہ بعد پتہ چلا کہ یہ پیر سیف الرحمٰن کی طرف سے سب کچھ کلمۃ حق اریر بھا الباطل تھا۔

اس سلسلہ میں پہلا واقعہ

یہ ہوا کہ رائیونڈیہ کے خلاف مشترکہ جلسہ ادیزی کانفرنس کی تیاری کے سلسلہ میں پیر سیف الرحمٰن کے گھر پر دوران گفتگو کافی آدمیوں کی موجودگی میں پیر سیف الرحمٰن نے جماعت رائیونڈیہ کی ایک شاخ زنانہ جماعت کی بابت نہایت غیر شائستہ اور اخلاق سوز الفاظ میں ایک خود ساختہ یاشندیدہ (واللہ اعلم) واقعہ بیان کیا جس کو میرے ضمیر نے تسلیم نہیں کیا اور دل ہی دل میں آیت کریمہ (ولایجر منکم شنان قوم علی الا تعدلو اعدلو ھو اقرب للتقویٰ) یعنی کسی قوم کے ساتھ مخالفت تم کو خلاف واقعہ اور ناانصافی کی باتوں پر برانگیختہ نہ کریں بلکہ انصاف کی بات کرو یہی تقویٰ و پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے کو پڑھتا رہا

اس سلسلہ میں دوسرا باعث آگاہی

اس طرح ہوا کہ ادیزی کانفرس میں پیر سیف الرحمٰن نے تقریر کرتے ہوئے

چند غیر اسلامی باتیں کی اور تصوف و سلوک کے حوالہ سے اسلام میں غیر موجود باتوں کو موجود اور ظنیات و فروعی مسائل کو اصول و قطعیات کا درجہ دیکر غیر اسلامی تبلیغ کا مظاہرہ کیا۔

تیسرا باعث آگاہی

اس طرح ہوا کہ ادیزی جلسہ میں پیر سیف الرحمٰن کی تقریر و مغارف اور ارشادات غالیہ کے خلاف ایک مسلمان اور الٰہیات کے ایک طالب علم نیز یہ کہ سیف الرحمٰن کا خیر خواہ ہونے کی حیثیت سے اس کو اس کے غلط عقائد و ناجائز طریقہ استدلال پر آگاہ کرکے غلطی سے اس کو منع کرنے کا فریضہ ادا کرنے کی نیت سے کانفرس کے چوتھے دن میں اس کے گھر گیا اور نہایت مہذب طریقہ سے میں نے اس کو سمجھانے کی کوشش کی اپنے غلط عقائد اور بے بنیاد طریقہ استدلال پر نظرثانی کرنے کی بجائے اس نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ تو صرف ظاہر کا عالم ہے اور میں ظاہر و باطن دونوں علموں میں راسخ ہوں اس لئے جو کچھ کہتا ہوں یہی عین شریعت و عین اسلام ہے الغرض اس روز کی گفتگو سے کافی حد تک اس شخص کی اصلیت تک پہنچ گیا۔

چوتھا باعث آگاہی

اس طرح ہوا کہ کلمہ طیبہ کے مقصد و مطلب کے حوالہ سے جماعت رائیونڈیہ کی طرف سے جو اختراعی اور مجمل دو فقرے (اللہ تعالیٰ سے ہونے کا یقین اور مخلوق سے نہ ہونے کا عقیدہ ہے) کے کلمہ کفر ہونے یا نہ ہونے کے موضوع پر مولانا حفیظ اللہ آف مکین وزیرستان اور تبلیغی جماعت وزیرستان کے درمیان پولیٹیکل ایجنٹ کی نگرانی میں جو مناظرہ ہونا قرار پایا تھا اس کے لئے تیاری کے سلسلہ میں پیر سیف الرحمٰن کے گھر پر میٹنگ تھی جس میں مجھے بھی دعوت دی گئی تھی چونکہ ایک روز قبل مولانا حفیظ اللہ صاحب مع دیگر ساتھیوں کے میرے گھر پر آکر موضوع مناظرہ اور اس کے متعلق فریقین کی طرف سے شرائط کی تحریر وغیرہ سے مجھے آگاہ کردیا تھا اور اپنے علم کے مطابق میں اس مناظرہ کو ناجائز سمجھ رہا تھا لہٰذا میں نے ایک امین

عضو مشاورت ہونے کی حیثیت سے یہ مشورہ دیا کہ جو موضوع اس مناظرہ کے لئے تحریر میں لایا گیا ہے اور فریقین نے شرائط کے مطابق پولیٹیکل ایجنٹ کی نگرانی میں دستخط اس پر کئے ہیں وہ غلط ہے اور اس پر مناظرہ کرنا ناجائز ہے لہٰذا کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ یہ مناظرہ نہ ہونے پائے میری اس بات پر پیر سیف الرحمٰن نے میرے اندر غیر موجود علم و مصارف' جرات و بہادری' ایثار و قربانی وغیرہ وغیرہ اوصاف حسنہ کے ساتھ منہ پر میری ناجائز اور بے جا تعریفیں کرنے کے بعد مجھ سے یہ کہا کہ چشتی صاحب ناجائز جائز کی بابت چھوڑ دیں روا ہو یا ناروا بہرحال ہم نے یہ مناظرہ جیتنا ہے اور آپ ہمارے شیر ہیں شیر کے نام سے جنگل کے دیگر جانور ڈرتے اور بھاگتے ہیں لہٰذا تمہارا اس مناظرہ میں جانا ضروری ہے تاکہ تیرا نام سن کر بھاگنے کی طرح تبلیغی جماعت والے بھاگ جائیں اور ہم مناظرہ جیتنے کا اشتہار چھاپ کر تبلیغی جماعت والوں کو رسوا کریں گے اس بات پر میں نے کہا کہ قطع نظر اس بات سے کہ کسی کی رسوائی اور نیچا دکھانے کی نیت سے مناظرہ کرنا ناجائز ہے جو موضوع مناظرہ لکھا گیا ہے یعنی اللہ سے ہونے کا یقین اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین ہے کیے دونوں فقرے قطعی کفر ہیں اور اس طرح کا عقیدہ رکھنے والا قطعی کافر ہے اس کو قطعی کفر کون ثابت کرے گا حالانکہ یہ مکمم مقصد کلمہ طیبہ کے حوالہ سے غلط اور غیر اسلامی تبلیغ یا موہم کفر وغیرہ وغیرہ قبائح اور محذورات پر مشتمل ہونے کے باوجود جائز اور صحیح اسلامی معانی کا احتمال بھی رکھتا ہے یعنی اس کا متکلم یہ کہہ سکتا ہے کہ میری مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے علم محیط کے ساتھ متصف ہونے کا یقین ہے اور مخلوق سے ایسا نہ ہونے کا یقین ہے یا یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ سے خالق کائنات ہونے کا یقین اور مخلوق کے کسب سے اللہ تعالیٰ کے حکم تکوینی کے بغیر کسی بھی چیز کے خلق و ایجاد نہ ہونے کا یقین ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ سے احیاء و اماتت کے اوصاف قدیمہ کے ساتھ متصف ہونے کا یقین ہے اور مخلوق سے ایسا نہ ہونے کا یقین ہے تو یہ تمام اہل اسلام کا مشترکہ عقیدہ ہے جس کو کفر کہنا ناقابل معافی جرم ہے اس کلام پر فتویٰ کفر لگانے کی بجائے اگر اس کو غیر اسلامی تبلیغ یا موہم کفر یا طریقہ تبلیغ پیغمبران کے خلاف یا اسلامی دستاویزات کے خلاف کہا گیا ہوتا تو جائز تھا اور مناظرہ کرنا بھی جائز ہوتا لیکن اس میں قطعی کفر کا فتویٰ لگا کر نہایت خطرناک غلطی کی گئی ہے لہٰذا میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوگا

میری اس بات پر سیف الرحمٰن آگ بگولہ ہوکر کہنے لگا تو بھی رائیونڈیہ کی طرح جبریہ والا عقیدہ رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا نسبت کر رہا ہے اور مخلوق سے ہونے کی نفی کر رہا ہے حالانکہ ہونا اور کرنا یہ دونوں الفاظ کسب کے ساتھ خاص ہیں لہٰذا اللہ کے لئے کسب ثابت کرکے مخلوق سے کسب کی نفی کرنا عقیدہ جبر ہے جو خالص کفر ہے قطعی کفر ہے (اور اللہ سے ہونے کا یقین اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین) ایسا کلام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کسب ثابت کرنے میں اور مخلوق سے کسب کو نفی کرنے میں صریح الدلالہ ہے صریح کفر ہے جس میں کسی بھی قسم کا احتمال اور تاویل نہیں ہوسکتی اور کفر سے بچنے کی کوئی تاویل بھی ناقابل شنید ہے اس طرح کی لایعنی باتیں تقریباً 2 گھنٹے سے زیادہ دیر تک کرتا رہا نماز ظہر کا وقت ہوا نماز سے فارغ ہونے کے بعد کافی دیر تک اس قسم کی بے محل باتوں پر وقت ضائع کیا میں آخری بات یہ کہہ کر واپس چل دیا کہ آپ کی ان تمام باتوں کی بنیاد یہ ہے کہ لفظ ہونا اردو میں اور کیدل پشتو میں افعال اختیاریہ عباد (کسب) کے ساتھ خاص ہیں لیکن میرے نزدیک یہ بات بے بنیاد اور غلط ہے ورنہ اردو لغت اور پشتو لغت کے ماہرین و ادباء سے پوچھ کر اپنی تسلی کرلیں اور ہم کو بھی آگاہ کریں یہ کہہ کر میں واپس چلا آیا

پانچواں اور آخری باعث آگاہی

اس طرح ہوا کہ چوتھے واقعہ کے بعد پیر سیف الرحمٰن کی طرف سے اہل لغت کا فیصلہ معلوم کرنے کے بعد مجھے آگاہ کرنے کا نیز یہ کہ پیر سیف الرحمٰن نے عمامہ کے وجوب یا سنت موکدہ ہونے پر 70 عدد کتب فتاویٰ سے حوالہ و دلیل نکال کر مجھے بتانے کا وعدہ کیا تھا میں اس کی طرف سے ایفاء عہد اور اس شرعی مسئلہ پر افہام و تفہیم کے شرعی فریضہ ادا کرنے کا منتظر رہا کافی عرصہ انتظار کرنے کے بعد بتاریخ 14.4.94 کو 10 متنازعہ مسائل کو نہایت مہذب انداز تحریر میں لاکر پیر سیف الرحمٰن کو بھیجدیا اور اس تحریر کے ساتھ ایک حلفیہ بیان بھی میں نے قسم کھا کر منسلک کیا تھا کہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ان مسائل کی وضاحت چاہتا ہوں کسی قسم کا مکابرہ نفسانیت بدباطنی وغیرہ ناجائز حرکت ہرگز ہرگز میرے پیش نظر نہیں ہے۔ چنانچہ وہی تحریر سیف الرحمٰن نے بھی اپنی گالی نامہ کتاب کی ابتداء میں بطور فوٹو سٹیٹ

منسلک کیا ہے اور میں نے بھی اس کو اس تحریر کے ساتھ اس کتاب کی ابتداء میں درج کردیا ہے۔

ہر مسلمان کو دعوت انصاف دی جاتی ہے

کہ وہ سیف الرحمٰن کی طرف سے مذکورہ الزامات جھوٹ و بہتان کو میری اصل تحریر کو سامنے رکھ کر دیکھ لیں اگر سیف الرحمٰن کی طرف سے مجھ پر میری تحریر کے حوالہ سے لگائے گئے الزامات سچے نظر آئیں تو جو بھی شرعی سزا شریعت محمدی کی روشنی میں میرے لئے مقرر ہوگی میں اس کے لئے تیار ہوں اور اگر یہ الزامات جھوٹے اور افتراء و بہتان ہی نظر آئے تو پھر خدا کو حاظر ناظر جان کر اس کذاب اور جھوٹا مدعی ولایت کا جھوٹ دیگر مسلمانوں پر ظاہر کرکے خلق خدا کو اس کے ہاتھوں گمراہ ہونے سے بچائیں میں بہرحال شریعت محمدی کے فیصلہ کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوں اس شخص کو مجبور کیا جائے کہ اپنے نفس امارہ کے وساوس اور غیر اسلامی عقائد کو مسلمانوں پر مسلط کرنے کی بجائے قرآن و حدیث کے مطابق شریعت محمدی کا فیصلہ قبول کریں یہ کیسا پیر ہے جو شریعت سے بھاگتا ہے اور اپنے پیٹ سے شریعت گڑھتا ہے 10 جھوٹ و افتراء صفحہ 33 تا 38 تک انسان کے افعال اختیاریہ اور کسب سے اور اللہ تعالیٰ کی خالقیت سے منکر ہونے کا بے بنیاد الزام و تہمت مجھ پر لگا کر نادیدہ و ناشنیدہ جھوٹ بولا اور لکھا ہے اگر عقل صحیح ہوتی تو اس قسم کا جھوٹ ہرگز نہ بولتا ورنہ بالفرض اگر اس کے علم کے مطابق میں نے ایسا انکار کیا تھا تو اس کا اسلامی فریضہ تھا کہ فورا میری گرفت کرکے میری غلطی پر مجھے تنبیہہ کرتا جیسے میں نے اس کے غیر اسلامی عقائد پر اس کی گرفتگی ہوئی ہے جس کو وہ برداشت نہیں کرسکتا کیا وہ اس قسم کا خطرناک کفر دیکھ کر خاموش رہتے ہوئے حدیث نبوی کے مطابق گونا شیطان بننا پسند کر رہا تھا یا دو سال بعد نفس امارہ اور شیطانی وسوسہ سے ایک بے گناہ انسان پر اس طرح جھوٹ بول کر اپنی عاقبت خراب کررہا ہے

11- جھوٹ صفحہ نمبر 122 پر سفید جھوٹ بولتے ہوئے لکھا ہے کہ (پیر محمد نے بزرگان دین کو کفر منسوب کیا ہے) اگر ذرہ برابر ایمان ہے تو بتا دیں کہ میں نے کس جگہ میں یہ جرم کیا ہے (ما اکذبہ و ابہتہ)

12- جھوٹ تمام ایمانی تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے صفحہ 129 پر جھوٹ بولتے ہوئے لکھا ہے کہ پیر محمد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کرنے کو بھی ناجائز کہا ہے) سبحانک ھذا بہتان عظیم اگر ایمان کی رتی برابر رمق تم میں موجود ہے تو غیر جانبدار دو چار علماء کرام کے سامنے اس الزام کو میری کسی بھی تحریر سے ثابت کرکے اپنی سچائی کا ثبوت دیں ورنہ اپنے غیر اسلامی عقائد کو چھپانے کے لئے بے گناہ علماء پر اس قسم کے جھوٹ بولنے سے ہرگز ہرگز اپنے ناپاک مقصد میں تمہیں کامیابی نصیب نہیں ہوگی سوچنے کی بات ہے کہ میری شرعی گرفت کے جواب سے لاجواب و لاچار ہوکر اپنے غلط عقائد و کردار سے توبہ کرنے یا شریعت محمدی کے فیصلہ کو قبول کرنے کی بجائے ایک اسلامی مبلغ کو اس قسم قسم کا جھوٹا الزام دینا جس کا تصور بھی کوئی مسلمان نہیں کرسکتا ایمان کا کونسا حصہ ہے اگر اس قسم کے بہتان باز جھوٹا شخص ولی ہوسکتا ہے تو پھر دنیا میں شیطان نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

13- جھوٹ صفحہ نمبر 132 میں جھوٹ کا عالمی ریکارڈ قائم کرتے ہوئے لکھا ہے (پیر محمد نے رسول اکرم کی تقلید اور اتباع فی الاسلام کو بھی حرام قرار دیا ہے) یہاں پر بھی میں اس سے یہی مطالبہ کروں گا کہ میں نے جس جگہ اور جس تحریر میں یہ خبیث لفظ یا عقیدہ لکھا ہو اس کو غیر جانبدار مسلمانوں کے سامنے قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کرکے اس کفر سے توبہ کرنے کا موقع دیں ورنہ اس قسم کے جھوٹ و بہتان جیسے کبیرہ گناہوں سے خود توبہ کرکے وادی جہنم سے خود کو بچائیں۔ ہمت کریں آگے آئیں قدم بڑھائیں میری کسی بھی تحریر میں اس کو ثابت کرکے اپنی سچائی ثابت کریں ہم آپ کے شکرگذار ہوں گے۔

14- جھوٹ صفحہ نمبر 132 میں نہایت متکبرانہ انداز میں ایک من گھڑت قصہ بیان کرکے یہ جھوٹ لکھ دیا ہے کہ پیر محمد نے شریعت محمدی میں عمامہ ہونے سے مطلق انکار کیا ہے) سبحانک ھذا بہتان عظیم

15- جھوٹ و بہتان صفحہ 133 میں نہایت جرات مندانہ جھوٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ (پیر محمد نے کہا ہے کہ عمامہ میں زینت نہیں ہے) سبحانک ھذا بہتان عظیم

16- جھوٹ و بہتان صفحہ نمبر 133 پر نادیدہ و ناشنیدہ جھوٹ بولتے ہوئے لکھا ہے کہ

(پیر محمد نے عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے کو شریعت و قرآن کے خلاف کہا ہے) ماکذبہ وابتہ

17- جھوٹ صفحہ 150 میں جھوٹ بولا اور لکھا ہے کہ (پیر محمد نے شرعی و اصلی پیر کے حق سے انکار کیا ہے) ماامکرہ واغدرہ

18- جھوٹ صفحہ نمبر150 پر بے دھڑک جھوٹ بولتے اور لکھتے ہوئے کہا ہے کہ (پیر محمد نے پیر کے حقوق ثابت کرنے کو فارق بین الاساتذہ و التلامذہ قرار دیا ہے)

19- جھوٹ صفحہ 182 پر عظیم جھوٹ کا ارتکاب کرکے لکھا ہے (پیر محمد نے امام ربانی سے انکار کیا ہے)

20- جھوٹ صفحہ نمبر183 پر جھوٹ بولتے ہوئے ثبت کیا ہے کہ (پیر محمد لطائف سے انکار کرتا ہے) ان اکاذیب کی بابت یہی کہوں گا کہ شریعت محمدی سے بھاگنے اور ایک جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے 100 جھوٹ بولنے کی بجائے ان تمام اقوال خبیثہ کو میری کسی بھی تحریر سے غیر جانبدار علماء کے سامنے ثابت کرکے اپنی سچائی ثابت کریں ورنہ خلق خدا کو جعلی ولایت کے بہانہ گمراہ نہ کریں مرنے کے بعد حساب بڑا سخت ہے لہٰذا شریعت محمدیؐ کو تسلیم کرکے ابدی عذاب سے بچئے تصوف و سلوک کے نام پر من گھڑت شریعت و طریقت ایجاد کرنے سے منع ہو جائے اب بھی توبہ کا وقت ہے ورنہ پشیمان ہوجاؤ گے۔

21- جھوٹ صفحہ نمبر183 میں جھوٹ کی بدترین مثال قائم کرتے ہوئے میرے متعلق لکھا ہے کہ (پیر محمد لطائف کے اسماء و کمالات سے بھی انکار کرتا ہے)

22- جھوٹ صفحہ 183 پر سفید جھوٹ بولتے ہوئے لکھا ہے (کہ پیر محمد لطائف کے اجراء حیات و حرکت پر استہزا کرتا ہے)

23- جھوٹ صفحہ نمبر252 میں جھوٹ بولتے اور لکھتے ہوئے کہا ہے کہ (پیر محمد نے کہا ہے کہ موجودہ زمانہ میں اولیاء کرام موجود نہیں ہیں) ما اکذبہ وا بتہ

24- جھوٹ صفحہ نمبر265-264 کتاب البطن سے ناطق ہوکر سفید جھوٹ اور من گھڑت افتراء کرتے ہوئے لکھا ہے کہ (پیر محمد نے افضل الدین' شیخ اکبر' شاذلی' علی الخواص اور شیخ عبدالغنی نابلسی سے بھی انکار کیا ہے اور اجماع المسلمین سے بھی انکار کیا ہے) نعوذ باللہ من ھذہ الافترات و البستان

25- جھوٹ صفحہ نمبر73 میں جھوٹ بولتے ہوئے میرے متعلق لکھا ہے کہ (پیر محمد نے کہا ہے کہ غلط کلمہ کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہوتا)

26- جھوٹ صفحہ 3 میں میرے مکتوب کا جھوٹا حوالہ دے کر کہا ہے کہ (پیر محمد نے کہا ہے کہ میرے نزدیک کسی بھی شخص کو کافر کہنا غلط اور اصول اسلام کے خلاف ہے)

27- جھوٹ صفحہ 363 میں جھوٹ لکھا ہے کہ (پیر محمد حنفی علماء و مشائخ کی تکفیر کرتا ہے)

28- جھوٹ صفحہ 32 میں میرے متعلق سفید جھوٹ بولتے ہوئے لکھا ہے کہ (پیر محمد نے تین دفعہ عقیدہ جبریہ کا اعتراف و اقرار کیا ہے)

29- جھوٹ صفحہ نمبر151 میں خدا ناترسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ (پیر محمد سنتوں کو بری نگاہ سے دیکھ کر دین اسلام کو مجروح کر رہا ہے)

30- جھوٹ صفحہ 33 پر مجرمانہ جھوٹ بولتے ہوئے لکھا ہے کہ (پیر محمد کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو خلق و ایجاد منسوب نہیں ہوگا بلکہ کسب منسوب ہوگا) سبحانک ھذا بہتان عظیم لم یر مثل ھذا کذابا

31- جھوٹ و افتراء صفحہ 86 پر مثالی جھوٹ بولتے ہوئے لکھا ہے کہ (تکفیر امت مسلمہ پیر محمد کا خاصہ ہے)

اس سفید جھوٹ میں سیف الرحمٰن آیت کریمہ **ومن یکسب خطیئتہ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بہتانا و اثما مبینا** (سورہ النساء آیت 112) کا صحیح مصداق بن رہا ہے۔ اس لئے کہ سیف الرحمٰن کے عقیدہ و کردار کے مطابق جو اس کا مرید نہیں ہے کافر ہے اور جو اس کے غیر اسلامی یا ناجائز حرکات پر اعتراض کرتا ہے اس کو سیف الرحمٰن زندیق اجماعی کافر اور قطعی کافر جیسے الفاظ کے ساتھ منسوب کرتا ہے بلکہ سنی تحریک اور دعوت اسلامی' جماعت اہلسنت والے اور اندرون نماز التحیہ میں رفع مستحبہ (اشارہ کرنے والے) عمامہ استعمال نہ کرنے والے' مخصوص عمل کے تحت سینہ نہ ہلانے والے اس افغانی مہاجر کو پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی سے چھ درجہ فوق و افضل نہ ماننے والے اس کی ولایت میں شک کرنے والے' اس کو قطب الارشاد و قیوم زمان نہ تسلیم کرنے والے اس کو خاتم النبیین افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی وارث ' اخص الخاص کامل و مکمل اولیاء اللہ تسلیم نہ کرنے والے یا اس کے مرید کو بھی اخص الخواص کامل و مکمل اولیاء اللہ تسلیم نہ کرنے والے یا اس کے کسی ایک مرید کو اخص الخاص اولیاء اللہ کے زمرہ میں داخل نہ سمجھنے والے اور اس کی تمام جائز و ناجائز عقائد و اعمال و کردار کو عین شریعت تسلیم نہ کرنے والے سب کے سب اس کی خود نوشتہ دستاویزات کے مطابق ابدی کافر' اجماعی کافر قرار پانے کے ساتھ ساتھ اس کے ناپاک عقیدہ کے مطابق موجودہ زمانہ میں قادریہ' چشتیہ' سہروردیہ اور نقشبندیہ مجددیہ کے تمام درویش اور اہل اللہ یا سجادہ نشین حضرات بے کمال' ناقص' جاہل مقلد اور نصوص دینی یعنی دین کے چور ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ موجودہ زمانہ میں چشتیہ' قادریہ وغیرہ سلاسل میں جو کسی سجادہ نشین کا مرید اور دست بیعت ہو اس پر لازم ہے کہ وہ فورا اس قادری یا چشتی یا سہروردی کو چھوڑ کر موجودہ وقت کے مجدد' قطب الارشاد' قیوم زمان کامل و مکمل شیخ پیر سیف الرحمٰن کا مرید ہوجائے اور ساتھ ہی یہ بھی اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا ثبوت موجود ہے کہ جو چشتی یا قادری سلسلہ میں کسی کامل و مکمل پیر و شیخ کا مرید ہو اس پر بھی واجب ہے کہ وہ فورا اس کو ترک کرکے قطب الارشاد' قیوم زمان اخونزادہ سیف الرحمٰن کا مرید ہوجائے۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کے دیگر طبقوں کو بھی علی الاعلان کافر' اور زندیق کہنے کا فتویٰ اس کی کتابوں میں ہمارے پاس دستاویزی ثبوت موجود ہے اتنا خطرناک کفر اور

بے محل زندیق و ملحد اور جہنمی ہونے کا بے دھڑک فتویٰ' غلط عقائد غیر اسلامی کردار اور تکفیر المسلمین جیسے جرم میں خود مبتلا ہوتے ہوئے بے گناہ علماء پر یہ جھوٹ بولنا کہ تکفیر المسلمین انکا خاصہ ہے معدوم الحیاء ہونے کی کھلی دلیل ہے۔ ورنہ اب تو میں اس شخص کو یہ دعوت دوں گا کہ غیر جانبدار دوچار علماء کے ذریعے قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے عقائد کو اسلامی ثابت کریں یا توبہ کرکے اپنی اصلاح کریں۔

32- جھوٹ صفحہ نمبر 88 پر حضرت امام الفقہاء و المحدثین اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی آفریدی نور اللہ مرقدہ الشریف پر تہمت لگاتے ہوئے سفید جھوٹ بول کر لکھا ہے کہ بریلیوں کے پیشوا احمد رضا خان مولوی صاحب نے فتاویٰ رضویہ میں عمامہ کو سنت موکدہ یا واجب لکھا ہے) حالانکہ امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان نور اللہ مرقدہ نے فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ 273 میں نیز جلد سوم صفحہ 451 میں نہایت واضح اور غیر مبہم الفاظ میں تمام اہل اسلام و دیگر فقہاء کرام کی طرح عمامہ کے استعمال کو مستحب و بہتر و اولیٰ سنت زوائد غیر سنت موکدہ غیر واجب ہونے کا فتویٰ دیا ہوا ہے (چہ دلاوراست دزدی کہ بکف چراغ دارد)

33- جھوٹ صفحہ نمبر 302 میں سفید جھوٹ لکھا ہے کہ (پیر محمد لطائف کی حرکت وجود اور جذب کو فعل حرام قرار دیتا ہے) اس مقام پر اس خود ساختہ مجدد اور مصنوعی قطب الارشاد نے تحریک بدن کو حرکت لطائف کا نام دے کر میرے خلاف سفید جھوٹ بولا ہے ورنہ شریعت کی روشنی میں میری کسی بھی تحریر سے ثابت کریں کہ میں نے کس جگہ میں حرکت لطائف کو گناہ کہا ہے میں نے تو آج تک حرکت لطائف کے موضوع پر قطعاً کوئی بات ہی نہیں کی اس لئے کہ لطائف عشرہ کی بابت بعض اقل قلیل بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ سے جو کچھ منقول ہے وہ مفاد کشف اور احکام منصوصی کے ساتھ غیر متصادم ہونے کی بنا پر دیگر روایت کشفیہ کی طرح درجہ ظن میں قابل تسلیم ہوسکتے ہیں لیکن سیف الرحمٰن کی طرح انہیں قطعی طور پر ثابت بالقرآن و الحدیث یا ثابت بالاجماع کہہ کر ان پر یقین نہ کرنے والے مسلمانوں کو ضروریات دین سے منکر اور کافر قرار دینا یا بعض بے باک حضرات کی طرح ان سے کلی طور پر انکار کرنا خالص جہل ہے میری طرف سے اعتراض نمبر 9 میں پیر سیف الرحمٰن کی گرفت کا موضوع فقط اتنا کچھ ہے کہ سینہ کے غدود یا رگوں کو یا کسی مخصوص پھٹوں کو خاص

پریکٹس و کرتب کے ذریعہ خود تحریک دے کر اس عمل کو جریان قلب یا کلمہ طیبہ کے ساتھ اجزاء قلب یا لطائف کا اجراء و حرارت و احیاء کہہ کہ اپنی روحانیت و کرامت کا تاثر دینا اور اس ریاکاری کو اخص الخاص اولیاء اللہ کی کرامت خاص مشہور کرانا گناہ و ناجائز اور شرک خفی ہونے کی وجہ سے روحانیت و تصوف اور سلوک کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے میری طرف سے گرفت میں سینہ کے غدود کو ہلانے کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے جس کو پیر سیف الرحمٰن کوٹوی نے اپنی گالی نامہ و کفر ساز کتاب کی ابتداء میں اصلی شکل کے ساتھ لگایا ہوا ہے اس کے ہوتے ہوئے سیف الرحمٰن کا یہ کہنا کہ پیر محمد لطائف کی حرکت اور وجد و جذب کو فعل حرام قرار دیتا ہے) بدترین جھوٹ نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا ورنہ اپنے گھر کے حاشیہ میں بیٹھکر مربی خلائق ہونے کے زعم میں وہ مغلوب النفس ہوکر بے گناہ لوگوں پر جھوٹ بولنے اور بے محل کفر کا فتویٰ لگانے کی بجائے دو چار غیر جانبدار علماء کرام کے ذریعہ شریعت محمدی کے مطابق اس الزام کو ثابت کرکے اپنی سچائی ثابت کریں شریعت محمدی سے بھاگنے کا کیا جواز ہے شریعت سے فرار ہونا کسی بھی مسلمان کا وطیرہ نہیں ہوسکتا۔

34- جھوٹ صفحہ 90 میں نہایت احمقانہ جھوٹ بولتے ہوئے صوفی اقبال کے حوالہ سے جو بہتان تراشی کی ہے اس میں اس کذاب کا کذب غلط بیانی اور غیر متعلق اشخاص کو میرے دشمن بنا کر میری توجہ اپنے غیر اسلامی عقائد کی گرفت سے ہٹا کر دوسروں کی طرف متوجہ کرنے کی ناپاک کوشش ظاہر ہورہی ہے جس پر صوفی اقبال کی طرف سے وہ تردیدی اخباری بیان اور اس کے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی دستخطی تحریر موجود ہے جو بطور ثبوت ہمارے پاس محفوظ ہے جس کی نقل مطابق اصل یہ ہے بعینہ (میری نظر سے کتاب ھدایت السالکین فی رد المنکرین گذری جو بات اس کتاب میں مجھ سے منصوب کی گئی ہے میں اس کی پر زور مذمت اور تردید کرتا ہوں مجھ پر جھوٹ باندھا گیا ہے اس کے ذریعے مجھے اور ممتاز عالم دین حضرت مولانا پیر محمد چشتی صاحب کو لڑانے کی ناپاک کوشش کی گئی ہے میرا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے)

13/7/95 دستخط صوفی محمد اقبال قادری متکبہ اسلامیہ پشاور

35- جھوٹ صفحہ نمبر 90 پر تقویٰ و ایمان کے تمام تر تقاضوں کو پامال کرکے ہوئے سفید جھوٹ لکھ دیا ہے کہ اہل تشیع نے پیر محمد کو بنگلہ عطا کیا ہے سبحانک ھذا بہتان

عظیم اس مصنوعی مجدد میں ذرہ برابر عقل ہوئی یا رتی برابر ایمان ہوتا تو اس قسم کا جھوٹا الزام نہ لگاتا جائیداد کی خرید و فروخت میرا کاروبار ہے اس سلسلہ میں ایک غریب یتیم شیعہ لڑکا سے بھی میں نے ایک بنگلہ خریدا ہے میں اس کے متعلق تمام جائز اور قانونی کاغذات دکھا کر سیف الرحمٰن کا جھوٹ ثابت کرسکتا ہوں جس پر اس کے اپنے تین مرید اور اس کے عقیدہ کے مطابق اخص الخاص اولیاء اللہ 1- محمد اکرم بابا سکنہ فقیر آباد 2- حاجی محمد جاوی بٹ سکنہ جکہ گلی پشاور شہر 3- قاری عبدالولی سنگہ ولی آباد پشاور بھی زندہ گواہ موجود ہیں لیکن سیف الرحمٰن میں اگر ذرہ برابر صداقت موجود ہے تو اپنا یہ الزام سچا ثابت کرکے جھوٹ و بہتان جیسے کبیرہ گناہ کی لعنت سے رہائی پائے ہمیں چوگاں ہمیں میداں

36- جھوٹ صفحہ 81، 82 میں شاہ منیر و طالب علم محمد منیر اور صفحہ نمبر 90 میں مولانا فضل سبحان صاحب کے کسی مجہول الذات و مجہول الاسم شاگرد کے حوالہ سے دو جھوٹ بول کر اپنا منہ کالا کیا ہے ورنہ غیر جانبدار دو چار مسلمانوں کے سامنے ان الزامات کو ثابت کرکے جھوٹ کی لعنت سے اپنے آپ کو بری کریں پھر یہ کہ محمد منیر کی بابت ہم نے معلومات حاصل کی اس کو مردانی کہہ کر سیف الرحمٰن نے ایک اور جھوٹ بولا ہے حالانکہ وہ مردانی ہرگز نہیں ہے بلکہ افغان مہاجر ہے کبھی کسی مدرسہ میں اور کبھی کسی مدرسہ میں وقت گذارتا تھا واپس افغانستان کو گیا ہوا عرصہ ہوچکا ہے اگر سیف الرحمٰن کے دل میں آیت کریمہ **ان جاء کم فاسق بنباء فتبینو ان تصیبو قوما بجھالتہ فتصبحو علی ما فعلتم نادمین** (سورہ الحجرات آیت نمبر 6) یعنی اگر فاسق آدمی کوء غیر مصدقہ بات لیکر تمہارے پاس آجائے تو اس کی تحقیق کرو ایسا نہ ہو کہ بغیر تحقیق اس پر یقین کرنے کی وجہ سے کسی قوم کو نقصان پہنچا کر پشیمان و شرمندہ ہو جاؤ پر ایمان ہوتا تو ایسی بے ثبات و بے تحقیق بات پر عمل نہ کرتا شاہ منیر سے بھی مولانا کلیم اللہ اور سردار ملا نے پوچھا تو اس نے بھی صاف انکار کیا جس کے نتیجے میں سیف الرحمٰن کا جھوٹ واضح ہوچکا ہے بطور ثبوت ان دونوں حضرات کی دستخطی تحریر شاہ منیر کے اس انکار پر میرے پاس موجود ہے جس کی نقل مطابق اصل یہ ہے

پیر سیف الرحمٰن کا شیخ الحدیث حضرت مولانا پیر محمد چشتی پر الزام

اپنے خبث باطنی کا اظہار شیخ الحدیث حضرت مولانا پیر محمد چشتی پر بہتان اور الزام تراشی کی صورت میں یوں کرتے ہیں "کہ مولانا پیر محمد چشتی عام مسلمانوں کو کافر قرار دے رہے ہیں اپنے اس مکروہ الزام و فریب پر دلیل مولانا شاہ منیر کا قول پیش کرتا ہے کہ مولانا شاہ منیر نے کہا ہے کہ مولانا پیر محمد چشتی نے مولانا حسن خان کو کافر کہا ہے" جب اس قول کے پول کھلنے کے لئے ہم (مولانا سردار عرف بحرآباد استاد حال مقیم زرگر آباد پشاور تلمیذ رشید حضرت مولانا شیر احمد مہمند عرف بڑے بحرآباد استاد و مولانا کلیم اللہ استاد حال امام و خطیب جامع مسجد نقشبندیہ پشاور) شاہ منیر کے پاس گئے اور اس سے پوچھا تو اس نے اس قول سے لاعلمی کا اظہار کیا کہ میں نے نہ تو چشتی صاحب سے سنا ہے اور نہ ہی پیر صاحب کو بتایا ہے جب ہم نے شاہ منیر سے تحریر اور اس پر دستخط کرنے کا مطالبہ کیا تو مولانا شاہ منیر نے جوابا کہا کہ چونکہ میں پیر سیف الرحمٰن کا مرید ہوں اس لئے میں تحریر سے معذرت خواہ ہوں۔

دستخط مولوی کلیم اللہ　　دستخط مولوی محمد سردار

37- جھوٹ صفحہ نمبر 89 پر خود ساختہ ولایت پر جھوٹی کرامت ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ (پیر محمد چشتی نے امام خمینی کے ساتھ تصویر کھنچوا کر شیعہ ہوا ہے)

38- جھوٹ نیز لکھا ہے کہ رسالہ وحدت اسلامی شماہ نمبر 41 ماہ شعبان 1408ھ میں امام خمینی کے ساتھ پیر محمد چشتی کی جو تصویر شائع ہوئی ہے اس میں کسی دوسرے سنی عالم کی تصویر نہیں ہے۔ میں نے تمام عمر میں اتنا بڑا جھوٹا اور اشد ترین کذاب شخص بازاری لوگوں میں بھی نہیں دیکھا ہے حالانکہ جس فوٹو اور مجموعہ تصاویر کا حوالہ دیا ہے اس میں میرے ساتھ متصل جامع ازہر کے عظیم سنی سکالر حضرت مولانا محمد شعبان اور اس کے نیچے اردن کے باشندہ عظیم اسلامی اور سنی سکالر حضرت مولانا سید فضل اللہ اور میری دوسری طرف ایک شعیہ عالم کی تصویر چھوڑ کر میرا فوٹو بنگلہ دیش کے کسی اسلامی یونیورسٹی کے سنی پروفیسر عباداللہ العظیمی کے تصاویر نمایاں طور پر موجود ہیں اس کے باوجود اس کذاب نے اتنا بڑا جھوٹ بولا اور لکھا ہے کہ کسی اور سنی عالم کی تصویر نہیں ہے۔ ما اکذبہ و اخدعہ اللہ تعالیٰ اس کو ایسے کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنے کی توفیق

دیں اور اس مجموعہ تصاویر میں امام خمینی کی قطعا کوئی تصویر موجود ہی نہیں ہے لیکن معدوم کو موجود اور موجود کو معدوم حلال کو حرام اور حرام کو حلال ناجائز کو فرض اور فرض کو ناجائز کہنے کے اس عادی مجرم نے اتنا بڑا جھوٹ بولا کہ (پیر محمد چشتی نے امام خمینی کے ساتھ تصویر کھنچوائی ہے) ما اکذبہ و ما اخدعہ

اصل واقعہ کی وضاحت

یہ ہے کہ 1988ء میں حج کے موقع پر جب سعودی گورنمنٹ کی طرف سے ایرانی حجاج پر مظالم ہوئے اس کے خلاف احتجاج کے لئے طہران میں عالم اسلام کے اکثر مسلم ممالک کے اہل علم و دانش کو خصوصیت مسلک سے قطع نظر کثیر تعداد میں بلا کر عظیم الشان حج کانفرنس منعقد کی گئی تھی جس میں شرکت کے لئے پاکستان سے دیوبندی، شیعہ، اہلحدیث اور اہلسنت والجماعت بریلوی مسلک الغرض تمام مسالک سے چھ چھ نمائندے منتخب ہوئے تھے چنانچہ اہلسنت و جماعت کے چھ اشخاص میں میرا نام بھی تھا اور میرے ساتھ دیگر اہلسنت علماء میں سے دو مشہور شخصیات حضرت صاحبزادہ محمد زبیر صاحب نقشبندی حیدرآباد اور حضرت مولانا سید ذاکر حسین شاہ صاحب مدظلہ راولپنڈی بھی موجود تھے دنیا کے کونے کونے سے آئے ہوئے ہزاروں کی تعداد پر مشتمل اس عظیم بین الاقوامی و بین المسالک حج کانفرنس میں دیگر سکالروں کی طرح میں نے بھی بیت اللہ شریف کے تقدس و امنیت اور اس کے انتظام و تولیت، زائرین و ضیوف اللہ کے احترام و تحفظ اور اس بیت اللہ الحرام شریف کے پاکیزہ تقاضوں کی بابت عربی زبان میں 15 منٹ اظہار خیال کیا تھا جس کو اس وقت کے انتظامات کے مطابق اردو، عربی، فارسی، انگریزی اور ترکی زبانوں میں دنیا کے مختلف مسلم ممالک سے آئے ہوئے علماء کرام نے سنا اور اپنی دعائیہ کلمات سے بھی نوازا ازاں بعد معلوم ہوا کہ ماہنامہ رسالہ وحدت اسلامی کراچی نے ان شرکاء کانفرنس کے ناموں کے ساتھ ان کے فوٹو بھی قسط وار شائع کئے اور جس شمارہ میں چند دیگر سنی و شیعہ علماء کے نام و تصاویر کے ساتھ میرا نام و تصویر کا اجتماعی نقشہ شائع کیا گیا تھا بذریعہ ڈاک میرے پاس بھی آیا تھا اور سیف الرحمٰن کے پاس بھی آیا ہوگا لیکن چھ سال بعد پیر سیف الرحمٰن کوٹوی نے اپنے غیر اسلامی عقائد و ناجائز حرکات پر میری طرف سے شرعی گرفت کے

شرعی جواب سے لاچار و لاجواب ہوکر توبہ نکالنے یا غیر جانبدار علماء کرام کے ذریعہ شرعی فیصلہ قبول کرکے ایک صحیح مسلمان کا کردار ادا کرنے کی بجائے اپنے غیر اسلامی عقائد و ناجائز حرکات کی گرفت سے میری توجہ کو ہٹانے اور معاشرہ میں مجھے بدنام کرنے کی غرض سے ماہنامہ وحدت اسلامیسے اس فوٹوز کی کثیر تعداد میں فوٹو اسٹیٹ اور اس کے ساتھ ایک من گھڑت سازشی خط اپنی طرف سے لکھ کر بے شمار لوگوں میں تقسیم کیا اس کے باوجود اپنے ناپاک عزائم و ناجائز مقصد میں اس کو کامیابی نصیب نہ ہوئی تو اب اپنی گالی نامہ و کفر ساز کتاب کے اندر اس کو شائع کرکے اپنا منہ کالا کیا ہے اس میں ذرہ برابر ایمان ہوتا تو اس قسم کی شرمناک حرکات نہ کرتا میں نے اس کا کیا بگاڑا تھا میں نے تو اپنا مذہبی فریضہ ادا کرتے ہوئے اس کے غیر اسلامی عقائد و ناجائز حرکات پر اس کو نہایت مہذب اور ناصحانہ انداز تحریر میں نہی عن المنکر کرکے درحقیقت اس کو اس کے غیر اسلامی عقائد پر آگاہ کرتے ہوئے اس پر احسان کیا تھا اس نے مذہبی فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے ناجائز عقائد و کردار سے تائب ہونے کی بجائے اس ظالم' خداناترس' متکبر شخص نے اس قسم کے مجرمانہ ہتھکنڈوں کے ذریعہ میری کردار کشی کی حرام کوششیں کرکے صحیح معنی میں آیت کریمہ **اذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزتہ بالاثم فحسبہ جہنم و بئس المہاد** یعنی جب اس کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کو کہا جاتا ہے تو گناہ کے ساتھ وہ چڑتا ہے تو اس کے لئے جہنم کافی سزا ہے کا مصداق بن گیا' ناجائز عقیدہ و عمل کو دیکھ کر نہی عن المنکر کرنا علماء کا مذہبی و شرعی ذمہ داری ہے جو اس فریضہ کو ادا نہیں کرتے وہ حدیث **من سکت عن الحق فھو شیطان اخرس** الحدیث یعنی جو عالم ناحق و ناجائز کام دیکھ کر بھی گفتار حق سے خاموشی اختیار کی تو وہ گونگا شیطان ہے وہ اس حدیث کے مطابق گونگا شیطان کے مصداق ہوتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی نے مکتوب 193 میں علماء دین کی شرعی ذمہ داری کے متعلق فرمایا ہے (بہرحال از حقیقت مسائل شرعیہ اطلاع دادن ضروری است) اور پیر سیف الرحمٰن جیسے غیر اسلامی عقیدہ والے متکبرین کے متعلق مذکورہ کتاب میں لکھا ہے (و اگر عیاذا باللہ سبحانہ در مسئلہ از مسائل اعتقادیہ ضروریہ خلل رفت از دولت نجاب اخروی محروم است) پیر سیف الرحمٰن میں اس سے بڑی بداعتقادی اور کیا ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خالقیت' مالکیت' عالمیت اور رازقیت اور وحدانیت صفتی اور

احدیث ذاتی سے بھی منکر ہے اور عمامہ کے وجوب کا عقیدہ کرکے بغیر عمامہ نماز کے عدم جواز اور عمامہ کے عدم استعمال کو حرام' ٹوپی پہننے والے کو مرتکب حرام ہونے کا عقیدہ کرکے نیز سینہ ہلانے کو فرض ہونے کا عقیدہ کرکے غیر اسلامی عقیدہ کا مرتکب ہوچکا ہے جیسے گذشتہ صفحات میں ہم بیان کرچکے ہیں ورنہ کسی کی کردار کشی کرنے یا گالیاں بکنے کی کیا ضرورت تھی میری طرف سے گرفت کردہ مسائل کو غیرجانبدار چند علماء کے ذریعہ شریعت پر چھوڑ کر شرعی فیصلہ کو قبول کرتا تو اس کا کیا نقصان ہوتا؟ شریعت محمدی کے فیصلہ سے منکر یہ شخص پھر بھی ولایت اور غوث الاعظم پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی سے چھ درجہ فوق ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اگر ولایت اس چیز کا نام ہے تو پھر شیطان کس چیز کو کہتے ہیں؟

39- جھوٹ صفحہ 314 میں اپنی گذشتہ زندگی اور اندرون حالات سے ناواقف لوگوں کو دھوکہ دیتے ہوئے یہ جھوٹ لکھدیا ہے کہ (پیر سیف الرحمٰن نے کئی سالوں تک تدریس کی ہے جس میں سیکنڑوں طلباء شامل ہوتے تھے) میں یہاں پر بھی یہی مخلصانہ گذارش کروں گا ہمیں چوگاں ہمیں میداں زیادہ نہ سہی صرف درس نظامی کی ابتدائی کلاس کی کوئی ایک کتاب غیر جانبدار دو تین مدرس علماء کرام کی موجودگی میں خالی الذہن طلباء کو پڑھا کر اپنا یہ دعویٰ درست ثابت کرے تو ہم تمام باتوں میں اس کو سچا تسلیم کرلیں گے قدم بڑھائیں (ہمیں چوگاں ہمیں میداں)

40- صفحہ 313 میں اپنی بے محل بڑائی کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ (تیس چالیس جید علماء کرام میری مجلس میں ہمہ وقت موجود ہوتے ہیں) نیز صفحہ 290 میں لکھا ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں استاد کل علماء میرے مرید ہو کر میری ظاہری و باطنی کمالات کا اعتراف کیا ہے ناواقف حال لوگ سیف الرحمٰن کی یہ بات سن کر یقیناً متاثر ہوں گے لیکن واقف حال اہل علم حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ سیف الرحمٰن کے مریدوں میں صحیح معنوں میں علماء کرام دس پندرہ سے زیادہ قطعاً نہیں ہوں گے ان میں سے بھی ایک ٹپکال مولوی بیس سال سیف الرحمٰن کے ساتھ دن رات وابستہ اور سیف الرحمٰن کے عقیدہ کے مطابق اخص الخاص اولیاء میں سے تھا تقریباً دس سال سے سیف الرحمٰن کے اندرونی حالات پر مطلع ہوکر اس سے بیزار ہوچکا ہے اور دوسرا شاہ منیر ولد حبیب اللہ سکنہ ڈوگل برول ضلع دیر حال امام پشت خرہ بالا پشاور پیر سیف

الرحمٰن کے مرید ہونے کی وجہ سے مخصوص شرط کی بناء پر گناہ کبیرہ میں مبتلا ہوکر اپنے شرعی استاد و شیخ سے عاق ہوچکا ہے تیسرا مولانا حمد اللہ جان ڈاگئی صوابی تقریباً دس سال قبل ہی اپنے اس پیر کے اندرون خانہ حالات پر مطلع ہونے کی بنا پر بے زار ہوچکا ہے ورنہ کوئی بھی مسلمان اس سے پوچھ کر دیکھ لے وہ کیا کہتے ہیں چوتھا مولانا حبیب اللہ ولد مناف مرحوم سکنہ تیمرگرہ ضلع دیر سابق امام جامع مسجد غوثیہ موچی لڑہ پشاور شہر اس نے اہلسنّت و جماعت کی مرکزی جامع مسجد غوثیہ کو سیف الرحمٰن کے کاروبار کے لئے ایک ذیلی ادارہ ایڈورٹائزمنٹ آفس بنا کر اس کے خلیفہ مطلق ہونے کے ناطہ سے اپنے مذہبی استاد و شیخ کی مرضی سے برخلاف تین چار سال تک سیف الرحمٰن کے کاروبار کو خوب ترقی دی لیکن جب سے پیر سیف الرحمٰن کے غلط اعتقادیات اور شریعت محمدی سے فرار اور شریعت محمدی علی صاحبہا الصلواہ والتسلیم کے مقابلہ میں اپنی خواہش نفس کو مریدوں پر زبردستی مسلط کرنے کا راز اسے معلوم ہوا تو وہ اس عظیم مسجد و مرکز سے بھی محروم ہوکر آج کل سیف الرحمٰن سے بھی غالباً لاتعلق ہوچکا ہے پانچواں مولانا امیر نواز مردانی ہیں جو اس سے بیزار ہوکر عجیب عجیب انکشاف کر رہے ہیں۔ لہٰذا موجودہ حالات میں پیر سیف الرحمٰن کوٹوی کے پاس جو علماء باقی ہیں وہ دنیاوی مفادات (پیر بننے کے لالچ) میں یا اپنی سادگی کی وجہ سے اس کے ساتھ منسلک ہیں اس کے علاوہ جنکو جید علماء و علماء مخول اور استاد کل علماء کہہ کر اپنی شہرت چاہتا ہے جو وقت پر خود بخود سمجھ جائیں گے وہ بے چارے ابتدائی طلباء یا خالی حافظ قرآن خالی یا داڑھی والے شیخ ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو راہ راست کی توفیق نصیب فرمائے لیکن پیر سیف الرحمٰن کی عادت ہے کہ وہ بمصداق من ترا حاجی بیگویم تو مرا ملاگو جو اس کا مرید ہوکر اس کو قطب الارشاد و قیوم زمان اور پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی سے چھ درجہ فوق و افضل تسلیم کرکے اس کے تمام ناجائز حرکات و اعتقادیات و اعمال کو عین شریعت کہہ کر اس کا بندہ بن جاتا ہے وہ اس کو اخص الخاص اور کامل مکمّل اولیاء اللہ ہونے کا اعلان کرکے مطبوعہ سند خلافت دیکر اس کو احیاء لطائف و اجراء قلب کے نام سے ارادی طور پر پریکٹس کے ذریعہ اندرون سینہ کو تحریک دے کر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مرید بنانے کی تلقین کرتا ہے خواہ وہ ناظرہ قرآن شریف بھی پڑھا ہوا نہ ہو اور اسلام کے بنیادی مسائل سے بھی لابلد کیوں نہ ہو

اس جرم کے تحت سیف الرحمٰن جو کتاب بھی لکھتا ہے یا لکھواتا ہے اس پر بطور تصدیق و تفریظ ایسے ہی مریدوں کے نام لکھے ہوئے ہوتے ہیں یعنی فلاں علامہ فلاں فہامہ فلاں شیخ الحدیث فلاں شیخ التفسیر جنکو دیکھ کر واقف حال لوگ ہنستے ہیں لیکن ناواقف حال اس دام تذویر میں بری طرح پھنس جاتے ہیں۔

41- غیبت صفحہ 241 میں موجود زمانہ کے تمام نقشبندی و مجددی مشائخ کرام کی غیبت کرتے ہوئے ان سب کو لصوص دین (دین کے چور) کہا ہے۔

42- غیبت صفحہ نمبر242 موجودہ وقت کے تمام نقشبندی اور مجددی بزرگان دین و مشائخ کرام کو کاذبین و مخادعین (جھوٹے اور دھوکہ باز) کہا ہے اور ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ (نجانا اللہ من صحبتہم و شرورھم) صفحہ نمبر242

43- صفحہ نمبر248 میں ایک بے گناہ عالم دین اور متقی و پرہیزگار متبع شریف انسان (مولانا اظہر محمود مدظلہ) کو صرف اس بنا پر کافر کہا ہے کہ اس نے اس ظالم کے ظلم، عقوبت خانے، تکبر، ریاکاری اور خلاف شریعت کارناموں کو تحریر میں لاکر مسلمانوں پر ظاہر کردیا تھا جو حقیقی مشائخ نقشبندیہ کے نزدیک امر مستحسن بلکہ از روئے شریعت مولانا موصوف پر لازم تھا جیسے شاہ غلام علی نوراللہ مرقدہ سے منقول ہے (بیان محائب اساتذہ کہ در وثوق اینہا قصور است و معائب مشائخ متبدع لازم است تا مسلمان پرہیز نمایند)

44- غیبت صفحہ 162سے 163 میں موجودہ زمانہ کے تمام قادری چشتی، سہروردی سلاسل کے مشائخ کرام و سجادہ نشین حضرات اور فقیروں کو بے کمال ناقص کہہ کر ان کے مریدوں کو ان سے نکل کر موجودہ زمانہ کے قطب الارشاد، کامل و مکمل اور قیوم زمان جس کا مصداق و صرف اپنے ہی آپ کو سمجھتا ہے کی طرف رجوع کرنا لازم بلکہ واجب کہتا ہے

45- تکبر صفحہ 242 میں تکبر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ (چشتی اور قادری طریقہ کے تمام شرائط و علامات موجودہ زمانہ میں اس فقیر خانہ کے علاوہ کہیں اور نظر آنا فرط القتاد ہے (معدوم ہے)

46- تکبر صفحہ 329 میں نفسیاتی یا شیطانی خوابوں کو دلیل بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقدم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقتدی بنا کر بانی اسلام

صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی امام ہونے کا باطل دعویٰ کیا ہے اس قسم کے نفسیاتی یا شیطانی خواب اگر دیکھا بھی ہو تو اس کی تصدیق کرنے کی جسارت کوئی مسلمان نہیں کرسکتا لیکن پیر سیف الرحمٰن ہے کہ نہ صرف اس کی تصدیق اور اس پر اظہار مسرت کرتا ہے بلکہ فخریہ اور متکبرانہ انداز میں اپنی گالی نامہ کتاب میں اس کو درج کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی و توہین کا مرتکب ہوا ہے۔

47- تکبر شدید ترین تکبر کا اظہار کرتے ہوئے صفحہ نمبر 162، 163، اور 241 میں موجودہ زمانہ کے تمام مشائخ قادریہ، چشتیہ، سہروریہ، اور اپنے مریدوں و خلفاء کے علاوہ باقی تمام مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کو بھی لصوص دنیا (دین کے چور) کہہ کر ان کے مریدوں کو انہیں چھوڑ کر سلسلہ نقشبندیہ کے موجودہ وقت میں کامل مکمل شیخ، قیوم زمان، قطب الارشاد (اپنے پاس) آن کر مرید ہونے کا لازم اور واجب ہونے کا دعویٰ کیا ہے جو محض تکبر ہے۔

48- تکبر صفحہ 325 میں پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی سے بڑا مجدّد اور مقام عبدیت میں چھ درجہ ان سے فوق و افضل ہونے کا متکبرانہ دعویٰ کیا ہے

49- تکبر صفحہ 290 پر نفسیاتی تصورات اور خیالی پلاؤ کو کشف و الہام سمجھ کر اپنی خود ساختہ مجددیت، قیومیت، اخص الخاص اولیاء اللہ اور مقربین الاولین عنداللہ ہونے کا تکبر کیا ہے۔

50- تکبر صفحہ نمبر 149 میں شیطانی تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عمامہ کے وجوب یا سنت موکدہ ہونے پر ہمارے پاس قطعی دلائل موجود ہیں ہم کو موجودہ زمانہ میں کسی بھی عالم دین کے فتوؤں کی ضرورت نہیں ہے۔

51- غیر اسلامی عقیدہ صفحہ 63 میں اللہ تعالیٰ سے سب کچھ پیدا ہونے کا یقین کرکے عالم اسلام کے قطعی و یقینی عقیدہ یعنی اللہ تعالیٰ کی بابت لم یلد ولم یولد ہونے کے برعکس غیر اسلامی عقیدہ کا خود اقرار کیا ہے۔

52- غیر اسلامی عقیدہ صفحہ نمبر 3 تا صفحہ 23 اردو زبان میں لفظ ہونے کو عربی میں اس کا معنی کون فارسی میں شدن و بودن اور پشتو میں کیدل کو فعل اختیاری عباد یعنی کسب کے ساتھ خاص ہونے کا غلط فتویٰ دیکر اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی خالقیت، مالکیت، رازقیت، عالمیت وغیرہ اوصاف ذاتیہ و اوصاف فعلیہ سے منکر ہو رہا ہے۔

53- غیر اسلامی عقیدہ صفحہ 148 تا 150 عمامہ کے واجب ہونے کا عقیدہ ظاہر کیا ہے جو یقیناً غیر اسلامی عقیدہ ہے

54- غیر اسلامی عقیدہ مذکورہ صفحات میں عمامہ کو سنت موکدہ قرار دے کر اس کے استعمال نہ کرنے والوں کو مرتکب حرام سمجھ کر غیر اسلامی عقیدہ کا ارتکاب کیا ہے۔

55- غیر اسلامی عقیدہ عمامہ کے بغیر نماز کو مکروہ تحریمہ اور واجب الاعادہ ہونے کا عقیدہ کرکے غیر اسلامی عقیدہ کا مرتکب ہوا ہے ورنہ ایسے اپنے اعتقادیات کو شریعت محمدی کے ترازو میں ڈال کر غیر جانبدار چند علماء کے ذریعہ شریعت کرکے اپنا عقیدہ اسلامی ثابت کریں۔

56- غیر اسلامی عقیدہ شریعت سے کیوں بھاگتا ہے شرعی گرفت کے جواب میں گالیاں کیوں بکتا ہے ظاہر ہے کہ شریعت سے فرار اور شریعت محمدی کے مقابلہ میں گالیاں بکنا اور اپنے ہر جائز و ناجائز عقیدہ و عمل کو عین شریعت سمجھنا اسلامی عقیدہ ہرگز نہیں ہے۔

57- غیر اسلامی عقیدہ و عمل اپنی گالی نامہ و کفر ساز کتاب میں از اول تا 150 صفحہ 24 عدد بدعات شنیعہ مردودہ کے مرتکب ہوکر حضرت مجدد الف ثانی کے کشف اور بیان کے مطابق انبیاء علیم السلام کی بارگاہ سے مردود و مطرود ہوچکا ہے دیکھیں مبدا و معاد صفحہ 35 میں فرمایا ہے کہ صرف ایک بدعت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ایک عابد زاہد شخص تمام انبیاء علیم الصلواہ وتسلیم کی نگاہ میں مردود و مطروح ہوا تو سیف الرحمٰن 24 عدد بدعات میں مبتلا ہوکر بھی قطب الارشاد کے منصب پر فائز رہے اسلام میں اس قسم کی ولایت کی کوئی مثال موجود نہیں ہے۔

58- عُجب صفحہ 290-291 تک اپنے ہر جائز و ناجائز اعتقادیات و اعمال کو عین شریعت اور کمال اتباع پیغمبر ہونے کا بے محل زعم کرکے عُجب جیسے کبیرہ گناہ میں مبتلا ہوا ہے۔

59- عُجب صفحہ 286-288 مریدین و خلفاء کے بیانات و تعداد کو دلیل بنا کر اپنے آپ کو شیخ احمد سرہندی ثانی، مجددالعصر اور سورج سے زیادہ ظاہر و عین شریعت وغیرہ وغیرہ کمالات کے ساتھ متصف ہونے کا دعویٰ کرکے بدترین عُجب میں مبتلا ہوا ہے جو قطعی طور پر حرام و گناہ کبیرہ ہے بالخصوص امام ربانی کی تبلیغ و نصیحت کے خلاف ہے

انہوں نے پیروں کو نصیحت کرتے ہوئے مکتوب نمبر228 میں فرمایا ہے کہ (فکر کار خود باید کرد تا ایمان ،سلامت ببرد اجازت نامہ و مریدان بے بکار نہ خو ہند آمد

60- عُجب صفحہ 329 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی پیشوا و امام ہونے کا دعوئی کرکے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقتدِی ظاہر کرکے عُجب جیسے کبیرہ گناہ میں مبتلا ہوکر حدیث نبوی (و کفی بالمرجہلا ان یعجب بنفسہ) کنز العمال کا صحیح مصداق بنا 145/3

61- سوء ظن (بدگمانی) جیسے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے میری طرف سے عائد کردہ شرعی گرفت کو بغض' عناد اور حسد جیسے باطنی امراض پر محمول کرکے اپنے غلط عقائد سے توبہ کرنے یا مسائل متنازعہ کی قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت کرنے یا شرعی فیصلہ قبول کرنے کی بجائے آیت کریمہ (اذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزہ بالاثم فحسبہ جہنم ولبس المہاد کا مصداق بن گیا۔

62- سوء ظن (بدگمانی) میں مبتلا ہوتے ہوئے اپنے دور دراز علاقہ سے آئے ہوئے بے گناہ مہمانوں (مولانا قاری الحافظ اظہر محمود خطلہ مدرس دارالعلوم مفتاح العلوم بن گئی حضرو اٹک اور اس کے ساتھ افسر علی خان) کو اپنے گھر میں رسوا کیا ڈرانے دھمکانے یا عقوبت خانوں میں ڈالنے اور قتل کرنے کی دھمکی دی اور کافی وقت حبس بے جا میں رکھنے کے بعد رات کے وقت ان کو پا پیادہ اور بھوکے نہایت بے رحمی کی حالت میں چھوڑ دیا اس ظالمانہ داستان کی تفصیل مظلوم مولانا مدظلہ کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر کی صورت میں اس وقت کے ساتھ تقریباً سال قبل تقسیم ہوچکی ہے

63- سوء ظن (بدگمانی) جیسے کبیرہ گناہ میں مبتلا ہوکر اپنے ایک دوسرے مہمان طالب علم سعید خان ولد زین خان سکنہ تھانہ ملاکنڈ ڈویژن کو شدید زدو کوب کرکے تین یوم تک عقوبت خانہ میں قید تنہائی میں رکھا اور جبرا اور کرھا اس کی زبان سے مجھے اور مولانا صوفی محمد چیئرمین تحریک نفاذ شریعت ملاکنڈ ڈویژن کو کافر' زندیق وغیرہ وغیرہ مغلظات و گالیاں کہلوائیں اور ساتھ ہی جبرا اس محبوس مظلوم سے مغلظات پر مشتمل دستخطی تحریر لکھوا کرلی۔ بایں عقل و دانش بباید گریست اس غریب مظلوم مسافر طالب علم پر یہ مظالم صرف اس بدگمانی کی بنا پر روا رکھے گئے کہ شاید وہ دارلعلوم جامعہ غوثیہ معینیہ میں پڑھتا ہو حالانکہ 23.5.94 کو اسے دارالعلوم غوثیہ سے خارج کیا جاچکا ہے

64- سوء ظن (بدگمانی) کی بدترین مثال قائم کرتے ہوئے دعوت اسلامی اور سنی تحریک کے چند نوجوان مہمانوں کو جو پیر فقیر اور اہل اللہ سمجھ کر دعا لینے کے لئے اس کے پاس گئے تھے اپنے گھر میں بے عزت کیا اور ان کی تنظیموں (دعوت اسلامی اور سنی تحریک کو کافروں اور زندیقوں کی جماعت اور ان کے اکابرین و رہنماؤں کو نام لے لے کر کافر و زندیق کہہ کر ان نوجوانوں کے ساتھ بداخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان پر طرح طرح کی بدگمانیاں کیں جس پر وہ تمام نوجوان زندہ شاہد موجود ہیں۔

تصوف و سلوک اور علم ظاہر و باطن کے مجدد العصر ہونے کے نام سے بداخلاقی' بدگمانی' مہمان داری کے شرعی احکام کی پامالی' بے رحمی' کفر سازی اور علماء کرام کی توہین جیسے کبیرہ گناہوں میں مبتلا شخص اسلامی دستاویزات کے مطابق کبھی ولی اللہ نہیں ہوسکتا۔ امام اولیاء فی الھند حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش نے کشف المحجوب صفحہ 31 میں فرمایا ہے (لیس التصوف رسولا ولا علوما و لکنہ اخلاق) امام عبدالوہاب شعرانی نے کشف الغمہ عن اجمیع الامہ جلد اول صفحہ 199 میں ایک حدیث بیان کی ہے (وکان صلی اللہ علیہ وسلم یقول البغض الخلق الی اللہ تعالیٰ من کانت ثیابہ ثیابت الانبیاء و عملہ عمل الجبارین) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے نزدیک وہ شخص سب سے زیادہ مبغوض ہوگا جس کا ظاہری لباس پیغمبروں جیسے ہو اور کردار اس کا ظالموں کی طرح ہو۔

65- ریاکاری کسی نئے شکار سے ملتے وقت اختیاری طور پر اندرون سینہ کو خاص پریکٹس کے ذریعہ ھلا کر اس کو اپنی روحانی طاقت کا تاثر دینا۔

66- ریاکاری ہروقت ہرایک کے سامنے اپنی بڑائی و کبریائی بیان کرنا۔

67- ریاکاری حکم شرعی کے برخلاف منہ پر اپنی تعریف سن کر خوش ہونا اس قسم تعریفوں کو ذریعہ شہرت سمجھنا۔

68- ریاکاری لوگوں کے اجتماعات اور بالخصوص مذہبی جلسوں میں حاضرین کو اپنی قیومیت و روحانیت بتانے کے لئے نصوص انداز بنا کر اختیاری و ارادی طور پر اندرون سینہ کو ہلانا

69- ریاکاری طریقہ لباس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے برعکس خاص وضع و قطع اور مخصوص لباس کا التزام کرکے اپنی شہرت ظاہر کرنا

70- ریاکاری اشتہارات و مذہبی اجتماعات کے لئے پوسٹروں میں اپنے نام کے ساتھ قیوم زمان مجدد العصر جیسے بے محل القابات پڑھ کر خوش ہونا اور جس پوسٹر میں القابات نہ ہوں اس پر ناخوشی کا اظہار کرکے اس میں شریک نہ ہونا یہ سب کچھ خبیث باطن (ریاکاری) پر واضح دلیل اور علامات ہیں مزید ظلم یہ کہ اس شعبدہ بازی کو سنت نبوی کی کامل و اعلیٰ درجہ کی اتباع اور اکابرین تصوف و طریقت کا معمول بالخصوص سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ ہستیوں کی کرامت و کمال مشہور کرکے خلق خدا کو ایک جدید گمراہی میں مبتلا کیا جارہا ہے ورنہ گالیاں بکنے اچھلنے کودنے اور اجماع و تواتر کا جھوٹا دعویٰ کرکے دعوت شریعت کے مقابلہ میں مغلظات پر مشتمل کتاب لکھنے کی کونسی ضرورت تھی کہ جب ان حرکات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور اولیاء کرام کا خاصہ و کرامت ہونے کا دعویٰ کیا جارہا ہے تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کرکے اپنی پوزیشن واضح کریں یا کم از کم حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ شہاب الدین سہروردی، خواجہ بہاؤالدین نقشبند والی ہندوستان، خواجہ خواجگان معین الدین حسن سنجری اجمیری یا حضرت مجدد الف ثانی قدس اسرارہم کے عمل سے دو چار غیر جانبدار علماء کرام کے سامنے ثابت کرکے مسلمانوں کی تسلی و اطمینان کرادیں اگر یہ اختیاری حرکات بزرگان دین سے ثابت ہوں تو ہم ہرگز ان کو فعل حرام و ناجائز کہنے کی جسارت نہیں کریں گے۔ ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ شریعت و طریقت کے حوالہ سے ہر وہ کام جائز اور قابل عمل ہوسکتا ہے جو سلف صالحین کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہو ورنہ دجل و فریب کے سوا کچھ نہیں ہے۔

71- ریاکاری۔ مسائل شرعیہ متنازعہ کا جائز جواب دینے کی بجائے نفسیاتی و شیطانی خوابوں اور مریدین و خلفاء اور اپنے بے محل کمالات اور ولایت خاصہ و وقیومیت وغیرہ کے اونچے سے اونچے دعاوی کئے ہیں اس کا واضح مقصد اپنی خودساختہ ولایت کی تشہیر و ریاکاری کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے حالانکہ شریعت و طریقت دونوں میں بالعموم اور حضرت مجدد الف ثانی کے طریقہ میں بالخصوص ارادی طور پر تشہیر عمل ناجائز و ممنوع ہے مکتوب نمبر238 میں فرمایا ہے (مبادا کہ ترقیات مریدان باعث توقفات پیران گرد و حرارت مسترشدان درکار خانہ مرشدان برودت انداز و ازیں معنی ترسان و لرزاں باید بود و احوال و مقامات مریداں را در رنگ شیر ببر باید دانست چہ جائے انکہ بانہا مفاخرت و

مباہات باید کرد کہ مبادا ازین راہ دروازہ عجب گشادہ گردد) حضرت مجد الف ثانی کے مکتوبات کو پڑھنے سے یقین ہوتا ہے کہ سیف الرحمٰن جیسے ریاکار، مریدوں پر فخر کرنے والے اپنی شہرت پر خوش ہونے والے اور مریدوں کے تواجد اور احوال کو اپنی قیومیت اور ولایت خاصہ پر دلیل بنانے والے پیروں کی گرفت کرتے ہوئے امام ربانی نے یہ مکتوبات لکھے ہیں مکتوبات نمبر313 میں لکھا ہے (پس لازم است بر اکابرین طریقت کہ در ستر احوال میکوشند)

72- تہمت و بہتان- پیر سیف الرحمٰن کوٹوی نے اپنی گالی نامہ و کفر ساز کتاب میں بیسیوں کی تعداد میں جو تہمت و بہتان تراشیاں کی ہیں ان کی چند مثالیں یہ ہیں اپنے پیٹ سے حدیثیں گڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان و جھوٹ باندھا ہے۔

73- تہمت و بہتان۔۔ مجھ پر روس کے ایجنٹ ہونے کی تہمت و بہتان لگایا ہے۔

73- عمامہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اسلام میں عمامہ ہونے سے انکار کرنے کی مجھ پر تہمت و بہتان

74- انسان کے فاعل مختار و کاسب الاعمال ہونے کے متعلق آیات قرآنی سے منکر ہونے کی مجھ پر تہمت و بہتان

75- اللہ تعالیٰ کی طرف کسب نسبت کرکے اس کو کاسب کہنے کی مجھ پر تہمت و بہتان

76- تصوف سے منکر ہونے کی مجھ پر تہمت و بہتان

77- امام شاہ احمد خان بریلوی آفریدی نور اللہ مرقدہ کی طرف عمامہ کے وجوب اور سنت موکدہ ہونے کا عقیدہ منسوب کرکے ان پر تہمت و بہتان

78- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور تقلید کو ناجائز کہنے کی مجھ پر تہمت و بہتان

79- قرآن شریف کی غلط تفسیر بالرائے اپنے پیٹ سے گڑھ کر بے گناہ مفسرین کا جھوٹا حوالہ دے کر ان پر تہمت و بہتان

80- حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سے انکار کرنے کی مجھ پر تہمت و بہتان

سیف الرحمٰن کوٹوی افغان مہاجر جیسے رسمی پیر اور مذہبی استاد و شیخ کے حقوق

کے حوالہ سے میرے اعتراض نمبر8 کے جواب میں سیف الرحمٰن کے مزخرفات کے تفصیلی جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ مذکورہ 80 عدد کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے پیر سیف الرحمٰن حقیقی پیر و مرشد الشریعہ والطریقہ ہرگز نہیں ہوسکتا لہٰذا ایک مذہبی استاد و شیخ کے مقابلہ میں سیف الرحمٰن جیسوں کا اس کے سوا کسی پر کوئی حق نہیں بنتا کہ اس کو مذکورہ کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنے کی نصیحت و تبلیغ کرکے اس کی اصلاح نفس کی جائے حضرت مجدد الف ثانی نے مبدا و معاد میں جس پیر کے حقوق بتائے ہیں وہ درست ہے اور ناقابل تردد ہے لیکن حقیقی پیر و مرشد کے لئے ہیں لہٰذا پیر سیف الرحمٰن جیسے قابل اصلاح شخص کا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے بالخصوص ایسے حالات میں جبکہ اس کا مرید اور اس کے کہنے کے مطابق اخص الخاص ولی اللہ (مولانا شاہ منیر) ولد حبیب اللہ سکنہ ڈوگل ضلع دیر حال امام مسجد پشتہ خسرہ بالا صرف اور صرف اسی کی وجہ سے طلاق مغلظ میں مبتلا ہوکر بھی گناہ کبیرہ پر بیٹھا ہوا ہے نعوذ باللہ اور اس کا دوسرا خلیفہ مولانا حبیب اللہ ولد مناف سکنہ تیمر گرہ ضلع دیر پشاور شہر میں ایک عظیم جامع مسجد کی امامت سے محروم ہوکر صرف اور صرف اسی کے خلیفہ ہونے کی وجہ سے جیدعالم اور مدرس ہونے کے باوجود ہر طرف سے محرومی کا سامنا کرکے بے ثمر ہوکر گھر میں بیٹھا ہوا ہے اور پیر سیف الرحمٰن اب بھی ان سے یہی کہہ رہا ہے کہ میرے حقوق تم پر مذہبی استاد کے مقابلہ میں زیادہ ہیں بایں عقل و دانش بباید گریست اس کے مرید ہونے کی وجہ سے کتنوں کا دینوی نقصان ہوچکا ہے اور کتنوں کا اخروی نقسان ہورہا ہے یا کتنے عرصہ دراز تک اس کی مریدی میں رہنے کے بعد اس کے اندرون حالات پر مطلع ہوکر اس سے بیزار ہوچکے ہیں یا بیزار ہورہے ہیں اور عجیب و غریب انکشافات کر رہے ہیں۔ ان کا ذکر کرنا ہمارے موضوع سے خارج ہونے کی وجہ سے نامناسب ہوگا ورنہ قارئین کے لئے انوکھا سے انوکھا اور عجیب سے عجیب تر معلومات کا سبب ہوتا لیکن مذکورہ دو بدقسمت علماء (مولانا حبیب اللہ و مولانا شاہ منیر) کا ذکر صرف اس لئے کیا کہ ان کی میرے ساتھ نسبت تلمذ ہے لہٰذا سیف الرحمٰن کے ہاتھوں ان کے ضیاع و خسران کا مجھے روحانی صدمہ ہے۔

نہایت اختصار کے ساتھ پیر سیف الرحمٰن کے مزخرفات کا جواب لکھنے کے بعد آخر میں اس حقیقت کا اظہار کرنا بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ الٰہیات کا ایک طالب

علم اور مذہبی اقدار کے پاسبان ہونے کی حیثیت سے پیر سیف الرحمن کے چند اعمال و عقائد کو غیر اسلامی سمجھ کر نہی عن المنکر کے اسلامی جذبہ کے تحت میں نے اس کی شرعی گرفت کی تھی جو ایک عالم و مسلمان کا شرعی حق ہے جس کے جواب میں پیر سیف الرحمٰن کا مذہبی فریضہ تھا کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کی وضاحت کرکے ہماری تسلی کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی پوزیشن کو بھی صاف کرتے یا غیرجانبدار چند علماء کرام کے ذریعہ اس کی شرعی حیثیت و فیصلہ تسلیم کرتے یا اس گرفت کو جائز سمجھ کر اپنے غلط عقیدہ و عمل سے تائب ہوجاتے لیکن انہوں نے ایسا کرنے کی بجائے محض تکبر کی بنا پر میرے خلاف غلط پروپیگنڈہ' جھوٹے الزامات' ناپاک سازشیں کرتے کرتے میرے خلاف ایک کتاب لکھی جس میں میری طرف از اول تا آخر اپنی عادت کے عین مطابق کفر ہی کفر تقسیم کی ہے اس کے غیر اسلامی عقائد و ناجائز حرکات پر اس کی شرعی گرفت کرنے کا حق مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا لیکن مسئلہ کا جواب مسئلہ سے دینے اور قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے موقف کی صفائی و وضاحت کرنے کی بجائے مجھے کافر' زندیق' قطعی اجماعی کافر کہہ کر میری عرفی حیثیت کو زائل کرنے اور میرے ہتک عزت کرنے کا حق اس کو شیطان کے سوا اور کس نے دیا تھا بہرحال اب اس کا فیصلہ عدالت میں ہوگا کہ یہ حق اس نے کہاں سے حاصل کیا تھا اپنے مریدوں کے علاوہ باقی تمام مکاتب فکر مسلمانوں کو کافر و زندیق کہنے والے اس عادی مجرم کے غیر اسلامی عقائد اور عالم اسلام سے جداگانہ طرز عمل کا آج سے قبل بہت کم حضرات کو علم تھا لہٰذا اگر میری طرف سے گرفت کردہ مسائل و عقیدہ سے توبہ کرتا یا منکر ہوجاتا تو میں نہی عن المنکر کے شرعی فریضہ کی توفیق ادائیگی پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لا کر خاموش ہوجاتا توبہ کی صورت میں اس لئے کہ میری تبلیغ کی برکت سے ایک مسلمان کی اصلاح ہوگئی انکار کی صورت میں اس لئے کہ قبل ازیں اس کے اس غیر اسلامی عقیدہ کے ثبوت کے لئے میرے پاس کوئی تحریری یا دستاویزی ثبوت موجود نہیں تھا لیکن اب انکار یا توبہ یا شرعی فیصلہ کو قبول کرنے کی بجائے پیر سیف الرحمٰن نے اس میں سے اکثر کا اعتراف کرکے اپنے غلط و غیر اسلامی عقیدہ و عمل پر تمام اہل اسلام کو آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے غیر اسلامی عقائد کا دستاویزی ثبوت بھی خود ہی فراہم کیا ہے کہ مصداق یک نہ شد دو شد

پہلے صرف 10 مسائل پر اس کی شرعت گرفت ہوئی تھی اب اس نے جدید روحانیت و اختراعی تصوف میں اور ترقی کرکے کچھ اور بھی قابل گرفت اور خطرناک مذہبی اختراعات کا تحریری ثبوت اپنی اس گالی نامہ و کفرساز کتاب میں فراہم کیا ہے۔

سابقہ 10 مسائل میں سے صرف تین کا انکار کیا ہے جس پر خاموشی اختیار کرنا ہمارا مذہبی و اخلاقی فریضہ ہے اور جواب دینے کی جو کوشش کی گئی تھی اس کی مکمل مہذب شرعی تردید میری طرف سے شائع ہونے کے بعد پیر سیف الرحمٰن پر ان غیر اسلامی عقائد و اعمال سے توبہ کرنا یا شریعت محمدی کے مطابق فیصلہ کو تسلیم کرنا لازم ہے اور 2/10 کا پیر سیف الرحمٰن کی طرف سے نہ کوئی جواب اور نہ انکار لہٰذا اب سابقہ مسائل کے ساتھ ساتھ درج ذیل جدید قابل اعتراض 16 مسائل پر پیر سیف الرحمٰن کی شرعی گرفت کرکے نہی عن المنکر کا اسلامی فریضہ ادا کرنا ضروری اور مذہبی ذمہ داری سمجھتا ہوں

1- گالی نامہ و کفرساز کتاب کے صفحہ 143 پر ایک عبارت میرے تجزیہ کے مطابق اپنے پیٹ سے نکال کر ابراہیم بیجوری کی تصنیف مواھب اللدنیہ کا جھوٹا حوالہ دیا ہے ورنہ ہم کو بتا دیں کہ ابراہیم بیجوری کی تصنیف مواھب اللدنیہ کی کس جگہ میں ہے کہیں بھی نہیں ہے محض جھوٹ اور کتاب البطن کی عبارت ہے وہ خود ساختہ مصنوعی عبارت یہ ہے کہ (العمامہ سنۃ موکدہ محفوظۃ لم تیر کہا العلماء

2- مذکورہ صفحہ پر ابن عربی کے حوالہ سے یہ عبارت لکھی ہے (العمامہ سنۃ المسلمین) یہ بھی کتاب البطن سے نکالی گئی خودساختہ عبارت ہے نیز یہ کہ ابن عربی نام کے متعدد اسلاف گزرے ہیں یہاں پر کونسا ابن عربی مراد ہے اور اس کی کس کتاب کی کس جلد و کس صفحہ میں یہ عبارت موجود ہے ثابت کرکے جھوٹ جیسے کبیرہ گناہ کے الزام سے اپنے آپ کو بری کریں ساتھ ہی ہمارے علم میں کچھ اضافہ کرنے کا ثواب بھی تم کو ملے گا جس پر ہم تمہارا شکریہ بھی ادا کریں گے ہمت کریں قدم بڑھائیں ہمیں چوگاں ہمیں میداں

3- مذکورہ صفحہ میں گمنام و گم ذات ابن عربی کے حوالہ سے یہ عبارت لکھی ہے (العمامہ سنت الاسلام) اس جھوٹ کو بھی سچا ثابت کرکے دکھائیں۔

4- مذکورہ صفحہ میں گم نام مصنف نہ وارد کے مصداق صرف شرح الشمائل کے

حوالہ یہ مصنوعی و خودساختہ عبارت لکھی ہے کہ (العمامہ سنۃ مستمرۃ للنبی صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اس کو بھی سچ ثابت کرکے جھوٹی عبارات اپنے پیٹ سے خود بنا کر بیگناہ اسلاف کا جھوٹا حوالہ دینے کے بدترین جرم و گناہ کے الزام سے اپنے آپ کو بری کریں یا توبہ کریں۔

(نوٹ) ان مذکورہ عبارات کے متعلق جن کتابوں کا یا جن حضرات کا حوالہ دیا ہے انہی کتابوں سے اور انہی حضرات کی تصانیف سے ثابت کرنا ہوگا ورنہ اپنے جیسے کسی خدا ناترس جاہل مرکب کا یا کسی دوسری کتاب یا رسالہ کا نام لیکر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کرنا عین جھوٹ و شیطنیت ہوگی لہٰذا گالی نامہ و کفرساز کتاب کے مذکورہ صفحہ 143 پر موجود محلولہ کتب و مصنفین کا سچا حوالہ ثابت کرکے اپنی سچائی و صداقت کی ہم سے داد حاصل کریں ہمت کریں قدم بڑھائیں ہمیں چوگاں ہمیں میداں

5- صفحہ 23 میں بے گناہ متکلمین اہلسنت پر ناکردہ گناہ کی تہمت و بہتان باندھ کر اپنے پیٹ سے نکالا ہوا غلط مسئلہ ان کی طرف منسوب کرکے جھوٹا حوالہ دے کر لکھا ہے (متکلمین اہلسنت فرماتے ہیں کہ فعل، کون، صنع وغیرہ جب اللہ تعالیٰ کو منسوب ہوجائے تو خلق و ایجاد کے معنی پر ہیں)

لاحول ولاقوہ الا باللہ متکلمین صیغہ جمع میں بھی ہم تم کو معاف کریں گے صرف ایک متکلم وہ بھی نہ صرف اہلسنّت بلکہ مدعیان اسلام میں سے کسی بھی ایک مشہور متکلم کا سچا حوالہ اس بات پر پیش کرکے غیر جانبدار چند علماء کرام کے سامنے اس جدید جھوٹ کو سچا ثابت کرکے اپنے آپ کو بری الذمہ کر دیں (ماابعدہ واکذبہ) میں اپنی ایمانی فراست، علمی تجربہ کی بناء پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یقین کے ساتھ کہوں گا کہ قیامت تک اس جھوٹا حوالہ کو سچ ثابت نہ کرسکو گے ورنہ آیت کریمہ **وکان اللہ بکل شیئی علیما، وکان اللہ علی کل شیئی رقیبا ان اللہ کان علی کل شیئی شھیدا**، اور حدیث شریف کے مقدس الفاظ (کان اللہ ولم یکن معہ شیئی) جیسے بیسیوں نصوص میں کیا کرو گے (فاعتربو ایا اولی الابصار)

6- صفحہ نمبر 291 میں تم نے اپنے آپ کو عین اسلام ٹھہرا کر اپنے اوپر اعتراض کرنے والے کو اسلام پر اعتراض کرنے والا قرار دے کر بطور دلیل آیت کریمہ **ومن یبتغ غیر السلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرہ من الخاسرین** کو پیش کرکے اس کے آخری لفظ (من الخاسرین) کا معنی کافرین بتا کر مفسرین کا جھوٹا حوالہ دیا ہے حالانکہ آخرت سزا کفر کی جگہ ہے کافر ہونے کی جگہ نہیں ہے وہیں پر تو کفار بھی اپنے کفر سے توبہ کرکے مسلمان ہوجائیں گے لیکن ان کا اسلام لانا ان کے لئے مفید نہیں ہوگا لہٰذا اس غلط تفسیر و ترجمہ کو تم نے اپنے پیٹ سے نکال کر بیگناہ مفسرین کا جھوٹا حوالہ دیا ہے ورنہ ثابت کریں کہ کس کس مفسر نے آیت کریمہ کے تحت یہ معنی و تفسیر بیان کئے ہیں ہمت کریں قدم بڑھائیں کرامت دکھائیں ہمیں چوگاں ہمیں میداں صرف گالی نامہ و کفر ساز کتاب میں ہی نہیں بلکہ میری طرف سے تنبیہہ بنام تلامذہ تحریر کا جواب اور املا تم نے خود لکھوا کر اس میں بھی یہی من گھڑت تفسیر بالرائے لکھ کر کما قالہ المفسرون کہہ کر تمام مفسرین پر جھوٹ و بہتان باندھا ہے ورنہ ثابت کرو تمام مفسرین ہم تم کو معاف کریں گے کوئی ایک دو تو بتاؤ لیکن اپنے حجرہ کے اندر مریدوں میں بیٹھ کر نہیں بلکہ غیر جانبدار دو چار علماء کرام کے ذریعہ یا تحریر میں لاکر بتا دیں تاکہ ان معدوم الوجود مفسرین تک ہم بھی رسائی حاصل کرسکیں۔

7- صفحہ 310 میں تم نے سلسلہ قادریہ کے مشائخ کرام کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ان کے نزدیک بلاوضو درود شریف کا پڑھنا ناجائز ہے۔

8- نیز مذکورہ صفحہ میں لکھا ہے کہ (بغیر وضو درود شریف پڑھنے سے نصف ثواب ملتا ہے) آپ کے ان دونوں حوالوں کو میں اپنے معلومات کے مطابق جھوٹ اور مشائخ کبار سلسلہ عالیہ قادریہ پر بہتان و افترا سمجھتا ہوں اس لئے کہ شریعت و طریقت کی زبان میں ناجائز اس کو کہتے ہیں جس کے عدم جواز پر قرآن و حدیث یا اجماع امت یا کم از کم قیاس مجتہد میں کوئی دلیل موجود ہو اس کے بغیر کسی چیز کو ناجائز کہنا حرام یا ناجائز و بدعت اور گمراہی ہے اسی طرح کسی بھی عمل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب یا عذاب کا ملنا کتنا اور جتنا ملنا ہے یہ خالصتاً غیبی مسئلہ ہے جس کا علم اللہ جلہ شانہ اور اس کے بتانے سے اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے بغیر کسی امام یا مجتہد کو بھی محض عقل کے اٹکل سے حاصل نہیں ہوسکتا لہٰذا بغیر وضو درود شریف کے پڑھنے کا آدھا ثواب آپ نے جو لکھا ہے وہ محض جھوٹ اور کتاب البطن کی گمراہی سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا راستہ ہے ورنہ شریعت و طریقت کے دلائل اربعہ میں اس کو ثابت کرکے اپنے آپ کو بری الذمہ کریں بصورت دیگر ایسے بدترین جرائم سے توبہ کرنا آپ پر لازم ہے۔

9- صفحہ 144 میں لکھا ہے کہ ایک ضعیف دوسرے ضعیف سے ملکر قوی بن جاتا ہے گذارش یہ ہے کہ ضعیف کا دوسرے ضعیف سے ملکر قوی بننے کا مسئلہ ہمارے معلومات کے مطابق محض کتاب البطن کے مغارف ہیں اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص یہ کہ دے کہ صفر دوسرے صفر سے ملکر ہزار بن جاتا ہے بہرحال اس غیر مسموع مسئلہ کو تم نے مذکورہ صفحہ میں کما صرح بہ المحدثون کہہ کر بے گناہ محدثین کرام کا جھوٹا حوالہ دے کر ان پر تہمت و بہتان باندھا ہے ہمارے معلومات کے مطابق محدثین کرام سے کسی ضعیف متن کا کثرت طرق کیوجہ سے قوی و قابل عمل ہونے کا ثبوت تو موجود ہے لیکن صفر کا صفر سے مل کر 100 ہونے کی طرح ایک ضعیف کا دوسرے ضعیف سے مل کر قوی بن جانے کے ساتھ تمام محدثین چھوڑ کر کسی ایک نے بھی تصریح نہیں کی لہٰذا بے گناہ محدثین کرام کی طرف جھوٹا مسئلہ منسوب کرکے جھوٹ و بہتان جیسے اس کبیرہ گناہ سے توبہ کریں ورنہ اس حوالہ کو سچا ثابت کرکے اپنے آپ کو بری الذمہ کردیں۔ ہمت کریں قدم بڑھائیں کرامت دکھائیں معدوم الوجود کو موجود کرکے ہماری معلومات میں اضافہ کیجئے ہم آپ کے شکرگذار ہوں گے

ہمیں چوگاں ہمیں میداں

10- صفحہ 135 میں اپنے پیٹ سے حدیث گڑھ کر ایک ظلم یہ کیا ہے کہ امام مناوی کی شرح جامع صغیر کا جھوٹا حوالہ دیا اور دوسرا بدترین ظلم یہ کہ کتاب البطن کی اس عبارت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نبوی بتا کر بانی اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا ہے کہ **(ان العمامہ حاجزہ بین کفر و ایمان فاعتمو فان العمامہ سیما الاسلام و ھی حاجزہ بین المشرکین و المسلمین)**

11- صفحہ 147 میں اپنے پیٹ سے عبارت بنا کر کنوزالحقائق کا جھوٹا حوالہ دیکر حدیث نبوی بتائی ہے جو ظلم عظیم ہے عبارت یہ ہے **(قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم العمائم سیما المسلمین ای فارق بین المسلمین و المشرکین)**

12- صفحہ 203 میں وجد اور حرکت لطائف کے نام پر خوداختیاری تحریک سینہ اور اندرون سینہ ھلانے کے ثواب و کرامت خاصہ الخاص اولیاء اللہ ہ ہونے پر استدلال کرتے ہوئے کتاب البطن کی اس عبارت کو **(من اقشعر جلدہ من خشیتہ اللہ تحاطت عنہ الذنوب کما تحاطت ورقہ الشجرہ الیابسہ)** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قرار دی ہے جو محض کذب و افتراء ہے

13- صفحہ 129 میں کتاب البطن کی اس عبارت کو **(من فسر القران برائہ فقد بوّئہ مقعدہ من النار)** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قرار دے کر بانی اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھا ہے۔

14- مذکورہ صفحہ پر اس عبارت کو **(من فسر القران برائہ فلخطاء فقد کفر)** بانی اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نبوی بتا کر افترا علی الرسول کے جرم عظیم میں مبتلا ہوا ہے۔

گذارش یہ ہے کہ میرے معلومات کے مطابق 10 تا 14 مذکورہ عبارات انہیں الفاظ و ترکیب کے ساتھ محض کتاب البطن کی ایجاد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہرگز نہیں ہیں بلکہ اپنے غیر اسلامی مدعا و مطلب کو ثابت کرنے کے لئے تم نے اپنی عادت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بتا کر افترا علی الرسول کے ظلم عظیم کا ارتکاب کیا ہے جبکہ محدثین کے نزدیک حدیث نبوی میں اپنی طرف سے ایک لفظ کا اضافہ کرنا یا تبدیل کرنا بھی ناجائز و گناہ ہے بخاری جلد دوم

صفحہ 934 میں ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی حدیث کے الفاظ میں و بنبیک الذی ارسلت کی جگہ وبرسولک الذی ارسلت کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہیں دی۔

15- صفحہ 145 میں آیت کریمہ **(خذو زینتکم عند کل مسجد)** کا جو معنی و مفہوم بیان کیا ہے یعنی وجوب عمامہ پر استدلال وہ تفسیر بالرائے اور کتاب البطن کی ایجاد ہے لہٰذا اس گناہ سے بھی توبہ کرکے خلق خدا کو گمراہ کرنے کے عذاب سے اپنے آپ کو محفوظ کریں ورنہ ثابت کرکے بتائیں کہ مذکورہ آیت کریمہ کا یہ معنی و مفہوم سلف صالحین میں سے کس نے یا کس مفسر نے بیان کیا ہے

16- صفحہ 145 تا 150 عمامہ باندھنے کو واجب قرار دیا ہے جس کے نتیجہ میں عمامہ نہ باندھنے والے تمام مسلمان مرتکب حرام' تارک واجب' مردودو الشہادہ' فاسق' گناہ کبیرہ کے مرتکب اور بغیر عمامہ کے نماز پڑھنے والوں کی نمازیں مکروہ تحریمہ واجب الاعادہ وغیرہ وغیرہ مفاسد کثیرہ لہٰذا تم کو کہہ رہے ہیں کہ خدا سے ڈرے دین فطرت کو قابل نفرت اور ناقابل عمل نہ بنائیں

میری طرف سے گرفت کردہ مسائل کو شریعت محمدی علی صاحبہا الصلواہ والتسلیم کی روشنی میں حل کرنے کی بجائے شریعت اسلامیہ سے منکر ہوکر آپ نے میرے خلاف جو غلیظ ترین گالیوں پر مشتمل کتاب بنام ھدایہ السالکین لکھ کر اپنے غیر اسلامی اعتقادیات و اعمال کا جو دستاویزی ثبوت فراہم کیا ہے اس کے صفحات سے مذکورہ سولہ عدد غیر اسلامی عقائد و مسائل و اعمال کو میں نے اپنے معلومات کے مطابق غیر اسلامی حرکت سمجھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **(من ری منکم منکر فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ)** الحدیث کے مطابق ان منکرات و غیر شرعی حرکات سے آپ کو نہی عن المنکر کرنے کا شرعی فریضہ ادا کرتے ہوئے بتا رہا ہوں کہ ان سولہ جدید مسائل کے ساتھ سابقہ سات اعتراضات (جس میں سے پانچ مزخرف و ناقابل قبول جوابات کو میں نے اس جوابی کتاب میں قال اللہ قال الرسول کی روشنی میں رد کریا اور 2 کا کوئی جواب ہی تمہاری طرف سے نہیں دیا گیا لہٰذا ان سولہ جدید اعتراضات کے ساتھ ساتھ سابقہ 7 اعتراضات کو ملا کر کل 23 عدد شرعی گرفت پر تکبر' غرور' عُجب' بدگمانی' مکابرہ اور تعصب و تنگ نظری کی عینک اتار کر اور

پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی سے چھ درجہ فوق ہوکر مقام قیومیت و قطب الارشاد پر فائز ہوکر تمام اولیاء اللہ' اقطاب' اوتاد' ابدال' افراد' پر فائق اور نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے خوساختہ مزعومہ کے گھمنڈ سے نکل کر صرف اور صرف ایک گناہ گار امتی مسلمان ہونے کی حیثیت سے ان اعتراضات پر آیت کریمہ (**اذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ بالعزۃ بالاثم فحسبہ جہنم وبئس المہاد**) کے مصداق بنکر آگ بگولہ ہونے کی بجائے مثبت غور کرکے اپنے نفس امارہ کی اصلاح فرمائیں اسی میں آپ کی بہتری ہوگی دیکھئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے مکتوب نمبر238 میں لکھا ہے (باید کہ منظور نظر احوال و اعمال خود باشد و ملحوظہ سکون و حرکت خود بود مبادا کہ ترقیات مریدان باعث توقفات پیران گردد و حرارت مسترشدان درکار خانہ مرشدان برودت انداز و ازیں معنی ترسان و لرزان باید بود احوال و مقامات مریدان را در رنگ شیر و ببر باید دانست چہ جائے آنکہ بانہا مفاخرت و مباہات باید کرد کہ مبادا ازین راہ دروازہ عُجب کشادہ گردد) اور مکتوب نمبر238 میں بھی اسی قسم کی نصیحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ (فکر کار خود باید کرد تا ایمان .سلامت ببرد اجازت نامہ و مریدان بکار نخواہند آمد) لہٰذا مریدوں پر مغرور ہونے اور نفسیاتی و خیالی خوابوں اور منہ پر تعریف کرکے کمر توڑنے والے مطلبی مریدوں کی باتوں کو اپنی خودساختہ اور مزمومہ ولایت علیاء کی دلیل بتا کر اپنی آخرت تباہ و برباد کرنے کی بجائے حضرت امام ازاولیاء مقتدا المسلمین امام ربانی مجدد الف ثانی کی مذکورہ نصیحتوں پر عمل کرکے اپنی عاقبت کو بچائیں مجھ جیسے مخلص بے باک نصیحت و تبلیغ کرنے والا پھر آپ کو نہیں ملے گا لہٰذا آئیں میری طرف سے گرفت کردہ 23 مسائل پر مثبت غور کرکے توبتہ النصوع ہوجائے یا غیر جانبدار علماء کرام کے ذریعہ میری ان باتوں کو شریعت محمدی علی حاجبہا الصلواہ والتسلیم کی روشنی میں تسلیم کریں میری طرف سے مذکورہ گرفت اور میرے اعتراضات غلط ہونے کی صورت میں میری اصلاح نفس اصلاح علم ہوگی جس پر آپ کو بھی ثواب ملے گا اور میرے یہ اعتراضات درست ہونے کی صورت میں آپ کے لئے اصلاح نفس کا ذریعہ ہوگا جس پر ثواب مجھے بھی ملے گا اس میں آگ بگولا ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ تکبر پکڑنے' ناک چڑانے اور اپنی شان کبریائی کے خلاف سمجھنے کی کونسی ضرورت اور کافر و زندیق کے فتویٰ لگانے کا کیا جواز مغلظ گالیاں بکنے کا کیا تقاضا'

مخلصانہ تبلیغ و نصیحت کرنے اور شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کی دعوت دینے والوں پر بہتان ترازی کرکے شریعت سے فرار ہونے کا کیا جواز بنتا ہے لہٰذا تشریف لائیں اب بھی وقت ہے ان 23 شرعی اعتراضات پر مثبت غور کریں توبہ کریں یا شریعت کریں مجھے سمجھائیں یا مجھ سے سمجھ جائیں اپنی اصلاح نفس کرائیں یا میری اصلاح کریں۔ دعوت شریعت یا دعوت توبہ کا ردعمل گالیوں' نفرتوں' الزام تراشیوں مکابرہ تعصب اور تنگ نظری کے ساتھ کرنا ہرگز ہرگز بانی اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں ہے بلکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ طریقہ سرکش مشرکین کا تھا پیغمبر کریم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تو یہ تھی کہ انہوں نے اپنے بدترین دشمن اور اس وقت کے ابوجہل کی زبان سے اپنی معصوم ذات کی بابت ساحر' مجنوں' کاھن' جھوٹا اور اپنے جیسے آلودہ انسان جیسے الفاظ خبیثہ سن کر بھی آگ بگولہ نہیں ہوئے بلکہ آخر وقت تک حتی المقدور ایسے بدبختوں کی ہدایت و ایمان کے لئے بھی سعی بلیغ و تبلیغ علی وجہ اتم فرمائی میں بھی اسی سنت نبوی کے عین مطابق آپ کو بچانے کے لئے تبلیغ کررہا ہوں۔ اور حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق اپنا مذہبی فریضہ سمجھ کر پہلے بھی نفس امارہ کے تمام تر تقاضوں سے بالاتر ہوکر نہی المنکر کرتے ہوئے 10 مسائل پر آپ کی شرعی گرفت کی تھی اب بھی اسی سنت و حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق مذکورہ مسائل پر آپ کی گرفت کرکے ہر قسم کے تعصب' تنگ نظری' مکابرہ اور نفس امارہ کے تمام تقاضوں سے بالاتر ہوکر آپ کو مذکورہ غیر اسلامی عقیدہ و حرکات سے منع ہونے یا توبہ کرنے یا شریعت کرنے کی طرف مخلصانہ دعوت دے رہا ہوں اور اس دعوت اصلاح یا دعوت شریعت میں میرے مخلص اور غیر متعصب ہونے کی واضح دلیل یہ بھی ہے کہ آپ کی طرف سے 112 مغلظاتت اور کفر و زندیق جیسے قبیح ترین عیوب میری طرف نسبت ہونے کے باوجود میرا انداز تحریر مشفقانہ' ناصحانہ اور مبلغانہ رہا ہے حالانکہ جن ظنیات کی بناء پر یہ الفاظ آپ نے مجھ سے منسوب کئے ہیں آپ کے ان ہی ظنیات کی بنا پر وہی عیوب و قبائح 10 گنا زیادہ آپ پر عائد کئے جاسکتے تھے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے یہ سب کچھ ناسمجھی' جہل مرکب اور غلبہ نفس امارہ وغیرہ کمزوریوں کی وجہ سے کیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے نفس امارہ کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگر آپ نے مذکورہ 23 مسائل میں میری دعوت و تبلیغ اور نہی عن المنکر کے مخلصانہ پیشکش کو قبول کرکے اپنی نفس کی اصلاح کرتے ہوئے ان گناہوں سے توبہ النصوع کی یا شریعت مقدسہ کی بالادستی و تقدس تسلیم کرتے ہوئے ان مسائل کو شریعت کی روشنی میں حل کرنے کی دعوت کو قبول کیا یقیناً آپ کے لئے باعث عزت دارین ہوگا ورنہ جہل مرکب کا علاج اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کیا میری طرف سے دعوت و تبلیغ اور نہی عن المنکر کی ادائیگی کا فریضہ ادا ہوچکا اس سے زیادہ میں کچھ بھی نہیں کرسکتا

اللھم اشھد

والسلام

پیر محمد چشتی 26/8/95

صدر پاسبان اہلسنت والجماعت صوبہ سرحد

مہتمم دارالعلوم جامعہ غوثیہ معینیہ

بیرون یکہ توت پشاور شہر

صدر انجمن علماء اوقاف صوبہ سرحد

ضروری نوٹ

آئندہ صفحات پر کتاب ہداۃ السالکین کے ضروری حوالہ جاتی صفحات کی فوٹو کاپی حاضر ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۝ (الآیۃ)

الحمدللہ کہ دریں زمانِ پُرفساد کتاب مستطاب

ھِدَایَۃُ السَّالِکِیْنَ فِیْ رَدِّ الْمُنْکِرِیْنَ

بعض متعصبین کی متعنتانہ اعتراضات اور اُن کا مفصل جوابات مع بعض لواحقاتِ ضروریہ ومعارفِ لدنیہ سیفیہ

از افاضات وارشاداتِ

قیوم زمان، قطب الارشاد، مجدد عصر، فخر الاماثل والاکابر، جامع طرقِ اربعہ، قائدِ اہلسنت شیخ العرب والعجم، سراج الاحناف حضرت آخوندزادہ

سیف الرحمٰن صاحب پیر ارجی خراسانی نقشبندی مجددی دامت برکاتھم العالیہ

منجانب

جامعہ سیفیہ منڈیس کچوری نیر پشاور سرحد

اشاعت بار اول: محرم الحرام ۱۴۱۶ھ

دیتے ہیں اور بدترین جبری کافر پیر محمد نے کسب و اکتساب (یعنی سونا اور
نرناہ شبانِ خداوندیؒ کی صفت ٹھہرایا ہے - اور اپنے معترضانہ خط میں یہ
بھی لکھا ہے کہ " اللہ تعالےٰ سے کچھ ہونے کا یقین اور مخلوق سے کچھ
بھی نہ ہونے کا یقین " اسلامی عقیدہ ہے اور ہم پر زبان درازی کیا
ہے کہ آپ لوگوں نے اس عقیدہ کے حاملین پر کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے
اور لکھا ہے کہ میں اس عقیدہ رکھنے والوں پر کفر کا حکم لگانا
اصولِ اسلام سمجھتا ہوں - وغیرہ وغیرہ - .

تو معلوم ہوا کہ پیر محمد اس جبری عقیدہ کو اسلامی عقیدہ ٹھہرا کر جبریہ
کا اُجرتی آلۂ کار ہے نیز قارئین کرام پر بھی واضح ہے کہ ہم نے تو جبریہ
پر کفر کا حکم نہیں لگایا ہے بلکہ علماءِ اہلسنت اور فقہاءِ احناف اور
اولیاءِ امت نے فرقۂ جبریہ کو کافر قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ "یجب
اکفار المجبرۃ" - یعنی اس بدترین فرقۂ جبریہ کی تکفیر شرعاً واجب ہے -
اور ہم فقہاءِ کرامؒ اور متکلمین اہلسنتؒ کی اقوال کا اتباع کرتے ہیں
اور حکم شرعیہ ظاہر کر دیتے ہیں - پس اس حکم شرعیہ واجبہ کے اظہار
کو اصولِ اسلام کے خلاف سمجھنا بالفاظ دیگر ان تمام مذکورہ فقہاءِ
کرامؒ اور متکلمین اہلسنتؒ کی توہین کرنا ہے اور انہیں بزرگانِ دین
کو اصولِ اسلام کے خلاف قرار دینا ہے اور ان کے اظہارِ حکم شرعیہ
واجبہ کو اصولِ اسلام سے خلاف سمجھنا ہے کہ بالفاظ دیگر ایمانِ محض
اور اسلامِ محض کو کفرِ محض قرار دینا ہے کیونکہ عقائد کے باب میں
اصولِ اسلام کے خلاف عقیدہ کفر ہی ہوتا ہے -

اعتذار

الفاظ کے پیچوں میں اُلجھتے نہیں دانا
غوّاص کو مطلوب ہے صدف سے کہ گُہر سے

ناظرین کرام ، معترض کے اعتراضات اُردو زبان میں تھے نیز جوابات کا مطالبہ بھی
اُردو زبان سے کیا گیا تھا اسی بناء پر اُردو زبان میں زیرِ نظر کتاب تحریر ہوا
لیکن چونکہ ہمارا مادری زبان پشتو ہے اس لیئے ممکن ہے کہ اُردو گرائمر کے لحاظ
سے ہمارے تحریر میں قابلِ ترمیم عبارات ہو لیکن مقاصد کو مدِ نظر رکھکر ہمارے
اعتذار کو قبول فرمائیے .

نیز جوابات کے لہجہ میں جو لفظی تشدد پایا جاتا ہے ہمارے ساتھ اسکا عُذر
واضح ہے وہ یہ کہ معترض کی اعتراضات پڑھکر آپ پر ہمارا عُذر واضح ہوجائے گا
کہ تمام اعتراضات میں اس نے ناشائستہ زبان استعمال کرکے بازاری گالیاں استعمال
کی ہیں - فقط .

تہم دارد ۔ وچون بمرتبۂ تکمیل رسید و بشہادتِ اکابر و الہاماتِ متواتر ملہم شود آن زمان اظہار کند تا مردم منزلت اور دریافتہ ازو استفادہ نمایند و مشتاق آن کمالات شوند ۔ « ارشاد الطالبین ص ۲۰/۲۳ »

تو معلوم ہوا کہ ارشاد و تکمیل سے مشرف اولیاء کرامؒ کا اظہارِ نعمت جائز بلکہ ضروری ہے اگرچہ ذوق کے لحاظ سے اپنے آپ کو منشائر اور فساد تصور کرتے ہیں تو اس سلسلہ میں اپنے مرشد مبارک جناب شیخ المشائخ قطب الارشاد قیوم زمان علامہ مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ کا ارشاد مبارک نقل کرتا ہوں تاکہ طالبانِ خدا کیلئے مشعلِ راہ بنے اور منکرین حق پر حجت بن جائے ۔

اقوال مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہٗ

ایک دن مجھے حضرت شیخ سمنگانیؒ نے فرمایا کہ آخندزادہ صاحب : آپ جاکر ارچی خراسانا میں لوگوں کو ارشادِ حق کریں اور طالبانِ حق کو نفع پہنچائیں ۔ تو میں نے عرض کیا کہ میرا بڑا بھائی ہے جو کہ آپ مبارک کا سسر ہے وہ مجھے ارشادِ حق کیلئے موقع نہیں دیتا تو حضرتؒ نے میرے بڑے بھائی کو بلایا اور ان سے خطاب کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ اخندزادہ صاحبؒ کون ہے ؟ تو انھوں نے کہا کہ ہاں ! تو حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ اس طرح جانتے ہیں کہ آخندزادہ سیف الرحمٰنؒ ہے ۔ خبردار ! میری آنکھوں اور نظر سے اس ہستی کو نہ پہنچا تو ۔ یہ آخندزادہ سیف الرحمٰنؒ قیوم زمان ہیں ۔ اور اب دیکھ لو کہ میں اسے قومیت کی توجہ دے رہا ہوں ۔ یہ آخندزادہ سیف الرحمٰن یوسفی الصفۃ ولی ہے کہ یوسفؑ کیساتھ بھائیوں نے حسد کیا اور اسے کنعان کے کنویں میں ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت بھی عطا کی اور بادشاہت بھی

کے خواب بیان کرنے کے موقعہ پر عینی طور پر دیکھتا ہوں کہ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ چاند کی صورت میں تشریف لائے ہیں اور حضرت صاحب مبارکؒ سورج کی صورت میں آسمان کے درمیان جلوہ افروز ہیں اور یہی چاند آکر حضرت صاحبؒ کی وجود مبارک میں جذب ہوا ۔ تو جب انھوں نے یہ مذکور خواب حضرت صاحبؒ کے حضور میں بیان کیا تو میں نے حضرت صاحبؒ سے اجازت طلب کی کہ اس خواب کی تعبیر میں بیان کرونگا ۔ اس وقت میں حضرت علامہ مولوی ضیاء اللہ صاحبؒ ، حضرت نورعلیشاہ باچا صاحبؒ ، حضرت مولوی لعل الرحمٰن صاحبؒ اور دیگر بڑے بڑے خلفاء کرامؒ بھی تشریف فرما ہوتے ہیں لیکن حضرت صاحبؒ مبارک مجھے شفقۃً تعبیر کی اجازت دیتے ہیں تو میں بائیں طرف کرسی مبارک سے ایک قدم کے فاصلہ پر پیچھے کی طرف کھڑا ہوگیا ۔ اور حضرت صاحب مبارکؒ کی کندھوں مبارک پر ہاتھ رکھتا ہوں اور کئی طریقوں سے خواب کی تعبیر بیان کرتا ہوں اور تعبیر کرنے کی وقت حضرت صاحبؒ مجھے دیکھتے رہتے اور تبسم فرماتے ہیں ۔ تو تعبیر کی مختلف تشریحات میں سے صرف ایک مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ میں نے اپنی تقریر کی وقت خواب میں یہ بات واضح کی کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا وجود مبارکؒ حضرت سیدنا اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحبؒ مدظلہٗ کے وجودِ مبارک میں جذب ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ علوم اسرار اور باطنی قوتیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظمؒ کو عطا فرمائے تھے وہ سب کے سب کمالات اور معارف اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اخندزادہ صاحب مبارکؒ کو عطا کی ہیں ۔ حضرت پیران پیر محی الدین جیلانیؒ اپنے عصر میں مجدد تھے اور حضرت صاحب[1] مبارکؒ عصر حاضر کے مجدد اعظم ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب ہیں اور حضرت پیران پیر صاحبؒ عبدیت کے مقام سے مشرف تھے اور سید حضرت مبارک صاحبؒ نے چھ مقامات عبدیت کے مقام سے فوق طے کیے ہیں ۔ اور حضرت مبارک صاحبؒ کا مقام پیران پیرؒ

[1] حضرت مبارک سے مراد اخوندزادہ سیف الرحمان ہے۔

کے مقام سے فوق ہے ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

④ ایک دفعہ جمعہ کی شب صحبت کے بعد جب یہ فقیر گھر کو رخصت ہوا اور ایک ہزار درود پڑھنے کے بعد لیٹا تو نیند آگئی تو خواب دیکھتا ہوں کہ قبلہ کی طرف سے ایک ندی بہر رہی ہے اور اس پر ایک پل لگا ہوتا ہے اور اس پل سے آفسائیڈ (دوسری طرف) ایک عظیم دریاب نظر آرہا ہے کہ کوئی آبادی اِدھر اُدھر نظر نہیں آتی میرے ساتھ ایک دوسرا ساتھی بھی ہوتا ہے اور ہم قبلہ کیطرف دیکھتے ہیں تو میرا ساتھی کہتا ہے کہ میں نے کبھی سیلاب نہیں دیکھا ۔ تو اتنے میں قبلہ کیطرف سے اسی ندی میں ایک عظیم سیلاب آتا ہے تو میں اپنے ساتھی کو کہتا ہوں کہ تم نے سیلاب کا تقاضا کیا تو ابھی دیکھ لو کہ سیلاب آگیا ۔ اس وقت ندی کے دونوں طرف پر مالدار لوگوں کی مویشی ہوتے ہیں تو یہ مالدار لوگ بہت خوف زدہ اور پریشان ہوتے ہیں کہ یہ سیلاب تو ہمارے مویشی بنا کر دے گا ۔ اتنے میں ایک مالدار آدمی اپنے ایک مرکب کو بہت غصے کی وجہ سے ندی کی ایک طرف سے دوسرے طرف کو اُتار دیتا ہے تو میں اپنے ساتھی کو کہتا ہوں کہ اے بدبخت ! یہ لوگ آپکی وجہ سے اتنی مشقت میں پڑ گئے کیونکہ آپ سیلاب کا تقاضا کرتے تھے ۔ تو میں اس ساتھی سے دوسری طرف روانہ ہوتا ہوں تو ایک بڑا لشکر مجھے نظر آتا ہے جب نزدیک جاتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ تمام کے تمام انبیاءؑ کا لشکر ہوتا ہے اور یہ آواز بھی ہوتا ہے کہ یہاں ایک ولی اللہ بھی موجود ہے لیکن بالکل نظر نہیں آتا تمام کے تمام انبیاءؑ نظر آتے ہیں ۔ اتنے میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نظر آتے ہیں کہ انبیاءؑ کا ایک قوماندان جیسا معلوم ہوتا ہے شیرین کلامی فرماتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی نظر آتے ہیں کہ یگانہ گھڑا ہوتے ہیں اور نہایت جلالیت اور غصہ اور جہر سے تقریر کر رہے ہیں ۔

وہ بھی پسند نہ آئیں ۔ تو اس رعب و ہیبت میں واقعات عجیبہ دیکھنے کے بعد خواب سے بیدار ہوگیا ۔

تو میں نے فوراً تمام دیواروں سے پوسٹر اور کاغذات ہٹا دیے ۔ اس خواب کی تائید میں ایک اور خواب ہے جو کہ خواجہ محمد حضرت صاحبؒ کے مرید محمد یعقوب نے دیکھا ہے تو ابھی وہ خواب لکھنا بھی مناسب سمجھتا ہوں ۔

⑤ خواجہ محمد حضرتؒ کا مرید محمد یعقوب ، اپنا خواب بیان کرتا ہوئے لکھتا ہے کہ دیکھتا ہوں کہ ایک مسجد میں خواجہ محمد حضرت صاحبؒ اور شیخ المشائخ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحبؒ تشریف فرما ہوتے ہیں اور رسول اکرمؐ بھی تشریف فرما ہیں اسی اثناء میں رسول اکرمؐ فرماتے ہیں کہ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحبؒ اگرچہ ولی اللہ ہیں نبی نہیں ہیں لیکن میں اسکے علو شان کی وجہ سے اس ہستی کو قیامت کے دن انبیاءؑ کے صف میں کھڑا کروں گا ۔

(یہ خواب واضح طور پر فقیر کے خواب کی تعبیر ہے)

⑥ اسی طرح جناب مولوی عابد حسینؒ سیفی لاہوری خواب بیان کرتے ہیں کہتا ہے کہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ تو سید عثمان بخاریؒ کو جانتا ہے وہ میرا شہزادہ ہے تم اپنے شیخ کو عرض کرو کہ وہ اپنے مریدوں کو امر کریں کہ وہ مزار کو آباد کریں ۔ پہلی دفعہ غور نہ کرنے کی وجہ سے دوبارہ خواب آئی جو پہلے خواب کی طرح ہے جس میں وہی امر تھا تو دوسری دفعہ خواب لکھنے پر میں نے بعض دوستوں کو حاضر کر کے کہا کہ بادشاہی قلعہ کے اندر حضرت عثمان بخاریؒ کا مزار ہے تو بعض ساتھیوں نے میرے کہنے پر حاضری بھی دی ۔ تاکہ اسکو آباد کریں ۔ کیونکہ میں نے دوسرے خواب کے بعد بعض ساتھیوں کو حاضری کا کہا تھا ۔ تیسرے دفعہ خواب میں رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ میں نے تو تم کو نہیں کہا

⑧ موقف رستم خان نے خواب دیکھا کہتا ہے کہ صحبت کی حالت میں خواب دیکھتا ہوں کہ حضرت رسولِ اکرمؐ جلوہ افروز ہوا اور اہل اللہ کے بڑی اجتماع کی حضور میں ہمیں ارشاد فرمایا کہ عصرِ حاضر میں میرا اصلی وارث اور نائب حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحبؒ ہیں اور اس مبارک محفل میں تمام انبیآء علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، سابقہ اولیآئے عظامؒ اور حضرت صاحبؒ کے تمام مریدین موجود ہیں ۔ اسی اثنآء میں حضرت رسولِ اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارکؒ کو امامت کیلئے آگے کر دیا ۔ اور خود حضرت رسول اکرمؐ نے تمام حاضرین کے سمیت مبارک صاحبؒ کے پیچھے اقتدآ کیا (اس سے یہ لازم نہیں ہے کہ ولیؒ نبیؐ سے افضل ہے العیاذ باللہ بلکہ وراثت اور نیابت پر دلیل ہے جسطرح امام مہدیؑ اور عیسٰے علیہ السلام کے درمیان امامت کا واقعہ روایات میں مذکور ہے) اسی اثنآء میں فرقہ رایونڈی جمیریہ، وہابیہ، پنج پیریہ، مودودی جماعت والے اور اہل تشیع وغیرہ طوائف نے حضرت صاحبؒ کے پیچھے اقتدآ نہیں کیا ۔ بلکہ رجوع قہقری کرکے معترض ہوگئے۔

⑨ مولوی محمد عابد حسین صاحب لاہوری کا مرید محمد یٰسین ساکن باغبور (حالاً ساکن سعودی عرب جدہ) اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ میں مدینہ منورہ میں رہتا تھا تو جب میرے ویزے کا وقت ختم ہوا تو حکومت مجھے مدینہ منورہ سے خارج کرتے تھے تو میں نبی اکرمؐ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور زور زور سے رونے لگا کہ ابھی تک تو میں روزانہ حضور اکرمؐ کی زیارت کیلئے آتا تھا اور اب اس نعمتِ عظمیٰ سے میں محروم ہوگا کیونکہ حکومت مجھے مدینہ منورہ سے خارج کرتی ہے تو رات کی وقت جب میں سو گیا تو نبی اکرمؐ خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ پریشان نہ ہونا آپ کے وطن پاکستان میں آخندزادہ سیف الرحمٰنؒ پیرارچی خراسانی میرا نائب ہے ان کے صحبت میں

جاؤ ان کی صحبت میری صحبت ہے (کیونکہ وارث بھی مورث کا حکم لیتا ہے الا فیما امتنع شرعاً۔)

⑩ خلیفہ امان محل صاحبؒ اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ خواب دیکھتا ہوں کہ میرے ساتھ بہت سارے لوگ ہیں بعض سالکینؒ ہیں اور بعض دیگر غیر سالکین ہیں ۔ اور ہم سب اکھٹے نبی اکرمؐ کی ملاقات کیلئے جارہے ہیں اور ایک کچے روڈ پر جارہے ہیں اتنے میں یہ صدا آتی ہے کہ نبی اکرمؐ کیساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت مرشدنا اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی صاحبؒ بھی موجود ہیں ۔ اس کے بعد جب ہم کچے روڈ کو کراس کرتے ہیں تو ایک پکے روڈ پر پہنچتے ہیں ۔ اس پکے روڈ پر ملائیکہؑ کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ غیر سالک اس پکے روڈ کو داخل نہیں ہوسکتا ۔ تو غیر سالک وہاں رہ جاتے ہیں اور ہم سالکینؒ آگے چلتے ہیں تو کچھ آگے دیگر ملائیکہؑ کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو کوئی سالکؒ اپنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے قطع ہونے کی قربانی دے سکتا ہے وہ آگے جا سکتا ہے ورنہ نہیں جاسکتا ۔ تو قربانی دینے والے سالکینؒ آگے جاتے ہیں تو وہاں کچھ آگے دیگر ملائیکہؑ کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو کوئی ایک ہاتھ کی قربانی دے سکتا ہے وہ آگے جاسکتا ہے ورنہ نہیں جاسکتا ۔ تو یہاں بھی قربانی دینے والے سالکینؒ آگے جاتے ہیں اسی طرح جب ہم آگے جاتے ہیں تو آنکھوں کی قربانی، کانوں کی قربانی زبان کی قربانی اور دیگر اعضآء بدن کی قربانی دینے کے مواضع علی الترتیب سامنے آتے ہیں تو قربانی دینے والے ہی آگے جاتے ہیں ۔ آخر میں ایک پھاٹک سا لگا ہوتا ہے جس کی آفسائیڈ (دوسری طرف) حضرت رسول اکرمؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت آخندزادہ سیف الرحمٰن صاحبؒ کھڑے ہوتے ہیں ۔ لیکن اس پھاٹک سے صرف وہ سالکینؒ آگے جاسکتے ہیں جو کہ سر کی قربانی دینے کو تیار ہوتے ہیں ۔ تو دیکھتا ہوں کہ اس مقام سے صرف

ے ما بیکاه یو خوب اولیده ۰ ښه م په ترتیب اولیده
راکړو یو فرمان جلیل ۰ امر شو ما غریب
اومے کړه ژړا ورته ۰ رحم ته په ما اوکړه

اسی اثناء میں حضرت صاحب مبارکؒ مجھے فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ آجاؤ۔ تو کچھ فاصلہ جانے کے بعد دیکھتا ہوں کہ پانچ تجیر (خیمے) ہوتے ہیں۔ ایک تجیر میں حضرت محمد مصطفیٰؐ ہوتے ہیں اس تجیر کی بڑھائی اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ کوئی حد معلوم نہیں ہوتی اس پر تسمیہ اور کلمہ طیبہ لکھا تھا۔ دوسرا تجیر ابوبکر صدیقؓ کا تیسرا تجیر عمر فاروقؓ کا چوتھا تجیر عثمان غنیؓ کا اور پانچواں تجیر حضرت علیؓ کا ہوتا ہے چاروں خلفاء راشدینؓ حضرت مبارک صاحبؒ کیساتھ کھڑے ہوتے ہیں میں پریشان ہوتا ہوں۔ اور مبارک صاحبؒ اور خلفاء راشدینؓ کچھ مشورہ کرتے ہیں۔ پھر ابوبکر صدیقؓ مبارک صاحبؒ سے فرماتے ہیں کہ ابھی آپ چلے جاؤ تو مبارک صاحبؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ کی زیارت کرونگا پھر جاؤنگا اتنے میں ایک آدمی آتا ہے اور کہتا ہے کہ نبی اکرمؐ مبارک صاحبؒ کو طلب کرتے ہیں۔ تو میں اور مبارک صاحبؒ نبی اکرمؐ کے پاس جاتے ہیں تو جب ہم حضور پاکؐ سے مل گئے تو ان کے سر مبارک پر ایک بہت زیادہ نورانی تاج تھا اور انکے ایک طرف نور کا ایک مینار تھا اتنا بلند مینار ہوتا ہے کہ کوئی انتہاء نظر نہیں آتی اور حضور اکرمؐ روتے ہیں اور امتی امتی کہتے ہیں اور مبارک صاحبؒ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ میری اُمت بہت گنہگار ہے کوشش کرو۔ اسی اثناء میں ایک شخص آتا ہے تو نبی اکرمؐ مبارک صاحبؒ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ کی تجیر کو چلے جاؤ۔ تو ہم دونوں ابوبکر صدیقؓ کی تجیر کے تحت کھڑے ہو جاتے ہیں تو ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ آپ آگئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

اور واقعی ابلیس نے ان لوگوں کے بارے میں اپنا گمان صحیح پایا کہ سب اسکی راہ پر ہو لئے مگر ایمان والوں کا گروہ (کہ وہ اسکے دام میں نہ آیا)

بفیضان نظر کرم

امام اہل سنت الشاہ احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا
حق سے بد ہو کے زمانہ کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خوب سمجھتا ہوں معما تیرا

(حدائق بخشش)

الفتنۃ الشدیدۃ

پیر سیف الرحمان کے دجل و فریب اور گمراہ کن نظریات کا رد بلیغ

مصنف

علامہ محمد بشیر القادری، امیر جماعت اہل سنت ضلع غربی کراچی
خطیب مرکزی جامع مسجد بلال، اورنگی ٹاؤن سیکٹر E-6، کراچی۔

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب :- ..... "الفتنۃ الشدیدہ"
تصنیف :- ..... علامہ مولانا محمد بشیر القادری
پروف ریڈنگ :- ..... علامہ مفتی عبدالحلیم ہزاروی مہتمم جامعہ غوثیہ
تقریظ سعید :- ..... مفتی اعظم سکھر مولانا محمد حسین قادری رضوی
بار :- ..... اول "صفر" ۱۴۱۷ھ، ۱۹۹۶ء
طباعت :- ..... آفسٹ، سفید کاغذ
حصہ :- ..... اول
ناشر :- ..... ادارہ برکات الرضا
ہدیہ :- .....

ملنے کا پتہ

۱۔ مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی یونیورسٹی روڈ کراچی ۵ فون ۲۹۴۳۲۶۸
۲۔ مکتبہ قادریہ رضویہ مرکزی جامع مسجد بلال اورنگی ٹاؤن سیکٹر ۱۲ای کراچی
۳۔ مکتبہ رضویہ آرام باغ روڈ کراچی
۴۔ مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور
۵۔ عباسی کتب خانہ جونا مارکیٹ کراچی
۶۔ مکتبہ غوثیہ معینیہ برون یکہ توت پشاور
۷۔ مکتبہ حنفیہ قادریہ جامعہ حنفیہ کوٹ اعظم قصور
۸۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی
۹۔ مکتبہ ملا کرم خان کتب فروش کوٹلہ بازار حضرو ضلع اٹک
۱۰۔ مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام، گوجرانوالہ

مولانا محمد بشیر القادری

ترتیب

تقریظ ۳
مقدمہ ۴
احکام شریعت کی پابندی کا نام تصوف ہے ۱۰
ولایت شریعت کی پابندی کا نام تصوف ہے ۱۰
ولایت کو نبوت سے افضل جاننا ۱۲
اولیاء اللہ میں سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر ہیں۔ ۱۲
دعوت فکر ۱۴
بدعقیدہ لوگوں کی مختلف چالیں ۲۱
گندم نما جو فروش ۲۴
اقسام خواب اور موجودہ فتنوں کے مکروفریب ۲۶
فتنہ سیفیہ کے مکائد شیطانی ۳۰
عالم بیداری کے دعوے ۳۵
دعوی نمبر ۱ تا ۲۲ ۳۵
عبارات پر تبصرہ ۴۴
دعوی نمبر ۱ تا ۲۲ پر تبصرہ ۴۴
چیلنج ۷۳
چیلنج ۷۶
اعلحضرت امام احمد رضا کو طفل مکتب جانا ۹۹
پیر صاحب کی وصیت پر تبصرہ ۱۰۰
فرقہ سیفیہ کا عقیدہ اور اس کا جواب ۱۰۲
اعلحضرت قدس سرہ کے ملفوظات والے خواب کا جواب ۱۰۳
فرقہ سیفیہ کا عقیدہ ۱۰۵
جواب ۱۰۵
شیخ صفعان کا کیا حشر ہوا؟ ۱۰۶
ولایت سلب ہوگئی ۱۱۰
سیفیوں کے تضاد اور مغالطے ۱۱۲
تضاد اور مغالطہ نمبر (۱) ۱۱۲
وجد میں سیفی فرقہ پر تلبیس ابلیس ۱۲۲
نوٹ! سنو! سیفیوں کان کھول کر سنو! ۱۲۳
آج کل اجمل سیفی ۱۲۳
سیفیوں کے مکروفریب پر تلبیس ابلیس ۱۲۹
فتوی اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۰
شیخ الحدیث حضرت علامہ پیر مفتی محمد عبداللہ قادری کا فتوی ۱۶۱
فتنہ سیفیہ اور حضرت علامہ حافظ عطا محمد چشتی گولڑوی کا فتوی ۱۶۷
آپ کے تلامذہ
ارباب علم کے تاثرات ۱۷۱

تقریظ سعید

تقریظ للبحر النحریر المتبحر وحید العصر فرید الدہر عمدۃ السالکین خلیفہ مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمت والرضوان وشاگرد رشید محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد علیہ الرحمت الرضوان حضرت علامہ مولانا پیر محمد حسین قادری رضوی مفتی اعظم سندھ مدظلہ العالی

نحمدہ و نصلی وسلم علی رسولہ الکریم وعلی الہ و صحبہ اجمعین

اما بعد:- آج اس دور فتن میں کتنے ہی فتنے سر اٹھا رہے ہیں اور انسانی لباس میں بھیڑیے بھولے بھالے سینوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور ہر طرف گمراہی، بے دینی کے سیلاب امڈ رہے ہیں ان حالات میں علماء اہلسنت و جماعت ہی صحیح رہنمائی فرماتے ہیں اور ہمیشہ احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ انجام دیتے چلے آئے ہیں چنانچہ اس وقت فرقہ سیفیہ کے بارے میں علماء حق نے جو کچھ اظہار حق فرمایا اور اس فرقہ کے بانی کی عبارات کی روشنی میں فتوے صادر فرمائے فقیر اس پر متفق ہے اور ان کی تصدیق کرتا ہے۔ عزیز محترم و فاضل محتشم مولانا محمد بشیر القادری صاحب سلمہ المولی القوی نے جو تالیف (مسمی بہ الفتنۃ الشدیدۃ) فرمائی وہ بالکل درست ہے۔ مولی عزوجل اپنے حبیب لبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے موصوف کی اس سعی جمیلہ کو منظور و مقبول فرمائے اور عوام اہلسنت و جماعت کو اس سے نفع پہنچائے اور آخرت میں اس کو ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

فقیر ابوالخیر محمد حسین قادری رضوی مصطفوی غفرلہ
خادم طابعہ غوثیہ رضویہ سکھر
نزیل کراچی
۲۸ صفر المظفر ۱۴۱۷ھ
مطابق ۱۵ جولائی ۱۹۹۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الذی جعل نبینا عالما بمغیبات الاولین والاخرین واکمل الصلوۃ وافضل السلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ المکرمین و اصحابہ المعظمین وازواجہ امہات المومنین و علی علماء شریعتہ واولیاء طریقتہ و شہداء محبتہ الامام الاعظم ابی حنیفتہ قدوۃ المجتہدین و الغوث الاعظم السیدنا عبدالقادر محی الملتہ والدین والمجدد الاعظم اعلی حضرت الشاہ احمد رضا شیخ الاسلام والمسلمین۔

مقدمہ

برادران ملت اسلامیہ حفظکم اللہ تعالیٰ عن شرور المفسدین و المنافقین یہ چند کلمات نافعہ بگوش ہوش پڑھ لیجئے اور میزان عقل و انصاف میں تول کر حق و ناحق کی تمیز کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ عزوجل فضل الٰہی سے امید واثق ہے کہ دم کے دم میں صبح حق تجلی فرمائے گی اور شب ضلالت منافقین دھواں ہو کر اڑجائے گی۔ قارئین کرام مادی اقتدار و آسائش اور مالی منفعتوں کی تحریکوں پر لوگوں کی پیش قدمی کے کئی نمونے آپ کے سامنے ہیں۔ اب آیئے تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھئے۔ اب حیرت و مسرت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ یہ منظر بھی دیکھئے کہ عقیدہ اور دین کی ہم آہنگی کی بنیاد پر کسی کے گرد لوگ کس طرح جمع ہوتے ہیں۔ مذہب اہل سنت اپنی پوری روایات و تفصیلات کے ساتھ چودہ سو برس سے منتقل ہوتا ہوا ہم تک پہنچا ہے۔ عہد رسالت سے لے کر آج تک ہر دور میں امت کے اکابر، ائمہ علماء [illegible] اور مشائخ و صلحاء [illegible] رہ طیبہ کی آبیاری کی اسے باد صرصر کے

جھونکوں سے بچایا' اسے ہر طرح کے حوادث سے محفوظ رکھا تب جاکر آج دین کا یہ چمن ہرا بھرا نظر آرہا ہے۔ اس کے گل بوٹے کھلے ہوئے ہیں اور اس کی خوشبو سے دل و دماغ معطر ہورہے ہیں۔

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ہر دور میں جہاں دین حق کے نگہبان ہوتے ہیں اس کی رگوں کے لئے خون فراہم کرنے والے جاں نثار' اس کے چہرے کا گرد و غبار صاف کرنے والے محافظین ہوتے ہیں۔ وہیں اس کے شفاف دامن پر گرد اڑانے والے بداندیش' اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ ساز باز رکھنے والے منافقین بھی ہوتے ہیں۔ جو ہمیشہ اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ اسلام کے عقائد و روایات کا چہرہ مسخ کردیا جائے ماضی سے دین کا رشتہ منقطع کردیا جائے' تاکہ دین کے اندر ملحدانہ خیالات کے داخل ہونے کا دروازہ کھل جائے' سلف صالحین نے کتاب و سنت کے نصوص و احکام کی جو تشریحات کی ہیں ان کے خلاف امت میں بے اعتمادی پیدا کر کے خود اپنا سکہ چلایا جائے تاکہ امت کا شیرازہ بکھر جائے' لیکن تاریخ گواہ ہے کہ ہر دور کے حق پرست علمائے ربانی و ائمہ حقانی و حقیقی عرفاء نے دین متین کے خلاف اٹھائے جانے والے فتنوں کا اس طرح سر کچل کر رکھ دیا کہ دین حق کا سرمایہ آج تک محفوظ ہے' ماضی کے ساتھ مربوط رہنے والی امت آج بھی موجود ہے۔ لیکن فتنوں کے علمبردار بربادی کے گھاٹ اتر گئے اور یہ بھی کسی کو نہیں معلوم کہ ان فتنہ پرور لوگوں کی راکھ اڑ کر کس شمشان گھاٹ میں دفن ہوئی۔ جبکہ الحمدللہ دین حق کی سچی حفاظت کرنے والے آج بھی اہل حق کے دلوں پر حکومت کررہے ہیں۔ قارئین کرام ان عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے خراج عقیدت کے پھول پیش کرنے کے لئے آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات گرامی کو ہی لیجئے اور

یہ داستان سننے کے قابل بھی ہے کہ آج دنیا کے کروڑوں سنی مسلمان اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی جان قربان کرتے ہیں' آخر اس کی وجہ کیا ہے! اور مسلک اعلیٰ حضرت کیا چیز ہے۔ جس کے ساتھ ان کی والہانہ وابستگی ہے اعلیٰ حضرت کے اندر دین و ایمان کی وہ کون سی خوبی تھی جس کی وجہ سے بریلوی کا لفظ اب سنی صحیح العقیدہ طبقے کا علامتی نشان بن گیا ہے؟

آپ گہرائی میں اتر کر فطرت انسانی کا جائزہ لیں گے تو آپ پر یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہوجائیں گی کہ کسی کو ماننے کے لئے دو ہی طرح کے جذبے محرک ہوا کرتے ہیں۔ (۱) سیاسی مالی اور مادی اقتدار کی خواہش (۲) یا عقیدہ اور دینی قدروں کے ساتھ ہم آہنگی مثلاً قادیانی مذہب کو لے لیجئے جو انگریزی حکومت کی سرپرستی میں ایک باطل جھوٹی اور مصنوعی نبوت کی بنیاد پر کھڑا کیا گیا۔ اس کا باطل ہونا اتنا واضح اور روشن تھا کہ یہ مذہب جہاں سے شروع ہوا تھا وہیں اسے دفن ہوجانا چاہئے تھا۔ لیکن انگریزی حکومت کے کاسہ لیس مادی اقتدار کی لالچ میں اتنے اندھے ہوگئے تھے کہ ایک دیدہ دانستہ سراسر جھوٹی اور مصنوعی نبوت پر وہ ایمان لائے اور ایک ایسے صریح کفر کو انہوں نے اپنے حلق کے نیچے اتار لیا جس کے کفر ہونے پر عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے لے کر عہد حاضر تک پورے تسلسل کے ساتھ ڈیڑھ ہزار برس کی بوجھل شہادتوں کا انبار لگا ہوا تھا' لیکن برطانوی حکومت کے بطن سے پیدا ہونے والا ایک بالکل جھوٹا مذہب صرف اسی لئے دنیا میں بہت جلد پھیل گیا کہ اس کے پیچھے مادی آسائش اور مادی منفعت کا جذبہ پوری طرح کارفرما تھا' یہی تاریخ وہابیت و تبلیغی جماعت کی بھی ہے اس کی بنیاد بھی حکومت برطانیہ ہی کے سایہ عاطفت میں رکھی گئی اور اس کی مالی سرپرستی میں پروان چڑھی یہ الزام نہیں ہے کہ کوئی انکار کردے بلکہ یہ سربستہ راز فاش ہی ان

لوگوں نے کیا ہے جو اس جماعت کے بہت بڑے اکابر کی حیثیت سے آج بھی اپنے گروہ میں جانے اور مانے جاتے ہیں۔ اس خفیہ تعلق کی گرہ نہ کھلتی تو اس اسلام دشمن سازش کا سراغ کسی کو بھی نہیں ملتا اور اب سعودی عرب کے ریال اور امریکہ و برطانیہ کی ہمنوا حکومتوں کے سیاسی اثر و رسوخ نے اس فتنے کو زمین کے کونے کونے تک پہنچادیا ہے۔ آپ اگر اس فتنے کے اندرونی نظام کا جائزہ غیر جانبداری کے ساتھ لیں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ہوائی جہازوں کی پروازوں دنیا کی سیر و سیاحت اور چلے کے نام پر طویل سفروں' بڑے بڑے دارالعلوم و مساجد' کتب کے ذخائر' لاکھوں اور کروڑوں پتی کاروبار کے پیچھے مادی کشش کے کیسے کیسے ساز و سامان موجود ہیں۔ دینی بے حسی کے اس دور بلا خیز میں عوام کی بھیڑ یونہی نہیں لگ رہی' قارئین کرام مذہبی تاریخ کا یہی وہ خطرناک موڑ ہے جہاں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں ایک پرسوز چارہ گر ایک درد مند مصلح ایک غمگسار' ایک بے باک رہنما اور ایک فرض شناس محافظ دین و ملت کے روپ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔ دنیا اسلام پر اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان تھا' اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلم کی تلوار اٹھا کر مذہب کی اہل سنت کے خلاف ایک منصوبہ بند سازش کو ناکام بنایا تحفظ ناموس حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنی پوری زندگی کو داؤ پر لگایا' یہ انہی کا حصہ تھا۔ خدانخواستہ انہوں نے اس خطرناک اور پرفریب فتنہ وہابیت و الحاد کے سیلاب پر بند نہ باندھا ہوتا تو آج اہل سنت کا شیرازہ بالکل بکھر گیا ہوتا۔ (نعوذ باللہ)

قارئین کرام تاریخ شاہد ہے کہ وقت کا بڑے سے بڑا فتنہ چاہے اپنے چہرے پر کتنا ہی خوبصورت نقاب ڈال کر سامنے آئے الحمدللہ ثم الحمدللہ اہل

حق اس کو پہچان لیتے ہیں اور اپنے قلم کی ضرب حق سے اس بت کو پاش پاش کردیتے ہیں اور اس پرفریب اور باطل کی آمیزش سے اسلام کو پاک کر کے دم لیتے ہیں۔ وہ فتنہ چاہے اندر کا ہو یا باہر کا' ان کی آواز حق اور قلم کی تلوار یکساں طور پر سب کے خلاف نبرد آزما رہتی ہے' اس عمل تطہیر کی مہم کے پیچھے نہ کسی حکومت کی سرپرستی اور نہ کسی دولت مند کی منت پذیری بلکہ وہ ظاہری وسائل و اسباب کی پرواہ کئے بغیر امت مسلمہ کی کشتی کو طوفان کی زد سے بچانے کے لئے بپھری ہوئی موجوں سے لڑجاتے ہیں۔

ناظرین ان انگریزوں و ہندوؤں کے وفاداروں' آلہ کاروں اور ایجنٹوں نے انگریزوں کی تباہ کن سازشوں کے مطابق یہ ساری کارروائیاں اسلامی تبلیغ کے نام پر انجام دیں۔ ان تاجران فرنگ کے صیادوں نے اسلامی بولیاں بول کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہی کے جال میں پھانسا اور ان کا دین و ایمان برباد کردیا' ان شمس العلماء کا لبادہ اوڑھنے والوں نے انگریزی تہذیب و تمدن و تعلیم پر فریفتہ ہو کر دہریت' لامذہبیت' نیچریت اور ندویت کو خوب قوت پہنچائی' دارالندوہ لکھنؤ کے کرتا دھرتا بن کر' صلح کلیت' کا اچھی طرح پرچار کرتے ہوئے انگریزوں کی نغمہ سرائی کی' ان ندوی لیڈروں کا بھی یہ کہنا تھا کہ اسلام میں جتنے فرقے ہیں سب حق پر ہیں۔ سب کو آپس میں مل جل کر رہنا چاہئے کسی فرقے کو کافر و مرتد کہنا ٹھیک نہیں' مگر وہ ندوی لیڈر اتنا بھی نہ سوچ سکے کہ نیچریت' وہابیت' دیوبندیت اور' صلح کلیت' پھیلا کر اور علمائے اہلسنّت کو لڑاکو بتا کر خود ہی مسلمانوں میں انتشار' خلفشار' فتنہ' فساد مچارہے ہیں۔ قارئین کرام نیچریت و دیوبندیت کے پرستاروں کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے کو سیاسی طاقت کے آگے سجدہ ریز رکھ کر اور حکمران قوم کی وفاداری و خیر خواہی' خوشامد و چاپلوسی کا زندہ پیکر بن کر ضمیر فروشی کے عالم

میں صلح کلیت کا دم بھر کر انگریزوں کی وفاداری و خیر خواہی کا ثبوت دیتے رہے اور یہ انگریزوں کی خوش قسمتی ہے کہ ان کو ہر دور میں ایسے مولوی مل جاتے ہیں جو پبلک میں پروفیسر' قیوم زماں ' مفکر اسلام' قطب الارشاد' حافظ قاری' حاجی' مدرس' مفتی' پیر و مرشد' قادری' چشتی اور نقشبندی' کے نام سے مشہور کئے گئے ہوں- وہ انگریزوں کی پالیسی کے خصوصی آلہ کار بن کر پیری فقیری اور منہاج القرآن کا لبادہ اوڑھ کر' پیری مریدی کی آڑ میں مسلمانوں کے درمیان فتنہ' فساد اور اختلافات کی آگ اس طرح بھڑکاتے ہیں کہ شہر' دیہات اور قصبہ جنگ و جدل کا اکھاڑا بن جاتا ہے- الحمدللہ جو صاحب ایمان اور اہل نظر لوگ برطانوی پالیسی اور انگریز کی چالبازی سے آگاہ ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ وہ مولوی' پیر' مرید نہ تو برطانیہ کے پیر و مرشد اور نہ انگریزی حکومت کو ان سے کوئی عقیدت بلکہ وہ صرف انگریزی پالیسی اور چالبازی کے آلہ کار ہوتے ہیں جو مسلمانوں میں بدعقیدگی اور وہابیت پھیلا کر پھوٹ ڈالنے کا کام بحسن و خوبی انجام دیتے ہیں اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈلوانا ہی انگریزوں کا اصل اور بنیادی مقصد ہوتا ہے جس کے لئے وہ لمبی لمبی رقم ادا کرتے ہیں اور اس رقم سے یہ انگریزوں کے دلارے ایجنٹ بڑے بڑے دارالعلوم' مساجد بنا کر اپنی پروفیسری' پیری چمکاتے ہیں اور لوگوں کو من گھڑت بشارات' خواب' الہامات سنا سنا کر اپنے قریب کر کے اپنی پروفیسری' پیری' مجددیت' قیومیت منواتے ہیں- قارئین کرام ان انگریزی رقم کھانے والے پیر مشائخ اور پروفیسروں کا انگریزوں سے ایک معاہدہ ہوتا ہے کہ تم مجھ سے روپیہ لے کر مسلمانوں کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لو اور جب ان پر قابو پاؤ تو اپنے تقدس اور اتباع شریعت کا ڈھونگ رچا کر مسلمانوں میں - نئے نئے عقیدے پھیلاؤ' اولیاء اللہ کی قبروں پر جانے والوں کو بدعتی

کہو- یا غوث ' یا رسول اللہ پکارنے والوں کو مشرک کہو- میلاد و قیام کرنے والوں میں پھوٹ ڈالو! اس طرح سے ہمارا اور تمہارا دونوں کا مقصد حاصل ہوتا رہے گا تم ایک ٹولی کے پیر' قائد و پیشوا بن جاؤ گے' اور ہم بھی مسلمانوں میں اختلافات و انتشار کی آگ دیکھ کر چین و سکون کی بانسری بجائیں گے' تو قارئین کرام وہ لوگ آپ کے سامنے ہیں جو پروفیسر' مفکر اور پیر بن کر اہلسنت میں انتشار کی آگ جلا رہے ہیں اور کس کس طرح اپنے من گھڑت خوابوں میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخیاں کر رہے ہیں وہ آپ اس کتاب میں پڑھ لیں گے اور پڑھنے کے بعد ہمیں امید ہے کے آپ ان فتنوں! سے دور رہیں گے۔

احکام شریعت کی پابندی کا نام تصوف ہے

جان لے اس بات کو کہ دل کی صفائی اور ظاہر و باطن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی اور احکام شریعت کی پابندی کا نام تصوف ہے- تمام اولیاء اللہ و مشائخ اس بات پر متفق ہیں کہ تصوف حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا نام ہے- جس کا ظاہر شریعت کے مطابق اور باطن آداب طریقت کے موافق نہ ہو تو ایسا شخص ولی اللہ نہیں ہے- اور نہ اس کی کرامت' کرامت ہے بلکہ مکر و فریب' کرتب و استدراج ہے-

ولایت :- اللہ تعالیٰ سے قرب خاص کا ایک مرتبہ و مقام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو عطا فرماتا ہے- جو علم دین سے جاہل ہو اسے ولایت نہیں مل سکتی- البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے باطنی طور پر اسے علم عطا فرمادے جسے علم لدنی کہتے ہیں- اعمال حسنہ عبادت و

ریاضت ولایت کے حصول کا ذریعہ ہوسکتا ہے۔ ویسے ولایت بھی وہبی یعنی اللہ تعالیٰ کی خاص عطا و فضل سے ملتی ہے۔ ہر عابد و زاہد' متقی' پرہیز گار کا ولی اللہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ اولیاء اللہ معصوم نہیں ہوتے ہاں اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے انہیں برائیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ کوئی ولی اللہ احکام شریعت سے سبکدوش نہیں' شریعت و طریقت ہرگز متبائن (جدا) نہیں۔ جو بے شرع' طریقت کا دعوی کرے مردود ہے۔ شریعت راہ خدا ہے۔ طریقت' شریعت ہی کے راہ روشن کا ٹکڑا ہے۔ جو طریقت کا دعویدار ہو اس کو شریعت کی کسوٹی پر پرکھیں' شریعت میں پورا ولی اللہ ہوسکتا ہے' شریعت کا باغی مردود ابلیس' بشکل انسان شیطان ایمان کا چورا' ایسے بیشمار پیر بنتے ہیں خبردار ایسے ابلیسیوں سے اجتناب' ان کے کھوکھلے دعوؤں پر کان نہ لگائیں۔ کہ خود بے شرع ہیں بے ایمان بنادیں گے جو یہ کہتے ہیں کہ طریقت کا شریعت سے کیا واسطہ ان کا دین اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ جو شریعت میں دست اندازی کو عین شریعت' مکروہ کو محبوب سنت کو واجب' مباح کو فرض قرار دیتے ہیں۔ پیر کے لباس میں ذکر کی مجالس میں خواہش نفسانی کے جال میں دنیا کے لالچ میں شریعت سے فرار کو طریقت' بغاوت کو اطاعت' کفر کو (نعوذ باللہ) اسلام' دنیا داری کو دین داری غلط کو اچھا' کرتب کو فرض جانتے ہیں وہ ولی اللہ نہیں' بلکہ اولیاء اللہ کے باغی اور دشمن ہیں۔ ایسے لوگ اہل اللہ و صوفیاء و فقراء کو بدنام کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اسے نام نہاد پیروں اور فقیروں کی آئے دن اخبار و جرائد میں شرمناک کہانیاں شائع ہوتی ہی رہتی ہیں۔ ایسے پیروں فقیروں کا اہلسنّت سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں۔ ایسے پیروں کے لئے اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے۔

حق سے بد ہو کے زمانے کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خوب سمجھتا ہوں معما تیرا
شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

ولایت کو نبوت سے افضل جاننا

ولی اللہ' نبی اللہ سے افضل' عقیدہ رکھنا کفر ہے' کوئی ولی اللہ' نبی اللہ کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتا' ولی اللہ سے گناہ ہوسکتا ہے اور گناہ کی وجہ سے اس کی ولایت ختم ہوسکتی ہے مگر انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں انہیں نبوت سے معزولی یا برے خاتمہ (نعوذ باللہ) کا خوف ہرگز نہیں ہوتا۔

اولیاء اللہ میں سب سے افضل سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں

اولیاء امت محمدیہ میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر فاروق اعظم پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی رضی اللہ تعالی عنھم ہیں۔ تمام صحابہ کرام حسب مراتب اللہ تعالیٰ کے ولی اور مقرب ہیں۔ حضور سید عالم علیہ السلام سے کمالات نبوت کا فیض اور برکت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور کمالات و برکات ولایت کے فیوض حضرت علی کرم اللہ وجہ سے امت کو ملتے ہیں۔ واضح رہے کہ اس عبارت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جناب حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (معاذ اللہ) نبی ہوگئے۔ اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ ولی نہیں ہیں۔ بلکہ تمام صحابہ کرام اولیاء اللہ ہیں البتہ اولیاء اللہ کے فیض و ہدایت کا مرکز حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یاد رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد امت میں طریقت کے سلاسل اربع کے جامع اور مرکز حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی و الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اب جس کو جو فیض ملے آپ کے در سے اور واسطہ و وسیلہ سے ملے ہر ولی ہر غوث آپ کا شیدائی ہر غیث آپ کے در کا پیاسا' اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے کیا خوب ارشاد فرمایا۔ اور اس عقیدہ کی کیا خوب وضاحت فرمائی ہے کہ

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا
سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا
آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس
نشے والوں نے بھلا سکر نکالا تیرا
تو ہے غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا
سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا
تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی
قطب خود کون ہے خادم ترا چیلا تیرا
سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا
دل اعدا کو رضا تیز نمک کی دھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

دعوت فکر

اے سنی بھائیو! سنو اور کان کھول کر سنو' نبی کریم کے بارے میں ہمارا اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو **ماکان وما یکون** جمیع اشیاء کا علم غیب عطا فرمایا اور یہ عقیدہ آپ کو مبارک ہو' دیکھو! اسی غیب کی خبریں بتانے والے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' **یکون فی اخر الزمان دجالو ن کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم و ابانو کم و ایاکم یاھم لا یضلونکم ولا یفتونکم (مسلم)**

"یعنی آخر زمانہ میں فریبی اور مکار اور جھوٹے لوگ آئیں گے' اور وہ تمہارے پاس ایسی ایسی باتیں لائیں گے' وہ باتیں نہ تو تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے باپ دادوں نے' اور تم اپنے آپ کو ان مکاروں' کذابوں اور فریب دینے والوں سے بچانا اور ان مکاروں' کذابوں اور فریب دینے والوں کو اپنے سے دور رکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ تمہیں کہیں گمراہ نہ کردیں اور فتنہ فساد نہ ڈال دیں' ایک اور جگہ ارشاد فرمایا' **السنتھم احلی من السکر و قلوب الذیاب** کہ ان مکاروں' کذابوں اور فریب دینے والوں کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی اور ان مکاروں' کذابوں کے دل بھیڑیوں سے زیادہ سخت ہوں گے اور یہ بھی فرمایا کہ **انما اخافۃ علی امتی الائمتہ المضلین و اذا وضع السیف فی امتی لم یدفع علیھم الی یوم القیمتہ** رورہ ابو داؤد "الترمذی" فرمایا میں اپنی امت پر ان گمراہ گر پیروں' پیشواؤں کا خوف کرتا ہوں اور جب میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی تو ان سے روز قیامت تک نہ اٹھے گی۔ اور فرمایا **رجال قلوبھم قلوب الشیاطین** ان مکاروں' کذابوں اور فریب دینے والوں کے دل شیطانوں کے ہوں گے اور فرمایا قال

هم من جلدتنا ويتكلمون بالستنا وہ مکار اور کذاب اور فریب دینے والے اور دوزخ کے دروازے پر بلانے والے ہمارے گروہ سے ہوں گے اور ہماری زبان' عربی میں کلام کریں گے اور فرمایا رب عابد جاهل عالم فاجر فاحذروا قیامت کے قریب عابد جاہل ہوجائیں گے اور بہت عالم تباہ کار اور تم جاہل عابدوں اور تباہ کار عالموں سے بچو' اور فرمایا وانه يجي في خر الزمان قوم ينقصو نهم الا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تنا كحوهم ولا تصوا عليهم معهم کہ ان گمراہ بے دین مکاروں' کذابوں اور فریب دینے والوں کے پاس نہ بیٹھو اور ان مکاروں' کذابوں کے ساتھ نہ پیو' اور نہ کھاؤ' اور نہ ان کذابوں کے ساتھ رشتہ بندی کرو اور نہ ان مکاروں کے ساتھ نماز پڑھو اور نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو' (از خازن و کبیر' طبرانی) اور فرمایا المبتدع فاسق من حيث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حيث العمل یعنی یہ بدمذہب' مکار' کذاب عقیدہ کا فاسق ہے اور وہ عمل کے فسق سے بدتر ہے۔ "صاحب حلبی نے شرح منیہ میں لکھا ہے۔" اور ارشاد فرمایا هل ترون ما ارى قالو الا قال فاني الفتن تقع خلال بيوتكم كوقع المطر (مسلم و بخاری) کہ کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں لوگوں نے عرض کیا نہیں' فرمایا کہ میں تمہارے گھروں کے درمیان فتنوں کی بارش دیکھ رہا ہوں' اور فرمایا بادروا بالاعمال فتنا كقطع اليل يصبح الرجل مومنا ويمسي كافرا وليمسي مومنا ويصبح كافرا يبيع بعرض من الدنيا (رواہ مسلم) کہ ان فتنوں سے پہلے اعمال کرلو جو اندھیری رات کے حصوں کی طرح ہوں گے کہ انسان سویرا پائے گا مومن ہو کر شام کرے گا کافر ہو کر اور شام کرے گا مومن ہو کر سویرا پائے گا کافر ہو کر دنیاوی سامان کے عوض اپنا دین فروخت کردے گا اور فرمایا والله ما ادري انسي اصحابي ام

تناسوا ولله ما ترك رسول الله صلى الله عليه وسلم من قائد فتنة الى ان تنقضي الدنيا يبلغ من معه ثلثمائته فصا عدا الا قد سماه لنا باسمه و اسم ابيه و اسم قبيلته (رواہ ابو داؤد) کہ حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھی بھول گئے یا بھلا بیٹھے اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ختم ہونے تک کے تمام فتنہ گروں کو جو تین سو یا کچھ زیادہ ہیں نہیں چھوڑا مگر ہم کو ان کے نام بتادیئے اس کا نام اس کے باپ کا نام اس کے قبیلہ کا نام" اور فرمایا ستكون فتنته صماء بكماء عمياء من اشرف لها استشرفت له و اشراف اللسان فيها كوقوع السيف (رواہ ابو داؤد) کہ عنقریب بہرے گونگے' اندھے فتنے ہوں گے' جو انہیں اچک کر دیکھے گا اسے اچک لیں گے اور ان میں زبان چلانا تلوار چلانے کی طرح ہوگا اور اشاد فرمایا ان السيعيد لمن جنب الفتن ان السعيد لمن جنب الفتن ان السيعيد لمن جنب الفتن ولمن ابتلى فصبر فوها (رواہ ابوداؤد) کہ نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے محفوظ رہے نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے محفوظ رہے نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے محفوظ رہے۔ اور جو مبتلا ہوجائے تو صبر کرے تو اچھا ہے" اور ارشاد فرمایا ستكون هنات و هنات فمن اراد ان يفرق امر هذه الامته وهي جميع فاضر بوه باسيف كائنا من كان کہ عنقریب فتنے ہوں گے سنو! جو شخص اس امت کی جمعیت کو توڑنے کا ارادہ کرے اس کو تلوار سے مار دو خواہ وہ شخص کوئی بھی ہو! اور فرمایا من راى من اميريه شيا بكرهي فليصبر فانه من فارق الجماعته شبرا فمات فميتته جاهليته کہ جس شخص کو اپنے امیر کی کوئی چیز ناگوار گزرے وہ صبر کرے کیونکہ جو شخص ایک بالشت برابر بھی جماعت سے الگ ہوگا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اور ارشاد فرمایا لياتين على امتي كما اتى على بن اسرائيل حذو النعل بانعل

حتی ان کان منهم من اتی امته علانیته لکان فی امتی من یصنع ذلک و ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملته و تفرق امتی علی ثلث و سبعین ملته کلهم فی النار الا ملته واحدة قالوا من هی یا رسول الله قال ما انا علیه و اصحابی (ترمذی مشکوۃ) کہ میری امت پر ایک ضرور ایسا زمانہ آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا' بالکل ہوبہو ایک دوسرے کے مطابق یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے اعلانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں ضرور کوئی ہوگا جو ایسا کرے گا اور بنی اسرائیل بہتر (۷۲) مذہبوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر (۷۳) مذہبوں میں بٹ جائے گی ان میں ایک مذہب والوں کے سوا باقی تمام مذاہب والے ناری (جہنم) اور جہنمی ہوں گے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایک مذہب والے کون ہیں؟ ان کی پہچان کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ اسی مذہب و ملت پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں اور فرمایا- عن عبدالله بن مسعود قال خط لنا رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم ثم قال هذا سبیل الله ثم خط خطوطا عن یمینه وعن شماله وقال هذه سبل علی کل سبیل منها شیطان یدعوا الیه و قرا و ان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه (احمد' نسائی' داری' مشکوۃ) یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سرکاری اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سمجھانے کے لئے ایک سیدھی لکیر کھینچی پھر فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اسی سیدھے خط کے دائیں بائیں اور چند لکیریں کھینچ کر فرمایا کہ یہ بھی راستے ہیں- ان میں سے ہر ایک راستے پر شیطان بیٹھا ہوا ہے' جو اپنی طرف بلاتا ہے- پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله پارہ ۸ رکوع ۶" یعنی یہ میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ وہ تمہیں اس سیدھی راہ سے جدا کردیں گی اور فرمایا سیکون فی امتی اختلاف و فرقته قوم یحسنون القیل ویسیئون الفعل یقرئون القران لا یجاوز تقیهم یمرقون من الدین مروق السهم من الرمیته لا یرجون حتی یرتد السهم علی فوقه هم شر الخلق و الخلیقته طبی لمن قتلهم یدعون الی کتاب الله ولیسوا مناشی من قاتلهم کان اولی بالله منهم قالوا یا رسول الله ما سیماهم قال التحیق رواہ ابوداؤد" کہ میری امت میں بڑا اختلاف و افتراق ہوگا' ایک قوم ہوگی جو کام اچھا کرے گی اور کام برے کرے گی وہ لوگ قران پڑھیں گے ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے واپس نہ ہوں گے حتی کہ تیر اپنے چلہ پر لوٹ آئے- وہ تمام انسانوں اور تمام مخلوق میں بدترین ہیں' خوشخبری ہے اسے جو ان لوگوں کو قتل کرے اور اسے جن کو وہ لوگ قتل کریں کتاب اللہ (قرآن) کی طرف دعوت دیں گے وہ کسی بات میں بھی ہمارے نہیں اور جو انہیں قتل کرے وہ بقیہ لوگوں میں سے زیادہ قریب الی اللہ ہوگا' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی نشانی کیا ہے فرمایا سر سے گنجے- "یعنی سر منڈانا ان کی خاص نشانی ہوگی" اور ارشاد ہوا- کان ابن عمر یراهم شرار خلق الله وقال انهم انطلقوا الی ایات نزلت فی الکفار فجعلواها علی المومنین (بخاری جلد دوم ص ۱۰۲۴) کہ مخلوق خدا میں سے وہ لوگ بدترین شریر ہوں گے جو کفار اور بتوں کے ردوالی آیات مسلمانوں پر چسپاں کریں گے اور ایک دفعہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمارہے تھے اور صحابہ کرامؓ آمین آمین کہہ رہے تھے- دعا اس طرح تھی کہ اے اللہ

ہمارے علاقے شام میں برکت دے۔ اے اللہ ہمارے علاقے یمن میں برکت دے۔ تو اس مجلس سے ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا' **وفی نجدنا یا رسول اللہ** ہمارے علاقے نجد کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمادیں' لیکن نبی پاک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ دعا کی مگر نجد کا نام تک نہیں لیا' صرف علاقے شام اور یمن کے لئے دعا فرماتے رہے جب تیسری بار اس آدمی نے کہا کہ **وفی نجدنا یا رسول اللہ** ہمارے علاقے نجد کے لئے بھی برکت کی دعا فرمادیں' تو نبی پاک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **ھنالک الذلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان** کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس گئے گزرے خطے نجد کے لئے دعا کیسے کروں۔ جہاں سے زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں (نجد) سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

عزیز قارئین کرام' ہمیں امید ہے کہ آپ نے احادیث مبارکہ بغور پڑھ لی ہوں گی اور اگر احادیث مندرجہ بالا نہیں پڑھیں تو ایک دفعہ پڑھ لیں اور احادیث مبارکہ پڑھنے کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچنے سے پہلے یہ یقین کرلینا ضروری امر ہے کہ یہ احادیث مبارکہ اس مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے بیان ہوئی ہیں کہ جس زبان اقدس پر خدا بولتا ہے' یعنی اس زبان اقدس سے سچ ہی سچ' اور حق ہی حق نکلتا ہے اس کے سوا کچھ نہیں' جب تک آپ اس یقین کے ساتھ احادیث مبارکہ نہیں پڑھیں گے' اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں اور اگر اس محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان پر شک ہوا تو شک کرنے والے کا ایمان بھی ختم ہوجاتا ہے۔ پھر ایسا شخص نہ گھر کا نہ گھاٹ کا" اس لئے دعا یہ کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان پر یقین کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے تو جب ایک مسلمان ہونے کی

حیثیت سے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان پر ہمیں ہر قسم کا یقین ہی یقین ہے اور شک کی کوئی گنجائش تک باقی نہیں تو پھر غور کریں کہ وہ کون کون سے فتنے ہیں جن کی خبر ایک نہیں بلکہ کئی مرتبہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری راہنمائی کے لئے آج سے (۱۴۰۰) سو سال قبل ارشاد فرمادیا اور آگے ان فتنوں سے بچنا ہمارا کام ہے کہ ان کے نئے نئے' سبز باغ دیکھ کر ہم اپنے اس دین اسلام سے دور نہ ہوجائیں جو (۱۴۰۰) سو سال سے آج تک آرہا ہے' نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **انما اخاف علی امتی الائمۃ المضلین** کہ میں اپنی امت پر ان مکاروں' کذابوں اور فریب دینے والے پیروں کا تلوار سے زیادہ خوف کرتا ہوں' آپ نے دیکھا' آج کل کذاب' مکار' پیر نئی نئی باتیں بتارہے ہیں اور اپنے گمراہی کے پھندے میں لے کر پیٹ کے دھندے کر کے اپنے دربار کو چمکارہے ہیں اور اپنے سوا سب پر کفر کے فتوے لگارہے ہیں۔ اسلام کا نام لے کر مسلمانوں کو فریب دے رہے ہیں' یہ کام آج سے شروع نہیں ہوا' دین اسلام کی پوری تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو یہ حقیقت واضح طور پر نظر آئے گی کہ جتنی بھی الحادی تحریکیں باطل فرقے اور متکبر قیادتیں' بشکل علماء' مشائخ اور پیر بن بن کر ابھری ہیں' وہ سب کی سب اصلاح و فلاح کا نعرہ لے کر اٹھی ہیں۔ ان کے داعی یعنی قیادت' پیر' مشائخ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اکثریت کو گمراہ' کافر' بدعمل' بدعتی' مشرک کہتے رہے اور صرف خود اور جو ان کے ساتھ تھے' ان کو حق اور راستی کی راہ پر سمجھتے آئے ہیں' اور اسلام فرقوں میں تقسیم ہوتا رہا اور آج دین اسلام اور مسلمانوں کا حشر جو ہورہا ہے وہ حالت آپ کے سامنے ہے' اس کی ابتداء خلافت راشدہ کے دور آخر سے ہی شروع ہوگئی تھی جب خوارج کا ایک اقلیتی ٹولہ بشکل علماء پیر'

مشائخ بن کر سامنے آیا۔ جو اپنے سوا باقی سب مسلمانوں کو مشرک' بدعتی' کافر' بدعمل اور بے علم قرار دینے والا تھا۔ یہاں تک کہ اس خارجی ٹولے نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی کافر و مشرک' بدعتی کہا اور اس خارجی ٹولے کی تکفیر کی زد میں سب صحابہ تابعین اور تبع تابعین بھی آگئے' خارجیوں نے ان اکابر صحابہ کرام کے [illegible] بلا تخصیص جنگ کا اعلان کردیا بالآخر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] بھی ایسے ہی لوگوں کے ہاتھوں ہوئی۔

بدعقیدہ لوگوں کی مختلف چالیں

دین اسلام کی پوری تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو بخوبی معلوم ہوگا کہ اس طرح کی الحادی تحریکیں باطل اور گمراہ فرقے' متکبر اور اجہل قیادتیں' بشکل پیر' پیشوا' صلحاء' مشائخ خیر دکھا کر شر پلانے والے' ذکر و فکر اور اہل نصحت و صلاح کرنے والے' جبہ' دستار دل جاری کرنے کی باطل مارکیٹیں کھول کر ایمان لوٹنے والے' مرید کر کے وہابی بنانے والے شربت دکھا کر زہر پلانے والے' اچھائی دکھا کر برائی' خیر دکھا کر شر' اسلام دکھا کر غیر اسلامی عقائد کی اشاعت کرنے والے ہر دور میں نظر آئیں گے' ان سب چالوں سے خطرناک چال شیطانی خواب' جھوٹی بشارتیں اور خطرناک الہامات ہیں۔ جن کے ذریعے سادہ لوگوں کا شکار کیا جاتا رہا اور شکار کیا جارہا ہے اور ان بدعقیدہ لوگوں کا مقابلہ اور بروقت مسلمانوں کو خبردار اور ہوشیار کرنے کے لئے ہر دور میں اہل حق موجود رہے ہیں جو ان فتنوں سے باخبر کرتے رہے ہیں۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی آیا تو بشکل پیر' پیشوا اور دین اسلام کا خیر خواہ بن کر' مرزا غلام احمد قادیانی آیا تو بشکل پیر' پیشوا بن کر اور ہر دور میں ان بدعقیدہ اور بدمذہب' محمد

بن عبدالواہاب نجدی اور مرزا غلام احمد قادیانی کی باطل مارکیٹوں میں کفریات فروخت کرنے والے بدنصیب مولوی' بشکل پیر' پیشوا اور اپنے شیطانی الہامات' جھوٹے خواب سنا سنا کر امت کے سادہ لوگوں کا ایمان لوٹتے رہے ہیں اور یہ خطرناک چال آج بھی جاری ہے۔ ان گندم نما جو فروشوں سے امت مسلمہ کو نجات دلانے کے لئے دین اسلام کے سچے سپاہی ہر دور میں موجود رہے ہیں اور کچھ علماء حق ہر دور میں اور آج بھی ان بناوٹی اور جعلی پیروں کی بدعقیدگی جاننے کے باوجود ایک لاچارہ ناتواں بڑھیا کی طرح ان حملہ آوروں' مکاروں' متکبروں' کذابوں کے خلاف صرف دانت ہی پیستے ہوئے دودھ کے مجنوں کا کردار ادا کرتے رہے اور کررہے ہیں۔

ان علماء حق کو بھی چاہئے کہ وہ امام الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت اور امام اولیاء' پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی کو سرتاج و سرخیل' اولیاء اللہ ہونے کا عقیدہ کر کے ان کی نیاز' گیارھویں شریف دینے والے اور عمر بھر ان کے نام مبارک کی نیاز و صدقہ اور شکرانے کھانے والے اور اپنے سلاسل طریقت کو حق سمجھ کر سلسلہ طریقت چلانے والے پیران عظام و مشائخ کرام' علماء اور سجادہ نشین میں سے کون کون حق نمک ادا کرتے ہوئے' حق اسلام' مقام مصطفیٰ' شان اولیاء کا دفاع اور اپنے سلسلہ طریقت پر لگائے گئے الزامات اور پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر باندھے گئے جھوٹ اور بدعقیدہ کی بدعقیدگی سے اہل سنت کے سادہ لوح مسلمانوں کا ایمان بچانے کے سلسلے میں جھوٹوں' کذابوں' مکاروں کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے دین اسلام کا شرعی و قانونی دفاع [illegible]تے ہوئے حق دین اسلام ادا کرتے ہوئے حسب استطاعت حملہ آوروں' خواہ وہ حملہ آور کسی بھی صورت میں ہوں۔ ان سے برسر میدان جواب طلبی کرتے

ہیں' ورنہ کسی بدعقیدہ' کذاب' مکار اور فریب کار کی خرافات سن کر خاموشی اختیار کرنا' انحرافات اور بدعقیدگی کو (نعوذ باللہ) تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ دین اسلام کا لبادہ اوڑھ کر آنے والے منافق' خواہ جس رنگ میں بھی آئیں الحمدللہ اہل حق روشن ضمیر' عشاق مصطفی اور غلامان اور اولیاء ان کی چال کو خوب سمجھتے ہیں' بدعقیدہ مولوی ہر دور میں بشارات' الہامات جھاڑ جھاڑ کر اپنے دام فریب اور بدعقیدگی کے جال میں امت کو اجالے سے اندھیرے کی طرف لاتے رہے اور ہر دور میں اہل حق علماء کرام ان بدعقیدہ لوگوں کی بدعقیدگی بتا کر امت کو اندھیرے سے اجالے کی طرف لاتے رہے مگر باوجود اس کے پھر بھی ہر دور کی بدعقیدہ مارکیٹ کھلتے ہی چند نامراد اور کم بخت بدنصیب اہلسنّت کے اجتماعی عقائد کو چھوڑ کر دنیا کے لالچ کی خاطر ان کے دام فریب میں آتے رہے اور اسی طرح امت تفرقوں کا شکار ہوتی رہی اور دین اسلام کو چاہنے والے کمزور ہوتے رہے اور وہی لوگ اہل سنت سے خارج ہو کر اپنے آپ کو وہابی' دیوبندی' قادیانی' شیعہ' حرکت الانصار' سپاہ صحابہ' الدعوت والارشاد' اہلحدیث' تبلیغی جماعت' مجلس احرار' جماعت اسلامی' حزب اللہ' طاہری' تحریک منہاج القرآن' انجمن سرفروشان اسلام' سیفی وغیرہ کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ جن کی ابتداء ہے خارجیت اور وہابی' دیوبندی' شیعہ' قادیانی اور انتہا ہے دجال ہے۔

نوٹ :۔ جب دجال نکلے گا تو یہ تمام فتنے اس کے ساتھ مل جائیں گے۔ بس جس خوش نصیب مسلمان نے ان فتنوں کو قبول نہ کیا ہوگا تو وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا اس لئے فتنہ دجال سے بچنے کے لئے ان فتنوں سے اجتناب ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے آمین ثم آمین۔

گندم نما جو فروش

اس میں کوئی شک نہیں کہ جعلی اور بناوٹی صوفی حقیقی اولیاء اللہ اور صوفیاء کے بھیس میں اہل ایمان کے سامنے آکر ان کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالتے اور طرح طرح کے فراڈ' جھوٹ' فریب اور من گھڑت خواب سنا کر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں جس سے حقیقی صوفی' اولیاء اللہ' اہل طریقت بدنام ہوجاتے ہیں۔ اور لوگ ان سے بھی بدظن ہوجاتے ہیں۔ انہی صوفی نما لوگوں کے متعلق مولانا روم فرماتے ہیں۔

حرف درویشاں بدز دیدہ بسے تاگماں آید کہ ہست او خود کسے
خردہ گیرد درسخن بربا یزید تنگ دارد زدرون اور یزید
ہر کہ داند مرد راچوں با یزید روز محشر حشر گردد بایزید

(مثنوی دفتر اول صفحہ ۲۹)

یہ صوفی نما لوگ صوفیوں کے الفاظ یاد کرلیتے ہیں تاکہ لوگوں کو ان کے متعلق بھی صوفی ہونے کا گمان ہوں یہ لوگ اپنی تقریروں میں حضرت بایزید بسطامیؒ پر بھی نکتہ چینی کرجاتے ہیں حالانکہ ان کا باطن اس قدر سیاہ ہوتا ہے کہ اسے دیکھ کر یزید کو بھی شرم آجائے لہٰذا جو شخص ایسے آدمی' جو گندم نما جو فروش' کو بایزید بسطامی رحمتہ اللہ جیسا سمجھے گا۔ اس کا حشر یزید کے ساتھ ہوگا۔ نیز فرماتے ہیں۔

"اے بسا ابلیس آدم روی' ست" "پس بہر دستے نباید داد دست"

بہت سے شیطان انسانی شکل میں پھر رہے ہیں۔ لہٰذا تمہیں ہر کسی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دینا چاہئے درحقیقت اس طرح کے مکار لوگوں نے مذہب اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہے اور انہی غلط کار اور بدعمل بدکردار صوفی و پیر نما لوگوں کو دیکھ کر بعض لوگوں نے حقیقی اہل طریقت اہل اللہ پر بلا

امتیاز بدعتی و مشرک ہونے کا فتوی لگانا شروع کردیا' قرون اول سے لے کر آج تک جتنے بھی حقیقی اہل اللہ اولیاء اللہ گذرے ہیں یا ابھی موجود ہیں- الحمداللہ سب کے سب خاص توحید اور اتباع سنت پر کاربند اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے رہے ہیں اور انہوں نے اصول دین سے کبھی انحراف نہیں کیا اور ساری عمریں تلقین دین اسلام اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی سبق سکھانے میں گزاردیں- اگر ان حقیقی اولیاء اللہ کے تمام اقوال جو انہوں نے دین اسلام پر کاربند رہنے اور اتباع سنت پر زور دیا ہے تو ایک مستقل کتاب ہوجائے اور یہ بھی ان کے حقیقی اولیاء اللہ ہونے کی بین دلیل ہے- اور بدعقیدہ پیر شریعت کی مقدس پیشانی پر کلنک کا بدنما داغ ہیں- شریعت و طریقت ہرگز متبائن (جدا) نہیں جو بے شرع طریقت کا دعوی کرے' مردود ہے' شرعت راہ خدا ہے اور طریقت' شریعت ہی کے راہ روشن کا ٹکڑا ہے جو شریعت سے بے واسطہ' طریقت ہرگز ہاتھ نے آئے' بلکہ ایسی صورت میں دعوی طریقت مردود' شریعت ہی اصل کسوٹی ہے- جو طریقت کا دعویدار ہو اس کو شریعت کی کسوٹی میں پرکھو' شریعت میں پورا اللہ تعالیٰ کا دوست اور ولی ہوسکتا ہے شریعت کا باغی مردود ابلیس' بشکل انسان ایمان کا چور' شرع ہے تو طریقت ہوسکتی ہے' شرع نہیں- تو طریقت ہرگز ہاتھ نہ آئے- ایسے بے شمار مکار' کذاب' فریب کار' پیر بنتے ہیں- اہل ایمان کا ایمان لوٹتے ہیں- خبردار ایسے ابلیسوں سے اجتناب' ان کے اعمال و افعال اور ظاہری شکل وصورت پر کان نہ لگائیں کہ بے شرع ہیں بے ایمان بنادیں گے جو یہ کہتے ہیں کہ طریقت کا شریعت سے کیا واسطہ ان کا دین اسلام سے کوئی واسطہ نہیں- اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کے عقیدت مندوں کو شیطان کی شر سے بچائے اور اہلسنت و جماعت کے عقیدوں پر زندگی بسر کرنے کی توفیق

عطا فرمائے- آمین-

اقسام خواب اور موجودہ فتنوں کے مکرو فریب

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خوابوں کی اقسام خود بیان فرمائی-

فرمایا- **الرویا ثلاث بالرویا الحسنہ بشری من اللہ عزوجل والرویا یحدث بھا الرجل نفسہ و الرویا تحذین من الشیطن**" (المستدرک) خواب تین طرح کے ہوتے ہیں- سچا و نیک خواب اللہ کی طرف سے بشارت ہوتا ہے- دوسری قسم آدمی اپنے نفس سے ہی گفتگو کرے- تیسری قسم شیطان کی طرف سے ڈرانا ہے اور ایک دوسری حدیث میں اس طرح ارشاد ہوا **الرویا الصالحتہ من اللہ و الحلم من الشیطان** (مشکوۃ) کہ اچھی خواب اللہ کی طرف سے ہے اور بری خواب شیطان کی طرف سے ہے- محمد بن سیرین فرماتے ہیں- **وانا اقول الرویا ثلث حدیث النفس و تخویف الشیطان و بشری من اللہ فمن لای شیا یکرھہ علی احد ولیقم فلیصل** (مشکوۃ) کہ میں کہتا ہوں کہ خواب تین طرح کی ہے- نفسانی اور شیطانی دھمکی اور اللہ کی طرف سے بشارت' تو جو ناپسند چیز خواب میں دیکھے اسے کسی پر بیان نہ کرے اور کھڑا ہوجائے نماز پڑھ لے-

تو جب خواب کی تین اقسام ہیں- (۱) اول **رویا من اللہ** اللہ کی جانب سے- (۲) دوم **حلم من الشیطان** شیطان کی جانب ہے- (۳) سوم **حدیث النفس** نفس کی جانب سے- جو خواب اللہ کی جانب سے ہو اس کو رویا صالحہ کہا جاتا ہے- یہ سچی خواب ہے- اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت' یا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں تشریف لانا اور کسی چیز کی بشارت دینا- یہ بشارتیں بالکل حقیقتاً سچی ہیں اور وہ بشارتیں پوری ہو کے ہی رہتی ہیں- یہ خواب رحمان کی طرف سے ہوتی ہے جس قدر تقوی اعلی' اس قدر خوابیں سچی' الہامات اور

جلد نہم
۵۸۳
عمدۃ المقامات مع عمدۃ الکرامات

بشارتیں پوری ہوتی ہیں- جو خواب دعوے کے مطابق پوری نہ ہو وہ حلم من الشیطان ہے- شیطانی وسوسہ ہے- یہ خواب ناقابل اعتبار اور جو خواب نفس کی جانب سے ہو یہ انسان کے دن بھر کے خیالات ہوتے ہیں جو رات کو خواب کی شکل میں نظر آتے ہیں- جن کی کوئی تعبیر او تاویل نہیں ہوتی تو ہر خواب اس کی قسم کے اعتبار سے پرکھا جاسکتا ہے اور اس کے سچا یا جھوٹا ہونے کے سلسلے میں قرآن و احادیث بطور کسوٹی موجود ہے- ہر خواب کو شرعی کسوٹی پر پرکھا جائے گا اور اسی حیثیت سے حکم جاری ہوگا- **رویا من اللہ ' یا حلم من الشیطان' حدیث من النفس** جس خواب میں (نعوذ باللہ تعالیٰ) توہین خدا و رسول' یا قرآن کریم یا توہین اولیاء یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ' تہمت' واضح طور پر نظر آئے- وہ خواب **رویا من اللہ** ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتے- بلکہ وہ خواب **حلم من الشیطان** ہوں گے- ایسے شیطانی خوابوں کو **رویا من اللہ** تصور کرنا- جہالت ' بدعقیدگی' بے دینی' اور دین اسلام کے خلاف خطرناک سازش' تخریب کاری' الزام تراشی' دین اسلام اور پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت' جھوٹ اور حسد و عناد کی انتہا اور تمام اخلاقی حدود اور ضابطوں کو توڑنا' اور دین اسلام کو بدنام کرنے کی سازش ہے-

اے مسلمانو! ہوشیار خبردار' خواب غفلت میں اتنا کچھ کھوچکے کہ اس کی تلافی دشوار ہے جو کچھ باقی بچا اسی کو سنبھالو' پیارے آقا سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ رحمت میں ہمارے لئے سب کچھ ہے- صدق و اخلاص کے ساتھ ان کی اطاعت ان کا اتباع ان کی پیروی ہمارے لئے منہاج رفعت و عزت اور معراج ترقی ہے- اس سے باہر ہونے ان سے پھر جانے روگرداں ہوجانے میں ہمارے لئے ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں- اس لئے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن پاک سے لپٹ جائیں اور ان گمراہوں' بے دینوں' بدعقیدوں'

مرتدوں اور ذالوؤں کے فریب اور مکر میں آکر حشر کی ہولناکیوں' کو مت بھولو' اس طرح کے مکار ہزاروں جھوٹے دعوے کرنے والے آئے اور آتے رہیں گے- ان کے مختلف روپ ہیں- ان کی کئی چالیں ہیں- پیر' فقیر اور علماء دین کا روپ' بشارتوں اور الہامات اور جھوٹے خواب بتا بتا کر اور جو ہر وقت طلب جاہ و شہرت میں مبتلا رہتے ہیں- دور دور نام مشہور ہو خاص و عام میں ذکر مذکور ہو اپنا گروہ الگ بنائیں- وہ ہمارا مرید' ہم اس کے پیر وہ ہمارا غلام ہم اس کے امام کہلائیں ان میں سے جن کی ہمت پوری ترقی کرتی ہے' مکر و فریب چل جاتا ہے- وہ **انا ربکم الاعلی** بولتے اور دعوے خدا ہونے کی دکان کھولتے ہیں- جیسے گذرے ہوؤں میں فرعون و نمرود و غیرہما مردود اور آنے والوں میں مرزا قادیانی' کے سوا ایک اور دجال لعین اور جو ان سے کم درجہ ہمت رکھتے ہیں کذاب یمامہ و کذاب ثقیف و غیرہما خبیثوں کی طرح ادعای رسالت و نبوت پر تھکتے ہیں اور ان سے کم مکار کوئی مہدی موعود بنتا ہے کوئی غوث زماں کوئی مجتہد وقت' کوئی قیوم زماں' کوئی چنین و چنان بہرحال اب تو مکار حشرات الارض کی طرح کئی نکل پڑے کھلے اور باطل صریح جھوٹ کے نشان باندھ کر آگے بڑھ رہے ہیں اور کچھ عقل کے اندھے' قسمت کے اوندھے ان کے پیچھے لگ گئے' دوستو' آخر وہ بھی تو آدمی تھے جو فرعون کو سجدہ کرنے میں لگ گئے- وہ بھی آدمی ہی ہوں گے جو دجال مکار پرفنون کا ساتھ دیں گے- اس لئے آج سن لیجئے کسی کی بناوٹ دیکھ کر' اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو معاذ اللہ غلط و باطل جان کر ان سے جان نہ چھڑائیں- ان کے مقابلے میں ان مکاروں' کذابوں کا ناپاک قول بدتر از بول ان ہی کے منہ پر مار کر الگ ہو کر رہے' اور پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن پاک سے لپٹ جائیں اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے مکر و فریب اور خیالی پلاؤ سے بچائے گا- بتوفیق اللہ تعالیٰ' یہ ناپاک مکر و فریب کی

سازش اور شیطانی تدابیر فجعل کیدھم فی تضلیل کی مصداق بنیں گی۔ من گھڑت اور بیہودہ خواب و الہامات سنانے والوں کے خلاف حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد **وعن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من افری الفری ان یدی الرجل عینیہ مالم تریا** (رواہ البخاری)

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جھوٹوں میں سے بدترین جھوٹ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی آنکھوں کو وہ دکھائے جو انہوں نے نہیں دیکھا۔ یہاں (مرقات) وغیرہ کتب میں موجود ہے کہ آنکھوں سے مراد خواب کی آنکھیں ہیں۔ جن سے بندہ خواب میں سب کچھ دیکھتا ہے۔ یعنی جھوٹی خواب گھڑ کر لوگوں کو سنائے' یہ جھوٹ دوسرے جھوٹوں سے بدتر جھوٹ اس لئے ہے کہ اس میں رب تعالیٰ پر اور نبوت کے چھیالیسویں جز پر جھوٹ باندھنا ہے کیونکہ ان کے خواب اور الہامات اگر سچے ہوں تو کبھی پورے ہوتے بھی نظر آئیں۔ اس لئے ان کے خواب رویا من اللہ نہیں کیونکہ یہ خواب سچے ثابت ہوتے ہیں۔ بلکہ ان کے خواب حلم من الشیطان ہوتے ہیں۔ یا حدیث النفس' پیٹ کی باتیں اور جو شخص حلم من الشیطان یا حدیث النفس کو رویا من اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت یا الہام قرار دے' بڑا مکار ہے اور جھوٹا ہے۔ ایسے جعلی اور بناوٹی پیروں کے بارے میں کیا ہی خوب کسی نے کہا کہ۔

بک رہے ہیں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

فتنہ سیفیہ کے مکائد شیطانی

اس گردشِ زمانہ میں بے شمار فتنے جنم لے رہے ہیں اور لیتے رہیں گے مگر اہلسنت وجماعت کی اجتماعیت کو انفرادیت میں، اکثریت کو اقلیت میں، تبدیل کر سکے نہ کر سکتے ہیں ہر اٹھنے والا فتنہ اپنے عقائدِ باطلہ اور نظریات فاسدہ رکھنے کے باوجود اپنے آپ کو سچا مسلمان سمجھتا ہے اور غلط نظریات کو اسلام ثابت کرنے کے لئے دلائل باطلہ تاویلات فاسدہ اور علماء سُوء کی تائید حاصل کرنے میں کسی قسم کی بھی کسر نہیں چھوڑتا۔ آج کل جس فتنہ کا تذکرہ کثرت سے ہر ایک مسلمان کی زبان پر عام ہے وہ فتنہ ناریہ سیفیہ ہے جس کے بانی نام نہاد پیر سیف الرحمان افغانی ہیں، جو مسٹر طاہر القادری کی طرح نہایت مکّار، اور گوہر شاہی کی طرح، فریب کار فتنہ سیفیہ ناریہ کے عقائد و نظریات پر مشتمل، کتاب "ہدایۃ السالکین" جو کہ خود پیر مکار سیف الرحمان کی اپنی لکھی ہوئی ہے جو کہ اب انڈر گراؤنڈ ہو چکی ہے۔ اُدھر پاسبانِ ملّت اسلامیہ اہلسنت و جماعت کے نگہبان علماء و مشائخ اس فتنہ کی تردید میں مصروفِ عمل ہیں ادھر رسمی اور جعلی پیر اور اس کے نام نہاد خلفاء و مریدین اہلسنت و جماعت کے جید علماء و مشائخ کو زندیق و مطلق کافر، بے حد کافر، اشد کافر کے فتوے لگا رہے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ یہ بانسریاں بھی بجا رہے ہیں کہ پیر سیف الرحمان افغانی نے کسی قسم کا کوئی دعوی نہیں کیا۔ ایک سیفی لکھتا ہے کہ "عجیب افتراء باز آدمی ہے کہ پیر صاحب کی کتاب میں خواب کے واقعات (حالانکہ خواب نہ دلیل

الزامی ہے اور نہ دین میں حجتہ دافعہ ہے اور نہ خواب پیر صاحب کا ہے بلکہ ایک دوسرے شخص کا رویاء ہے تو اس بدبخت نے ایک طرف پیر صاحب کے دعاوی ٹھرا کر اپنے آپ کو اہلِ طریقت کا غم خوار ثابت کیا ہے"۔ فتنہ سیفیہ کی کتاب "الشوائد علی المکائد" (صفحہ ۲۵) اور ایک دوسرے خلیفہ نے اپنی کتاب "سل الحسام" کے (صفحہ ۱۳) پر لکھا کہ حضرت صاحب کی کتاب "ھدایت السالکین" یا کسی اور تحریر سے ثابت کردے تو پچاس ہزار روپے انعام لے سکتا ہے۔ اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھا کہ اگر پیر محمد "ھدایت السالکین" سے حضرت کا قول بطور دعوی دکھائے کہ "میں حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں" تو پھر بھی پچاس ہزار روپے انعام کا حقدار ہے۔ حالانکہ یہ سیفی خلفاء بھی پیر کی طرح بالکل ہی اجہل ہیں۔ انہوں نے "ھدایت السالکین" کا مطالعہ نہیں کیا۔ اگر مطالعہ کر لیتے تو ان کو یہ نوبت ہرگز نہ آتی۔ دیکھیں یہ مولوی محمد حمید جان سیفی بھی تو سیف الرحمان افغانی ہی کے خلیفہ ہیں وہ اپنے "ابطالِ باطل" کے (صفحہ ۱۱) پر لکھتا ہے کہ "دوسرا خواب مولوی محمد عارف صاحب نے دیکھا ہے خواب کا مضمون یہ ہے کہ کھجوری کے حضرت (پیر سیف الرحمان صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ تعالی نے حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے اونچا مقام عطا فرمایا ہے پیر محمد اور اس کے ہمنواؤں نے اس خواب کو محل اعتراض بنایا اور اسی کتاب کے (صفحہ ۱۰) پر لکھتے ہیں کہ "اس خواب میں شرع ظاہری کے ساتھ کوئی ٹکراؤ اور مخالفت نہیں ہے۔ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے اقتدا کی ہے۔" حضرت

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، حضرت سیدنا امام مھدی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو نبی کا ولی کے پیچھے نماز کی اقتداء شریعت مطہرہ میں ممنوع نہیں اور اسی کتاب کے (صفحہ ۱۳) پر لکھتا ہے کہ "یہ حکم اس وقت کے اولیاء کرام کے علاوہ کسی اور طرف تجاوز نہیں کرتا"۔ اور اسی کتاب کے (صفحہ ۱۸) پر لکھتا ہے کہ "حضرت سیدنا اخندزادہ سیف الرحمان رحمتہ اللہ علیہ کے کمالات اور ولایت سے انکار حق سے انکار اور حسد و مکابرہ اور عناد ہے"۔

اقول :- ھم اس سے قبل عرض کرچکے ہیں کہ ھدایت السالکین جس کی وجہ سے یہ فتنہ اور فساد ہوا اس کے مصنف پیر سیف الرحمان ہیں اور اسی کتاب کے اندر وہ تمام اعبارات موجود ہیں، جو قابلِ اعتراض ہیں اور آج فتنہ سیفیہ کے چیلے عوام الناس میں ایک قسم کی الجھن پیدا کرنا چاہتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ "یہ خواب کے واقعات ہیں حالانکہ خواب کو دلیل نہیں بنایا جاتا، اور خواب بھی پیر صاحب کے نہیں ایک دوسرے شخص کے ہیں جن کو لوگوں نے پیر صاحب کے دعاوے قرار دے دیا ہے تو اس سے متعلق پہلا جواب تو تمہارے سیفی نے اپنے "ابطال باطل" میں دے دیا ہے جس کو ہم اوپر عرض کرچکے۔ غوث اعظم سے اونچا مقام پیرصاحب کا ہوسکتا ہے اور یہ بھی اس کتاب میں اعتراف کیا کہ ولی نبی کا امام ہوسکتا ہے اس سے شرعاً کوئی فرق نہیں آتا اس سے قبل دو سیفیوں نے ان عبارات اور دعوؤں کا بالکل انکار کیا تھا مگر مولوی محمد حمید جان سیفی نے اقرار کیا کہ یہ سب کچھ شرعاً جائز ہے۔

اور دوسرا جواب بھی خود سیفی مولوی اپنے "الشوائد علی مکائد" میں تحریر کرچکا کہ "یہ خواب کے واقعات ہیں اور خواب کو دلیلِ شرعی بنایا جاسکتا،

اور نہ ہی دین میں خواب حجتہ واقعہ ہے۔ اور نہ ہی خواب پیر صاحب کا ہے۔"
تو سیفیو! اگر خواب کو تمہارے پیر نے دلیل شرعی نہیں بنایا تھا تو اپنے سالکین کے لئے اپنی کتاب میں یہ تمام خواب کیوں درج کئے؟ ان کا تحریر کرنے کا آخر مقصد کیا تھا؟ اور پھر خود پیر صاحب اپنی اسی کتاب "ھدایت السالکین" کے صفحہ ۲۹۹ پر تحریر کرتے ہیں کہ "ہزارہا روئے صالحہ اور کشف حقہ صادقہ اور الہامات رحمانیہ ایسے موجود ہیں جو کہ اس فقیر کی مجددیت اور حقانیت پر گواہ عدل ہیں۔ اسی بنیاد پر خود ہی دعوی کرتا ہے کہ "فقیر بحمدللہ ومنہ ظاہری ٹھوس دلائل سے مجدد عصر حاضر ہے۔ اور اسی کتاب میں خود پیر صاحب نے لکھا ہے کہ "اسی طرح فقیر کی ولایت، حقانیت اور وراثت حقہ پر ظاہری حجج بنیہ دافعہ کے ساتھ ساتھ رویائے صالحہ بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں جو کہ نبوت کا چالیسواں جز اور حصہ ہے یہاں چند رویائے صالحہ لکھنا مناسب سمجھتا ہوں۔ تاکہ طالبان حق کے لئے مشعل راہ بنیں صفحہ ۳۲۱) عجیب بات ہے جن خوابوں کو پیر خود اپنی دلیلیں بناتا ہے اور خلفا کہتے ہیں کہ خواب کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا؟ اور پھر تمام خوابوں کو سن کر خود اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ خواب جو ہیں یہ طالبان حق کے لئے مشعل راہ بنیں۔ اب میں تمام سیفیوں سے صرف اتنا سوال کرتا ہوں کہ تمہارے پیر نے خود ہی خوابوں کو دلیل بنایا جو ابھی ابھی آپ نے پڑھ لیا۔ جب انھوں نے خوابوں کو بطورِ دلیل تحریر کیا ہے تو بتاؤ کہ دلیل دعوے کی

ہوتی ہے یا نہیں؟ پہلے دعوی ہوتا ہے پھر دلیل ہوتی ہے اور دعوی بغیر دلیل کے بھی غلط ہوتا ہے۔

کیا بغیر دلیل کے دعوے پائی جاتی ہے؟ تو معلوم ہوا کہ پیر سیف الرحمان نے اپنی کتاب میں تمام کے تمام خواب اسی لئے تحریر کئے ہیں تاکہ میرے دعووں کی دلیلیں بنیں جیسا کہ وہ خود لکھ رہے ہیں۔ اب ہم اسی کتاب "ھدایت السالکین" سے عبارات تحریر کرتے ہیں اور تمام سیفیوں مع پیر مغاں صاحب کو بھی کھلا چیلنج دیتے ہیں کہ کوئی ایک حوالہ غلط ثابت کریں؟ جو "ھدایت السالکین" میں موجود نہ ہو تو ایک حوالہ غلط ثابت کرنے والے سیفی کو فی حوالہ دس ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

نوٹ :- قارئین کرام جب یہ واضح ہوگیا کہ یہ کتاب صرف اپنے دعووں کے دلائل پر تحریر کی گئی ہے۔ "خواب تو اس وقت خواب تھے جب خواب کی حد تک تھے جب سن کر خاموشی اختیار کی گئی اور "السکوت یدل علی الرضا" کے علاوہ بھی خود پیر نے اپنی دلیلیں بنائی تو پھر اب یہ دعوے عالم بیداری کے دعوے ہوئے "نہ عالم خواب کے" خواب خلفاء کے ہیں مگر لکھ رہا ہے پیر مطلب کیا ہے؟

رسم دیارِ حسن سے ناآشنا تھا میں لبیک کہہ اٹھا جو پکارا خود آپ نے
یا الٰہی کلک اختر کو بنا کلک رضا
دشمنان دیں نہ یہ سمجھیں، رضا جاتا رہا

عالم بیداری کے دعوے

کتاب ھدایت السا لکین فی رد المنکرین کے اقتباسات

دعوی نمبرا :- میرے سارے مریدین و خلفاء ولی ہیں اور ان سے انکار کفر ہے۔

اصل عبارت نمبرا :- "اس زمانہ میں فقیر سیف الرحمٰن پیر ارچی کے مریدین اور خلفاء کرام جو کہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور ولایت سے مشرف ہیں۔" کتاب ھدایت السا لکین صفحہ ۲۵۹

اصل عبارت نمبر۲ :- میرے تقریباً آٹھ ہزار خلفاء کرام ہیں اور سب کے سب فنا نفسی اور فنا قلبی سے مشرف ہیں اور کامل و مکمل اولیاء ہیں۔ تو اگر تم صرف مجھے مانتے ہو اور ان کی ولایت سے منکر ہو تو یہ بھی کفر ہوگا۔ کیونکہ تمام اولیاء کو ماننا لیکن صرف ایک ولی سے انکار کفر ہے۔ جس طرح تمام انبیاء پر ایمان لانا اور صرف ایک نبی سے انکار کفر ہے۔ صفحہ ۲۶۰

دعوی نمبر۲ :- کامل و مکمل پیر اور اخص الخواص ولی ہوں۔

اصل عبارت نمبرا :- یہ فقیر اپنے شیخ کی گواہی سے کامل و مکمل پیر ہے۔ صفحہ ۱۷۰

اصل عبارت نمبر۲ :- پھر فرمایا یہ اخندزادہ اخص الخواص اولیاء کرام میں سے ہے۔ صفحہ ۱۷۶

دعوی نمبر۳ :- مریدین و خواہیں کہتی ہیں کہ میں ولی و مجدد ہوں۔

اصل عبارت نمبرا :- ہزار ہا رویاء صالحہ (خوابیں) کشوف حقہ' اور الہامات رحمانیہ ایسے موجود ہیں جو کہ اس فقیر کی مجددیت اور حقانیت پر گواہ ہیں۔ صفحہ ۲۹۹

اصل عبارت نمبر۲ :- ہزاروں کی تعداد میں مسترشدین اقرار کرتے ہیں کہ حقیقی کمالات اور شریعت کی ظاہرا اور باطنا اتباع اس فقیر کے اندر موجود ہے۔ صفحہ ۲۹۰

اصل عبارت نمبر۳ :- فقیر کی ولایت' حقانیت اور وراثت حقہ پر ظاہری حج بینہ دافعہ کے ساتھ ساتھ رویائے صالحہ (خوابیں) بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ صفحہ ۲۲۔۳۲۱

دعوی نمبر۴ :- میرے مریدین علوم غریبہ کے مالک ہیں۔ انوار الہیہ لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔

اصل عبارت نمبرا :- اس فقیر کے واسطہ سے ہزاروں سا لکین طریقت الہامات صحیحہ' کشوف حقہ اور علوم غریبہ کے مالک بن چکے ہیں۔ صفحہ ۱۷۸

اصل عبارت نمبر۲ :- لاکھوں کی تعداد میں عوام مسلمان اس فقیر کے ظاہری و باطنی علوم سے فیض یاب ہیں۔ بداھت وجدانی کے طور پر انوار الہیہ اس فقیر کے سینہ سے حاصل کر کے دوسروں کو بھی پہنچاتے ہیں۔ صفحہ ۱۷۸

دعوی نمبر۵ :- میں ایک ہی صحبت میں چمکا دیتا ہوں۔

اصل عبارت نمبر۱ :۔ فقیر کی ایک صحبت اور ایک ہی توجہ میں لطائف خمسہ' عالم امر منور اور متجوہر ہو کر ذکر خداوندی سے زندہ ہوجاتے ہیں۔ صفحہ ۳۶

اصل عبارت نمبر۲ :۔ اگر کوئی وجدان صحیح کا مالک' اعتقاد صحیح' انقیاد اور خلوص نیت کے ساتھ اس فقیر کی صحبت میں بیٹھ جائے تو جمعیت قلبی' حیات قلبی' عشق خداوندی' عشق رسول" اتباع سنت' اجتناب بدعت اور اخلاق حمیدہ سے متصف ہوجاتا ہے۔ صفحہ ۱۸۰

دعوی نمبر۶ :۔ پیری میں مقابلہ کرلیں۔ کھرا کھوٹا معلوم ہوجائے گا۔

اصل عبارت :۔ "**تعرف السوابق عندلوهان**" کے مضمون پر میدان میں معلوم ہوسکتا ہے کہ ناقص پیر کون ہے۔ صفحہ ۱۵۲

دعوی نمبر۷ :۔ میرا خلیفہ ایک سانس میں قرآن مجید کا ختم اور دس ہزار مرتبہ **لا الہ الا اللہ** پڑھ سکتا ہے۔

اصل عبارت :۔ حضرت روحانی صاحب جو میرا خلیفہ اعظم اور ردیف الکمالات ہے ایک سانس میں تمام رات نفی اثبات کرسکتا ہے اور ایک سانس میں کلام اللہ کے ختم ساتھ ساتھ دس ہزار سے زائد نفی اثبات کرچکا ہے۔ صفحہ ۱۷۸

دعوی نمبر۸ :۔ میری ولایت و مجددیت کی نشانی میرے مرید ہیں۔

اصل عبارت نمبر۱ :۔ میرے پچاس ہزار سے زائد مریدین کو غور سے

دیکھنے پر یہ بات بدیہی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ فقیر محی السنت ہے میرے تمام مریدین عمامہ کی پابندی کرنے والے ہیں۔ صفحہ ۳۰۰

اصل عبارت نمبر۲ :۔ اس فقیر کے مریدین و خلفاء کرام ہی اس فقیر کے کمالات اور علوم کا واضح نمونہ ہیں۔ الخ۔

اصل عبارت نمبر۳ :۔ اس فقیر کے مریدین و خلفاء کرام ظاہری اور باطنی شریعت کے التزام سے امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور تقوی فی العقیدہ' فی العمل اور فی الاخلاق کا مظہر ہیں۔ اس زمانہ میں بدیہی طور پر سا لکین سیفیہ ہی نظر آتے ہیں۔ **ان اولیاء ہ الا المتقون**○ کا مصداق صحیح اس زمانہ میں فقیر کے ہاں مل سکتا ہے۔ صفحہ ۱۷۸

دعوی نمبر۹ :۔ سر پر ٹوپی رکھنا یا ننگے سر رہنا کفار میں داخل ہونا ہے۔

اصل عبارت نمبر۱ :۔ عمامہ سنت دائمہ (مستمرہ) لازمہ اور متواترہ (قطعیہ) ہے۔ صفحہ ۱۳۴

اصل عبارت نمبر۲ :۔ عمامہ باندھنا شعار (علامت) مومنین کی حیثیت سے واجب اور صرف ٹوپی رکھنا یا ننگے سر پھرنا شاعر کافرین ہے۔ صفحہ ۱۳۶

اصل عبارت نمبر۳ :۔ شعار کفری اختیار کرنا حرام بلکہ کفار کی صف میں داخل ہونے کے مترادف بن جاتی ہے۔ صفحہ ۱۳۵

دعوی نمبر۱۰ :۔ پوری دنیا میں شریعت اور سنت کی صحیح تابعداری خانقاہ سیفیہ میں ہے۔

محدث اعظم ۵۸۹ عقائد و نظریات

اصل عبارت نمبر۱ :۔ تمام دنیا میں شریعت محمدیؐ کی متابعت اور سنت سنیہ کے التزام کا واحد مرکز اس فقیر کی خانقاہ سیفیہ یاد کی جاتی ہے۔ صفحہ ۱۷۸

اصل عبارت نمبر۲ :۔ یہ کوئی مفروضہ نہیں بلکہ کوئی ادھر خانقاہ سیفیہ میں آکر دیکھ سکتا ہے کہ فقیر بحمداللہ شیخ احمد ثانی (مجدد الف ثانی) ہے اور مجدد عصر ہے۔ صفحہ ۲۸۷

اصل عبارت نمبر۳ :۔ یہ کوئی مفروضہ نہیں بلکہ کوئی بھی خانقاہ سیفیہ میں آکر احیاء سنت کا نظارہ دیکھ سکتا ہے اور اماتت بدعت کا عملی نمونہ بھی دیکھ سکتا ہے۔ صفحہ ۳۰۱

دعوی نمبر۱۱ :۔ ولایت کو نبوت کی طرح ظاہر کرنا چاہئے تاکہ لوگ فائدہ اٹھائیں۔

اصل عبارت :۔ اگر انبیاء اپنی نبوت لوگوں پر ظاہر نہ کرتے تو وہ لوگ کس طرح مستفید ہوجاتے؟ اسی طرح اگر اولیاء کرام جو کہ وارثین ہیں۔ اگر اپنی ولایت ظاہر نہ کریں تو مسترشدین ان کے فیوض عالیہ سے محروم رہیں گے۔ **واما بنعمتہ ربک فحدث** اس معاملہ پر گواہ ہے۔ صفحہ ۱۷۱

دعوی نمبر۱۲ :۔ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے کمالات، علوم اور باطنی طاقتیں پیر (سیف الرحمان) صاحب کے پاس ہیں۔

دعوی نمبر۱۳ :۔ پیر سیف الرحمان صاحب غوث پاک رضی اللہ عنہ سے چھے مقام اوپر ہیں۔

اصل عبارت :۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا وجود مبارک حضرت سیدنا اخنزادہ سیف ارحمان کے وجود مبارک میں جذب ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ علوم اسرار اور باطنی قوتیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظم کو عطا فرمائے تھے۔ وہ سب کے سب کمالات اور معارف اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اخنذادہ صاحب مبارک کو عطا کیئے ہیں۔ حضرات پیران پیر محی الدین جیلانی اپنے عصر میں مجدد تھے اور حضرت صاحب مبارک عصر حاضر کے مجدد افخم ہیں۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں۔ اور حضرت پیران پیر صاحب عبدیت کے مقام سے مشرف تھے اور سید مبارک صاحب نے چھے مقامات عبدیت کے مقام سے فوق (اوپر) طے کئے ہیں اور حضرت صاحب مبارک صاحب کا مقام پیران پیر کے مقام سے فوق ہے۔ **الحمدہ للہ علی ذالک ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم** ○ صفحہ ۳۲۴ تا ۳۲۵

دعوی نمبر۱۴ :۔ علم باطن فرض عین ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

اصل عبارت نمبر۱ :۔ علم باطن فرض عین ہے اور اس کی طلب بھی ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور اس کا عدم طلب حرام اور موجب فسق اور اس کا انکار کفر بواح ہے۔ صفحہ ۲۷۷

اصل عبارت نمبر۲ :۔ ظاہر ہے کہ معاند، منکر اولیاء اور فروض اعیان سے منکر کافر ہے۔ صفحہ ۲۷۸

دعوی نمبر۱۵ :۔ پیر صاحب مبارک دنیا میں ولی اور آخرت میں نبی ہوں

گے۔

اصل عبارت :۔ اسی اثناء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب اگرچہ ولی ہیں۔ نبی نہیں ہیں۔ لیکن میں اس کے علو شان کی وجہ سے اس ہستی کو قیامت کے دن انبیاء کی صف میں کھڑا کروں گا۔ (یہ خواب واضح طور پر فقیر کے خواب کی تعبیر ہے) **ھدایۃ السالکین صفحہ ۳۲۷**

دعوی نمبر۱۶ :۔ پیر محمد چشتی صاحب کے اعتراضات کی تصدیق کرنے والا کافر ہے۔

دعوی نمبر۱۷ :۔ سا لکین سیفیہ کے وجد کو برا بھلا کہنے والا کافر ہے۔

دعوی نمبر۱۸ :۔ سیفی مجذوبین سے ٹھٹھا کرنے والا کافر ہے۔

دعوی نمبر۱۹ :۔ اس فقیر پر جھوٹ باندھنے والا کافر ہے۔

اصل عبارت :۔ قاری اظہر محمود اظہری خطیب مسجد انوار حبیبؐ۔ ضلع اٹک نے پیر محمد زندیق کو خط لکھا ہے جس میں اس نے پیر محمد زندیق کے کافرانہ اعتراضات کو قابل ستائش کام قرار دیا ہے اور سا لکین سیفیہ کے وجد و حالات پر تشنیع کیا ہے اور ناقابل برداشت کلمات کفریہ سے مجذوبین کے ساتھ استہزاء کیا ہے۔ اور اس فقیر پر بھی ناشائستہ افتراء کیا ہے تو قاری اظہر محمود اظہری بھی پیر محمد کی طرح اشد کافر اور معاند حق ہے۔ صفحہ ۲۴۷ تا

۲۴۸

دعوی نمبر۲۰ :۔ میری شخصیت کو ماننا عین دین، عین ایمان، عین اسلام اور عین شریعت ہے۔ اس کا خلاف کفر اور نیا دین ایجاد کرنا ہے۔

اصل عبارت نمبر۱ :۔ قارئین کرام پر مخفی نہیں کہ وارث سے انکار درحقیقت مورث سے انکار کرنا ہے اور وارث کی توہین اور گستاخی کرنا فی الحقیقت مورث کی توہین اور گستاخی ہے۔ **العیاذ باللہ** اور وارث کامل جو کہ نبی اکرمؐ اور شریعت مطہرہ کی کمال متابعت کی وجہ سے اخص الخواص اولیاء کرام کی صف میں داخل ہو تو اس کامل متبع شریعت شخصیت کو غیر اسلامی عقائد کا مبلغ قرار دینا اور اپنے پیٹ سے گڑھی ہوئی شریعت کی تبلیغ کرنے والا قرار دینا بالفاظ دیگر دین اسلام اور شریعت مطہرہ محمدیہؐ کے علاوہ ایک اور دین بنانا ہے اور دین اسلام سے قطعی طور پر انکار کرنا ہے۔ جس طرح پیر محمد بدترین کافر نے رسول اکرمؐ کے کامل تابع اور وارث کا توہین کیا۔ صفحہ ۲۹۰

اصل عبارت نمبر۲ :۔ تو اس کامل تابع شخصیت کو غیر اسلامی عقائد کا مبلغ ٹھہرانا فی الحقیقت شریعت محمدی کو غیر اسلامی شریعت ہے اور اپنے پیٹ سے نیا دین بنانا ہے۔ **ومن یبغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ الایتہ** صفحہ ۲۹۰ تا ۲۹۱

اصل عبارت نمبر۳ :۔ پس ایسی شخصیت کو غیر اسلامی عقائد کا مبلغ ٹھہرانا اور اپنے پیٹ سے گڑھے ہوئے احکام کی اشاعت کرنے والا قرار دینا بالفاظ دیگر قرآن و سنت، احکام شرعیہ اور عقائد اسلامیہ کو غیر اسلامی قرار دینا ہے اور ایمان محض کو کفر محض قرار دینا ہے۔ صفحہ ۲۸۷

دعوی نمبر۲۱ :- وجد سے انکار قرآن و حدیث سے انکار ہے۔

اصل عبارت :- وجد کا ثبوت امت مسلمہ کے نزدیک اجماعی بلکہ قطعی ہے الخ وجد سے اانکار بالفاظ دیگر قرآن و حدیث سے انکار ہے۔ صفحہ ۲۴۷

دعوی نمبر۲۲ :- دل کا کودنا کرامت ہے۔

اصل عبارت :- لطائف کی حرکت (جو وجد کی ایک قسم اور کرامت اولیاء ہے) صفحہ ۲۴۸

دعوی نمبر۲۳ :- میری غیبت کرنے والا اور تہمت لگانے والا کافر ہے۔

اصل عبارت :- پیر محمد چشتی نے اس فقیر کی جو تحریری غیبت کی ہے اور تہمت پردازی کی ہے زبانی اور تقریری طور پر اس فقیر کی غیبت اور تہمت پردازیوں میں مبتلا ہے تو اس غیبت تہمت پردازیوں سے اس فقیر کو کوئی اذیت اخروی لاحق نہیں بلکہ اس امر حرامہ کو حلال اور کار ثواب جاننے سے پیر محمد چشتی خود کافر ہے۔ صفحہ ۳۲۱

سیفیوں کا دعوی :- یقیناً وہ لوگ کافر ہوچکے ہیں جنہوں نے اس قیوم زمان کی شان میں گستاخی کی ہے خواہ وہ کوئی مفتی ہو یا نام نہاد پیر۔ (کتابچہ دعوت توبہ کا جواب صفحہ ۷)

پیر سیف الرحمٰن کی وصیت نمبر۱ :- فقراء حقیقی کے حق میں بدگمانی نہ کریں کیونکہ ہر زمانہ میں فقراء حقیقی کے دشمن اور منکرین فقراء پر افتراء

بازی کرتے ہیں لیکن تبیین ضروری ہے۔" مکتوب کا اقتباس

وصیت نمبر۲ :- تمام مسلمان فقیر کی تصانیف اور فقیر کے خلفاء کی اسناد خلافت کا مطالعہ کریں۔ جس میں فقیر نے اپنے آپ کو "فقیر" اور "الفقیر" سے مسمی کیا ہے اور کوئی دعوی فقیر نے نہیں کیا۔ مکتوب اقتباس۔

دعوی نمبر۲۴ :- میرا وجود پاکستان کے لئے رحمت ہے۔ صفحہ ۳۶۶

سیفیوں کی تصدیق :- ہمارے شیخ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے دعوی نبوت نہیں کیا بلکہ اپنے آپ کو فقیر سے موسوم کرتے ہیں۔ مکتوب سیفی کا اقتباس

عبارات پر تبصرہ

دعوی نمبر۱ پر تبصرہ :- پیر صاحب نے کہا کہ میرے سارے مرید ولی ہیں اور خود اخص الخواص ولی ہوں۔ مریدوں کی ولایت پر پیر صاحب نے شہادت و گواہی دی اور اپنی ولایت و قیومیت پر اپنے شیخ کی گواہی بیان کی۔ لیکن واقعہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مولانا ہاشم صاحب جو کہ پیر سیف الرحمٰن کے مرشد و شیخ ہیں۔

سیف الرحمٰن کو اس لئے اخص الخواص ولی اور قیوم زمان کہتے رہے ہیں کہ یہ جذباتی تھے۔ بات بات پر ناراض ہوجاتے تھے تو ان کی تالیف قلبی کی خاطر انہیں خوش رکھنے کے لئے ایسا کرتے۔ کیونکہ مرشد حق بیں کو اپنے ہر مرید و خلیفہ کا اندازہ ہوجاتا ہے کہ یہ کس فطرت کا مالک ہے۔ وہ دیکھ چکے تھے کہ اسے جتنا مفتایا جائے خوش رہتا ہے۔ تو وہ اسے راضی رکھنے کے لئے

اخص الخاص ولی قیوم زمان یوسفی الصفتہ وغیرہ وغیرہ کہہ دیتے جیسے باپ بگڑے ہوئے بچے کو شیر پتر کہہ کر راضی کیا کرتا ہے۔ پیر صاحب نے خود ہدایت السا لکین میں لکھا کہ مولانا ہاشم صاحب نے حدیث "اب الوطن من الایمان" کی تشریح میں فرمایا کہ وطن سے مراد اصل روح ہے جو عرش سے اوپر عالم امر میں ہے۔ صفحہ ۲۹۲ میں انہوں نے کہا کے اس فقیر کو ابھی ابھی الہام ہوا ہے کہ اس وطن سے مراد "جنت" ہے۔ صفحہ ۲۹۲ مولانا صاحب نے فرمایا یہ تو عوام کی بات بیان کی ہے میں نے کہا کہ اگر جنت عوام کا مقام ہوتا۔ تو حضورؐ نے جنت کی طلب کیوں کی ہے۔ المختصر مولانا صاحب نے فرمایا کہ آپ میرے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو میں نے عرض کی کہ نہیں۔ میں نے الہام عرض کیا ہے۔ صفحہ ۲۹۳ اب پیر سیف الرحمٰن صاحب ناراض ہو کر محفل سے اٹھ گئے مرشد صاحب سمجھ گئے کہ وہ ناراض ہوگیا ہے تو اب مرشد اسے خوش کرنے کے لئے کہنے لگے کہ یہ اخندزادہ اخص الخواص سے ہے آپ بدگمانی اس پر نہ کرنا یہ علم طریقت کا مجتہد ہے۔ میں نے صرف اسے غصہ میں کرنے کے لئے اس کی بات کو رد کیا ہے تاکہ اس میں نفس کی قوت پیدا ہو۔ صفحہ ۲۹۴

قارئین کرام! اس بات کو ہدایت السا لکین میں خود بھی مطالعہ کرلیں۔ مرشد صاحب ان کی جلالی طبیعت اور تلون مزاجی کے علاج کی خاطر انہیں اخص الخواص ولی، قیوم زمان علم طریقت کا مجتہد جیسے القابات سے نوازتے تھے۔ حقیقت کچھ بھی نہیں۔ اگر حقیقت اسی طرح ہوتی تو پیر سیف الرحمٰن کو ولایت و مجددیت کے دعوے کرنے کی ضرورت نہ تھی بلکہ منجانب اللہ خود مشہور و معروف ہوجاتے۔ خالی گھڑا ہاتھ مارنے سے بجتا ہے۔ بھرا ہوا گھڑا بجانے سے نہیں بجتا بلکہ بھرا ہونے کی آواز دیتا ہے۔

جڑے محرم راز حقیقت دے - اوہ راز حقیقت کھول دے نہیں
جڑے بول سچے انہاں دے سکھیا نہیں جنہاں دیکھ لیا اوہ بولدے نہیں

پیر صاحب نے اپنے ہر مرید کو ولی لکھا اور آٹھ ہزار خلفاء کو کامل و مکمل اولیاء ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کیا۔ ان کی ولایت کو اس درجہ قطعی یقینی قرار دیا کہ انکار کرنے والے کو کافر کہا ہے؟ **العیاذ باللہ ثم نعوذ باللہ من ذالک۔**

ان بتاوں سے نفسانیت کی واضح بو آتی ہوے ورنہ شخصی غیر منصوصی ولایت سے انکار پر کفر کس دلیل شرعی سے لازم آیا؟ اب مجھے پیر صاحب سے شعا پوچھنے کا حق ہے بلکہ ہر مسلمان کو جواب طلبی کا شرعی حق ہے کہ پیر صاحب تم نے اپنے ہر مرید و خلیفہ کو کس دلیل قطعی شرعی سے ولی قرار دیا ہے؟ کیا قرآن و حدیث اور اجماع سے ان کی ولات ثابت ہے؟ پھر ان کی ولایت سے انکار کرنے والے کو کسی دلیل شرعی سے کافر کہا ہے؟ حالانکہ تم نے اپنی کتاب ہدایت السا لکین کے صفحہ ۸۶ پر لکھا ہے کہ "فقیر بلادلیل شرعی فتوی صادر نہیں کرتا کیونکہ یہ فقیر حنفی مذہب کا تابع ہے" اپنے اس قول کو سچ ثابت کرنے کے لئے مذہب حنفی کی کسی کتاب سے ثابت کردو کہ آٹھ ہزار سیفی خلفاء کی ولایت سے انکار کفر ہے؟ **فاتو ابکتابکم ان کنتم صادقین**

آئی جان شکنجے اندر جیویں ویلنے وچ گنا
وسو سیفیورل مل مینوں جند کیویں ہن کڈاں

قارئین کرام حقیقت یہ ہے کہ شخصی غیر منصوصی ولایت کے ثبوت پر کوئی نص قطعی شرعی موجود نہیں جس کے انکار پر کفر لازم آئے پس پیر صاحب کا یہ فتوی نفسانی غیر شرعی اور غیر اسلامی ہے۔ نیز ولایت شخصیہ معینہ

غیر منصوصہ پر ولایت مطلقہ منصوصہ کو دلیل بنا کر کفر کا فتوی صادر کرنا ظلم ہے اور پرلے درجے کی حماقت و جہالت ہے۔ ہاں البتہ ولایت معینہ منصوصہ پر نصوص مطلقہ سے ثبوت لانا جائز ہوگا جیسے اصحاب کہف کی ولایت' مریم علیہ السلام کی ولایت' موسی علیہ السلام کی والدہ کی ولایت' حضرت آسیہ خاتون کی ولایت' حضرت آصف بن برخیاؒ کی ولایت اور حضرت خضر علیہ السلام کی ولایت۔ ان مذکورہ کی ولایت قطعی منصوصی ہے جس کے انکار پر کفر لازم آئے گا اور وہ اولیاء بھی منصوصی ہوں گے جن کی ولایت پر مسلمانوں کی اکثریت نے اتفاق کیا ہو جیسے حضرت اویس قرنی' حضرت جنید بغدادی' حضرت پیران پیر غوث الاعظم' حضرت خواجہ حسن بصری' حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمہم اللہ علیہم اجمعین و غیرھم۔ باقی کسی غیر منصوصی معین شخص کی ولایت امر باطنی خفی ہے جس پر اللہ تعالیٰ ہی خوب واقف ہے۔ باقی کسی کو قطعی علم نہیں۔ یہاں سے کتاب **حدیقتہ الندیہ** کی عبارت کا صحیح محمل معلوم ہوگیا کہ کسی فرد معین کی ولایت منصوصی کا انتفاء من غیر دلیل کفر ہوگا نہ فرد غیر منصوصی سے انتفاء پر کیونکہ قاعدہ اصولیہ مسلم ہے کہ **المطلق یجری علی اطلاقہ و المقید علی تقییدہ** سیفیوں کی ولایت سے انکار کو مطلق اولیاء کے انکار سے دلیل لانا مکابرہ اور تجاہل عارفانہ ہے پھر اس پر نبوت و رسات کے انکار سے دلیل لانا اور بھی جاہل بننا ہے۔ اب اگر ولایت **شخصیہ** غیر منصوصہ کے انکار پر کفر کا التزام کیا جائے تو پھر ہر سلسلے والا کافر کہلائے گا۔ کیونکہ ہر سلسلے والے کے نزدیک اپنے سلسلے کے پیر کی ولایت مستند ہوتی ہے۔ اس طرح تو پیر صاحب اور سارے سیفی کافر ہوجائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے باقی سلسلوں میں ولی ماننے سے انکار کیا ہے۔ حالانکہ ولی موجود ہیں۔ پیر صاحب کے فتوے سے کئی استحالے لازم آتے ہیں۔

ولی کون ہوتا ہے :۔ ولی اللہ کہلانے کا حق دار کب ہوتا ہے؟ ان سوالوں کا جواب فخر السادات' جامع المعقولات و المنقولات' منبع البرکات و لکرامات آیتہ من آیات حضرت پیر سید مہر علی شاہ مرشدی و سندی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ "سالک ارالی اللہ بعد مشاہدہ و تجلیات **ھوالظاہر** اور نیز تجلیات **ھوالباطن اولا بحسب** خصوصیات و تمیزات اپنے کے اور ثانیا بافناء' بعض تمیزات ان کے مرتبہ جمع میں اور بالکلیہ فنا کے مرتبہ جمع الجمع میں ولی اللہ کہلانے کا حقدار ہے۔ فتاوی مھریہ صفحہ ۵۲

پیر سیف الرحمٰن تو صرف فنا نفسی و قلبی والے کو ولی اللہ کہتے ہیں۔ یہ بعینہ اس طرح ہے جیسے تبلیغی رائیونڈی ایک چلہ کے بعد یا زیادہ سے زیادہ ایک سال کی مدت لگانے کے بعد داڑھی اور عمامے سے' فرائض اور واجبات' سنن و مستحبات اور فرائض وضو یاد کر کے مولویت کا لباس پہن کر مولوی بن جاتے ہیں۔ جب کسی پڑھے ہوئے مولوی سے پالا پڑتا ہے تو ان پڑھ بن جاتے ہیں۔ سیفیوں کی ولایت تبلیغیوں کی مولویت کے زیادہ مشابہ ہے۔ وہ کم مدت میں مولوی بن جاتے ہیں اور یہ چھ مہینے میں سات اسباق سے ولی اللہ بن جاتے ہیں۔ تبلیغیوں کا ہتھیار عامیوں کو پھانسنے کے لئے نماز اور وضو کے فرض و واجب ہیں۔ اور سیفیوں کا پھانسنے کا ہتھیار دل کو حرکت دینا ہے۔ تبلیغی عامی سے کہتے ہیں۔ نماز کے فرض سنا۔ وضو اور غسل کے فرض بتا جب اسے نہ آئیں تو کہیں گے ہمارے ساتھ تین دن یا چلہ لگا یاد ہوجائیں گے اس طرح وہ عامی مسلمان کو بے وقوف بنا کر رائیونڈی بنالیتے ہیں۔ اور سیفی عامی کو بلکہ بعض صوفی و عالم کو بھی کہہ دیتے ہیں کہ تیرا دل جاری ہے وہ کہے گا دل جاری کیا ہوتا ہے؟ تو پھر اپنا دل

ہلا کر دکھائیں گے اور کہیں گے یہ ذکر کر رہا ہے اب اچھا بھلا آدمی پھنس جاتا ہے کہ یہ کتنا نیک آدمی ہے جس کا دل حرکت کر کے ذکر میں مصروف ہے۔ بس وہ پوچھے گا کہ یہ کیسے اور کہاں سے جاری ہوتا ہے تو سیفی کہے گا کہ خانقاہ سیفیہ میں پیر مبارک صاحب کے پاس جاؤ۔ اب وہ کہے گا کہ میں فلاں پیر کا مرید ہوں۔ سیفی کہے گا کب سے۔ وہ کہے گا دس سال سے تو سیفی کہے گا کیا نفع پایا ابھی تک تیرا دل بھی ذاکر نہیں بنا۔ تو اس طرح پھانس لیتے ہیں۔ سال سے کم عرصہ میں ولایت کی سند مل جاتی ہے اور پیری مریدی کا کاروبار کرنے کی اجازت ہوجاتی ہے لیکن ہر خلیفہ سند ولایت میں خانقاہ سیفیہ کا ہی محتاج رہتا ہے۔ جیسے تبلیغی مکمل ہوجانے کی سند رائیونڈ سے دیتے ہیں۔ جس کے لئے رائیونڈ جانا لازمی ہوتا ہے۔ ورنہ دین کی تبلیغ کرنے میں رائیونڈ سے ہی ہو کر تبلیغ میں جانا کیا معنی رکھتا ہے۔

حقیقی علماء نے کئی کئی سال رگڑے کھائے۔ بھوک اور پیاس برداشت کی تب مولوی و عالم بنے۔ اسی طرح حقیقی اولیاء نے بھی مرشد کے در پر کتنے کتنے سال پانی بھرا' جھاڑو دیا۔ پھر خدا خدا کر کے انہیں خرقہ ولایت ملا۔ پھر بھی انہوں نے اپنے کو ولی اللہ ظاہر نہیں کیا۔ لوگ انہیں ولی اللہ جانتے اور کہتے مگر وہ خود اپنے منہ سے یہ کلمہ نہ کہتے کہ مبادا میں اپنے کو ولی کہوں اور غیب سے آواز اس کے برعکس آجائے کیونکہ اس میں ایک گونا تکبر کی علامت ہے۔ جو کہ حصہ نفس اور غضب الٰہی کا سبب ہے۔ اسی بات کو قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ **فیہ اشعار بانہ یجوز تزکیتہ نفسہ اولغیرہ باعلام من اللہ تعالی بتوسط الوحی والالہام بشرط انلا یکون ذالک علی وجہ البطر و التکبر فانہا من رذائل النفس۔**

ترجمہ :۔ اس میں خبرداری اس بات کی ہے کہ تزکیہ نفس (ولایت و قرب

خاص کا دعوی اپنا یا غیر کا اللہ تعالیٰ کے بتانے سے جائز ہوگا۔ وحی اور الہام کے واسطہ سے بشرطیکہ یہ دعوی اپنی دکھانے اور تکبر سے نہ ہو کیونکہ یہ دو وصف نفس کی رذالتوں سے ہیں۔ تفسیر مظہری آیت **الم تر الی الذین یزکون انفسھم** کے تحت پارہ ۵ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب دیوبندی نے اپنی کتاب بوادر النوادر کے صفحہ ۵۸۸ ج ۲ پر لکھا کہ اسی واسطے میں کہتا ہوں کہ نظرا الی الظاہر کسی کو شیخ' زاہد' عارف' عاشق اور سالک کہنا جائز ہے لیکن ولی اللہ کہنا ناجائز ہے کیونکہ ولایت یعنی قرب خاص اور مقبولیت امر خفی ہے۔ اس کا دعوی شہادت من غیر علم میں داخل ہے اسی واسطے حدیث میں **لایزکی علی اللہ احدا و یقول واللہ حسبہ' او کما قال** یعنی بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فلاں شخص ولی ہے باقی حقیقت حال سے علام الغیوب ہی واقف ہے"

اگر پیر صاحب سیفیوں کی ولایت کو کشف و الہام سے ثابت کریں تو میں کہوں گا کہ پیر صاحب کا کشف و الہام بھی عجیب اختیاری ہے کہ صرف سیفیوں کی ولایت ہی مکشوف ہوتی ہے۔ باقی قادری' چشتی' سہروردی سلسلہ میں اولیاء خرط القتاد مکشوف و ملہوم ہوتے ہیں یعنی سلسلہ سیفیہ کے علاوہ باقی کسی سلسلہ میں کوئی ولی نظر ہی نہیں آتا اسی لئے سیفیوں کی ولایت سے انکار کو کفر قرار دیا۔ پیر صاحب کا یہ فتوی نفسانی ہے پیٹ کی آگ کو خوب بجھایا ہے حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں۔ "تدریس و افتاء وقتی نافع آید کہ خالصا لوجہ اللہ سبحانہ باشد واز شائبہ جب جاہ و ریاست و حصول مال و رفعت خالی باشد و علامت این خلو زہد در دنیا است و بے رغبت بودن است از دنیا مافیہا علمائیکہ (پیر و مولوی) بایں بلا مبتلا اندو بہ محبت این دنیہ گرفتار از علماء دنیا اند۔ ایشانند علماؤ سوء و شرار مردم ولصوص دین و حال آنکہ ایشاں خود را مقتدائے دین میدانند و بہترین خلائق انگارند **ویحسبون انھم علی شی الا**

انهم هم الکذبون ○ ترجمہ :- حضرت مجدد صاحب نے واضح کیا کہ تدریس و فتوی اس وقت مفید ہے جب خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو- اگر ذرہ برابر خواہش نفسانی کی ملاوٹ ہوئی تو وہ مولوی و پیر دنیا کا ٹٹو' بازاری اور دین کا چور ٹھہرے گا علامت یہ ہے کہ دنیا سے وہ بے رغبت منصب و عہدہ کی لالچ سے خالی ہو- دین کی عزت پہ اپنی عزت قربان کرے- مگر پیر صاحب میں یہ اوصاف نہیں پائے جاتے- ہدایت السا لکین کے ہر صفحہ پر معمولی تامل کرنے سے خوب واضح ہوجاتا ہے کہ اس شخص کو دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اپنی عزت پیاری ہے- اپنی اور اپنے خلفاء و مریدین کی عزت پر دھبہ نہ لگے خواہ سارے مسلمانوں کو کافر و مرتد قرار دینا پڑے- دنیاوی لذات میں فرق نہ آئے خواہ باقی ساری دنیا اجڑ کر تباہ ہوجائے- مجدد صاحب فرماتے ہیں ایسے مقتدی جھوٹے اور فراڈی ہیں-

دعوی نمبر ۲ - ۳ - ۴ اور ۵ پر تبصرہ :- ان چار دعا دی میں پیر صاحب نے تعلی و تکبر کی تصدیق کرتے ہوئے اپنے آپ کو شیخ کی گواہی سے اخص الخواص ولی' قیوم زماں اور کامل و مکمل پیر قرار دیا ہے- مزید اس پر خلفاء و مریدین کی خوابیں اور کشف و الہام دلیل لائے ہیں- خلفاء و مریدین کو علوم غریبہ اور کشف و الہام کے مالک ہونا قرار دیا- نیز اپنے متعلق فرمایا کہ ایک ہی صحبت میں جوہر خالص اور ذاکر بنادیتا ہوں-

یہ اشتہار اس لئے دیئے تاکہ لوگ خانقاہ سیفیہ کی طرف رخ کریں اور پیری مریدی کو چار چاند لگ جائیں آمدن میں اضافہ ہو- حالانکہ شیخ کی گواہی' مریدین و خلفاء کی خوابیں اور خود پیر صاحب کے الہام و کشوف یقینی علم کا

فائدہ نہیں دیتے بلکہ محض وہمی ظنی باتیں ہیں- جن پر جم کر رسالت و نبوت کی طرح ببانگ دہل دعوے کیے جانا کسی طرح بھی درست نہیں ہوسکتا-

انبیائے کرام اور رسل عظام کے الہام و کشوف اور خوابیں یقینی علم کا فائدہ دیتی ہیں- جیسے قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے- باقی کوئی ان ذوات قدسیہ سے مشابہت نہیں رکھتا- جیسے حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں- "الہام و کشف برغیر حجت نیست" مکتوبات شریف صفحہ ۸۹ مزید فرمایا پس کشف خود را برقول علماء مقدم داشتن فی الحقیقت مقدم داشتن بر احکام قطعیہ منزل وھو عین الضلالۃ و محض الخسارۃ صفحہ ۵۴۶ الہام و کشف غیر پر حجت نہیں (اور فرمایا) کہ اپنے کشف کو علماء کرام کے اقوال پر ترجیح دینا ایسا ہے جیسے قطعی احکام قرآنیہ پر ترجیح دی جائے- ایسا کرنا گمراہی کی جڑ اور خالص خسارہ ہے-

پیر صاحب کو کشوف و الہام پر نصوص قطعیہ کی طرح یقین ہے- اس لئے شریعت کی طرف دعوت دینے والے مظلوم پیر محمد چشتی شیخ الحدیث صاحب کو کافر' اشد کافر' بدترین کافر اور زندیق و مرتد لکھا جارہا ہے- مجھے بھی ان ہی کی طرح اشد کافر اور معاند حق قرار دیا ہے- مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ کشف و الہام کو چھوڑ کر علماء کی باتوں پر عمل کرنا چاہئے اور پیر صاحب علماء کرام کو کافر و مرتد' بے کمال و ناقص قرار دے کر اپنے کو عقل کل قرار دے رہے ہیں- العجب کل العجب- بلکہ فرماتے ہیں کہ "ہمیں اس زمانہ کے کسی عالم کے فتوی کی ضرورت نہیں" ہدایت السا لکین صفحہ ۱۴۹

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں آیت **الم تر الی الذین یزکون انفسھم الایہ** کے تحت لکھتے ہیں-

"الاستفہام للتعجب من حال من یزکی نفسہ اعتلائہ بین الناس ولا یاحصل ذالک بتزکیہ نفسہ بل یوجب ذالک دناءہ فی اعین الناس و انما

بحاصل الا عتلاء و الزكاء بتزكيته الله تعالى وجعله عاليا نامیه فیما بین عباده۔

ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر تعجب فرمایا ہے جو اپنی عزت کی خاطر لوگوں میں ولایت و پاکیزگی ظاہر کرتا ہے حالانکہ وہ اس طرح عزت حاصل نہیں کرسکتا بلکہ لوگوں کی نظروں سے گرجاتا ہے۔ حقیقت میں عزت و پاکیزگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے (اگر یقین کرے) تو وہ اسے اپنے بندوں میں عالی مرتبہ کردیتا ہے۔ انتہی معلوم ہوگیا کہ اپنے آپ کو پاک صاف اور ولی اللہ ظاہر کرنا عزت بڑھانے کی غرض سے نہایت برا ہے۔ ارشاد باری ہے۔ **فلا تزکوا انفسکم ھوا اعلم بمن اتقی**○ ترجمہ - ولایت و پاکیزگی کے دعوے نہ کرو وہ خوب جانتا ہے کہ کون متقی و پرہیز گار ہے○ انتہی۔ معلوم ہوا کہ ولایت و مجددیت کے اشتہار دینے کی ضرورت نہیں۔ یہ نجومیوں' کاہنوں اور شعبدہ بازوں کا کام ہے حقیقی ولی اللہ اپنے ہر قول و عمل کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔ پھر وہ خود اشتہار دیتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ **ان الذین امنو ا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمن ودا**○ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیے اللہ تعالیٰ ان کے لئے محبت پیدا کردے گا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں۔ یعنی **محبتہ فی قلوب المومنین او محبا بحبھم** یعنی ان کی محبت ایمان والوں کے دلوں میں پیدا کردے گا یا ان سے خود محبت کرنے لگ جائے گا۔

ثابت ہوگیا جو حقیقت میں مقبول بندے بن جاتے ہیں۔ انہیں شیخ و مرشد کی گواہی کی ضرورت نہیں رہتی۔ اپنی ولایت پر اپنے ہی خواب' کشوف و الہام پیش کرنے کی حاجت محسوس نہیں ہوتی مریدین و خلفاء کو ولیات و مقبولیت پر دلیل و گواہ نہیں بناتے بلکہ تمام گواہوں سے بڑھ کر عظیم ہستی اللہ

تعالیٰ خود ان کی مقبولیت کی گواہی اپنی مخلوق سے کرواتا ہے جیسے حدیث پاک میں ہے۔

عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا احب اللہ العبد قال لجبریل قد احببت فلانا فاحبہ فیحبہ جبریل ثم ینادی فی اھل السماء ان اللہ قد احب فلانا فاحبوہ فیحبہ اھل السماء ثم وضع لہ القبول فی الارض۔ رواہ البخاری و مسلم

ترجمہ :۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ جبریل علیہ السلام بھی محبت کرنے لگتا ہے پھر آسمان میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی محبت کرو۔ پس سارے آسمانوں والے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر جبریل علیہ السلام اسی محبت کو زمین والوں سے قبول کرواتا ہے۔ انتہی

اب پیر صاحب کی سنئے۔ اگر اولیاء کرام جو کہ وارثین ہیں اپنی ولایت ظاہر نہ کریں تو مسترشدین ان کے فیوض عالیہ سے محروم رہیں ہدایت السا لکین صفحہ ۱۷۱ اب یہی بات مرزا قادیانی نے کہی جس کا حوالہ آگے آئے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں محبت مخلوق کے دلوں میں ڈال دوں گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اپنے خاص بندوں کی محبت ڈال دیتا ہے۔ لیکن پیر صاحب کو یقین نہیں آرہا۔ **فمن یھدیہ من بعد اللہ** اب کون پیر صاحب کو سمجھائے کہ آپ کے بتانے کی ضرورت نہیں آپ اپنی ولایت و مجددیت کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کریں وہ خود

ہی اشتہار دے دے گا۔ مگر پیر صاحب کا مان لینا ناممکن ہے۔ دعوی نمبر۵ میں ایک صحبت سے چمکادینے کے قول سے بھی مخلوق کو اپنی طرف متوجہ اور راغب کرنے کی خواہش ہے۔ حالانکہ میں نے ایک صحبت کی ہے مجھے چمکانے کے بجائے بھگادینے کی بات ہوئی ہے۔ میں نے تو اس صحبت میں سوائے وحشت و دہشت کے کچھ فیض نہیں پایا۔ اب جواب یہ ہوگا کہ تو بدعقیدہ بن کر بدنیت ہو کر بیٹھا تھا۔ اس لئے تجھے فیض نہیں مل سکا تو میں جواب میں کہوں گا کہ کافر و عیسائی سے بھی زیادہ بدعقیدہ و بدنیت تھا؟ جب پیر صاحب ایک مسلمان بدعقیدہ و بدنیت کو چمکا نہیں سکتے تو پھر یہ اشتہار کس لئے دیا کہ ایک صحبت میں ذاکر بنادیتا ہوں۔ یہ سب پیر صاحب کے تعلیات و تکبرات ہیں۔ جنہیں حقیقی اولیاء اللہ پسند نہیں کرتے بلکہ وہ تو

راتی ساری کرکر زاری نیل اکھاندے دھندے
فجری اوہ گناہگار صدا ندے سب تھیں نیویں ہوندے

خوابوں کے متعلق حضرت مجدد صاحب نے لکھا کہ :۔ بالجملہ اعتبار بر وقائع نباید نمود اشیاء درخارج موجودند۔ سعی باید نمود کہ اشیاء رادر یقظہ یابند کہ شایان اعتماد است و گنجائش تعبیر نہ آنچہ در خواب و خیال دیدہ شود خواب و خیالی است۔ مکتوب نمبر۲۷۳۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ خوابیدہ باتوں پر اعتبار نہ کرنا چاہئے کہ اشیاء خارج میں موجود ہیں ان کے دیکھنے کی سعی کرنا چاہئے کہ اعتماد کے قابل یہی ہیں اور تعبیر کی ضرورت بھی نہیں پڑتی وہ چیز کہ خواب و خیال میں دیکھی جاتی ہے خواب و خیال ہی ہوتا ہے۔ مزید فرمایا۔ "ماروائے ایں چہار اصل شرعی ہرچہ باشد اگر موافق است بایں اصول مقبول والا فا اگرچہ از علوم و معارف صوفیہ باشد و از الہام و کشوف ایشاں بود مکتوب نمبر۲۱۷ اصول اربعہ شرعیہ کے سوا جو چیز ان کے موفق ہو مقبول ہوگی ورنہ

نامقبول مردود ہوگی۔ اگرچہ علوم و معارف صوفیاء اور الہام و کشوف ان صوفیاء کے ہوں۔

پیر صاحب اپنی ولایت و مجددیت مریدین کے خوابوں، الہاموں اور کشوف سے ثابت کرتے ہیں اور مریدین و خلفاء کی ولایت اپنے کشوف و الہام سے۔ (من ترا ملا بگویم تو مرا حاجی بگو) اب تمام ہی مل جل کر اس بے نور امت کو نور دے رہے ہیں۔ ظلمت چھٹنے کو ہے۔ اندھیرا نگری سے جانے کو ہے۔ بس جس طرف دیکھو گے سیفی نور ہی نظر آئے گا۔ محمدیؐ نور شاید کسی کسی سینے میں محصور رہے۔ اللہ تعالیٰ وہ وقت نہ دکھائے (آمین)

دعوی نمبر۶ پر تبصرہ :۔ کتب عقائد میں ثبت ہوچکا کہ معجزات کا صدور مدعی نبوت سے بطریق تحدی یعنی معارضہ و مقابلہ مقارن بدعوی نبوت ہے اور کرامات کا صدور اولیاء اللہ سے بغیر تحدی یعنی مقابلہ و معارضہ کے ہے تو معلوم ہوگیا کہ تحدی خاصہ نبوت ہے یعنی منکرین کو چیلنج دینا انبیاء علیہم السلام کی خاصیت ہے۔ پس پیر صاحب کا ولایت میں تحدی کرنا مقابلہ و معارضہ چہ معنی دارد یا تو درپردہ نبوت کے مدعی ہیں۔ صرف اظہار ولایت کا کرتے ہیں۔ یہ بھی ضمنا معلوم ہوگیا کہ ولایت میں دعوی نہیں۔ تحدی کی نفی دعوی ولایت کی نفی کو مستلزم ہے۔ جیسے تحدی کا ثبوت دعوی نبوت کے ثبوت کو مستلزم ہے۔

پیر صاحب کا یہ کہنا کہ "تعرف السوابق عندا الرھان" کے مضمون کے تحت میدان میں معلوم ہوسکتا ہے کہ ناقص پیر کون ہے۔ تحدی و مقابلہ اور معارضہ کا کھلا چیلنج ہے جو کہ خلاف شرع اور خلاف عقیدہ اہل السنۃ ہے۔

دعوی نمبر۷ پر تبصرہ :- تحدی اور مقابلہ کو مزید اس طرح موکد کیا کہ تم میرے ساتھ مقابلہ کے درپے ہو میرا ایک خلیفہ یہ شان رکھتا ہے کہ ایک سانس میں قرآن مجید کے ختم کے ساتھ دس ہزار مرتبہ نفی اثبات کا ورد بھی کرسکتا ہے جب میرے خلفاء کی یہ شان ہے تو ان کے شیخ کو خود سمجھ لو کہ وہ کس مقام کے مالک ہوں گے۔ اس پر بطور تعلی و تکبر خود کہا۔ "کہ جب فقیر کے خلفاء کا یہ حال ہے تو قیاس کن ز گلستان من بہار مرا" صفحہ ۲۹۸

یہ مذکورہ خلیفہ پیر صاحب کے سسر ہیں یعنی (اندھا ونڈے شیرنیاں مڑ مڑ اپنے گھر)

دعوی نمبر۸ پر تبصرہ :- پہلے ایک خلیفہ کی رفعت شان بتائی پھر فرمایا کہ میرے پچاس ہزار مریدین میری ولایت و مجددیت کا نشان ہیں۔ انہیں سمجھ لینے کے بعد مجھے سمجھنا آسان ہوجاتا ہے۔ مریدین کی پہچان عمامہ شریف سے کرائی اور فرمایا کہ ہر مرید کے سر پر عمامہ شریف ہوگا اور یہی مجدد ہونے کی علامت ہے۔ پیر صاحب مبارک نے عمامہ شریف کا رنگ نہیں بتایا کہ مریدین کیسے رنگ کے عمامے باندھتے ہیں۔ مطلقاً عمامہ شریف کی نشانی سے دعوت اسلامی والوں پر بھی ان کی ولایت و مجددیت کا شبہ ہوگا۔ حالانکہ وہ سبز رنگ کا عمامہ شریف باندھتے ہیں۔ جو کہ ان کے پیرو مرشد حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قادری مدظلہ العالی سنت رسول اللہ اپنے سر پر سجاتے ہیں۔ اگر سفید رنگ ہو تو بہت سارے علماء و مشائخ اور عوام مسلمان ہیں جو سفید عمامہ شریف سر پر باندھتے ہیں۔ اکثر پنجاب کے دیہاتوں میں بے ریش اشخاص بھی سفید عمامہ شریف استعمال کرتے ہیں۔ کیا ان کو بھی آپ کے

مریدین و خلفاء شمار کریں؟ مریدوں کے اوصاف بیان کرتے کرتے آخر میں فرمایا کہ **ان اولیاء ہ الا المتقون** کا صحیح مصداق اس زمانہ میں فقیر کے ہاں مل سکتا ہے۔ سبحان اللہ گویا سیفی اس زمانہ میں اگر نہ ہوتے تو یہ آیت مبارکہ مصداق صحیحہ سے خالی رہتی۔ پیر صاحب نے باقی تمام سلاسل کے صوفیاء کرام قادریوں' چشتیوں' سہروردیوں' صابریوں اور نظامیوں کو اس آیت کے مصداق صحیحہ سے خارج قرار دے دیا ہے۔ اب محل اور مصداق کی ضرورت تھی تو اس کمی کو سیفیوں کی ولایت سے پورا کر کے آیت کو ان کی ولایت پر بند کردیا۔ یہ شان تو شارع کی ہے کہ مطلق حکم میں کسی فرد کو ترجیح دے۔ پیر صاحب نے مطلق ولایت کو اپنے سیفیوں پر بند کر کے شارع بننے کی کوشش کی ہے حالانکہ یہ ترجیح بلا مرجح ہے۔ جو عند الشریعت قبیح کام ہے۔ پیر صاحب کو یہ جرات کیسے ہوئی؟ کس دلیل کے زور پر سیفیوں کو مصداق صحیحہ قرار دیا؟ اس کی وضاحت مطلوب ہے۔ **ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین**○

کون پیر ہے جو اپنے مریدوں کے تقوی فی العقیدہ' تقوی فی العمل اور فی الاخلاق کی گواہی نہیں دیتا۔ کیا دعوت اسلامی والے ان اوصاف سے مرصع و مرقع نہیں؟ ان میں عقیدہ کے لحاظ سے عمل کے اعتبار سے یا اخلاق کے لحاظ سے کوئی کمی ہے؟ تو بیان فرمائیں۔ انہیں اس آیت کا مصداق صحیح کیوں قرار نہیں دیا؟

اس آیت مبارکہ میں مطلق اولیاء اتقیاء کا بیان ہے۔ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔ یعنی جس میں ولایت کے اوصاف پائے جائیں گے۔ وہی اس آیت کا مصداق اور حکم مطلق کا محکوم علیہ بنتا جائے گا۔ خواہ وہ قادری ہو' چشتی ہو' نقشبندی ہو' سہروردی ہو' صابری ہو یا نظامی ہو۔ ان میں سے کسی سلسلہ کی ترجیح بغیر دلیل نص مطلق پر زیادتی لازم آئے گی۔ مگر پیر

سیف الرحمٰن صاحب نے اپنے مریدین کا مصداق صحیح ہونے کا دعوی کردیا جو حکم مطلق قطعی کا ابطال اور تقیید بغیر دلیل ہے۔ اب ولایت کا علم امر خفی ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ واقف ہے۔ ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ محض علامات ولایت سے ولی اللہ ہونا ثابت ہوگا۔ جس پر قطعیت کا حکم نہیں ہوسکتا۔ جب کسی کی ولایت علم یقینی سے حاصل نہ ہوتی تو ایسے علم سے نصوص مطلقہ قطعیہ کی تقیید بھی جائز نہ ہوئی۔ قاعدہ اصول میں مسلم ہے کہ نصوص قطعیہ عامہ یا نصوص قطعیہ مطلقہ تقیید و تخصیص اولا نصوص قطعیہ سے ہوگی۔

اب پیر صاحب نے اپنی رائے کو نص قطعی بنا کر مریدین پر ولایت مطلقہ کو مقید کیا اور تفسیر بالرائے کے مرتکب ہوئے اور وعید حدیث کے متحق ٹھہرے **من قال فی القران برایہ فلیتبوا مقعدہ من النارا او کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم** ترجمہ :۔ جس نے قرآن میں اپنی رائے چلائی اس کا ٹھکانا جہنم کی آگ ہے۔ تفسیر بالرائے کرنا شرعی یا اسلامی طریقہ و عمل قرار نہیں دیا جاسکتا۔

پیر صاحب کہیں کہ میں نے اپنی رائے کو نص قطعی قرار نہیں دیا تو جواب میں کہوں گا پھر سیفی اولیاء کی ولایت سے منکر پر حکم کفر کیوں دیا؟ کفر کا فتوی تو قطعی حکم کے انکار اور ضروریات دین سے انکار پر لازم آتا ہے؟

آکی جان شکنجے اندر جیویں ویلنے وچ گنا
دسو سیفیو! رل مل میتوں جند کیویں ہن کڈاں

پیر صاحب نے صرف سیفیوں کو اس آیت کا مصداق صحیح قرار دے کر ایک غلطی اور کی ہے جو ان کے دعوے حنفیت پر کاری ضرب ہے۔ وہ یہ کہ اصول قاعدہ موجود ہے کہ "تنصیص الشی باسمہ نفی ماعدا کو مستلزم نہیں عندالاحناف" اور شافعیہ حنابلہ کے نزدیک نفی ماعدا کی لازم ہے۔ پیر صاحب

نے حنفی مذہب کا خلاف کرتے ہوئے مذہب شافعی اور حنبلی پر عمل کر کے ان **اولیاء ہ الا المتقون** کا مصداق سیفیوں کو ٹھہرایا اور ماسوا سیفیہ کے باقی سلاسل اربعہ ' خمسہ ' سادسہ ' قادری ' چشتی طریقہ کے مشائخ کے لئے جو علامت بیان کی گئی وہ بھی اتباع شریعت سے متلبس اس فقیر خانہ سیفیہ کے علاوہ نظر آنا خرط القتاد ہے" اب کہاں گیا پیر صاحب کا وہ دعوی کہ میں پکا حنفی ہوں؟ معلوم ہوا کہنا کچھ کرنا کچھ والی بات ہے "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" کا مقولہ صادق آیا۔ اگر پیر صاحب یہاں مذہب حنفیہ پر عمل کرتے تو سیفیوں کی ولایت منفرد حیثیت حاصل نہ کرتی اور پیر صاحب کا یہ کہنا غلط ہوجاتا کہ "اس فقیر کے مریدین و خلفاء امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔" **ہدایت السالکین صفحہ ۱۷۸**۔ تو اس لحاظ سے پیر صاحب نے حنفی مذہب کو چھوڑنا گوارہ کرلیا لیکن سیفیوں کی ولایت میں دوئی کو برداشت نہ کیا۔ سچ کہا کسی نے "اندھا ونڈے شیرنیاں مڑ مڑ اپنے گھر" یہاں سے پیر صاحب کا غیر حنفی ہونا چمکتے سورج کی طرح روشن ہوجاتا ہے۔ ظاہر ہے اپنی بات کو سیدھا کرنے کی خاطر اپنے مذہب کو چھوڑنا غیر اسلامی اور غیر شرعی طریقہ و عمل ہے جیسے بعض سنی حنفی زکوۃ سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو شیعہ مذہب رجسٹرڈ کراتے ہیں (نعوذ باللہ)۔ جو غیر شرعی اور غیر اسلامی طرز عمل ہے۔

دعوی نمبر۹ پر تبصرہ :۔ پیر صاحب کا یہ فرمانا کہ ننگے سر رہنا اور سر پر ٹوپی رکھنا کافروں کی صف میں داخل ہوجانا ہے نہایت دلدوز اور رنجیدہ خاطر کردینے والا فتوی ہے جس سے عام مسلمان ہی نہیں بلکہ علماء کرام اور مشائخ عظام بھی مجروح ہوئے ہیں۔ کیونکہ اکثر علماء اور مشائخ قراقلی ٹوپی استعمال

باندھے ہوئے کفر میں داخل ہوگیا۔ اب دوسرا مسلمان ہے جو نماز پڑھتا ہے اور عمامہ نہیں باندھتا تو یہ شعار کافرین کو اپنانے کی وجہ سے کافروں کی صف میں داخل ہوگیا۔

اب مسلمان تو وہی ہوں گے جو عمامہ بھی باندھیں اور نماز بھی پڑھیں باقی سب کافر ہوں گے۔ (العیاذ باللہ) اس گتھی کو کیسے سلجھائیں کہ اکثریت کافر ہونے سے بچ جائے؟ اس کا جواب مطلوب ہے؟ اب ایک ہی طریقہ آسان ہے وہ یہ کہ عمامہ شریف کو سنت زوائد میں داخل فرمادیں اور نماز کے ترک کو انکار فرضیت پر حمل کریں۔ بصورت دیگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اکثریت کو کافر کہنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے کہ مسلمانوں کی اکثریت کے کافر ہونے کا عقیدہ رکھا جائے۔

آئی جان شکنجے اندر جیویں ویلنے وچ گنا
وسو سیفیو! رل مل مینوں جند کیویں ہن کڈاں

اب سب سے زیادہ مشکل پیر صاحب کے خلفاء کے لئے ہے کہ انہیں ہر حال میں عمامہ سر پر رکھنا ہوگا۔ کیونکہ پیر صاحب مبارک کا فتوی یہ ہے کہ عمامہ باندھنا واجب اور لازم ہے۔ جس کا ترک حرام اور کفار کی صف میں داخل ہونا ہے۔ ٹوپی اور ننگے سر رہنا کافروں کی نشانی ہے۔ اب میں کسی دوسرے علاقے کے متعلق تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ صرف علاقہ بیچھ کے سیفیوں کے متعلق حد تواتر سے زیادہ گواہ پیش کرسکتا ہوں۔ کہ وہ خانقاہ سیفیہ میں جانے کے لئے اسے باندھتے ہیں۔ اس کے سوا ننگے سر یا ٹوپی میں رہتے ہیں۔

اب یہ بات میں عام سیفیوں کے متعلق نہیں کہہ رہا بلکہ ان کے متعلق بتارہا ہوں جو کامل و مکمل ولایت کی سند اور سرٹیفکیٹ رکھتے ہیں۔

کرتے ہیں۔ صوفیاء کے سلاسل میں بھی بعض ٹوپیاں مشہور ہیں۔ جیسے قلندریؒ ٹوپی، قادری ٹوپی، چشتی ٹوپی وغیرہ وغیرہ۔

پیر صاحب کے دعوے کا مقصد یہ ہے کہ سر پر عمامہ شریف رکھنا ہر مسلمان پر لازم و واجب ہے اور سنت دائمہ مستمرہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی حال میں سر سے عمامیکو نہ اتارے۔ اگر اتارے تو شعار کافرین کی وجہ سے حرام ہوگا۔ سبحان اللہ کیا سوتے میں بھی نہیں اتارنا؟ کیونکہ اگر اتار کر سویا تو شعار کافرین کی علت پائی جائے گی۔ جس سے کفار کی صف میں داخل ہوجانے کے مترادف ہوگا۔

پیر صاحب پر ایک اور اعتراض بھی وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ سکھ قوم کی مذہبی علامات میں سے ایک علامت عمامہ باندھنا ہے تو کیا ان کی موجودگی میں مسلمان اپنے عمامے اتار دیں تاکہ مشابہت لازم نہ آئے۔ تو اس بات کا جواب پیر صاحب نے یہ دیا ہے کہ "کفار کو عمامہ باندھنے سے منع کیا جائے" صفحہ ۱۳۶

اب کون منع کرے گا اس کی وضاحت بھی مطلوب ہے؟ تو گویا ننگے سر رہنا اور ٹوپی پہنے رکھنا کافروں کی علامت ہے۔ مسلمانوں کی علامت عمامہ شریف رکھنا ہے اب ایک بات دوسری بھی ساتھ ملالیں۔ سرکار مدینہ قلب و سینہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **بیننا و بینھم الصلوۃ فمن ترکھا فقد کفر** رواہ الترمذی کافروں اور مسلمانوں کے درمیان فرق نماز پڑھنے کا ہے جس نے نماز ترک کی پس وہ کافر ہوا۔ معلوم ہوا عمامہ اور نماز مسلمانی کی علامتیں ہیں؟ جو نماز نہیں پڑھے گا اور عمامہ نہیں باندھے گا تو اس کی مسلمانی میں شبہ ہوگا؟ اب پیر صاحب پر ایک سوال ہے وہ یہ کہ ایک مسلمان ہے جو عمامہ باندھتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا تو از روئے حدیث وہ عمامہ

جنھیں پیر صاحب اپنی ولایت' مجددیت کا نمونہ قرار دیتے ہیں- جو **ان اولیاء ہ الا المتقون** ○ کا صحیح مصداق ہیں کتنی بار انہیں ٹوپی میں ہی نماز پڑھتے دیکھا گیا ہے جب پیر صاحب کے فتوے پر ان کے کامل و اکمل اولیاء ہی عمل نہیں کرتے تو باقیوں کے لئے وجوب و لزوم کا فتوی کیا معنی رکھے گا- کیا خوب کہا کسی نے-

گربہ میرو سگ وزیر و موش رادیواں کند
گرایں چنیں ارکان دولت ملک راویراں کند

اب پیر صاحب کا ایسے سیفی اولیاء کے متعلق کیا فتوی ہوگا؟ کیا آپ کے فتوے پر عمل نہ کر کے بھی کامل و مکمل اولیاء ہی ہیں؟ اب دیکھا جائے گا پیر صاحب کا اپنے خلفاء کے متعلق کیا معیار حق ہے؟

دعوی نمبر۱ پر تبصرہ :- چونکہ پیر صاحب تکبر و تعلی کی سیڑھیاں چڑھ رہے ہیں- اس لئے ہر سیڑھی پر علیحدہ اور انوکھا دعوی کر کے گزرتے ہیں- اس دعوی میں ایک اور اونچی اڑائی کہ پوری دنیا میں شریعت کا صحیح تابعدار اور سنت کا صحیح التزام کرنے والا کوئی موجود نہیں اس کا نظارہ صرف خانقاہ سیفیہ میں کیا جاسکتا ہے-

اب اس دعوی میں ایک دفعہ پھر دنیا کے تمام علماء و صوفیاء کو نیچا و حقیر دکھایا- قادری' چشتی' سہروردی و غیرھم پر کھلا طنز کیا- اور دنیا کی تمام بڑی بڑی خانقاہوں کو ناکارہ بے کمال اور ناقص قرار دے دیا- حالانکہ پیر صاحب کا کہنا ہے کہ میں نے صرف مبتدعین اور نا تھسین کی بات کی ہے کاملین کی بات نہیں کی- میں ان کی عزت کرتا ہوں- انصاف سے بتاؤ مذکورہ دعوے کی تاویل کیا ہوسکتی ہے جس میں پوری دنیا کا ذکر کر کے شریعت اور سنت کو

صرف خانقاہ سیفیہ میں بند کرلیا- پیر صاحب اور سیفیوں کو اتنی صراحب کی موجودگی میں تاویلات فاسدہ مفید نہیں- پھر کہا کہ یہ کوئی وہمی مفروضہ نہیں بلکہ ہر کوئی یہاں آکر دیکھ سکتا ہے کہ فقیر شیخ احمد ثانی ہے- یعنی مجدد الف ثانی ہے اور احیاء سنت اور اماتت بدعت کا کام بڑے زور و شور سے ہورہا ہے-

مجھے بھی سیفیوں نے یہی جھانسہ دے کر خانقاہ سیفیہ میں بھیجا تھا کہ وہاں جاکر دیدار بھی کرو' اور احیائے سنت کا کام بھی دیکھو- مگر میں نے وہاں بداخلاقی' بدسلوکی' بد کرداری' تکبر و رعونت' نفرت و شونت اور تصوف کا رسمی طریقہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا- مہمان نوازی اور مسا پروری نام کی شے نہیں- بلکہ ہمیں بے ایمانی' منافقت' بے غیرتی اور کفرو ارتداد کے تمغے دے کر شام کے وقت خانقاہ سے نکال دیا- اب کتاب کے ذریعہ پھر خانقاہ سیفیہ کی دعوت کا اشتہار دیا گیا- جو سراسر دھوکہ' فراڈ اور جھوٹ ہے- وہاں احیاء سنت اور اماتت بدعت کا کام بالکل نہیں ہورہا- ہاں البتہ احیاء دین سیفیت اور اماتت امت کا کام خوب ہورہا ہے- اسلحہ کی نمائش میری بات کی سچی تصدیق ہے خانقاہ سیفیہ میں سوائے دل ہلانے کے کوئی تصوف والی بات نہیں اور دل ہلانا تھوڑی سی مشق سے حاصل ہوجاتا ہے- یہ علامات ولایت سے نہیں بلکہ کسب و کرتب ہے- اس کی مزید وضاحت آگے آئے گی-

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیاراست

دعوی نمبر۲ پر تبصرہ :- ولایت و مجددیت کو نبوت کی طرح ظاہر کرنا چاہئے تاکہ لوگ فائدہ اٹھاسکیں- یہ دعوی بلادلیل ہے- یہ اس جذباتی اور

گرم مزاج کا دعوی ہوسکتا ہے۔ جو وقت سے پہلے عزت اور شہرت پانے کی خواہش رکھتا ہو۔ ریاکار نام و نمود کا طلب گار ایسی جلدی دکھائے گا۔ حقیقی اولیاء کرام اور مجددین اپنی ولایت و مجددیت کو بہرطور پوشیدہ رکھ کر دین متین کی خدمت اور خلق خدا کی خدمت کو اپنا شیوہ بناتے ہیں۔ سنت کے احیاء اور بدعات سے گریزاں رہتے ہیں۔ خودبخود مخلوق انہیں ولی اللہ اور مجدد تسلیم کرلیتی ہے۔ دعوی ولایت خدا تعالیٰ پر عدم اعتماد کی دلیل ہے۔

پیر صاحب کی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ جب تک ولایت و مجددیت کو لوگوں پر ظاہر نہ کریں تو کون از خود جان سکتا ہے کہ یہ مجدد وقت ہے ملاحظہ فرمائیے۔

"مجھے ہمیشہ اس خیال پر حیرت و استعجاب ہوا ہے کہ مجدد کے لئے دعوی کرنا ضروری نہیں۔ اگر مجدد کے لئے دعوی کرنا ضروری نہیں تو لوگوں کو کیسے معلوم ہوگا کہ اس صدی کا مجدد فلاں شخص ہے اور اگر وہ خود دعوی نہ کرے تو دنیا کو اپنے خیال سے مجدد تجویز کرنا پڑے گا جس سے فساد لازم آتا ہے۔ کیونکہ ہر فرقہ اپنے بزرگ کو مجدد سمجھنے لگ جائے گا۔

مزید لکھا:۔ کہ مجدد کے لئے دعوی کرنا ضروری ہے جو شخص خدا کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے۔ وہ ضرور اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ وہ اس منصب پر قائم کیا گیا ہے۔ مثلاً **فبعث اللہ النبین** کے مطابق جو نبی مبعوث ہوئے ان کا علم دنیا کو ان کے دعوے سے ہی ہوا۔ ورنہ لوگ کوئی عالم الغیب نہ تھے کہ خودبخود ہی سمجھ جاتے کہ فلاں شخص مبعوث ہوگیا ہے۔ کتاب بعثت مجددین از قلم سید اختر حسین احمدی صفحہ ۳۶

پیر صاحب اور مرزا صاحب پر دعوی نبوت اور دعوت ولایت میں فرق واضح نہ ہوا۔ اس لئے خلط مبحث کا وقوع ہوا۔ اظہار نبوت کا حکم تو نصوص

قطعیہ میں وارد ہے۔ بتاؤ اظہار ولایت کس نص قطعی سے ثابت ہے؟ جو اس کو بھی مدعی نبوت یک طرح بعثت قرار دے کر اظہار کرنا لازم و ضروری قرار دے رہے ہو؟

حضرت خضر علیہ السلام زمانہ موسوی میں موجود تھے مگر ان سے نہ دعوی نبوت ثابت ہے اور دعوی ولایت اسی لئے علماء و صوفیاء میں ان کی نبوت و ولایت میں اختلاف واقع ہوا۔ علماء و صوفیاء نے ان کی ولایت پر اتفاق کیا ہے۔ جیسے کتابوں سے مشہور ہے۔ پیر سیف الرحمٰن کے دعوی اظہار ولایت اور مرزا قادیانی کے اظہار دعوی مجددیت پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر ولایت و مجددیت کا ظاہر کرنا نبوت کی طرح لازم ہے تو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے ولایت کا اظہار کیوں نہ فرمایا جب کہ بقول آپ کے تحدیث نعمت کے طور پر اس کا ظاہر کرنا لازم ہے؟ اس کا جواب عنایت کر کے اپنے دعوی کو سچا ثابت کریں۔

حضرت خضر علیہ السلام علوم باطنیہ کو کیوں چھپا رہے تھے؟ جب کہ بقول آپ کے علم باطن کا سیکھنا سکھانا فرض عین ہے؟ کیا حضرت خضر علیہ السلام پر اخفائے حق کا الزام وارد نہیں ہوتا؟ خواجہ خضر علیہ السلام نے شاہراہ عام پر خانقاہ کے نام سے بورڈ نصب کیوں نہیں کیا بیابانوں اور جنگلوں میں، مجمع البحرین میں ڈیرہ کیوں جا لگایا؟ قرآنی آیات و احادیث سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ علوم باطنیہ و علوم اسرار کے مالک کو اپنا آپ چھپانا چاہئے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا تو خودبخود مخلوق کو اس کی طرف متوجہ کر کے اس کی ولایت کو ظاہر کردے گا۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس بھیج کر ان کی ولایت کو قیامت تک قرآنی آیات سے ثابت فرمادیا۔ اگر خضر علیہ السلام خود جلدی کر کے ولایت کو ظاہر کرتے شاید آج

قرآن مجید میں ان کی کرامات' علوم و کمالات کا بیان موجود نہ ہوتا۔ معلوم ہوگیا کہ ولایت ولی اللہ کو پوشیدہ رکھنی چاہئے۔ اس کا اظہار اللہ تعالیٰ فرمادے گا اور مخلوق کے دل اس طرف لگادے گا جیسے ماسبق آیت و حدیث کے حوالہ سے مذکور ہوچکا۔ لہٰذا پیر صاحب کا یہ کہنا کہ ولایت کو ظاہر کرنا چاہئے خلاف نصوص قطعیہ و ظنیہ ہے۔

دعوی دو باتوں کا احتمال رکھتا ہے۔ (۱) دعوی باظہار نعمت اور (۲) دعوی تعلی و تفاخر۔ دعوی بااظہار نعمت کو **اما بنعمتہ ربک فحدث** سے لیا گیا ہے اور دعوی تعلی و تفاخر کو **فلاتزکوا انفسکم** سے اخذ کیا گیا ہے۔ اب ان دونوں میں فرق کیسے معلوم ہو تو اس کا آسان طریقہ ہے دعوی کرنے والے پر اعتراض کریں۔ اگر غصہ کرے اور معترض پر چڑھ دوڑے تو سمجھ جائیں یہ دعوی اظہار نعمت اور تحدیث نعمت کا نہیں بلکہ نفسانی اور تفاخر و تعلی کا دعوی ہے اور اگر اعتراض کرنے والے کو کچھ نہ کہا بلکہ اس معاملہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا تو سمجھ لو یہ دعوی نفسانی و شیطانی نہیں۔ بلکہ رحمانی و نورانی ہے اسی' دعوی کو تحدیث نعمت اور اظہار نعمت کا نام دیا جاسکتا ہے۔ اب میں اس تقریر پر خود پیر صاحب کی کتاب سے حوالہ پیش کرتا ہوں۔ پیر صاحب نے قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ارشاد الطالبین کے حوالے سے لکھا ہے کہ "اگر کمالات را بہ نفس خود نسبت کندو نسبت آں بخالق فراموش نماید آں تزکیہ نفس است و تکبر است مذموم و اگر آن رانسبت بہ خدا تعالیٰ کندو خودرا فی نفسہ منشاء شرداندو انصاف خود بوجہ عاریت بحول وقوت الٰہی باں کمالات دانستہ شکر الٰہی بجا آورد آں را اظہار نعمت گویند۔ ھدایت السالکین صفحہ ۱۷۴

اعتراض کرنے والوں پر پیر صاحب کے بے دھڑک فتوے اس بات کی

دلیل ہیں کہ پیر صاحب اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم و پاک جانتے ہیں۔ ان کو منشاء شر اور گناہگار کہنا تو ماں بہن کی گالی سے بدتر اور کفر کے مترادف ہے۔ وہ اپنے ہر عمل کو شریعت جانتے ہیں زبان سے نکلے ہوئے ہر لفظ کو قرآنی آیات اور وحی جبریلی تصور کرتے ہیں۔ اپنی ذات کو عین اسلام سمجھتے ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اظہار نعمت کی علامت یہ بتائی کہ وہ شخص اپنے آپ کو منشاء شر اور گناہوں سے پر سمجھے پس اس طرح نعمتوں کو نسبت خداوند تعالیٰ کی طرف منسوب کرے مگر پیر صاحب تو ان نعمتوں کو مریدین و خلفاء کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ "ہزاروں مسترشدین اقرار کرتے ہیں کہ حقیقی کمالات اور شریعت کی ظاہری اور باطنی اتباع اس فقیر کے اندر موجود ہے۔" صفحہ ۲۹۰

معلوم ہوگیا کہ پیر صاحب کا دعوی تزکیہ نفس' تکبر و تعلی اور تعاظم و تفاخر پر مبنی ہے نہ اظہار نعمت اور تحدیث نعمت سچ فرمایا میرے خدا نے۔

"و انھم لیصدونھم عن السبیل ویحسبون انھم مھتدون ○ حتی اذا جاء نا قال یلیت بینی و بینک بعد المشرقین فبس القرین ۵ پارہ ۲۵ القرآن

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں۔

"فلا تزکوا انفسکم ای لا تثنوا علیھا بزکاء العمل و زیادۃ الخیر او بالطھارۃ عن المعاصی' والرذائل' اذ لا علم لکم بعواقب امورکم۔ جلد ۹ صفحہ ۱۲۳

ترجمہ :۔ اپنے نیک و ولی ہونے اور نیکیوں کے زیادہ ہونے کی تعریف نہ کرو۔ گناہوں اور نفس کی رذالتوں سے پاک و صاف اپنے کو مت جانو اس واسطے کہ تمہیں علم نہیں کہ آخر انجام کیا ہونے والا ہے۔

نعمت ولایت کا شکریہ عاجزی و انکساری ہے نعمت علم و عرفان کا شکریہ تعلیم و ارشاد ہے۔ ولی اللہ ہونے کا اعلان کرنا بڑا عالم و صوفی ہونے کا اعلان

کرنا بہرصورت تکبر و تفاخر ہے۔ مگر پیران پیر صاحب کا قصیدہ اس قبیل سے نہیں جیسے قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے **واما بنعمۃ ربک فحدث** کے تحت لکھا۔

دعوی نمبر ۱۲ ۔ ۱۳ پر بصرہ :۔ اس خواب میں کئی وجوہ سے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی توہین و بے ادبی پائی جاتی ہے۔

نمبر۱:۔ پیر سیف الرحمٰن کو خوبصورت کرسی پر بٹھایا اور غوث پاک کو مسجد کے کونے میں کھڑا قرار دیا۔

نمبر۲:۔ پیر سیف الرحمٰن کو سورج کہا اور غوث پاک کو چاند۔

نمبر۳:۔ غوث پاک کو چاند بنا کر پیر صاحب سورج میں جذب کردیا۔

نمبر۴:۔ غوث پاک کو چاند بنا کر زمین پر رکھا اور پیر صاحب کو سورج بنا کر آسمان پر ظاہر کیا۔

نمبر۵:۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات' علوم اسرار اور باطنی قوتیں اس زمانہ میں پیر سیف الرحمٰن کو عطا کیے جانے کی تعبیر کی اس تعبیر پر پیر صاحب مسکراتے ہیں۔

نمبر۶:۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ کو صرف مجدد بتایا اور پیر صاحب کو مجدد افخم یعنی زیادہ عظیم المرتبہ مجدد بتایا۔

نمبر۷:۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ کو صرف مقام عبدیت پر فائز کیا اور پیر صاحب کو چھے مقامات اوپر بتایا۔

نمبر۸:۔ پھر تصریح کردی کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ سے پیر صاحب مبارک کا مقام اوپر ہے۔ یہ اس طویل خواب کا نچوڑ و خلاصہ ہے۔

سیفیوں نے "دعوت توبہ کا جواب" پمفلٹ میں اور امین اللہ سیفی نے سیف الصارم میں لکھا ہے کہ یہ عالم خواب کا مسئلہ ہے تعبیر بھی خواب میں بیان ہوئی لہٰذا اس پر شور مچانا جائز نہیں۔

جوابا عرض ہے کہ آپ کا کہنا درست تسلیم ہوتا اگر پیر صاحب خوابوں

کو اپنی حقانیت ولایت اور مجددیت پر دلیل نہ بناتے جیسے انہوں نے خود لکھا "اسی طرح فقیر کی ولایت' حقانیت اور وراثت حقہ پر ظاہری حجج بیہ دافعہ کے ساتھ ساتھ رویائے صالحہ (یعنی خوابیں) کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ جو نبوت کا چالیسواں حصہ ہیں۔" صفحہ ۳۲۱ معلوم ہوگیا کہ پیر صاحب نے ان خوابوں کو بطور دلیل کتاب میں درج کیا۔

یہ تمام سیفیوں کے نزدیک قابل تسلیم ہے کہ اس خواب کے ظاہرا الفاظ ٹھیک نہیں۔ تو پھر عرض یہ ہے کہ جب مولوی عارف نے ان ہی الفاظ سے پیر صاحب کو یہ خواب عالم بیداری میں سنایا تھا اور پیر صاحب نے گوش ہوش سے سنا تھا تو سننے کے بعد اس خواب کو کتاب میں درج نہ کرتے اگر درج کردیا تھا تو اوپر **الحمدللہ علی ذالک۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء** نہ کہتے بلکہ **لا حول ولاقوۃ الا باللہ** پڑھتے ایسا نہ کرنا اس بات کا قرینہ ہے کہ اب یہ خواب کا معاملہ نہ رہا بلکہ عالم بیداری میں کتاب لکھ کر اس خواب کو درج کر کے پیر صاحب نے اس خواب کے صحیح ہونے پر مہر ثبت کردی۔ جس پر شور مچانا اور اسے غوث پاک رضی اللہ عنہ کی توہین و بے ادبی قرار دینا غوث پاک رضی اللہ عنہ کے غلاموں پر لازم اور واجب ہے۔ پھر اس پر طرہ یہ کہ سیفی مذکورہ کتابچوں میں عالم خواب کا طعنہ دے کر معاملہ چھوڑ دینے پر زور دیتے ہیں اور ساتھ ہی جزوی فضیلت بھی ثابت کرتے ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فوق مقام طے کرنے کو ممکن شرعی قرار دیتا ہے اور **و فوق کل ذی علم علیم الایہ** اور مثل امتی کمثل المطر حدیث سے استدلال لایا ہے گویا فوق مقام طے کرنے کو نص قطعی سے ممکن قرار دے کر پیر صاحب کے فوق و اوپر ہونے کو منصوص بنارہا ہے۔ "نالے چور نالے چترا"

افسوس پیر صاحب نے ان کتابچوں پر بھی سکوت کر کے اپنی فوقیت و بلندی کو بحال رکھا۔ اب اتنے قرائن موجود ہونے کی صورت میں یہ معاملہ خواب کا نہ رہا بلکہ عالم بیداری کا قطعی دعوی قرار پایا۔ اب سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کے کفش برداروں پر لازم و واجب ہے کہ ایسے بے ہودہ خواب کا جواب باصواب دیا جائے اور ایسے مجدد و مجددین کے دانت کھٹے کردیئے جائیں۔ اب سنئے **وما توفیقی' الا باللہ العلی العظیم**○

مذہب و مسلک حق اہل السنۃ و جماعت حنفی بریلوی کی تبلیغ و اشاعت کے سب سے بڑے دو ذریعے ہیں۔

نمبرا : محفل میلاد شریف نمبر۲ : محفل گیارہویں شریف

ان دو حوالوں سے پورا سال سنی عوام میں شعور کی بیداری کا اہتمام کیا جاتا ہے اور پیر صاحب نے اپنی کتاب میں مختلف خوابوں سے ان دو ذرائع کو مخدوش کرنے کی زبردست کوشش کی ہے۔ پیر صاحب کا تمام انبیاء کا امام بننا نبیوں کی صف میں کھڑا ہونا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رو رو کر امت کے لئے پیر سے دعا کرانا۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں۔ جن سے محفل میلاد شریف پر طعنہ ہوسکتا ہے وہ اس طرح کہ کوئی کہہ دے کہ محفل میلاد کر کے سینو تمہارا مقصد آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنا ہے اور نبی علیہ السلام پیر سیف الرحمٰن صاحب کے پاس رو رو کر امت کی بخشش کی دعائیں کرارہے ہیں۔ تم ایسے نائب رسولؐ کے ہوتے ہوئے محفل میلاد کر کے کیوں مال اور وقت ضائع کرتے ہو؟ جاؤ پیر سیف الرحمان کے پاس اور اپنے گناہوں کی بخشش کی دعا کراؤ! جہاں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ اب سوچ لو ایسے معترض کا کیا جواب ہوگا؟ تو یہ خوابیں محافل میلاد شریف کے خلاف کھلی سازش ہیں۔ سیفیوں کا یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کو حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس دعا کے لئے بھیجا تھا۔ اگر وہ جائز تھا تو یہ بھی جائز ہے۔ صریح مغالطہ ہے۔ اس لئے کہ

(۱) نبی علیہ السلام خود دعا کرانے حاضر نہیں ہوئے۔

(۲) یہ کہ حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ خیر التابعین ہیں۔

(۳) یہ کہ لوگ انہیں دیوانہ مجنون سمجھتے تھے جیسے کتابوں سے ثابت ہے۔

(۴) یہ کہ ان کی کوئی مستقل خانقاہ نہ تھی۔ جس کا بورڈ شاہراہ عام پر لگا ہوا ہو۔

(۵) ولایت و مجددیت کا دعوی نہیں کر رکھا تھا۔

(۶) اکثر جنگلوں اور بیابانوں میں رہتے تھے۔

(۷) کوٹھیاں اور محلات نہیں بنا رکھتے تھے۔

(۸) پھٹا پرانا لباس پہنتے تھے۔

(۹) سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں منہ سے سارے دانت اکھیڑ دیئے تھے۔

(۱۰) سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں دنیا سے بالکل بے تعلق و بے رغبت تھے۔ **تلک عشرۃ کاملہ** کیا پیر سیف الرحمان کی زندگی بھی حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ جیسی ہے۔؟

دانا کے لئے کافی ہے اک لفظ نصیحت
ناداں کے لئے ناکافی ہے مکتب و رسالہ

اسی طرح پیر صاحب کا سورج ہونا حضرت غوث پاک کا چاند ہونا پھر غوث پاک کا پیر صاحب میں گم ہوجانا۔ پھر غوث پاک کے سارے علوم و معارف اور باطنی قوتوں کا پیر صاحب کو دیا جانا۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ کا

مجدد اور پیر صاحب کا مجدد افخم ہونا- یعنی زیادہ عظیم المرتبہ ہونا پھر پیر صاحب کا پیران پیر صاحب سے چھے درجہ بلند و اعلیٰ ہونا- یہ سب باتیں محفل گیارہویں شریف کو عملاً ختم کردینے کی سازش ہیں- وہ اس طرح کہ کوئی غوث پاک کا دشمن مردود و مطرود کہہ دے کہ اب غوث پاک مزار مبارک میں بے کمال وبے علوم پڑے ہیں- ان سے تمام باطنی قوتیں لے کر پیر سیف الرحمٰن صاحب کو دے دی گئی ہیں- یہ ان سے چھے درجے اوپر بن کر تشریف لائے ہیں- اور تم سینو! اسی طرح لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہو- اور یا شیخ الغیاث شیا للہ کے وظیفے پڑھے جارہے ہو- لہٰذا چھوڑو- مال' اور وقت ضائع نہ کرو- اس زندو غوث اور قیوم زماں کے پاس جاؤ جو ان سے بڑھ کر ہے- اور اس زمانہ میں غوث پاک کے سارے علوم و معارف اور باطنی قوتوں کا مالک ہے تو سوچ لو پھر اس اعتراض کا جواب کیا ہوگا؟ معلوم ہوا یہ خواب حضرت پیران پیر صاحب کو بے وقار و بے کمال اور پیر سیف الرحمٰن صاحب کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کی ناکام کوشش ہے-

چیلنج :- خدا کو حاضر و ناظر جان کر قسم کھاتا ہوں اگر پیر صاحب مرغی کھانے کے بعد ہڈیوں کو جمع کر کے مجمع عام میں جس میں سیفی و غیر سیفی سب موجود ہوں زندہ کردیں یا کوئی اور مردہ زندہ کردیں تو میں تہ دل سے ان کا مرید ہوجاؤں گا اور غوث پاک کی گیارہویں چھوڑ کر ان کی تیرھویں شروع کردوں گا- **هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقو النار التى وقودها الناس والحجارة اعدت للكفرين** ○

مقام عبدیت سے اوپر کوئی مقام نہیں :- پیر صاحب نے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کے نام اور ان کے مجموعہ مکتوبات شریف کو ورد و

وظیفہ بنایا ہوا ہے- کتاب ھدایت السا لکین میں اکثر حوالے مکتوبات شریف سے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیر صاحب کو مکتوب امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ ازبر ہے- بلکہ باقاعدہ درس دینے کا دعوی بھی موجود ہے- مگر حیرت ہے کہ پیر صاحب نے دانستہ یا نادانستہ حضرت مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے اس بیان سے کیوں آنکھیں بند کرلیں کہ مقام عبدیت سے اوپر کوئی مقام نہیں- پھر سیفی اولیاء نے بھی پیر کی تقلید میں مکتوبات شریف کو دیکھنا گوارہ نہ کیا- لو میں بتادیتا ہوں جسے تم شرمندگی سے چھپا رہے ہو-

ہم تو سمجھے تھے بڑے صوفی ہیں وہ
لب جو کھولے تو محفل کو ہنسی آگئی

میں نے اس بات کو مکتوبات شریف میں کئی مقام پر پڑھا ہے یہاں تین مقام نقل کرتا ہوں- حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ مکتب نمبر ۳۰" میں رقم فرماتے ہیں- "لہٰذا نہایت مراتب ولایت مقام عبدیت است - در درجات ولایت فوق عبدیت مقامی نیست" مکتوب نمبر ۳۰ جلد اول اس واسطے ولایت کے مرتبوں کی انتہاء مقام عبدیت ہے اور ولایت کے درجوں میں عبدیت سے اوپر کوئی مقام نہیں ہے-

ایک دوسرے مقام میں لکھا- "پس لاجرم مقام عبدیت فوق جمیع مقامات باشد"- مکتوب نمبر۹)

پس یقیناً مقام عبدیت تمام مقامات سے فوق ہے-

تیسری جگہ لکھا- "و آرام و انس بعبادات کرفتہ بمقام عبدیت کہ فوق آن مقام مقامے نیست در مقام ولایت" مکتوب نمبر۲۸۵

(کامل و مکمل شخص) آرام و انس عبادات سے مقام عبدیت کے ساتھ

پکڑتا ہے کیونکہ مقامات ولایت میں عبدیت کے مقام سے اوپر کوئی مقام نہیں ہے۔

مکتوبات شریف کے ان مختلف تین اقتباسات سے معلوم ہوگیا کہ عبدیت کے مقام سے اوپر کوئی مقام نہیں۔ حضرت مجدد صاحب نے یہ بات اپنی رائے سے نہیں کہی بلکہ قرآن و حدیث سے اخذ شدہ ہے۔ دیکھئے لیلتہ المعراج میں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو رفعتوں کی معراج کرائی تو اسی مقام رفیع سے اپنے محبوبؐ کی شان رفعت بیان فرمائی۔ **سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی۔** القرآن

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے عبد خاص کو رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک سیر کرائی۔

کوئی سیفی کہے کہ یہ مقام صرف عالم دنیا کا بیان ہوا ہے۔ کیا قرب خاص میں بھی مقام عبدیت ہی کا حال تھا؟ یا کوئی دوسرا حال غالب تھا تو اس کا جواب بھی قرآن مجید دیتا ہے فرمایا۔ **ثم دنا فتدلی ○ فکان قاب قوسین او ادنی ○ فاوحی الی عبدہ ما اوحی ○** سورہ نجم۔ پھر یہ قریب ہوا' پس وہ قریب ہوا (اپنی شان سے) پس دو قوسین جتنا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم۔ پس کلام کی اپنے عبد خاص سے جو کلام کی۔ ان آیات مبارکہ سے واضح ہوگیا کہ مقام عبدیت سے اوپر کوئی مقام نہیں ہے۔

تشہد اور کلمہ شہادت میں بھی اشہد ان محمد عبدہ و رسولہ فرمایا گیا۔ جس سے مقام عبدیت کا ہی فوق ہونا اور آخری مقام ہونا سمجھا جاتا ہے۔ پھر یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ مقام عبدیت سے اوپر نبوت و رسالت ہی کا مقام ہے۔ عبدیت و رسات کے درمیان میں کسی اور مقام کی خبر نہیں

دی گئی۔ اگر درمیان میں کوئی مقام ہوتے تو کہیں ان کا بیان بھی ہوتا۔

چیلنج :۔ اب سیفیوں اور ان کے پیر صاحب کو چیلنج ہے کہ مقام عبدیت سے اوپر اور نبوت و رسالت سے نیچے ولایت کے مقام قرآن و حدیث سے ثابت کریں؟ **ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ○ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقو النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین ○**

اب سیفیوں کو عقل آجانی چاہئے اور سمجھ لینا چاہئے کہ خواب و تعبیر قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ اجماع و قیاس سے بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ تو اب حضرت مجدد صاحب کا مکتوب نمبر ۲۱۷ پڑھ لیں جس میں انہوں نے وضاحت فرمائی کہ جو خواب و تعبیر اصول شرعیہ قطعیہ کے خلاف ہو وہ مردود و نامقبول ہے۔ ایسی کھلی تصریحات کے ہوتے ہوئے گندی و ملعونہ خواب اور تاویلات فاسدہ کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ امین اللہ سیفی کی وہ تقریر پڑھیں جو اس نے مقام عبدیت سے فوق مقام طے کرنے کو ممکن شرعی قرار دیتے ہوئے نصوص کا سہارا لیا ہے۔ لکھتا ہے "نیز عبدالقادر جیلانی سے فوق ہونے کا دعوی کبھی حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے نہیں کیا۔ بلکہ مبارک صاحب اپنے آپ کو "فقیر" لکھتے ہیں۔ "نیز دعوی کرنا عالم بیداری کا وصف ہے نہ کہ عالم خواب کا اور تم نے خواب کو اعتراض کا نشانہ بنا کر اپنے جہل کی بنا پر دعوی سے مسمی کیا ہے نیز کوئی نص قطعی ایسی موجود نہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی سے فوق مقام طے کرنے سے امتناع ثابت کرے۔ (نالے چورنا لے چترا) بلکہ نص قطعی تو اس چیز کے امکان پر دلالت کرتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ **وفوق کل ذی علم علیم ○ و کما قال علیہ السلام مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولھم خیر ام اخرھم الحدیث۔** یہاں اوسط کا ذکر نہیں۔ جو کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کا زمانہ ہے نیز

امام ربانی فرماتے ہیں کہ سن ہزار کے بعد اولیاء اگرچہ اقل ہوں لیکن اکمل ہوں گے۔ پس جو کوئی منصوصی ولی اللہ نہ ہو تو اس پر دوسرے غیر منصوصی ولی اللہ کا فوق ہونا قرآن و حدیث نے جائز اور ممکن قرار دیا ہے۔ تو اس امکان شرعی کو امتناعی شرعی کا نام دینا اور کسی ولیاللہ پر تنقید کا سبب بنانا کفر بواح ہے اور ضروریات دین سے انکار ہے۔ السیف الصارم صفحہ ۳۔ جب سے سیفیوں نے کفرو ارتداد کی مشین چلائی ہے اللہ تعالیٰ نے عقل اور علم ان سے چھین لیا ہے۔

خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے

اب قارئین غور فرمائیں بالا اقتباس سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ سیفی نے حضرت مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے مکتوبات کے کئی مقامات میں لکھا ہے کہ مقام عبدیت سے اوپر ولایت میں کوئی مقام نہیں اور سیفی کہتا ہے کہ مقام عبدیت کے اوپر مقامات طے کرنا نص قطعی سے ثابت ہے۔

۲۔ حضرت مجدد صاحب کو کم علم بتایاں

۳۔ مجدد صاحب سے ان نصوص کو مخفی قراار دیا۔

۴۔ مجدد صاحب کے علم لدنی سے کھلا انکار کیا۔ اس لئے کہ ان پر مقام عبدیت سے اوپر مقامات پوشیدہ رہے اور سفیفوں پر نصوص سے واضح ہوگئے۔

۵۔ مقام عبدیت سے اوپر ولایت کے مقامات کو ممکن شرعی قرار دیا۔

۶۔ ان مقامات کو شرعا ناممکن کہنے کو کفر بواح اور ضروریات دین سے انکار قرار دیا۔

۷۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی توہین کی گئی ہے۔ دیکھو کفر بواح اور ضروریات دین کا فتوی حضرت مجدد صاحب پر بھی لگادیا کیونکہ انہوں نے ہی فرمایا ہے کہ مقام عبدیت سے اوپر کوئی مقام نہیں۔ پیر سیف الرحمان نے بھی ان کتابچوں کو پسند کر کے خاموشی اختیار کی ہے گویا ان کی مرضی سے یہ فتوے حضرت مجدد صاحب پر چسپاں کئے گئے۔

مسلمانو! بتاؤ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو مانتے ہو یا سیفیوں کو؟ سیفی اولیاء کے نزدیک مقام عبدیت سے اوپر مقام موجود ہیں اور مجدد الف ثانی ر ـہ اللہ علیہ کے نزدیک اوپر کوئی مقام نہیں۔ میں تو حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ کو تسلیم کروں گا اس لئے کہ قرآن و حدیث بھی مقام عبدیت سے اوپر سوائے نبوت و رسالت کے کسی مقام کو بیان نہیں کرتے۔ دین سیفی اور شریعت سیفی سے ہزار بار توبہ کرتا ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو عارف باللہ ولی کامل مانتا ہوں۔ یہ بھی دیکھ لو کہ پیر صاحب کا یہ دعوی کہ میں حضرت مجدد صاحب کا بالواسطہ مرید ہوں اور انہیں اپنا مقتدی جانتا ہوں۔ کتنا فریب اور جھوٹ معلوم ہوتا ہے۔ یہی وہ باتیں ہیں جنہیں شیخ الحدیث حضرت پیر محمد چشتی صاحب مدظلہ العالی نے غیر اسلامی اور غیر شرعی عقیدہ و عمل قرار دیا ہے۔

سوال :۔ تو پھر ان نصوص کا کیا مطلب ہے؟ جو سیفی نے بطور استشہاد کے پیش کیں؟

جواب :۔ **وفوق ذی علم علیم** کا لفظی ترجمہ اس طرح ہے کہ اور ہر علم والے کے اوپر علم والا ہوتا ہے۔

اب ترجمہ سے ہی معلوم ہورہا ہے کہ یہاں مقام عبدیت سے اوپر مقامات کی بات نہیں بلکہ علم سے اوپر علم کی بات ہے۔ معلوم ہوا

سیفی کو علم اور مقام کا فرق بھی معلوم نہیں۔ اگر پہلے مکتوبات شریف کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں کیا تو اب کرلیں تاکہ تم پر فرق واضح ہو۔ کشف المحجوب پڑھ لیں۔ باقی صوفیاء کی کتابیں پڑھیں۔ فقط لکھنا عالم ہونے کی علامت نہیں ہوتی بلکہ مسئلہ کو سمجھ کر لکھنا عالم ہونے کی نشانی ہوتی ہے۔ صرف پیر مبارک صاحب کو پیران پیر صاحب سے بلند و اعلیٰ ثابت کرنے کے لئے تمہیں کتنے تضادات کا شکار ہونا پڑا۔

سوالات :۔ نمبرا۔ اب ذرا ہمت کر کے یہ بتادیں کہ کس صحابیؓ نے اس آیت سے مقام عبدیت سے اوپر نبوت و رسالت کے علاوہ مقامات کو ثابت کیا؟ ۲۔ کس تابعی نے ثابت کیا؟ ۳۔ کس تبع تابعی نے ثابت کیا؟ ۴۔ کس امام نے ثابت کیا؟ ۵۔ کس مفسر نے ثابت کیا؟ ۶۔ کس محدث نے ثابت کیا؟ ۷۔ کس صوفی نے ثابت کیا۔ ۸۔ ان مقامات کے نام کیا ہیں۔ فرداً فرداً نام بھی بتادو؟ اگر نہ ثابت کرسکو تو پھر اس آیت کی تفسیر بالرائے کا ثبوت ہوگا۔ جو کفر بواح اور ضروریات دین سے انکار ہے۔ اب تفسیر بالرائے کرنے والے کے متعلق نبی علیہ السلام کا فتویٰ سنئے۔ "**من قال في القران برايه فليتبوا مقعده من النار او كما قال۔**" رواہ الترمذی۔ جو قرآن میں اپنی رائے چلاتا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اب حدیث کے متعلق سنئے کہ اس میں بھی سیفی نے اپنے زعم باطلہ سے پیر صاحب کی فوقیت کو ثابت کرنا چاہا۔ جو منشاء حدیث اور محدثین کرام کی تشریحات کے سراسر خلاف اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ذات مقدسہ کو مجروح کرنے کی ناکام کوشش ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام اخرہ رواہ الترمذی۔** مشکوۃ شریف۔

سیفی ولی نے "**مثل امتی کمثل المطر**" کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ جو ترمذی شریف اور مشکوۃ شریف کے متن حدیث میں کاف زائدہ کے ساتھ نہیں ہیں۔ جو تصرف حدیث کے مترادف ہے۔

اس حدیث سے سیفی ولی نے اپنے پیر صاحب کی پیران پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے فوقیت و فضیلت کی طرف اشارہ دیا ہے۔ اس طرح کہ حدیث پاک میں زمانہ اول اور زمانہ آخر کے بہتر ہونے پر نص وارد ہوئی ہے اوسط یعنی درمیانے زمانے کا ذکر نہیں جو شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے۔ گویا اول صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زمانہ بہتر ہے۔ اور آخر امام مہدی علیہ السلام کا زمانہ بہتر ہوگا۔ یہ دو زمانے منصوص ہوئے درمیان کا زمانہ غیر منصوص ہوا۔ تو غوث پاک رضی اللہ عنہ کا زمانہ غیر منصوص ہے۔ اس لئے وہ غیر منصوص ولی اللہ ہوئے۔ پیر سیف الرحمان کا زمانہ بھی خیر منصوص ہے لہٰذا یہ بھی غیر منصوص ولی ہوئے اس طرح سیفی ولی نتیجہ نکالتا ہے کہ "پس جو کوئی منصوص ولی نہ ہو تو اس پر دوسرے غیر منصوص ولی اللہ کا فوق ہونا قرآن و حدیث نے جائز اور ممکن قرار دیا ہے۔" انتہی۔ سیف الصارم صفحہ ۳

سیفی دل کی بات کھولتے ہوئے ڈرتا ہے۔ میں کھول کر بتادوں۔ وہ کہنا یہ چاہتا ہے کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ولایت نص قطعی یعنی قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اور نہ ہی پیر سیف الرحمان کی ثابت ہے۔ لہٰذا دونوں غیر منصوص ولی اللہ ہیں یعنی ولایت کے غیر منصوص ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ پس اگر کوئی شخص ایک غیر منصوص ولی یعنی پیر سیف الرحمان کو دوسرے غیر منصوص ولی یعنی غوث پاک رضی اللہ عنہ سے فوق و بلند کرنا چاہے یا فضیلت دینا چاہے تو اس کو قرآن و حدیث نے جائز و ممکن قرار دیا

ہے۔ گویا پیر سیف الرحمان کا غوث پاک رضی اللہ عنہ سے بلند ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ **العیاذ باللہ ثم نعوذ باللہ من تلک الخرافات**۔ (کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ) خواب سے انکار کیا قرآن و حدیث سے فوق ثابت کردیا۔

، قارئین کرام غور فرمائیں۔ امین اللہ سیفی کا درج شدہ اقتباس دوبارہ پڑھیں۔ ابتداء میں لکھا کہ پیر مبارک صاحب نے غوث پاک رضی اللہ عنہ سے فوق ہونے کا دعوی کبھی نہیں کیا۔ وہ تو اپنے کو فقیر لکھتے ہیں۔"

میرے خیال میں یہ جاہل و ناکارے ہی سیفی پیر صاحب کو خراب کررہے ہیں۔ اور ان کو بچوں کا کھلونا بنا کر پیش کررہے ہیں۔ پیر صاحب کو ان جاہلوں پر کڑی نظر رکھنا چاہئے۔ یہ من گھڑت دلائل سے ان کی خدمت نہیں کررہے بلکہ مزید انہیں بدنام کررہے ہیں۔ پیر صاحب کو ان کا نوٹس لینا چاہئے پیر صاحب کہتے ہیں میں فوق و بلند ہونے کا دعوی نہیں کرتا بلکہ فقیر بنتا ہو۔ سیفی اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے پیر صاحب کی فوقیت کو قرآن و حدیث سے جائز کہہ رہے ہیں۔ پیر صاحب بھی خوش ہورہے ہیں کہ سیفی میری ولایت کا دفاع ض قرآن و حدیث سے کررہے ہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ یہ پیر صاحب کو مزید دنیائے اسلام کے سامنے ذلیل و رسوا کررہے ہیں۔ اگر آپ ان سے خوش ہیں تو پھر میں یہی کہوں گا کہ۔

گربہ میروسگ وزیر و موش رادیواں کند
گرایں چنیں ارکان حضرت دین راویراں کند

پیر صاحب کی خاموشی قاعدہ اصولیہ شرعیہ **"السکوت فی موضع البیان بیان"** کے مطابق مندرجہ بالا سیفی کی تقریر پر مہر تصدیق ہے۔ جس سے دعوی کا ثبوت ہورہا ہے۔

چیلنج :۔ پیر صاحب اور تمام سیفی اولیاء ذرا ہمت کریں آگے بڑھیں اور غیر منصوصی ولی کی فوقیت دوسرے غیر منصوصی ولی پر قرآن و حدیث سے دکھادیں؟ ایک آیت یا ایک صحیح حدیث اپنے دعوے کی سچائی پر پیش کریں اور منہ مانگا انعام وصول کرلیں؟ **ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین** یہ بھی یاد رکھیں بحث مقام عبدیت سے فوق مقامات ولایت کے ثبوت میں ہے۔ لہٰذا دلائل بھی اسی بحث کے مطابق دینے ہوں گے؟ آیت کریمہ **و فوق کل ذی علم علیم**○ علمی برتری کو ثابت کررہی ہے نہ عبدیت سے فوق مقامات کو۔ لہٰذا یہ نص تمہیں اپنے دعوی میں ہرگز مفید نہیں۔ بلکہ تجاہل عارفانہ اور مغالطہ صریح ہے اس لئے کہ پیر صاحب مولوی عارف کے خواب اور تعبیر کے حوالہ سے لکھ چکے ہیں کہ "غوث پاک والے سارے علوم و معارف اور سارے کمالات اور باطنی قوتیں اس زمانہ میں اخنذادہ مبارک صاحب کو عطا کردی گئی ہیں۔" جس سے علم میں برابری و ہمسری ثابت ہوگئی۔ اب علمی برابری کے بعد علمی برتری پر وارد نص کو بطور دلیل پیش کرنا جہالت صریحہ اور غباوت شنیہ جو سراسر دھوکہ علمی اور ڈرامہ فلمی کے مترادف ہے۔

پھر غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ولایت خاصہ کو غیر منصوصی کہنا بیماری اور بغض و عناد کی علامت ہے۔ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ولایت اجماعی ہے صوفیاء عظام اور علماء کرام کا غوث پاک رضی اللہ عنہ کے زمانہ حیات سے لے کر آج تک ہر مکتبہ فکر کا اتفاق ہے الا ماشاء اللہ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ولی اللہ ہیں۔ صوفیاء و علماء اور مسلمانوں کی اکثریت کا کسی نیک کام پر اتفاق کرلینا اجماع کہلاتا ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **"لا تجتمع امتی علی الضلالتہ"** الحدیث۔ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

فرمایا- "**ماراٰہ المسلمون (وفی روایتہ المومنون) حسنا فھو عند اللہ حسن**- الحدیث- جس کو اکثریت مسلمانوں کو اچھا کہہ دے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہوتا ہے-

معلوم ہوگیا حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ولی اللہ ہونا اجماعی ہے اس کے برعکس پیر سیف الرحمان کو سوائے سیفیوں کے مسلمانوں کی اکثریت ولی نہیں مانتی' بلکہ پہچانتے ہی نہیں- تو اس طرح پیر سیف الرحمان کی مجددیت ولایت اختلافی و نزاعی قرار پائی اور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ولایت اجماعی و اتفاقی اب وقت تعارض ولایت اختلافی کو رد کیا جائے گا اور اتفاقی اجماعی کو قبول کیا جائے گا- جب یہ بات مسلم ہوگئی تو رفعت و عظمت' فضیلت و فوقیت' اولیت والویت حتی کہ ہر قسم کی برتری حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے لئے خود بخود ثابت ہوگئی اور پیر سیف الرحمان سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کے لئے خود بخود ثابت ہوگئی اور پیر سیف الرحمان سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خاک پا کے برابر بھی نہ رہا اور پیر صاحب کو برتر کہنے والوں کے منہ خاک آلود ہوگئے- اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے- آمین-

امین اللہ سیفی کہتا ہے کہ حدیث **مثل' امتی مثل المطر** میں غوث پاک کے زبانے کا ذکر نہیں- تیری مانیں یا محدثین کرام کی- "**قال التوربشی لایحمل ھذا الحدیث علی التردد فی فضل الاول علی الاخرفان القرن الاول ھم المفضلون علی سائر القرون من غیر شک و شبھتہ ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم الذین یلونھم الخ** امام توربشتی فرماتے ہیں کہ اس احدیث کو تردد و شک پر حمل نہ کریں گے کہ اول زمانہ بہتر ہے یا آخر زمانہ کیونکہ زمانہ اول کے لوگ بے شک و شبہ تمام زمانوں سے فضیلت والے ہیں- پھران کے ساتھ جو ملتے رہے-

انور شاہ صاحب کاشمیری نے **العرف الشذی** شرح ترمذی میں لکھا کہ **کل ماض خیر من مستقبل الا ماشاء اللہ**" ہر گزرا ہوا زمانہ آنے والے زمانے سے بہتر ہے الا ماشاء اللہ

سیفی صاحب! محدثین کرام نے واضح کردیا ہے کہ تیرے پیر صاحب کے زمانے سے غوث پاک رضی اللہ عنہ کا زمانہ بہتر ہے- اس لئے کہ وہ مقرون ہے- **قرون مشھود لھا بالخیر** سے یعنی خیر والے زمانے کے زیادو قریب ہے- اور ہر وہ زمانہ جو زمانہ خیر کے قریب ہے وہ بہتر ہے زمانہ مابعد سے- اللہ ہدایت دے- سیفیوں کو کس طرف جارہے ہیں- غیر اسلامی تشریحات و تاویلات' من گھڑت دلائل پیش کر کے پیر صاحب کو خوش کررہے ہیں- مگر اللہ و رسولؐ اور غوث پاک رضی اللہ عنہ کو ناراض کررہے ہیں-

امین اللہ سیفی کی یہ ساری تقریر کئی وجوہ سے غوث پاک رضی اللہ پر تنقید کا سبب ہے جو کفربواح اور ضروریات دین سے انکار ہے-

تیرے من گھڑت افسانے حقیقت کیسے بدلیں گے
فسانہ پھر فسانہ ہے حقیقت پھر حقیقت ہے

غوث پاک رضی اللہ عنہ کی گفت مبارک :- **قدمی ھذا علی رقبتہ کل ولی اللہ**" یہ قول مبارک تمام اولیاء کو شامل ہے- پہلے ترکیبی اعتبار سے دیکھ لیں- "**قدمی ھذہ** صفت باموصوف مبتدا ہے **علی رقبتہ کل ولی اللہ** ظرف مستقر ہو کر جملہ خبریہ ہوا- اس طرح یہ جملہ اسمیہ خبریہ بنا- اب اصول فقہ اور علم نحو کی تمام کتابیں دیکھ لیں ان میں لکھا ہے کہ جملہ اسمیہ دوام و استمرار پر دلالت کرتا ہے- لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کا قدم مبارک تمام اولیاء کرام کی گردنوں پر ہے- خواہ اولیاء اولین ہوں یا آخرین کیونکہ یہ قول شیخ

حقیقت میں قول خدا ہے۔ کما قال السید مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز

اب یہ سوال کہ متقدمین اولیاء کرام اور متاخرین اولیاء کرام میں' صحابہ کرامؓ اور امام مہدی علیہ السلام بھی آتے ہیں جو بالاجماع غوث پاک سے افضل ہیں۔ لہٰذا پیران پیر کا قول کل اولیاء کو شامل نہ ہوا؟

یہ سوال بھی مغالطہ کے طور پر اٹھایا گیا ہے۔ اس لئے کہ بحث نفس ولایت میں ہے صحابیت و خلافت میں نہیں۔ ولایت وصف عام ہے اور صحابیت و خلافت وصف خاص۔ ان دو کے درمیان نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے۔ صحابہ میں ولایت سے زائد صحابیت کا وصف ہے جو زہد و تقویٰ' عبادت و ریاضت' ولایت و معرفت اور علوم اسرار و معارف کی کثرت سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ ایمان کی حالت میں ظاہرا دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور مجلس ظاہری پالینے سے حاصل ہوتا ہے۔

امام مہدی میں ولایت سے زائد وصف خلافت کا ہے۔ "واخرج البزارعن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسم سیکون فی امتی خلیفتہ یحثو المال' حثیا لا یعدہ عدا" الحدیث

و اخرج احمد و مسلم عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی اخر امتی' خلیفتہ الی اخر الحدیث۔

واخرج احمد و مسلم عن ابی سعید و جابر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون فی اخرالزمان خلیفتہ تقسیم الامال ولا یعدہ۔

واخرج احمد و نعیم بن حماد و الحاکم ابونعیم عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہوسلم اذا رایتم الرایات السود قد اقبلت من خراسان فاتوھا ولو حبوا علی الثلج فان فیھا خلیفتہ اللہ المھدی۔ الحاوی للسیوطی اسی طرح کئی روایات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی

کو خلیفہ فرمایا۔ معلوم ہوگیا کہ امام مہدی علیہ السلام میں زائد وصف منصوصی خلافت کا ہے جس سے وہ تمام اولیاء کرام میں ممتاز کردیئے گئے ہیں۔ اگر مہدی صرف ولی ہیں تو دنیا میں کسی شخص کے مہدی ہونے کے دعوے پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے اور اسے جھوٹا نہ کہنا چاہئے کیونکہ اولیاء کرام بے شمار ہوسکتے ہیں۔ کسی ایک کے دعوے سے کیا فرق پڑے گا پھر اکثر جھوٹے لوگوں نے مہدی موعود ہونے کا دعوی کیا۔ اگر کوئی خاص وصف زائد علی الولایت نہ ہوتا تو مہدی ہونے کا دعوی کوئی نہ کرتا۔ دنیا میں دو طرح کے جھوٹے مدعی ہوئے ہیں۔ ایک وہ جنہوں نے نبوت کا دعوی کیا اور دوسرے جنہوں نے مہدی ہونے کا دعوی کیا۔ حال ہی میں کراچی سے سید عتیق الرحمان گیلانی نے ظلی مہدی ہونے کا دعوی کردیا ہے۔ ان خصوصی دعوؤں سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی ہونا کوئی ایسا وصف ہے جس میں عزت و کرامت' رفعت و عظمت بہت زیادہ ہے۔ تو اس منصب کے حصول کی خاطر مہدی ہونے کا دعوی کیا جاتا ہے۔ جیسے نبوت ایک خاص وصف ہے تو مہدی وصف خلافت کی وجہ سے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی گفت میں شامل نہیں اور صحابہ صحابیت کی وجہ سے داخل نہیں۔ اور یہ بات باریک نظر سے معلوم ہوتی ہے۔ بایں وجہ آپ کا قول "کل ولی اللہ" صرف اولیاء کو شامل ہوگا صحابہؓ و خلیفتہ اللہ مہدی کو شامل نہیں ہوگا۔ آپ کا یہ مبارک قول مقام رفیع پر دال ہے اور وہ مقام قطب الارشاد ہے جیسے قاضی ثناء اللہ رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری کی جلد دوم صفحہ ۱۰۳ پر لکھتے ہیں۔ قلت اشار النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی اھل البیت لانھم اقطاب الارشاد فی الولایات اولھم علی علیہ السلام ثم ابناء ہ الی الحسن' العسکری و اخرم غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ

عنهم اجمعين لا يصل احد من الاولين والاخرين الى درجته الولايته الا بتوسطهم كذا قال المجدد رضي الله عنه میں قاضی ثناء اللہ کہتا ہوں کہ نبی علیہ السلام نے اپنی اہل بیت کی طرف اشارہ دیا ہے کہ تمام اولیاء کے قطب الارشاد ان ہی میں ہوں گے۔ پہلے حضرت علی علیہ السلام تھے۔ پھر ان کے بیٹے حسن و حسین علیہما السلام حضرت حسن عسکری تک اور آخری ان کے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تھے۔ اولیاء متقدمین اور اولیاء متاخرین نے ولایت میں جو درجہ بھی پایا ہے وہ ان ہی کے واسطہ و وسیلہ سے پایا ہے۔ اسی طرح حضرت مجدد صاحب نے فرمایا۔

اب سیفی اندازہ لگالیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ نے صاف تصریح کردی ہے کہ ولایت و مقبولیت اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ناممکن ہے۔ **"لا يصل احد من الاولين والاخرين"** عبارت میں نکرہ خیز نفی میں واقع ہے جو عندالاصولین عموم کا فائدہ دے رہا ہے۔ معلوم ہوگیا ولایت قیامت تک جس کو ملے گی اس پر مہر تصدیق اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فرد کی ہوگی۔ ان کے واسطہ کے بغیر ولایت کا دعوی محض ڈھونگ اور رسمی قرار پائے گا۔ پھر کتنا ظلم ہوگا کہ کوئی رسمی پیر اپنی ولایت کا رعب و دبدبہ بڑھانے کے لئے اہل بیت کرام سے افضل بنے اور اپنا غوث پاک رضی اللہ عنہ سے چھے درجہ اوپر ہونے کا ملعون قول کرے۔ بالفاظ دیگر اپنا قدم غوث پاک رضی اللہ عنہ کی گردن پر بتائے۔ جو کہ سچے سید اور آل رسول، صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور قطب الارشاد ہیں۔ پیر سیف الرحمان! پہلے اگر ولی اللہ بھی تھا تو اس خواب کی تصدیق کے بعد ولایت اس سے بھاگ چکی ہے اور اب محض رسمی پیر رہ گیا ہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

دعوی نمبر ۱۴ پر تبصرہ :۔ پیر صاحب نے کہا کہ علم باطن یعنی علم تصوف سیکھنا فرض عین ہے اور اس کا نہ سیکھنا حرام اور انکار کفر ہے۔ اس پر دلیل تقوی باطنی سے لیتے ہوئے اس آیت کا سہارا لیا ہے کہ۔ **يا ايها الذين امنوا اتقو الله حق تقاته** ○ حالانک کسی مفسر، کسی محدث اور کسی صحابیؓ سے بھی اس آیت کے تحت علم تصوف کی فرضیت کا قول منقول نہیں۔ اگر فرض شرعی کے قول کو تسلیم کرلیا جائے تو اس کے ثبوت کے لئے قطعی دلیل صریح چاہئے کیونکہ احکام قطعیہ کے ثبوت کے لئے دلائل قطعیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ پیر صاحب ہمت کر کے ایک دلیل صریح قطعی ثبوت میں پیش کردیں؟ اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ کسی صوفی و امام کے قول سے فرض شرعی قطعی کا ثبوت نہیں ہوتا۔

اگر پیر صاحب علم تصوف کے فرض عین ہونے پر اصرار کریں تو پھر ہر مسلمان، عاقل، بالغ، مرد و عورت اس علم کے مکلف ہوں گے۔ جیسے حضرت حماد بن ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما اس بات میں حدیث لائے ہیں۔ **"طلب العلم فريضته على كل مسلم و مسلمته"** الحدیث۔ نور ظلم شرح فقہ اکبر تو **بفحوائے** حدیث علم تصوف مرد و عورت دونوں پر فرض عین ہوا۔ جیسے نماز، روزہ۔

تو اب پیر صاحب پر سوال وارد ہوتا ہے کہ مردوں کو اس فرض کی ادائیگی پر لگا رکھا ہے عورتوں کو کیوں محروم رکھا ہوا ہے؟ کیا انہیں تصفیہ قلب اور تقوی باطنی کی ضرورت نہیں؟ نماز، روزہ باقی فرائض تو ان کے ادا کرنے سے ادا ہوتے ہیں۔ ان کی جگہ ان کے خاوند تو ادا نہیں کرتے؟

عورتوں کے دل جاری کرنے کا حکم خلفاء کرام کو کیوں نہیں دیا؟یہ شعبہ کیوں محروم چھوڑ دیا گیا ہے؟ رائیونڈی اپنی تبلیغ کو فرض عین کہتے ہیں پیر صاحب اپنی پیری کو فرض عین تو اس طرح دونوں کی شریعت پیٹ سے گڑھی ہوئی ہے- حضرت حماد بن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنھما نور ظلم شرح فقہ اکبر کے صفحہ نمبر۵ پر لکھتے ہیں- "**لا یحوزلہ تاخیر الطلب العلم الذی فرض علیہ وھو علم الایمان و علم مایزول بہ الایمان**- الخ **و علم التوحید فرض فی ابتداء طلب العلم بعد البلوغ ومن تاخر فقدار تکب بذنب کبیر** حضرت حماد بن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنھم ایمان کے متعلق اور ایمان کے زوال کے متعلق علم سیکھنے کو فرض فرماتے ہیں- اور اس علم کے نہ سیکھنے کو گناہ کبیرہ کہتے ہیں اور پیر صاحب علم تصوف اور علم باطن کے سیکھنے کو فرض عین قرار دیتے ہیں- نہ سیکھنے کو حرام اور انکار کو کفر کہتے ہیں جو دین سیفی ہو سکتا ہے- دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہو سکتا حضرت مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں- "فردائے قیامت از شریعت خواہند پرسید از تصوف نخواہند پرسید"- مکتوب نمبر۴۸- قیامت میں شریعت کے بارے میں پوچھا جائے گا- تصوف کے بارے میں نہ پوچھا جائے گا-

قرائین کرام پیر صاحب نے علم تصوف کو فرض عین قرار دے کر تمام مسلمانوں کو مکلف بنایا جو ان کے پیٹ کی گڑھی ہوئی شریعت ہے- اور فرض عین کا عقیدہ غیر اسلامی عقیدہ ہے- جس کی فرضیت کا ثبوت قرآن و حدیث سے نہیں- فرائض قطعیہ کے ترک پر قیامت کو پوچھ ہوگی- اور علم تصوف کے بارے میں کوئی پوچھ نہ ہوگی- معلوم ہوا مجدد صاحب کے نزدیک علم تصوف فرض عین شرعی نہیں ہے یہاں پیر صاحب کا عقیدہ حضرت مجدد صاحب کے خلاف ٹھہرا اور ان کی شریعت مجدد صاحب کی شریعت کے خلاف

ٹھہری- غیر فرض کو عین فرض قرار دے کر منکر کو کافر قرار دینا بھی سیفی دین ہے دین الٰہی نہیں- ساری کتاب میں پیر صاحب کا یہی طریقہ و وطیرہ رہا کہ مباح و مستحب عمل کو واجب و فرض شرعی قرار دے کر تارک کو فاسق اور منکر کو کافر' اجماعی کافر کہتے رہے جو آداب علماء اور عقل و نقل کے خلاف ہے- (العیاذ اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ)

دعوی نمبر۱۵ پر تبصرہ :- اس عبارت میں پیر صاحب نے نبیوں کی صف میں ہونے کی خبر دی ہے کہ قیامت میں نبیوں کی صف میں ہوں گا- اگرچہ یہ واقعہ خواب کا ہے- مگر پیر صاحب نے اس کو اپنے خواب کی تعبیر قرار دے کر اس واقعہ کی تصدیق فرمادی- پھر کتاب میں پسندیدہ قرار دے کر درج کردیا- اب عرض ہے کہ ہم بھی آپ کا نبیوں میں ہونا مان لیتے مگر ساتھ میں مرزا قادیانی کی نبوت تسلیم کرنی پڑتی ہے- کیونکہ مرزائی بھی امین اللہ سیفی کی طرح **من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصالحین** سے دلیل لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو قیامت میں نبیوں کی صف میں ہوگا- اسے دنیا میں اپنی نبوت ظاہر کردینی چاہئے- خود ہی سوال کرتے ہیں کہ کوئی کہے کہ آیت میں "لفظ مع" آیا ہے جس سے معیت سمجھی جاتی ہے نہ نبی ہونا؟ کیوں کہ ضروری نہیں جو ساتھ ہو وہ نبی بھی ہو؟ تو اس سوال کا جواب دیتے ہیں کہ لازما یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان چاروں درجوں میں سے کوئی درجہ بھی نہیں ملے گا- صرف ان کے ساتھ ہونے کا شرف حاصل ہوگا جن کو یہ مدارج ملیں گے- اگر انسان صالح یا نیک بھی نہ بن سکا تو کیا فائدہ ہوا الخ مزید جواب دیتے ہیں- پس ثابت ہوا کہ "مع" کے یہی معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے

والے نبوت کے مقام پر فائز ہوں گے۔

کتاب دینی معلومات کا بنیادی نصاب صفہ ۷۶ - ۷۷ مجلس انصار اللہ (ربوہ پاکستان۔)

سوال نمبر۱۔ میرا سیفیوں پر سوال ہے کہ کل قیامت میں جو نبیوں کی صف میں ہوا اسے کون پہچان سکے گا کہ یہ نبی نہیں ولی ہے؟

سوال نمبر۲۔ کیا کوئی ایسی نص موجود ہے کہ نبیوں میں ولی کی پہچان کرائی جائے گی کہ لوگو! اس شخص کو نبی نہ سمجھنا یہ ولی ہے صرف علو شان کی وجہ سے نبیوں میں داخل کیا گیا ہے؟ سیفیوں کو ایسے بے ہودہ خواب کو یکسر مسترد کردینا چاہئے تاکہ غیروں کا ہتھیار نہ بنے۔

دعوی نمبر۱۶ - ۱۷ - ۱۸ اور ۱۹ پر تبصرہ :- ان چار قسم کے فتوؤں پر مقدمہ 'علماء کرام و مفتیان اہل پاکستان کے حضور پیش کرنا چاہتا ہوں خدا خوفی' خدا ترسی' حق پرستی ار رضاء للہ انصاف سے فیصلہ کردو کہ ان چار وجوہ سے کسی مسلمان پر کفر کا فتو عندالشرع جاری ہوسکتا ہے؟ ۱۔ کیا کسی پیر پر اعتراض کی تصدیق کرنے والا کافر ہوسکتا ہے؟ ۲۔ کیا سیفیوں کے وجد پر اعتراض کرنے والا کافر ہوسکتا ہے؟ ۳۔ کیا سیفیوں سے ٹھٹھا کرنے والا کافر ہوسکتا ہے؟ ۴۔ کیا پیر صاحب پر جھوٹ باندھنے والا کافر ہوسکتا ہے؟ قرآن و حدیث سے جواب دے کر ممنون فرمادیں۔

حدیث **"لا یرمی رجل رجلا بالفسوق او بالکفر الا ارتدت ان لم یکن صاحبہ کذالک۔** (الحدیث۔) کے تحت کفر و فسق کا حکم پیر موصوف پر لگ چکا ہے کیونکہ مجھ کو بے وجہ کافر اشد کہا۔ میرے خیال میں پیر صاحب خود کو اندر ہی اندر نبی خیال کرتے ہیں۔ صرف ڈر کے مارے اظہار نہیں

کرتے۔

دعوی نمبر۲۰ بھی نبوت کی طرف اشارہ ہے۔ پیر صاحب کا اپنے آپ کو بالفاظ دیگر اسلام' شریعت' قرآن و حدیث کی مخالفت قرار دینا۔ نیا دین بنانا جیسے جملے صاف بتاتے ہیں کہ پیر صاحب بزعم خویش نبوت کے مدعی ہیں۔ نبیوں کی صف میں کھڑے ہونے کی تصدیق اور اسے اپنے خواب کی تعبیر کہنا بھی اس پر گواہی معلوم ہوتی ہے۔ **العیاذ باللہ ولا حولا ولا قوۃ الا باللہ۔**

دعوی نمبر۲۱ پر تبصرہ :- وجد ایک باطنی کیفیت کا نام ہے جو تلاوت قرآن مجید' نعت شریف' ذکر اسم ذات اور قوالی سننے سے عموما از خود طاری ہوجاتا ہے۔ جس میں کسب و اختیار کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ جیسے **تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم" الایہ اور انا ذکر اللہ وجلت قلوبھم** نصوص اسی کیفیت کو بیان کرتی ہیں۔ اگر یہی کام کسب و اختیار سے ہوں اور اس کو اپنی کرامت ہونا ظاہر کیا جائے تو اس کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں۔ تمام سیفیوں کا وجد کسبی و اختیاری ہے اور خاص قسم کے اشاروں' آوازوں اور حرکتوں کا مرہون منت ہے۔ جو کسی طرح بھی مندرجہ بالا آیات کا مدلول نہیں ہوسکتا۔ باقاعدہ ان محرکات کے لئے محفل سجائی جاتی ہے پھر پھڑکانا شروع کرتے ہیں۔ تو ایسے توجہ لینا کہتے ہیں۔ گویا اپنی اپنی بیٹریاں چارج کرتے ہیں۔ سیفیوں نے وجد کو مداری کا کھیل بنارکھا ہے۔ جس سے بات کرو تو کہیں گے بیٹھ تیرا دل جاری کروں۔ بیٹے پیچھے توجہ کروں۔ ہر کس و ناکس کو بٹھا کر توجہ دینا شروع کردیں گے۔ پھر آخر میں کہیں گے یہ ہمارے پیر کے ولی ہونے کی نشانی ہے۔ **نعوذ باللہ من تلک الخرافات** پناہ ایسے وجد اور بزرگی سے۔ ولایت اتنی سستی کردی گئی ہر نتھو خیرا' نورا کھیٹا ولی بنا پھر رہا ہے۔

کاندھے اور سینے کو ہلا کر لوگوں میں ولایت کا چرچا کررہا ہے۔ لوگو! یہ سب کرتب ' شعبدہ بازی اور کسی خاص طلسم کا شاخسانہ ہے۔ تین چار مہینے میں ولایت کی سند مل جاتی ہے کہاں گئے وہ حقیقی ولی اللہ جو عمریں گزار دیتے ہیں۔ پھر بھی خود کو لوگوں میں گناہ گار ظاہر کرتے تھے اور ولایت کا دعوی ہرگز ہرگز نہ کرتے تھے۔ حاشاوکلا سیفی کوئی بھی ولی نہیں۔ یہ سب ڈھنگ بازیاں ہیں۔

دعوی نمبر۲۲ پر تبصرہ :۔ پیر صاحب کا کہنا کہ لطائف کی حرکت وجد کی قسم ہے اور یہ کرامت اولیاء ہے یہ صرف سیفیوں کی ولایت اور اپنے اخص الخواص ولی اور مجددیت کا ثبوت دینا ہے۔ لطائف کی حرکت کو کسی نے ولایت و مقبولیت پر دلیل نہیں بنایا۔ بلکہ یہ عندالصوفیاء و سواس و خطرات قلبی کے دفعیہ کا طریقہ و مشق ہے جس سے سکون و اطمینان حاصل ہوجاتا ہے اور ذکر میں یکسوئی پیدا ہوتی ہے۔ حرکات لطائف کی مشق صرف وسیلہ یکسوئی ہے مقصود بالذات نہیں۔ حرکت لطیفہ قلب کی قرآن و سنت سے ثابت ہے باقی لطائف لطیفہ قلب سے ہی متولد ہو کر متحرک ہوتے ہیں۔ اور ان کی حرکت مخفی و باطنی ہے۔ پھر ایک ہے قلب صنوبری کی حرکت اور دوسری عین قلب کی۔ عین قلب سے مراد باطن قلب ہے اور حقیقت میں اسی قلب باطنی کی حرکت مراد ہے اور حرکت سے مراد توجہ اور حضور دائمی ہے۔ جو کبھی بھی مضمحل نہ ہو۔ قلب صنوبری کی حرکت شعبدہ بازی بھی ہوسکتی ہے۔ جسے کسی صورت بھی ولی اللہ ہونے کی علامت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ پھر حرکت قلب کبھی غم سے طاری ہوتی ہے اور کبھی خوشی سے اور کبھی خوف الٰہی سے۔ حرکت دل کی وہ مقبول و محمود ہے جو خوف خدا اور

انوار الٰہی کے ورود سے عارض ہو۔ ان کے سوا میں کوئی بحث نہیں۔ جب حرکات لطائف کئی معانی محتملہ کو شامل ہے تو پھر مطلق حرکت کو کرامت اولیاء اور وجد کی قسم قرار دینا۔ جہالت' غباوت اور تھکاوٹ ذہنی کی آئینہ دار ہے۔ تعلی و تکبر اور تعاظم و تفاخر کا واضح ثبوت ہے۔ پھر اس کے انکار پر حکم کفر جاری کرنا جنابت جسمی نجاست قلبی اور غلاظت ذہنی کی پیداوار ہے۔ اگر لطائف سے انکار کفر ہے تو پھر مکمل صوفی و ولی کامل حضرت سلطان الاولیاء سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں کیا فتوی ہوگا۔ جو لکھتے ہیں کہ "جاننا چاہئے جب قلب اللہ تعالیٰ کے نام سے جنبش کرے اور کلمہ طیبہ پڑھے تو پھر اس سے دنیا اور آخرت کی کوئی چیز مخفی نہیں رہتی۔ مجھے ان بیوقوفوں پر بڑی حیرانی ہے جو دم بند کر کے اس گوشت کے ٹکڑے کو حرکت دیتے ہیں۔ اور خام تفکر کے ساتھ معرفت الٰہی سے بے خبری کو وصال کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سینے' شکم اور دماغ میں فلاں مقام سر ہے فلاں مقام خفی اور فلاں مقام مخفی اور یہ مقام قلب' یہ مقام روح' یہ مقام نفس' یہ مقام قربانی اور یہ مقام سلطانی ہے ایسے لوگ خام خیالی اور بے تفکر اور بے احوال ہیں وہ رحمانی باطنی مقامات اور دنیاوی اور شیطانی خطرات میں تمیز نہیں کرتے۔ ایسے لوگ ہرگز ہرگز اہل قلب کہلانے کے مستحق نہیں بلکہ باحسد اور اہل کلب ہیں اور بسبب تقلید طالب دنیا ہیں۔" (کتاب توفیق الہدایت ترجمہ نصاف الشفاعت صفحہ ۲۲۶ مکتبہ پروگریسو بکس لاہور)

باہو خویش را از خلق پوشد ہرکہ مرد
ذاکراں بسیار بہر از سیم و زر

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ طریقت کے ایسے مسلک سے شدید اختلاف رکھتے تھے اور لطائف کی مشق کو ولایت و مقبولیت کی دلیل بنانے پر

سخت نکیر کیا کرتے تھے بلکہ لطائف کی تتبع و تلاش کو خام خیالی اور بے احوالی سے تعبیر فرمایا۔ حضرت قطب الاولیاء پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز نے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیس ۳۰ سال دروازہ دل پر معتکف رہا۔ تیس ۳۰ سال بعد آواز آئی کہ اب تو اس قابل ہوا کہ تجھے زنار شرک سے آگاہ کیا جائے۔ یہ واقعہ بیان کر کے پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "پس مقام غور ہے کہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ جیسے شخص کو تیس ۳۰ سال کے بعد اس قدر جواب دیا جاتا ہے اور آج کل بعض آدمی دو روز محنت کر کے کہہ دیتے ہیں کہ میرا دل جاری ہوگیا ہے۔ حاشا و کلا جریان قلب سے مراد محض مضغہ صنوبری یعنی اس مخصوص گوشت کے ٹکڑے کے حرکت نہیں۔ کیونکہ یہ حرکت معمولی سی محنت سے بہت جلد حاصل ہوجاتی ہے۔ بلکہ جریان قلب اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور حاضری سے عبارت ہے **واین ھذا من ذاک** یہ کہاں اور وہ کہاں۔ ملفوظات مہریہ صفحہ ۱۱

مزید فرمایا:۔ پس جس کے دل سے دنیا داروں کی محبت نکل جائے وہ اس نعمت سے مشرف ہوتا ہے۔ طعنہ دینے والے مفسدین کی عادت ہے کہ سادہ لوح لوگوں کو غلطی میں ڈالتے ہیں۔ اور ان کے استقلال میں رخنہ پیدا کرتے ہیں کہ تو اتنا عرصہ فلاں بزرگ کی مجلس میں رہا مگر ابھی تک تیرا قلب جاری نہیں ہوا۔ پس تو نے کیا فائدہ حاصل کیا۔ ملفوظات مہریہ صفحہ ۱۱۹

اس ملفوظ پر مترجم شیخ الحدیث مولانا فیض احمد صاحب مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں۔ اس ارشاد میں برادران طریقت کے لئے بے بہا پند و نصیحت ہے حضرت قدس سرہ العزیز کے دور سے آج کا دور زیادہ نازک ہے۔ تصوف و طریقت کا لبادہ اوڑھ کر محض چند شعبدات کے ذریعے عوام کو ٹھگنے والے

بہت پیدا ہوگئے ہیں۔ ارباب حقیقت کی شناخت دن بدن مشکل ہوتی جارہی ہے۔ صفحہ ۱۱۹)

ان قابل قدر عظیم المرتبہ مقدس شخصیات کے ملفوظات سے مسلمان راہنمائی حاصل کریں۔ اور انسے ٹھگوں سے بچیں۔ جنہوں نے لایت کو بازیچہ اصفال بنادیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کا معصوم دل ہلا کر ولایت کی پگڑی سر پر رکھ دیتے ہیں اور اولیاء اللہ کی صف میں داخل کردیتے ہیں۔ یہ حقیقی اولیاء کے ساتھ مذاق و تمسخر ہے اور انہیں بدنام کرنے کی گہری سازش ہے۔ تاکہ خلق خدا ان روحانی حقیقی مقدس شخصیات سے استفادہ کرنے کے بجائے دل ہلا کر خود ولی بن کر بیٹھ جائیں۔ اور غرور و تکبر میں زندگی بسر کر کے اپنی عاقبت خراب کرلیں۔ ایک حوالہ اور پیش کرتا ہوں وہ مولوی اشرف علی تھانوی کا ملفوظ ہے یہ اس لئے کہ پیر صاحب کو دیوبندیوں سے ایک گونا محبت ہے جو القابات کاشمیری صاحب سے ظاہر ہے۔ اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

سرایت ذکر کی تین علامات ہیں۔ ۱۔ حرکات ۔ محال ۔ لطائف ۲۔ استماع الفاظ فی محال اللطائف ۳۔ احساس الوان محال لطائف۔ یہ تینوں آثار و کوائف انتہائی مشق سے پیدا ہوتے ہیں اور سرایت ذکر کی علامات سمجھے جاتے ہیں۔ الخ یہ بات بھی فروگذاشت کرنے کے قابل نہیں کہ ان تینوں علائم (علامتوں) کا تحق دال علی الولایتہ نہیں الخ یعنی ان علائم ثلاثہ کے ظہور سے ولایت و مقبولیت پر استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ یہ آثار سرایت ذکر کی محض علامات ہیں۔ سرایت ذکر کی حقیقت میں داخل یا اس کی خصائص میں سے نہیں ہیں" (بوادر النوادر) صفحہ ۵۷۷

دعوی نمبر۲۳ پر تبصرہ :- پیر سیف الرحمان نے اپنی غیبت کرنے اور تہمت لگانے پر کفر کا فتوی صادر کیا ہے یہ بہانہ بنا کر کہ غیبت و تہمت امر حرام اور حرام کا مرتکب اسے حلال جانتا ہے- لہٰذا کافر ہوا- اس طرح تو مسلمان دنیا میں کوئی بھی نہیں بچ سکتا اور خاص طور پر اس دور میں یہ گناہ عام ہیں- دیکھئے پیر صاحب نے اپنی کتاب میں ایک جگہ لکھا کہ گناہوں سے مسلمان کافر نہیں ہوتا فاسق بنتا ہے- مطلب یہ کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کی غیبت کریں بہتان لگائیں تو فاسق بنیں گے- مگر پیر سیف الرحمان صاحب کی غیبت سے کافر بنے گا- تہمت لگانے سے کافر ہوجائے گا- حالانکہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر یہودیوں منافقوں نے تہمت لگائی جس میں بعض صحابیؓ بھی شامل ہوگئے جیسے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام- لیکن قرآن مجید نے انہیں کافر نہیں کہا- ان صحابہؓ نے بعد میں توبہ کرلی تھی- محض توبہ سے معافی ہوگئی- اگر کفر ہوتا تو دوبارہ ایمان و کلمہ پڑھنا منقول ہوتا- پیر صاحب اپنے زعم میں چونکہ نبی کا درجہ رکھتے ہیں اس لئے ان کی غیبت و تہمت کفر ہے- (نعوذ باللہ)

سیفیوں کا عقیدہ :- یقیناً وہ لوگ کافر ہوچکے ہیں- جنہوں نے اس قیوم زماں کی گستاخی کی ہے خواہ وہ عالم ہو پیر ہو یا کوئی مفتی- (نعوذ باللہ)

سیفیوں کے دین سیفی کی تشددات ملاحظہ کیجئے-

پیر سیف الرحمان کا نام ایمان مفصل اور ایمان مجمل میں شامل نہیں اور نہ ہی ضروریات دین میں داخل ہے- پس کس وجہ سے اس کی گستاخی کفر بن گئی؟ جبکہ اس کی ذات معصوم عن الخطا نہیں اور نہ ہی محفوظ عن الخطاء کی سند موجود ہے- کیونکہ منصوص ولی اللہ نہیں بلکہ موہومہ' مزعومہ اور

مظنونہ پیر ہے- جس کی گستاخی قطعاً کفر نہیں- بلکہ **"لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم"** (الایہ) کے تحت ان کے ظلم و زیادتی' تکبر و تعلی' تفاخر و تعاظم' بہتان و تہمتوں کا بیان ضروری و لازمی ہے- ناکردہ جرم کو کردہ بنالینا کیا کسی حقیقی ولی کی شان ہوسکتی ہے؟ پوری کتاب میں پیر سیف الرحمان نے یہ ظلم روا رکھا کہ جائز کو ناجائز' اچھائی کو برائی' اعتراض کو کفر بنانے میں بالفاظ دیگر کی اصطلاح خاص سے عفیف مسلمانوں پر کفر تھوپنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی- پیر محمد چشتی صاحب مدظلہ العالی نے تو اس کے عقیدہ و عمل کو غیر اسلامی و غیر شرعی فرمایا تھا- جو تمہارے نزدیک پیر صاحب کی تکفیر تھی- لیکن میرا جرم کیا تھا؟ حق بیان کیا- جو مجھ پر ظلم ہوا اس کو بیان کیا- اب پیر صاحب کہتے ہیں کہ میں بغیر شرعی دلیل فتوی نہیں دیتا- حالانکہ مجھ پر بغیر شرعی وجوہات کے فتوی کفر صادر کیا-

"لایرم رجل رجلا بالفسوق ولا یرمی بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک- (الحدیث-) جس نے کسی دوسرے عفیف مسلمان پر فسق و کفر کا گولہ پھینکا تو لوٹ کر اسی پر گرے گا بشرطیکہ وہ دوسرا آدمی فاسق یا کافر ہو- **بفحوائے** حدیث فسق و کفر کا گولہ خود پیر صاحب پر جالگا کیونکہ **مخاطبین** میں الحمد للہ فسق و کفر نہیں- بڑی تعجب کی بات ہے اتنے جرم کرنے کے باوجود پیر صاحب عفیف مسلمان بن رہے ہیں- اور جرم دوسرے کی جھولی میں ڈال رہے ہیں- کتاب ھدایت السالکین میں منہ بھر بھر کر کافر کہہ لینے کے باوجود عفیف ہیں- گالیوں کی بوچھاڑ کر کے بھی مظلوم ہیں اب سیفیوں سے پوچھو خدا تمہیں عقل دے- پیر صاحب کی گستاخی کو یقینی کفر کس دلیل سے کہہ رہے ہو- حالانکہ پیر صاحب حضرات شیخین رضی اللہ عنہما ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وغیرہ وغیرہ صحابہ کی

گستاخی پر بھی مستقل کفر کا فتوی نہیں دیتے- وہ لکھتے ہیں "کہ اس فقیر نے ابھی تک اہل تشیع پر مستقل فتوی صادر نہیں کیا اور نہ فقیر بلادلیل شرعی فتوی صادر کرتا ہے- کیوں کہ یہ فقیر حنفی مذہب کا تابع ہے-" ھدایت السالیکن صفحہ ۸۶

پیر صاحب کو اہل تشیع پر ابھی تک فتوی صادر کرنے کے لئے دلیل شرعی نہیں ملی- شاید کوئی رشتے منسلک ہوں- پیر محمد چشتی اور قاری اظہر محمود دو سنی مسلمانوں پر فتوی کفر دینے میں دلیل شرعی فورا مل گئی- تاخیر کیے بغیر' مال سوچے بغیر' کافر' قطعی کافر' اجماعی کافر' اشد کافر' شدید کافر' اغلظ کافر' اشد ترین کافر' شدید ترین کافر' اغلظ ترین کافر' ملحد و زندیق' معاند حق اور مرتد جیسے فتوے فورا تلاش کرلیے- کیونکہ اس میں اپنے کاروبار اور مریدین و خلفاء کے کاروبار کا مسئلہ تھا- صحابہ کرامؓ سے اپنی عزت کو عزیز جانا- کسے معلوم نہیں کہ شیعہ صحابہ کرامؓ خصوصا شیخین کریمینؓ ام المومنینی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہیں- سخت توہین کرتے ہیں- پیر صاحب کا پھر بھی یہ کہنا کہ دلیل شرعی کے بغیر فتوی نہیں دیتا' اندرون خانہ کوئی اہم راز ہوسکتا ہے- اور یہی عمل ان کے خلفاء کا ہے-

اعلی حضرت امام احمد رضا خان کو طفل مکتب جانا :- دیوبندیوں بریلویوں کے متعلق لکھا کہ "بریلوی اور دیوبندی حضرات تو بہت سارے مسائل میں افراط و تفریط کا شکار ہیں تو میں کس طرح صراط مستقیم اور حنفی مذہب کو چھوڑ کر اپنے آپ کو افراط و تفریط میں داخل کروں- اسی بنا پر میں سنی حنفی ہوں- اور بریلوی دیوبندی نہیں ہوں-" صفحہ ۸۳ پیر صاحب نے اعلی حضرت رضی اللہ عنہ پر اس عبارت میں الزام لگایا کہ ان کا مسلک افراط و تفریط ہے- اب

دیوبندیوں کا افراط و تفریط تو تقویۃ الایمان' صراط مستقیم' حفظ الایمان' براہین قاطعہ' تحذیر الناس اور فتاوی رشیدیہ نامی کتابوں سے ظاہر ہے کہ ان میں وہ عبارات موجود ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و گستاخی پائی جاتی ہے- اعلی حضرت کی کس کتاب میں حنفی مذہب کے خلاف اور افراط و تفریط پائی جاتی ہے- ذرا سیفی اولیاء اور پیر صاحب اس کتاب کا نام بتائیں؟ جس میں افراط تفریط ہے؟ الحمدللہ قیامت تک ایسی کوئی عبارت نہیں بتاسکتے-

ماشاء اللہ پیر صاحب نے ھدایت السالکین میں اعتدال اور صراط مستقیم کا راستہ اختیار کیا ہے- کیا اس میں افراط و تفریط کسی مقام پر نہیں پائی جاتی؟ پیر صاحب کا گستاخ یقینی کافر ہے خواہ وہ عالم ہو یا مفتی مگر صحابہ کرامؓ اور ام المومنین رضی اللہ عنھا کے گستاخوں کے متعلق ابھی دلیل شرعی کی تلاش شروع ہے- عالم برزخ میں مستقل فتوی صادر فرمائیں گے- العجب یا للعجب

پیر صاحب کی وصیت پر تبصرہ :- فرمایا کہ فقراء حقیقی پر بدگمانی نہ کرو- تحقیق کرو- جی! بدگمانی اس عقیدہ و عمل کا نام ہے- جو سنی سنائی باتوں پر دل پھیکا کرے- مگر جس پر گزر چکی اور وہ اپنی داستان بیان کرے کیا یہ بھی بدگمانی میں داخل ہے؟ حاشا وکلا حقیقی فقراء کے ہم غلام اور بردے ہیں لیکن رسمی فقراء کے سخت مخالف و معاند ہیں- پھر خاص طور پر جو اپنی ولایت و فقیری کلاشنکوف اور ڈنڈے سے منوانا چاہے! پیر صاحب کا یہ کہنا کہ میں نے کوئی دعوی نہیں کیا- میں اپنے کو فقیر کہتا ہوں اور سیفیوں کی تصدیق کہ پیر صاحب نے کوئی دعوی نبوت کا نہیں کیا بلکہ اپنے آپ کو فقیر لکھتے ہیں- یہ بھی مغالطہ ہے کیا جو اپنے کو فقیر کہے وہ نبوت کا دعوی نہیں کرسکتا؟ مرزا قادیانی اپنے آپ کو عاجز لکھتا تھا مگر نبوت کا دعوی کردیا تھا- ذیل میں اس کی

عاجزی دیکھئے۔

"ایک ہزار دو سو نوے سال ہوں گے۔ جب مسیح موعود ظاہر ہوگا۔ سو اس عاجز کے ظہور کا یہی وقت تھا۔ الخ یہ عجیب امر ہے میں اس کو خدا تعالیٰ کا نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک بارہ سو نوے ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف ومکالمہ و مخاطبہ پاچکا تھا۔ پھر سات سال بعد یہ کتاب براہین احمدیہ جس میں میرا دعوی مسطور ہے تالیف ہو کر شائع کی گئی۔ (حقیقتہ الوحی ۱۹۹ ـ ۲۰۰)

۱۸۸۸ء کے اشتہار میں لکھا کہ "ہر ایک مانع کے دور ہونے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔" مرزا قادیانی احمد بیگ مرزا کی بیٹی کو اپنے نکاح میں آنے پر پیشن گوئیاں کرتا ہے۔ (۱) مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔ (۲) پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔ (۳) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔ (۴) پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔ (۵) اور پھر یہ کہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔ (۶) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہوجائے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔" (کتاب شہادۃ القرآن) صفحہ ۷۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی۔

ان اقتباسات سے معلوم ہوگیا کہ مرزا قادیانی اپنے کو عاجز لکھتا تھا اور نبوت کا دعوی بھی کرتا تھا۔ پس عاجزی یا فقیری کا دعوی نبوت کے دعوے کے منافی نہ ہوا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

دعوی نمبر ۲۴ پر تبصرہ :۔ پیر صاحب کہتے ہیں کہ میرا وجود پاکستان کے لئے رحمت ہے۔ یہ بات صرف پاکستان میں مستقل رہائش پذیر ہونے کے لئے حجت بنانا ہے۔ ورنہ آپ کی رحمت کی زیادہ ضرورت افغانستان کو ہے۔ جہاں سرخ و سفید سامراج پنجے گاڑھ رہا ہے۔ پاکستان پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت خاص کافی و وافی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی پاکستان پر مہربان اور رحیم ہے۔ جس کا مشاہدہ اہالیان پاکستان نے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں کرلیا ہے۔ پاکستان کا محافظ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تمام اولیاء کرام اس کے چوکیدار و پہریدار ہیں۔ آپ مہربانی کر کے افغانستان جائیں۔ تاکہ وہاں آپ کی رحمت سے امن و امان قائم ہو۔ پھر آپ کی ولایت و مجددیت کی وہاں بہت ضرورت ہے۔ بس کنم ایں قدر کافی است۔ عاقلاں را اشارہ۔ جاہلاں را دفتر نہ رسالہ

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیا راست

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کاغذ کے پھولوں سے

مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ کرنے والوں کو
ذلیل و خوار کردے اُن کو رسوائے جہاں کردے

ہے شیوہ جن کا گستاخی نبی کی شانِ اقدس میں
الٰہی اپنی قدرت سے قلم اُن کی زباں کردے

محمد رفیق سعیدی

فرقہ سیفیہ کا عقیدہ :۔ اس فرقہ کے بانی پیر سیف الرحمان افغانی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلیہ اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء و مرسلین و تمام صحابہ کرام کو لے کر ایک مجمع عام میں میرے پیچھے اقتداء کر کے نماز پڑھی اور تمام دنیا کے لئے میری نیابت کا اعلان کیا۔ (حدایت السا لکین صفحہ ۳۲۹)

الجواب :۔ علماء اہلسنت نے اس بدعقیدہ کے کئی جوابات ارشاد فرمائے اور کتابیں تحریر کی تو فرقہ سیفیہ کے چیلوں نے لاہور سے ایک کتاب نکالی اور اس اپنے بدعقیدہ گمراہ پیر کے کفریہ مندرجات اور غیر اسلامی عبارات کو جائز ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے مختلف تاویلیں کیں جو شرعا بیکار ثابت ہوئیں۔ ان تاویلوں میں اس عقیدے کی تاویل نکالی کہ اعلی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کی اقتداء میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز جنازہ پڑھنے کا حوالے دے کر اپنے پیر کی طرح سفید جھوٹ بولا ہے۔ امام اہلسنت اعلی حضرت علیہ الرحمتہ سے قطعا اس طرح کی بے ادبی کہیں بھی ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے کسی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امام و مقتدی بننے کا دعوی کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا مقتدی ظاہر کیا ہو! ورنہ اس نام نہاد پیر اور اس کے چیلے کی تاویل درست "الحمدللہ ہم ملفوظات اعلی حضرت کی وہ عبارت اور سیف الرحمان کی اس ملعون عبارت کا موازنہ غیر جانبدار علماء کے ذریعہ کرانے کے لئے ہر جگہ تیار ہیں۔ کان کھول کر سنو سیفیو!

اعلی حضرت قدس سرہ کے ملفوظات والے خواب کا جواب

مگرچہ نسبت خاک را با عالم پاک کارپا کاں را قیاس از خود مگیر، وہ مبارک خواب یہ ہے۔ "مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ حضور گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لئے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے۔ خواب ختم ہوگیا۔" اس کو بیان فرمانے کے بعد اعلی حضرت نے فرمایا الحمدللہ کہ یہ جنازہ مبارک میں نے پڑھایا۔ اعلی حضرت کے صرف اتنے لفظ ہیں جن کا مطلب صاف یہ ہے کہ جو شخص رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مورد الطاف ہے، یعنی اتنا مقبول بارگاہ اقدس ہے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس مقبول بارگاہ اقدس اس خوش نصیب کی نماز جنازہ پڑھانے کا شرف مجھے ملا اور بے شک یہ بات قابل شکر ہے اور سیفی فرقے کے چیلے اعلی حضرت پر یہ الزام لگا رہے ہیں کہ اعلی حضرت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرنے کے مدعی ہیں یہ اس فرقہ سیفیہ کے چیلوں کا افتراء اور جھوٹ ہے۔ نہ خواب میں یہ ہے کہ اعلی حضرت احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کی اقتدا کرنے کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ نہ اعلی حضرت نے یہ لفظ ارشاد فرمائے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کی۔ (معاذ اللہ) یہ سیفی چیلوں کا بہتان عظیم ہے۔

قارئین کرام مولوی امیر احمد صاحب نے جو خواب دیکھا وہ ظاہر ہے کہ نماز جنازہ سے قبل یا بعد دیکھا ہوگا عین نماز جنازہ کے وقت تو دیکھا نہیں جب خواب عین نماز جنازہ کے وقت نہیں دیکھا اس لئے کہ اگر عین نماز جنازہ کے وقت دیکھتے تو اس تذکرہ میں یہ بھی ضرور بیان ہوتا۔ لہٰذا اس خواب سے تشریف آوری حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نماز سے قبل یا بعد میں ظاہر ہوتی ہے۔ علاوہ بریں سیفی فرقہ کے چیلوں نے یہ کہاں

سے سمجھا کہ حضور اس نماز میں شرکت کرنے تشریف لئے جاتے ہیں جو عالم ظاہر میں ہورہی ہے۔ جس عالم میں تشریف آوری ہے اسی عالم میں نماز ہوگی اور اگر وہ نماز باجماعت ہوگی تو اس کے امام حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت مقتدی ہونے کا گمان سیفی فرقے کا فساد قلب اور بے علمی یا جہالت ہے اگر خاص اس نماز جنازہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی شرکت مانے تو بھی اس کی حقیقی امامت حضور ہی کی ہوگی اور ظاہری امام بھی حضور اقدس کا مقتدی ہوگا۔ سیفی جاہل کو یہ کیا معلوم کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اماموں کے امام ہیں۔ جب تشریف لے آتے ہیں تو امام مقتدی ہوجاتے ہیں۔ یہ اعتراض اس تمام پارٹی کی جہالت مطلقہ کی بین دلیل ہے۔

فرقہ سیفیہ کا عقیدہ :۔ سیف الرحمان افغانی لکھتے ہیں کہ وہ علوم اسرار اور باطنی قوتیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظم کو عطا فرمائے تھے وہ سب کے سب کمالات اور معارف اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اخندزادہ صاحب مبارک کو عطا کی ہیں۔ حضرت پیرمحی الدین جیلانی اپنے عصر میں مجدد تھے اور حضرت صاحب مبارک عصر حاضر کے مجدد افخم ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں اور حضرت پیران پیر صاحب عبدیت کے مقام سے مشرف تھے اور سید مبارک صاحب نے چھ مقامات عبدیت کے مقام سے فوق طے کئے ہیں اور حضرت مبارک (سیف الرحمان) کا مقام پیران پیر کے مقام سے فوق ہے۔ **الحمدللہ علی ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم** (ھدایت السالکین ۳۶۴)

الجواب :۔ اس شخص کی اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہوسکتی ہے کہ اپنے آپ کو حضرت پیران پیر، روشن ضمیر، غوث صمدانی، قندیل نورانی، محبوب سبحانی شہباز لامکانی حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی ذات گرامی سے چھ مقامات عبدیت میں فوق ہونے کا دعوی کرے اور پیران پیر سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے مقام سے اپنے آپ کو فوق ہونے کا دعوی کرے اور اس عظیم ترین گستاخی کے بعد آیات قرآنیہ پڑھ کر مزید گستاخی پر مہر لگائے۔ جبکہ کسی ایک مسلمان نے بھی آج تک یہ دعوی نہیں کیا۔ اعلی حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ کتنی بڑی شخصیت ہیں مگر وہ بھی دربار غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ میں یوں عرض کرتے ہیں کہ۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کوئی کیا جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

شیخ صنعان کا کیا حشر ہوا؟

حافظ ابوالعزیز عبدالمعیث و دیگر بزرگ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم لوگ حلب کی خانقاہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تومشائخ عراق کی ایک جماعت آپ کی مجلس میں موجود تھی جس میں بہت سے مشہور مشائخ بھی تھے۔ آپ ان سب کے روبرو وعظ فرمارہے تھے۔ دوران گفتگو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے مکاشفہ فرمایا اور اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ فرمایا کہ **قدمی ھذہ علی**

رقبتہ کل ولی اللہ

سبحان اللہ - سبحان اللہ کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے- یہ سنتے ہی شیخ علی بن الہیتی نے منبر پر چڑھ کر آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا اور تمام حاضرین مجلس کی گردنیں کھنچ کر آپ کے قدم مبارک کے نیچے آگئیں اس وقت حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے اس فرمان پر تمام اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکادیں مگر اصفہان میں شیخ صنعان نے انکار کردیا-

شیخ صنعان :- جب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ **قدمی ھذہ علی رقبتہ کل ولی اللہ** تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب اولیاء حاضرین و غائبین نے آپ کی تعظیم کی وجہ سے گردنیں جھکادیں- اور آپ کے کمال کو تسلیم کرلیا آپ کی سلطانی' بزرگی اور مقام و مرتبہ اور اسرار و مرکز ولایت کے سامنے اپنی گردنیں جھکادیں- مگر اصفہان میں شیخ صنعان نے انکار کردیا- جب اس کی نافرمانی کا کشف غوث اعظم رحمتہ اللہ کو ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس چرواہے کی گردن پر خنزیر کا قدم ہوگا' کچھ مدت کے بعد شیخ فرید الدین عطار کے ساتھ کفار کے شہروں میں سے ایک شہر کے پاس سے ان کا گزر ہوا تو صنعان کی نظر ایک حسین و جمیل لڑکی پر پڑی جو اپنے محل پر کھڑی چاروں طرف دیکھ رہی تھی شیخ پہلی نظر کے ساتھ ہی اسے دیکھ کر بے ہوش ہوگیا اور عقل جاتی رہی بس پھر کیا تھا کہ اس کے حسن و جمال کے مشاہدہ کے بعد وہاں سے آگے چلنے کی طاقت نہ رہی جب اس لڑکی نے اس کی محبت کو دیکھا تو اس کے دل میں بھی شیخ کی محبت پیدا ہوگئی اور وہ بھی اپنی جگہ سے نہ ہلی- اس لڑکی کا کھانا اور سونا منقطع ہوگیا- جب لڑکی کے باپ کو اس کی حالت کا علم ہوا تو سوچنے لگا کہ اب اس کا علاج کیسے ہوگا- بالاخر

سوائے اس کے نکاح کے کوئی اور علاج سمجھ میں نہ آیا شیخ صنعان کو اس لڑکی کے باپ نے خبر کردی کہ ہمارے ہاں شادی کا طریقہ یہ ہے کہ جس وقت ہم اپنی کسی لڑکی کی شادی کرتے ہیں تو اس کے بننے والے خاوند کو خنزیروں کا چرواہا بناتے ہیں اور وہ ہر روز ان کے پاس خنزیر کا ایک بچہ لاتا ہے اور ہم اپنی رسم کے مطابق اس کا گوشت کھاتے ہیں اور یہ سلسلہ نکاح کے وقت تک جاری رہتا ہے اور جب نکاح کا وقت آتا ہے تو اس کے ایک ہاتھ میں شراب کا پیالہ اور خنزیر کا گوشت جب کہ دوسرے ہاتھ میں لڑکی کا دامن پکڑاتے ہیں' ان کی یہ تمام شرائط سن کر شیخ صنعان بہت خوش ہوا اور اس خدمت کو بغیر کسی جھجک کے پورا کرنے کے لئے تیار ہوگیا اور ہر روز صبح کے وقت ایک خنزیر کا بچہ اپنی گردن پر اٹھا کر ان کے پاس لاتا جب مقررہ مدت پوری ہوگئی اور نکاح کا وقت آگیا تو انہوں نے شیخ صنعان کے ایک ہاتھ میں خنزیر کا گوشت اور شراب کا پیالہ اور دوسرے ہاتھ میں اس حسینہ لڑکی کا دامن بڑی خوشی سے تھمادیا جب شیخ صنعان نے شراب پینے اور خنزیر کا گوشت کھانے کا ارادہ کیا تو شیخ فرید الدین نے بلند آواز سے پکارا "یا سلطان سید عبدالقادر ہمارا شیخ گمراہ ہورہا ہے- امداد - امداد یا محی الدین امداد- اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ وضو فرمارہے تھے اور آپ نے وضو کرتے کرتے پانی کا ایک چھینٹا مارا کہ شیخ صنعان کے جسم پر لرزہ طاری ہوگیا' گوشت اور شراب کا پیالہ ہاتھ سے گر پڑا اور وہ اپنی غفلت سے بیدار ہوگیا اور فورا جنگل کی طرف بھاگا-

فرید الدینؒ نے پوچھا کہاں بھاگ رہے ہو شیخ صنعان نے جواب دیا اس کی طرف جارہا ہوں جس کی گستاخی کی وجہ سے مجھ پر یہ مصیبت آئی ہے- اب میں آپ سے معافی مانگنے جارہا ہوں- پھر جب شیخ

صنعان بغداد پہنچے اور اپنا منہ سیاہی کے ساتھ سیاہ کیا اور اپنے ہاتھوں کو باندھا اور خادموں کے ساتھ دروازے پر کھڑا ہوگیا اور ظاہر و باطن سے غوث الاعظم کے سامنے عاجزی کرنے لگا۔ غوث الاعظم کو اس پر ترس آگیا اور اس کے سابقہ فعل کو معاف کرتے ہوئے اس کے ہاتھ کھولے اور وضو کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد غوث الاعظم نے بارگاہ الٰہی میں شیخ صنعان کے لئے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے پیران پیر رحمتہ اللہ علیہ کی دعا پر شیخ صنعان کے کئے ہوئے گناہ معاف فرمادیئے۔ (تسکین الخاطر ۴۹)

قارئین کرام مندرجہ بالا واقعہ کسی بھی وضاحت کا طلب گار نہیں' بس نام نہاد پیر سیف الرحمان کو اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس سے اس عظیم ترین گستاخی سے جلد از جلد توبہ کرنی چاہئے ورنہ پیران پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی گستاخی ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ خطرناک اور غیر اسلامی عقائد و نظریات خود ان ہی کے قلم سے تحریر ہورہے ہیں مگر دوستو! قسمت کی بات ہے توبہ کی توفیق بھی اسی کو ہوتی ہے جس پر خاص رب تعالیٰ کی مہربانی ہو اور خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہو اور وہ خود بھی اپنے کئے پر نادم ہو متکبر و مغرور انسان کو یہ توفیق ہرگز ہرگز نہیں ہوتی۔ پس غوث الاعظم جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی گستاخی ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ ان سے ایسے ایسے عقائد و نظریات تحریر ہوچکے اور ہورہے ہیں کہ اس سے قبل نہ کسی نے بتائے اور نہ ہی کسی کتاب میں پڑھے۔ اس کے علاوہ بھی ایک ایسا واقعہ کتب میں آتا ہے کہ۔

ولایت سلب ہوگئی

حضرت شیخ عبدالرحمان جمالی کہتے ہیں کہ ایک دن شیخ ابوالحسن علی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے مکان پر حاضر ہوئے تو میں بھی ان کے ہمراہ تھا اور ایک شخص کو ان کی چوکھٹ پر چت پڑے دیکھا اس نے شیخ ابوالحسن سے استدعا کی کہ آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے میری سفارش کردیں۔ چنانچہ جیسے ہی ہم حضرت شیخ کے سامنے پہنچے تو آپ نے بغیر کچھ سنے فرمایا کہ اے ابوالحسن علی میں نے اس شخص کو تجھے ہبہ (دے دیا) کردیا یعنی تمہیں اس کا مختار بنادیا۔ جب شیخ ابوالحسن نے باہر آکر یہ واقعہ سنایا تو وہ کھڑا ہوا اور دیوار کے ایک سوراخ سے نکل کر پرواز کرگیا۔ ہم لوگوں نے جب اس کے بارے میں حضرت شیخ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص نے ہوا میں پرواز کرتے وقت اپنے دل میں خیال کیا تھا کہ بغداد میں میرا ہم مرتبہ کوئی نہیں ہوسکتا چنانچہ میں نے اس کی قوت کو سلب کرلیا تھا۔ لیکن شیخ علی کی سفارش پر اس کو معاف کردیا۔ (قلائد الجواہر صفحہ ۱۱۶)

قارئین کرام مقام غور ہے کہ ایک ولی اللہ صرف اپنے دل میں صرف اتنی بات سوچتا ہے کہ بغداد میں میرا ہم مرتبہ کوئی نہیں ہوسکتا تو اتنی بات پر اس ولی اللہ کی قوت ولایت سلب کرلی جاتی ہے' یہ اس کے لئے عبرت ناک سزا ہے الفاظ ابھی زبان پر نہیں آئے۔ کتاب میں لکھ کر شائع نہیں کئے' ولایت سلب ہوگئی تو کیا جو ولی اللہ بھی نہیں اور پھر بھی حضرت پیران پیر غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ سے اپنے آپ کو چھ درجے فوقیت ہونے کو لکھے' کیا اس کا ایمان باقی رہتا ہے؟ کتنی بدقسمتی ہے ایسے شخص کی جو اتنا انتہا پسند ہو' اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کے شر سے بچائے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی برماتے ہیں۔

اس پہ یہ قہر کہ اب چند مخالف تیرے
چاہتے ہیں کہ کھٹا دیں کہیں پایہ تیرا
تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی
قطب خود کون ہے خادم ترا چیلا تیرا
سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا
دل اعداء کو رضا تیز نمک کی دھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

نوٹ :۔ اس نے تو دل میں خیال ہی کیا تھا کہ بغداد میں میرا ہم مرتبہ کوئی نہیں ہوسکتا اور اس سیف الرحمان نے تو لکھ دیا ہے کہ پیران پیر سے وہ چھ مقامات عبدیت کے مقام سے فوق ہیں یعنی غوث اعظم تو عبدیت کے مقام سے مشرف تھے اور سیف الرحمان نے چھ مقامات عبدیت کے مقام سے فوق طے کئے ہیں اور حضرت مبارک صاحب کا مقام پیران پیر کے مقام سے فوق ہے۔ (نعوذ باللہ)

تو اے سیفیو! تمہارے سب کے لئے یہ بہت بڑا مقام عبرت ہے کہ ایک طرف تو تمہارے پیر سیف الرحمان کے وجود میں غوث پاک کا وجود جذب ہونے کو لکھا اور پھر جتنے علوم' اسرار اور باطنی قوتیں اللہ تعالیٰ نے حضرت پیران پیر رحمتہ اللہ علیہ کو عطا فرمائی تھی وہ سب کی سب کمالات اور معارف اس زمانے میں پیر سیف الرحمان کو عطا ہوگئے ہیں۔ کیا بتائیں کہ یہ غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ کی توہین نہیں؟ پھر غوث اعظم کو چاند لکھا اور خود کو سورج لکھا کیا یہ گستاخی نہیں؟ پھر غوث اعظم کو مقام عبدیت میں اور اتنے کو مقام عبدیت سے بھی چھ درجے فوق لکھا کیا یہ گستاخی نہیں؟

"سیفیوں کے تضاد اور مغالطے"

تضاد اور مغالطہ نمبر (۱)

امین الحق سیفی، اپنے، "الفوائد" کے صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں کہ پیر سیف الرحمن نے فرمایا کہ "مجھے پوری طرح بریلویت اور دیوبندیت کے اختلافات معلوم نہیں" مگر امین الحق صاحب نے جہاں پیر سیف الرحمن کی جہالت مطلقہ پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی وہاں عوام الناس کو بہت بڑا مغالطہ دے کر اپنی قلم کی آبرو سے کھیل گئے۔ "صد حیف صد حیف" مگر ان سیفیوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس طرح اب سفید جھوٹ کی زندہ مکھیاں نگل جانے سے جان نہیں چھوٹ سکتی۔

"فاعتبروا یا اولی الابصار اگر آپ کے پاس تمہارے پیر سیف الرحمن کی اپنی کتاب "ھدایت السالکین" موجود ہے تو برائے مہربانی صفحہ نمبر ۸۳ نکالیں اور خود پڑھیں کیا یہ عبارت موجود ہے کہ "حنفی مذہب بمنزلہ کل ہے اور دیوبندیت اور بریلویت بمنزلہ آجزا ہیں تو کل کو چھوڑ کر جز کا تقلید کرنا عقلاً اور شرعاً حماقت ہے، بلکہ بریلوی اور دیوبندی حضرات تو بہت سارے مسائل میں افراط اور تفریط کا شکار ہیں تو میں کس طرح صراطِ مستقیم اور حنفی مذہب کو چھوڑ کر اپنے آپ کو افراط و تفریط میں داخل کرو؟ اسی بنا پر میں سنی حنفی ہوں اور بریلوی دیوبندی نہیں ہو، نیز اگر میں اپنے آپ کو بریلوی سے مسمی کروں تو چار جھوٹ کہنے کا مرتکب ہوجاؤنگا..... تو کس طرح چار گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو کر اپنے آپ کو بریلوی سے مسمی کروں؟ اب بتائیں جناب آمین الحق سیفی صاحب کہ اپنے پیر سیف الرحمن کی عبارت اور آپ کی

اپنی عبارت جو آپ نے اپنے الشوائد میں تحریر کی ہے دونوں عبارتوں کو پڑھ کر آپ کچھ گھٹن محسوس کررہے ہیں؟ جناب اگر آپ کا ذوقِ لطیف مجروح نہ ہوتو بندہ، اندھیرے اور اجالے کے درمیان واضح طور پر ایک خطِ فاصل کھینچ کر آپ سے چند سوالات عرض کرنا چاہتا ہے؟

سوال نمبر۱ آپ کے پیر سیف الرحمان کو دیوبندیت اور بریلویت کے بارے میں معلومات ہیں یا نہیں؟ سوال نمبر ۲ اگر بقول آپ کے معلومات نہیں تو سیف الرحمٰن کا یہ فتویٰ دینا کہ بریلوی اور دیوبندی حضرات تو بہت سارے مسائل میں افراط اور تفریط کا شکار ہیں" لکھنا پیر صاحب کا جہل مرکب نہیں؟ سوال نمبر ۳ کیا جب تک کسی کے بارے میں معلومات ہی نہ ہوں اور اس کے بارے میں افراط اور تفریط کے شکار ہونے کا فتویٰ دینا خود کو افراط اور تفریط کا شکار ہونے کا اعتراف نہیں؟ سوال نمبر ۴ بریلوی اور دیوبندی یہ دو فرقوں کو حنفی مذہب کا اجزا کے پروانہ جاری کر کے صراطِ مستقیم سے ہٹے ہوئے کا فتویٰ دینا مذہب حنفی کے ساتھ دوستی ہے یا دشمنی؟ سوال نمبر ۵ جب بقول سیف الرحمٰن کے بریلوی اور دیوبندی ہر دو حنفی مذہب کے اجزا ہوئے، تو بتائیں کہ حنفی مذہب کی تقلید شرعاً حماقت کیسے ہوئی؟ سوال نمبر ۶ بقول پیر سیف الرحمٰن کے بریلوی اور دیوبندی ہر دو حنفی مذہب کے اجزا ہیں تو پھر بتائیں کہ حنفی مذہب کے اجزا بریلوی اور دیوبندی کے ساتھ اپنے آپ کو مسی کرنے سے چار جھوٹ کہنے کا مرتکب اور چار گناہ کبیرہ کا مرتکب کیسے ہوئے؟ سوال نمبر ۷ کیا کل کے اجزا کی تقلید کو حماقت قرار دینا کل کی تقلید کو حماقت قرار دینے کے مترادف نہیں؟ سوال نمبر ۸ آخری سوال یہ ہے کہ آپ خود ہی بتائیں کہ پیر سیف الرحمٰن صاحب کو دیوبندی اور بریلوی کے بارے میں معلومات ہیں یا نہیں؟ جو کچھ بھی لکھو سوچ کر لکھو؟

قارئین کرام بصیرت ہی اگر نہ ہو تو روشنی سے کچھ نہیں ہوتا۔ ان سیفیوں کو چاہیے کہ میرے سوالات ذہن نشین کر لینے کے بعد انصاف اور شرافت کی پاکیزہ مشعل ہاتھ میں لے کر ان سوالات کے جوابات دیں اگر آپ کا دل جانب داری کے الزام میں نہیں تو فقیر کو یقین ہے کہ آپ دینِ اسلام سے بے وفائی نہیں کریں گے؟ اور وہ زبان جو پیر سیف الرحمٰن صاحب کے سایہ میں پروان چڑھی ہے یعنی گالیوں پر مشتمل وہ زبان ہرگز استعمال نہ کرنا یہ بہت بڑی ستم ظریفی ہوگی اور کھلی ہوئی بے انصافی بھی؟ اور یہ بھی بتائیں کہ پیر اور خلیفہ ہر دو میں سچا کون اور جھوٹا کون ہے؟

مثلاً قارئین پیر سیف الرحمٰن کی اپنی کتاب ھدایت السالکین کے صفحہ نمبر ۸۳ کی عبارت جو ہم نے اوپر لکھی، اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ "جیسے کوئی اس طرح کہے کہ اسلام بمنزلہ کل ہے اور ائمہ اربعہ بمنزلہ اجزاء ہیں تو کل (اسلام) کو چھوڑ کر اجزا (ائمہ اربعہ) کا تقلید کرنا عقلاً اور شرعاً حماقت ہے، بلکہ ائمہ اربعہ حضرات تو بہت سارے مسائل میں افراط اور تفریط کا شکار ہیں تو میں کسطرح صراطِ مستقیم اسلام کو چھوڑ کر اپنے آپ کو افراط اور تفریط میں داخل کروں؟ اسی بنا پر میں سنی مسلمان ہوں اور حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی نہیں ہوں، نیز اگر میں اپنے آپ کو حنفی سے مسی کروں تو چار جھوٹ کہنے کا مرتکب ہوجاؤں گا..... تو اس طرح چار دفعہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو کر اپنے آپ کو حنفی سے مسی کروں؟ سوال نمبر۱ کیا ایسا کہنے والا شخص غیر مقلد نہیں ہوگا؟ سوال نمبر ۲ کیا جان بوجھ کر اس طرح کی چالیں چلنے والا مکار پرفنون نہیں؟ سوال نمبر ۳ تو پھر ایسے فریب کار لوگ پیر ہوسکتے ہیں؟ سوال نمبر ۴ کیا ایسے شخص کو پیرِ طریقت، سلطان اولیاء، مجددِ عصر، قیوم زماں اور سرفراز مقام صدیقیت اور عبدیت جیسے الفاظ سے مسی کرنا مقام شرم

اور جہالتِ مطلقہ کی بین دلیل اور مقامِ شرم نہیں ہے؟ تو قارئین کرام اس جاہل نے دیوبندیت کو حنفی مذہب کا جز لکھ کر اپنی جہالت مطلقہ کا بین ثبوت دیا ہے اس لئے کہ دیوبندیت ، حنفی مذہب کا جز ہر گز ہر گز نہیں ہوسکتا۔ امین الحق سیفی سے اس بارے میں آخری سوال یہ ہے کہ آپ کے پیر مغاں نے دیوبندیت اور بریلویت کو بہت سارے مسائل میں افراط اور تفریط کا شکار لکھا ہے کیا آپ بھی اپنے پیر کی بات پر اتفاق کرتے ہیں؟ اور اگر کرتے ہیں تو اپنے پیر سے مل کر مجھے جواب دیں کہ دیوبندیت تو اپنی بہت سی کتب کی روشنی میں بہت سارے مسائل میں افراط و تفریط کا شکار ہے مگر بریلویت کی کسی ایک کتاب کی نشاندہی کریں جس سے واضح ہو جائے کہ ہا بریلویت بھی بہت سارے مسائل میں افراط اور تفریط کا شکار ہے؟ نعوذ باللہ

وجود مہر تاباں خود دلیلِ مہر تاباں ہے
حقیقت پھر حقیقت ہے اگر مانی نہیں جاتی

جب کہ امین الحق سیفی کو اپنے "الشوائد" کے صفحہ نمبر ۲۸ پر لکھتا ہے کہ "اے اللہ ہم (سیفیوں) کو افراط اور تفریط سے محفوظ رکھ کر حق بولنے کی توفیق عطا فرما"۔ اے سیفیوں اپنے ایمان سے بتاؤ کیا تمھارے پیر مغاں کا بریلویت کو افراط اور تفریط کا شکار لکھنا حق ہے؟ قارئین ہم بتلاتے چلے آرہے ہیں کہ سیفی فرقہ خود پیر اور مع خلفا بہت سارے مسائل میں افراط اور تفریط کا شکار ہیں۔ جیسا کہ آنے والے نتائج کے اعتبار سے واضح ہوجائے گا کہ افراط اور تفریط کا شکار سیفی فرقہ ہے یا اہلسنت بریلوی، تو قارئین جیسا کہ آپ نے پڑھ لیا کہ سیف الرحمٰن نے لکھا ہے کہ میں اپنے آپ کو بریلوی سے مسمّٰی کروں تو چار جھوٹ کہنے کا مرتکب ہوجاؤں گا..... تو کس طرح چار گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوکر اپنے آپ کو بریلوی سے مسمّٰی کروں حالانکہ پیر مغاں فریقِ ثانی (دیوبندیت) کے لئے بھی اسی طرح وضاحت کے ساتھ ان الفاظ کو

لکھ سکتے تھے مگر دیوبندیت کے بارے میں نہیں لکھا بہرحال یہاں یہ بحث نہیں یہاں جو اصل بات ذکر کرنی ہے وہ یہ ہے کہ پیر مغاں کا عقیدہ آپ پڑھ چکے اب دل پر ہاتھ رکھ کر پیر سیف الرحمان کے خلفاء کے جوابات بھی پڑھ لیں کہ بریلویت کے بارے میں پیر صاحب کے خلفاء کی کیا رائے ہے اور خلفاء نے پیر صاحب کے چہرے سے کس طرح نقاب اٹھایا ہے۔ جس سے آپ کو الحمدللہ یہ یقین ہو جائے گا کہ افراط اور تفریط کا شکار دراصل کون ہیں "اہلسنت یا سیفی فرقہ"؟ اچھا چلئے جناب حضرتِ علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری سے یہی سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تاریخ 27.04.96

آپ کا ارسال کردہ مکتوب موصول ہوا، سید احمد علی شاہ (سیفی) صاحب کے کسی رسالے پر راقم کی تصدیق نہیں ہے، نہ ہی انھوں نے مجھ سے کبھی رابطہ کیا ہے، تصدیق حاصل کیئے بغیر میرا نام لکھ دینا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے، علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی نے ایک مقالہ لکھا ہے، بریلوی اہلِ سنت کا علامتی نشان اور یہ صحیح بھی ہے لیکن مخالفین نے دنیا بھر میں یہ پروپیگنڈہ کیا ہے کہ بریلوی ایک فرقہ ہے اس لئے زیادہ زور اس بات پر دینا چاہے ہوں کہ ہم اہل سنت ہیں اور دنیا بھر کے سنی مسلمان ہمارے ہم عقیدہ ہیں۔

(دستخط علامہ عبدالحکیم شرف قادری)

علامہ عبدالحکیم شرف کے فتویٰ پر مختصر تبصرہ! قارئین کرام کو شاید اس بات کا علم نہ ہوگا کہ عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ بھی پیر سیف الرحمان کے خلیفہ ہیں مگر حضرت کو بھی اپنے پیر سیف الرحمان سے اس مسئلہ میں سخت اختلاف ہے آپ تو فرماتے ہیں کہ بریلوی اہلِ سنت کا علامتی نشان ہے اور اس علامتی نشان کے بارے میں فرمایا کہ یہ صحیح بھی ہے۔ اس علامتی نشان کی معلومات کے لئے بھی تحریر فرمایا

کہ علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی نے ایک مقالہ اسی علامتی نشان بریلوی کہلانے کے موضوع پر تحریر کیا ہے۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری کی یہ رائے کہ مزید معلومات کے لئے وہ مقالہ پڑھنا چاہیئے۔ باقی شرف صاحب کا یہ فرمانا کہ مخالفین اس پر پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ بریلوی ایک فرقہ ہے اس لئے زیادہ زور اس بات پر دینا چاہیے کہ ہم اہلِ سنت ہیں۔ تو اس بارے میں علامہ عبدالحکیم شرف قادری سے میرا سوال یہ ہے کہ کیا مخالفین کے پروگینڈے کے خوف سے اپنے آپ کو قادری، چشتی، سہروردی، اور نظامی بھی کہلانا چاہیئے یا نہیں؟ اس لئے کہ مخالفین تو مذکورہ بالا نسبتوں کے بارے میں بھی کئی طرح سے غلط قسم کے پروپیگنڈے کرتے ہیں نمبر ۲ کیا اپنے آپ کو حنفی، شافع، مالکی، اور حنبلی کہلانا صرف اس خوف سے ترک کردینا چاہیئے کہ ہمارے مخالفین غیر مقلدین بھی اس بارے میں کئی طرح سے غلط قسم کے پروپیگنڈے کرتے ہیں (نعوذباللہ) مذاہب اربعہ کو فرقے قرار دیتے ہیں تو کیا ہمیں قادری، نقشبندی، چشتی اور سہروردی اور پھر حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سے صرف نظر کر کے اپنے آپ کو صرف اور صرف مسلمان ہی کہلانا چاہیئے؟ اور علامہ شرف صاحب سے آخری گذارش یہ ہے کہ کیا یہی مشورہ سنی کہلانے والوں کو بھی ہے یا نہیں؟ اگر دیا ہے تو کہاں اور اگر نہیں دیا تو کیوں نہیں؟

قارئین کرام آپ نے پڑھ لیا کہ علامہ عبدالحکیم شرف نے بریلوی کو اہلِ سنت کا علامتی نشان اور صحیح بھی ہے فرمایا۔ اور پیر سیف الرحمان نے چار جھوٹ اور چار کبیرہ گناہ کا فتویٰ دیا اب ہم یہاں کہہ بھی کیا سکتے ہیں کہ پیر جانے اور خلیفہ جانے مگر خلفاء کو دعوت فکر ضرور ہے۔

ایک اور پیر سیف الرحمان کے منظورِ نظر خلیفہ، مولانا غلام فرید سیفی (گوجرانوالہ) اسی مسئلہ کے بارے میں تصریح فرماتے ہیں کہ جب اہل حق کا اہل باطل سے

اختلاط کا خطرہ پیدا ہوا تو ضرورت پڑی کہ ایک فصل ممیز لگا کر حقِ اہلِ سنت کو امتیاز دیا جائے اور اہلِ باطل سے جدا کیا جائے تاکہ عوام الناس کسی دھوکہ میں نہ پڑ جائیں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے بہترین فصل ممیز "بریلوی" ہے اب جسے سنی حنفی بریلوی کہا جاتا ہے تو اہلِ حق اصلی سنی اصلی حنفی، اہلِ باطل نقلی سنی نقلی حنفی سے ممتاز ہو جاتے ہیں اور دھوکہ میں نہیں پڑتے اور اپنے آپ کو وہابیوں، نجدیوں، چکڑالویوں، دیوبندیوں وغیرہ سے بچا لیتے ہیں۔

اس لئے بریلوی مذہب نہیں بلکہ فصل ممیز کے قائم مقام ہے اور مابہ الامتیاز ہے اہل حق کے اہلِ باطل سے ہماری اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ بریلوی ہونا ایک نسبت ہے اعلیٰحضرت بریلوی کی طرف (آپ کے) بریلی شہر کی طرف اور اس نسبت پر ہمیں فخر ہے ہمیں اس پر ناز ہے الحمدللہ علی ذالک

النجدیت ص ۱۸۰، ۱۸۱

سبحان اللہ! مولانا غلام فرید سیفی صاحب نے بریلوی نسبت کی کیسی جامع اور عالمانہ محققانہ تقریر فرمائی ہے اور اس پر حمدِ الٰہی بجا لائے ہیں۔

(بحوالہ ماہنامہ وضائے مصطفےٰ مطابق جون 1996)

چنانچہ "الشوائد" کے مصنف مولوی امین الحق سیفی لکھتے ہیں کہ نیز فرقہ مذکورہ (تبلیغی جماعت) کی تردید میں برسوں سے علماء حق مشغول ہیں لیکن ابھی تک وہ اپنے اختراعی عقیدے کی اصلاح نہیں کرتے بلکہ جو کوئی ان کی مخالفت کا اظہار کرے ان کو بریلوی، بدعتی اور مشرک کہتے ہیں اور اس کو لوگوں میں بدنام کرتے ہیں کہ یہ بدعتی اور بریلوی ہے فلاں ہے فلاں ہے ص ۵۷) مولوی امین الحق سیفی علماء بریلوی کو علماء حق کہتے ہیں اور اس سے پہلے اس کتابچی "الشوائد" کے (۲۱) پر لکھتے ہیں کہ پیر سیف الرحمان نے فرمایا کہ بریلویت حق کا معیار نہیں۔ اس تضاد

کو خود پیر اور خلیفہ مل کر ہی حل کریں۔ مولوی غلام فرید ہزاروی محمدی سیفی نے اپنی کتابچی "سل الحسام الہندی لنصرۃ" صفحہ ۸۰ پر لکھا ہے کہ بریلوی کہلانا نہ مذہب ہے نہ فرقہ ہے علاقائی یا شخصی نسبت ہے اسی طرح سیفی نہ کوئی جدید مذہب ہے نہ فرقہ یہ بھی مقدس و بابرکت نسبت ہے یعنی شخصی نسبت ہے" تو عرض خدمت ہے کہ یہ بات اپنے پیر سیف الرحمان سے پوچھیں کہ ایسی مقدس اور بابرکت نسبت " بریلوی" سے مسمّی ہونے کو کس بنا پر چار کبیرہ گناہ اور چار دفعہ گناہ کبیرہ جھوٹ کہنے کا مرتکب قرار دیا جب کہ بقول آپ کے اور دیگر سیفیوں کے بریلوی بابرکت اچھی اور مقدس نسبت ہے اور فصل ممیز ہے اور مابہ الامتیاز ہے۔ قارئین کرام کتنی عجیب بات ہے کہ جس نسبت کو پیر صاحب ایک مسمّی ہونے کو چار کبیرہ گناہ اور چار بار گناہ کبیرہ جھوٹ کے مرتکب ہونا قرار دیتا ہے اور اسی نسبت کو خلفاء اچھی نسبت، فصلِ ممیز، مابہ الامتیاز، مقدس اور بابرکت نسبت قرار دے رہے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

وقار آپ نے خود اپنا پائمال کیا
زرا نہ جبہ و دستار کا خیال کیا
بدل کے مسئلہ پیر نے یہ کمال کیا
حرام کر کے نمائش کو پھر حلال کیا

قارئین کرام اظہارِ حق میں کسی قسم کا بھی تذبذب نہیں چاہیئے جبکہ سیفی ٹولہ پیر سے لے کر خلیفوں تک تذبذب کا شکار ہیں۔ مولوی امین سیفی تو اپنے " الشواہد علی المکائد" ص ۲۱ میں تحریر کرتا ہے کہ پیر سیف الرحمان نے فرمایا کہ مجھے پوری طرح بریلویت اور دیوبندیت کے اختلافات معلوم نہیں۔ مگر پیر سیف الرحمان یہاں بھی فرما رہے ہیں کہ دیوبندی علی الاطلاق کافر نہیں ہر بریلوی کافر ہے۔ ہدایتہ

السالکین ص (۸۴) یہاں بھی سیف الرحمان نے بتادیا کہ مجھے دیوبندیت اور بریلویت کے بارے میں معلومات ہیں۔ قارئین جس کو کسی کے بارے میں معلومات نہ ہوں وہ ہرگز اس نہ معلوم شخص کے بارے میں ایسا نہیں لکھتا ہے۔ پھر اس عبارت میں کتنی پیچیدگی ہے اس پیر کو بریلویوں میں بھی کچھ کافر نظر آتے ہیں ان کو چاہیئے کہ ایسے بریلویوں کی نشاندہی کریں کہ کون بریلوی کس کفر میں مبتلا ہے؟ پس یہی سیفیوں کا تذبذب ہے کہ دیوبندیوں کے ساتھ بریلویوں کو بھی خواہ مخواہ مشکوک بنا رکھا ہے۔ حالانکہ پیر سیف الرحمان اور ان کے خلیفوں کو اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنا چاہیئے، صرف علی الاطلاق سے کام نہیں چلے گا فی الواقعہ ان کی نشاندہی کریں کہ کون کون دیوبندی مولوی کافر ہیں اور کون کون نہیں اور (معاذ اللہ) کون کون سنی بریلوی کافر ہیں اور کون کون نہیں نیز ان ہر دو کی وجہ تکفیر بھی تحریر کریں؟

"جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے" مگر ان سیفیوں کی بدمستیاں نہ جانے کیا رنگ لائیں گی۔

مولوی شہزاد مجددی سیفی نے ماہنامہ السیف الصارم جون 1996ء ص ۳۵ میں ماہنامہ "رضائے مصطفےٰ" کے سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ حضرت اخندزادہ مبارک کی سرحد آمد پر بعض بدعقیدہ دیوبندیوں نے حضرت صاحب کو بریلویت کے حوالے سے بڑی حد تک متنفر کرنے کی کوشش کی، لیکن جب پنجاب کے علماء اہلسنت اور حضرت کے بااعتماد خلفاء نے اعلیٰ عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کا حقیقی تعارف آپ سے کروایا اور دیوبندیوں کی گستاخانہ عبارات پیش کی تو آپ نے فرمایا ان لوگوں کو دیوبندی نہ کہو کیونکہ ہمارے ہاں ایسے عقائد رکھنے والوں کو وہابی کہا جاتا ہے۔ قارئین کرام اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں "مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری"

"الشوائد علی المکائد" والے امین الحق سیفی تو پیر سیف الرحمان کی غلط ترجمانی اس طرح کرتے ہیں کہ پیر سیف الرحمان نے فرمایا "مجھے پوری طرح بریلویت اور دیوبندیت کے اختلافات معلوم نہیں ص ۲۱" اور مولوی شہزاد مجددی سیفی اس طرح تحریر کرتے ہیں جو کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اب آپ خود ہی بتائیں کہ ان سیفیوں میں سے کس خلیفے کو سچا کہیں اور کس خلیفے کو جھوٹا کہیں "کیا اس سیفی ٹولے کے لئے تذبذب کا شکار" ہونے والے لکھنا غلط ہے، کیا شیخ الحدیث پیر محمد چشتی مدظلہ العالی نے اس نام نہاد پیر سیف الرحمان کی گرفت غلط کی ہے؟ ہر گز نہیں بلکہ اس مردِ مومن نے ان کی گرفت شرعی کر کے شریعت کے ساتھ ساتھ طریقیت کی بھی حرمت بچالی۔ کیا خوب کہا کسی نے

حضرت تمہاری چال بھی کتنی عجیب ہے
رکھتے کہیں ہو پاؤں اور پڑتا کہیں پہ ہے

ماہنامہ السیف الصارم ص ۳۵ میں ہی مولوی شہزاد سیفی تحریر کرتے ہیں کہ پیر سیف الرحمان نے فرمایا بریلوی حضرات خوش عقیدہ ہونے کے باعث روحانیت میں ترقی کرتے ہیں اور دیوبندی وہابیت کے زیرِ اثر ہونے کے سبب قبضیت کا شکار ہوجاتے ہیں۔ آپ کا آخری جملہ اعلیٰ حضرت کے حوالہ سے یوں تھا کہ اگر اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں نہ ہوتے تو یہاں کے اکثر لوگ وہابی ہوجاتے اب "الشوائد علی المکائد" والے کو چاہیے کہ بتائیں کہ پیر سیف الرحمان کو بریلویت اور دیوبندیت کے بارے میں معلومات تھیں یا نہیں؟ اگر نہیں تھیں تو تمہارا ماہنامہ السیف الصارم جھوٹ بولتا ہے اور اگر معلومات تھیں تو آپ نے اپنے شوائد علی المکائد میں جھوٹ کی زندہ مکھی نگل لی ہے اب آپ خود ہی فیصلہ کردہ کہ تم سیفیوں میں مع تمہارے پیر کے بااعتبار کون ہے اور بے اعتبار کون

وجد میں سیفی فرقہ پر تلبیس ابلیس

مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا ہے:-

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا
حق سے بد ہو کے زمانے کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خوب سمجھتا ہوں معما تیرا

(حدائق بخشش)

اہلِ بصیرت پر ظاہر ہے کہ شیطان اپنے کام سے غافل نہیں رہا۔ اور ہر زمانہ میں نہایت سرگرمی سے اپنا کام کرتا رہا ہے لیکن جس قدر زمانہ نبوت قریب رہا اسی قدر اس کو اپنے مقصد میں ناکامی رہی اور جس قدر زمانہ نبوت سے بعد ہوتا گیا اس کی کامیابی بھی روز افزوں ترقی کرتی رہی اور اس کے راستے پر چلنے کے لئے لوگ بکثرت آمادہ ہوتے گئے یہاں تک کہ آج مکائدِ شیطانی کا بازار کھلا ہوا ہے اور ہر ہر قدم پر شیطانی جال بچھا ہوا ہے۔

شیطان مختلف خیالات کے لوگوں کو کیا کیا روپ بدل کر بہکاتا رہا اور دوسری طرف خدا ترس اور اہلِ حق علماءِ کرام توفیق الٰہی سے ہمیشہ بندگانِ الٰہی کی بروقت دستگیری کرتے رہے ہیں شیطان نے اس امت کو کیا کیا دھوکے اور کن کن راہوں سے دور کر کے عقائد و اعمال اور اخلاق میں رخنہ اندازی کی۔

غلط رسوم و عادات، مغالطے، بے اعتدالیاں پیدا کیں اور یہ ان علماء حق کی وسعت نظر اور باریک بینی تھی کہ ہر دور میں امتِ مسلمہ کو ہر فتنہ سے بر وقت باخبر کرتے رہے۔

قارئین کرام وجودِ وجد کا ثبوت قرآن و احادیث میں موجود ہے اور حقیقی وجد کی علامات بھی کتب تصوف میں موجود اور پھر وجد کا مطلقاً انکار کوئی بھی صاحب ایمان عالم دین نہیں کرتا، مگر جو وجد پیر سیف الرحمان افغانی نے نکالا ہے، جسم کے زور سے پستانوں کو حرکت دینا اور جسم کی حرکت سے بازو ہلانا اور مخصوص قسم کی آوازیں نکالنا اور پھر ان سیفیوں کا بنایا ہوا وجد صرف اشاروں کے مرہونِ منت ہے اگر رومال کی جھاڑ اور اشارے نہ ہوں تو شاید کسی سیفی کو وجد نہ آئے اور بناوٹی وجد کا انکار صرف شیخ الحدیث پیر محمد چشتی نے ہی نہیں کیا بلکہ تمام امتِ مسلمہ کے علماء کرام و مشائخ عظام کرتے ہیں اس لئے کہ ایسا وجد کسی آیت یا حدیث سے اخذ نہیں اور نہ ہی کسی بھی اہلِ سلوک و کتب تصوف میں مل سکتا ہے اور پھر وجد اللہ تعالیٰ کے ذکر، ذکر نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم اور تلاوتِ قرآن پاک پڑھنے یا سننے سے ہوتا ہے، مگر سیفیوں کا بناوٹی وجد کہ ہر وقت جسم کے زور سے پستانوں کو ہلاتے رہنا، "چہ معنی دارد" اور پھر اس نام نہاد وجد کا اگر کوئی عالمِ دین انکار بھی کرے تو کون سا ضروریاتِ دین کا انکار ہوتا ہے؟ اس پر کفر کے فتوے شروع ہوجاتے۔ سیفیوں کے اس وجد کا انکار پیر محمد چشتی نے کیا تو سیفیہ فتنہ کی پوری مشینری حرکت میں آئی اور اوپر سے لے کر نیچے تک سب کی ایک ہی زبان کہ پیر محمد چشتی بے علم، جاہل مرکب اور قاصر العقل، مسلیمہ کذاب، زندیق، اغلظ

ترین کافر ہے (نعوذ باللہ من ذالک)

نوٹ سنو! سیفیوں کان کھول کر سنو! تم علماء اہلسنت و مشائخ اہلسنت پر جو بھی فتوے لگاؤ، لگاتے رہو۔ یہ تمام فتوے تمہارے پیر سیف الرحمان اور ان کے نام نہاد خلفاء کی طرف واپس ہو رہے ہیں جاؤ تم مل کر اپنے نام نہاد اور بناوٹی وجد کو قرآن و احادیث و اقوال فقہا یا اہلِ تصوف کی کسی کتاب سے ثابت کرو؟ باقی رہا مطلقاً وجد کے جواز میں آیات و احادیث و اقوال فقہا اور کتب تصوف سے حوالے پیش کرنا اس سے تمہارا بناوٹی وجد ثابت نہیں ہوسکتا، پھر تم نے کتنے بھی حوالے پیش کئے، وہ صرف ذکر خدا تعالیٰ ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا تلاوت قرآنِ پاک کے وقت وجد آیا اور اس کے بعد ختم ہوگیا، اور تمہارا بناوٹی وجد پستانوں کو حرکت دینا، بازو ہلانا ہر وقت جاری رہتا ہے بتاؤ یہ وجد کس طرح ہوا؟ وجد وہ جو ذکر خدا، ذکر مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم، ذکر صحابہ کرام، ذکرِ اولیاء یا پھر تلاوتِ قرآنِ پاک کے وقت ہو اور وہ بھی وقتی اس کے بعد وجد کی کیفیت ختم ہوجاتی ہے اور سیفیوں کا عجیب وجد ہے کہ جو ذکر خدا، ذکر مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم، ذکر صحابہ، ذکر اولیااللہ یا تلاوتِ قرآن پاک کے بغیر بھی آتا ہے اور ختم ہونے کا نام تک نہیں لیتا، اس وجد کے بارے میں کوئی ایک حوالہ پیش کریں اور وہ بھی صرف جسم کے زور سے پستانوں کو ہی ہلانا ثابت ہو! **فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقو النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکرین** ○ اور وجد کے بارے میں جتنے بھی دلائل سیفیوں نے پیش کئے ہیں نہ تو ان کا کوئی انکار کرتا ہے اور نہ ہی وہ دلائل سیفیوں کے بناوٹی وجد کہ بازو اور پستانوں کو ہلاتے رہنا، کو ثابت کرتے

ہیں، کیا تمہارے کرتب کا ثبوت کسی نص سے ہے؟ اگر نہیں تو پھر بتائیں کہ اس کا منکر مرتد اور کافر و زندیق نعوذباللہ کیسے ہوا؟ خاص اس بازو ہلانے کے بارے میں نص پیش کریں ورنہ ایک ہزار گیارہ سو مرتبہ لعنت اللہ کا دم کر کے ایک دوسرے کے منہ پر پھونکیں مار لیں؟ یہ وجد نہیں بلکہ سیفیوں پر تلبیس ابلیس ہے کیونکہ

امام حافظ جمال الدین ابو الفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب (تلبیس ابلیس میں ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "سوال یہ وجد کرنے والے لوگ جب راگ سنتے ہیں تو وجد کرتے ہیں تالیاں بجاتے ہیں، شور مچاتے ہیں اور کپڑے پھاڑتے ہیں، حالانکہ یہ سب ان کو ابلیس نے فریب دیا ہے اور اپنا حیلہ کمال کو پہنچا دیا ہے اور حجت اس قوم کی وہ حدیث ہے جو ہم کو ابو نصر عبد اللہ بن علی سراج طوسی سے پہنچی ہے، انھوں نے کہا کہ کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی وان جھنم لموعدھم اجمعین، یعنی ان سب کفار کی وعدہ گاہ جہنم ہے تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے زور سے ایک نعرہ مارہ اور سر کے بل گر پڑے پھر بھاگ کھڑے ہوئے اور تین دن تک غائب رہے اور نیز وہ قولِ حجت ہے جو انھیں سے ہم کو پہنچا ہے کہ ابو وائل نے کہا کہ ہم عبداللہ کے ساتھ جارہے تھے اور ہمارے ساتھ ربیع بن خثیم تھے ہمارا گزر ایک لوہار کے پاس ہوا۔ عبداللہ کھڑے ہو کر اس کے لوہے کو دیکھنے لگے جو آگ میں تھا، ربیع نے بھی لوہار دیکھا اور لڑکھڑا کر گرنے لگے۔ پھر عبداللہ آگے بڑھے یہاں تک کہ فرات کے کنارے ایک لوہار کی بھٹی پر آئے اس میں آگ کو شعلہ مارتے ہوئے

دیکھ کر عبداللہ نے یہ آیت پڑھی اذا راتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظاً وزفیرا الی قولہ ثبورا کثیرا یعنی جب آتشِ دوزخ دور سے اہلِ دوزخ کو دیکھے گی تو ان کو اس کے جوش و خروش کی آواز سنائی دے گی اور جب اس کے کسی مقام تنگ میں کئی کئی ایک زنجیر میں جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو اس وقت واویلا پکاریں گے آج ایک واویلا کیا پکارتے ہو بہت واویلا پکارو یہ آیت سن کر ربیع غش کھا کر گرے ہم لوگ ان کو ان کے گھر تک اٹھا کر لائے عبداللہ بھی ان کے پاس رہے یہاں تک کہ ظہر کی نماز پڑھی ان کو ہوش نہ آیا پھر عصر کی نماز ادا کی جب بھی افاقہ نہ ہوا بعدِ مغرب وہ سنبھلے تو عبداللہ اپنے گھر واپس آئے، صوفیہ کہتے ہیں کہ کثرت سے بندگانِ خدا کی نسبت مشہور ہے کہ جب انھوں نے قرآن شریف سنا تو کوئی مرگیا کوئی پچھاڑ کھا کر گرا کوئی بے ہوش ہوگیا اور کوئی نعرہ زن ہوا اس قسم کی باتیں کتب زہد میں بہت سی ہیں۔

نوٹ:- لیکن سیفیوں کا نام نہاد وجد یہاں بھی مذکورہ نہیں، بہرحال مذکورہ بالا سوال کا جواب خود ہی امام حافظ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی علیہ الرحمتہ تحریر فرماتے ہیں۔

الجواب:- سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف جو کچھ نسبت ذکر کی ہے غلط اور محض دروغ ہے پھر اس حدیث کی کوئی اسناد بھی نہیں، آیت مذکورہ مکہ میں نازل ہوئی اور سلمان مدینہ میں اسلام لائے اور کسی صحابی نے ایسا قصہ ہرگز نقل نہیں کیا، باقی رہی ربیع بن خثیم کی حکایت تو اس کا راوی عیسیٰ ابنِ سلیم ہے جس میں ضعف ہے اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن سلیم کا ابو وائل سے روایت کرنا مجھے معلوم نہیں اور ہم سے ابنِ آدم

نے بیان کیا کہ میں نے حمزہ زیات سے سنا کہ انھوں نے سفیان سے کہا کہ لوگ ربیع بن خشیم کی نسبت روایت کرتے ہیں کہ وہ بے خود ہو کر گر پڑے۔ سفیان نے جواب دیا کہ جو شخص یہ بیان کرتا ہے کہ تو اس قصہ گو یعنی عیسیٰ بن سلیم ہی نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوگا، حمزہ کہتے ہیں کہ پھر میں عیسیٰ بن سلیم سے ملا اور ان سے کہا کہ تم یہ بات کسی سے روایت کرتے ہو تو انھوں نے نہ پہچانا، عبدالرحمن ابن الجوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اقول میں کہتا ہوں کہ سفیان ثوری ایسا امام انکار کرتا ہے کہ ربیع بن خشیم پر یہ حالت گذری ہو کیوں کہ وہ شخص سلف کے طریقہ پر تھا اور صحابہ میں کوئی ایسا نہیں ہوا کہ جس پر ایسا واقعہ گزرا ہو اور نہ کوئی تابعین میں تھا پھر ہم کہتے ہیں کہ بر تقدیر صحت کے بھی یہ بات ہے کہ انسان کو بھی خوف سے غش آجاتا ہے تو خوف اس کو ساکن اور سلاکت کردیتا ہے پس وہ مردہ جیسا رہ جاتا ہے اور صادق کی علامت یہ ہے کہ اگر دیوار پر ہو تو نیچے گر پڑے کیوں کہ وہ اپنے آپ میں نہیں مگر جو شخص کہ وجد کا مدعی ہے اور اپنے قدم کو لغزش سے محفوظ رکھا ہے اس پر بھی حوصلہ کے ساتھ کپڑے پھاڑتا ہے اور ایسی حرکتیں کرتا ہے جس سے شریعت میں انکار ہے تو ہم یقیناً جانتے ہیں کہ اس کے ساتھ شیطان کھیلتا ہے احمد بن عطا کہتے ہیں کہ شبلی رحمتہ اللہ علیہ جمعہ کے روز ایک تیز نگاہ ڈالا کرتے تھے اور اس کے بعد ایک چیخ مارتے تھے تو ایک روز نعرہ مارا اور اپنے گرد کی مخلوق کو تیز نظروں سے دیکھنے لگے ان کے حلقہ کے پہلو میں ابو عمرن الاشیب کا حلقہ تھا انھوں نے اپنے حلقہ والوں کو وہاں سے علیحدہ کرلیا۔ علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمتہ نے کہا کہ خدا سب کو توفیق دے جان لینا چاہیئے

کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلوب نہایت ہی مصفا تھے اور یہ حضرات وجد میں زاری اور تضرع سے زیادہ اور کچھ نہ (بازو ہلاتے) کرتے تھے ان میں سے بعض اعراب صحرا نشینوں پر ایسا بھی گذرا جس کا ہم نے انکار کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کے انکار میں تاکید فرمائی۔ ثابت نے ہم کو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز وعظ فرمارہے تھے کہ یکایک ایک آدمی غش کھا کر گرا پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے جو ہمارے دین کو مشتبہ کرتا ہے۔ اگر یہ (گرنے والا) صادق ہے تو اپنے آپ کو شہرت دی اگر کاذب ہے تو خدا اس کو غارت کرے۔ (اب بتاؤ سیفیوں تم اپنے آپ کو شہرت دیتے ہو! کہ ہر وقت بازو ہلاتے رہتے ہو! فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تم کاذب ہو اور تم جیسوں کاذبوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا دی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو غارت کر ہمارے دین کو مشتبہ کرتے ہیں)۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم نے دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہمیں وعظ سنایا یہاں تک کہ میں نے لوگوں کے رونے کی آواز سنی جس وقت کہ وعظ نے ان پر اثر کیا اور ان میں سے کوئی گرا پڑا نہیں اور آج کل شہرت حاصل کرنے والے لوگ گرتے ہیں۔ تالیاں بجاتے ہیں، شور مچاتے ہیں، کپڑے پھاڑتے ہیں، جو کہ وجد نہیں بلکہ ابلیس کے فریب دیئے ہوئے لوگ ہیں۔

جھوٹے موتی کی طرف کب دیکھتے ہیں جوہری
بے صداقت آبروئے بدکماں ملتی نہیں

عبدالرحمان ابن الجوزی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ یہ حدیث عرباض بن ساریہ کی ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو وعظ سنایا جس سے دل خوف کھا گئے اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے ابوبکر الآجری کہتے ہیں کہ راوی نے یوں تو نہیں بیان کیا کہ ہم نے شور مچایا اور اپنی چھاتیاں کوٹیں۔ " جسم کے زور سے بازو ہلاتے رہے " جس طرح اکثر وہ جہال کرتے ہیں جن کے ساتھ شیطان کھیلتا ہے اور یہ لوگ عوام الناس کو فریب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ وجد ہے حصین بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ " میں نے اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالتِ قرآن شریف پڑھتے وقت کیا ہوتی تھی؟ جواب دیا کہ ان کا حال وہی ہوتا تھا جیسا اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر کیا یا یوں کہا کہ جیسی اللہ تعالیٰ نے ان کی توصیف کی ہے (یعنی یہ کہ) ان کی آنکھیں اشک آلود ہوجاتیں ان کے جسم پر روئیں کھڑے ہوجاتے تھے ، میں نے کہا کہ یہاں پر اکثر ایسے آدمی ہیں کہ انمیں سے کسی کے سامنے قرآن شریف پڑھا جاتا ہے تو اس کو غش آجاتا ہے اسمارضی اللہ عنہا نے کہا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم (اللہ کی پناہ) ابو حازم سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا گذر ایک عراقی آدمی پر ہوا جو گرا ہوا پڑا تھا دریافت کیا کہ اس کا کیا حال ہے لوگوں نے کہا کہ جب اس کے سامنے قرآن شریف پڑھا جاتا ہے تو اس کی یہ کیفیت ہوجاتی ہے ابن عمر بولے کہ ہم لوگ ضرور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں مگر گرتے پڑتے نہیں، جس طرح آج کل سیفی جہال کا حال کہ اپنے کرتب کو وجد کا نام دے کر لوگوں کو

فریب دیتے ہیں۔ سفیان بن عینیہ نے ہم سے حدیث بیان کی کہ عبیداللہ بن ابی بردہ نے ابنِ عباس سے روایت کیا کہ انھوں نے خواج کا تذکرہ کیا اور تلاوتِ قرآن کے وقت جو ان پر گذرتا تھا بیان کیا پھر کہا کہ وہ لوگ نماز ادا کرتے وقت محنت کشی میں یہود و نصاریٰ سے بڑھ کر نہیں یعنی اگر یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ نماز میں ہم محنت کشی کرتے ہیں اس لئے نماز کی حالت میں قسم قسم کی آوازیں چیخنا، شور مچانا، سینہ کوٹنا، یہ سب کرتب کرتے ہیں۔

انس بن مالک سے کسی نے کہا کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جب ان کے سامنے قرآن شریف پڑھا جاتا ہے تو بیہوش ہو کر گر پڑتے ہیں جواب دیا کہ یہ خواج کا فعل ہے۔

عبداللہ بن زبیر کو خبر ملی کہ ان کے بیٹے عامر ایک قوم (جہال) میں جا کر بیٹھے ہیں جو قرآن پڑھتے وقت گر پڑتے ہیں ان سے کہا کہ اے عامر خبردار آئندہ میں یہ نہ سنوں کہ تم ایسے لوگوں میں گئے تھے جو قرآن پڑھتے وقت بے ہوش ہوجاتے ہیں ورنہ میں کوڑے سے تمھاری خبر لوں گا، نوٹ :- آج کل کے جہال اور خصوصاً سیفی جہال کو دیکھا گیا ہے کہ وقت نعت خوانی ان سے شیطان کھلنے لگتا ہے تو ایک دوسرے کے اوپر گرنا شروع کرتے ہیں منہ سے جھاگ نکلتی ہے اور دوسری طرف ان کا جاہل پیر انگلی کے اشاروں سے وجد دے رہا ہوتا ہے (نعوذباللہ)

دوسری روایت میں یوں ہے کہ عامر بن زبیر نے کہا کہ میں اپنے باپ کے پاس آیا انھوں نے پوچھا تم کہاں تھے ؟ میں نے جواب دیا کہ ایسے لوگوں کو میں نے دیکھا کہ ان سے بہتر کسی کو نہیں پایا وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے

تھے ، ہر ایک ان میں سے کانپتا تھا یہاں تک کہ اس کو خدا کے خوف سے غش آجاتا تھا۔ میں (عامر بن زبیر) بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا، میرے باپ نے کہا کہ اب کبھی ان کے ساتھ مت بیٹھو، اتنا کہہ کر انھوں نے معلوم کیا کہ مجھ پر اس قول کا اثر نہیں ہوا تو کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاوتِ قرآن کرتے دیکھا ابوبکر و عمر کو قرآن پڑھتے دیکھا ان پر یہ کیفیت طاری نہیں ہوتی تھی، کیا یہ لوگ ابوبکر و عمر سے بھی زیادہ خوف خدا رکھتے ہیں؟ پس میں (عامر بن زبیر) نے جان لیا کہ ٹھیک بات یہی ہے اور ان لوگوں کے پاس جانا ترک کردیا، بلکہ خدا تعالیٰ نے تو یوں فرمایا نفیض اعلینھم من الدمع یعنی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں اور فرمایا کہ تقشعر جلودھم یعنی ان کے جسم پر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

نوٹ :- قارین کرام دیکھا آپ نے کہ آج کل جاہل سیفی مجالس میں کیسے کیسے تماشے دیکھاتے ہیں، کوئی ناچ رہا ہوتا ہے کوئی دوسروے پر گر رہا ہوتا ہے کوئی بے ہوش نظر آتا ہے ، کوئی کانپ رہا ہوتا ہے اور کوئی جسم کے زور سے جسم کے خاص حصے کو ہلاتے نظر آتے ہیں یہ سب ان جاہلوں کی فریب کاریاں ہیں اور شیطانی جال ہے جن میں اکثر لوگ شکار ہوجاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے فریب سے تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائے ، یہ وجد نہیں بلکہ ان کا خطرناک دجل ہے ، اگر کوئی سیفی یا خود سیف الرحمان اپنے خاص کرتب کا ثبوت قرآن و احادیث سے ثابت کردیں تو چشم ماروش دل ماشاد مگر ..... سیفی نمائش کا ثبوت قرآن و احادیث سے ثابت کرنا بہت مشکل ہے ۔

جریر بن حازم نے ہم کو خبر دی کہ وہ محمد بن سیرین کے پاس تھے ۔

ان سے پوچھا گیا کہ یہاں پر کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو اس کو غش آجاتا ہے محمد بن سرین نے جواب دیا کہ ان میں سے کوئی دیوار پر بیٹھ جائے پھر تم اس کے سامنے قرآن اول سے آخر تک پڑھو اگر زمین پر گر پڑے تو صادق ہے ، ورنہ کاذب اور فریب کار، ابوبکر عمرو نے کہا کہ محمد بن سیرین کا یہ مذہب تھا کہ یہ سب بناوٹ ہے اور حق نہیں کہ ان کے دلوں میں اثر ہو۔

نوٹ :- آج کل کے اجہل سیفی یا ان جیسے دوسرے لوگ جو دلوں کے جاری ہونے کا دعوی کرتے ہوئے اپنے جسم کے مخصوص حصہ کو ہلاتے ہیں اگر تجربہ کرنا ہے تو ہر کوئی تجربہ کرسکتا ہے ان میں سے جو سب سے زیادہ بازو ہلاتے اور دعوی کرتے ہیں کہ ہمارا دل جاری ہے تو ذرا ان کے بازو سدھے اوپر کروائے جائیں اور پھر دیکھا جائے کہ ان کا وہ جسم کا حصہ حرکت کرتا ہے ؟ پس بندہ نے کئی بار تجربہ کیا ہے کہ ان کا یہ کرتب ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے ، حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک روز وعظ بیان کیا ایک شخص نے مجلس وعظ میں سانس بھرا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر خدا تعالیٰ کے لئے ہے تو تو نے اپنے آپ کو مشہور کیا اور اگر خدا کے لئے (عوام الناس ہمیں صوفی کہیں) ہے تو تو ہلاک ہوگیا فضیل بن عیاض نے اپنے بیٹے سے کہا جو اسی طرح گر پڑے تھے کہ اے بیٹا اگر تم سچے ہو تو تم نے اپنے آپ کو رسوا کیا اور جھوٹے ہو تو اپنی جان کو ہلاک کیا۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ انھوں نے کہا کہ بیٹے اگر صادق ہو تو تم نے جو کچھ تمہارے پاس تھا ظاہر کر دیا اگر کاذب ہو تو تم نے خدا کے ساتھ

شرک کیا۔

عبدالرحمان ابن الجوزی علیہ الرحمتہ نے کہا کہ اگر کوئی کہے کہ کلام صادقین میں کیا جاتا ہے ریاکاروں کا ذکر نہیں اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس پر وجد طاری ہوا۔ اور وہ اس کے دفعیہ پر قادر نہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ شروع وجد میں ایک اندرونی حرکت اور جوش ہوتا ہے ، اگر انسان اپنے آپ کو باز رکھے اور روکے رہے تاکہ کسی کو اس کے حال کی خبر نہ ہو تو شیطان اس سے ناامید ہو کر دور ہُوجاتا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ ایوب سنختسیانی جب حدیث بیان کرتے تھے اور ان کے دل کو رقت ہوتی تھی تو اپنی ناک پوچھتے تھے اور کہتے تھے کہ زکام کس قدر سخت ہے ، اور اگر انسان اپنے آپ کو بے قابو چھوڑ دیں تو شیطان اس میں اپنا سانس بھر دیتا ہے ، بقدر اس کے پھونکنے کے انسان بے قرار ہوتا ہے۔

عبدالرحمن ابن الجوزی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ ہم اس شخص کے بارے میں کلام کرتے ہیں جو وجد کے دفعیہ کی کوشش بہت کرتا ہے مگر قدرت نہیں رکھتا اور مغلوب ہوجاتا ہے ، پھر کہاں سے شیطان آگیا؟ تو جواب یہ ہے کہ ہم اس امر کا انکار نہیں کرتے کہ بعض طبیعتیں دفعیہ میں کمزور ہیں۔ لیکن صادق کی پہچان یہ ہے کہ دفع کرنے پر قادر نہیں ہوتا اور نہیں جانتا کہ اس پر کیا گذری پس وہ قبیل سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وخر موسیٰ صعقا۔

عبدالرحمن ابن الجوزی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن وہب کے روبرو احوالِ قیامت کی کتاب پڑھی گئی وہ غش کھا کر گر پڑے اور

کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ اس کے بعد چند روز میں انتقال کر گئے ، مصنف علیہ الرحمتہ نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ اکثر لوگ وعظ سنکر مر گئے اور بے ہوش ہوگئے ہیں ہم کہتے ہیں کہ وجد کرنا جو آج کل مکاروں کی حرکتوں کو شامل ہے اور وہ یہ کہ زور سے چیخنا اور کج مج چلنا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بناوٹ ہے اور شیطان ان لوگوں کا یارو یادر ہے۔ مصنف علیہ الرحمتہ نے کہا کیا جائے کہ کیا صاحبِ اخلاص کا حق اس پر یہ حالت طاری ہونے سے کم ہوجائے گا تو جواب دیا جائے گا کہ ہاں دو وجہ سے ایک یہ کہ اگر اس کا علم قوی ہوتا تو ضبط کرتا دوسرے یہ کہ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے طریقہ کے خلاف کیا گیا اور یہی نقص اور کمی کافی ہے ۔ سفیان بن عیینہ سے ہم کو حدیث پہنچی انھوں نے کہا میں نے خلف بن خوشب سے سنا ہے کہ خوات رحمتہ اللہ علیہ وعظ کے وقت کانپتے تھے ان سے ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر تم اس حالت پر قابو رکھتے ہو تو میں اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتا کہ تم کو حقیر سمجھوں، اور اگر اختیار نہیں رکھتے تو اپنے سے پہلے والوں کے خلاف کرتے ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ انھوں نے کہا تم ان لوگوں کی مخالفت کرتے ہو جو تم سے بہتر تھے ۔ مصنف رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ ابراہیم وہی فقیہ ہیں بڑے سنت کے پابند اور نہایت اثر کے متبع تھے اور اخوات نیک لوگوں میں سے بناوٹ سے دور تھے ۔ ابراہیم کا یہ خطاب ایسے شخص سے ہے پھر وہ انسان کس شمار میں ہے جس کی تصنع اور بناوٹ کا حال پوشیدہ نہیں۔

عبدالرحمن ابن الجوزی علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ پھر جب یہ نام نہاد اہل

تصوف راگ سن کر سرور میں آتے ہیں تو تالیاں بجاتے ہیں کہتے ہیں کہ حضرت ابن بنان وجد کرتے تھے اور حضرت ابو سعید خراز تالیاں بجاتے تھے ۔ مصنف نے کہا کہ تالیاں بجانا برا اور منکر ہے جو طرب میں لاتا ہے اور اعتدال سے باہر کردیتا ہے ۔ اہلِ عقل ایسی باتوں سے دور رہتے ہیں اور ایسا کرنے والا مشرکین کے مشابہ ہے کہ ان کا فعل بیت اللہ کے پاس آکر تالیاں بجانا تھا۔ اسی کی مذمت اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی، **وما کان صلاتھم عندالبیت الامکآء وتصدیۃ** یعنی مشرکین کی نماز بیت اللہ کے پاس آکر یہی ہے کہ فریاد کرتے ہیں اور تالیاں بجاتے ہیں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نیز اس میں عورتوں کی مشابہت ہے اور عاقل آدمی اس بات سے پرہیز کرتا ہے کہ وقار کو چھوڑ کر مشرکین اور عورتوں کی حرکتیں اختیار کرے ۔ پھر جب ان کو کامل سرور ہوتا ہے تو رقص کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض نے یوں حجت پیش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ارکض برجلک** یعنی اے ایوب اپنا پاؤں زمین پر ماروں۔ مصنف نے کہا میں کہتا ہوں کہ یہ حجت لانا باردِ ہے کیوں کہ اگر یہ فرمان خوشی کے مارے زمین پر پاؤں مارنے کو ہوتا تو ان کے لئے شبہ ہوسکتا تھا کہ پاؤں مارنے کا حکم تو فقط اس لئے تھا کہ پانی نکل آئے ابن عقیل کہتے ہیں کہ ایک مریض آدمی کا قصہ جس کو مصیبت دور کرنے کے وقت حکم دیا گیا کہ اپنا پاؤں زمین پر مارے تاکہ معجزہ سے پانی نکل آئے رقص کی دلیل کہاں سے ہوگیا اور گر ایسا جائز ہو کہ اس پاؤں کا ہلانا جس کو کیڑوں نے کھا کھا کر لاغر کردیا تھا اسلام میں رقص کے جواز پر دلالت کرے تو جائز ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ کو یہ فرمان **اضرب بعصاک الحجر** یعنی اپنی لاٹھی پتھر پر مارو لکڑیوں

سے تاشے بجانے پر دلالت کرے ، **نعوذ باللہ من التلاعب بالشروع**۔

بعض کم عقلوں نے اس حدیث سے حجت نکالی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ رفتارِ حجل چلے ، آپ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم خلقت اور خلق میں مجھ سے مشابہ ہو تو وہ حجل چال چلے اور آپ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی ہو اور آزاد کردہ ہو زید یہ سنکر حجل چال چلے بعض صوفیہ نے یوں حجت پکڑی ہے کہ حبشیوں نے رقص کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف دیکھتے تھے جواب یہ ہے کہ حجل ایک قسم کی رفتار ہے کہ آدمی خوشی کی حالت میں جھومتا ہوا ایک ٹانگ اٹھاکر چلتا ہے تو کہاں وہ چال اور کجا یہ تمہارے نام نہاد اور بناوٹی رقص، اور علی ہذا القیاس حبشیوں کا رقص کرنا ایک قسم کی چال تھی جیسا کہ جنگ میں مقابلہ کے لئے مشق کرتے ہیں۔ صوفی جواز رقص پر ابو عبدالرحمٰن سلمی یہ دلیل لائے ہیں کہ ابراہیم بن محمد شافعی سے روایت ہے کہ سید بن المیت مکہ کی کسی گلی میں گذرے تو اخضر گوئیے کو سنا کہ عاص بن وائل کے گھر میں یہ شعر گارہا تھا جن کا ترجمہ یہ ہے "بطن نعمان مشک سے مہک اٹھے اگر وہاں زینب عطر میں بسی ہوئی عورتوں کے ہمراہ گذرے ۔ پھر جب نمیری کی سواریاں دیکھے تو منہ پھیر لئے اور وہ عورتیں نمیری کی ملاقات سے پرہیز کرنے والی ہوں۔" راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر سعید بن المیت نے تھوڑی دیر اپنا پاؤں زمین پر مارا اور کہا کہ یہ وہ چیز ہے جس کا سننا لذت بخش ہے ۔ لوگ یہ شعر سعید بن مسیب کے بیان کرتے

ہیں۔ مصنف نے کہا کہ میں کہتا ہوں یہ اسناد مقطوع اور مظلم ہے ابن مسیب سے صحیح نہیں اور نہ یہ ان کے شعر ہیں ایسی باتوں سے ابن مسیب زیادہ عالی وقار تھے۔ یہ اشعار محمد بن عبداللہ بن نمیری شاعر کے مشہور ہوئے۔ وہ نمری نہیں تھا اپنے دادا کی طرف منسوب ہے ثقفی ہے اور زینب جس کا ذکر ان اشعار میں تشبیباً کیا گیا ہے وہ یوسف کی بیٹی حجاج کی بہن ہے۔ اس سے عبدالملک بن مروان نے پوچھا تھا کہ تیرے شعر میں یہ سواریاں کیا چیز ہیں؟ جواب دیا کہ میرے پاس کچھ لاغر گدھے تھے جن پر طائف سے دال لاد کر لایا تھا عبدالملک ہنس پڑا اور حجاج کو حکم دیا کہ اسے ایذا نہ دے مصنف نے کہا پھر اگر ہم مان بھی لیں کہ ابن مسیب نے اپنے پاؤں زمین پر مارے تو یہ جواز رقص پر حجت نہیں کیوں کہ اکثر اوقات آدمی اپنا پاؤں زمین پر مارتا ہے یہ کوئی چیز سن کر زمین کو ٹھونکتا ہے اور اس کو رقص نہیں کہتے، پس یہ تعلیق کس قدر واضح ہے کجا پاؤں کا ایک یا دو بار زمین پر مارنا اور کجا ان لوگوں کا وہ رقص کہ اہلِ عقل کے طریقہ سے باہر چلے جاتے ہیں، پھر ہم احتجاج سے در گذر کر کے بلاتے ہیں کہ آؤ ہم تم عقل کے پاس چل کر قضیہ فیصل کریں تمہارے رقص میں کونسی بات ہے بجز اس کے کہ کھیل ہے جو لڑکوں کے لائق ہے اور یہ جو دعویٰ ہے کہ اس میں قلوب کو آخرت کی طرف تحریک ہوتی ہے تو یہ بات بعد از زبردستی ہے آپ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے اپنے زمانے میں وہ مشائخ دیکھے ہیں جن کا مسکرآنے میں بھی کوئی دانت ظاہر نہیں ہوا چہ جائیکہ ان کو ہنسی آئے تالیاں بجائیں، بازو ہلائیں، کپڑے پھاڑیں، ایک کو اشارے کریں، اپنی طرف کھینچیں، ھا ھا کی آوازیں اور طرح طرح کی چیخیں

ماریں اور ان تمام خرافات و لغویات کو وجد یا رقص کا نام بتائیں، جب کہ صوفیہ میں بحالت وجد و رقص خوب طرب قرار پکڑتا ہے ان میں سے ایک کسی بیٹھے ہوئے کو کھینچ لیتا ہے انگلی سے اشارا کرتا ہے دوسرے کو رومال کے اشارے سے وجد دیتا ہے کہ اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو اور ان کے مذہب میں یہ بات جائز نہیں کہ جس کو کھینچا جائے اور وہ بیٹھا رہے جب وہ کھڑا ہوتا ہے تو پیروی کی وجہ سے باقی لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر اگر کوئی ان میں سے اپنا سر کھول لیتا ہے تو باقی بھی اس کی موافقت میں اپنے سروں کو ننگا کر لیتے ہیں۔ تو مصنف نے کہا کہ یہ ان جہال کا نہ وجد ہے اور نہ رقص ہے بلکہ ایک کھیل ہے اور یہ صوفیہ غیر واجب کو واجب اعتقاد کر لیتے ہیں اور جب انسان غیر واجب کو واجب اعتقاد کرے گا تو یہ اعتقاد اس کو کافر بنادے گا، واجب اور غیر واجب فقط شریعت کے اختیار میں ہے اور یہ سب حرکتیں نادانی اور شریعت کے ساتھ کھیلنا ہے درحقیقت یہ لوگ شریعت پر حملہ کرنے والے ہیں۔

تلبیس ابلیس ص ۲۲۰ تا ۲۲۳ تالیف امام حافظ جمال الدین ابو الفرج عبدالرحمن ابن الجوزی البغدادی آپ فرماتے ہیں کہ لیکن افسوس کہ شریعت کی گرمی اکثر لوگوں کے دلوں میں سرد ہوگئی۔

قارئین کرام مذکورہ بالا عبارات سے واضح ہوا کہ سیفیوں کا خود ساختہ اور بناوٹی وجد کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں باقی رہا وجد کے بارے میں قرآن و احادیث کا روایت کرنا تو اس کا جواب یہ ہے کہ مطلقاً وجد کا انکار کوئی بھی صاحبِ عقل و دانشور نہیں کرتا اور ان سیفیوں کے وجد ہر وقت بازو ہلانے

کے انکار سے وجد کا مطلقاً انکار لازم نہیں آتا، اور ہمارے مشائخ علماء ملتِ اسلامیہ اور خصوصاً شیخ الحدیث پیر محمد چشتی مدظلہ العالی نے بھی مطلقاً وجد کا انکار نہیں کیا تو جب یہ حقیقت ہے تو پھر سیف الرحمان اور اس کے خلفاء کا شیخ الحدیث پیر محمد چشتی مدظلہ العالی پر اپنا کفر جھاڑنا پاگل پن ہے ان کو چاہیئے کہ اپنے کرتب ہر وقت بازو ہلانے کا ثبوت شرعاً ثابت کریں ورنہ گریبان ذلت میں منہ ڈال کر الگ ہوجائیں۔

سیفیوں کے مکرو فریب پر تلبیسِ ابلیس

جس طرح آج کل پیران پیر غوث الثقلین میران محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے افضل اور فوقیت کے دعوے نام نہاد جعلی پیر سیف الرحمان اور اس کے نام نہاد خلفاء کر رہے ہیں یہی شور سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ے۲۶ شوال ۳۶ ھ) میں بھی ہوا تھا کہ جناب سید احمد کبیر رفاعی سے مدینہ منورہ میں چند اولیاء کے ہمراہ سید عبدالقادر جیلانی بیعت ہوئے اور یہ کہ جب سید احمد کبیر رفاعی کے لئے مزار انور سے دست مبارک نکلا تھا اور اکثر عرب میں سید عبدالقادر جیلانی کو مرقومہ بالا صفتوں سے کوئی نہیں مانتا تھا سید احمد کبیر رفاعی کو مانتے تھے، اس لئے جناب احمد کبیر رفاعی رحمتہ اللہ علیہ، سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فوقیت رکھتے ہیں، مگر دوستو! سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمتہ اللہ علیہ کی ولایت اور قطبیت میں ہمیں کیا، کسی بھی صاحبِ ایمان مسلمان عالم دین کو بالکل کلام نہیں، مگران کی تفضیل اور فوقیت سیدنا جناب عبدالقادر جیلانی قدس سرہ پر ہر گز نہیں ہوسکتی، اسی سلسلے میں بڑے بڑے مناظرے ہوئے فتوئے تحریر کئے

گئے یہی مسئلہ چلتا چلتا حضور پر نور عظیم البرکت امام اہلِ سنت قامع بدعت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برگاہِ اقدس میں آیا اور آپ نے اسی سلسلے میں ایک رسالہ لکھا، جس کا نام طرد الافاعی عن حمی ہادِ رفع الرفاعی، ہے جس کو فتویٰ رضویہ کی جلد نمبر نہم صفحہ ۱۳۰ میں لکھا گیا ہے، پھر یہ فضیلت اور فوقیت سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ثابت کی جارہی تھی جن کی ولایت اور قطبیت میں کسی کو بھی آج تک بالکل کلام نہیں، لیکن آج نام نہاد اور جعلی پیر سیف الرحمان افغانی کی فوقیت اور فضیلت کے دعوے کئے جارہے ہیں "چہ نسبت خاک را باعالم پاک" جن کی ھدایت السالکین نامی کتاب ہی کو لیا جائے تو اس جعلی پیر سیف الرحمان کو ایمان بھی بچانا مشکل ہوجائے اور ان کے تمام خلفاء پر پیر کی عقیدت کا خمار اتر جائے، بہرحال ہم یہاں اعلیحضرت مجدد دین و ملت شاہ احمد رضا رضی اللہ عنہ کے فتوے سے چند ضروری حوالے نقل کرتے ہیں۔

فتویٰ اعلحضرت رحمتہ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الجواب :- اللہ عزوجل فرماتا ہے "قل ان الفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء" تم فرمادو کہ فضیلت اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔ اس آیتہ کریمہ سے مسلمان کو دو ہدایتیں ہوئیں ایک یہ کہ مقبولان بارگاہ احدیت میں اپنی طرف سے ایک کو افضل دوسرے کو مفضول نہ بتائے کہ فضل تو اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ دوسرے یہ کہ جب دلیل مقبول سے ایک کی

افضلیت (فوقیت) ثابت ہو تو اوس میں اپنے نفس کی خواہش اپنے ذاتی علاقہ نسب یا نسبت شاگردی یا مریدی وغیرہا کو اصلاً دخل نہ دے کہ فضل ہمارے ہاتھ نہیں کہ اپنے آبا و اساتذہ و مشائخ کو اوروں سے افضل (فوق) کر ہی لیں جسے خدا نے افضل کیا وہی افضل ہے۔ اگر چہ ہمارا ذاتی علاقہ اوس سے کچھ نہ ہو اور جسے مفضول کیا وہی مفضول ہے اگرچہ ہمارے سب علاقے اوس سے ہوں۔ یہ اسلامی شان ہے۔ مسلمانوں کو اسی پر عمل چاہیئے۔ اکابر خود رضائے الٰہی میں فنا تھے جسے اللہ عزوجل نے اون سے افضل کیا۔ کیا وہ اس پر خوش ہوں گے کہ ہمارے متوسل (خلفاء) ہمیں اس سے افضل بتائیں۔ حاش للہ وہ سب سے پہلے اس پر ناراض اور سخت غضب ناک ہونگے"۔ مگر سیف الرحمان ایسا پیر ہے کہ جب اس کی، فوقیت غوث الاعظم سے بیان کی جارہی تھی تو وہ تبسم فرماتے ہیں "ھدایت السالکین" صفحہ ۲۲ اور پھر اپنی کتاب ھدایت السالکین میں اپنی فوقیت کے اظہار کے لئے اور اپنی ولایت کی دلیل پر اس واقعہ کو تحریر کرتے ہیں اور اس خواب کو اپنی غوثیت کے لئے بطور دلیل نقل کرتے ہیں کہ اسی طرح فقیر کی ولایت، حقانیت اور وراثت حقہ پر ظاہر حجج بینہ واقعہ کے ساتھ ساتھ رؤیائے صالحہ کثیر تعداد میں موجود ہیں جو کہ نبوت کا چالیسواں جزء اور حصہ ہے یہاں چند روئے صالحہ لکھنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ طالبان حق کے لئے مشعل راہ بنیں "صفحہ ۲۲۱") اور پھر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے فوقیت کا خواب سنتے ہیں تو فوراً زبان پر خوشی کے مارے پڑھتے ہیں "الحمدللہ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشا واللہ ذو الفضل العظیم صفحہ ۲۲۲)" یہ عقل مندی ہے یا پیر سیف الرحمان کی جہالت ہے؟ سیف الرحمان وضاحت کریں

جیسا موسم ہے مطابق اس کے میں دیوانہ ہوں مارچ میں بلبل ہوں میں جولائی میں پروانہ ہوں

"کھوئی حیات پا نہ سکے معنی حیات کے"
"گم ہوگئی ہے نیند تعاقب میں خواب کے"
"لاکھوں جواب پیدا کئے اک سوال نے"
"لاکھوں سوال تھے نہ حریف اک جواب کے"
"محفل سکڑ کے رہ گئی اہل نیاز کی"
"اور پھیلتے چلے گئے حلقے شراب کے"
"یہ اہل دین امین ہیں نہ دیں گے ہمیں حساب"
"یہ لاڈلے ہیں مالک یوم حساب کے"
"فردوس کی فضا کو نہ کردیں کہیں خراب"
"بگڑے ہوئے یہ پیر ہیں ابلیس شیطان کے"

ایسی جسارتیں کسی اور ولی اللہ نے بھی کی ہیں یا نہیں؟ اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تو اس سے کیا فائدہ کہ اللہ عزوجل کی عطا کا بھی خلاف کیا جائے اور اپنے اکابر کو بھی ناراض کیا جائے، حضرت عظیم البرکت سیدنا سید احمد کبیر رفاعی قدسنا اللہ بسرہ الکریم بے شک اکابر و اولیاء اعاظم محبوبان خدا سے ہیں، امام اجل اوحد سیدی ابوالحسن علی بن یوسف نور الملۃ والدین اللخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز کتاب "مستطاب بہجۃ الاسرار شریف" میں فرماتے ہیں الشیخ احمد بن ابی الحسن الرفاعی رضی اللہ عنہ من اعیان مشائخ العراق واجلاء العارفین و عظماء المحققین و صدار المقربین صاحب المقامات العلیۃ والجلالۃ العظمۃ والکرامات الجلیلۃ والاحوال السنیۃ والافعال الخارقۃ والانفاس الصادقۃ صاحب الفتح المونق والکشف المشرق والقلب الانور والسرا لاظہر والقدر الاکبر" یعنی حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ عنہ سرداران مشائخ و اکابر عارفین و اعظم محققین و افسران مقربین سے ہیں جن کے مقامات بلند اور عظم رفیع اور کرامتیں

جلیل اور احوال روشن اور افعال خارق عادات اور انفاس سچے عجیب فتح اور چمکا دینے والے کشف اور نہایت نورانی دل اور ظاہر تر سر اور بزرگ تر مرتبہ والے۔ یوہیں دو ورق میں اس جناب رفعت قباب کے مراتب عالیہ و مناقب سامیہ و کرامات بدیعہ و فضائل رفیعہ ذکر فرماتے ہیں۔ حضرت ممدوح قدس سرہ الشریف کا روضہ انور سید اطہر صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہونا اور یہ اشعار عرض کرنا

فی حالتہ البعد روحی کنت ارسلھا
تقبل الارض عنی وھی نائبتی
وھذہ نوبۃ الا شباح قد حضرت
فامدد یمینک کی تحظی بھاشفتی

زمانہ دوری میں اپنی روح کو حاضر کرتا تھا۔ وہ میری طرف زمین بوسی کرتی اب جسم کی نوبت ہے کہ حاضر بارگاہ ہے، حضور دست مبارک بڑھائیں کہ میرے لب سعادت پائیں۔ اس پر حضور اقدس صلی للہ علیہ وسلم کا دست مبارک روضہ انور سے باہر کرنا اور حضرت احمد رفاعی کا اس کے بوسہ سے مشرف ہونا مشہور و ماثور ہے۔ تنویر الملک النبی برویتہ و الملک لاامام اجلیل السیوطی میں ہے لما وقف سیدی احمد الرفاعی تجاہ الحجرۃ الشریفۃ قال فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلھا تقبل الارض عنی وھی نائبتی وھذہ نوبۃ الاشباح قد حضرت فامدد یمینک کے تحظی بماشفتی، فخرجت الیہ الشریفۃ فتقبلھا اور بعینہ یہی کرامت جلیلہ حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے لئے بھی مذکور و مربوط ہے۔ کتاب تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر میں ہے۔ ذکروا ان الغوث الاعظم رضی اللہ عنہ جاء مرۃ الی المدینہ المنورہ

وقراء بقرب الحجرۃ الشریفۃ ھذین البتین (فذکرھما کما مر وقال) فظھر یدہ صلی اللہ علیہ وسلم فحھا قبلھا وفعھا علی راءسہ رضی اللہ تعالٰی عنہ یعنی راویوں نے ذکر کیا کہ حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ایک بار حاضر سرکارِ مدینہ نورِ بار ہوکر روضہ انور کے قریب وہ دونوں شعر پڑھے اس پر حضور اقدس اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ انور ظاہر ہوا حضرت غوث اعظم نے مصافحہ کیا اور بوسہ لیا اور اپنے سرِ مبارک پر رکھا اور تعداد سے کوئی مانع، نہیں حضور سرکارِ غوثیت نے پہلا حج ۵۰۹ھ (پانچ سو نو) میں فرمایا ہے جب عمر شریف اڑتیس (۳۸) سال تھی، حضور سیدی عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ اس سفر میں ہم رکاب تھے حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ عنہ اس وقت ام عبیدہ میں خورد سال تھے حضرت کو گیارہواں سال تھا۔ (ابن خلکان کی روایت میں چند مہینے ہی کے تھے زیادہ سے زیادہ۔ یا ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ حثیث قال احمد بن ابی الحسن المعروف بابن الرفاعی توفی یوم الخمیس الثانی والعشرین من جمادی الاولٰی سنتہ ثمان و سبعین وخمسماتہ برام عبیدۃ و ہو فی عشر السبعین رحمتہ اللہ تعالٰی مگر روایت بہجتہ اسرار شریف عنقریب آتی ہے اس پر ۵۰۹ھ میں سات آٹھ برس کے ہوں کے انتہا درجہ دس سال کے واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ غفرلہ) ممکن کہ اس بار حضور سرکارِ غوثیت نے یہ اشعار بارگاہ عرش جاہ میں عرض کئے اور ظہور دست اقدس و بوسہ و مصافحہ سے مشرف ہوئے ہوں جب حضرت سیدنا رفاعی رضی اللہ عنہ جوان ہوئے اور حج کو حاضر ہوئے باتباع سرکارِ غوثیت انہوں نے وہ اشعار عرض کئے اور سرکارِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کرم سے مشرف ہوئے ہوں، بہرحال اس پر وہ

فقرہ تراشیدہ کہ اس) وقت حضور قطب العالمین غوث العارفین رضی اللہ عنہ نے حضرت رفیع رفاعی کے ہاتھ پر معاذ اللہ بیت فرمائی کذب محض و افترء خالص و دروغ بیفروغ ہے اور اللہ واحد قہار جھوٹ کو دشمن رکھتا ہے نہ کہ ایسا جھوٹ جس سے زمین و آسمان ہل جائیں قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین ٥ لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو فان لم یاتوا بالشھداء فاولئک عند اللہ ھم الکذبون ٥ پھر جب وہ گواہان عادل نہ لاسکے تو جو ایسا دعوی کریں اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں وقد خاب من افتری ٥ خاب و خاسر ہوا جس نے افتراء باندھا ابو الوفا نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی رفعت شان و بے مثلی بیان کر کے فرمایا منہ انتقلت القطبیۃ الی سیدی علی بن الھیتی رضی اللہ تعالٰی عنہ اسی میں ہے اخبرنا الشیخ الشریف ابو جعفر محمد بن ابی القاسم العلوی الحسنی قال اخبرنا الشیخ العارف ابوالخیر محمد بن محفوظ قال کنت انا (وفلان وفلان عد عشرۃ انفس من طالبی الاخرۃ وثلثۃ من اہل الدینا) حاضرین عند شیخنا الشیخ محی الدین عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ فقال البطلب کل منکم حاجۃ اعطیھالہ (فذکر حوائجھم منھا قال الشیخ خلیل بن الصرصری اریدا فی الا اموات حتی انال مقام القطبیۃ قال) فقال الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کلا نمد ھولاء وھؤلا من عطاربک وما کان عطاء ربک محظوراً ٥ قال فو اللہ لقد نالوا کلھم ماطلبوا یعنی ایک روز عارف باللہ ابو الخیر محمد بن محفوظ اور دس حضرات اور طالبان آخرت اور تین شخص طالبان وزارت وغیرہا مناصب دنیا حاضر بارگاہِ عالم پناہ سرکارِ غوثیت تھے حضور نے ارشاد فرمایا ہر ایک اپنی حاجت عرض کرے میں اسے عطا فرماؤں سب نے اپنی اپنی دینی و

دنیوی مرادیں عرض کیں ان میں شیخ خلیل صرصری کی غرض یہ تھی کہ میں اپنی زندگی میں مرتبہ قطبیت پاؤں حضور نے فرمایا ہم ان کی اور ان کی سب کی مدد کرتے ہیں تیرے رب کی عطا سے تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔ عارف موصوف فرماتے ہیں کہ " خدا کی قسم جس نے جو مانگا تھا پایا۔ اسی میں حضرت سیدی ابو عمر و عثمان بن یوسف و حضرت علی بن سلیمان حضرت ابوالغیث ابن جمیل یمنی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے کہ ان سب نے فرمایا کہ قطب الشیخ خلیل الصرصری رحمۃ اللہ عنہ قبل موتہ بسبعۃ ایام حضرت خلیل صرصری اپنی موت سے سات دن پہلے قطب کئے گئے۔ یہ قطبیت بمعنی غوثیت ہے، اور اقطاب اصحاب خدمت کو بھی کہتے ہیں جو ہر شہر و ہر لشکر میں ہیں شک نہیں کہ ہر غوث اپنے دورہ میں ان سب اقطاب کا افسرو و سرور ہے کہ وہ تمام اولیائے دورہ کا سردار ہوتا ہے تو اس معنی پر ہر قطب یعنی غوث قطب الاقطاب ہے بلکہ غوث کے نیچے جو عہدہ داران تمام اصحاب خدمت کا افسر ہو یا یہ معنی قطب الاقطاب ہے مگر قطب القطاب بمعنی اول یعنی غوث الاغواث کہ دوروں کے غوثوں کا غوث ہو غوثوں کو غوثیت اسکی عطا سے ملتی ہو اور غوث اپنے اپنے اور دورے میں اس کی نیابت سے غوثیت کرتے ہوں وہ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے بعد حضور پر نور محی الشریعۃ والطریقہ والحقیقہ والدین ابو محمد ولی الاولیاء، امام لاافراد غوث الثقلین الکل غوث اعظم سید شیخ عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں اور تا ظہور سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ یہ مرتبہ عظمٰی اسی سرکار غوثیت بار کے لئے رہے گا۔ حضرت رفاعی اور ان کے امثال قبل و بعد کے قطبوں کو حضور پر تفضیل دینی ہوس باطل و نقصان دینی ہے والعیاذ

باللہ تعالیٰ۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اسی سلسلے میں چند احادیث مرفوعتہ الا سانید امام اجل اوحد سیدی نوری الملتہ والدین ابوالحسن علی شطنوفی قدس سرہ الشریف کی کتاب مستطاب بہجتہ اسرار معدن الانوار سے بیان فرمائیں۔ جو اس بات پر دال ہیں کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مقام کا کوئی نہ ہوگا حتی کہ ظہورِ سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ ہو۔ حدیث نمبر دوم کہ .....

یقول لما قال الشیخ عبدالقادر قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّٰه تجلی الحق عزوجل علی قلبه وجائته خلعته من رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علی ید طائفة من الملئکة المقربین والبسها المحفر من جمیع الاولیاء من تقدم منهم ومن تاخر الاحیاء باجساد هم والاموات بارواحهم وکانت الملئکة ورجال الغیب حافین بمجلسه واقفین فی الهوا صفو فاحتی اسقد الفق لهم ولم یبق ولی فی الارض الاحنا عنقه۔ ترجمہ کہ فرماتے سنا کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے اس وقت اللہ عزوجل نے ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ ملائکہ مقربین کے ہاتھ ان کے لئے خلعت بھیجی اور تمام اولیائے اولین و آخرین کا مجمع ہوا جو زندہ تھے وہ بدن کے ساتھ حاضر ہوئی اور جو انتقال فرماگئے تھے ان کی ارواح طیبہ آئیں ان سب کے سامنے وہ خلعت حضرت غوثیت کو پہنایا گیا ملائکہ اور رجال الغیب کا اس وقت ہجوم تھا ہوا میں پرے باندھے کھڑے تھے تمام افق ان سے بھر گیا تھا اور روئے زمیں پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے گردن نہ جھکا دی ہو۔ والحمد اللہ رب العالمین اور جب حدیث نمبر ششم بیان کرنے کے بعد اعلی حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ "کلب"

باب عالی عرض کرتا ہے الحمدللہ اللہ نے ہمارے آقا کو اس کہنے کا حکم دیا کہتے وقت ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلعت بھیجا تمام اولیاء اولین و آخرین جمع کئے گئے سب کے مواجہہ میں پہنایا گیا۔ ملائکہ کا جمگھٹ ہوا رجال الغیب نے سلامی دی تمام جہان کے اولیاء نے گردنیں جھکا دیں اب جو چاہے راضی ہو جو چاہے ناراض۔ جو راضی ہوا اس کے لئے رضا۔ جو ناراض ہوا اس کے لئے ناراضی۔ جس کا جی جلے اس سے کہو موتوا بغیظکم ان اللّٰه علیم بذات الصدور ○ مرجاؤ (مغیبوں) اپنی جلن میں بے شک اللہ دلوں کی جانتا ہے۔ حدیث ہفتم قال بیض اللّٰه تعالی وجهه حدثنا الحسن بن نجیم الحورانی قال اخبرنا الشیخ العارف علی بن ادریس الیقوبی قال سمعت الشیخ عبدالقادر رضی اللّٰه عنه یقول الانس لهم مشائخ والجن لهم المشائخ الملئکة لهم مشائخ وانا شخ الکل قال وسمعته فی مرض موته یقول لاولده بنی وبینکم وبین الخلق کلهم بعد مابین السماء والارض لاتقیسوا علی باحدولا تقیسوا علی احداً۔ ترجمہ "ہم سے حسن بن نجیم حورانی نے حدیث بیان کی کہا ہم کو ولی جلیل حضرت علی بن ادریس یعقوبی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہا میں نے حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے آدمیوں کے پیر ہیں قوم جن کے لئے پیر ہیں فرشتوں کے لئے پیر ہیں اور میں سب کا پیر ہوں اور میں نے حضور کو اس مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس ہوا سنا کہ اپنے شاہزادگان کرام سے فرماتے تھے مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان و زمین میں مجھ سے کسی کو نسبت نہ دو اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو" ۔ وصدقت یاسیدنا وانت واللّٰه

الصادق المصدوق"۔ اور حدیث نمبر ہشتم میں فرمایا "وقال ابو محمد اخبرنا شیخنا عبدالغنی بن نقطة قال اخبرنا شیخنا ابو عمر و عثمان الصر یقینی قال واللہ ما اظهر اللہ تعالٰی ولا یظهر الی الوجود مثل الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کہ ہم کو ہمارے مرشد حضرت عبدالغنی بن نقطہ نے خبر دی کہ ان کے سامنے ان کے مرشد حضرت شیخ ابو عمر صریقنی قدس سرہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اللہ عزوجل نے اولیاء میں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا مثل نہ پیدا کیا نہ کبھی پیدا کرے۔

بقسم کہتے ہیں شاہانِ صریفین و مریم
کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمسا تیرا

حدیث نہم :- قال رفع اللہ تعالٰی کتبہ فی علیین اخبرنا الشیخ ابو المحاس یوسف بن احمد البصری قال سمعت الشیخ العالم ابا طالب عبدالرحمٰن بن محمد الهاشمی الواسطی قال سمعت الشیخ القدوہ جمال الدین ابا محمد بن عبدالبصری بها یقول وقد سئل عن الخضر علیہ الصلاۃ والسلام احی هوام میت قال اجتمعت بابی العباس الخضر علیہ الصلاۃ والسلام قلت اخبرنی عن حال الشیخ عبدالقادر قال هو فرد الاحباب وقطب الاولیاء فی هذا الوقت ما اوصل اللہ تعالٰی بها الی مقام الا وکان الشیخ عبدالقادر اعلاہ ولا سقی اللہ حبیبا کاسا من حبہ الا وکان للشیخ عبدالقادر ابناہ ولا وهب اللہ لمقرب حالا الا وکان الشیخ عبدالقادر اجلہ وفداء عدہ اللہ تعالٰی سرا من اسرارہ سبق بہ جمهور الاولیاء وما تخذ اللہ ولیا کان او یکون الا وهو متأدب معہ الی یومہ القیمۃ۔ ترجمہ ہم کو شیخ ابوالمحاسن یوسف بن احمد

بصری نے خبر دی کہ میں نے شیخ عالم ابوطالب عبدالرحمان بن محمد ہاشمی واسطی سے سنا۔ کہتے تھے کہ میں نے شیخ امام جمال الملۃ والدین حضرت ابو محمد بن عبد بصری رضی اللہ عنہ سے بصرہ میں سنا۔ ان سے سوال ہوا تھا کہ حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام زندہ ہیں یا انتقال ہوا۔ فرمایا میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملا اور عرض کی مجھے حضرت شیخ عبدالقادر کے حال سے خبر دیجئے۔ حضرت خضر نے فرمایا وہ آج تمام محبوبوں میں یکتا اور تمام اولیاء کے قطب ہیں اللہ تعالٰی نے کسی ولی کو کسی مقام تک نہ پہنچایا جس سے اعلٰی مقام شیخ عبدالقادر کو نہ دیا ہو نہ کسی حبیب کو اپنا جام محبت پلایا جس سے خوشگوار تر شیخ عبدالقادر نے نہ پیا ہو نہ کسی مقرب کو کوئی حال بخشا کہ شیخ عبدالقادر اس سے بزرگ تر نہ ہوں اللہ نے ان میں اپنا وہ راز ودیعت رکھا ہے جس سے وہ جمہور اولیاء پر سبقت لے گئے اللہ نے جتنوں کو ولایت دی اور جتنوں کو قیامت تک دے گا سب شیخ عبدالقادر کے حضور ادب کئے ہوئے ہیں۔

جو ولی قبل تھے یہ بعد ہوئے یا ہونگے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

اور اعلٰحضرت نے حدیث دہم تحریر فرمائی جس میں لکھا ہوا ہے کہ الشیخ احمد فاذا انا بجانبہ فرایت شیخاً مها با فقمت فقال لی یا خضر ومن یری مثل الشیخ عبدالقادر سید الاولیاء یتمنی رؤیة مثلی وهل انا الا من رعیة ثم غاب وبعد وفاة الشیخ انحدرت من بغداد الی اما عبیدة لازورہ فلما قدمت علیہ اذا هو الشیخ الذی رایتہ فی جانب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ فی ذلک الوقت لم تجدد رؤیتہ عندی زیارة معرفة بہ فقال لی یا خضر الم تکفک

الاولی۔ یعنی شیخ احمد رفاعی رضی اللہ عنہ کی زیارت کروں حضور نے فرمایا کیا شیخ احمد کو دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی ہاں۔ حضور نے تھوڑی دیر سر مبارک جھکایا پھر مجھ سے فرمایا اے خضر لو یہ ہیں شیخ احمد۔ اب جو میں دیکھوں تو اپنے آپ کو حضرت احمد رفاعی کے پہلو میں پایا اور میں نے ان کو دیکھا کہ رعب دار شیخ ہیں میں کھڑا ہوا اور انھیں سلام کیا اس پر حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا اے خضر وہ جو شیخ عبدالقادر کو دیکھے جو تمام اولیاء کے سردار ہیں وہ اور میرے دیکھنے کی تمنا۔ میں تو انہیں کی رعیت میں سے ہوں یہ فرما کر میری نظر سے غائب ہوگئے۔ پھر حضور سرکار غوثیت رضی اللہ عنہ کے وصال اقدس کے بعد میں بغداد شریف سے حضرت سیدی احمد رفاعی کی زیارت کو ام عبیدہ گیا انہیں دیکھا تو وہی شیخ تھے جن کو میں نے اس دن حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دیکھا تھا۔ اس وقت کے دیکھنے نے کوئی اور زیادہ ان کی شناخت مجھے نہ دی۔ حضرت رفاعی نے فرمایا اے خضر کیا پہلی تمہیں کافی نہ تھیں۔

اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ شیخ رفاعی نے فرمایا:- ثم قال امن یستطیع وصف مناقب الشیخ عبدالقادر ومن یبلغ مبلغ الشیخ عبدالقادر ذلک رجل بحر الشرعة عن یمینه وبحر الحقیقة عن یساره من ایهما شاء اغترف الشیخ عبدالقادر لاثانی له فی عصرنا هذا۔ قال وسمعته یوما یوصی اولا داخته واکابر اصحابه وقدجاء رجل یودعه مسافرا الی بغداد قال له اذا دخلت الی بغداد فلاتقدم علی زیارة قبره الشیخ عبدالقادر شیئا ان کان حیا ولا علی زیارة ان کان میتاً فقد اخذله العهد ایمارجل من اصحاب الاحوال دخل بغداد ولم

بزره سلب حاله ولو قبیل الموت ثم قال والشیخ محی الدین عبدالقادر حسرة علی من یره۔ ترجمہ پھر حضرت سید رفاعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر کے مناقب کون بیان کرسکتا ہے۔ شیخ عبدالقادر کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے شریعت کا دریا ان کے دہنے ہاتھ پر ہے اور حقیقت کا دریا ان کے بائیں ہاتھ پر جس میں سے چاہیں پانی لیں ہمارے اس وقت میں شیخ عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں۔

بحرمة جدک الکیم علیه ثم علیک الصلاة والتسلیم۔ مسلمان ان احادیث صحیحہ جلیلہ کو دیکھے اور اس شخص کے مثل اپنا حال ہونے سے ڈرے جس کا خاتمہ حضرت غوثیت کی شان میں گستاخی اور حضرت سید رفاعی کے غضب پر ہوا والعیاذ باللہ رب العلمین۔ اے شخص ظاہر شریعت میں حضرت سرکار غوثیت کی محبت بایں معنی رکن ایمان نہیں کہ جو ان سے محبت نہ رکھے شرع اسے فی الحال کافر کہے یہ تو صرف انبیا علیہم الصلاۃ والثنا کے لئے ہے مگر واللہ کے ان کے مخالف سے اللہ عزوجل نے لڑائی کا اعلان فرمایا ہے خصوص کا انکار نصوص کے انکار کی طرف لے جاتا ہے عبدالقادر کا انکار قادرِ مطلق عزجلالہ کے انکار کی طرف کیونکر نہ لے جائے گا۔

نوٹ:- مگر سیفی فرقہ کے نزدیک ان کے تقریباً آٹھ ہزار خلفا ہیں سارے ہی کامل مکمل ولی اولیاء ہیں اگر کوئی ان میں سے کسی ایک کی بھی ولایت کا انکار کرے گا تو کافر ہوجائے گا۔ (ھدایت السالکین صفحہ ۳۶۰)

بازا شہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی
دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا توطا تیرا

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

والعیاذ باللہ القادر رب الشیخ عبدالقادر وصلی اللہ تعالٰی وبارک وسلم علی جد الشیخ عبدالقادر ثم علی الشیخ عبدالقادر آمین۔

تذئیل :۔ اخیر میں ہم دو جلیل القدر اجلہ المشاہیر علماء کبار مکہ معظمہ کے کلمات ذکر کریں جن کی وفات کو تین تین سو برس سے زائد ہوئے اول امام اجل ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ دوم علامہ علی قاری مکی حنفی صاحب مرقاۃ شرح مشکوۃ وغیرہا کتب جلیلہ۔ دو غرض سے ایک یہ کہ اگر دو مطرودوں ۔ مخذولوں گمناموں مجہولوں واسطی و قرمانی کی طرح کسی کے دل میں کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف سے آگ ہو تو ان سے لاگ کی تو کوئی وجہ نہیں یہ بالاتفاق اجلہ اکابر علما ہیں دوسرے یہ کہ دونوں صاحب اکابر مکہ معظمہ سے ہیں تو اس افتراء کا جواب ہوگا جو مخالف نے اہلِ عرب پر کیا حالانکہ غالباً تاریخ الحرمین وغیرہ میں ہے اور حاضری حرمین طیبین سے مشرف ہونے والا جانتا ہے کہ اہلِ حرمین طیبین بعد حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھتے بیٹھتے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہیں اور حضور کے برابر کسی کا نام نہیں لیتے۔ ان حضرات کی بھی چند عبارات سن لیں۔

(۱) علامہ علی قاری حنفی مکی متوفی ۱۰۱۴ھ کتاب نزہۃ الخاطر فی ترجمہ سیدی الشریف عبدالقادر میں فرماتے ہیں "لقد یلغنی الاکبران بران الامام الحسن ابن سیدنا علی رضی اللہ عنہما لما ترک الخلافۃ لما فیھا من الفتنۃ والافۃ عوضہ اللہ سبحنہ وتعالٰی القطبیۃ الکبری فیہ وفی نسلہ وکان رضی اللہ

تعالٰی عنہ القطب الاکبر و سیدنا السید الشیخ عبدالقادر ھو القطب الاوسط والمھدی خاتمۃ الاقطاب۔ ترجمہ بے شک مجھے اکابر سے پہنچا کہ سیدنا امام حسن مجتبٰی رضی اللہ عنہ نے جب بخیال فتنہ ولا یہ خلافت ترک فرمائی اللہ عزوجل نے اس کے بدلے ان میں اور انکی اولاد امجاد میں غوثیت عظمٰی کا مرتبہ رکھا۔ پہلے قطب اکبر خود حضور سیدنا امام حسن ہوئے اور اوسط میں صرف حضور سیدنا سید شیخ عبدالقادر اور آخر میں حضرت امام مہدی ہونگے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ اس عبارت میں لفظ خطر ملحوظ رہے۔ (۲) اسی میں ہے من مشائخہ حماد الرباس رضی اللہ عنہ روی ان یوما کانا سیدنا عبدالقادر عندہ فی رباطہ ولما غاب من حضرتہ قال ان ھذا الشاب الشرف قدماً یکون علی رقاب اولیاء اللہ یصیر مامور امن عند مولاہ بان یقول قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ ویتوضع لہ جمیع اولیاء اللہ فی زمانہ ویعظمونہ لظھور شانہ۔ ترجمہ حضرت حماد باس حضور سیدنا غوث اعظم کے مشائخ میں سے ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین ایک روز انہوں نے سرکار غوثیت کی غیبت میں فرمایا ان جو ان سید کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا انہیں اللہ عزوجل حکم دے گا کہ فرمائیں میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اور ان کے زمانے میں جمیع اولیاء اللہ ان کے لئے سر جھکائیں گے اور ان کے ظہور مرتبہ کے سبب ان کی تعظیم بجا لائینگے۔ مامور من اللہ ہونا ملحوظ رہے اور جمیع اولیاء زمانہ میں بے شک حضرت سیدی رفاعی رضی اللہ عنہ بھی داخل ہیں۔ (۳) اسی میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا قدم ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمانا اور اولیاء حاضرین و غائبین کا گردنیں جھکانا اور قدم مبارک اپنی گردنوں پر لینا اور ایک شخص کا انکار کرنا اور اس کی ولایت

سلب ہوجانا بیان کرکے فرماتے ہیں وھذا بینہ مبینة علی انہ قطب الاقطاب والغوث الاعظم۔ ترجمہ یہ روشن دلیل قاطع ہے اس پر کہ حضور تمام قطبوں کے قطب اور غوث اعظم ہیں۔ (۴) اسی میں ہے ومن کلامہ رضی اللہ عنہ تحدث ابنعم اللّٰہ تعالٰی علیہ بینی وبینک و بین الخلق کلھم بعد مابین السماء والارض فلا تقیسونی باحد ولا تقبیسوا علی احداً یعنی فلا یقاس الملوک بغرھم وھذا کلہ من فتوح الغیب المبرء من کل عیب۔ ترجمہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کی اپنے اوپر نعمتیں ظاہر فرمانے کو جو کلام ارشاد فرمائے ان میں سے یہ ہے کہ فرمایا کہ مجھ میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان اور زمین میں مجھے کسی سے نسبت نہ دو اور مجھ پر کسی کو قیاس نہ کرو۔ اس پر علامہ علی قاری فرماتے ہیں اس لئے کہ سلاطین کا رعیت پر قاس نہیں ہوتا اور یہ سب غیب کے فتوحات سے ہے جو ہر عیب سے پاک و صاف ہے۔ (۶) اسی میں ہے قال رضی اللہ عنہ وعزة ربی ان السعداء ولا شقیاء یعرضون علی وان بؤبؤ عینی فی اللوح المحفوظ انا حجتة اللّٰہ علیکم جمیعکم انا نائب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ووارثہ فی الارض ویقول الانس لھم مشائخ والجن لھم مشائخ والملئکة لھم مشائخ وانا شیخ الکل رضی اللّٰہ عنہ ونفعانبہ۔ ترجمہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے عزت پروردگار کی قسم بے شک سعید و شقی سب مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں بے شک میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں ہے میں تم سب پر اللہ کی حجت میں ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب اور تمام زمین میں ان کا وارث ہوں اور فرمایا کرتے آدمیوں کے پیر ہیں قوم جن کے پیر ہیں فرشتوں

کے پیر ہیں اور میں ان کا سب کا پیر ہوں۔ علی قاری اسے نقل کر کے عرض کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل کی رضوان حضور پر ہو اور حضور کے برکات سے ہم کو نفع دے۔ (۷) اسی میں ہے روی عن السید الکبیر القطب الشھیر سیدی احمد رفاعی رضی اللّٰہ عنہ انہ قال الشیخ عبدالقادر بحر الشریعة عن یمینہ وبحر الحقیقة عن یسارہ من الیھما شاء اغترف السید عبدالقادر لاثانی لہ فی عصرنا ھذا رضی اللّٰہ عنہ۔ ترجمہ سید کبیر قطب شہیر سیدی احمد رفاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر وہ ہیں کہ شریعت کا سمندر ان کے داہنے ہاتھ ہے اور حقیقت کا سمندر ان کے بائیں ہاتھ جس میں سے چاہیں وہ پانی لیں۔ اس ہمارے وقت میں سید عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں رضی اللہ عنہ ۔ (۸) امام ابن حجر مکی شافعی متوفی ۹۷۴ھ اپنے فتاوے حدثیہ میں فرماتے ہیں انھم قد یؤمرون تعریفا لجاھل او شکرا وتحدثا بنعمة اللّٰہ تعالی کما وقع للشیخ عبدالقادر رضی اللّٰہ عنہ انہ بینھما ھو بمجلس وعظہ واذا ھو یقول قدمی ھذہ علی رقبة کل ولی اللّٰہ تعالی فاجابہ فی تلک الساعة اولیاء الدینا قال جماعة بل و اولیاء الجن جمیعھم وطاطاوارؤسھم وخضعوالہ واعترفوا بما قالہ الارجل باصبھان فابی فلسب حالہ۔ ترجمہ کبھی اولیاء کو کلمات بلند کہنے کا حکم دیا جاتا ہے کہ جو ان کے مقامات عالیہ سے ناواقف ہے اسے اطلاع ہو یا شکر الٰہی اور اس کی نعمت کا اظہار کرنے کے لئے جیسا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے ہوا کہ انھوں نے اپنی مجلس وعظ میں دفعتہً فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کے گردن پر فوراً تمام دنیا کے اولیا نے قبول کیا (اور ایک جماعت کی روایت ہے کہ جملہ اولیاء جن نے بھی) اور سب

نے اپنے سر جھکا دیئے اور سرکار غوثیت کے حضور جھک گئے اور ان کے اس ارشاد کا اقرار کیا مگر اصفہان میں ایک شخص منکر ہوا فوراً اس کا حال سلب ہوگیا۔

(۹) پھر فرمایا وممن طاطا راسہ ابوالنجیب السہروردی وقال علی راسی علی راسی واحمد الرفاعی فقال وحید منہم وسئل فقال الشیخ عبدالقادر یقول کذا وکذا وابومدین فی المغرب وانا منہم اللھم انی اشھدک واشھدک ملئکتک انی سمعت واطعت وکذا الشیخ عبدالرحیم القناوی مد عنقہ وقال صدق الصادق المصدوق۔ ترجمہ حضور کے ارشاد پر جنھوں نے اپنے سر جھکائے ان میں سے (سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے پیران پیر) حضرت سیدی عبدالقاہرا بوالنجیب سہروردی رضی اللہ عنہ ہیں انھوں نے اپنا سر مبارک جھکایا اور کہا (گردن کیسی) میرے سر پر میرے سر پر اور ان میں سے حضرت سیدی احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ ہیں انھوں نے سر مبارک جھکایا اور کہا یہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے جن کی گردن پر حضور کا پاؤں ہے اس کہنے اور گردن جھکانے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد مقدس میں ارشاد فرمایا ہے کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر لہذا میں نے بھی سر جھکایا اور عرض کی کہ یہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں سے ہے اور انہیں میں سے حضرت سیدی ابومدین شعیب مغربی رضی اللہ عنہ ہیں انھوں نے سر مبارک جھکایا اور کہا میں بھی انہیں میں ہوں الٰہی میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے قدمی کا ارشاد سنا اور حکم مانا اسی طرح حضرت سیدی شیخ عبدالرحیم قناوی رضی اللہ عنہ نے اپنی گردن مبارک بجھائی اور کہا سچ فرمایا سچے مانے ہوئے سچے نے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (۱۰) پھر فرمایا کہ ذکر

کثیرون من العارفین الذین زکرناھم وغیرھم انہ لم یقل الا بامر اعلانا بقطبیتہ فلم یسع احداً التخلف بل جاء باسانید متعددۃ عن کثیرین انھم اخبر واقبل مولدہ بخومائۃ سنۃ انہ سیولد بارض العجم مولودلۃ مظھر عظیم بقول ذلک فتندرج الاولیاء فی وقتہ تحت قدمہ۔ ترجمہ اولیاء کرام کہ ہم نے ذکر کئے یعنی حضرت نجیب الدین سہروردی و حضرت سید احمد رفاعی و حضرت شعیب مغربی و حضرت عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنھم انھوں نے اور ان کے سوا اور بہت عارفین کرام نے تصریح فرمائی کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے ایسا نہ فرمایا بلکہ اللہ عزوجل نے ان کی قطبیت کبری ظاہر فرمانے کے لئے انہیں اس فرمانے کا حکم دیا لہذا کسی ولی کو گنجائش نہ ہوئی کہ گردن نہ بجھاتا اور قدم مبارک اپنی گردن پر نہ لیتا بلکہ متعدد سندوں سے بہت اولیاء کرام مقدمین سے مروی ہوا کہ انھوں نے سرکار غوثیت کی ولادت مبارکہ سے تقریباً سو برس پہلے خبر دی تھی کہ عنقریب عجم میں ایک صاحب عظیم مظہر والے پیدا ہونگے اور یہ فرمائیں گے کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اس فرمانے پر اس وقت کے تمام اولیاء ان کے نیچے سر رکھیں گے اور اس قدم کے سایہ میں داخل ہونگے۔ اللھم لک الحمد صل علی محمد وابنتہ وذریہ۔ اقوال اس کا جواب قرآن عظیم دے گا وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العلمین ۝ کوئی نہیں بلکہ ان کی بداعمالیوں نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دی ہے اور فرماتا ہے ذلک بانھم آمنو ثم کفروا فطبع علی قلوبھم فھم لا یفقھون ۝ یہ اس لئے کہ وہ ایمان لائے پھر کفر کیا تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی کہ اب انہیں کچھ سمجھ نہ رہی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ امام ابن حجر فرماتے ہیں وفی ھذہ

ابلغ زجراً واکر ردع عن الانکار و علی اولیاء اللّٰہ تعالٰی خوفا من ان یقع المنکر فیما وقع فیہ ابن السقا من تلک الفتنۃ المھلکۃ الابدیۃ التی لا اقبح منھا نعوذ باللّٰہ من ذلک و نسالہ بوجہ الکریم و حبیبہ الرؤف الرحیم ان یؤمننا من ذلک و من کل فتنۃ محنۃ بمنہ وکرمہ وفیھا ایضا اتم حث علٰی اعتقاد ھم والادب معھم وحسن الظن بھم مھما امکن۔ ترجمہ اس واقعہ میں اولیائے کرام پر انکار سے کمال جھرکنا اور سخت منع ہے اس خوف سے کہ منکر اس مہلک فتنے میں پڑجائے گا جو ہمیشہ ہمیشہ کا ہلاک ہے اور جس سے بدتر کوئی خباثت نہیں جس میں ابن السقا پڑگیا۔ اللہ عزوجل کی پناہ ہم اللہ عزوجل سے اس کے وجہ کریم اور اس کے حبیب رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے مانگتے ہیں کہ ہم کو اپنے احسان و کرم کے ساتھ اس سے اور ہر فتنہ و محنت سے امان بخشے نیز اس واقعہ میں کمال ترکیب سے اس کی کہ اولیاء کرام کے ساتھ عقیدت و ادب رکھیں اور جہاں تک ہو ان پر نیک گمان کریں۔ فقیر کوئے قادری امید کرتا ہے کہ اتنے بیان میں اہل انصاف وسعادت کے لئے کفایت ہو۔ اللہ عزوجل مسلمان بھائیوں کو اتباع حق و ادب اولیاء کی توفیق دے اور ابن السقا بجنہم اس شخص کے حال سے پناہ دے جس نے بزعم خود حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ کے بارگاہ میں حق نیازمندی ادا کیا اور نتیجہ معاذاللہ وہ ہوا کہ سید کبیر کے غضب اور حضور غوثیت کی سرکار میں اساءت ادب پر خاتمہ ہوا۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔ اے برادر مقتضائے محبت اتباع و تصدیق ہے کہ نہ نزاع و تکذیب۔ سچا محب حضرت احمد کبیر کے ارشادات کو بالائے سر لے گا اور جس بارگاہ ارفع کو انھوں نے سب سے ارفع بتایا اور ان کا قدم اقدس اپنے سر مبارک پر لیا انہیں

کو ارفع و اعظم مانے گا عبدالرزاق محدث شیعی تھا مگر حضرات عالیہ شیخین رضی اللہ عنہما کو حضرت امیر المومنین مولی علی کرم علی وجہہ سے افضل کہتا۔ اس سے پوچھا جاتا تو جواب دیتا کہ کفی بی وزرا ان احبہ ثم اخالفہ یعنی امیر المومنین نے خود حضرات شیخین کو اپنے نفس کریم سے افضل بتایا ہے مجھے یہ گناہ بہت ہے کہ علی سے محبت رکھوں پھر ان کا خلاف کروں۔ واقعی تکذیب و مخالف اگرچہ بزعم عقیدت و محبت ہو اعلی درجہ کی عداوت ہے والعیاذ باللہ تعالی۔ اللہ عزوجل اپنے محبوبوں کا حسن و ادب روزی کرے اور انہیں کی محبت پر خاتمہ فرمائے اور انہیں کے گروہ پاک میں اٹھائے۔ آمین آمین بجاھم عندک یا ارحم الراحمین وصلی اللّٰہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا والہ وصحبہ وابنۃ وجن بہ اجمعین الی یوم عدد کل ذرۃ ذرۃ الف الف الف مرۃ فی کل آن وحین الی ابد الابدین آمین والحمدللّٰہ رب العلمین واللّٰہ تعالٰی اعلم۔

مری تقریر طبع یار کو بے چین کرتی ہے　　سبب کیا ہے وہی کہتا ہوں جو دل پر گذرتی ہے

تلبیس کے معنی باطل کو حق کی صورت میں ظاہر کرنا جس کی وجہ سے فاسد عقیدہ صحیح معلوم ہوتا ہے، اور ناقص چیز اچھی معلوم ہوتی ہے، مگر شرع اور علماء حق دونوں ایسی کسوٹی ہیں کہ شیطان کتنے بھی روپ بدل کر لوگوں کو بہکانا چاہے یہ بر وقت جان کر بندگانِ الٰہی کی دستگیری کرتے ہیں۔ دوسرے تمام فتنوں کی طرح فتنہ سیفیہ نے جب اپنے مکروفریب کا جال بچھانا شروع کیا تو علماء اہلسنت نے بروقت اس فتنہ کے مکائد سے امت کو باخبر کیا

نوٹ :- قارئین کرام آپ نے مجدد دین ملت اعلحضرت کا فتوی پڑھ لیا؟

جَامِعُ الْمَعْقُوْلِ وَالْمَنْقُوْلِ حَاوِیُ الْفُرُوْعِ وَالْاُصُوْلِ شَیْخُ الْحَدِیْث

اَبُوالْعَلَاءِ مُفْتِی مُحَمَّد عَبْدُاللّٰہ قَادِری اَشْرَفِی رَضَوِی بَرَکَاتِی

نَاظِم وَمُهْتَمِم دَارُالْعُلُوْم جَامِعَہ حَنَفِیَّہ قَصُوْر (پاکستان) کا فتویٰ

الجواب: ھوالمؤفق للصواب

الحمدللہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد المصطفیٰ وعلیٰ الہ واصحابہ البررالتقی۔

۱. اللھم رب زدنی علما۔ از صورت مسؤلات نمبر ۱ افغانی پیر کا دعویٰ خبیث کہ وہ پیران پیر دستگیر السید عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے چھ مقامات میں فوقیت رکھتے ہیں غلط اور بکواس ہے۔ افغانی پیر اپنے مکروفریب کی وجہ سے دجال ہے۔

چہ نسبت خاک را باعالم پاک　　کجا عیسیٰ کجا دجّال ناپاک

۲. الغوث الاعظم رضی اللہ عنہ تو فرماتے ہیں۔ انا الحسنی والمخدع مقامی واقدامی علیٰ عنق الرجال۔ میں حسنی سید ہوں اور نہاں خانہ میرا مقام ہے یعنی رازداری کا مقام! میرا مقام ہے اور میرے قدم اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی گردنوں پر ہیں۔ واضح ہوا کہ غوث اعظم ولیوں میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔

نعم ماقیل　　غوث اعظم درمیانِ اولیاء　　چوں محمد درمیانِ انبیاء

۳. مجدد الف ثانی سرہندی فاروقی علیہ الرحمۃ کا کلام شانِ غوثیت میں ملاحظہ ہو:- حضور پر نور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک سے

قیامت تک جتنے اولیاء، ابدال، اقطاب، اوتاد، بدلاونجباء، غوث یا مجدد ہونگے سب فیضانِ ولائت اور برکات طریقت حاصل کرنے میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے محتاج ہونگے بغیر ان کے واسطے اور وسیلے کے قیامت تک کوئی ولی نہیں ہوسکتا۔ مکتوب ۱۲۳ جلد سوم ۲۴۸۔

نیز مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجدد الف ثانی بھی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا نائب ہے جس طرح سورج کا پر تو پڑنے سے چاند منور ہوتا ہے۔ اسی طرح مجدد الف ثانی پر بھی تمام فیوض و برکات! حضور غوثِ اعظم کی بارگاہ سے فائز ہورہے ہیں۔ مکتوب (۱۲۳) جلد سوم ص (۲۴۸) ان دلائل اور شواہد سے واضح ہوگیا کہ غوث اعظم کا کلام واقدامی علی عنق الرجال قیامت تک کے ولیوں کی گردنوں پر ہے۔ افغانی پیر! تو ولی ہی نہیں۔ تو غوث اعظم سے چھ مقامات میں فوقیت کیسے آگئی۔ یا اسفا ویا عجبا افغانی پیر میں تو تنزل ہی تنزل ہے تکبّر ہی تکبّر ہے۔ تحسّر ہی تحسّر ہے۔ تجبّر ہی تجبّر ہے۔ کرامت کہاں، استقامت کہاں۔

حل اعتراض

یاد رہے کہ امت ہذا کے اصحابہ اور ائمہ کرام یعنی صدیق اکبر، فاروق و عثمان و علی اور دیگر اصحابہ کرام اور امام حسن اور امام حسین اور امام مہدی رضی اللہ عنہم اس جملہ سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ صحابی کا مرتبہ قطبیت اور غوثیت سے بہت بلند ہے۔ اور امام مہدی خود مستقل غوث ہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام جبکہ نزول فرمائیں گے تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں. کیونکہ وہ صرف ولی نہیں بلکہ حضور سے قبل عہدہ نبوت پر تقرری رہی۔ جب تشریف لائیں گے تو

اس وقت ان کی ذات وصف نبوت سے متصف ہوگی۔ کیونکہ نبوت چھینی نہیں جاسکتی۔ مگر اس وقت انؓ کی ذات کی اس وصفِ نبوت کے ساتھ تقرری نہ ہوگی۔ کہ ان کی شریعت کا اجراء ہو۔ یہ مستثنیات ایسے ہی ہیں جیسے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی افضلیت عام جنتی عورتوں پر۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ مگر حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ کی سردار تو نہیں۔ یا اس طرح جیسے حضرت مریم کو تمام جہانکی عورتوں پر فضیلت ہے مگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر اور حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر فضیلت نہیں۔ فافہم..

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام غوثیت بہت بلند ہے۔ سیف افغانی کا یہ کہنا کہ وہ غوث اعظم سے چھ مقامات میں فوقیت رکھتا ہے یہ کسی مجنون کی بڑ اور کسی جاہل کی جہالت کا نمونہ ہے۔ اسے اتنی جرات نہیں کرنی چاہئے۔

سگِ دربار جیلاں شو چوں خواہی قربِ ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ دربار جیلانی

۲. اعلیٰ حضرت! بریلویوں کے قبلہ و کعبہ! لاریب فیہ ولا شک فیہ قبلہ و کعبہ ہیں۔ باعثِ تکریم و تعظیم ہیں، احترام و اعزاز کے لائق ہیں۔ اعلیٰ حضرت چودھویں صدی کے مجدد ہیں، حدیث میں ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ لیجدد لھا دینھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے سرے پر اس امت کے لئے بھیجتا ہے تاکہ وہ اس امت کے لئے اس کے دین میں تجدید کر یعنی سنتوں کو زندہ کرے اور بدعات کا خاتمہ کرے۔ اس حدیث کے اعتبار سے آپ مجدد دین و ملت ہیں. مفتیاں حرمین شریفین نے بھی آپ کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ (از حسام الحرمین)

اعلیٰ حضرت! صحیح معنی میں عاشقِ رسول و خادم رسول و متبع شریعت، اطاعت الہ اور اطاعت رسول کا احسن منظر ہیں۔ مجمع بحارالانوار ہیں حجۃ اللہ علی العالمین حجۃ الاسلام اور شیخ الاسلام ہیں۔ حقیقت ہے کہ اس وقت

اعلیٰ حضرت بریلوی! کے نام سے ہی سنیت کی پہچان ہیں۔
اعلیٰ حضرت بریلوی! ہی اہل السنت والجماعت کا عنوان ہیں۔
اعلیٰ حضرت بریلوی! ہی سنیت کے علمبردار اور ترجمان ہیں۔

پیر افغانی کو اعلیٰ حضرت بریلویوں کے قبلہ و کعبہ نظر آتے ہیں سنیوں کے قبلہ و کعبہ نظر کیوں نہیں آتے۔ اس میں ایک چھپا ہوا راز ہے جو اس پیر کے معما کو ہم خوب سمجھتے ہیں مگر

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے
جو عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے
یہ وار وار سے پار ہے

پیر افغانی کو سمجھنا چاہیے کہ اہلسنت و جماعت ہی تو بریلوی ہیں دیابنہ سنی نہیں رہے وہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں اپنی کفری عبارات کی وجہ سے اگر اعلیٰ حضرت نہ ہوتے تو تیرا روپ کا بھروپ کیسے منکشف ہوتا۔ اگر اعلیٰ حضرت نہ ہوتے تو تیرا زیاب°فی ثاب ہونا کیسے ظاہر ہوتا. اعلیٰ حضرت کے مشن نے ہی تمہارے مکروفریب کو ظاہر کیا۔ پیر افغانی جیسے اجھل لوگ پیز نہیں شریر ہیں۔ ولی الرحمٰن نہیں ولی الشیطان ہیں یہ شخص! سنیت کو سخت نقصان پہنچانے والا ہے۔ اس کا ساتھی گوہر شاہی مکار بھی سنیت کو نقصان پہنچانے والا ہے۔ ان کا ساتھی طاہر القادری یہ بھی سنیت کو نقصان پہنچانے والا ہے۔ ان لوگوں نے سنیت کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے۔ الامان الامان

لطیفہ :- مجھے ایک جگہ جانا ہوا تو وہاں ایک صاحب کھڑے ہوئے اسپیکر کے سامنے! اور کہتے ہیں! چراغِ چشتیاں ہرگز نمے میرد۔ میں نے کہا یہ کہو۔

چراغ نقشبندیاں ہرگز نمے میرد
چراغِ قادریاں ہر گز نمے میرد
چراغِ سہروردیاں ہر گز نمے میرد

اور پیر افغانی کہتا ہے کہ چراغِ نقشبندیاں ہرگز نمے میرد اور سلاسل ثلاثہ کے متعلق کہتا ہے۔ تمام دنیا میں شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور سنت سنیہ کے التزام کا واحد مرکز اس فقیر کی خانقاہ سنیہ یاد کی جاتی ہے۔ " ھدایت السالکین" صفحہ ۱۷۸۔

قارئین! اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت! مجدد دین و ملّت الشاہ احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز نے اپنے فتاوی رضویہ میں گیارہ حدیثیں پیش کی ہیں کہ غوث اعظم نے فرمایا ہے کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ

ماخوذ از بھجۃ الاسرار از للعلام الامام شطنوفی علیہ الرحمۃ

علامہ شطنوفی علیہ الرحمۃ صاحب! بھجۃ الاسرار کے متعلق افغانی پیر سیف کا امام العصر شیخ الکبیر محدث کشمیری! فیض الباری حاشیہ صحیح البخاری میں لکھتا ہے کہ وثقہ المحدثون! علامہ شطنوفی کی محدثین نے توثیق کی ہے یعنی محدثوں نے علامہ شطنوفی کو ثقہ قرار دیا ہے۔ لہذا ان کی روایات قوی ہیں۔ اور قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ یہ آپ کا فرمان بفضلہ تعالی صحیح ہے۔

پیر افغانی! کا امام العصر اور شیخ کبیر محدث کشمیری بھی گستاخ رسول تھا اور ان دیوبندی علماء کا موئید تھا۔ اور ان کی عبارتوں کو حق مانتا تھا۔ لہذا یہ محدث کشمیری مولوی انور شاہ کشمیری بھی خارج عن الاسلام تھا کیونکہ مومن کا عقیدہ ہے من شک فی کفرھم وعذابہم فقد کفر۔ مگر مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندیوں کو مومن سمجھتا ہے۔ لہذا یہ بھی ان کے ساتھ ہے۔ (مرتد)

یہ افغانی پیر کہتا ہے :- کہ اعلیٰ حضرت بریلویوں کے قبلہ وکعبہ ہیں یعنی اس کے نہیں یاد رکھو۔ اعلیٰ حضرت سے عناد وہ رکھے گا۔ جو دیوبندی ہوگا یا دیوبندی نواز لہذا افغانی پیر سنی نہیں ہے۔ باقی جو بھی ہو.....

پیر افغانی پھر یہ کہتا ہے کہ نہ میں دیوبندی ہوں نہ بریلوی! کہ ان دونوں میں افراط و تفریط ہے مگر اوپر کے کلام سے واضح ہے کہ یہ دیوبندی ہے! بریلویت کے لباس میں، بریلوی سنی نہیں ہے۔

پیر افغانی کو چاہیے تھا کہ بریلویت میں افراط و تفریط کی نشان دہی کر دیتا تاکہ مقام تعدیل واضح ہوجاتا۔

انا اقول :- یاد رکھنا چاہیے کہ بریلوی مسلک ہی حق اور سچ ہے۔

سنی بریلوی مسلک ہی معتدل بین الافراط و التفریط ہے۔
سنی بریلوی مسلک ہی معتدل بین الجبر و القدر ہے۔
سنی بریلوی مسلک ہی معتدل بین الخوف و الرجا ہے۔
سنی بریلوی مسلک ہی معتدل بین الرفض و الخروج ہے۔
سنی بریلوی مسلک ہی معتدل بین التشبہ و التعطیل ہے۔
سنی بریلوی مسلک ہی معتدل بین المحبۃ والعقل ہے۔
سنی بریلوی مسلک ہی ما انا علیہ واصحابی کا مصداق ہے۔

سنی بریلوی مسلک ہی صحیح معنوں میں عقائد اہلسنت و جماعت پر قائم ہے۔

پیر افغانی کا یہ کہنا کہ میں دیوبندی بھی نہیں ہوں اور بریلوی بھی نہیں ہوں۔ تو ہے کیا؟ چوں چوں کا مربہ نہ مومن نہ کافر

لاالٰی ھٰؤلاء ولاالٰی ھٰؤلاء

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے یہ تو پیر افغانی کی بہت بڑی سیاست ہے جو منافقین کی سیاست تھی۔ دیوبندیوں سے جب ملاقات کی تو کہا کہ دیوبندی ہوں بریلوی نہیں پھر کہا جاتا ہے کہ تم نے تو کہا تھا کہ میں دیوبندی بھی نہیں ہوں؟ وہ تو بریلویوں کو پختہ کرنے کے لئے کہا تھا۔ جب ملاقات ہوئی بریلویوں سے تو کہا میں دیوبندی نہیں ہوں پھر کہا گیا کہ تم نے تو کہا تھا کہ میں بریلوی بھی نہیں ہوں وہ تو دیوبندیوں کو پختہ کرنے کے لئے تھا۔ یہ ھے پیر افغانی کے طلب زر اور لقمہ تر کا دھندا۔

واضح ہوا کہ یہ منافقت سے کام لیتا رہا ہے۔ بظاہر سنی بریلوی بنا رہا باطناً دیوبندی رہا۔ اب ظاہر ہوگیا کہ یہ پیر سیف افغانی وہابی دیوبندی اسماعیلی ہے۔ (معاذاللہ)

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذوں کے پھولوں سے

خباثت :- سیف الرحمان کے علوم اور کمالات غیر متناہی ہیں (معاذ اللہ) غیر متناہی علوم تو اس ذات کے ہونگے جو ازلی و ابدی اور قدیم اور واجب الوجود ذات ہوگی۔ یہاں تک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم بھی متناہی ہیں غیر متناہی نہیں۔ مرتبہ الوہیت ملاحظہ ہوں۔

۱. اللہ تعالیٰ ازلی ابدی ذات ہے اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔
۲. اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔
۳. اللہ تعالیٰ قدیم ذات ہے اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔
۴. اللہ تعالیٰ علت مستقلہ ہے اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔
۵. اللہ تعالیٰ غیر محدود ذات ہے اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔
۶. اللہ تعالیٰ کی ذات مستقل بالذات اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔
۷. اللہ تعالیٰ کی ذات محیط ہے اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔
۸. اللہ تعالیٰ کی صفات واجب ہیں اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔
۹. اللہ تعالیٰ کی صفت! کلام اور علم واجب ہے اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔
۱۰. اللہ تعالیٰ خالقِ موجد مکونِ محدث، منشی، مخترع، منتزع، بدیع ذات ہے اس کے علوم و کمالات غیر متناہی ہیں۔

اور کسی ذات کے علوم و کمالات غیر متناہی نہیں ہیں۔

اگر سیف الرحمان افغانی کے علوم و کمالات (معاذ اللہ) غیر متناہی ہیں تو معاذ اللہ العیاذ باللہ یہ تو مدعی الوہیت ہوا شرم شرم شرم .....

فرعون! انا ربکم الاعلیٰ کہہ کر الہ بنا اور دیوبندی مولوی سیف! اپنے علوم اور کمالات کو غیر متناہی قرار دے کر الہ بنا معاذ اللہ العیاذ باللہ یہ دیوبندی مولوی سیف! خارج عن الاسلام ہے کافر و مرتد ہے یہ اہلسنت و جماعت سنی بریلوی حضرات کا پیر اور مقتدا اور رہنما اور پیشوا نہیں بن سکتا

دیوبندی! پیر افغانی کو بریلویوں کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جب پیر افغانی دیوبندی ہے۔ اور دھوکے سے سنی بنا ہے تو اس چالباز پیر اور مکار امام اور عیار مرشد کو دیوبندی اپنے کھاتے میں ڈالیں۔ تاکہ عوام کو واضح ہوجائے دیابنہ اپنا مشن جاری کرنے کے لئے تقیہ بھی کر لیتے ہیں۔

افغانی پیر کون ہے؟ سنیوں! ثابت ہوگیا کہ افغانی پیر کٹر دیوبندی ہے اور خالصتاً دیوبندی ہے حقیقتاً دیوبندی ہے۔ چھپا ہوا دیوبندی ہے، اور بھی بظاہراً دیوبندی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

یہ افغانی پیر دیابنہ کے مولوی انور شاہ کشمیری کو امام العصر اور شیخ کبیر اور محدث کشمیری تسلیم کرتا ہے۔ حالانکہ یہ شاہ صاحب ان دیوبندی مولویوں کو جن کی حرمین شریفین کے مفتیوں نے ان کی کفری عبارتوں کی بنا پر تکفیر کی ہے۔

احمد علی سیفی خلیفہ پیر افغانی کا یہ کہنا کہ صدر الافاضل سید نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کے منشاء کے خلاف کیا ہے اور تحریف فی القرآن کی ہے اور دین کی بنیادیں ہلادیں ہیں۔

میں واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ یہ افغانی مولوی! ان لوگوں سے جنہوں نے قرآن حکیم کا ترجمہ کنزالایمان کو سعودیہ کی وساطت سے عرب امارات میں بین لگایا اور داخلہ پر پابندی لگائی اور لگوائی۔ یہ افغانی اس کوئتی امیر کے نظریہ پر قائم ہے جس نے کنزالایمان ترجمہ القران کے نسخوں کو سمندر میں پھینکا۔ اللہ تعالیٰ نے اس ظالم ایمان خبیث کو بطش کی گھر سے بھاگ نکلا۔ نجد میں جاکر پناہ لی۔ مگر اسے ابھی تک حیا نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ نے موقع دیا کہ باز آجائیں توبہ کرلیں مگر ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارھم غشاوۃ

ولھم عذاب الیم کا جو مصداق ہوں ان کو توبہ کہاں نصیب۔

اب ان سعودیوں، کوئیتوں، نجدیوں پر بڑی سخت بطش (پکڑ) ہوگی ختم ہوجائیں گے ان بطش ربک لشدید۔ تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

علامہ السید نعیم الدین مراد آبادی نے دینِ اسلام کی بنیادوں کو نہیں ہلایا۔ بلکہ مضبوط کردیا ہے خدا کی قسم!

افغانی جاہل! علامہ نعیم الدین علیہ الرحمۃ نے قرآن میں تحریف نہیں کی ہے بلکہ واللہ قرآن کی تعریف کی ہے۔ افغانی جاہل! قرآن حکیم کے ترجمہ کنزالایمان کی انہوں نے باحسن وجوہ اور باکمال طرق تشریح اور توضیح اور تلویح کی ہے۔

افغانی جاہل! علامہ سید نعیم الدین صاحب قادری نے تو سنیت پر بڑا کرم فرمایا کہ سنیت کے ہر مسلمہ مسئلہ کو قرآنِ حکیم کی روشنی میں واضح فرمادیا کہ مقام الوہیت کیا ہے! اللہ تعالیٰ عجز، نقص، عیب، کذب، ظلم، بیٹے، بیٹی، بیوی، شریک سے پاک ہے، واضح فرمادیا کہ شانِ مصطفیٰ، عظمتِ مصطفیٰ، تعظیم مصطفیٰ، عصمتِ مصطفیٰ، اختیارِ مصطفیٰ، خداؤ سلطنتِ مصطفیٰ، معراج کبری للمصطفیٰ، شفاعت کبری، محبوبیت کبری، مصطفیٰ کا حاضر و ناظر ہونا، علما و قدرۃ بفضلہ تعالیٰ، عید میلاد مصطفیٰ، قیامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیگر بے شمار سرکار کے ذکر کے عنوان کے دلائل اور براہین یہ ہیں۔ بہرصورت ایمان کے کنز کی نشاں دہی کردی ہے۔

علامہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ نے دینِ اسلام کی بنیادوں کو ہلا کر نہیں رکھ دیا اس افغانی خلفاء کی بنیادوں اور دیواروں اور چھتوں کو ہلا کر اگر کر رکھ دیا اب کہو پیر افغانی جاہل پیر کے خلیفہ ہیہات، ہیہات،

خلیفے کا یہ کہنا کہ پیر افغانی! انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں نبی نظر آتا ہے معاذ اللہ۔ یہ تو شیطانی تصرف ہے پیر افغانی کو پتہ نہ چلا افسوس! غوث اعظم سے چھ مقامات میں تو فوقیت کا دعویدار ہے۔ مگر حالت یہ ہے کہ شیطانی تصرفات کی تمیز نہ کرسکا سماعت کریں۔

شیخ ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ موصوف کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ ایک مرتبہ سیاحت کے زمانہ میں کسی لق و دق بیابان میں آپ کا گذر ہوا۔ وہاں نہ پانی تھا نہ گھاس پات اور نہ کسی چیز کا اس جگہ سایہ تھا ایک ماہ تک اس جنگل سے نجات نہ ملی اور پیاس کی شدت جان لینے کے قریب ہوگئی خدا تعالیٰ نے غیب سے ایک ابر بھیجا جس سے بارش کے پانی سے جنگل سرسبز و شاداب اور آپ کو سیراب کردیا۔ اور اس کے بعد ایک روشنی ظاہر ہوئی اور اس سے ایک عجیب صورت پیدا ہوکر آپ سے کہنے لگی اے عبدالقادر میں تیرا پروردگار ہوں تو نے میرے راستہ میں بہت کچھ صعوبتیں برداشت کی ہیں اس لئے میں تجھ پر اب وہ چیزیں حلال کرتا ہوں جو اوروں پر حرام ہیں۔ آپ نے کہا! اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ وہ مردود شیطان تھا بھاگ گیا اور پھر روشنی تاریکی سے بدل گئی اور اس تاریکی سے یوں آواز دینے لگا کہ اے عبدالقادر تو نے محض خدا کی عنایت سے رہائی پائی ورنہ اس جال میں ستر کامل ولیوں کو میں نے پھانسا اور وہ جانبر نہ ہوسکے آپ نے پڑھا اللہ الفضل والمنۃ ومنۃ الھدایۃ فی البدایہ والنھایۃ

وہابی غیر مقلد! اس فرقہ کا عام طریقہ یہ ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم نے منع نہیں کیا بلکہ قرآن و حدیث سے اس کا جواز ثابت

اس کو ممنوع کہنا تو درکنار اس پر شرک و بدعت کا حکم لگا دیتے ہیں حالانکہ شیخین فی الصحابہ ثلاثہ سیدنا صدیقِ اکبر، سیدنا فاروق اعظم و سیدنا زید بن ثابت کے نظریہ کے مطابق کارِ خیر! جس زمانہ میں بھی جاری ہوا اچھا ہی ہے۔ (باب جمع القران بخاری شریف جلد ثانی)۔ شرک و بدعت کا حکم ان کے ہاں بہت پہلے سے جاری ہے۔ مثلاً مجلس میلاد شریف، قیام میلاد شریف، زیارات قبور، حاضری بارگاہ بے کس و پناہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم، عرس بزرگانِ دین، ایصال ثواب گیارھویں شریف، سوم (تیجا)، چہلم (چالیسواں)، و استمداد بارواح انبیاء و اولیاء۔

یہ لوگ سنی عوام کو انہیں مسائل تیجہ ساتا میں الجھائے رکھتے ہیں تاکہ سنی ان کی عبارات پر ان کے عقائد پر مطلع نہ ہوجائیں اور ان کی بدعقیدگی عوام پر ظاہر نہ ہوجائے اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کے عقیدت مندوں کو شیطان کے شر سے بچائے۔

المرتب فقیر الراجی العلامہ محمد عبداللہ قادری اشرفی رضوی
خادم الحدیث والافتاء و ناظم دارالعلوم جامعہ حنفیہ جنڈیالہ تصور

شیخ الحدیث و ناظم اعلیٰ
دارالعلوم جامعہ حنفیہ جنڈیالہ تصور
24/6/1996

قُطب العالم قُدوۃ الفُقہاء والمحدثین سُلطان المُحققین والمُناظرین

حافظ عطا محمد چشتی گولڑوی کا فتوی

الحمدللہ ہمارے پاس فتنہ سیفیہ کے خلاف علماء کرام و مشائخ عظام کے کئی فتوے آچکے ہیں، مگر "الفتنہ الشدیدۃ" حصہ اول میں صرف استاذ الکل ملک المدرسین مولانا علامہ حافظ عطا محمد چشتی گولڑوی (متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ) کا فتوی اور حضرت کی شانِ یکتائی اور سنی مسلمانوں پر ان کا فیض و احسانات اور اربابِ علم حضرات کے تاثرات اور ان کے تلامذہ کی فہرست طویل میں سے یہاں مختصراً چند جید تلامذہ کے اسماء بھی درج کئے جائیں گے تاکہ ہر ایک کے لئے حضرت کا فتوی قابل عمل ہوسکے۔

فتوی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت گرامی قدر جناب (علامہ) محمد بشیر القادری صاحب از طرف طالب دعا عطا محمد چشتی گولڑوی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جناب کا نوازش نامہ موصول ہوا پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ جناب نے شریعت مطہرہ کا تحفظ فرمایاہے۔ ایک شریعت ہے اور ایک طریقت ہے، شریعت کی حقانیت چار مذہب میں منحصر ہے اور طریقت کی حقانیت بھی چار سلاسل میں منحصر ہے جن عقائد کا ذکر سیفیوں کے بارے میں کیا جارہا ہے۔ نہ یہ شریعت سے مطابقت رکھتے ہیں اور نہ طریقت سے اس لئے بندہ دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے غلط

نظریات سے مسلمانوں کو پناہ دے۔ مولنا روم صاحب نے اپنی کتاب مثنوی شریف میں جاہلی پیروں کی خوب خبر لی ہے۔ اور اس کی مثال یہ دی ہے کہ شکاری پرندوں کے شکار کے لئے پرندوں والی بول بولتا ہے اور پرندے سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا ہم جنس ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اسے فکر سے محفوظ رکھے۔ دستخط ملک محمد گولڑوی

تلامذہ:-

استاذ الاساتذہ ملک المدرسین حضرت مولنا علامہ حافظ عطا محمد چشتی گولڑوی مدظلہ کے شاگردوں کی فہرست تو بہت طویل ہے۔ اس لئے اس مختصر تحریر میں ان کا احاطہ مشکل ہے۔ بہرحال درجِ ذیل سطور میں معروف تلامذہ کے اسماءِ گرامی پیش کئے جاتے ہیں۔ مولنا علامہ علی احمد سندیلوی نے مبسوط فہرست مرتب کی ہے۔ یہاں مختصراً چند تلامذہ کے اسماء درج کیے جاتے ہیں۔

۱. حضرت استاذالاساتذہ مولانا علامہ غلام رسول رضوی، شیخ الحدیث والتفسیر (صاحبِ تفہیم البخاری)
۲. حضرت علامہ مولانا سید محمود احمد رضوی، (صاحبِ فیوض الباری شرح بخاری) امیرِ انجمن حزب الاحناف لاہور
۳. حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحق بندیالوی مدظلہ، مہتمم جامعہ مظہریہ امدادیہ (بندیال شریف)
۴. حضرت پیرِ طریقت مولانا علامہ محمد اشرف قادری مدظلہ، (کھریڑ شریف پتوکی)
۵. حضرت علامہ مولانا اللہ بخش، واں بھچراں ضلع میانوالی

۶. حضرت شیخ الحدیث مولانا علاّمہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ، دارالعلم ضیاء قمرالاسلام سیال شریف

۷. حضرت علاّمہ مولانا غلام رسول سعیدی، شارعِ مسلم شریف، دارالعلوم نعیمیہ کراچی

۸. حضرت خواجہ حمید الدین سیالوی مدظلہ، سجادہ نشینِ آستانہ عالیہ سیال شریف

۹. حضرت پیر سید شاہ عبدالحق گولڑوی مدظلہ، زیبِ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

۱۰. حضرت علاّمہ مولانا چراغ دین مدظلہ، بگی ڈل، تحصیل جڑانوالہ

۱۱. حضرت علاّمہ مولانا علی محمد رحمتہ اللہ، (برادرِ خورد استاذ الاساتذہ)

۱۲. حضرت علاّمہ مولانا پیر محمد چشتی، مہتمم دارالعلوم معینیہ غوثیہ پشاور

۱۳. حضرت علاّمہ مولانا محمد فضلِ حق بندیالوی مدظلہ، بندیال شریف

۱۴. حضرت علاّمہ مولانا فضل سبحان قادری، مہتمم دارالعلوم قادریہ بغدادہ مردان

۱۵. حضرت علاّمہ مولانا مقصود احمد قادری، خطیب حضرت داتا گنج بخش لاہور

۱۶. حضرت پیرِ طریقت سید غلام حبیب شاہ رحمتہ اللہ علیہ، وڑچھ شریف ضلع خوشاب

۱۷. حضرت علاّمہ مولانا غلام محمد چشتی، صدر مدرس دارالعلوم خیرالمعاد ملتان

۱۸. حضرت علاّمہ مولانا نور سلطان قادری، مہتمم جامعہ انوار باہو بھکر

۱۹. حضرت علاّمہ مولانا صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری، مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور

۲۰. علاّمہ مولانا محمد زبیر، نقشبندی مہتمم رکن الاسلام حیدرآباد

۲۱. حضرت علاّمہ مولانا جمال الدین شاہ کاظمی، مہتمم قمرالعلوم فریدیہ کراچی

۲۲. مولانا علاّمہ صاحبزادہ محمد سردار احمد، مہتمم جامعہ الحبیب، حبیب آباد پتوکی

۲۳. مولانا علاّمہ صاحبزادہ محمد مظہر الحق بندیالوی، ناظم دارالعلوم جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال

۲۴. مولانا علاّمہ صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی، لیکچرار گورنمنٹ کالج جوہر آباد

۲۵. مولانا علاّمہ قاضی مظفر اقبال رضوی ابنِ مولانا مفتی غلام جان ہزاروی، سابق مدرس جامعہ نعمانیہ لاہور

۲۶. مجاہدِ کبیر مولانا علاّمہ محمد نذیر نقشبندی، آزاد کشمیر

۲۷. مولانا علاّمہ محمد رشید نقشبندی، مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۲۸. مولانا علاّمہ گل احمد عتیقی، شیخ الحدیث جامعہ عثمانیہ فاروق آباد

۲۹. مولانا علاّمہ عطا محمد متین، شادیہ ضلع میانوالی

۳۰. مولانا علاّمہ محمد اسماعیل حسنی، مہتمم جامعہ حسنیہ شاہ والا ضلع خوشاب

۳۱. مولانا علاّمہ عبدالرحمن حسنی، مدرس جامعہ حسنیہ شاہ والا ضلع خوشاب

۳۲. مولانا علاّمہ فتح محمد باروزئی، سبّی بلوچستان

۳۳. مولانا علاّمہ محمد نذیر، مدرس مدرسہ غوثیہ ہدایت القرآن ممتاز آباد ملتان

۳۴. مولانا علاّمہ مفتی محمد یار، مہتمم جامعہ حنفیہ غوثیہ ضیاء العلوم کھچّی والا فورٹ عباس

۳۵. مولانا علاّمہ غلام محمد نقشبندی، مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

۳۶. مولانا علاّمہ محمد اجمل رحمتہ اللہ علیہ، سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور

۳۷. مولانا علاّمہ محمد نواز الحسنی، لیکچرار اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

۳۸. مولانا علاّمہ عبدالرشید قمر، لیکچرار گورنمنٹ کالج فیصل آباد

۳۹. مولانا قاری محمد بشیر نسیم، مدرس درس وڈے میاں لاہور
۴۰. مولانا حافظ محمد حسین پدھراڑوی، ناظم اعلیٰ احیاء العلوم خطیب جامع مسجد تاج لاہور
۴۱. مولانا حافظ عبدالغفور پدھراڑوی، خطیب جامع مسجد حنفیہ چوہان روڈ لاہور
۴۲. مولانا علاّمہ مفتی محمد شفیع الہاشمی، ساکن ڈنڈی شریف میانوالی، حال مقیم لندن مہتمم قادریہ مرکز جامع مسجد نیلسن۔ نیز چیئرمین عالمی شرعی بورڈ یوکے
۴۳. مولانا علاّمہ محمد عبداللہ باروی، مظفر گڑھ
۴۴. مولانا علاّمہ حافظ مفتی محمد یونس چکوالوی، مدرس خدام الصوفیہ گجرات (ساکنِ موضع لوہارہ مضافاتِ چکوال)
۴۵. مولانا علاّمہ شیخ احمد سیالوی، چنیوٹ
۴۶. مولانا علاّمہ محمد یوسف شاہ، مدرس شمس العلوم کراچی
۴۷. مولانا علاّمہ محمد اشرف نقشبندی، مہتمم جامعہ عثمانیہ داروغہ والا لاہور
۴۸. مولانا علاّمہ عطا محمد قادری، حاصل پور
۴۹. مولانا علاّمہ محمد رفیق چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ، مولف عطا شرح کریما گوجر خان
۵۰. مولانا علاّمہ غلام نبی نقشبندی، مہتمم دارالعلوم عطائیہ رضویہ نقشبندیہ گکھڑ
۵۱. مولانا علاّمہ محمد یعقوب ہزاروی، مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی
۵۲. مولانا علاّمہ محمد عبدالرشید قریشی، مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی
۵۳. مولانا علاّمہ محمد اقبال مصطفوی، خطیب جامع مسجد نور شاہ ولی فیصل آباد
۵۴. مولانا علاّمہ عطا محمد کنڈی، خطیب خوشاب

۵۵. مولانا علاّمہ محمود حسین شائق، خطیب منگلا
۵۶. مولانا علاّمہ کمال الدین، آزاد کشمیر
۵۷. مولانا شاہ نواز، مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور
۵۸. مولانا علاّمہ علی احمد سندیلی، مدرس جامعہ جماعتیہ لاہور
۵۹. مولانا علاّمہ محمد اسلم، جھنگ
۶۰. مولانا علاّمہ قاری جان محمد، کراچی
۶۱. مولانا علاّمہ سعید احمد، اوکاڑہ چھاؤنی
۶۲. مولانا علاّمہ محمد حنیف، خطیب جامع مسجد بغدادی قائد آباد
۶۳. مولانا علاّمہ شاہ محمد، خطیب مدینہ کالونی والٹن لاہور
۶۴. مولانا محمد رشید پدھراڑوی، مدرس جامعہ غوثیہ سرگودھا
۶۵. مولانا علاّمہ میاں اکبر علی، بالا ضلع میانوالی
۶۶. مولانا علاّمہ حبیب امجد، مدرس جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد
۶۷. مولانا علاّمہ محمد اکرم، جھنگوی کراچی
۶۸. مولانا علاّمہ امام الدین، خطیب جامع مسجد شیخانوالی فاروق آباد
۶۹. مولانا علاّمہ مفتی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ، مدرس جامعہ رضویہ فیصل آباد
۷۰. مولانا علاّمہ محمد صابر الامینی، خطیب کامونکی
۷۱. مولانا علاّمہ محمد شہباز خان رحمۃ اللہ علیہ، شاہوالہ خوشاب
۷۲. مولانا علاّمہ منظور احمد، خطیب حافظ آباد
۷۳. مولانا علاّمہ صاحبزادہ معظم، سلطان دربارِ عالیہ سلطان باہو جھنگ
۷۴. مولانا علاّمہ عبدالواحد، شادیہ ضلع میانوالی

۷۵. علامہ نذر حسین (آج کل خدمت کے ساتھ استفادہ بھی کر رہے ہیں)
۷۶. مولانا علامہ سید سکندر شاہ، مدرس جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف
۷۷. مولانا علامہ مفتی محمد رفیق حسنی، مہتمم جامعہ اسلامیہ گلزارِ حبیب کراچی
۷۸. مولانا علامہ شاہ حسین گردیزی، مہتمم دارالعلوم مہریہ گلشنِ اقبال کراچی
۷۹. مولانا علامہ عبدالمالک، مہتمم جامعہ اکبریہ میانوالی
۸۰. مولانا محمد مرتضیٰ، جامعہ عثمانیہ فاروق آباد وغیرہم۔
۸۱. راقم الحروف محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی ــــ احقر العباد فقیر محمد بشیر القادری بھی چند سال حضرت سے تعلیم حاصل کرنے پر فخر کرتا ہے

علامہ شبیر احمد ہاشمی نے حضرت ملک المدرسین سے انٹرویو کرتے ہوئے سوال کیا کہ "آپ کے تلامذہ کی تعداد اس وقت تقریباً کتنی ہوگی"؟ تو آپ نے فرمایا "میں تقریباً پچاس سال سے تدریس کر رہا ہوں۔ یوں تو بھیڑ کی بھیڑ ہے۔ مگر مجھے اعزاز حاصل ہے کہ میں نے پچاس سال میں پچاس مدرسین ضرور تیار کئے ہیں، جن میں مولانا اللہ بخش مرحوم (واں بچھراں)، شیخ الحدیث مولانا غلام رسول، علامہ غلام رسول سعیدی، مولانا محمد اشرف سیالوی، مولانا محمد رشید کشمیری۔

ارباب علم کے تاثرات

اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے راقم کو فرمایا

"بندہ خدا! منطق و معقول کے گھر میں رہ کر منطق کا کوئی سبق شروع

نہیں کیا"۔

ایک دفعہ مولانا علامہ شاہ محمد عارف اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ واں بھچراں ایک جلسہ میں تشریف لائے اور دورانِ گفتگو فرمایا

"بندیال میں علم پڑھایا نہیں جاتا، بلکہ پلایا جاتا ہے"۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت ملک المدرسین کی نگاہِ عنایت طلباء کے علمی اشتیاق کو آشنائے جنوں کر دیتی ہے۔

حضرت علامہ غلام مہر علی گولڑوی مدظلہ (چشتیاں شریف) فرماتے ہیں "العلامۃ الجلیل النبیل، رئیس المناطقۃ، رأس الفلاسفۃ بدرالاساتذۃ، صدرالجہابذۃ العلامۃ الحافظ عطا محمد الپدھراروی۔

حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ میو ہسپتال میں زیرِ علاج تھے، ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۱ کو راقم مولانا قاضی عبدالغنی کوکب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ عیادت کے لئے حاضر ہوا اور کچھ رسائل بھی پیش کئے، بعد ازاں قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے تو ان کے درمیان درج ذیل گفتگو ہوئی۔

آج شام جب دوبارہ حاضر خدمت ہوا تو فرمانے لگے "مولانا عبدالحکیم ماشاء اللہ فاضل آدمی معلوم ہوتے ہیں، رسائل خوب لکھے ہیں، میں نے ایک نظر ان پر ڈالی ہے"۔

عرض کیا گیا یہ مولانا عبدالحکیم حضرت مولانا علامہ عطا محمد بندیالوی صاحب کے تلامذہ میں سے ہیں۔ فرمایا اچھا، یہی باعث ہے میں نے ان کے اکثر

شاگرد قابل ہی دیکھے ہیں۔

اس کے بعد دیر تک حضرت علاّمہ بندیالوی کا تذکرہ فرماتے رہے۔ ان کے کمال کے علاوہ ان کی خوش خلقی اور حسنِ تواضع کی بھی تعریف فرمائی۔

اس سلسلے میں واں بھچراں کے ایک جلسے کا حال سنایا اس جلسے میں تقریر کے لئے میں بھی مدعو تھا، اسٹیج پر عظیم اور جیّد علماء موجود تھے اور علاّمہ بندیالوی بھی تشریف فرما تھے، جب یہ بات شروع ہوئی کہ جلسے کی صدارت کون کرے؟ تو علاّمہ بندیالوی بولے، "مفتی صاحب کے ہوتے ہوئے اور کون صدر ہوسکتا ہے"؟ بہرحال مجھے تقریر کے لئے بہ اصرار کرسی پر بٹھایا اور خود دیگر علماء سمیت کرسیاں چھوڑ کر نیچے بیٹھ گئے، مجھے اس صورتِ حال کو قبول کرنے پر مجبور کردیا گیا اور میں دل ہی دل میں اس متواضعانہ اخلاق پر متعجب اور اپنے پہ نادم ہوتا رہا۔

اس کے بعد مفتی صاحب نے زور دے کر ارشاد فرمایا "دیکھو بھائی! میری ایک بات لکھ لو، جہاں کمال ہوگا وہاں تواضع ہوگی اور جہاں کمال نہیں ہوگا وہاں تکبر ہوگا"۔

مولانا قاضی عبدالنبی کوکب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"استاذالعلماء ملک المدرسین حضرت علاّمہ عطا محمد صاحب اس وقت ہمارے حلقہ علمائے اہلِ سنت میں متقدمین اساتذہ معقول و منقول کی وراثت علمیہ کے وارث و امین ہیں..... حضرت نے اس دور میں جس محنت اور ذوق سے تدریس کا کام کیا ہے اس کی مثال بمشکل ملتی ہے، ان کی نسبت تلمذ نہایت فیض بخش ہے اور ان کے اکثر تلامذہ چوٹی کے اور بہترین مدرس ثابت

ہوئے ہیں..... راقم الحروف دو تین بار حضرت علاّمہ بندیالوی کی ملاقات سے مشرف ہوچکا ہے، غایت لطف و شفقت فرماتے ہیں۔

مولانا علاّمہ شبیر احمد ہاشمی رقمطراز ہیں

"مولانا بندیالوی طلباء کے لئے مرجع خاص ہیں، جہاں ہوں طلباء کی فوجِ ظفر موج ان کے گرد و پیش ہوتی ہے، تقریباً پچاس سال سے تدریس فرمارہے ہیں، مگر طلباء میں روزِ اول سے ایک محبوب استاد کا درجہ رکھتے ہیں"۔

حضرت صاحبزدہ سید نصیر الدین نصیر گیلانی (گولڑہ شریف) لکھتے ہیں "مولانا متبحر عالمِ دین، علمائے سلف کی یادگار اور علمِ منطق میں خصوصی شہرت کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ استاذ العلماء کے لقب سے بھی یاد کئے جاتے ہیں، موصوف کی علمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ مشہور مفسرِ قرآن علاّمہ جسٹس پیر محمد کرم شاہ بھیروی الازہری اور مولانا سید محمود احمد رضوی جیسے متعدد علمائے وقت آپ کے زمرہ تلامذہ میں شامل ہیں۔

اس غیر معمولی تبحرِ علمی کے باوصف مولانا بندیالوی نہایت سادہ لباس زیب تن کرتے ہیں، ظاہربین نگاہیں ان کی سادگی دیکھ کر یہ محسوس نہیں کرسکتیں کہ کوئی عام آدمی یا علاّمہ دوراں یا استاذالمناطقہ جارہا ہے..... غم محترم سید شاہ عبدالحق صاحب مدظلہ نے بھی حضرت مولانا سے چند کتابیں پڑھیں، اس کے علاوہ علمی رشتے کے اعتبار سے مولانا بندیالوی راقم الحروف کے چچا استاد بھی ہیں۔

مولانا شاہ حسین گردیزی (کراچی) لکھتے ہیں۔

"اس وقت پاکستان بھر میں علوم عقلیہ و نقلیہ کی تدریس میں آپ کا

کوئی مثیل و نظیر نہیں ہے، خیرآباد کی جانشینی کا ادعاء آپ ہی کو زیب دیتا ہے، لاریب علم کے اس دور انحطاط میں آپ کی وجود مسعود خیرآباد کا روشن چراغ ہے، گذشتہ مدرسین کی وسعتِ علم کی نشانی اور عظمتِ کردار کی علامت ہیں، اس دور میں جس طرح آپ نے نئی نسل کو انتقالِ علم کیا اس میں کوئی آپ کا ہمسر نہیں"۔

اس وقت ستر برس کی عمر ہے مگر صحت جوانوں کی سی ہے، چہرہ پرزینت، علم کی گل کاریاں موجود ہیں، ویسے بھی خداوندِ جمیل نے آپ کو صورتِ جمیل عطا فرمائی ہے، کرتا تہبند، عما . یا ٹوپی زیب تن فرماتے ہیں، اور سیاہ خضاب استعمال کرتے ہیں، خوش خلق، خوش مزاج، اور خندہ رُو ہیں، تاہم کبھی کبھی غصّہ وغضب کی شعلہ نوائیوں میں چنگاریاں بھی اڑاتے ہیں، درشتی و نرمی کا امتزاج رکھتے ہیں۔

حضرت علّامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری نے فرمایا کہ "راقم موجودہ نزاع میں کسی محاذ آرائی میں شریک نہیں ہے، نہ ہی اشتہار میں مندرجہ امور کی تائید کرتا ہے"

فقط والسلام

والسلام

محمد عبدالحکیم شرف قادری

نوٹ:- کیونکہ علّامہ عبدالحکیم شرف قادری بھی جناب سیف الرحمان کے خلیفہ تھے۔

نوٹ:- انشاء اللہ تعالیٰ "الفتنہ الشدیدۃ" کے حصہ دوئم میں تمام علمائے کرام و مشائخ کے باقی فتوے اور تاثرات درج کئے جائیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ

محبان اعلیٰحضرت سنی بریلوی علماء و مشائخ اور سنی عوام کیلئے

لَمْحۂ فِکریہ

خطرہ کا سائرن

مع تاثرات علماء کرام

از قلم
حقیقت رقم پاسبان مسلک رضا خلیفہ مجاز مفتی اعظم عالم اسلام نائب محدث اعظم پاکستان
عالم باعمل حضرت علامہ الحاج پیر مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی

ادارہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ---------- **خطرہ کا سائرن**

از افادات مبارکہ ---------- پاسبان مسلک رضا حضرت علامہ الحاج

پیر مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی مدظلہ العالی

تعداد ---------- 1100

صفحات ---------- 128

سن اشاعت ---------- ذوالقعدہ ۱۴۳۱ھ نومبر 2010ء

بار اشاعت ---------- ۱۱

ہدیہ ---------- 100 روپے

ملنے کے پتے:

ادارہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ 055 4217986

مکتبہ برکات المدینہ متصل جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی۔

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور۔

شبیر برادرز 40 اُردو بازار لاہور۔ قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور ۔

مکتبہ مہریہ کالج روڈ ڈسکہ

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	ناقابل تردید مختصر سیفی حقائق نامہ	۹
۲	دیوبندی بریلوی ایک پلڑا میں	۹
۳	دونوں تکفیر کی زد میں	۹
۴	دیابنہ کی وکالت	۹
۵	پیر سیف الرحمٰن کا فتویٰ	۱۰
۶	مولانا مفتی غلام فرید سیفی کا اعلان	۱۰
۷	قدیمی علماء ومشائخ بھی بریلوی	۱۱
۸	لمحہ فکریہ	۱۲
۹	اسے کیا کہئے	۱۲
۱۰	دیوبندی "امام العصر"	۱۳
۱۱	دیوبندی "حکیم الامت"	۱۴
۱۲	پس منظر	۱۵
۱۳	سوالات	۱۶
۱۴	وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ	۲۱
۱۵	پیر سیف الرحمٰن صاحب بریلوی نہیں کہلاتے	۲۳
۱۶	بریلویت سے برأت	۲۵

۱۷	اظہار حق میں تذبذب نہیں چاہیے	۲۶
۱۸	مسئلہ ''بریلوی'' کہلانے کا	۲۸
۱۹	ضروری یادداشتیں	۳۲
۲۰	سیفی مغالطہ	۳۳
۲۱	صدرالافاضل کی کردارکشی	۳۵
۲۲	علماء دیوبند کی وکالت وحمایت	۳۶
۲۳	دیوبندی مولویوں کی بجائے دعوت اسلامی پر مزید نشانہ بازی	۳۷
۲۴	''رضائے مصطفےٰ'' اور سیفی رسالہ کا مکالمہ	۳۷
۲۵	''ایک اور ہولناک دورخی''	۴۳
۲۶	بریلی کے خلاف سیفی محاذ	۴۴
۲۷	سنی بریلوی علماء واحباب	۴۵
۲۸	مجدد الف ثانی بحضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہما	۴۶
۲۹	کثرت کرامات	۴۷
۳۰	تقدیر میں تبدیلی	۴۷
۳۱	شان عظیم ودرجۂ بلند	۴۷
۳۲	اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بحضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ	۴۹
۳۳	مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل ۔بحکم اولیاء باطل ہے یاغوث	۵۲
۳۴	اقلیم ولایت کی شہنشاہی	۵۴

۳۵	خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ	۵۵
۳۶	غوث الاعظم رضی اللہ عنہ	۵۵
۳۷	سوال	۵۶
۳۸	جواب	۵۶
۳۹	سوال	۵۶
۴۰	جواب	۵۶
۴۱	اسے کیا کہیے	۵۷
۴۲	پیرارچی کی پے در پے ترقی	۶۲
۴۳	پہلی ترقی	۶۲
۴۴	دوسری ترقی	۶۳
۴۵	تیسری ترقی	۶۳
۴۶	چوتھی ترقی	۶۵
۴۷	پانچویں ترقی	۶۶
۴۸	چھٹی ترقی	۶۸
۴۹	اپنی زبانی اپنی تکذیب	۶۹
۵۰	اہلسنت کا مذہب	۷۱
۵۱	دوسرا خواب	۷۲
۵۲	ازرہ انصاف	۷۲

۵۳	ایک اہم سوال	۷۳
۵۴	سوال	۷۳
۵۵	جواب	۷۳
۵۶	ایک اور غلط تاثر	۷۶
۵۷	جلیل القدر نامور علماء کرام کے تأثرات	۷۸
۵۸	استاذ الاساتذہ علامہ مولانا عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ	۷۸
۵۹	شارح بخاری شیخ الحدیث علامہ غلام رسول فیصل آباد	۸۰
۶۰	مولانا غلام نبی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد	۸۱
۶۱	شیخ الحدیث والتفسیر علامہ محمد فیض احمد اویسی بہاولپور	۸۱
۶۲	مناظر اسلام مولانا محمد ضیاء اللہ قادری سیالکوٹی	۸۲
۶۳	استاذ العلماء مولانا مفتی غلام سرور قادری لاہور	۸۲
۶۴	استاذ العلماء مولانا مفتی محمد حاکم علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ راہوالی	۸۲
۶۵	مولانا صاحبزادہ پیر سید افضل حسین صاحب علی پور شریف	۸۳
۶۶	مولانا علامہ غلام نبی صاحب مہتمم دار العلوم عطاء العلوم گکھڑ	۸۳
۶۷	استاذ العلماء مولانا مفتی محمد عبد اللطیف گوجرانوالہ	۸۴
۶۸	استاذ العلماء مولانا محمد عبد الرشید رضوی سمندری	۸۴
۶۹	جانشین حکیم الامت مفسر قرآن مفتی احمد یار خاں گجراتی	۸۵
۷۰	اُستاذ العلماء علامہ مفتی محمد عبد اللہ قصوری	۸۵

۷۱	استاذ العلماء علامہ مفتی محمد حسین سکھروی	۸۶
۷۲	مولانا علامہ محمد بشیر القادری کراچی	۸۶
۷۳	علامہ مولانا غلام مصطفےٰ رضوی مفتی انوار العلوم ملتان	۸۶
۷۴	مولانا عمر سدیدی مفتی جامعہ خیر المعاد ملتان	۸۶
۷۵	مولانا علامہ احمد حسین مہتمم جامعہ حسینیہ نارووال	۸۷
۷۶	استاذ العلماء علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری لاہور	۸۷
۷۷	مولانا علامہ محمد منشاء تابش قصوری مرید کے	۸۷
۷۸	مولانا علامہ مفتی محمد اشفاق احمد (مہتمم جامع العلوم) خانیوال	۸۸
۷۹	تصدیق مولانا شوکت علی سیالوی دار الافتاء جامع العلوم خانیوال	۸۸
۸۰	مولانا مفتی محمد جمیل رضوی شیخوپورہ	۸۸
۸۱	مولانا مفتی محمد نعیم اختر مہتمم دار العلوم حبیبیہ رضویہ کامونکی	۸۸
۸۲	(مولانا) محمد بشیر احمد غازی کامونکی	۸۹
۸۳	مولانا علامہ محمد اسلم رضوی مفتی جامعہ رضویہ فیصل آباد	۸۹
۸۴	استاذ العلماء علامہ مولانا گل احمد عتیقی فیصل آباد	۸۹
۸۵	مفسر قرآن مولانا مفتی محمد ریاض الدین اٹک	۸۹
۸۶	مترجم قرآن مفتی محمد رضاء المصطفےٰ ظریف القادری گوجرانوالہ	۹۳
۸۷	علماء اہلسنت وجماعت میلسی ضلع وہاڑی	۹۳
۸۸	تصدیقات	۹۴

۸۹	منکرین افضلیت غوث الوریٰ پر نائب غوث الوریٰ امام احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ	۹۵
۹۰	حضرت استاذ العلماء علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی بابت	۹۶
۹۱	ازالۂ مغالطہ	۹۶
۹۲	فرقہ سیفیہ	۹۷
۹۳	حرف آخر	۹۸
۹۴	ضروری یاددہانی	۱۰۰
۹۵	فیصلہ شرعی بورڈ جماعت اہلسنت	۱۰۱
۹۶	مسئلہ تکفیر	۱۰۱
۹۷	بریلوی مسلک	۱۰۲
۹۸	مسئلہ عمامہ	۱۰۲
۹۹	سوال	۱۰۴
۱۰۰	جواب	۱۰۴
۱۰۱	بددیانتی	۱۰۴
۱۰۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیف الرحمٰن کو انبیاء کا امام بنایا	۱۰۵
۱۰۳	غوث الاعظم سے سیف الرحمٰن کا مقام چھ درجے بلند	۱۰۵
۱۰۴	شرعی بورڈ کا فیصلہ	۱۰۶
۱۰۵	جعلی ''ہدایۃ السالکین'' سے خبردار	۱۰۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناقابل تردید مختصر سیفی حقائق نامہ

دیوبندی بریلوی ایک پلڑا میں:

''حنفی مذہب بمنزلۂ کل ہے اور دیوبندیت بریلویت بمنزلہ اجزاء ..... بلکہ بریلوی اور دیوبندی حضرات بہت سارے مسائل میں افراط وتفریط (گمراہی و بے رہروی) کا شکار ہیں تو میں کس طرح صراط مستقیم اور حنفی مذہب کو چھوڑ کر اپنے آپ کو افراط وتفریط میں داخل کروں۔ اسی بناء پر میں سنی حنفی ہوں اور بریلوی دیوبندی نہیں ہوں''۔

دونوں تکفیر کی زد میں:

'' دیوبندی بھی علی الاطلاق کافر نہیں نہ ہر بریلوی کافر ہے۔ دونوں فریق علی الاطلاق کافر نہیں''۔ (جس طرح کچھ دیوبندی کافر اور کچھ مسلمان ہیں۔ اسی طرح کچھ بریلوی کافر اور کچھ مسلمان ہیں' حساب برابر ہے)

دیابنہ کی وکالت:

''دیوبندی حضرات میں بہت سارے علماء کرام ایسے ہیں جو نہ وہابی ہیں اور نہ وہابیت کے مؤید ہیں بلکہ سچے پکے حنفی ہیں تو ان کو محض دیوبند میں تحصیل (علم) کی وجہ سے کافر کہنا عقل و دانش اور شریعت غرا سے بہت دور ہے''۔ (کتاب ہدایۃ السالکین از ارشادات پیر سیف الرحمٰن پیرارچی سرحدی)

پیر سیف الرحمٰن کا فتویٰ:

"اگر میں اپنے آپ کو بریلویت سے مسمّیٰ کروں تو چار جھوٹ کہنے کا مرتکب ہو جاؤں گا..... میں نہ بریلی کا رہنے والا ہوں' نہ بریلویوں کا مرید ہوں' نہ بریلویوں کا مقلد یا شاگرد ہوں تو کس طرح چار دفعہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو کر اپنے آپ کو بریلوی سے مسمّیٰ کروں"۔ (ہدایۃ السالکین ص ۱۸۳)

مولانا مفتی غلام فرید سیفی کا اعلان:

"بریلوی ہونا ایک نسبت ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کی طرف یا بریلی شہر کی طرف اور اس نسبت پر ہمیں فخر ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک O

اہلسنّت کہلانے والوں میں بھی (جب) انتشار و افتراق پیدا ہوا اور بعض اہلسنّت کہلانے والوں (دیابنہ وغیرہ) نے معتزلہ کا راستہ بعض مسائل میں اور بعض میں خوارج کا راستہ اپنایا اور باوجود اس کے اپنے آپ کو اہلسنّت و جماعت ہی کہلانے پر مصر رہے تو اہل حق کا اہل باطل سے اختلاط کا خطرہ پیدا ہوا ﴿﴾ تو ضرورت پڑی کہ ایک "فصل ممیّز" لگا کر اہل حق اہلسنّت کو امتیاز دیا جائے۔ اور اہل باطل سے جدا کیا جائے۔ تاکہ عوام الناس کسی دھوکہ میں نہ پڑ جائیں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے بہترین فصل ممیّز بریلوی ہے۔ اب جسے سنی حنفی بریلوی کہا جاتا ہے۔ تو اہل حق اصلی سنی اصلی حنفی' اہل باطل نقلی سنی' نقلی حنفی سے ممتاز اور جدا ہو جاتے ہیں۔ اور دھوکہ میں نہیں پڑتے۔ اور

اپنے آپ کو وہابیوں دیوبندیوں نجدیوں چکڑالویوں وغیرہ سے بچا لیتے ہیں۔ اس لئے یہ بریلوی مذہب نہیں بلکہ فصل ممیّز کے قائم مقام ہے اور مابہ الامتیاز ہے۔ اہل حق کیلئے اہل باطل سے تمام نقشبندی' تمام قادری' تمام چشتی' تمام سہروردی۔ ان کے وہی عقائد ہیں جو اعلیٰ حضرت بریلوی کے ہیں۔ ﴿﴾ ان (سب کو) اپنے بریلوی ہونے کا شعور ہو یا نہ ہو۔ وہ بریلویت سے باخبر ہوں یا بے خبر۔ بہر حال وہ بریلوی ہیں..... ہماری اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ بریلویت کوئی مستقل مذہب نہیں بلکہ نسبت اور فصل ممیّز ہے اور ہمیں اس پر ناز ہے۔

قدیمی علماء و مشائخ بھی بریلوی:

"بریلوی زعما کا انحصار مولانا نعیم الدین' مولانا امجد علی' مولانا دیدار علی شاہ' مولانا مفتی احمد یار خاں (رحمۃ اللہ علیہم) پر کرنا غلط ہے۔ قدیم زمانہ کے علماء بھی انہی بریلوی افکار و عقائد کے حامل تھے اور وہ کون تھے؟..... حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی' حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی' حضرت مولانا فضل رسول صاحب بدایونی' ملک العلماء بحر العلوم فرنگی محلی' حضرت مولانا ارشاد حسین رامپوری' محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب فیصل آبادی' امام اہلسنّت بیہقی وقت غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) یہ سب حضرات بھی افکار و عقائد کے لحاظ سے بریلوی تھے۔ اعلیٰ حضرت سے متفق تھے افکار و عقائد میں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ (النجدیت بجواب البریلویت ص ۱۸۰)

لمحہ فکریہ:

سیفی مکتب فکر کے بانی کے بریلوی کہلانے کے خلاف متشددانہ "فتویٰ" کے برعکس سیفی مفتی صاحب کے فتویٰ میں بریلوی نسبت و بریلوی کہلانے کی افادیت وحکمت ومصلحت کیسی نفیس تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔

کاش! پیر صاحب بھی اس سے اتفاق فرما کر اپنے متشددانہ غیر معقول فتویٰ سے رجوع فرمانے کا اعلان کریں۔ مگر ان کے پُرتشدد فتویٰ کو تو ان کی اس تصریح نے مزید پُرتشدد بنا دیا ہے کہ "جس گناہ میں وعید بیان ہو چکے وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہے اور گناہ کبیرہ پر استمرار کفر کو مقتضی ہوتا ہے"۔ الخ

(ہدایۃ السالکین ص ۲۲۲)

دیکھئے پیر صاحب کے بریلوی نسبت کو چار دفعہ گناہ کبیرہ قرار دینے کے فتویٰ اور مذکورہ تصریح نے کس طرح معاملہ فسق وکفر تک پہنچا دیا ہے۔ جبکہ دیوبندی کہلانے کی نسبت پر چار دفعہ گناہ کبیرہ کے الفاظ نہیں فرمائے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے
خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھئے

اسے کیا کہئے:

فرقہ مودودیہ کے سربراہ مولوی مودودی نے "خطبات" ص ۸۲ پر لکھا ہے کہ بریلوی اُمت جہالت کی پیداوار ہے۔ (ملخصا)

اور فرقہ طاہریہ کے سربراہ پروفیسر طاہر القادری نے کتاب "فرقہ پرستی کا خاتمہ" صفحہ ۱۱۱ میں بریلویت سے اس طرح نفرت دلائی ہے کہ "بریلویت سے وحشت آتی ہے" جبکہ فرقہ سیفیہ کے سربراہ نے "بریلوی" نسبت کو چار دفعہ گناہ کبیرہ سے تعبیر کر کے بریلویت سے نفرت دلائی ہے۔ حالانکہ سیفی مفتی صاحب نے اپنی مذکورہ بالا تقریر میں اہل حق واہل باطل میں بریلویت کو بہترین "فصل ممیز" قرار دیا ہے اور اس پر فخر وناز کا اظہار کیا ہے۔

معلوم ہوا: کہ فرقہ مودودیہ، فرقہ طاہریہ اور فرقہ سیفیہ چونکہ اپنے صلحکلی مزاج کی وجہ سے بریلویت کو اپنے مقاصد کی تکمیل میں رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ اس لئے بمصداق تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ۔ تینوں فرقوں کے سربراہوں نے اپنے اپنے انداز میں بریلویت کو گالی دی ہے اور بریلویت سے نفرت دلانے کی کوشش کی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ بریلویت جہالت و وحشت اور قابل نفرت و گناہ کبیرہ نہیں ہے بلکہ بریلویت سے نفرت کرنے اور نفرت دلانے والے تینوں فرقوں کے صلحکلی مزاج کی خرابی کی وجہ سے یہ فرقے خود جہالت و وحشت وگناہ کبیرہ کا مصداق وقابل نفرت ہیں۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

دیوبندی "امام العصر":

پیر صاحب نے دیوبندی مولوی انور شاہ کشمیری کو ہدایۃ السالکین صفحہ ۹۵ میں "علامہ انور شاہ کشمیری صاحب رحمۃ اللہ علیہ" لکھا ہے جبکہ ان کے

خلیفہ خاص مولوی ضیاء اللہ سیفی دیوبندی نے ان کے ''حسب الارشاد'' کتاب ''سیف الرجال'' میں کشمیری صاحب کو امام العصر اور الشیخ الکبیر رحمۃ اللہ علیہ قرار دیا ہے۔

دیوبندی ''حکیم الامت'':

''میزائل سیفی'' صفحہ ۴۸ میں پیر صاحب کے خلیفہ مولوی احمد علی شاہ نے اور فرضیت سلوک میں خواجہ محمد سیفی نے دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی کو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے۔ بطور نمونہ مشتے از خروارے بعض نمایاں چیزیں پیش خدمت ہیں اور کچھ انشاء اللہ آئندہ صفحات میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے' جن سے ہر سنی بریلوی عالم و سمجھدار عامی پیر سیف الرحمٰن صاحب کی ذہنی و مسلکی کیفیت کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ ان کے نظریات سنی بریلوی مسلک کے خلاف اور دیوبندی وہابی مسلک کے قریب تر ہیں اور یا پھر وہ دونوں کو ایک ہی پلڑے میں رکھتے اور ایک ہی لاٹھی سے ہانکنے کی کوشش کرتے ہیں اور حق و باطل میں فرق نہیں کرتے۔

OOO

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

پس منظر

حمد و ثناء و درود و سلام کے بعد برادران اہلسنّت و شیدایان اعلیٰ حضرت بریلوی احباب سے بالعموم اور نقشبندی سیفی حضرات سے بالخصوص بمصداق

ع..... منظور ہے گذارش احوال واقعی!

گذارش ہے کہ پیشوائے سلسلہ سیفیہ پیر سیف الرحمٰن صاحب پیرارچی (سرحدی) کی متنازعہ کتاب ''ہدایۃ السالکین'' کی اشاعت کے بعد جب پیر صاحب نے بطور خاص شہرت پائی اور بہت عزیزان و احباب نے ان کے متعلق استفسار کیا۔ ﴿﴾ تو ان کے توجہ دلانے پر پیر صاحب کی مذکورہ کتاب اور ان کے موافق و مخالف لٹریچر کے مطالعہ کی ضرورت پیش آئی اور مناسب سمجھا کہ ''رضائے مصطفےٰ'' میں کچھ لکھنے اور منظر عام پر لانے کی بجائے اولاً پیر صاحب کے مؤقف و ان کی متنازعہ عبارات کے متعلق براہ راست پیر صاحب سے رجوع کیا جائے اور ان سے سوالات کے جوابات اور وضاحت حاصل کی جائے۔ چنانچہ پیر صاحب کے متعلقین میں سے ایک ذمہ دار فاضل دوست کے ذریعہ پیر صاحب کو سوالات حاضر کئے گئے۔ مگر عرصہ دراز گزر گیا اور یاد دہانی کے باوجود سوالات کے جوابات موصول نہ ہوئے۔

سوالات:

جن کے جوابات موصول نہ ہوئے درج ذیل ہیں۔

بخدمت حضرت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب زیدلطفہٗ !السلام علیکم!

آپ کی کتاب ''ہدایۃ السالکین'' پر آپ کے جو القاب درج ہیں ان کے شایان شان واضح طور پر درج ذیل سوالات کے نمبروار جوابات تحریر فرما کر صورتحال کی وضاحت کر کے مشکور ہوں۔

(۱) کہا جاتا ہے کہ جماعت دعوت اسلامی اور اس کے امیر مولانا محمد الیاس قادری کی آپ تکفیر وتضلیل کرتے ہیں کیا یہ صحیح ہے۔اور اگر واقعی آپ کے نزدیک وہ کافر وگمراہ ہیں۔تو اس کی وجہ شرعی اور سبب تکفیر کیا ہے؟

(۲) علماء دیوبند کی گستاخانہ کفریہ عبارات پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور علماء عرب وعجم نے علماء دیوبند کی جو تکفیر کی ہے۔کیا اس میں وہ حق بجانب ہیں۔اور آپ مسئلہ تکفیر پر ان کے ہمنوا ہیں یا نہیں۔اگر نہیں تو اس کی وجہ؟ علماء دیوبند کی تکفیر پر کتاب ''حسام الحرمین'' اور ''الصوارم الہندیہ'' مشہور عام ہیں۔

(۳) آپ کے بڑے بڑے القاب ودعاوی آپ کی کتاب پر درج ہیں لیکن ممدوح علماء عرب وعجم اعلیٰ حضرت مجدد ملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کو آپ نے محض ''مولوی احمد رضا خاں'' لکھا ہے بلکہ صرف احمد رضا

خاں جبکہ اس کے بالمقابل دیوبندی مولوی کو آپ نے ''علامہ محمد انور شاہ کشمیری'' لکھا ہے۔دیکھئے (ہدایۃ السالکین صفحہ ۸۲،۸۹،۱۳۳)

آپ کے اس انداز تحریر سے ایسا لگتا ہے کہ آپ کے نزدیک عاشق رسول امام اہلسنت فاضل بریلوی ایک عام قسم کے مولوی ہیں۔مگر بدعقیدہ دیوبندی فرقہ کے مولوی انور شاہ آپ کے نزدیک زیادہ لائق تعظیم ہیں۔اس لئے آپ نے ان کو نہ مولوی' نہ مولانا بلکہ علامہ محمد انور شاہ کشمیری (رحمۃ اللہ علیہ) لکھا ہے جس سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بدعقیدہ دیوبندی علماء کے عقیدت مند ہیں۔اگر نہیں تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا صرف نام اور ان کو صرف مولوی اور دیوبندی مولوی کو علامہ اور رحمۃ اللہ علیہ لکھنے کی کیا وجہ ہے؟

(۴) آپ نے لکھا ہے کہ ''بریلوی اور دیوبندی بہت سارے مسائل میں افراط وتفریط کا شکار ہیں''۔(ہدایۃ السالکین صفحہ ۸۳)

اس طرح بات پیچیدہ ہوگئی ہے۔لہٰذا آپ اظہار حق کیلئے اپنے مافی الضمیر کے مطابق الگ الگ بریلوی مسلک اور دیوبندی مسلک کے ان مسائل کی صراحت کریں' جن میں وہ افراط وتفریط کا شکار اور صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں۔نیز ان کی افراط وتفریط کی نشاندہی کے ساتھ آپ اپنا تحقیقی مؤقف بھی ان مسائل میں بیان کریں۔جو افراط وتفریط سے پاک ہو تاکہ حق کو سمجھنے اور عمل کرنے میں لوگوں کو آسانی ہو۔

(۵) آپ نے لکھا ہے کہ ''دیوبندی علی الاطلاق کافر نہیں' نہ ہر بریلوی کافر ہے''۔(ہدایۃ السالکین صفحہ۸۲)

یہاں بھی آپ نے معاملہ مشکوک و پیچیدہ بنا دیا ہے۔اور دیوبندیوں کے ساتھ بریلویوں کو بھی مشکوک بنا دیا ہے۔لہٰذا اظہار حق کیلئے اپنے مافی الضمیر کے مطابق تصریح کریں اور نشاندہی کر کے اپنا فرض منصبی ادا کریں کہ کون کون دیوبندی کافر ہیں۔اور کون کون نہیں۔اور (معاذ اللہ) کون کون بریلوی کافر ہیں اور کون کون نہیں؟

(۶) آپ نے لکھا ہے۔کہ ''حنفی مذہب بمنزلہ کل ہے۔اور دیوبندیت اور بریلویت بمنزلہ اجزاء ہیں''۔(صفحہ۸۳)

اپنی اس عبارت میں آپ نے دیوبندیت کو حنفی مذہب کا جز وقرار دے کر دیوبندیوں کو بھی حنفیت کا سرٹیفکیٹ دے دیا ہے۔حالانکہ حنفی مذہب صحیح العقیدہ سنی مذہب ہے۔جبکہ دیوبندی فرقہ وہابی مذہب کی شاخ اور بدعقیدہ فرقہ ہے۔تو کیا بدعقیدہ بھی صحیح العقیدہ سنی حنفی مذہب کا جزو ہوسکتا ہے؟

(۷) آپ نے لکھا ہے۔''جو شخص نہ بریلی کا رہنے والا ہو نہ بریلویوں کا مقلد ہو نہ ان کا شاگرد ہو نہ ان کا مرید ہو اس کا بریلوی کہلانا چار دفعہ جھوٹ اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہے۔(صفحہ۸۳)

حالانکہ اہل حق کو اہل باطل کے اختلاط و مغالطہ سے بچانے کیلئے

بریلویت ایک عاشق رسول' امام برحق اور امام اہلسنت کے ساتھ عقیدت کی نسبت اور فصل ممیز ہے۔فرمایئے۔شرعاً اس میں کیا قباحت ہے۔اور اس کو جھوٹ اور گناہ کبیرہ قرار دینے کی کیا دلیل ہے؟

(۸) آپ نے ''ہدایۃ السالکین'' میں تین چار جگہ ''فتاویٰ رضویہ'' کے حوالہ سے عمامہ کو ''سنت مؤکدہ'' لکھا ہے۔(صفحہ۸۸ وغیرہ)

حالانکہ یہ صراحۃً معنوی تحریف اور قول بمالا یرضی بہ القائل کا مصداق ہے۔اس لئے کہ صاحب ''فتاویٰ رضویہ'' اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بمصداق

ع.....''مصنف تصنیف خود را نکو بیاں می کند''

''فتاویٰ رضویہ'' میں متعدد جگہ وضاحت وصراحت کے ساتھ فتویٰ تحریر فرمایا ہے کہ ''عمامہ شریف'' افضل احسن مستحب ہے لیکن ترک عمامہ سے کراہت لازم نہیں آتی۔اگرچہ مقتدی باعمامہ اور امام عمامہ کے بغیر ہو۔(ملخصاً) جبکہ آپ کی تحقیق کے مطابق بغیر عمامہ نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔لہٰذا آپ کے مؤقف کے ساتھ بحث سے قطع نظر۔یہ آپ کے شایانِ شان نہ تھا۔کہ ''فتاویٰ رضویہ'' کا سیاق وسباق اور صاحب ''فتاویٰ رضویہ'' کا مؤقف سمجھے بغیر خواہ مخواہ تحریف معنوی اور غلط بیانی کا الزام اپنے ذمہ لیں۔اس تفصیل کے بعد کیا آپ وضاحت فرمائیں گے کہ اعلیٰ حضرت کا ہمنوا ہونے

کی بجائے ان کو زبردستی اپنا ہمنوا بنانے کیلئے ان کے فتاویٰ میں تصرف وتحریف شرعاً اصولاً اخلاقاً کہاں تک درست ہے؟

(۹) آپ نے ''ہدایۃ السالکین'' میں شیعی امام خمینی اور پیر محمد کی تصویر شائع کی ہے۔ حالانکہ احادیث صریحہ کثیرہ میں رسول اللہ ﷺ نے جاندار کی تصویر کی ممانعت فرمائی ہے۔ اور شروع سے علماء وامت حرمت تصویر کا مسئلہ لکھتے آئے ہیں۔ اس کے باوجود آپ کو کس طرح شایان شان تھا۔ کہ آپ کی کتاب میں اس گناہ کی اشاعت ہوتی۔ تصویر شائع کر کے آپ کا مولوی پیر محمد کے گناہ میں اشتراک کیونکر جائز ہوا؟

(۱۰) آپ نے لکھا ہے کہ ہم نہ تو شارع ہیں اور نہ مجتہدین بلکہ شارع اور مجتہدین حنفیہ کے تابع ہیں۔ (صفحہ ۸۰)

جبکہ بغیر عمامہ نماز کو مکروہ تحریمی و واجب الاعادہ قرار دینا نہ مجتہدین حنفیہ سے ثابت ہے نہ آپ نے اس پر مذہب حنفی کا کوئی حوالہ پیش کیا ہے۔ لہٰذا آپ کے حنفیہ کے تابع ہونے کے قول اور حنفیہ سے ثبوت کے بغیر بابت عمامہ آپ کے عمل وفتویٰ میں مطابقت کس طرح ہوگی۔ جبکہ خود رسول اللہ ﷺ کا ٹوپی کے ساتھ نماز کا ارشاد موجود ہے۔ جیسا کہ عارف باللہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''کشف الغمہ'' میں صراحۃً نقل فرمایا ہے کہ ''کان صلی اللہ علیہ وسلم یامر بستر الراس فی الصلوۃ بصامۃ او بقلنسوۃ و ینھی

عن کشف الراس فی الصلوۃ۔ کہ حضور ﷺ نماز میں سر ڈھانپنے کا حکم فرماتے تھے۔ عمامہ کے ساتھ یا ٹوپی کے ساتھ اور ننگے سر نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔ امید ہے کہ آپ ان دس سوالات کے نمبروار جوابات شفقت و وسیع القلبی کے ساتھ مدلل ومختصر تحریر فرما کر مشکور ہوں گے۔

المخلص: ابوداؤد محمد صادق ماہ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۶ھ زینت المساجد گوجرانوالہ

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ پیر سیف الرحمٰن صاحب نے نہ مذکورہ دس سوالات کے جوابات دیئے نہ ان کے ''مقربین'' ان سے سوالات کے جوابات حاصل کر سکے جس سے پیر صاحب کی اپنی حیثیت مزید مشکوک ومتنازعہ بن گئی ہے۔ حالانکہ اگر وہ سیدھے سادھے سوالات کے سیدھے سادھے جوابات تحریر فرما دیتے۔ تو ان کی اپنی پوزیشن بہتر اور واضح ہو جاتی۔ بہرحال ان کے جواب نہ دینے سے واضح ہو گیا کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے اور پیر صاحب نے اظہار حق نہ فرما کر کسی مصلحت کے تحت اپنی پردہ پوشی کرتے ہوئے اپنا معاملہ گول مول کر کے یک رنگی کی بجائے دورخی ودورنگی اختیار کر کے اچھا نہیں کیا۔

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ:

ایک طرف بقلم خود مجدد عصر وشیخ احمد ثانی (سرہندی) کا کردار ملاحظہ کریں۔ جو ان سوالات کے جوابات نہ دے سکے اور دوسری طرف اس مجدد

برحق کی شان دیکھئے جو بقلم خود اپنی قصیدہ خوانی کر کے پیری مریدی اور مریدین کے خوابوں کے بل بوتے پر نہیں ۔ بلکہ بفضلہٖ تعالیٰ عشق رسالت اور ڈنکے کی چوٹ اظہار حق فرما کر اور ''ترجمہ قرآن کنز الایمان و فتاویٰ رضویہ اور حدائق بخشش'' کے فیوض و برکات کے باعث منصب مجددیت پر فائز ہوا اور عرب و عجم کے علماؤ مشائخ نے اسے مجدد برحق امام احمد رضا تسلیم کیا۔ اسی مجدد کی یہ شان ہے کہ سائل اس کے در سے خالی نہیں لوٹتا۔ اس نے صرف سوالات کے مختصر جوابات پر اختصار نہیں کیا۔ بلکہ ایک ایک سوال کے جواب میں بڑی بڑی کتب و رسائل تصنیف فرما دیئے۔ اور تحدیث نعمت کے طور پر خود بھی اعلان فرمایا کہ

ے ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

بہر حال: طویل عرصہ پیر صاحب کے جوابات موصول نہ ہونے کے باوجود خیال یہی تھا کہ پیر صاحب کچھ لکھیں تو پھر غور و خوض کے بعد مسلکی صورتحال کا جائزہ لیا جائے۔ اسی اثناء میں دیوبندی مولویوں کی ''تنظیم اسلامی'' چترال کی طرف سے ایک رسالہ بعنوان

''بریلویوں کا نیا پیامبر''

موصول ہوا' جس میں ازرہِ جہالت یا شرارت پیر سیف الرحمٰن صاحب کو بریلوی قرار دے کر ان کے نظریات کے حوالہ سے سنی بریلوی مسلک پر

شدید تنقید کی گئی اور سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور علماء اہلسنت کے خلاف بڑے بدزبانی کا مظاہرہ کیا گیا۔ جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی تو پھر ضروری معلوم ہوا کہ مذہب اہلسنت و مسلک اعلیٰ حضرت کا تحفظ کیا جائے۔ دیوبندی وہابی جھوٹے پراپیگنڈا کا سدباب کیا جائے۔ چنانچہ پیر سیف الرحمٰن اور ان کے ''مخاطبین'' کے درمیان جو شدید کشمکش جاری ہے اس سے ہٹ کر ماہنامہ ''رضائے مصطفےٰ'' گوجرانوالہ میں آغاز مضامین کیا گیا۔

پیر سیف الرحمٰن صاحب بریلوی نہیں کہلاتے

(ان کے حوالہ سے سنی بریلویوں پر تنقید بددیانتی ہے)

کسی نام نہاد دیوبندی ''تنظیم اسلامی چترال'' کی طرف سے بعنوان ''بریلویوں کا نیا پیامبر'' ایک رسالہ شائع کیا گیا ہے۔ جس میں پیر سیف الرحمٰن صاحب پیرارچی سرحدی کے حوالہ سے دیوبندیوں نے سنی بریلوی مسلک کے خلاف نہایت بدزبانی بددیانتی اور کذب بیانی کا مظاہرہ کیا ہے۔ رسالہ شائع کنندگان دیوبندی مولویوں کا پیر سیف الرحمٰن کو ''بریلویوں کا پیامبر'' قرار دینا بڑا شیطانی پراپیگنڈا اور سخت شرانگیزی و فتنہ پروری ہے۔ اس لئے کہ معاذ اللہ پیر صاحب کا بریلوی ''پیامبر'' ہونا تو بہت دور کی بات ہے۔ انہیں تو ''بریلوی پیر اور بریلوی عالم'' قرار دینا بھی جھوٹ ہے کیونکہ یہ قول ''بما لا یرضی بہ القائل'' ہے۔ اگر دیوبندی مولویوں کو صورتحال معلوم

نہیں تو یہ ان کی جہالت وحماقت ہے اور اگر دانستہ انہوں نے پیر صاحب کو بریلوی قرار دے کر بریلوی علماء کو مطعون کیا ہے اور پیر صاحب کی باتوں کو سنی بریلوی مسلک کے ذمہ لگایا ہے تو یہ دیوبندیوں کی شرارت وشیطنت ہے۔

اس لئے کہ پیر صاحب کے ممدوح علماء دیوبند ہیں۔ نہ کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (پھر وہ بریلوی کیسے ہوئے) جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب ''ہدایۃ السالکین'' (صفحہ ۹۵۔۱۳۳) میں دیوبندی مولوی کاشمیری کو ''علامہ محمد انور صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ'' اور ''علامہ موصوف'' لکھا ہے اور پیر سیف الرحمٰن کے ''حسب الارشاد'' مولوی ضیاء اللہ سیفی نے جو کتاب ''سیف الرجال علیٰ عنق الدجال'' لکھی ہے اس میں مولوی کاشمیری دیوبندی کو ''امام العصر اور الشیخ الکبیر رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(سیف الرجال صفحہ ۳۸، ۶۸)

جبکہ پیر سیف الرحمٰن صاحب نے دیوبندی مولوی کے مخصوص القاب کے بالمقابل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر معمولی طور پر کیا ہے۔ ''ہدایۃ السالکین'' میں لکھتے ہیں۔

''احمد رضا خاں صاحب نے تحریر فرمایا ہے'' ص ۸۸

(صرف نام لکھنے پر اکتفا کیا)

''مولوی احمد رضا خاں'' صفحہ ۸۵ (صرف مولوی لکھا نہ مولانا نہ علامہ)

''بریلویوں کے قبلہ اور کعبہ اعلیٰ حضرت'' صفحہ ۸۷

(بیگانگی وطنز کا انداز)

مذکورہ صورتحال کے باوجود رسالہ شائع کنندگان کا پیر صاحب کو بریلوی قرار دینا ہٹ دھرمی وڈھٹائی نہیں تو اور کیا ہے؟

بریلویت سے برأت: پیر سیف الرحمٰن بریلویت سے اظہار برأت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ ''اگر میں اپنے آپ کو بریلوی سے مسمیٰ کروں تو چار جھوٹ کہنے کا مرتکب ہو جاؤں گا۔ تو کس طرح چار دفعہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو کر اپنے آپ کو بریلوی سے مسمیٰ کروں''۔ (ہدایۃ السالکین ص ۸۳)

لمحہ فکریہ: ملاحظہ فرمایئے کہ جو شخص بریلویت و بریلوی کہلانے سے اس قدر اظہار برأت کر رہا ہے کہ بریلوی کہلانے کو چار بار جھوٹ اور چار دفعہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونا قرار دیتا ہے۔ ایسے شخص کو دیوبندیوں کا بریلوی قرار دے کر اس کے اقوال وافعال کو بریلویوں کے کھاتے میں ڈالنا کتنی زبردستی وسینہ زوری اور کیسی مکاری وعیاری ہے۔ پیر صاحب تو اعلیٰ حضرت بریلوی کے بالمقابل دیوبندی مولوی سے عقیدت کا اظہار کر کے اسے مخصوص القاب واوصاف سے متصف کریں۔ اور ان کے ''حسب الارشاد'' کتاب ''سیف الرجال'' میں دیوبندی مولوی کو ''الشیخ الکبیر اور امام العصر'' قرار دیا جائے۔ اور پیر صاحب بریلوی کہلانے کو معاذ اللہ چار دفعہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونا قرار دیں اور رسالہ

شائع کرنے والے دیوبندی مولوی انہیں دیوبندیوں کے کھاتہ میں ڈالنے کی بجائے معاذاللہ بریلوی پیامبر قرار دیں۔اُف توبہ

اظہارحق میں تذبذب نہیں چاہیئے

پیر سیف الرحمٰن صاحب: پیرارچی سرحدی اپنے مریدین وحلقۂ عقیدت میں بہت ہی بلند پایہ بزرگ اور ''قیوم زمان ومجدد ملت'' وغیرہ القاب سے ملقب ہیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے بعض مریدین واحباب کے جو خواب وبشارات خود نقل کی ہیں۔ان کے مطابق

امامت انبیاء: رسول اکرم (ﷺ) نے (بڑے اجتماع میں پیر صاحب) مبارک کوامامت کیلئے آگے کردیا اور خود رسول اکرم نے تمام حاضرین (انبیاء علیہم السلام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اولیاء عظام) کے سمیت مبارک صاحب کے پیچھے اقتداء کیا۔

صف انبیاء: رسول اکرم فرماتے ہیں کہ ''حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب اگرچہ ولی اللہ ہیں' نبی نہیں ہیں لیکن میں اس کے علوشان کی وجہ سے اس ہستی کو قیامت کے دن انبیاء کے صف میں کھڑا کروں گا''۔

بلکہ ایک موقع پر ''حضور اکرم روتے ہیں اور اُمتی اُمتی کہتے ہیں اور مبارک صاحب سے ارشاد فرماتے ہیں کہ میری اُمت بہت گنہگار ہے' کوشش کرو''۔(والعیاذ باللہ تعالیٰ) (کتاب ہدایۃ السالکین صفحہ ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۲)

اپنے حلقہ میں اس قدر بزرگی رکھنے اور خود اپنی بزرگی شائع کرنے کے باوجود اگر پیر صاحب کو دور حاضر کے بہت بڑے معرکۃ الآراء مسئلہ کے متعلق تحقیق نہ ہو یا اس کے اظہارحق میں وہ تذبذب کریں تو یہ ان کے بزرگانہ مقام کے ہرگز شایان شان نہیں اور

وہ مسئلہ ہے سنی بریلوی اور دیوبندی وہابی کا مسئلہ جس میں پیر صاحب کا مسلک ومؤقف بہت مشکوک ومبہم ہے۔ چنانچہ انہوں نے خود لکھا ہے کہ ''دیوبندی بریلوی بہت سارے مسائل میں افراط وتفریط کا شکار ہیں''۔

(ہدایۃ السالکین ص ۸۳)

حالانکہ اظہارحق کیلئے انہیں اپنا ما فی الضمیر کھل کر بیان کرنا چاہیئے۔اور اس امر کی نشاندہی فرمانی چاہیئے کہ وہ کون سے ''بہت سارے'' مسائل ہیں' جن میں سنی بریلوی اور دیوبندی وہابی افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ نیز انہیں یہ بھی بتانا چاہیئے کہ سنی بریلوی اور دیوبندی وہابی افراط وتفریط کے برعکس ان مسائل میں ان کا اپنا تحقیقی مؤقف ومسلک کیا ہے تاکہ حق کو سمجھنے اور اپنانے میں لوگوں کو آسانی ہو کیونکہ ان کا خود تذبذب میں رہنا اور حق کا اظہار نہ کرنا ان کے شایان نہیں' بات گول مول نہیں بلکہ واضح اور صریح ہونی چاہیئے۔

پیر صاحب: نے مزید لکھا ہے کہ ''دیوبندی علی الاطلاق کافر نہیں' نہ کہ بریلوی کافر ہے۔(ہدایۃ السالکین ص ۸۲)

یہاں بھی وہی تذبذب اور پیچیدگی ہے اور پیر صاحب نے دیوبندیوں کے ساتھ بریلویوں کو بھی خواہ مخواہ مشکوک بنا دیا ہے حالانکہ ان کا فرض منصبی ہے کہ وہ اپنے ما فی الضمیر کے مطابق اظہار حق فرماتے ہوئے نشاندہی کریں کہ علی الاطلاق نہیں تو فی الواقعہ کون کون دیوبندی مولوی کافر ہیں اور کون کون نہیں اور معاذ اللہ کون کون سنی بریلوی کافر ہیں اور کون کون نہیں نیز دیوبندیوں بریلویوں میں ان کے بقول جو کافر ہیں ان کی وجہ تکفیر کیا ہے؟

جزو وکل: پیر صاحب نے مزید لکھا ہے کہ ''حنفی مذہب بمنزلہ کل ہے اور دیوبندی اور بریلوی بمنزلۂ اجزاء ہیں''۔(ہدایۃ السالکین ص ۸۳)

اپنی اس عبارت میں پیر صاحب نے دیوبندیت کو حنفی مذہب کا جزو قرار دے کر دیوبندیوں کو بھی حنفیت کا سرٹیفکیٹ دے دیا ہے' حالانکہ حنفی مذہب صحیح العقیدہ سنی مذہب ہے جبکہ دیوبندی فرقہ وہابی مذہب کی شاخ اور گستاخانہ عقائد رکھنے والا بدعقیدہ فرقہ ہے تو کیا بدعقیدہ بھی سنی حنفی مذہب کا جزو ہو سکتا ہے؟

مسئلہ ''بریلوی'' کہلانے کا:

اعلیٰ حضرت امام العاشقین امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو خدمات جلیلہ دینیہ اور عشق رسالت کی بدولت بارگاہ الٰہی و دربار مصطفائی میں ایسی محبوبیت حاصل ہوئی اور بحکم حدیث ثم یوضع له القبول فی الارض کا

مصداق و مظہر بن کر علماء حق و عام صحیح العقیدہ اہلسنت و جماعت میں آپ کو ایسی مقبولیت عطا ہوئی کہ آپ کے ہم عقیدہ و مسلک تمام عشاق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عرف و اصطلاح میں آپ کی نسبت سے بریلوی کہا جانے لگا۔ (قطع نظر اس سے کہ شہر بریلی کو کسی نے دیکھا سنا ہو یا نہ ہو اور خود کوئی بریلوی کہلائے یا نہ کہلوائے) گویا

ے ان کی نسبت سے سبھی ''اہل بریلی'' بن گئے
ذکر جب آیا کہیں پر ''اہل سنت'' کون ہیں؟

اور تو اور پیر سیف الرحمٰن صاحب پیرارچی کو بھی دیوبندیوں کی طرف سے ''بریلوی'' سمجھ کر ''بریلویوں کا نیا پیامبر'' کے نام سے ایک کتاب بھی منظر عام پر آ گئی۔ حالانکہ پیر صاحب نے اس شدت کے ساتھ بریلوی کہلانے کا انکار کیا۔ کہ بریلوی کہلانے کو چار بار گناہ کبیرہ کا ارتکاب قرار دے دیا، ملاحظہ ہو ان کی کتاب (ہدایۃ السالکین ص ۸۳)

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

حالانکہ پیر صاحب کے منظور نظر مولانا غلام فرید سیفی (گوجرانوالہ) نے اس کے برعکس کتنی پیاری تصریح فرمائی ہے کہ (جب) ''اہل حق کا اہل باطل سے اختلاط کا خطرہ پیدا ہوا تو ضرورت پڑی کہ ایک ''فصل ممیز'' لگا کر اہل حق اہل سنت کو امتیاز دیا جائے اور اہل باطل سے جدا کیا جائے تا کہ عوام الناس کسی

دھوکہ میں نہ پڑ جائیں چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے بہترین فصل ممیز ''بریلوی'' ہے۔اب جسے سنی حنفی بریلوی کہا جاتا ہے تو اہل حق اصلی سنی اصلی حنفی، اہل باطل نقلی سنی نقلی حنفی سے ممتاز اور جدا ہو جاتے ہیں اور دھوکہ میں نہیں پڑتے اور اپنے آپ کو وہابیوں نجدیوں چکڑالویوں دیوبندیوں وغیرہ سے بچا لیتے ہیں۔○اس لئے بریلوی مذہب نہیں بلکہ فصل ممیز کے قائم مقام ہے اور مابہ الامتیاز ہے۔اہل حق کے اہل باطل سے ○ہماری اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ بریلوی ہونا ایک نسبت ہے۔اعلیٰ حضرت بریلوی کی طرف یا (آپ کے) بریلی شہر کی طرف اور اس نسبت پر ہمیں فخر ہے۔ہمیں اس پر ناز ہے۔ الحمدللہ تعالیٰ علی ذالک (النجدیت ص ۱۸۰،۱۸۱)

سبحان اللہ! مولانا غلام فرید سیفی صاحب نے بریلوی نسبت کی کیسی جامع اور عالمانہ محققانہ تقریر فرمائی ہے اور اس پر حمد الٰہی بجالائے ہیں۔

کاش! پیرار چی بھی اس فاضلانہ علمی تحقیقی نکتہ اور اس حقیقت پسندی کا لحاظ کرتے اور اسے گناہ کبیرہ قرار دے کر ایسی پیاری اور ضروری نسبت سے نفرت نہ دلاتے۔کاش! اب بھی وہ حقیقت پسندی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے بریلوی کو گناہ کبیرہ قرار دینے کے متشددانہ قول سے رجوع کر لیں اور بریلویت سے نفرت کا اظہار کر کے خود نفرت کا نشانہ نہ بنیں ۔ جب پیر صاحب دیوبندیوں کے متعلق نرم گوشہ رکھتے ہیں اور انہوں نے دیوبندی کہلانے کو چار

مرتبہ گناہ کبیرہ ہونے کی تصریح نہیں کی تو بریلوی عاشقان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے متشددانہ قول سے گناہ کبیرہ کا مرتکب قرار دینے اور اس پر مصر رہنے کا کیا جواز ہے؟ جبکہ مولانا غلام فرید صاحب سیفی نے بریلوی کہلانے کی بہترین توجیہہ بھی پیش کر دی ہے۔اور اس پر فخر و ناز کا اظہار بھی کیا ہے۔لہٰذا امام العاشقین امام اہلسنت اعلیٰ حضرت کی طرف عقیدت و محبت اور ''مابہ الامتیاز'' نسبت کو جھوٹ اور گناہ کبیرہ قرار دے کر فی الحقیقت صحیح العقیدہ اہلسنت کو مطعون و مجرم قرار دینا کسی طرح بھی قرین قیاس نہیں۔اس نسبت کا کتنا بڑا اعزاز اور اہمیت ہے کہ یہ نسبت اہل حق و اہل باطل اور اصلی سنی حنفی و نقلی سنی حنفی کے درمیان مابہ الامتیاز ہے اور سنی مساجد و مدارس پر اور ان کی زمین اور رجسٹریوں پر بھی بطور تشخص بالخصوص ''بریلوی مسلک'' لکھا جاتا ہے۔تعجب ہے کہ ایسی پیاری نسبت و تسمیہ کو مولانا غلام فرید صاحب کے برعکس پیر صاحب نے نہ صرف ایک دفعہ بلکہ چار دفعہ کا گناہ کبیرہ قرار دے دیا۔

یاد رہے کہ بریلوی نسبت صرف شاگردوں مریدوں اور بریلی میں رہنے والوں کیلئے نہیں بلکہ تمام اہلسنت کیلئے اہل باطل سے امتیاز ہے۔''ہدایۃ السالکین'' میں پیر صاحب کے جو القاب لکھے گئے ہیں۔قیوم زماں و مجدد ملت وغیرہ بلکہ معاذ اللہ بدیں الفاظ حضور غوث اعظم پیران پیر رضی اللہ عنہ پر پیر صاحب کو چھ مقامات کی جو فوقیت و برتری دی گئی ہے کہ ''پیران پیر عبدیت کے مقام

سے مشرف تھے اور حضرت مبارک صاحب نے چھ مقامات عبدیت کے مقام سے فوق طے کئے ہیں اور حضرت مبارک صاحب کا مقام پیران پیر کے مقام سے فوق (بلند و بالا) ہے۔ (ہدایۃ السالکین ص ۳۲۴)

اس قدر بزرگی و برتری کے پرچار کے باوجود اب بھی اگر پیر سیف الرحمٰن صاحب اور ان کے عقیدت مندان سنی بریلوی اور دیوبندی وہابی میں صریح فرق نہ کرسکیں اور مومن و منافق عاشق و گستاخ سچے جھوٹے کھرے اور کھوٹے میں پہچان نہ کراسکیں تو کتنے افسوس کا مقام ہے۔

علاوہ ازیں سیفی حضرات کے لٹریچر میں سنیوں بریلویوں کی تنظیم ''دعوت اسلامی'' کے ساتھ جس عداوت کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور دیوبندی وہابی مولویوں کے گستاخانہ عقائد باطلہ کی پردہ پوشی کیلئے ان کی قصیدہ خوانی اور دیوبندی وہابی مذہب کو فروغ دینے کی جو کوشش کی گئی ہے۔ پیر صاحب کی طرف سے اس کا ازالہ وسد باب اور اس سے اظہار برأت ضروری ہے۔

ضروری یادداشتیں: مولوی احمد علی سیفی کراچی نے ایک فروعی اختلافی مسئلہ کی بناء پر دعوت اسلامی و امیر دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ کی تردید میں پُرتشدد کتاب ''ضرب النعال علیٰ رؤس الجہال'' شائع کی ہے جس میں مولانا موصوف کی تکفیر و تضلیل و انتہائی تحقیر کی ہے اور اسی کتاب میں دیوبندی مولوی کو ''مولانا مفتی محمد شفیع بانیٔ دارالعلوم کراچی'' کے الفاظ سے

اعزازی مقام دیا ہے۔ کیا دعوت اسلامی سے عداوت اور دیوبندی مولوی کا اعزاز لمحہ فکریہ نہیں۔ سیفی حضرات کی طرف سے دعوت اسلامی کے خلاف ایک اور کتاب بنام ''فتویٰ'' شائع کی گئی ہے، جس میں دعوت اسلامی اور بالخصوص مرکز دعوت فیضان مدینہ کو بدیں الفاظ نشانہ بنایا گیا ہے کہ ''دعوت اسلامی والے زکوٰۃ کی رقم کو (حیلہ کرکے) اپنی بے بصیرتی کی بناء پر مسجد پر اور فیضان مدینہ جیسی جگہوں پر خرچ کرتے ہیں جبکہ یہ عمل از روئے فقہ ناجائز ہے۔

(فتویٰ ص ۶)

سیفی مغالطہ: سیفی حضرات نے اس نام نہاد ''فتویٰ'' کتاب کو ''منجانب انجمن فدایان امام احمد رضا پاکستان'' لکھ کر دھوکہ دیا ہے کیونکہ اگر ''فتویٰ'' شائع کرنے والے سیفی حضرات واقعی فدایان امام احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ) ہوتے تو دیوبندی مولویوں کی قصیدہ خوانی کی بجائے دیوبندی وہابی فرقہ کے خلاف مہم چلاتے نہ کہ فدایانِ اعلیٰ حضرت دعوت اسلامی والوں کے خلاف مہم بازی کرتے۔ ''دعوت اسلامی فیضان مدینہ'' کے خلاف مسلسل مہم بازی کرنے والے فدایانِ اعلیٰ حضرت کیسے ہوسکتے ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ

مولوی ضیاء اللہ سیفی: نے جس طرح ''حسب الارشاد'' پیر سیف الرحمٰن صاحب اپنی کتاب ''سیف الرجال'' مولوی انور شاہ دیوبندی کو ''امام العصر اور الشیخ الکبیر'' لکھ کر اس کی مدح وستائش اور قصیدہ خوانی کی ہے۔ اسی طرح

کتاب ''الضرب الشدید'' میں عاشق مدینہ ''دعوت اسلامی'' کی شدید تردید کی ہے۔اور علماء دیوبند کی قصیدہ خوانی کر کے اس طرح دیوبندیت کو فروغ دیا ہے کہ۔ ''تحقیق حق کیلئے علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''اکفار الملحدین'' کا مطالعہ ہر طالب حق کیلئے ضروری ہے''۔

مولوی حمد اللہ ڈاگوی جو دیوبندیوں کا سرکردہ رکن اور علمی لحاظ سے مانا ہوا شخص ہے۔دیوبند کے علماء میں بڑے اچھے خاصے بزرگ بھی گزرے ہیں ۔جن کی بزرگی اور علمیت پر اکثر بریلوی علماء بھی قائل ہیں.....اور مولانا انور شاہ کشمیری صاحب یا سرحد کے بہت سارے جید علماء کرام جو دیوبند کے تعلیم یافتہ تھے ان کا احترام ہم پر لازم ہے''۔

(ضرب شدید ص ۵۱ خطاط خیر اللہ سیفی خادم دربار سیفیہ)

سنیو۔ہوشیار۔خبردار! آنکھیں کھولو اور غور سے دیکھو کہ سیفی علماء اور دربار سیفیہ کی نسبت سے ○ عاشق مدینہ ''امیر دعوت اسلامی اور مرکز فیضان مدینہ'' کی تردید شدید اور علماء دیوبند کی گستاخیوں کی پردہ پوشی کیلئے کس طرح چپکے چپکے سے دیوبندی مولویوں کی قصیدہ خوانی اور دیوبندیت کی تبلیغ جاری ہے اور شانِ رسالت کی بے حرمتی کرنے والے دیوبندیوں کا احترام لازم قرار دیا جا رہا ہے۔والعیاذ باللہ تعالیٰ۔یاد رہے کہ مولوی ضیاء اللہ سیفی کا یہ کہنا کہ ''علماء دیوبند کی بزرگی وعلمیت پر اکثر علماء بریلوی بھی قائل ہیں'' بالکل غلط بلا دلیل و

ثبوت محض جھوٹا دیوبندی پراپیگنڈا ہے۔پیر صاحب کی ایک اور صریح تحریر نقل فرمایا کہ ''دیوبندی حضرات میں بہت سارے علماء کرام..... سچے اور پکے حنفی ہیں۔ان کو.....وہابی یا کافر کہنا عقل ودانش اور شریعت غرا سے بہت دور ہے''۔

(ہدایۃ السالکین ص ۱۳۶، ۱۳۷)

کیا فرماتے ہیں سنی بریلوی سیفی علماء بیچ ان حوالہ جات کے

ع.....ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

مذکورہ عبارت بلا تردید نقل کر کے دیوبندی گستاخیوں اور عقائد باطلہ کو زیر بحث لائے بغیر یکطرفہ طور پر ''بہت سارے دیوبندی علماء کو کس قدر فراخدلی کے ساتھ علماء کرام (عزت وبزرگی والے) اور سچے پکے حنفی قرار دے کر ان کی وکالت کی گئی ہے۔اور ان کی کفریہ عبارات کی بناء پر انہیں وہابی وکافر قرار دینے والے اکابر علماء عرب وعجم اور ان کے مجموعہ فتاویٰ ''حسام الحرمین'' کو عقل ودانش اور شریعت غرا سے بہت دور ہونے کا تاثر دیا ہے۔

صدر الافاضل کی کردار کشی: خلیفہ اعلیٰ حضرت ومفتی پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد لاہوری اور مفسر قرآن مفتی احمد یار خاں گجراتی (رحمۃ اللہ علیہم) جیسے بکثرت جید علماء کے استاذ گرامی صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی صاحب تفسیر ''خزائن العرفان'' (حاشیہ کنز الایمان) کی مکتبہ سیفیہ کراچی کی شائع کردہ کتاب ''سیف القدیر'' میں بدیں الفاظ کردار کشی کی گئی ہے

کہ ○ ''صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین نے ..... کسی عالم کا قول بطریق نقل بیان نہیں کیا۔ لہٰذا آپ اس حکم کے سزاوار ٹھہرے کہ وَیْلٌ لَّھُمْ وَلِمَنْ قَلَّدَھُمْ کُلَّ الْوَیل (ان کیلئے خرابی اور ان کے پیروکاروں کیلئے پوری خرابی ہے)

○ صدرالافاضل نے قرآن کے منشاء کے خلاف ..... تحریف فی القرآن کی ..... آسمانی کتابوں میں تحریف کرنا کس کا طریقہ ہے۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ..... صدرالافاضل نے ..... سارے دین کی بنیادیں ہلا دیں ہیں''۔ (معاذ اللہ) ..... (کتاب سیف القدیر مولوی محمد روشن سواتی ص ۲۹، ۳۰)

علماء دیوبند: کی وکالت وحمایت اور ان کے ''حکیم الامت وامام العصر'' کی مدح سرائی کے بالمقابل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ''ہدایۃ السالکین'' میں صرف نام کے ساتھ ''احمد رضا خاں اور مولوی احمد رضا خاں'' لکھنے اور سیفی لٹریچر میں اُن کے خلیفہ اجل صدرالافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ کی اس طرح کردار کشی کرنے اور ان پر تحریف قرآن اور دین کی بنیادیں ہلا دینے کا افتراء کرنے سے واضح ہوگیا کہ سیفیت و دیوبندیت تقریباً یکجان ودو قالب ہیں اور ان میں باہمی گیری آمیزش ہے۔ ورنہ اکابر سنی بریلوی علماء ومشائخ اور دعوت اسلامی کے ساتھ ''سوتیلی ماں'' جیسا سلوک نہ کیا جاتا اور اکابر علماء دیوبند کی بھی اس طرح نام بنام کچھ ''کردار کشی'' کی جاتی اور کچھ ان کے عقائد باطلہ اور نظریات کو بھی زیر بحث لایا

جاتا۔ جبکہ ایسا نہیں ہے اور اسی کے باعث معاملہ مشکوک ہے اور سیفیت کی طرف سے دیوبندیت کی طرفداری وجانبداری صاف ظاہر ہے۔

ع ..... ہوشیار اے سنی رضوی ہوشیار

دیوبندی مولویوں کی بجائے دعوت اسلامی پر مزید نشانہ بازی

''کراچی سے الیاس قادری کی دعوت اسلامی در پردہ جبری (کفریہ) عقیدہ والی رائیونڈی تبلیغی جماعت کی ہم عقیدہ ہے۔ بلکہ تبلیغی جماعت کی تربیت یافتہ اور در پردہ ان ہی کی خصوصی شاخ ہے جس کو برائے نام اندھے اہلسنت بریلوی کو گمراہ کرنے کیلئے مقرر کر کے نکالا گیا ہے۔ ان سب کی منزل ایک ہے''۔

(ملخصاً بحوالہ ''جواب الاستفتاء'' حسب الارشاد (پیر سیف الرحمٰن)

یاد رہے کہ سیفی لٹریچر میں دیوبندیوں سے بھائی چارہ اور سنیوں بریلویوں کے خلاف اس قدر بداخلاقی کے برعکس الحمد للہ سیفی مفتی مولانا غلام فرید ہزاروی نے امیر دعوت اسلامی کو ''حضرت مولانا علامہ محمد الیاس قادری بانی دعوت اسلامی'' کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اور مسئلہ ثواب نماز میں مولوی احمد علی سیفی کے مقابل امیر دعوت اسلامی کی تائید کی ہے۔

''رضائے مصطفےٰ'' اور سیفی رسالہ کا مکالمہ

ماہنامہ ''السیف الصارم'' (لاہور پشاور) نے ماہ جون کی اشاعت

میں بعنوان ''ماہنامہ رضائے مصطفےٰ کی توجہ کیلئے'' ایک مضمون لکھا ہے جو بصورت مکالمہ پیش خدمت ہے۔

''سیف الصارم'': جب علماء اہلسنت..... اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کا حقیقی تعارف حضرت مرشدنا اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی صاحب سے کروایا اور دیوبندیوں کی گستاخانہ عبارات پیش کیں تو آپ نے فرمایا۔ ان لوگوں کو دیوبندی نہ کہو' وہابی کہو ہمارے ہاں ایسے (گستاخانہ) عقائد رکھنے والوں کو وہابی کہا جاتا ہے۔

''رضائے مصطفےٰ'': سیفی حضرات کے نزدیک غوث الاعظم (رضی اللہ عنہ) سے بھی معاذ اللہ پیر صاحب کا جو چھ درجے فوق و بلند و بالا مقام بیان کیا گیا ہے۔ اس کے پیش نظر تعجب ہے کہ پیر صاحب کو علماء اہلسنت کے تعارف کرانے سے پہلے نہ اعلیٰ حضرت کی شہرۂ آفاق شخصیت کا تعارف تھا' نہ دیوبندیوں کی گستاخانہ عبارات کا علم۔ ثانیاً یہی تو پیر صاحب سے گذارش ہے کہ وہ دیوبندیوں کا وہابی و گستاخ ہونا اپنے قلم سے لکھ کر شائع کریں اور ''حسام الحرمین'' ملاحظہ فرما کر اس کی تائید کا اعلان کریں ○ مگر برعکس اس کے ''ہدایۃ السالکین'' اور دیگر سیفی لٹریچر میں دیوبندی علماء سے اظہار عقیدت اور ان کی تعریف و ستائش کی گئی ہے جس کے باعث پیر صاحب کی شخصیت مشکوک و متنازعہ ہوگئی ہے۔ لہٰذا ''سیف الصارم'' صرف اپنے لکھنے پر اکتفانہ

کرے بلکہ پیر صاحب سے ''حسام الحرمین والصوارم الہندیہ'' کی تصدیق کا اعلان حق کرائے۔ ورنہ اصولاً سیفی رسالہ کا ایسا لکھنا کافی نہیں۔

''سیف الصارم'': حضرت اخندزادہ مبارک کے بریلوی نہ کہلانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ بریلوی حضرات یا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے متنفر ہیں۔

''رضائے مصطفےٰ'': پیر مبارک صاحب بریلوی نہ کہلواتے تو اور بات تھی مگر ان کا اس بین الاقوامی عقیدت و عشق کی نسبت (بریلوی کہلانے کو) چار بار گناہ کبیرہ کا ارتکاب قرار دینا۔ بریلوی حضرات اور اعلیٰ حضرت سے متنفر ہونا اور متنفر کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ جبکہ دیوبندی کہلانے کو پیر صاحب نے اس طرح چار دفعہ گناہ کبیرہ ہونا تحریر نہیں کیا۔ ''بریلوی'' کہلانے کے متعلق پیر صاحب کے اس تشدد سے ظاہر ہے کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔

''سیف الصارم'': ''رضائے مصطفےٰ'' میں ''ہدایۃ السالکین'' کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا نام طنز اور بیگانگی کے انداز سے لکھا گیا ہے جبکہ بعض جید اور اکابر بزرگان دین کے نام کے ساتھ بھی القاب نہیں لکھے گئے

''رضائے مصطفےٰ'': ''ہدایۃ السالکین'' میں پیر صاحب کا ''بریلویوں کے قبلہ و کعبہ اعلیٰ حضرت'' لکھنا طنز و بیگانگی کا انداز نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر دیگر بزرگوں کے نام کے ساتھ القاب نہیں لکھے گئے تو ان کا صرف نام اور انہیں صرف مولوی بھی تو نہیں لکھا گیا۔ ایک طرف اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا نام

طنز و بیگانگی کے انداز میں لکھنا اور دوسری طرف دیوبندی مولوی کو ''علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ'' لکھنا اور پیر صاحب کے ''حسب الارشاد'' کتاب ''سیف الرجال'' میں اس دیوبندی مولوی کو ''امام العصر اور الشیخ الکبیر'' لکھنا کس چیز کی نشاندہی کرتا ہے؟

''سیف الصارم'': ''ہدایۃ السالکین'' کے صفحات پر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو امام احمد رضا خاں اعلیٰ حضرت اور علامہ احمد رضا خاں بریلوی بھی لکھا گیا ہے۔

''رضائے مصطفےٰ'': یہی دورنگی تو قابل اعتراض اور قابل افسوس ہے۔ علاوہ ازیں جب پیر صاحب نے ''بریلویوں کے اعلیٰ حضرت'' لکھ کر اظہار بیگانگی فرمادیا تو اب کسی جگہ کوئی لقب لکھنے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ اس بیگانگی ولا تعلقی کا اظہار تو اب تاریخی ''دستاویز'' بن چکا ہے جس پر کسی خود ساختہ تاویل سے پردہ نہیں پڑسکتا' نہ اس کا ازالہ ہوسکتا ہے۔

''سیف الصارم'': مولانا ضیاء اللہ سیفی صاحب کی تصنیف ''سیف الرجال'' میں اگر انور شاہ کشمیری کیلئے کچھ لکھا گیا ہے تو حضرت پیر ارچی کے ''حسب الارشاد'' پنجاب سے شائع ہونے والی کتابوں میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے اسم گرامی کے ساتھ جو القاب لکھے گئے ہیں وہ بھی لائق التفات ہیں۔

''رضائے مصطفےٰ'': یہ تو پھر وہی دورنگی ہوئی جس کا ''رضائے مصطفےٰ'' شکوہ کررہا ہے اور اب آپ نے خود اس کا اعتراف کرلیا ہے کہ پیر صاحب کے

''حسب الارشاد'' مولوی انور شاہ دیوبندی کو ''امام العصر اور الشیخ الکبیر'' بھی لکھا جارہا ہے اور پیر صاحب ہی کے ''حسب الارشاد'' اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی قصیدہ خوانی بھی ہورہی ہے۔ حالانکہ دونوں میں بعد المشرقین ہے اسی لئے تو شاعر بیچارہ بھی یہ کہہ گیا ہے کہ:

؎ دونگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

دونوں طرف ''حسب الارشاد'' قصیدہ خوانی سے تو یہی سماں ہوگا کہ:

؎ حج کعبہ بھی ہو گنگا کا ہو اشنان بھی
تاکہ خوش رحمٰن ہو راضی رہے شیطان بھی

جبکہ صاحب استقامت حضرات کی ایسی گول مول و دورخی پالیسی نہیں ہونی چاہیئے۔ انہیں تو مومن و منافق' عاشق و گستاخ' صادق و کاذب' سچے جھوٹے اور کھرے کھوٹے میں واضح امتیاز کرنا چاہیئے۔

○ مدیر السیف الصارم کو بہرحال یہ بات سمجھ جانی چاہیئے کہ آپ نے دونوں طرف پیر صاحب کے ''حسب الارشاد'' کا اعتراف کرکے پیر صاحب کی پوزیشن کو سلجھایا نہیں بلکہ مزید الجھایا ہے۔ درحقیقت تاویلات کے اس چکر سے بات نہیں بنے گی۔ جب تک کہ پیر صاحب بقلم خود ''حسام الحرمین والصوارم الہندیہ'' کی تائید و تصدیق نہیں فرماتے اور دیوبندیوں سے اعلان برأت فرما کر سیفیوں میں سے دیوبندیوں کی چھانٹی نہیں کرتے۔ ہم پیر

صاحب اور آپ حضرات کی بھلائی کی بات کرتے ہیں بگاڑ کی نہیں کرتے۔

''سیف الصارم'': ایک مجلس میں پیر صاحب نے فرمایا ''اگر اعلیٰ حضرت ہندوستان میں نہ ہوتے تو اکثر لوگ وہابی ہو جاتے''۔

''رضائے مصطفےٰ'' بہت اچھ فرمایا۔ بشرطیکہ آپ کی بجائے وہ بذات خود ایسی باتوں کا اعلان کریں اور وہابی کے ساتھ دیوبندی کا لفظ بھی ملائیں کیونکہ دیوبندی کا نام لئے بغیر صرف وہابی کے لفظ سے مطلع صاف نہیں ہوگا۔

''سیف الصارم'': ''حضرت اخندزادہ مبارک تبلیغی جماعت میں جبریہ عقائد رکھنے والوں پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں''۔

''رضائے مصطفےٰ'': جی ہاں تبلیغی جماعت پر بھی فتویٰ لگاتے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ بیچاری دعوت اسلامی کی تکفیر و تضلیل بھی کرتے ہیں۔ نامعلوم دعوت اسلامی نے پیر صاحب یا سیفی حضرات کا کیا بگاڑا ہے۔ اگر یہ بات نہیں تو پیر صاحب سے بذاتِ خود دعوت اسلامی کی پاکدامنی کا اظہار کرائیں اور معاذ اللہ دعوت اسلامی کو کافر و گمراہ اور ملعون قرار دینے والے مولوی احمد علی سیفی (کراچی) کا سیفیوں میں سے اخراج کرائیں۔

''سیف الصارم'': ''حیرت ہے کہ ایک شیخ طریقت پر یہ اعتراض کیا جا رہا ہے کہ وہ بریلوی نہیں کہلواتا کیا اعلیٰ حضرت کے معاصرین علماء و مشائخ اپنے نام کے ساتھ بریلوی لکھتے تھے''۔

''رضائے مصطفےٰ'': کسی بھی صحیح العقیدہ سنی عالم و بزرگ پر یہ اعتراض نہیں کہ وہ بریلوی نہیں کہلواتے۔ پیر صاحب پر اعتراض اس لئے ہے کہ انہوں نے بریلوی کہلانے کو چار مرتبہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب قرار دیا ہے۔ جبکہ دیوبندی کہلانے کے متعلق ایسا فتویٰ نہیں دیا بلکہ ان کے ''حسب الارشاد'' دیوبندی مولوی کو ''الشیخ الکبیر و امام العصر'' قرار دیا گیا ہے۔ استغفر اللہ

''ایک اور ہولناک دورخی'': روزنامہ خبریں لاہور کے مذکورہ انٹرویو میں ایک اور سوال میں جب پیر صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ پر یہ اعتراض ہے کہ آپ تبلیغی جماعت مولوی صوفی محمد، باچا خاں، مولوی حسین احمد مدنی، مولوی الیاس سمیت متعدد کو کافر کہتے ہیں تو پیر صاحب نے اس کے جواب میں کہا ''نعوذ باللہ ایسا ہرگز نہیں'' (ماہنامہ السیف الصارم اگست ۱۹۹۶ء)

حالانکہ پیر صاحب کے مرید و خلیفہ خاص مولوی ضیاء اللہ سیفی نے پیر صاحب کے ''حسب الارشاد'' جس کتاب میں سابق صدر دارالعلوم دیوبند و استاذ العلماء دیوبند مولوی انور شاہ کاشمیری کو ''الشیخ الکبیر و امام العصر'' لکھا ہے اسی کتاب میں ''سیف الرجال'' میں پیر صاحب کے ''حسب الارشاد'' مولوی ضیاء اللہ سیفی نے صوفی محمد اور باچا خاں دونوں کی نہایت وضاحت و صراحت کے ساتھ تکفیر کی ہے۔ ملاحظہ ہو باچا خاں کے متعلق لکھا ہے کہ ''فرقہ وہابیہ کے مشہور لیڈر خاں باچا خاں زندیق چارسدہ والا جو ابھی

مردار ہو چکا ہے (اس نے) چارسدہ کے عظیم مقبرہ میں ایک میت کی نماز جنازہ کے وقت تقریر کرتے ہوئے کہا..... پیغمبر سب کے سب مردے پڑے ہیں' بے خبر و بے شعور کچھ بھی نہیں کر سکتے ..... بھائیو کفر کا نقل کفر نہیں' ورنہ ایسے بدترین کفر کی نقل بھی دشوار ہے۔ یہ بد بخت فرقہ کیسے بدترین ہیں۔

(سیف الرجال صفحہ ۵۶)

صوفی محمد (امیر تحریک نفاذ شریعت مالاکنڈ) کو بدترین کافر اور زندیق قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ..... ہر ہر لفظ سے صوفی محمد اور اس کے ہم عقیدہ قطعی طور پر کافر اور زندیق ہو چکے ہیں۔ (صفحہ ۸۶)

لمحہ فکریہ: ایک طرف پیر صاحب کے ''حسب الارشاد'' ان کے خلیفۂ خاص کا صوفی محمد و باچا خان کو قطعی کافر اور زندیق لکھنا اور دوسری طرف اخباری نمائندہ کے اسی مسئلہ پر اعتراض کرنے پر پیر صاحب کا شد و مد کے ساتھ صاف انکار کر جانا کہ ''نعوذ باللہ ایسا ہرگز نہیں'' کیسی ہولناک دورخی ہے۔

ع..... خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں

بریلی کے خلاف سیفی محاذ: جس طرح کتاب ''ہدایۃ السالکین'' میں پیر سیف الرحمٰن صاحب نے شراب وسود وغیرہ محرمات کی طرح بریلی شریف کی نسبت سے ''بریلوی'' کہلانا گناہ کبیرہ بلکہ چار بار گناہ کبیرہ کا ارتکاب قرار دیا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت کو ''بریلویوں کے اعلیٰ حضرت'' لکھ کر اظہار لاتعلقی کیا

ہے۔ اور دیوبندی بریلوی کو یکساں طور پر افراط وتفریط کا شکار اور صراط مستقیم سے منحرف اور گمراہ قرار دیا ہے۔ (ملخصا)

اسی طرح ان کے خلیفہ مولوی امین اللہ سیفی کے تبلیغی جماعت کے ساتھ ''مناظرہ تیراہ'' کی روئیداد جامعہ سیفیہ پشاور نے بڑے سائز کے اشتہار کی صورت میں شائع کی ہے۔ جس کے بعض اقتباسات درج ذیل ہیں۔

○ ''تبلیغی جماعت کے ساتھ ہمارا اختلاف بریلویوں' مودودیوں' شیعوں جیسا تعصب وفرقہ واریت پر مبنی نہیں ○ دیوبندیوں بریلویوں دونوں فرقوں سے افراط وتفریط میں ہماری سنگت نہیں ○ ہم اپیل کرتے ہیں کہ کسی نئی تنظیم اور گروہ سے دھوکہ نہ کھائیں۔ انگریزی فرقوں کے خلاف جہاد کریں۔ اور بریلوی دیوبندی فرقوں سے مکمل پرہیز کریں۔ خالص حنفی مذہب اور حقیقی تصوف کے راستہ کو اپنائیں'' (ملخصا)

سنی بریلوی علماء و احباب: زیر نظر اشتہار کے اقتباسات بغور ملاحظہ کریں۔ کہ پیر صاحب نے اپنی کتاب و اپنے ماحول میں سنی بریلوی مسلک اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کی جو فضا قائم کی ہے اس کے مطابق ان کا ''جامعہ سیفیہ'' اور ان کے مرید و خلیفہ سنی بریلوی مسلک کے خلاف کس طرح زہر پھیلانے اور یہ غلط تاثر دینے میں مصروف ہیں۔ کہ بریلویوں اور شیعوں مودودیوں دیوبندیوں میں کوئی فرق نہیں اور ان

سے مکمل پرہیز کرنا ضروری ہے اور بدعقیدہ بدمذہبوں کی طرح بریلوی بھی کوئی نیا گروہ اور انگریزی فرقہ ہے۔ جبکہ اسی سیفی اشتہار میں دیوبندی علماء سے بدیں الفاظ عقیدت کا اظہار کیا ہے کہ ''محدث کبیر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ''

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ ع..... ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار

مجدد الف ثانی بحضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہما:

''منصب مذکور اس بزرگ' شیخ عبدالقادر جیلانی (قدس سرہٗ) کے سپرد ہوا۔ مذکورہ بالا اماموں (حضرت علی المرتضیٰ' سیدہ فاطمہ' حضرات حسنین بارہ امام (رضی اللہ عنہم) اور حضرت شیخ (قدس سرہٗ) کے درمیان کوئی شخص اس مرکز پر مشہود نہیں ہوتا۔ تمام اقطاب و نجباء کو فیوض و برکات کا پہنچنا شیخ (قدس سرہٗ) ہی کے وسیلہ شریف سے مفہوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مرکز شیخ (قدس سرہٗ) کے سوا کسی اور کو میسر نہیں ہوا۔ اسی واسطے شیخ (قدس سرہٗ) نے فرمایا ہے:

اَفَلَتْ شُمُسُ الْاَوَلِیْنَ وَ شَمْسُنَا

اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

شمس (سورج) سے مراد ہدایت و ارشاد کے فیضان کا آفتاب ہے۔ چونکہ ..... شیخ رشد و ہدایت کے پہنچنے کا واسطہ و وسیلہ ہو گئے ..... اور جب تک فیضان کے وسیلہ کا معاملہ برپا ہے۔ شیخ نے توسل و توسط ہی سے ہے۔ اس لئے (یہ کہنا) درست ہوا کہ

ہوا سورج غروب پہلوں کا..... پر نہ سورج ہمارا ماند ہوا

مجدد الف ثانی سے مراد (بھی) اس مقام میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (قدس سرہٗ) کا قائم مقام ہے۔ اور حضرت شیخ کی نیابت و قائم مقامی کے باب میں یہ معاملہ اس پر وابستہ ہے۔ (کہ اس مدت میں جس قسم کا فیض اقطاب واوتاد وابدال و نجباء کو پہنچتا ہے اس کے وسیلہ سے پہنچتا ہے)

الحاصل: (مجدد الف ثانی کا حضرت شیخ کا نائب و قائم مقام ہونا ایسا ہے) جیسے کہتے ہیں: نور القمر مستفاد من نور الشمس یعنی چاند کا نور سورج کے نور سے (اس کی طفیل) حاصل ہوا۔ ملخصاً۔ (مکتوبات دفتر سوم ص ۳۴۸)

کثرت کرامات: ''اس اُمت میں اکمل اولیاء بہت گزرے ہیں مگر جس قدر خوارق و کرامات حضرت سید محی الدین جیلانی (قدس سرہٗ) سے ظاہر ہوئے ہیں ویسے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے''۔ (جلد ا، صفحہ ۳۶۱)

تقدیر میں تبدیلی: ''حضرت سید محی الدین جیلانی (قدس سرہٗ) نے اپنے بعض رسائل میں لکھا ہے۔ کہ قضاء مبرم میں کسی کو تبدیلی مجال نہیں ہے۔ مگر مجھے ہے اگر چاہوں تو اس میں بھی تصرف کروں''۔ (ملخصاً۔ جلد ا، صفحہ ۳۶۵)

شان عظیم و درجۂ بلند: ''حضرت شیخ عبدالقادر (قدس سرہٗ) ولایت میں شان عظیم اور درجہ بلند رکھتے ہیں۔ ولایت خاصہ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والثناء) کو سیر کی راہ سے آخر نقطہ تک پہنچایا ہے اور اس دائرہ کے سرِ حلقہ ہوئے ہیں''۔ (جلد ا، صفحہ ۶۶۹)

سبحان اللہ! بایں علم وفضل اور جلالت شان امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے کس قدر وضاحت وصراحت سے حضور غوث اعظم کے مقام اعظم اور آپ کی خصوصیات کو بیان کیا ہے۔ اور مجدد الف ثانی ہونے کے باوجود خود کو حضور غوث پاک کا نائب وقائم مقام اور آپ سے مستفیض ہونا ظاہر کیا ہے۔ جیسا کہ نور القمر مستفاد من نور الشمس کی مثال سے واضح وظاہر ہے جب ایسی عظیم المرتبت مسلمہ شخصیت اپنے آپ کو غوث پاک کا نائب وقائم مقام اور نور القمر کی طرح آپ سے مستفیض ہونا بیان کرے۔ تو اور کون ہے جو غوث اعظم سے اپنا بالا وبرتر مقام ہونے کے زعم اور گھمنڈ میں مبتلا ہو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اسی لئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:

مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل
بحکم اولیاء باطل ہے یا غوث
جہاں دشوار ہو وہم مساوات
یہ جرأت کس قدر ہائل ہے یا غوث

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بحضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ

(پیران پیر سے بڑھ کر کوئی پیر نہیں ہوسکتا)

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا
سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا
مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نوانج رہے گا تیرا
وہ تو چھوٹا ہی کہا چاہیں کہ ہیں زیر حضیض
اور ہر اوج سے اونچا ہے ستارا تیرا
اس پہ یہ قہر کہ اب چند مخالف تیرے
چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایا تیرا
عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا
ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف
کعبہ کرتا ہے طوافِ در والا تیرا
جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا
مزرع چشت و بخارا وَ عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

.....

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو!
اے "خضر" مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا
نبوی ظل علوی برج بتولی منزل
حسنی چاند حسینی ہے اُجالا تیرا
بحر و بر شہر و قریٰ سہل و حزن دشت و چمن
کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا
غرض آقا سے کروں غرض کہ تیری ہے پناہ
بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا
حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا
کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کہ
کہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا
نزع میں گور میں میزان پہ سر پل پہ کہیں
نہ چھٹے ہاتھ سے دامانِ معلّیٰ تیرا
"بہجت" اس سر کی ہے جو "بہجۃ الاسرار" میں ہے
کہ فلک وار مریدوں پہ ہے سایہ تیرا
دل اعداء کو رضاؔ تیز نمک کی دھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل۔ بحکم اولیاء باطل ہے یا غوث

کوئی سالک ہے یا واصل ہے یا غوث
وہ کچھ بھی ہو ترا سائل ہے یا غوث
تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب
قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غوث
ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں
وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث
فیوض عالم امّی سے تجھ پر
عیاں ماضی و مستقبل ہے یا غوث
جو قرنوں سیر میں عارف نہ پائیں
وہ تیری پہلی ہی منزل ہے یا غوث
بخارا وَ عراق وچشت و اجمیر
تیری لو شمع ہر محفل ہے یا غوث
یہ چشتی سہروردی نقشبندی!
ہر اک تیری طرف آئل ہے یا غوث
جو سر دے کر ترا سودا خریدے
خدا دے عقل وہ عاقل ہے یا غوث

ملک کے کچھ بشر کچھ جن کے ہیں پیر
تو شیخ عالی و سافل ہے یا غوث
احدؔ سے احمدؔ اور احمد سے تجھ کو
کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث
تیری عزت تری رفعت ترا فضل
بفضلہٖ افضل و فاضل ہے یا غوث
عجم کیا عرب حل کیا حرم میں
جمی ہر جا تری محفل ہے یا غوث
تیری قدرت تو فطریات سے ہے
کہ قادر نام میں داخل ہے یا غوث
الوہیت نبوت کے سوا تو
تمام افضال کا قابل ہے یا غوث
الوہیت ہی احمد نے نہ پائی
نبوت ہی سے تو عاطل ہے یا غوث
صحابیت ہوئی پھر تابعیت
بس آگے قادری منزل ہے یا غوث
ہزاروں تابعی سے تو فزوں ہاں
وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یا غوث

کوئی کیا جانے تیرے سر کا رتبہ
کہ تلوا تاج اہل دل ہے یا غوث
مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل
بحکم اولیاء باطل ہے یا غوث
جہاں دشوار ہو وہم مساوات
یہ جرأت کس قدر ہائل ہے یا غوث
اسے ادبار جو مدبر ہے تجھ سے
وہ ذی اقبال جو مقبل ہے یا غوث
خدا کے در سے ہے مطرود و مخذول
جو تیرا تارک و خاذل ہے یا غوث
رضا کے سامنے کی تاب کس میں
فلک دار اس پہ تیرا ظل ہے یا غوث

اقلیم ولایت کی شہنشاہی: ''حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کرامات کی کثرت پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے مگر آپ کی سب سے بڑی کرامت جس کی بدولت آپ دنیائے ولایت کے شہنشاہ مانے گئے یہ ہے کہ ایک مرتبہ محلّہ حلبہ میں اپنے مہمان خانہ میں وعظ فرماتے ہوئے آپ پر حالت کشفی طاری ہوئی اور آپ نے فرمایا: قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ (میرا یہ قدم ہر ولی

اللہ کی گردن پر ہے) اس مجلس میں عراق کے سب اکابر مشائخ موجود تھے۔ سب نے یہ ارشاد گرامی سن کر اپنی گردنیں خم کر دیں اور تمام کرۂ ارض پر جہاں کوئی قطب، ابدال یا ولی تھا ہر ایک نے آپ کے یہ الفاظ سن کر گردن جھکا دی۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ: ان دنوں خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات و ریاضات میں مشغول تھے۔ آپ نے بھی روحانی طور پر جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا مندرجہ بالا ارشاد گرامی سن کر اپنی گردن خم کر دی اور عرض کی: قَدَمَاكَ عَلٰی رَاْسِیْ وَ عَیْنِیْ۔ (آپ کے دونوں قدم میرے سر اور آنکھوں پر)

غوث الاعظم: رضی اللہ عنہ نے اس اظہار نیاز مندی سے متاثر ہو کر فرمایا کہ ''سید غیاث الدین کے صاحبزادے نے گردن جھکانے میں سبقت کی ہے جس کے باعث عنقریب ولایت ہند سے سرفراز کئے جائیں گے''۔ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ان الفاظ کے متعلق یہ تو سبھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ بحکم الٰہی کہے گئے تھے مگر وسعت فرمان کے معاملہ میں بعض حضرات نے اختلاف کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ آپ کا یہ فرمان صرف اولیاء وقت کے ساتھ مخصوص تھا کیونکہ اولیائے معتقدمین میں حضرات صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین رضی اللہ عنہم اور اولیاء متاخرین حضرت امام مہدی بھی شامل ہیں لیکن اکثریت اور جمہور اکابرین کی رائے یہ ہے کہ اس قول کے تحت آپ کے

زمانہ کے اولیائے حاضر وغائب کے علاوہ تمام اولیائے متقدمین ومتاخرین بھی آتے ہیں اور اولیاء سے مراد وہ ولی اللہ ہیں جو اصحاب وائمہ اہل بیت (رضی اللہ عنہم) وغیرہم کے مختص ناموں سے منسوب نہیں ○ قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوب ربانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا سچا اور پاک فرمان کہ ''یہ قدم میرا ہر ولی کی گردن پر ہے۔ از قبیل شطحیات نہیں جیسا کہ کم ظرف لوگ کم حوصلگی کی وجہ سے ایسے دعاوی کیا کرتے ہیں بلکہ بوجہ مقام صحو واستقامت و تمکین میں مامور ہونے کے ایسا فرمایا گیا۔

سوال: لفظ ولی اللہ اصحاب کرام (رضی اللہ عنہم) پر بھی بولا جا سکتا ہے تو چاہیئے کہ حسب قول مذکورہ آپ کا قدم اصحاب کرام کی گردن پر بھی ہو؟

جواب: متاخرین کے عرف ومحاورہ میں ولی اللہ ماسوائے صحابی پر بولا جاتا ہے۔ (مقالہ مولانا فیض احمد صاحب فیض صدر مدرس جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف)

اللہ اکبر: مذکورہ صفحات میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی وراء الورا عظمت و مقام غوثیت کا اندازہ فرمائیں اور غور کریں کہ پیر سیف الرحمٰن صاحب نے اپنی کتاب میں آپ پر اپنی فوقیت جتلا کر کس قدر اپنی پستی وترقی معکوس کا مظاہرہ کیا ہے۔

سوال: (غوث اعظم پر فوقیت کا اظہار) یہ کسی کا خواب ہے نہ تو قول مجدد عصر کا ہے نہ دعویٰ۔ نہ ہی خواب میں نہ بیداری میں (کتاب تحقیقی تعاقب ص ۱۰)

جواب: جب پیر سیف الرحمٰن نے اپنی کتاب میں بلا تردید من وعن یہ تسلیم اور نقل کر دیا کہ حضرت مبارک کا مقام پیران پیر کے مقام سے (چھ مقامات عبدیت) فوق ہے۔ الحمد للہ علی ذالک ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم (ہدایۃ السالکین ص ۳۲۴) تو اس کے بعد پیر صاحب بری الذمہ کیسے ہو سکتے ہیں۔

ع..... ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

اسے کیا کہئے

(غوث پاک رضی اللہ عنہ کی کرامت کا حالیہ ظہور وانکشاف)

حضور غوث اعظم پیران پیر سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) کی ذات والا صفات مجمعہ کرامات ومجموعہ کمالات ہے اور آپ کی ولایت وغوثیت اور سرتاج اولیاء ہونا متفقہ ومسلمہ چیز ہے۔ تحدیث نعمت کے طور پر ''قصیدہ غوثیہ'' وغیرہ میں آپ نے خود بھی اپنے خداداد کمالات کا اظہار فرمایا ہے اور مشہور ارشاد گرامی ہے: قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللہ

میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ علاوہ ازیں آپ کا ارشاد ہے کہ

افلت شموس الاولین و شمسنا

ابداً علی افق العلی لا تغرب

یعنی پہلوں کے سورج غروب ہو گئے مگر ہمارا سورج غروب نہیں ہو گا۔ ہمیشہ بلندی کے افق پر جگمگاتا رہے گا۔ نیز آپ نے اولیاء کرام (علیہم الرضوان) کو خطاب کر کے فرمایا:

مقامکم العلی جمعاً ولکن
مقامی فوقکم ماذال عالی

یعنی آپ سب کا مقام بلند ہے لیکن میرا مقام ہمیشہ عالی ہے اور آپ سب پر فوق ہے۔

مذکورہ ارشادات مبارکہ میں غوث پاک کا اپنے مقام کے متعلق ''فوق'' اور اپنے سورج کے متعلق ''افق العلی'' فرمانا بہت معنی خیز و قابل غور اور لائق توجہ ہے جس سے آپ کی ایک حالیہ و تازہ کرامت کا ظہور ہو رہا ہے ○ گویا آپ نے اشارہ فرما دیا ہے کہ صدیوں بعد آنے والے دور میں بعض لوگ اپنے کو سورج سے اور مجھے چاند سے تعبیر کریں گے اور مجھ پر ''فوق'' ہونے کا اظہار کریں گے۔ لہٰذا ان کی باتوں میں نہ آنا اور یاد رکھنا کہ میرا مقام ہی فوق ہے اور ہمارا سورج ہی ہمیشہ ''افق اعلیٰ'' پر جگمگانے والا ہے۔ لفظ فوق اور افق کو خصوصاً ذہن میں رکھیں اور غوث پاک کی کرامت و فراست کا نظارہ کریں کہ کم و بیش ۹ سو سال پہلے غوث الاعظم نے کس طرح ''بلفظہٖ و بعینہٖ'' لفظ فوق و افق استعمال فرما کر پیرارچی جیسے پیروں اور ان کے ''پیروکاروں'' کی تکذیب و ردّ

فرما کر اپنے خداداد مقام فوق و افق العلیٰ کا سکہ بٹھا دیا اور اپنا تسلّط ظاہر کر کے اتمام حجت فرما دیا کہ سب کو غوثِ اعظم کے پرچم تلے رہنا چاہیئے۔ آپ پر فوقیت و فضیلت اور بلندی و برتری کے زعم باطل میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے۔ ویسے بھی جب ''کل اولیاء اللہ'' جن کے زیر قدم ہیں' کوئی ''ولی و پیر'' بزعم خویش ان سے چھ مقامات فوق اور اوپر کیسے ہو سکتا ہے؟

ع..... بریں عقل و دانش بباید گریست

لمحہ فکریہ! حضور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جب اس قدر توضیح و تصریح فرما دی ہے کہ ''مراتب ولایت میں سے نہایت کا مرتبہ مقام عبدیت ہے اور ولایت کے درجوں میں مقام عبدیت سے اوپر کوئی درجہ نہیں''۔

(مکتوبات شریف دفتر اوّل، ص ۷۲)

لہٰذا جب مقام عبدیت سے اوپر کوئی درجہ ہی نہیں تو پیر سیف الرحمٰن نے وہ چھ زائد مقامات کہاں سے دریافت کر لئے ہیں جو معاذ اللہ غوث اعظم پیران پیر تو طے نہیں کر سکے مگر چودھویں پندرھویں صدی کے پیرارچی صاحب نے وہ چھ مقامات عبدیت ان سے فوق طے کر لئے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ ''ہدایۃ السالکین'' کی باتیں محض غلو و شخصیت پرستی کیلئے گھڑی گئی ہیں' جن میں حقیقت و صداقت کچھ بھی نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

سینہ زوری: ''ہدایۃ السالکین'' میں پیر صاحب نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے

اپنا چھ مقامات سے فوق ہونا جو نقل کیا ہے اس میں بالعموم سیفی حضرات انکار کے انداز میں گول مول گفتگو کرتے ہیں کہ کسی کا خواب ہے۔ پیر صاحب کا اپنا دعویٰ نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ جبکہ اس کے برعکس صاحبزادہ محمد حمید جان سیفی نے کھل کر اس کا اقرار و اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ○ ''ان (غوث پاک) کے قدم اُس وقت کے اولیاء اللہ کی گردنوں پر تھے' بعد کے اولیاء کی گردنوں پر نہیں اور جو غوثیت کے مرتبہ سے عروج کر کے امامت کے مرتبہ پر پہنچ جائے۔ وہ اس زیر قدمی سے خارج ہے اور یہ جائز ہے کہ جو غوثیت کے مرتبہ سے آگے نکلے وہ ان کے برابر ہو جائے بلکہ ان سے بلند ہو ○ تو کسی کا یہ قول کہ فلاں ولی اللہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے رتبہ میں بلند ہے' ناجائز نہیں۔ جائز بلکہ واقع ہے تو پھر ہمارے حضرت شیخ کے بارے میں یہ کہنا (جبکہ حضرت شیخ کے ساتھ وہ کمال بھی ہے) کوئی جرم نہیں بلکہ اظہار حق ہے۔ الخ۔

(رسالہ احقاق الحق ص ۱۷، ۱۸)

مذکورہ: تقریر نے (اور وہ بھی صاحبزادہ صاحب کے قلم سے) واضح کر دیا کہ سیفی حضرات کا (ہدایۃ السالکین) کے زیر بحث واقعہ کی گول مول تاویلات کرنا اور اقرار سے شرمانا اور گول مول تاویلات سے پردہ پوشی کی ناکام کوشش کرنا سب غلط ہے۔

اصل بات یہی ہے کہ جس کو پیر صاحب نے اپنے قلم سے نقل کیا ہے اور صاحبزادہ صاحب نے معاملہ واضح کر دیا ہے کہ واقعی سیفیوں کے نزدیک پیر

سیف الرحمٰن کا مقام پیران پیر حضور غوث اعظم (رضی اللہ عنہ) کے مقام سے چھ مقامات فوق بلند و بالا ہے ○ صاحبزادہ حمید جان کے اقرار و اعتراف کے یہ الفاظ پیر سیف الرحمٰن کی فوقیت و ترقی اور حضور غوث اعظم کی تنقیص و تنزلی کے متعلق بالخصوص قابل غور ہیں کہ ''غوث اعظم کے قدم اُن کے بعد موجودہ اولیاء کی گردنوں پر نہیں ○ یہ جائز ہے کہ مرتبہ امامت پر فائز ولی ان کے برابر ہو جائے بلکہ ان سے بلند ہو ○ کسی کا یہ قول کہ فلاں ولی اللہ حضرت غوث الاعظم سے رتبہ میں بلند ہے ناجائز نہیں' جائز بلکہ واقع ہے ○ ہمارے حضرت (پیر سیف الرحمٰن) کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ غوث پاک سے بلند رتبہ ہیں۔ کوئی جرم نہیں بلکہ اظہار حق ہے کیونکہ وہ غوث اعظم کے قدم کے نیچے نہیں بلکہ ان کے اوپر فوقیت و برتری رکھتے ہیں۔ (ملخصا)

سنیو' قادریو' رضویو' انہیں پہچانو! آنکھیں کھولو اور دیکھو۔ جس شہنشاہ بغداد کے حضور اہل اسلام اہلسنّت اہل ولایت و سلاطین زمانہ نے ہمیشہ نیاز مندی و سرنگونی کا اظہار کیا ہے۔ کبھی کسی اعلیٰ و افضل بزرگ ہستی نے غوث پاک کے حضور سر نہیں اُٹھایا۔ کبھی آنکھیں آپ کے ساتھ دو چار نہیں کیں ○ خواجۂ اجمیر نے آپ کا قدم سر آنکھوں پر لیا ○ حضرت بہاء الحق ملتانی جیسے بزرگوں نے فرمایا:

؎ سگ دربار میراں شو چوں خواہی قرب ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگ دربار جیلانی

(رضی اللہ عنہم)

قطب زماں مجدد دوراں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

؎ تجھ سے در، در سے سگ، سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

''شیخ خلیفہ'' صاحب حضوری بزرگ نے فرمایا: خدا کی قسم، میں نے حضور سے عرض کیا: یارسول اللہ شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ فرمایا: شیخ عبدالقادر نے سچ کہا اور کیوں نہ ہو کہ وہ قطب ہیں اور میں ان کا نگہبان ہوں''۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۹، صفحہ ۱۴۰)

اس شہنشاہ بغداد پر فرقہ سیفیہ اور پیر سیف الرحمٰن اپنی بزرگی وفوقیت جتائے اور صرف ہمسری وبرابری پر اکتفا نہیں بلکہ ان پر چھ مقامات ودرجات کی برتری ظاہر کرے۔ کیا ایسی سینہ زوری مقبول وبرحق ہے ہرگز نہیں۔

.....

ہوشیار، خبردار، احتیاط، ہوشیار اے سنی بریلوی مرد مومن ہوشیار

پیرارچی کی پے در پے ترقی

(ہر سنی مسلمان بغور پڑھے اور اپنے ایمان وضمیر کے مطابق فیصلہ کرے)

پہلی ترقی: قیوم زمان، مجدد عصر، شیخ العرب والعجم قطب الارشاد حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب پیرارچی خراسانی نقشبندی مجددی''

(کتاب ہدایۃ السالکین ٹائیٹل وغیرہ)

دوسری ترقی: (مجدد صاحب کی ہمسری) فقیر (سیف الرحمٰن) شیخ احمد ثانی اور مجدد عصر ہے۔ (ص ۲۸۷، ۲۴۹)

آپ کے کمالات اور وجود بابرکات دوسرے مشائخ کے درمیان امام مجدد الف ثانی کی طرح آفتاب روشن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اتنے علوم اور معارف عطا فرمائے ہیں کہ اگر کوئی ان کو زیر قلم کرتا تو مکاتیب مجددیہ (مکتوبات مجدد الف ثانی) کی طرح بیسیوں مکتوبات بن جاتے''۔

خلیفہ بھی شیخ احمد ثانی: شیخ احمد ثانی علامہ مولانا ضیاء اللہ صاحب اس فقیر کے اخص الخواص خلفاء میں سے ہیں''۔

(ہدایۃ السالکین ص ۲۸۷، ۲۴۹، ۳۳۶)

تیسری ترقی: (غوث الاعظم پر فوقیت) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے مزار شریف سے نکل کر..... مسجد کے ایک کونے سے ظاہر ہوتے ہیں..... چودھویں رات کے چاند کی شکل میں..... اور حضرت مبارک (پیر) صاحب مغرب کی طرف سے سورج کی شکل میں آسمان کے درمیان جلوہ افروز ہوتے ہیں اور یہی چاند اس سورج میں جذب ہوتا ہے..... جذب ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ علوم اسرار اور باطنی قوتیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظم کو عطا فرمائے تھے، وہ سب کے سب کمالات اور معارف اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اخوندزادہ صاحب مبارک کو عطا کی ہیں ○ حضرت پیران پیر محی

الدین جیلانی اپنے عصر میں مجدد تھے اور حضرت صاحب مبارک عصر حاضر کے مجدد اقحم (زیادہ فخامت بزرگی والے) ہیں۔ اور رسول اکرم ﷺ کے نائب ہیں۔ اور حضرت پیران پیر صاحب عبدیت کے مقام سے مشرف تھے اور سید حضرت مبارک صاحب نے چھ مقامات عبدیت کے مقام سے فوق طے کئے ہیں ○ اور حضرت مبارک صاحب کا مقام پیران پیر کے مقام سے فوق (بلند و بالا) ہے الحمد للّٰہ علیٰ ذالك۔ ذالك فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم (ہدایۃ السالکین ص ۳۲۴)

لمحہ فکریہ! اپنے مرید کے خواب کے نام پر پیر سیف الرحمٰن صاحب کی مذکورہ تحریر میں پیر صاحب کی پیران پیر غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ پر برتری و بلندی اور چھ مقامات عبدیت کی غوث اعظم پر فوقیت اپنے الفاظ و مفہوم میں بالکل صریح ہے ○ مگر پیر سیف الرحمٰن وسیفی حضرات بارگاہ غوثیت کی اس صریح تنقیص و بے ادبی سے توجہ ورجوع کی بجائے الٹا اس میں اپنی غلط تاویلات سے پے در پے غلطیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ آہ! کس قدر ستم ظریفی و دھاندلی دورخی اور تضاد ہے کہ شہنشاہ بغداد کو مذکورہ عبارت میں غوث الاعظم اور پیران پیر بھی لکھ رہے اور ان پر چھ مقامات سے فوقیت و برتری کا اظہار بھی کر رہے ہیں اور اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر اسے تسلیم کر لیا جائے تو پھر غوث اعظم تو غوث اعظم اور پیران پیر نہیں رہیں گے بلکہ پیر سیف الرحمٰن

غوث الاعظم اور پیران پیر بن جائیں گے مگر ایسا تو نہیں ہو سکتا اور کوئی گیارھویں والے پیر کو ماننے والا صحیح العقیدہ سنی پیران پیر کے مدمقابل کسی پیر کو نہیں مان سکتا۔ چہ جائیکہ آپ پر فوقیت کا تصور کیا جائے۔

چوتھی ترقی: (حضور کی پیر سے سفارش) تمام اہل اسلام رسول اللہ ﷺ کو شفیع المذنبین مانتے ہیں۔ قیامت کے دن شفاعت کیلئے حضور ہی کی طرف رجوع کریں گے اور آپ فرمائیں گے: انا لھا۔ انا لھا مگر اس کے برعکس پیر سیف الرحمٰن اپنے معتقد کے خواب کی آڑ میں لکھتے ہیں: ''میں (ملا میرا جان) اور (پیر) مبارک صاحب نبی اکرم ﷺ کے پاس جاتے ہیں..... اور حضور اکرم روتے ہیں اور امتی امتی کہتے ہیں اور مبارک صاحب سے ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت بہت گنہگار ہے' کوشش کرو۔ (ہدایۃ السالکین ص ۳۳۲)

○ کیا کسی سنی کا ایمان وضمیر اس بات کو گوارا کر سکتا ہے کہ معاذ اللہ ایسی بے بسی کے انداز میں روتے ہوئے حضور (ﷺ) اپنی امت کیلئے پیر سیف الرحمٰن کے حضور سفارش کریں کہ ''میری امت بہت گنہگار ہے کوشش کرو''۔ خود شفیع المذنبین کو ایسی کیا کمی اور ضرورت پیش آئی کہ پیر صاحب سے سفارش کیلئے کہیں ''کوشش کرو'' ○ آخر یہ پیر صاحب کون ہیں؟ ان کا حدود اربعہ کیا ہے؟ اور اس کی کوشش کی کیا حیثیت ہے اور اس بیچارے کی کوشش کیا ہوگی؟

○ کیا اُمت محمدی کوئی سب سے زیادہ گنہگار ہے کیا یہ امت مرحومہ ومغفورہ

نہیں ہے۔ کیا اس میں گنہگاروں کے بالمقابل نیکوکاروں پرہیزگاروں اور بزرگوں کی کچھ کمی ہے یا ان کی نیکیاں کچھ کم وزنی ہیں؟

علاوہ ازیں: دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر پیر سیف الرحمٰن کی نقل کے مطابق امت محمدی بہت گنہگار ہے تو پیر صاحب خود اس گنہگار اُمت میں داخل ہیں یا خارج۔ اگر امت میں داخل ہیں تو خود بھی بہت گنہگار اُمت کے بہت گنہگار امتی ہیں یا معصوم و بے گناہ ہیں اور اگر وہ خود بھی بہت گنہگار ہیں تو پھر ایسا گنہگار گنہگار اُمت کیلئے کیا کوشش کرے گا۔

ع.....آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

پھر ایسے گنہگار کو گنہگار اُمت کیلئے کوشش کیلئے کہنا تو کسی طرح بھی شایان شان رسالت نہیں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) بارگاہ الٰہی میں رو رو کر امت کیلئے دعائیں کریں تو بجا ہے لیکن روتے اور امتی امتی کہتے ہوئے گنہگار امت کیلئے سیف الرحمٰن سے کہنا ''کوشش کرو'' دلخراش افتراء ہے۔

پانچویں ترقی: تشہد میں اشارہ کا مسئلہ بعض حضرات کے اختلاف کے باجود حنفی مذہب کی تحقیق وفتویٰ کے مطابق مسنون اور مشہور مسئلہ ہے اور مسئلہ عمامہ کی طرح اس مسئلہ میں بھی سیفی حضرات نے بہت غلو وتشدد کیا ہے۔ چنانچہ مولوی احمد علی سیفی دیوبندی نے کتاب ''مسئلۃ الاشارہ بالسبابہ'' ص ۲۱ میں لکھا ہے کہ ''فتاویٰ عالمگیری ص ۱۰۴ میں بھی اشارہ کو حرام یا مکروہ کہا ہے.....اب

اگر کوئی حنفی کہے اور اشارہ کرے تو اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ محض بغض اور حسد ہے''۔ حالانکہ اس میں بغض اور حسد کی کوئی بات نہیں۔ یہ محض سیفی حضرات کا تشدد ہے کہ بالعموم وہ اپنے ساتھ اختلاف رکھنے والے کے متعلق غلط بیانی اور زبان درازی کرتے ہیں جیسے یہاں اشارہ کرنے کے قائل وعامل حنفی کے متعلق لکھا ہے کہ ''اس کے پاس کوئی دلیل نہیں'' اور ''فتاویٰ عالمگیری'' وغیرہ کے نام سے مظالطہ دیا ہے کہ اس میں اشارہ کو صرف حرام یا مکروہ لکھا ہے۔ حالانکہ ''فتاویٰ عالمگیری'' میں اولیت واصلیت اور مفتیٰ بہ ہونے کے لحاظ سے مسئلہ شروع ہی میں اس طرح بیان کیا ہے کہ ''جب اشھد ان لا الہ الا اللہ پر پہنچے تو شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے' اشارہ کرنا مختار ہے۔ یہ خلاصہ میں لکھا ہے اسی پر فتویٰ ہے۔ یہ مضمرات میں ''کبریٰ'' سے نقل کیا ہے'' یہ ہے سیفی علماء کی دیانت اور ان کا اخلاق وزبان وکردار کہ ''فتاویٰ عالمگیری'' میں جو مسئلہ اول اور اصل لکھا ہے اور اسے مختار ومفتیٰ بہ قرار دیا ہے اسے تو بالکل ہی ہضم کر گئے اور جو غیر مختار وغیر مفتیٰ بہ مسئلہ ضمناً لکھا ہے۔ اپنے مطلب کیلئے اس کو ''فتاویٰ عالمگیری'' کے حوالہ سے لکھ کر غلط تاثر دیا ہے۔

''فتح القدیر'' مولوی سیفی نے ''فتاویٰ عالمگیری'' کی طرح ''فتح القدیر'' کے نام سے بھی دھوکہ دیا ہے کہ اس میں اشارہ کو حرام یا مکروہ لکھا ہے۔ حالانکہ ''فتح

القدیر'' میں جن مشائخ نے اشارہ کا انکار کیا ہے ان کے متعلق لکھا ہے کہ ''یہ قول روایت اور درایت کے خلاف ہے کیونکہ امام محمدؒ کی روایت ہی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول وفرمان ہے'' (کہ اشارہ مسنون ہے)

چھٹی ترقی: (سیف محمدی کی روح) پیر سیف الرحمٰن کے حوالہ سے یہ سیفی نظریہ بھی سنی بریلوی مسلک کے ذمہ لگایا گیا ہے کہ ''جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ کی تلوار کی روح پر سیف الرحمٰن تھا''۔ (ہدایۃ السالکین ص ۳۲۸)

حالانکہ سنی بریلوی مسلک اس سے بھی بریٔ الذمہ ہے اور بہرحال اس سیفی نظریہ کی بھی تائید نہیں کی جاسکتی کہ ایک سیفی کے کشف اور ''حضرت صاحب'' کے اسی خوارق کے مطابق سیف الرحمٰن کے نام کی ○ یہ سیف وہی تلوار ہے۔ کہ جہاد بدر میں مشرکین کی گردنیں اس کے ذریعے کاٹ دی گئیں۔ نبی اکرم (ﷺ) واقعہ میں مجھے ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ یہ سیف میری تلوار کی روح ہے۔ (حوالہ مذکورہ) استغفراللہ۔ یہ کتنا بڑا غلو ہے۔ کہ سیف الرحمٰن کے نام کی اس سیف کو رسول اللہ (ﷺ) کی تلوار کی روح قرار دیا جائے۔ اور پھر معاذ اللہ اسے خود رسول اللہ کا ارشاد قرار دیا جائے ○ کیا رسول اللہ کی تلوار آپ کے دست مبارک میں بے جان مردہ تلوار تھی۔ جسے اپنی زندگی کیلئے اس روح (سیف الرحمٰن) کی احتیاج ہوئی۔ ورنہ اس کے بغیر مشرکین کی گردنیں نہ کاٹی جاسکتیں ○ کیا چودہ سو سال کے عرصہ میں اور کسی

بزرگ کو یہ مقام حاصل نہ تھا کہ انہیں رسول اللہ کی تلوار کی روح ہونے کا شرف حاصل ہوتا۔ آخر پیر سیف الرحمٰن کو تمام بزرگان دین کے بالمقابل ایسی کون سی خصوصیت حاصل ہے جس کے باعث اتنا غلو اور ظلم کیا جارہا ہے اور معاذ اللہ اپنے پیر کی شان دکھانے کیلئے رسول اللہ (ﷺ) پر افترا پردازی کی جارہی ہے؟ بلکہ پیر صاحب خود اپنے قلم سے اپنی کتاب میں اپنے متعلق خلاف عقل و نقل چیزیں شائع کررہے ہیں۔

اپنی زبانی اپنی تکذیب: ''ہدایۃ السالکین ص ۳۲۸ کی طرح ص ۳۳۵ پر بھی پیر صاحب کی اس سیف کی قصیدہ خوانی کرتے ہوئے بدیں الفاظ حضور (ﷺ) پر افتراء پردازی کی گئی ہے۔ کہ ○ حضور نے مبارک صاحب سے فرمایا..... آپ کا نام سیف الرحمٰن ہے اور سیف کا معنی ہے تلوار۔ اور رحمٰن اللہ کا اسم ہے۔ پس آپ اللہ تعالیٰ کی تلوار ہیں۔ تو آپ ملحدین کو مار ڈالو۔ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا امداد ہے اور میری طرف سے آپ کو حکم ہے۔

لمحۂ فکریہ! پہلے کشف کے مطابق پیر سیف الرحمٰن صاحب کو رسول اللہ (ﷺ) کی تلوار کی روح قرار دیا گیا۔ اور مذکورہ خواب کے ذریعے اس سے بھی بڑھ کر رسول اللہ کی زبانی اسے ''اللہ کی تلوار'' قرار دے دیا۔ مگر رسول اللہ (ﷺ) پر اس کذب بیانی وغلط بیانی کی نحوست کے باعث خود اتنا بھی نہ سوچا۔ کہ ○ اس قسم کے کشف وخواب کے ذریعے پیر صاحب اپنی جو بڑائی

ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ان کی یہ بڑائی روبہ تنزل ہے۔اور پیر صاحب خود اپنی زبانی رسول اللہ ﷺ کے نافرمان قرار پا رہے ہیں ○ اس لئے کہ ان کی کتاب کے مطابق جب رسول اللہ (ﷺ) نے انہیں ''اللہ کی تلوار'' قرار دیا ہے۔اور انہیں اللہ کی امداد کی یقین دہانی بھی کرادی ہے۔اور خود ملحدین کو مار ڈالو کا حکم بھی دیا ہے۔پھر کتاب کی اشاعت کے بعد بھی اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود اس حکم کی تعمیل کیوں نہیں کی۔اور فرمان رسالت کے مطابق حضرت خالد بن ولید سیف اللہ (رضی اللہ عنہ) کی طرح ملحدین ومشرکین کو کیوں نہیں مار ڈالا' جس طرح جہاد بدر میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تلوار کی روح بن کر مشرکین کی گردنیں اُڑائی تھیں۔

○ یہ دورنگی روش قابل غور ہے۔کہ اس طرح کے کشف وخواب کے ذریعہ اپنی بزرگی کا اظہار کرنے والے حضرات پہلے تو ایسی چیزوں کی بلا تکلف اشاعت کرتے رہتے ہیں اور جب ان پر اعتراض ہو تو پھر اسے خواب کہہ کر اس سے بری الذمہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔حالانکہ اس سے بری الذمہ ہونے کی کوشش وخواب کا سہارا لینا ہی اس بات کا اعتراف ہے۔کہ یہ چیز الفاظ ومفہوم کے لحاظ سے قابل اعتراض ہے۔اسی لئے تو اس سے بری الذمہ ہونا چاہتے ہیں۔الغرض اگر ایسی چیزوں کی اشاعت قابل اعتراض نہ ہو۔تو امن اُٹھ جائے گا اور ہر کوئی ایسے کشف وخواب کے ذریعے جو چاہے لکھتا اور

کہتا رہے گا۔کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتب میں مولوی اسماعیل کے پیر سید احمد نے (صراط مستقیم) میں اور مولوی اشرف علی تھانوی نے ''اصدق الرؤیا'' وغیرہ میں اس قسم کے خواب وکشف وغیرہ کا سہارا نہیں لیا اور علماء اہلسنت نے ان کا رد نہیں کیا' کیا ہے اور ضرور کیا ہے۔ایسے قابل اعتراض خوابوں پر گرفت کی مثالیں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کتاب ''الاستمداد'' وغیرہ اور مولانا غلام مہر علی صاحب کی کتاب ''دیوبندی مذہب'' میں دیکھی جاسکتی ہیں۔کیا اگر کوئی آدمی اپنے اہل خانہ یا اپنے متعلق کوئی فحش وتوہین آمیز خواب دیکھے یا کوئی دوسرا اس کے متعلق ایسا خواب دیکھے تو ایسے لوگ اس کی اشاعت وبیان کریں گے؟ ہرگز نہیں۔تو جب اپنے متعلق ایسا نہیں کرتے تو جو چیزیں شان نبوت وولایت کے ناشایان شان ہیں ان کی اشاعت کیوں کرتے ہیں؟

علامہ احمد سعید کاظمی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) بعض سیفیوں کے بھی مسلمہ بزرگ ہیں اور انہوں نے مولوی حسین علی دیوبندی کے خواب پر ''دیوبندی مذہب'' کے عنوان سے بایں الفاظ گرفت فرمائی ہے۔کہ ○ ''دیوبندی حضرات کو ایسی خوابیں آتی ہیں جن میں وہ معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کو گرتا ہوا دیکھتے ہیں اور پھر حضور کو گرنے سے روکتے اور بچاتے ہیں.....(مگر)

اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ ذات جناب رسالت مآب (ﷺ) کو خواب میں دیکھ کر حضور کے علاوہ کوئی دوسری چیز مراد نہیں لی جاسکتی جس نے حضور کو

دیکھا اس نے لاریب حضور ﷺ ہی کو دیکھا۔ ایسی صورت میں جو شخص یہ کہے کہ میں نے حضور کو گرتا ہوا دیکھ کر حضور کو گرنے سے بچالیا۔ وہ بارگاہ رسالت میں دریدہ دہن نہایت گستاخ ہے''۔ (الحق المبین صفحہ ۵۶)

دوسرا خواب: مولوی اشرفعلی تھانوی کے مرید کے خواب اور پھر بیداری میں اشرف علی کا کلمہ و درود پڑھنے کے مشہور حوالہ پر حضرت علامہ کاظمی نے فرمایا ''اہلسنت کے نزدیک لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ اور اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرفعلی کے خبیث اور ناپاک الفاظ وکلمات کفریہ ہیں۔ خواب یا بیداری میں یہ الفاظ پڑھنا پڑھنے والے کے مغضوب الٰہی ہونے کی دلیل ہے''۔ (الحق المبین ص ۵۷)

ازرہ انصاف: تمام اہل علم وانصاف بالخصوص سیفی سعیدی حضرات جو حضرت علامہ احمد سعید کاظمی کے پروردۂ فیض وتربیت یافتہ ہیں۔ وہ اپنے محسن ومربی اور شیخ واستاذ محترم کے دونوں خوابوں پر مذکورہ تبصرہ پر خصوصی غور فرمائیں کہ جو خواب الفاظ ومفہوم کے لحاظ سے توہین وتنقیص کے متضمن ہیں آپ نے ان پر کتنی شدید گرفت فرمائی ہے۔ اور انہیں محض ''خواب'' قرار دے کر نظر انداز نہیں کیا بلکہ سخت قابل اعتراض قرار دیا ہے۔ لہٰذا

سیفی سعیدی حضرات پیر صاحب کی حمایت وتحفظ کی بجائے شان رسالت وولایت کو اہمیت دیں۔ پیر صاحب کے زیر بحث واقعہ کو کاظمی صاحب کے

الفاظ کے ترازو میں تولیں اور ''الحق المبین'' کی روشنی میں خواب کے نام پر رسول اللہ ﷺ پر اس افتراء کی حمایت سے باز آئیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خود پیر سیف الرحمٰن صاحب کو ''امام الانبیاء والصحابہ والاولیاء'' بنایا اور سب حضرات کے ساتھ خود مقتدی بن کر پیر صاحب کے پیچھے ہاتھ باندھ کر ان کی اقتداء کی۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ

ایک اہم سوال: یہ بھی ہے کہ اگر خواب محض خواب ہے اس سے مثبت یا منفی کوئی نتیجہ نہیں نکلتا تو پیر صاحب نے ایسے لغو ولاحاصل اور بے مقصد خواب نقل کر کے تضیع اوقات والے فضول کام کا ارتکاب اور وقتی وقلمی اسراف کیوں کیا ہے؟ اور اگر ایسا نہیں بلکہ بہرحال خواب نقل اور شائع کرنے کی کوئی اہمیت ومقصد ہے تو پھر گول مول روش اختیار کر کے اس سے جان چھڑانے کی کوشش کیوں کی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ قبول کر کے اس پر ڈٹ جائیں یا توبہ ورجوع کا اعلان کریں۔

سوال: پیر صاحب نے کہاں لکھا ہے کہ یہ کشف وخواب بطور تائید وثبوت ولایت نقل کئے ہیں۔

جواب: ملاحظہ ہو پیر صاحب لکھتے ہیں ''ہزار ہا رؤیائے صالحہ اور کشوف حقہ .....اس فقیر کی مجددیت اور حقانیت پر گواہ عدل ہیں.....فقیر کی ولایت..... پر رؤیائے صالحہ بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں جو کہ نبوت کا چالیسواں جز اور حصہ

ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ان کی یہ بڑائی روبہ تنزل ہے۔اور پیر صاحب خود اپنی زبانی رسول اللہ ﷺ کے نافرمان قرار پا رہے ہیں○ اس لئے کہ ان کی کتاب کے مطابق جب رسول اللہ (ﷺ) نے انہیں ''اللہ کی تلوار'' قرار دیا ہے۔اور انہیں اللہ کی امداد کی یقین دہانی بھی کرادی ہے۔اور خود ملحدین کو مار ڈالو کا حکم بھی دیا ہے۔پھر کتاب کی اشاعت کے بعد بھی اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود اس حکم کی تعمیل کیوں نہیں کی۔اور فرمان رسالت کے مطابق حضرت خالد بن ولید سیف اللہ (رضی اللہ عنہ) کی طرح ملحدین ومشرکین کو کیوں نہیں مار ڈالا' جس طرح جہاد بدر میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تلوار کی روح بن کر مشرکین کی گردنیں اُڑائی تھیں۔

○ یہ دورنگی روش قابل غور ہے۔کہ اس طرح کے کشف وخواب کے ذریعہ اپنی بزرگی کا اظہار کرنے والے حضرات پہلے تو ایسی چیزوں کی بلاتکلف اشاعت کرتے رہتے ہیں اور جب ان پر اعتراض ہو تو پھر اسے خواب کہہ کر اس سے بریٔ الذمہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔حالانکہ اس سے بریٔ الذمہ ہونے کی کوشش وخواب کا سہارا لینا ہی اس بات کا اعتراف ہے۔کہ یہ چیز الفاظ ومفہوم کے لحاظ سے قابل اعتراض ہے۔اسی لئے تو اس سے بریٔ الذمہ ہونا چاہتے ہیں۔الغرض اگر ایسی چیزوں کی اشاعت قابل اعتراض نہ ہو۔تو امن اُٹھ جائے گا اور ہر کوئی ایسے کشف وخواب کے ذریعے جو چاہے لکھتا اور

کہتا رہے گا۔کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتب میں مولوی اسماعیل کے پیر سید احمد نے (صراط مستقیم) میں اور مولوی اشرف علی تھانوی نے ''اصدق الرؤیا'' وغیرہ میں اس قسم کے خواب وکشف وغیرہ کا سہارا نہیں لیا اور علماء اہلسنّت نے ان کا رد نہیں کیا' کیا ہے اور ضرور کیا ہے۔ایسے قابل اعتراض خوابوں پر گرفت کی مثالیں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کتاب ''الاستمداد'' وغیرہ اور مولانا غلام مہر علی صاحب کی کتاب ''دیوبندی مذہب'' میں دیکھی جاسکتی ہیں۔کیا اگر کوئی آدمی اپنے اہل خانہ یا اپنے متعلق کوئی فحش وتوہین آمیز خواب دیکھے یا کوئی دوسرا اس کے متعلق ایسا خواب دیکھے تو ایسے لوگ اس کی اشاعت وبیان کریں گے؟ ہرگز نہیں۔تو جب اپنے متعلق ایسا نہیں کرتے تو جو چیزیں شانِ نبوت وولایت کے ناشایان شان ہیں ان کی اشاعت کیوں کرتے ہیں؟

علامہ احمد سعید کاظمی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) بعض سیفیوں کے بھی مسلمہ بزرگ ہیں اور انہوں نے مولوی حسین علی دیوبندی کے خواب پر ''دیوبندی مذہب'' کے عنوان سے بایں الفاظ گرفت فرمائی ہے۔کہ ○ ''دیوبندی حضرات کو ایسی خوابیں آتی ہیں جن میں وہ معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کو گرتا ہوا دیکھتے ہیں اور پھر حضور کو گرنے سے روکتے اور بچاتے ہیں.....(مگر)

اہلسنّت کا مذہب یہ ہے کہ ذات جناب رسالت مآب (ﷺ) کو خواب میں دیکھ کر حضور کے علاوہ کوئی دوسری چیز مراد نہیں لی جاسکتی جس نے حضور کو

دیکھا اس نے لاریب حضور ﷺ ہی کو دیکھا۔ ایسی صورت میں جو شخص یہ کہے کہ میں نے حضور کو گرتا ہوا دیکھ کر حضور کو گرنے سے بچالیا۔ وہ بارگاہ رسالت میں دریدہ دہن نہایت گستاخ ہے''۔ (الحق المبین صفحہ ۵۶)

دوسرا خواب: مولوی اشرفعلی تھانوی کے مرید کے خواب اور پھر بیداری میں اشرف علی کا کلمہ و درود پڑھنے کے مشہور حوالہ پر حضرت علامہ کاظمی نے فرمایا ''اہلسنّت کے نزدیک لا الہ الا اللّٰہ اشرفعلی رسول اللّٰہ اور اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرفعلی کے خبیث اور ناپاک الفاظ وکلمات کفریہ ہیں۔ خواب یا بیداری میں یہ الفاظ پڑھنا پڑھنے والے کے مغضوب الٰہی ہونے کی دلیل ہے''۔ (الحق المبین ص ۵۷)

ازرہ انصاف: تمام اہل علم وانصاف بالخصوص سیفی سعیدی حضرات جو حضرت علامہ احمد سعید کاظمی کے پروردۂ فیض وتربیت یافتہ ہیں۔ وہ اپنے محسن ومربی اور شیخ واستاذ محترم کے دونوں خوابوں پر مذکورہ تبصرہ پر خصوصی غور فرمائیں کہ جو خواب الفاظ ومفہوم کے لحاظ سے توہین وتنقیص کے متضمن ہیں آپ نے ان پر کتنی شدید گرفت فرمائی ہے۔ اور انہیں محض ''خواب'' قرار دے کر نظر انداز نہیں کیا بلکہ سخت قابل اعتراض قرار دیا ہے۔ لہٰذا

سیفی سعیدی حضرات پیر صاحب کی حمایت وتحفظ کی بجائے شان رسالت وولایت کو اہمیت دیں۔ پیر صاحب کے زیر بحث واقعہ کو کاظمی صاحب کے

الفاظ کے ترازو میں تولیں اور ''الحق المبین'' کی روشنی میں خواب کے نام پر رسول اللہ ﷺ پر اس افتراء کی حمایت سے باز آئیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خود پیر سیف الرحمٰن صاحب کو ''امام الانبیاء والصحابہ والاولیاء'' بنایا اور سب حضرات کے ساتھ خود مقتدی بن کر پیر صاحب کے پیچھے ہاتھ باندھ کر ان کی اقتداء کی۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ

ایک اہم سوال: یہ بھی ہے کہ اگر خواب محض خواب ہے اس سے مثبت یا منفی کوئی نتیجہ نہیں نکلتا تو پیر صاحب نے ایسے لغو ولا حاصل اور بے مقصد خواب نقل کر کے تضیع اوقات والے فضول کام کا ارتکاب اور وقتی وقلمی اسراف کیوں کیا ہے؟ اور اگر ایسا نہیں بلکہ بہرحال خواب نقل اور شائع کرنے کی کوئی اہمیت ومقصد ہے تو پھر گول مول روش اختیار کر کے اس سے جان چھڑانے کی کوشش کیوں کی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ قبول کر کے اس پر ڈٹ جائیں یا توبہ ورجوع کا اعلان کریں۔

سوال: پیر صاحب نے کہاں لکھا ہے کہ یہ کشف وخواب بطور تائید وثبوت ولایت نقل کئے ہیں۔

جواب: ملاحظہ ہو پیر صاحب لکھتے ہیں ''ہزار ہا رؤیائے صالحہ اور کشوف حقہ .....اس فقیر کی مجددیت اور حقانیت پر گواہ عدل ہیں..... فقیر کی ولایت..... پر رؤیائے صالحہ بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں جو کہ نبوت کا چالیسواں جز اور حصہ

ہے۔ چند رؤیائے صالحہ لکھنا مناسب سمجھتا ہوں۔ تا کہ طالبان حق کیلئے مشعل راہ بنیں۔ فاقول ..... ہزار ہا رؤیائے صالحہ کشوف صادقہ اس فقیر کی ..... ولایت پر دلالت کرنے والے ہیں۔ (ہدایۃ السالکین ص ۲۹۹، ۳۲۱، ۳۳۵)

بغور دیکھئے کہ پیر صاحب نے کتنے وثوق وتکرار کے ساتھ بار بار اپنے متعلقین کے رؤیا وخواب وکشف کو اپنی مجددیت وحقانیت وولایت کی بنیاد قرار دیتے ہوئے رؤیاء وخوابوں کو بطور دلیل وگواہ عدل پیش کیا ہے۔ اگر خواب محض خواب وخیال ہوتے تو پھر اتنے اہتمام سے نقل کیوں کئے جاتے۔ لہٰذا جب پیر صاحب نے خود بحالت بیداری خوابوں کو بطور دلیل وگواہ پیش و نقل کر دیا۔ تو اب معاملہ نوم ونیند اور خواب وخیال کا نہ رہا بلکہ بیداری سے متعلق ہو گیا اور پیر صاحب ظاہری ومعنوی طور پر اس کے ذمہ دار اور خواب اپنی شناعت وقباحت و بے ادبی کے باعث قابلِ اعتراض بن گئے جیسا کہ ''الحق المبین'' کے حوالہ سے پہلے بیان ہوا۔ لہٰذا پیر صاحب کا مذکورہ واقعہ مقام نبوت ورسالت شان صحابیت وولایت کے یکسر منافی اور عقل ونقل ضمیر و دیانت کے بالکل خلاف ہے۔ انفرادی واتفاقیہ طور پر کبھی کبھار کسی عذر و مصلحت کے باعث اللہ کے پیغمبر علیہ السلام کا کسی امتی کی امامت میں نماز پڑھنا بالکل الگ نوعیت کی بات ہے۔ مگر بلا کسی عذر ومصلحت کے رسول اللہ (ﷺ) بلکہ سب انبیاء علیہم السلام اور حضرات صحابہ وخلفاء راشدین اور

ائمہ اربعہ واولیاء عظام علیہم الرضوان کی موجودگی میں پیر سیف الرحمٰن کا امام اور سب حضرات کا مقتدی بننا اور رسول اللہ (ﷺ) پر پیر سیف الرحمٰن کو خود امام الانبیاء والصحابہ والاولیاء بنانا اور سب کی موجودگی میں امامت کیلئے آگے کھڑا کرنا بالکل الگ چیز اور ناقابل قبول ہے۔ پیر سیف الرحمٰن میں ہرگز ہرگز کوئی ایسی خوبی ووصف وکمال نہیں جس کی بنا پر انہیں تمام انبیاء وصحابہ واولیاء عظام کا امام اور باقی سب کو ان کا مقتدی بنا دیا جاتا۔

اللہ اکبر: ایک طرف تو اس قدر جسارت کا مظاہرہ ہے جبکہ دوسری طرف سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کی بارگاہ رسالت میں ادب ونیاز مندی کا یہ عالم ہے کہ جب ایک مرتبہ رسول اللہ (ﷺ) کے کہیں تشریف لے جانے کے بعد بوقت جماعت صدیق اکبر نے امامت شروع فرمائی اور دوران نماز رسول اللہ (ﷺ) کی تشریف آوری ہوئی تو صدیق اکبر آپ کی آمد محسوس کر کے مصلیٰ سے پیچھے ہونے لگے تا کہ حضور مصلیٰ پر تشریف لا کر نماز پڑھائیں تو رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: اُمْكُثْ مَكَانَكَ۔ اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ اس کے باوجود صدیق اکبر پیچھے ہٹ کر مقتدی بن گئے جبکہ حضور پُر نور (ﷺ) نے نماز پڑھائی اور پھر صدیق اکبر سے فرمایا کہ میرے فرمانے کے باوجود آپ کو اپنی جگہ رہنے سے کس نے روکا؟ تو صدیق اکبر نے عرض کیا۔

ما کان ینبغی لابن ابی قحافة ان یصلی بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ابوقحافہ کے بیٹے ابوبکر کیلئے یہ زیبا نہیں تھا کہ رسول اللہ کے آگے کھڑے ہوکر نماز پڑھے۔ (بخاری شریف صفحہ ۱۲۵، جلد ۱)

اللہ اکبر! ایک طرف اتنی بڑی شخصیت اور اس قدر ادب و نیاز مندی اور دوسری طرف اس قدر جرأت و جسارت کہ پیر سیف الرحمٰن نہ صرف محمد رسول اللہ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام وصحابہ واولیاء رضی اللہ عنہم کا امام بن کر انہیں نماز پڑھائیں اور سب کو اپنا مقتدی بنائیں اور پھر اپنی کتاب میں اس کی اشاعت عام کریں۔ اُف توبہ۔

کاش! پیر صاحب کا مرید اپنے پیر کی خوشامد و مبالغہ آرائی کیلئے ایسا دلخراش و روح فرسا منگھڑت خواب بیان نہ کرتا اور پیر صاحب اس کو نقل کر کے ''سند جواز'' مہیا کر کے اس کے شریک جرم نہ ٹھہرتے۔

ایک اور غلط تاثر: نامعلوم سیفی حضرات شعوری غیر شعوری طور پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق غلط بیانی سے غلط تاثر دے کر آپ کی تنقیص و شخصیت مجروح کرنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں۔ جب ان کے پیر صاحب کے فتویٰ کے مطابق بریلوی کہلانا چار مرتبہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونا ہے تو پھر انہیں تاجدار بریلی کا سہارا لینے ان کے نام سے مطلب برآری کرنے اور ان کے متعلق غلط تاثر دینے کی کیا ضرورت ہے؟ جیسا کہ پہلے بھی سیفی الزامات کا

مع رد تذکرہ ہوا۔ سیفی صاحب نے ایک مزید شگوفہ چھوڑا ہے کہ ''اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کو بے شمار علماء اہلسنّت مجدد تسلیم نہیں کرتے۔ کیا رامپوری علماء اہلسنّت نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو مجدد تسلیم کرلیا ہے؟'' (تحقیقی تعاقب ۶)

معلوم نہیں سیفی صاحب نے اعلیٰ حضرت کو مجدد ماننے نہ ماننے والوں کی ''مردم شماری'' کب اور کہاں فرمائی ہے' جس کے مطابق انہوں نے لکھا ہے کہ بے شمار علماء اہلسنّت نے مجدد تسلیم نہیں کیا جبکہ ذکر صرف علماء رامپور کا کیا ہے اور وہ بھی نامکمل بغیر کسی حوالہ وتحریری ثبوت کے کیا ایسا نامکمل اور غیر مدلل حوالہ ''بے شمار علماء اہلسنّت'' کے منکرین مجددیت ہونے کی دلیل ہے۔ کیا صرف علماء رامپور کا نام ''بے شمار علماء اہلسنّت'' ہے؟ آدمی کو اتنا دعویٰ کرتے وقت کچھ تو عقل و ہوش اور ذمہ داری و دیانتداری کا احساس کرنا چاہیئے۔ کیا اچھا ہوتا کہ سیفی صاحب اپنی ''مردم شماری'' کی فہرست شائع فرما دیتے تاکہ معلوم ہو جاتا کہ قائلین مجددیت کون ہیں اور منکرین مجددیت کون؟ وہ کتنی تعداد اور کتنے پانی میں ہیں اور یہ کتنی تعداد اور کتنے پانی میں ہیں۔ قائلین کی شخصیت کتنی باوزن اور باوقار ہے اور منکرین کی کتنی۔

علاوہ ازیں منکرین نے اعلیٰ حضرت کی مجددیت کا انکار کس بنا پر کیا ہے اور آپ کے بالمقابل اعلیٰ حضرت جیسا بلکہ آپ سے بڑھ کر جامع و کامل ہمہ جہت کون سا مجدد منتخب کیا ہے؟ مولوی سیفی صاحب کو ''چھوٹا منہ بڑی

بات'' کے پیش نظر اپنے چھوٹے سے منہ سے اعلیٰ حضرت کی اتنی بڑی شخصیت کی خداداد بین الاقوامی و بین الاسلامی مقبولیت ومحبوبیت کے خلاف اتنا بڑا غلط اور مخالفانہ دعویٰ نہیں کرنا چاہیئے۔

==========

فتاویٰ مبارکہ ارشادات جلیلہ

جلیل القدر نامور علماء کرام کے تأثرات

(۱) (استاذ الاساتذہ علامہ مولانا عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ)

''تمام اہلسنّت کو واضح ہو کہ بندہ کو کئی خطوط موصول ہوئے ہیں جن میں اکابر اہلسنّت کی توہین کی گئی ہے۔ یہ توہین ایک شخص مسمّٰی پیر سیف الرحمٰن سرحدی نے کی ہے۔ مثلاً قطب الاقطاب حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ لکھا کہ حضرت غوث الاعظم سے چھ مرتبے فائق ہوں یعنی بلند ہوں۔ اب بندہ سیف الرحمٰن سرحدی کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتا ہے○ قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کو اعلان جنگ کیا ہے۔ ایک تو سود کھانے والا اُس کے متعلق فرمایا: فأذنوا بحرب من اللہ ورسولہ۔ یعنی اے سود خورو' خبردار ہو جاؤ اللہ رسول کی طرف سے تم کو اعلان جنگ ہے۔ دوسرا اس آدمی کو اعلان جنگ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کی توہین کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: من عادیٰ لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب۔

یعنی جس نے میرے مقبول ولی کی توہین کی میں نے اس کو اعلان جنگ کیا ہے۔○ حضرت غوث الاعظم تمام اولیاء کے سردار ہیں تو جو اُن کی توہین کرتا ہے اس کو بھی اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ ہے۔ اب پیر سیف الرحمٰن کو واضح ہو کہ اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے اعلان جنگ کیا ہے۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کیلئے تیار ہو جائے لیکن اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ جنگ کی طاقت نہیں رکھتا۔ دوسری گذارش یہ ہے کہ غوث الاعظم کا جو گستاخ ہے اس کو شدید خطرہ ہے کہ مرتے وقت اس کا ایمان ضائع ہو جائے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ''شرح مشکوٰۃ'' میں لکھا ہے کہ ''محدث ابن جوزی حضرت غوث الاعظم پر طعن کرتا تھا' تو جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو اس کو سخت تکلیف محسوس ہوئی۔ اس کے احباب نے اس کو کہا کہ یہ تکلیف تم کو اس لئے ہو رہی ہے کہ تم غوث الاعظم کے گستاخ ہو۔ لہٰذا اس کے احباب ابن جوزی کو غوث الاعظم کی مجلس میں لے گئے اور عرض کیا کہ یہ آپ کا گستاخ ہے۔ اس کو مرنے کی سخت تکلیف ہو رہی ہے۔ آپ اس کو معاف کر دیں۔ آپ نے معاف کر دیا تو اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گیا۔ اگر آپ معاف نہ کرتے تو خطرہ تھا کہ اس کا ایمان سلب ہو جائے۔ اس سارے قصے کو علامہ بحر العلوم نے ''شرح مسلّم الثبوت'' میں بھی تفصیل کے ساتھ لکھا ہے ''شرح مسلّم الثبوت'' کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ''شیخ ابن جوزی حضرت غوث

الاعظم پر طعن کرتا تھا' جس کی وجہ سے وہ عظیم ہلاکت میں پڑ گیا اور کہا گیا ہے قریب تھا کہ اس کا ایمان سلب ہو جائے لیکن حضرت غوث الاعظم کی دعا سے اس کی موت ایمان پر ہوئی ○ لہٰذا تم کو چاہیئے کہ اولیاء کرام کا ادب کرو۔ یہ اولیاء کرام اللہ کے رجال ہیں اور حضرت غوث الاعظم کی کرامات متواتر ہیں ۔ان کا انکار خدا کا دشمن اور پاگل ہی کرتا ہے۔ پس اللہ کے رجال کا ادب ملحوظ رکھو''۔ اس عبارت کے بعد بندہ عرض کرتا ہے کہ پیر سیف الرحمٰن سرحدی کو بھی سلب ایمان کا خطرہ (محسوس) ہونا چاہیئے ○ شریعت کی حقانیت چار مذہب میں منحصر ہے اور طریقت کی حقانیت بھی چار سلاسل میں منحصر ہے۔ جن عقائد کا ذکر سیفیوں کے بارے میں کیا جا رہا ہے نہ یہ شریعت سے مطابقت رکھتے ہیں اور نہ طریقت سے اس لئے بندہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے غلط نظریات سے مسلمانوں کو پناہ دے۔ آمین

مولانا روم صاحب نے اپنی کتاب ''مثنوی شریف'' میں جعلی پیروں کی خوب خبر لی ہے اور اس کی مثال یہ دی ہے کہ شکاری پرندوں کے شکار کیلئے پرندوں والی بولی بولتا ہے اور پرندے سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا ہم جنس ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ایسے فکر سے محفوظ رکھے۔ آمین''

(عطا محمد چشتی گولڑوی بندیالوی، ڈھوک دھمن پدھراڑ)

(۲) شارح بخاری شیخ الحدیث علامہ غلام رسول فیصل آباد..... علماء

دیوبند کو ''امام العصر اور شیخ کبیر'' کہا جبکہ امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کو مولوی کی حیثیت میں ذکر کیا۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّٰه اور مذکورہ تحریر میں اُن سے عبدیت کے مقام سے فوق چھ مقامات عبدیت تحریر کئے ہیں۔ اہلسنّت و جماعت ایسے عقیدہ سے نالاں ہیں اگر واقعی مذکور تحریر واقع کے مطابق اور مولوی ضیاء اللہ کی تحریر حوالہ کے مطابق ہے اور معلوم بھی یوں ہی ہوتا ہے تو ایسا شخص عقیدہ کے اعتبار سے اہلسنّت کے عقیدہ کے خلاف ہے اور بریلوی کہلانے کی نسبت کو چار مرتبہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کہہ کر سراسر دنیائے اہلسنّت کی توہین کی ہے۔ ایسا شخص شک وشبہ سے بالاتر نہیں''۔

(۳) مولانا غلام نبی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد: ''ہدایۃ السالکین'' اور ''سیف الرجال علمائے عنق الرجال'' سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے تحریر کنندہ حضرات کے عقائد اہلسنّت و جماعت کے مطابق نہیں ہیں''۔ واللہ اعلم بالصواب

(۴) شیخ الحدیث والتفسیر علامہ محمد فیض احمد اویسی بہاولپور: ''پیر سیف الرحمٰن کی باتیں گمراہی سے بھرپور ہیں۔ مجھے ان علماء پر حیرانی ہے جو اس کی باتیں اور عبارتیں جاننے کے باوجود ان کے مرید و خلیفہ یا کم از کم مداح ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ اہلسنّت کے عوام و خواص کو پیر سیف الرحمٰن سے دور رہنا لازم ہے۔ ورنہ وہی مثال صادق آئے گی کہ ہم تو ڈوبے ہیں صنم تمہیں بھی لے ڈوبیں گے''۔

(۵) مناظر اسلام مولانا محمد ضیاء اللہ قادری سیالکوٹی: ''استفتاء میں مذکورہ عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ پیر صاحب دیوبندی طبقہ کے نرغہ میں ہیں۔ ورنہ بریلوی کہلانے کو گناہ کی بجائے فخر قرار دیتے۔ پیر صاحب کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے چھ درجے فوق قرار دینا بھی زعم باطل ہے۔ فقیر کے نزدیک پیر صاحب ضالین کے راستہ پر گامزن ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین''

(۶) استاذ العلماء مولانا مفتی غلام سرور قادری لاہور: ''سیف الرحمٰن صاحب ارچی کے بارے میں ان کے مرید بہت غلو کرتے ہیں۔ ان کو سلطان الاولیاء مجدد عصر قیوم زماں و سرفرازِ مقامِ صدیقیت و عبدیت و امامت قرار دیتے ہیں۔ جبکہ ہم نے ان سے خود ملاقات کر کے حالات کا جائزہ لیا ہے۔ وہ ایسے نہیں ہیں اور ان القابات میں سے کسی بھی لقب سے مستحق نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی کتاب ''ہدایۃ السالکین'' میں ایسی بیہودہ خرافات اور بے ہودہ باتیں ہیں جو کسی صحیح العقیدہ مسلمان سے سرزد نہیں ہو سکتیں۔ چہ جائیکہ کوئی بزرگی کا مدعی ایسی باتیں کرے اس میں انہوں نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی اپنے آپ کو چھ درجے اونچا ولی ظاہر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ ایسے شخص سے اور اس کے سلسلہ والوں سے بیعت نہیں کرنا چاہیئے''۔

(۷) استاذ العلماء مولانا مفتی حاکم علی راہوالی رحمۃ اللہ علیہ: ''پیر سیف

الرحمٰن صاحب نے کتاب ''ہدایۃ السالکین'' میں جو کچھ لکھا ہے وہ اہلسنّت و جماعت میں انتشار و افتراق کا سبب ہے۔ ایسے عقائد اہلسنّت و جماعت کے ہرگز نہیں پھر اس میں امام اہلسنّت سیدنا اعلیٰ حضرت کا ذکر بالکل عامیانہ انداز میں جبکہ دیابنہ کے امام انور شاہ کشمیری کو علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر کیا ہے۔

اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس پر اپنی برتری و بلندی کا دعویٰ۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ ایسے شخص سے لوگوں کو بچنا چاہیئے۔ ایسے پیر لائق بیعت نہیں اور ایسوں سے اجتناب لازم ہے''۔

(۸) مولانا صاحبزادہ پیر سید افضل حسین صاحب علی پور شریف: ''حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کی کتاب ''ہدایۃ السالکین'' کے بارے میں جو علمی تحقیق اور تحریر ہے میں اس سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ وما علینا الا البلاغ''

(۹) مولانا علامہ غلام نبی صاحب مہتمم دار العلوم عطاء العلوم گکھڑ: ''استفتاء مذکورہ میں پیر سیف الرحمٰن افغانی کے جن عقائد و نظریات اور خیالات و مبالغات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہ عقائد و نظریات نہ تو شریعت و طریقت کے مطابق ہیں اور نہ ہی سنیت و حنفیت کے خصوصاً شہنشاہِ بغداد حضور غوث الثقلین محی الدین سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر اپنی فوقیت والی ہفوات اور لفظ بریلوی سے دیدہ دانستہ اتنی چڑ اس کی غماز ہے کہ پیر موصوف ہرگز ہرگز پیر و مرشد اور رہبر نہیں۔ عوام اہلسنّت کو اس پیر سے پرہیز و اجتناب لازم و ضروری ہے''۔

(۱۰) استاذ العلماء مولانا مفتی محمد عبداللطیف گوجرانوالہ: ''مذکورہ بالا عبارات سے ان عبارتوں کے قائل کا دیوبندی ہونا اظہر من الشمس ہے، جن کا جس کے متعلق دلی لگاؤ ہوگا وہی تو اس کو امام العصر وغیرہ القاب سے ظاہر کرے گا۔ حضور سیدنا غوث الثقلین غیاث الدارین رضی اللہ عنہ سے چھ مرتبہ بلند ہونا تو درکنار برابر ہونا بھی جناب غوثیت میں بہت بہت سوٗ ادب ہے اور ایسے شخص کی بیعت کے باشد ناجائز و ناروا ہے اور ایسے فاسد عقیدہ والے کو امام و مقتدا تسلیم کرنا سنی حنفی بریلوی مسلمان کیلئے سخت ناجائز اور ایسے عقیدہ والے شخص سے اجتناب لازمی وضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

(۱۱) استاذ العلماء مولانا محمد عبدالرشید رضوی سمندری: ''جب پیر سیف الرحمٰن سنی بریلویوں کی فی الجملہ تکفیر کرتا ہے۔ انہیں افراط وتفریط کا شکار اور صراط مستقیم سے منحرف قرار دیتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کو صرف ''مولوی'' لکھتا ہے اور طنزیہ طور پر بریلویوں کے قبلہ وکعبہ اعلیٰ حضرت لکھ کر ان سے بے تعلقی ظاہر کرتا ہے۔ بریلوی کہلانے کو گناہ کبیرہ سے تعبیر کرتا ہے۔ اس کا خلیفہ مولوی ضیاء اللہ سیفی مولوی کاشمیری دیوبندی کو امام العصر اور الشیخ الکبیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے تو ان تحریروں سے صاف ظاہر ہے کہ پیر سیف الرحمٰن اور اس کے ماننے والوں کے عقائد اہلسنت و جماعت بریلوی کے خلاف ہیں۔ وہ سنی حنفی بریلوی محب ہیں۔ انہیں پیر، امام یا مقتدا بنانا شرعاً ناجائز ہے۔

(۱۲) جانشین حکیم الامت مفسر قرآن مفتی احمد یار خاں گجراتی:
''(پیر سیف الرحمٰن) ہدایۃ السالکین میں ایسی کچی باتیں لکھ گئے ہیں جن سے پیر مذکور کی علمی اور عقلی کیفیت کمزور نظر آتی ہے۔ مجھ کو تو ان کی مذکورہ کتاب میں صرف نادانیاں ہی نظر آئیں۔ اس کتاب کو پڑھ کر کوئی شخص پیر مذکور کے مسلک اور مذہب کا حتمی یقینی پتہ نہیں لگا سکتا۔ اس قسم کے لوگوں کے ایسے رویہ سے سوائے دنیا پرستی اور چندہ گیری کے اور کیا ہوسکتا ہے۔ یہ ابن الوقتی جلدی ختم ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے پیر مذکور کہیں تو اعلیٰ حضرت سے بیگانگی کا اظہار کرتے ہیں اور کہیں اعلیٰ حضرت بھی لکھ رہے ہیں۔ مزید کم عقلی پر حیرانی ہے کہ لفظ بریلوی میں ان کو چار جھوٹ نظر آتے ہیں جبکہ خواہ کوئی اپنے آپ کو بریلوی کہے یا نہ کہے مگر عند اللہ وعند الناس یہ نشان ہر دو طرف قائم ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہیں گے''۔ (مفتی اقتدار احمد خاں گجرات)

(۱۳) اُستاذ العلماء علامہ مفتی محمد عبداللہ قصوری: افغانی پیر کا قول خبیث کہ وہ پیران پیر سے چھ مقامات میں فوقیت رکھتے ہیں، غلط ہے کسی مجنوں کی بڑ اور کسی جاہل کی جہالت کا نمونہ ہے۔ اسے اتنی جرأت نہیں کرنی چاہیئے۔ غوث الاعظم تو فرماتے ہیں کہ میرے قدم اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہیں اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ نے قدمی هذه على رقبة كل ولي الله پر ''فتاویٰ رضویہ'' میں ''بہجۃ الاسرار'' سے گیارہ روایتیں پیش کی ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوبوں کے عقیدت مندوں کو شیطان کے شر سے بچائے۔ آمین

(۱۴) **استاذ العلماء علامہ مفتی محمد حسین سکھروری:** ''فرقہ سیفیہ کے بارے میں علماء حق نے جو اظہار حق فرمایا ہے اور فتوے صادر فرمائے ہیں فقیر اس پر متفق ہے اور ان کی تصدیق کرتا ہے''۔

(۱۵) **مولانا علامہ محمد بشیر القادری کراچی:** ''جس طرح آج کل پیرانِ پیر رضی اللہ عنہ پر فضیلت وفوقیت کے دعوے پر پیر سیف الرحمٰن اور ان کے خلفاء کر رہے ہیں یہی شور سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہوا تھا جن کی ولایت و قطبیت پر کسی کو بھی کلام نہیں مگر ان کی تفصیل اور فوقیت سیدنا عبدالقادر جیلانی پر ہرگز نہیں ہوسکتی۔ اس لئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل کتاب 'طرد الافاعی عن حمی ہادر فع الرفاعی' تحریر فرمائی جب ایسے جلیل القدر بزرگ کی غوث پاک پر فضیلت وفوقیت نہیں تو پیر سیف الرحمٰن کس شمار میں ہیں''۔

(۱۶) **علامہ مولانا غلام مصطفےٰ رضوی مفتی انوار العلوم ملتان:** ''پیر سیف الرحمٰن سرحدی کے عقائد ونظریات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہر صحیح العقیدہ سنی مسلمان ایسے شخص سے مکمل طور پر اظہار نفرت کرنا چاہیئے وہ ہرگز اس لائق نہیں کہ اس کی بیعت کی جائے یا اسے پیر تسلیم کیا جائے''۔

(۱۷) **مولانا عمر سدیدی مفتی جامعہ خیر المعاد ملتان:** ''شخص مذکور سنی صحیح العقیدہ نہیں ہے اس لئے سنی صحیح العقیدہ لوگوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اس سے تعلق جوڑنے کی بجائے تعلقات منقطع کرنا لازم ہے''۔

(۱۸) **مولانا علامہ احمد حسین مہتمم جامعہ حسینیہ نارووال:** ''فقیر نے ''ہدایۃ السالکین'' کی جن عبارتوں کو پڑھا ہے بادی النظر میں یہ عبارتیں ٹھیک نہیں ہیں اور ان کو صحیح خیال کرنے والا صراط مستقیم سے دور ہے''۔

(۱۹) **استاذ العلماء علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری لاہور:** ''مولانا پیر محمد صاحب مہتمم جامعہ غوثیہ معینیہ پشاور متبحر عالم اور سنی مسلمان ہیں ان کے بارے میں ''ہدایۃ السالکین'' میں جو فتوائے کفر دیا گیا ہے فقیر اس کے ساتھ متفق نہیں اور نہ ہی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ فتوائے کفر دینے والے غلطی پر ہیں۔ یہ فتویٰ غلط ہے اور یہ لوگ غلط ہیں''۔ کتاب ''ہدایۃ السالکین'' کے آنے کے بعد میں نے اس کی حمایت یا وکالت نہیں کی بلکہ پیر صاحب کے قریبی متعلقین سے کہہ دیا ہے کہ آئندہ ایڈیشن سے تائید کنندگان میں سے میرا نام حذف کر دیں۔ چھ درجے فوقیت والا خواب اور ایسی ہی اور بہت باتیں درج نہیں ہونا چاہئیں تھیں جو شامل کتاب ہیں۔ رضائے مصطفےٰ کا نیا پرچہ مل گیا ہے آپ نے صحیح لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

(۲۰) **مولانا علامہ محمد منشاء تابش قصوری مرید کے:** علامہ شرف صاحب قادری مدظلہ تشریف لائے اور آپ کا مکتوب گرامی دیکھا۔ مولانا الموصوف ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ پر عمل پیرا ہیں اور آپ کا مشن بھی مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حال بہتر فرمائے۔ آمین

(۲۱) مولانا علامہ مفتی محمد اشفاق احمد (مہتمم جامع العلوم) خانیوال:
''پیر سیف الرحمٰن سرحدی کے جو نظریات تحریر کئے گئے ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ یہ شخص راہ راست سے بھٹک چکا ہے۔ اپنی عارضی مقبولیت کے نشہ میں سواد اعظم اہل سنّت و جماعت بریلوی میں شمولیت کی سعادت سے خود کو محروم کر چکا ہے۔ اس لئے اسے بریلوی کہلانے میں معاذ اللہ کذب نظر آتا ہے۔ اپنے کو غوث پاک سے چھ درجے فوق ظاہر کرنا غوث اعظم کی عظمت سے بغض کی بناء پر ہے۔ ایسا شخص اہلسنّت کا معتبر فرد بھی نہیں ہوسکتا۔ چہ جائیکہ اہلسنّت کا پیر یا شیخ کہلائے۔ عوام کو ایسے شخص سے بچنا چاہیئے اور علماء پر زیادہ ذمہ داری ہے وہ اگر کسی مفاد کی بناء پر آنکھیں بند کریں گے تو عوام کی گمراہی کے ذمہ دار ہوں گے''۔

(۲۲) تصدیق مولانا شوکت علی سیالوی، دارالافتاء جامع العلوم خانیوال

(۲۳) مولانا مفتی محمد جمیل رضوی شیخوپورہ: ''ایسے شخص کی بیعت و امامت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ دیوبندیہ خبیثہ کی تعریف کرنے والوں کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین''

(۲۴) مولانا مفتی محمد نعیم اختر مہتمم دارالعلوم حبیبیہ رضویہ کامونکی:
''صورت مسئولہ میں جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ شخص مذکور ان باتوں کا قائل یا مؤید ہے تو اس کی گمراہی میں کوئی شبہ نہیں۔ ایسے شخص کو امام بنانا گناہ اور پیر و مرشد ماننا بھی سخت و شدید قسم کا گناہ''۔

(۲۵) (مولانا) محمد بشیر احمد غازی کامونکی: الجواب صحیح یقیناً ایسے کلمات لکھنے یا ان کی تائید کرنے والا گمراہ ہے۔

(۲۶) مولانا علامہ محمد اسلم رضوی مفتی جامعہ رضویہ فیصل آباد: ''جو لوگ گستاخ بے ادب ہیں ان کو اچھا جاننے والا اہلسنّت سے کیسے ہوسکتا ہے۔ پیر صاحب مذکور کی تحریر اور مولوی ضیاء اللہ مذکور کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے عقائد اہلسنّت و جماعت کے مطابق نہیں ہیں اور اہلسنّت کے ساتھ تعلق نہیں ہے''۔

(۲۷) استاذ العلماء علامہ مولانا گل احمد عتیقی فیصل آباد: ''پیر موصوف اپنے آئینۂ تحریر کی روشنی میں گمراہ معلوم ہوتے ہیں اور معزز علماء اہلسنّت و مفتیان باعظمت کے بیان سے اس کی گمراہی شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ لہٰذا پیر موصوف کو سرعام کھلم کھلا توبہ کرنی چاہیئے''۔

(۲۸) مفسر قرآن مولانا مفتی محمد ریاض الدین اٹک: ''پیر صاحب کا بہت سارے علماء دیوبند کی صفائی بیان کرنا اور انہیں سنیت و حنفیت کی سند دینا بے جا پاسداری اور ہم نوائی نہیں تو اور کیا ہے؟ بریلوی حضرات کے خلاف پیر صاحب نے جو زبان استعمال فرمائی ہے اس کے متعلق وہ خود ہی بتائیں کہ کہاں تک سنجیدہ ہے؟ پھر جب موصوف بقول اپنے نہ بریلوی ہیں نہ دیوبندی تو انہیں دیوبندیوں کی پاسداری اور مدح سرائی کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے

ان کے کسی مولوی کو علامہ اور رحمۃ اللہ علیہ لکھنے کی کیا مجبوری تھی۔ پھر یہ لکھنے کی کیا احتیاج تھی کہ کس طرح چار دفعہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو کر اپنے آپ کو بریلوی سے مسمّٰی کروں جو کہ بریلوی حضرات کے قبلہ وکعبہ ہے" ○ اگر لوگوں کو یہی بتانا تھا کہ بریلوی بھی کافر ہیں تو ان کو کافر قرار دینے کی کوئی وجہ بھی تو لکھتے جن دیوبندیوں کی تعریف بایں الفاظ کی ہے کہ وہ نہ وہابی ہیں اور نہ وہابیت کے مؤیدان کے مقابلے میں جو وہابی یا ان کے مؤید ہیں انہیں تو گستاخ ہونے کی بناء پر کافر کہنا فرض تھا۔ اس کے باوجود کھلے الفاظ میں لکھنے کی ہمت نہ ہوئی لیکن بریلوی سے بیزاری کا ہر پہلو کسی نہ کسی صورت میں لکھ ہی دینا ضروری سمجھا اور پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ تاثر دینے کی کیا ضرورت تھی کہ وہ صرف بریلویوں کے قبلہ وکعبہ ہیں کیا اس میں بریلویوں اور بریلویت سے تنفر کا اظہار نہیں؟ عوام اہل اسلام اس سے کیا نتیجہ اخذ کریں گے۔ پھر جب بقول آپ کے بریلوی دیوبندی یکساں طور پر بہت سارے مسائل میں افراط و تفریط کا شکار ہیں تو پھر دونوں طرف سے ان مسائل کی نشاندہی کیوں نہ کی۔

○ شہباز لامکانی سیدنا غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تقابل قائم کرنے اور ان کے مقابلے میں اپنے آپ کو سورج قرار دینے کی اور ان سے چھ درجے فوق ہو جانے کی تعلّی کا دم بھر کر انہیں ہیچ در ہیچ ثابت کر کے پوری روئے زمین پر ان کے عقیدت مندوں کی عقیدت پر ضرب کاری لگانے کی کیا ضرورت تھی؟

اُف توبہ: پیر صاحب کے دل گردے کی بات ہے جنہوں نے ایسی مبنی بر توہین خوابوں کو بھی نہ صرف خوابوں کی حد تک رہنے دیا بلکہ انہیں رویائے صالحہ لکھ کر اپنی ولایت ومجددیت پر دلیل بناتے ہوئے غوث العالمین بلکہ سید المرسلین (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) کی توہین کا ارتکاب کیا' جن میں کہیں تو حبیب کبریا کو روکر کوشش کرنے کی فرمائش کرتے دکھائی دیتے ہیں ○ اور کہیں تمام انبیاء کی موجودگی میں امامت کیلئے آگے کر دیتے ہیں اور کبھی یہ فرماتے ہیں کہ اس کے علوِ شان کی وجہ سے اس ہستی کو قیامت کے دن انبیاء کی صف میں کھڑا کروں گا۔ خوابوں کے جتنے قصے اپنی کتاب میں بقلم خود درج کر کے پیر صاحب نے اپنی برتری پر ان سے استدلال کیا ہے۔ ایسے جملہ خوابوں کے بارے میں کیا وہ یہ کہنے میں اپنی کسر شان سمجھتے تھے کہ میں تو کچھ بھی نہیں کجا میں اور کجا غوث صمدانی کہاں میں اور کہاں مجدد الف ثانی کجا مجسمۂ خس و خاشاک اور کہاں سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات

ع..... چہ نسبت خاک را با عالم پاک

○ مجھے یقین کامل ہے کہ اگر اپنے مریدوں کے خوابوں کی کہانی سن کر بجائے اظہار تعلی' اظہار تواضع کرتے مریدوں کو ایسے خوابوں کے بیان کرنے سے باز رہنے کی تلقین فرماتے' جن میں اکابرین امت سے لے کر شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے ساتھ تقابل برابری یا تعلّی وفوقیت کی

صورت نظر آتی ہے تو ان کا کوئی مرید ان سے منحرف نہ ہوتا اور نہ ہی آج جو لوگ ان پر بجا طور پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر رہے ہیں۔ انہیں اعتراض کی کوئی گنجائش ہوتی مگر اب جبکہ یہ سب کچھ ہو چکا ہے۔ بہر حال اب اختیار ان کے اپنے ہاتھ میں ہے، لہٰذا اپنے مریدوں کی صحیح راہنمائی کریں انہیں دشمن و دوست خبیث وطیب گستاخ اور باادب کا واضح فرق بتائیں۔

○ بالفرض اگر اس سے پہلے آپ گستاخ دیوبندیوں کی گستاخانہ عبارتوں سے بے خبر ہی تھے تو اب جب کہ پوری طرح روشناس ہو چکے ہیں تو اب اپنے عقیدت مندوں کو تذبذب کی راہ سے نکال کر صراط مستقیم پر چلنے کا سختی کے ساتھ حکم دیں۔ آپ بریلوی بے شک نہ کہلائیں۔ لیکن آپ کی تحریر سے روئے زمین پر بسنے والے جن خالص سنی حنفی بریلوی حضرات کی دل آزاری ہوئی ہے ان کی دلجوئی کیلئے آپ کو اپنے رب کریم کے حضور اس چیز سے توبہ کرنے کے بعد صرف چند سطروں پر مشتمل ایسا مضمون شائع کرنا چاہیئے جس میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بجا تعریف اور ''حسام الحرمین'' میں درج شدہ علماء حرمین طیبین کے فتاویٰ وارشادات کے ساتھ مکمل اتفاق کا اظہار ہو اس میں نہ صرف پیر صاحب اور ان کے حامیوں بلکہ پوری دنیا میں بسنے والے لاکھوں صحیح العقیدہ، سنی حنفی بریلوی مسلمانوں کی بھی بہت بڑی بھلائی ہے اور توفیق خیر بدست الٰہی ہے۔ تا حال پیر صاحب کو ان کی خالص اپنی تحریروں کے پیش نظر صحیح العقیدہ سنی حنفی بھی نہیں کہا جا سکتا۔ امام ومقتدا بنانا تو درکنار

(نوٹ) جہاں تک میں تحقیق کر سکا ہوں تو وہ یہ ہے کہ پیر صاحب کے آستانہ پر تا حال اذان کے اول وآخر صلوٰۃ وسلام اور نماز پنجگانہ کے بعد بآواز بلند کلمہ شریف اور صلوٰۃ وسلام نام کی کوئی چیز نہیں اور نہ ہی بروز جمعۃ المبارک یا دیگر اجتماعات کے خاتمہ پر سلام وقیام کی کوئی صورت سامنے آسکی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

(۲۹) مترجم قرآن مولانا مفتی محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری گوجرانوالہ:

''صورت مسئولہ میں پیر سیف الرحمٰن کے نظریات بلاشبہ پیران اہلسنت کے نظریات نہیں۔ پیر صاحب پر لازم ہے کہ فوراً توبہ نامہ شائع کریں اور اپنی ذات ونظریات کے حوالے سے سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت میں فتنہ بپا نہ کریں۔ پیر صاحب چونکہ ابھی بقید حیات ہیں لہٰذا جو چیز ان کی طرف منسوب کی جاتی ہے اس کے غلط ہونے کی صورت میں وضاحت کریں اور اس میں متنازع اور قابل اعتراض باتوں سے پیر صاحب توبہ کرتے ہوئے انہیں کتاب (ہدایۃ السالکین) سے خارج کر دیں اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو علماء و عوام اہلسنت کو ان سے یا ان کے کسی خلیفہ سے بیعت ہونا جائز نہیں اور جو غلط فہمی میں بیعت ہیں وہ تجدید بیعت کریں۔

(۳۰) علماء اہلسنت و جماعت میلسی ضلع وہاڑی: ''قطب عالم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے خود کو چھ درجہ فوق کہنے والا کوئی گمراہ ہی ہو سکتا ہے۔ خصوصاً وہ شخص خود کیونکہ اور کس منہ سے چھ درجہ یا ایک درجہ فوق کہہ سکتا ہے

جس کو حق و باطل میں امتیاز نہیں' مومن و منافق سچے جھوٹے اور عاشق و گستاخ میں فرق و فیصلہ کی صلاحیت نہیں' مجدد کوئی شخص محض اپنے مرید و پیر شاگردوں کے کہنے سے نہیں بن سکتا۔ پیر مبارک صاحب کو اکابر و مشاہیر و اعاظم اہلسنت میں سے کسی نے بھی مجدد نہ مانا۔ پیر ارچی صاحب اور اُن کے متعلقین کو بحث و مباحثہ اور غیر ضروری تاویلات میں الجھتے کم و بیش ایک سال ہو گیا ہے لیکن ان کی من گھڑت تاویلات میں ہرگز کچھ وزن نہیں ہے بلکہ شکوک و شبہات اور بڑھ رہے ہیں۔ جو دیوبندی مولوی پیر صاحب کے مُرید ہو گئے ہیں یا تو ان سے توبہ اور رجوع کرائیں یا ان کی بیعت فسخ کر کے حلقۂ ارادت سے خارج ہونے کا اعلان کریں تب بات بن سکتی ہے۔ مولیٰ عزوجل اپنے حبیب پاک ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے مسلمانوں کو ہر پیدا ہونے والے فتنہ کے شر اور حیلہ سازی سے بچائے۔ آمین

(مجاہد اہلسنت دافع نجدیت مولانا محمد حسن علی رضوی میلسی)

(۳۱) تصدیقات: غلام حیدر اویسی مہتمم و صدر مدرس جامعہ اویسیہ رضویہ میلسی'

(۳۱) مولانا محمد امیر احمد نقشبندی صدر مدرس مدرسہ مصباح العلوم

(۳۳) مولانا قاری عطاء اللہ فیضی مدرس مدرسہ مصباح العلوم و خطیب جامع مسجد غلہ منڈی

(۳۴) مولانا قاری نذر محمد چشتی گلفریدی محمدی جامع مسجد'

(۳۵) مولانا قاری محمد اعظم اویسی خطیب مدینہ مسجد'

(۳۶) مولانا قاری محمد کمال اویسی جامع مسجد فدہ'

(۳۷) مولانا قاری محمد اقبال ناصر جامع مسجد ریاض الجنت میلسی

(۳۸) استاذ العلماء مولانا محمد معین الدین مہتمم دار العلوم نقشبندیہ ڈسکہ:

''جو نظریات پیر سیف الرحمٰن سرحدی کے متعلق بحوالہ کتاب ''ہدایۃ السالکین'' تحریر کئے گئے ہیں۔ ایسے خیالات اہلسنت کے مطابق ہرگز نہیں ہیں۔ لہٰذا ایسا شخص مقتداء و راہنما ہونے کے لائق نہیں ہے''۔ (واللہ اعلم بحالہ)

منکرین افضلیت غوث الوریٰ پر

نائب غوث الوریٰ امام احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ

مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل ..... بحکم اولیاء باطل ہے یا غوث

○ نیز بارگاہ غوث اعظم میں عرض کیا۔ آپ وہ ہیں جن کا قدم اولیاء عالم کی گردنوں پر ہے جبکہ خواجہ اجمیری سلطان الہند عطاء الرسول نے عرض کیا کہ آپ کا قدم صرف گردن پر نہیں بلکہ میرے سر آنکھوں پر جو لوگ قدمی ھذہ کے فرمان میں بے جا تخصیص کرتے ہیں ان میں جو مخلصین اہل علم و فضل ہیں یہ ان کی لغزش ہے اور جو ضد و مقابلہ و عناد میں بہتان تراشی کرتے ہیں یہ ان کی ضلالت و گمراہی ہے۔ (حدائق بخشش جلد ۲، صفحہ ۶۷)

حضرت استاذ العلماء علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی بابت

ازالۂ مغالطہ: فرقہ سیفیہ نے کچھ عرصہ خاموشی کے بعد حال ہی میں اپنے پیر صاحب کی سیرت پر ایک کتاب ''تصویر مجدد الف ثانی'' شائع کی ہے جس میں دیگر متنازعہ امور کے علاوہ فقیر راقم الحروف کو شخصی طور پر ناحق نشانہ بناتے ہوئے لکھا ہے کہ ○ ''بقول مولانا عطا محمد صاحب بندیالوی مولانا ابوداؤد محمد صادق نے مولانا موصوف سے بدیں الفاظ مسئلہ کی وضاحت طلب کی۔ کہ جو شخص اولیاء اللہ کا منکر ہو اور اپنے آپ کو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے اعلیٰ سمجھتا ہو آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ مولانا ابوداؤد کا نشانہ پیر طریقت سیف الرحمٰن پیرارچی مبارک تھے''۔ (کتاب مذکور ص ۵۲)

کیسی عجیب بات ہے کہ نشانہ تو خود فقیر کو بنایا ہے اور الٹا الزام لگا دیا ہے۔ کہ میں نے پیر صاحب کو نشانہ بنایا ہے۔ حالانکہ صورتحال یہ ہے کہ مولانا عطا محمد صاحب نے فقیر کے حوالہ کی بجائے عمومی طور پر خود لکھا ہے۔

تمام اہلسنّت کو واضح ہو کہ بندہ کو کئی خطوط موصول ہوئے ہیں کہ اکابر اہلسنّت کی توہین کی گئی ہے اور یہ توہین ایک شخص مسمّٰی پیر سیف الرحمٰن نے کی ہے کہ قطب الاقطاب حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے متعلق کہا ہے کہ حضرت غوث الاعظم سے چھ درجے فائق ہوں یعنی بلند ہوں'' ○ اب بندہ سیف الرحمٰن سرحدی کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتا ہے..... کہ حضرت

غوث الاعظم تمام اولیاء کے سردار ہیں تو جوان کی توہین کرتا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ ہے۔ اب سیف الرحمٰن کو واضح ہو کہ اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے اعلان جنگ کیا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کیلئے تیار ہو جائے لیکن اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ جنگ کی طاقت نہیں رکھتا۔ دوسری گذارش یہ ہے کہ غوث اعظم کا جو گستاخ ہے اس کو شدید خطرہ ہے کہ مرتے وقت اس کا ایمان ضائع ہو جائے۔ بندہ عرض کرتا ہے کہ سیف الرحمٰن سرحدی بھی غوث الاعظم کا گستاخ ہے اس کو بھی سلب ایمان کا خطرہ (محسوس) ہونا چاہیئے۔ عارض: عطا محمد چشتی گولڑوی (مع نشان مہر)

فرقہ سیفیہ: اور اہل علم و انصاف حضرات علامہ عطا محمد صاحب کے مذکورہ فتویٰ کے آئینہ میں ملاحظہ فرمائیں کہ کتاب مذکور میں مجھ پر جو غلط الزام عائد کیا ہے۔ مولانا موصوف کی تحریر و فتویٰ میں ان الفاظ کا ''نام و نشان'' نہیں ہے۔ فقیر نے پیر سیف الرحمٰن کو نشانہ نہیں بنایا نہ ان کو اولیاء اللہ کا منکر لکھا ہے۔ بلکہ علامہ عطا محمد صاحب نے ''کئی خطوط'' کے جواب میں فتویٰ لکھا ہے اور پیر سیف الرحمٰن کا نام لے کر انہیں غوث الاعظم کا گستاخ اور آپ کی توہین کا مرتکب قرار دیا ہے اور یہ میرے کہنے پر نہیں لکھا بلکہ کئی ''خطوط'' کی بنا پر پیر صاحب کو اس لئے گستاخ قرار دیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے ''حضرت غوث الاعظم سے چھ مرتبے فائق یعنی بلند ہوں''۔ اور یہ بات میرے نشانہ بنانے کی

وجہ سے نہیں بلکہ پیر سیف الرحمٰن کے اپنے قول کی وجہ سے انہیں غوث الاعظم کا گستاخ قرار دیا ہے ○ اور یہ امر واقعہ ہے کہ پیر سیف الرحمٰن نے اپنے متعلق اپنی کتاب ''ہدایۃ السالکین'' میں اپنے مرید کے حوالہ سے خود نقل کیا ہے کہ ''حضرت مبارک (سیف الرحمٰن) صاحب نے چھ مقامات عبدیت کے مقام سے فوق (بلند) طے کئے ہیں اور حضرت مبارک کا مقام پیران پیر کے مقام سے فوق ہے''۔ (ہدایۃ السالکین ص ۳۲۵)

اور اسی بات پر اسی حوالہ سے عطا محمد صاحب نے پیر صاحب کو گستاخ اور توہین کا مرتکب قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اوپر نقل ہوا اور فقیر کی کتاب ''خطرہ کا سائرن'' میں بھی علامہ عطا محمد صاحب کا یہی فتویٰ شائع ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس سلسلہ میں فقیر کو ناحق مطعون کرنے کی بجائے فرقہ سیفیہ کو حقیقت کا اعتراف اور غلطی کا اقرار کر کے ''پیر صاحب'' سے توبہ و رجوع کرانے کی کوشش کرنی چاہیئے جب تک ایسا نہ ہوگا موقع بموقع اس چیز کا تذکرہ و اعادہ ہوتا رہے گا۔

○ جب جماعت اہلسنّت کے شرعی بورڈ نے بھی اس کے خلاف فیصلہ دے دیا ہے تو پھر اس سے توبہ و رجوع کرانے میں تاخیر کیوں کی جا رہی ہے؟

حرف آخر: جہاں تک کتاب ''تصویر مجدد الف ثانی'' میں علامہ عطا محمد صاحب سے منسوب بیان کا تعلق ہے۔ یہ فرقہ سیفیہ کو مفید نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں ''ہدایۃ السالکین'' کے مذکورہ متنازعہ حوالہ کو زیر بحث نہیں لایا گیا جیسا

کہ ہمارے پیش کردہ علامہ صاحب کے فتویٰ میں پیر سیف الرحمٰن صاحب کی اس بات پر انہیں گستاخ و توہین کا مرتکب قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ہمارے پیش کردہ علامہ صاحب کے فتویٰ میں پیر سیف الرحمٰن صاحب کی اس بات پر انہیں گستاخ و توہین کا مرتکب قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا صرف اتنا شائع کر دینا کافی نہیں کہ پیر سیف الرحمٰن حضرت غوث اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) کو بالواسطہ اپنا شیخ اور پیر مانتے ہیں بلکہ ''ہدایۃ السالکین'' کے حوالہ کے متعلق بھی بتانا چاہیئے کہ اگر پیر صاحب حضور غوث اعظم کو واقعی اپنا شیخ اور پیر مانتے ہیں تو پھر انہوں نے اپنے متعلق ''ہدایۃ السالکین'' میں یہ کیوں نقل کیا ہے۔ کہ ''حضرت پیران پیر عبدیت کے مقام سے مشرف تھے اور حضرت مبارک (سیف الرحمٰن) صاحب نے چھ مقامات عبدیت کے (اس) مقام سے فوق (بلند) طے کئے ہیں اور حضرت مبارک کا مقام پیران پیر کے مقام سے فوق ہے''۔ جبکہ کتاب ''خطرہ کا سائرن'' میں علامہ عطا محمد صاحب کا فتویٰ اسی عبارت کی بناء پر ہے اور اسی کے باعث انہوں نے پیر سیف الرحمٰن کو غوث اعظم کا گستاخ قرار دیا ہے۔ ایک طرف علامہ صاحب کے سامنے یہ غلط بیانی کرنا کہ پیر سیف الرحمٰن غوث اعظم کو بالواسطہ اپنا شیخ اور پیر مانتے ہیں اور دوسری طرف ''ہدایۃ السالکین'' میں صراحۃً حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر اپنی فوقیت کا تاثر دینا' کس قدر کذب بیانی اور دوغلہ پن ہے۔ پیر سیف الرحمٰن کی طرح کیا کسی اور مرید

نے بھی کبھی اپنے آپ کو اپنے پیر بلکہ پیران پیر پر فوق وفائق ہونے کا تاثر دیا ہے نہیں ہرگز نہیں تو پھر یہ مغالطہ اور دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے ○ کہ ایک طرف کچھ کہا جارہا ہے اور دوسری طرف اس کے برعکس کچھ اور لکھا گیا ہے۔ ایسی دورخی و دھاندلی تو انصاف و دیانت کے بالکل خلاف ہے۔ بات تو تب بنتی جب ''ہدایۃ السالکین'' کی عبارت لکھ کر علامہ صاحب کا اس کی صحت و معقولیت پر فتویٰ و فیصلہ حاصل کیا جاتا۔

لہٰذا اس حوالہ واختلافی بنیاد کو زیر بحث لائے بغیر غلط بیانی کر کے علامہ صاحب سے کچھ لکھوالینا نہ فرقہ سیفیہ کو مفید ہوسکتا ہے نہ اس سے ''خطرہ کا سائرن'' میں شائع شدہ علامہ صاحب کے اصل فتویٰ میں کوئی شک وشبہ ہوسکتا ہے۔

ضروری یاددہانی: چند ماہ بیشتر جب کتاب ''تصویر مجدد الف ثانی'' دیکھنے میں آئی۔ مضمون ہذا اسی وقت لکھا اور کتابت کرا دیا گیا تھا لیکن پھر اپنی طرف سے حالات سازگار رکھنے کیلئے صبر کیا گیا اور اس کی اشاعت نہ کی گئی

○ دوبارہ میاں محمد سیفی صاحب کی طرف سے شائع کرایا گیا ایک پمفلٹ ''پیغام'' نظر سے گزرا۔ اور اس میں بھی میرے خلاف کتاب ''تصویر مجدد الف ثانی'' کا مضمون شائع کر کے میرے متعلق غلط تاثر دیا گیا مگر اس پر بھی برداشت سے کام لیا گیا

○ اب تیسری مرتبہ فرقہ سیفیہ کے ترجمان ماہنامہ ''السیف الصارم'' ماہ

مارچ کی اشاعت میں علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی بابت مغالطہ دینے میں مضمون ہذا لکھنا پڑا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ

وعلی الك واصحابك یا حبیب اللہ

فیصلہ شرعی بورڈ جماعت اہلسنت

مسئلہ تکفیر: شرعی بورڈ پوری تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ ہر دو فریق نے ایک دوسرے کی تکفیر کی ہے۔ اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن نقشبندی کے مختار عام صاحبزادہ محمد سعید حیدری نے اپنے مترجم مولانا امین اللہ کے ذریعے اعتراف کیا ہے کہ میرے والد صاحب نے پیر محمد چشتی کو کافر قرار دیا ہے جبکہ مولانا پیر محمد چشتی ایک طرف تو تکفیر سے انکار کرتے ہیں لیکن انہوں نے اپنے بیان میں جو ریکارڈ ہے کہا ہے ''میں نے فتویٰ تکفیر نہیں لگایا ظاہر حدیث کے مطابق وہ زندیق ہے'' لہٰذا شرعی بورڈ فیصلہ کرتا ہے کہ فریقین ایک دوسرے کے خلاف فتویٰ کفر سے رجوع کریں اور خدا تعالیٰ سے اور ہر دو فریق ایک دوسرے سے معذرت چاہیں کیونکہ جس بناء پر تکفیر کی گئی ہے اس میں نفی کفر کا احتمال موجود ہے۔

لٹریچر: دونوں فریقین اپنا لٹریچر جس میں ایک دوسرے کے خلاف زہر اُگلا

گیا ہے فوری طور پر ضائع کریں اور اپنے اپنے حامیوں کو پوری تاکید کے ساتھ ہدایت کریں کہ وہ ایسا لٹریچر علی الفور ضائع کریں۔

بریلوی مسلک: چونکہ اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن نقشبندی کے مختار عام نے شرعی بورڈ کے سربراہ حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی کے سامنے مورخہ ۹۶-۱۰-۱۶ کو یہ بیان دیا کہ میرے والد پیر سیف الرحمٰن نقشبندی اب ''حسام الحرمین'' کے فتاویٰ کی مکمل تائید کرتے ہیں اور اسماعیل دہلوی کی تصنیف ''تقویۃ الایمان'' کی گستاخانہ عبارات کو بھی کفریہ قرار دیتے ہیں اور اس سے قبل خانقاہ سیفیہ منڈی کس کھجوری سے جو لٹریچر سنی بریلوی مسلک کے خلاف شائع ہوا ہے یا تو لاعلمی کی بناء پر ایسا ہوا ہے یا پھر بعض لوگوں نے پیر صاحب کی اجازت کے بغیر ایسا کیا ہے۔

لٹریچر: لہٰذا فیصلہ کیا جاتا ہے پیر سیف الرحمٰن صاحب اس لٹریچر کو فوری طور پر ضائع کرنے کیلئے اقدامات اٹھائیں اور ''ہدایۃ السالکین'' سمیت تمام وہ کتابیں جن میں اہلسنت بریلوی پر تنقید کی گئی ہے کو ضائع کرائیں اور پیر صاحب کے جن مریدین وخلفاء نے سنی بریلوی مسلک کے خلاف زہر اُگلا ہے ان سے توبہ کروائیں یا پھر ان سے برأت کا اعلان کریں۔

مسئلہ عمامہ: عمامہ شریف کے بارے میں شرعی بورڈ کی تحقیق یہ ہے کہ سنت غیر مؤکدہ ہے کسی کا یہ کہنا کہ عمامہ کے بغیر نماز ادا کرنا بدعت مکروہ اور واجب

الاعادہ ہے۔ غلوفی الدین ہے ○ امام شعرانی ''کشف الغمہ'' (جلد اوّل صفحہ نمبر ۸۵ مطبوعہ مصر) میں روایت فرماتے ہیں:

کان صلی اللّٰہ علیہ وسلم یامر بستر الراس فی الصلوٰۃ بالعمامۃ او القلنسوہ و ینھی عن کشف الراس فی الصلوۃ

یعنی نبی ﷺ عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ سر ڈھانپنے کا حکم فرماتے تھے اور ننگے سر نماز سے منع فرماتے تھے۔

''کنز العمال'' جلد نمبر ۷، صفحہ ۱۲۱ پر ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عمامہ کے نیچے ٹوپی اور ٹوپی بغیر عمامہ کے اور عمامہ بغیر ٹوپی کے پہنتے تھے اور یمنی ٹوپیاں پہنتے تھے۔

جامع ترمذی صفحہ ۲۵۴ پر ہے: حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ شہداء چار قسم کے ہیں مومن شخص جو دشمن سے جنگ لڑے پس اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرے حتیٰ کہ شہید ہو جائے پس یہ وہ (شہید) ہے جس کی طرف لوگ قیامت کے روز اس طرح نگاہیں اٹھائیں گے اور اپنا سر اُٹھایا حتیٰ کہ آپ کی ٹوپی گر گئی (راوی کہتے ہیں) مجھے نہیں معلوم کہ حضرت عمر فاروق کی ٹوپی گری یا نبی ﷺ کی۔

فتاویٰ عالمگیری اور دیگر متعدد کتب فقہ میں ہے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی ٹوپیاں تھیں جنہیں پہنتے تھے اور تحقیق یہ بات ثابت ہے اور ظاہر مراد بغیر عمامہ کے پہننا ہے یا مراد عام ہے۔ ان احادیث مبارکہ سے روز روشن کی

طرح ثابت ہے کہ صرف ٹوپی پہننا خلاف سنت نہیں اور صرف ٹوپی سے بھی نماز جائز ہے اگر چہ عمامہ شریف کی فضیلت زیادہ ہے۔

عظیم فقیہ امام سرخسی اصول سرخسی میں فرماتے ہیں ''حضور ﷺ کے لباس کی سنتیں'' سنن الزوائد (سنت غیر مؤکدہ) ہیں پھر فرماتے ہیں کالعمامۃ جیسا کہ عمامہ۔

فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۴۷۲ میں ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ امام کے سر پر دستار نہ ہو اور مقتدی کے دستار ہو تو کسی کی نماز میں کچھ خلل آتا ہے یا نہیں اور اگر کچھ خلل ہوتا ہے تو امام کے یا مقتدی کے۔ بینوا توجروا

جواب: کسی کی نماز میں خلل نہیں ہوتا عمامہ مستحبات نماز سے ہے اور ترک مستحب سے خلل در کنار کراہت نہیں آتی۔

بددیانتی: مقدمہ کی سماعت کے دوران صاحبزادہ محمد سعید حیدری کے مترجم مولوی امین اللہ نے اعتراف کیا کہ عمامہ کے بارے میں ''ہدایۃ السالکین'' میں سارا مضمون میرا ہے۔ پیر صاحب کا نہیں ہے اس سلسلہ میں نہایت افسوس ناک بات یہ ہے کہ عمامہ کے سنت مؤکدہ ہونے پر ''ہدایۃ السالکین'' میں جو دلائل پیش کئے گئے ہیں ان کے نہایت ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ کتاب مواہب لدنیہ (مصنفہ شیخ ابراہیم بیجوری) کی عبارت العذبۃ سنۃ موکدہ

محفوظۃ لم یترکھا العلماء۔ میں بدترین خیانت کر کے ''ہدایۃ السالکین'' کے صفحہ نمبر ۱۴۳ پر العذبۃ سنۃ موکدہ کی جگہ العمامۃ سنۃ موکدہ لکھ دیا ہے اور اس طرح دیانت علمی کا جنازہ نکال دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے سیف الرحمٰن کو انبیاء کا امام بنایا:

پیر سیف الرحمٰن نقشبندی کے ایک مرید کا خواب کہ ○ (ایک مجلس میں) نبی ﷺ اور دیگر انبیاء کرام و صالحین موجود تھے کہ نبی ﷺ نے خود پیر سیف الرحمٰن نقشبندی کو امامت کیلئے مصلی امامت پر کھڑا کیا اور پھر پیر صاحب اور ان کے خلفاء کی طرف سے اس خواب کی حمایت و تائید کی۔

غوث الاعظم سے سیف الرحمٰن کا مقام چھ درجے بلند:

پیر سیف الرحمٰن صاحب کے ایک مرید کا خواب کہ حضرت غوث اعظم چاند کی صورت میں انہیں نظر آئے اور اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب سورج کی صورت میں اور وہ چاند اس سورج میں جذب ہو گیا اور پھر تعبیر بیان کرتے ہیں کہ پیر سیف الرحمٰن صاحب حضرت غوث الاعظم سے فوق ہیں۔ غوث اعظم نے مقام عبدیت حاصل کیا ہے اور پیر سیف الرحمٰن نے اس مقام عبدیت سے چھ درجے اوپر مزید حاصل کئے ہیں اور غوث اعظم مجدد ہیں اور پیر سیف الرحمٰن نقشبندی مجدد افخم ہیں ○ اس خواب کی پیر سیف الرحمٰن صاحب نے خود تائید کی ہے۔ پیر صاحب کے خلفاء نے متعدد کتابوں میں اس خواب اور اس کی

تعبیر کو درست قرار دیا ہے۔ پیر صاحب کے بیٹے مولانا محمد حمید صاحب نے اپنی کتاب ''احقاق الحق'' میں اس خواب اور تعبیر کی کھلے الفاظ میں تائید کی ہے اور اپنے والد صاحب کو حضرت غوث اعظم سے فوق قرار دیا ہے''۔

شرعی بورڈ کا فیصلہ: مذکورہ دونوں خوابیں باعث اذیت و موجب فتنہ وفساد ہیں اور ان کی تائید میں جو لٹریچر چھاپا گیا ہے اس سے مسلمانوں کو سخت اذیت پہنچی ہے اور ان خوابوں کی اس طرح تشہیر فتنہ وفساد کا موجب بنی ہے۔ مسلمہ اکابرین میں سے آج تک کسی نے اس قسم کی بات کی جرأت نہیں کی۔ لہٰذا اس تمام لٹریچر کو اور اس کے خلاف جو لٹریچر لکھا گیا ہے دونوں فریق فوری طور پر ضائع کر دیں اور پیر صاحب آئندہ ایسی خوابوں کی اشاعت سے جن سے مسلمانوں میں فتنہ وفساد پیدا ہوتا ہے کلی اجتناب کریں۔ (ملخصا)

واللہ اعلم بالصواب

(مفتی) ابوالفضل غلام علی اوکاڑوی اشرف المدارس اوکاڑہ

○ سید ریاض حسین شاہ مہتمم جامعہ تعلیمات اسلامیہ راولپنڈی

سید حسین الدین شاہ مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

(بحوالہ اخبار اہلسنّت لاہور ماہ ربیع الاوّل ۱۴۱۸ھ

مطابق جولائی ۱۹۹۷ء ص ۲۱، ۲۰)

۴۵ صوفی چیمبر پٹیالہ گراؤنڈ لنک میکلورڈ روڈ لاہور

جعلی ''ہدایۃ السالکین'' سے خبردار:

''ہدایۃ السالکین'' اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب کی کتاب ہے جسے ماہ اپریل ۲۰۰۰ء میں انٹرنیشنل سنی کانفرنس ملتان کے اسٹیج پر بڑی فراخدلی سے مفت ومفت تقسیم کیا گیا اور اس موقع سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی۔ جبکہ تقسیم کردہ یہ کتاب جعلی و باعث مغالطہ اور اوّل ''ہدایۃ السالکین'' سے بالکل مختلف اور اس سے تقریباً نصف کتاب ہے ○ اور اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ''جماعت اہلسنّت'' کے اکابرین سے فقیر (میاں محمد سیفی) نے جو وعدے کئے تھے اسے مختصر کرنے کے ساتھ وہ تمام پورے کر دیئے۔

○ ''حالانکہ جماعت اہلسنّت کے شرعی بورڈ نے اپنے فیصلہ میں کتاب مختصر کرنے کیلئے نہیں فرمایا تھا بلکہ ان کا یہ فیصلہ تھا کہ ○ ''فریقین (پیر سیف الرحمٰن ومولانا پیر محمد چشتی) ایک دوسرے کے خلاف فتویٰ کفر سے رجوع کریں اور خدا تعالیٰ سے اور ایک دوسرے سے معذرت چاہیں۔

○ فریقین اپنا لٹریچر جس میں ایک دوسرے کے خلاف زہر اُگلا گیا ہے فوری طور پر ضائع کریں ○ بالخصوص ''ہدایۃ السالکین'' سمیت تمام وہ کتابیں جن میں اہلسنّت بریلوی پر تنقید کی گئی ہے' ضائع کرائیں ○ پیر صاحب کے جن مریدین وخلفاء نے سنی بریلوی مسلک کے خلاف زہر اُگلا ہے ان سے توبہ کروائیں یا پھر ان سے برأت کا اعلان کریں۔

یہ ہیں جماعت اہلسنّت کے شرعی بورڈ کے فیصلہ کے ''فیصلہ کن'' نکات جنہیں ہر شخص کھلی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے کہ ان نکات میں ''ہدایۃ السالکین'' کو مختصر کرنے کا کوئی حکم نہیں بلکہ ''ہدایۃ السالکین'' اور دیگر قابل اعتراض سیفی لٹریچر کو صریح طور پر ضبط وضائع کرنے کا حکم جاری کیا ہے۔ لہٰذا ''چپ چاپ'' کتاب مختصر کرنے سے جماعت اہلسنّت کے شرعی بورڈ کے صریح فیصلہ پر عملدرآمد کا مقصد حاصل نہیں ہوا اور فیصلہ کی تعمیل نہیں کی گئی۔

چاہیئے یہ تھا کہ جماعت اہلسنّت کے شرعی بورڈ نے جن باتوں کو قابل اعتراض قرار دیا تھا ان کے مطابق ''رجوع ومعذرت'' کا اعلان کیا جاتا اور اگر کتاب کو مختصر کر کے ہی شائع کرنا تھا تو کتاب کے اس ایڈیشن کے شروع میں پیر صاحب کی قصیدہ خوانی کی بجائے شرعی بورڈ کے فیصلہ کے مطابق پہلے ایڈیشن کی غلطیوں کا اعتراف اور ان سے رجوع ومعذرت کا اعلان کیا جاتا۔

یہ طریقہ ہے کسی فیصلہ پر عملدرآمد کا کہ قابل اعتراض غلط مواد کا اس طرح اعلانیہ ازالہ کیا جائے اور اس پر رجوع ومعذرت کا اظہار کیا جائے' نہ کہ پہلا غلط مواد بھی پہلی کتاب میں جوں کا توں محفوظ رہے اور بڑی خاموشی و رازداری کے ساتھ متنازعہ کتاب مختصر کر کے اس کی جگہ دوسری کتاب اسی نام سے شائع کر دی جائے۔

بہرحال موجودہ صورتحال میں دو قسم کی ''ہدایۃ السالکین'' سے تنازعہ

مزید بڑھ گیا ہے کہ ایک ''ہدایۃ السالکین'' کچھ کہتی ہے اور دوسری مختصر جعلی ''ہدایۃ السالکین'' کچھ کہتی ہے جبکہ وہ پہلی اصل ''ہدایۃ السالکین'' سے بالکل مختلف قطع وبرید اور تحریف وخیانت پر مشتمل کتاب ہے۔ اس طرح جس کے پاس پہلی ''ہدایۃ السالکین'' ہوگی وہ اس کے مطابق شرعی بورڈ کی نشاندہی کے مطابق قابل اعتراض حوالے پیش کرے گا اور جس کے پاس دوسری جعلی کتاب ہوگی وہ اس سے انکار واختلاف کرے گا اور جھگڑا مزید بڑھے گا۔

لمحہ فکریہ! اگر فرقہ سیفیہ حق وصداقت پر مبنی ہے تو اسے شرعی بورڈ کے فیصلہ پر عملدرآمد کی بجائے اس جعلی وجھوٹی کاروائی سے عوام کو مغالطہ دینے کی کیا ضرورت تھی۔

نوٹ: کتاب ''خطرہ کا سائرن'' کے مذکورہ حوالہ جات پہلی اصلی ''ہدایۃ السالکین'' سے لئے گئے ہیں۔ قارئین پہلی اصلی و دوسری جعلی ''ہدایۃ السالکین'' کا فرق وامتیاز ضرور ملحوظ رکھیں۔

ع..... ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

اصلی ''ہدایۃ السالکین'' کی فوٹو کاپی پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اور خود انصاف کریں کہ حق پر کون ہے؟

هِدَايَةُ السَّالِكِيْن

فی

رَدِّ المُنْكِرِيْن

متعصبانہ سوالات کا علمی محاسبہ

از افاضات عالیہ
قیوم زماں مجدد ملت
حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم
پیراچی خراسانی

ناشر
دار العلوم جامعہ جیلانیہ نادر آباد بیدیاں روڈ
لاہور کینٹ

پر بھی دونوں فریق علی الاطلاق کافر نہیں ہیں کیونکہ دونوں فریق میں سادہ لوح بہت سارے علماء کرام احناف موجود ہیں جو کہ بریلوی نہیں ہیں اور پکے سچے مسلمان ہیں۔ نیز مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے تمام دنیا میں جتنے لوگ مسلمان حنفیہ اور علما احناف اور اولیا احناف گزر چکے ہیں وہ سب کے جتنے لوگ مسلمان حنفیہ اور علما احناف اور اولیا احناف گزر چکے ہیں وہ سب کے سب مسلمان ہیں مگر پیر محمد کے نزدیک وہ تمام کے تمام کافر ہو گئے کیونکہ وہ نہ بریلوی ہیں اور نہ بریلویت اس زمانہ میں موجود تھی بلکہ موجودہ زمانہ میں بھی بریلویت اور دیوبندیت پاکستان اور ہندوستان میں موجود ہے دنیا کے دیگر مسلمان احناف جو کہ مختلف ممالک افغانستان عراق' ترکی بخارا' عرب اور مصر وغیرہ میں موجود ہیں وہ نہ دیوبندی ہیں اور نہ بریلوی مگر پیر محمد کے نزدیک وہ تمام بزرگان احناف خوارج اور کافر بن گئے۔

فقیر سنی حنفی ہے:

پیر محمد نے مجھے کہا کہ آپ اپنے آپ کو بریلوی سے مسمی کریں کیونکہ وہابیہ وغیرہ آپ کو بریلوی کہتے ہیں تو میں نے کہا کہ وہابیہ تو مجھے مشرک اور مبتدع بھی کہتے ہیں تو کیا میں شرک اور بدعت میں مبتلا ہو جاؤں؟ (العیاذ باللہ) حنفی مذہب بمنزلہ کل ہے اور دیوبندیت اور بریلویت بمنزلہ اجزاء ہیں تو کل کو چھوڑ کر جزو کی کی تقلید کرنا عقلاً اور شرعاً حماقت ہے بلکہ بریلوی اور دیوبندی حضرات تو بہت سارے مسائل میں افراط و تفریط کا شکار ہیں تو میں کس طرح صراط مستقیم اور حنفی مذہب کو چھوڑ کر خود کو افراط و تفریط میں داخل کروں؟ چنانچہ میں سنی حنفی ہوں اور بریلوی یا دیوبندی نہیں ہوں۔

نیز اگر میں اپنے آپ کو بریلوی سے مسمی کروں تو چار جھوٹ بولنے کا مرتکب ہو جاؤں گا کیونکہ اصول ہے کہ وہی شخص بریلوی کہلا سکتا ہے جو (۱) بریلی کا رہنے والا ہو یا (۲) بریلویوں کا مرید ہو یا (۳) بریلویوں کا شاگرد ہو یا (۴) بریلویوں کا مقلد ہو

تو میں ان میں سے کچھ بھی نہیں یعنی نہ بریلی کا رہنے والا ہوں نہ ان کا مرید ہوں نہ شاگرد اور نہ ان کا مقلد ہوں تو کس طرح چار دفعہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو کر اپنے آپ کو بریلوی سے مسمی کروں؟ اسی طرح میں دیوبندی بھی نہیں ہوں کیونکہ نہ وہاں کا رہائشی ہوں نہ ان کا مرید ہوں نہ شاگرد ہوں اور ان کا مقلد ہوں تو کیسے خود کو دیوبندی سے مسمی کروں؟

فقیر کا مسکن اصلی افغانستان دشت ارچی ہے:

اس فقیر کا اصلی مسکن افغانستان دشت ارچی ہے اور اس فقیر کی جائے پیدائش بابا کلے ضلع کوٹ صوبہ ننگرہار ہے اور وطن ہجرت پاکستان صوبہ سرحد میں بازہ کھجوری ہے۔

فقیر عقائد میں ماتریدیؒ اور تصوف میں پانچ مشہور بزرگان دین کا تابع ہے:

یہ فقیر عقائد میں ماتریدیؒ سے اور تصوف میں پانچ مشہور بزرگوں کے اقوال افعال اور اخلاق کا تابع ہے جو کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ، خواجہ محمد بہاؤالدین شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ، شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ کہ یہی بزرگان تصوف کے چاروں معروف سلاسل یعنی نقشبندیہ، قادریہ چشتیہ اور سہروردیہ کے عظیم پیشوا اور مقتدا ہیں اور فقیر الحمد للہ ان بزرگوں کے سلاسل معروفہ مذکورہ کا مروج اور جامع ہے۔

اور فقیر مذاہب اربعہ میں سواد اعظم مذہب حنفی کا مقلد ہے اور افغانستان و پاکستان کے مشہور اور بڑے بڑے علما کرام احناف کا شاگرد ہے تو یہ فقیر حنفیت کو بریلویت سے تبدیل نہیں کر سکتا کیونکہ فقیر حنفی ہی ہے۔ پیر محمد نے مجھے کئی بار کہا کہ حنفیت بدون بریلویت ممکن نہیں۔

۲۔ **حضرت مولوی محمد عارف اخندزادہ سیفی (بذھ بیر پشاور)**: اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ بروز جمعرات دس بجے کے بعد میں قیلولہ کر رہا تھا کہ اس وقت میں نے خواب دیکھا کہ کرک کے علاقہ کی ایک مسجد میں بیٹھا ہوں اور حضرت مبارک صاحب کو کسی نے دعوت طعام پر مدعو کیا ہے لیکن ابھی مبارک صاحب تشریف نہیں لائے۔ اس مسجد میں بہت سارے لوگ ہوتے ہیں اور ہم حضرت صاحب کی آمد بابرکت کے لیے تیاریاں کر رہے ہیں اچانک زلزلہ شروع ہوا تو میں مسجد سے باہر نکل گیا۔ جب زلزلہ ختم ہوا تو دوبارہ مسجد میں داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مبارک صاحب ایک سفید رنگ کی کرسی پر تشریف فرما ہیں اور اسی اثناء میں طریقہ قادریہ شریفہ کے چند صوفیہ کرام حضرت اخندزادہ مبارک صاحب کے سامنے آتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب کو اپنا ایک خواب بیان کرتے ہیں۔ وہ صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ ہم نے اس زلزلہ کے وقت بعض کیفیات و حالات دیکھے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنے مزار مبارک سے نکل کر اس مسجد کے ایک کونے سے ظاہر ہوتے ہیں اور زمین پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں تو زلزلہ ختم ہو جاتا ہے تو اسی اثنا میں میں (مولوی محمد عارف) دیکھتا ہوں کہ حضرت غوث الاعظمؒ مسجد کے اسی کونے میں موجود کھڑے ہوتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب کے چہرے کو دیکھتے ہیں پھر یہی مذکورہ صوفیہ کرام میں سے حضرت مبارک صاحب کے حضور اپنا خواب بیان کرتے ہیں یا ان میں سے ایک آدمی خواب بیان کرتا ہے کہ ہم نے خواب دیکھا کہ حضرت غوث الاعظمؒ مشرق کی طرف سے چودھویں رات کے چاند کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب مغرب کی طرف سے سورج کی شکل میں جلوہ افروز ہوتے ہیں اور یہی چاند اس سورج میں جذب ہوتا ہے اور

میں ان صوفیہ کرام کے خواب بیان کرنے کے موقعہ پر عینی طور پر دیکھتا ہوں کہ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ چاند کی صورت میں تشریف لاتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب سورج کی صورت میں آسمان کے درمیان میں جلوہ افروز ہیں اور یہی چاند آکر اس سورج میں جذب ہوا تو جب انہوں نے یہ مذکورہ خواب حضرت مبارک صاحب کے حضور بیان کیا تو میں نے (خواب ہی میں) حضرت مبارک صاحب سے اجازت طلب کی کہ اس خواب کی تعبیر میں بیان کروں گا۔ اس وقت حضرت علامہ مولوی ضیاء اللہ صاحب، حضرت نور علی شاہ باچا صاحب، حضرت مولوی لعل الرحمن صاحب اور دیگر بڑے بڑے خلفاء کرام بھی تشریف فرما ہوتے ہیں لیکن حضرت صاحب مبارک مجھے شفقت سے تعبیر کی اجازت دیتے ہیں تو میں کرسی سے بائیں طرف ایک قدم کے فاصلے پر پیچھے کھڑا ہو گیا اور حضرت مبارک صاحب کے کندھے مبارک پر ہاتھ رکھتا ہوں اور کئی طرح سے خواب کی تعبیر بیان کرتا ہوں اور تعبیر بیان کے وقت حضرت مبارک صاحب مجھے دیکھتے رہتے ہیں اور تبسم فرماتے ہیں۔ تعبیر کی مختلف تشریحات میں سے صرف ایک مجھے یاد ہے وہ یہ کہ میں نے اپنی گفتگو کے وقت خواب میں یہ بات واضح کی کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا وجود مبارک حضرت سیدنا اخندزادہ سیف الرحمن صاحب کے وجود مبارک میں جذب ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ علوم اسرار اور باطنی قوتیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظمؒ کو عطا فرمائی تھیں وہ سب کے سب کمالات اور معارف اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اخندزادہ صاحب کو عطا کی ہیں۔ حضرت پیران پیر محی الدین جیلانیؒ اپنے عصر کے مجدد تھے اور حضرت صاحب مبارک عصر حاضر کے مجدد اعظم ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں۔ حضرت پیران پیرؒ عبدیت کے مقام سے مشرف تھے اور حضرت مبارک صاحب نے چھ مقامات عبدیت کے مقام سے اوپر طے کیے ہیں اور

حضرت مبارک صاحب کا مقام حضرت پیران پیرؒ کے مقام سے فوق ہے۔

الحمدللہ علی ذلک۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ (یہ تمام کا تمام مولانا عارف صاحب کا خواب ہے۔ حضرت مبارک صاحب کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ حضرت مبارک کا قول ہے کہ قیامت تک ولایت کا فیض حضرت پیران پیر غوث الاعظمؒ سے جاری ہے)

نوٹ:- (حضرت غوث الاعظمؒ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے اس قول کہ "میرا قدم تمام اولیاء کرامؒ کی گردنوں پر ہے" سے مشائخ کرامؒ کا اختلاف ہے کہ آپؒ کا قدم قیامت تک تمام اولیاء کرامؒ کی گردنوں پر ہے یا صرف اپنے وقت کے اولیاء کرام کی گردنوں پر یا آپؒ کا قول متشابہات میں سے ہے۔ اس بارے میں حضرت سیدنا وسندنا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تاج العارفین قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندیؒ المتوفی ۱۱۴۶ ہجری تحقیق فرماتے ہوئے یوں بیان فرمایا ہے۔

اور وہ جو حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ نے فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے تو صاحب عوارف جو شیخ ابوالنجیب سہروردی قدس سرہ کے مرید اور تربیت یافتہ ہیں اور یہ شیخ ابوالنجیب حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ کے دوستوں اور رازداروں میں سے ہوئے ہیں اس کلمے کو ان کلمات میں شامل کیا ہے جو خود بینی کو ظاہر کرتے ہیں اور جو مشائخ کرام سے ابتدائے احوال میں سکر کے باقی ماندہ اثرات کی وجہ سے صادر ہوئے اور لمعات میں شیخ حماد دباس سے منقول ہے

حالانکہ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے "فتاوی رضویہ" صفحہ نمبر۷۶ تا ۸۰ جلد سوم میں تحریر فرمایا ہے کہ عمامہ سنت لازمہ (موکدہ) دائمہ (مستمرہ) اور متواترہ (قطعیہ) ہے جبکہ پیر محمد کا عقیدہ ہے کہ عمامہ کو سنت موکدہ (لازمہ) قرار دینا رسول اکرم ﷺ پر بہتان اور جھوٹ باندھنا ہے جو کہ کفر ہے (العیاذ باللہ) اس سے ثابت ہوا کہ پیر محمد بریلویت کا مدعی بھی ہے اور اپنے آقا و مرشد مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کو کافر بھی قرار دیتا ہے۔

مولانا شائستہ گل متوی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے بیٹے مولانا فضل سبحان قادری صاحب مدظلہ عالی نے بھی عمامہ کو سنت موکدہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ عمامہ کے بغیر نماز مکروہ تحریمی ہے ان دونوں کا فتوی ہمارے پاس موجود ہے۔ تو پیر محمد نے مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ساتھ مولانا فضل سبحان قادری اور ان کے والد محترم مولانا شائستہ گل صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو بھی کافر قرار دیتا ہے۔

رسالہ "وحدت اسلامی" شمارہ ۴۱ شعبان المعظم ۱۴۰۸ ہجری میں شیعہ امام خمینی کے ساتھ پیر محمد کی تصویر چھاپی گئی ہے اس گروپ تصویر میں تمام اہل تشیع کی تصویریں ہیں ان میں کوئی بھی سنی عالم شامل نہیں ہے یہ تصویر اہل تشیع کے ساتھ پیر محمد کے عیقیدوی لگاؤ کی بین اور ٹھوس دلیل ہے موقع پر اصل رسالہ اور تصویر ہم پیش کرسکتے ہیں۔

مستقیم اور عقائد اہل سنت وجماعت کیمطابق جائزہ لیں گے پس جو پورا اترا وہ مقبول ہوگا اور جو ناقص نکلا تو وہ اپنے اعمال کے مطابق مجرم سمجھا جائیگا دیوبندی حضرات میں بہت سارے علمائے کرام ایسے ہیں جو نہ وہابی ہیں اور نہ وہابیت کے موید ہیں بلکہ سچے حنفی ہیں تو ان کو محض دیوبند میں تحصیل علم کی وجہ سے وہابی یا کافر کہنا عقل دانش اور شریعت غرا سے بہت دور ہے۔ یہ بات سنتے ہی پیر محمد چترالی بھڑک اٹھا اور اس عالم اور معمر شخص کو بہت ڈانٹا اور ایسی گالیاں دیں کہ زبان پر نہیں آسکتیں اور پھر ایسا شروع ہوا کہ ایک ایک دیوبندی کا نام لے لے کر اس کی تکفیر اور ذلت کی اور ایسی احمقانہ اور بدتہذیبانہ انداز میں بلا دلیل وہ زبان درازی کی کہ الامان و الحفیظ۔ اس صورت حال کو دیکھ کر میں (مولوی محمد عارف) اٹھا اور پیر محمد کو بہت سمجھایا اور ساتھ ہی اس بھرے مجمع میں اس عالم و بزرگ کو بھی اطمینان دلایا میری گفتگو کے بعد جب پروگرام اختتام پذیر ہوا تو ظہر کی نماز باجماعت تیار تھی پیر محمد کے سر پر اونی ٹوپی تھی۔ عمامہ کا تو وہ ویسے ہی دشمن ہے آگے بڑھ کر جماعت کروادی حالانکہ اس اجلاس میں بہت بڑے بڑے بزرگ علماء جو کہ سنن کے پابند تھے موجود تھے لیکن اس فاسق نے خود جرات کرکے نماز پڑھادی۔ کھانے کے دوران پیر محمد نے مجھے کہا کہ مولانا تم نے مجھے لوگوں کے سامنے شرمندہ کردیا تو میں نے کہا کہ تمھاری شوخی اور گستاخی علماء اور شعائر اللہ کی بے ادبی اور عبادات سب ایک جیسی ہیں تم نے ابھی بغیر عمامہ کے نماز پڑھی اور سنت کو چھوڑ کر بدعت اختیار کی نیز بہت سے دیگر باشرع علماء کرام کی موجودگی میں تم نے جماعت کرا کر ہم سب کی نماز مکروہ کردی اور ہمیں ستر گنا ثواب سے محروم کردیا۔ تو اس پر پیر محمد نے کہا کہ ہمارے منشور میں عمامہ نہیں ہے۔ میں نے پھر پوچھا کیا آپ کے منشور میں زنا کو حرام کہنا بھی نہیں ہے؟ تو پیر محمد نے کہا کہ ہاں ہمارے منشور میں زنا کو حرام کہنا بھی نہیں ہے میں نے پھر پوچھا کہ کیا قتل ناحق کو بھی آپ کے منشور میں حرام کہنا نہیں ہے؟ تو پیر محمد نے کہا کہ ہاں ہمارے منشور میں قتل ناحق کو حرام کہنا بھی نہیں ہے پھر میں نے پوچھا کہ کیا آپ کے منشور میں نماز، روزہ اور زکوۃ کو فرض کہنا بھی نہیں ہے؟

کہ شموس بعضی آنندگان نیز غروب نہ پزیرد الخ ..... (مجموعۃ الاسرار مکتوب نمبر۳۶)

معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت حماد دہاس رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر تھے حضرت غوث اس وقت ابھی چھوٹی عمر کے تھے انہوں نے فرمایا کہ یہ بچہ اپنے وقت کے تمام اولیاء پر فضیلت پائے گا نیز حضرت غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے ایک مدت بعد حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ سے اس قول کے متعلق سوال کیا گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر میں بھی اس وقت موجود ہوتا تو ان کے قدموں کو اپنی آنکھوں پر رکھتا بزرگوں کے ان دو اقوال سے معلوم ہوا کہ ان کے قدم اس وقت کے اولیاء اللہ کی گردنوں پر تھے بعد کے اولیاء کی گردنوں پر نہیں اور وہ جو غوثیت کے مرتبہ سے عروج کر کے امامت کے مرتبہ پر پہنچ جائے تو وہ بھی اس زیر قدمی سے خارج ہے اور یہ جائز ہے کہ جو غوثیت کے مرتبہ سے آگے نکلے وہ ان کے برابر ہو جائے بلکہ ان سے بلند ہو سبحان اللہ کتنی کوتاہ نظری ہے کہ عروج کے مراتب غوثیت تک محدود کرتے ہیں امامت کا مرتبہ غوثیت کے رتبہ سے اوپر ہے اور خلافت کا مرتبہ امامت کے مرتبہ سے اوپر ہے ان دونوں مراتب کی فوقیت سے وہ جاہل ہیں۔

میرے عزیز! حضرت غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول کہ اگلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلند افق پر رہے گا اور کبھی نہ ڈوبے گا ان (بعض) لوگوں کے بارے میں ہے جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں اور جو بزرگ ان کے بعد آئیں گے اور آئے ہیں ان کی خبر نہیں دیتے اور یہ جائز بلکہ واقع ہے کہ بعد میں آنے والوں کے سورج بھی غروب نہیں ہوں گے۔

تنبیہہ :

اولین سے تمام اولین بھی مراد نہیں بلکہ بعض مراد ہیں کیونکہ ان میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دوسرے عظیم رتبہ کے لوگ بھی شامل ہیں جیسا کہ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوب سے واضح ہوا جبکہ دلائل کے ساتھ واضح ہوا کہ حضرت غوث کی افضیلت دوسرے اولیاء پر اس وقت کے ساتھ

ہے اور ماتقدم و ماتاخر میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑے بڑے اولیاء گزرے ہیں اور آنے والے ہیں تو کسی کا یہ قول کہ فلاں ولی اللہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رتبہ میں بلند ہے ناجائز نہیں۔ جائز بلکہ واقع ہے تو پھر ہمارے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ کہنا (جبکہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ وہ کمال بھی ہے) کوئی جرم نہیں بلکہ اظہار حق ہے نیز چند اکابر کے سوا باقی تمام اولیاء اللہ شخصاً" منصوص و حرج نہیں ہیں بلکہ ولایت کی صفات سے اور اولیاء اللہ کے علوم و کمالات سے پہچانے جاتے ہیں اور کسی خصوصی مقام سے سرفراز ہونا اور اس ہی مقام کی بشارت دینا الہامی بات ہے پس جبکہ راسخین اولیاء اور اپنے مشائخ کسی کے بارے میں فراست و مشاہدہ گواہی دیں اور دوسرے اہل خیر بھی ان کے حق میں نیک خوابوں کا بیان کریں تو پھر انکار کرنے والے کی مکابرہ کے سوا اور کوئی دلیل نہیں۔ (محمد انور سیفی عفی عنہ)

قیامت برپا کریں گے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یہ فقیر' تینوں دیواروں سے کاغذات ہٹانے شروع کرتے ہیں لیکن میں اپنے دل میں خوفزدہ ہوں کہ میرے کمرے میں بھی اسماء مقدسہ کے بعض کاغذات دیواروں پر چسپاں ہیں (اگرچہ ان کے ساتھ کوئی بے ادبی نہیں ہوتی) لیکن پھر بھی اگر یہ مبارک ہستیاں دیکھ لیں تو ممکن ہے ان کو یہ پسند نہ آئیں۔ اس اثنا میں یہ واقعات عجیبہ دیکھنے کے بعد میری آنکھ کھل گئی تو میں نے فوراً تمام دیواروں سے کاغذات اور اشتہارات ہٹادیے۔ اس خواب کی تائید میں ایک اور خواب بھی ہے جو کہ خواجہ محمد حضرت صاحب کے مرید محمد یعقوب نے دیکھا ہے۔ اس خواب کا لکھنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

۵۔ **خواجہ محمد حضرت کا مرید محمد یعقوب**: اپنا خواب بیان کرتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک مسجد میں خواجہ محمد حضرت صاحب اور شیخ المشائخ حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب تشریف فرما ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں۔ اسی اثناء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اخندزادہ سیف الرحمن اگرچہ ولی اللہ ہیں نبی نہیں ہیں لیکن میں اس کی علوشان کی وجہ سے اس کو قیامت کے دن انبیاء کی صف میں کھڑا کروں گا۔ (یہ خواب واضح طور پر فقیر کے خواب کی تعبیر ہے)

۶۔ **مولوی محمد عابد حسین سیفی لاہوری** خواب بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں خواب دیکھتا ہوں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا تو سید عثمان بخاری کو جانتا ہے؟ وہ میرا شہزادہ ہے تم اپنے شیخ سے عرض کرو کہ وہ اپنے مریدوں کو حکم کریں کہ وہ مزار کو آباد کریں۔ میں نے غور نہ کیا تو دوبارہ خواب آیا جو پہلے خواب کی طرح تھا جس میں وہی امر تھا۔ دوسری دفعہ خواب دیکھنے کے بعد میں نے چند دوستوں کو حاضر کرکے کہا کہ بادشاہی قلعہ کے اندر حضرت عثمان بخاریؒ کا مزار ہے۔ وہاں چلیں چنانچہ میرے کہنے پر بعض ساتھیوں نے مزار پر حاضری بھی دی تاکہ اس کو آباد کریں چونکہ دوسرے خواب کے بعد میں نے بعض ساتھیوں کو حاضری کا کہا تھا لہٰذا تیسری مرتبہ خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم کسی کو حکم دو بلکہ میں نے تمہارے شیخ کے لیے کہا تھا کیونکہ تیرا شیخ اس وقت میرا نائب ہے اور مقام قیومیت' صدیقیت اور عبدیت سے سرفراز ہے اور مجھے موجودہ عصر میں سب سے محبوب ہے۔

(میرے شیخ سے مراد حضرت قیوم زمان غوث دوران سرفراز مقام عبدیت صدیقیت حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کے بارے میں ارشاد فرمایا۔)

۷۔ **جناب خلیفہ امان گل سیفی (کراچی)**: اپنا ایک واقعہ (کشف) بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے ۱۳۶۹ھ ش جمعہ کی رات کو ایک عجیب واقعہ (کشف) دیکھا۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب کے اسم مبارک کے جز اول (یعنی سیف) اور جز ثانی (یعنی الرحمن) کے بارے میں عجیب وغریب معارف دیکھے۔

جز اول (سیف) کے بارے میں یہ مشہور ہوا کہ یہ دنیا میں ہر باطل کو توڑتا ہے اور ختم کردیتا ہے اور جز ثانی (الرحمن) میں یہ نظر آیا کہ لوگوں کی ارواح کو فوق العرش مراتب تک عروج دیتا ہے۔ یہ حضرت صاحب کے اسی خوارق ہیں۔ یہ (سیف) وہی تلوار ہے کہ جس کے ذریعے جہاد بدر میں مشرکین کی گردنیں کاٹ دی گئیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ میں مجھے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ (سیف) میری تلوار کی روح ہے کیونکہ (اس وقت) دنیا میں اس (سیف) کے سامنے باطل قیام نہیں کرسکتا۔ دیگر اس (سیف) کے خوارق یہ ہیں کہ بہت سارے سالکین حضرت صاحب کی

محبت کے جذبہ میں سرشار ہو کر سر کے بغیر لاشیں نظر آتے ہیں کیونکہ انہوں نے حضرت صاحب کے سامنے اپنے سروں کو قربان کردیا اور رحمن میں یہ خوارق نظر آتے ہیں کہ اس کی اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک الرحمن کے ساتھ مشارکت ہے (جو کہ اشتراک اسمی ہے) اور عرش پر مسطور اور قائم ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہ کریں۔

۸۔ **صوفی دستم خان**: نے خواب دیکھا وہ کہتا ہے کہ صحبت کی حالت میں خواب دیکھتا ہوں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے اور اہل اللہ کے بڑے اجتماع کے سامنے ہمیں ارشاد فرمایا کہ عصر حاضر میں میرا اصلی وارث اور نائب حضرت اخندزادہ سیف الرحمن" ہے اور اس مبارک محفل میں تمام انبیاء علیہم السلام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سابقہ اولیائے عظام" اور حضرت صاحب" کے تمام مریدین موجود ہیں۔ اسی اثناء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اخندزادہ مبارک (قدس سرہ) کو امامت کے لیے آگے کردیا اور رسول اکرم ﷺ نے تمام حاضرین سمیت حضرت اخندزادہ مبارک (قدس سرہ) کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی (اس سے یہ لازم نہیں ہے ولی" نبی کریم ﷺ سے افضل ہے العیاذ باللہ بلکہ یہ چیز وراثت اور نیابت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی تھی اور اس طرح امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان امامت کا واقعہ بھی روایات میں مذکور ہے) لیکن فرقہ جبریہ، وھابیہ، پنج پیریہ، مودودیہ اور اہل تشیع وغیرہ نے حضرت صاحب قدس انہیں کہ بلکہ رجوع قہقری کرکے معرض ہوگئے۔

۹۔ **محمد عابد حسین صاحب (لاہوری**
ر... محمد یسین (ساکن باغبانپورہ لاہور حال سعودی عرب جدہ): لکھتا ہے کہ میں مدینہ منورہ میں رہتا تھا تو جب میرے ویزے کی تاریخ ختم ہوگئی تو حکومت مجھے مدینہ منورہ سے نکالتی تھی تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور زور زور سے رونے لگا کہ اب تک توہین روزانہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ کے لیے آتا تھا لیکن اب اس نعمت عظمیٰ سے میں محروم ہوجاؤں گا کیونکہ حکومت مجھے مدینہ منورہ سے نکال رہی ہے تو رات کے وقت جب میں سوگیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ پریشان نہ ہو تمہارے وطن پاکستان میں اخندزادہ سیف الرحمن پیرارچی خراسانی میرا نائب ہے اس کی صحبت میں جاؤ اس کی صحبت میری صحبت ہے (کیونکہ وارث بھی مورث کی طرح ہوتا ہے)۔ الا فیما امتنع شرعا۔

خلیفہ امان کل صاحب: اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ میں خواب دیکھتا ہوں کہ میرے ساتھ بہت سارے لوگ ہیں جن میں بعض سالکین ہیں اور بعض غیر سالکین۔ ہم سب اکٹھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لیے جارہے ہیں اور ایک کچے راستے پر رواں ہیں اتنے میں صدا آتی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت اخندزادہ سیف الرحمن پیرارچی بھی موجود ہیں ہم کچے راستے سے گزر کر ایک پکے راستے پر پہنچتے ہیں اور اس پکے راست پر ملائکہ کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس پکے راستے پر غیر سالکین نہیں جاسکتے تو غیر سالک وہاں رک جاتے ہیں اور ہم سالکین آگے چلتے ہیں کچھ آگے دیگر ملائکہ کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو کوئی سالک اپنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے قطع کرنے کی قربانی دے سکتا ہے صرف وہی آگے جاسکتا ہے یہ قربانی دینے والے سالکین آگے جاتے ہیں۔ وہاں سے کچھ آگے اور ملائکہ کھڑے ہیں وہ کہتے ہیں جو کوئی ایک ہاتھ کی قربانی دے سکتا ہے وہ آگے جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔

خواب میں حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب سے اجازت کی طلب کرتا ہوں تو حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ کیا تنگ آگئے ہو جو اجازت مانگتے ہو پھر فرماتے ہیں کہ کچھ دیر ٹھہر جاؤ۔ اسی اثنا میں قیامت برپا ہو جاتی ہے تو مجھ پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ بے شمار مخلوقات موجود ہے بعض لوگوں کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جاتا ہے اور بعض لوگوں کو بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جاتا ہے اور بعض کے پیٹ میں ہاتھ داخل کیا جاتا ہے اور پیچھے کی طرف سے اعمال نامہ دیا جاتا ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر مجھ پر اور زیادہ خوف طاری ہو جاتا ہے کہ میرا اعمال نامہ میرے کس ہاتھ میں دیا جائیگا اچانک مجھے آواز سنائی دیتی ہے کہ لو اپنا اعمال نامہ پکڑو تو میں بسم اللہ پڑھتا ہوں اور دونوں ہاتھوں سے اعمال نامہ تھام لیتا ہوں۔ اتنے میں جب میں اعمال نامہ دیکھتا ہوں تو اس کے اوپر تسمیہ لکھا ہوتا ہے تو میری زبان پر پشتو کے یہ اشعار جاری ہو جاتے ہیں۔

مابیکاہ یو خوب اولیدہ — راکڑ دیو فرمان جلیل
نسبہ م پہ ترتیب اولیدہ — امرشو پہ ماغریب
اوے کڑہ ژماورتہ — رحم تہ پہ ما اوکڑہ

اسی اثنا میں حضرت مبارک صاحب مجھے فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ آجاؤ تو کچھ فاصلہ چلنے کے بعد دیکھتا ہوں کہ پانچ خیمے ہیں ایک خیمے میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس خیمے کی وسعت اتنی زیادہ ہے کہ کوئی حد معلوم نہیں ہوتی اور اس پر تسمیہ اور کلمہ طیبہ لکھا تھا۔ دوسرا خیمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تیسرا خیمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا چوتھا خیمہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور پانچواں خیمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے۔ چاروں خلفائے راشدین کے ساتھ حضرت مبارک صاحب بھی کھڑے ہوتے ہیں۔ میں پریشان ہوں۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور حضرت مبارک صاحب آپس میں کچھ باتیں کرتے ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مبارک صاحب سے فرماتے ہیں کہ تم اب چلے جاؤ تو مبارک صاحب کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کے بعد جاؤں گا۔ اتنے میں ایک آدمی آتا ہے اور کہتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبارک صاحب کو طلب فرماتے ہیں تو مبارک صاحب اور میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر ایک انتہائی نورانی تاج ہے اور ان کے ایک طرف نور کا ایک مینار تھا اور وہ مینار اتنا بلند تھا کہ کہ اس کی چوٹی نظر نہیں آتی۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم روتے ہیں اور امتی امتی کہتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب سے ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت بہت گنہگار ہے کوشش کرو۔ اسی اثناء میں ایک شخص ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مبارک صاحب سے فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خیمے میں چلے جاؤ۔ تو ہم دونوں واپس آکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خیمے کے نیچے آکر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم آگئے۔ اسی اثنا میں ایک دریا پیدا ہو جاتا ہے کہ اس کی ابتداء اور انتہا کا پتہ نہیں چلتا اور لوگ اس دریا کو عبور کرتے ہیں تمام لوگ کھڑے ہیں اتنے میں حکم ہوتا ہے کہ دریا کو پار کر جاؤ۔ تو مجھ پر ہیبت طاری ہوتی ہے اور میری زبان پر پشتو کے یہ اشعار ہوتے ہیں۔

چہ درخ شی دقیامت — نفسی نفسی بہ وائی ھرنبی پہ خپل زبان
پہ ھرچا بہ شی ھیبت — عاقلہ اوکڑہ پام

جب ہم دریا کے کنارے پہنچتے ہیں تو مبارک صاحب فرماتے ہیں کہ جس کسی نے سچے دل سے میرے ساتھ بیعت کی ہو وہ آجائے۔ ایک شخص آکر ایک چھوٹی کشتی لاتا ہے مبارک صاحب اس کا ایک بٹن دباتے ہیں تو کشتی بڑی ہو جاتی ہے اور تمام سالکین سیفیہ اس میں سوار ہو جاتے ہیں۔ کشتی کے درمیان میں ایک رسی ہوتی ہے۔ اسی کا ایک سرا مبارک صاحب پکڑتے ہیں اور دوسرا سرا میں پکڑتا ہوں۔ مبارک صاحب رسی پر پاؤں سے زور لگاتے ہیں تو کشتی پار ہو جاتی ہے۔ اتنے میں ایک باغ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس باغ میں ایک حوض ہوتا ہے۔ مجھے بہت پیاس لگتی ہے تو میں مبارک صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ یہ پانی ہے تو مبارک صاحب نے ایک پیالہ بھر کر مجھے دے دیا۔ اتنے میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور مبارک صاحب سے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ پانی تم تقسیم کرو۔

قرآن مجید مجھے دے دیا۔ اور فرمایا کہ یہ پکڑ لو۔ تو میں نے پکڑ لیا۔ جب میں قرآن مجید پکڑتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم نے قبول کیا۔ تو میں کہتا ہوں کہ میں نے تو پہلے ہی قبول کیا تھا۔ تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک میرے لطیفہ اخفیٰ پر اور بایاں ہاتھ مبارک میرے لطیفہ قالبی پر رکھ دیا اور اللہ کا اسم میرے سر پر رکھ دیا کہ آگ (نور) کی طرح میرے دل میں داخل ہوگیا۔ پھر فرمایا کہ دائیں طرف اور بائیں طرف اور دل پر زور سے اسم ذات کی ضرب لگاؤ۔ پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مبارک صاحب سے فرمایا کہ کیا تم اپنے نام کی برکت اور اس کے معنی سے آگاہ ہو تو مبارک صاحب نے خاموشی اختیار کی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا نام سیف الرحمن ہے سیف کا معنی ہے تلوار اور رحمن اللہ تعالیٰ کا اسم ہے۔ پس تم اللہ کی تلوار ہو تو تم ملحدین کو مار ڈالو۔ اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے ساتھ ہے اور یہ میرا تمہارے لیے حکم ہے۔ پھر مجھے خیال آتا ہے کہ سید اکا خیل صاحب کدھر ہوں گے۔ ادھر ادھر دیکھتا ہوں تو وہ حضرت مبارک صاحب کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ مجھے افغانستان سے سید اکا خیل صاحب (بیعت کے لیے) لے آئے تھے تو میں سید اکا خیل صاحب کا دامن پکڑ لیتا ہوں اتنے میں بہت زیادہ اولیاء کرام اور علماء کرام جمع ہوجاتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرماتے ہیں کہ یہ لوگ کس لیے جمع ہوئے ہیں؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جواباً فرماتے ہیں کہ یہ لوگ اخندزادہ سیف الرحمن سے بیعت کرتے ہیں۔ اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رخصت دے دی تو میں نے آکر مبارک صاحب کا ہاتھ مبارک چوم لیا اور اپنی پیشانی کو مبارک صاحب کی پیشانی مبارک سے لگا دیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔

ما اولیٰ شان و محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخر زمان
محبوب پاک سبحان

یو قدم پہ ذکمہ بل ئے پاس پہ لامکان
محبوب پاک سبحان

بسم اللہ الرحمن الرحیم الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

فرامین قرآن کریم ارشادات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اقوال بزرگان دین پر مشتمل ناقابل تردید دلائل کا بہترین مجموعہ

براہینِ صادق

علماء خطباء اور عاشقانِ رسول کے لئے ایمان افروز تحفہ

علمی و تحقیقی مسائل کا قیمتی خزانہ

از افادات مبارکہ:

پاسبانِ مسلکِ رضا خلیفہ مجاز مفتی اعظم عالم اسلام نائب محدث اعظم پاکستان

عالم باعمل حضرت علامہ الحاج پیر مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی

امیر جماعت رضائے مصطفےٰ پاکستان گوجرانوالہ۔

صفحات: ۵۹۲ ہدیہ ۳۰۰ روپے

ملنے کا پتہ ادارہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ 0092-55 4217986

بسم اللہ الرحمن الرحیم الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

دین سے غافل اور بے عمل لوگوں کے لئے پیغامِ صادق

مُسمیٰ بہٖ

دعوتِ عمل

اسلامی معلومات کا خزانہ، روزمرہ کے مسائل پر مشتمل

انسانی زندگی میں محمدی انقلاب برپا کرنے والی بہترین کتاب

از افادات مبارکہ:

پاسبانِ مسلکِ رضا خلیفہ مجاز مفتی اعظم عالم اسلام نائب محدث اعظم پاکستان

عالم باعمل حضرت علامہ الحاج پیر مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی

امیر جماعت رضائے مصطفےٰ پاکستان گوجرانوالہ۔

صفحات: ۲۳۲ ہدیہ ۱۵۰ روپے

ملنے کا پتہ ادارہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ 0092-55 4217986

خطبہ نمبر ۷۲۹

عمدۃ الاقتباسات مع عمدۃ الجوابات

ان ھو الا عبد انعمنا علیہ
انک بالواد المقدس طوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واذکر ربک فی نفسک. الآیۃ

یا یھا الناس اربعو علی انفسکم. الحدیث

الاصل فی الاذکار الاخفاء. فقہ وتفاسیر

تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر

قرآن کریم حدیث

فقہ و تفاسیر وغیرہ

کی روشنی میں

ذکر کی وضاحت میں ذاکر کے دل کی ٹھنڈک

مصنف

سید مولانا ابو مقداد عبد المقدس بن ناصر شاہ بن نظر شاہ بن احمد

جلبئی صوابی فون: 528562

مکتبہ روضۃ القرآن
پشت قصہ خوانی بازار محلہ جنگی پشاور شہر
فون: 091-212143

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

ہر چیز کے وجود وعدم لے لیے کچھ اسباب ومحرکات ہوتے ہیں جن سے وہ وجود میں آتی ہے یا انکی وجہ سے معدوم ہو جاتی ہے۔ اس کتاب کے لکھنے کے لیے بھی کچھ اسباب ومحرکات تھے جن کی وجہ سے یہ کتاب لکھی جاتی ہے۔ اس زمانے میں بعض جاہل پیر اور بزعم خود مرشدیں پیدا ہوئے ہیں جو لوگوں کو ذکر واذکار کرنے کی ترغیب دیتے ہیں جس کے لیے وہ خود ساختہ طریقے بناتے ہیں اور بعض سادہ لوح قسم کے لوگ اور خالی الذہن انکے مرید بن جاتے ہیں اور پھر یہ جاہل اور جہلاء کا ٹولہ ملکر خوب زور وشور سے ذکر کرتے ہیں اور علماء کرام اور دیگر لوگوں پر طعن کرتے ہیں کہ یہ لوگ ذکر اذکار سے منکر ہیں اور اپنے اس خاص طریقے سے ذکر کرنے کے لیے بزعم خویش دلائل بھی پیش کرتے ہیں اور بعض سادہ لوح مسلمان انکے جال دجال میں پھنس بھی جاتے ہیں اور پھر دیگر مسلمانوں پر یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ عبادت اکبر سے منکر ہیں اور بعض سطحی قسم کے مولوی صاحبان بھی انکی اس خاص مجلس ذکر میں شمولیت کر کے انکے رونق کو دوبالا اور سہ بالا کرا دیتے ہیں اور عوام لوگ شک شبہ میں واقع ہو جاتے ہیں کہ واقعی یہ علماء کرام

اور انکے بعض پیروکار ذکر واذکار کے منکر اور دشمن ہیں ۔ حاشا وکلا اسی طرح نہیں بلکہ فرق صرف طریقہ عمل اختیار کرنے میں ہے۔ ہر وہ عبادت' عبادت ہے جسکا طریقہ عمل رسول اللہ ﷺ کا بتلایا گیا ہو یا آپ ﷺ کے خلفاء راشدین مہدیین اور دیگر جاوید ودرخشندہ ستاروں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے طریقہ عمل کے مطابق ہو ورنہ ہر عبادت وہ عبادت ہی نہیں جو خلاف سنت ہو ۔ یہی عبادت سبب عذاب تو ہو سکتی ہے کہ خلاف سنت ہے سبب نجات نہیں ۔ فرمان الھی ہے :

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم (النور الایۃ ۶۳)

سو جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیئے کہیں انہیں دنیا ہی میں انکی سزا مل جائے یا آخرت میں انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے (خازن)۔

اور رسول ﷺ نے اپنی امت کو بدعات سے اسی طرح ڈرا کر فرمایا ہے :

وایاکم و محدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ (ابوداود ص ۲۸۷ ج ۲ ترمذی ص ۹۶ ج ۲ مسند احمد ص ۱۲۶، ۱۲۷ ج ۴ مشکوۃ ص ۳۰ ابن ماجہ ص ۵ ریاض الصالحین ص ۱۱۳) ۔

اور دین میں اپنے آپ کو نئے کاموں سے بچاؤ اسلئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور فرمایا۔ :

و شر الامور محدثاتھا و کل بدعۃ ضلالۃ

(ریاض الصالحین ص ۱۱۹ مسلم ص ۲۸۵ ج ۱ مشکوۃ ص ۲۷ ابن ماجہ ص ۶)

اور بدترین کام بدعات ہیں جو دین میں گھڑی جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے ۔ خلاف سنت اور بدعت میں کوئی اجر وثواب نہیں بلکہ ایسا عمل دربار الھی میں مردود ہے ۔

فرمان ربانی ہے :

ان الدین عنداللہ الاسلام (ال عمران- ۱۹)

بے شک دین جو ہے اللہ تعالی کے نزدیک تو یہی اسلام ہے ۔

و من یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ و ھو فی الاخرۃ من الخسرین (ال عمران- ۹۱)

ترجمہ : اور جو کوئی دین اسلام کے سوا اور کوئی دین تلاش کرے سو اس سے ہرگز قبول نہیں ہو گا اور وہ آخرت میں نقصان والوں میں سے ہو گا۔

رسول اکرم ﷺ نے بھی فرمایا ہے :

من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد

(البخاری ص ۳۷۱ ج ۱ مسلم ص ۷۷ ج ۲ ابوداود ص ۲۸۷ ج ۲ ابن ماجہ ص ۳ ریاض الصالحین ص ۱۱۹ مشکوۃ ص ۲۷ مسند احمد ص ۷۰ ج ۲)۔

جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی بات ایجاد کی جو اس دین میں نہ ہو وہ مردود ہے۔

مسلم شریف کی ایک روایت میں یوں وارد ہے :

من عمل عملا لیس علیه امرنا فهو رد (مسلم ص ۷۷ ج ۲)

جس نے کوئی ایسا عمل کیا جسکا ہم نے حکم نہیں دیا وہ مردود ہے

مولانا خلیل الرحمٰن نعمانیؒ نے فرمایا ہے : دین میں نئی بات نکالنا بدعت ہے جو رسول اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق نہ ہو، گمراہی ہے۔

دین دراصل رسول اللہ کے ارشادات اور آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پیروی اور اتباع کا نام ہے اب کوئی ایسا کام جسکی کوئی سند ان ماخذات میں نہ ہو اسے دین کا نام دینا حقیقت میں اسلام کو نامکمل قرار دینا ہے اور یہی بدعت ہے۔ بدعتی شخص کے متعلق قاضی عیاضؒ کا فیصلہ ہے کہ وہ مردود ہے (ریاض الصالحین مترجم اردو ص ۱۲۷۔ ۱۲۸)

وہ کون سنگ دل ہوگا جو اللہ عزوجل کے ذکر اذکار سے منکر ہو جبکہ فرمان خداوندی ہے :

و اذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون (الانفال۔ ۴۵)

رسول اللہ ﷺ بھی ہم کو صاف اور شفاف دین پر چھوڑ کر دنیائے فانی سے رحلت کر گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتمام نعمت اور تکمیل دین کی سند لے کر دار بقاء میں تشریف لے گئے ہیں۔

فرمان ایزدی ہے :

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ - ۳)

ترجمہ : آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے تمہارا دین اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کیا اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

اور اس لئے تو علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے یوں فرمایا ہے :

فما لم یکن یو مئذ دینا فلا یکو ن الیو م دینا (الاعتصام ص ۴۹ ج ۱)۔

سو جو کام اُس وقت دین نہیں تھا آج وہ دین نہیں بن سکتا۔

رسول اللہ ﷺ سے کوئی بڑا ذاکر نہیں۔ آپ تو ہر وقت ذکر اذکار میں لگے رہتے تھے۔ دوسروں کو بھی فرمایا کرتے تھے کہ لایزال لسانك رطبا من ذکر اللہ آپکی زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے تر ہو۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ ہم کافی حد تک ذکر اذکار میں مشغول رہتے ہیں۔ لیکن جو بنا سپتی عاشقین کا ذکر ہے وہ یقیناً بدعت ہے۔ ہم کو طعنے دیتے ہیں کہ یہ لوگ ذکر و اذکار نہیں کرتے۔

انشاء اللہ ! عجالہ نافعہ میں ہم واضح کریں گے کہ ہم ذکر اذکار کو اہم اور افضل عبادت جان کر شب و روز اس میں مشغول رہتے ہیں یا وہ لوگ۔

جیسا کہ فرمان خالق عزوجل ہے :

کہ واذکر ربك فی نفسك تضرعا و خفیة ودون الجهر من القول بالغدو والآ[illegible]

اس لے جس شخص کو اللہ تعالی نے قرآن کریم کی تلاوت تعلیم، تعلم
تفسیر و ترجمہ کا موقع فراہم کیا ہے اسکو ذکر کا وافر حصہ حاصل ہے اور وہ
الحمد للہ ذاکر اعظم ہے۔ اور جب دیگر اذکار و اوراد میں بھی
مشغول ہے پھر تو نور علی نور ہے
اللھم فبتنا علیه وعلیها آمین) وصلی الله علی النبی الکریم .

مساجد کی بنا بھی ذکر اللہ کے لئے ہے

۱۰- ومساجد یذکر فیها اسم الله کثیرا (ج ۱۷۔۴۰)

مساجد جن میں اللہ تعالیٰ کا نام یاد کیا جاتا ہے۔

ذکر یاد کرنے سے تلاوت، نماز، دعا وغیرہ کو لکھتے ہیں۔

اے ذکر کثیرا او وقتا کثیرا صفة مادحة للمساجد
خصت بها دلالة علی فضلها وفضل اهلها (روح المعانی ص ۱۰۹ ج ۱۸)
یعنی بہت ذکر کرنے کے ساتھ یا بہت وقت کے ساتھ یہ مساجد کی
صفت مادحہ ہے جسکے ساتھ مساجد خاص کئے گئے ہیں اس لئے کہ انکی
فضیلت پر اور انکے اہل کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے

۱۱- ویذکر فیها اسمه یسبح له فیها بالغدو والاصال لا تلهیهم
تجارة ولا بیع عن ذکر الله (النور ۔ ۳)

اور ان میں اسکا نام لیا جائے ان میں وہ لوگ صبح و شام اللہ کی پاکی بیان
[illegible] ڈالد تی سے نہ خریدو

[illegible] ذکر اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے سے۔
علامہ زمخشری لکھتے ہیں

و هو عام فی کل ذکره (الکشاف ص ۶۸ ج ۳)

یہ ہے اللہ تعالیٰ کی ہر قسم ذکر اذکار میں علامہ ابوالسعود بھی لکھتے ہیں :
بالتسبیح والتحمید یعنی سبحان الله اور الحمد لله کیساتھ فرمان
الٰہی ہے کہ وان المساجد لله فلاتدعوا مع الله احدا (الجن۔۱۸)
یہ شک مساجد [illegible] تعالیٰ کے لیے ہیں سو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور
[illegible] نہ پکارو

[illegible] تعالیٰ کو پکارنے [illegible] لوگ بھی خدا کیلئے [illegible] ہیں جو مساجد
میں پکارتے ہیں یا شیخ عبدالقادر یا للہ اور مساجد میں یہ کلمات لکھتے
بھی ہیں یا محمد اور یا رسول اللہ وغیرہ کے نعرے لگاتے ہیں
مفتی کفایت اللہ لکھتے ہیں
ایک سوال کی جواب میں یوں لکھتے ہیں
الجواب : اغیثنی یا رسول اللہ کہنا اگر اس خیال سے ہو کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم ہر جگہ سے اس کلمے کو سنتے ہیں اور فریاد رسی کرتے ہیں تو
شرک ہے اور اگر اس خیال سے ہو کہ آپ فریاد رسی کرنے پر اور ہر قسم کی
حاجت روائی کرنے پر قدرت رکھتے ہیں جب بھی شرک ہے ہاں اگر
[illegible] تعالیٰ کی [illegible] ثابت ہونے [illegible] سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے کا اعتقاد نہ ہو تو شرک نہیں مگر بیکار اور عبث ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے کیونکہ حضور ﷺ تک اس کلمے کے پہنچنے کا کوئی ثبوت شرعی نہیں یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یہ بھی مشرکانہ کلمہ اور عبث وناجائز ہے ..(کفایۃ المفتی ص ۱۹۱ ج ۱)

ذکر الٰہی بہت بڑی چیز ہے رب کریم نے فرمایا ہے

۱۲ :- و لذکر اللہ اکبر (العنکبوت - ٤٥) اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے

اس آیت میں دو چیزیں پہلے ذکر ہیں : ایک کلام الٰہی پڑھنا اور دوم پابندی نماز جو ذکر الٰہی کے افضل ترین فرد ہیں۔

اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ بڑائی تو بس اسی کے ذکر کی ہے نہ کہ کسی اور کے ذکر کی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو یاد کرنا بخشش و ثواب کے ساتھ بہت بڑی چیز ہے بندوں کی اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے سے جیسا کہ فرمایا ہے " فاذکرونی اذکرکم واشکروالی ولا تکفرون " -

ذاکرین کا بدلہ مغفرت اور اجر عظیم ہے

۱۳ -والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃ و اجرا عظیما (احزاب - ۳۵) اور اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور بکثرت یاد کرنے والی عورتیں ان سب کیلیے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر

رکھا ہے ماشاء اللہ ذکر اذکار کرنے والوں کیلئے اس سے زیادہ بشارت اور کیا ہو سکتی ہے اس موقع پر تو جتنا شکر ہو سکتا ہے کم ہوگا۔

و لو کان لی فی کل منبت شعرۃ لسانا یبث الشکر کنت مقصرا

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

لا یکون ذاکر اللہ تعالی کثیرا حتی یذکرہ قائما و جالسا و مضطجعا (القرطبی ص ۱۸٦ ج ۱٤) -

جب تک آدمی کھڑے، بیٹھے، لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر اذکار نہ کرے، اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنے والا نہیں بن سکتا۔

فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یعنی حدیث قدسی ہے کہ :

انا مع عبدی اذاذکرنی وتحرکت بی شفتاہ

(بخاری ص ۱۱۲۲ ج۲ ۔مشکوۃ ص۱۹۹ .ابن ماجہ ص ۲۷۷ الترغیب و الترھیب ص۲۲۷ ج۲ .صحیح ابن حبان ص۳۸ ج۳ مسنداحمد ص ۵۴۰ ج۲)۔

میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب وہ میرا ذکر دل وزبان سے کرتا ہے ۔اور اسکے ہونٹ میرے ذکر پر ہلتے ہیں۔

(۹) قال معاذبن جبل :۔ ماشئی انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ.

(ترمذی ص ۱۷۵ ج۲ الترغیب و الترھیب ص ۲۲۸ ج۲) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر بچانے والا اور کوئی عمل نہیں ۔

۱۰۔ عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ ﷺ ما عمل ابن آدم عملا انجی لہ من النار من ذکر اللہ قالوا یا رسول اللہ و لا الجھاد فی سبیل اللہ ؟ قال و لا الجھاد فی سبیل اللہ تضرب بسیفک حتی ینقطع ثم تضرب بسیفک حتی ینقطع ثم تضرب بسیفک حتی ینقطع

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۷۱ ج ۷)۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بنی آدم کوئی عمل ایسا نہیں کرتا جو ذکر الٰہی سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والا ہو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اور اللہ کے راستہ میں جہاد بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے برابر نہیں ؟ آپ نے فرمایا ھاں ! اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا بھی اس کے برابر نہیں کہ تم اپنی تلوار سے مارو یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے پھر تم اپنی تلوار سے مارو یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے [illegible] کہ وہ ٹوٹ جائے

[illegible] فرماتے ہیں

دنیا و آخرت میں اللہ کے عذاب سے بچانے والا ذکر سے بڑھ کر کوئی دوسرا عمل نہیں ہے حتیٰ کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی اسکے برابر نہیں اس سے وہ جہاد مراد ہے جسمیں اللہ کا ذکر نہ ہو لیکن جس جہاد میں اللہ کے ذکر میں بھی مشغول ہو۔ ظاہر ہے کہ وہ مطلق ذکر کرنے سے افضل واعلیٰ ہوگا (فضل مبین شرح حصن حصین ص ۴۱)

حدیث شریف میں ہے کہ و ذروۃ سنامہ الجھاد

(مشکوۃ ص ۱۵ ترمذی ص ۸۹ ج۲ مسند احمد ص ۲۳۱، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۷، ۲۴۶ ج۵ و ابن ماجہ ص ۲۸۶)

اس دین کا بلند کوہان جہاد ہے یعنی بلند وبالا حصہ اس دین میں جہاد ہے پھر اس حدیث میں کلام بھی ہے اسمیں ایک راوی سلیمان بن حبان مجہول ہے اسکا ترجمہ مجھے مذکور کتابوں میں نہیں ملا

باب سوم ذکر بالجھر مواضع مخصوصہ کے علاوہ ناجائز مکروہ اور بدعت ہے

فرمان الٰہی ہے : ادعو اربکم تضرعا و خفیة انه لا یحب المعتدین (اعراف الایة ۵۵) مولانا دریابادیؒ تحت اللفظ ترجمہ یوں لکھتے ہیں : اپنے پروردگار سے دعا کرو عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے بے شک وہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔(ماجدی ص ۳۳۷ ج ۱)

اور تضرعا و خفیہ کے تفسیر میں یون رقمطراز ہیں : تضرعا اور دعا تو خود ایک عبادت ہی ہے چاہیئے کہ حسب شان عبودیت لجاجت کے لہجہ میں اور خشوع قلب کے ساتھ ہو بطور حکومت کے نہ ہو کہ جیسے موکلوں جنات یا شیاطین کے لئے منتر عملیات وغیرہ پڑھے جاتے ہیں۔ خفیۃ : اور دعا چلا چلا کر بھی نہ مانگو کہ نعوذ باللہ جیسے تمھارا پروردگار اونچا سنتا ہے۔ انجیل میں ہے۔ اور دعا مانگتے وقت غیر قوموں کے لوگوں کی طرح بک بک نہ کرو کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بہت بولنے کے سبب ہماری سنی جائیگی (متی ۶۔ ۷) ماجدی ص ۳۳۷ ج ۱۔

نوٹ : اس آیت کریمہ پر کچھ تفصیل لکھنے سے پہلے دو تین حوالے اس پر پیش کرتا ہوں کہ دعا اور ذکر اذکار کا ایک ہی حکم ہے دونوں میں جھر مواضع مخصوصہ کے علاوہ ناجائز مکروہ اور بدعت ہے اور اسی وجہ سے علماء کرام اس آیت کریمہ سے بھی ذکر بالجھر کی ممنوعیت پر استدلال کرتے

ہیں اور کبھی آیت و اذکر ربك فی نفسك ..... الایة کے تحت لکھتے ہیں کہ یہ دعا، تسبیح و تہلیل سب کو شامل ہے

نوٹ اس لئے دیا کہ کوئی جاہل یا متجاہل اعتراض نہ کرے۔

ع :الا لایجھلن احد علینا۔

ملک العلماء امام کاسانی الحنفیؒ لکھتے ہیں

تکبیرات التشرق کے اختلاف میں تفصیل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

ولا بی حنیفة ان رفع الصوت با لتکبیر بدعة فی الاصل لانه ذکرٌ والسنة فی الا ذکار المخافتة لقوله تعالی ادعوا ربکم تضرعا و خفیة (البدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ص ۱۹۶ ج ۱)

اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تکبیر پر آواز بلند کرنا اصل میں بدعت ہے۔ اس لئے کہ یہ ذکر ہے۔ اور اذکار میں سنت اخفا ہے

(نہ جھر) اللہ تعالی کے اس فرمان کے مطابق کہ ادعوا ربکم تضرعا و خفیہ۔ کہ رب کو پکارو عاجزیسے اور چپکے چپکے۔

شیخ ابراہیم حلبی الحنفیؒ لکھتے ہیں :

وقال ابو حنیفةؒ لیس کلا منافی مطلق الذکر فانه امر مرغوب فیه فی کل الاحیان بل فی الجهر به وهو بدعة لقوله تعالی ادعو ربکم تضرعا و خفیة الا ما استثناه الشرع. (غنیة المستملی شرح منیة المصلی ص ۵۷۴، ۵۷۵)۔

اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ہماری گفتگو مطلق ذکر میں نہیں اسلئے کہ وہ تو تمام اوقات میں پسندیدہ امر ہے بلکہ ہماری گفتگو جھر کے بارے میں ہے اور ذکر بالجھر بدعت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے رب کو پکارو عاجزی سے اور چپکے چپکے۔ مگر وہاں جہاں شرع نے مستثنیٰ کیا ہے۔

علامہ جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری لکھتے ہیں:

واذکر ربك فی نفسك هو عام فی الا ذکار من قراء ة القران والدعاء والتسبیح والتهلیل وغیر ذلك (الکشاف ص ۱٤۰ ج ۲)۔

واذکر ربك فی نفسك قران کریم پڑھنے، دعاء و تسبیح اور لا اله الا الله وغیرہ سب کو عام ہے۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ دونوں میں جھر مواضع مخصوصہ کے علاوہ ناجائز، مکروہ اور بدعت ہے۔ تو دونوں سے ایک دوسرے پر استدلال صحیح ہے اب آیت کی تفسیر، تشریح سنیئے۔

امام الهند شاہ ولی اللہؒ یوں ترجمہ لکھتے ہیں:

ویادکن پروردگارخود رادرضمیر خودبزاری وترسکاری ویادکن پروردگاررخودرابہ کلام پست تر ازبلند آوازی با مداد وشبانگاہ ومہ باش ازغافلان (تفسیر فتح الرحمن ص۲۱۳)۔

اور اپنے پروردگار کو اپنے دل میں عاجزی اور خوف کے

ساتھ یاد کرو اور اپنے پروردگار کو بلند آواز سے کم آواز میں صبح و شام یاد کرو ۔ اور غافلوں سے نہ بنو۔

ذکر اذکار اصلاح نفس کے لیے ہوتا ہے ۔ اسمیں جھر کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہوتی ۔ اور اسمیں تضرع اور اخفاء امر مطلوب ہے ۔ جھر میں یہ تضرع اور اخفاء دونوں معدوم ہو جاتے ہیں جو اخلاص کے بھی منافی ہے ۔ اور شبہ ریا بھی قائم ہے ۔ اس لئے تضرع اور اخفاء ضرور ہونے چاہئیے۔

قاضی ثناء اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں ۔

فان الاخفاء دلیل الاخلاص و ابعد من الریاء (تفسیر المظهری ص ۳٦۱ ج ۳)

اخفاء (یعنی چپکے سے ذکر کرنا) اخلاص کی دلیل ہے اور ریاء و نمود سے بہت دور ہے۔ یہی کچھ مندرجہ ذیل مفسرین نے بھی لکھا ہے (تفسیرات احمدیہ ص ۴۲۷ تفسیر ابوالسعود ص ۲۳۳ ج ۲ کشاف ص ۱۴۰ ج ۲ روح المعانی ص ۱۵۴ ج ۹)۔

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں:

و لقد ادرکنا اقواما کانوا یبالغون فی اخفاء الاعمال و لقد کان المسلمون یجتهدون فی الدعاء و ما یسمع لهم صوت صوتهم الاهمسا لان الله تعالی قال ادعوا زبکم تضرعا و خفیة و ذکر

اللہ جل شانہ نے ایک مرد صالح کی دعاء کا ذکر ان الفاظ سے فرمایا ہے ۔اذ نادی ربہ نداء خفیا ۔یعنی جب انھوں نے رب کو پکارا آہستہ آواز سے' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کو دعاء کی یہ کیفیت پسند ہے کہ پست اور آہستہ آواز سے دعاء مانگی جائے ۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ علانیہ اور جھرا دعاء کرنے میں اور آہستہ پست آواز سے کرنے میں ستر درجہ فضیلت کا فرق ہے سلف الصالحین کی عادت یہ تھی کہ ذکر اور دعاء میں بڑا مجاہدہ کرتے اور اکثر اوقات مشغول رہتے تھے۔ مگر کوئی انکی آواز نہ سنتا تھا بلکہ ان کی دعائیں صرف ان کے اور انکے رب کے درمیان رہتی تھیں ان میں بہت سے حضرات پورا قرآن حفظ کرتے اور تلاوت کرتے رہتے تھے۔ مگر کسی دوسرے کو خبر نہ ہوتی تھی اور بہت سے حضرات بڑا علم دین حاصل کرتے مگر لوگوں پر جتلاتے ہوئے نہیں پھرتے تھے، بہت سے حضرات راتوں کو اپنے گھروں میں طویل طویل نمازیں ادا کرتے مگر آنے والوں کو کچھ خبر نہ ہوتی تھی۔اور فرمایا کہ ہم نے ایسے حضرات کو دیکھا ہے کہ وہ تمام عبادات جسکو وہ پوشیدہ کر کے ادا کر سکتے تھے۔ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ اسکو ظاہر کر کے ادا کرتے ہوں (افسوس صد افسوس ہے آج کے ذاکرین پر کہ انکو مزہ نہیں آتا مگر جہر میں اور وہ بھی جہر مفرط جو یقیناً ناجائز ممنوع اور بدعت ہے عبدالمقدس جسکی تفصیل

انشاء اللہ عنقریب ہے) اور انکی آوازیں دعاؤں میں نہایت پست ہوتی تھیں (ابن کثیر ص ۲۲۱ ج ۲ مظہری ص ۳۶۱ ج ۳)۔

ابن جریج نے فرمایا کہ دعاء میں آواز بلند کرنا اور شور کرنا مکروہ ہے امام ابوبکر جصاص حنفی نے احکام القران میں فرمایا کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ دعاء کا آہستہ مانگنا اظہار کے نسبت سے افضل ہے۔ حضرت حسن بصری اور ابن عباسؓ سے ایسا منقول ہے۔اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں سورۃ فاتحہ کے ختم پر جو آمین کہی جاتی ہے اسکو بھی آہستہ کہنا افضل ہے کیونکہ آمین بھی ایک دعاء ہے.....اگر دعاء کے معنی اس جگہ ذکر و عبادت کے لیے جاویں۔ تو اس میں بھی علماء سلف کی تحقیق یہی ہے کہ ذکر سری جھر سے افضل ہے۔اور صوفیائے کرام میں مشائخ چشتیہ جو مبتدی کو ذکرِ جھر (جھر معتدل غیر مفرط جسکی تفصیل انشاء اللہ آنے والی ہے (عبدالمقدس) کی تلقین فرماتے ہیں۔وہ اس شخص کے حال کی مناسبت سے بطور علاج کے ہے تاکہ جھر کے ذریعہ کسل اور غفلت دور ہو جائے۔اور قلب میں ذکر اللہ سے لگاؤ پیدا ہو جائے ورنہ فی نفسہ ذکر میں جھر کرنا انکے یہاں بھی مطلوب نہیں گو جائز ہے۔اور اسکا جواز بھی حدیث سے ثابت ہے بشرطیکہ اسمیں ریاء و نمود نہ ہو۔

امام احمد بن حنبل، ابن حبان، بیہقی وغیرہ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خیر الذکر

دعاء کا اصل قاعدہ ہے ادعوا ربکم تضرعا و خفیہ (الاعراف رکوع ۷) ایسی دعاء ریا سے دور اور کمال اخلاص سے معمور ہوتی ہے (تفسیر عثمانی ص ۴۰۷)۔ علامہ روح المعانی نے بھی اسی طرح فرمایا ہے۔ (روح المعانی ص ۵۹ ج ۱۶)۔

علامہ ابن جزی الکلبیؒ لکھتے ہیں

اخفاہ لانہ یسمع الخفی کما یسمع الجھر ولان الاخفاء اقرب الی الاخلاص، ابعد من الریاء (تسہیل ص ۲ ج ۳) ترجمہ کئی بار گزر گیا۔

گزشتہ عبارات پر تبصرہ

قارئین کرام! آپ نے کئی عبارات تفاسیر اور اقوال سلف صالحین پڑھ کر خود بھی سوچا ہوگا۔ اور میں بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ہماری سلامتی سلف صالحین کی اقتداء میں ہے اپنی بے راہ روی میں نہیں۔ تقریبا تمام علماء کرام لکھتے ہیں کہ مواضع مخصوصہ کے علاوہ دعاء (اور اسی طرح حکم ذکر کا بھی ہے۔ کہ دونوں) میں افضیلت اخفاء کو حاصل ہے کیونکہ ریاء سے بھی کوسوں دور ہے اور اخلاص سے بھی بھرپور ہے اور سکینت و وقار بھی بحال ہے دعا یا ذکر عبادت ہے اور عبادت میں اطمینان و وقار برقرار رکھنا حکم شرعی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے وعلیکم السکینۃ والوقار ولا تسرعوا (بخاری ص ۸۸ ج ۱ مسلم ص ۲۲۰ ج ۱ مشکوۃ ص ۶۷)۔

ذکر اذکار میں اپنے اطمینان و وقار پر چھری پھیرنا خلاف عقل و شریعت ہے۔ اور جب رب کریم بھی وہی ذات ہے جو علیم بذات الصدور ہے۔ جو یعلم ما تبدون وما تکتمون ہے۔ جو یعلم السر واخفی ہے۔ جو یعلم سرکم و جھرکم ویعلم ما تکسبون ہے یعلم سرھم ونجواھم . یعلم السر فی السموات والارض . یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منھا وماینزل من السماء وما یعرج فیھا .

وھوا لسمیع العلیم ، بکّل شئی علیم ھے . احاط بکل شئی علما ہے۔رب کریم تو وہی ذات ہے جو قریب ہے۔واذاسئا لك عبادی عنی فانی قریب ۔بلکہ قریب تر ہے ونحن اقرب الیه من حبل الورید . نحن اقرب الیه منکم بلکہ میرا رب کریم قریب" مجیب ھے . سمیع" قریب ہے۔جو سینوں کے بھید جانتا ہے جو عالم ہے خفی اور اخفی ہے جس پر کوئی راز زمین و آسمان میں پوشیدہ نہیں۔جو بالکل قریب اور ہر قسم آوازوں کا سننے والا ہے۔سوچئے سوچئے خدا کے لیے سوچئے جو قریب تر بھی ہو اور خوب سنتا بھی ہو۔اسے پکار پکار کر بلانا گلے پھاڑ پھاڑ کر سکون واطمئنان عزت و وقار کو قربان قربان کر کے نقل و حرکت اور اضطراب کو ہوا دیکر ذکر اذکار کرنا رب کریم کی بے ادبی نہیں تو اور کیا ہے؟ اسکے فرمان جلی ادعوا ربکم تضرعا و خفیة سے روگردانی نہیں تو اور کیا ہے۔خدارا خدارا۔ اسکے فرمان اذکر ربك فی نفسك تضرعا و خیفة ودون الجھر سے منہ موڑنا نہیں تو اور کیا ہے؟ زید عمرو کے قریب بیٹھا ہے اور خوب سنتا ہے بہرا نہیں۔اگر عمرو نے گلہ پھاڑ پھاڑ کر زید کو بلایا تو یقیناً زید ناراض ہوگا کہ تم نے میری ناقدری کی۔ لوگ بھی یہی سمجھیں گے۔اور عمرو کو بے ادب جان کر ڈانٹیں گے ۔اسکہ تو نے زید کی بے عزتی کی کہ وہ قریب بھی تھا اور سنتا تھا بھی اور تو نے چلا چلا کر اسکو پکارا۔

اسے خیر القرون کے لوگوں نے بھی یہی کچھ سمجھا تھا کہ جو بعید ہوتا ہے یا بہرا ہوتا ہے تو اسے چلا چلا . چلا چلا کر پکارنا پڑتا ہے اور جو قریب ہوتا ہے اور بہرا بھی نہیں تو اسکو آہستہ آہستہ پکارا جاتا ہے واذا سئالك عبادی عنی فانّی قریب (بقرہ الایة ۱۸۶)۔کی تفسیر میں اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ کسی سائل نے سوال کیا اقریب ربنا فنناجیه ام بعید ربنا فننا دیه کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اس کے ساتھ سرگوشی کریں یا دور ہے کہ ہم اسکو پکار پکار کر کے بلائیں؟

تفسیر مظھری نے اس آیت کی تفسیر میں یوں لکھا ہے ونزول ھذہ الآیة فی جواب السائل اقریب ربنا فنناجیه ام بعید ربنا فننادیه . ارشادعلی الذکر الخفی دون الجھر کمالایخفی (مظھری ص ۲۰۱ ج ۱)۔

سائل کا سوال "کہ کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اسکے ساتھ سرگوشی کر کے مانگیں یا دور ہے کہ ہم اسکو چلا چلا کر پکاریں"؟ اس آیت کی نزول میں ذکر خفی کا حکم ہے نہ کہ ذکر جھری کا جیسا کہ یہ بات پوشیدہ نہیں (بشرطیکہ عقل سلیم نصیب ہو) خدا ہمارے زمانے کے ذاکرین کو عقل سلیم اور رشد وھدایت نصیب کرے کیسے گزشتہ فرامین عزیزہ اقوال مفسرین و سلف صالحین سے روگردانی کر کے سمت مخالف اختیار کیا ہے جو اخلاص سے دور اور ریاء و نمود سے معمور ہے۔

ع : سفینہ لے چلا ہے کس مخالف سمت کو ظالم ؟

سعدی شیرازیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے

اے مرغ سحر عشق زپروانہ بیاموز
کان سوختہ راجان شد وآواز نیامد

این مدعیان درطلبش بے خبر اند
کان راکہ خبر شد خبرش بازنیامد

اے مرغ سحر! پروانے سے عشق کا طریقہ سیکھ کہ اسکی جان جل گئی اور آواز نہیں آئی۔ خدا تعالی کی طلب میں یہ دعویدار بے خبر ہیں۔ کہ جسکو اللہ تعالی کی خبر حاصل ہوئی۔ پھر اسکی خبر واپس نہیں آئی اللہ تعالی سے سوال ہے کہ ان لوگوں کو ہدایت کریں وماذلك على اللہ بعزیز آمین یاالہ العالمین وصلی اللہ علی النبی الامین .

فضیلت بزبان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر خفی کو حاصل ہے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنا ہے وہ فرماتے تھے :

خير الذكر الخفي وخير الرزق ما يكفي .

(مسند احمد ص ۱۷۲ ، ۱۸۰ ، ص۱۸۷ ج ۱ صحیح ابن حبان ص ۳۵، ۳۶ ج۳ تفسیر مظهری ص ۳۶۱ ج۳ . معارف القران ص۱۷ ج۶ . القرطبی ص۳۶۱ ج ۳ ، ص ۷۶ ج۱۱ . حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۹۰. مأة مسائل ص ۱۰۲ . تزكرة الابرار والاشرار ص ۲۳۶)۔

بہترین ذکر وہ ہے جو خفی ہو اور بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہو سکتا ہے

قارئین کرام! قران کریم کا حکم ہے ادعوا ربكم تضرعا وخفية .

واذكر ربك في نفسك تضرعاوخيفة ودون الجهر . واذكر وه كما هداكم اور فرمان محسن اعظم ﷺ ہے خير الذكر الخفي . اور پھر بھی بناسپتی عاشق گلے پھاڑ پھاڑ کر لوڈ سپیکر استعمال کر کے ذکر محدث میں سرشار ہیں۔ خدا انھیں ھدایت نصیب فرما کر شیطان کی چنگل سے نجات دیں۔ قران کریم نے تو صاف فرمایا ہے ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزاعظيما . (احزاب- ۷۱) اور فرمایا ہے ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلاله مبينا (احزاب - ۳۶).

ع : من نہ گویم کہ آن مکن این کن
مصلحت بین وکار آسان کن

مزید سنئے اور اصلاح حال کیجئے

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ سبعة یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ .....

ورجل ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ .(بخاری ص ۹۵۹ ج ۲ ، ۹۱، ۱۹۱ ج ۱ مسلم ص ۳۳۱.۳۳۲ ج ۱ ریاض الصالحین ص ۱۳۳، ۲۳۴ . ترمذی ص ۶۴ ج ۲۔ نسائی ص ۳۰۲ ج ۲)۔

سات قسم کے آدمی ایسے ہونگے کہ جنکو اللہ تعالی اس دن اپنے سایۂ رحمت میں جگہ مرحمت فرمائیگا جس دِن اسکے سایہ کے سوا کہیں کوئی سایہ نہ ہوگا۔۔۔۔۔(۷) اور وہ شخص جو خلوت میں اللہ کا ذکر کرے اور اس کی آنکھیں آنسو بہائیں (اشکبار ہو جائیں) علامہ محمد بن علان الصدیقی اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

(خالیا) ای عن الخلق لانہ حینئذ یکون ابعد من الریاء

(دلیل الفالحین ص ۳۲۹ ج ۳) یعنی مخلوق سے اکیلے تنہائی میں ہو کر (خدا کا ذکر کرے) اس لیے کہ اس وقت یہ ذکر ریاء سے بہت دور ہوگا ۔

اللہ تعالی ہم کو اسی طرح ذاکرین بنا کر اپنے سایہ رحمت میں جگہ نصیب فرمائیں۔ اور یار لوگوں کو بھی اللہ تعالی ذوق سلیم نصیب فرما کر ھدایت کریں کہ خواہش نفس کی اتباع چھوڑ اپنی عاقبت سنوار لیں ورنہ

حکم نبیؐ جب چھوڑ کر تم ہو گئے آزاد
ہے خوف کہ ایمان کو برباد کروگے

ملا علی قاریؒ اور ذکر خفی

صاحب مرقات حدیث عائشہؓ کان النبی ﷺ یذکر اللہ عزو جل علی کل احیانہ پر تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

و قد اخرج ابو یعلی عن عائشة قالت قال رسول اللہ ﷺ لفضل الذکر الخفی الذی لا یسمعہ الحفظة سبعون ضعفا . اذا کان یوم القیامة و جمع اللہ الخلائق لحسابھم و جاءت الحفظة بما حفظوا و کتبوا قال لھم انظروا ھل بقی لہ من شئی فیقولون ما ترکنا شیئا مما علمناہ وحفظناہ الا قد احصیناہ و کتبناہ فیقول اللہ ان لک عندی حسنالا تعلمہ وانا اجزیک بہ و ھو الذکر الخفی کذا ذکرہ السیوطی فی البدور السافرة . و ذکر فی الجامع الصغیر و لفظہ الذکر الذی لا یسمعہ الحفظةیزید علی الذکر الذی تسمعہ الحفظة سبعین ضعفارواہ البیھقی فی شعب الایمان عن عائشہ رضی اللہ عنھا (مرقات ص ۴۳ ج ۲)۔

ابو یعلی نے حضرت عائشہؓ سے حدیث نقل کی ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بے شک ذکر خفی جسکو حفظہ فرشتے (کرام

مایکفی . رواہ احمد وابن حبان فی صحیحہ والبیھقی فی شعب الا یمان (تفسیر مظھری ص ۳۶۱ ج ۳)۔

اور اصل اذکار میں اخفاء ہے جھر سے ذکر کرنا بدعت ہے۔ پس جب جھر کے سلسلہ میں تعارض واقع ہو تو اقل کو ترجیح دی جائے گی۔ اور اس پر کہ آہستہ ذکر افضل ہے۔ اور حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین کا اجماع ہے۔

دلیل حضرت حسن بصریؒ کا یہ ارشاد ہے کہ بے شک آہستہ دعا اور بلند آواز سے دعا میں ستر گنا فرق ہے اور بلا شبہ مسلمان دعا میں کوشش کرتے تھے۔ اور حال یہ تھا۔ کہ انکی آواز نہیں سنی جاتی تھی۔ انکی دعاء انکے اور انکے رب کے درمیان نہایت آہستہ ہوتی تھی اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تم اپنے رب کو پکارو عاجزی کرتے ہوئے اور چپکے چپکے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک نیک بندے (حضرت زکریا علیہ الصلوۃ والسلام) کا ذکر فرمایا جنکے فعل پر وہ راضی ہوئے جب اُنہوں نے اپنے رب کو پکارا تو آہستہ پکارا۔ اور نیز ذکر خفی کے افضل ہونے پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت بھی دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بہترین ذکر وہ ہے جو آہستہ ہو اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کر سکے۔

قارئین کرام بیہقی وقت قاضی ثناء اللہ صاحب نے صحابہ کرام اور تابعین عظام کا اجماع ذکر کیا کہ ذکر بالجھر بدعت ہے بلکہ تمام مسلمانوں کا عمل ذکر

کیا کہ وما یسمع لھم صوتا کہ انکی آواز نہیں سنی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے زمانے کے ذاکرین کو ھدایت نصیب کریں کیسی بے راہ روی کرتے ہیں۔ اور اجماع صحابہ و تابعین اور تمام مسلمانوں رضی اللہ عنھم کے خلاف جاتے ہیں۔

ع ؎ : عاشقان کشتگان معشوق اند
وبر نیاید زکشتگان آواز

من عرف ربہ فقد کل لسانہ

تیسرے بار بھی سُنیئے پانی پتیؒ لکھتے ہیں :

فصل ہم

اعلم ان الذکر علی ثلاثۃ مراتب احدھا الجھر ورفع الصوت بھا وذلک مکروہ اجماعا الا اذا دعت الیہ داعیۃ واقتضتہ حکمۃ فحینئذ قد یکون افضل من الاخفاء کالاذان والتلبیۃ ونحو ذلک .(تفسیر المظھری ص ۳۶۲ ج ۳)

تو جان لے کہ ذکر کے : تین مراتب ہیں پہلا مرتبہ ذکر بالجھر ہے۔ اور یہ بالاجماع مکروہ ہے۔ ہاں مگر وہاں جہاں جھر کی ضرورت پیش آئے اور حکمت بھی اسکا تقاضا کرے پس اس وقت جہر اخفا سے بلا شبہ افضل ہے مثلاً آذان اور تلبیہ وغیرہ۔

بہت شدومد کے ساتھ سرشار ہیں ۔ خداوند کریم انکو ھدایت نصیب فرمائے ۔ آمین و صلی اللہ علی النبی الکریم۔

ابن بطالؒ اور اجماع مذاھب اربعۃ

ابن بطالؒ نے اسپر کہ ذکر بلند آواز سے کرنا مستحب نہیں۔ مذاھب اربعہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ لکھتے ہیں :۔

و نقل ابن بطال و آخرون ان اصحاب المذاھب المتبوعۃ وغیرھم متفقون علی عدم استحباب رفع الصوت بالذکر و التکبیر نووی شرح مسلم ص ۲۱۷ ج ۱ حاشیہ بخاری ص ۱۱۶ ج ۱)۔

ابن بطالؒ وغیرہ علماء کرام نے یہ بات نقل کی ہے کہ ائمہ مذاھب (اربعہ) جنکی عام لوگ اتباع کرتے ہیں۔ اور انکی طرح دیگر ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ بلند آواز سے ذکر کرنا اور تکبیر کہنا مستحب نہیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ اور ذکر بالجھر

مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں اس قسم کے اعتراضات مولویوں پر ہی کیے جاتے ہیں۔ صوفیوں پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا حالانکہ بعض دفعہ وہ مولویوں سے بھی زیادہ وحشت ناک حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی مجلس میں ایک شخص کی زبان سے جہر کے ساتھ لفظ اللہ نکل گیا چونکہ وہ نقشبندی تھے جنکے یہاں ضبط احوال کی تاکید ہے یہاں تک کہ ذکر بھی خفی بتلاتے ہیں جہری نہیں بتلاتے اس لئے آپ نے فرمایا نکال

دو اسکو۔ ظاہر میں یہ حکم بہت وحشتناک تھا کہ اللہ کہنے پر مجلس سے نکال دیا۔ اگر کوئی مولوی ایسا کرتا تو اسی وقت کفر کا فتوی دیا جاتا ذکر اللہ سے منع کرتے ہیں مگر صوفیوں پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ (اشرف الجواب ص ۱۴۴)۔

اس زمانے کے بناسپتی نقشبندی خدا کے لئے اس پر ذرا سوچ لیں اور اپنی عاقبت برباد نہ کریں۔ اللہ تعالی انھیں ھدایت نصیب کریں۔ آمین وصلی اللہ علی النبی الامین۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی امام نقشبندیہؒ فرماتے ہیں:

واز حضرت ایشان شنیدام کہ حضرت خواجہ نقشبند علماء بخارا را جمع کردہ بخانقاہ حضرت امیر کلال بردہ بودند تا ایشان را از ذکر جہر منع فرمایند علماء بحضرت امیر گفتند کہ ذکر جہر بدعت است نکنند ایشان درجواب فرمودند کہ نکیم۔ اکابر این طریق ہرگاہ در منع ذکر جہر این ہمہ مبالغہ نمایند۔ منتخبات ازمکتوب امام ربانی ص ۱۷۳۔

اور میں نے حضرت (خواجہ باقی اللہ) سے سنا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے بخارا کے علماء کرام کو جمع کیا۔ اور امیر کلالؒ کی خانقاہ کو لے گئے تاکہ اسکو ذکر بالجھر سے منع کریں۔ علماء کرام نے حضرت امیر کو فرمایا کہ ذکر بالجھر بدعت ہے ایسا مت کریں انھوں نے جواب میں فرمایا

کہ نہیں کرونگا اس طریق کے اکابرین تو ہر وقت ذکر بالجھر کے منع کرنے میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں۔ خدا اصاغرین کو بھی سوچنے کا موقعہ دیں۔

نقشبندیہ اور ذکر بالجھر

حضرت مجدد الف ثانیؒ جو کہ نقشبندیہ کے امام ہیں خود نقشبندیوں کے بارے میں لکھتے ہیں بلکہ ذکر جہر را بدعت دانستہ منع آن فرمودہ اند وثمراتیکہ بران مرتب شود التفات بآن ننمودہ منتخاب از مکتوبات امام ربانی ۱۷۲، ۱۷۳۔ بلکہ ذکر بالجھر کو بدعت سمجھتے تھے اس سے منع کرتے تھے۔ اور اس پر جو ثمرات مرتب ہو جاتے تھے اُن کو نہیں دیکھتے تھے۔

نقشبندیہؒ کا ذکر بالجھر کے منع کرنے میں مبالغہ ملاحظہ فرمایئے

روزے بمجلس طعام در ملازمت حضرت ایشان حاضر بودیم شیخ کمال کہ یکے از مخلصان حضرت خواجہ مابود درو قت افتتاح طعام درحضور ایشان اسم اللہ رابلند گفت ایشاں رانا خوش آمد بحدیکہ زجر بلیغ فرمود ندفرمودند کہ اور امنع کنند کہ درمجلس طعام ماحاضر نشود۔ منتخاب از مکتوبات (امام ربانی ص ۱۷۳)۔

ایک دن میں حضرت **خواجہ** باقی باللہؒ کے مجلس طعام میں حاضر تھا شیخ

کمال جو کہ میرے حضرت خواجہؒ کے مخلصین میں سے ایک ہے نے کھانا شروع کرتے وقت آپکے حضور میں اللہ کا نام بلند آواز سے لیا جو آپ کو پسند نہیں آیا۔ اور اس حد تک زجر فرما کر انکو منع فرمایا کہ میری مجلس طعام کو حاضر نہ ہو جاؤ۔

ع: خواب غفلت میں رہیں گے تا بہ کے اہل چمن
برق کے شغلے حدود گلستاں تک آگئے

اختر زادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی لکھتے ہیں

شاہد ارچی حال مقیم کھجوری باڑہ خیبر ایجنسی کی بات ان عاشقین زمانہ کو مقبول تر ہو۔ اس لئے کہ اسکا بھی بڑا دعوی ہے کہ میں نقشبندی ہوں جیسا کہ لکھتا ہے: پس فقیر طریقہ نقشبندیہ میں حضرت شیخ محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبندیہؒ اور امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے تابع اور بالواسطہ مرید ہے اور ان بزرگان دین نے جو کمالات اور علوم اور معارف بیان فرمائے ہیں ان تمام کے لئے فقیر الحمد للہ بدرجۂ اتم واکمل حامل ہے۔ (ھدایت السالکین ص ۲۸۲)۔

توارچی صاحب لکھتا ہے:

طریقۂ نقشبندیہ میں کوئی سبق زبان قال سے متعلق نہیں ہے بلکہ لسانی اذکار کو نقشبندیہ سے مسمی کرنا بدعت فی الطریقت ہے (ھدایت السالکین ص ۳۱۳)۔

اور اس سے پہلے لکھتا ہے

طریقہ نقشبندیہ کے اسباق میں ذکر لسانی داخل کرنا عظیم بدعت ہے۔ کما حققہ المجدد فی المکتوبات۔ (ھدایت السالکین ص ۲۴۲۔)

اور پیر سیف الرحمان مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے بارے میں لکھتا ہے: اور مشائخ عظام اور علمائے راسخین نے تصریح فرمائی ہے کہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ سے صرف اور صرف زندیق آدمی انکار اور خلاف کرے گا (ھدایت السالکین ص ۱۸۲)۔

یہ حوالہ صرف ذاکرین بالجھر کی تنبیہ کے لئے نقل کیا گیا تاکہ وہ اصلاح نفس میں کوشش کریں۔ ورنہ اصل بات یہ ہے جیسا کہ امام مالکؒ نے فرمایا ہے۔ کہ کل یؤخذ من قولہ ویرد الا صاحب ھذاالقبر۔ ہر کسی کا قول قابل عمل بھی ہوتا ہے اور رد بھی کیا جاسکتا ہے ماسیوائے قول اس صاحب قبر کے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے) کہ اسے کسی بھی صورت میں رد نہیں کیا جاسکتا۔

ایک اور مقام پر ارچی صاحب لکھتا ہے۔

وعن عائشۃ قالت افضل الذکر الخفی الذی لا یسمعہ الحفظۃ سبعون ضعفا۔ (ھدایت السالکین ص ۱۸۵) جسکا ترجمہ ملا علی قاری صاحب کی کتاب مرقات کی حوالہ سے گزر گیا ہے اور ایک جگہ شعر لکھتا

ہے۔

ع : ذکر خاص الخاص ذکر سر بود
ہر کہ ذاکر نیست اوخاسر بود

(ھدایت السالکین ص ۱۸۸)

یہی کچھ تو الحمد للہ ہم کہتے ہیں:

ع : تھیں میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا
آخر کو ہم دونوں در جانان پہ جا ملے

ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبیؒ لکھتے ہیں

علامہ قرطبیؒ سورۃ اعراف کے آخر میں آیت واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفۃ الآیۃ کے ذیل میں فرماتے ہیں:۔ ودل ھذا علی ان رفع الصوت بالذکر ممنوع (القرطبی ص ۳۵۵ ج ۷) اور اول یہ اس پر دلالت کرتا ہیں کہ آواز بلند کرنا ذکر کے ساتھ ممنوع ہے۔

وحید الزمان صاحب، لکھتے ہیں

ویکرہ رفع الصوت بالذکر فیہ۔ (نزل الابرار ص ۱۲۰ ج ۱) مسجد میں ذکر کے ساتھ آواز بلند کرنا مکروہ ہے بلکہ امام ابو حنیفہؒ کا مسلک تو یہ ہے کہ مسجد میں آواز بلند کرنا ہی مکروہ ہے اگرچہ ذکر کیوں نہ ہو۔ چنانچہ صاحب مرقات لکھتے ہیں مذھبہ کراھۃ رفع الصوت فی المسجد ولو بالذکر (مرقات ص ۲۲۳ ج ۲)۔

امام ابو حنیفہؒ کا مذھب یہ کہ مسجد میں آواز بلند کرنا اگرچہ ذکر کے ساتھ ہو مکروہ ہے پھر دوبارہ بھی اسی صفحہ پر لکھتے ہیں :۔ اویر فع صوته ولو با لذکر۔یا اپنی آواز بلند کرتا ہے اگرچہ ذکر کے ساتھ ہو یہ مکروہ ہے۔ شاہ انور شاہ کشمیریؒ نے بھی مرقات سے یہ عبارت (فیض الباری ص ۶۶۴ ج ۲) میں نقل کی ہے۔

اور علامہ علاء الدین حصکفیؒ لکھتے ہیں :۔

ورفع صوت بذکر الا للمتفقه .(شامی ص ۸۸٤ ج ۱)۔

اور آواز بلند کرنا ذکر کے ساتھ مکروہ ہے۔ مگر دین کی تعلیم دینے والے کیلئے مکروہ نہیں۔

ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں

حدیث و ظهرت الا صوات فی المساجد کی تشریح کر کے فرمایا ہے وقد نص بعض علمائنا بان رفع الصوت فی المسجد ولو با لذکر حرام (مرقات ص ۱۷۱ ج ۱۰)۔

اور ہمارے بعض حضرات علمائے کرام نے صراحت سے فرمایا ہے کہ مسجد میں آواز بلند کرنا حرام ہے اگرچہ ذکر کی آواز ہی کیوں نہ ہو۔ یہی عبارت مظاہر حق ص ۳۴۹ ج ۴ میں بھی نقل کی گئی ہے اور مسند الامام الاعظم ص ۴۷ کے حاشیہ میں بھی ذکر کی گئی ہے اور حاشیہ (مشکوۃ ص ۷۰ ۴) پر بھی درج ہے۔

مفتی اعظم ہند عزیز الرحمٰنؒ صاحب لکھتے ہیں

سوال وجواب دونوں کو الی موضع الضرورۃ ملاحظہ کیجئے نماز کے بعد التزام لا اله الا الله وغیرہ کرنا بدعت ہے

سوال (۵۴) ہر فرض نماز کے بعد زور سے لا الہ الا اللہ تین بار پڑھنا اور ایک بار محمد رسول اللہ پڑھنا.....

الجواب :۔ ہر فرض نماز کے بعد اسکا التزام بدعت ومکروہ ہے در مختار میں مسجد کے مکروھات میں رفع صوت بذکر کو بھی ذکر کیا ہے۔ اور ہر چند کہ ذکر جھر جائز و مستحب ہے لیکن اس ہیئت خاص والتزام خاص کے ساتھ خصوصاً جب کہ تشویش مصلیان کا بھی اندیشہ ہے لا ریب غیر ثابت بلکہ مکروہ ہے بدعت ہے ..... (فتاوی دار العلوم دیوبند ص ۱۰۰، ۱۰۱ ج ۱)۔

مفتی العصر رشید احمد لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں

ایک طویل جواب میں (جو انشاء اللہ آگے نقل کیا جائیگا) یوں لکھتے ہیں :

قطع نظر اس سے کہ ذکر میں اخفاء اولی بلکہ مطلوب ہے۔

(جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے عبد المقدس) مسجد کے اندر یا اسکے قریب زور سے آواز و شور خواہ ذکر بلکہ تلاوت قرآن ہی سے کیوں نہ ہو، ممنوع ہے (احسن الفتاوی ص ۳۷۰ ج ۱)

امام نوویؒ فرماتے ہیں

ابوزکریا یحیٰ بن شرف نوویؒ (باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ تعالیٰ میں فزجرھم عمر و قال لا ترفعوا اصواتکم عند منبر رسول اللہ ﷺ کی تشریح میں) لکھتے ہیں :

فیہ کراھیۃ رفع الصوت فی المساجد یو م الجمعہ و غیرہ و انہ لایر فع الصو ت بعلم و لا غیرہ عند اجتماع الناس للصلوۃ لما فیہ من التھویش علیھم و علی المصلین ،و الذاکرین و اللہ اعلم

(شرح مسلم للنوویؒ ص ۱۳٤ ج۲)۔

اس حدیث میں جمعہ وغیرہ کے دن مساجد میں آواز بلند کرنے کی کراہت ہے (یعنی مکروہ ہے) اور یہ کہ لوگوں کی نماز کے لئے جمع ہوتے وقت علم وغیرہ پر بھی آواز بلند نہیں کی جائیگی۔ کیونکہ اس بلند آواز میں نمازیوں اور ذکر کرنے والوں پر تشویش واضطراب ہوگا۔

قارئین کرام اس عبارت کو بار بار پڑھئیے تو آپکو نصف النھار کی طرح واضح ہو جائیگا کہ نمازی اور ذاکرین نماز اور ذکر میں مشغول ہیں تو بلند آواز سے انکو پریشانی لاحق ہو جاتی ہے۔ نمازیوں اور ذاکرین کو اسلئے ایک ہی حکم میں جمع کیا کہ انکو پریشانی ہوگی جب کوئی مسجد میں آواز بلند کریں کہ یہ دونوں ذکر کے دو مختلف قسموں میں مشغول ہیں۔ ایک نماز ہے اور دوسرا ذکر اگر ذاکرین خود بلند آواز سے ذکر کریں اور خوب چلا چلا کر ذکر میں مشغول رہیں تو پھر تو مصلین (نمازیوں) کو خود ذاکرین سے تشویش

لاحق ہوگی اور کسی کی آواز بلند کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دوسری دلیل : کہ یہ ذاکرین ذکر خفی (آہستہ ذکر) کرنے میں مشغول ہیں۔ یہ ہے کہ اگر یہ ذکر کرنے والے خود بلند آواز سے ذکر کرتے تھے اور چلا چلا کر ذکر میں سرشار ہوتے جیسا کہ آجکل ذاکرین خوب گلے پھاڑ پھاڑ کر ذکر میں کود پڑتے ہیں۔ اسی طرح وہ ذکر کرتے تو پھر اور کسی کو تعلیم وغیرہ پر آواز بلند کرنے سے ان ذاکرین کو تشویش کہاں سے لاحق ہوتی وہ تو خود بآواز بلند ذکر میں مشغول ہیں۔

تیسری دلیل :۔ اگر یہ ذاکرین خود ذکر بالجھر میں مشغول ہیں تو پھر دوسروں کو تعلیم وغیرہ کا موقعہ کہاں سے میسر ہوتا ہے؟ کہ علم وغیرہ پر آواز بلند کر کے تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری کر سکیں۔ حاشا وکلا!

خدارا سوچئیے سوچئیے : فارجع البصر ھل تری من فطور

ع : اپنی ہر بات کو تول اس میں تردد کیسا
تیرے سینے میں امین دل ہے ترازو کی طرح

حدیث ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ :

امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے : باب مایکرہ من رفع الصوت فی التکبیر :

عن ابی موسی الا شعریؓ قال کنا مع رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکنا اذا اشر فنا علی واد ھللنا و کبر نا ارتفعت اصواتنا

میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یاد کرو اللہ تعالیٰ کو چند گِنّے چُنے دنوں میں۔ اور تفسیر میں آیا ہے کہ اس سے مراد ان دنوں میں تکبیر ہے۔

صاحب ردالمحتار لکھتے ہیں :

اول تو خلاصہ کی عبارت نقل کی ہے پھر علامہ ابن الھمامؒ صاحب فتح القدیر کی تردید نقل کی ہے کہ خلاف اس میں ہے کہ بدعی طریقے سے کہی جائے جو کہ جھر ہے۔ سو اسی طرح نقل کیا ہے کہ :۔

و رده فی فتح القدیر بانه لیس بشئی اذ لایمنع من ذکر الله تعالی فی وقت من الاوقات بل من ایقاعه علی و جه البدعة و هو الجهر لمخالفته قوله تعالی و اذکر ربك فی نفسك فیقتصر علی مورد الشر ع (ردالمحتار ص ٦١٣ ج ١) —

سو ذکر بالجھر کو اپنی مورد کے علاوہ بدعت کہا اور اسکو آیت کریمہ سے مخالفت کرنا قرار دیا۔

الدر المختار لکھتے ہیں :

ان تکبیرات میں اختلاف ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ووجه الاول: ان ر فع الصو ت بالذکر بدعة فیقتصر علی مورد الشر ع الدرالمختا ص ٦١٤ ج ١)۔

اول قول کی دلیل یہ ہے کہ [illegible] آواز بلند کرنی بدعت ہے سو اپنی مورد پر بند کیا جائیگا ۔

ابو حنیفہء ثانی علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں

..... فقال ابو حنیفةؒ رفع الصوت بالذکر بدعة و یخالف الامر من قوله تعالی و اذکر ربك فی نفسك تضرعا و خیفة و دون الجهر من القول فیقتصر علی مورد الشر ع . (البحر الرائق ص ١٥٩ ج ٢) .

سو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ذکر پر آواز بلند کرنا بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مخالف ہے کہ واذکر ربک..... پھر علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں :

فالحاصل ان الجهر بالتکبیر بدعة فی کل وقت الا فی المواضع المخصوصة . (البحر الرائق ص ١٥٩ ج ٢) .

سو حاصل یہ ہے کہ تکبیر پر جھر کرنا ہر وقت بدعت ہے ہاں مگر مواضع مخصوصہ میں جائز ہے۔

حضرت شاہ اسحاقؒ فرماتے ہیں :

سوال وجواب دونوں کو ملاحظہ کیجئے :

سوال ہفتا دو پنجم ۔ ذکر جہر در شرع جائز است یا گناہ کدام گناہ

جواب: ذکر جہر در مذہب حنفیہ بدعت است مگر جائیکہ دران ذکر جہر آمدہ مثل اذان وغیرہ دران

بدعت نیست وسواے آن بدعت است. قال فی فتح القدیر والاصل فی الاذکار الاخفاء و الجهر بها بدعة. جائیکہ بدعت را مطلق گزارند بدعت سیئہ مراد مے باشد. چنانچہ از عبارات کتب فقہیہ معلوم میشود.

وفی غایۃ البیان شرح الهدایۃ فی تعلیل مذهب ابی حنیفہ لان الجهر بالتکبیر بدعة لقوله تعالی ادعوا ربکم تضرعا و خفیة انتهی.

قال فی الکفایة شرح الهدایة . ان الجهر بالتکبیر بدعة فی کل وقت الا المواضع المستثنیات . و صرّح قاضی خان فی فتاواه بکراهة الذکر جهرا و تبعه علی ذلك صاحب المصفی.

و فی فتاوی العلامیة و یمنع الصوفیة من رفع الصوت و الصفق و صرح فی بحریة المغنی شرح التحفة . و منع علی من یفعله مدعیا انه من الصوفیة . و فی البرهان شرح مواهب الرحمن رفع الصوت بالذکر بدعة لمخالفة قوله تعالی و اذکر ربك فی نفسك تضرعا و خیفة ودون الجهر من القول و قوله ﷺ خیر الذکر الخفی فیقتصر فیه علی مورد الشرع و قد ورد فی الاضحی . کذا فی رسالة محمد عابد الاسدی

الانصاری انتهی الی موضع الضرورة (ماۃ مسائل ص ۱۰۱، ۱۰۲)

سوال نمبر ۷۵ : ذکر بالجہر شرع میں جائز ہے یا گناہ ہے اور کب گناہ ہے؟

جواب : ذکر بالجہر مذہب حنفی میں بدعت ہے مگر جہاں کہ ذکر بالجہر آیا ہے جیسا آذان وغیرہ ہے وہاں بدعت نہیں اور اسکے سوا بدعت ہے۔ فتح القدیر میں فرمایا ہے کہ اصل اذکار میں آہستگی ہے اور اس پر جہر بدعت ہے انتہی۔ اور جہاں کہ بدعت مطلق آجاتا ہے۔ اس سے بدعت سیئہ مراد ہوتا ہے۔ چنانچہ عبارات فقہیہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور غایۃ البیان شرح ھدایہ میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کے لیے علت بیان کرتے ہیں کیونکہ تکبیر پر جہر کرنا بدعت ہے کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان کہ اپنے پروردگار کو پکارو عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے انتہی۔ اور الکفایہ شرح الھدایہ میں فرمایا ہے کہ تکبیر پر جہر کرنا ہر وقت بدعت ہے مگر مستثنیات میں بدعت نہیں۔ اور قاضی خان نے اپنے فتاوی میں بلند آواز سے ذکر کرنے پر مکروہ کی تصریح کی ہے۔ اور صاحب المصفی نے اس پر آپ کا اتباع کیا ہے۔ اور فتاوی علامیہ میں ہے کہ صوفیہ کو بلند آواز سے ذکر کرنے اور تالیاں بجانے سے منع کیا جائے گا۔ اور بحریۃ المغنی شرح تحفہ میں تصریح کی ہے کہ جو کوئی یہ دعوی کرتا ہے کہ میں صوفیائے کرام میں سے ہوں۔ اور یہ کام کرتا ہے تو اسے منع کیا جائیگا (یعنی بلند آواز سے ذکر اور تالیاں بجانے سے) اور البرھان شرح مواھب

وقت مقرر ہے نہ تعداد۔ جتنا کسی سے ہو سکے اختیار کرے اور سعادت دارین حاصل کرے۔ کلام صرف اسکی مروجہ اجتماعی صورت میں ہے.....

(جواہر الفقہ ص ۲۱۲..... ۲۱٤ سنت وبدعت ۵۱..... ۵٤)

مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں

[illegible] ازیہ میں فتاوی قاضی خان کے حوالے سے نقل کیا ہے :۔

رفع الصوت بالذکر حرام وقد صح عن ابن مسعود انه سمع قوما اجتمعوا فی مسجد یهللون ویصلون علیه ،علیه الصلوۃ السلام جهرا فراح الیهم فقال ما عهد نا ذلك علی عهده علیه السلام ولا ارا کم الا مبتد عین فما زال یذکر ذلك حتی اخر جهم من المسجد (بزازیہ بر حاشیۃ فتاوی عالمگیری ص ۳۷۸ ج ٦)۔

بلند آواز سے ذکر حرام ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بسند صحیح منقول ہے کہ آپ نے سنا کہ کچھ لوگ مسجد میں جمع ہو کر بلند آواز سے کلمہ طیبہ اور درود شریف کا ورد کر رہے ہیں۔ آپ اُن کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا ہم نے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں یہ چیز نہیں دیکھی۔ میرا خیال ہے کہ تم بدعت کر رہے ہو۔ آپ بار بار یہی بات کہتے رہے یہاں تک کہ انہیں مسجد سے نکال دیا (بزازیہ حاشیہ فتاوی عالمگیری ص ۳۷۸ ج ٦)

اس سے معلوم ہوا ہوگا آج کل مسجدوں میں زور زور سے کلمہ طیبہ پڑھنے

اور گا گا کر درود و سلام پڑھنے کا جو بعض لوگوں نے رواج نکالا ھے یہ بدعت ہے اور اس سے مساجد کو پاک کرنا لازم ہے (اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۱۱٤، ۱۱۵)۔

مشہور غیر مقلد عبدالستار صاحب لکھتے ہیں

سوال (۵۵) کچھ لوگ مساجد کے اندر بعد جمعہ یا پانچ وقتہ نمازوں کے بعد مروجہ محفل میلاد کی طرح سلام گا گا کر اس طرح بلند آواز سے پڑھتے ہیں کہ جس سے نمازیوں یا تلاوت کرنے والوں کی عبادت میں خلل پڑتا ہے یہ نیا طریقہ ارزوئے شریعت جائز ہے یا نہیں ؟

جواب (۵۵) صورت مسئولہ میں واضح باد۔ کہ شرعا بہیئت مذکورہ بالا در سوال درود و سلام پڑھنا عہد نبوی سے ثابت ہے نہ عہد صحابہ و تابعین وغیرھم سے۔ صحیحین میں بروایت عائشہؓ مروی ہے من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد. یعنی جو کام ہمارے اس دین میں نیا نکالا جائے کار ثواب سمجھ کر ایجاد کیا جائے جسکا ثبوت قرآن و حدیث میں نہ ہو وہ مردود و نا قابل قبول ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری ہے لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة نیز فرمایا ما اتا کم الرسول فخذوه وما نها کم عنه فانتهوا .

بس درود و سلام اسی طریقہ پر مقبول و معتبر ہے جو نبی علیہ السلام و صحابہ کرام سے ثابت ہو۔ (فتاوی ستاریہ ص ۸٦ ج ٤).

بشب جمعہ اور جمعہ کے دن مساجد میں لاؤڈ سپیکر پر ذکر کرتے ہیں۔
اور بالکل گلے پھاڑ پھاڑ کر خوب چلاتے ہیں یہ غلط ہے انکو چاہئے کہ اپنے اعمال ضائع نہ کریں اور) آہستہ ذکر کریں اگرچہ پکار کر کرنے کی تعلیم کی گئی ہو (غلط مسئلے ۱۶ مولانا اشرف تھانویؒ)۔

باب چہارم

دور حاضر کا ذکر یقینی بدعت ہے

ہمارے زمانے میں جو ذاکرین ذکر کرتے ہیں اور اسکے لئے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ یقینی بدعت ہے۔ تفصیل سے پہلے بطور اختصار چند امور ذکر کرتا ہوں جن کی وجہ سے یہ ذکر قطعی طور پر بدعت ہے۔

۱:-یہ صرف بشب جمعہ اور بروز جمعہ کیا جاتا ہے جو تخصیص ہے۔
۲:-اس کے لئے ختم خواجگان کیا جاتا ہے۔
۳:-اسمیں تداعی اجتماع اور اظہار ہے۔
۴:-اس سے پہلے نعت کسی گیت گانے کی طرز پر پڑھی جاتی ہے۔
۵:-اسمیں تصنع ہے۔
۶:-اس مین بلند آوازیں ہوتی ہیں۔
۷:-اسمیں بے معانی الفاظ ہوتے ہیں۔
۸:-اسمیں کودنا اچھلنا ہوتا ہے۔
۹:-مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

۱۰:-اطمینان ووقار جاتا ہے۔
۱۱:-تضیع مال ہوتا ہے کپڑے پھاڑے جاتے ہیں۔
۱۲:-بیک آواز ذکر ہوتا ہے۔
۱۳:-وجد دلانا ہوتا ہے۔
۱۴:-اللہ محبوب دیکھنے کے دعوے ہوتے ہیں
۱۵:-اس وجد وذکر کو بس کرنا درود شریف سے ہوتا ہے

(۱) ذکر اور تخصیص اوقات

پہلے بدعت کی تعریف ملاحظہ کیجئے تاکہ آگے بات سمجھنے میں دقت نہ ہو۔
علامہ شاطبیؒ نے بدعت کی تعریف یوں کی ہے:۔

طريقة في الدين مخترعة تضاعى الشرعية يقصد بالسلوك عليها المبالغة في التعبدلله سبحانه .(الاعتصام ص ۳۷ ج ۱)۔

علامہ علی محفوظؒ لکھتے ہیں

وهو ما احدث بعد النبي ﷺ على انه دين وشرع بان يجعل من الدين ما ليس منه بناء على تاويل وشبهة غير معتد بها
(.الابداع في مضار الابتداع ص ۲۸).

جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں

والبدعة عبارة عن فعِلَة تصادم الشريعة بالمخالفة او توجب التعاطي عليها بزيادة او نقصان .(الامر بالاتباع والنهي عن الابتداع ص ۸۱)۔

ﷺ یذکر اللہ عزوجل علی کل احیانہ .

اللہ پاک ھمارے زمانے کے ذاکرین کو سوچ وھدایت نصیب فرما کر کامیاب وکامران کرے وماذلک علی اللہ بعزیز آمین وصلی اللہ علی النبی الامی الامین۔

(۲) ختم خواجگان کی حقیقت

اس زمانے مین ایک پیر۔ سیف الرحمٰن ارچی خراسانی اپنے معمولات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ پھر نماز کے بعد حلقہ مسنونہ بناتا ہوں اور ختم خواجگان کرتا ہوں جو کہ مندرجہ ذیل ہے

ختم خواجگان :

۱۔ فاتحہ شریف۔ ہفت مرتبہ۔

۲۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ . صد ۱۰۰ مرتبہ۔

۳۔ درود شریف۔ اللھم صلی علی محمد والہ وبارك وسلم علیہ صد ۱۰۰ مرتبہ۔

۴۔ الم نشرح ..... ۹ مرتبہ۔

۵۔ سورۃ اخلاص ہزار مرتبہ ۱۰۰۰۔

۶۔ فاتحہ شریف ہفت مرتبہ۔ ۷، درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰

ختم حضرت ابوبکرؓ

۱۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰۔

۲۔ سبحان اللہ وبحمدہ پانچ سو مرتبہ ۵۰۰۔

۳۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰۔

ختم خلفاء ثلاثہ یعنی حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ .

۱۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰

۲ . سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر با مرتبہ ۵۰۰

۳۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰

ختم امام ربانی مجدد الف ثانیؒ

۱۔ درود مذکور سو مر

۲ . ولا حول ولا قوۃ الا باللہ . پانچ سو مرتبہ ۵۰۰

۳۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰۔ للامام المجدد الالف الثانیؒ

ختم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ۔

۱۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰۔

۲ . حسبنا اللہ ونعم الوکیل پانچ سو مرتبہ ۵۰۰

۳۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰

ختم خواجہ معصوم اول قدس سرہ

۱۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰۔

۲. لا الله اله الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین پانچ سو مرتبہ ۱۰۰

ختم حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ۔

۱۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰

۲. اللهم یا خفی اللطف ادرکنا بلطفك الخفی، سو مرتبہ ۱۰۰

۳۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰۔

ختم حضرت مولانا صاحب محمد ھاشمؒ

۱۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰۔

۲. اللهم یا اخفی اللطف ادرکنا بلطفك الا خفی پانچ سو مرتبہ ۵۰۰۔

۳۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰

ختم حضرت مرشدنا اخندزادہ صاحب۔

۱۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰۔

۲۔ سورۃ لایلف قریش پانچ سو مرتبہ ۵۰۰

۳۔ درود مذکور سو مرتبہ ۱۰۰

ختم حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ۔

۱۔ درود شریف مذکور سات مرتبہ ۷۔

۳. حسبنا الله ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر.

سو مرتبہ ۱۰۰۔

درود شریف مذکور سات مرتبہ ۷۔

ختم حضرت علی نبینا وعلیہ الصلوۃ السلام

۱۔ درود شریف مذکور سات مرتبہ۔

۲. وافوض امری الی الله ان الله بصیر بالعباد ۱۰۰ (سو مرتبہ)

۳۔ درود شریف مذکور۔ سو مرتبہ ۱۰۰.....

(ھدایت السالکین ص ۳۰۴.....۳۰۶)

یہ طریقہ ختم (ختم خواجگان) بدعت ہے قرآن وسنت میں اسکا کوئی ثبوت نہیں اور نہ خلفاء راشدین سے اسکا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ کہ کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے "ختم حضرت ابوبکرؓ" پڑھی ہو یا کبھی حضرت عثمان رضی اللہ نے "ختم حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنھما" کی ہو یا حضرت علیؓ نے خلفاء ثلاثہ کی ختم پڑھی ہو۔ یا کسی تابعی یا تبع تابعین میں سے کسی نے یہ فعل کیا ہو کہ خلفاء راشدین کی ختم کی ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ..... (بخاری ص [illegible] ج۱ مسلم ص ۳۰۹ ج۲ مسند ابی داؤد الطیالسی ص ۳۹)۔

اور ارشاد فرمایا فانه من یعش بعدی فسیری [illegible] کثیرا فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ وایاکم والمحدثات فان کلّ محدثة بدعة

[و قال ابو عاصم مرة] واياكم ومحدثات الامور فان كل بدعة ضلالة (سنن دار می ص ۵۹. ابن ماجه ص ۵ . ابو داؤد ص ۲۸۷ ج۲ ترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدع حدیث ۲۶۷۶ ریاض الصالحین ص ۱۱۳ . مسند احمد ص ۱۲۶، ۱۲۷ ج ٤ مشکوة ص ۳۰)۔

اور ارشاد فرمایا ہے :اما بعد فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد ﷺ وشر الامور محدثاتها وكل بدعة ضلالة.(مسلم ص ۲۸۵ ج۱ سنن دارمی ص ۸۵.ابن ماجه ص ٦. مشكوة ص ۲۷. ریاض الصالحین ص ۱۱۹)

اور رسول اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ :

من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد .(بخاری ص ۳۷۱ ج۱ مسلم ص ۷۷ ج۲ . ابو داؤد ص ۲۸۷ ج۲ . ابن ماجه ص۳. مشكوة ص۲۷. مسند احمد ص ۲۷۰ ج٦ . رياض الصالحين ص ۱۱۹)۔

جب یہ عمل ختم خوانجگان خیر القرون مشہود لھا بالخیر میں نہیں تھا تو یہ محدثات الامور میں سے ہے اور ہر محدث بدعت ہے۔اور ہر بدعت ضلالت وگمراہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جن کا رفعت مقام ومرتبہ گزشتہ صفحات میں آپ مطالعہ کر چکے ہیں۔

فرماتے ہیں : اتبعوا ولا تبتدعوا فقد كفيتم .(سنن دارمی ص ۸٤)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی اتباع میں نجات

ہے بدعت میں نہیں لھذا یہ عمل بدعت ہے۔اور بدعت کارِ خیر نہیں۔

تکرار سورت اور بدعت

اس ختم محدث میں ایک عمل اور بھی ہے جو بدعت ہے۔اس میں سورۂ فاتحہ سات مرتبہ؛ سورۂ الم نشرح ۹ مرتبہ،اور سورۂ اخلاص ۱۰۰۰ مرتبہ ہیں اسی طرح سورۂ قریش ۵۰۰ مرتبہ ہے۔

یہ تکرار بدعت ہے۔سلف صالحین میں سے کسی سے ثابت نہیں۔

حضرت حذیفہ بن یمانؓ فرماتے ہیں-

كل عبادة لم يتعبدها اصحاب رسول الله ﷺ فلا تتعبدوها فان الاول لم يترك للاخر مقالا . (الاعتصام كتاب الحوادث والبدع ص ۲۹۷، ۲۹۸ للطرطوشیؒ).

ہر عبادت جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ نے نہیں کی ہو۔سو وہ عبادت نہ کیا جائے ۔کیونکہ پہلے والوں نے بعد والوں کے لئے بات کرنے کا موقع نہیں دیا ہے۔

اہل سنت والجماعت کی تعریف

ہمارے زمانے کے ذاکرین بہت فخر کے ساتھ اپنے آپکو اہل سنت والجماعت کہتے ہیں۔شاید یہ حوالہ انکے لئے تریاق ثابت ہو جائے۔

علامہ ابن کثیر اہل سنت والجماعت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں

واما اهل السنة و الجماعت فيقولون فی كل فعل وقول لم

يثبت عن الصحابةؓ هو بدعة لا نه لو كان خيرا لسبقونا اليه لا نهم لم يتركو اخصلة من خصال الخير الا وقد بادرو االيها

(ابن كثير ص ١٥٦ ج٤)۔

اور اہل السنۃ والجماعت جو ہیں سو وہ ہر فعل و قول کے بارے میں جو صحابہ کرام سے ثابت نہ ہو ۔ کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے۔ اس لئے کہ اگر یہ (فعل و قول) نیکی ہوتی تو وہ ضرور اسکو ہم سے سبقت لے جاتے۔ کیونکہ انھوں نے نیکی کی کوئی عادت نہیں چھوڑی بلکہ اسمیں جلدی کی ہے۔ اور اس پر عمل کیا ہے ۔

اسی تکرار سورت پر جب سلف صالحین نے عمل نہیں کیا تو یہ بدعت ہے اہل سنت اس پر کبھی بھی عمل نہیں کریں گے۔ بشرطیکہ اصل اہل سنت ہوں کیونکہ :

نہ مے باشد مخالف قول وفعل راستان باہم
کہ گفتار قلم باشد زرفتار قلم پیدا

الشیخ علی محفوظؒ لکھتے ہیں

وان تكرار السورة الواحدة فى التلاوة اوفى الركعة الواحدة من البدع المكروهة فان التلاوة لم تشرع على هذا الوجه ولا ان يخص من القرآن شئى دون شئى لا فى صلاة ولا فى غيرها فصار المخصص لها عاملا برأيه فى القصد لله تعالى فقد اخرج

ابن وضاح عن مصعب قال سئل سفيان عن رجل يكثر قراءة (قل هو الله احد) لا يقرأ غيرها كما يقرأها فكرهه وقال انما انتم متبعون فاتبعوا الاولين ولم يبلغنا عنهم نحو هذا وانما انزل القرآن ليقرأ ولا يخص شئى دون شئى وخرج ايضا فى العتبية من سماع ابن القاسم عن مالك رحمة الله انه سئل عن قراءة (قل هو الله احد) مرارا فى الركعة الواحدة فكره ذلك وقال هذا من محدثات الامور التى احدثوا . ومحمل هذا عند ابن رشد من باب الذريعة ولاجل ذلك لم يأت مثله عن السلف . وان كانت تعدل ثلث القرآن كما فى الصحيح فالتكرار عمل محدث فى عمل مشروع الاصل بناء على ما قاله ابن رشد اے ان هذه السورة احتوت على التوحيد ومن يقرؤها

ويتدبرها كانه قرأ ثلث القرآن ومع ذلك كان السلف يكرهون تكريرها والمداومة عليها دون غيرها خشية ان تصير عادة فيدخلها الابتداع (الابدع فى مضار الابتداع ص٤٢.٤٣ كتاب الحوداث والبدع ص٢٩٦)

اور ایک سورۃ کی تکرار تلاوت میں ہو یا ایک رکعت میں ہو مکروہ بدعات میں سے ہے۔ کیونکہ اس طریقہ سے تلاوت مشروع نہیں اور نہ قرآن

کریم میں سے کسی سورت کو دیگر سورت سے خاص کیا گیا ہے نہ نماز میں اور نہ غیر نماز میں۔ سو اسکی تخصیص کرنے والا اللہ تعالی کو ارادہ کرنے میں اپنی رائے پر عمل کرنے والا ہے (جو صحیح نہیں) سو محمد بن وضاحؒ نے مصعب سے ذکر کیا ہے کہ آپ نے سفیان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو (قل ھو اللہ احد) مکرر پڑھتا ہے اسکے علاوہ اسی طرح نہیں پڑھتا۔ تو آپ نے اس کو مکروہ قرار دیا اور فرمایا کہ بیشک آپ اتباع کرنے والے ہیں سو اولین (صحابہ کرام، سلف صالحین) کی اتباع کریں۔ اور ہمیں ان سے اسی طرح نہیں پہنچا۔ اور بیشک قرآن کریم تو پڑھنے کے لئے نازل کیا گیا ہے اور اسی سے کوئی سورت دیگر سورت سے خاص نہیں کی جائیگی اور اسی طرح عتبیہ میں امام مالکؒ سے ابن قاسم کی سماع ذکر کیا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ علیہ سے ایک رکعت میں (قل ھو اللہ احد) مکرر پڑھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے اسے مکروہ قرار دیا اور فرمایا کہ یہ ان امور بدعات سے ہے جو لوگوں نے ایجاد کئے ہیں۔ اور اسکا محمل ابن رشد کے نزدیک (یہ ہے کہ یہ) ذریعہ کے باب سے ہے..... جس کی اصل مشروع ہو لیکن زیادت کی وجہ سے بدعت بن گئی۔ اور اسی وجہ سے سلف سے اس قسم کی نقل نہیں آئی۔ اگرچہ یہ سورت ایک تہائی قران کریم کے برابر ہے جیسا کہ صحیح روایت میں ہے، سو تکرار اصل مشروع عمل میں بدعت کی عمل ہے۔ جیسا کہ ابن رشد نے فرمایا ہے یعنی یہ

سورت اللہ تعالی کی توحید پر مشتمل ہے۔ اور جس نے اسکو پڑھا اور اس میں سوچا گویا کہ اُس نے ایک تہائی قران کریم پڑھ لیا۔ اور اس کے باوجود سلف اسکی تکرار اور اس پر دوام کو کہ اس کے علاوہ نہ پڑھے گا مکروہ جانتے تھے۔ اس خوف سے کہ عادت نہ بن جائے سو اس میں بدعت داخل ہو جائی گی۔

محمد بن وضاحؒ نے باب قائم کیا ہے

باب تخصیص السور والآیات مکروہ پھر حضرت مصعب اور ابن القاسم رحمھما اللہ کی روایتیں ذکر کی ہیں جن کا بیان ہو گیا۔ (کتاب البدع والنھی عنھا ۔ص ۴۳۔۴۴)۔

خلاصہ یہ کہ ختم خواجگان دو وجوہ سے بدعت ہے اول خود یہ طریقہ غیر ثابت ہے دوسری وجہ تکرار سورۃ جس طرح کہ اس میں ہے بدعت ہے۔ جس سے اجتناب نہایت ضروری ہے۔

تنبیہ: جو تکرار منصوص ہے وہ بدعت نہیں بلکہ اب بھی مسنون ہے کوئی غبی اعتراض نہ کریں - جیسا کہ حدیث شریف ہے" عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا ان النبی ﷺ کان اذا آوی الی فراشہ کل لیلۃ جمع کفیہ ثم نفث فیھما فقرأ فیھما قل ھو اللہ احد و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس ثم یمسح بھما .....یفعل ذالک ثلاث مرات "۔

حضرت عروہؒ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت کرتا ہے کہ

نہیں اور اُن سے اشعار سننا بھی جائز ہے۔ خود جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت شرید رضی اللہ عنہ سے امیہ بن ابی الصلت کے اشعار سنے ہیں۔ اور جن اشعار میں مشرکین سے انتقام لینا ہو یا انکی ہجو ہو جیسے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار یا کوئی بیان مسائل اور علمی خدمات ہوں جیسا کہ الفیہ ابن مالک محمد بن عبداللہ ہے جسمیں ایک ہزار (۱۰۰۰) اشعار ہیں نحوی کتاب ہے یا امام ابن قیمؒ کی القصیدۃ النونیۃ وغیرہ ہیں یہ سب جائز ہیں۔

قارئین کرام! رسول اللہ ﷺ نے کیسے شرکیہ اشعار سے منع فرمایا اور صحیح کی مدح کی اب آیئے دور حاضر کی نعت اور خاص کر جو یہ ذاکرین لوگ پڑھتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے!) ایک تو یہ گانے کے طرز پر ہوتی ہیں۔ اور اسی طرح لے اور ترنم سے پڑھی جاتی ہیں اور یہ بالکل بدیھی بات ہے واللہ باللہ کہ بعض گھروں کی عورتیں اور چھوٹے بچے (جب پڑھنے والے یہ پڑھتے ہیں) بطور استھزاء ناچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو بعینہ گانے کے طرز پر ہیں اس کے ساتھ تو ناچنا چاہیے۔

۲) بعض نعتوں میں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہیں اور آپ کو نداء کرتے ہیں۔ اور آپ سے حاجت مانگتے ہیں۔ مثلاً اے پیارے نبیؐ! ترجمہ :۔ میں تیرے در کا ملنگ اور فقیر ہوں مجھے اپنے در کا فقیر رکھ پھر جوتوں کا خادم رکھ۔ کبھی اسی طرح پڑھتے ہیں۔

یارسول اللہ انظر حالنا : یا حبیب اللہ اسمع قالنا

اننی فی بحر غم مغرق : استغث سھل لنا اثقا لنا .

اے! رسول اللہ ہمارے حال پر نظر کیجئے اے اللہ کے دوست ہمارا قول سن لیجئے۔ میں غم کے دریا میں ڈوبا ہوا ہوں۔ ہماری کچھ مدد کر کے ہماری بو جھیں ہلکی کیجئے کبھی اسی طرح پڑھتے ہیں۔

ادر کنی ضیم وانت ذخیرتی : واظلم فی الدنیا وانت نصیری

وعار علی حامی الحمی وھو منجدی : اذاضل فی البید المقال بصیری .

کیا مجھ پر ظلم کیا جائے گا جبکہ آپؐ میرا ذخیرہ ہیں اور کیا دُنیا میں مجھ پر ستم کیا جائیگا جبکہ آپ میرے مددگار ہیں؟ حضور غوث پاک کی پشت پناہ ہوتے ہوئے اگر جنگل میں میرے اونٹ کی رسی گم جائے تو یہ بات محافظ کے لیے باعث عار ہے۔ (ماہنامہ السیف الصارم لاہور جنوری ۱۹۹۷ء ص ۱۶) کبھی اسی طرح گوھر افشانی کرتے ہیں

بکار خویش چرانم اغثنی یا رسول اللہ پر یشانم پر یشانم اغثنی یا رسول اللہ (ماھنامہ السیف الصارم لاھور جنوری ص ۳۲) کبھی یوں راگ آلاپتے ہیں :

ترجمہ : اے مدنیؐ میں تیرے ہی در کا فقیر ہوں میرے حال پہ کرم کی نگاہ فرمایئے۔

قارئین کرام! چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ ان اشعار کے پڑھنے کے لئے

ان اشعار کے پڑھنے سے جواز استفادہ کرنا خالص جہالت ہے میں نے بعض نعتوں کے سرنامے ذکر کئے جن سے شرک مترشح ہے جو ناجائز ممنوع اور احداث فی الدین ہے **والناس عنه غافلون ۔ والشعراء يتبعهم الغاون الم تر انهم فی کل واد يهيمون وانهم يقو لون مالا يفعلون الاالذين آمنو ا** (شعراء آلاية ۲۲٤...۲۲۷)

۵۹ اس میں تصنع ہوتا ہے

اس ذکر میں یہ لوگ سینے کی غدود ہلاتے ہیں۔ اور لوگوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ یہ لوگ تو بہت بڑے ذاکرین ہیں یہاں تک کہ انکے دل اور سینے تو ہم خود دیکھتے ہیں کہ کثرت ذکر سے ہلتے ہیں۔ خدا کے بندو! واللہ باللہ یہ محض بناوٹ اور کرتب ہے۔ ایک ذاکر کو ان لوگوں کی خباثتیں معلوم ہو کر نادم ہوا۔ اور توبہ تائب ہو کر ہمارے پاس آیا۔ تو باتوں باتوں میں اسنے ہم کو کہا کہ یہ لوگ جب ذکر کرتے ہیں تو انکے سینوں کے غدود ہلتے ہیں عوام باور کرتے ہیں کہ یہ لوگ تو یاد الٰہی میں انتہاء تک پہنچ چکے ہیں کہ انکے دل ہم دیکھتے ہیں کہ خوب ذکر میں سرشار و بے قرار ہیں۔ خوب ہلتے ہیں۔ لیکن یہ ایک کرتب ہے ۔ پریکٹس ہے اور کوئی چیز نہیں۔ اُس نے کہا آؤ میں عملی طور پر دکھادوں۔ دیکھو میں اللہ اللہ نہیں کرتا بلکہ حلوا حلوا کرتا ہوں تو غدود ہلتے رہینگے۔ میں ذکر کرونگا یہ برقرار ہونگے نہیں ہلیں گے۔ میں بالکل خاموش رہونگا اور یہ بے قرار ہو کر خوب چھلانگیں لگائیں

گے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے است
بس بہ ہر دستے نہ باید داد دست

اے خداوندا یہ تیرے سادھا دل بندے کدھر جائیں
کہ سلطانی بھی عیاری ہے درویشی بھی عیاری

خدارا اے سادھے لوگو! اگر کچھ نہیں سمجھتے تو دیکھو ہم قرآن و سنت کی طرف رجوع کرتے ہیں :۔ فرمان الٰہی ہے۔

الذين آمنوا و تطمئن قلوبهم بذكر الله الابذكر الله تطمئن القلوب۔ (رعد آلاية ۲۸)

وہ لوگ جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔

یہ تو نہیں فرمایا کہ و تحرک قلوبهم بذكر الله الابذكر الله تحرک القلوب۔

سالک نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

مفسر صاحب خازن لکھتے ہیں :۔ **والسكون انما تكون بقوة اليقين والا ضطراب انما يكون بالشك** (خازن ص ٦٥ ج ۲) بیشک اطمینان قوت یقین کی وجہ سے ہوتا ہے اور اضطراب (بے قراری) شک

کی وجہ سے ہوتا ہے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ بیان القران مسائل السلوک میں لکھتے ہیں قولہ تعالی الا بذکر اللہ تطمئن القلوب روح میں ہے کہ اس اطمینان کا سبب ایک نور ہے جسکو اللہ تعالی مؤمنین کے قلب پر فائز فرماتا ہے۔ جس سے پریشانی اور وحشت جاتی رہتی ہے (بیان القرآن ص ۵۰۵ ج ۱)

جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے جو ذکر کا فرد کامل ہے تو آپ کی شان یہ ہوتی کہ ولصدرہ ازیز کازیز المرجل (مسند الامام احمد ص ۲۵، ۲۶ ج ٤ ابو داؤد ص ۱۳۷ ص ج ۱ نسائی ص ۱۷۹ ج ۱)۔

اور آپ کے سینے کے لئے ہانڈی کے جوش مارنے جیسی آواز ہوتی۔

ذکر اذکار زبان سے ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ ہم کو نسا حال بنائیں؟

فقال لیتخذ احد کم قلباً شاکراً ولساناً ذاکراً (الحدیث).

ابن ماجہ ك۹ ب ۵ ح ۱۸۵٦ .ترمذی ك ٤۸ .ب ۱۰ ح ۳۰۹٤)

مسند احمد ص ۲۷۸، ۲۸۲، ۳٦٦ ج ۵)۔

سو آپ ﷺ نے فرمایا، چاہئیے کہ تم میں سے ہر ایک شکر گزار دل اور ذکر والی زبان بن جائے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ لایزال لسانك رطبا بذکر اللہ .(ترمذی ك ٤۹ ب ٤ ح ۳۳۷۵ .ابن ماجہ ك ۳۳ ب ۵۳ ح ۳۷۹۳)۔

تمہاری زبان ہمیشہ اللہ تعالی کے ذکر سے تر ہو اسی طرح رسول

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وتعمل لسانك فی ذکر اللہ (مسند الامام احمد ص ۲٤۷ ج ۵) اللہ تعالی کے ذکر میں تمہاری زبان چلتی رہے۔ احادیث ثلاثہ میں محل ذکر زبان بتایا ہے۔ ۱ .لسانك ذاکر. ۲ .لسانك رطبا بذکر اللہ .۳ . وتعمل لسانك فی ذکر اللہ

ذکر اذکار کے تین اقسام

مفسرین لکھتے ہیں کہ ذکر کے تین اقسام ہیں ذکر باللسان۔ ذکر بالقلب اور ذکر بالجوارح۔ ان تین قسم کے ذکر بیان کرنے سے انشاء اللہ یہ صاف معلوم ہو جائے گا کہ دل کا ذکر کیا ہے آیا یہ ذکر ہے جو یار لوگوں نے سجاوٹ و بناوٹ کر کے اختیار کیا ہے۔ یا کوئی اور قسم کا ذکر ہے۔ یاد رکھیئے کہ زبان کا جو ذکر ہے وہ قلب اور جوارح نہیں کر سکتے۔ اور اسی طرح جوارح کا جو ذکر ہے وہ باقی دونوں نہیں کر سکتے۔ مطلب ہر ایک دوسرے کا ذکر نہیں کر سکتا۔

علامہ آلوسی روح المعانیؒ سورۂ بقرہ آیت فاذکرونی اذکرکم کی تفسیر میں لکھتے ہیں :۔ فاذکرنی بالطاعة قلباوقالبافیعم الذکر باللسان والقلب والجوارح فالاول کما فی المنتخب . الحمد والتسبیح والتحمید وقراءۃ کتاب اللہ تعالی .

والثانی (ای الذکر بالقلب عبدالمقدس) الفکر فی الدلائل الدالة علی التکالیف والوعدوالوعید وفی الصفات الالهیة

والاسرار الربانية والثالث استغراق الجوارح فی الاعمال المأمور بهاخالية عن الاعمال المنهی عنها.....

(روح المعانی ص ۱۹ ج ۲.

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اما الذکر فقدیکون باللسان وقد یکون بالقلب وقد یکون بالجوارح فذکر هم ایاه باللسان ان یحمدوه ویسبحوه ویمجدوه ویقرؤا کتابه وذکرهم ایاه بقلوبهم علی ثلاثه انواع. احدها ان یتفکروا فی الد لائل الدالةعلی ذاته وصفاته..... وثانیهاان یتفکروا فی الدلائل الدالة علی کیفیته واحکامه واوامره ..... وثالثها ان یتفکر وافی اسرارمخلوقات اللهتعالٰی.....(تفسیر کبیر ص ۱۶۱ ج ٤)

علامہ صوفی خازنؒ لکھتے ہیں

قیل الذکر یکون باللسان وهوان یسبحه ویحمده ویمجده ونحو ذلك من الا ذکار. ویکون بالقلب وهوان یتفکر فی عظمةالله تعالٰی وفی الدلائل الدالة علی وحدانیة ویکون بالجوار ح وهوان تکون مستغر قة فی الاعمال التی امروابها مثل الصلاة وسائر الطاعات التی للجوارح فیها فعل

(خازن ص ۱۰۲ ج ۱)

دو حوالے اور ذکر کرتا ہوں جس سے مندرجہ بالا تین تفسیروں کی عبارات کا حاصل مطلب و معنی بھی حل ہو جائیگا۔

مشہور غیر مقلد عبد القہار دہلوی صاحب لکھتے ہیں :۔ ذکر تین طرح پر ہوتا ہے ایک زبان سے جیسے تسبیح تہلیل تحمید تمجید وغیرہ اذکار منقولہ وادعیہ مأثورہ کا پڑھنا پڑھانا۔ دوسرا دل سے یعنی اللہ تعالی کے بدائع مخلوقات و عجائب مصنوعات میں آسمان وزمین وغیرہ مخلوقات کی پیدائش وصنعت میں غور وفکر تدبر و تفکر کرنا ان کو اللہ تعالی کی وحدانیت کی دلیل سمجھنا ۔ تیسرا جوارح یعنی اعضاء مامورات کو بجالانا اور شبہات سے بچنا جیسے نماز روزہ وغیرہ طاعات وحسنات میں مشغول ومنہمک رہنا ہر حکم اپنے وقت پر بجالانا ہی ذکر اور شکرِ الٰہی ہے (تفسیر ستاری ص ۳۶ ج ۱)۔

مشہور بریلوی احمد رضا خان کے شاگرد محمد نعیم الدین بریلوی لکھتے ہیں۔ انکا حوالہ شاہد زیادہ معتبر ہوگا اس لئے کہ یہ ذاکرین بریلوی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ چھوٹوں اور اتباع کو معلوم نہ ہو اس لئے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم دیوبندی ہیں۔ اور علما ہے دیوبند کے بیچ بھی لگائے ہیں۔ ان اذناب کو چاہئیے کہ ماھنامہ السیف الصارم جنوری ۱۹۹۷ء بار بار مطالعہ کریں۔ انشاء اللہ خوب سمجھیں گے کہ انا کنا عن هذاغافلین .

نعیمی صاحب لکھتے ہیں

ذکر تین طرح کا ہوتا ہے ۱۔ لسانی ۲۔ قلبی ۳۔ بالجوارح ذکر لسانی تسبیح تقدیس ثناء وغیرہ بیان کرنا ہے۔ خطبہ توبہ استغفار دعاء وغیرہ اس میں داخل ہے ذکر قلبی۔ اللہ تعالی کی نعمتوں کا یاد کرنا اسکی عظمت وکبریائی اور

اسکے دلائل قدرت میں غور کرنا۔ علماء کا استنباط مسائل میں غور کرنا بھی اسی میں داخل ہے ذکر بالجوارح یہ ہے کہ اعضاء طاعت الٰہی میں مشغول ہوں جیسے حج کیلئے سفر کرنا یہ ذکر بالجوارح میں داخل ہے (تفسیر نعیمی ص ۳۵) خلاصہ یہ کہ سینے کی غدود ہلانا اور جاہلوں کو یہ باور دلانا کہ دیکھو کتنے بڑے ذاکرین ہیں۔ یہ صرف بناوٹ ہے تصنع ہے آپ نے قرآن وسنت کے دلائل پڑھکر پانچ مفسرین کی تصریحات پڑھ لئے کسی ایک نے بھی اس کیفیت محدثہ کو ذھاب نہیں کیا ہے اور بھی اسمیں کئی تصنع ہیں :

۱۔ پیر صاحب کسی سے آنکھیں دوچار نہیں کرتا

۲۔ بار بار کچھ دیر کے بعد پیر اپنے آپکو حرکتیں دیتا ہے۔ کبھی ہو ہو کر کے توجہ دیتا ہے کبھی انگلی سے توجہ دیتا ہے اور کبھی چادر سے۔ جو سب خانہ ساز چیزیں ہیں خدا ان آدم روئے ابالسہ سے بچائے اور خداوند قدوس انکو بھی ھدایت سے مالامال کر کے ان بدعات ومحدثات سے بچائیے آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم۔

۶) اس میں بلند آوازیں ہوتی ہیں

بلند آواز سے بغیر ضرورت کے تو خداوند کریم نے ہم کو ویسا بھی منع کیا ہے فرمان الٰہی ہے۔

واغضض من صوتك ان انكر الا صوات لصوت الحمير (لقمان ۱۹) اور اپنی آواز نیچے کر بیشک بُری آواز گدھے کی آواز ہے جانوروں میں

سب سے زیادہ مکروہ آواز گدھے کی ہے جو بہت شور مچاتا ہے۔ الحمد اللہ لیس لنا مثل السوء ہم انسان ہیں ہمارے لئے بری مثال نہیں۔ یہ تو عام معاشرے کی بات ہے۔ اور مسجد میں تو آوازیں بلند کرنا اور بھی زیادہ قبیح ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مؤذن (حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ) جس نے آذان میں آواز کو بہت زیادہ بلند کیا کو فرمایا کہ میں ڈرتا تھا کہ تیرا حلق پھٹ جائے گا یہ زجر کے الفاظ ہیں قال عمر لمؤذن

تكلف رفع الاذان باكثر من طاقة لقد خشيت ان ينشق مريطاؤك

(تفسیر القرطبی ص ۷۱ ج ۱۴) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد کیا ہے کہ

۔وایاکم وھیشات الاسواق ۔(مسلم ص ۱۸۱ ج ۱۔ ابوداؤد ص ۱۰۵ ج ۱۔ ترمذی ص ۵۳ ج ۱۔ مسند احمد ص ۴۵۷ ج ۱۔) اور اپنے آپ کو بازاروں جیسی شور وشغب سے بچائیں اور مطلب یہ ہے کہ مسجد میں ایسا شور نہ مچاؤ جیسا کہ بازاروں میں ہوتا ہے ۔(درس ترمذی ص ۴۸۷ ج ۱)۔

قاضی شمس الدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں

اے لاترفعوا اصواتكم فى المساجد كما يرفع فى الاسواق .

(کشف الودود شرح ابی داؤد ص ۵۳ ج ۱)

اپنی آوازوں کو مساجد میں بلند نہ کریں جیسا کہ بازاروں میں بلند کی جاتی ہیں۔

مسجد میں آواز بلند کرنا ناجائز ہے بلکہ حرام ہے ہاں علم سیکھنے والوں کیلئے جائز

کرے۔اور بھی کئی احادیث ہیں جو مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۰۹، ۳۱۰ ج ۲ الترغیب، والترھیب ص ۱۲۲، ۱۲۳ ج ۱ نے ذکر کی ہیں۔ اللہ تعالی ہمارے مساجد اور متولیان مساجد کو ہدایت کر کے توفیق دے کہ ان مساجد میں اس قسم کے اعلانات سے اپنے آپکو بچائیں۔

قارئین کرام! تو یہ طریقہ ذکر جو ہمارے زمانے میں مروجہ ہے اس لئے بھی بدعت ہے کہ ان سے مسجد میں آوازیں بلند ہو کر شور و غل بن جاتا ہے جو مساجد کے شایاں شان بھی نہیں۔ اور یہ مساجد میں حرام بھی ہیں۔ خدا وند تعالی ان لوگوں کو راہ راست پر لگائیں

آمین وصلی اللہ علی النبی الا می الا مین .

۷) اس میں بے معنی الفاظ ہوتے ہیں

اول میں "کلمہ توحید" پوری پڑھی جاتی ہے۔ پھر اس میں تغیر کی جاتی ہے۔ کبھی ھواللہ، کبھی صرف ھو! اور کبھی ہاہا اور ہای ھو! وغیرہ الفاظ رہ جاتے ہیں جو خالص بے معنی الفاظ ہیں اور یہ لوگ پھر بھی اسے ذکر جانتے ہیں فھدھم اللہ ،ای علم افسدوا۔ اگر آپ یقین نہیں کرتے تو آؤ گھر کی بھیدی سے سنو۔

پیر سیف الرحمن ارچی لکھتا ہے :

فتتدیجری علی لسانہ اللہ، اللہ، اللہ۔ اوھو، ھو، ھو او لا، لا، لا، اوآہ، آہ، آہ، اوعا، عا، عا۔ اور آ، آ، آ، او۔۔۔۔۔۔ اوھا، ھا، ھا۔

اس کی زبان سے کبھی اللہ، اللہ، اللہ۔ جاری ہوتا ہے اور کبھی اسکی زبان پر بے اختیار ہو، ہو، ہو، ہو۔ جاری ہوتا ہے۔ اور کبھی لا، لا، لا، اور کبھی آہ، آہ، آہ، اور ہا، ہا، ہا، اور آ، آ، آ، اور کبھی..... اور ہاہ، ہاہ، ہاہ، (آگے اور بھی الفاظ لکھے جاتے ہیں) مثلاً اللہ ہو، ہو اللہ، ھو عا، عا آ، آ ہو، لا آ، آ ہا اللہ ہا۔ وغیرہ تخبیط (یتخبطہ الشیطان من المس، عبدالمقدس) اس کی زبان پر جاری ہوتے ہیں۔

(ھدایت السالکین ص ۲۳۷)

و من یکن الشیطان لہ قرینا فساء قرینا اگر ذکر الھی اسی کا نام ہے فانی بحمداللہ لہ منکر " ھلموا شھودا و اشھدوا کل مشھد کون ان لوگوں کو سمجھائے ۔ فرمان الھی ہے، قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم (آل عمران - ۳۱) اللہ تعالی کا تم سے محبت کرنا رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں ہو سکتا ہے لھذا تم رسول ﷺ کی اتباع کرو۔

لا یؤ من احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ (مشکوۃ ص ۳۰)

آپ میں سے ایک فرد بھی اس وقت تک مؤمن نہیں بن سکتا جب تک اسکی خواہش میرے لائے ہوئے دین کی تابع نہ ہو رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی اسی طرح ذکر نہیں کیا کہ الفاظ کچھ سے کچھ بن گئے ہوں والخیر کلہ

فی الابتداء لا فی الابتداع لیکن ان لوگوں نے اس کے لئے جواب تیار کیا ہے کہ یہ غلبۂ وارد کی وجہ سے ایسے ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں ہشام بن عروہ کا قول کافی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے 'لا تسألوا الناس عما احدثوا فانهم قد اعدوا له جوابا و لكن سلوهم عن السنة (اصول السنة لرد البدعة ص ٦٨ للمرشدی الشیخ محمد طاهر نور الله مرقده)

لوگوں سے انکی بدعات کے بارے میں (دلیل) نہ پوچھو۔ انھوں نے تو اسکے لئے کوئی جواب تیار کیا ہوگا لیکن ان سے سنت کے بارے میں پوچھو کہ آیا یہ سنت ہے؟

بدعات سے اجتناب کے بارے میں جتنی تقریر گزر چکی ہے وہ وہاں دیکھنا ضروری ہے۔

مولانا محمد بن بیر علیؒ ان لوگوں کے بارے میں لکھتے ہیں

و يغيرون ذكر الله تعالى ثم يتلفظون بالفاظ مهملة و هذيانات كريهة مثل هاى و هوى و هى و هيا يقول لا محالة هولاء اتخذوا دينهم لهوا و لعبا وان لم يكن له ممارسة فى علم الفقه و علم تفصيلى بحالهم فويل للقضاة والحكام حيث يعرفون هذا و يشاهدون و لا ينكرون و لا يغيرون مع قدرتهم عليهم بل يخافون منهم و يلتمسون الدعاء (طريقه محمديه ص ٢٦٧ ج ٢)

اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بدلتے ہیں اور مہمل، بے معانی اور مکروہ، بے ہودہ

الفاظ بولتے ہیں مثلاً ہائی اور ہوی اور ھی اور ھیا۔ ضرور جس کے لئے اگر بہ بھارت علم فقہ اور لوگوں کی تفصیلی حال کا پتہ بھی نہ ہو کہے گا کہ ان لوگوں نے اپنی دین کو لھو و لعب بنا رکھا ہے۔

(پھر ہر سر اقتدار لوگوں کو بددعاء کرتے ہوئے لکھتے ہیں)۔ سو ان قاضیوں اور حکام کے لئے ہلاکت ہو جو یہ جانتے اور دیکھتے ہوئے اس پر انکار نہیں کرتے اور اس کو قدرت و طاقت رکھتے ہوئے تبدیل نہیں کرتے بلکہ ان سے ڈرتے ہیں اور ان سے دعاء کی درخواستیں کرتے ہیں

اسی طرح طریقہ محمودیہ ص ۳۸۰ ج ۴ بھی نہایت قابل دید ہے

خداوند قدوس ان لوگوں کو اس خود ساختہ بے معنی عبادت سے نجات دیکر راہ راست پر گامزن کریں آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الامین۔

(۸) اس میں کودنا اچھلنا ہوتا ہے

قارئین کرام وہ کونسی عبادت ہے جس میں کودنا اچھلنا ہوتا ہے۔ ہماری شریعت میں اس کی کوئی مثال نہیں۔ واللہ یہی کودنا اچھلنا تو جانوروں اور خاصکر گدھے کا کام ہے اسکی پوری تفصیل انشاء اللہ العزیز وجد دلانے میں آئندگی جہاد کے لئے تیاری پر اس کا قیاس صحیح نہیں اس لئے کہ ان لوگوں نے تو اپنا دین لھو و لعب بنا رکھا ہے۔ اتخذوا دينهم لهوا ولعبا۔ بلکہ یہ عمل تو من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد (مسلم ص ۔۔۔ ج ۲) میں داخل ہے اور جہاد کیلئے تیاری تو حکم خداوندی ہے۔ واعدوا لهم

محمد بن محمد بن محمد العبدریؒ لکھتے ہیں

فصل : و ینبغی له ان یمنع من یرفع صوته فی حال الخطبة فی المسجد لان رفع الصوت فی المسجد بدعة (مدخل ص ۲۲۲ ج ۲)۔ اور اس (صاحب قدرت حاکم) کے لئے ضروری ہے کہ مسجد میں خطبہ پڑھنے کی حالت میں آواز بلند کرنے سے منع کرے کیونکہ مسجد میں آواز بلند کرنا بدعت ہے۔

قارئین کرام! خلاصہ یہ ہے مسجد میں آواز بلند کرنا مسجد کی بے حرمتی ہے اور یہ بدعت ہے۔ کوئی جاہل یا متجاہل مسجد میں آذان کے بارے میں اعتراض نہ کرے کہ یہ تو بآواز بلند دی جاتی تو یہ بدعت ہوگی۔ کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے ' باب رفع الصوت بالنداء'۔ آذان سے مقصد اعلام ہے اور اعلام کا تقاضا ہے کہ اس کو جھرا کہا جائے۔ آذان دینے پر آواز کو بلند کرنا۔ پھر حدیث نقل کی ہے کہ رسول ﷺ نے ابو سعید خدریؓ کو ارشاد فرمایا کہ فارفع صوتک بالنداء۔ سو اذان پر اپنی آواز بلند کرو (بخاری ک ۱۰۔ ب ۵ ح ۶۰۹)۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو ارشاد کیا کہ انگلیوں کو کانوں میں رکھو فانہ ارفع لصوتک۔ (ابن ماجہ ک ۳ ب ۳ ح ۷۱۰۔ سو یہ تمھاری آواز کے لئے اور بلند کرنے والا ہے۔

۱۰) اسمیں اطمینان اور وقار جاتا ہے

ں ذکر محدث میں کبھی ہاتھ مارتے ہیں کبھی پاؤں مارتے ہیں کبھی چلا چلا کر خوب بلند آوازیں نکالتے ہیں جیسے کہیں چراگاہ میں مست مدھے اکٹھے ہوگئے ہیں۔ اور مجنونوں جیسی حرکتیں کرتے ہیں۔ قرآن کریم ان لوگوں پر اول سے آخر تک پڑھو تو جوش وخروش بس نہیں آتے اپنی نامناسب حرکتیں شروع نہیں کرتے۔ اور جب وئی ترنم کے ساتھ کچھ اشعار' نعت بطرز گانا واللہ باللہ بطرز گانا پڑھتے ہیں۔ تو یہی لوگ خوب کودتے اچھلتے ہیں اور چھلانگیں مارتے ہیں۔ اور واللہ باللہ رقاصوں کی طرح خوب رقص کرتے ہیں بلکہ ہم نے مجلس ذکر میں انکو ہاتھوں میں چمٹیں بجاتے ہوئے دیکھا ہے جن کے ساتھ گھونگھرو بھی ہوتے تھے بلکہ میں نے والذی نفسی بیدہ ایک جگہ ایک پیر کے ذکر خانے میں طنبورہ۔ طبل اور رباب وغیرہ لٹکے دیکھے ہیں۔ میں نے مجلس ذکر دیکھی چٹائیاں بچھی ہوئی تھیں اور یہ لوگ ان پر یہی ذکر محدث معصیت بر معصیت کرتے تھے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اور یہ لوگ :

علامہ نے انہی لوگوں کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے کہ :

تلی الکتاب فاطرقوا لا خیفةٌ لکنه اطراق ساه لاهی
واتی الغناء فکالحمیر تناهقواً واللہ مارقصوا لاجل اللہ

هو طاعة هو قربة هو سنة — صدقو الذالك الشيخ ذى الاضلال

شيخ قديم صادهم بتحيل — حتى اجابو ا دعوة المحتال

هجرو الد القرآن والا خبار — والآ ثار اذ شهدت لهم بضلال

ورأو اسماع الشعر انفع للفتى — من اوجهٍ سبعٍ لهم بتوال

تا الله ما ظفر العدو بمثلها — من مثلهم واخيبة الآ مال

(اغاثة اللهفان ص ۲۳۲ ج ۱)

(۱۱) اس میں تضییع مال ہوتا ہے

یہی لوگ ذکر کرتے کرتے وجد میں بلکہ تواجد میں آتے ہیں اور پھر زیادہ جوش وخروش میں آکر کپڑے پھاڑتے ہیں اور پھینکتے ہیں جو حرام ہے کیونکہ اپنے مال کو ضائع کرنا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے فرمان الٰہی ہے ولا تسرفو انه لا يحب المسرفين (انعام آیۃ ۱۴۱ اعراف آیۃ ۳۱) اور اسراف نہ کرو بیشک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ علماء کرام فقہاء امت محدثین عظام اور مفسرین نے اس عمل کا زوردار الفاظ میں رد کیا ہے۔

علامہ آلوسی بغدادی لکھتے ہیں

وكذلك نتف الشعور وضرب الصدور وتمزيق الثياب ـ محرم لما فيه من اضاعة المال وأى ثمرة لضرب الصدور نتف

الشعور وشق الجيوب الا رعونات صادرة عن النفوس (روح المعانی ص ۷۳ ج ۲۱)۔

اور اسی طرح بال نوچنا اور سینے مارنا اور کپڑے پھاڑنا حرام ہے اس لئے کہ اس میں مال ضائع کرنا ہوتا ہے اور سینوں کو مارنے، بال نوچنے اور گریباں پھاڑنے سے کیا فائدہ ہے؟ مگر بے وقوفیاں ہیں جو نفسوں سے صادر ہوتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ بے وقوف ہیں اور مال کے ضائع کرنے والے ہیں۔

علامہ ابن الجوزیؒ لکھتے ہیں

فاما التخبط وتخريق الثياب والصياح فليس من قانون الشرع ولذالك أمر بخفض الصوت وغضه و قد قال الله تعالى ان انكر الاصوات لصوت الحمير و نهى عن اضاعة المال وهل نهت الشريعه عن شرب العقار الا لما يؤ ذى اليه من الفساد وانما الشريعة وقار وسداد (كتاب القصاص و المذكرين ص ۹۶.) اور ہر کہ دیوانگی، کپڑے پھاڑنا اور چلانا ہے سو یہ قانون شریعت میں سے نہیں اور اسی وجہ سے تو آواز کم کرنے اور پست کرنے کا حکم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ بیشک بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے ۔ اور مال ضائع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور شریعت نے شراب پینے سے اس لئے منع کیا ہے۔ کہ یہ فساد تک مؤذی ہیں اور شریعت وقار اور

الصوت وتخريق الثياب مكروه عند الذكر فما ظنك عند سماع الغناء الحرام انتهى كلام (مکتوبات شیخ عبد الکریم بابا ص ٤٦)

بھیڑ کی شکل میں بھیڑیا کیا لکھتا ہے؟

قارئین کرام! ذرا سوچیں اور موازنہ کیجئے۔

صاحب بحر الرائق جو مشہور حنفی المسلک اور شارح کنز الدقائق ہیں۔

.....

ابو حنیفہؒ ثانی سے مشہور ملقب ہیں۔ اسی طرح عالمگیری بھی علماء احناف کثر اللہ سوادھم کا مشہور فتاوی ہے اور باقی دو اولیاء کرام بھی حنفی ہیں۔

علماء احناف اور اولیاء کرام کیا فرماتے ہیں۔ وہ تو فرماتے ہیں کہ یہ کپڑے پھاڑنا حمقاء صوفیاء کا کام ہے۔ اور یہ دین میں مکروہ کام ہے اور اس سے ان لوگوں کو منع کیا جائے گا۔ امام سرخسیؒ بھی مشہور حنفی ہیں۔ سیر کبیر جو آپ کی املاء سے ہے آپ نے بھی یہی کچھ لکھا ہے۔ سیر کبیر بھی محمد بن الحسن الشیبانی کی کتاب ہے جو امام اعظمؒ کا مشہور شاگرد ہے۔ انشاء اللہ بعد میں روح المعانی قرطبی اور تلبیس ابلیس سے بھی یہی کچھ نقل کرتا ہوں۔ یہ تمام علماء دین جو اعلام دین ہیں لکھتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں بے وقوف صوفیاء کا کام ہے۔ اور دور حاضر میں ایک پیر سیف الرحمٰن نامی اپنی کتاب میں کیا لکھتا ہے ملاحظہ فرمائیے :۔

اکثر اوقات اولیاء کرام پر دیوانگی اور وجد کی کیفیت غالب ہوتی ہے حتی کہ وہ اپنے وجود سے فانی ہو جاتے ہیں۔ پس ان سے ایسے احوال اور افعال صادر ہوتے ہیں کہ اگر باہوش آدمی سے یہی افعال اور احوال صادر ہو جائیں ۔ تو لوگ ان پر حکم کریں گے کہ یہ آدمی عقل و دانش کے دائرہ سے خارج ہے اور انکے افعال کو دیوانوں اور مجانین کے افعال سے ملحق کریں گے مثلاً وہ رقص و دوران کرتے رہیں گے اور اپنے کپڑوں کو پھاڑتے رہیں گے لیکن یہ نیک اور شریف حالت ہے..... علامہ یافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ شبلیؒ کو دیکھا کہ کھڑے ہیں اور تواجد کرتے ہیں اور کپڑوں کو پھاڑ دیا ہے اور شعر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے کپڑوں کو آپ کے عشق میں پھاڑ دیا حالانکہ میرا کپڑوں کے پھاڑنے کا ارادہ نہیں تھا۔ میرا تو دل پھاڑنے کا ارادہ تھا۔ لیکن دل کے بجائے میرے ہاتھ نے کپڑوں اور گریبان سے ٹکرلی۔ اگر میرے گریبان کی جگہ میرا دل ہوتا تو یقیناً پھاڑنے کے لئے دل ہی مستحق تھا (ھدایت السالکین ص ۲۳۶،۲۳۳)۔

اولیاء کرام کے احوال

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں اولیاء کرام کے احوال اور افعال دیوانوں اور مجانین کی طرح کبھی بھی نہیں بناتا بلکہ ان کے احوال و افعال خود قرآن کریم نے بیان کئے ہیں (۱) یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموت والارض ربنا ماخلقت

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک ایسی فصیح وبلیغ نصیحت کی جس سے دل ڈر گئے اور آنکھیں روئیں۔

قارئین کرام جب وعظ ونصیحت کرنے والا سید الانبیاء و المرسلین ہوں اور مخاطبین صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہوں اور وہ چیختے نہیں، چلاتے نہیں، کپڑے نہیں پھاڑتے ،رقص نہیں کرتے تو پھر چہ نسبتِ خاک را بعالم پاک۔

فخلف من بعد هم خلف اضاعوالصلوٰة واتبعو االشهوات .

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی حدیث شریف ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا۔ ان الله امرنی ان اقرا علیك لم یکن الذین کفر وا قال وسمانی؟ قال نعم فبکی

دوسری روایت میں ہے.....ان اقرا علیك القرآن قال ابی الله سمانی لك ؟ قال الله سماك لی فجعل اُبیّ یبکی تیسری روایت میں الفاظ اسی طرح ہیں ۔ان اقرأ ك القرآن قال الله سمانی لك قال نعم قال وقد ذکرت عند رب العلمین قال نعم فذرفت عیناه

(بخاری ص ۷۴۱ ج ۲)۔

کہ اللہ تعالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپکو سورۃ بینہ۔ قرآن کریم سناؤں حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے میرا نام آپکو لیا ہے ؟رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اللہ تعالی نے مجھے آپ کا نام لیا ہے

سو حضرت ابی بن کعبؓ (زیادہ خوشی سے) رونے لگے..... حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا کہ میرا ذکر رب العالمین کے پاس ہو گیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ تعالی نے آپکا نام لیا ہے آپکا ذکر وہاں ہو گیا ہے سو آپ کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں یہاں بھی جب حضرت کعب سمجھے کہ میرا ذکر خالق کائنات نے میرا نام لے کر کیا ہے تو چیخنے پکارنے اور کپڑے پھاڑنے پر نہیں آئے بلکہ رونے لگے ۔ تو کپڑے پھاڑنا وغیرہ عمل : من بعد هم خلف والوں کا عمل ہے جسکے اثبات کے لئے سیف الرحمٰن ارچی کوشش کرتا ہے قرآن وسنت سے دور ادھر اُدھر کی باتوں سے تنکوں کا پل بناتا ہے قرآن وسنت اور عمل صحابہ میں دکھانے سے دامن خالی ہے۔ خداوند قدوس سے التجاء ہے کہ یاالٰہی اسکو ھدایت نصیب فرمانصیب فرما ورنہ پھر ومن لم یکفیه ذان فلا کفاه الله شر حوادث الا زمان . ہاں اس نے رسول اللہ ﷺ پر افتراء کیا ہے جسکا بیان انشاء اللہ العزیز عنقریب آنے والا ہے۔

سید محمود الآلوسیؒ لکھتے ہیں

واما الصیاح والتغاشی ونحوهما فتصنع ورياء فان کان ذلك عن حال لا یقتضیهما فاثم الفاعل من جهتین احداهما ایها مه الحال الثابتة الموجبة لهما . والثانیة تصنعه ورياء وان کان عن مقتض ثم اثم رياء لاغیر وکذلك نتف الشعور وضرب الصدور

و تمزیق الثیاب محرم لما فیه من اضاعة المال و ای ثمرة لضرب الصدور ونتف الشعور وشق الجیوب الا رعونات صادرة عن النفوس .(روح المعانی ص ۷۳ ج ۲۱).

اور ہر کہ چیخنا چلانا۔ اور اپنے آپکو بے ہوش کرنا ہے اور یا اس کے مانند سو یہ تصنع اور ریاء کاری ہے۔ پس اگر یہ ایسے حال سے ہو جو ان دونوں کا مقتضی نہ ہو۔ سو یہ فاعل دو وجود سے گنہگار ہوا۔ ایک یہ کہ ان دونوں کے لئے حال ثابتہ جو ان دونوں کے لئے سبب وجود ہے دوسروں کو وہم ڈالنا ہے (کہ در حقیقت سبب جو ان دونوں کے لئے مقتضی ہے موجود نہیں اور یہ دعوی کرتا ہے) اور دوسرا اسکا تصنع اور نمود ہے۔ اور اگر یہ حال مقتضی کی وجہ سے ہو تو صرف ریاء کاری کی وجہ سے گنہگار ہے۔ اور اسی طرح بال اکھیڑنا سینے مارنا اور کپڑے پھاڑنا حرام ہے کیونکہ اس میں مال کا برباد کرنا ہے اور سینے مارنے۔ بال اکھیڑنے اور گریبان چیرنے کا کچھ فائدہ نہیں۔ مگر بے وقوفیاں ہیں کہ نفسوں سے صادر ہوتی ہیں -

جاہل صوفیوں کا استدلال اور مولانا عبد الماجد

مولانا دریابادیؒ سورۃ اعراف آیت والقی الالواح کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ بعض جاہل صوفیہ نے ان اعمال موسوی کو اپنے حالت تواجد میں کپڑے پھاڑ ڈالنے کو سند و نظیر بنانا چاہا ہے محققین نے لکھ دیا ہے کہ یہ قیاس مع الفارق سر تاسر لغو و باطل ہے کیف تقاس احوال الانبیاء

علی احوال هولاء السفهاء وقد سئل ابن عقیل عن تو اجد هم وتخریق ثیابهم فقال خطاء و حرام(ماجدی ص۳۵۸ ج۱)۔

علامہ عبد الرحمن ابن الجوزیؒ لکھتے ہیں

فصل :۔ جب ان کا سرور زیادہ ہوتا ہے تو کپڑے اُتار کر گانے والے پر پھینک دیتے ہیں۔ بعض تو اسی طرح سالم و درست پھینک دیتے ہیں اور بعض ان کو پھاڑ ڈالتے ہیں پھر پھینک دیتے ہیں۔ اور اسکے لئے بعض جہال نے یہ حجت پکڑی ہے کہ وہ اپنے آپ سے گزر جاتے ہیں (بے خود ہو جاتے ہیں) لھذا ملامت نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جب موسی علیہ السلام کو اپنی قوم کی گوسالہ پرستی کا غم ہوا تو توریت کے تختے پھینک دیئے اور اُن کو توڑ ڈالا اور ان کو کچھ خبر نہ تھی کہ کیا کیا؟

جواب میں ہم کہتے ہیں کہ موسی علیہ السلام کی نسبت اس امر کی تصحیح کس نے کی کہ انھوں نے تختے اس طرح پھینکے جیسے کوئی توڑ ڈالنا چاہتا ہے۔ اور قرآن شریف میں جو مذکور ہے تو اُن کا ڈال دینا ہے۔ بس یہی کافی ہے۔ یہ بات کہاں سے نکلی کہ وہ ٹوٹ گئے ہم یہ کیونکر کہہ دیں کہ انھوں نے توڑنے کا قصد کیا تھا۔ پھر اگر موسی علیہ السلام کے بارے میں اس کو بھی صحیح مان لیں تو ہم کہیں گے کہ وہ اس وقت بے خود تھے کہ اگر اس گھڑی اُن کے سامنے آگ کا دریا بھی ہوتا تو اس میں داخل ہو جاتے۔ اِس گروہ کی نسبت بے خودی کون صحیح بتاتا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ گانے والے کو

غیروں سے تمیز کر لیتے ہیں۔ اور اُن کے پاس کنواں ہو۔ تو اس سے پینے ہیں پھر انبیاء علیہم السلام کے احوال اُن احمقوں پر کیونکہ قیاس کئے جا سکتے ہیں..... ابن عقیل سے ان لوگوں کے وجد کرنے اور کپڑے پھاڑنے کے بارے میں پوچھا گیا جواب دیا کہ خطا ہے حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مال ضائع کرنے اور گریباں پھاڑنے سے منع فرمایا۔

پوچھنے والے نے ابن عقیل سے پوچھا کہ وہ لوگ بالکل نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔ جواب دیا کہ اگرباوجود اس علم کے کہ طرب ان پر غالب ہوگا ۔اور انکی عقل زائل کر دے گا۔ وہ ان مقاموں میں حاضر ہوں گے تو گنہگار ہوں گے بوجہ اس حالت کے جو ان پر گزرتی ہے کپڑے پھاڑنے وغیرہ جس میں شے کا فاسد کرنا ہے۔ اور اُن سے خطاب شرعی ساقط نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ اس مجلس میں حاضر ہونے سے پہلے مخاطب ہیں کہ ان مقامات سے باز رہیں جہاں ایسی حالت کو پہنچیں جس طرح اُنکو نشہ کی چیز پینے سے منع کیا گیا ہے۔ اب اگر وہ نشہ میں سرشار ہو جائیں اور اس حالت میں ان سے مال ضائع کرنا سرزد ہو تو خطاب الٰہی بوجہ ان کے مست و بیخود ہونے کے ساقط نہ ہوگا۔ یہ طرب اور سرور جس کو اہل تصوف وجد کہتے ہیں اگر اس میں صادق ہیں تو طبیعت پر نشہ غالب ہو گیا۔ ور اگر کاذب ہیں۔ تو باوجود ہوش میں ہونے کے مال ضائع کرتے ہیں۔ بہر حال دونوں صورتوں میں سلامتی نہیں اور شک و شبہ کے مقامات سے بچنا واجب ہے

(تلبیس ابلیس ص ۳۲۸ ، ۳۲۹)۔

امام قرطبی نے تفسیر قرطبی میں سورت اعراف آیت والقی الالواح کی تفسیر میں بھی علامہ ابن الجوزیؒ سے یہی کچھ نقل کیا ہے دیکھئے (تفسیر قرطبی ص ۲۸۸ ، ۲۸۹ ج ۷)

یہاں کتاب القصاص والمذکرین ص ۹۶ ، ۹۷ بھی قابل دید ہے۔ اس حرام فعل میں یہ لوگ مبتلا ہیں۔ اور الشیطان سول لھم و املی لھم یہ عمل قربت و عبادت بھی خیال کرتے ہیں۔ خدا ان لوگوں کو حق و باطل کے جاننے کی تمیز دیکر ھدایت نصیب کریں ۔ آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم .

۱۲۔ اس میں بیک آواز ذکر ہوتا ہے۔

سب ملکر ایک آواز سے کلمۂ توحید "لا الہ الا اللہ" خوب چلا چلا کر بلکہ لاوڈ سپیکر لگا کر اس میں ببانگ بلند ذکر کرتے ہیں۔ ذکر اذکار کے لئے اس التزام واہتمام اور اس ھیئت و کیفیت کے ساتھ جمع ہونا شریعت مطہرہ میں اسکا کوئی ثبوت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی میں ایک مثال بھی نہیں کہ معلم خیر ﷺ اور آپ کے جان نثار صحابہ کرام (جو آپکو انتہائی پسند تھے جنکے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ۔

اللہ! اللہ! فی اصحابی لا تتخذو ھم من بعدی غرضا (الحدیث)

مسجد نبوی میں یا مسجد قبا یا مسجد حرام وغیرہ میں اکٹھے ہو کر بایں التزام،

اہتمام اور بایں ہیئت و کیفیت مروجہ فی زماننا ایک مرتبہ بھی ذکر کیا ہو۔
اور اگر ان لوگوں نے کوئی دلیل بزعم خود پیش کی بھی تو انشاء اللہ عنقریب
انکو پتہ لگے گا کہ ظنوا الورم السمین۔

ے وسوف ترى اذا انكشف الغبار افرس تحت رجلك ام حمار .

یا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد آپکے نجوم ہدایت صحابہ کرام خلفاء
راشدین مھدیین یا دیگر صحابہ کرام کہیں کسی مسجد میں یا کسی میدان وغیرہ
میں اسی طرح اکٹھے ہو کر بایں طریقہ ذکر اذکار میں مشغول تھے۔

وانما الدين الا تباع لا الا بتداع ومن يبتع غير الا سلا م دينا فلن
يقبل منه وهو فى الآخرة من الخاسرين. ان الدين عند الله
الاسلام .ومن يشاق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير
سبيل المؤ منين نوله ما تولى ونصله جهنم وساء ت مصيرا .وان
تطيعوه تهتدوا.

ہاں رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد کیا ہے کہ۔

افضل الذكر لا اله الا الله .(ترمذى ص ١٧٦ ج٢ . ابن ماجه ص ٢٧٨
مشكوة ص ٢٠١ . رياض الصالحين ص ٥٤٠ . صحيح ابن حبان ص ٥٠ ج٣ .
الترغيب و الترهيب ص ٢٣٩ ج٢)

الا يمان بضع وسبعون شعبة فا فضلها قول لااله الا الله
(مشكوة ص ١٢ . ابو داؤد ص ٢٩٥ ج٢ . نسائى ص ٢٦٨ ج٢ . مسند الا مام
احمد ص ٤١٤ ج٢)

افضل ما قلت انا و النبيون من قبلى لا اله الا الله .

مطلب یہ کہ ذکر کی ترغیب ضرور دی ہے لیکن یہ ہئیت کذائیہ آپ
سے ثابت نہیں ہے نہ فعلانہ قولانہ تقریرا۔ آپکے صحابہ کرام سے بھی یہی
ہئیت ثابت نہیں۔ اسی وجہ سے تو علماء کرام نے اس کو بدعت کہا ہے ۔
ملاحظہ فرمائیے

علامہ غرناطی شاطبیؒ لکھتے ہیں

بدعت اضافی کے مثالیں دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ومنها التزام الكيفيات والهيآت المعينة كا لذكر بهيئة
الا جتماع على صوت واحد .(الا عتصام ص ٣٩ ج١).

ان میں سے ہیآت معینہ اور کیفیات کا التزام ہے جیسا کہ یک
آواز بہیئت اجتماعیہ ذکر بدعت ہے۔
یعنی اصل چیز تو عبادت ہے لیکن کیفیات وھیئات کی زیادت سے اصل
عبادت بھی بدعت بن جاتی ہے جیسا کہ یہاں ذکر تو عبادت تھی لیکن
ھیئت اجتماعیہ کی وجہ سے اور کیفیت کی التزام سے کہ بہ یک آواز ہو اور
بابلند آواز ہو۔ اسی زیادتی کی وجہ سے بدعت بن گئی۔ آگے ایک مقام پر فصل
قائم کیا ہے جس میں دلائل کا اپنے مقام سے تحریف کرنے کا بیان ہے کہ
آدمی دلائل میں تحریف کر کے اس سے وہ مسئلہ ثابت کرنے کے درپے
ہے جس کا ان دلائل سے کچھ تعلق نہیں۔ توضیح اسی طرح کرتے ہیں

كبر المؤذنون على صوت واحد على مايعلم من زعقاتهم فى المأ ذن ويطيلون فيه والناس يستمعون اليهم ولا يكبرون فى الغالب وان كبر احد منهم فهو يمشى على ا صواتهم وذلك كله من البدع اذانه لم ينقل ان النبى ﷺ فعله ولا احدمن الخلفاء الراشدين بعده وفيه اخراق حرمة المسجد يرفع الاصوات فيه والتشويش على من به من المصلين والتا لين والذ اكرين (مدخل ص ۲۹۰ ج ۲)۔

اوروہ عمل جو بعض لوگ آج کرتے ہیں کہ جب امام نماز سے سلام پھیرتا ہے تو مؤذنین ایک ہی آواز سے جیسا کہ انکے چیخنے چلانے سے معلوم ہوتا ہے اذان خانوں میں اللہ اکبر کہتے ہیں اور دیر تک اس میں لگے رہتے ہیں۔ اور لوگ ان سے سنتے ہیں۔ اور اکثر خود اللہ اکبر نہیں کہتے۔ اور اگر ان لوگوں میں سے کوئی تکبیر کہتا بھی ہے۔ سو وہ بھی مؤذنین کے آوازوں کے ساتھ جاتا ہے اور یہ سارے بدعات ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے منقول نہیں کہ آپ نے یہ عمل کیا ہے اور نہ آپ کے بعد خلفاء راشدین سے منقول ہے۔ اور اس عمل سے مسجد میں بلند آواز کی وجہ سے مسجد کی حرمت ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس سے مسجد میں نمازیوں تلاوت کرنے والوں اور ذاکرین پر تشویش ہو گی۔

علامہ محمد احمد العدویؒ لکھتے ہیں

بدعات کو دو قسمون (ماله اصل فى الشريعة ومالیس له اصل فيها) میں تقسیم کرنے کے بعد مالہ اصل فی الشریعۃ کی مثال دیتے ہیں تو یوں ارشاد فرماہیں۔

(۲) التزام الكيفيا ت والهيئات المعينه كا لذكر بهيئة الاجتماع على صوت واحد (اصول فى البدع والسنن ص ۱۹)

مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں

اکھٹے ہو کر جہراذکر کرنا اور وجد میں آنا۔

سوال :۔ آجکل عام پیروں میں مروج ہے کہ لوگوں کو جمع کر کے باآواز بلند ذکر کرواتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ وجد میں آکر خوب اچھلتے کودتے ہیں۔ کیا یہ فعل شرعاً جائز ہے اور کیا اسکا کوئی ثبوت ہے؟

الجواب و منه الصدق والصواب

اسکا شرع میں کوئی ثبوت نہیں۔ جہراذکر کرنا جیسا کہ فی زمانا رائج ہے' یہ مکروہ ہے..... (احسن الفتاوی ص ۳۵۰ ج ۱)۔

اس هیئت والتزام کے ساتھ استغفار مانگنا بھی بدعت ہے

حدیث شریف میں استغفار کی بہت ترغیب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے۔ طوبى لمن وجد فى صحيفته استغفارا كثيرا (ابن ماجه ص ۲۷۹)۔

اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جسکے صحیفۂ اعمال میں استغفار

مفتی رشید احمد صاحب ضرب مؤمن میں لکھتے ہیں

۲ تا ۹ صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۷ ۱۲ اپریل تا ۳ مئی ۲۰۰۱

مَحَبَّتِ الٰہیہ

کرتے رہتے ہیں ہمیں بھی وجد آتے ہیں۔

آج کے صوفیوں کی محبت :

آج کے صوفیوں کو جب وجد چڑھتا ہے، بس اللہ کی پناہ یا تو اسے اللہ رو کے یا میرا کوڑا رو کے۔ تیسری کوئی طاقت ان صوفیوں کو وجد سے نہیں روک سکتی۔ ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ میں ایک گاؤں میں کسی کام کے سلسلہ میں گیا۔ وہاں ایک پیر صاحب بھی پہنچے ہوئے تھے۔ فجر کی نماز کے وقت پیر صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ نماز پڑھائیں۔ میں نے نماز پڑھائی ۔ نماز کے بعد پیر صاحب مریدوں کا حلقہ بنا کر بیٹھ گئے میں بھی ان کے کرتب دیکھنے کیلئے وہیں بیٹھا رہا پیر صاحب نے ان میں سے ایک مرید کو اپنے پاس بلایا اور اس سے کہ تمہارا سبق کیا ہے ؟ بزرگی کو سبق بنا رکھا ہے۔ بس چند ایک سبق لئے تو وہ بھی بزرگ بن گیا۔ پھر اسے خلافت بھی دے دی۔ یہ ہے آج کل کی پیری مریدی۔ مرید نے سبق بتایا لطیفہ، قلب ، تو اس کے دل پر انگلی مار مار کر خوب لگانے لگا اور زور زور سے اللہ اللہ کی ضربات بھی لگانی شروع کر دیں۔ مرید کو کچھ بھی نہ ہوا۔ ویسے ہی آرام سے بیٹھا رہا۔ اسے ہٹا کر دوسرے کو بلایا، اس سے سبق پوچھا تو اس نے سبق

بتایا۔ لطیفہ روح تو اس کے لطیفہ روح پر ضربیں لگاتا رہا، ایک ایک کر کے سب کو بلایا آخر میں جو آیا اس نے سبق سلطان الاذکار بتایا تو اس کے مقام پر ضربات لگاتا رہا۔ کسی کو کچھ بھی نہ ہوا۔ آخر کار وہ پیر صاحب میرے طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں کہ یہ جماعت تو بہت اچھی چلی ہوئی تھی۔ معلوم نہیں اسے آج کیا ہو گیا۔ اس وقت ان پر وجد نہ چڑھنے کی وجہ یہ تھی کہ وہاں میں موجود تھا۔ میرے سامنے کوئی پیر کسی مرید پر وجد چڑھا کر دکھائے، جماعت بہت اچھی چلی ہوئی تھی کا مطلب یہ کہ جیسے ہی پیر صاحب ضربیں لگاتے تو مرید کودنے لگتا اور اتنا کودتا کہ کچھ ہوش ہی نہ رہتا۔ بہت سے تو کودتے کودتے ننگے بھی ہو جاتے تھے۔ یہ ہے ان کا مظاہرہ عشق، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطاء فرمائیں۔

یہ مبتدعین ضالین کا عمل ہے :

علامہ ابن ابی العز الحنفیؒ لکھتے ہیں :

وكذلك الذين يصعقون عند سماع الانغام الحسنة مبتدعون ضالون . وليس للانسان ان يستدعى مايكون سبب زوال عقله. ولم يكن فى الصحابة والتا بعين من يفعل ذلك ولو عندسماع القرآن . بل كانو اكما وصفهم اللهتعالى

اذاذكر اللهوجلت قلوبهم واذاتليت عليهم آياته زادتهم ايمانا وعلى ربهم يتوكلون .(انفال آیات ۲) وكما قال تعالى الله نزل

احسن الحديث كتابا متشابها مثانى تقشعرمنه جلود الذين يخشون ربهم ثم تلين جلودهم وقلوبهم الى ذكر الله ذلك هدى الله يهدى به من يشاء ومن يضلل الله فماله من هاد .

(الزمر ۲۳. شرح العقيدة الطحاوية ص ۵۷۵)

اور اسی طرح وہی لوگ جو خوش آواز نعتیں سنتے وقت بے ہوش ہو جاتے ہیں گمراہ مبتدعین ہیں۔ اور انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس چیز کی طلب کرے جو اسکے عقل کیلئے زوال کا سبب ہو۔ اور صحابہ کرام اور تابعین میں باوجود سماع قرآن کے یہ فعل کسی سے صادر نہیں ہوا بلکے وہ تو ایسے تھے جیسا کہ اللہ تعالی نے انکی صفت بیان کی ہے کہ جب انکے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل ڈر جاتے ہیں اور جب انھیں اسکی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور مضبوط کر دیتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا۔ اللہ نے بہتر کلام نازل کیا ہے کتاب ہے جو باہم ملتی جلتی ہوئی اور بار بار دھرائی ہوئی کتاب ہے۔ اس سے ان لوگوں کی جلد جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں کانپ اُٹھتی ہے ۔ پھر اُن کی جلد اور اُن کے قلب اللہ کے ذکر کے لیے نرم ہو جاتے ہیں ۔ یہ اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ھدایت ہے۔ وہ جسے چاھتا ہے اسکے ذریعے ھدایت کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالی جسے بے راہ کر دے اس کے لیے کوئی ہادی نہیں۔

قارئین کرام! یہ مابہ الامتیاز فرق ہے صحابہ کرامؓ تابعین اور سلف صالحین کے درمیان اور دیگر بے دین مبتدعین اور گمراہ قسم لوگوں کے درمیان۔ کہ سلف صالحین پر خوف خداوندی سے انکے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں ۔ پھر اور بھی زیادہ میلان کتاب اللہ اور دین خداوندی کو پیدا ہو کر انکے ایمان قوی تر ہو جاتے ہیں۔ اور ان مبتدعین پر یہی مذموم وجد آجاتا ہے کہ کبھی گر جاتے ہیں کبھی بے ہوش ہو جاتے ہیں کبھی کپڑے ..... یہاں تک کہ کبھی اچھلتے ناچتے ہیں تالیاں بجاتے ہیں

علامہ قرطبی اور اس قسم کے لوگ

سورۃ انفال کی تفسیر میں لکھتے ہیں فهذه حالة العارفين بالله الخائفين من سطوته وعقوبته لا كمايفعله جهال العوام والمبتدعة الطغام من الزعيق والزئير ومن النهاق الذى يشبه نهاق الحمير فيقال لمن تعاطى ذلك وزعم ان ذلك وجد وخشوع .لم تبلغ ان تساوى حال الرسول ولاحال اصحابه فى المعرفة بالله والخوف منه والتعظيم لجلاله ومع ذلك فكانت حالهم عند المواعظ الفهم عن الله والبكاء خوفا من الله . ولذلك وصف الله احوال اهل المعرفة عند سماع ذكره وتلاوة كتابه فقال واذاسمعوا ماانزل الى الرسول ترى اعنيهم تفيض من الدمع مماعرفوا من الحق يقولون ربنا اٰمنا فاكتبنامع الشاهدين . فهذا

وصف حالهم وحكاية مقالهم ومن لم يكن كذلك فليس على هديهم ولا على طريقتهم فمن كان مُستنّا فليستن ومن تعاطى احوال المجانين والجنون فهو من اخسهم حالا والجنون فنون (تفسير القرطبي ص ٣٦٦ ج ٧)۔

سو یہ اللہ تعالیٰ کے عارفین کا حال ہے جو اللہ تعالیٰ کا دین مضبوط پکڑنے اور عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔ ایسا نہیں جیسا کہ عوام جہلاء اور حقیر مبتدعین کرتے ہیں چیختے چلاتے ہیں اور شیر جیسی آواز اور وہ آواز جو گدھے کی آواز کے مشابہہ ہوتی ہے' نکالتے ہیں۔ پس جو یہ کام کرتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ یہ وجد ہے خشوع ہے۔ اُسے کہا جائیگا کہ تو وہاں تک ابھی پہنچا نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور آپکے صحابہ کرام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت تقویٰ اور تعظیم میں (انکے) برابر ہو جائے۔ اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی تلاوت اور اپنے ذکر کے سنتے وقت اہل معرفت کی صفت کر کے یوں فرمایا۔ اور جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو پیغمبر پر اتارا گیا ہے۔ تو آپ اُنکی آنکھیں دیکھیں گے کہ ان سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے۔ سو تم ہم کو بھی تصدیق کرنے والوں میں لکھ لے۔ سو یہ انکے حال کا بیان اور آپکے قول کی حکایت ہے اور جو ایسا نہیں ہے سو وہ انکے طریقے اور راستے پر نہیں۔ سو جو چاہے کہ پیروی کرے تو

چاہیئے کہ (ان لوگوں کی) پیروی کرے۔ اور جن لوگوں نے مجنونوں اور جنون کے احوال اپنائے۔ سو وہ ان لوگوں میں بہتر ذلیل و حقیر حال ہیں اور دیوانگی کی بھی قسمیں ہیں اور سورۂ کھف کی تفسیر میں اذقامو افقالوا ربنا رب السموات والارض پر صوفیوں کے اپنے کھڑے ہونے اور ناچنے پر دلیل پکڑنے کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان لوگوں (اصحاب کھف) نے تو کھڑے ہو کر اپنی ھدایت پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا۔ اور شکر اداء کر کے قوم سے ڈرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو منقطع ہوئے جو انبیاء علیھم السلام اور اولیاء کرام کا طریقہ ہے پھر لکھتے ہیں۔ این هذا من ضرب الارض بالاقدام والرقص الا كمال وخاصة في هذه الزمان عند سماع الا صوات الحسان من المرد والسنوان . هيهات بينهما والله ما بين الارض والسماء ثم هذا حرام عند جماعة العلماء على ما سيأتي بيانه في سورة لقمان انشاء الله (القرطبي ص ٣٦٦ ج ١٠)

یہ کہاں ہے (اسکی کیا مناسبت ہے) قدموں کے زمین پر مارنے اور کموں پر ناچنے کے ساتھ اور خاص کر عورتوں اور بے ریش خوش آواز لڑکوں سے سماع کے اوقات۔ واللہ ان دونوں کے درمیان بعد ہے اتنا کہ زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ پھر یہ رقص علماء کرام کے نزدیک حرام (بھی) ہے جیسا کہ اسکا بیان انشاء اللہ سورۂ لقمان میں عنقریب آتا ہے اسی طرح

یہ تفصیل مندرجہ ذیل کتب وصفحات میں دیکھئے۔(الابداع فی مضار الابتداع ۳۲۲. مدخل للعبدری ۹۳، ۹۴ ج۳).

امام ابو بکر الطرسوسیؒ لکھتے ہیں

ابو عبداللہ محمد الانصاریؒ آگے لکھتے ہیں :۔

وقد قال الامام ابو بکر الطرسوسی وسئل عن مذهب الصوفیه فقال اماالرقصُ والتو اجد فاول من احدث اصحاب السامری لما اتخذلهم عجلا جسد اله خوار قاموا یر قصون حوالیه ویتوا جدون فهو دین الکفار وعبّا دالعجل علی ما یأتی . (القرطبی ص۳٦٦ ج۱۰)۔

اور امام ابو بکر الطرسوسیؒ سے صوفیوں کے مذہب کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا ہر کہ ناچنا اور وجد دلانا ہے سو اسکا اول ایجاد سامری کے ساتھیوں نے کیا ہے جب اسنے اُن کے لیے جُثہ دار بچھڑا جسکے لیے آواز تھی بنایا۔ وہ کھڑے ہو کر اسکے گرد ناچتے تھے اور وجد دلاتے تھے۔ سو یہ کفار اور بچھڑے کی پجاریوں کا دین ہے اور تفصیل آگے آتی ہے۔

امام ابو بکر الطرطوشیؒ سے جوابِ استفتاء

پھر ابو عبداللہ محمد الانصاریؒ سورۃ طہ میں یہ جواب استفتاء بسط سے نقل کرتا ہے :۔ الجواب :۔

یر حمك الله مذهب الصوفیة بطالة وجهالة وضلالة وما الاسلام الا کتاب الله وسنة رسوله . واما الرقص والتواجد فاول من

احدث اصحاب السا مری. لما اتخذلهم عجلا جسد اله خوار قاموا یر قصون حوالیه ویتواجدون فهو دین الکفار وعباد العجل . واما القضب فاول من اتخذه الزنادقه یشغلوا به المسلمین عن کتاب الله تعالی وانما کان یجلس النبی ﷺ مع اصحابه کانما علی رؤسهم الطیر من الوقار فینبغی للسلطان ونوابه ان یمنعم من الحضور فی المساجد وغیرها ولا یحل لا حدیؤ من بالله والیوم الآخران یحضر معهم ولا یعینهم علی با للهم هذا مذهب مالك وابی حنیفه والشافعی واحمد بن حنبل غیرهم من أیمة المسلمین وبا لله التو فیق .(قرطبی ص۲۳۸ ج۱۱)

واب :۔ اللہ تعالی آپ پر رحم کرے۔ صوفیوں کا مذہب باطل اور هالت وضلالت یعنی گمراهی ہے اور اسلام نہیں مگر صرف اللہ تعالی کی ناب قرآن کریم اور آپ کے رسول ﷺ کی سنت ہے.....

معنی اس سے پہلے دیکھئے)۔ اور ہر کہ شاخیں بجانا ہے سو اول اس کو زنادقہ نے اختیار کیا ہے تاکہ مسلمانوں کو اس کے ذریعے اللہ تعالی کی کتاب سے شغول رکھیں۔ بیشک رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام کیساتھ بیٹھتے تھے یسے گویا کہ ان کے سروں پر پرندہ ہے وقار کی وجہ سے۔ سو بادشاہ اور اسکے ائم مقام کیلئے ضروری ہے کہ ان کو مساجد اور دیگر مواضع سے روک یں۔ اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا

(تذکرۃ الابرار والاشرار ٦ــــ ٧ شامی ٢٤٦ ج ٥.
الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان ١٦' ١٦٤.
ارشاد الطالبین ص ٢٧٦ الاعتصام ص ٢٢٤ ج ٩) انکے علاوہ
اور بھی واہی قسم کے دلائل ہیں جن پر یہی لوگ بزعم خود نہایت خوش
ہیں جن کی پوری خبر گیری علامہ ابن الجوزیؒ نے تلبیس ابلیس ص ٣٢٦ ، ٣٢٧
، ٣٢٨ میں کی ہے جو قابل دید ہے۔

ہم صحیح وجد کے منکر نہیں

صحیح وجد جو اہل اللہ کو نصیب ہوتی ہے اور جس سے یہی لوگ یکسر عاری
ہیں ہم اس کے منکر نہیں اور الحمد اللہ اس سے ہمیں بھی وافر حصہ نصیب
ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں تفصیل پہلے گزر چکی ہے (اولیاء کرام کے
احوال، قرآن کریم اور اہل اللہ کے احوال، صفات الابرار والاشرار وغیرہ
عنوانات میں ضرور دیکھئے) اعادہ کی ضرورت نہیں۔

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز
پڑھتے تھے اور آپ کے سینے میں ہانڈی کے جوش مارنے کی طرح آواز
تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز فجر میں سورۃ یوسف پڑھتے تھے اسی
آیت وابیضت عیناہ من الحزن وھو کظیم پر جب پہنچ گئے رونے
کی وجہ سے قراءت نہیں کر سکتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب
اسی آیت انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ پر پہنچ گئے تو رونے لگے حتی

کہ رونے کی آواز صفوں سے باہر تک پہنچ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
ایک مرتبہ اسی آیت ان عذاب ربک لواقع مالہ من دافع (آپ کے رب
کا عذاب ضرور ہو کر رہیگا اور کوئی بھی اسے ٹال نہیں سکتا۔) کو پڑھ کر
سانس چڑھ گئی یہاں تک کہ تیس دن تک لوگ عیادت میں مصروف تھے
۔ تفصیل کے لئے (الاعتصام ص ٢٧٤۔ ٢٧٥۔ ٢٧٧ ج ١) دیکھئے

علامہ ابن الجوزیؒ کا اقرار :۔

لکھتے ہیں انا لا ننکر ان ھذا یقع للضعیف القلب فانہ یھجم علیہ
من التخویف وتصویر العقاب مایوجب التلف الا ان ذلک یندر
وعلامۃ الصادق فی ذلک انہ لو کان بین یدیہ نار او بئر وقع فیھا
اذھو مغلوب واما الاقویاء فلا یجری علیھم ھذا وقد صار
جمھور مایجری الیوم تصنُّعاً . (کتاب القصاص والمذکرین
ص ١٤١)۔

ہم اسکے منکر نہیں بیشک یہ ضعیف دل کو واقع ہوتا ہے۔ سو اس پر ڈر نے
اور عذاب کی شکل پیش ہونے سے ہجوم بن جاتا ہے جو ہلاکت کا موجب بن
جاتا ہے۔ لیکن یہ کم ہوتا رہتا ہے۔ اور اس میں سچے کی علامت یہ ہے کہ اگر
اس کے سامنے آگ ہو یا کنواں ہو تو اس میں بھی واقع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ
وہ مغلوب ہو گیا ہے۔ اور قوی لوگوں پر یہی حال طاری نہیں ہوتا۔ اور
بے شک آج اکثر جو (ان لوگوں پر) جاری ہوتا ہے یہ تصنع ہے۔

اور نہ گر گر پڑتے تھے اور نہ سر جھکاتے تھے یعنی حال لانے میں۔ اور نہ جمع ہوتے تھے واسطے راگ اور مزامیر کے جیسا کہ حال ہمارے وقت کے لوگوں کا ہے اور نہ حلقہ بنا بنا کر بیٹھنے واسطے ذکر جہر کے مساجد میں اور نہ اپنے گھروں میں (مظاہر حق ص ۹۴ ج ۱)۔

قارئین کرام آپ نے رسول اللہ ﷺ اور آپکے صحابہ کرام کا حال و قال پڑھ کر سمجھا۔ اسی سنت و جماعت کی اطاعت کرنے والے اھل سنت والجماعت ہیں اور خلاف کرنے والے جھنمی ہیں قال اللہ تعالی ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولی ونصلیه جهنم وساءت مصیرا۔ اللہ ہم سب کو راہ راست پر ثابت قدم فرمائے آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم

فقہاء کرام اور ذکر بالجہر کے شروط

فقہاء کرام کہتے ہیں کہ جہاں خوف نمود وریاء نہ ہو۔ سونے والے کو، مریض، مصلی۔ تلاوت کرنے والے کو کسی مطالعہ کرنے والے کو۔ ذکر کرنے والے وغیرہ کو تشویش و تکلیف نہ ہو۔ یا جہر سے مقصود تعلیم دینا ہو وحشت دور کرنا ہو۔ نیند کا غلبہ دور کرنا ہو سستی و کاہلی دور کرنا ہو وغیرہ وغیرہ تو پھر جہر کرنا جائز ہے بلکہ افضل بھی ہے

علامہ روح المعانی لکھتے ہیں

الا خفاء افضل عند خوف الریاء والا ظهار افضل عند عدم

خوفه. واولی منه القول بتقدیم الاخفاء علی الجهر فیما اذا خیف الریاء او کان فی الجهر تشویش علی نحو مصلی اونائم اوقارئ او مشتغل بعلم شرعی وبتقدیم الجهر علی الا خفاء فیما اذا خلا عن ذلك وکان فیه قصد تعلیم جاهل اونحو ازالة وحشة عن متوحش اوطرد نحو نعاس اوکسل عن الداعی نفسه اوا دخال سرور علی قلب مؤمن اوتنفیر مبتدع عن بدعة اونحو ذلك. (روح المعانی ص ۱۴۰ ج ۸)۔

خوفِ ریاء کے وقت اخفاء افضل ہے اگر اسکا خوف نہ ہو تو اظہار افضل ہے۔ اور اس سے بہتر قول یہ ہے کہ اخفاء جہر پر مقدم ہے جبکہ ریاء کا ڈر ہو یا جہر کرنے میں نمازی، سونے والا، قاری یا شرعی علم میں مشغول آدمی پر خلط اور گڑبڑ ہونے کا ڈر ہو اور یہ کہ جہر مقدم ہے اخفاء پر اُسی صورت میں کہ امور مذکورہ کے علاوہ ہو اور اس جہر میں مقصد جاہل کی تعلیم یا مثلا ڈرنے والے سے ڈر دور کرنے کے لئے یا مثلا اونگھ دور کرنے کے لئے یا داعی کی اپنے نفس سے سستی دور کرنے کے لئے یا مؤمن کے دل میں خوشی داخل کرنے کے لئے یا مبتدع کو بدعت سے متنفر کرنے کے لئے یا اور اسی کے مانند۔

مولانا مفتی محمد کفایت اللہ لکھتے ہیں

ایک سوال کے جواب میں یوں رقمطراز ہیں دوسرے نمازی نہ ہوں تو بلند

بھیڑ کی شکل میں بھیڑیا پیر سیف الرحمٰن اور آپ کے مریدوں کے مذموم عقائد اور باتیں انکی کتابوں سے

تبلیغی جماعت اور مفتیان اکوڑہ خٹک کے حق میں : آپ لوگوں کا یہ تجزیہ اہل جبر پر اہل سنت کا حکم لگانا، اہل زیغ اور اہل کفر پر اہل حق اور اہل اسلام کا حکم کرنا اور فاسد و مفسد جماعت پر مصلح کا حکم کرنا ایسا فتوے شریعت میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟ ایسے فتوے سے تو آپ خود اشد کافر بن گئے (جواب الاستفتاء ص ۳۵) رائیونڈ تبلیغی جماعت اور ان کے کفریہ عقائد)۔

۲) اب دیکھو جوڑ توڑ کی عبارتیں یہ جبری فرقہ الیاسی دجالین کونسی مقصد کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اکوڑہ کے اندھے بے خبر اور وکیلان صفائی اس سے کیا تعبیر کرتے ہیں پس یہی جوڑ توڑ کا معاملہ حقیقت میں انھدام دین محمدی ﷺ کے لئے ایک عظیم دسیسہ ہے یہی مروّج اور مؤید (تبلیغی جماعت اور مفتیان اکوڑہ) دونوں واضح کافر ہیں کتاب مذکور (۴۷، ۴۸)

۳) لھذا اس آیت سے ان مفتیوں کا استدلال کافرانہ اور زندیقانہ ہے ..... کہ الیاس والا جبری تبلیغی فرقہ قطعی یقینی طور پر جبریہ اور کافر ہیں (کتاب بالا ص ۵۳)

۴) دوسرا مضمون کہ الیاس کا جبری فرقہ خوارج ہیں (کتاب بالا ص ۵۴)

۵) ان لوگوں (مفتیان اکوڑہ) نے شریعت محمدی ﷺ کے توھین اور

انھدام کا التزام کیا ہے (بحوالہ بالا ص ۵۵)

۶) یہی رشوت خور مفتیان تو حیلے حوالے کرتے ہیں (مذکور بالا ص ۵۶)

۷) ایسے خطرناک کافروں سے محبت اور تعلق رکھنا موجب خطر عظیم ہے ..... اگر ایسے اغلظ ترین کافروں سے آپ نے عداوت نہیں کی تو کفر بواح میں مبتلا ہونے کا خطر عظیم ہے۔

..... یہ لوگ عام شعائر اللہ کے خصوصا صحابہ کرام اور سیدنا رسول اللہ ﷺ کے گستاخ اور بے ادب ہیں تو ذوالخویصرہ اور دیگر خوارجوں سے ان لوگوں کا کفر بدرجہا غلیظ تر ثابت ہو گیا (کتاب مذکور ص ۵۸)

۸) ان لوگوں (مفتیان اکوڑہ خٹک اور تبلیغی جماعت) کا عقیدہ اور تحریک اور یہی دجالی فریب مشترکہ طور پر ایک ہے (کتاب بالا ص ۵۹)

۹) سو دیکھو یہ کتنے اشد کافر گستاخ اور دشنام دھندہ ہیں (کتاب بالا ص ۶۰)

۱۰) تیسرا مضمون کہ الیاسی جبری فرقہ مجسمہ ہیں (حوالہ مذکورہ)

۱۱) یہ یقینی طور پر ثابت ہو گیا کہ یہ فرقہ خوارج گستاخ رسول اللہ ﷺ دشمنان صحابہ اور خرقوس ذوالخویصرہ اور ابن سبا کے پیروکار اور متبعین ہیں ..... یہ فرقہ مجسمہ ہیں اور مجسمہ بھی یہود ہیں تو یہ فرقہ یہودی جماعت ہے اور دجال قوم یہود سے ہوگا تو یہ فرقہ فتنہ دجال ہے

(کتاب مذکور ص ۶۴)

۱۲) تو ان لوگوں کا منزل و مقام یہ ہے کہ یہ فتنہ دجال اور فتنہ یہود اور مطلقا کافر بلکہ اغلظ ترین کافر ہیں (کتاب مذکور ص ۶۵)

۱۳) دیگر اس فرقے میں مدرسین پیروں اور شیخوں کے نام سے قسم بقسم تربیت یافتہ مخفی کافر موجود ہیں..... اللہ تعالی ہمیں ان کافرانہ دجالی فرقے سے بحرمۃ النبی الکریم ﷺ نجات دے (مذکور کتاب ص ۶۶)

۱۴) نوویں فرقہ ان گمراہ فرقوں اور بے دین فرقوں میں سے جبر یہ ہیں کہ اپنے آپکو تبلغیی اور داعیان کہتے ہیں ٹھیک جبر یہ عقیدے کی تبلیغ کرتے ہیں..... اور کلمہ طیبہ میں تحریف کرتے ہیں (سیف المؤمنین علی اعناق المنکرین ص ۱۲۰)

۱۵) تو معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ لفظ خدا سے اس حقیقی وحدہ لاشریک خدا مراد نہیں لیتے بلکہ اپنے آنے والا بڑے موعود دجال کو لفظ خدا استعمال کرتے ہیں یعنی دجال کے راستے کو خدا کا راستہ کہتے ہیں (سیف المؤمنین ص ۱۳۷)

۱۶) اور رائیونڈی کہتے ہیں کہ اللہ تعالی سے ہونے کا یقین کریں تو ہونا کسب ہے خلق اور ایجاد نہیں تو بندہ کی صفت کہ کسب ہے اللہ تعالی کو منسوب کیا اور بندے سے اختیار سلب کیا..... اور یہ کفر ہے فتاوی سیفیہ۔

(فتوی علمائے حقانی در تکفیر فرقۂ جبریہ رائیونڈیہ ص ۱۵)

۱۷) یہ نام نہاد تبلیغی پارٹی کہ رائیونڈ سے سلسلہ ہے اور رائیونڈ پھر انگریز کی طرف سے ہے یہ حق تبلیغ نہیں کفر کی تبلیغ اور عقیدۂ جبر کی تبلیغ ہے..... رائیونڈ کفر کا مرکز ہے اور اسلام کی روشنی میں کفر کے بیل بوٹے پھیلاتے ہیں اور اسلام کو جڑ سے ختم کر دیتے ہیں

(فتاوی سیفیہ ص ۲۷)

۱۸) اب راسخین فی الکفر تبلیغی نام نہاد پارٹی والے ایمان لاتے ہیں اور یا نہیں لاتے یہ ان کی مرضی ہے (فتاوی سیفیہ ص ۳۰)

۱۹) وزیر مسعود کے لوگوں کا ہاتھ بلند کرنا اور ایک ہی آواز سے اور بلند آواز سے یہ کہنا کہ اس عقیدہ والے لوگ کافر ہیں کافر ہیں..... اس عصر میں ہمارے لئے اجماع کا حکم رکھتا ہے اور اجماع کا حکم ماننا متفق علیہ ہے (فتاوی سفیہ ص ۲۹)

۲۰) تحقیق کے لئے ہمارا رسالہ جواب الاستفتاء مطالعہ کیجئے تو معلوم ہو جائے گا کہ ہم نے کسی مسلمان کو مجمل لفظ پر کافر نہیں کہا ہے بلکہ رائیونڈی جبری فرقہ والوں کے ظاہری کفر کو بمطابق شریعت غراء کفر ہی کہہ دیا ہے (ھدایۃ السالکین ص ۷۳)

جماعت اشاعت التوحید والسنۃ، مودودی، غیر مقلدین وغیرہ دیگر جماعتوں کے بارے میں اس ابو جہل لعین کے جواہر پارے:

۲۱) نعوذ باللہ پنج پیریوں ،و ھابیوں اور دیگر گمراہ فرقوں کی طرح کہ ان کے عقیدے میں یہ شرک ہے (فتاوی سیفیہ ص ۴۳)

۲۲)ایسا نہیں جیسا کہ و ھابیوں پنج پیریوں کا عقیدہ ہے کیونکہ یہ خود اپنے اس عقیدے پر زندیق اور مشرک بن گئے ہیں (حوالہ بالا)

۲۳)اگر کہیں لامذھب اور پنج پیر ی یا خوارج یا وہابی یا غیر مقلد یا دیگر فرقہ ضالہ سے ہو تو شایان جواب نہیں اور نہ اس سے کوئی گلہ مناسب ہے کیونکہ یہ فرقے صوفیائے کرام کے ذاتی دشمن اور منکرین اولیاء ہیں (کتاب مذکور ص ۱۹)

۲۴)میں اہل سنت و الجماعت کے عقیدے پر قائم ہو گیا اور اگر میں مرید نہ بن گیا ہوتا تو میں بھی پنج پیری یا وہابی یا شیعہ اور یا دیگر گمراہ فرقے جیسا ہوتا (کتاب بالا ص ۷۰)

۲۵)سیف الرجال علی عنق الدجال کے تعارف میں یوں لکھتا ہے زیر نظر کتاب ایک تحقیقی اور انقلابی کتاب ہے..... خاص طور پر سرحد اور ملاکنڈ ڈویژن میں شریعت کے نام پر وہا بیوں کی کافرانہ تحریک اور خانہ جنگی برپا کرنے والے ناپاک عزائم کو چاک کر دیا ہے (تعارف سیف الرجال ص ۱)

۲۶)نفاذ شریعت محمدی اور اسلامی شریعت کے نام پر وہابی مودودی خوارج کی تکفیر اور احادیث مبارکہ میں اس دجالی فتنہ کے متعلق پیشن

گوئیاں اور مجتھدین عظام کے اقوال و تحقیقات کی روشنی میں اس فرقہ کا کافر ہونا ثابت کر دیا گیا ہے (حوالہ بالا)

۲۷)اور اس بد ترین فرقہ کے مخصوص عقائد مثلا اللہ تعالی کی ذات و صفات سے انکار کہ مجسمہ فی الحقیقت ،بت پرست اور منکر خدا ہیں اور یہ لوگ مجسمہ ہیں (حوالہ مذکورہ)

۲۸)کرامات ، معجزات ،برکات ،تصوف ،وسیلہ ،زیارت النبیؐ ، تقلید ،اختیار عباد اور دوسرے کئی متواتر اور ضروری فی الدین احکامات سے منکرین ہیں (حوالہ بالا)

۲۹)پنج پیر ی اور مو دودی پارٹی والوں کا ان غیر ملکی عرب تخریب کاروں کے ساتھ عقیدوی لگاؤ ہے (تعارف سیف الرجال ص ۱۱)

۳۰)اس تحریک (ملاکنڈ) کے پس پردہ عزائم کافرانہ اقدامات (حوالہ بالا)

۳۱)اس تحریک والے کافر واجب القتل ہیں (حوالہ بالا)

۳۲)عام اہل اسلام سے گزارش ہے.....اور سب ملکر اس قسم کے خطرناک اور بد کردار کافرانہ اقدامات کرنے والوں کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ میں ہمارے ساتھ تعاون کریں (حوالہ مذکورہ)

۳۳) تنظیم نفاذ شر یعت محمدی کے نام پر وہابی، سلفی اور مودودی محرکین اور انکے عقائد کافرانہ) سیف الرجال ص ۲۴، ۳۴

اور اسی طرح مالاکنڈ ڈویژن میں بنام نفاذ شریعت کی جو کافرانہ تحریک شروع ہے اسکے بھی پنج پیر والے تو اصل محرک ہیں اور مودودی پارٹی والے بھی ان کے مؤید ہیں (کتاب مذکور ص ۲۶)

۳۵) کہ بنام نفاذ شریعت والے بے دین اور بد عقیدہ ہیں کیونکہ مودودی جماعت والوں اور پنج پیری وہابی محرکین کے عقائد سے کوئی اسلام پسند بے خبر نہیں خواہ عالم ہو یا عامی ہو..... سرحد اور مالاکنڈ ڈویژن میں تقریبا ہر جگہ اور ہزار ھا بار اپنے کافرانہ عقائد کو تقریر اور تحریر ابیان کر چکے ہیں (سیف الرجال ص ۲۷)

۳۶) اور اسی طرح کے ہزار ھا زندقانہ اور کافرانہ عقائد ان لوگوں کے ہیں (کتاب مذکور ص ۲۹)

۳۷) ملا محمد طاہر پنج پیری (نور الله قبره و بر د الله مضجعه و اسكنه بحبو حةالجنان آمين و صلى الله على النبى الكر يم عبدالمقدس نے اپنے رسالوں میں واضح طور پر لکھا ہے کہ میں نے یہ عقیدہ محمد بن عبدالوھاب نجدی اور امام الزنادقہ ابن تیمیہ (معاذ اللہ) سے حاصل کیا ہے (کتاب مذکور ص ۳۰)

۳۸) علماء امت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قرن الشیطان سے مراد وہابی فرقہ ہے کہ اس فرقے کا محرک محمد بن عبدالوہاب نجد سے نکلا (کتاب بالا ص ۳۱)

۳۹) اور ان خوارج و بابیوں کا حکم جمہور فقہاء اور محدثین کے نزدیک باغیوں کا حکم ہے اور باغیوں کا حکم یہ ہے کہ ان کو قطعی طور پر قتل کر دیا جائے (کتاب بالا ص ۳۳)

۴۰) اور اس سے زیادہ صریح روایت بخاری و مسلم نے روایت کی (ہے) جس کے الفاظ اس طرح ہیں کہ "جہاں بھی تم نے خوارج، وہابیوں کو پالیا تو ان کو قتل کر ڈالو پس تحقیق کے ساتھ جس نے بھی ان وہابیوں خارجیوں کو قتل کیا تو قاتل کو بہت بڑا اجر وثواب ملے گا (کتاب مذکور ص ۳۶)

۴۱) اور یہ لوگ (پنج پیری و ہابی اور مودودی جماعت والے) واضح طور پر خوارج ہیں اور خوارج واضح طور پر کافر ہیں اور ملحد و زندیق ہیں ان کی توبہ قبول نہیں اور ان کا قتل کر ڈالنا واجب ہے تو ابھی ہمارے مسلمان بھائیوں کو چاھیئے کہ شریعت کا جذبہ شریعت کے مطابق صرف کر دیں اور ان کافروں کو قتل کر دیں (کتاب مذکور ص ۴۲، ۴۳)

۴۲) اس فرقہ وہابیہ کے مشہور لیڈر خان پاچا خان زندیق چار سدہ والا جو ابھی مردار ہو چکا ہے چار سدہ کے عظیم مقبرہ میں... تو تم کہو اے لوگو! کہ ابھی یہ کتا اچھا ہے یا یہ سب پیغمبر ﷺ ؟ بلکہ یہ کتا ان سب پیغمبروں سے معاذ اللہ اچھا ہے (کتاب مذکور ص ۵۶)

۴۳) نفاذ : شریعت کے نام پر یہودیانہ تحریک والوں کے کافرانہ

اقدامات اور عملی شواہد)

صوفی محمد زندیق نے جلسہ تیمر گرہ میں کہا..... دیکھو بھائیو! اس بدترین کافر اور زندیق (صوفی محمد) نے..... اس کافرانہ تحریک کے امیر صوفی محمد کا بیان اسطرح شائع ہو چکا ہے (سیف الرجال ص ۸۴)

۴۴) صوفی محمد اور اس کے خاص ہم عقیدہ قطعی طور پر کافر ہو چکے ہیں اور زندیق ہو چکے ہیں (کتاب بالا ص ۸۶)

۴۵) ملا افضل خان شاہ پوری (ملأ اللہ قبرہ نوراً و راحۃً وادخلہ جنۃ الفردوس آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم) بر سوات پنج پیروں وہابیوں کا بڑا شیطان اور رئیس ہے (سیف الرجال ص ۸۶)

۴۶) اور یہ بات بھی کسی پر مخفی نہیں کہ اس خطرناک تحریک کے کافرانہ عزائم کو سب سے اول حضرت سید الاولیاء اخند زادہ سیف الرحمن دامت برکاتھم العالیہ کے امر شریف کے مطابق راقم الحروف (فقیر ضیاء اللہ سیفی) نے واشگاف کیا اور پوری توثیق کے لئے دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے فتوی طلب کیا تو اکوڑہ والوں نے بھی واضح طور پر فتوی دیا کہ یہی لوگ بدترین قسم کے کافر اور اہل تخریب ہیں اور ان پر جہاد کرنا مسلمان ملت کا اولین فرض ہے (کتاب [illegible] ص ۹۷)

۴۷) (ایک کتاب بزبان پشتو لکھی ہے جس [illegible] ہے امام الزنادقہ ابن تیمیہ) اس کتاب کے سرورق اور پہلے صفحہ پر [illegible] اس طرح کیا ہے

جان لو یہ بات کہ وہابیوں پنج پیریوں مودودیوں تبلیغیوں عثمانیوں نجدیوں قادیانیوں اہل حدیثوں اور غیر مقلدین کا بڑا بابا ابن تیمیہ ہے اور یہ خارجی کافر اور زندیق ہے

۴۸) مشائخ و علماء اہل سنت کے عقائد و اعمال:

۱. علم غیب عطائی حضور ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نیز اولیاء کرام کے لئے ثابت ہے

۲. حضور اقدس ﷺ حاضر و ناظر ہیں اور حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم اور آپکی برکات و فیوض کائنات کے ذرہ ذرہ میں موجود ہیں.

۳. حضور اقدس ﷺ اور دیگر تمام انبیاء کرام اپنی اپنی قبور میں زندہ اور اصحاب تصرف ہیں

۴. نماز جنازہ کے بعد دعا اور حیلہ اسقاط ثابت ہیں

۵. رائیونڈی جبریہ جماعت کی مروجہ تبلیغ قران و حدیث اور مذاہب اربعہ کی روشنی میں بدعت اور [illegible] بیت و نجدیت پھیلانے کے لئے انگریزی تحریک ہے لھذا جملہ مسا[illegible] کو ان سے اجتناب ضروری ہے

۶. میلاد شریف منانا اور قیام تعظیمی اور صلوۃ و سلام پڑھنا شرعاً جائز اور باعث ثواب ہیں

۷. کلمہ طیبہ کا رائیونڈی جبریہ مطلب کہ (مخلوق سے نہ ہونے کی

یقین اور خالق سے ہونے کی یقین) شرعاغلط اور کلمہ طیبہ کی تحریف ہے

۸. [illegible] ت اولیاء اللہ پر حاضری وہاں دعائیں مانگنا ان کا عرس منانا موجب ثواب وبرکت ہے

۹. انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام واولیاء کرام کی ذوات کو مظاہر عون الٰھی جان کر ان کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالی سے مدد مانگنا شریعت میں ثابت ہے اور اجر وثواب ہے

۱۰. رائیونڈی جبر یہ جماعت جہاد کی آیات واحادیث کو رائیونڈی تبلیغ پر چسپان کرتے ہیں اور گلیوں میں پھرنے کو جہاد اور اپنے آپ کو مجاھدین کہتے ہیں یہ سراسر قرآن وحدیث کی تحریف اور ضلالہ ہے

۱۱. رائیونڈی جبر یہ جماعت کا یہ کہنا ہے کہ رائیونڈ تبلیغ میں جانے والے ایک نماز کا ثواب انچاس کروڑ نمازوں کے ثواب کے برابر ملتا ہے سراسر جھوٹ ہے اور اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں البتہ یہ سادہ لوح مسلمانوں کو رائیونڈی وہابی بنانے کے لئے مکروہ فریب ہے جس سے پرھیز ہر مسلمان پر فرض ہے ہم اپنے مریدین ومتعلقین سے خصوصا اور عوام مسلمانوں سے عموما عرض کرتے ہیں کہ ہمارے اسلاف وبزرگان کے یہی عقائد اور عمال رہے ہیں لھذا ان مذکورہ عقائد واعمال پر سختی سے کاربند رہیں (ماھنامہ السیف الصارم جلد نمبر ۱ دسمبر ۱۹۹۶ء رجب المرجب ۱۴۱۷ھ شمارہ نمبر ۱۹ صفحہ ۲۵، ۲۶)

مدیر اعلی بتول پیر محمد عابد حسین سیفی زیر پرستی اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک پیر راچی خراسان

۱۲. (اولیاء للہ کے قبروں کو خوب بنانا)

یہ مسئلہ مصنف علیہ الرحمہ نے بدعت حسنہ کے امثلہ میں بیان کیا ہے تعریف ثانی پر کیونکہ تعریف اول پر بدعت کی تعریف میں داخل نہیں ہوتا اور اس کے لئے اصل ثابت ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالی نے ارشاد کیا ہے کہ ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب الآیہ۔

(تشریحات ضیائیہ علی جوابات سیفیہ ص ۲۱۶ فتاوی سیفیہ ص ۱۸)

۴۹. مرحوم مولوی نادر شاہ شہید نے ان باتوں کا انکشاف کیا تھا کہا کرتے تھے کہ وہ ان لوگوں سے اس وجہ سے خلاف ہو گیا (یہ صاحب پندرہ سال تک پنج پیری تھا) کہ ایک دن خصوصی مباحثہ میں ان لوگوں نے کہا کہ اگر ہمارے شیخ ملا پیچ پیر اور نبی ﷺ کی حدیث میں مقابلہ آیا تو ہم اپنے شیخ کے قول کو ترجیح دے دینگے رستم کا بدماش ملا عبد السلام کہا کرتے تھے اگر قرآن کی دس آیات نہ ہوتیں اور ملا ڈاگی نہ ہوتا تو ہمارے لئے راستہ صاف ہوتا (سیف المؤمنین علی اعناق المنکرین ص ۱۱۷)

۵۰. ہماری رائے: ہم حضرت مبارک کے سلسلہ سیفیؒ کے معتصمین اور اصحاب ہیں نہ بریلوی ہیں اور نہ دیوبندی ہیں نہ بریلویوں کی تقلید کرتے ہیں اور نہ دیوبندیوں کی تقلید کرتے ہیں بلکہ ہم فقہ میں ما

م اعظم ابوحنیفہؒ کے تقلید کرتے ہیں عقائد میں ابو منصور ماتریدیؒ کی تقلید کرتے ہیں اور تصوف میں شیخ احمد سرھندی قدس سرہ کی تقلید کرتے ہیں۔

۵۱۔ عمامہ باندھنا شعار مؤمنین کی حیثیت سے واجب اور لازم ہے اور صرف ٹوپی رکھنا یا ننگے سر پھرنا شعار کافرین ہے تو شعار مؤمنین کی حیثیت سے عمامہ باندھنا واجب اور لازم ہے (ھدایۃ السالکین ص ۱۴۶)

۵۲) شلوار بیٹھ کر پہننا اور عمامہ اٹھ کر پہننا سنت ہے (ھدایۃ السالکین ص ۳۰۰)

قارئین کرام! ان ترپن فرمودات کو بار بار پڑھ کر سوچیں کہ یہ ذاکرین زمانہ کس قسم کے لوگ ہیں؟

اور یہ تو مشتے نمونہ از خروارے بود ورنہ ھدایۃ السالکین، سل الحسام الھندی (جلد ۱) جلد (۲)، سیف کراتشی علی الزندیق البشاوری، تحقیقات ثمانیہ لتکفیر الزنادقہ، الضرب الشدید علی رأس العنید پر از خرافات ہیں

قیاس کن زگلستان من بہ بہار مرا

قدبدت البغضاء من افواههم وما تخفی صدورهم اکبر فاعاذنا الله من هذه الخرافات والعقائد الزائغة والا فعال القبیحة والا قوال الشنیعة ربنا لا تزغ قلوب بنا بعداذ هدیتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب ـ سبحان ربك رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین

اللهم لا تجعل هذا اخر سعینا بل بارك لنا اللهم فی علمنا وعمرنا وقلمنا وکتا بتنا واولاد نا واموالنا وامورنا کلها واحسن عاقبتنا فی الامور کلها فی الدنیا والاخرة آمین وصلی الله علی النبی الکریم ـ اللهم انی اسألك لنفسی ولاولادی ذکرا واثنی علما نا فعا ورز قاواسعا وعملا متقبلا ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم

وقد فرغت من الکتابة لیلة الجمة وقت الساعة العشرة وعشرین دقیقة بتاریخ ۲۶/۶/۲۰۰۳ یوافق ۲۵ الربیع الثانی ۱۴۲۴ھ

ولله الحمد علی کل حال سوی الکفر والضلال ـ واعوذ بالله من حال اهل النار.

تمت بالخیر

☆☆☆☆☆☆☆☆

ابوجہل زندہ ہو چکا ہے

جوافغان

صوبہ سرحد میں بالخصوص اور پاکستان میں بالعموم فتنۂ سیفیہ کے نام سے ایک نیا فتنہ برپا ہو چکا ہے۔ جس کے بانی جعلی پیر افونزادہ سیف الرحمٰن جادوگر افغانی ہے جو اسلام کے نام کفر کو اور سنت نبوی کے نام بدعات کو اپنے مریدوں کے ذریعے مروج کر کے مذہب اسلام کو بالعموم اور مذہب اہلسنت کو بالخصوص بدنام کر رہا ہے۔ نماز میں چیخنا، چلانا، ناچنا، سیٹی بجانا اور خاص طریقہ شعبدہ بازی کے ذریعہ اپنے وجود کو متحرک کر کے اپنا ایک انفرادی مقام ظاہر کرنا، کاکا صاحب اور پیر بابا، داتا گنج بخش جیسے بزرگان دین کو بڑے کمال کہنے کے ساتھ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی سے بھی چھ درجہ سے زیادہ فوق و اعلیٰ مقامات پر فائز اور امام الانبیاء ہونے کا دعویدار ہے۔ ہماری توجہ اس جدید فتنہ و فساد کی طرف تب ہوئی۔ جب ایک عالم دین کی طرف سے اس فرقہ کے مجرم اکبر جعلی پیر سیف الرحمٰن کے چند غیر اسلامی عقائد و اعمال کی شرعی گرفت کر کے اس کو شریعت محمدی کی روشنی میں اپنے ان اعتقادیات و اعمال کو ثابت کرنے یا ان سے توبہ کرنے کی دعوت دینے کے جواب میں اس گمراہ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "ہدایت السالکین" ہے۔ کتاب کیا ہے۔ مجموعہ ملفوظات و کفریات ہے۔ شریف انسان اس کا ایک صفحہ بھی نہیں پڑھ سکتا۔ جس کے مندرجات کو دیکھ کر فتنۂ قادیانی بھی بھول جاتا ہے۔ اس غلیظ ترین کتاب میں فرقہ سیفیہ کی پشتو زبان میں لکھی گئی چند کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ جس وجہ سے ہم نے ان کتابوں کو پیدا کر کے پڑھا تو درج ذیل خرافات و کفریات سامنے آئے جو بحق مذہبی حنفی اور طریقت و سلوک کے نام کے پردہ میں اندرون خانہ اس گمراہ فرقہ کے جو عقائد ہیں وہ انکی مطبوعہ کتابوں کے صفحات میں اس طرح درج ہیں:۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء و مرسلین و تمام صحابۂ کرام کو لیکر ایک مجمع عام میں میرے پیچھے اقتداء کر کے نماز پڑھی اور تمام دنیا کیلئے میرے [illegible] ۳۲۹

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رو رو کر مجھ سے اپنی امت کیلئے درخواست کی۔ ،، ہدایت السالکین صفحہ ۳۳۲،،

۳۔ میری صحبت بعینہٖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ہے۔ ،، ہدایت السالکین،، صفحہ ۳۲۹/۳۳۰

۴۔ اللہ تعالیٰ کے اسم الرحمٰن میں سیف الرحمٰن اس کے ساتھ شریک ہو کر عرش پر قائم و مستور ہے۔ اس عقیدہ میں کسی کو شک کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ،، ہدایت السالکین،، صفحہ ۳۰۰

۵۔ پیر سیف الرحمٰن اور اس کے مریدین جب چاہتے ہیں ارواح مقدسہ تمام انبیاء علیہ السلام کو بلا کر حاضر کرتے ہیں یہ کوئی وہمی مفروضہ نہیں ہے بلکہ سیف الرحمٰن اور اس کے مرید کشفاً و مشاہدۃً اس کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ (ہدایت السالکین، بزبان اردو صفحہ ۲۱۱/۲۱۲

۶۔ پیر سیف الرحمٰن اور اس کے مرید جب چاہتے ہیں۔ تمام ملائکہ سماوی و ارضی کو بلا کر حاضر کر سکتے ہیں اور ان سب کو اپنے ہمراہ مدینہ منورہ لے جا سکتے ہیں ،، یہ کوئی وہمی مفروضہ نہیں ہے بلکہ سیف الرحمٰن اور اس کے مرید اسکو کشفاً و مشاہدۃً دیکھتے اور ایسا کرتے رہتے تھے ،، ،، ہدایت السالکین ،، صفحہ ۳۱۲

۷۔ پیر سیف الرحمٰن انبیاء علیہ السلام کی جماعت میں نبی ہی نظر آتا ہے اور اس قسم کی غیبی آوازیں بھی آتی ہیں۔ ،، ہدایت السالکین،، صفحہ ۳۲۵

۸۔ جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کی روح پیر سیف الرحمٰن تھا اور اسکی بدولت جنگ بدر میں فتح نصیب ہوئی تھی۔ (ہدایت السالکین،، صفحہ ۸

۹۔ بلند و بالا مقامات پر فائز ہونے کی وجہ سے پیر سیف الرحمٰن قیامت کے دن انبیاء و مرسلین کی صف میں کھڑا ہوگا۔ ،، ہدایت السالکین،، صفحہ ۳۲۷

۱۰۔ شیخ عبدالقادر جیلانی بمنزلہ چاند ہے جبکہ پیر سیف الرحمٰن بمنزلہ سورج ہے اور چاند کا سورج سے استفادہ نور کرنے کی طرح شیخ عبدالقادر جیلانی بھی پیر سیف الرحمٰن سے فیض حاصل کر رہا ہے۔ اور سورج کے غروب کے وقت چاند کے نور ہونے کی طرح شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے علوم و فیوضات کو۔

پیر سیف الرحمٰن میں جذب کرکے (سمیٹ) کر خود پیر سیف الرحمٰن کے مقابلہ میں بے فیض و بے نور ہو چکا ہے۔ جسکی وجہ سے سلسلہ قادریہ میں جو کسی کا مرید ہو اس پر لازم واجب ہے کہ اس قادری، شیخ و پیر کو ترک کرکے موجودہ زمانہ میں تمام دنیا کے اولیاء اللہ پر من عند اللہ متصرف اور سب کو فیض پہنچانے والا امام الانبیاء والاولیاء اخونزادہ پیر سیف الرحمٰن کو اپنا پیشوا اور پیر بنائے جو کہ ایک طرفۃ العین میں اپنے مریدوں کو فوق العرش تک عروج دیتا ہے اور تمام دنیا و مافیہا کو ان کے ہاتھ میں رکھ کر ظاہر کر دیتا ہے۔ ،، ملاحظہ ہو بالترتیب ہدایت السالکین ،، صفحہ ۳۲۴/۱۶۲ تا ۱۶۳ صفحہ ۳۲۹ و صفحہ ۳۳۸ سیف المؤمنین علیٰ اعناق المنکرین بزبان پشتو ،، صفحہ ۱۶۹/۱۷۰ و صفحہ ۲

۱۱۔ نام نہاد پیر سیف الرحمٰن یا اس کے کسی مرید کو اولیاء اللہ تسلیم نہ کرنے والے یا ان پر اعتراض کرنے والے اس طرح کافر و زندیق ہونگے جیسے پیغمبر پر اعتراض کرنے والے کافر ہوتے ہیں۔ ،، ہدایت السالکین ، صفحہ ۲۵۹/۲۶۰

۱۲۔ اس گمراہ فرقے کا دعویٰ ہے کہ ان کے سوا تمام دنیا میں نہ کوئی نقشبندی ہے نہ کوئی قادری، سہروردی نہ چشتی۔ اس گمراہ فرقے کے نزدیک یہ سب کے سب کافر، زندیق، مخادع، دکاندار، شریر ہیں۔ ،، ملاحظہ ہو سیف المؤمنین بزبان پشتو صفحہ ۱۷۰ و ہدایت السالکین بزبان اردو

۱۳۔ پیر سیف الرحمٰن کے علاوہ موجودہ زمانہ کے تمام نقشبندیہ مشائخ لصوص دین (دین کے چور ہیں۔ صفحہ ۱۶۲/۱۶۳ و صفحہ ۲۴۲ و صفحہ ۱۷۸ ،، (سیف المؤمنین ،، صفحہ ۳۵

۱۴۔ تمام دنیا میں پیر سیف الرحمٰن واحد مسلمان متبع شریعت ہے لہٰذا وہ اور اس کے مرید ہی سب کیلئے واجب الاتباع ہیں۔ ملاحظہ ہو فرقہ سیفیہ کی پشتو زبان میں لکھی ہوئی کتاب سیف المؤمنین صفحہ ۔۔ و ہدایت السالکین صفحہ ۱۶۲/۱۶۳ و صفحہ ۲۴۲ و صفحہ ۱۷۸ ،،

۱۵۔ اس فرقہ کے مطابق مولانا غلام اللہ خان راولپنڈی والا وہابی، یہودی، خارجی تھا اور کفر کی آگ اور کفر کی تخم ریزی اس نے کی ہے۔ ،، سیف المؤمنین صفحہ ۱۱۷ ،،

۱۶۔ اس فرقہ کے مطابق شیخ جمیل الرحمٰن مرحوم (ملا حسین) کی جماعت اور ملا عبدالعزیز، نورستانی کی جماعت اور جماعت الدعوت الی القرآن والسنت یہ سب کے سب کافر ملحد، زندیق ہیں۔ سیف المؤمنین صفحہ ۱۱۸ - ۱۱۹

۱۷۔ ملاکنڈ ڈویژن میں تحریک نفاذ شریعت کا عمل قبیح ترین اور ناکارہ تحریک ہے۔ ملاحظہ ہو فرقہ سیفیہ کی لکھی ہوئی کتاب ،، سیف الرجال صفحہ ۳۱ ،،

۱۸۔ ملاکنڈ ڈویژن میں بنام نفاذ شریعت کافرانہ تحریک شروع ہے ،، سیف الرجال صفحہ ۲۶

۱۹۔ اس فرقہ کے نزدیک جماعت اسلامی والے قطعی کافر اور خوارج ہیں۔ ،، سیف الرجال صفحہ از اول تا آخر

۲۰۔ جماعت اسلامی اور ملا محمد طاہر کا عقیدہ امام الزنادقہ ابن تیمیہ کی تعلیمات سے ماخوذ ہے۔ ،، سیف الرجال صفحہ ۳۰ ،،

۲۱۔ جماعت اسلامی والوں کو اور اہل حدیث سلفی والوں کو جس طریقے سے بھی قتل کیا جائے بڑا ثواب ہے۔ ،، سیف الرجال صفحہ از اول تا آخر ،،

۲۲۔ اشاعت التوحید والسنت والے قطعی کافر، زندیق و ملحد، اہل قبلہ سے خارج اور اسلام سے خارج ہیں۔ ،، سیف الرجال از اول تا آخر ،،

۲۳۔ مولانا صوفی محمد اور نفاذ شریعت کیلئے کوشش کرنے والے سب کے سب خارجی، یہودی، ملحد و زندیق واجب القتل کافر ہیں۔ ،، ملاحظہ ہو سیف الرجال از اول تا آخر ،،

۲۴۔ شیعہ قوم اشد ترین کافر ہیں بلکہ قادیانی، یہودی و نصرانی کی طرح کافر ہیں۔ ،، سیف المؤمنین صفحہ ۹۶ ،، ہدایت السالکین صفحہ ۱۰۳ ،، و صفحہ ۱۲۱ ،، جواب استفتاء صفحہ ،،

۲۵۔ تبلیغی جماعت والے بدترین کافر، قطعی کافر، جبری کافر اہل قبلہ سے خارج و واجب القتل ہیں۔ ،، سیف المؤمنین صفحہ ۱۵۹/۱۶۴

اور فرقہ سیفیہ کی طرف سے پشتو زبان میں لکھی ہوئی کتاب ،، جواب الاستفتاء ،، کے صفحہ اول تا ۸۴ پر بھی تبلیغی جماعت والوں کو قطعی کافر زندیق ملحد اہل قبلہ سے خارج کافر اہل اسلام سے خارج کافر، واجب القتل کافر لکھا ہوا موجود ہے۔

۲۶۔ تبلیغی جماعت کا مرکز رائیونڈ دراصل کفر کا مرکز ہے۔ ملاحظہ ہو فرقہ سیفیہ کی طرف سے پشتو زبان میں لکھی گئی وہ کتاب جس میں وزیرستان کے مناظرہ میں ذلت آمیز شکست کھانے کے بعد اپنی ذلت و شکست کو چھپانے کیلئے اس گمراہ فرقہ کی طرف سے بنام فتویٰ ،، کفر رائیونڈیہ ،، کے نام سے شائع کی گئی ہے صفحہ از اول تا آخر اس قسم کی غیر اخلاقی اور ایمان سوز باتوں پر مشتمل ہے۔

۲۷۔ اس فرقہ کے مطابق پختون لیڈر اور صوبہ سرحد کے غیور مسلمانوں کا سیاسی رہنما خان عبدالغفار خان مرحوم دہری کافر تھا ،، ملاحظہ ہو جواب الاستفتاء صفحہ ۸۴ ،،

۲۸۔ اس فرقہ کے مطابق تبلیغی جماعت کے بانی امیر مولانا الیاس کافر و زندیق تھے۔ ،، جواب الاستفتاء صفحہ ۸۴ ،،

۲۹۔ اس فرقہ کے مطابق مولانا مودودی و سید قطب کافر و زندیق تھے ،، جواب الاستفتاء صفحہ ۸۴ ،،

۳۰۔ اس فرقہ کے مطابق دیوبندی مکتب فکر کے مشہور عالم مولانا خان بادشاہ مرحوم مردار ہو چکا ہے ،، سیف الرجال صفحہ ۵۶ ،،

کے راستے پاکستان میں داخل ہو کر دین محمدی کے خلاف فساد پھیلا رہا ہے

فرقہ سیفیہ کے خطرناک عقائد و کفریات اسکی اپنی کتابوں سے

۲۱۔ اس فرقہ کے مطابق دیوبندی مکتب فکر کے مشہور عالم دین شیخ القرآن مولانا افضل خان شاہ پور بر سوات والے کافر شیطان ہے "سیف الرجال صفحہ ۸۶"

۲۲۔ اس فرقہ کے مطابق نیشنل عوامی پارٹی والے جو خان عبدالغفار خان مرحوم کے عقیدت مند ہیں سب کافر و زندیق ہیں "سیف المؤمنین صفحہ ۹۵"

۲۳۔ اس فرقہ کے مطابق پاکستان پیپلز پارٹی والے سب کافر ہیں ... سیف المؤمنین صفحہ ۹۵"

۲۴۔ اس فرقہ کے مطابق مولانا طیب مولانا صوفی محمدؒ اور مولانا گوہر الرحمٰن وغیرہ اہل حدیث یہ سب کافر و زندیق ہیں ۔ "سیف الرجال اول تا آخر"

۲۵۔ اس فرقہ کے مطابق تمام علماء و مفتیان حقانیہ اکوڑہ خٹک اشد ترین کافر ہو چکے ہیں "جواب الاستفتا صفحہ ۳۵"

۲۶۔ اس فرقہ کے مطابق صدر مملکت، وزراء اور ارباب حکومت پر فرض ہے کہ وہ سب باادب حاضر ہو کر موجودہ زمانہ میں الحی القیوم، کامل مکمل پیر سیف الرحمٰن کے ہاتھ پر بیعت کریں ۔ سیف المؤمنین صفحہ ۱۶۸ / ۱۸۳"

۲۷۔ اس فرقہ کے مطابق پیغمبر علوم کے کمالات متناہی ہوتے ہیں جبکہ سیف الرحمٰن کے علوم و کمالات غیر متناہی ہوتے ہیں "ہدایت السالکین صفحہ ۳۴۶ / ۳۴۷"

۲۸۔ اس فرقہ کے مطابق اخونزادہ سیف الرحمٰن کو دیکھنا بعینہٖ رسول اللہ کو دیکھنے کی طرح ... مقدمہ سیف المؤمنین صفحہ ۵"

۲۹۔ اس فرقہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کو اسکی شان کے لائق علم ہونے اور اللہ تعالیٰ کا متصف بوصف العلم ہونے "متصف بوصف الحیات، متصف بوصف القدرت، متصف بوصف الاحیاء والاماتت وغیرہ صفات کمالیہ کے ساتھ متصف ہونے کا عقیدہ رکھنے والے دنیا بھر کے تمام مسلمان قطعی کافر و زندیق ہیں
"ہدایت السالکین از اول تا صفحہ ۵۰ اور جواب الاستفتاء بزبان پشتو از اول تا آخر"

۳۰۔ اس فرقہ کے عقیدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفت تکوین پر ایمان لانے والے دنیا بھر کے تمام مسلمان کافر و زندیق ہیں "ہدایت السالکین از اول تا صفحہ ۵ نیز جواب الاستفتاء از اول تا آخر"

۳۱۔ اس دجال فرقہ کے مطابق دستار کو واجب نہ جاننے والے اور دستار نہ باندھنے والے مشرکین کے بھائی ہیں "ہدایت السالکین ۱۴۵ تا ۱۴۶"

۳۲۔ اس فرقہ کے مطابق بغیر دستار کسی کی نماز نہیں ہوتی ۔ "ہدایت السالکین ۱۴۵ تا ۱۴۶"

۳۳۔ اس فرقہ کے مطابق عمامہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت لباس و سنت زوائد ہونے کا عقیدہ رکھنے والے تمام مجتہدین افقہاء کرام کافر و زندیق ہیں "ہدایت السالکین از اول تا آخر"

۳۴۔ سلسلہ قادریہ کے شیخ الشیوخ شیخ عبدالقادر جیلانی کے تمام علوم و فیوض موجودہ وقت کے مجدد اعظم اخونزادہ پیر سیف الرحمٰن میں جذب ہو کر شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے تمام مریدان سلسلہ کے ہمراہ اخونزادہ سیف الرحمٰن کے مقابلہ میں فیض و معرفت سے خالی ہو چکے ہیں ۔ "ہدایت السالکین صفحہ ۲۲۴"

۳۵۔ شیخ عبدالقادر جیلانی بصد مشکل مقام عبدیت کو پہنچا تھا جبکہ اخونزادہ پیر سیف الرحمٰن مجدد اعظم ہے "ہدایت السالکین صفحہ ۲۲۴"

۳۶۔ شیخ عبدالقادر جیلانی بصد مشکل مقام عبدیت کو پہنچا تھا جبکہ اخونزادہ سیف الرحمٰن شیخ عبدالقادر جیلانی سے بدرجہا زیادہ فوق ترقی کی ہوتی ہے "ہدایت السالکین صفحہ ۲۲۴ تا ۲۲۵"

۳۷۔ ریاکاری، جھوٹ، بہتان، غیبت، بدکلامی و بدزبانی اور بداخلاقی جیسے کبیرہ گناہوں کو معارف لدنیہ کہتے ہیں (ملاحظہ ہو ہدایۃ السالکین از اول تا آخر مع ٹائیٹل)

۳۸۔ فرقہ سیفیہ کے مطابق شریعت کی طرف بلانے کے جواب میں گالیاں بکنے کو افاضات و ارشادات کہتے ہیں (ہدایۃ السالکین از اول تا آخر مع ٹائیٹل)

۳۹۔ فرقہ سیفیہ کے مطابق سلسلہ چشتیہ، قادریہ وغیرہ میں اولاً تمام دنیا میں کوئی سچا شخص نہیں اگر بالفرض المحال کوئی کامل پیر سلسلہ قادریہ میں موجود بھی ہو تو پھر بھی اسکے مریدوں پر لازم و واجب ہے کہ فوراً اس کو ترک کر کے اخونزادہ سیف الرحمٰن کے ہاتھ پر بیعت کریں ۔ ہدایۃ السالکین، صہ ۱۷۸، صہ ۲۴۲ صہ ۱۶۲ صہ ۱۶۳

۴۰۔ فرقہ سیفیہ کے مطابق اخونزادہ سیف الرحمٰن کے چند مریدین ایک جگہ جمع ہو کر اپنے کسی مخالف پارٹی کے خلاف کوئی بات کریں تو وہ اجماع امت کی طرح شرعی دلیل بن جاتی ہے ۔ ملاحظہ ہو ۔ فتوی کفر رائیونڈ یہ بزبان پشتو صفحہ ۳۲ ۔

۱۔ ۔۔۔ جس کا بھی کو مطلق خلیفہ کرتا ہے اس سے بھی ولایت و بزرگی سلب نہیں ہوتی وہ نسبت فہمری اور انجام بد سے بے خوف بے فکر ہوتا ہے ،، سیف المؤمنین صفحہ ۱۶۷ ،،

۲۔ ۔۔۔ زادہ سیف الرحمٰن کا ہاتھ محمد اسود سے افضل ہے اور سیف الرحمٰن کا وجود بیت اللہ شریف سے زیادہ افضل ہے ،، سیف المؤمنین بزبان پشتو صفحہ ۹۲/۹۳ کو صفحہ ۱۶۹/۱۷۰ اکٹھا ملا کر دیکھ لیں

۳۔ ۔۔۔ فرزند سیف الرحمٰن اپنے مریدوں میں ایسا ہے جیسے پیغمبرؐ اپنی امت میں ،، سیف المؤمنین صفحہ ۹۲ و صفحہ ۱۶۹/۱۷۰ کو ملا کر دیکھا جائے ۔

۴۔ سید زادی کیساتھ غیر سید کے نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ دینے والے بریلوی مکتب فکر کے روحانی پیشوا پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی مرحوم اور اسکا بیٹا پیر سید غلام محی الدین (بابو جی) مرحوم اور انکے موجودہ صاحبزادگان و گدی نشین اور سید محمود شاہ محدث ہزاروی مرحوم اس جاہلانہ فتویٰ کیوجہ سے ہزار ہا بار کافر و زندیق اور ملحد ہو چکے ہیں فتاویٰ سیفیہ صفحہ ۳۲ تا آخر ،، نکاح سید زادی با غیر سید کے عدم جواز کے عقیدہ رکھنے والے صاحبزادگان و مشائخ صحابہ کرامؓ کی تعداد کے برابر کافر ہو چکے ہیں ،، ابدی کافر واجب القتل کافر و زندیق اور ملحد ہو چکے ہیں ،، فتاویٰ سیفیہ صفحہ ۳۲ تا آخر ،، نکاح سیدہ با غیر سید کو ناجائز سمجھنے والے صاحبزادگان اور مشائخ منحوس ،، کذاب ،، عظیم کافر ،، ابوجہل ،، غلمان یہود اور زندیق ملاحظہ ہو مجدد اخونزادہ سیف الرحمٰن کی پشتو زبان میں لکھی ہوئی کتاب فتویٰ صحت نکاح غیر سید بسیدہ ، صفحہ ۳۶ تا ۴۲

۵۔ نکاح غیر سید بسیدہ کے عدم جواز کے فتویٰ کیساتھ اتفاق کرنے والے اور اس فتویٰ کی تصدیق کرنے والے سب کافر و زندیق ، ابوجہل ، واجب القتل کافر ابدی کافر و زنادقہ اور مسلمانوں کی تعداد کے برابر کافر ہو چکے ہیں ،، ملاحظہ ہو فتاویٰ سیفیہ و مسئلہ فتویٰ صحت نکاح غیر سید بسیدہ کے صفحہ ۳۶ تا ۴۲

۶۔ مشہور و معروف عالم دین شیخ الحدیث مولانا پیر محمد چشتی صدر انجمن علماء اوقاف صوبہ سرحد کو اس وجہ سے کہ پیر صاحب نے اس وجہ سے کافر و زندیق لکھا ہے کہ مولانا موصوف نے اسکے غیر اسلامی عقائد کفریہ کی گرفت کر کے شریعت محمدی کی روشنی میں اپنے عقائد و مسائل کو ثابت کرنے یا ان سے توبہ کرنے کی دعوت دی تھی ،، ملاحظہ ہو اس فرعون وقت ابوجہل عصر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب ہدایت السالکین از اول تا آخر نیز ملاحظہ ہو اس ملعون کتاب کے رد میں مولانا چشتی کیطرف سے لکھی گئی شرعی دلائل اور علمی جواہر سے بھری ہوئی بے مثال کتاب الجراحات علی المزخرفات جو دو حصوں پر مشتمل ہے ،،

۷۔ اس ملعون فرقہ کے بانی اخونزادہ سیف الرحمٰن سے ایک اور عالم دین استاذ العلماء مولانا اظہر گیلانی مدرس مدرسہ مفتاح العلوم بن گئی حضرو اٹک کو بھی صرف اس بنا پر اشد ترین کافر لکھا ہے کہ انہوں نے اس افغانی جادوگر کے غیر اسلامی مسائل پر گرفت کر کے شریعت کیطرف بلانے پر شیخ الحدیث مولانا پیر محمد چشتی کی تائید کی تھی ملاحظہ ہو ہدایت السالکین از اول تا آخر ، اس فرعون وقت ابوجہل عصر نے روحانی پیشوا حافظ سلطان محمود جانشین باباجی حافظ عبد الغفور زیارت حضرو اٹک کو بھی صرف اس وجہ سے کافر و زندیق لکھا ہے کہ انہوں نے اس جادوگر ملعون کی غیر اسلامی حرکات پر گرفت کی تھی ملاحظہ ہو سیف الرحمٰن علیہ اللعنۃ کی وہ تحریر جو اس نے حافظ صاحب موصوف کی گرفت کے جواب میں ان کو بھیجا ہے جو اپنی اصلی شکل کیساتھ زیارت حضرو اٹک میں موجود ہے ۔

۸۔ اس ملعون مذہب کے مطابق اہلسنت والجماعت کی دونوں جماعتیں (دیوبندی بریلوی) یہود و نصاریٰ سے بدتر اجرتی آلہ کار ہیں ،، دیوبند نورت منکر ہو کر کافر ہوئے اور بریلوی بشریت سے منکر ہو کر کافر ہو چکے ہیں ملاحظہ ہو پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی اور محمد شہزاد کے فتویٰ کے مطابق اخونزادہ سیف الرحمٰن جادوگر افغانی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب فتاویٰ سیفیہ صفحہ ۸ نیز اخونزادہ سیف الرحمٰن جادوگر کی طرف سے چھاپا ہوا اشتہار بنام تیسرا مناظرہ بمیں دیوبندی ، بریلوی زن ، دو نوں کو انگریزوں کے اجرتی آلہ کار قرار دیکر ان دونوں سے بچنے کی اپیل کی گئی ہے ۔

ہم نے اس تحریر میں مسلمانوں کی آگاہی کیلئے فرقہ سیفیہ کی کتابوں سے ان کی جن کفریات ، لغویات ، بکواسات کو ظاہر کیا ۔ ان میں سے کسی ایک کا حوالہ بھی غلط ثابت ہونے پر ہم ہزار جرمانہ دینگے ۔ اس کے علاوہ ، فرقہ سیفیہ کے مکار و عیار اور متکبر فرعون صفت اخونزادہ سیف الرحمٰن کی دو گستاخانہ باتیں جو اس کی زبان سے یا اس کے خلفاء و مریدوں کی زبان سے لوگوں نے سنی ہے ۔ مثلاً شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے متعلق اخونزادہ کا یہ کہنا کہ وہ اپنے قبر میں جلی ہوئی لکڑی کی طرح پڑا ہے اور کاکا صاحب کے متعلق کہتا ہے کہ بے کمال و بے فیض ہے اور پیر بابا کے متعلق کہتا ہے کہ وہ بھی بے ذکر و بے فیض ہے اور داتا گنج بخش کے متعلق کہتا ہے کہ میرے کشف کے مطابق وہ بے ذکر و بے فیض ہے ۔ لیکن جس نے اس کو فیض پہنچایا اور مفتی فرید حقانیہ اکوڑہ خٹک کے متعلق کہتا ہے کہ میں نے مراقبہ میں اسکو دوزخ کے اندر جلتے ہوئے دیکھا ہے اور امام ابو حنیفہ کے متعلق کہتا ہے کہ سلوک و تصوف کی مجھ سے بدرجہا پست و کمزور ہے ۔ العزیز اسطرح کے گمراہ کن اور شیطانی وساوس کی باتیں اس فرقہ کی بہت مشہور ہیں ۔ لیکن ہم نے صرف وہی لکھدی ۔ جو ان کی اپنی کتابوں میں لکھی ہوئی موجود ہیں ۔ تمام مکاتب فکر مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس گمراہ فرقہ کے خلاف منظم تحریک چلائے اور ارباب حکومت پر لازم ہے کہ نام نہاد فدائی و گلبدین کو جو افغان مہاجرین کر پاکستان کے علاقہ غیر میں بیٹھ کر اسلام ، اسلام اور ملک و ملت کے خلاف زہر اگل رہے ہیں ، اس سرزمین سے نکال کر افغانستان بھیج دیں ورنہ ملک و ملت کیلئے شدید خطرہ ہے ۔

وما علینا الا البلاغ

منجانب خادم الاسلام والمسلمین اہلسنت والجماعت حنفی

محمد عثمان (مولانا تاروجبہ ضلع نوشہرہ صوبہ سرحد)

بیرون بکیہ توت غوثیہ کا نوٹی پشاور شہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخونزادہ سیف الرحمن کے متعلق مذکورہ استفتاء اور

اسکی مطبوعہ کتابوں سے اسکے جو اعتقادیات و نظریہ معلوم ہوتا ہے

وہ یہی ہے کہ یہ جعلی پیر اپنے اور اپنے مریدوں کے سوا دنیا بھر

کسی اور کو مسلمان اور متبع شریعت نہیں سمجھتا اور سارے ہی حضرت

پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی اور محدث ہزاروی جیسے اعلام اسلام و دیگر

علماء کرام اور مصنف علماء نے کی بلاوجہ تکفیر کرکے حدیث نبوی

خود کافر اور اسلام سے خارج ہو چکا ہے جو مسلمانوں کے بلکہ ہیت اسکے ہم

پر ہی شرعاً لازم ہے کہ اس توہین انبیاء و تکفیر المسلمین

سے بے زاری کا اظہار کریں واللہ اعلم

مفتی غلام حمید

دار العلوم حامد غوثیہ مغلپورہ

بیرون بکیہ توت لاہور

6-6-96

دار الافتاء

المحدث عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يتقارب الزمان ويقبض العلم وتظهر الفتن ويلقى الشح ويكثر الهرج

قالوا وما الهرج قال القتل متفق عليه

وعن ابي هريرة انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ستكون فتنة صماء وبكماء وعمياء من اشرف لها استشرفت له واشراف اللسان فيها كوقع السيف رواه ابو داود

وعن المقداد بن الاسود قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان السعيد لمن جنب الفتن ان السعيد لمن جنب الفتن ان السعيد لمن جنب الفتن ولمن ابتلي فصبر فواها رواه ابو داود

حضرات قارئین مذکورہ احادیث سے یہ بات اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے کہ دور حاضر میں فتنہ کا ظہور ہو گا اور یہ کثرت سے ہو گا مذکورہ احادیث میں فتنہ سے مراد وہ فتنہ ہے جو قتال کا سبب بنے اور یہ فتنہ ہر زمانہ میں ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا ہاں فتنہ کی نوعیت ہر زمانہ میں مختلف ہوتی ہے اور ہر فتنہ کے نظریات تباہ کن ہوتے ہیں۔ موجودہ زمانہ کا سب سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ ہر فرقہ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتا ہے اور ان کا نظریات تباہ کن

حکم ایسے شخص کا جو کہ نبی علیہ السلام پر افترا باندھتا ہے

سید حضرت ابو اسحاق علیہ الرحمۃ المتوفی ۔۔۔ کہ نبی علیہ السلام کے حضور اپنی کہ ایک آدمی نے ایک قوم کو کہا کہ نبی علیہ السلام نے مجھ
پر مقرر کیا ہے کہ میں فیصلہ کروں تم میں اپنی رائے کے موافق اور تمہارے احوال میں۔ جب یہ بات نبی علیہ السلام کو پہنچی گئی تو نبی علیہ السلام
نے فرمایا۔ کذب عدو اللہ اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا کہ اگر یہ شخص زندہ پایا گیا
تو قتل کیا جائے گا اگر مردہ پایا گیا تو اسکی حلال دو سو کو ہی گیا تو نسب کے کھینچنے سے قتل ہو گیا تھا تو میں نے اسکی حلال دیا فرقہ یا نہیں

اسلام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب یہ شخص کی تحقیق کی یا بیان کی یا کذب ہے کہ تو قال محمد بن سحنون اجمع العلماء کو
علی ان من شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المستخف لہ کافر ومن شک فی کفرہ وعذابہ کفر ۔۔۔ شفاء قاضی عیاض ملا علی قاری رحمہ اللہ

۔ ایسا شخص مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکذبہ او طعن بہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ وبانت منہ امراتہ کتاب الخراج
الکافر بسب نبی من الانبیاء لا تقبل توبتہ مطلقا ومن شک فی کفرہ کفر ۔۔۔ مجمع الانہر ۔۔۔ درمختار ۔۔۔ بزازیہ ۔۔۔
لیکن عبدہ تنقیص کیا ہے تو اس کی تنقیص کی تو وہ کافر ہے اور جو کہ شک کرے عذاب اور کفر کے شک کرنے والے کی قبل کافر ہے

۔۔ اور احمد بن ابی سلیمان فرماتے ہیں ۔۔

من قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لو نہ اسود قتل لکذبہ علی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔

جس نے کہا کہ نبی علیہ السلام کالے رنگ کے تھے (یعنی تنقیص کی) تو اسکو قتل کیا جائیگا اسلئے کہ جرات باندھا ہے نبی پر
تو یہ شخص زندیقیات کا کہ وجہ سے مرتکب کفر ہے درمختار

نیز مذکورہ شخص تکفیر امت کے مرتکب ہیں جیسا کہ اشتہار میں بامرالہ ۔ ۱۵ ۔ ۱۶ ۔ ۱۸ ۔ ۱۹ ۔ ۲۰ ۔ ۲۱ ۔ ۲۲ ۔ ۲۳ ۔ ۲۵ ۔ ۲۸
۲۹ ۔ ۳۰ ۔ ۳۱ ۔ ۳۲ ۔ ۳۳ ۔ ۳۴ ۔ ۳۵ ۔ سے معلوم ہوتا ہے

۔۔ الترغیب والترھیب للمنذری میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل اکفر رجلا الا باء احدھما بھا۔
۔۔ اگر کافر کافر ہوا تو کفر پر تکفیر ہے ورنہ مرد ہے پر فقد وجب الکفر علی احدھما ۔۔۔
۔۔ کفر کی نسبت جس پر کریگا اگر وہ کافر نہیں تو تکفیر کی وجہ سے یہ کافر ہو گا تو اس بد بخت نے جنکو نسبت کیا ہے وہ تو مسلمان ہیں مذکورین مسلمانوں کو کافر کہا ہے
عاقبت نیز نظر رکھنا چاہیے

۔۔ اسی طرح حدیث میں آتا ہے ومن لعن مومنا فھو کقتلہ ومن قذف مومنا بکفر فھو کقتلہ ۔ مومن کو کفر کی نسبت قتل مومن کی مساوی ہے ۔۔۔
۔۔۔ الغرض فرقہ سیفیہ جو مفاسد مندرجہ اشتہار کفر کی وجہ سے ایک طائفہ فرقہ ناجیہ ہے بیجا ہے مسلمان کافر نہ ہے ۔۔۔
۔۔۔ اللہ رب العزت ہمیں ان فتنوں سے بچائے ۔ ورسولہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم
۔۔۔ حررہ العبد الاقل الاقل محمد ابو الحسنات عفی عنہ خادم العلوم فی الجامعۃ الامام ہمدرد الہند وفقہ اللہ تعالیٰ
۔ مہتمم دارالعلوم مضمحلہ پنجیر تحصیل وضلع ہزارہ ۔۔۔

باسمہ تعالیٰ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ
اجمعین اما بعد

ہم تمام علماء کرام کے ساتھ
ان کے جاری کردہ فتویٰ کے مکمل
تائید کرتے ہیں خصوصاً حضرت مفتی سید فرید مدظلہ
کے لئے اسمیں آفتاب روشن ہے کہ جبل ہے
اور ہر ایسے لاعلم پیروں سے اجتناب کرنا
ہر مسلمان پر واجب ہے اللہ ہمیں صراط مستقیم پر اور
اتباع سنت پر استقامت نصیب فرمائیں اور ہر ایسی عشر کافہ
اور بے دین عقائد سے اجتناب کرنے کی توفیق عطا فرمائے

مولوی مرسل شاہ
مدرس جامعہ لاہور

الحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ سیدنا محمد
وعلی آلہ وصحبہ ومن اھتدی بھدیہ

جعلی پیر سیف الرحمٰن کے رسائل سے جو مسائل معلوم
ہوئے سراسر گستاخی اور خلاف شریعت مطہرہ سمجھتا ہوں
رسائل سے متعلقہ اعمال وعقائد کے ماننے والا اور عامۃ المسلمین
کو پہنچانے والا ضال مضل ہے خارج از اسلام ہے
اور یہ تحریک جعلی پیر امت مسلمہ کیلئے پرخطر فتنہ ہے
اس جعلی پیر سے بیعت بروز مسلمون پر اقالتہ بیعت لازم وفرض ہے
اعاذنا اللہ وجمیع الامۃ منہ

سید قمر عفا اللہ عنہ
مدرس دار العلوم سرور
۱۰ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ

محمد ایوب منیر غفرلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

بذریعہ مولانا محمد عثمان صاحب پیر سیف الرحمٰن
کے کفریات اور لغویات سے مشتمل مجموعہ کا
سرسری مطالعہ کی۔ جو بالفاظ دیگر کفر
و الحاد اور زندقہ کی علماء اور علماء امت
کی تکفیر کی اعاذنا اللہ ایک لمبی فہرست ہے
ایسے شخص کے اقتداء اور ان سے تعلق رکھنے
کفریات پر سکوت بددینیت اور خدا
و رسول سے بغاوت کی کھلی دلیل ہے
علماء امت کو متفقہ طور پر ان کے خلاف
اچھا کرنا چاہیے اور حکومت سے مطالبہ
کرنا چاہیے کہ ایسے ملحد کو عبرتناک
سزا دیکر شاید عبرت بنا دیں

محمد عثمان

محمدی اور مسلمانوں کیلئے نہایت گمراہ کن
سمجھتا ہوں، اور عام مسلمانوں کو ایسے
نام نہاد پیر سے اجتناب واجب اور
ضروری سمجھتا ہوں۔ اور جو سادہ مسلمان
ان سے بیعت کر چکے ہیں۔ اور اپنے بیعت
کو فسخ کر دیں۔ اس لئے کہ یہ شخص مذکور
بجائے مصلح کے مفسد (فتنہ و فساد اور
گمراہی پھیلانے والا) بن گیا ہے اور ہمارا
ایمان ہے (یعنی اہل سنت والجماعت کا) کہ جناب
نبی کریمؐ کا رتبہ و مقام تمام انبیاء کرامؑ سے
زیادہ ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ جناب نبی کریمؐ
نے تمام انبیاء کرام و مرسلین اور تمام صحابہ
کرامؓ کو لے کر ایک مجمع عام میں میرے

پیچھے اقتداء کر کے نماز پڑھ لی،
(بحوالہ ہدایۃ السالکین صفحہ ۳۴۹)
پس ایسا شخص جو کہ خود کو امام
الانبیاء والمرسلین کہتا ہے ایسا شخص
دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

فقط
مولانا محمد امیر بجلی گھر
بقلم
محمد قاسم غفرلہ

دار الافتاء دار العلوم عربیہ [illegible]
تحصیل و ضلع چارسدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اقا بعد: اخونزادہ
سیف الرحمان کے مکتوبات خرافات کا مجموعہ ہے
تمام بزرگان دین اور علماء امت کو خارج از اسلام
قرار دے کر خود دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے

اور اپنے آپ کے تمام انبیاء اور بزرگان دین سے افضل و اعلیٰ سمجھ کر
تو ہین دین کا مرتکب بلکہ مرتد ہوا ہے۔ لہذا عامۃ المسلمین
کو اس دجال اعظم کے فتنہ سے بچانا علماء دین کا فریضہ ہے۔
اور حکومت وقت کو بھی اس فتنہ سے بچانا ضروری ہے:
اور اس کے تمام متعلقین و معتقدین کا دینی فریضہ ہے
کہ اس سے قطع تعلق کر کے عامۃ المسلمین کو اس فتنہ عظیم سے
بچانے میں اہم کردار ادا کریں۔ اور مسلمانوں کے دین کے
تحفظ کا ذمہ داری پورا کریں۔ فقط

صبیح الدین صاحب حق صاحب بقلم خود
از تحصیل و ضلع چارسدہ

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد اخوندزادہ سیف الرحمن

خارج اسلام ہے واجب القتل ہے

حکومت کا فرض ہے کہ اسکو قتل کرے

بصورت دیگر از حدود پاکستان

خارج کریں فقط

بندہ محمد دین مہتمم جامعہ محمدیہ

کل [illegible]

۲۸ 5/96

باسمہ تعالیٰ

میں نے کذاب پیر سیف الرحمن افغانی

مقیم باڑہ کے متعلق بہت پہلے سے

عقائد معلوم کئے تھے۔

اس کا رویہ قدم بقدم مرزا غلام احمد

قادیانی قریب ہو رہا ہے۔

مسلمانوں کے لئے فتنہ عظیم ہے

لہذا مسلمانوں کو اس سے

احتراز کرنا ضروری ہے۔

حکومت کو اس کا انسداد کرنا ضروری ہے

امان اللہ سراج الاسلام کاہی

کوہاٹ

۲ جون ۹۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد —

پس جعلی پیر سیف الرحمن مقیم بارہ خیر الحسنی
مصلح کے بجائے ایک مفسد شخص ہے
اور اس کے عقائد سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا
اسلام مشکوک ہے لہذا تمام مسلمانوں
پر فرض ہے کہ اس سے اجتناب کریں
اور اس کے خاتمے کی کوشش کریں
خواہ جس طریقے سے بھی ہو
اور حکومت وقت پر فرض ہے کہ اس کو
گرفتار کریں ورنہ پاکستان سے نکال
دیں — والسلام

کتبہ دین اظہر حقانی
۱۵/۱/۱۴۷ھ

میں سابقہ مفتی اور حضرات علماء
کرام کے جواب فتوے کی تائید کرتا ہوں
اور متعلقہ جعلی پیر سیف الرحمن
کے عقائد اور اعمال کو خلاف شریعت
مطہرہ سمجھتا ہوں اور مسلمانوں
کیلئے یہ فتنہ سمجھتا ہوں فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام نہاد پیر سیف الرحمان مہاجر افغانستان
حال مقیم کھجوری باڑہ لیشاور کی تحریر و تقریر اور اپنے
مریدوں کو دی گئی تعلیم و تربیت سے اس کی گمراہی
واضح ہے۔ جدید علمائے کرام اور اسلاف کے خلاف
اس کے نئے [illegible]
[illegible]
[illegible]
(نعوذ باللہ) اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ اور [illegible]
جماعت کو جو تمام [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

واللہ اعلم

مبلغ اسلام

(محرم الحرام ۱۴۱۶ھ) ڈاکٹر فدا حسین بھانہ ماڑی پشاور

خاندان مصلیا [illegible] تعلیمات

سیف الرحمن جو باڑہ میں فی الحال سکونت
پذیر ہے افغانستان سے آیا ہے اور اپنے آپکو
پیر منصور کرتا ہے۔ اور سادہ لوح مسلمان
بھی اسکو پیر سمجھتا ہے۔ حقیقت میں وہ
پیر نہیں بلکہ ایک دجال ہے اُن دجالوں سے
جنکے حق میں جناب رسول اللہ صلعم نے پیشنگوئی
کیا ہے کہ وہ لوگوں کا صحیح عقائد خراب کریں گے
لہذا یہ آدمی اپنی اس ناجائز عقیدہ کیوجہ سے
مرتد ہو گیا ہے لوگوں پر فرض ہے کہ اس سے اجتناب
کرے اور اسکو اپنے علاقہ سے خارج کرے
جو اسکا معتقد تھے وہ توبہ استغفار کرکے بیعت کا فسخ کرے
محمد سردار عفی عنہ دار العلوم عربیہ مل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

یہ خط میں با امر مولینا عبد اللہ صاحب لکھتا ہوں۔ مولینا عبد اللہ کہتے ہیں۔ شیطان سیف الرحمٰن اللہ کے صفات میں اپنے آپ کو شامل کیا لہٰذا یہ کافر ہے۔ ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ اسکے ساتھ اپنے کسی کے موافق مقابلہ کریں۔ حکومت اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور انکے ساتھ طاقت ہیں۔ لہٰذا انکو ختم کریں جس طریقے سے ہو

محمد اللہ مولینا عبد اللہ صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام نہاد سیف الرحمٰن نے عرصہ ہوا بارہ اور اسکے مضافات میں فتنہ و فساد کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ ان کے لوگ تسلیم سے علماء و اولیاء اور عامۃ المسلمین تو درکنار حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ذوات اقدس بھی محفوظ نہیں رہے۔

دجل و فریب اور مخصوص جادو کے ذریعے وہ سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلا کر راہ حق سے بھٹکانا اور اہل حق کو مطعون کر کے ان پر سے عامۃ المسلمین کا اعتماد ختم کرنا چاہتا ہے۔ تکفیر کے اس مشین کو ختم کئے بغیر علاقہ میں امن کا قیام ممکن نہیں لہٰذا حکومت کو چاہئے کہ فوراً اسے ملک سے نکال کر فتنے کا سدباب کرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی
وبعد فانی قد طالعت بعض عبارات اخو نزادہ
المسمی بسیف الرحمن من رسالاتہ فتیقنت انہ
اما مجنون او عدو الدین یفسد اعتقاد المسلمین
باسم الاصلاح ویضلل الناس بعنوان
الھدایۃ ویأکل اموال الناس بالباطل
ینبہ اللہ تعالی عن مثلہ بقولہ یا ایھا
الناس ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیأکلون
اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ
وقال امیر المؤمنین فی الحدیث عبد اللہ بن المبارک
وھل افسد الدین الا الملوک واحبار سوء ورھبانھا
فعلی المؤمنین ان یتبرؤا عن اخو نزادہ سیف الرحمن
وعلی الحکومۃ الباکستانیۃ ان تخرجہ عن باکستان
وانا العبد الاحقر عبد الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و صلوۃ کے بعد سیف الرحمن
مذکور کے بارے میں علماء کرام کا
جو فتوی ہے اسکو حق سمجھتا ہوں
جسے کہا جاتا ہے کہ زبان خلق کو
نقارہ خدا سمجھو
اگر کوئی اس بارے میں یا کوئی
شبہ نہیں ہوتا چاہئے
کہ اتنے کثیر تعداد میں علماء
کا جو فتوی ہے وہ حق ہے
وماذا بعد الحق الا الضلال

مفتی محمد نعیم خطیب کوہاٹ
3-6-96

مفتی محمد نعیم
ڈسٹرکٹ خطیب
کوہاٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً اما بعد پیر سیف الرحمن کے متعلق اشتہار وغیرہ سے ان کے عقائد باطلہ سے آگاہ ہو کر اس حد تک علم رسائی ہوئی۔ کہ پاکستان میں اس خبیث کے عقیدہ کے مطابق کوئی مسلمان نہیں ہے۔ دیوبندی بریلوی اہل حدیث اور تبلیغی جماعت اور پیلز پارٹی اور نیشنل پارٹی سب کافر ہیں۔ آخر اس پر لازم ہے۔ کہ وہ اسلام کا تعریف کریں۔ کہ ان کے نزدیک مسلمان کون ہے۔ اور مسلمان کا تعریف کیا ہے۔ حدیث کے مطابق جو مسلمانوں کے عقیدہ کو کفر سمجھتے ہو۔ وہ خود کافر بنتا ہے۔ لہذا تمام مسلمانوں پر اس سے قطع تعلقات فرض ہے۔ اور اس کا تعاون حرام ہے۔ اور اس عقیدہ کو صحیح مان نے والا بھی اسلام سے خارج ہیں۔ اور تمام مسلمان پر اس فتنہ کی ختم کرنا فرض ہے۔ اور حکومت پر فرض ہے۔ کہ [illegible] کو فوراً مدافعت کر کے مسلمانوں کو اس دجال کے فریب سے بچائے۔

خادم دار الافتاء مدرسہ انجمن تعلیم القرآن
پراچہ ٹاؤن پنڈی روڈ کوہاٹ
محمد جنان
عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استاذنا المحترم حضرۃ مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ اور حضرۃ مولانا مفتی سیف اللہ صاحب مدظلہ کا فتویٰ بالکل درست اور صحیح ہے مفسد سے اجتناب ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ مفسدین سے سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

نثار اللہ غفرلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ
واصحابہ واتباعہ اجمعین

اما بعد۔ پس پیر سیف الرحمن کو
اس کی کتابوں نے بجائے مصلح کے مفسد
و مبطل قرار دیا۔ اور اس کے اسلام
و ایمان کو مشکوک۔

لہذا عامۃ المسلمین پر اس کا
بائیکاٹ ضروری ہے۔ اور ارباب
حکومت اور اصحاب اقتدار پر
ضروری ہے کہ اس کو ملک خارج کریں
تاکہ امت مسلمہ اس کے مشروطہ
سے محفوظ ہوں۔ ھذا الموفق
کتبہ
[illegible]
دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد پیر سیف الرحمن کے متعلق ان علماء کے فتووں
سے معلوم ہوا کہ وہ دجال ہے۔ اور مفسد ہے
مسلمانوں کو گمراہ کرتا ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ
اس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیں کیونکہ
یہ مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو بھی
چاہئے کہ اس سے اجتناب کریں۔ اور اس کے
قریب نہ جائیں۔ اس کا سر کاٹنا چاہئے کیونکہ
بدنہایت فسادی شخص ہے۔ اس کے فساد سے
بچنا چاہئے۔ یہ شخص قادیانی سے زیادہ مفسد ہے
اس کو چاہئے کہ حکومت اس کو جیل میں بند کریں
یا سولی پر چڑھائے۔ واللہ اعلم بالصواب کتبہ مولانا
[illegible] الجامعۃ الاسلامیہ [illegible]

بسم اللہ الرحمان الرحیم ط

الجواب ومنہ الصدق والصواب

واضح رہے کہ پیر اخونزادہ سیف الرحمان ساکن کھجوری بارہ پشاور سے متعلق استفتاء اور منسلکہ پمفلٹ میں اس پیر صاحب کی جتنی باتیں اور عقائد اس کی تصنیفات کے حوالوں سے نقل کی گئی ہیں۔ ان تمام خلاف شرع باتوں اور عقائد کی تصدیق ہمارے لئے یہاں نہ تو اس پیر صاحب سے بالمشافہ ممکن ہے۔ اور نہ ہی اس کی کتابیں یہاں موجود ہیں کہ تحقیق کیلئے مراجعہ کیا جاسکے۔ اور بلا تحقیق کسی کے کفر کا فتوی دینا نہ صرف بعید از اصول دین ہے۔ بلکہ اس بارے میں تعجیل بھی شرعاً مذموم ہے۔

البتہ پشاور اور گرد ونواح کے اضلاع کے محققین علماء کرام اور مفتیان عظام کی تحقیقات کے بناء پر جو کچھ انہوں نے لکھا ہے۔ دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن کراچی کی جانب سے فی الجملہ ہم ان کی توثیق وتصدیق کرتے ہیں۔ بالخصوص حضرت مولینا حسن جان صاحب مولینا ایوب جان بنوری صاحب مفتی محمد فرید صاحب اور مولینا محمد احمد صاحب کی تحریرات کی روشنی میں مذکورہ پیر صاحب گمراہ اور گمراہ کن ہیں۔ ایسا شخص رشد وہدایت اور اصلاح امت کے اس عظیم منصب کے ہرگز لائق نہیں۔ لہذا اس سے بیعت شدہ تمام لوگوں کو فوراً اپنا تعلق ختم کر دینا چاہیے۔ اور علاقہ کے عوام وخواص پر لازم ہے کہ اس گمراہ پیر سے تعلق نہ رکھیں۔ اور اصحاب اقتدار کا فرض ہے کہ از جلد اس فتنہ کو

جاری ہے۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ و اتباعہ اجمعین اما بعد پس اخونزادہ سیف الرحمان کو اس کے تصنیفات نے مصلح ہونے کے بجائے مفسد قرار دیا۔ اور اس کے اسلام کو مشکوک کیا اور اس کے ارشاد کو ملعون کیا۔ تمام اہل اسلام پر ضروری ہے کہ اس سے بیعت کا اقالہ کریں۔ اور ارباب حکومت اور اصحاب اقتدار پر ضروری ہے کہ اس کو ضلع خارج کریں۔

محمد فرید عفی عنہ

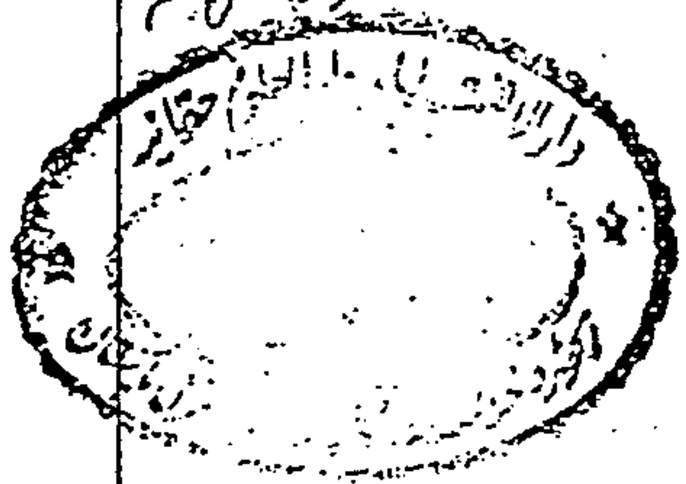

بسم اللہ الرحمن الرحیم نام نہاد پیر زادہ سیف الرحمٰن
کے دلائل و نظریات کا مطالعہ کیا اور دیگر باتیں میں نے
سے غفار نما بھی دیکھیے۔ میرے نزدیک یہ تمام فتاویٰ
صحیح ہیں۔ میں ان کی تصدیق کرتا ہوں۔ ویسے کفر
کفر شرعیہ کی دعوت دینا چاہئے توبہ نہ کرے تو مرتد
اور سزائے جو مرتدین کی سزا ہے: واللہ اعلم

عبد
ابو محمد عبد الستار
خطیب جامع مسجد کنز الایمان اسلام پورہ
منصورہ ملتان

میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ مندرجہ بالا فتویٰ
صحیح ہے۔ الجواب صحیح ہے۔
فقیر رحمت کریم کان اللہ لہ
خادم جنبد محمودیہ چشتیہ لظاہر
کفی بالموت واعظا
داس اسماعیل خیل ضلع و تحصیل لوشہر

۵: دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے بارے میں کہا ہے۔
ملاحظہ ہو جواب الاستفتاء ص ۲۲۔
عبارت: یہ مختصر سی عبارت درج کیا ہے ورنہ ۵۰ صفحات
میں تذکرہ کیا ہے (ملاحظہ ہو کتاب میں)
عبارت: ستاسو دا تجویز چہ پہ اہل جبر دا اہل سنت
حکم کول او پہ اہل زیغ او اہل کفر باندے دا اہل حق او
اہل اسلام حکم کول او پہ فاسد و مفسد جماعت باندے
د مصلح حکم کول دا سے فتوے پہ شریعت کښے څہ حیثیت لری؟
پہ دا سے فتوے خو تاسو پخپلہ امت کافران جور شوی یئے۔
۶: تبلیغی جماعت کیلئے کفر، جبریہ، زندیق اور ملحد کا فتویٰ:
یہ ہر جگہ پر کتاب میں تذکرہ ہے بلکہ اس پر مناظرے پوسٹر
چھپے ہیں۔ وہ ہر ایک کو علم ہے۔
۷: نیز دیوبندی اور بریلوی کے بارے میں کہتا ہے کہ دیوبندی
نور سے منکر ہو کر کافر ہو چکے ہیں اور بریلوی بشریت سے منکر ہیں
لہٰذا یہ دونوں اس بنا پر کافر ہیں۔ سیف المومنین کے آخر میں دیوبندی
اور بریلوی بحث ہیں۔
۸: علاوہ ازیں خود کے سوا تمام جماعتوں اور علماء و بزرگان دین کو
کافر قرار دیتا ہے جو کہ اس کے اپنے کتابوں یا اس کے حکم کے مطابق اس

کے خلیفہ خاص نے لکھی ہے تو ایسے شخص کیلئے کیا حکم ہے؟ شریعت کی رو سے اس کے عقائد اور خرافات پر حکم کی وضاحت فرمادیں۔

عقائد؛ عمامہ واجب اور لازم ہے اور اس کو ترک کرنا حرام ہے اور مشرکین وکفار کے صف میں کھڑا ہونا ہے۔

ہدایۃ السالکین صہ ۱۴۵

المستفتی حضرات؛ اسمائے گرامی؛

مولینا محمد عثمان صاحب دارالعلوم ربانیہ تاروجبہ

مولینا قاری فیاض الرحمٰن صاحب دارالقراء نمکمنڈی پشاور

مولینا پیر محمد چشتی صاحب دارالعلوم غوثیہ معینیہ پشاور

مولینا عبدالسلام سلفی صاحب پشاور صدر

مولینا غلام اللہ خان پشاور

مولینا ولی داد صاحب ادیزئی متنی خطیب جامع مسجد

مولینا اکرام اللہ جان قاسمی قبار نوتھیہ پشاور صدر

مولینا سراج الدین شیخ الحدیث باڑہ پشاور

مولینا محمد مجاہد صاحب باڑہ

مولانا رحمت ہادی صاحب گلبہار پشاور

مولانا نور اللہ صاحب کاؤن بڈھ پشاور

ختم کردیں۔ اور ایسے ضال ومضل کو ملک بدر کرکے آئندہ کے لئے بھی اس فتنہ کا سدباب کردیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

کتبہ مشتاق احمد مردانی غفرلہ

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵

۱۹/۱/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح

محمد عبدالمجید مین پوری عفی عنہ

الجواب صحیح

ابوبکر عبداللہ

الجواب صحیح

۲۲ محرم ۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح

عبدالحمید رمانی

۱۹/۱/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح

محمد عبدالمجید

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ

۱۔ یوه ډله ددے فرقونه کیمونسب دی چه دعوی د اسلام کوی او په عقیده کښے دهریان دی۔ بعض لکه نیشنلیان، پیپلزیان، خلقیان او پرچمیان وغیره شو۔
سیف الرحمٰن ص۹۵

۲۔ تحریک خاکساری: څلرمه ډله خاکساریان دی چه په فرشتو ایمان نه لری دوی هم کافران دی۔

۳۔ مُلا افضل خان شاه پوری برسوات پنج پیریوں وهابیوں کا بڑا شیطان اور رئیس ہے۔ سیف الرجال ص۸۶

۴۔ تحریک نفاذ شریعت کے بارے میں کیا کہا ہے:

تحریک ملاکنڈ بنام (نفاذ شریعت) کے علمبرداروں کے بعد از تحریک اور قبل از تحریک چند شواہد نقل کرنا چاہتا ہوں تاکہ ان بدترین کافروں کے کافرانہ اقدامات کسی پر مخفی نہ رہیں۔ آگے چل کر لکھا ہے کہ مسلمانانِ عالم پر دینی مذہب ملی اور قومی سب لحاظوں سے فرض ہے کہ ان بدترین زندیقوں اور کافروں کے خلاف جہاد کریں اور ان کو ایک ایک کر کے قتل کر ڈالے۔

مولانا عبدالسلام، مولینا شیخ محمد طاہر پنجپیری۔ شیخ غلام اللہ خان (پنڈی) مولینا محمد طیب کو کافر قرار دیا ہے عبارت ملاحظہ ہو!

علی کتاب سیف المؤمنین ص۱۱۱

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

الجواب هو المصوب

پیر سیف الرحمٰن المعروف فرقہ سیفیہ کے اعتبار سے اور اسکے شائع کردہ پمفلٹ و کتب (وغیرہ) کے مطابق اسلام سے خارج و کافر ہے۔ اس سے مسلمانان کو بیعت ہونا، اسکی کتب و رسائل وغیرہ مطالعہ کرنا، اس فرقہ سیفیہ سے مناکحت کرنا، ان کے ساتھ تعلقات قائم کرنا (وغیرہ وغیرہ) ہرگز ہرگز جائز نہیں حرام ہے۔ اور مسلمانوں کے ایمان کے لئے سخت خطرہ باعث ہے۔ اور اس فرقہ سیفیہ کے عقائد و نظریات فرقہ آغاخانی (جو کہ ضال و مضل اور کافر ہے) کے مطابق ہیں۔ اللّٰھم احفظنا من کل فتنۃ ومن شر ما خلق (آمین)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

ابو عرباض حمید اقبال علی المقال

مفتی
مدرسہ نصرت العلوم
گوجرانوالہ - پاکستان

۲۳ محرم الحرام ۱۷ھ
۱۰ جون ۱۹۹۶ء
خادم افتاء نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق

امابعد ہمارے اکابر خاص کر مفتی محمد فرید
دامت برکاتہم نے جو فتویٰ دیا ہے
اس سے ہمارا اتفاق ہے دوسرے
اکابر کے فتویٰ اور اقوال سے ہمارا اتفاق
ہے

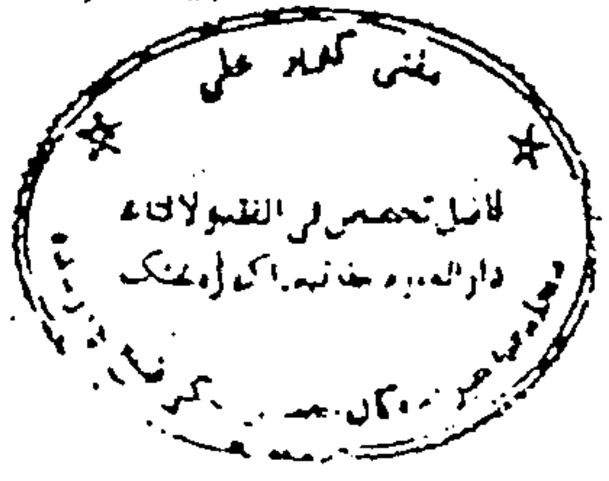

کتبہ
صاحبزادہ مفتی گوہر علی تنگی

علی الفریدی

مفتی گوہر علی
فاضل تخصص فی الفقہ والافتاء
دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

موسوم کړه او دا خبره لے ورته په ذهن کښے واچوله چه کوم
علم فرض دے هغه دا دے او د جهل نه پرهیز او کړئ
او دا علم حاصل کړئ۔ نو دغه انګریزی خوانی طبقے خپل
ځان عالم او ګڼړل او په خپل جهل باندے هم جاهلان پاتے
شو۔ بیا د ملیانو او بزرګانو په لباس کښے یهود و نصاریٰ
په دوئی کښے کافرانه تعلیمات پنام مذهبی تعلیمات خورول
شروع کړل او خپل کافرانه عقائد و ته ئے اسلامی رنګ
ورکولو۔ د پاره آیتونه او احادیث راوړل او د خپل ځان ته
ئے کافرانه ترجمے په دغه انګریزی دان جاهلانو او د اسلامی
عقائدو او علومونه ناخبره طبقه کښے خورے کړے او دغه
طبقے به هغه لوستلے او د کفر و زندیقت او الحاد په عظیم
هلاکت کښے اکثر هلاک شو او هلاکیږی لکه غلام احمد
قادیانی او مرزا پرویز او سر سید احمد او مودودی او
محمد الیاس او د دی نور هم نوا لکه نیاز فتح پوری، ډپټی
نذیر احمد۔ نام نهاد علامی مشرقی۔ او جدید یهود او
ابوبکر سراج الدین، سید قطب او دغه رنګے نور پرنګی
نواز بلکه د یهود و نصاریٰ و خاص حربیة شوی۔
نیشنل پارټی او پیپلز پارټی۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ!

افغانستان سے آیا ہوا ایک پیر بنام اخونزادہ سیف الرحمٰن ملقب فنڈیکس کھجوری باڑہ پشاور جس نے اپنے اور مریدوں کے علاوہ باقی تمام تر مسلمانوں کو کافر، زندیق، ملحد قرار دیا ہے۔ مثلاً

جماعت اسلامی، مسلک بریلوی، تبلیغی جماعت نیشنل پارٹی، پیپلز پارٹی اور اشخاص مرحومہ جیسے مولانا الیاسؒ، سر سید احمد خانؒ، علامہ مشرقیؒ، سید قطبؒ، ڈپٹی نذیر احمد، خان عبدالغفار خان، ابوبکر سراج الدین۔ نیاز فتح پوری، عبارت ملاحظہ ہو جواب الاستفتاء صـ ۸۴/۱۳

د اهل اسلام په د ښمنی کښ اهل فرنګ اولاً د سرسید احمد خان په ذریعه سره د انګریزی تعلیم بنیاد اوغوړزولو په دے بهانه سره چه مسلمان هم د اهل دنیا د علومو او لسان نه واقف شی چه ترقی او کړی بیا ئے د دے نه بعد د دغه انګریزی تعلیم یافته د پاره کار د پاره اسانی تیار ے کړے د دے د پاره چه د دغو تشویق او ترغیب په غرض د تحصیل دنیازیات شی۔ بیا ئے د دغه انګریزی خوان د اهل علم او علماؤ په نوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
محبوب الرحمن ولد ولی محمد سکنہ اکبر کم امانہ جلال دنام پہار
پیر ہوکر اپنے آپ کو اخونزادہ سیف الرحمن
سے موصوف کرتے ہیں۔ ان کے کفار ملحد زندیق قرار
دینے کے متضاد ہیں۔ علماء پاک وہند اور
دیگر قضاۃ کبار مسرحد و اکابرین ملت نے جو
فتوے کفر مذکورہ پیر کے بارے میں دیئے ہیں اس بنا
پر اکمل الفتاوی ہے۔
(زمستونہ) محبوب الرحمن ولد محمد اسلام
محبوب الرحمن
ضلع پشاور
تحصیل پشاور
سیاہ سنگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بزرگان دین اور علمائے امت کو خارج از اسلام قرار دینے والا خود دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔

خادم دارالعلوم فیض القرآن

سید سباق

تحصیل و ضلع نوشہرہ

صوبہ سرحد

رہا ہے ص 27 تا 29

جواب الاستفتاء الیاسی تبلیغی جماعت والے قطعی اور یقینی طور پر کافر ہیں ان کے کفر میں شک کرنے والے بھی کافر ہیں ان کی صفائی کرنے والے اکوڑہ خٹک کے مفتیان بھی اشد ترین کافر ہو چکے ہیں۔ مولانا محمد الیاس صاحب ' سید مودودی صاحب ڈپٹی نذیر احمد ' خان عبدالغفار خان دہری تبلیغ پھیلانے والے سب کافر و زندیق اور انگریزوں کے آلہ کار ہیں ص 35- 47- 53- 83- 84- 78 سیف المومنین تبلیغی جماعت والے ' پیپلز پارٹی والے ' عوامی نیشنل پارٹی والے ' جماعت اسلامی اور وہابی سب کافر و زندیق ہیں ص 95 ' 117 تا 119 ' 159- 164

سیف الرجال ملاکنڈ کی تحریک کافرانہ تحریک ہے ' وہابی ' تبلیغی ' جماعت اسلامی والے ' صوفی محمد ' مولانا گوہر رحمان وغیرہ کافر و زندیق اور شیطان ہیں۔

ص 26 ' 30 ' 31 ' 56 ' 86 اور باقی پوری کتاب

مندرجہ بالا چند حوالہ جات دیکھ کر عقل سلیم والا خود اس فرقہ کے بارے میں فیصلہ کر سکتا ہے تاہم نام نہاد پیر سیف الرحمان کی تحریرات اور تقریرات پر مبنی فرقہ سیفیہ کے کتب پاکستان کے مختلف مکاتب فکر کے جید علماء کرام اور مفتیان عظام نے مطالعہ کئے اور تحقیق کے بعد اس دجال وقت کے خلاف درج ذیل فتوے جاری کر دیئے۔

۱۔ ... پیر سیف الرحمان بونیر ایک اتھائی مہاجر ہے اور موجودہ وقت پاکستان کے علاقہ غیر منڈی کس باڑہ خیبر ایجنسی پشاور میں رہائش پذیر ہے کئی عرصہ سے عوام کے جید علماء بلکہ تمام دینی جماعتوں پر کفر کے فتوؤں کی بوچھاڑ کر دی تھی اور اب حقیقت واضح ہونے پر اپنے خرافات کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہا ہے اور اپنی صفائی کیلئے اخبارات کا سہارا لیا ہوا ہے کہ میں نے کسی سیاسی یا مذہبی جماعت یا ان کے رہنماؤں کو کافر نہیں کہا ہے لیکن جھوٹ کی مہارت رکھنے والے کو اپنی کتابوں پر نظر ڈالنی چاہئے۔ حقیقت واضح ہو جائے گی کے ساتھ اس فرقہ کے بیشمار تقاریر ریکارڈ ہو چکی ہیں جس میں نہایت دلیری سے اپنی ولایت کا اظہار کیا ہے اب اپنے کسی مرید یا اس فرقہ کے کسی کتاب سے انکار کرنے سے کچھ نہیں بنے گا کیونکہ تمام کتابوں کا مہتمم اور ناشر آپ (سیف الرحمان) ہی ہے۔ ضیاء اللہ سیفی پیر کا اخص الخواص خلیفہ ہے۔

ہدایت السا لکین ..... ص 336

ہدایت السا لکین : جواب الاستفتاء ہمارا تحقیقی رسالہ ہے ص 6- 73 رائیونڈی (تبلیغی جماعت) جبری کافر ہیں ص 73 دیوبندی صراط مستقیم پر نہیں ہیں ص 53 عمامہ باندھنا واجب ہے بغیر عمامہ کی نماز مکروہ تحریمی ہے ص 146 سر پر صرف ٹوپی رکھنا یا ننگے سر پھرنا شعار کافرین ہے ص 146 وہابی کافر ہیں ص 265 میرے مرید اور خلفاء کامل مکمل ہیں ان کی ولایت سے منکر بھی کفر ہوگا ص 260 سیف الرحمان کے کمالات اور علوم و معارف غیر متناہی ہیں ص 347 قیوم الزمان ہونے کا دعوی۔

کتاب کے ٹائیٹل ص 292 جولبات سیفیہ اشاعت والے (پنج پیری) اور وہابی کافر ہے ص 43- 70

کفر رائیونڈیہ رائیونڈ کفر کا مرکز ... جہاں سے اسلامی معاشرے میں کفر پھیلایا جا

محمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ واتباعہم اجمعین

امابعد! جعلی پیر سیف الرحمن حقیقت میں اللہ شعلہ کی برائی کے خلاف دینی برادران کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کے خلاف دینی تابعداری کی طرف دعوت دیتا ہے۔ جو سراسر خلاف شریعت ہے۔

جو سے مسلمانوں کو عموماً اور علماء کرام کو خصوصاً بڑے عظیم فتنے سے بچنے کیلئے اور اس کے شر کو کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ دین کا تقاضہ ہے کہ اس کی بیعت کا اتمام کریں۔

فقط۔

از قاضی فضل اللہ روخانی
مہتمم جامع معارف العلوم الشرعیہ تیمرگرہ۔

مہتمم
جامعہ معارف العلوم الشرعیہ
تیمرگرہ ضلع دیر

الجواب ۷۸۶ بدگمانی بدزبانی

سوال میں ذکر کردہ اقوال و حرکات خالص فسق و فجور اور کھلی گمراہی پر مشتمل ہیں، اسلئے ان عقائد و حرکات کے ساتھ متصف شخص ہرگز اللہ کا ولی و بزرگ نہیں بن سکتا، بلکہ ایسا شخص گمراہ اور سخت گنہگار ہے، اسلئے اس طرح کے شخص سے خود بھی بچنا چاہیئے، اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اعاذنا اللہ من الفتن کلہا۔

واللہ تعالیٰ اعلم
عصمت اللہ عصمہ اللہ
دار الافتاء دار العلوم
کراچی ۱۴
۱۸/۱۲/۱۶ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ
۱۸/۱۲/۱۴۱۶ھ

دار الافتاء

۱۹-۱-۱۴۱۶ھ

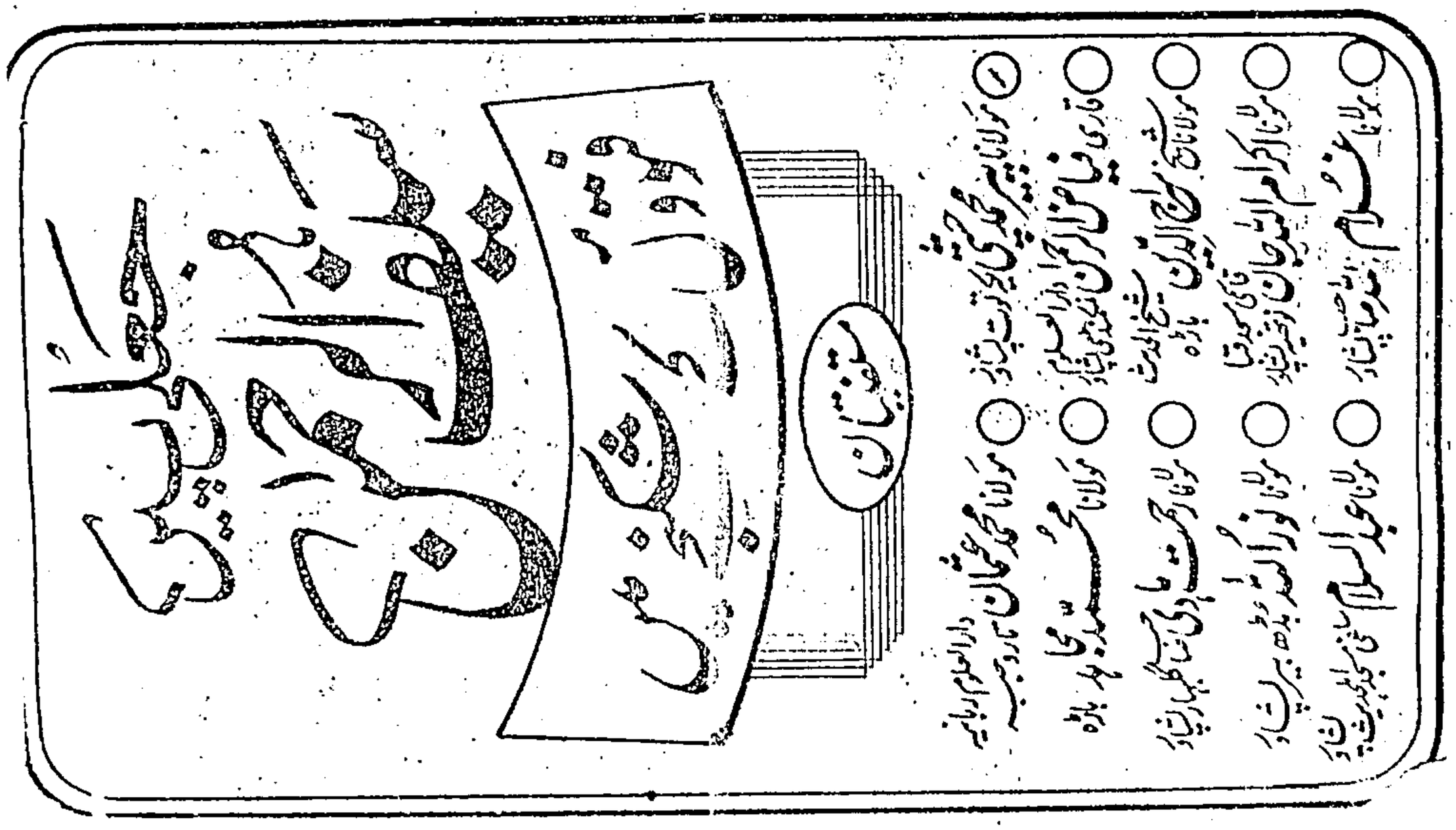

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی الہ وصحبہ اجمعین

فیصلہ مقدمہ مابین مولانا پیر محمد چشتی صاحب واخونزادہ پیر سیف الرحمٰن نقشبندی صاحب

منجانب: شرعی بورڈ جماعت اہل سنت پاکستان

۳۰ اکتوبر ۱۹۹۵ موچی دروازہ لاہور میں کل پاکستان سنی کنونشن زیر اہتمام جماعت اہل سنت پاکستان ہونے والا تھا کہ چند روز قبل صاحبزادہ پیر محمد حمید سیفی ابن جناب اخونزادہ پیر سیف الرحمٰن نقشبندی اپنے والد صاحب کے چند خلفاً ومریدین کی معیت میں جماعت اہل سنت کے مرکزی دفتر جامعہ حزب الاحناف لاہور آئے اور جماعت کے مرکزی ناظم اعلیٰ صاحبزادہ پیر محمد افضل قادری صاحب سے ملاقات کی اور بتایا کہ وہ اہل سنت ہیں اور کل پاکستان سنی کنونشن لاہور میں بھر پور شرکت کرنا چاہتے ہیں اور انتظامات کے سلسلہ میں تعاون کی پیش کش کرتے ہیں مرکزی ناظم اعلیٰ اور جماعت کے دیگر احباب نے ان حضرات کے اس جذبہ کی تحسین کی اور انہیں کنونشن میں شرکت کی اجازت دی اوران سے سنی کانفرنس کے لیے رضا کار طلب کیے اورانہیں مختلف ذمہ داریاں سونپ دیں۔

اس کے بعد جناب مولانا پیر محمد چشتی صاحب لاہور آئے اور جماعت کے مرکزی ناظم اعلیٰ صاحب سے ملاقات کی ،مولانا چشتی نے مرکزی ناظم اعلیٰ صاحب سے کہا کہ اخونزداہ پیر سیف الرحمٰن نقشبندی اور انکے خلفاً ومریدین کو سنی کنونشن میں شرکت کی اجازت نہیں ہونی چاہیے کیوں کہ ان لوگوں کے عقائد درست نہیں ہیں اور یہ لوگ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت غوث اعظم کے گستاخ وبے ادب ہیں اور اس بات پر زور دیا کہ جماعت کے علماً کرام کو میرے اورپیر سیف الرحمٰن نقشبندی کے درمیان اختلاف کا فیصلہ کرنا چاہیے جماعت جو فیصلہ کرے گی مجھے منظور ہوگا جس کے جواب میں مرکزی ناظم اعلیٰ نے کہاکہ اب کنونشن سر پر ہے لہذا اس وقت آپ کے اختلاف کا جائزہ لینا اور فیصلہ کرنا ممکن نہیں البتہ آپ دونوں فریق کنونشن میں شرکت کریں کنونشن کے بعدآپ کے مسئلہ کوحل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

بعد ازاں جماعت اہل سنت پاکستان کی مرکزی انتظامیہ کے اجلاس مورخہ 95-11-27 ملتان شریف میں مرکزی ناظم اعلیٰ صاحب اور امیر پنجاب حضرت علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب کو فریقین بالا کے درمیان مصالحت کرانے کی ذمہ داری سونپی گئی جس کے لئے مرکزی ناظم اعلیٰ صاحب نے متعدد بار فریقین سے رابطے کئے اور بالآخر فریقین کو اعتماد میں لے کر فیصلہ ہوا کہ جماعت اہل سنت پاکستان ایک شرعی بورڈ تشکیل دے جوکہ شرع شریف کی روشنی میں فریقین کے درمیان اختلاف کا فیصلہ کرے۔

چنانچہ مورخہ 96-7-6 کے مرکزی انتظامیہ کے اجلاس لاہور میں حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی صاحب ،حضرت مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب اور حضرت علامہ سید ریاض شاہ صاحب پر مشتمل ایک شرعی بورڈ مولانا اوکاڑوی صاحب کی سربراہی میں تشکیل دیا گیا اور مرکزی ناظم اعلیٰ صاحب کو رابطہ کے لئے ذمہ داری سونپی گئی مرکزی ناظم اعلیٰ صاحب نے فریقین سے متعدد بار رابطہ کر کے تحریری ضمانت حاصل کی کہ وہ شرعی بورڈ کا فیصلہ قبول کریں گے اوراس پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں گے۔

شرعی بورڈ جماعت اہل سنت پاکستان نے مورخہ 18 ستمبر 1996 کو دربار جنیدیہ غفوریہ لنڈی کوتل پشاور میں فریقین کے مقدمہ کی سماعت کا پروگرام بنایا اس سے قبل مورخہ 17 ستمبر کو شرعی بورڈ کا ضیاً العلوم جامعہ رضویہ روالپنڈی میں اجلاس ہوا اور مقدمہ کی سماعت کا طریقہ کار طے کیا گیا ۔ 18 ستمبر کو لنڈی کوتل کی بجائے پشاور شہر میں حضرت صاحبزداہ نورالحق قادری صاحب کی رہائش گاہ پر مقدمہ کی تفصیلی سماعت ہوئی بورڈ کے ارکان میں سے حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی اور حضرت مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب نے مقدمہ کی سماعت کی جبکہ حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب کسی وجہ سے تشریف نہ لاسکے ۔سماعت کے دوران شرعی جرگہ کے مشیر حضرت مولانا مفتی محمد اشرف القادری صاحب بھی مجلس میں موجود تھے مرکزی ناظم اعلیٰ کی زیر نگرانی یہ سارا پروگرام ہوا ۔ مولانا حافظ محمد اسحاق ظفر نے یہ ساری کاروائی ریکارڈ کی اورگفتگو کا خلاصہ قلم بند بھی کیا حضرت صاحبزادہ نورالحق صاحب قادری ضیافت اور دیگر انتظامات میں مصروف رہے امیر سرحد حضرت مولانا فضل سبحان صاحب قادری بھی اس ذمہ داری میں ان کے ساتھ شریک تھے ۔فجزاھم اللہ احسن الجزا۔

مقدمہ کی سماعت شروع ہونے سے پہلے ایک بار پھر فریقین سے شرعی بورڈ کے فیصلے کو قبول کرنے اور اس پر عمل درآمد کرنے کی توثیق کرائی گئی مولانا پیر محمد چشتی صاحب اصالتاً تشریف لائے جبکہ آخونزادہ پیر سیف الرحمٰن نقشبندی نے اپنے بڑے بیٹے جناب صاحبزادہ محمد سعید حیدری کو اپنا موقف پیش کرنے کے لیے مکمل اختیارات تحریری طور پر دے کر بھیجا فریقین کے تفصیل کے ساتھ بیانات سنے گئے وضاحتیں طلب کی گئیں فریقین کے بیانات مکمل ریکارڈ کئے گئے

اس کے بعد 29 دسمبر 1996 کو لاہور میں شرعی بورڈ کا اجلاس بلایا گیا جس میں صرف حضرت مولانا اوکاڑوی تشریف لائے باقی دو ارکان تشریف نہ لاسکے لہذا یہ اجلاس ملتوی کردیا گیا اور دوسرے روز 30 دسمبر 1996 کو ضیاء العلوم جامعہ رضویہ روالپنڈی میں دو روز مسلسل شرعی بورڈ کا اجلاس ہوا جس میں مقدمہ کا پوری تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا گیا اور شرعی جرگہ کے سربراہ حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی نے فیصلہ کی تفصیلات کے سلسلہ میں بریفنگ دی۔

آج مورخہ 27 جون 1997 کو جامع مسجد اتفاق لاہور میں شرعی بورڈ کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی منعقد ہوا جس میں مولانا اوکاڑوی کے علاوہ حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب نے شرکت فرمائی اور مندرجہ ذیل مسائل پر درج ذیل فیصلہ جاری کیا گیا

مسئلہ نمبرا: فریقین کی ایک دوسرے کی تکفیر ،جس کا پس منظر یہ ہے کہ صوبہ سرحد میں تبلیغی جماعت نے کلمہ طیبہ کا پختون میں ترجمہ کیا جس کا اردو ترجمہ یہ بتایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین اخونزادہ پیر سیف الرحمٰن نقشبندی نے اس غلط ترجمہ کی بنا پر تبلیغی جماعت کی تکفیر کی جبکہ مولانا پیر محمد چشتی صاحب نے اس ترجمہ کی بنا پر ان کی تکفیر سے اختلاف کیا تو پیر صاحب اور مولانا چشتی کے درمیان اس موضوع پر گفتگو ہوئی جس کے

مفتی ابوالفیض غلام علی اوکاڑوی غفرلہ

بعد پیر صاحب نے مولانا چشتی کو بھی کافر قرار دیا۔

مسئلہ نمبر۲: فریقین اور ان کے حامیوں نے ایک دوسرے کے خلاف وسیع پیمانہ پر لٹریچر شائع کیا۔

مسئلہ نمبر۳: مولانا چشتی صاحب نے پیر سیف الرحمٰن نقشبندی پر الزام لگایا کہ وہ اہل سنت جماعت بریلوی کے مخالف ہیں اور خانقاہ سیفیہ منڈی کس کھجوری باڑہ سے شائع کی گئی ایک کتاب میں اہل سنت وجماعت بریلوی پر رکیک حملے کئے گئے ہیں۔

مسئلہ نمبر۴ :مولانا چشتی صاحب کا الزام کہ پیر سیف الرحمٰن نقشبندی عمامہ شریف کو سنت موکدہ کا درجہ دیتے ہیں اور بغیر عمامہ کے نماز کو مکروہ، بدعت اور خلاف سنت قرار دیتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۵:پیر سیف الرحمٰن نقشبندی کے ایک مرید کا خواب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام وصالحین موجود تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پیر سیف الرحمٰن نقشبندی کو امامت پر کھڑا کیا اور پھر پیر صاحب اور انکے خلفاء کی طرف سے اس خواب کی حمایت وتائید۔

مسئلہ نمبر ۶:پیر سیف الرحمٰن صاحب کے ایک مرید کا خواب کہ حضرت غوث الاعظم چاند کی صورت میں انہیں نظر آئے اور پیر سیف الرحمٰن صاحب سورج کی صورت میں اور وہ چاند اس سورج میں جذب ہو گیا اور پھر تعبیر بیان کرتے ہیں کہ پیر سیف الرحمٰن صاحب حضرت غوث اعظم سے فوق ہیں غوث اعظم نے مقام عبدیت حاصل کیا ہے اور پیر سیف الرحمٰن نے اس مقام عبدیت سے چھ درجہ اوپر مزید حاصل کئے ہیں غوث اعظم مجدد ہیں اور پیر سیف الرحمٰن نقشبندی مجدد اقم ہیں۔ اس خواب کی پیر صاحب نے خود تائید کی ہے پیرصاحب کے خلفاء نے متعدد کتابوں میں اس خواب کی تعبیر کو درست قرار دیا ہے پیر صاحب کے بیٹے مولانا محمد حمید صاحب نے اپنی کتاب احقاق الحق میں اس خواب اور تعبیر کی کھلے الفاظ میں تائید کی ہے اور اپنے والد صاحب کو حضرت غوث اعظم سے فوق قرار دیا ہے۔

فیصلہ جات

فیصلہ مسئلہ نمبر۱:شرعی بورڈ پوری تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ ہر دو فریق نے ایک دوسرے کی تکفیر کی ہے اخونزادہ پیر سیف الرحمٰن نقشبندی کے مختار عام صاحبزادہ محمد سعید حیدری نے اپنے مترجم مولانا امین اللہ کے ذریعے اعتراف کیا ہے کہ میرے والد صاحب نے مولانا پیر محمد چشتی کو کافر قرار دیا ہے جب کہ مولانا پیر محمد چشتی ایک طرف تو تکفیر سے انکار کرتے ہیں لیکن انہوں نے اپنے بیان میں جو کہ ریکارڈ ہے کہا ہے میں نے فتویٰ تکفیر نہیں لگایا ظاہر حدیث کے مطابق وہ زندیق ہے۔

نیز پیر سیف الرحمٰن نقشبندی کے نام اپنے خط مورخہ 14-4-94 کی شق نمبر۳ میں لکھا ہے ۔میرے نزدیک اس عقیدہ پر حکم کفر لگانا اور ایسے الفاظ کو کفر یہ کہنا قرآن وحدیث سے انکار اور صحابہ تابعین مجتہدین اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے مترادف ہے ظاہر ہے کہ قرآن وحدیث کا منکر اور صحابہ سمیت تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینے والا کافر ہو جاتا ہے مولانا چشتی اسی خط کی شق نمبر ۳ میں لکھتے ہیں۔آپ کا یہ فتویٰ نہایت خطرناک ہے قرآن وحدیث سے انکار اور قابل نظر تمام عالم اسلام کو کافر قرار دینے کے مترادف ہے۔

اور پیر صاحب کے نام اپنے خط مورخہ 17-4-94 میں لکھتے ہیں اور عالم اسلام کے مشترکہ ومسلمہ اور قطعی عقائد کو آپ کفر سے تعبیر کر رہے ہیں میری تحریر میں کوئی ایسی بات نہیں جو باعث تکفیر ہو اگر ہو تو میری تحریر کی روشنی میں ثابت کریں اور مجھے مسلمان کریں میں ان کا شکریہ ادا کروں گا یا اعلانیہ توبہ کر کے تجدید اسلام کرے اور میرے ہاتھوں پر مسلمان ہو جائے۔

مولانا چشتی کا حدیث نبوی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمامرئ قال لا خیہ کافر فقدباء بھا احدھما ان کان کما قال والا رجعت علیہ (مسلم شریف جلد اول صفحہ نمبر ۵۷) کی رو سے پیر سیف الرحمٰن نقشبندی کی طرف سے ان کی تکفیر کی بنا پر پیر صاحب کو کافر قرار دینا درست نہیں ہے کیوں کہ اس حدیث کے بارے میں امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں ھذا الحدیث مما عدہ بعض العلماء من المشکلات من حیث ان ظاھرہ غیر مراد ،ذالک ان مذھب اھل الحق انہ لا یکفر المسلم بالمعاصی کالقتل والزنا وکذا قولہ لأخیہ کافر من غیر اعتقاد بطلان دین الاسلام اور فرماتے ہیں اس حدیث کی متعدد تاویلیں ہیں جن میں سے ایک تاویل یہ ہے معناہ فقدرجع علیہ تکفیرہ یعنی جو کسی مسلمان کو کافر کہے گا تو اس کا فتویٰ اس کی طرف لوٹا دیا جائے گا پھر فرماتے ہیں فلیس الراجع حقیقۃ الکفر بل التکفیر۔کفر کی حقیقت اس کی طرف نہیں لوٹے گی (یعنی وہ کافر نہیں ہوگا)بلکہ تکفیر لوٹے گی ۔اور ایک تاویل یہ بھی فرمائی ہے رجعت علیہ نقیصتہ لا خیہ ومعصیۃ تکفیرہ یعنی جو کسی مسلمان کو کافر کہے گا تو اس کی اپنے بھائی کی تنقیص کا وبال اور تکفیر کا گناہ اس کی طرف لوٹے گا۔

اہل سنت کے علماء کرام نے ضروریات دین میں سے کسی ایک کے انکار کو کفر قرار دیا ہے اور قطعی ثبوت کے بغیر کسی کو کافر قرار دینے سے منع کیا ہے حضرت علامہ علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر صفحہ نمبر ۹۵ میں فرماتے ہیں وقد ذکروا ان المسئلۃ المتعلقۃ بالکفر اذا کان لھا تسع وتسعون احتمالاًللکفراحتمال واحد فی نفیہ فالا ولی للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال النافی اور تحقیق انہوں نے ذکر کیا ہے کہ جس مسئلے کا تعلق کفر کے ساتھ ہو اور اس میں ۹۹ احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال کفر کی نفی کا ہو تو مفتی اور قاضی کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ نفی کفر کے احتمال پر عمل کریں۔

تمہید الایمان،فتاویٰ خلاصہ ،محیط ،فتاویٰ عالمگیری ،فتاویٰ بزازیہ ،وجیز کردری ،بحرالرائق ،تنویر الابصار،حدیقہ ندیہ ،تبیہ الولاۃ شامی ،سل الحسام شامی اور دیگر بہت سی کتب میں تکفیر میں سخت احتیاط کا حکم دیا گیا ہے اور جہاں نفی تکفیر کا احتمال ہو تکفیر سے منع کیا گیا ہے۔

لہذا شرعی بورڈ فیصلہ کرتا ہے کہ فریقین ایک دوسرے کے خلاف فتویٰ کفر سے رجوع کریں اور خدا تعالیٰ سے اور ہر دو فریق ایک دوسرے سے معذرت چاہیں کیوں کہ جس بنا پر تکفیر کی گئی ہے اس میں نفی کفر کا احتمال موجود ہے

۲۔ دونوں فریقین اپنا لٹریچر جس میں ایک دوسرے کے خلاف زہر اگلا گیا ہے فوری طور پر ضائع کریں اور اپنے اپنے حامیوں کو پوری تاکید کے ساتھ ہدایت کریں کہ وہ ایسا لٹریچر فی الفور ضائع کریں۔

۳۔ چونکہ اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن نقشبندی کے مختار عام نے شرعی بورڈ کے سربراہ حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی کے سامنے مورخہ 96-10-16 کو یہ بیان دیا ہے کہ میرے والد پیر سیف الرحمٰن نقشبندی اب حسام الحرمین کے فتاویٰ کی مکمل تائید کرتے ہیں اور اسمٰعیل دہلوی کی تصنیف تقویۃ الایمان کی گستاخانہ عبارات کو بھی کفریہ قرار دیتے ہیں اور اس سے قبل خانقاہ سیفیہ منڈی کس کھجوری جس سے جو لٹریچر سنی بریلوی مسلک کے خلاف شائع ہوا ہے وہ یا تو لاعلمی کی بنا پر ایسا ہوا ہے یا پھر بعض لوگوں نے پیر صاحب کی اجازت کے بغیر ایسا کیا ہے۔

لہذا فیصلہ کیا جاتا ہے پیر سیف الرحمٰن صاحب اس لٹریچر کو فوری طور پر ضائع کرنے کے لئے اقدامات اٹھائیں اور ھدایت السالکین سمیت تمام وہ کتابیں جن میں اہل سنت بریلوی پر تنقید کی گئی ہے کو ضائع کرائیں اور پیر صاحب کے جن مریدین وخلفاء نے سنی بریلوی مسلک کے خلاف زہر اگلا ہے ان سے توبہ کروائیں یا پھر ان سے برأت کا اعلان کریں۔

۴۔ عمامہ شریف کے بارے میں شرعی بورڈ کی تحقیق یہ ہے کہ سنت غیر مؤکدہ ہے کسی کا یہ کہنا کہ عمامہ کے بغیر نماز ادا کرنا بدعت مکروہ اور واجب الاعادہ ہے غلو فی الدین ہے۔

امام شعرانی کشف الغمہ جلد اول صفحہ نمبر ۸۵ مطبوعہ مصر میں روایت فرماتے ہیں کان صلی اللہ علیہ وسلم یامر بستر الراس فی الصلوۃ بالعمامۃ او القلنسوۃ وینھی عن کشف الراس فی الصلوۃ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ سر ڈھانپنے کا حکم فرماتے تھے اور ننگے سر نماز سے منع فرماتے تھے۔

کنز العمال جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۱۲۱ پر ہے عن ابن عباس کان یلبس القلانس تحت العمائم وبغیر العمائم و یلبس العمائم بغیر القلا نس وکان یلبس القلانس البمانیۃ الخ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ کے نیچے ٹوپی اور ٹوپی بغیر عمامہ کے اور عمامہ بغیر ٹوپی کے پہنتے تھے اور یمنی ٹوپیاں پہنتے تھے۔

جامع ترمذی صفحہ نمبر ۲۵۴ پر ہے عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الشھداء اربعۃ رجل مومن جید الایمان لقی العدو فصدق اللہ حتی قتل فذالک الذی یرفع الناس الیہ اعینھم یوم القیمۃ ھکذا ورفع راسہ حتی وقعت قلنسوتہ فلا ادری قلنسوۃ عمر ارادام قلنسوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ شہدا چار قسم کے ہیں مومن شخص جو دشمن سے جنگ لڑے پس اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرے حتیٰ کہ شہید ہو جائے پس یہ وہ (شہید) ہے جس کی طرف لوگ قیامت کے روز اس طرح نگاہیں اٹھائیں گے اور اپنا سر اٹھایا حتی کہ آپ کی ٹوپی گرگئی (راوی کہتے ہیں) مجھے نہیں معلوم کہ حضرت عمر فاروق کی ٹوپی گری یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

فتاوی عالمگیری اور دیگر متعدد کتب فقہ میں ہے والنظم من التکملۃ روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لہ فلانس یلبسھا وقد صح ذالک اقوال الظاھر ان المراد لبسھا بغیر عمائم اواعم الخ۔مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپیاں تھیں جنھیں پہنتے تھے اور تحقیق یہ بات ثابت ہے میں کہتا ہوں ظاہر مراد بغیر عمامہ کے پہننا ہے یا مراد عام ہے

ان احادیث مبارکہ سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ صرف ٹوپی پہننا خلاف سنت نہیں اور صرف ٹوپی سے بھی نماز جائز ہے اگرچہ عمامہ شریف کی فضیلت زیادہ ہے

عظیم فقیہ امام سرخسی اصول سرخسی میں فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کی سنتیں سنن الزوائد (سنت غیر مؤکدہ) میں پھر فرماتے ہیں کالعمامۃ جیسا کہ عمامہ۔

فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ نمبر ۴۷۲ میں ہے سوال :کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام کے سر پر دستار نہ ہو اور مقتدی کے دستار ہو تو کسی کی نماز میں کچھ خلل آتا ہے یا نہیں اور اگر کچھ خلل ہوتا ہے تو امام کے یا مقتدی کے بینوا توجروا جواب :کسی کی نماز میں خلل نہیں ہوتا عمامہ مستحبات نماز سے ہے اور ترک مستحب سے خلل درکنار کراہت نہیں آتی وذالک لا ن التعمم من سنن الزوائد و سنن الزوائد حکمھا حکم المستحب درمختار میں ہے لھا اداب لا یوجب اسائۃ و لا عتا باء کترک سنۃ الزوائد لکن فعلہ افضل رد المحتار میں ھے السنۃ نو عان سنۃ الھدی و ترکھا یو جب اسائۃ و کراھۃ کالجماعۃ والاذان والاقامۃ و نحو ھا و سنۃ الزوائد و ترکھا لا یوجب ذالک کسیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لباسہ وا لنفل ومنہ المندوب یثاب فاعلہ ویسی ء تارکہ۔فلا فرق بین النفل و سنن الزوائد من حیث الحکم لا نہ لایکر ہ ترک واحد منھا۔۔۔بخلا ف سنۃ الھدی و ھی السنن المؤکدۃ القریبۃ من الواجب الذی یضلل تارکھا نیز صفحہ نمبر ۲۸۸ پر اسی قسم کا فتویٰ موجود ہے۔

نوٹ : مقدمہ کی سماعت کے دوران صاحبزادہ محمد سعید حیدری کے مترجم مولوی امین اللہ نے اعتراف کیا کہ عمامہ کے بارے میں ہدایت السالکین میں سارا مضمون میرا ہے پیر صاحب کا نہیں ہے اس سلسلہ میں نہایت افسوسناک بات یہ ہے کہ عمامہ کے سنت مؤکدۃ ہونے پر ہدایت السالکین میں جو دلائل پیش کیے گئے ہیں ان کے نہایت ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ کتاب مواھب لدنیہ (مصنفہ شیخ ابراہیم بیجوری) کی عبارت العذبۃ سنۃ مؤکدۃ محفوظۃ لم یترکھا العلماء میں بد ترین خیانت کر کے ہدایت السالکین کے صفحہ نمبر ۱۴۳ پر العذبۃ سنۃمؤکدۃ کی جگہ العمامۃ سنۃ مؤکدۃ لکھ دیا ہے اور اس طرح دیانت علمی کا جنازہ نکال دیا ہے۔

۶.۵ شرعی بورڈ فیصلہ کرتا ہے کہ دونوں خوابیں اور ان کی تائید میں جو لٹریچر چھاپا گیا ہے اس سے مسلمانوں کو سخت اذیت پہنچی ہے اور ان خوابوں کی اس طرح تشہیر فتنہ فساد کا موجب بنی ہے مسلمہ اکابرین میں سے آج تک کسی نے اس قسم کی بات کی جرأت نہیں کی لہذا اس تمام لٹریچر کو اور اسکے خلاف جو لٹریچر لکھا گیا ہے دونوں فریق فوری طور پر ضائع کردیں اور پیر صاحب آئندہ ایسی خوابوں کی اشاعت سے جن سے مسلمانوں میں فتنہ وفساد پیدا ہوتا ہے کلی اجتناب کریں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۔

(الاحزاب، 71-70)

چوتھا ایڈیشن

اصولِ تکفیر

مع اضافات

از

پیر طریقت رہبر شریعت شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا پیر محمد چشتی چترالوی رحمہ اللہ

جامعہ غوثیہ معینیہ پشاور

نظامیہ کتاب گھر

''جلتے پر تیل کا کام'' کیا ہے۔ انجام کار حکیم عطاء اللہ مرحوم کے علاج سے چند ہفتوں میں بیماری سے نجات پانے کے بعد تصوف کی جان ''فصوص الحکم'' شریف پڑھنے کا دیرینہ شوق پورا کرنے کے لیے حضرت غزالی زماں کی اجازت سے مہرآباد شریف گوگڑاں، ضلع لودھراں امام الواصلین، افضل العاملین، سند الکاملین، جامع المعقول والمنقول سیدی وسندی ومرشدی امام شاہ نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفُ کی خدمت میں مہرآباد شریف پہنچا۔ صحیح النسب بخاری سادات کی یہ بستی کسی وقت ''چاہ نئی والا'' کے نام سے مشہور تھی، لیکن حضرت امام الواصلین کی علمی شخصیت، قال اللہ قال الرسول کی تعلیم وتبلیغ اور خلق خدا کی روحانی تربیت کی بدولت آہستہ آہستہ بستی کا نام تبدیل ہوکر سیدوں کی بستی مشہور ہونے لگی اور جس روز حضرت پیر مہر علی شاہ نے نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفُ اپنے چہیتے خلیفہ کی احوال پرسی کے لیے یہاں پر قدم رنجہ فرمایا اُس دن سے اس کا نام مہرآباد شریف پڑ گیا اور یہ دلکش نام اتنا مشہور ہوا کہ نئی نسل کو پرانے نام کا پتہ ہی نہیں ہے یہیں پر ڈیڑھ ماہ میں حضرت امام الواصلین نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفُ سے فصوص الحکم شریف کا درس سبقاً سبقاً پڑھا۔ درس کے اختتام پر عید الفطر کی صبح کو عیدگاہ جانے سے قبل اپنے مبارک ہاتھوں سے میری دستار بندی فرمائی۔ یہاں پر اگر مہرآباد شریف میں قیام کے دوران حضرت کے لیل والنہار کے حوالہ سے اپنے حسین مشاہدات کا تذکرہ کروں یا فصوص الحکم شریف کے درس کے حوالہ سے فیوضات وبرکات اور مکاشفات کی تفصیل میں جاؤں تو اس سے مستقل کتاب تیار ہوسکتی ہے لیکن میں نے یہیں پر اپنے ماضی کے جھروکوں کی صرف اور صرف اجمالی جھلک ضبط تحریر میں لانے کے سوا اور کچھ نہ کرنے کا التزام کیا ہوا ہے ورنہ مہرآباد شریف سے میری کافی سے زیادہ حسین یادیں وابستہ ہیں۔ تاہم فرمان الٰہی ''وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ''(۱) پر عمل کرتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حضرت کے فیض رساں درس میں فصوص الحکم شریف

(۱) الضحیٰ، 11

پڑھنے کے بعد شرح صدر کی وہ توفیق مجھے میسر ہوئی جس کے بعد الٰہیات کے مشکل سے مشکل مسائل آسان ہونے لگے۔ درس نظامی کے جملہ فنون وکتب میں پوشیدہ رموز کا عقدہ کھلنے لگا اور بالخصوص قرآن وسنت کے معارف تک رسائی کی سبیل میسر ہوئی جس کے بعد فتاویٰ درالمختار کی اُس بات پر مجھے حق الیقین کا درجہ حاصل ہوا جو اُنہوں نے امام مجد الدین فیروزآبادی صاحب القاموس فی اللغۃ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

''وَمِن خواص کُتُبِہ اَنَّ مَن واظَبَ علی مطالعتھا انشرَحَ صدرُہ لفَك المُعضلاتِ وَحَلِّ المشکلات ''(۱)

جس کا مفہوم یہ ہے کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی کتابوں کی خصوصیات میں سے ہے کہ جو ہمیشہ اُن کا مطالعہ کرتا ہے اُس کو لاینحل اور مشکل مسائل کا عقدہ کھولنے کے لیے شرح صدر کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

اِس کے بعد حضرت غزالی زماں نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفُ کی طرف سے جامعہ غوثیہ سکھر جاکر شیخ الدرس کا منصب سنبھالنے کا حکم ملا۔ تقریباً دو سال تک وہیں پر حضرت مولانا مفتی محمد حسین قادری نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہُ الشَّرِیْفُ کی نگرانی میں خدمات انجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اِس دوران حضرت مفتی صاحب مرحوم کی کمالِ شفقت ومحبت کیساتھ نواب وحید احمد خان ایڈوکیٹ مرحوم کا اخلاص اور حاجی محمد یعقوب مرحوم اور اُن کے بیٹوں کی میری ساتھ محبت بھولنے کی چیز نہیں ہے۔ یہاں پر مجھ سے درس پڑھنے والے حضرات میں صرف مولانا شمیم الحسن القادری حال خطیب کشمور، مولانا محمد فاروق مرحوم، مولانا مفتی محمد شریف خطیب روہڑی سکھر، مولانا حبیب احمد شیخ الحدیث جامعہ نوریہ کوئٹہ بلوچستان کے نام یاد ہیں۔

بعدازاں حضرت غزالی زمان کی ہدایات کے مطابق جامعہ غوثیہ معینیہ پشاور کی بنیاد 31 دسمبر

(۱) فتاویٰ الدر المختار، ج 1، ص 358، مطبوعہ مجتبائی دھلی

افتتاحیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّابَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى ''وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۔ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ''(۱)

اِس دورِ اِنحطاط میں اُمتِ مسلمہ کو جہاں اور بہت سے فتنوں کا سامنا ہے وہاں ایک بڑا فتنہ وفساد ایک دوسرے کو کافر قرار دینے کا مسئلہ بھی ہے جس کے حوالہ سے معروضی حالات کچھ ایسے ہیں کہ فقہی اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کی تکفیر کرنے کے علاوہ اپنے مخصوص نظریات اور ذہنی ترجیحات کے ساتھ اختلاف کرنے والوں پر بھی کفر سے کم فتویٰ لگانے پر اکتفا نہیں کیا جاتا۔ اُصول وفروع کی عدم تفریق کی اِس کساد بازاری میں قطعیات وظنیات کی تمیز کی جاتی ہے نہ ضروریاتِ دینیہ اور ضروریاتِ مذہبیہ کی تفریق، دارالافتاء کے احتیاطی تقاضوں کا خیال رکھا جاتا ہے نہ محراب ومنبر کی ذمہ داریوں کا احساس، تکفیر مسلم بجائے خود خطرِ عظیم اور گناہ کبیرہ ہے اللہ کے رسول سید عالم ﷺ نے اِس سے بچنے کے لیے بایں الفاظ تہدید فرمائی ہے؛

''اِذَا اکفر الرجل اخاہ فقد باء بھا احدھما ''(۲)

پھر یہ بھی ہے کہ اِس کا وبال وبدانجامی صرف تکفیر کرنے والے بے اعتدالوں تک محدود نہیں رہتی بلکہ اُس کے منحوس اثرات پورے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لیتے ہیں جس سے رنجش، عداوتیں اور مذہبی فرقہ واریت جیسی بُرائیاں بھی جنم پاتی ہیں، جس کی واضح مثالیں موجودہ معاشرہ میں بدرجہ

(۱) المائدہ، 8 (۲) مسلم شریف، ج 1، ص 57

اتم نظر آ رہی ہیں۔ جس کو دیکھ کر اسلام کے ساتھ مخلص اور مذہبی اقدار کے ساتھ وابستگی رکھنے والے دردمند کا دل نالاں ہے۔ مسلمانوں کی بے محل تکفیر کرنے والے نہ صرف اُن پر ظلم ڈھا رہے ہیں جن کو وہ کافر کہہ رہے ہیں بلکہ اسلام پر اور اُس کی اجتماعیت پر بھی وار کر رہے ہیں کیوں کہ اسلام نے دوسرے مذاہب کے برعکس صرف اور صرف نظام مصطفیٰ ﷺ کے ماننے والوں کو اُمت واحدہ کہہ کر سب کو ایک کنبہ کے افراد قرار دیا ہے۔ رنگ ونسل سے قطع نظر سب کو ایک بدن کے اعضاء واجزاء کہا ہے اور ہر ایک کی بقاء وتحفظ کو سب پر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسے ہر انسان اپنے اعضاء بدن کے تحفظ کو ضروری سمجھتا ہے۔ بے محل وبے مصرف تکفیر مسلم کرنے والا شخص گویا اپنے ہی بدن سے ایک عضو کاٹ کر جدا کر رہا ہے، بیت الاسلام کے اجتماعی کنبہ کے فرد کو اُس کے اجتماعی احکام وحقوق سے نکال رہا ہے اور بیضۃ الاسلام کی اجتماعیت میں سوراخ پیدا کر رہا ہے۔

کیوں کہ کسی مسلمان کو کافر قرار دینے کا مطلب اِس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اُسے مسلم معاشرہ میں رہنے، مسلمانوں والے حقوق واحکام پانے، جان ومال، عزت وآبرو کے تحفظ کے لیے نااہل کہہ کر واجب القتل قرار دیا جا رہا ہے۔ ایسے میں بے محل وبے مصرف تکفیر مسلم کرنے والے دانستہ یا نادانستہ بیضۃ الاسلام کو ڈھا رہے ہیں، اُس کی اجتماعیت میں تفرقہ پیدا کر رہے ہیں اور توحید کلمہ کے برعکس تفریق کلمہ کے جرم عظیم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اِس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ کافر کو بھی کافر نہ کہا جائے اور کفر وارتداد کے اسلامی احکام کو بھی ظاہر نہ کیا جائے بلکہ اسلام اور کفر کی سرحدیں ایک دوسرے سے ایسے جدا ہیں جیسے زمین وآسمان کی حدیں جدا ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں مسلم کے حقوق واحکام بھی غیر مسلم سے جدا ہیں جبکہ کافر ومرتد کے احکام کو بھی اللہ اور اُس کے رسول نے یکساں نہیں رکھا۔ قرآن وسنت کے مطابق مسلم کے احکام کو غیر مسلم پر جاری کرنا جرم عظیم ہونے کی طرح کافر کے احکام کو مرتد پر یا مرتد کے احکام کو کافر پر جاری کرنا

بھی نا قابلِ تصور جرم ہے۔ یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ جملہ خلائق میں جن وانس کے ماسوا کسی اور جنس میں غیر مسلم نہیں پایا جاتا، نوع بنی آدم کے مختلف اقوام میں غیر مسلموں کی سینکڑوں قسمیں پائی جاتی ہیں۔ اُن کے باہمی اختلاف اور کفر کی نوعیت جدا جدا ہونے کے باوجود اسلام کی نگاہ میں اُن سب کو ملت واحدہ قرار دیا گیا ہے جبکہ مرتد کی نوعیت اور اُس پر اسلام کی طرف سے لاگو ہونے والے احکام دُنیا بھر کے غیر مسلموں کے احکام سے جدا ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ کفر و ارتداد میں سے ہر ایک کا تعلق ضرورت دینی کی تکذیب کے ساتھ ہے یعنی کسی ضرورت دینی کی تکذیب و انکار کے بغیر کسی شخص کو کافر کہا جا سکتا ہے نہ مرتد چاہے بڑے سے بڑے گناہوں، جہالتوں اور بے اعتدالیوں کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو اور کسی بھی ضرورت دینی سے انکار و تکذیب کرنے والے کی اِس شنیع حرکت پر مطلع ہو جانے کے بعد اُس کے کفر و ارتداد کا اظہار کرنا، اُسے کافر سمجھنا اور کافر و مرتد والے احکام اُس پر لاگو کرنا لازم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اِس تکذیبی صورت حال سے مکمل آگاہی کے بعد اُس کو کافر و مرتد نہ جاننے یا اُس کے کفر و ارتداد میں شک کرنے والے کا اپنا ایمان بھی خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ اِس لیے کہ "مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ" والا حکم جو ہے یہ بھی بجائے خود ضروریاتِ دین کے قبیل سے ہے، اور یہ بھی نا قابل انکار حقیقت ہے کہ قرآن و سنت کے مطابق دُنیا بھر میں موجود انسانوں کی بشمول اعتقادی منافق کے تین ہی قسمیں ہیں؛

1. مومن مسلمان جو تمام ضروریات دین کو اُن کے جملہ لوازمات کے ساتھ تسلیم کرنے والے سے عبارت ہے، چاہے عادل ہو یا فاسق۔
2. کافر جس میں مشرک و مجوسی اور نصاریٰ و یہودی جیسے تمام غیر مسلم شامل ہیں جو کسی بھی ضرورت دینی کی تکذیب کرنے والے سے عبارت ہے، عمل کے اعتبار سے چاہے جیسا بھی ہو۔

3. مرتد جو اسلام لانے کے بعد اُس کے کسی ضروری حکم کی تکذیب کرنیوالے سے عبارت ہے، چاہے جس نوعیت کا بھی ہو۔

پھر یہ بھی ہے کہ کفر اپنے مذکورہ مفہوم میں کوئی ضروری نہیں ہے کہ عنداللہ و عندالشرع اور عندالناس ہو بلکہ حقیقت کی نگاہ میں اِس کی مندرجہ ذیل چار قسمیں پائی جاتی ہیں؛

1. عنداللہ و عندالشرع اور عندالناس یعنی ہر اعتبار سے کفر ہی کفر ہو۔
2. صرف لوگوں کی نظر میں کفر ہو جبکہ عندالشرع اور عنداللہ اُسے کفر نہیں کیا جا سکتا۔
3. عنداللہ و عندالشرع کفر ہو جبکہ لوگ اُسے کفر نہ سمجھتے ہوں۔
4. عندالشرع و عندالناس اُس پر کفر کے دنیوی احکام جاری نہیں کیے جا سکتے جبکہ عنداللہ کفر ہی کفر ہے۔

اِن میں سے ہر ایک کے مواقع کو سمجھ کر اُس کے مطابق احکام کا اظہار کرنا صرف اور صرف علماء کرام اور دارالافتاء کی ذمہ داری ہے۔ جس کے تمام پہلوؤں کو اِس کتاب میں ہم نے پیش نظر رکھ کر دارالافتاء کے لیے سہولت کا سامان کر دیا ہے۔

مومن مسلمان سے متعلقہ اسلامی احکام کی جانب اعلیٰ کا یہ عالَم کہ اُس کا مقام و رتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوح و قلم اور بیت اللہ و عرش الٰہی سے بھی افضل و اعلیٰ ہے اور جانب ادنیٰ میں یہ کہ ہر شخص پر اُس کی تعظیم لازم اور توہین کرنا حرام ہے جبکہ اِن دونوں کے مابین والے احکام سب پر عیاں ہیں۔

کافر سے متعلقہ شرعی احکام کے سلسلہ دراز میں جانب اعلیٰ یہ کہ اُس کا کوئی اچھا سے اچھا عمل بھی آخرت کے حوالہ سے قابل قبول نہیں ہے کہ اُس کے لیے نجات و فلاح کا سبب بن سکے۔ جانب ادنیٰ یہ کہ جب وہ مر جائے تو اُس کے ورثاء شرعاً اِس بات کے پابند ہیں کہ نجس کپڑا کو دھونے کی طرح اُسے غسل دیں، کفن پہنائیں، جذبہ احترام آدمیت کے تحت اُس کے لیے قبر کھودیں، اُس

مخالفت پر تکفیر مسلم کی بے اِعتدالیاں ہورہی تھیں۔ جوخلاف حقیقت ہونے کے ساتھ التباس الحق بالباطل کا منظر پیش کررہا تھا۔ تکفیر کے حوالہ سے معروضی حالات کی اِن بے اعتدالیوں، دارالافتاء کی اِن بے احتیاطیوں اور التباس الحق بالباطل کی اِن اندھیر نگریوں کو دیکھ کر جہاں اسلام کے سچے ہمدردوں کو پریشانی ہورہی تھی وہاں اسلام آزاد اور غیر مسلموں کو اسلام کے خلاف انگشت نمائی کرنے کا بھی موقع مل رہا تھا جبکہ قرآن وسنت اور دین اسلام کے مسلمہ اُصولوں کے مطابق لُزُوم کفر پر التزام کفر کے احکام جاری کرنا جائز ہے نہ اِس بنیاد پر کسی کو کافر ومرتد قرار دینے کا جواز، ہر قطعی حکم کی تکذیب پر کسی کو اسلام سے نکال کر سرحد کفر میں داخل کرنا روا ہے نہ ہر اجماعی مسئلہ سے انکار پر کسی کو کافر ومرتد کہنے کی گنجائش، نہ ہر ضرورت شرعی کی تکذیب پر کفر وارتداد کا فتویٰ دینے کی گنجائش ہے نہ ہر کافر عندالناس کو کافر عنداللہ وعندالشرع قرار دینے کا جواز جبکہ ایک شخص کا ایک وقت میں مسلم وغیر مسلم ہونے کا امکان بھی نہیں ہے اور اِن دونوں صفتوں سے خالی ہونے کا بھی تصور نہیں ہے کیوں کہ اسلام وکفر اپنے آپس خاص ضدین ہونے کی وجہ سے اِن میں سے ایک کی موجودگی آپ ہی دوسرے کی نفی ہے اسی طرح ایک کی نفی آپ ہی دوسرے کا وجود ہے۔ اسی طرح ایمان کے کسی بھی لازم بیّن کی نفی آپ ہی ایمان کی نفی ہے۔ یہ تقابل تضاد کی صورت میں ہے اگر اِن کے مابین عدم وملکہ والا تقابل ہو تب بھی یہی حال ہے کیوں کہ عدم وملکہ میں سے ہر ایک کا محل وموضوع ایک ہوتا ہے۔ جیسے کسی انسان کا اندھا ہونا آپ ہی اُس کے انکھیارا نہ ہونے کی دلیل ہے جس کے بعد اُس کے انکھیارا نہ ہونے پر کوئی اور دلیل تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح اُس کا انکھیارا ہونا آپ ہی اُس کے اندھے نہ ہونے کی دلیل ہے، جس کے بعد اُس کے اندھے نہ ہونے پر کوئی اور دلیل تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، ایمان وکفر کے مابین عدم وملکہ کا تقابل ہونے پر اِن کا حال عمی وبصر سے مختلف نہیں ہے۔

اور یہ بھی اسلام کے مسلمات میں سے ہے کہ کسی مومن ومسلمان کہلانے والے کو یا کسی مدعی اسلام

کو اُس کے کسی قول وعمل، تقریر وتحریر یا عقیدہ کی وجہ سے تکفیر کرنے کا مطلب ومفہوم اِس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اُس کو اسلام کی چار دیواری سے خارج کر کے کفر میں داخل کیا جاتا ہے، مسلمانوں والے احکام وحقوق سے نکال کر کافر کی مخصوص قسم یعنی مرتد کے احکام کا حامل قرار دیا جاتا ہے اور دُنیا بھر کے کسی بھی گوشہ میں زندگی گزارنے کے لیے اُن فِٹ کہہ کر واجب القتل ٹھہرایا جاتا ہے۔ ایسے میں انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ کسی مدعی اسلام کی تکفیر اُس وقت تک جائز قرار نہ دی جائے جب تک اُس کے بلا جبر واکراہ وجود میں آنے والے کسی اختیاری قول وعمل، تقریر وتحریر اور عقیدہ کا ایمان کے منافی ہونے پر سو فیصد یقین حاصل نہ ہو جائے اور مومن مسلمان رہنے کے لیے ایک فیصد بھی اور کمزور سے کمزور احتمال یا مجال تاویل کا امکان بھی باقی نہ رہے یعنی جب تک صریح التزام کفر نہ ہو اُس وقت تک تکفیر کے جواز کا کوئی تصور اسلام میں نہیں ہے۔ اسلام کے اِسی اصول کی روشنی میں جملہ اسلاف نے متفقہ طور پر کہہ دیا کہ؛

''لا یجوز تکفیر اھل القبلة'' یعنی اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں ہے۔

مقصد یہ کہ جب تک اُس کے قول وعمل، تقریر وتحریر اور عقیدہ میں کفر سے بچنے کا احتمال باقی ہے یا تاویل کی گنجائش ممکن ہے تو وہ اہل قبلہ میں سے ہی شمار ہوگا یعنی اُمت اجابت کے افراد جو ملت اسلام اور اُس کے تحت آنے والے تمام ضروریاتِ دین کا التزام کرنے والوں میں شمار ہوگا۔ نیز کہہ دیا؛

''اِذَا کَانَتْ فِی الْمَسْئَلَةِ وُجُوْهٌ تُوْجِبُ الْکُفْرَ وَوَجْهٌ وَاحِدٌ یَمْنَعُ فَعَلَی الْمُفْتِیْ اَنْ یُرَجِّحَ الْوَاحِدَ عَلَی الْوُجُوْهِ''

یعنی جس مسئلے میں زیادہ سے زیادہ موجبات کفر موجود ہوں اور کفر سے بچنے کے لیے صرف ایک وجہ موجود ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ اُس ایک کو ترجیح دے کر متعلقہ شخص کو کفر سے بچائے۔

بلکہ عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے یعنی ہر قطعی ہمیشہ ضروری نہیں ہوتا نہ ہر ضروری ہمیشہ قطعی ہوتا ہے۔

نیز لزُوم کفر اور التزام کفر کی جدا جدا حقیقتوں کو واضح کرنا دارالافتاء کی ناگزیر ضرورت ہے جس کو چھیڑا ہی نہیں۔

نیز لزُوم کفر اور التزام کفر کے ایک دوسرے سے جدا جدا شرعی احکام کی تمیز بھی دارالافتاء کی ناگزیر ضرورت ہے، جس سے قطعاً بے اعتنائی فرمائی ہے۔

نیز لزُوم کفر میں لازم کے بیّن ہونے کی صورت میں واجب التکفیر قرار دیا ہے جو تکفیر کے حوالہ سے دارالافتاء کے احتیاطی تقاضوں کے سراسر خلاف ہونے کے ساتھ جمہور اسلاف کے خلاف ہے کیوں کہ اسلاف کی نگاہ میں لزُوم کفر اور التزام کفر کے مابین بنیادی نکتہ تفریق یہی ہے کہ لزُوم کفر میں لازم غیر بین ہوتا ہے جس وجہ سے واسطہ فی الاثبات کی ضرورت پڑتی ہے جبکہ التزام کفر کی بعض صورتوں میں لازم بیّن ہوتا ہے جس وجہ سے ''انتفاء الازم انتفاء الملزوم '' کے بدیہی وفطری تقاضوں کے مطابق لازم بیّن کا انتفاء آپ ہی ملزوم کے انتفاء پر دلیل ہوتا ہے جس کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔ حقیقت یہ ہے کہ اکفار الملحدین کے اس قسم مندرجات سے دارالافتاء کے نوخیز ذمہ داروں کی رہنمائی ہونے کے بجائے معکوس نمائی ہوتی ہے۔ اس کے باوجود اکفار الملحدین کی شہرت میرے لیے باعث تعجب نہ ہوگی تو اور کیا ہوگی۔

اس سے بڑھ کر قابل افسوس شاہ صاحب کے ساتھ عقیدت رکھنے والے اُن حضرات کا کردار ہے جو ان کمزوریوں، بے اعتدالیوں اور معکوس نمائیوں کے باوجود احساس زیاں نہیں رکھتے ہیں۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اکفار الملحدین کے مصنف ایک سنجیدہ عالم دین اور علمی شخصیت تھے، جس نے اسلامی جذبہ کے تحت ایک حقیقی ملحد ومرتد کے خلاف اسلامی دُنیا میں بیداری لانے کی غرض سے یہ کتاب لکھی تھی۔ جو تقاضا، وقت کے مطابق مفید تھی۔ جس سے عبدالماجد دریا آبادی اور

اُس کے پیر اشرف علی تھانوی تک کو فائدہ پہنچا تھا اس لیے کہ اس سے پہلے اُن کو مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر وارتداد پر تسلی نہیں تھی جیسے اُن کی کتابوں سے ثابت ہے تاہم ''اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ '' کی فطری کمزوریوں کے تقاضاء سے اُن سے غفلت وخطائیاں ہونا ممکن تھا جو ہوئیں ہیں لیکن اُن کے اخلاف کا اُس سر سے لے کر اس سر تک ان تمام کو تاہیوں سے غفلت برتنا قابل صد افسوس ہے۔ اکفار الملحدین کے مصنف کی غفلت خیزیوں کا افسوس ناک دائرہ کار صرف اِس حد تک محدود نہیں ہے بلکہ شاہ صاحب کی ایک اور تصنیف ''فیض الباری شرح صحیح البخاری'' اس سے بھی زیادہ غفلت کاریوں پر مشتمل ہے۔ مثال کے طور پر فیض الباری، جلد ا، صفحہ ا، پر اسم معرب کو مبنی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے؛

''لفظ الباب مضاف او مبنی کمثنی وثلاث''(۱)

علم نحو کی ابتدائی کتابیں پڑھنے والے طلباء بھی جانتے ہیں کہ مثنی وثلاث کے الفاظ اسم غیر منصرف کے قبیل سے ہیں اور اسم غیر منصرف اسم معرب کی قسم ہے جو مبنی کے مقابلہ میں ہے، جبکہ یہاں پر مولانا صاحب نے ان کو مبنی قرار دیا ہے۔ ایک اور مقام پر صحت کو افعال عامہ میں سے قرار دیتے ہوئے لکھا ہے؛

''وقدر الشافعية الصحت لان متعلقات الظروف لا تكون الامن الافعال العامة و الصحة منها''(۲)

وہ کون ہو سکتا ہے جو لغت عربی اور علم نحو سے شناسائی رکھتا ہو اور افعال عامہ وخاصہ کی تمیز کرتا ہو محدث کشمیری کے اس قول پر دو وجہ سے تعجب نہ کرے؛

ایک:۔ اُنہوں نے فعل صحت کو افعال عامہ میں شمار کیا ہے اور صحت الفعل سے مراد اُس کا

(۱) فیض الباری، ج 1، ص 1، الطبقہ الاولیٰ مطبعہ حجازی بالقاہرہ۔

(۲) فیض الباری، ج 1، ص 5۔

موجب اجر ہونا بتایا ہے جبکہ صحت الفعل بمعنی موجب اجر اُن افعال کے ساتھ خاص ہے جو از قبیل عبادت ہیں جو عبادات کے ماسوا کسی اور فعل کو شامل ہی نہیں ہے تو پھر افعال عامہ کے قبیل سے ہونے کا کوئی مطلب ہی نہیں رہتا کیوں کہ افعال عامہ اُن ہی افعال کو کہتے ہیں جو صحیح، غیر صحیح، موجب اجر، غیر موجب اَجر، موجب ثواب، موجب عذاب اور عبادات وغیر عبادات سب کو شامل ہو جیسے کون وثبوت جن کو علم نحو کی کتابوں میں افعال شاملہ اور کون مطلق بھی کہا گیا ہے۔

دوسری وجہ یہ کہ اِس عبارت میں محدث کشمیری نے ''لان متعلقات الظروف لا تکون الا من الافعال العامة '' کہہ کر ظرف اور قائم مقام ظرف کے متعلق جو حقیقت میں اِس کے اندر عمل کرنے والا ہوتا ہے کو افعال عامہ میں منحصر کر دیا ہے جو علم نحو سے انحراف ہونے کے ساتھ حقیقت کے بھی منافی ہے۔ کاش کشمیر کے یہ شہرہ آفاق محدث علم نحو میں اِس حوالہ سے واجب الحذف اور جائز الحذف مقامات کے مابین تفریق کو پیش نظر رکھتے تو یہ غلطی کبھی نہ کرتے۔ جیسے مغنی اللبیب میں ہے؛

''واشتراط النحوبین الکون المطلق ا نماھولوجوب الحذف لا لجوازہ''(۱)

اِس کے علاوہ شاہ جی نے ظروف کے عامل کو افعال عامہ میں منحصر بتاتے ہوئے یہ لکھتے وقت قرآن شریف کی مندرجہ ذیل آیات کی ترکیب پر بھی غور نہ فرمایا جن میں مذکور ظروف کا عامل فعل خاص ہی متعین ہیں۔ جیسے؛

''فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ''(۲)

اہل علم جانتے ہیں کہ یہاں پر فعل عام اور کون مطلق مقدر کرنے کی کوئی تک ہی نہیں ہے۔ اسی طرح آیت کریمہ ''الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنثَى بِالْأُنثَى ''(۳) میں فعل خاص

(۱) مغنی اللبیب عن کتب الاعاریب، ج2، ص500، الباب الثالث فی احکام شبہ الجملۃ۔ (۲) الطلاق، 1۔ (۳) البقرہ، ۱۷۸۔

''یقتل '' کے سوا کوئی اور فعل متصور ہی نہیں ہے چہ جائیکہ کہ کون مطلق مقدر کیا جائے۔ الغرض قرآن وحدیث میں درجنوں مقامات ایسے ہیں جن میں فعل عام مقدر کرنے کا امکان ہی نہیں ہے، ایسے میں شاہ جی کا ظروف اور قائم مقامِ ظروف سے متعلق وعامل کو افعال عامہ کے ساتھ خاص قرار دینا باعث تعجب نہیں تو اور کیا ہے۔

یہ تو مشتے نمونہ از خروارے ہے ورنہ اکفار الملحدین کے مصنف کی غفلت کاریوں کا دائرہ بہت وسیع ہے جسکی تفصیل میں جانا ہمارے موضوع کے ساتھ میل نہیں رکھتا البتہ اظہارِ حقیقت کی غرض سے اتنا ضرور کہوں گا کہ محدث کشمیری کی غفلت کاریوں کا یہ وسیع سلسلہ کسی ایک فن کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جس فن کے حوالہ سے بھی کلام کیا ہے اُس میں ہمارے سامنے موجود اِن دونوں کتابوں میں اپنی محدثانہ شہرت کے منافی کچھ ایسی کمزوریاں چھوڑی ہیں جو نہ ہونی چاہئے تھیں۔

اسی طرح جزئیات کے ادراک کو علم سے نکالتے ہوئے لکھا ہے؛

''لِاَنَّ علم الجزئیات لَیْسَ بعلم فِی الْحَقِیْقَة''(۱)

افسوس کہ حضرت شاہ جی صاحبِ علم وفضل ہوتے ہوئے اِس قسم کی فحش غلطیوں کا ارتکاب فرما رہے ہیں۔ جزئیات کے علم کو حقیقی علم سے نکالنے کے عواقب ونتائج کی پرواہ نہیں کر رہے ہیں کہ اِس سے فقہ کے باب القیاس سمیت اجتہاد کی راہ بھی مسدود ہونا لازم آتی ہے اور کسی نامعلوم چیز کو معلوم کرنے کے لیے فطرت کی طرف سے مقرر کردہ طرق ثلاثہ میں استقراء وتمثیل کے راستے بھی بند ہو رہے ہیں کیوں کہ اِن میں بالترتیب جزئیات کے حکم سے کلی کا حکم حاصل کیا جاتا ہے اور ایک نوع کے دو جزئیات میں سے ایک کو بمع حکم وعلت جاننے کے وسیلہ سے دوسرے جزئی کے حکم کو سمجھا جاتا ہے جس کو فقہاء کرام قیاس بھی کہتے ہیں۔ انجام کار شاہ جی انجانے میں استقراء وتمثیل سے انکار فرما رہے ہیں جو کسی طرح بھی قابل تسلیم ومعقول نہیں ہے۔

(۱) فیض الباری، ج 1 ص151۔

تقلید جامد اور اکابر پرستی کے خول سے نکل کر آزاد ذہن سے دیکھنے والا ہر سلیم الفطرت شخص فیض الباری میں اِس قسم درجنوں اغلاط کا مشاہدہ کرسکتا ہے۔ اکفار الملحدین کے شہرہ آفاق محدث کشمیری کی یہ غلطیاں اللہ بہتر جانے کن حالات میں اُن کے زیرِ قلم ہوکر دستاویز کی شکل اختیار کر چکی ہیں۔ بہر حال وہ انسان ہی تھے معصوم ہرگز نہیں تھے، قابل تثریب اُن کے بعد والے وہ حضرات ہیں جو اُن کے ساتھ نسبت تلمذ رکھتے ہیں' عقیدت رکھتے ہیں اور اِن کتابوں کو دیکھتے رہتے ہیں لیکن اِن اغلاط کا احساس تک اُنہیں نہیں ہوتا۔ اِن میں کوئی رجل رشید نظر نہیں آ رہا جو اِن غلطیوں کی اصلاح کر کے اُن کی روح کو راحت پہنچائے ایسے میں اکفار الملحدین کے مصنف کی مذکورہ بے اعتدالیوں پر تعجب سے اُن حضرات کی بے حسی زیادہ قابل افسوس ہے جو عرصہ دراز سے محدث کشمیری مرحوم کی ان کتابوں کو وردِ جان بنائے ہوئے ہیں، صبح وشام تلاوت کر رہے ہیں اور دادِ تحسین دیتے نہیں تھکتے لیکن بتقضائے بشریت اُن سے سرزد شدہ اِن بدیہی الاغلاط باتوں پر توجہ دے کر ریکارڈ درست کرنے کی توفیق نہیں پا رہے ہیں۔ (فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی) جس کی اصل وجہ ہمارے تجربہ کے مطابق اکابر پرستی اور اُنہیں معصوم عن الخطاء والنسیان تصور کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے یہ بیماری صرف محدث کشمیری مرحوم کے مکتبہ فکر تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر مکتبہ فکر کے علماء اِس میں مبتلا نظر آ رہے ہیں۔ (اِلا من وَفقه الله عَزَّوَجَلَّ)

افسوس بالائے افسوس:۔

اُصولِ تکفیر کے حوالہ سے اکفار الملحدین کے اندر موجود مذکورہ معکوس نمائیوں سے رنجیدہ ہونے سے بڑھ کر افسوس مجھے مفتی محمد شفیع کی تحریر سے ہوا کہ اُنہوں نے اِس موضوع پر لکھے گئے اپنے 70 صفحات پر مشتمل رسالہ بنام "تکفیر کے اُصول" میں اپنے پیر کی ایک ایسی بات کی تصدیق و توثیق اور تحسین کی ہے جو نہ صرف اہل سنت عقیدہ کے خلاف ہے بلکہ خرق اجماع اور عقل ونقل سے بھی متصادم ہے۔ محولہ بالا رسالہ جو جواہر الفقہ جلد اول میں مکتبہ دار العلوم کراچی نمبر 14 سے

مولانا محمد رفیع عثمانی کی تقدیم ونگرانی میں شائع ہوا ہے۔ اُس کے صفحہ نمبر 37 پر مفتی محمد شفیع صاحب نے "تکفیر مسلم از امداد الفتاوٰی، جلد سادس" کا عنوان لے کر اُس کے تحت لکھا ہے:

"یہ کُل بیان اُس صورت میں تھا جب کہ کسی شخص یا جماعت کے متعلق عقیدہ کفریہ رکھنا یا اقوال کفریہ کا کہنا متیقن طریقے سے ثابت ہو جائے لیکن اگر خود اِسی میں کسی موقع پر شک ہو جائے کہ یہ شخص اِس عقیدہ کا معتقد یا اِس قول کا قائل ہے یا نہیں ہے تو اِس کے لیے اَحوط واسلم وہ طریقہ ہے جو امداد الفتاوٰی میں درج ہے جس کو بعینہٖ ذیل میں بطور تتمہ نقل کیا جاتا ہے۔

اگر کسی خاص شخص کے متعلق یا کسی جماعت کے متعلق حکم بالکفر میں تردد ہو خواہ تردد کے اسباب علماء کا اختلاف ہو، خواہ قرائن کا تعارض ہو یا اُصول کا غموض تو اسلم یہ ہے کہ نہ کفر کا حکم کیا جاوے نہ اسلام کا، اسلام کا حکم اول میں تو خود اُس کے معاملات کے اعتبار سے بے احتیاطی ہے اور حکم ثانی میں دوسرے مسلمانوں کے معاملات کے اعتبار سے بے احتیاطی ہے، پس احکام میں دونوں احتیاطوں کو جمع کیا جائے گا۔ یعنی اُس سے نہ عقد مناکحت کی اجازت دیں گے نہ اُس کی اقتداء کریں گے نہ اُس کا ذبیحہ کھائیں گے اور نہ اُس پر سیاست کافرانہ جاری کریں گے۔ اگر تحقیق کی قدرت ہو اُس کے عقائد کی تفتیش کریں گے اور اُس تفتیش کے بعد جو ثابت ہو ویسے ہی احکام جاری کریں گے اور اگر تحقیق کی قدرت نہ ہو تو سکوت کریں گے اور اُس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں گے اس کی نظیر وہ حکم ہے جو اہل کتاب کی مشتبہ روایات کے متعلق حدیث میں وارد ہے۔

"لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا۔۔۔الآیہ"(۱)

"نہ اہل کتاب کی تصدیق کرو نہ تکذیب بلکہ یوں کہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور

(۱) بخاری شریف

تفصیلی فہرست

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
۰	باب نمبر ۷۵	۱
۰	تکرار سورت بدعت	۱
۱	سوال: (۱۷۲) بطورِ سوال: دیوبندیوں کے مولانا عبدالقدوس جلبی وال نے لکھا:	۱
۲	یہ تکرار بدعت ہے۔ سلف صالحین میں سے کسی سے ثابت نہیں	۱
۳	الجواب:	۱
۴	علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری، قرطبی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۱ھ، لکھتے ہیں:	۱
۵	ایک رکعت میں دس ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص:	۶
۶	باب نمبر ۷۶	۷
۷	حضور سیّدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کا سفرِ حج:	۷
۸	مزارات صحابہ کی زیارت اور اولیاء کی بارگاہ کی حاضری	۷
۹	امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی طوسی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:	۸
۱۰	باب نمبر ۷۷	۹
۱۱	مردوں کے لئے ایصال ثواب:	۹
۱۲	علامہ صدرالدین محمد بن علاء الدین علی بن محمد ابن ابی العز، حنفی، دمشقی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۷۹۲ھ لکھتے ہیں:	۹
۱۳	زندہ لوگوں کی جانب سے مرے ہوئے لوگوں کو دعا اور صدقات پہنچتے ہیں۔	۱۳
۱۴	صدقات کا ایصال ثواب:	۱۵

۱۵	روزے کا ایصال ثواب	۱۵
۱۶	حج کا ایصال ثواب:	۱۵
۱۷	میت کی طرف سے قرض کی ادائیگی:	۱۶
۱۸	ایصال ثواب کے منکرین کی دلیل اور اس کے جوابات:	۱۶
۱۹	عبادات بدنیہ و مالیہ میں فرق؟	۱۷
۲۰	اجرت پر پڑھائے ہوئے قرآن کا ایصال ثواب:	۱۸
۲۱	اگر دریافت کیا جائے رسول اللہ ﷺ کو اھداء ثواب کیا جا سکتا ہے؟	۱۸
۲۲	قبر پر قرآن پڑھنا:	۱۹
۲۳	ابن عقیل کا قول:	۲۰
۲۴	شیخ طحاوی کا قول:	۲۱
۲۵	ہم کسی صحابی سے بیزاری کا اظہار نہیں کرتے جیسا کہ شیعہ کرتے ہیں	۲۱
۲۶	مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں	۲۱
۲۷	ستر ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھ کر فرزند مرحوم خواجہ محمد صادق اور اس کی ہمشیرہ مرحومہ ام کلثوم کی روح کو بخشیں	۲۲
۲۸	خواجہ محمد معصوم، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۷۹ھ، لکھتے ہیں:	۲۴
۲۹	باب نمبر ۷۸	۲۶
۳۰	ذکر بالجہر ممنوع و بدعت:	۲۶
۳۱	سوال: (۱۷۳) مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا	۲۶
۳۲	سوال: (۱۷۶) مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا	۲۶
۳۳	صوفیا کرام میں مشائخ چشتیہ جو مبتدی کو ذکر جہر (جہر معتدل غیر مفرط جسکی تفصیل انشاء اللہ آنے والی ہے (عبدالمقدس) کی تلقین فرماتے ہیں۔	۲۶
۳۴	الجواب:	۳۲
۳۵	ذکر بالجہر جائز ہے، مسنون ہے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ میں افضل اور اعلیٰ ہے:	۳۲
۳۶	حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز جماعت کے بعد اس قدر بلند آواز سے ذکر اللہ کرتے تھے کہ تمام محلہ گونج جاتا تھا	۳۲

۳۷	علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:	۳۳
۳۸	جہری ذکر زیادہ نفع بخش ہے یا سری؟	۳۳
۳۹	امام شمس الائمہ کردری وجیز میں فتاوی سے نقل فرماتے ہیں:	۳۴
۴۰	تبیین الحقائق وفتح القدیر ودرر الحکام وبحر الرائق ومجمع الانہر وغیرہا کتب کثیرہ میں ہے:	۳۴
۴۱	محیط پھر ہندیہ میں ہے:	۳۵
۴۲	نماز کے اختتام پر بلند آواز سے ذکر کرنا:	۳۵
۴۳	خواجہ محمد باقی باللہ، کابلی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۱۳ھ، لکھتے ہیں:	۳۵
۴۴	محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ، متوفی، ۱۰۵۴ھ، لکھتے ہیں:	۳۷
۴۵	مولانا نسیم فریدی دیوبندی لکھتے ہیں:	۳۷
۴۶	مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں:	۳۸
۴۷	قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی حنفی، قدس سرہ، متوفی، ۱۸۱۰ھ، لکھتے ہیں:	۳۸
۴۸	شیخ محمد خیر طمعہ حلبی، البخاری، الشامی، علیہ الرحمۃ، لکھتے ہیں:	۳۹
۴۹	علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری، قرطبی علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۱ھ، لکھتے ہیں:	۳۹
۵۰	مولانا جلال الدین، رومی، بلخی علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۲ھ، لکھتے ہیں:	۴۱
۵۱	علامہ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر، شافعی، متوفی، ۷۷۴ھ، لکھتے:	۴۱
۵۲	مجلس میں بلند آواز سے ذکر سے حیاء نہ روکے:	۴۲
۵۳	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، قدس سرہ، متوفی ۱۳۵۰ھ، لکھتے ہیں:	۴۴
۵۴	حجۃ الاسلام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص علیہ الرحمۃ، متوفی، ۳۷۰ھ لکھتے ہیں:	۴۶
۵۵	شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ العزیز مولانا خالد کردی کے مرشد برحق ہیں ضمیمہ مقاماتِ مظہریہ	۴۸
۵۶	مولانا خالد کردی علامہ شامی کے مرشد ہیں، اس کا ثبوت ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۴۵۲ کی اس عبارت سے ہے:	۴۸
۵۷	تاج العارفین محمد اشرف سمنانی علیہ الرحمۃ نے لکھا:	۴۹
۵۸	قطب الاقطاب شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:	۴۹
۵۹	دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ، لکھتے ہیں:	۴۹

۶۰	باب نمبر ۷۹	۵۱
۶۱	ندائے یارسول اللہ اور یاغوث الاعظم شرک ہے:	۵۱
۶۲	سوال: (۱۸۹) اعتراض: مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا	۵۱
۶۳	الجواب:	۵۲
۶۴	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری، علیہ الرحمۃ متوفی، ۳۱۰ھ، لکھتے ہیں:	۵۲
۶۵	غیر اللہ سے استمداد کی حقیقت اور تائید:	۵۲
۶۶	علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۲۳۹ھ، لکھتے ہیں:	۵۲
۶۷	امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:	۵۳
۶۸	جب کسی مشکل میں مدد کی حاجت ہو تین بار کہے:	۵۳
۶۹	مولانا فاضل علی قاری علیہ الرحمۃ حرز ثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں:	۵۴
۷۰	شاہ احمد سعید مجددی فاروقی، قدس اللہ سرہ، متوفی، ۱۲۷۷ھ، لکھتے ہیں:	۵۵
۷۱	مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں	۵۹
۷۲	دیوبندیوں کے پیر سید زوار حسین شاہ نے لکھا:	۶۱
۷۳	یا محمد مصطفی قربان تیرے نام پر	۶۱
۷۴	علامہ اسماعیل حقی، بروسی، حنفی، قدس سرہ، متوفی، ۱۱۳۷ھ، لکھتے ہیں:	۶۱
۷۵	حضرت حافظ شیرازی قدس سرہٗ نے فرمایا:	۶۱
۷۶	دیوبندیوں کے قبلہ وکعبہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے لکھا:	۶۲
۷۷	کر کے نثار آپ پہ گھر بار یارسول ، اب آپڑا ہوں آپ کے دربار یارسول ﷺ	۶۲
۷۸	امام طبرانی سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے راوی حضور پرنور سید العالمین ﷺ فرماتے ہیں:	۶۶
۷۹	حضور پرنور سیدنا عبدالقادر جیلانی ہیں رضی اللہ عنہ۔	۶۶
۸۰	فاضل علی قاری علیہ الرحمۃ علامہ میرک علیہ الرحمۃ سے وہ بعض علمائے ثقات سے ناقل ھذا حدیث حسن یہ حدیث حسن ہے۔	۶۶
۸۱	شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کی سنئے اپنے قصیدہ اطیب النغم کی شرح میں پہلی بسم اللہ یہ لکھتے ہیں کہ:	۶۶
۸۲	امام علامہ ابن حجر مکی شافعی علیہ الرحمۃ الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان علیہ الرحمۃ میں فرماتے ہیں:	۶۸

۸۳	علامہ نورالدین محمد عبدالرحمن جامی نقشبندی احراری، متوفی علیہ الرحمۃ، ۸۹۸ھ، لکھتے ہیں:	۶۹
۸۴	دل گدائی تو یارسول اللہ ﷺ۔ جان فدائی تو یارسول اللہ ﷺ	۶۹
۸۵	سورت قریش کی برکت	۶۹
۸۶	علامہ شیخ بدرالدین، نقشبندی مجددی سرہندی، قدس سرہ، لکھتے ہیں:	۶۹
۸۷	بت خانے کو ڈھادینا اور مدد کیلئے لشکر بھیجا:	۷۱
۸۸	ولی مدد کرسکتا ہے ولی زندہ ہے وہابیوں کے سردار شاہ اسماعیل دہلوی نے لکھا:	۷۲
۸۹	جس نے جو مانگا وہ دے دیا	۷۳
۹۰	علامہ نورالدین ابوالحسن محمد بن علی بن یوسف بن جریر، قدس سرہ، شطنوفی متوفی ۷۱۳ھ، لکھتے ہیں:	۷۳
۹۱	نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد نے لکھا ہے	۷۷
۹۲	مولوی رشید احمد گنگوھی کی وفات پر مولوی محمود حسین نے لکھا ہے	۷۷
۹۳	سوال: (۱۹۳) بطورِ اعتراض: مولانا عبدالمقدس جلبی وال نے لکھا	۷۷
۹۴	الجواب: اغثنی یارسول اللہ کہنا اگر اس خیال سے ہو کہ آنحضرت ﷺ ہر جگہ سے اس کلمے کو سنتے ہیں اور فریادرسی کرتے ہیں تو شرک ہے	۷۷
۹۵	الجواب:	۷۸
۹۶	''یا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ شیئاً للہ'' پر اعتراض کا جواب	۷۸
۹۷	الجواب:	۷۸
۹۸	دوم میں اشعار کا ثبوت	۷۸
۹۹	المعروف بملا جیون جونپوری، قدس سرہ، متوفی ۱۱۳۰ھ، لکھتے ہیں:	۷۸
۱۰۰	مفسر قرآن علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری، قرطبی، علیہ الرحمۃ، متوفی ۶۷۱ھ، لکھتے ہیں:	۸۲
۱۰۱	امام جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ، لکھتے ہیں:	۸۶
۱۰۲	شیخ محمد خیر طمعہ حلبی، البخاری، الشامی، علیہ الرحمۃ، لکھتے ہیں:	۸۶
۱۰۳	علامہ شیخ بدرالدین، نقشبندی مجددی سرہندی، قدس سرہ، لکھتے ہیں:	۸۸
۱۰۴	باب نمبر ۸۰	۸۹
۱۰۵	سوال: (۱۹۴) ہدیہ لینے پر منکرین کا اعتراض:	۸۹

۱۰۶	حضرت مبارک کے بارے میں لکھا، ہزار کا نوٹ دینے پر ہنستا ہے۔	۸۹
۱۰۷	الجواب:(۱)	۸۹
۱۰۸	حضرت اقدس (صوفی نثار الحق سیفی) حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کے پاس باڑہ گئے تھے	۸۹
۱۰۹	مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں:	۸۹
۱۱۰	الجواب:(۲)	۹۱
۱۱۱	حضرت سیدی شیخ یوسف عجمی علیہ الرحمۃ اپنی خانقاہ کے دربان سے فرمایا کرتے تھے	۹۱
۱۱۲	الجواب:(۳)	۹۲
۱۱۳	شیخ محمد خیر طمعہ حلبی، البخاری، الشامی علیہ الرحمۃ، لکھتے ہیں:	۹۲
۱۱۴	''اے بلال! فقیر ہو کر مرنا غنی ہو کر نہ مرنا۔''	۹۲
۱۱۵	فتوح کو رد نہیں کرنا چاہیے:	۹۵
۱۱۶	شیخ المشائخ امام شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی بغدادی شافعی قدس سرہ، متوفی ۶۳۲ھ لکھتے ہیں	۹۵
۱۱۷	عطایا قبول کرنا:	۹۶
۱۱۸	صاحب فتوح صرف فتوح میں بھی اشارہ غیبی کا منتظر رہتا ہے:	۹۶
۱۱۹	فتوحات کے بارے میں چند حکایات:	۹۷
۱۲۰	رزق شوم نہیں بلکہ مبارک ہے:	۹۸
۱۲۱	معاش کا دروازہ کلید قدرت الٰہی سے کھولو:	۹۸
۱۲۲	بے ضرورت طلب کرنے والا صوفی نہیں ہے!	۹۹
۱۲۳	حلال چیز ملنے پر قبول کرلو:	۱۰۰
۱۲۴	حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:	۱۰۰
۱۲۵	باب نمبر ۸۱	۱۰۵
۱۲۶	سوال:(۱۹۵) دیوبندیوں کے مولانا محمد الیاس گھمن نے بطورِ اعتراض لکھا:	۱۰۵
۱۲۷	غوث پاک کی انبیاء علیہم السلام پر فضیلت	۱۰۵
۱۲۸	الجواب:	۱۰۵

۱۲۹	حضرت عمر بن خطاب ﷺ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی ﷺ کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے اس امت کا یوسف کہا کرتے تھے۔	۱۰۵
۱۳۰	مولانا جلال الدین، رومی، بلخی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۲ھ، لکھتے ہیں:	۱۰۶
۱۳۱	علامہ نعیم اللہ بہڑائچی، نقشبندی، مظہری علیہ الرحمۃ، متوفی، ۱۲۸۴ھ لکھتے ہیں:	۱۰۶
۱۳۲	قطب الاقطاب شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:	۱۰۶
۱۳۱	حضرت مبارک علیہ الرحمۃ مرشدِ گرامی کی نظرِ التفات:	۱۰۹
۱۳۲	خدا نے مجھ سے پوچھا کہ تم میری درگاہ میں کیا تحفہ لائے ہو؟ تو میں عرض کروں گا کہ ''ثناء اللہ پانی پتی''۔ علیہ الرحمۃ	۱۰۹
۱۳۳	باب نمبر ۸۲	۱۱۰
۱۳۴	زیادہ بیویاں	۱۱۰
۱۳۵	سوال: (۱۹۶) بطورِ اعتراض حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کی کل شادیاں ۷ ہوئیں جن میں سے ۴ ازواج وقتِ وصال موجود تھیں۔	۱۱۰
۱۳۶	اس امت کا بہتر آدمی وہ ہے جس کی زیادہ بیویاں ہوں۔	۱۱۰
۱۳۷	شیخ خراسان کا واقعہ:	۱۱۰
۱۳۸	امام شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی بغدادی شافعی قدس سرہ، متوفی ۶۳۲ھ لکھتے ہیں:	۱۱۰
۱۳۹	ان کو بیوی کی کس قدر احتیاج ہے:	۱۱۱
۱۴۰	حضرت جنید علیہ الرحمۃ کا یہ حال تھا کہ وہ فرماتے تھے کہ مجھے بیوی کی اتنی ہی احتیاج ہے جس قدر مجھے غذا کی ضرورت ہے	۱۱۱
۱۴۲	یہ لوگ کھاتے بہت ہیں' تو انہوں نے جواب دیا کہ تم بھی ان کی طرح کھانے لگو اگر تم ان کی طرح بھوکے رہو۔	۱۱۱
۱۴۳	دوسری برائی یہ ہے کہ وہ نکاح بہت کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر تم بھی اتنے ہی باعصمت بن جاؤ جتنے وہ باعصمت ہیں۔	۱۱۱
۱۴۴	شادیوں میں بھی دینی مصلحتیں تھیں۔	۱۱۲
۱۴۵	امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی طوسی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:	۱۱۳
۱۴۶	حسن طلاق بہت دیتے ہیں پس تم ان کو اپنی بیٹیاں نہ بیاہو۔	۱۱۳
۱۴۷	یا امیر المومنین بخدا جس قدر امام حسن ﷺ نکاح کرنا چاہیں گے ہم ان کو لڑکیاں دیں گے	۱۱۳

۱۴۸	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا زیادہ نکاح کرنا وہ عادت ہے جو آنحضرت ﷺ کی عادت سے زیادہ ملتی ہے اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اسی (۸۰) عورتوں سے نکاح کیا تھا	۱۱۵
۱۴۹	پس معلوم ہوا کہ شادی کرنا دنیاداری میں داخل نہیں ہے	۱۱۵
۱۵۰	شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ نے اسی برس کی عمر میں چار شادیاں کی تھیں۔	۱۱۵
۱۵۱	میری عمر کے دس پندرہ روز ہی باقی ہیں تب بھی میں شادی کروں	۱۱۵
۱۵۲	خطیب بغدادی علیہ الرحمۃ نے بیان کیا کہ انہوں نے نوسو عورتوں سے نکاح کیا اور ۹۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔	۱۱۵
۱۵۳	باب نمبر ۸۳	۱۱۸
۱۵۴	نکاح اسرارِ نبوت:	۱۱۸
۱۵۵	علامہ اسماعیل حقی حنفی، قدس سرہ، متوفی، ۱۱۳۷ھ، لکھتے ہیں:	۱۱۸
۱۵۶	حضرت ابوالحسن علی بن جعفر خرقانی، قدس سرہ، متوفی، ۴۲۵ھ لکھتے ہیں:	۱۱۹
۱۵۷	”سارہ کے ساتھ جہاں تک ہو سکتے نرمی سے پیش آؤ،	۱۱۹
۱۵۸	سید محمد بن مبارک کرمانی، میر خورد، چشتی علیہ الرحمۃ، متوفی، ۷۷۰ھ، لکھتے ہیں:	۱۱۹
۱۵۹	خدا تعالیٰ کے حکم سے ایک عورت ان پیغمبر علیہ السلام کے نکاح میں آئی	۱۱۹
۱۶۰	جب گھر میں جا کر کھانا مانگا تو عورت نے کھانا نہیں دیا	۱۱۹
۱۶۱	مولانا جلال الدین، رومی، بلخی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۲ھ، لکھتے ہیں:	۱۲۰
۱۶۲	حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی طوسی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:	۱۲۱
۱۶۳	تعجب نہ کرو، اس لئے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے درخوست کی تھی کہ جو کچھ آخرت میں مجھے سزا دینی ہو وہ دنیا میں دے	۱۲۱
۱۶۴	آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اس بھیڑیے (یعنی بیوی کی بدزبانی) کا بوجھ نہ اٹھاؤں تو شیر میرا بوجھ کیسے اٹھائے؟۔	۱۲۴
۱۶۵	حضرت ابوالحسن علی بن جعفر خرقانی، قدس سرہ، متوفی، ۴۲۵ھ لکھتے ہیں:	۱۲۴
۱۶۶	حضرت مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ اس عورت سے نکاح کرو اور اس کی بدزبانی و ایذا پر صبر کرو گے تو تم کو نوازلیا جائے گا	۱۲۵
۱۶۷	باب نمبر ۸۴	۱۲۷
۱۶۸	کھانا	۱۲۷

۱۶۹	سوال: (۱۹۷) حضور سیدی حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کے ایک خلیفہ مطلق کا بیان ہے فرماتے ہیں:	۱۲۷
۱۷۰	بزرگوں کے اقوال: ان کو بیوی کی کس قدر احتیاج ہے	۱۲۷
۱۷۱	مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں:	۱۲۸
۱۷۲	جس قدر لڑکے حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ السلام کے سبب قتل کیے گئے۔ ان سب مقتولوں کی استعدادیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منتقل ہوگئیں۔	۱۲۸
۱۷۳	آیت قرآنی کی لطیف تشریح:	۱۲۸
۱۷۴	لقمہ حلال:	۱۳۵
۱۷۵	حضرت مولانا شہاب الدین نواسہ حضرت سید امیر حمزہ بن حضرت سیدی شیخ الشیوخ سید امیر کلال قدس سرہ، متوفی ۷۷۲ھ، فرماتے ہیں:	۱۳۵
۱۷۶	خواجہ محمد باقی باللہ، کابلی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۱۳ھ، لکھتے ہیں:	۱۳۶
۱۷۷	محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ، متوفی، ۱۰۵۴ھ، لکھتے ہیں:	۱۳۶
۱۷۸	شکر گزاری کی نیت سے مزیدار کھانا بنانا:	۱۳۷
۱۷۹	مولانا جلال الدین، رومی، بلخی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۲ھ، لکھتے ہیں:	۱۳۷
۱۸۰	کھانا اس طرح نہ کھائیں کہ کوئی آنکھ ہم کو دیکھ رہی ہو:	۱۳۸
۱۸۱	علماء وصالحین کو عمدہ کپڑے پہنتے اور لذیذ غذائیں کھاتے دیکھ کر جلدی سے ان پر اعتراض نہ کریں	۱۳۸
۱۸۲	باب نمبر ۸۵	۱۳۹
۱۸۳	سوال: (۱۹۸) سیّدہ کا غیر سیّد سے نکاح کرنا جائز ہے:	۱۳۹
۱۸۴	علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری، قرطبی علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۱ھ، لکھتے ہیں:	۱۳۹
۱۸۵	باب نمبر ۸۶	۱۴۵
۱۸۶	خوابوں کا بیان:	۱۴۵
۱۸۷	سوال: (۱۹۹) اعتراض (۱): مولانا محمد بشیر القادری کراچی والے نے لکھا	۱۴۵
۱۸۸	توسیفیو! اگر خواب کو تمہارے پیر نے دلیل شرعی نہیں بنایا تھا تو اپنے سالکین کے لئے اپنی کتاب میں یہ تمام خواب کیوں درج کئے؟	۱۴۵
۱۸۹	تمہارے پیر نے خود ہی خوابوں کو دلیل بنایا	۱۴۵

۱۹۰	پیر سیف الرحمٰن نے اپنی کتاب میں تمام کے تمام خواب اسی لئے تحریر کئے ہیں تا کہ سارے دعوؤں کی دلیلیں بنیں۔	۱۴۵
۱۹۱	تمام سیفیوں مع پیر مغاں صاحب کو بھی کھلا چیلنج دیتے ہیں	۱۴۵
۱۹۲	سوال: (۲۰۸) فرقہ سیفیہ کا عقیدہ:	۱۴۷
۱۹۳	''الحمد للہ ہم ملفوظات اعلی حضرت کی وہ عبارت اور سیف الرحمٰن کی اس ملعون عبارت کا موازنہ غیر جانبدار علماء کے ذریعہ کرانے کیلئے ہر جگہ تیار ہیں۔	۱۴۷
۱۹۴	اعلی حضرت (قدس سرہ) کے ملفوظات والے خواب:	۱۴۷
۱۹۵	الجواب:	۱۴۸
۱۹۶	تو بات کو سمجھنے (تولنے) کے بعد کر، جس چیز کو کہنا چاہتا ہے،	۱۴۸
۱۹۷	خواب کا سبب	۱۴۸
۱۹۸	علامہ محمد عبد الرؤف مناوی، شافعی، قدس سرہ، متوفی ۱۰۳۱ھ، لکھتے ہیں:	۱۴۸
۱۹۹	خواب دیکھنے والے کا مذاق نہ اڑایا جائے:	۱۴۹
۲۰۰	حدیثِ پاک میں خواب کی اہمیت:	۱۴۹
۲۰۱	قربِ قیامت میں خواب سچے ہوں گے:	۱۴۹
۲۰۲	امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:	۱۴۹
۲۰۳	سچے آدمی کا خواب سچا ہوتا ہے:	۱۵۰
۲۰۴	قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی مظہری، حنفی علیہ الرحمۃ متوفی، ۱۸۱۰ھ، لکھتے ہیں:	۱۵۰
۲۰۵	صالحین کی خدمت:	۱۵۱
۲۰۶	والدِ محترم کی بشارت، (سنو مولانا محمد بشیر القادری کراچی والے) الجواب:	۱۵۱
۲۰۷	درج ذیل خواب وہ ہے جس پر لوگوں نے اعتراض کیا!	۱۵۲
۲۰۸	الجواب: (۱) امام یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ، لکھتے ہیں:	۱۵۳
۲۰۹	حضور کریم ﷺ نے فرمایا ابوبکر! آگے بڑھیں اور ہمیں نماز پڑھائیں	۱۵۳
۲۱۰	استاذ کامل حضرت سید محمد حقی شاذلی المصری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:	۱۵۳
۲۱۱	علامہ محمد بن عمر بن واقد السہمی الأسلمی بالولاء، المدنی، أبوعبداللہ، الواقدی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۲۰۷، ھ، لکھتے ہیں:	۱۵۴

۲۱۲	حضور اکرم ﷺ کا نماز میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرنا:	۱۵۴
۲۱۳	علامہ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر، شافعی، متوفی، ۷۷۴ھ، لکھتے:	۱۵۴
۲۱۴	رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کرنا	۱۵۵
۲۱۵	علامہ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر، شافعی، متوفی، ۷۷۴ھ، لکھتے:	۱۵۵
۲۱۶	ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی امامت نہ کرائے	۱۵۷
۲۱۷	نماز پر ہمیشگی اور مداومت	۱۵۷
۲۱۸	ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں پہلو پر:	۱۵۸
۲۱۹	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تکرار کی وجہ:	۱۵۸
۲۲۰	ظہر کی نماز میں شمولیت:	۱۵۹
۲۲۱	کیا رسول اللہ ﷺ مقتدی تھے؟	۱۶۰
۲۲۲	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی زندگی میں ۱۷ نمازیں پڑھائیں:	۱۶۱
۲۲۳	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، برقعہ پوش ہو کر اقتداء فرماتے ہیں:	۱۶۲
۲۲۴	امام جلال الدین سیوطی، رحمۃ اللہ علیہ، متوفی، ۹۱۱ھ، لکھتے ہیں:	۱۶۳
۲۲۵	مولانا جلال الدین، رومی، بلخی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی، ۶۷۲ھ، لکھتے ہیں:	۱۶۳
۲۲۶	علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، قدس سرہ، متوفی، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:	۱۶۳
۲۲۷	شیخ محمد خیر طمعہ حلبی، البخاری، الشامی، رحمۃ اللہ علیہ، لکھتے ہیں:	۱۶۳
۲۲۸	خوابوں کا مطلقاً انکار کفر ہے:	۱۶۴
۲۲۹	سورۂ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:	۱۶۵
۲۳۰	حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص نیک خوابوں پر ایمان نہیں رکھتا وہ اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔	۱۶۵
۲۳۱	علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری، قرطبی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی، ۶۷۱ھ، لکھتے ہیں:	۱۶۵
۲۳۲	حضرت ابومحمد عبدالقادر جیلانی، حنبلی، رحمۃ اللہ علیہ، متوفی، ۵۶۱ھ، لکھتے ہیں:	۱۷۱
۲۳۳	نیند میں انسان جو واقعات دیکھتا ہے ان کی کوئی نہ کوئی تعبیر ہوتی ہے	۱۷۵
۲۳۴	خوابِ نبوت کا چھیالیسواں حصہ:	۱۸۰

۲۳۵	علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، متوفی، قدس سرہ، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:	۱۸۰
۲۳۶	علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۹۴۲ھ، لکھتے ہیں:	۱۸۱
۲۳۷	عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب	۱۸۲
۲۳۸	علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی علیہ الرحمۃ، متوفی، ۹۴۲ھ، لکھتے ہیں:	۱۸۴
۲۳۹	خواب: (۱۱) ملّا میراجان صاحب اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں	۱۸۶
۲۴۰	الجواب:	۱۸۷
۲۴۱	(۱) خیموں کا دیکھنا، اس کی تعبیر سرکارِ دو عالم ﷺ کے واسطے سے چاروں نسبتیں،	۱۸۷
۲۴۲	دعویٰ نمبر ۱۲: غوث پاک رضی اللہ عنہ کے کمالات، علوم اور باطنی طاقتیں پیر (سیف الرحمٰن) صاحب کے پاس ہیں۔	۱۸۸
۲۴۳	دعویٰ نمبر ۲:۔ کامل ومکمل پیر اور اخص الخواص ولی ہوں۔	۱۸۸
۲۴۴	فقیر بحمداللہ شیخ احمد ثانی (مجدد الف ثانی) ہے اور مجدد عصر ہے۔	۱۸۸
۲۴۵	(ایک اور عبارت میں مولوی ضیاء اللہ بھی شیخ احمد ثانی ہے)	۱۸۸
۲۴۶	خواب (۳): محمد عارف صاحب آخند ادہ سیفی ساکن بڈھ بیر پشاور اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے	۱۸۸
۲۴۷	الجواب:	۱۹۰
۲۴۸	(۱) اچانک زلزلہ شروع ہوا تو مسجد سے باہر نکل گیا جب زلزلہ ختم ہوا۔	۱۹۰
۲۴۹	یہ خواب حقیقت ہے حضرت مبارک علیہ الرحمۃ پر بڑی آزمائش آئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ختم کردیں	۱۹۰
۲۵۰	غوث الاعظم شیخ عبدلقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آزمائش سے کامیابی عطا فرمائی،	۱۹۰
۲۵۱	شیخ عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی، نابلسی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی ۱۱۴۳ھ، لکھتے ہیں:	۱۹۰
۲۵۲	چاند کی تعبیر دیوبندیوں کے نزدیک:	۱۹۱
۲۵۳	قدوۃ الاولیاء سیدی محمد الکبری علیہ الرحمۃ کے بارے میں:	۱۹۲
۲۵۴	حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، متوفی، قدس سرہ، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:	۱۹۲
۲۵۵	آدم بنوری علیہ الرحمۃ کی فوقیت امام مجدّد اعظم رضی اللہ عنہ پر، چشتیوں کی نسبت سے:	۱۹۳
۲۵۶	شیخ محمد اکرم بن محمد علی برسوی، حنفی، قدوسی، (زمانہ تالیف، ۱۱۳۰ھ) لکھتے ہیں:	۱۹۳
۲۵۷	مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں:	۱۹۳
۲۵۸	علامہ شیخ بدرالدین، نقشبندی مجددی سرہندی، قدس سرہ، لکھتے ہیں:	۱۹۴

۲۵۹	محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ ،متوفی، ۱۰۵۴ھ، لکھتے ہیں:	۱۹۴
۲۶۰	حضرت (مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ) کے لئے تعریفی جملے جو حضرت خواجہ درویشاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	۱۹۴
۲۶۱	الشیخ عبدالقادر الثانی، سیدنا ومولانا السید مہر علی شاہ	۱۹۵
۲۶۲	خواب (۱) خلیفہ سید عبدالاحد شاہ ساکن مسلم آباد کالا کلے سوات، اپنا ایک خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے	۱۹۵
۲۶۳	الجواب:	۱۹۶
۲۶۴	دیوبندیوں کے مولانا اللہ یار خان دیوبندی نے لکھا: دعویٰ (نمبر،۱):	۱۹۶
۲۶۵	دعویٰ (نمبر، ۲):	۱۹۶
۲۶۶	(۲) خواب قاری عبدالصمد بن صوفی محمد ظاہر صاحب آف نعمان خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے	۱۹۶
۲۶۷	الجواب: (نمبر،۱)	۱۹۷
۲۶۸	اگر کوئی شخص حضرت محمد مصطفی ﷺ کو خواب میں دیکھے	۱۹۷
۲۶۹	جواب: (۲)	۱۹۸
۲۷۰	عبدالغنی، نابلسی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی ۱۱۴۳ھ، لکھتے ہیں:	۱۹۸
۲۷۱	بطورِ اعتراض، خواب میں سیلاب اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنا:	۱۹۸
۲۷۲	الجواب:	۱۹۹
۲۷۳	(۱) خواب میں سیلاب، اس کو خواب میں دیکھنا دشمن کے ہجوم پر دلالت کرتا ہے،	۱۹۹
۲۷۵	(۲) سیلاب کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نظر آئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نظر آئیں	۱۹۹
۲۷۶	علامہ شیخ بدرالدین، نقشبندی مجددی سرہندی، قدس سرہ، لکھتے ہیں:	۲۰۰
۲۷۷	(۱۲) اسی طرح ملّا میر اجان صاحب ایک اور خواب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں	۲۰۱
۲۷۸	حضرت مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو ذکر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ اللہ ﷻ ورسول اللہ ﷺ اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے نزدیک مقبول ہے	۲۰۲
۲۷۹	باب نمبر ۸۷	۲۰۳
۲۸۰	دنیا میں ولیوں کی صف میں قیامت میں نبیوں کی صف میں:	۲۰۳
۲۸۱	سوال: (۲۱۳) مولانا محمد بشیر القادری کراچی والے نے اور دیوبندیوں کے مولانا محمد الیاس گھمن نے لکھا	۲۰۳
۲۸۲	دعوی نمبر ۱۵: پیر صاحب مبارک دنیا میں ولی اور آخرت میں نبی ہوں گے۔	۲۰۳

۲۸۳	حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب اگرچہ ولی ہیں۔ نبی نہیں ہیں۔لیکن میں اس علوشان کی وجہ سے اس ہستی کو قیامت کے دن انبیاء کی صف میں کھڑا کروں گا۔	۲۰۳
۲۸۴	(۵) خواجہ محمد حضرتؒ کا مرید محمدؐ یعقوب: اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہے	۲۰۳
۲۸۵	الجواب:	۲۰۴
۲۸۶	جو انبیاء ہیں نہ شہداء، لیکن اللہ کی طرف سے قیامت کے روز ان کے ملنے والے رتبے پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔	۲۰۴
۲۸۷	انصار کے آزاد کردہ غلام:	۲۰۴
۲۸۸	مولانا جلال الدین، رومی، بلخی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۲ھ، لکھتے ہیں:	۲۰۵
۲۸۹	ابو محمد عبدالقادر جیلانی، حنبلی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۵۶۱ھ، لکھتے ہیں:	۲۰۵
۲۹۰	آج لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ہر ولی بلاشک وشبہ عالم عامل ہے جبکہ ہر عالم ولی نہیں۔	۲۰۷
۲۹۱	العلماء ورثۃ الانبیاء سے کون مراد ہیں:	۲۰۷
۲۹۲	ایک حدیث کا مفہوم:	۲۰۸
۲۹۳	اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو کہ نبی نہیں مگر انبیاء علیہم السلام ان کے مقام اور ان کے رب کے دربار میں قرب کی وجہ سے ان پر رشک کرتے ہیں؟	۲۰۸
۲۹۴	پس وہ قیامت کے دن راحت پانے والے ہیں۔ انہیں زبردست گھبراہٹ سے غم نہ ہوگا۔	۲۰۸
۲۹۵	شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۳۴ھ، لکھتے ہیں	۲۰۹
۲۹۶	روز قیامت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۲۰۹
۲۹۷	علامہ محمد بن یحیٰ التاذفی الحلبی علیہ الرحمۃ، متوفی، ۹۶۳ھ لکھتے ہیں:	۲۰۹
۲۹۸	باب نمبر ۸۸	۲۱۱
۲۹۹	ذرا ایمان سے بتاؤ مولانا محمد بشیر القادری (الفتنۃ الشدیدۃ) کس کی کتاب ہے، قاری علامہ اظہری ضلع اٹک حضرو چھچھ کی یا تمہاری؟	۲۱۱
۳۰۰	شریعت کی طرف دعوت دینے والے مظلوم پیر محمد چشتی شیخ الحدیث صاحب کو کافر	۲۱۱
۳۰۱	مجھے بھی ان ہی کی طرح اشد کافر اور معاند حق قرار دیا ہے۔	۲۱۱
۳۰۲	مجھے بھی سیفیوں نے یہی جھانسہ دیکر خانقاہ سیفیہ میں بھیجا تھا	۲۱۱

۳۰۳	اب میں کسی دوسرے علاقے کے متعلق تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔صرف حلقہ چھچھ کے سیفیوں کے متعلق حدتواتر سے زیادہ گواہ پیش کرسکتا ہوں۔	۲۱۲
۳۰۴	یہ چھچھ کہاں ہے اور بشیر القادری کہاں رہتا ہے!	۲۱۲
۳۰۵	باب نمبر ۸۹	۲۱۳
۳۰۶	تذکرہ سیرت حضرت مبارک علیہ الرحمۃ	۲۱۳
۳۰۷	مولانا جلال الدین، رومی، بلخی، علیہ الرحمۃ، متوفی، ۶۷۲ھ، لکھتے ہیں:	۲۱۳
۳۰۸	مردانِ حق کا قبلہ نیک اعمال ہیں۔نالائق کا قبلہ جہل دلیل ہے۔	۲۱۵
۳۰۹	مبارک صاحب علیہ الرحمۃ کی ولادت باسعادت:	۲۱۵
۳۱۰	نام، نسب اور القابات:	۲۱۵
۳۱۱	امر وجوب کیلئے ہوتا ہے:	۲۱۵
۳۱۲	ملّا جیون جونپوری، قدس سرہ، متوفی ۱۱۳۰ھ، لکھتے ہیں:	۲۱۵
۳۱۳	علامہ عبدالوہاب شعرانی، شافعی، متوفی، قدس سرہ، ۹۷۳ھ، لکھتے ہیں:	۲۱۶
۳۱۴	شاہ ابوالحسن احمد نوری علیہ الرحمۃ، متوفی، ۱۳۲۴ھ، لکھتے ہیں:	۲۱۶
۳۱۵	علامہ اسماعیل حقی، بروسی، حنفی، قدس سرہ، متوفی، ۱۱۳۷ھ، لکھتے ہیں:	۲۱۶
۳۱۶	علامہ محمد بن سلیمان بغدادی حنفی، نقشبندی علیہ الرحمۃ، متوفی، ۱۲۳۴ھ، لکھتے ہیں:	۲۱۶
۳۱۷	بچپن:	۲۱۷
۳۱۸	تعلیم وتربیت:	۲۱۷
۳ ۱۹	تحصیل علم کیلئے سفر:	۲۱۷
۳۲۰	آپ کے اساتذہ میں سے چند ایک کے اسماء	۲۱۸
۳۲۱	علامہ محمد عبدالرؤف مناوی، شافعی، قدس سرہ، متوفی ۱۰۳۱ھ، لکھتے ہیں:	۲۱۸
۳۲۲	علم، تعلیم	۲۱۸
۳۲۳	قطغن تشریف آوری:	۲۱۸

۳۲۴	یہ دشت ارچی کی زمین کبھی آباد نہیں ہوسکتی۔	۲۱۹
۳۲۵	مولانا محمد ہاشم سمنگان علیہ الرحمۃ کا کشف، حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کو ارشادِ خط مطلق عطا فرمایا	۲۱۹
۳۲۶	محمد ہاشم کشمی، برہانپوری، نقشبندی مجددی، قدس سرہ، متوفی، ۱۰۴۵ھ، لکھتے ہیں:	۲۱۹
۳۲۷	صنم کے واسطے جو شمع وگل ہے۔ جھگڑتے ہیں پتنگے اور بلبل	۲۲۱
۳۲۸	ازدواجی زندگی :	۲۲۳
۳۲۹	اولادِ امجاد:	۲۲۳
۳۳۰	اولاد مبارک:	۲۲۳
۳۳۱	غازی اپنے بیٹے کے ہاتھ میں پہلے لکڑی کی تلوار تھماتا ہے	۲۲۴
۳۳۲	مولانا احمد سعید عرف یارجان فرماتے ہیں:	۲۲۴
۳۳۳	مبارک علیہ الرحمۃ ہم پر کڑی نظر رکھتے اور ہمیں کہیں جانے نہیں دیتے تھے	۲۲۴
۳۳۴	علامہ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی مظہری، حنفی، علیہ الرحمۃ متوفی، ۱۸۱۰ھ، لکھتے ہیں:	۲۲۴
۳۳۵	پیر طریقت کو چاہئے کہ باوقار رہے اور نہ گھر گھر گھومے	۲۲۴
۳۳۶	اس کی عظمت مرید کی نگاہ میں کم ہوگی تو مریدوں پر فیض کا دروازہ بند ہوجائے گا۔	۲۲۴
۳۳۷	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری، علیہ الرحمۃ متوفی، ۳۱۰، ھ، لکھتے ہیں:	۲۲۴
۳۳۸	میں نے تو تمہاری فلاح کیلئے اپنی پوری کوشش ختم کردی۔	۲۲۴
۳۳۹	مولانا احمد سعید عرف یارجان فرماتے ہیں:	۲۲۴
۳۴۰	تفسیر قرآن واحادیثِ مبارکہ پر حاشیہ:	۲۲۵
۳۴۱	علمِ حدیث میں گوہر افشانیاں:	۲۲۵
۳۴۱	(مخدوم زادہ ہم مانتے ہیں مگر اس کو منظرِ عام پر لاؤ)	۲۲۵
۳۴۳	فقہ واصولِ فقہ:	۲۲۵
۳۴۴	علم صرف ونحو پر نظر اور شریعت وطریقت:	۲۲۵
۳۴۵	فائدہ مجلس شوریٰ:	۲۲۵

۳۴۶	ایک خلیفہ اعظم فرماتے ہیں:	۲۲۵
۳۴۷	الجواب:	۲۲۶
۳۴۸	مولوی صاحب کراچی کا اختلاف ختم کراؤ، پھر پختوں خواں پشاور میں	۲۲۶
۳۴۹	حضرت مبارک علیہ الرحمۃ کی شفقت اپنے پیرزادوں کے ساتھ۔	۲۲۶
۳۵۰	اچھے کپڑے پہننا:	۲۲۷
۳۵۱	بزرگوں کی طرف سے قربانی کرنا:	۲۲۷
۳۵۲	داڑھی اور بالوں کو سنوارنا:	۲۲۸
۳۵۳	تاجدارِ مدینہ ﷺ جب نماز فجر پڑھ لیتے تو اُسی جگہ پر چار زانو بیٹھے رہتے یہاں تک کہ سورج اچھی طرح طلوع ہو جاتا۔	۲۲۹
۳۵۴	مبارک کے دست مبارک کی ایک نادر تحریر	۲۳۰
۳۵۵	عمامہ شریف کا اہتمام:	۲۳۰
۳۵۶	حضور ﷺ کی سنت کے مطابق عصا کا استعمال:	۲۳۰
۳۵۷	فقیر ہر وقت احیاء میں مشغول رہتا ثابت ہوتی ہے کہ فقیر محی السنہ ہے	۲۳۱
۳۵۸	کئی سال تک مکتوبات شریف کی تدریس فقیر نے کی ہے۔	۲۳۱
۳۵۹	اذکارِ معصومیہ	۲۳۱
۳۶۰	مبارک علیہ الرحمۃ بڑے ذوق وشوق سے کیا کرتے تھے۔	۲۳۱
۳۶۱	انسان کی پیدائش کا مقصد بندگی کے حقوق ادا کرنا ہے	۲۳۳
۳۶۲	حضرت بایزید علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ میں تیس سال تک مجاہدہ میں کوشاں رہا۔ میں نے اتباعِ شریعت سے زیادہ سخت کوئی عمل نہیں پایا۔	۲۳۴
۳۶۳	فضائل ذکر:	۲۳۵
۳۶۴	درجاتِ ذکر اور ہر درجہ کے فضائل:	۲۴۰
۳۶۵	کلمہ طیبہ کے فضائل	۲۴۰
۳۶۶	تلاوتِ قرآن مجید کے فضائل	۲۴۲

۳۶۷	نماز کی فضیلت:	۲۴۵
۳۶۸	فضائل نماز کے بارے میں احادیث:	۲۴۷
۳۶۹	فصل اوّل:	۲۵۳
۳۷۰	صبح وشام اور سونے، جاگنے کے وقت کی دعائیں۔	۲۵۴
۳۷۱	سوتے وقت اور بیدار ہوتے وقت کی دعائیں:	۲۶۲
۳۷۲	جب نیند سے آنکھ بیدار ہو تو یہ کلمہ پڑھے۔	۲۶۶
۳۷۳	آدابِ نماز اور دعاؤں کا بیان:	۲۶۸
۳۷۴	طہارت کے آداب	۲۶۹
۳۷۵	رات کو قرآن پڑھنے کی فضیلت:	۲۷۳
۳۷۶	مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت:	۲۷۴
۳۷۷	نمازِ فجر کے بعد ذکر:	۲۷۶
۳۷۸	آدابِ نماز:	۲۷۸
۳۷۹	سجدہ تلاوت کی دعائیں:	۲۸۳
۳۸۰	جلسہ کی دعا:	۲۸۳
۳۸۱	نماز کے بعد کی دعائیں:	۲۸۵
۳۸۲	ہر فرض نماز کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی پڑھے:	۲۸۸
۳۸۳	جمعہ، جماعت، صفِ اول اور مسجد کے فضائل	۲۹۱
۳۸۴	مسجد کے فضائل	۲۹۷
۳۸۵	جمعہ کے فضائل:	۳۰۰
۳۸۶	(انسان کو) استغفار بکثرت کرنا چاہئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:	۳۰۱
۳۸۷	درود شریف کے فضائل:	۳۰۳
۳۸۸	لاحول ولاقوۃ، تسبیح، تہلیل، تمجید اور تکبیر کی فضیلت۔	۳۰۵

۳۸۹	استخارہ کا بیان	۳۱۲
۳۹۰	استخارہ کا طریقہ:	۳۱۲
۳۹۱	صلوۃ تسبیح:	۳۱۳
۳۹۲	اہم نصائح اور مواعظ کا بیان	۳۱۳
۳۹۳	تقویٰ:	۳۱۸
۳۹۵	طاعات کا بیان:	۳۲۰
۳۹۶	کسب وتوکل کا بیان:	۳۲۰
۳۹۷	کھانا کھانے کا بیان:	۳۲۱
۳۹۸	نیت کو درست رکھنا:	۳۲۱
۳۹۹	گوشہ نشینی اور خاموشی کی طرف رغبت رکھو۔	۳۲۱
۴۰۰	مجلس اختیار کرنے کا بیان:	۳۲۲
۴۰۱	حُسنِ خلق:	۳۲۲
۴۰۲	گفتگو کرنا:	۳۲۳
۴۰۳	تمام امور میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا	۳۲۳
۴۰۴	اہل واعیال کے ساتھ برتاؤ:	۳۲۴
۴۰۵	سنت کی اتباع اور بدعت سے اجتناب:	۳۲۴
۴۰۶	قبض وبسط ونرمی کا بیان:	۳۲۴
۴۰۷	اتباعِ سلف کا بیان:	۳۲۶
۴۰۸	(انسان) افلاس کے خوف سے تنگدستی نہ کرے:	۳۲۷
۴۰۹	اس جگہ کی تنگی وہاں کی وسعت کا ثمر دینے والی ہے۔	۳۲۷
۴۱۰	فقیروں اور دینی بھائیوں کی خدمت سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے۔	۳۲۸
۴۱۱	جس حالت اور مقام پر تو نہیں پہنچا اس کے قریب پہنچنے سے پہلے اس کے بارے میں گفتگو نہ کر۔	۳۲۸
۴۱۲	آدابِ مشائخ:	۳۳۹

۴۱۳	منقبت درشان قیوم زمان حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب پیرارچی علیہ الرحمۃ	۳۳۱
۴۱۵	منقبت (۲)	۳۳۲
۴۱۶	منقبت (۳)	۳۳۳
۴۱۷	منقبت (	۳۳۴
۴۱۸	شجرہ شریف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ، معصومیہ، شمسیہ، مولویہ، ھاشمیہ، سیفیہ، (قدس اللہ سرہم)	۳۳۵
۴۱۹	اعتراضات پر شائع ہونے والی کتابوں، فتوی جات اور اشتہارات کے عکس	۳۳۷
۴۲۰	فرقہ سیفیہ کا تحقیقی جائزہ مؤلف: محمد الیاس گھمن	۳۳۹
۴۲۱	تبلیغ جماعت کے خلاف پیر محمد چشتی کا فتویٰ	۴۶۶
۴۲۲	پیر محمد چشتی کا خط بنام پیر سیف الرحمٰن	۴۸۶
۴۲۳	الجراحات علی المزخرفات (یعنی پیر اخندزادہ سیف الرحمٰن کے دجل وفریب کا آپریشن) مؤلف: پیر محمد چشتی	۴۸۹
۴۲۴	الفتنۃ الشدیدۃ مؤلف: بشیر القادری، اصل مصنف مولانا محمد اظہر اظہری چھاچھی والا	۵۷۰
۴۲۵	خطرہ کا سائرن مؤلف: ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی	۶۶۳
۴۲۶	تبرید الخاطر فی توضیح ذکر الذاکر (مخصوص متعلقہ صفحات) مؤلف: ابومقداد عبد المقدس جلبیؔ	۷۳۰
۴۲۷	اعتراضات پر اشتہارات	۷۸۶
۴۲۸	اعتراضات پر فتویٰ جات	۷۹۰
۴۲۹	شرعی بورڈ کا فیصلہ جات از: اہلسنت وجماعت	۸۱۱
۴۳۰	اصول تکفیر (مخصوص متعلقہ صفحات) مؤلف: پیر محمد چشتی	۸۱۴
۴۳۱	**تفصیلی فہرست**	۸۲۲

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ [illegible]

ترجمہ: اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا

گوئے توفیق و سعادت در میان افگندہ اند

کس بہ میدان در نمی آید سواران را چہ شد

ترجمہ: توفیق و سعادت کا گیند درمیان میں پڑا ہے، کوئی بھی میدان میں نہیں آتا سواروں کا کیا ہوا ہے

خوشتر آن باشد کہ سرّ دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران

ترجمہ: یہ بڑا اچھا طریقہ ہے کہ دوستوں کا راز، دوسروں کی بات میں ڈال کر بیان کر دیا جائے

عمدۃ المقامات

مع

عمدۃ الجوابات

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ پر کیے گئے

اعتراضات کے جوابات

جلد پنجم

از

مجلس شوریٰ مجدد الف ثانی ٹرسٹ

ناشر

تبلیغ صوفیاء دعوت الی الخیر